تفسیر محمود

جلد اول

افادات:

فقیہِ ملّت مفکرِ اسلام حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔

تفسیر محمود

جلد اول

سورہ الفاتحہ، سورہ بقرہ، سورہ العمران،
سورہ لنساء، سورہ مائدہ

افادات:
فقیہ ملت مفکر اسلام حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ
شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔

ترجمہ:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ لاہوری

جمعیت پبلیکیشنز
رحمان پلازہ مچھلی منڈی اُردو بازار، لاہور فون: 042-37361339
E-Mail: jamiatbooks@gmail.com

Tafseer-e-Mahmood
by
Maulana Mufti Mahmood
ISB No: 969-8793-55-0

ضابطہ

نام کتاب	:	تفسیر محمودؒ (جلد اوّل)
افادات	:	مولانا مفتی محمودؒ
اشاعتِ اوّل	:	جولائی ۲۰۰۶ء
اشاعتِ چہارم	:	مارچ ۲۰۱۱ء
سرورق	:	جمیل حسین
ناشر	:	محمد ریاض درانی
کمپوزنگ	:	التمش مبین
مطبع	:	اشتیاق اے مشتاق پرنٹنگ پریس
قیمت	:	-/1400 روپے
بہ اہتمام	:	محمد بلال درانی
قانونی مشیر	:	سید طارق ہمدانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
زیرِ سرپرستی	:	مفتی محمود اکیڈمی پاکستان

انتساب

محبِّ مکرم

حضرت مفتی محمد جمیل خان شہید

کے نام

ضبط واملاء

مولانا محمد یوسف خان استاذ الحدیث (جامعہ اشرفیہ لاہور)

مولانا حفیظ الرحمٰن بن مولانا صدر الشہید بنوں

مرتبین

مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان گورمانی (جامعہ فتاح العلوم گوجرانوالہ)

مولانا عبدالرحمٰن (خطیب جامع مسجد عالی موڑ سمن آباد لاہور)

پروفیسر امجد علی شاکر (پرنسپل گورنمنٹ کالج قصور)

حافظ محمد ریاض درانی (خطیب جامع مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ لاہور)

تصحیح

قاری محمد یوسف احرار

رجسٹرڈ پروف ریڈر، حکومت پنجاب

مولانا محمد عارف

اُستاذ جامعہ مدنیہ کریم پارک، راوی روڈ، لاہور

فہرست

جلد اوّل

سورۃ فاتحہ، سورۃ بقرہ، سورۃ آل عمران، سورۃ النساء، سورۃ مائدہ

جلد دوم

سورۃ انعام تا سورۃ الشعراء

جلد سوم

سورۃ نمل تا سورۃ الناس

عرضِ ناشر

آج جب تفسیر محمود شائع کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہا ہوں تو جذباتِ تشکر سے بھیگ سا گیا ہوں۔ یہ بات میرے حاشیۂ خیال میں بھی نہ آ سکتی تھی کہ میں ان سعادتوں سے بہرہ ور ہو سکوں گا۔ مگر رب کریم کی عنایتیں بھی عجیب ہوتی ہیں جب کسی کو عطا ہوں تو اُس کی طلب کا محدود دامن لامحدود نوازشوں کے سامنے عاجز سا ہو جاتا ہے اور اُس وقت کی کیفیت کے اظہار کے لیے الفاظ کم سے پڑ جاتے ہیں۔

مدتوں سے آرزو تھی کہ جمعیۃ علماء ہند اور جمعیۃ علماء اسلام کے اکابر کے علمی اور فکری کارناموں کو مرتب و مدون میں پیش کیا جائے۔ خصوصاً اُن تحریروں کو جو بوجوہ شائع نہ ہو سکیں یا ابھی تک ترتیب و تدوین کے مراحل سے ہی گزر نہ سکیں۔ اس سلسلے کے کئی منصوبے زیرِ غور ہیں۔ انھی میں سے ایک بڑا منصوبہ حضرت مولانا مفتی محمود کے علوم و افکار اور افتاء و نظریات کو جمع و تدوین کے بعد کتابی صورت میں پیش کرنا تھا۔

اس کام کے سلسلے میں میرے محبوب و مخدوم مولانا مفتی محمد جمیل خان شہید کی رہبری میرے کام آئی۔ انھوں نے مولانا مفتی محمود کے علمی خزانوں اور کارناموں کو پیش کرنے کے منصوبے کی طرف متوجہ کیا۔ انھی کی راہنمائی اور تعاون سے فتاویٰ مفتی محمود کی جمع و تدوین اور طباعت و اشاعت کا کام شروع ہوا۔ یہ کام جاری ہے اور اس بڑے منصوبے کے خدوخال نمایاں ہو کر سامنے آ گئے ہیں۔ اُمید ہے یہ منصوبہ کامیابی سے مکمل ہو گا۔ اہلِ علم اور اہلِ نظر نے اس منصوبے کو پذیرائی بخشی اور آج یہ کام ایک کارنامہ نظر آتا ہے۔

دوسرا منصوبہ حضرت مفتی صاحب کے تفسیری امالی کی اشاعت کا تھا۔ حضرت مفتی صاحب نے ۱۹۷۶ء میں حضرت امام لاہوری کے دورۂ تفسیر کے تسلسل میں اس سال قرآن مجید کی تفسیر پڑھائی، اگرچہ اُن کا رنگِ تفسیر مختلف اور اندازِ تفسیر جدا تھا، مگر یہ اُسی دورۂ تفسیر کا تسلسل تھا جو اب سے تقریباً پون صدی پہلے شروع ہوا تھا۔ مفتی محمد جمیل خان مرحوم نے مجھے اس منصوبے کی طرف متوجہ فرمایا۔ مولانا محمد یوسف خان نے کرم فرمایا کہ اپنے امالی کی کاپی بلاتکلف مجھے عنایت کر دی۔

یہی کاپی میرے محترم حضرت مفتی محمد عیسیٰ خان مدظلہ، مولانا عبدالرحمٰن اور پروفیسر امجد علی شاکر کی

مشترکہ سعی و کاوش سے مرتب و مربوط تفسیر کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ مجھے بھی ان کی مجلس علمی میں بیٹھنے اور بعض امور میں ان سے تعاون کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ کام قریب الاختتام تھا کہ جناب مولانا فضل الرحمٰن نے مولانا صدر الشہید کے صاحبزادے مولانا حفیظ الرحمٰن کے نوٹس بھی لا کر ہمارے حوالے کیے جن سے کئی نئی باتیں حاصل ہوئیں اور تفسیر میں مفید اضافے ہو سکے۔

یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے جس کی تکمیل پر میں اپنے محترم بزرگوں کے احسانات سے زیر بار ہوں۔ حضرت مفتی محمد جمیل خان کے عالم بالا میں بلندی درجات کے لیے دعا گو ہوں کہ ان کی توجہ ہی سے میں نے یہ منصوبہ شروع کیا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن نے خصوصی اجازت مرحمت فرمائی۔ مرتبین کی مجلس علمی کے لیے سراپا سپاس ہوں کہ انھوں نے بکھرے اور منتشر اوراق کو مرتب اور مربوط شکل عنایت کر دی۔

اس سلسلے میں محترم عتیق انور کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے فنی اور تکنیکی تعاون فرمایا۔ التمش کا شکریہ بھی واجب ہے کہ اُس نے جس خلوص اور نیک نیتی سے کمپوزنگ کا فریضہ ادا کیا وہ بغیر کسی اخلاص کے ممکن نہ تھا۔ آخر میں رب ذوالجلال کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے اس قدر عظیم توفیق بخشی جو میری صلاحیتوں اور حیثیتوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔

طبع دوم کے لیے چند باتیں

رب ذوالجلال کا بے حد و حساب کرم و احسان ہے کہ تفسیر محمود کی توقع سے زیادہ پذیرائی ہوئی۔ ابھی اس کی تقریب رونمائی کا ارادہ ذہن و دماغ میں تھا کہ دوسری بار طباعت کی نوبت آ گئی۔ اہل علم نے اس کی خوبیوں اور خوبصورتیوں کو سراہا اور طلبہ و عوام کی رغبت نے اسے قبولِ عام کا درجہ عطا کر دیا۔

بعض دوستوں نے بعض تسامحات کی نشاندہی فرمائی۔ کتابت کی چند اغلاط صاحبانِ ذوق کے لیے بار خاطر تھیں۔ دوسری اشاعت میں ان کی تصحیح کا اہتمام کر دیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ قارئین اس اشاعت کو شرفِ قبول بخشیں گے۔ ہماری خوش نصیبی ہے کہ پہلے ہفتے میں ہی یہ تفسیر پاکستان اور پاکستان سے باہر کے قارئین کی توجہ حاصل کرنے میں کامیابی رہی۔ اللہ تعالیٰ ہماری یہ سعی قبول فرمائے۔ والسلام

محمد ریاض درانی
مدیر جمعیۃ پبلی کیشنز، لاہور
مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ لاہور

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

قرآن کریم آسمانی کتابوں میں سے وہ آخری کتاب ہے جس کو ''ہدی للناس'' قرار دیا گیا۔ دوسری کتابیں اور صحیفے بھی اگرچہ آسمانی کہلاتے ہیں اور واقعی وہ آسمانی ہی ہیں' مگر ان کو کلام اللہ ہونے کا شرف و اعزاز حاصل نہیں تھا، اس لیے آج دنیا میں ان کا وجود اپنی اصل شکل میں موجود نہیں ہے۔

قرآن کریم چونکہ آسمانی کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ کلام الٰہی بھی ہے۔ کلام اللہ رب العالمین کی صفت ہے اور صفات الٰہی کو ذات الٰہی کی طرح دوام و بقا حاصل ہے' اس لیے قرآن کریم آج تک ٹھیک اسی طرح محفوظ و معصون ہے جس طرح وہ لوح محفوظ سے نازل ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے' اس لیے آج تک کوئی طالع آزما اس میں کسی قسم کی کمی' بیشی یا تحریف و تبدل کی جرأت نہیں کر سکا اور نہ ہی قیامت تک کوئی کر سکے گا۔

اللہ تعالیٰ کی اسی حفاظت و صیانت کی ذمہ داری کا ثمرہ اور نتیجہ ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ' معانی' حرکت' سکون اور رسم الخط تک بالکل اسی طرح محفوظ ہیں' جس طرح آج سے چودہ سو سال پیشتر اس کو مدون و مرتب کیا گیا تھا۔

قرآن کریم کی برکت سے عربی اور عرب بھی قیامت تک باقی اور محفوظ رہیں گے۔ اس سے ذرا اور آگے جائیے تو اندازہ ہوگا کہ قرآن کریم کی تلاوت' معنی اور مفہوم کے فہم میں معاون علوم کو بھی اس کی برکت سے دوام و بقا نصیب ہو گیا۔

قرآن کریم ضابطہ حیات' دستور زندگی اور انسانیت کی ہدایت کا ذریعہ ہے' اس لیے ضرورت تھی کہ اس میں درج ایک ایک حکم کی واضح طور پر نشاندہی ہوتا کہ مخلوق کو خالق کی ہدایت اور عبد کو معبود کے پیغام سے آگاہی و آشنائی ہو۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر وتشریح کے لیے آقائے دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ۲۳ سالہ زندگی میں اس کے ایک ایک حکم اور ایک ایک جزو کی تفصیلات سے اُمت کو آگاہ کیا۔ اگر دیکھا جائے تو پورا ذخیرہ حدیث اسی قرآن کریم کی تشریح وتفسیر اور مراد خداوندی کی تفصیلات کے بیان پر مشتمل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرات صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ مجتہدین اور علمائے اُمت نے اس خدمت کو سرانجام دیا۔ بعدازاں اُمت کے اکابر نے قرآن کریم کی تفسیر وتشریح کے لیے باقاعدہ اصول وضوابط اور شرائط وقوانین مدون فرمائے تو تفسیر کے ساتھ ساتھ اصول تفسیر نے بھی ایک مستقل فن کی شکل اختیار کر لی۔ حضرات فقہائے اُمت نے نصوص قرآن کو عبارت النص' دلالت النص اور اشارۃ النص وغیرہ پر تقسیم کیا اور ان کی مدد سے احکام شریعت کے درجات متعین فرمائے' ان کی روشنی میں احکام ومسائل مستنبط فرمائے اور احکام ومسائل کے لیے دلائل مہیا فرمائے۔

چنانچہ قرآن حکیم کی نبوی تفسیر کے علاوہ حضرات صحابہ کرام کی تشریحات کو علمائے اُمت نے یکجا مرتب ومدون کرنا شروع کیا تو ضخیم کتب تفسیر وجود میں آ گئیں اور ہر دور کے اکابر نے اپنے اپنے انداز اور ضروریات کے مطابق قرآن کے علوم ومعارف کو سمجھانے کی سعی کی۔

چودہ سو سال سے علمائے اُمت نے اپنی صلاحیتوں کو اس کتاب مقدس کی خدمت کے لیے وقف کیے رکھا، مگر زیادہ تر تفسیریں عربی زبان میں تھیں اور عربی دان علماء ہی اس سے مستفید ہوتے تھے۔ جوں جوں اسلام عرب سے نکل کر اکناف عالم میں پھیلا تو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ قرآن کریم کی تعلیمات کو ان علاقوں کے مقامی لوگوں تک پہنچایا جائے' چنانچہ ابنائے اسلام نے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اس خدمت کو سنبھال لیا۔

ہندوستان کے عوام کی مشترکہ زبان اُردو تھی' اس لیے یہاں کے اکابر علماء نے قرآن کریم کو اُردو کے قالب میں ڈھالنے میں شب وروز ایک کر دیئے' چنانچہ ہندوستان میں سب سے پہلے مقبول وجامع فارسی ترجمہ کا اعزاز حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کے حصہ میں آیا تو اس کے اُردو ترجمہ کا اعزاز ان کے خلف حضرت مولانا شاہ عبدالقادر دہلویؒ کے حصہ میں آیا۔

بلاشبہ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے اور اس کا ترجمہ وتشریح دراصل مراد خداوندی کے تعین وتبیین کے مترادف ہے' اس لیے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس میں کس قدر حزم واحتیاط کی ضرورت تھی۔ اکابر علمائے دیوبند نے اس حساس اور اہم خدمت کے لیے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر نہایت مستعدی سے اس کام کو سنبھالا۔ اسی کی برکت ہے کہ آج ہندوپاک میں اُردو زبان میں تفسیر قرآن کا نہایت ہی لائق اعتماد تفسیری

ذخیرہ موجود ہے۔

ہر شخص اس بات کی استعداد نہیں رکھتا کہ وہ قرآن کریم کی ضخیم وعظیم تفاسیر سے براہِ راست اخذ و استفادہ کر سکے۔ دوسری جانب مسلمانوں کی غالب اکثریت قرآن کریم کو پڑھنا اور اس کے معنیٰ، مفہوم اور مراد کو سمجھنا اور جاننا چاہتی تھی، مگر اس کے پاس فرصت وفراغت کا فقدان تھا، یا ان کے معروضی حالات و مصروفیات اس کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اسی طرح وہ طلبہ جو عصری اور دینی مدارس میں زیر تعلیم تھے، مگر قرآنی علوم ومعارف سے آگاہی چاہتے تھے، ان کی ضرورت، طلب، ذوق وشوق اور خواہش وآرزو کی تکمیل کے لیے اکابر علمائے اُمت نے جہاں محلّہ محلّہ میں یومیہ دروس قرآن کا نظم قائم کیا، وہاں قرآن کریم کی تفسیر پر مشتمل مختصر مدت کے تفسیری دورے جاری فرمائے۔ اس سلسلہ میں پاکستان کی حد تک امام الاولیاء حضرت مولانا حسین علیؒ واں بھچراں ضلع میانوالی، حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ، امام التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، امام الزاہدین حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ، حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم اور مولانا غلام اللہ خانؒ کے مختصر تفسیری دورے قابل ذکر ہیں، جنھوں نے ملک بھر میں خاصی شہرت حاصل کی اور ان سے اسلامیان پاکستان کو بھرپور نفع ہوا۔

آخر ش ۱۹۷۶ء میں محمود الملت والدین، مفکر اسلام، قائد جمعیت علمائے اسلام حضرت اقدس مولانا مفتی محمود قدس سرہ نے امام اولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی علمی جولانگاہ شیرانوالا گیٹ لاہور میں حضرات اکابر علماء واہل علم کی خواہش پر دورۂ تفسیر پڑھانے کی ذمہ داری قبول فرمائی تو ملک بھر کے علماء، طلبہ، صلحاء اور عوام وخواص نے اس میں بھرپور شرکت فرما کر قرآن کریم کے علوم ومعارف سمیٹنے کی سعی وکوشش کی۔

اس موقع پر حضرت مفتی محمودؒ کے دورۂ تفسیر میں شریک ہونے والے متعدد اہل علم نے ان کے تفسیری نکات اور فوائد کو قلم بند بھی کیا۔ عین ممکن ہے کہ کچھ حضرات نے اس کی کیسٹ بھی کی ہو۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو اس خوان یغما پر لٹائے گئے موتیوں کی حفاظت وصیانت کا قابل قدر انتظام نہیں کیا جاسکا۔

بایں ہمہ بعض قدر دانوں نے اس موقع پر بھی قلم وقرطاس کی مدد سے کچھ خزینے محفوظ کر لیے اور اب تک وہ خزینے دفینوں کی شکل میں محفوظ چلے آرہے تھے، مگر عوام وخواص حتیٰ کہ علماء کی نگاہوں سے وہ پردۂ خفا میں تھے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہمارے ممدوح حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہید کو جنھوں نے قرآن کریم سے عشق ومحبت اور حضرت مولانا مفتی محمود قدس سرہ سے محبت وعقیدت اور قلبی لگاؤ کے پیش نظر چاہا کہ حضرت مفتی محمود قدس سرہ کے علوم ومعارف، فقہ وحدیث اور درس وتدریس کے آبدار موتیوں کو تلاش کر کے

شائع کیا جائے اور ان دفینوں کو سفینوں میں منتقل کر کے اُمت مسلمہ کو ان سے مستفید ہونے کا موقع دیا جائے۔

بلاشبہ حضرت مولانا مفتی محمود جمیل خان شہیدؒ موفق للخیر، دھن کے پکے، مہم جو اور مضبوط اعصاب کے مالک تھے۔ چنانچہ وہ جس کام کا عزم فرما لیتے پھر ان کے دن رات اور فکر وتعمق اس کے لیے وقف ہو کر رہ جاتیں۔ انھوں نے سب سے پہلے حضرت مفتی محمودؒ کے قلم سے جاری ہونے والے ان فتاویٰ کو منصۂ شہود پر لانے کا بیڑہ اٹھایا جو جامعہ قاسم العلوم ملتان میں حضرت مفتی صاحب کی صدارت دارالافتاء کے دور میں ان کے قلم سے صادر ہوئے۔ بحمد للہ! حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اپنے مقصد میں کامیاب وسرخرو ہوئے۔ متعدد حضرات علمائے کرام اور مفتیان عظام کو اس کام پر لگایا۔ قاسم العلوم کے فتاویٰ کے رجسٹروں سے ان فتاویٰ کے فوٹو بنوائے، ان کی ترتیب وتبویب کا کام کرایا، عنوانات لگائے اور لگوائے، دن رات خود اس کام میں والہانہ انداز میں لگے رہے تا آنکہ اس کی اشاعت شروع ہوگئی۔ تادم تحریر بحمد للہ فتاویٰ مفتی محمود کی آٹھ ضخیم جلدیں شائع ہو کر ارباب فقہ وفتویٰ سے شرف پذیرائی اور داد تحسین حاصل کر چکی ہیں اور یہ کام تا حال جاری ہے۔

جب فتاویٰ مفتی محمود کی اشاعت کا کام ایک نہج پر چل نکلا تو ان کا اگلا قدم یا ہدف یہ تھا کہ کسی طرح حضرت مفتی صاحب کے دورۂ تفسیر کی امالی اور افادات حاصل کر کے اسے بھی منصۂ شہود پر لایا جائے۔ چنانچہ وہ اس مہم کو سر کرنے میں مگن ہو گئے، تا آنکہ ''جوئندہ یابندہ'' کے مصداق وہ اس خزانہ عامرہ کی دریافت میں بھی کامیاب ہو گئے اور حضرت مولانا محمد یوسف خان استاذ حدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کے ہاں اس علمی خزانہ کی موجودگی کی خبر پا کر بنفس نفیس حضرتِ مولانا محمد یوسف خان کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ عرض مدعا پر حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب نے اسے اپنے دل کی آواز سمجھ کر نہ صرف اپنی امالی اور قلمی افاداتِ پیش کر دیے بلکہ ممکن حد تک خدمت وتعاونِ کا یقین دلایا۔

مولانا مفتی جمیل خان شہیدؒ نے یہ امالی حاصل کیے اور اپنے عزیز اور ہم ذوق وہم مزاج مولانا محمد ریاض درانی کو حسب معمول اس کام کی طرف متوجہ کیا اور قائد جمعیت حضرتِ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کی مشاورت سے اس کام کو شروع فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے برادرم مولانا ریاض درانی صاحب کو جنہوں نے اس کام کو جنگی بنیادوں پر سر انجام دینے کا مظاہرہ کیا۔ حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان نے اس کام کی ترتیب وتشکیل فرمائی۔ حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب کو اس کا نگران اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل حضرت

مولانا عبدالرحمٰن صاحب خطیب جامع مسجد عالی سمن آباد لاہور کو اس کام کی ترتیب و تسوید پر مامور فرمایا گیا' جنہوں نے نہایت محنت و دیدہ ریزی سے اس قلمی دستاویز کو صاف کیا' اسے املائی سے تفسیری انداز میں منتقل فرمایا' جہاں تشنگی تھی اس کی تکمیل فرمائی۔ قرآن کریم کے ترجمہ کے لیے امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ کے ترجمہ کو منتخب کیا گیا۔

زبان کی نوک پلک کی درستگی اور نظر ثانی دینی حلقے کے قدیم کارکن جناب پروفیسر امجد علی شاکر' پرنسپل گورنمنٹ کالج قصور کے حصہ میں آئی۔ یوں تفسیر محمود مرتب ہو کر کمپوزنگ کے مرحلہ میں داخل ہوگئی۔

جب تفسیر محمود کی کمپوزنگ ہوگئی تو اس کی مزید اصلاح و ترتیب کے لیے حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب' مولانا ریاض درانی اور پروفیسر امجد علی شاکر نے اس پر نظر ثانی کی اور ان سب کے بعد اس لجنہ اور جماعت نے مولانا محب النبی مدظلہ کے ادارہ دارالعلوم مدنیہ کے ایک کمرہ میں بیٹھ کر مکرر حضرت مفتی محمودؒ کے شاگرد رشید حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان' سابق استاد نصرۃ العلوم گوجرانوالہ حال مدیر جامعہ فتاح العلوم گوجرانوالہ کی سربراہی میں اس پر نظر ثانی کی۔

اسی اثنا میں جانشین مفتی محمودؒ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کو کہیں سے اس سلسلہ کی ایک دوسری املائی دریافت ہوگئی' انھوں نے ان حضرات سے فرمائش کی کہ اس سے بھی استفادہ کیا جائے۔ چنانچہ ان حضرات نے ان دونوں مخطوطوں کا تقابل کیا اور جو چیزیں حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب مدظلہ کی املائی سے زائد ان نئی املائی میں موجود تھیں، ان کو حسب موقع درج کیا، یوں تفسیر محمود نہایت حزم و احتیاط کی چھلنی سے چھن کر تیار ہوگئی اور اب بحمد للہ! ایک مکمل و جامع مگر مختصر تفسیر کی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

جو حضرات تصنیف و تالیف کے شعبہ سے کسی قدر واقف ہیں' ان کو اس کا اندازہ ہوگا کہ یہ کس قدر مشکل اور جان جوکھوں کا کام ہے؟ لیکن اگر خلوص و اخلاص' ہمت و محنت اور جہد و مسلسل ہو تو ''مشکلے نیست کہ آسان نشود'' کے مصداق بحمد للہ! آج یہ مشکل آسان ہو چکی ہے اور حضرت مفتی جمیل خان کا خواب تعبیر کی شکل اور روپ دھار چکا ہے۔

تفسیر محمود کیا ہے؟ حضرت مفتی محمود قدس سرہ کی عظیم علمی اور عبقری شخصیت کی زندگی بھر کی تفسیری تحقیقات کا نچوڑ ہے۔ اس کتاب کے بارہ میں کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے' کیونکہ آفتاب نصف النہار کسی دلیل کا محتاج نہیں ہوتا۔

نہایت ہی ناسپاسی ہوگی اگر میں اس موقع پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن' پروفیسر امجد علی شاکر اور حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان دامت برکاتہم کی شبانہ روز محنت و کاوش' جد و جہد اور کوشش کا تذکرہ نہ کروں' جنہوں

نے دن کا سکون اور راتوں کی نیندیں قربان کر کے آبدار موتیوں کی اس مالا کو قارئین کے سامنے پیش کرنے کا کارنامہ انجام دیا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں برادرم مکرم حضرت مولانا محمد ریاض درانی کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں جن کی ذاتی دلچسپی محنت ولگن اور جہد مسلسل سے کوہ ہمالیہ کی یہ چوٹی سر ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اس محیر العقول کارنامہ پر اپنی بارگاہ عالی سے بیش از بیش جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو شرف قبول بخشتے ہوئے حضرت مفتی محمود قدس سرہ اور ہم سب کی نجات آخرت اور قارئین کی ہدایت وراہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقه محمد و آله واصحابه اجمعین۔

(مولانا) سعید احمد جلال پوری
خلیفہ مجاز شہید اسلام مولانا یوسف لدھیانوی
مدیر ماہنامہ ''بینات'' کراچی
۲۰ ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ

تقریظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عام لوگ حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کو ایک سیاسی راہنما اور عظیم مفکر و مدبر کی حیثیت سے جانتے ہیں، عین ممکن ہے کہ براہِ راست ان سے ملنے والے حضرات ان کو قد آور عالم دین اور بلند پایہ روحانی بزرگ بھی سمجھتے ہوں، لیکن جہاں تک حقیقت کا معاملہ ہے حضرت مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ ہمہ گیر عالمی شخصیت تھے۔

ان کی نگاہ جہاں بین الاقوامی حالات پر تھی، وہاں وہ علوم متداولہ اور جدید و قدیم کے بھی ماہر تھے، وہ حدیث و تفسیر کے فن میں امامت کے درجہ پر فائز تھے اور فقہ و فتویٰ میں اپنے دور کے مسلمہ امام تھے۔

محدث العصر حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی معیت میں ان سے بارہا ملاقاتیں ہوئیں اور حضرت بنوری قدس سرہ کی حیات میں وہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کو اپنا دوسرا گھر اور اس ادارہ کو اپنا ادارہ سمجھتے تھے۔ ناممکن تھا کہ حضرت مفتی صاحب کراچی تشریف لائیں اور حضرت بنوریؒ سے نہ ملیں یا جامعہ علوم اسلامیہ میں تشریف نہ لائیں۔

بارہا ان اکابر کی نجی و علمی محافل میں شریک ہونے کا موقع ملا۔ بلاشبہ ان حضرات کی محافل علم و تحقیق کی مجلسیں ہوتی تھیں، کبھی فقہ و فتویٰ کی ابحاث موضوع کلام ہوتا تو کبھی حدیث، شروح حدیث، رجال حدیث اور محدثین کی طرف روئے سخن ہوتا۔

بلاشبہ ان حضرات کی محفل میں بیٹھ کر اسلاف و اکابر، بلکہ خیر القرون کی یادیں تازہ ہو جاتیں، ان کی محفل میں بیٹھ کر علم و عمل کا شوق اور نقد و بحث کا ذوق میسر آتا، ان کی ہر ملاقات میں نئی سے نئی تحقیقات سننے کو ملتی تھیں۔

ان کے قلوب و اذہان جہاں تقویٰ و طہارت سے معمور تھے، وہاں ان کی زبان و بیان میں بلا کی تاثیر

تھی۔ ان کے منہ سے نکلنے والا ایک ایک لفظ میزان عدل میں جچا تلا ہوتا۔ مجھے حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ سے باقاعدہ تلمذ کا شرف تو حاصل نہیں، لیکن میں حضرت بنوری قدس سرہ کی نسبت سے ان کو بھی اپنے اساتذہ کی جگہ سمجھتا ہوں۔

شومیِ قسمت کہ ہمارے اکابر جس گہرائی و گیرائی کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے، ہم نے انہیں اس انداز سے پہچاننے کی کوشش نہیں کی۔ حضرت مفتی محمودؒ جیسی عظیم ہستی کے کارناموں، علم و عمل، بحث و تحقیق کے ان کے کارناموں پر جس طرح کا کام ہونا چاہیے تھا افسوس! کہ ان پر اس انداز کا کام نہیں ہوا۔ تاہم یہ بھی باعث مسرت ہے کہ حضرتؒ کے متسبین ان کے علوم و معارف کے مدفون خزانے منصۂ شہود پر لانے کی سعی و کوشش کر رہے ہیں۔

فتاویٰ مفتی محمود کے بعد اب تفسیر محمود کی خوشخبری سن کر دل باغ باغ ہو گیا۔ خدا کرے کہ کوئی اللہ کا بندہ حضرت مفتی محمودؒ کی حیات و سوانح اور کارناموں پر مفصل و جاندار دستاویز مرتب کر دے جس میں ان کی حیات و خدمات کے مخفی گوشوں، سلوک و احسان، زہد و اتقا، خوف و خشیت الٰہی کے علاوہ ان کی تدریسی خدمات، فقہ، فتویٰ اور حدیث و تفسیر میں ان کی مہارت سے بھی پردہ اُٹھایا جائے، تاکہ نئی نسل کو اپنے اکابر و اسلاف کے ہمہ گیر کارناموں سے آگاہ کر کے ان کے لیے راہِ عمل متعین کی جا سکے۔

بہر حال میں مولانا محمد ریاض احمد درانی صاحب کو تفسیر محمود کی ترتیب و اشاعت پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس عظیم علمی کارنامہ پر بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو اُمت کے لیے نافع و مفید بنائے۔ آمین

(مولانا) عبدالرزاق اسکندر

مدیر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

تقریظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

درس و تدریس اور بحث و تحقیق ایک ایسا مشغلہ ہے جو ہمہ وقت مصروفیت و مشغولیت اور مسلسل محنت و مجاہدہ کا متقاضی ہے۔ چنانچہ جو لوگ ان شعبوں سے منسلک ہو جاتے ہیں وہ عموماً کسی دوسری مشغولیت و مصروفیت کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

اسی طرح سیاست و مدن بھی ایک مستقل میدان کارزار اور اعصاب شکن مرحلہ ہے جو لوگ اس خاردار وادی میں قدم رکھ لیتے ہیں، وہ عموماً مذکورۃ الصدر ذمہ داریوں کو نہیں نبھا سکتے' اس لیے کہ ملکی سیاست' عوامی میل جول' جلسے جلوس' عام اجتماعات اور دن رات کے دوسرے جھمیلوں کی مصروفیات' انھیں یومیہ مطالعہ اور کتاب بینی کی مہلت نہیں دیتیں۔

یہی وجہ ہے کہ جتنے بڑے لوگ ہوئے ہیں' وہ ہمیشہ یکسوئی' خمول' عزلت اور کنج نشینی کو ہی ترجیح دیتے تھے اور جن جن حضرات نے کوئی علمی' تصنیفی کام کیا ہے یا بحث و تحقیق کے میدان میں کوئی کارنامہ انجام دیا ہے انھوں نے بھی یہ سب کچھ عوامی اجتماعات میں شرکت اور اسٹیج کی زینت و شہرت سے بچ کر ہی کیا ہے۔

امام بخاریؒ کے ارشاد "تعلموا قبل ان تسودوا" (قیادت و سیادت پر فائز ہونے سے پہلے پہلے کچھ لکھ پڑھ لو) کا قریب قریب یہی مفہوم ہے۔

جو لوگ کسی مذہبی یا سیاسی جماعت' گروہ اور طبقہ کی قیادت اور سیادت کی ذمہ داریوں میں مصروف ہو جاتے ہیں' وہ عموماً عدیم الفرصت ہو جاتے ہیں لہٰذا انہیں درس و تدریس' بحث و تحقیق اور عوامی اسٹیج' قیادت و سیادت میں سے کسی ایک کو خیر باد کہنا ہی پڑتا ہے۔ اس لیے کہ ان ہر دو سے بیک وقت انصاف کرنا اور دونوں کو ساتھ ساتھ نبھانا مشکل اور بہت ہی مشکل ہے۔ بالفرض اگر کوئی مرد آہن اور باہمت انسان ان ہر دو کو یکساں طور پر اپنانا اور نبھانا بھی چاہے تو میدان علم و تحقیق' بحث و نقد اور درس و تدریس میں اس کی وہ گہرائی و گیرائی باقی نہیں رہتی جو اسے پہلے میسر تھی۔ بہر حال ان میں سے کسی ایک کے ساتھ وہ ناانصافی کا مرتکب ہو ہی جاتا ہے۔

سچ پوچھیے تو یہ سب مفروضے اور نا تمام انسانی فکر و سوچ کے قواعد و کلیات ہیں' ورنہ اس معمورہ راضی پر استثنائی صورتیں' نادر و غریب مثالیں اور مجموعہ اضداد اور جامع شخصیات کی مثالیں موجود ہیں جن کو دیکھ کر یہ تمام مفروضے پانی کے بلبلے کی طرح تحلیل ہوتے محسوس ہوتے ہیں۔

میرے مشاہدہ میں ہندو پاک میں چند ایسی شخصیات گزری ہیں جنہوں نے اپنے کردار و عمل سے ان مفروضوں کو غلط ثابت کر کے دنیا کو ورطۂ حیرت میں مبتلا کیا ہے۔ ان میں سے ایک میرے ممدوح حضرت اقدس مولانا مفتی محمود قائد جمعیت علماء اسلام' شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان بھی تھے جنھوں نے سیاست ملکی، بلکہ بالفعل سرحد کی وزارت اعلیٰ کے ساتھ ساتھ درس و تدریس' علم و تحقیق اور فقہ و فتاویٰ کے ساتھ ایسا انصاف کیا ہے کہ جس کی کم از کم موجودہ دور میں مثال مشکل ہی سے ملے گی۔

آپ بیک وقت قائد جمعیت' شیخ الحدیث' رئیس دارالافتاء اور سرحد کی وزارت اعلیٰ پر فائز تھے، مگر مجال ہے کہ ان کے علمی اور تحقیقی ذوق و تعمق و تصلب میں کوئی فرق آیا ہو۔

وہ ایک طرف اگر مروجہ سیاسی ہتھکنڈوں اور بین الاقوامی و ملکی حالات پر گہری نظر رکھتے تھے تو دوسری طرف نام نہاد حکمرانوں کے خلاف اسلام سازشوں کے بخیے بھی اُدھیڑتے تھے۔ ایک طرف اگر وہ مسند حدیث پر بیٹھ کر حدیث اور اسماء الرجال میں حافظ ابن حجر کا پرتو معلوم ہوتے تو دوسری طرف فقہ و فتویٰ میں امام ابوحنیفہ کا عکس معلوم ہوتے۔ اسی طرح جب وہ مسند تفسیر پر متمکن ہوئے تو رازیؒ و آلوسیؒ کے جانشین محسوس ہوئے۔

بلاشبہ حضرت مفتی محمود قدس سرہ کی عبقری شخصیت ہمہ جہت اور ہشت پہلو تھی۔ ضرورت ہے کہ ان کے علوم و افکار کے مخفی خزانے اُمت کے سامنے لائے جائیں اور درس و تدریس' بحث و تحقیق' فقہ و فتویٰ اور حدیث و تفسیر کے عنوان پر ان کی کاوشوں کو منصۂ شہود پر لا کر اخلاف کو باور کرایا جائے کہ ہمارے اسلاف نے کس کس طرح' کس کس میدان میں اور کیسے کیسے کارنامے انجام دیے ہیں؟

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جناب مولانا ریاض درانی صاحب کو جنھوں نے حضرت مفتی محمودؒ کے دورۂ تفسیر کی امالی سے تفسیر محمود مرتب کروا کر اسے زیور طبع سے آراستہ کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اُمت مسلمہ کی ہدایت' حضرت مفتی صاحب کے رفع درجات' اور مرتبین و ناشرین اور معاونین کی مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اوّلاً و آخراً

(مولانا) ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر مدظلہٗ
شیخ الحدیث جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

حرفِ چند

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ کہ تفسیر محمود تکمیل کو پہنچی۔ یہ امالی تھے جو مولانا محمد یوسف خاں نے حضرت الاستاذ مولانا مفتی محمود کے درس میں قلمبند کیے تھے۔ حضرت کا دورہ تفسیر ۱۹۷۶ء میں شیرانوالہ دروازہ لاہور میں حضرت امام لاہوری کے قائم کردہ دورۂ تفسیر کا تسلسل تھا۔ آپ کا عمومی طریقہ یہ تھا کہ آپ تلاوتِ قرآن پاک کے بعد بے تکلف انداز میں قرآنِ مجید کا ترجمہ بیان فرماتے۔ پھر خلاصہ رکوع اور پھر اہم نکات بیان فرماتے۔ مولانا محمد یوسف خان کی کوشش تھی کہ حضرت کے زیادہ سے زیادہ الفاظ اور بیان کردہ نکات قلمبند ہو جائیں، مگر حرف حرف اور لفظ لفظ کیونکر قلمبند کیا جاسکتا۔ بعد میں مولانا صدرالشہید کے صاحبزادے مولانا حفیظ الرحمٰن کے ضبط شدہ امالی مولانا فضل الرحمٰن کی وساطت حاصل ہوئے تو بعض نئی باتیں سامنے آئیں۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ کے دیگر تلامذہ کے ہاں سے مزید امالی حاصل ہوں گے اور نئے نکات سامنے آئیں گے اور یہ تفسیر مزید جامعیت اور وسعت اختیار کرلے گی۔

مولانا عبدالرحمٰن اور راقم الحروف نے مولانا یوسف خاں اور مولانا حفیظ الرحمٰن کے امالی کو مسلسل عبارت کی شکل دینے کی کوشش کی۔ ہماری مسلسل یہی کوشش رہی کہ حضرت مفتی صاحب کے مفاہیم اور پیش کردہ نکات میں کسی قسم کی کمی یا بیشی نہ ہو۔ انھی کی پیش کردہ تفسیر پیش کی جائے اور اس انداز میں پیش کی جائے کہ وہ گفتگو کی زبان نہ رہے، تحریر کی زبان بن جائے تاکہ قارئین کے لیے اس کی تفہیم ممکن اور آسان ہو سکے۔

اس سفر میں بہت سے کٹھن مراحل آئے۔ بعض جگہ تفہیم میں دقت تھی یا بات وضاحت طلب تھی یا بات اشارات سے آگے نہ بڑھتی تھی۔ ان مراحل کو قارئین پر آسان بنانے کی اس انداز میں کوشش کی گئی کہ مرتبین کی کوئی بات شامل نہ ہو اور حضرت مفتی صاحب کا بیان کردہ مفہوم ہی سہل اور سلیس ہو کر قاری تک پہنچ جائے۔ پھر معاملہ قرآن حکیم کا تھا۔ یہاں ہر قدم پر حزم واحتیاط کی ضرورت ہے۔ یہاں کسی بھی قسم کی لغزش گوارا نہیں ہوسکتی۔ اس لیے یہ تمام تفسیر حضرت مفتی عیسیٰ خاں مدظلہ کے سامنے پڑھی گئی اور مشکل مراحل انھی کی راہنمائی میں طے کیے گئے۔ آپ سالہا سال سے دورۂ تفسیر پڑھا رہے ہیں۔ آپ حضرت مفتی صاحب

کے تلمیذ راشد ہونے کے علاوہ حضرت قاضی شمس الدین کے شاگردِ رشید اور تفسیر قرآنِ حکیم کے لیے خصوصی ذوق وشوق رکھتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب کی سرپرستی میں برپا ہونے والی مجلس میں اس تفسیر کا لفظ لفظ پڑھا گیا اور اس کا آخری متن تیار ہوا۔ راقم الحروف کے لیے یہ سعادت دارین ہے اور اس نعمتِ بے پایاں پر اپنے خالق کے حضور سجدۂ شکر بجالاتا ہے کہ راقم کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اُس کے قلم سے ترمیمی عبارتیں لکھوائی جاتیں۔ یہ حضرت مفتی صاحب کی شفقت وعنایت ہے۔ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم۔

تفسیر کی سند:

عن الاستاد مولانا مفتی محمود عن الشیخ مولانا سید فخر الدین مرادآبادی عن الشیخ الہند مولانا محمود حسن عن الشیخ مولانا محمد قاسم نانوتوی، وعن الشیخ مولانا رشید احمد جنجوہی عن الشیخ شاہ عبدالغنی مجددی وعن الشیخ مولانا احمد علی سہارنپوری عن الشیخ الشاہ محمد اسحاق دہلوی عن الشیخ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی صاحب الترجمہ المعروفہ قرآن عن الشیخ استاذ الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی عن الشیخ الشیوخ الامام الشاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرھم۔

حضرت الامام ولی اللہ دہلویؒ صاحب ترجمہ القرآن فتح الرحمٰن:

(۱۱۱۴ھ - ۱۱۷۴ھ)

حضرت الامام نے ۱۱۵۰ھ میں قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ مکمل کیا اور حواشی لکھے۔ یہی فارسی ترجمہ فتح الرحمٰن تمام ہندوستان بلکہ اقصائے عالم میں شائع ہوا۔ آپ نے اس ترجمہ کا مقدمہ بھی لکھا اور فن ترجمہ قرآن پر ایک مختصر مضمون بھی رقم فرمایا۔ آپ نے اس ترجمے کے ساتھ تفسیری حواشی بھی لکھے اور الفوز الکبیر کے نام سے اصولِ تفسیر پر مستقل کتاب رقم فرمائی۔ اس کا آخری باب فتح الخبیر کے نام سے لکھا جس میں مختصراً تفسیری نکات بیان فرمائے۔

حضرت الامام دُنیائے علم کے اُستاد ہیں اور فتح الرحمٰن کی حیثیت تراجم کے اُستاد کی ہے۔ اس ترجمے میں مجتہدانہ بصیرت اور الہامی شان ملتی ہے۔ اس ترجمے اور حواشی کے الفاظ اس قدر گراں مایہ ہیں کہ مفصل تفسیروں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ الفوز الکبیر عربی مدارس کے علاوہ سرکاری جامعات میں نصاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ گویا حضرت الامام کا کارنامہ تفسیر دوسروں کے مقابلے میں متن کی حیثیت رکھتا ہے اور ہر دوسرے کام کو ان کے حواشی کا درجہ حاصل ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ:

(۱۱۵۹ھ - ۱۲۳۹ھ)

حضرت شاہ عبدالعزیز، جنھیں حضرت مفتی عیسیٰ خاں گورمانی اُستاذ الہند لکھتے اور بولتے ہیں، نے فتح

الرحمٰن کے اسرار ورموز سے عوام کو آگاہ کرنے کے لیے تفسیر عزیزی لکھی جو شروع کے پاروں میں سورۃ بقرہ تک ہے اور آخر کے دو پاروں پارہ تبارک الذی اور پارہ عم پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے ایک شاگرد نے سورۃ مومنون سے سورہ یٰس تک کے آپ کے دروس مرتب کیے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز علوم ولی اللّٰہی کا خزانہ اور خزینہ تھے۔ آپ نے اُن کے علوم کو جاننے والے شاگردوں کا ایک گروہ تیار کیا۔ نیز ان علوم میں اپنے تخلیقی ذہن سے وسعت بھی پیدا کی۔

حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ:

(۱۱۶۳ھ - ۱۲۳۳ھ)

حضرت شاہ عبدالقادر کا ترجمہ قرآن بعنوان موضح قرآن اُردو میں اسی مجتہدانہ بصیرت اور مفکرانہ بصیرت وژرف نگاہی کا حامل ہے جس حیثیت واہمیت کا حامل فارسی میں فتح الرحمٰن ہے۔ آپ نے چالیس سال مسجد اکبرآبادی میں بیٹھ کر ترجمہ اور حواشی کا کام مکمل کیا۔ اس کا لفظ لفظ نئی بصیرت عطا کرتا اور قرآن کریم کا ذوق آشنا بناتا ہے۔

فتح الرحمٰن میں کمالات کی دنیا آباد ہے۔ اسی طرح موضح القرآن میں کمالات کا ایک نیا جہاں آباد ہے۔ فتح الرحمٰن میں فقہی امور پر نئی بصیرت ملتی ہے تو موضح قرآن میں کلامی معاملات ومسائل میں نئی روشنی اور آگہی نصیب ہوتی ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر کے علم اور عرفان پر حضرت شاہ عبدالعزیز کو بہت اعتماد تھا۔ اس لیے اپنے خصوصی لوگوں کو ان کے پاس ترجمۂ قرآن پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ ان میں امیر المومنین حضرت سید احمد شہید بریلوی، حضرت شاہ اسماعیل شہید، حضرت مولانا عبدالحئی اور حضرت شاہ اسحاق دہلوی کے اسماء خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمۂ قرآن کی اہمیت بزرگانِ دیوبند کی نظر میں:

شیخ القرآن مولانا حسین علیؒ نے امام ربانی حضرت رشید احمد گنگوہیؒ سے ۱۳۰۰ھ میں دورۂ حدیث پڑھا، اس کے بعد امام ربانی نے آپ کو حکم صادر فرمایا کہ آپ مولانا محمد مظہر نانوتویؒ سے موضح قرآن پڑھیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ سے ترجمہ قرآن پڑھا۔ پھر آپ نے پنجاب میں دورۂ قرآن کا سلسلہ شروع فرمایا۔

حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمہ اللہ:

اُستاذ الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نواسے، خلیفہ اور جانشین۔ آپ نے حضرت شاہ

عبدالعزیز سے حدیث اور حضرت شاہ عبدالقادر سے قرآن پاک کی تفسیر پڑھی۔ امیر المومنین کا کاروانِ حریت بالاکوٹ پر دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہادت سے ہمکنار ہوا تو آپ نے اُس کی امامت سنبھالی اور آپ کے داماد مولانا نصیر الدین نے امارت کا فریضہ ادا کیا۔ حضرت شاہ اسحاق ۱۸۴۲ء میں دہلی سے مکہ ہجرت فرما گئے۔ آپ کی عدم موجودگی میں ہندوستان پر اندھیری رات چھا گئی، مگر اس صورتِ حالت میں آپ کے شاگردوں کی کہکشاں نے چار سو روشنی بکھیرے رکھی۔

حضرت شاہ عبدالغنی فاروقی مجددیؒ:

(۱۲۳۴ھ-۱۲۹۶ھ)

حضرت شاہ ابوسعید کے صاحبزادے حضرت شاہ اسحاق کے شاگرد رشید وارشد۔ آپ علومِ حدیث میں اپنے اُستاد کی طرح بلند پایہ، علوم کے خازن ومخزن، علوم ولی اللہی کے وارث وجانشین۔ آپ نے ہندوستان کو علم کی روشنی عطا کی اور ولی اللہی خاندان کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ آپ کے تلامذہ میں حضرت امام محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ تاریخ ساز اور عہد ساز شخصیات تھے۔ آپ ۱۸۵۷ء میں مدینہ منورہ ہجرت فرما گئے۔ حجاز میں آپ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے احباب اور ہم نشینوں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے حجاز میں رہ کر مشرق ومغرب کو اپنے علوم سے مستفید فرمایا۔ آپ کو محدث دار الہجرۃ کہا جاتا ہے۔

حضرت امام محمد قاسم نانوتویؒ:

آپ علوم ولی اللہی کے وارث، قرآن وحدیث کے سمندروں کے غواص، متکلم وفلسفی اور زاہد وعابد ہونے کے علاوہ زمانے کے تقاضوں کو سمجھنے والے شخص تھے۔ آپ نے دار العلوم دیوبند کا آغاز کیا جو دنیائے علوم کا مرکز ٹھہرا۔ اس وقت دیوبند کو دنیا بھر میں علم اور جہاد میں مرکزی حیثیت اور اہمیت حاصل ہے۔ آپ کی تصانیف مناظرہ وکلام پر ملتی ہیں۔ ان کے علاوہ آپ مختلف رسائل میں حدیث وتفسیر کے بہت سے مسائل کو حل کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کی کتب میں تفسیری نکات کا سرمایہ وافر ملتا ہے۔ آپ جلالین کا درس بھی دیتے تھے۔ آپ کے درس نے عظیم مفسرین کی تربیت کی۔

امام ربانی قطب عالم حضرت رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ:

حضرت امام ربانی فقیہ ومحدث ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجے کے مفسر تھے۔ آپ تفسیر قرآن کی تعلیم کو بہت اہمیت دیتے۔ چنانچہ آپ ہی کے حکم پر شیخ القرآن مولانا حسین علی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا محمد مظہر

نانوتوی سے موضح قرآن پڑھا۔ حضرت شیخ کو تفسیر میں درجہ اجتہاد حاصل ہوا۔ اس مقام پر پہنچنے میں امام ربانی کے فیض تربیت کو بے حد دخل حاصل ہے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ:

حضرت شیخ الہند علومؒ ولی اللٰہی کے وارث حضرت مولانا محمد قاسمؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے تلمیذ ارشد، محدث، متکلم، مصنف، محقق اور مدقق تھے۔ آپ نے حضرت سندھیؒ کو باقاعدہ تفسیر پڑھائی۔ عمومی درس میں سلسلہ ولی اللٰہی کے بزرگوں کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے کہ محقق علماء یوں فرماتے ہیں تاکہ طلبہ ان نکات کی اہمیت کو سمجھیں۔ آپ تفسیر قرآن پاک کو بہت اہمیت دیتے تھے اور اس سلسلے میں خاندانِ ولی اللٰہی کے علوم کو بہت اہمیت دیتے۔ آپ ولی اللٰہی سلسلے کے بزرگوں کو اکثر متقدمین پر فوقیت دیتے تھے۔

حضرت مولانا فخر الدین مراد آبادی رحمہ اللہ:

حضرت شیخ الہند علوم نقلیہ کے ساتھ ساتھ علوم عقلیہ کے بھی جامع تھے۔ ایک بار آپ ایک جلسے میں خطاب فرما رہے تھے کہ حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ تشریف لائے۔ آپ اُس وقت علوم عقلیہ کے حوالے سے گفتگو فرما رہے تھے۔ تلامذہ نے سوچا کہ آج مولانا لطف اللہ علی گڑھی کو معلوم ہو سکے گا کہ ہمارے استاد علوم عقلیہ کے جامع ہیں، مگر اُن کے آنے کے ساتھ ہی آپ نے تقریر ختم کر دی۔ بعد میں شاگردوں نے کہا کہ کاش آپ تقریر جاری رکھتے تو مولانا لطف اللہ کو معلوم ہو جاتا کہ ہمارے استاد کس قدر علوم عقلیہ کے جامع ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی یہی خیال آ گیا تھا، اس لیے تقریر ختم کر دی کہ اب تو اپنی ذات کے اظہار کے لیے تقریر ہو گی۔

مولانا فخر الدین دیوبند آنے سے پہلے علوم عقلیہ میں مہارت حاصل کر چکے تھے۔ سوچا تھا کہ دیوبند کے لوگ معقولات تو کم ہی جانتے ہیں، منقولات میں ماہر ہیں۔ دیوبند آئے، حضرت شیخ الہند سے ملاقات ہوئی تو پتا چلا کہ یہاں تو معقولات میں بھی کمال کے حامل بزرگ ہیں۔ آپ نے حضرت شیخ سے استفادہ کیا اور ان کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ آپ دارالعلوم سے فراغت کے بعد دیوبند میں ہی استاد مقرر ہوئے۔ پھر دیوبند کے اساتذہ کے حکم پر مراد آباد گئے۔ حضرت مدنی کی اسارت اور غیابت میں ان کی مسند پر بیٹھے۔ ان کے وصال کے بعد دیوبند میں ہی آپ کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ:

مفکر اسلام حضرتِ مولانا مفتی محمود نے حضرت مولانا فخر الدین سے سند حدیث حاصل کی۔ آپ جامع

کمالات ہستی تھے۔سیاست، تدریس، تعلیم، افتاء اور تبلیغ میں اُونچے درجے پر فائز تھے۔آپ محدث وفیقہ، مجود وقاری ہونے کے علاوہ مفسر ومتکلم بھی تھے۔آپ ہی کے افادات واما لی تفسیر محمود کے نام سے پیش خدمت ہیں۔

تفسیر کا انداز:

آپ کے ہاں تفسیر میں قاضی بیضاوی کا انداز پایا جاتا ہے۔البتہ سیاست میں آپ منفرد ہیں۔

تفسیر محمودؒ کا مقام ومرتبہ:

آپ کی تفسیر امام رازی، امام غزالی اور قاضی بیضاوی کی تفاسیر کے درجے ومقام کی حامل ہے، لیکن آپ سیاست میں منفرد بھی ہیں اور ان اکابر سے فائق نظر آتے ہیں۔

تفسیر کی خصوصیات

آپ کے ہاں تفسیر میں مندرجہ ذیل موضوعات ومسائل ملتے ہیں:

۱۔قرآن کی فصاحت وبلاغت:

اس سلسلے میں آپ کی نگاہ بہت باریک بین ہے۔آپ آیات میں پوشیدہ رموز ودلائل کو سامنے لاکر قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت کو واضح کرتے ہیں۔

۲۔مفردات کی تشریح:

آپ قرآن مجید کے مفردات کی تشریح وتفسیر فرماتے ہیں اور اس سلسلے میں بہت سے نئے امور اور نئے نکات بیان فرماتے ہیں۔

۳۔علم کلام ومناظرہ:

یہ تفسیر آپ کے متکلمانہ ذہن کی عکاس بھی ہے۔آپ قرآنی دلائل وحکم کی بہت اچھی تفسیر کرتے ہیں۔ بہت سے امور پر باطل مذاہب اور غلط خیالات کا خوبصورتی سے رد فرماتے ہیں اور مذہبِ حقہ کی حقانیت واضح فرماتے ہیں۔

۴۔مفسرین کے اقوال اور ان میں راجح قول کا تعین:

اس سلسلے میں آپ کی نظر بہت وسیع اور آپ کی بصیرت بہت ژرف نگاہ ہے۔

۵-فقہ:

فقہ آپ کا مستقل موضوع ہے۔فقہ کے حوالے سے آپ مفتی کہلائے اور مفتی تو گویا آپ کے نام کا جزو ہوگیا۔آپ احکام وشرائع کے حوالے سے کمال درجے کی بحث فرماتے ہیں۔

۶-ربط آیات:

ربط آیات کے سلسلہ میں حضرت مولانا شیخ حسین علیؒ اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے تفسیری انداز معروف اور متعارف ہیں۔ان بزرگوں نے اس سلسلے میں بہت کارنامے سرانجام دیے ہیں۔
حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ قرآن مجید میں ہر جگہ ربط کو ضروری خیال نہیں کرتے۔حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے بھی یہی نقطہ نظر پیش فرمایا ہے۔بہرحال کلام اللہ میں ربط کا انکار ممکن نہیں۔اسی لیے حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ نے خود ہی سورہ بقرہ، آل عمران اور نساء میں ربط آیات بیان فرمایا ہے۔
مولانا مفتی محمودؒ نے بھی ربط آیات پر کلام فرمایا ہے، لیکن آپ ہر جگہ ربط کو لازم نہیں پکڑتے۔ربط ویسے بھی ذوقی ہے اور مفسر کا اجتہاد ہوتا ہے۔اسے منصوص نہیں کہا جاسکتا۔حضرت مفتی صاحبؒ نے جہاں جہاں فطری ربط محسوس کیا ہے وہاں وہاں ربط بیان فرمایا ہے۔البتہ بتکلف ربط بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

۷-تاریخ وسیاست:

تاریخ وسیاست میں حضرت مفتی صاحبؒ کا انداز گہرا بھی ہے اور منفرد بھی۔آپ نے جن تحقیقات عالیہ سے اپنے طلبہ کو مستفید فرمایا، وہ تاریخ تفسیر کا ایک نیا باب ہیں۔اس سلسلے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خصوصاً حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے طرزِ عمل کی ایک نئی تعبیر پیش فرما کر تاریخ وسیاست کے طالب علم کے لیے ایک نیا جہان آباد کر دیا ہے۔
مختصر یہ کہ یہ تفسیر انداز اور تحقیقات علمیہ کی بدولت سلسلہ تفسیر کی ایک روشن کڑی ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قارئین اس سے بیش از بیش مستفید ہوں اور مرتبین کو بارگاہ رب العزت سے عفو وکرم ارزانی ہو۔اللھم آمین!

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

۵رجمادی الثانی ۱۴۲۷ھ

امجد علی شاکر
لاہور

پیغامِ امیر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

حضرت مولانا مفتی محمود کی عوامی اور سماجی زندگی سے بے شمار لوگ واقفیت رکھتے ہیں۔ اُن کے جاننے والے صاحبانِ سیاست بھی ہیں اور عام دنیا دار بھی۔ اقتدار کی مسندوں پر براجمان رہنے والے بھی ہیں اور فقیر رہ نشیں و بوریا نشیں بھی۔ ان کے فکر و عمل کے پیرو بھی ہیں اور اُن سے اختلاف رکھنے والے بھی۔ ان سب لوگوں کے ہاں اُن کی عظمت مسلم اور اُن کی علمیت معتبر ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمود جامع الصفات شخصیت کے حامل تھے۔ وہ ایک عملی سیاستدان ہونے کے علاوہ علم اور کتاب کی دنیا کے آدمی تھے۔ اللہ رب العزت نے انھیں تفقہ فی الدین عطا کیا تھا۔ وہ بحرِ علم کے شناور تھے۔ وہ مسندِ علم کے سچے وارث بھی تھے اور علومِ دینیہ کے سچے عارف بھی۔ انھوں نے ایک عمر اُستاذِ حدیث اور شیخ الحدیث کی مسند پر بیٹھ کر حدیث کا درس دیا اور دارالافتاء میں بیٹھ کر فتویٰ نویسی کی۔ وہ فقہی بصیرت بھی رکھتے تھے اور محدثانہ علوِ فکر بھی۔ گویا وہ رفعتِ فکر کے ساتھ ژرف نگاہی کے حامل تھے۔ یہی اُن کی عظمتِ فکر و خیال ہے۔ یہی اُن کی رفعتِ شخص و شخصیت بھی۔

حضرت مفتی صاحب کا فقہ و افتاء سے ایسا گہرا تعلق تھا کہ مفتی اُن کے نام کا جزو ہو گیا اور حدیث سے وہ ربط و ارتباط تھا کہ شیخ الحدیث اُن کا معروف لقب ہو گیا۔ انھوں نے عمر کے آخری حصے میں جب بیماریوں نے ان کے جسمانی قویٰ میں اضمحلال برپا کر رکھا تھا، قرآن مجید کی تفسیر پڑھانے کا کارنامہ سرانجام دیا۔ جب وہ شیخ التفسیر حضرت امام لاہوری کی مسند پر بیٹھے تو انھوں نے اپنے آپ کو اس مسند کے بھی اہل ثابت کیا۔

حضرت مولانا مفتی محمود میدانِ سیاست کے شہسوار تھے۔ انھوں نے سیاست میں جس جرأت و پامردی جس اخلاص و للّٰہیت، جس دانش و بصیرت، جس عزم و حوصلہ اور جس فقر و درویشی سے قوم کی راہنمائی کی وہ ہماری ملکی اور قومی تاریخ کا روشن باب ہے۔ ان کی دانش و بینش اور عظمت و عزیمت نے اپنوں کے علاوہ بیگانوں سے بھی داد پائی تھی۔

حضرت مولانا مفتی محمود کے دارالافتاء کے کارناموں کی ترتیب وتدوین کا عمل جاری ہے اوراس کے بہت سے اجزا ترتیب وتہذیب اورنظم وتدوین کے مراحل سے گزر کر قارئین تک پہنچ چکے ہیں۔اب ان کے تفسیری کمالات تفسیر محمود کے عنوان سے آپ کے سامنے ہیں۔اس کی نشر واشاعت کا شرف اورفخر بھی ہمارے بھائی ریاض درانی کو حاصل ہوا ہے، میں انھیں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

تفسیر محمود کی ترتیب وتدوین مشکل اور جانگسل کام تھا۔اس کی مجلس ادارت کے ارکان اُستاد مکرم حضرت مفتی عیسیٰ خاں گورمانی مدظلہ،مولانا عبدالرحمٰن، پروفیسر امجد علی شاکراور ریاض درانی میری جانب سے مبارکباداور دلی شکریے کے مستحق ہیں۔اللہ تعالیٰ انھیں بیش از بیش حسنات سے نوازے۔

اُمید ہے کہ یہ تفسیر مقبول عام ہواوراستفادۂ عوام کے کام آئے۔

ان شاء اللہ حضرت مفتی صاحب کے محدثانہ کارنامے بھی جلد شائع ہونا شروع ہو جائیں گے۔اللہ تعالیٰ اس کارِ خیر کو مبارک فرمائے اور ہمیں ان کارناموں سے مستفید ہونے کے مواقع ارزانی فرمائے۔آمین یاالہ العالمین!

(مولانا) فضل الرحمٰن

امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

قائد حزب اختلاف پاکستان

کلماتِ تبرک

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجھے یہ سن کر بے حد خوشی اور مسرت ہوئی کہ قائد اسلامی انقلاب مولانا مفتی محمود قدس سرہ کے دورۂ تفسیر شیرانوالہ گیٹ لاہور کے تفسیری افادات کو مرتب کر کے تفسیر محمود کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔

پھر یہ سن کر مزید اطمینان ہوا کہ اس پر ثقہ علماء اور ماہرین فن نے نظر ثانی کر کے اس کو با قاعدہ تفسیر کا انداز دے دیا ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ کام انہی لوگوں نے انجام دیا ہے جنہوں نے حضرتِ مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ سے براہِ راست استفادہ کیا اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے اور بالخصوص وہ اس دورۂ تفسیر میں بھی شریک تھے۔

میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نوجوان علماء کو اپنے اسلاف و اکابر کے علوم و معارف کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے اور ان کو اپنے اکابر کے ساتھ منسلک رہنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

اب جبکہ مختلف فتنہ پرور قرآن کے نام پر مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں تو ایسے مختصر، جامع، عام فہم اور تحقیقی تفسیری مجموعوں کی شدید ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ اس تفسیر کو خاص و عام کے لیے نافع بنائے اور اُمت کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور اس کی ترتیب و اشاعت میں حصہ لینے والے تمام حضرات کو اپنی بارگاہ سے بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

فقیر خان محمد

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ العالی

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تقدیم

ابتداء میں ہم کچھ امور بطور مقدمہ کے ذکر کرتے ہیں۔ اولاً فضیلت قرآن اور فضیلت تعلیم و تعلم قرآن کا ذکر کیا جاتا ہے۔

فضیلتِ قرآن اور فضیلت تعلیم و تعلم قرآن

حدیث نمبرا: امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں حضرت زیدؓ بن ارقمؓ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ حضرت زیدؓ فرماتے ہیں:

(قام النبي صلى الله عليه وسلم يوماً "الخ" فقال في خطبته اني تارك فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا بعدي فقال هو كتاب الله حبل ممدود بين السماء و الارض) (الحديث)

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اپنے خطبے میں فرمایا "بیشک میں تم میں ایک چیز چھوڑنے والا ہوں' اگر تم اس کے ساتھ تمسک رکھو گے (اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے) تو میرے بعد تم گمراہ نہ ہو گے اور پھر فرمایا وہ کتاب اللہ ہے جو آسمان و زمین کے درمیان میں لمبی رسی ہے"۔

مفہوم یہ ہے، چونکہ نزول قرآن آسمان سے زمین تک ہے، لہٰذا اگر تم تمسک بالقرآن کرتے رہو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔

حدیث نمبر۲: حضرت علیؓ سے روایت ہے:

(قال الا اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الا انها ستكون فتنة قلت ما المخرج منها يا رسول الله قال كتاب الله فيه نباء ما قبلكم و خبر ما بعد كم و حكم ما بينكم هو الفصل ليس بالهزل من تركه من جبار قصمه الله و من ابتغى الهدى في غيره اضله الله ولا تلتبس به الالسنة ولا تشبع منه العلماء ولايخلق عن كثرة الرد ولا ينقضي عجائبه هوالذي لم تنته الجن اذا سمعته حتى قالوا انا سمعنا قرآناً عجباً يهدى

الی الرشد فا منا به من قال به صدق و من عمل به اجر و من حکم به عدل و من دعا الیه هدی الی صراط مستقیم (الحدیث رواہ الترمذی و قال هذا حدیث غریب و اسنادہٗ مجھول)

فرمایا: آگاہ رہو، تحقیق میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا: ''خبردار (میری امت میں) یقیناً فتنہ برپا ہوگا۔ میں نے عرض کیا'' یارسول اللہ! اس سے نجات کی کیا صورت ہوگی؟'' فرمایا کتاب اللہ (قرآن کے فہم وعمل سے تمام فتنوں اور گمراہیوں سے نجات ملے گی)۔ اس میں اگلی امتوں کی خبر ہے (کہ وہ کیسے بگڑیں) بعد کی بھی خبر ہے۔ (قیامت کی علامات وغیرہ) حکم اور فیصلہ ہے، اس چیز کا جو تمہارے درمیان (اختلاف) واقع ہو۔ وہ حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔ یہ بیہودہ کلام نہیں۔ جس جابر نے تکبر وانانیت سے قرآن کو چھوڑا اللہ اس کو ہلاک کرے گا۔ جو شخص قرآن کے علاوہ کہیں اور سے ہدایت ڈھونڈے گا، اللہ تعالی اس کو اور گمراہ کردے گا۔ اس کے سبب زبانیں خلط ملط نہیں ہوتیں۔ علماء اس سے سیر نہیں ہوتے۔ وہ کثرت تلاوت سے پرانا نہیں ہوتا۔ اس کے عجائب وغرائب ختم نہیں ہوتے۔ وہ ایسا ہدایت نامہ ہے کہ جنوں نے سنتے ہی کہہ دیا' ہم نے قرآن سنا کہ عجب کلام ہے۔ ہم اس پر ایمان لائے۔ جس نے قرآن کی، بات کی اس نے سچ کہا۔ جو اس پر عمل کرے گا' اجر پائے گا۔ جو اس کے مطابق فیصلہ کرے، اُس نے انصاف کیا۔ جو اس کی طرف بلائے گا' وہ صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرے گا۔''

حدیث نمبر۳: حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ سے روایت ہے:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الذی لیس فی جوفه شئی من القران کا لبیت الخرب (قال الترمذی ہذا حدیث صحیح)

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کے دل میں قرآن میں سے کچھ بھی نہیں' وہ ویران گھر کی مانند ہے۔

حدیث نمبر۴: حضرت عثمانؓ سے روایت ہے:

(قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر کم من تعلم القران و علمه(رواہ البخاری)

فرماتے ہیں کہ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے' جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

حدیث نمبر۵: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

(قالت قال رسول صلی الله علیه وسلم الماهر بالقرأن مع السفرة الکرام البررة والذی یقرا القرأن و یتتعتع فیه و هو علیه شاق له اجران) (متفق علیہ)

فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: قرآن جاننے والا بزرگ نیک لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور وہ شخص جو قرآن پڑھتے ہوئے اس میں اٹکتا ہے اور اس کے لیے قرآن کا پڑھنا مشکل ہوتا ہے تو اس کو دوہرا ثواب ہوتا۔

حدیث نمبر ۶: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے:

(قال قال رسول الله صلی اللّٰه علیه وسلم مثل المومن الذی یقراء القرأن مثل الاترجة ریحها طیب و طعمها طیب و مثل المومن الذی لا یقراء القرأن کمثل التمرة لاریح لها وطعمها حلو ومثل المنافق الذی لا یقرء القرأن کمثل الحنظلة لیس لها ریح و طعمها مر و مثل المنافق الذی یقراء القرأن مثل الریحانة ریحها طیب و طعمها مرٌّ) (متفق علیہ)

”فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال ترنج کی مانند ہے کہ اس کی خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے اور مزہ بھی اچھا ہوتا ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے مومن کی مثال کھجور کی مانند ہے کہ اس کی خوشبو تو نہیں ہوتی، مگر مزہ شیریں ہوتا ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے منافق کی مثال اندرائن کے پھل کی طرح ہے کہ اس میں بو بھی نہیں ہوتی اور اس کا مزہ بھی تلخ ہوتا ہے اور وہ منافق جو قرآن پڑھتا ہے، اس کی مثال خوشبودار پھول کی طرح ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہے، مگر مزہ تلخ ہوتا ہے“۔

حدیث نمبر ۷: حضرت علیؓ سے روایت ہے:

(قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من قراء القرأن فاستظهره فاحل حلاله و حرم حرامه ادخله اللّٰه الجنة و شفعه فی عشرة من اهل بیته کلهم قد و جبت له النار) (قال الترمذی هذا غریب) (ولیس لہ اسناد صحیح)

(اسناد کے صحیح نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی سند کا اعتبار نہیں۔ اس کی سند اعلیٰ درجہ سے نیچے کے درجہ میں ہے جو محدثین کے نزدیک مقبول ہے)

فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جس شخص نے قرآن پڑھا، پھر اس کو یاد کیا، اس کے حلال کو حلال جانا اور اس کے حرام کو حرام سمجھا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دیں گے اور قرآن اس کے ایسے دس گھر والوں کی سفارش کرے گا، جن پر دوزخ واجب ہوگی۔ (یعنی وہ مسلمان تو ہوں گے، گناہوں کی وجہ سے اُن

پر دوزخ واجب ہو چکی ہو گی)

حدیث نمبر ۸: حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے:

(قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يرفع بهذا الكتاب اقواماً و يضع بها اٰخرين) (رواہ مسلم)

فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: بے شک اللہ تعالےٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو بلند کرتے ہیں اور دوسروں کو پست کرتے ہیں۔

(یعنی جو لوگ قرآن کے احکام پر عمل کرتے ہیں، وہ کامیاب ہوتے ہیں اور اس سے اعراض کرنے والے ذلیل ہوتے ہیں)

دیکھئے! جب صحابہ کرامؓ کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے قرآن آیا تو اس نے ان کو اتنا بلند کیا کہ علمائے اُمت کا فیصلہ ہے کہ انسانیت میں انبیاء کے بعد قیامت تک سب سے اعلیٰ رتبہ صحابہ کرامؓ کا ہے۔ ان میں سب سے افضل صدیق اکبرؓ پھر عمر فاروقؓ ہیں۔ ان کو قرآن نے بلند کیا اور ان میں ایسا انقلاب پیدا ہو گیا کہ وہ لوگ جو طرح طرح کے رسوم، شرک و بدعات اور بداخلاقیوں، شراب، قتال اور فحاشی میں مبتلا تھے اور بایں سبب قریش ایک گری ہوئی قوم تھی، لیکن جب قرآن آیا تو یہ ایک بااخلاق قوم بن گئی۔ ایک ایک شخص پوری انسانیت پر بھاری ہو گیا اور جو قوم قرآن سے منہ موڑتی ہے، اس کا حشر آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ

آج مسلمانوں کی آبادی ستر کروڑ ہے۔ (حضرت مفتی صاحب نے یہ بات ۱۹۷۶ء میں بتائی تھی) ان کے پاس بے شمار دولت ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے مسلمانوں کے ملک شارجہ، ابوظہبی، لاکھ دو لاکھ کی آبادی ہے، مگر کس قدر امیر ہیں۔ کویت اور سعودی عرب ہیں کہ تیل کی صورت میں سیال سونا بہہ رہا ہے، لیکن دس کروڑ عرب مسلمان ۲۰ لاکھ یہودیوں کا مقابلہ نہ کر سکے، حالانکہ یہودی وہ قوم ہے کہ ان کے بارے میں ارشاد ربانی ہے ضربت عليهم الذلة و المسكنة، لیکن اس ذلیل قوم سے دس کروڑ عرب خائف ہیں۔ صرف اس لیے کہ مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ مسلمانوں نے جب قرآن کو تھام رکھا تھا۔ اس وقت وہ ستر کروڑ نہیں، صرف ستر تھے، ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا، لیکن تمام عالم پر بھاری تھے۔

سارے عالم اسلام پر یہ ذلت کہاں سے آئی۔ یہ ساری ذلت قرآن چھوڑنے کی وجہ سے ہے۔ قرآن کے بغیر نظام نہیں چلتا۔ صدق النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

نزولِ قرآن:

سب سے پہلے قرآن مجید غار حرا میں نازل ہوا۔ چناں چہ صحیح بخاری کے باب کیف کان بدء الوحی کی تیسری

حدیث ہے

(عن عائشةؓ انها قالت اول ما بدأ به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحى الرؤيا الصالحة فى النوم فكان لايرٰى رؤيا الاجاء ت مثل فلق الصبح ثم حبب اليه الخلاء و كان يخلو بغار حراء۔ الخ)

''حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ پہلی وہ چیز جس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء ہوئی، رویائے صالحہ تھے جنہیں آپ خواب میں دیکھتے تھے۔ چناں چہ آپ جو بھی خواب دیکھتے، وہ سپیدۂ صبح کی طرح سامنے آتا۔ پھر خلوت گزینی آپ کے نزدیک محبوب کر دی گئی اور آپ غار حرا میں خلوت گزینی فرماتے (الخ)''

مکہ مکرمہ میں منیٰ کی طرف ایک پہاڑ جبل النور میں ایک غار ہے۔ اس کو غار حرا کہا جاتا ہے۔ آپ اس میں تشریف لے جاتے تھے۔ گھر سے حضرت خدیجہؓ، جو آپ کی پہلی بیوی تھیں، زادراہ بنا کر پیش کر دیتی تھیں۔ جب زادراہ ختم ہو جاتا، تو آپ واپس آ جاتے۔ آپ پھر زادِراہ لے کر تشریف لے جاتے۔

حدیث میں ہے، فرمایا کہ میں غار حرا میں تھا کہ جبرئیلؑ آئے۔ ایک اجنبی صورت تھی اور آپؐ غار میں اکیلے تھے۔ جبرائیلؑ نے فرمایا:

(اقراء فقال ما انا بقارئ قال فاخذ نى فغطنى حتى بلغ منى الجهد ثم ارسلنى فقال اقراء فقلت ما انا بقارئ فاخذنى فغطنى الثانية حتى بلغ منى الجهد ثم ارسلنى فقال اقراء فقلت ما انا بقارئ فاخذ نى فغطنى الثالثة ثم ارسلنى) (الخ)

''پڑھیے! آپؐ نے فرمایا: ''میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں''۔ آپؐ نے فرمایا کہ فرشتے نے مجھے پکڑا اور دبایا یہاں تک کہ اس کا دباؤ میری طاقت کی انتہاء کو پہنچ گیا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا (تین مرتبہ اس طرح کیا)''۔

تین مرتبہ دبانے میں حکمت یہ تھی کہ وہ ملکوتی قوت آپؐ کے سینے میں ڈال رہے تھے تاکہ آپ کو قرآن کی برداشت حاصل ہو جائے۔ چنانچہ روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا، کبھی میرے اوپر اس حال میں وحی آتی ہے کہ میں اونٹنی پر سوار ہوتا ہوں تو وحی کا وزن اتنا بھاری ہوتا ہے کہ اونٹنی جھکتی ہے اور قریب ہے کہ اس کا پیٹ زمین سے لگ جائے۔ یہ قول ثقیل تھا تو گویا یہ غطۂ ثلاثہ (تین مرتبہ دبانا) نزول وحی کی تیاری تھی۔

پھر جبرائیلؑ نے فرمایا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ (سورۂ علق)

''پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے''۔

اس میں دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرأت کا حکم بھی ہے اور تسلی بھی۔ پروردگار کے نام کے ساتھ ربوبیت کی صفت کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ آپ کی خصوصی تربیت فرمائیں گے۔

تربیت کا معنی یہ ہے کہ کسی شئی کو درجہ کمال تک پہنچانا شیئاً فشیئاً (بیک وقت نہیں) تو ربک میں کاف ضمیر خطاب ہے۔ یہ اضافت اختصاص کے لیے ہے کہ کمال بشریت کا آخری مقام آپ کو حاصل ہوگا۔ پھر فرمایا کہ آپ کا رب خالق بھی ہے۔

خلق کے معنی ہیں کسی شئی کو عدم سے وجود میں لانا۔ اللہ نے آپ کو پیدا کیا یعنی آپ کو وہ عدم سے وجود میں لائے۔ جب رب تعالیٰ خالق ہے۔ وہ تیری ذات کو عدم سے وجود میں لایا ہے، لیکن قراءت تو ایک صفت ہے۔ اس کا پیدا کرنا تو آسان ہے نتیجہ یہ نکلا کہ آپ اُمی (بغیر پڑھے ہوئے) تھے' قاری بن گئے۔ حاصل یہ کہ ذات کو پیدا کرنا مشکل تھا۔

(ایجاب الذات من کتم العدم اثقل) لیکن صفت معدومہ کو وجود میں لانا تو آسان تر ہے۔ تو وہ جو خالق کائنات ہے، وہ صفات کو کیوں کر پیدا نہیں کرسکتا۔

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝

دوبارہ پھر اقرأ کہا۔ مقصود یہ تردد دور کرنا ہے کہ تیرا رب اکرم بھی ہے کہ الکریم اذا وعد وفی تو جب تیرے رب نے تربیت کا وعدہ کیا ہے تو وہ اس وعدہ کو پورا بھی کرے گا۔

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ اشارہ کردیا کہ تعلیم کے لیے اسباب بھی ہوتے ہیں، لہٰذا یہاں بھی تعلیم بالاسباب ہوگی کہ جبرائیل آئیں گے۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝

یہاں ایک اور اشارہ کردیا کہ وہ مَا لَمْ یَعْلَمْ کو بھی سکھا چکا ہے آپ کو بھی سکھا دے گا۔ تردد کی ضرورت نہیں۔ دیکھئے! فرمایا تھا خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ یہ ایک مثال بھی ہے کہ علق ایک منجمد خون ہے، منجمد خون میں روح نہیں تھی، وہ میت تھا۔ اس سے انسان عاقل کو پیدا کیا تو جب وہ علق میت سے عاقل کو پیدا کرسکتا ہے تو کیا، اُمیت سے قرأت کی صفت پیدا نہیں کرسکتا، لہٰذا کیوں شک کرتے ہو۔

یاد رکھیئے! نطفہ چالیس دن تک ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ اس سے علق (جما ہوا خون) بن جاتا ہے۔ پھر چالیس دن بعد مضغہ بن جاتا ہے یعنی گوشت کا لوتھڑا۔ پھر چالیس دن بعد انسانی شکل بن جاتی ہے۔ پہلے تین چلوں کے بعد دس دن میں (چار ماہ کے بعد) روح آجاتی ہے۔ جب یہ روح آتی ہے تو یہ حیات خفیفہ ہوتی ہے۔ یہ غیر فعال ہے، غیر مؤثرہ ہے۔ قوت آتے آتے جب بالکل مؤثر حیات وجود میں آجاتی ہے تو پھر بچہ ۹ ماہ بعد دنیا میں آتا ہے اور اُس پر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں تو یہ سب کچھ تدریجاً ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اربعین یوماً

(چالیس دن) میں کوئی اثر ہے۔انقلاب حقائق ہے۔شاید مشائخ کے چلّے بھی بایں معنی ہیں۔

بانی تبلیغی جماعت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ نے بھی تبلیغ کے لیے چلوں کا حساب لگایا ہے کہ عوام کے لیے تین چلے ہیں اور علماء کے لیے سات چلے ہیں۔اس سے بہت سے علماء گھبراتے ہیں کہ کیا علماء کی اصلاح نہیں ہوئی؟ پھر اس گھبراہٹ کا جواب بعض عام لوگ یوں دیتے ہیں کہ جی علماء کے دل میں علم کے باعث تکبر ہوتا ہے اور دوسرے عجیب وغریب جواب دیتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ عوام میں استعداد خدمت دین نہیں ہے۔چونکہ علم نہیں ہے، اس لیے وہ اصلاح نہیں کر سکتے۔ان کے لیے اتنا کافی ہے کہ قلب میں حیات آجائے۔توجہ الی اللہ سے معلوم ہوا کہ ان کو نفس حیات غیر مؤثرہ کی ضرورت ہے، لیکن علماء کے لیے حیات مؤثرہ وفعّال کی ضرورت ہے۔نفس حیات چار ماہ میں آتی ہے، لہٰذا عوام کے لیے تین چلہ (چار ماہ) ہیں اور علماء کے لیے سات چلہ (نو ماہ دس دن) ہیں۔کیونکہ پورا بچہ بھی بطن ام سے ۹ ماہ دس دن بعد پیدا ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے اگر حیات غیر مؤثرہ کے ساتھ مردہ بچہ باہر آئے تو اس پر احکام شریعت جاری نہیں ہوتے۔جنازہ بھی نہیں پڑھا جاتا، وراثت بھی نہیں ملتی۔اگر مؤثر حیات کے ساتھ باہر آئے تو اس پر احکام شریعت جاری ہوتے ہیں، وہ وراثت کا حق دار بھی ہوتا ہے۔اسی لیے عوام کو ورثۃ الانبیاء نہیں کہا، بلکہ علماء کو کہا گیا ہے۔

علماء کو حیات مؤثرہ (۹ ماہ دس دن) کی ضرورت ہے کہ انہوں نے آگے چل کر کام کرنا ہے۔ان کے لیے بڑی حیات کی ضرورت ہے اور یہ سات چلوں کے بغیر نہیں آتی۔شاید اِسی لیے حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ نے مدت تبلیغ میں عوام اور علماء کے درمیان فرق مقرر فرمایا ہے۔

زمانہ نزول وحی:

۱۳ سال مکہ میں نزول وحی ہوا اور دس سال مدینہ میں۔تو کل ۲۳ سال ہوئے، لہٰذا تمام قرآن مجید ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔

۸۳ سورتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہیں اور ۳۱ سورتیں مدینہ میں نازل ہوئیں تو کل ۱۱۴ ہوئیں۔

نزول قرآن:

قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر جملۃً واحدۃً (بیک وقت تمام) رمضان کے مہینہ میں لیلۃ القدر میں نازل ہوا۔

پھر حسب ضرورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آیات نازل ہوتی رہیں۔

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ (سورۂ قدر پ۳۰) اور شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن (سورۂ بقرہ پ۲) سے مراد لوح محفوظ سے سماء دنیا پر نزول ہے اور پھر ۲۳ سال میں حسب حاجات قرآنِ مجید نازل ہوتا رہا۔

ترتیب قرآن:

قرآن مجید کی موجودہ ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق ہے۔ یہ علی ترتیب النزول نہیں ہے۔

ترتیب نزول قرآن:

۸۳ سورتیں جو مکہ میں نازل ہوئیں ان کی ترتیب یہ ہے......

(۱) العلق (۲) القلم (۳) المزمل (۴) المدثر (۵) اللھب (۶) التکویر (۷) الاعلیٰ (۸) اللیل (۹) الفجر (۱۰) الضحیٰ (۱۱) الم نشرح (۱۲) العصر (۱۳) العادیات (۱۴) الکوثر (۱۵) التکاثر (۱۶) الماعون (۱۷) الکافرون (۱۸) الفیل (۱۹) الاخلاص (۲۰) النجم (۲۱) العبس (۲۲) القدر (۲۳) البروج (۲۴) التین (۲۵) القریش (۲۶) القارعہ (۲۷) القیامہ (۲۸) الھمزہ (۲۹) المرسلات (۳۰) ق (۳۱) البلد (۳۲) الطارق (۳۳) القمر (۳۴) ص (۳۵) الاعراف (۳۶) الجن (۳۷) یٰسین (۳۸) الفرقان (۳۹) الفاطر (۴۰) مریم (۴۱) طٰہٰ (۴۲) الواقعہ (۴۳) الشعراء (۴۴) النمل (۴۵) القصص (۴۶) بنی اسرائیل (۴۷) یونس (۴۸) ھود (۴۹) یوسف (۵۰) الحجر (۵۱) الانعام (۵۲) الصافات (۵۳) لقمان (۵۴) السبا (۵۵) الزمر (۵۶) المومن (۵۷) السجدہ (۵۸) حم عسق (۵۹) الزخرف (۶۰) الدخان (۶۱) الجاثیہ (۶۲) الاحقاف (۶۳) الذاریات (۶۴) الغاشیہ (۶۵) الکھف (۶۶) النحل (۶۷) نوح (۶۸) ابراہیم (۶۹) الانبیاء (۷۰) المومنون (۷۱) الم سجدہ (۷۲) الطور (۷۳) الملک (۷۴) الحاقہ (۷۵) المعارج (۷۶) النباء (۷۷) النازعٰت (۷۸) انفطار (۷۹) انشقاق (۸۰) الروم (۸۱) عنکبوت (۸۲) مطففین (۸۳) فاتحہ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ عنکبوت سب سے آخر میں نازل ہونے والی مکی سورۃ ہے۔ ضحاک اور عطاء کے نزدیک سورۃ مؤمنون آخری سورت ہے۔ امام مجاہد کے ہاں آخری سورۃ مطففین ہے۔ سورہ فاتحہ کا صحیح علم نہیں ہے۔ شاید یہ سورۃ مکرر نازل ہوئی ہے۔ علمائے ثقات کی ترتیب یہی ہے جس کے مطابق یہ کل ۸۳ سورتیں ہوئیں اور ۳۱ سورتیں مدینہ میں نازل ہوئی ہیں جو ذیل میں درج ہیں۔

مدنی سورتیں:

(۱) البقرہ (۲) انفال (۳) ال عمران (۴) احزاب (۵) ممتحنۃ (۶) نساء (۷) زلزال (۸) حدید (۹) محمد (۱۰) رعد (۱۱) الرحمٰن (۱۲) دھر (۱۳) طلاق (۱۴) البینۃ (۱۵) الحشر (۱۶) الفلق (۱۷) الناس (۱۸) نصر

(۱۹) طور (۲۰) حج (۲۱) منافقون (۲۲) مجادلہ (۲۳) حجرات (۲۴) تحریم (۲۵) الصف (۲۶) الجمعۃ (۲۷) التغابن (۲۸) الفتح (۲۹) التوبۃ (۳۰) مائدہ (۳۱) شوریٰ۔

بعض علماء توبہ کو سورۃ مائدہ سے پہلے ذکر کرتے ہیں اور بعض بعد میں۔ اسی طرح سورۃ شوریٰ کے مکی اور مدنی ہونے میں بھی اختلاف ہے۔

قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کرنا:

قرآن کریم کا نزول متفرق طور پر ہوا ہے۔ یہ جمع کیونکر ہوا؟ کس نے جمع کیا؟ اس سلسلے میں بخاری کی روایت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

عن زید بن ثابتؓ (کاتب وحی، انصاری) (قال ارسل الی ابوبکر مقتل اهل الیمامة فاذا عمر عنده فقال ابوبکر ان عمر اتانی فقال ان القتل تد استحر یوم الیمامه بقراء القرآن "الخ")

جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں یہ فوج ترتیب دی تھی (اور آپؐ اس درمیان وصال فرما گئے تھے) بعد میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس لشکر کو آپؐ کے ارشاد کے مطابق اس مہم پر روانہ فرمادیا۔

بہرحال جب یہ جنگ ہوئی تو اس میں تقریباً سات سو حفاظ و قراء شہید ہوئے اور ابھی تک قرآن کسی کتابی صورت میں بھی نہ تھا۔ صرف زبانی یاد تھا۔ عمر فاروقؓ کو اس واقعہ سے پریشانی ہوئی تو فرمایا اس کا کوئی انتظام کرنا چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

(وانی اخشی ان استحر القتل بالقراء فی کل المواطن فیذهب کثیر من القرآن فقال عمر انی اری ان تامر لجمع القرآن)

اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر ہر جگہ قرائے قرآن کا قتل شدت اختیار کر گیا (یعنی اس طرح حفاظ شہید ہوتے گئے) تو کہیں قرآن کا اکثر حصہ ہم سے نہ چلا جائے۔ پس حضرت عمرؓ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تم قرآن مجید کو جمع کرو۔"

(فقلت لعمر کیف تفعل شیئاً لم یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال عمر هذا و الله خیر فلم یزل عمر یرا جعنی حتی شرح الله صدری لذا لك و رائیت فی ذالك الذی رائی عمر)

میں نے عمرؓ کو کہا تم وہ کام کیسے کرتے ہو جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ کیا ہو۔ (کیونکہ وہ بدعت سے ڈرتے تھے) حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ خدا کی قسم یہی بہتر ہے۔ پس وہ بار بار مجھ سے یہ بات کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ نے میرے سینے کو اس چیز کے لیے کھول دیا جس کے لیے عمرؓ کا سینہ کھولا تھا اور اب اس بارے میں

میں وہی چاہتا ہوں جو عمرؓ چاہتے ہیں۔

(قال زيد بن ثابت فقال لي ابوبكر انك رجل شاب عاقل لانتهمك وقد كنت تكتب الوحي لرسول الله صلى الله عليه وسلم فتتبع القرآن فا جمعه قال الزيد فو الله لو كلفوني نقل جبل من الجبال ما كان اثقل على مما امرني من جمع القرآن قلت كيف تفعلون شيئاً لم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابوبكر هوو الله خير فلم يزل ابوبكر يراجعني حتى شرح الله صدري للذي شرح له صدر ابي بكر و عمرؓ فرأيت في ذالك الذي رآيا)

حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا۔ پس مجھے ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ بے شک تم جوان عاقل مرد ہو۔ ہم آپ پر بدگمانی بھی نہیں کرتے اور تحقیق تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی لکھا کرتے تھے۔ پس تم قرآن مجید کو تلاش کرو اور جمع کردو (یعنی مختلف پتوں پتھروں، ہڈیوں پر جو کچھ لکھا ہوا تھا) تو حضرت زیدؓ نے فرمایا خدا کی قسم! اگر مجھے کسی پہاڑ کو اٹھانے کی تکلیف دی جاتی تو وہ مجھ پر اتنا بھاری نہ ہوتا جتنا جمع قرآن مجید مجھ پر بھاری ہے، لہٰذا میں (حضرت زیدؓ) نے کہا ان (ابوبکرؓ وعمرؓ) کو کہ کیسے کرتے ہو وہ کام جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا۔ تو ابوبکرؓ نے فرمایا خدا کی قسم یہی بہتر ہے (یہی الفاظ پہلے ابوبکرؓ کو عمرؓ نے کہے تھے) پس ابوبکرؓ بار بار مجھ سے یہ بات کہتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ نے اس چیز کے لیے میرا سینہ کھول دیا جیسے ابوبکرؓ وعمرؓ کا کھولا تھا۔ پس میں اس بارے میں وہی چاہتا ہوں جو ابوبکرؓ وعمرؓ چاہتے ہیں۔

(قال الزيد فتتبعت القرآن اجمعه من العسب و اللخاف و صدور الرجال حتى وجدت أخر سورة التوبة مع ابي خزيمة الانصاري لم اجدها مع احد غيره لقد جاء كم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمومنين رؤف رحيم فان تولوا فقل حسبي الله لا اله الا هو عليه تو كلت وهو رب العرش العظيم ...... فكانت الصحف عند ابي بكر في حياته حتى تو فاه الله ثم عند عمر في حياته حتى توفاه الموت ثم عند حفصة بنت عمر (بخاری فضائل قرآن)

حضرت زیدؓ فرماتے ہیں پس میں نے قرآن کو (لکھے ہوئے کو) تلاش کرنا شروع کیا۔ میں اس کو جمع کرتا تھا کھجور کی چھڑیوں سے اور ٹھیکریوں سے اور لوگوں کے سینوں سے یہاں تک کہ میں نے سورۃ توبہ کا آخر ابوخزیمہ انصاری کے پاس سے پالیا جبکہ اس کو میں نے کسی اور کے پاس لکھا ہوا نہیں پایا تھا، وہ تھا (لقد جاء کم رسول من اَنفُسِکُم عزیز ......تا...... وهو رب العرش العظيم)

پس یہ صحیفہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس ان کی زندگی تک رہا۔ یہاں تک کہ آپ انتقال فرما گئے۔ پھر حضرت عمرؓ

کے پاس رہا، یہاں تک کہ وہ بھی انتقال فرما گئے۔ پھر یہ صحیفہ حفصہؓ بنت عمر امیر المومنینؓ کے پاس رہا۔‘‘ (انتہیٰ)

اب اس مکتوبہ صحیفہ کے بارے میں بخاری کی یہ تفصیلی حدیث دیکھئے:

(عن انسؓ ان حذيفة بن اليمان قدم على عثمان و كان يغازى اهل الشام فى فتح الآرمينية والآذر بيجان مع اهل العراق فقال حذيفة لعثمان يا امير المومنين ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا فى الكتاب اختلاف اليهود و النصارىٰ (الخ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہؓ حضرت عثمانؓ کے پاس اس حال میں گئے کہ وہ فتح آرمینیا اور آذربیجان میں مشغول تھے۔ حضرت حذیفہؓ نے حضرت عثمانؓ سے عرض کیا کہ یا امیر المومنین! اس امت کو سنبھالیے قبل اس کے کہ وہ اپنی کتاب میں اختلاف کریں جیسے یہود و نصاریٰ نے کیا‘‘۔

چنانچہ حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کے پاس ایک آدمی بھیجا اور وہ نسخہ منگالیا اور حضرت حفصہؓ سے فرمایا:

(ان ارسلى الينا بالصحف ننسخها فى المصاحف ثم نردها اليك فارسلت بها اليه فامر زيد بن ثابت و عبدالله بن الزبير و سعيد بن العاص و عبدالرحمن بن الحارث بن الهشام (الخ) (بخاری باب جمع القرآن)

ہماری طرف وہ صحیفہ بھیج دیجیے۔ ہم اس کو اور صحیفوں میں نقل کریں گے۔ پھر آپ کا صحیفہ آپ کی طرف لوٹا دیں گے تو حضرت حفصہؓ نے وہ صحیفہ بھیج دیا۔ پس حضرت عثمانؓ نے چار آدمیوں کو حکم دیا۔ (۱) زید بن ثابتؓ (۲) عبداللہ بن زبیرؓ (۳) سعید بن العاصؓ (۴) عبدالرحمٰن بن الحارثؓ تو انہوں نے کئی مصاحف الگ الگ لکھے، لیکن جب حضرت عثمانؓ کو محسوس ہوا کہ ان میں سے تین قریشی ہیں اور ایک قریشی نہیں ہے تو یہ لوگ لغت میں اختلاف کریں گے۔ ان کو فرمایا:

(اذا ختلفتم انتم و زيد بن ثابت فى شيئى من القرأن فاكتبوه بلسان قريش فانما انزل بلسانهم ففعلوا "الخ") (بخاری باب نزل القرآن)

جب تم میں اور زید بن ثابت میں قرآن کی کسی شے کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو تم قریش کی زبان میں لکھو، کیونکہ قرآن مجید قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے۔ پس انہوں نے ویسا ہی کیا۔

خلاصہ کلام:

اب ان روایات پر نظر ڈالیں تو اجمالی طور پر جمع قرآن کا خاکہ ذہن میں کچھ یوں آتا ہے اگر جمع سے مراد مطلق جمع ہے۔ (بصورت کتابت اور بصورت حفظ) تو جمع کے کل چار مراحل ہیں۔ (۱) قرآن کریم کا حفظ کرنا (۲) قرآن کریم کی کتابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں (۳) قرآن کریم کا جمع کرنا عہد صدیقی میں (۴) قرآن کریم کا جمع کرنا عہد عثمانؓ میں۔ اگر جمع سے مراد صرف بصورت کتابت ہے تو آخری تین مراحل مراد ہیں۔

عہد رسالتؐ میں بذریعہ حفظ جمع القرآن:

جمع قرآن کی یہ صورت یعنی قرآن مجید کو حفظ کرنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی آتی تھی، وہ آپ لوگوں کو سنا دیتے تھے اور پھر لوگ اس کو یاد کرنے میں کوشاں رہتے۔ جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ راتوں کی نیند چھوڑ دیتے اور قرآن مجید کو یاد کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے تھے۔ یہ جمع قرآن بصورت حفظ تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں حفاظ کا ایک جم غفیر تھا، جن میں ابوبکر صدیقؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، سعدؓ، ابن مسعودؓ، حذیفہؓ، ابوہریرہؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، معاویہؓ، زبیرؓ، ابن زبیرؓ، عائشہؓ، حفصہؓ، ام سلمہؓ وغیرہ مہاجرین میں سے تھے اور انصار میں سے ابی بن کعبؓ، معاذ بن جبلؓ، زید بن ثابتؓ، ابوالدرداء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بتلا دیتے تھے کہ قرآن مجید کس ترتیب سے یاد کریں اور کون سی آیت کس جگہ اور کس سورت میں یاد کریں۔ کیونکہ یہ تمام باتیں جبرئیلؑ آپؐ کو بتلا دیتے تھے اور جبرئیلؑ آپؐ کو وہ ترتیب بتاتے تھے جو لوح محفوظ میں تھی۔ گویا حفاظ قرآن لوح محفوظ کی ترتیب سے ہی یاد کرتے تھے۔ یہی ترتیب حقیقی تھی اور آج بھی موجودہ قرآن مجید اس ترتیب میں ہے۔

عہد رسالت مآبؐ میں جمع قرآن بذریعہ کتابت:

یہ جمع قرآن بصورت کتابت تھی۔ چونکہ قرآن سات لغات میں نازل ہوتا تھا۔ اس لیے تمام صحابہ اس تلاش میں رہتے تھے کہ ہم قرآن کو صحیح صحیح لکھ لیں کہ وہ ذہنوں میں تو محفوظ ہے، کتاب میں بھی محفوظ رہے۔ لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند ایک کاتبوں کو مقرر فرما دیا۔ جن میں ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، معاویہؓ، ابانؓ بن سعید، خالدؓ بن الولید، ابیؓ بن کعب، زیدؓ بن ثابت، ثابتؓ بن قیس، ارقمؓ بن ابی الارقم، حنظلہؓ بن ربیع، ابورافع القبطی رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔ آپ ان حضرات کو لکھنے کا اور سورتوں کی ترتیب کا طریقہ بطریق حفظ بتلا دیا کرتے تھے۔

خلاصہء کلام یہ ہے کہ تمام قرآن مجید حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں بصورت کتابت جمع ہو چکا تھا، لیکن یہ جمع بصورت کتاب وصحیفہ نہیں تھا۔ رہا سورتوں کی ترتیب سے لکھنا تو یہ ابھی نہ ہوا تھا، بلکہ صحابہؓ کو جو ٹھیکری کپڑا وغیرہ ملتا، اس پر لکھ لیتے تھے۔

جمع القرآن فی عهد ابی بکرؓ:

جیسا کہ گزشتہ حدیث میں بالتفصیل گزرا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یمامہ کا واقعہ ہوا اور حفاظ شہید ہوئے۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو فرمایا کہ جمع قرآن کا انتظام کیجیے۔ پھر انہوں نے حضرت

زید بن ثابتؓ کو فرمایا کہ تم جمع کرو اور انہوں نے ٹھیکریوں، کپڑوں کے ٹکڑوں وغیرہ سے قرآن کریم نقل کیا۔
حضرت زید بن ثابت کسی آیت کو اس وقت تک نقل نہ فرماتے جب تک کہ دو عادل شخص گواہی نہ دے دیں کہ یہ آیت واقعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں لکھی گئی ہے۔ یہ ایک صحیفہ تھا جو حضرت زید بن ثابتؓ نے لکھا تھا۔ یہ ان سات لغات پر مشتمل تھا جن کا ذکر ایک حدیث میں ہے۔

(انما انزل القرأن علی سبعة احرف) (بخاری)

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ یہ صحیفہ پہلے ابوبکر صدیقؓ کے پاس تا حیات رہا پھر حضرت عمرؓ کے پاس تا حیات رہا پھر یہ صحیفہ حضرت حفصہؓ کے پاس رہا۔

یہ جمع قرآن جو حضرت زید بن ثابت نے فرمائی تھی یہ ''جمع عمر فی عہد ابوبکر'' کہلاتی ہے۔

جمع القرأن فی عهد عثمانؓ:

جیسا کہ دوسری حدیث بخاری میں تفصیلاً اس جمع کا ذکر ہوا کہ حضرت عثمانؓ نے وہ صحیفہ حضرت حفصہؓ سے منگوایا کیونکہ صحابہؓ کو خدشہ تھا کہ یہ سات قرائتوں پر مشتمل ہے تو کہیں بعد میں آنیوالے لوگ اس میں اختلاف نہ کریں۔

لہٰذا حضرت عثمانؓ اور تمام صحابہؓ نے چار اشخاص کو اس جمع پر متعین فرمایا یعنی حضرت زید بن ثابت، عبداللہ بن الزبیر، سعید بن العاص، عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کو۔ ان حضرات نے قرآن مجید کو لغت قریش میں تحریر کیا۔ کیونکہ قرآن مجید لغت قریش ہی میں نازل ہوا تھا اور اس قرآن مجید کی ترتیب ''لوح محفوظ'' کی ترتیب کے مطابق تھی۔ یہی جبرائیلؑ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلادیا کرتے تھے۔ پھر آپ صحابہؓ کو بتلادیتے تھے۔

(موجودہ قرآن مجید اسی ترتیب پر ہے)

یاد رہے کہ یہ قرآن مجید بغیر اعراب اور بغیر نقاط کے تھا۔

ان چار حضرات نے چھ مصاحف لکھے اور جب ان چھ مصاحف پر تمام صحابہ کرامؓ نے اتفاق کر لیا تو حضرت عثمانؓ نے ان مصاحف کو مختلف اقالیم کی طرف روانہ کر دیا۔ ان میں سے ایک مصحف مکہ کی طرف، ایک مصحف شام کی طرف، ایک مصحف کوفہ کی طرف، ایک مصحف بصرہ کی طرف روانہ ہوا۔ ایک مصحف مدینہ میں رکھا اور ایک مصحف اپنے پاس رکھا۔ پھر ہر صحیفہ کے ساتھ ایک عالم قاری کو بھیجا تا کہ وہ مصاحف ان لوگوں کو پڑھائے جو غیر قریش تھے۔ حضرت زید بن ثابت کو حکم دیا کہ آپ مدینہ والوں کو مصحف پڑھائیں۔

مصحف عثمانی:

حضرت عثمانؓ کا وہی مصحف اُس وقت بھی ان کے پاس تھا جب ان کو شہید کر دیا گیا۔ آپؓ اُس وقت تلاوت فرما رہے تھے اور آپ کا لہو اس آیت پر گرا صبغۃ اللہ ''الخ'' وہ خون اسی طرح محفوظ رہا۔ آج بھی وہ مصحف عثمانی موجود ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم نے مصحف عثمانی کی نقل مرتب کر کے شائع کر دی تھی۔

پہلے عربی رسم الخط میں نقاط و حرکات نہیں تھے:

ان مصاحف کی کتابت عربی رسم الخط میں تھی جس میں کہ اعراب و نقاط نہ تھے۔ چونکہ عرب اہل لسان تھے، ان پر التباس نہ ہوتا تھا۔ وہ سیاق وسباق سے معلوم کر لیتے تھے کہ یہاں اعراب و نقاط کیا ہیں۔ مثلاً **فینبئکم بما کنتم تعملون** ''الآیہ'' اس میں **تعملون** کی جگہ **یعملون** نہیں ہوسکتا کہ ضمائر مخاطب ہیں۔ البتہ اگر **فینبئھم** ہوتا تو **یعملون** ہوتا، لہٰذا اہل لسان کے لیے نقاط ہوں یا نہ ہوں ان کے لیے دونوں برابر ہیں۔

حجاج نے نقاط و اعراب لگائے:

جب عالمِ اسلام وسیع ہو گیا، فتوحات ہوئیں، عجمی لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ وہ اہل لسان نہ تھے، اس لیے انہیں بڑی مشقت ہوئی۔ اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دور میں اعراب و نقاط کا اہتمام ہوا۔ حجاج بن یوسف الثقفی میر ہذہ الامتہ نے اعراب و نقاط لگائے۔ اب عجمی بھی بآسانی قرآن مجید پڑھ سکتے تھے، ورنہ معلوم نہیں آپ جیسے فضلاء کیا کچھ کرتے۔

حجاج جیسے ظالم نے تحریف کرنے سے انکار کر دیا:

ایک بستی انطا کیہ تھی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام گئے تھے۔ ایک تشریعی پیغمبر تھے (وہ پیغمبر جنہیں شریعت عطا کی گئی) اور دوسرے تکوینی (وہ پیغمبر جنہیں تقدیری امور کی خبر دی گئی تھی) پیغمبر۔ انہوں نے کھانا مانگا تو بستی والوں نے انکار کر دیا۔ قرآن نے اس واقعے کو بیان فرما دیا تو وہ بستی والے تمام دنیا میں ذلیل و رسوا ہو گئے۔ جس وقت حجاج یہ اعراب و نقاط لگا رہا تھا، اس وقت انطا کیہ کے لوگ آئے اور بہت بڑی رشوت کا لالچ دے کر کہا کہ ایک کام کر دو کہ...... **فابوا ان یضیفوھما** (انہوں نے ان دونوں کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا) کی جگہ **فاتوا ان یضیفوھما** (وہ بستی والے ان دونوں کی مہمان نوازی کیلیے تیار ہو گئے) کر دو۔ صرف دو نقطے لگا دو، اور کوئی رسم الخط نہ بدلو...... تو حجاج نے، جو بڑا ظالم تھا، کہا: ''جانتے ہو میں کون ہوں'' اور پھر کہا کہ ''اگر تم آسمان وزمین کے درمیان سونے سے بھر دو تو میں پھر بھی اسے نہ بدلوں گا''

حفاظت قرآن خدا نے ظالم سے بھی کروائی:

دیکھئے! خدا نے حفاظت قرآن ایک ظالم سے بھی کروائی کہ حجاج بہت بڑا ظالم تھا۔ اُس نے اقتدار کے حصول کے لیے ظلم کیا تھا۔ اس کے باوجود بھی تحریف پر تیار نہ ہوا، لیکن آج کا ظالم اقتدار کو حاصل کرنے والا ایک حرف کو بھی باقی رکھنے پر راضی نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ ظالم ظالم میں فرق ہے۔

ارکان قرآن:

علامہ شاطبی نے لکھا ہے کہ قرآن کے تین ارکان ہیں:

اول: توافق باللغة العربية

ثانی: توافق برسم الخط

ثالث: تواتر بالا سناد

پہلا رکن تو واضح ہے۔ یعنی الفاظ قرآن کا عربی زبان میں ہونا، دوسرا رکن توافق رسم الخط ہے، لہٰذا مصحف عثمانی کا خط بھی متواتر النقول ہے۔ لہٰذا اگر یہ (رسم الخط) قرأت کا متحمل ہے تو قرآن ہے، ورنہ نہیں۔ اب قراء کا اختلاف مالک یوم الدین میں ہے کہ بغیر الالف عاصم اور کسائی پڑھتے ہیں، بالالف حفص پڑھتے ہیں، لیکن اس کے باوجود یہاں ''ملک'' لکھیں گے۔ اس لفظ کو الف کے ساتھ یعنی ''مالک'' نہیں لکھا جائے گا۔ عربی زبان میں بسا اوقات الف حذف ہو جاتا ہے، لہٰذا یہاں ایک ہی لفظ ''مالک'' اور ''ملک'' دونوں کو مشتمل ہے۔

نیز جیسے وننشر رحمة اور وینشر رحمته بلا نقاط ایک ہی رسم الخط ہے اور وما یخدعون میں خ پر کھڑی زبر لگا دیں تو وما یخادعون پڑھا جائے گا جبکہ رسم الخط ایک ہے۔ اسی طرح یُکَذِّبُون اور یَکْذِبُون کا بھی ایک ہی رسم الخط ہے۔ تو ہر وہ حرف قرآن شمار کیا جائے گا جو عثمانی رسم الخط کے موافق ہو۔ لہٰذا جیسے شاذ روایت اعمش ہے۔

وما اوتيتم من العلم

کے بجائے وما اوتو کہا جائے تو یہ شاذ ہے، کیونکہ رسم الخط کے مخالف ہے۔

اور تیسرا رکن تواتر بالاسناد ہے۔ امام جزری نے شاطبیہ میں قرأت عشرہ کو ثابت کر دیا ہے۔

اور علامہ زمخشری (جو کہ مغربی ہیں) نے ابن عامر شامی کی ایک روایت متواترہ کا انکار کیا ہے، وہ یہ ہے:

(و كذالك زُيِّن لكثير من المشركين قتل او لادهم شركائهم)

اس میں ابن عامر کہتا ہے کہ یہاں قُتِلَ او لادهم لشركائهم ہے۔

یہاں قتل مضاف الی الشرکاء ہے۔ زمخشری نے کہا ہے عربی زبان میں فصل بین المضاف والمضاف الیہ جائز نہیں ہے، لہٰذا اس نے انکار کر دیا۔

علامہ شاطبی نے بتلایا ہے کہ یہ جائز ہے اور عرب کے بہت سے قصائد نقل کر کے کہا کہ فصل بالاجنبی ناجائز ہے، لیکن یہاں فصل بالاجنبی نہیں ہے، لہٰذا جائز ہے...... تو یہ ارکان قرآن کا ذکر تھا۔

مسئلہ سبعہ احرف:

حدیث میں ہے انما انزل القرآن علی سبعة احرف . اس کی وضاحت کے لیے پہلے بخاری ومسلم کی روایت مدنظر رکھیے:

(عن عمر بن الخطابؓ قال سمعت هشام بن حكيم بن حزام يقراء سورة الفرقان في حيات رسول الله صلى الله عليه وسلم في الصلوٰة فاستمعت قرأته فاذ اهو يقراء على حروف كثيرة لم يقراء نيها رسول الله صلى الله عليه وسلم فكدت اساوره في الصلوٰة فتر بصت حتي سلم فلببته بردائه فقلت من اقرأك هذه السورة التي سمعتك تقراء فقال اقراء نيها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت كذبت فانطلقت به اقوده الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله اني سمعت هذٰ يقراء سورة الفرقان على حروف لم تقراء نيها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ارسله اقراء يا هشام فقراء عليه القراة التي سمعته يقراء۔ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا لك انزلت ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقراء يا عمر۔ فقرات قرائتي التي اقراء نيها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذالك انزلت ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان هذا القرآن انزل على سبعة احرف فاقراؤا ما تيسر منه "الحديث"

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سنا کہ وہ سورہ فرقان نماز میں پڑھ رہے تھے۔ جب میں نے ان کی قرأۃ غور سے سنی تو وہ بہت سے مقامات ایسی قرأۃ کے ساتھ پڑھ رہے تھے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پڑھتے ہوئے نہیں سنا تھا۔ قریب تھا کہ میں اسے نماز ہی میں پکڑ لیتا، لیکن میں نے انتظار کیا۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کو گریبان سے پکڑا اور پوچھا کہ یہ سورۃ تجھ کو اس قرأۃ کے ساتھ کس نے پڑھائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھ کو اس طرح رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تو جھوٹ کہہ رہا ہے، لہٰذا اسے گھسیٹتا ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر کر دیا۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں نے اس شخص (ہشام) کو سنا کہ یہ سورۃ فرقان کے بعض مقامات کو ایسی قرأۃ کے ساتھ پڑھتا ہے جس کے ساتھ آپ نے مجھے نہیں پڑھایا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اسے چھوڑ دے اور (ہشام سے) فرمایا: پڑھ! حضرت ہشامؓ نے اسی نہج پر پڑھنا شروع کیا جیسا کہ میں نے انہیں سنا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا ہی نازل ہوا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ پڑھ اے عمر! تو میں نے اس قرأۃ کے ساتھ پڑھنا شروع کیا جس قرأۃ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پڑھایا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوا ہے۔

پھر حضور صلی اللہ علی وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک قرآن سات قرأتوں پر نازل کیا گیا ہے۔ تم اس قرأۃ کے ساتھ پڑھو جو تمہیں آسان معلوم ہو۔

القصہ حضرت عمرؓ اور حضرت ہشامؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مختلف قرأتیں پڑھیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا ہے۔ پس جس کو تم آسان سمجھو پڑھو۔ علماء نے سبعۃ احرف کی تفسیر و توجیہ میں اختلاف کیا ہے۔

توجیہ اول:

بعض علماء کہتے ہیں کہ اس سے مراد حصر فی السبعۃ نہیں، بلکہ سات کا عدد مبالغہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

(ولا کثرۃ و للزیادۃ سبعین کما قال اللہ تعالیٰ ان تستغفر لھم سبعین مرۃً)

یہاں محض کثرت مراد ہے۔

توجیہ دوم:

بعض کے نزدیک السبع من المعانی یعنی سات معنی مراد ہیں۔ (۱) وعد (۲) وعید (۳) امر و نہی (۴) محکم و متشابہ (۵) حلال وحرام (۶) قصص (۷) امثال، لیکن یہ توجیہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ میں فرق ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہاں قرأت علی حروف کثیرۃ آیا ہے (یعنی مختلف قراتوں کے ساتھ پڑھنا)

توجیہ سوم:

بعض کہتے ہیں کہ تلاوت کے طریقوں میں اختلاف ہے، جیسے ادغام، اظہار، امالہ، الف مدہ وقصر کہ حروف مقطعات میں امالہ بھی ہے اور الف بھی ہے۔ مثلاً مالک یوم الدین میں عاصم حفص کی روایت میں مالک ہے، کسائی کوفی بھی مالک پڑھتے ہیں، لیکن باقی ملک پڑھتے ہیں۔

توجیہ چہارم:

بعض کے نزدیک قرأت سبعہ (یعنی سات قرأتیں مراد ہیں) یعنی
(۱) نافع مدنی (۲) ابن کثیر (۳) ابو عمر مصری (۴) ابن عامر شامی (۵) عاصم کوفی (۶) حمزہ کوفی (۷) کسائی۔

بعض مفسرین کے نزدیک یہی توجیہ صحیح ہے، لیکن اس کا میں جواب دیتا ہوں۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اس لیے کہ قرأت سبعہ پر اجماع تو ہے، لیکن قرأت عشرہ بھی تو متواترہ ہیں۔ امام جزری نے **طیبۃ النشر فی القرات العشر** میں متواترہ کہا ہے۔ نیز یہی شاطبی نے قصیدہ میں بھی کہا ہے۔

قرأتیں ثابت ہیں۔ جمہور امت اس پر متفق ہیں، اگرچہ اجماع نہیں ہے۔

اور پھر یہ بھی ہے کہ قرأت سبعہ کے ہر قاری سے دو روایتیں منقول ہیں۔

مثلاً نافع مدنی سے ورش اور قالون، ابن کثیر سے بزی اور قنبل، ابو عامر سے دوری اور سوسی، ابن عامر شامی سے ہشام اور ابن زکوان، عاصم کوفی سے شعبہ اور حفص، حمزہ کوفی سے خلف اور خلاد، کسائی سے ابو الحارث اور دوری، لہٰذا یہ کل چودہ لازماً ہو گئے اور عشرہ کے باقی تین قراء کی بھی دو دو روایتیں ہیں تو کل بیس روایات ہو گئیں اور سب کی سب متواترہ ہیں، لہٰذا یہ توجیہ قابل قبول نہیں ہے۔

یاد رہے کہ یہ اختلاف قرأت ایسا اختلاف نہیں جیسا کہ ائمہ فقہا کا ہے۔ چونکہ فقہ ایک روایت میں منحصر ہے، جبکہ قرأت میں ہر راوی کی روایت، جبرائیل امین سے اسی طرح منقول ہے۔ ان روایات متواترہ کا انکار کرنا بھی کفر ہے، البتہ ہمارا مذہب حفص کا ہے۔

توجیہ خامس:

ابو عبید کے نزدیک سات لغات مراد ہیں، یہ لغات عرب کے مختلف قبائل کی ہیں۔ مثلاً قریش، بنو ہوازن بنو تمیم بنو ھذیل بنو طی اہل یمن وغیرہ۔

راجح:

راجح توجیہ خامس ہے کہ ابتداء میں سات لغات پر نازل کیا گیا پھر لغت قریش پر جمع کر لیا گیا۔
راجحیت کی دلیل کے طور پر مندرجہ ذیل احادیث مدنظر رکھیں۔

(عن عبداللہ بن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اقرانی جبرائیل علی حرف فراجعته فلم ازل استزیده و یزیدنی حتی انتهی الی سبعة احرف) (رواہ البخاری)
ورواه المسلم عن ابی بن کعب قال کنت فی المسجد فدخل رجل یصلی فقراء قرائة انکرتها علیه۔ ثم دخل أخر فقرأ قرائة سوٰی قرائة صاحبه فانکرتها علیه فلما قضینا الصلٰوة دخلنا جمیعاً علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقلت ان هذا قرأ قراء ة انکرتها علیه فدخل آخر فقراء قرائة سوٰی قراة صاحبه فامرهما رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقرأ فحسن النبی صلی اللہ علیه وسلم شانهما فسقط فی نفسی التکذیب (فی بیان الوحی) ولا اذا کنت فی الجاهلیة فلما رآنی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما قد غشینی ضرب فی صدری ففضت عرقاً و کانما انظر الی اللہ عزوجل فرقاً فقال صلی اللہ علیه وسلم یا اُبی ارسل الی ان اقرأ علی حرف واحد فرددت الیه ان هوّن علی امتی فرد الی الثانیة ان اقراء ہ علی حرفین فرددت اَن هون علی امتی فرد الی اللہ ان اقرائه علی سبعة احرف ذالك بکل ردة رددتها مسئلة تسئلنیها فقلت اللهم اغفر لامتی اللهم اغفر لامتی و اخرت الثالثة لیوم یرغب الی الخلق کلهم حتی ابراهیم (ای عند الشفاعة الکبری) (الحدیث رواہ مسلم)

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھا کہ ایک آدمی آیا اور نماز پڑھنے لگا۔ وہ قرآن کریم ایسی قرأۃ کے ساتھ پڑھ رہا تھا جو میں نے نہ سنی تھی۔ پھر دوسرا آیا تو اس نے ایک اور قرأۃ کے ساتھ قران پڑھا۔ جب ہم نے نماز مکمل کی تو ہم سب (تینوں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ میں نے عرض کیا کہ اس شخص نے قرآن کریم کو ایسی قرأۃ کے ساتھ پڑھا جو میں نے نہیں سنی ہے اور اس دوسرے شخص نے ایک اور قرأۃ کے ساتھ پڑھا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا۔ جب انہوں نے پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے پڑھنے کو صحیح اور اچھا قرار دے دیا۔ میرے دل میں جہالت کے زمانہ سے بھی زیادہ غلط وسوسے آنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے دیکھا کہ مجھ کو وسوسوں نے گھیر لیا ہے تو میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے میں پسینہ پسینہ ہو گیا۔ خوف کا یہ عالم تھا گویا کہ میں اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابی! میرے پاس حکم آیا تھا کہ قرآن کریم کو ایک لغت پر یا ایک قرأۃ پر پڑھوں تو میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ میری امت پر آسانی کا معاملہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوبارہ ارشاد ہوا کہ آپ قرآن کریم کو دو لغات یا دو قرأتوں کے مطابق پڑھ سکتے ہیں۔ میں نے پھر درخواست کی کہ اے اللہ میری امت پر آسانی کا معاملہ فرما (یعنی زیادہ قرأتوں پر پڑھنے کی اجازت مرحمت فرما) تو تیسری بار ارشاد ہوا کہ آپ قرآن کریم کو سات لغات یا قراتوں کے مطابق پڑھا کریں اور یہ بھی فرمایا گیا کہ جتنی مرتبہ ہم نے آپ کو حکم دیا ہے، اتنی ہی مرتبہ آپ ہم سے دعا مانگیے، ہم اسے قبول کریں گے۔ چنانچہ میں نے بارگاہ الٰہی میں دو مرتبہ یہ دعا کی کہ اے اللہ میری امت کی مغفرت فرما، اے اللہ میری امت کی مغفرت فرما اور تیسری دعا میں نے اس دن کیلیے رکھ چھوڑی جس دن مخلوق مجھ سے سفارش وشفاعت کی خواہش کرے گی، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی مجھ سے شفاعت کی خواہش کریں گے۔

لہٰذا اس حدیث مفصل سے بھی معلوم ہوا کہ سبعۃ احرف سے سات لغات ہی مراد ہیں، اور جمع عمرؓ و عثمانؓ میں تمام لغات پر قرآن مجید کو جمع کیا گیا تھا اور جمع عثمانؓ میں صرف لغت قریش پر جمع کیا گیا ہے جو اصل تھا، لہٰذا میرے نزدیک سبعۃ احرف سے سات لغات مراد لینا ہی بہتر توجیہ ہے۔

الفرق بين التفسير و التاويل

فرق لغوی:

تفسیر فسر سے ماخوذ ہے۔ فسر کا معنی ہے **الکشف ما غطی** لہٰذا قرآن مجید کے معانی کا بیان تفسیر ہے، بلکہ ہر اس چیز کا بیان **ما يعرف به الشئي و معناه فهو تفسير له.**

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے معانی بھی جس چیز سے کھولے جائیں اور پہچانے جائیں اسے تفسیر کہتے ہیں۔ تاویل ماخوذ ہے اول سے، باب **نصر ینصر مهموز الفاء** ہے اور **معتل العين** (یعنی اجوف) بھی جیسے قال یقول نصر ینصر سے۔ مثلاً کہا جاتا ہے **اولته فآل ای صرفته فانصرف** یعنی پھیر دینا۔ الغرض اس کے معنی ہیں **صرف الشئي الى الغاية** (کسی چیز کا غایت کی طرف لوٹا دینا)

اصطلاحی فرق یہ ہے کہ
(التفسیر ما یتوقف علی النقل المسموع)
یعنی تفسیر وہ ہوتی ہے جو کسی نقل مسموع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہوتی ہے۔
اور التاویل ما یتوقف علی الفهم الصحیح۔
یعنی تاویل فہم صحیح پر موقوف ہوتی ہے۔
مراد یہ ہے کہ اگر فہم صحیح کے ساتھ لغت عربیہ کے قواعد کے مطابق اور قرآن وسنت کے مطابق قرآن کریم کا اپنے فہم سے ایسا معنی کیا جائے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہ ہو تو وہ تاویل ہے۔
چنانچہ مفسرین نے تفاسیر بھی نقل کی ہیں اور تاویلات بھی۔
جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباسؓ کے لیے دعا فرمائی تھی:
اللّٰهم علمه الکتاب و فقهه فی الدین
ترجمہ: اے اللہ اسے کتاب کا علم عطا کر اور دین کی فہم عطا کر۔
ایک روایت میں ہے علمه التاویل یعنی اے اللہ! ابن عباس کو ایسا فہم عطاء فرما کہ وہ مطالب قرآن کو سمجھیں۔
معلوم ہوا کہ علمه التاویل و علمه الکتاب کی مراد ایک ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسم کی اس دعا کی برکت کی وجہ سے ابن عباسؓ کو حبر الامة کہا گیا ہے۔

التفسیر بالرائے:

ایک حدیث ترمذی نے بسند حسن نقل کی ہے۔ اس حدیث میں ہے:
(من قال فی القرأن برایه فلیتبوا مقعده من النار)
جس نے اپنی رائے سے قران کے مفہوم میں کچھ کہا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔
اس حدیث میں شدید وعید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی رائے سے اپنے فہم سے قرآن کے بارے میں کچھ کہنا جائز نہیں ہے اور یہ سبب ہے دخول نار کا۔ بظاہر اس حدیث میں تاویل کا راستہ بند کر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے معلوم ہوا کہ تاویل کہتے ہیں کہ فہم صحیح سے کسی معنی کو بیان کیا جائے جبکہ وہ نقل میں موجود نہ ہو، لہٰذا اس حدیث کو اگر ظاہر پر محمول کیا جائے تو تاویل کے راستے بند ہیں، لیکن یہی حدیث دوسرے الفاظ میں بھی منقول ہے۔ اس روایت میں ہے:
(من قال فی القرأن بغیر علم فلیتبواء مقعده من النار) (الحدیث) (ترمذی)

اس روایت کو بھی امام ترمذی نے نقل کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک روایت میں برأیہ ہے اور ایک میں بغیر علم ہے۔ اسی طرح امام ابوداؤد نے سنن میں ایک روایت نقل کی ہے۔

(عن جندب بن عبدالله قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من قال فی القرآن برائیه فاصاب فقد اخطاء)

(جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور وہ صحیح تھا تو بھی غلط ہے) کیونکہ اُس نے علم کے بغیر رائے دی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ برائیہ سے مراد بغیر علم والی رائے ہے۔ چونکہ وہ جاہل ہوتا ہے اور کبھی جاہل کی بات صحیح بھی نکل آئے تو بھی اس کو غلط شمار کیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے جناب صدیق اکبرؓ سے سورۃ عبس کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا گیا..... کہ ''وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا'' یہاں اَبًّا سے کیا مراد ہے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا:

(ای سماء تظلنی و ای ارض تقلنی اذا قلت فی کتاب الله بغیر علم)

(مجھ پر کون سا آسمان سایہ کرے گا اور کونسی زمین مجھ کو اٹھاتی پھرے گی، اگر میں اللہ کی کتاب سے متعلق کوئی بات بغیر علم کے کہہ دوں)

اسی طرح ایک روایت میں حضرت عمرؓ کے بارے میں ہے۔

(کان یخطب عمر و قرأ و فاکهة و ابا)

پھر فرمایا کہ میں فاکہتہ کو تو جانتا ہوں لیکن ابا کو نہیں جانتا۔ یہاں یہ مقصد نہیں کہ وہ اتنا بھی نہیں جانتے تھے کہ ابأ سے سبزی مراد ہے جو زمین اگاتی ہے، بلکہ یہاں کون سی سبزی مراد ہے، اس کے تعین کا علم نہ تھا۔ اس لیے لاعلمی کا اظہار کر دیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ابأ کی تفسیر سے سکوت فرمایا اور یہ تکلف نہیں کیا کہ لازماً اس کے معلوم کرنے کے درپے ہو جائیں۔

تفسیر بالرائے سے کیا مراد ہے؟

بہر حال علماء کرام نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ حدیث نھی عن القول فی القرآن برائیه سے مراد بغیر العلم ہے یا علم تو ہے، لیکن یہ رائے قرآن وسنت کے صریح احکام کے خلاف ہے۔ یعنی اس شخص کی اپنی مراد ہے، اس پر وہ قرآن کو منطبق کرتا ہے جیسے بدعتی، معتزلہ خوارج یا دوسرے فرق باطلہ کہ وہ لوگ قرآن کریم سے اپنی بدعت ومراد کے لیے حجت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ جس بیان کو قرآن کریم سے استنباط کر رہے ہیں، وہ قرآن کریم کے صریح احکام کے خلاف ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ اللہ کی مراد نہیں ہے، لیکن صرف مقابل کو شکست دینے کے لیے یا اپنی بدعت ومراد پر حجت قوی کرنے کے لیے یا لوگوں کو التباس میں ڈالنے کے لیے یا کسی بھی

مذموم غرض سے ایسا کرنا چاہتے ہیں تو یہ القول فی القرآن برائیہ ہے یہ ممنوع ہے اور اس کے لیے سخت اور شدید وعید ہے۔

اَقسام تفسیر بالرائے

معلوم ہوا کہ تفسیر بالرائے کی چند قسمیں ہیں چند درجۂ جواز میں ہیں اور چند ممنوع ہیں۔

اول:

من غیر علم، بالجہل ہے کہ عالم نہیں ہے، بلکہ جاہل ہے اور جہالت سے ہی قرآن کا کوئی مقصد بیان کرتا ہے۔اب یہ شخص اگر صحیح بھی بیان کردے تو بھی یہ داخل تحت النہی ہے اور یہ بھی مذموم وممنوع ہے۔

دوم:

عالم ہے، لیکن اس کے باوجود اس کی غرض تفسیر سے برا کام ہے تو یہ بھی مذموم وممنوع ہے۔

سوم:

عالم ہے اور قرآن میں عقل وفہم سے بات کرتا ہے مثلاً قرآن کی ایک آیت مختلف معانی کی حامل ہے اور یہ اس میں سے کسی ایک کو ترجیح دیتا ہے بالفہم......اور یہ وجہ قرآن وسنت کے خلاف بھی نہیں ہے اور نیت بھی بری نہیں ہے اور نہ ہی کسی مخاصمہ میں کسی مخالف کو اپنی مراد کے لیے شکست دینا چاہتا ہے تو یہ وعید میں داخل نہیں ہے، بلکہ جائز ہے اور علماء نے ہمیشہ اسی طرح کیا ہے۔

تفسیر بالرائے بطریق المخصوص جائز ہے

تفسیر بالرائے کی یہ تیسری قسم جائز ہے، چنانچہ صحابہؓ نے اس طریق پر تفاسیر کی ہیں۔ پھر ان تفاسیر میں صحابہؓ کے درمیان اختلاف بھی ہوا ہے۔ان تفاسیر کے بارے میں کوئی بھی نقل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے، ورنہ مسئلہ بالکل واضح ہوجاتا اور کسی تفسیر کی ضرورت نہ رہتی۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں اعیان صحابہؓ کی ایک مجلس بنائی ان میں عبداللہ بن عباسؓ کی نامزدگی پر اعتراض کیا گیا اور کہا گیا کہ ہمارے بھی بیٹے ہیں، مگر عبداللہ ابن عباس کے لیے یہ اہمیت کیوں؟

یاد رہے کہ حضرت ابن عباسؓ کی عمر حضور اکرم صلی اللہ علی وسلم کے وصال کے وقت چودہ برس تھی، اگر خلافت

صدیقی کا زمانہ بھی شامل کرلیں تو اس وقت ان کی عمر تقریباً سترہ برس تھی۔ سترہ برس کا لڑکا اکابر صحابہؓ کی مجلس میں بیٹھ کر رائے دے، یہ معیوب سمجھا گیا اور کہا گیا کہ اس طرح تو اور بھی لڑکے ہیں۔

اس پر حضرت عمر فاروقؓ نے لوگوں کا امتحان لیا اور سب سے کہا کہ تم یہ بتلاؤ کہ سورۃ النصر سے تم کیا سمجھتے ہو کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ (الخ) (سورۂ نصر پ ۳۰)

تمام صحابہ کرامؓ نے اس کے ظاہر کے مطابق مفہوم بتلایا کہ جب فتح ہونے لگے اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے تو حکم نازل ہوا آپ حمد واستغفار کیا کریں، لیکن جب ابن عباسؓ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ فیہ اجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا پیغام ہے)

تمام صحابہؓ انگشت بدنداں رہ گئے۔ پھر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سورت میں کہا گیا ہے کہ جب لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے تو لوگ مائل فی الاسلام ہوں گے آپ تحمید واستغفار کریں، حالانکہ حکم تو یہ ملنا چاہیے تھا کہ احکام سمجھائیں۔ جبکہ تسبیح وتحمید رسول کا وظیفہ نہیں۔ یہ رسالت کا اصول ہے۔ اس کا ایک مشن ہے، لیکن اس وقت مشن سے ہٹ کر حکم آیا۔ معلوم ہوا کہ اب احکام پہنچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ دین کامل ہوگیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوگیا کہ مقصد بعثت پورا ہوگیا ہے، لہٰذا آپ ؐ کی موجودگی کی ضرورت نہیں تو، اشارہ اجل تھا۔

اس کے بعد تمام صحابہ پر ابن عباس کی برتری واضح ہوگئی۔ سورۃ نصر کے متعلق یہ بات منقول عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھی، بلکہ ابن عباسؓ نے اپنی رائے سے یہ مفہوم بیان فرمایا تھا۔ اس طریقے پر رائے دینے کو قابل تحسین شمار کیا گیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ ایسا کوئی شخص جو علم کے ساتھ قرآن سے ایسی بات مستنبط کرتا ہے جو قرآن حدیث کے خلاف نہیں ہے، تو ایسے فوائد ولطائف ونکات کو مستنبط کرنا جائز ہے۔

جاہل کی صحیح تفسیر بھی غلط ہے

اگر جاہل تفسیر کرے تو بالفرض وہ صحیح بھی ہو تو بھی غلط شمار کی جائے گی۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس کو عادت ہو جائے گی کہ وہ غلط دروازے سے داخل ہوتا رہے گا۔

اس کی نظیر یہ ہے کہ کمن حکم بین الناس وھو جاھل کہ ایک آدمی لوگوں میں بغیر علم کے فیصلہ کرتا ہے تو اس کا صحیح فیصلہ بھی جرم ہے۔ اس لیے کہ اس نے غلط راستے سے فیصلہ کیا۔ اس نے حکم بین الناس کا حق غلط استعمال کیا، لہٰذا وہ مجرم ہے، اسی طرح اگر ایک شخص وکالت کرتا ہے اور فی الواقع وکیل نہیں ہے، اب اگر اس نے اچھی وکالت بھی کرلی، لیکن بعد میں عدالت کو علم ہو جائے کہ یہ وکیل نہیں ہے تو وہ اس کو مجرم شمار کرے گی۔

اسی طرح اگر ایک شخص قرآن کریم میں بات کرے جب کہ وہ عالم نہ ہو تو اس کو یہ حق نہ ہوگا، وہ وعید کے ذیل

میں آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں حد قذف کا ذکر آیا ہے۔کوئی شخص کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو زنا کرتے ہوئے دیکھا اور قاضی کے پاس اس کی شہادت ہوگئی، لیکن مزید تین آدمیوں کی شہادت ثبوت زنا کیلیے ضروری ہے۔ چونکہ یہ شخص اکیلا شہادت دے رہا ہے، لہٰذا اسے ۸۰ کوڑے لگیں گے، گرچہ وہ نفس الامر میں درست کہتا ہو۔ واقعہ درست ہو، جھوٹ نہ ہو، لیکن وہ نصاب شہادت پورا نہ کر سکا تو اس کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔ سچ بولنے کی وجہ سے کہ صحیح بھی کہا، لیکن پھر بھی خطاء ہے کہ اس کو ایسی بات کی خبر دینے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ فرمایا فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ (النور/۱۳)

پس جب نہیں لائے وہ گواہ تو وہی لوگ اللہ کے ہاں جھوٹے ہیں۔ یعنی

(و ان کانو فی نفس الامر من الصادقین ولکنهم اخبروا بمالا یحل لهم الاخباربه)

اگرچہ وہ (ناقص شہادت دینے والے) لوگ حقیقت میں سچے ہوں، لیکن انہوں نے ایسی بات کی خبر دی جس کی خبر دینا ان کیلیے حلال نہ تھا۔ گویا یہاں ایک سچ بولنے والے کی خبر بھی اصول شرع کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ہے کہ اس کو ایسی خبر دینے کا حق نہ تھا۔ گویا جو ناحق خبر دے تو صحیح بھی غلط ہے۔ صادق ہے تب بھی عنداللہ کاذب ہے۔ اسی طرح **(من فسر القرآن برایه من دون علم فهو مخطئ و ان اصاب لانّهٗ لاحق له فی التفسیر)**

یعنی جو شخص قرآن کریم کی تفسیر بغیر علم کے اپنی رائے سے کرے، وہ غلطی پر ہے۔ اگرچہ اس نے واقعہ میں بات صحیح کہی ہو۔ اس لیے کہ اس کو تفسیر کرنے کا حق نہیں ہے۔ بہرحال تفسیر بالرائے کو سمجھانے کیلیے حد قذف کی مثال دی جاسکتی ہے۔

علوم القرآن:

اس بارے میں ان علوم کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جن کو قرآن کریم میں بالتنصیص اور بالتصریح بیان کیا گیا ہو، لہٰذا قرآن کریم میں صراحۃً منطوقاً پانچ علوم ذکر کیے گئے ہیں۔

اولہ علم الاحکام، من الواجب و المندوب و المباح و المکروہ و الحرام یہ احکام خمسہ (پانچ) ہیں یا ستہ (چھ) ہیں، اگر مکروہ کو تنزیہی و تحریمی میں تقسیم کیا جائے۔ یہ احکامات عبادات میں بھی ہیں۔ **کما هو المشهور**۔ اوران کا تعلق معاملات سے بھی ہے۔ **کماذکر احل الله البیع و حرم الربوا**۔

اوران کا تعلق تدبیر المنزل سے بھی ہے جیسے باپ بیٹے کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق کہ بیوی کے لیے بغیر اجازت زوج باہر نکلنا حرام ہے اوران کا تعلق سیاست مدنیہ سے بھی ہے کہ اجتماعی زندگی میں بھی حلال وحرام ہیں۔ فرمایا **(و من لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الکافرون)** اور پھر عام لوگوں کے نزاعات کے بارے

میں بھی ہے(فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ)(الآیه)(النساء/٦٥)

اتنی سخت وعیدوں سے معلوم ہوا کہ تحکیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کرنا فرض ہے۔

الغرض ان احکام کا تعلق انسان کی انفرادی زندگی سے بھی ہے، منزل (گھر) کی زندگی سے بھی ہے اور مکمل اجتماع اور نظام زندگی سے بھی تعلق ہے۔

اس علم کو فقہاء کے سپرد کر دیا گیا ہے۔(هذا العلم منو ط بذمة الفقيه

اور فقہاء ہی اس بارے میں بحث کرتے ہیں۔

ثانی:(علم المخاصمة و علم الردعلى الفرق الضالة)

گمراہ فرقوں کو رد کرنا اور ان سے مناظرہ کرنا۔

فرق ضالہ کل چار ہیں(جن کا ذکر تفصیلاً عنقریب کیا جائے گا)

(١)یہود(٢)نصاریٰ(٣)مشرکین(٤)منافقین۔

قرآن مجید میں ان چاروں فرقوں کی صراحتہً تردید موجود ہے اور اس علم کو متکلمین کے سپرد کیا گیا ہے کہ (المتكلم يبحث من علم المخاصمة)

چنانچہ تمام فرق باطلہ کی تردید اور ان کے عقائد کی تردید کا کام علم کلام میں ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ معتزلہ، خوارج، کرامیہ، جبریہ، قدریہ، لاادریہ، مرجئہ اور روافض ان تمام کی تردید ورد متکلم کے ذمہ ہے اور یہ بھی ذہن نشین رکھیئے کہ یہ تمام فرق باطلہ دراصل ان چاروں ہی سے نکلے ہیں اور نئے نئے نام رکھتے ہیں۔

اس لیے یہ بات سب سے زیادہ ضروری ہے کہ متکلمین علم کلام کے نئے نئے مسائل کے رد کرنے میں جدید کتابیں لکھیں جیسے فرق قادیانیہ، لاہوریہ وغیرہ پر دلائل سے رد کریں اور تمام نئے فرقوں کی واضح طور پر تردید کریں۔

ثالث: علم التذكير بالآء اللهo

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ذریعہ نصیحت حاصل کرنا۔

اس علم کے ضمن میں قرآن مجید نے یہ بتلایا کہ اللہ کی نعمتیں کتنی ہیں اور ان کی یاددہانی کرائی ہے یعنی (خلق السماء و الارض و تعليم العباد ما ينبغي له) اور حواس خمسہ، باصرہ، شامہ، ذائقہ، لامسہ، عقل، لیل ونہار فلک ونجوم شمس وقمر اور پھر ان نعمتوں کے اصول بتلائے۔ان اصول کے ضمن میں تحمید وتسبیح کا ذکر کیا گیا اور پھر اللہ کی صفات کا ذکر کیا گیا اور بتلایا گیا کہ یہ بھی آپ کے لیے نعمتیں ہیں۔

رابع: تذكير بايام اللهo

اس علم کی حد میں اللہ تعالے نے عبرت انگیز وقائع بتلائے۔ سابقہ امتوں کے حالات بتلائے جس میں اطاعت کرنے والوں کو نعمتوں سے نوازا اور مجرمین پر قہر نازل کیا جیسے قوم لوط، قوم ہود وغیرہ۔

ان حالات کا ذکر کرنے کا مقصد محض قصہ گوئی نہیں، بلکہ بتلانا ہے کہ دیکھو تمہارے لیے بھی یہی اصول ہیں۔ تمہارا حال بھی یہی ہوگا کہ اگر اطاعت کروگے تو ثواب ملے گا اور اگر خباثت کروگے تو عذاب ملے گا۔

خامس: علم التذکیر بالموت و مابعدہ ٥

اس علم کے ضمن میں قرآن کریم نے موت اور مابعد الموت کی تفصیلات بتائیں۔ جیسے بوقت موت قبض روح ،منکر نکیر، قبر وغیرہ اور ما بعد الموت من الحشر و النشر و الحساب و المیزان و الجنت و النار۔

ان تمام چیزوں کا باہمی تعلق اور مقصد بھی یہی ہے کہ دیکھو تمہارا مستقبل یہ ہے، تم اس مستقبل کے استقبال کے لیے تیار ہو جاؤ۔ دوام اور ہمیشگی تم میں سے کسی کے لیے نہیں ہے۔ اللہ کی طرف تم سب کو لوٹ جانا ہے۔ جہاں پر اعمال ماضیہ پر جزا و سزا وصول کروگے۔ خیال رہے کہ یہ آخری تین علوم (تذکیر بالآء اللہ، تذکیر بایام اللہ، تذکیر بالموت) مذکر اور واعظ کا وظیفہ ہیں اور ان علوم میں واعظ احادیث اور آثار صحابہ سے تفصیلات بھی شامل کرتا ہے تاکہ اس کو اور زیادہ موثر بنایا جائے۔

ان علوم قرآنیہ کو کس طریقہ پر بیان کیا گیا ہے

قرآن کریم نے ان علوم کو قدمائے عرب کے طریق پر بیان کیا ہے، متاخرین کے طریق پر نہیں۔ چنانچہ متاخرین ایک بات کو منقح کر کے پیش کرتے ہیں، غیر ضروری قیودات نہیں لگاتے۔ قیودات کاشفہ (بات کھولنے والے) ہوتے ہیں۔ الغرض قیودات دو قسم پر ہیں (١) قیود واقعی (٢) قیود احترازی۔

متاخرین قیود واقعیہ کو بیان نہیں کرتے اس سے اشتباہ ہو جاتا ہے، لیکن قدمائے عرب میں یہ بات نہیں ہوتی تھی۔ لہٰذا قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر ایسے قیود لگائے گئے ہیں جو کہ قیود واقعیہ ہیں، احترازیہ نہیں اور قیود واقعیہ وضاحت و کشف کے لیے لگائے جاتے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ مفہوم مخالف کا اعتبار کیوں نہیں کرتے

اسی لیے امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نصوص میں مفہوم مخالف معتبر نہیں ہے۔ یہ اس لیے کہا کہ ایسے قیود جو وضاحت کے لیے لگائے گئے ہیں ان کا حکم اس قید کے ساتھ معلق نہیں ہوتا۔ اس لیے قرآن وسنت میں مفہوم مخالف معتبر نہیں ہے۔

اس کے باوجود فقہاء نے لکھا ہے روایات فقہاء میں قیودات احترازیہ موجود ہوتی ہیں، لہٰذا وہاں مفہوم مخالف معتبر ہوگا۔ الغرض فقہی مسائل متاخرین کے طریقہ منقح کے مطابق بیان کیے جاتے ہیں، لیکن قرآن کا طرز قدمائے عرب کی نہج پر ہے۔

قرآن کریم میں ذکر علم مخاصمہ بدلیل خطابی ہے، برہانی نہیں

علم مخاصمہ میں ردعلی الفرق الضالہ سے متعلق جو آیات ہیں ان میں جو مقدمات رد کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں وہ مشہورات مسلمہ اور خطابیات نافعہ ہوتے ہیں اور انہی کے ذریعے خصم کو الزام دیا جاتا ہے تو یہ بدلیل برہانی نہیں، بلکہ خطابی ہے۔

الغرض علم مخاصمہ میں الزام الخصم بدلیل الخطابی ہے۔ منطقیین کی شکل اول قائم نہیں کی جاتی یعنی شکل اول کہ جس میں حداوسط محمول فی الصغری وموضوع فی الکبری ہو نیز یہ دو قضیے اس طریق سے ہوں کہ شرط انتاج شکل اول ایجاب الصغری وکلیۃ الکبری بھی موجود ہو ایسا نہیں ہوتا۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں الزام الخصم بدلیل البرہانی نہیں، بلکہ بدلیل الخطابی ہے۔

اگر کوئی شخص قرآن کریم کے ان مقدمات کا استنباط بصورت اشکال مناطقہ کر کے منطبق کرے، پھر ان بنیادوں پر ایسے قضیے بنائے جو منطقیین کے اصول کے موافق ہوں تو یہ ہو تو سکتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کا خطاب پوری انسانیت کے ساتھ تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث الی الاحمر والاسود والی الانس والی الجن یعنی سفید وسیاہ اور جن وانس سبھی کی طرف مبعوث تھے۔

کسی حکیم نے کہا انسان تین چیزوں سے سیراب نہیں ہوتا۔ (۱) حیات، زندگی (۲) عافیت، راحت اور امن وامان (۳) مال ودولت۔ مزید فرمایا انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی جان کو چار قسم کی ہلاکتوں، غارتوں اور بربادیوں سے بچائے۔ ملک الموت کی غارت سے جو روح پر ہونے والی ہے، وارثوں کی جو ملکیت پر ہوگی، قبر میں کیڑوں کی غارت سے اور دشمنوں کی جو قیامت میں نیکیوں پر رونما ہوگی۔ (کتاب مفید العلوم ومبید العموم)

لوگ بادشاہوں کے دین پر

لوگ بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم ملاحظہ کرتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک بن مروان کو عمارات بنانے کا شوق تھا۔ اس کے زمانہ میں لوگوں کی بھی یہی حالت تھی کہ وہ محلات اور بلڈنگوں ہی کی تعمیر میں اپنی ہمتیں صرف کرتے تھے۔ جب خلافت اس کے بھائی سلیمان بن عبدالملک کو ملی تو وہ کثرتِ خوراک یعنی مختلف

انواع واقسام کے کھانوں میں ہی منہمک رہتا تھا۔اس کی رعیت کا بھی یہی حال تھا کہ وہ قسم قسم کے کھانوں اور لذیذ ترین اشیاء کے کھانے پکانے میں مشغول رہتی۔ پھر جب خلافت حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو ملی، آپ نے اپنی کوشش اقامت دین، عدل وانصاف اور عبادات میں صرف کی تو لوگوں کی حالت میں بھی انقلاب رونما ہو گیا اور وہ بھی عبادات اور کثرت خیرات وصدقات میں مشغول رہنے لگے۔ خلاصہ یہ کہ خلیفہ کے ساتھ امت کی صلاح وفساد کا مدار ہے۔ اگر خلیفہ عادل وصالح اور پاک نفس ہو تو رعایا کی بھی یہی حالت ہوتی ہے اور بادشاہ کے ظالم وجابر فاسق وفاجر ہونے کی صورت میں رعیت بھی اس کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتی ہے۔ (الیواقیت العصریہ ص ۳۴۰)

حکمت وقدرت خداوندی

خداوند تعالی کی قدرت وحکمت کی کرشمہ سازیاں دیکھئے کہ بعض خاندانوں کے ابتدائی وآخری بادشاہ ایک ہی نام کے ہوئے اور اس میں بھی حکمت وقدرت خدا کارفرما ہے کیونکہ عالم کا کوئی ذرہ ایسا نہیں جو حکمت وقدرت خداوندی پر مشتمل نہ ہو۔

ا- اُمیہ میں پہلے خلیفہ حضرت معاویہؓ ہیں اور آخری معاویہ بن یزید...... خاندان بنی الحکم کا پہلا خلیفہ مروان بن حکم ہے اور آخری مروان بن محمد اور اس کے ساتھ ہی دولت بنی امیہ کا خاتمہ ہو گیا۔

خاندان عباسی کا پہلا خلیفہ عبداللہ السفاح ہے جس کی بیعت خلافت ۱۳۲ھ میں ہوئی اور آخری عبداللہ المستقیم ہوا۔

ملوک احمر کا پہلا بادشاہ محمد بن یوسف اور آخری محمد بن سعد۔ بنی مرین کا پہلا بادشاہ عبدالحق ہے اور عبدالحق نامی ہی آخری خلیفہ ہوا۔ (الیواقیت العصریہ ص ۳۵۰)

عوام منطقی دلائل نہیں چاہتے بلکہ خطابی دلائل سے مانتے ہیں

قرآن مجید کا خطاب پوری انسانیت سے ہے اور اس کا مخاطب عام ہے اور عوام منطقی دلائل سے نہیں مانتے اور نہ ہی یہ منطقی دلائل چاہتے ہیں، بلکہ عوام خطابی دلائل مانگتے ہیں اور انہیں کو مانتے ہیں۔

قرآن میں ابواب وفصول نہیں ہیں

اسی طرح عام مصنفین یہ کرتے ہیں کہ جب ایک مطلب سے دوسرے مطلب کی طرف انتقال ہوتا ہے، وہاں کتاب کو ابواب وفصول پر تقسیم کر کے مرتب کیا جاتا ہے جیسے ابواب الطہارۃ، ابواب الصلوٰۃ یا کتاب الزکوٰۃ،

کتاب الحج وغیرہ اوراس باب یا فصل میں کسی دوسری قسم کے مسائل کا ذکر نہیں ہوتا۔

قرآن کریم میں یہ طریقہ نہیں ہے کہ ایک سورت یا ایک رکوع میں ایک ہی قسم کے مسائل کا ذکر ہو بلکہ ایک ہی سورت میں مختلف احکام ہیں اور جگہ جگہ مختلف مسائل کا ذکر ایک ہی رکوع میں کیا گیا ہے۔

چونکہ آپ کے ذہن میں موجودہ مصنفین کی کتابوں کا تصور ہے۔اس لیے آپ کو عادت ہے ابواب تلاش کرنے کی، لیکن قرآن کریم میں ابواب تلاش کریں گے تو یہ نہ ملیں گے۔

اگر چہ بعض علماء نے تکلف کر کے ربط آیات و ربط سورۃ پر بہت کچھ لکھا ہے، لیکن ان کا یہ کام ایک تکلف محض ہے۔ فی الحقیقت قرآن ان کا پابند نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ قرآن عام لوگوں سے بات کرتا ہے اس کا تعلق اس دیہاتی سے بھی ہے جس نے الف یا ب نہیں پڑھی۔ اگر ابواب وفصول ہوتے تو وہ کس طرح سمجھتے۔

قرآن میں بیان کردہ قمری ماہ وسال عوام کے لیے بہت آسان ہیں

قرآن کریم میں جن مہینوں کا تذکرہ ہے وہ اسلامی مہینوں ہی کا ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ اسلام میں قمری ماہ و سال ہیں۔اسی وجہ سے فرمایا۔

(يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ)(الآیہ) (البقرہ/۱۸۹)

دوسرے لوگ شمسی ماہ وسال استعمال کرتے ہیں، لیکن ان کے ماہ وسال سمجھنے کے لیے خواص کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر چہ یہ مشہور ہے کہ قمری ماہ کا پتا نہیں چلتا۔ یہ تو بے وقوفی ہے۔ ورنہ شمسی سال میں کیا علامت ہے کہ ایک دیہاتی بھی اندازہ لگالے کہ آج جنوری کی پہلی تاریخ ہے۔

قمری ماہ میں واضح علامت چاند کی ہے کہ ایک دیہاتی اور پہاڑ کی چوٹی پر رہنے والا، جنگل اور بیابان میں رہنے والا، صحراؤں کے دامن میں رہنے والا یہ معلوم کر لے کہ آج چاند کی کیا تاریخ ہے اور اس علامت ماہ وسال کو عالم فضا میں رکھا گیا کہ کرہ ارض پر کوئی شخص اس قدرتی کیلنڈر سے شاکی نہ رہے اور ہر آدمی اس کو دیکھ کر تاریخ معلوم کر سکے۔

حرکت شمسی سے سال بنانا جعلی ہے

یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ بارہ ماہ پر شمسی سال کی تقسیم جعلی ہے۔ دراصل شمس اپنی ایک دائرہ کی حرکت ایک سال میں مکمل کرتا ہے اور قمر ہر ماہ دائرہ پورا کرتا ہے۔ مثلاً شمس اگر آج حمل میں ہے تو دوبارہ پورے سال بعد حمل میں آئے گا۔ اس کو لوگوں نے بارہ پر تقسیم کر دیا ہے لیکن قمر ہر ماہ کو حرکت ذاتی سے براہ راست ثابت کرتا ہے

اور ایک ماہ کی قمری حرکت بالکل واضح ہے۔ اب دیکھئے کہ حرکت شمس ایک دائرہ میں تین سو پینسٹھ دن چھ گھنٹے ہوتی ہے۔ اب ۳۶۵ دنوں کو تو ۳۱، ۳۰، ۲۸ کے مہینوں میں تقسیم کر دیا ہے، لیکن ۶ گھنٹے ہر سال باقی رہ جاتے ہیں۔ اب ۴ سال بعد چوبیس گھنٹے بچ گئے، لہٰذا انہوں نے کہا کہ چار سال بعد فروری کا مہینہ ۲۸ دن کی بجائے ۲۹ دن کا ہوگا اور اس میں بچت شامل کر لی۔ یہ تو بالکل جعلی ہے، اسلام ہمیشہ اس بات کی تائید کرتا ہے جس کا تعلق عوام سے ہو، کیونکہ قرآن کا تعلق عوام سے ہے۔ اسی وجہ سے قرآن نے قمری مہینہ کو ترجیح دی ہے۔

کیا شانِ نزول کا بیان کرنا ضروری ہے

عام طور پر لوگ تفسیر میں سبب نزول (شان نزول) کو بھی بیان کرتے ہیں تو وہ ایک قصہ نزول بھی پیش کرتے ہیں کہ یہ شان نزول ہے۔

یہ بھی مشکل مسئلہ ہے۔ دراصل قصص سبب نزول قرآن نہیں ہیں، بلکہ اصلاح نفوس بشریہ سبب ہے اور رد عقائد باطلہ مقصود ہے۔ بالخصوص آیات مخاصمہ کا سبب نزول الرد علی العقائد الباطلہ ہے، کیونکہ پہلے عقائد باطلہ موجود تھے۔ پھر ان کا رد نازل ہوا تو یہی عقائد باطلہ ان کا سبب نزول ہوں گے اور اگر یہ عقائد باطلہ نہ ہوتے تو یہ آیات کیوں کر نازل ہوتیں۔ اسی طرح مظالم موجود ہیں تو وجود مظالم فی المکلفین یہ سبب ہے نزول آیات التذکیر کا اور اسی وجہ سے تذکیر بالموت و مابعد الموت و تذکیر آلاء اللہ کا ذکر کیا ہے۔

قصص کے بیان کو سببِ نزول کے بیان کرنے میں کوئی دخل نہیں

بیانِ قصص کو اسبابِ نزول کے بیان میں کوئی زیادہ دخل نہیں ہے، البتہ بعض آیات ایسی ہیں کہ خود آیت میں کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوا تھا یا پہلے تو جب تک سامع کے سامنے اس واقعہ کا تفصیل کے ساتھ ذکر نہ ہو تو یکون السامع بالانتظار یعنی سننے والا اس کا منتظر ہوگا کہ متکلم قصہ کی تفصیل ذکر کرے تو ایسی صورت میں واقعہ بیان کر دیا جاتا ہے۔

جیسے قرآنِ مجید میں آیا۔

(اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ) (آل عمران ۱۷۳)

شانِ نزول کیا ہے؟

اب یہاں ایک قصہ کی طرف اشارہ ہے، لہٰذا سامع منتظر ہے کہ قصہ کیا تھا۔ طبیعت مطمئن نہیں ہوتی تو اس

کے بیان کرنے کو شان نزول کہتے ہیں، لہٰذا اس آیت کی شان نزول یہ ہوئی کہ ابوسفیان کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ ہوا تھا کہ فلاں دن اگلے سال بدر میں اکٹھے ہوں گے۔ جب وقت آیا تو مخالفین نے غلط خبر اڑادی کہ بدر میں تو بہت سارے لوگ جمع ہیں۔ یہ اس لیے تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں نہ جائیں اور وعدہ خلافی کا الزام (نعوذ باللہ) آپ پر آجائے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ نہ جانا چاہیے، لیکن حضور صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ میں اکیلا بھی جاؤں گا اور پھر جب آپؐ وہاں پہنچے تو کفار میں سے کوئی بھی نہ تھا۔

تفصیل فرق اربعہ اور طریقۂ تردید

قرآن مجید میں مخاصمہ کی آیات کا تعلق فرق اربعہ کے ساتھ ہے۔ یعنی یہود، نصاریٰ، منافقین، مشرکین۔

اقسام مخاصمہ

اوران کے ساتھ مخاصمہ کی دو قسمیں ہیں:

اول: اس عقیدہ باطلہ کا ذکر کیا جائے اور بعدہ اس کی قباحت وشناعت صراحۃً بتلائی جائے اور پھر اس پر انکار کا بھی ذکر ہو۔

دوم: فرق باطلہ کے شبہات یعنی ایسے شبہات جو کہ المتشکلہ بشکل الدلائل ہوں (یعنی محض ہٹ دھرمی نہ ہوں) ان کو پہلے ذکر کیا جائے۔ پھر ان شبہات کو دور کرنے کیلیے قرآن خود دلائل دیتا ہے، باالفاظ دیگر دلائل کی دلائل سے تردید کی جاتی ہے۔

فرقۂ اولیٰ، مشرکین

مشرکین اپنے آپ کو حنفاء کہتے تھے، وہ ملت ابراہیمیہ کے اتباع کے مدعی تھے۔

حنیف کہتے ہیں (واتبع ملة ابراهيم حنيفا) کے مصداق پر دین ابراہیمی کا متبع ہو۔ دین ابراہیمی کی چند ایک خصوصیات تھیں۔ مثلاً حج بیت اللہ، استقبال بیت اللہ فی الصلوٰۃ، غسل جنابت، ختنہ کرانا جیسا کہ مشرکین مکہ ختنہ کراتے تھے۔ چنانچہ جب ہرقل کے پاس یہ اطلاع پہنچی کہ ایک خاتن قوم اس کو مغلوب کرے گی۔ اُس نے علم نجوم سے معلوم کیا تھا۔ اس نے لوگوں سے پوچھا من يختتن۔ چونکہ ہرقل نصرانی تھا، لہٰذا وہ جانتا تھا کہ نصاریٰ ختنہ نہیں کراتے۔ بہرحال لوگوں نے جواب دیا کہ قریش مکہ۔ (یادرہے کہ قریش مکہ مسلمان نہ تھے اور جواب دینے والے حضرت ابوسفیان اس وقت خود بھی مسلمان نہ تھے، بلکہ مشرکین میں سے تھے)

ان کی خصوصیات میں سے یہ بھی تھا کہ تعظیم بیت اللہ بھی مشرکین کرتے تھے۔ نیز تحریم الاشھر الحرم بالقتال و الذبح فی الحلق و النحر فی اللبۃ اور محرمات نسبی و رضائی کا بھی انکار نہ کرتے تھے۔

ان امور کی وجہ سے مشرکین مکہ سمجھتے تھے کہ وہ دین ابراہیمی پر ہیں، حالانکہ انہوں نے نماز وغیرہ کو چھوڑ دیا تھا۔ صوم من طلوع الفجر الی الغروب کو خیر باد کہہ دیا تھا۔ صدقہ علی الیتامی، اعانت علیٰ نوائب الحق، حادثات میں مدد کرنا ان سب چیزوں کو چھوڑ دیا تھا۔

کیا یہ سب چیزیں دین ابراہیمی میں تھیں اور ان پر مشرکین عمل نہ کرتے تھے؟ میں اس کی دلیل میں روایت وحی کو ذکر کرتا ہوں کہ جب آپؐ غار حرا سے تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا:

زملو نی زملو نی فز ملوہ حتی ذھب عنہ الروع فقال لخدیجۃ و اخبر ھا الخبر

مجھے کمبل اڑھاؤ مجھے کمبل اڑھاؤ تو انہوں نے آپ پر کمبل ڈالا۔ یہاں تک کہ آپ کا خوف و ہراس جاتا رہا تب آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کو سارا واقعہ سنایا اور فرمایا کہ اس واقعہ سے تو مجھ کو اپنی جان کا ڈر ہوا۔

حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا:

کلا واللہ لا یخزیك اللہ ابداً انك لتصل الرحم و تقری الضیف و تحمل الکل و تکسب المعدوم و تعین علی نوائب الحق٥ (الحدیث)(بخاری)

ہرگز نہیں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی نامراد نہیں فرمائیں گے۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں اور مہمان کی تواضع و مدارت کرتے ہیں اور بے سہارا لوگوں کیلیے سہارا بنتے ہیں اور کما کر غریب و نادار لوگوں پر خرچ کرتے ہیں اور حقیقی حادثات و مصائب میں لوگوں کی مدد فرماتے ہیں۔

ابھی تو وحی کا آغاز ہوا تھا اور ایسے احکام ابھی نازل نہ ہوئے تھے، لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ تمام باتیں دین ابراہیمی کی تھیں اور بخاری کی ایک اور روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ مشرکین سے تنگ آ کر مکہ سے باہر جا رہے تھے کہ ان کو ایک سردار ابن دغنہ مل گیا۔ اس نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہاں تو دین کی کوئی بات بھی نہیں کرنے دیتا۔

تو ابن دغنہ نے کہا:

مثلك لا یخرج انك لتصل الرحم و تحمل الکل و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق۔ (بخاری)

ابن دغنہ نے حضرت ابوبکرؓ کی وہی صفات بیان کیں جو حضرت خدیجہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمائی تھیں۔

پس معلوم ہوا کہ دین ابراہیمی کی چند ایک باتیں بقایا تھیں۔ ورنہ وہ ان کا مداح کیسے ہوتا۔ یہ سب دین ابراہیمی کے شعائر تھے، لیکن مشرکین مکہ نے ملت ابراہیمی کا اتباع ترک کر دیا تھا۔ اسی طرح چوری و زنا حرام تھا، لیکن قریش مکہ اس پر عمل نہ کرتے تھے۔

مشرکین مکہ اللہ کو مدبر اعظم اور خالق مانتے تھے

اسی طرح ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ خالق ارض و سماء اللہ ہے اور مدبر اعظم اللہ ہے اور یہ بھی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ رسول بھیجتا ہے اور ملائکہ عباد اللہ المقربون ہیں۔

مشرکین مکہ نے بتوں کو محدود اختیارات دیئے تھے

مشرکین مکہ نے ان باتوں کو تبدیل کر دیا تھا اور شبہات پیدا کر کے مشرک بن گئے کہ باقی امور میں بتوں سے سوال کرتے تھے، لیکن یہ یقین نہ تھا کہ بت خالق ارض و سماء ہیں۔ شفائے مرض کا تعلق بتوں سے کر دیا۔ رزق کا دینا بھی بتوں سے منسلک کر دیا۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ وہ ان بتوں کو خالق نہیں مانتے تھے اور تدبیری امور میں بھی شریک نہ کرتے تھے۔ یہ بھی یقین تھا کہ اللہ جب فیصلہ کرتا ہے تو بتوں کے اختیارات ختم ہو جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بتوں کے اختیارات محدود تھے۔

یہ مشرکین مکہ صفات العباد کو اللہ کے ساتھ اور صفات اللہ کو عباد کے ساتھ ثابت کر کے شرک کرتے تھے اور کبھی کہتے کہ ہماری تو اولاد ہے تو خدا کی کیوں نہ ہو گی، لہٰذا ملائکہ کو بنات اللہ کہا۔ اس طرح خالق اور مخلوق کی صفات کو خلط ملط کر کے شرک کیا۔

آج کے مشرک کا شرک غیر محدود ہے

میرے خیال میں آج کا شرک مشرکین والا تو نہیں کہ یہ اللہ کو بھی مانتے ہیں، لیکن بہت سے کام غیر اللہ کے سپرد کیے ہوئے ہیں۔

انہی کی کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بزرگ کی ایک مریدنی تھی۔ اس کا بیٹا مر گیا تو مریدنی آپ کے پاس آئی اور کہا کہ میرے بیٹے کو واپس دلاؤ اور بہت اصرار کیا۔ کتاب میں لکھا ہے کہ عزرائیل جا رہے تھے اور

ارواح ان کی زنبیل میں تھیں...... بزرگ نے ان سے کہا، اس کو واپس کر دو۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کا حکم ہے۔ القصہ اس بزرگ نے عزرائیل سے وہ زنبیل لے کر پھینک دی تو جتنی ارواح زنبیل میں تھیں، وہ سب انسان زندہ ہو گئے۔

عزرائیل جب اللہ تعالے کے پاس پہنچے تو سارا ماجرا بیان کیا۔ کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے پوچھا کہ دیکھو وہ پیچھے تو نہیں آ رہا۔ عزرائیل نے کہا کہ نہیں تو اللہ تعالے نے کہا کہ اگر وہ آ جاتا تو آدمؑ تک کی ارواح کو چھڑا کر لے جاتا (نعوذ باللہ من ذالک) معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ کا عقیدہ اس سے نرم تھا۔ اسی لیے تو میں کہتا ہوں کہ مشرکین کا رد آج بھی جاری ہے، کبھی تخلف نہ ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

طریقہ تردید مشرکین

ان کے بارے میں آیات مخاصمہ کے اندر شرک کے عقائد باطلہ پر رد کیا گیا ہے۔

فرقہ ثانیہ یہود

وہ فرقے جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا، ان میں سے دوسرا فرقہ یہود کا ہے جو تورات پر ایمان لائے تھے۔ ان کی گمراہی یہ تھی کہ وہ تورات میں تحریف کرتے تھے۔ تحریف لفظی اور تحریف معنوی۔ وہ تورات کی آیات کا کتمان کرتے تھے اور ایسی آیات، جو کہ تورات کی آیات نہ ہوتی تھیں، اختراع کر کے، تورات سے الحاق کرتے تھے۔ علاوہ ازیں وہ اخلاق سیئہ کے مرتکب ہوتے تھے۔

تحریف معنوی سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک آیت کے معانی محتملہ میں سے ایسا معنی متعین کرتے تھے جو یقیناً اس آیت کی مراد نہ ہوتی تھی۔

یہود کا عقیدہ یہ تھا کہ ایک متدین فاسق ہوتا ہے جو دین موسیٰ کو عقیدۃً قبول کرتا ہے، لیکن عمل نہیں کرتا۔ اس کی سزا خلود فی النار (یعنی آگ میں ہمیشہ رہنا) تو نہیں، البتہ آگ میں ڈال کر پھر نکال لیا جائے گا۔ یعنی چند دنوں کے لیے رہیں گے پھر نکال لیے جائیں گے۔ یہ بات وہ صرف یہود کے ساتھ مختص کرتے تھے جس کا ذکر قرآن مجید نے (وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً) (البقرۃ ۸۰) میں کیا ہے۔

دوسرا شخص جاحد کافر ہے اس کی سزا خلود فی النار ہے۔

آج کے یہود

آج کے زمانے میں اگر آپ ان کی مثال دیکھنا چاہیں تو جو خرابیاں یہود میں تھیں۔ جو ضلالات یہود میں تھے، وہی آج آپ علمائے سوء میں دیکھ سکتے ہیں۔

یہ علمائے سوء بالکل یہودیوں کا نقشہ آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ ان کا بھی قرآن پر ایمان ہے، لیکن قرآن کے احکام و معانی کی تحریف کرتے ہیں۔

وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا

اور لیتے ہیں اس کے (جو کچھ اللہ نے اتارا) عوض پونجی تھوڑی۔ (سورہ بقرہ/۱۷۴)

غلط فتوے دیتے ہوئے فقہاء کی عبارات کو کھینچ تان کر مرتب کرتے ہیں۔ صرف چند ٹکوں کے عوض وہ عجیب عجیب مسائل قرآن وحدیث سے استدلال کر کے اختراع کرتے ہیں۔ درحقیقت ان میں یہ خرابی حرص سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ حب مال اور حب جاہ کے مرض میں گرفتار ہیں۔

ایسے علماء آپ کو کافی مل سکتے ہیں جن کے پاس آپ جائیں۔ ان کو نذرانہ پیش کریں تو جس قسم کا فتوی چاہیں لے لیں اور یہ لوگ اس فن میں اتنے ماہر ہوتے ہیں کہ بالکل واضح اور بدیہی غلطی کا ارتکاب کر کے قرآن سے استدلال کرتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں ایک وقت ایسا آیا تھا کہ آج کل کے علماء حب مال اور حرص کے جذبہ کے تحت حکومت کی حمایت کر کے قرآن سے استدلال کرتے تھے اور وہ آیات اور وہ حدیثیں جو خلیفہ یا امیر المومنین کے بارے میں ہوتی ہیں، ان کو موجودہ حکمرانوں پر چسپاں کرتے تھے، لہٰذا اطاعت امیر کی آیات

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ارباب حکومت کی اطاعت کرو۔ (سورہ نساء ۵۹)

جیسے احکام ان پر منطبق کرنے کی کوشش کرتے تھے اور پھر صاف کہتے تھے کہ موجودہ حکومت کو بھی ولایت عامہ حاصل ہے۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ اس حکومت سے کچھ فوائد حاصل کریں۔ یہ حب مال کی بیماری تھی یا حب جاہ کی۔

لہٰذا اگر آپ اس زمانے کے یہودیوں کی تصاویر دیکھنا چاہیں جن پر قرآن نے الزامات عائد کیے ہیں اور ان پر کثرت سے رد کیا ہے تو انہی حالات کو علمائے سو میں بڑی آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔

یہود کی خصلت کتمان آیات اور موجودہ علماء سوء

جہاں تک کتمان آیات تورات کا مسئلہ ہے تو آپ نے احادیث میں پڑھا ہوگا کہ رجم کی آیت تورات میں

موجود تھی، لیکن یہود نے رجم کو بالا جماع ترک کر دیا تھا اور خود ہی انہوں نے رجم کے قائم مقام تفحیم وجہ اور جلد مائۃ یعنی منہ کالا کرنا اور سو کوڑے مارنا بنالیا تھا۔ چنانچہ ایک مسئلہ میں ایک زانی کے متعلق یہود نے کوڑے اور منہ کالا کرنے کا حکم دیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کا حکم دے دیا۔ علمائے یہود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آیات رجم کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ہاں یہ آیات نہیں ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات منگوائی اور فرمایا کہ پڑھو۔ وہ آیات مخصوصہ پر ہاتھ رکھ دیتے تھے۔ چنانچہ عبداللہ بن سلام، جو اسلام لانے سے قبل امام الیہود تھے، نے ہاتھ اٹھوایا تو نیچے رجم کی آیت موجود تھی۔ آج کل کے علماء سوء بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔

فرقہ ثالثہ نصاریٰ

تیسرا فرقہ نصاریٰ کا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے، لیکن ان کی گمراہی یہ تھی کہ وہ تثلیث کے قائل تھے۔ اقانیم ثلاثہ کو مانتے تھے۔ ان کے نزدیک اللہ کے تین شعبے ہیں۔ (۱) الاب (۲) والابن (۳) و الروح القدس۔

الاب مبداء عالم ہے اور الابن شامل ہے جمیع موجودات کو اور روح القدس عقول مجردہ کو شامل ہے۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ اقنوم ابن عیسیٰ کی شکل میں متشکل ہو گیا اور یہ بھی کہتے تھے کہ یہ تین شعبے حقیقتاً ایک ہیں اور یہ ایک حقیقتاً تین ہیں۔

اور ان کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ حضرت عیسیٰؑ انسانی شکل میں ہمارے سامنے آئے تھے، لیکن فی الحقیقت وہ اللہ کا حصہ ہیں۔ جیسے جبرائیل فرشتہ تھے، لیکن انسانی شکل میں آئے تو یہ نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کو کبھی اللہ اور کبھی ابن اللہ کہتے تھے۔

اور یہ بھی کہتے تھے کہ ان پر بشریت کے احکام بھی اور الوہیت کے احکام بھی متفرع ہوتے ہیں۔
جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (الآیہ)
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ سے فرمائیں گے کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھ کو اور میری والدہ کو اللہ کے سوا معبود بناؤ؟ (سورہ مائدہ/۱۱۶)

انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کے لیے ابن کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا؟

اس سلسلے میں نصاریٰ انجیل کی آیات سے استدلال کرتے تھے کہ بعض آیات میں عیسیٰؑ کے لیے لفظ ابن استعمال کیا گیا ہے۔

نصاریٰ ابن کے لفظ سے غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے

لفظ ابن کے ذکر سے نصاریٰ غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے۔ حالانکہ اس زمانے کے مطابق لفظ ابن مقرب کے لیے استعمال کیا گیا تھا اور آج کل بھی ہے جیسے کہا جاتا ہے بیٹے! بات سننا۔ کیا بات ہے بیٹے؟ ذرا یہ کام کر دو بیٹے؟ وغیرہ عرب میں بھی آج کل کہتے ہیں۔ **یا ولد تعال** (اے بیٹے! ادھر آؤ)

معلوم ہوا کہ نصاریٰ میں ایک یہ بھی غلطی تھی کہ لفظ ابن سے غلط استدلال کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے عقائد پر کافی رد فرمایا ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ عبداللہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ابن اور حصہ نہ تھے، بلکہ بندۂ خدا تھے۔ ان کی گمراہیوں میں سے ایک گمراہی یہ بھی تھی کہ وہ یہ کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰؑ کو یہودیوں نے قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا تھا۔

لیکن قرآن کریم نے ان کا بھی رد فرمایا:

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (النساء ۱۵۷)

اور نہ انہوں (یہود) نے اسے (حضرت عیسیٰؑ) کو قتل کیا ہے اور نہ ہی اسے سولی پر چڑھایا ہے لیکن ان کو شبہ میں ڈال دیا گیا۔

اور فرمایا:

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (الآیہ)

اور انہوں نے یقیناً حضرت عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ (سورہ نساء/۱۵۷/۱۵۸)

آج کے نصاریٰ

آج اس زمانے میں اگر آپ عیسائیوں (نصاریٰ) کا نقشہ دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ قبر پرست پیروں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ان کے بھی تقریباً اسی قسم کے عقائد ہیں۔ صاحب قبر کے بارے میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ نے ان میں حلول کیا ہے اور یہ سب کچھ لے دے سکتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ فی الواقع نور تھے، لیکن لباس بشریت میں تھے۔ وہ بشر کہنے والوں کو کافر کہتے ہیں۔

آج کے نصاریٰ قرآن میں تحریف کرتے ہیں

ان کے ایک بہت بڑے پیر نے تمام دیو بندیوں کو کافر کہا اور استدلال میں یہ آیت پیش کی کہ پہلی امتوں کے پاس رسول آتے تو وہ کہتے:

فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا (التغابن ٦)

تو نبی کو بشر کہا تو وہ کافر ہو گئے۔ (نعوذ باللہ)

حالانکہ قرآن کا مقصد صریح یہ ہے کہ بشر ہونے کی وجہ سے انکار کیا۔ یہ تو صراحۃً قرآن کریم کی تحریف ہے۔

بشریت اور نبوت ایک ذات میں جمع نہیں ہو سکتے یہ نصاریٰ کا عقیدہ تھا

اصل میں یہ نصرانیوں کا عقیدہ تھا کہ بشریت اور نبوت ایک ذات میں جمع نہیں ہو سکتے اور کہا کرتے تھے کہ ''نبی ہے تو بشر نہیں، بشر ہے تو نبی نہیں''۔

گویا ان کے نزدیک بشر ہادی ہو ہی نہیں سکتا۔

لہٰذا اسلام نے اس عقیدہ باطلہ کو بالکلیہ رد کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے بار بار فرمایا:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰٓى اِلَیَّ (الآیہ)

آپ کہہ دیجیے کہ بے شک میں تم جیسا بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ (سورہ کہف/۱۱۰)

ہماری اسمبلی کے تین قاری ہیں۔ تلاوت کے بعد ترجمہ بھی ہوتا ہے۔

ایک دن قاری صاحب نے تلاوت کی جس میں یہ آیت تھی:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝ (المائدہ:۱۵)

تو ترجمہ میں کہا گیا ''تمہاری طرف لباس بشریت میں نور آیا۔''

حالانکہ یہاں نور سے قرآن مراد تھا، لیکن نبی مراد لیا گیا۔ درحقیقت یہ لوگ عقیدۃ المنافات بین البشریت و النبوت یعنی نبوت و بشریت میں نفی کو مدنظر رکھتے ہیں۔ یہ نصاریٰ کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا (الانعام/۹)

اگر ہم فرشتے کو رسول بناتے تو بھی اس کو آدمی بناتے۔

تو رسالت کے بارے میں صرف ''لو'' استعمال کیا گیا ہے جو کہ انتفاء الثانی بانتفاء الاول او بالعکس کے لیے ہوتا ہے جیسے کہ فرمایا:

لَوْ كَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (الآیہ)

ترجمہ: اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو فساد برپا ہو جاتا (چونکہ کسی تکوینی امر میں فساد نہیں ہے، لہٰذا اس کے سوا کوئی اور معبود بھی نہیں ہے) (سورۃ الانبیاء ۲۲)

چونکہ فساد نہیں، لہٰذا معلوم ہوا کہ الٰہ ثانی نہیں۔ یہاں کفر کی شرط و جزا دونوں کی نفی ہو جاتی ہے اور یہاں شکل انسانی ضروری شمار کی گئی، لہٰذا معلوم ہوا رسول فرشتہ بھی نہیں ہوتا اور نہ نور لباس بشریت میں ہوتا ہے۔ کیونکہ رسول من جنس مرسل الیہ ہوتا ہے، لہٰذا فرشتہ بہ لباس بشریت ہوتا تب بھی لوگ اس کی بشریت کی وجہ سے کفر کرتے۔ اس لیے یہاں سرے سے رجل ہی بھیجا گیا۔ رسول کے لیے نور ہونا اس لیے ممنوع ہے کہ رسول ایک طرف سے اللہ سے متعلق ہوتا ہے اور ایک طرف مخلوق سے متعلق ہوتا ہے، لہٰذا امام بیضاوی فرماتے ہیں کہ ہڈیوں کے جوڑ میں شروع کا حصہ نرم ہوتا ہے اس لیے ایک طرف تو اس کا تعلق گوشت سے ہے دوسری طرف ہڈی سے اسی وجہ سے رسول بھی بشر ہونا چاہیے تا کہ وہ بھی مرسل الیہم کو فائدہ پہنچا سکے۔ یہ لوگ صرف ایک عقیدہ (المنافات بین النبوۃ و البشریت) کے تحت تمام بشری آیات کی تاویلات کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بڑا محتاط شمار کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بشر نہ کہو ''بے ادبی'' ہے۔ ان کے نزدیک بشر کمزوریوں کا نام ہے۔ مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کا مقالہ ایک غیر ملکی اسلامی میلہ میں پڑھا گیا اور انہوں نے اس میں فرمایا کہ پیغمبر بشری کمزوریوں سے بالاتر نہیں ہوتا، لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ یہ ایک دوسری قسم کی انتہا پسندی ہے۔

الغرض اگر آپ نے نصاریٰ کو دیکھنا ہے تو آج کل کے قبر پرست پیروں کو دیکھ لیں کہ نصاریٰ کے راہب بھی ایسے تھے۔ قرآن مجید نے اگرچہ صرف فرق اربعہ پر رد کیا ہے، لیکن آج کے تمام فرق باطلہ ان ہی چاروں میں سے ہیں، لہٰذا قرآن کا رد ان لوگوں پر ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

فرقۂ رابعہ منافقین:

اس زمانے میں منافقین بھی تھے جو صرف ذاتی مفادات کے حصول کے لیے اسلام میں داخل ہوئے تھے، لیکن ان کے دلوں میں اسلام نہ تھا۔ وہ کلمہ بھی پڑھتے تھے لیکن تھے منافق۔ سورہ منافقون میں فرمایا:

قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ (الآیہ)

کہا ان منافقین نے ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (سورہ منافقون/۱)

یاد رہے کہ شہادت متضمن بہ یمین (یعنی قسم) بھی ہے پھر ایمان لائے اور رسول کہا۔ ان تمام تاکیدات کے باوجود، جو کہ ان منافقین نے عاید کیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ (الآیہ) (ایضاً)

اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا:

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (الآیہ)

بے شک منافقین آگ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔(النساء ۱۴۵)

ان منافقین میں سے بعض ایسے تھے کہ ان کے دل میں کمزور سا ایمان پڑ گیا تھا، لیکن ایمان پڑ جانے کے باوجود لذّات دنیا کا اتباع ان کا شیوہ بن گیا تھا اور دل میں رسول و خدا کی محبت کے لیے جگہ نہ تھی...... الغرض یہ لوگ لذّات دنیا میں حد درجہ منہمک ہو گئے تھے۔ اس پر مزید یہ کہ اخلاق سیئہ نے ان کو اتنا گھیر لیا تھا کہ ان کے دلوں میں اللہ سے تعلق نہ رہا۔ وہ عبادات سے محروم کر دیئے گئے۔ چونکہ انھیں عبادت کا شوق نہ تھا، اس لیے اس کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالے نے فرمایا:

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا (الآیہ)

اور جب کھڑے ہوتے ہیں نماز کیلیے تو کھڑے ہوتے ہیں سستی کے ساتھ، لوگوں کو دکھانے کے لیے اور نہیں یاد رکھتے اللہ تعالیٰ کو، مگر بہت تھوڑا۔ (سورہ نساء/۱۴۲)

معلوم ہوا کہ صرف ریا کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔

حدیث میں ہے:

تلك صلواة المنافق يجلس يرقب الشمس حتى اذا اصفرت و كانت بين قرني الشيطان قام فنقر اربعا لايذكر الله فيها الا قليلا رواه مسلم ٥ (الحدیث)

(یہ عصر کی نماز جو آخر میں پڑھی جاتی ہے) یہ منافق کی نماز ہے کہ وہ بیٹھا ہوا سورج کو دیکھتا رہتا ہے جب سورج زرد ہو کر شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان (چھپنے کے قریب) ہو جاتا ہے تو جلدی سے اٹھ کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے اور اللہ کا ذکر بھی اس نماز میں قدرے قلیل ہی کرتا ہے۔

أی يسجدون بدون الطمانينة و بدون تعديل الاركان و بدون الجماعة ٥

یعنی جلد بازی میں پھر رکوع سجدہ وغیرہ تعدیل ارکان اور اطمینان کے بغیر کر لیتا ہے اور بغیر جماعت کے نماز پڑھ لیتا ہے۔

آج کا منافق

آج کے دور کے منافق کو بھی دیکھیئے۔ اس کے دل میں بھی عبادات کا شوق نہیں۔ مناجات رب کے لیے داعیہ بھی نہیں ہے۔ رکوع و سجود کرنے سے طبیعت بوجھل ہو جاتی ہے۔ وہ ترک صلوٰۃ کا صرف اس لیے متحمل ہو گیا

ہے کہ آج تارک صلوٰۃ کو بھی مسلمان کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے۔ چونکہ وہ رواج نہ رہا اس لیے آج کے منافق نے ترک صلواۃ کی بھی گنجائش نکال لی اور آج کا منافق سال میں عیدین کی نماز پڑھ کر مسلمان کہلاتا ہے۔ ان سے وہ منافق اچھے تھے ان میں وہی داعیہ اور جذبہ پوشیدہ ہے۔ میں کہتا ہوں یہاں ایک قضا بھی ہو جائے تو یہ نماز نہیں ہے۔ کیونکہ نماز میں تو عذر بالکل نہیں ہے۔

آج کا منافق دو قسم کا ہے

اول ایسے لوگ کہ ان کے دلوں میں انکار ہے۔ یہ لوگ اسلام کا نام صرف اس لیے لیتے ہیں کہ معاشرے کے بندھن اس قسم کے ہیں اور اس خوف سے اسلام کا نام لیتے ہیں کہ کل مرنے کے بعد دفن کرتے وقت مقابر المسلمین میں دفن نہ کیا جائے گا۔ دوم یہ سیاسی لوگ ہیں کہ صراحۃً تو اسلام کا انکار نہیں کرتے کہ ووٹ نہیں ملے گا۔ پھر کہتے ہیں ہم اسلام نافذ کریں گے اور کبھی اپنے مسائل کے حل کے لیے مغرب کے نظریات سے استفادہ کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام ہی ہمارا سب کچھ ہونا چاہیے۔

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (الآیہ)

اور میں نے پسند کیا تمہارے واسطے دین کو اسلام۔ (سورہ مائدہ/۳)

زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام رہنمائی کرتا ہے اور اگر کوئی سیاست اور اسلام الگ کرتا ہے تو اس نے اسلام کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ صرف اس لیے نہیں سمجھا کہ یہ مسلمان نہیں ہے۔ یہ فی الواقع منکر اسلام ہیں اور پھر اپنی محفلوں میں کہتے ہیں کہ اسلام کیسے چل سکتا ہے؟ یہی آج کل کے منافق ہیں۔ یہ تو صرف سیاسی رکاوٹوں کے باعث اسلام کا نام لیتے ہیں، ورنہ فی الواقع یہ لوگ اسلام کو دین ہی نہیں سمجھتے اور اپنے اخلاق و عادات بھی اسلامی نہیں رکھتے۔

آج کے منافق پر نفاق کی تعریف صادق ہے

حدیث میں ہے:

آیت المنافق ثلث اذا حدث کذب و اذا وعدا خلف و اذائتمن خان (رواہ البخاری)

اور ایک روایت میں ہے۔ اربع من کن فیہ کان منافقاً خالصاً اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذائتمن خان واذا خاصم فجر

جس شخص میں (درج ذیل) چار باتیں پائی گئیں وہ خالص منافق ہے۔ (۱) جب بات

کرے تو جھوٹ بولے (۲)، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے (۳)، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (۴) اور جب جھگڑے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔

یہ تمام عملی نفاق ہے۔ یہ بہت پھیلا ہوا ہے، لہٰذا قرآن کریم نے ان لوگوں کا بھی رد فرمایا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم میں آیات فرق اربعہ پر آج بھی رد کر رہی ہیں اور آپ بڑی آسانی کے ساتھ ان کا مصداق معلوم کر سکتے ہیں نیز ان فرقوں کا ہونا یہ بھی ہمارے لیے آسانی کا باعث ہے، ورنہ ان آیات قرآن کا ہم افہام و تفہیم کیسے کرتے؟

مثلاً ان آیات قرآنیہ کا رد آپ صراحتہً دیکھتے جایئے......

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾ (سورۃ بقرہ/۷)

اور لوگوں سے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور وہ مومن نہیں ہیں۔

پھر آگے فرمایا:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ (الآیہ)

اور جب کہا جائے ان سے کہ فساد نہ مچاؤ زمین میں تو کہتے ہیں کہ ہم تو بیشک اصلاح کرنے والے ہیں۔ سنو یہی ہیں فساد مچانے والے، لیکن شعور نہیں رکھتے۔ اور جب کہا جائے ان سے کہ ایمان لے آؤ جیسا کہ ایمان لے آئے ہیں دوسرے لوگ تو کہتے ہیں کہ کیا ہم بھی ایمان لائیں جیسا کہ ایمان لائے ہیں احمق؟۔ (سورۃ بقرہ/رکوع ۲)

یہ لوگ جب مولویوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو آپ کے تابع فرمان ہیں، جب باہر اپنے چیلوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو مولویوں کو دھوکہ دے رہے تھے۔ ہماری تو تمام تر خدمات آپ کے ساتھ ہیں۔ یہ آیات آج بھی ان منافقین پر اور ان بقیہ فرق اربعہ کا رد کر رہی ہیں۔

ناسخ و منسوخ

قرآن کریم میں ایک عظیم مسئلہ ناسخ و منسوخ کا بھی ہے نیز ناسخ و منسوخ کی معرفت بھی ایک قابل توجہ مسئلہ ہے۔ دراصل ناسخ و منسوخ میں ایک اصطلاح متقدمین کی ہے کہ صحابہؓ و تابعین کے اقوال سے ایسی باتیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ و تابعین نے لفظ نسخ کو لغوی معنی میں استعمال کیا ہے، لیکن اصولیین نے ایک منقح تعریف کی ہے۔

تعریف النسخ عند الا صولیین بیان انتهاء مدة الحکمo

(یعنی مدت حکم کی انتہاء کا بیان کرنا)

ایک حکم شرعی جو فی الواقع موقت ومحدود تھا ابدی نہ تھا،لیکن اللہ نے یہ نہ بتلایا کہ یہ موقت ہے پھر جب ایک آیت اس حکم کو ختم کرنے کے لیے آئی تو مدت وقت کا اختتام معلوم ہوا۔

لہٰذا اگر نسخ کو قرآن کی ظاہر آیات پر محمول کیا جائے تو پورے قرآن مجید میں پانچ صد آیات منسوخہ ملتی ہیں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ صاحب جلالین معمولی بات پہ تنسیخ آیت کا حکم لکھتے ہیں۔

اقسام النسخ:

نسخ کی چند قسمیں ہیں:

اول منسوخ التلاوت (یعنی آیت کے الفاظ منسوخ ہو جائیں لیکن حکم باقی ہو)، دوم منسوخ الحکم (الفاظ قرآن میں باقی ہوں لیکن عمل نہ ہوتا ہو) سوم منسوخ التلاوت والحکم (یعنی الفاظ بھی قرآن میں نہ رہے اور حکم بھی نہ رہا)

منسوخ التلاوت میں بعض آیات ایسی ہیں کہ ان کا حکم تو باقی ہے،صرف تلاوت منسوخ ہے جیسے آیت رجم ہے:

الشیخ و الشیخة اذا زینا فار جمو هما نکالا من الله و الله عزیز حکیمo(الآیہ)

شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب زنا کا ارتکاب کریں تو ان دونوں کو رجم کرو۔یہ سزا ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والے ہیں۔

لہٰذا عمر فاروق ؓ نے فرمایا:

فاخشی ان یطول بالناس زمان ان یقول قائل لانجد اٰیة الرجم فی کتاب الله فیضلوا بترک فریضة قد انزلها الله (تفسیر ابن کثیر ج۳)(تفسیر سورۃ النور)

مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ جب لوگوں پر کچھ زمانہ گزر جائے گا تو کوئی شخص نہ کہے کہ رجم کی آیت تو ہم قرآن کریم میں نہیں پاتے (لہٰذا انکار کریں گے) تو ایک ایسے فرض حکم کے چھوڑنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم فرمایا تھا اس لیے یہ حکم رجم واضح ہے، لیکن آیت کی تلاوت منسوخ ہوگئی۔

اس طرح کی منسوخ التلاوت آیات سے اللہ کا مقصد ہمارا امتحان لینا ہے کہ دیکھو یہ قوم ایمان بالظاہر لاتی ہے یا ایمان بالغیب بھی رکھتی ہے۔گویا اس سے مقصد ہمارا امتحان ہے۔الغرض جیسا کہ معلوم ہوا کہ کل آیات منسوخہ پانچ صد ہیں،لیکن اگر آپ ان کا احاطہ تنگ کریں اور مزید غور وفکر کریں تو ابن العربی کے قول کے مطابق کل آیات منسوخہ بیس (۲۰) ہیں۔

تفصیل آیات منسوخہ:

اول: سورۃ بقرہ کی یہ آیت منسوخ ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۝ (سورۃ بقرہ/۱۸۰)

فرض قرار دے دیا گیا تم پر، جب تم میں سے کسی کے پاس موت آپہنچے تو وصیت کرنا ماں باپ اور رشتہ داروں کیلئے مناسب طریقہ پر۔ یہ حق ہے پرہیز گاروں پر۔

اس آیت کی وجہ سے ہر شخص پر لازم تھا کہ وہ مرنے سے پہلے وصیت کرے، لیکن آج وصیت فرض نہیں ہے۔ کیونکہ یہ آیت میراث کی آیت يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ (الآیہ) (سورہ نساء/۱۱) سے منسوخ ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ آیت وصیت اس وقت تھی جب تک کہ میراث کے اصول نازل نہ ہوئے تھے، لیکن جب اللہ نے تقسیم کر دیا تو پھر تمہارا اختیار نہ رہا۔ پہلے تم ذوی الفروض ذوی الارحام اور عصبات میں خود فیصلے کرتے تھے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ صحیح حدیث میں ہے لا وصية للوارث للوالدين والأقربين ۝ وارث یعنی والدین اور اقربین کے لیے کوئی وصیۃ نہیں ہے۔

اب وصیت غیر وارث کیلئے صحیح تو ہے، لیکن یہ جائز ہے، واجب نہیں۔ آپؐ نے ثلث (تیسرے حصے) میں وصیت کی اجازت دی وقال الثلث کثیر یعنی تیسرا حصہ دینا۔ یہ آپؐ کی رضا نہیں بلکہ صرف ثلث کی اجازت دی ہے۔ آپ نے واضح کر کے فرما دیا:

لأن تذر ورثتک اغنیاء خیر من ان تد عهد عالة یتکففون الناس (تفسیر ابن کثیر ج۱)

تو اپنے خاندان والوں کو مالدار چھوڑے یہ زیادہ بہتر ہے اس سے کہ (تو مال لوگوں پر تقسیم کر دے) وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔

لہٰذا اس حدیث سے بھی آیت کی تنسیخ معلوم ہوتی ہے۔

دوم: سورہ بقرہ کی یہ آیت منسوخ ہے:

وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ

یعنی جو لوگ طاقت رکھتے ہیں روزہ کی ان پر فدیہ ہے ایک مسکین کو کھانا کھلانا۔ (البقرہ/۱۸۴)

یہاں پر بعض لا مقدر مانتے ہیں یعنی لا یطیقونه۔ بعض کہتے ہیں کہ یطیقون باب افعال ہے اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کبھی کبھی سلب ماخذ ہوتا ہے لہٰذا اطاق ای سلب الطاقة ۝

جیسے اجلدت البعیر یعنی اونٹ کی کھال کھینچ لی۔ بہر حال یہ آیت منسوخ بھی ہوسکتی ہے اس آیت سے **فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ** (البقرۃ/۱۸۵) لہٰذا اس آیت سے صوم فرض ہو گیا بالیقین اور لا جو مقدر کیا جاتا ہے وہ لذی **الفدیہ** یعنی فدیہ دینے والوں سے متعلق ہے۔

اب ہمارے ہاں لامقدرہ کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ بالکل عاجز ہو گیا، شیخ فانی بن گیا تو یہ عجز دائمی ہے، لہٰذا اس کے لیے فدیہ ہے۔ دوم اگر ایسا مریض ہے کہ یہ زندگی بھر روزے نہ رکھ سکے گا۔ **لا شتاءً و لا صیفاً** کہ عجز عن الصوم دائماً الی الموت ہے یعنی موت تک قضا ممکن نہیں ہے تو پھر لایطیقونہ کا معنی ہے لایطیقونہ علی التابید۔ گویا **لایطیقونہ** معذور کے لیے ہے اور فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ ''الخ'' قادر کے لیے ہے اس طرح دونوں آیات میں تطبیق ہے۔ اس لحاظ سے یہ آیت محکم ہے۔

امام ولی اللہؒ نے اس آیت کے محکم ہونے کی ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ **وعلی الذین یطیقونہ** سے مراد صدقہ فطر ہے کہ جس کے پاس صدقہ فطر دینے کی طاقت نہ ہو تب بھی اس پر دینا لازم ہے۔ یعنی طعام دو وقت کا یہ صدقہ فطر ہے اور کفارہ ظہار میں اطعام ستین مسکینا سے ساٹھ صدقہ فطر مراد ہیں تو یطیقونہ کی ضمیر منصوب راجع الی الطعام ہے یعنی ان لوگوں پر جو طاقت رکھتے ہیں غنی ہیں وہ طعام مسکین کی طاقت رکھتے ہیں۔

اشکال: اس ضمیر منصوب کا مرجع فدیۃ طعام مسکین ہے تو یہ اضمار قبل الذکر ہے ضمیر الی ماسبق راجع ہوتی ہے۔

جواب: امام شاہ ولی اللہؒ دہلوی نے جواب دیا کہ اضمار قبل الذکر لفظاً و رتبۃً ناجائز ہے لیکن یہ فقط اضمار قبل الذکر رتبۃً ہے لفظاً نہیں ہے۔

لہٰذا یہ جائز ہے۔ صاحب کافیہ نے مثال دی ہے کہ علی التمرۃ مثلھا زبداً یہ ناجائز ہے، لیکن ضرب غلامہ زید میں زید فاعل مسندالیہ ہے یہ رتبۃً مقدم ہے چونکہ فاعل مقدم ہے اصل میں عبارت یہ ہے ضرب زید غلامہ اور یہ جائز ہے۔ یہاں بھی یہی صورت ہے کہ وعلی الذین یطیقونہ خبر مقدم ہے۔ طعام مسکین مبتداء موخر ہے اور رتبہ میں مبتداء مقدم ہوتا ہے تو طعام مسندالیہ مقدم ہے لہٰذا اصل عبارت یہ ہے فدیۃ طعام مسکین علی الذین یطیقونہ لہٰذا یہ جائز ہے۔

اشکال: ضمیر کا مرجع مذکر ہونا چاہیے اور فدیہ مونث ہے۔

الجواب: اس کا جواب شاہ ولی اللہؒ نے دیا ہے کہ فدیۃ طعام مسکین میں فدیہ بتاویل طعام مسکین مذکر ہے تو معنی یہ ہوا کہ فدیہ کرنا طعام مسکین کا واجب ہے ان لوگوں پر جو طاقت رکھتے ہیں فدیہ کی۔

لہٰذا یہ آیت شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک غیر منسوخ ہے۔

الثالثہ:

سورہ البقرہ کی آیت " اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ "
حلال قرار دے دیا گیا تمہارے واسطے رمضان کی راتوں میں تمہاری عورتوں سے مباشرت کرنا۔
(سورۃ بقرہ/۱۸۶)

یہ ناسخ ہے يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

اے ایمان والو! تمہارے اوپر روزے فرض قرار دیدیے گئے جیسا کہ فرض قرار دے دیے گئے تھے تم سے پہلے لوگوں پر تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔ (سورۃ بقرہ/۱۸۳)

اب یہاں کما کتب میں کاف تشبیہ کے لیے ہے اور ماقبل امتوں کا روزہ یہ ہوتا تھا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رات کو اس وقت تک کھا بھی سکتے تھے اور پی بھی سکتے تھے جماع بھی کر سکتے تھے جب تک کہ سو کر نیند نہ کر لیں، لیکن رات کو سو جاتے تو پھر اس کے بعد یہ تینوں چیزیں حرام ہو جاتی تھیں۔ چنانچہ وہ لوگ عشاء کے بعد سونے سے پہلے سحری کھا لیتے تھے، لیکن ہمارے ہاں ساری رات میں تینوں چیزیں حلال ہیں، اس لیے فرمایا:

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ (الایة)

ترجمہ: کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے واسطے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے یعنی فجر (سورہ بقرہ/۱۸۷)

لہٰذا بظاہر یہ آیت کما کتب علی الذین من قبلکم منسوخ ہوگئی ہے، لیکن درحقیقت یہ آیت محکم ہے۔

اس لیے کہ یہاں التشبیہ فی نفس الفرضیۃ ہے ای فرض علیکم کما فرض علی الذین من قبلکم یعنی تشبیہ صرف فرضیت میں ہے، نہ کہ روزے کی تمام کیفیت میں۔ اگر چہ اسلام میں روزے کے تمام احکام گذشتہ روزوں جیسے نہیں ہیں، لیکن جب اس آیت کا مصداق صرف فرضیت میں تشبیہ ہے تو پھر یہ آیت منسوخ شمار نہ ہوگی۔

باقی جن صحابہ نے اس حکم پر عمل کیا تھا وہ اس لیے کہ ہماری امت فرضیت رمضان سے قبل پہلی امت کے روزوں کے طرز پر عمل کرتی تھی۔ وہ عمل اس آیت کی وجہ سے تھا۔ اس لیے منسوخ ہوگئی۔

الرابعہ:

سورہ بقرہ کی آیت يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ "

ترجمہ: پوچھتے ہیں آپ سے حرمت والے مہینے میں لڑنے کے متعلق، آپ کہہ دیجیے اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے (سورہ بقرہ/۲۱۷)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اشھر الحرم میں قتال حرام ہے، لیکن اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ یہ آیت یا آیت قاتلو المشرکین کافتہ یا یہ آیت حیث ثقفتموھم (سورۂ توبہ ۵/۶) بظاہر تو یہ بھی ناسخ ہیں۔

لیکن یہ آیت محکم ہے۔

یہاں بلا وجہ نسخ کا حکم عاید نہیں کریں گے۔ اس لیے کہ آیت کے (قل قتال فیه کبیر) معنی یہ بنتے ہیں کہ اشہرحرم میں قتال گناہ کبیرہ ہے۔ والفتنة اکبر من القتل یعنی فتنہ کفر اکبر من القتل ہے۔ معلوم ہوا کہ فتنہ فی الکفر اشھر الحرم میں قتل کو برداشت کرو، لیکن قتل تو بغیر کفر ہے لہٰذا جب فتنہ موجود رہے اشھر الحرم میں تو قتال کرو لہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں اشھر الحرم میں حرمت قتال کا ذکر نہیں، بلکہ جواز قتل مع وجود الکفر بتلایا جارہا ہے۔ اس لیے یہ منسوخ نہ ہوگی۔

الخامسہ:

سورہ بقرہ کی آیت وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ (الآیه)

اور جو لوگ مرجائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں بیویاں وصیت کرجایا کریں اپنی بیویوں کیلیے خرچ ایک سال تک بغیر گھر سے نکالے۔ (سورہ بقرہ/۲۴۰)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی عدت ایک سال کی ہے، لیکن اس کے بعد دوسری آیت نازل ہوئی۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ

اور جو لوگ مرجائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں اپنی بیویاں تو وہ انتظار کریں اپنے اوپر چار مہینے دس دن۔ (سورہ بقرہ/۲۳۴)

اس سے معلوم ہوا کہ اب عورت کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ یہ نسخ صریح ہے، لہٰذا تاویل کی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے منسوخ ہوگئی۔ نیز حبر ھذہ الامۃ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی منقول ہے کہ یہ منسوخ ہے۔

السادسہ:

سورہ بقرہ کے آخر میں آیت ہے:

وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ (الآیہ) (سورہ بقرہ آخری رکوع)

یعنی اگر تم دلوں کی باتوں کو ظاہر کرو گے یا چھپاؤ گے تو دونوں صورتوں میں اللہ تعالی اس کا محاسبہ فرمائیں گے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ دل کی باتوں کا بھی حساب ہوگا۔ جبکہ حدیث النفس (نفس کے خیالات وغیرہ) غیر اختیاری ہیں۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:

لا یکلف الله نفساً الا و سعها (الآیہ)

کہ اللہ تعالی اختیاری یعنی مکلفات کا حساب لے گا۔ غیر اختیاری اور غیر مکلّف کا حساب نہ ہوگا، لہذا بظاہر پہلی آیت منسوخ ہوگئی، لیکن درحقیقت یہ آیت محکم ہے۔

یہ بھی تو درست ہے کہ آیت میں مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ سے مراد حدیث النفس نہیں، بلکہ اختیاری نیت مراد ہے یعنی اَنْفُسِكُمْ سے مراد عزم وارادہ ہے اور حدیث النفس جو کہ غیر اختیاری ہے یہاں مراد نہیں ہے۔

باالفاظ دیگر پہلی آیت مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ میں ماعموم کے لیے ہے، لیکن بعد والی آیت سے خاص ہوگیا، لہذا یہ آیت بھی منسوخ نہ ہوگی۔

السابعہ:

سورۃ آل عمران میں ہے:

اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (سورہ آل عمران/۱۰۲)

اللہ سے ڈرو اور اللہ سے ڈرنے کا حق پورا کرو۔ کہا گیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے کہ

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

اللہ سے ڈرو جتنی تم استطاعت رکھتے ہو۔ (سورہ تغابن/۱۶)

لیکن درحقیقت یہ آیت محکم ہے۔

میرے خیال میں اس آیت کو منسوخ نہ سمجھا جائے تو بہتر ہے کیونکہ اتقوا اللہ حق تقاتہ یہ اعتقادیات میں ہے کہ عقیدہ میں شرک کا شائبہ تک نہ ہو اور **ما استطعتم فی الاعمال** ہے یعنی جیسے کہ وضو کی استطاعت نہیں تو تیمُّم کر لو۔ قیام کی استطاعت نہیں تو قعود کر لو۔ الغرض اعمال میں استدراج ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ شرک وکفر میں پورا پورا ڈرو۔ آیت کا اگلا حصہ اس کی دلیل ہے کہ یہ آیت ایمان واعتقاد سے متعلق ہے:

ولا تموتن الا و انتم مسلمون ٥

لہذا یہ آیت منسوخ نہ ہوگی۔

الثامنہ:

سورہ نساء میں ہے:

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ط (النساء۳۳)

یعنی جن کے ساتھ تم نے قسم کھا کر عقد کر لیے ہیں یعنی عقد موالات کر لیا ہے تو اس کو بھی وراثت کا حصہ دو۔
کیونکہ ولاء موالات بھی وراثت کا سبب ہے اس کے بعد آیت آئی:

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ (الآیه)

اور قرابت والے زیادہ حقدار ہیں ایک دوسرے کے کتاب الٰہی میں عام مسلمانوں اور مہاجرین سے۔(سورہ احزاب/۶)

کہ بعض اقرب الی الوارث ہیں یہاں اولوالارحام سے اہل فرائض کی اصطلاح مراد نہیں یعنی ذوی الفروض اور عصبہ مراد نہیں ہے نسبی رشتہ دار مراد ہیں اور قاعدہ ہے کہ اقرب النسب وارث ہوتا ہے، لہٰذا پہلی آیت منسوخ ہوگئی۔

لیکن درحقیقت یہ آیت بھی محکم ہے۔ یہ آیت بھی منسوخ نہیں ہے۔ کیونکہ دوسری آیت سے تو یہ معلوم ہوا کہ وراثت تو اولوالارحام کے لیے ہے، البتہ صلہ رحمی، احسان، نیکی وغیرہ میں ولاء موالات کا حق ادا کرو، لہٰذا یہ آیت منسوخ نہ ہوگی۔

التاسعہ:

بعض لوگوں کے نزدیک آیت ثامنہ کی طرح یہ آیت:

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۝

اور جب تقسیم کے وقت حاضر ہوں رشتہ دار، یتیم اور مسکین تو دو انہیں اس میں سے اور کہو ان سے بات معقول۔(سورہ نساء/۸)

اور اس کے بعد فرمایا "فارزقوھم" تو یہ بھی منسوخ ہے اور ناسخ سورۃ احزاب والی مذکورہ بالا آیت ہے، لیکن حق تو بالاتفاق وارثوں کا ہے، لہٰذا یہاں دینے سے مراد یہ ہے کہ مستحب طریقہ ہے کہ دے دو۔ یہاں وراثت کا استحقاق مراد نہیں، بلکہ وراثت والی آیت میں استحقاق وجوبی کا ذکر ہے اور یہاں استحقاق استحبابی کا ذکر ہے۔ اس لیے یہ آیت بھی منسوخ نہ ہوگی۔

العاشرہ:

یہ آیت:

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْکُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِکُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا (الآیہ)

اور جو بدکاری کریں تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ طلب کروان پر چار آدمی اپنے میں سے پھر اگر وہ گواہی دیدیں تو بند رکھوان کو اپنے گھروں میں تاوقتیکہ آ جائے انہیں موت یا بنائے اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی سبیل۔ (سورۃ نساء/۱۵)

جو عورتیں فحش فعل کا ارتکاب کرتی ہوں تو ان کو تھوڑی سی اذیت دے دو (دو تین کوڑے لگادو) یہاں تک کہ صریح حکم آ جائے۔ یہ بھی منسوخ ہے سورۃ نور کی آیت سے کہ

اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ

بدکار عورت اور بدکار مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سوسو کوڑے لگاؤ۔ (سورۃ نور/۲)

لیکن درحقیقت یہ محکم ہے۔

یہ آیت بھی منسوخ نہیں، کیونکہ پہلے محدود تھا کہ حکم آنے تک یہی کرو۔ یہی ابتدائی حکم تھا چونکہ لوگ قائم نہ تھے پھر یہ واضح حکم آ گیا، لہٰذا یہ آیت منسوخ نہ ہوگی۔

الحادی عشرۃ

سورہ المائدہ میں ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ الخ (مائدہ/۲)

اے ایمان والو! بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینے کی۔

شہر حرام کی آیت سے معلوم ہوا کہ اشھر حرم میں قتال جائز نہیں ہے تو یہ آیت منسوخ ہے ان آیات سے جن میں قتال کا جواز ہے جیسے "فاقتلوا المشرکین کافه (سورۂ توبہ)" یا یہ ایک حدیث سے منسوخ ہوگی۔ فرمایا:

فان دمائکم و اموالکم علیکم حرام کحرمة یومکم هذا فی شهر کم هذا فی بلد کم هذا الی یوم تلقون ربکم ہ (بخاری ج۱)

اس حرمت والے شہر، آج کے دن اور اس مہینے کی طرح تم لوگوں پر ایک دوسرے کا خون اور مال قیامت کے دن تک حرام ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حرم کی زمین کے اندر ایک خاص ماہ میں ایک دن کی حرمت ہے تو یہ حکم متعلق بالبلد الحرام ہے۔ فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے اس دن کی حرمت کو فتح مکہ کے دوران ایک خاص وقت میں اُٹھا لیا، لیکن اب قیامت تک کے لیے حرام ہے یعنی حرمت لوٹ آئی۔ اس لیے اب حرمت بالبلد ہے بالشہر نہیں ہے۔ اس لیے فرمایا: **ومن دخله کان امناًO** (سورۂ آل عمران ۹۷)

الثانیہ عشرۃ

فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ

پس اگر وہ (اہل کتاب) آئیں آپ کے پاس تو فیصلہ کیجیے ان کے درمیان یا اعراض کیجیے ان سے۔ (المائدۃ ۴۲)

یعنی جب کوئی مقدمہ پیش ہو تو چاہے فیصلہ کردو چاہے اعراض کرو۔ یہ منسوخ ہے اس آیت سے:

وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ

اور یہ کہ فیصلہ کیجئے ان کے درمیان مطابق اس کے جو نازل کیا اللہ نے اور نہ پیروی کیجئے ان کی خواہشوں کی۔ (سورہ مائدہ/۴۹)

تو فیصلہ کرنا آپ پر لازم ہو گیا جبکہ پہلے اختیار بین الاعراض والحکم تھا۔ اب اختیار نہیں رہا، بلکہ فیصلہ کرنا لازمی ہے یعنی جب اہل ذمہ یہود و نصاریٰ آجائیں تو قرآن کے مطابق ان کا فیصلہ کرو، لہٰذا پہلی آیت منسوخ ہوگئی۔ لیکن درحقیقت یہ آیت محکم ہے۔

یہاں پر ایک تطبیق بھی ہو سکتی ہے کہ ہمیں اب بھی اس کا اختیار ہے کہ فیصلہ ہم ان کے احبار کے سپرد کر دیں یعنی اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ میں یہ بات ہے کہ پہلا اختیار بحالہ قائم ہے، لیکن آپ نے فیصلہ کرنے کو اختیار کیا۔ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَ لَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ (آیۃ نمبر ۴۸) لہٰذا نسخ نہ ہوا کہ قرآن کے مطابق فیصلہ کرو اور ان کی کتابوں کے مطابق بھی فیصلہ کرو۔

ثالث عشرۃ

سورۃ انفال میں ہے:

إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۝

اگر ہوں گے تم میں سے بیس بھی صبر کرنے والے تو وہ غالب ہوں گے دوسو پر اور اگر ہوں گے تم میں سے ایک سو تو غالب ہوں گے ہزار پر ان میں سے جو کافر ہیں کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھ نہیں رکھتے۔ (سورۃ انفال/۶۵)

یہاں دس گنا کا مقابلہ ہے۔ چنانچہ حکم یہ ہے کہ اگر دس گنا ہیں تو فرار کی اجازت نہیں ہے، بلکہ مقابلہ ضروری ہے۔ اس کے بعد ساتھ ہی حکم بدل دیا ہے لہٰذا فرمایا:

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۚ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ (انفال ۶۶)

اب تخفیف کر دی اللہ نے تم پر سے اور اس کو علم ہے کہ تم میں کمزوری ہے پس اگر ہوں تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے تو وہ غالب ہوں گے دوسو پر اور اگر ہوں تم میں سے ایک ہزار تو غالب ہوں گے دو ہزار پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہے صبر کرنے والوں کے۔ اب ایک کا مقابلہ دو سے کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا پہلی آیت صراحتاً منسوخ ہے۔

رابع عشرۃ

سورہ براۃ میں ہے اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

نکلو ہلکے بھی اور بھاری بھی اور جہاد کرو اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں یہی بہتر ہے تمہارے واسطے اگر تم علم رکھتے ہو۔ (سورہ توبہ/۴۱)

تم ہلکے ہو یعنی تمہارے پاس اسباب و وسائل کی کمی ہو یا تم بوجھل ہو۔ بہر حال آپ کو جہاد کے لیے جانا ہوگا۔

اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۭ

''نہ تو اندھے پر کوئی حرج ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج اور نہ بیمار پر کوئی گناہ''۔ (سورۃ فتح/۱۷)

تو اس آیت سے معذورین مستثنیٰ ہیں اس لیے پہلی آیت کو منسوخ سمجھا گیا ہے۔

لیکن یہ آیت محکم ہے۔

یہ آیت یہاں منسوخ نہ ہوگی چونکہ 'انفروا خفافاً و ثقالاً' کا تعلق بالوسائل ہے اور لیس علی الضعفاء کا تعلق بالذاتیات ہے، لہٰذا نسخ نہ ہوگا۔

خامس عشرة

اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ

زانی مرد نکاح نہیں کرتا مگر زانیہ یا مشرکہ عورت سے اور زانیہ عورت سے نکاح نہیں کرتا، مگر زانی یا مشرک مرد۔ (سورۃ نور/۳)

یہ منسوخ ہے کیونکہ زانی شخص عفیفہ کے لیے کفو (برابر) نہیں ہے ناسخ آیت یہ ہے:

وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ

اور نکاح کردو رانڈوں کا اپنے میں سے اور نیک غلاموں اور کنیزوں کا۔ (سورۃ نور/۳۲)

ایامی ایسی عورت کو کہتے کہ من لا زوج لھا (جس کا شوہر نہ ہو) تو بیوہ ہو یا غیر بیوہ اس میں زانیہ وغیر زانیہ کی تخصیص نہیں۔

اس آیت سے بعض نے استدلال کیا ہے کہ زانیہ چونکہ کبیرہ کا ارتکاب کر چکی ہے اور کبیرہ کے ارتکاب سے معتزلہ کے نزدیک آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے وہ مومن کے لیے جائز نہیں ہے لیکن یہ آیت بھی منسوخ نہیں ہے بلکہ محکم ہے کیونکہ " وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی " والی آیت عام ہے اور " اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ " والی آیت خاص ہے اور عام خاص کو منسوخ نہیں کر سکتا۔

سادس عشرة

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْکُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ

اے ایمان والو اجازت لیا کریں تم سے وہ (غلام) جو تمہارے ملک یمین میں ہیں اور وہ (لڑکے) جو ابھی نہیں پہنچے حد بلوغ کو تم میں سے تین مرتبہ۔ (سورہ نور/۵۸)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں مذکورہ بالا دو قسم کے لوگ مذکورہ تین اوقات میں اجازت کے پابند ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات سے نوازا اور وسائل کی بہتات ہوگئی تو لوگوں نے گھروں پر پردے لٹکا دیے۔ بعض لوگ خیال کرنے لگے کہ شاید پردے لٹکانے کے بعد اجازت والا حکم منسوخ ہوگیا ہے اور پردے ہی کافی ہیں، لیکن یہ بات درست نہیں۔ اجازت لینے کا حکم بدستور باقی ہے۔ لوگ اجازت نہ لے کر اس حکم کی تعمیل میں سستی کرتے ہیں۔

سابع عشرۃ

سورۃ احزاب میں ہے لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ (آیت نمبر ۵۲)
نہیں حلال آپ کے لیے عورتیں اس کے بعد اور نہ یہ کہ تبدیل کرلیں آپ ان سے اور عورتیں۔

اس آیت سے بظاہر نکاح کی ممانعت معلوم ہوتی ہے جبکہ دوسری آیت سے یہ ممانعت منسوخ معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ (احزاب: ۵۰) یعنی جن عورتوں کا حق مہر آپ ادا فرمائیں گے وہ آپ کے لیے حلال ہیں۔ گویا تعداد کی کوئی پابندی نہیں ہے اور اس توجیہ کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جو نسائی، ترمذی اور مسند احمد میں منقول ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول جب دنیا سے اٹھے ہیں تو اس وقت تک آپؐ نے جتنی عورتوں سے نکاح کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کے لیے حلال قرار دے دیا تھا۔ حاصل یہ ہے کہ تادم حیات آپؐ پر تعداد ازواج کے حوالہ سے کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی تھی۔

بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ آیت بالا منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے اور یہاں جو ممانعت مذکور ہے وہ صنف کے اعتبار سے مطلق ممانعت نہیں ہے۔ آیت میں اصناف اربعہ مذکور ہیں کہ آپ کے لیے چچازاد بہنیں، پھوپھی زاد بہنیں، ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں حلال ہیں اور ان کے علاوہ کوئی اور صنف جائز نہیں ہے۔ لہٰذا اس صورت میں دونوں اپنے اپنے محمل پر محمول ہوں گی۔ یعنی جس آیت سے ممانعت معلوم ہوتی ہے اس کا تعلق اصناف اربعہ کے علاوہ دوسری عورتوں سے ہے اور جس آیت میں حلت کا حکم ہے وہ اصناف اربعہ مذکورہ سے متعلق ہے۔ (فـلا منافات بینهما) لہٰذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

ثامن عشرۃ

سورہ مجادلہ میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑫ (سورۃ مجادلہ/۱۲)

اے ایمان والو جب تم سرگوشی (ملاقات) کیا کرو رسول اللہ سے تو ادا کیا کرو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ، یہی بہتر ہے تمہارے لیے اور زیادہ پاکیزہ پس اگر تم نہ پاؤ تو بلاشبہ اللہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم والا ہے۔

لیکن اسی آیت کا آخر ہے کہ

فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
یعنی آپ کے پاس صدقہ کے لیے کچھ نہیں تو دینا بھی واجب نہیں جبکہ پہلے وجوب تھا لہٰذا آیت کا پہلا حصہ منسوخ ہو گیا۔

التاسعۃ العاشرہ

سورہ مزمل میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝

''اے کپڑوں میں لپٹے ہوئے قیام کیجیے رات کو، مگر تھوڑا سا حصہ آدھی رات یا کم کیجیے اس میں سے تھوڑا سا حصہ یا زیادہ کر دیجیے اس پر اور پڑھیے قرآن ترتیل کے ساتھ''۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو نماز پڑھنا نصف شب یا ثلث یا اس سے کچھ کم یہ واجب ہے یا فرض ہے، لیکن سورہ مزمل میں دوسری آیت نازل ہوئی:

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ

ترجمہ: پس پڑھو جتنا آسان ہو قرآن میں سے۔ (سورہ مزمل/۲۰)

اس سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ اللیل یعنی نماز تہجد کا وجوب منسوخ ہو گیا۔

العشرین

سورہ ممتحنہ میں ہے:

وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝

اور اگر تمہارے ہاتھ سے نکل گئی کوئی عورت تمہاری عورتوں میں سے کفار کے پاس پھر تم نے تعاقب کیا تو دے دوان (مسلمانوں) کو چلی گئیں جن کی عورتیں جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر ایمان رکھتے ہو۔ (سورہ ممتحنہ/۱۱)

ایک قول کے مطابق یہ آیات سیف (یعنی وہ آیتیں جن میں جہاد اور قتال کا حکم آیا ہے) سے منسوخ ہے دوسرے قول کے مطابق یہ آیت، آیت غنیمت کے ذریعہ منسوخ ہے۔

لیکن میرے نزدیک یہ آیت محکم ہے۔اس آیت کا حکم عام نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق اس صورت حال سے ہے جب مسلمان کمزور ہوں اور کافر غالب، لہٰذا یہ آیت منسوخ نہ ہوگی۔

اس طرح کے اقوال مفسرین نے بیس آیات میں نقل کیے ہیں، لیکن امام ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ تمام آیات محکم ہیں منسوخ نہیں ہیں سوائے پانچ آیات کے۔گویا انہوں نے صرف پانچ آیات میں نسخ کا اعتراف کیا ہے۔

اول:

سورۃ بقرہ کی وہ آیت جس میں عدت متوفی عنھا زوجھا کا ذکر ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا ۚ وَّصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ

(سورۃ بقرہ/۲۴۰)

یہ منسوخ ہے اور ناسخ آیت:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ (سورۃ بقرہ/۲۳۴)

یہ ناسخ ہے۔اور یہ بات صحیح بھی ہے اس لیے کہ متوفی عنھا زوجھا کی عدت بالاتفاق و بالاجماع چار ماہ دس دن ہے عند جميع العلماء و المجتهدين

دوم:

دوسری آیت جس کے منسوخ ہونے کو شاہ ولی اللہؒ نے بھی اختیار فرمایا ہے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۰ ہے (یہ پوری آیت ترجمہ سمیت پیچھے گزر چکی ہے) چنانچہ پوری امت کا اجماع ہے کہ والدین اور دیگر ورثاء کیلیے لا وصية لــوارث (یعنی وارث کیلیے وصیت جائز نہیں ہے) والا قانون لاگو ہے، لہٰذا مندرجہ بالا آیت منسوخ ہے اور اس کے لیے ناسخ آیت......

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ ہے

حکم دیتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے حق میں کہ مرد کا حصہ برابر ہے دو عورتوں کے۔(سورہ نساء/۱۱)

سوم:

تیسری آیت جس کے منسوخ ہونے کے قول کو حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اختیار فرمایا سورہ انفال کی آیت ۶۵ ہے اور اس کیلیے ناسخ آیت نمبر ۶۶ ہے۔پہلی آیت میں حکم تھا کہ ایک مسلمان کے مقابلے میں دس کافر ہوں، تب بھی مسلمان کو مقابلہ کرنا چاہیے اور میدان چھوڑنا جائز نہیں ہے، لیکن اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے تخفیف فرمائی کہ ایک کے مقابلے میں دو ہوں تو دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنا واجب اور بھاگنا حرام ہے اور اگر کفار کی تعداد

مسلمانوں کے مقابلہ میں دگنی سے بھی زیادہ ہوتو کفار کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنا اگر چہ اب واجب نہیں، لیکن بڑی عزیمت وعظمت واجر وثواب کی بات ہے۔ چنانچہ لاکھوں کا مقابلہ ہزاروں کے ذریعہ سے کرنا صحابہ وتابعین کے وہ بے مثال کارنامے ہیں جن سے تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

چہارم:

چوتھی آیت جو کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے ہاں بھی منسوخ ہے سورہ مجادلہ کی آیت نمبر ۱۲ کا ابتدائی حصہ ہے جس میں حکم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری کے وقت کچھ نہ کچھ ہدیہ ضرور پیش کیا کرو، لیکن اسی آیت کے آخر میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم ہدیہ دینے کیلیے کوئی چیز نہیں پاتے ہو تو اللہ تعالی معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔ گویا آیت کے آخری حصہ نے ابتدائی حصہ کو منسوخ کر دیا۔

پنجم:

پانچویں آیت جس کے نسخ کا قول حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ نے اختیار فرمایا ہے سورہ مزمل کی آیت نمبر ۲/۳ ہے۔ جس میں آدھی رات یا کچھ کم قیام کا حکم ہے پھر اس حکم کو منسوخ فرماتے ہوئے اللہ تعالی نے سورہ مزمل میں یہ ارشاد فرمایا کہ

عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَیْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

یعنی اس کو (اللہ تعالی) معلوم ہے کہ نہیں نباہ سکتے تم اس کو سو رحم کیا اس نے تم پر پس پڑھو جتنا آسان ہو قرآن میں سے۔

یعنی نصف شب، یا ثلث وغیرہ کی جو تحدید تھی وہ ختم ہوگئی۔

قرآن کریم کے اسماء

قرآن کریم کے لیے قرآن کریم میں چار اسماء ذکر کیے گئے ہیں۔

الاول: القران:

سورہ یوسف کی آیت آپ کے پیش نظر رہے:

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ (الآیہ)

ہم بیان کرتے ہیں آپ پر سب سے اچھا قصہ اس وجہ سے کہ ہم نے وحی کیا آپ کی طرف یہ قرآن۔

(یوسف/۳)

پھر ایک جگہ فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾

بلاشبہ یہ قران بیان کرتا ہے بنی اسرائیل پر اکثر وہ باتیں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔(النمل/۷۶)

پھر ایک جگہ فرمایا:

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ ﴿۷۷﴾ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾

بیشک یہ قرآن بڑی شان والا ہے، ایک کتاب میں جو محفوظ ہے کوئی نہیں چھوسکتا اس کو، مگر پاک (سورہ واقعہ/۷۷/۷۸/۷۹)

لفظ قرآن کی لغوی تحقیق اور معانی قرآن:

قرآن مصدر ہے قرأ یقرأ سے بروزن فتح یفتح جیسے خسران خسر سے اور غفران غفر سے یا کفران کفر سے، یاد رہے کہ فعلان کا وزن مصادر میں مستعمل ہے۔

اصل میں قرآن کہتے ہیں جمع کرنے اور ملانے کو

كقول العرب ...... ماقرأت هذه الناقة سلاقطo

(سلا کہتے ہیں رحم یعنی بچہ دانی کو) یعنی **لم تضم رحماً علی ولد قط** (کہ جس ناقہ کے بچہ نہ پیدا ہوا ہو) یعنی جس نے اپنے رحم کو کبھی بچہ کے ساتھ جمع نہیں کیا۔

چنانچہ قرآن کریم میں بھی ہے: **ان علینا جمعه وقرآنه** ۔اسی طرح کہا جاتا ہے **قرأت الشئی ای اذا جمعت الشئی بعضه الی بعضo**

یعنی قرأت الشئی اس وقت کہا جاتا ہے جب آپ ایک چیز کے مختلف حصوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جمع کرلیں۔

وجہ تسمیہ یعنی قرآن کو قرآن کیوں کہتے ہیں:

عبداللہ ابن عباسؓ سے **ان علینا جمعه و قرانه** کی تفسیر میں منقول ہے اور سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤی ﴿۶﴾ یعنی ہم اس قرآن کو آپ کے سینہ مبارک میں جمع کرلیں گے پھر آپ نہیں بھولیں گے۔

چونکہ آیات قرآنیہ کو آپ کے سینہ میں جمع کردیا گیا ہے، اس لیے اس کو قرآن کہتے ہیں۔

الثانی: الفرقان:

قرآن حکیم میں ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ﴿۱﴾

بڑا ہی بابرکت ہے وہ جس نے نازل کیا حق و باطل میں فرق کرنے والا (قرآن) اپنے بندے پر تاکہ وہ اہل عالم کیلیے ڈرانے والا ہو، (سورہ فرقان/۱)

الفرقان بھی مصدر ہے جیسے قرآن مصدر ہے۔ اسی طرح یہ بھی فرق سے مصدر ہے۔

وجہ تسمیہ، یعنی قرآن کو فرقان کیوں کہتے ہیں؟

قرآن کو فرقان اس لیے کہتے ہیں کہ لانه فارق بين الحق و الباطل یعنی اس کے دلائل وحجج فارق ہیں: بين الحق و الباطل و بين المحق و المبطل ٥

قرآن کے دلائل حق و باطل اور حق پرست اور باطل پرست کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔

جب قرآن مجید کا نزول نہ ہوا تھا تو سب لوگ ایک جیسے تھے۔ نزولِ قرآن کے بعد جن لوگوں نے اسے قبول کیا وہ محق قرار دیے گئے اور جنہوں نے انکار کر دیا وہ مبطل ہو گئے الغرض خیر وشر میں تمیز کر دی گئی۔ نیز فرمایا:

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ﴿۱۰﴾

اور ہم نے دکھائے اس کو دونوں راستے۔ (سورۃ البلد/۱۰)

ایک خیر ہے اور ایک شر۔ قرآن نے دونوں راستوں کی ہدایت فرمائی تو دونوں میں فرق ہو گیا۔ نیز فرمایا:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ

دین میں زبردستی نہیں، ظاہر ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے۔ (سورہ بقرہ/۲۵۶)

قبل از قرآن رشد وغی یعنی ہدایت اور گمراہی میں فرق نہ تھا۔ اس لیے قرآن کو فرقان کہا گیا ہے۔

الثالث: الکتاب:

چنانچہ فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ﴿۱﴾

سب تعریفیں اللہ کیلیے ہیں جس نے نازل کی اپنے بندے پر یہ کتاب (قرآن) اور نہ رکھی اس میں کوئی کجی۔ (سورۃ کہف/۱)

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ

یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ (سورہ البقرہ/۲)

وجہ تسمیہ قرآن کو کتاب کیوں کہتے ہیں؟

کتاب یہاں مکتوب کے معنی میں ہے جیسا کہ عام طور پر گفتگو میں مستعمل ہے۔ ارسلت الیٰ فلان کتاباً لہٰذا خط کو بھی کتاب کہا جاتا ہے۔

قرآن کریم تو پہلے ہی اللہ تعالے کے پاس لکھا ہوا تھا چنانچہ فرمایا:

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾ (سورۃ البروج/۲۱-۲۲)

لوح اس تختہ کو کہتے ہیں جس پر کچھ لکھا جاتا ہے۔ اس لیے اس تختے کو بھی کتاب کہا جاتا ہے۔

الرابع، الذکر:

جیسے قرآن حکیم میں ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

بلاشبہ ہم نے ہی اتارا ہے یہ ذکر (قرآن) اور بلاشبہ ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ (الحجر/۹)

وجہ تسمیہ قرآن کو ذکر کیوں کہتے ہیں؟

قرآن مجید کو ذکر اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ذکر من اللہ ہے:

یعنی یذکر بہ عبادہ ای یعرفھم حدوداً و فرائضھم o

یعنی اس میں حلال وحرام یاد دلائی جاتی ہے یا اس لیے کہتے ہیں کہ ذکر شرف وفخر کے لیے بھی آتا ہے چنانچہ فرمایا وانہ لذکر لک و لقومک o یہ ذکر بھی فخر وشرافت ہے۔ یہ چاروں نام خود قرآن مجید میں مذکور ہیں۔

آیاتہا ۷ سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ ۵ رکوعہا ۱

آیتیں ۷ سُورہ فاتحہ مکہ میں نازل ہوئی رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴
سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے ۝ بڑا مہربان نہایت رحم والا ۝ جزا کے دن کا مالک ۝
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶ صِرَاطَ
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ۝ ہمیں سیدھا راستہ دکھا ۝ ان لوگوں کا راستہ
الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷ ع
جن پر تو نے انعام کیا نہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے ۝

افاداتِ محمود:

سورۃ الفاتحہ کی بالاتفاق سات آیات ہیں، لیکن اختلاف اس میں ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ آیت من الفاتحہ ہے یا نہیں؟

اگر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ آیت من الفاتحہ ہے تو پھر بِسْمِ اللّٰهِ الخ پہلی آیت ہے دوسری آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ ،تیسری آیت الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، چوتھی مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پانچویں اِيَّاكَ نَعْبُدُ الخ ،چھٹی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ساتویں صِرَاطَ الَّذِيْنَ الخ ہے۔

اور اگر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سورۃ الفاتحہ کی آیت نہیں ہے تو پھر یہ آیت شمار نہ ہوگی اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ تک پانچ آیات ہوگئیں اور صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ چھٹی ہوگی اور غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ الخ ،ساتویں آیت شمار ہوگی ۔بہرحال تعداد آیات علی اختلاف القولین ایک ہی ہے۔

سورۃ الفاتحہ کے ۲۷ کلمات اور ۱۴۰ حروف ہیں؟

سورۃ الفاتحہ کا نزول مکہ میں ہوا یا مدینہ میں؟

علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ سورۃ الفاتحہ کا نزول مکہ میں ہوا یا مدینہ میں' بالفاظ دیگر یہ سورت مکیہ ہے یا مدنیہ ہے؟ جمہور اہل علم کا قول یہ ہے کہ یہ مکہ میں نازل ہوئی، لہٰذا یہ مکیہ ہے' لیکن بعض علماء سے منقول ہے کہ یہ

مدینہ میں نازل ہوئی۔ یہ قول مجاہد سے منقول ہے۔

بعض علماء کے نزدیک یہ دودفعہ نازل ہوئی۔ ایک دفعہ مکہ میں اور ایک دفعہ مدینہ میں اور دودفعہ نازل کرنے میں شاید یہ حکمت ہو کہ تنبیہ کرنا مقصود ہو علی **شرفها و فضلها و اهميتها بخلاف سائر القرآن فهي نزلت مرتين.** یعنی اس کے شرف وفضل اور جملہ قرآن میں دوسری سورتوں پر اس کی فضیلت کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہو پس یہ سورۃ دودفعہ نازل کی گئی۔

اسماء سورۃ الفاتحہ

اس سورت کے بہت سے نام ہیں:

۱- فاتحۃ الکتاب:

نماز میں بھی افتتاح قرأت اسی سے ہوتا ہے اور قرآن مجید کا افتتاح بھی اسی سے ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ لوح محفوظ میں بھی پہلے سورۃ الفاتحہ ہے۔ احادیث میں بھی اسی نام سے اس سورت کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

لا صلواة لمن لم يقراء بفاتحة الكتاب ○ (مسلم)

اس شخص کی نماز (کامل) نہیں جو سورہ فاتحہ کو نہ پڑھے۔

۲-الحمد:

اس لیے کہ اس سورۃ کی ابتداء الحمدلِلّٰہ سے ہوئی ہے۔ بسا اوقات سورۃ کا نام پہلے لفظ سے رکھا جاتا ہے جیسے سورۃ البرأت کا نام کہ براءۃ من اللہ ورسولہ سے شروع ہوئی۔ الحمد کا ذکر حدیث میں بھی آیا ہے:

لاصلٰوة لمن لم يقراء بالحمد و سورة ○

اس شخص کی نماز نہیں جو کہ الحمد اور سورت نہ پڑھے۔

۳-ام القرآن:

سورۃ الفاتحہ کو ام القرآن اس لیے کہتے ہیں کہ الام، الاصل کہا جاتا ہے۔

یہ اصل القرآن ہے کہ قرآن کی ابتداء یہیں سے ہوتی ہے۔ اس لیے اس کو ام القرآن کہتے ہیں اور حدیث میں بھی ہے:

لا صلٰوة لمن لم يقراء بام القراٰن ○ (مسلم)

اس شخص کی نماز نہیں جو ام القرآن (فاتحہ) نہ پڑھے۔

۴۔ السبع المثانی:

چنانچہ فرمایا:

ولقد اٰتینک سبعًا من المثانی و القراٰن العظیم۔

اور ہم نے دی ہیں آپ کو سات آیتیں جو دہرائی جاتی ہیں اور قرآن عظمت والا (سورہ حجر/ ۸۷)

(۱)...... وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سبعہ تو اس لیے کہ سات آیات ہیں اور مثانی اس لیے کہا جاتا ہے۔ **لا نہا تثنی فی الصلوٰۃ** (یہ سورت نماز میں دو دفعہ پڑھی جاتی ہے۔ دو دفعہ پڑھنے میں وجوب و فرضیت ہے۔ باقی دوسری سورت بھی پڑھ سکتے ہیں، لیکن فرضیت و وجوب نہیں ہے)

تو مثانی جمع ہے مثنیٰ کی بمعنی دو دو یعنی یہ ساتوں آیات بار بار پڑھی جاتی ہیں۔

(۲)...... وجہ تسمیہ **لا نہا انزلت مرتین** اگر یہ بات درست ہے کہ یہ **نزلت بالمکۃ و المدینہ** (یعنی مکہ میں بھی نازل ہوئی ہے اور مدینہ میں بھی) تو یہ تاویل درست ہے اس لیے اسے مثانی کہا جاتا ہے۔

۵۔ الوافیہ:

وافیہ بمعنی پوری یعنی یہ سورت پوری پڑھی جاتی ہے **فی الصلوت لا تقسم و لا تفرق بخلاف باقی السور** (کہ نماز میں تمام سورتوں میں تفریق و تقسیم ہے) یعنی سورۃ الفاتحہ کا کچھ حصہ پڑھنا، کچھ نہ پڑھنا ناجائز ہے، لیکن سورۃ الکوثر کی پہلی آیت کو اگر تین مرتبہ پڑھ لیا جائے تو کافی ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک وسطی آیت کافی ہوتی ہے، لیکن ثلثہ آیات پڑھنا صاحبین کا مذہب ہے، لہٰذا اگر ایک آیت کو بار بار پڑھا جائے تو ہر دفعہ نئی آیت شمار ہوتی ہے۔

۶۔ الکافیہ:

اس لیے کہ یہ کفایت کرتی ہے تمام قرآن مجید سے:

لانہا تکفی عن جمیع القراٰن و سائر القرآن لایکفی عنہا و الفاتحۃ تکفی عن جمیع القرآن

یعنی سورہ فاتحہ پورے قرآن کریم کی طرف سے کفایت کر جاتی ہے، لیکن قرآن کریم فاتحہ کی جگہ کافی نہیں ہے۔

۷۔ الکنز:

یہ اس لیے کہتے ہیں کہ اسحاق بن راہویہ نے ایک روایت نقل کی ہے:

عن علی بن ابی طالبؓ قال حدثنا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھا انزلت من کنز تحت العرشo

حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ سورہ فاتحہ عرش کے نیچے خزانہ میں سے نازل ہوئی ہے۔

۸۔الشافیہ:

اس طرح اسے سورت الشفاء بھی کہتے ہیں:

(۱)...... چنانچہ روایات میں ہے:

شفاء من کل داء ای الفاتحہ رواہ الدارمی و البیھقی فی شعب الایمان

سورۃ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفا ہے۔

(۲)...... دوسری روایت میں ہے:

عن ابی سعید الخدریؓ مرفوعاً عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم "فقال فیہ" الکتاب شفاء من کل سم

حضرت ابو سعیدؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ سورہ فاتحہ میں ہر زہر آلود (زہریلے جانور کے کاٹنے یا ڈسنے) چیز سے شفاء ہے۔(تفسیر ابن کثیر)

اور ہر بیماری بھی زہر ہوتی ہے۔

(۳)...... تیسری روایت صحیح بخاری کی ہے کہ ایک صحابی سے مروی ہے کہ ہم سفر میں جا رہے تھے کہ ایک بستی کے کنارے پڑاؤ کیا:

فجائت جاریۃ وقالت ان سید الحی سلیم

''ایک عورت نے آکر کہا کہ قبیلہ کا سردار زخمی ہے''۔

فھل فیکم راقٍ

''کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے''۔

تو ایک صحابی اٹھے اور اس کے ساتھ چلے گئے۔ باقی صحابہ کہتے تھے کہ ہمیں یہ علم نہ تھا کہ یہ شخص رقیہ (تعویذ جھاڑ پھونک) بھی کرتا ہے۔ بہرحال وہ صحابی چلے گئے۔ انہوں نے سورۃ الفاتحہ پڑھ کر دم کر دیا اور وہ ٹھیک ہو گئے۔ اس شخص نے ان کو تیس بکریاں نذرانہ دیں۔

اجرت علی الرقیہ (تعویذات) جائز ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اجرت علی الرقیہ جائز نہیں، لیکن یہ حدیث صراحۃً دلالت کرتی ہے کہ اجرت علی الرقیہ جائز ہے، بلکہ مانگنا بھی صحیح ہے۔ وہ اس لیے کہ اس صحابی کو جب بکریاں ملیں تو ان کو شک گزرا کہ شاید یہ ناجائز ہو۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور اس کی حقیقت کے بارے میں دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ جائز ہے۔

اجرت زائد علی الضرورۃ لینا بھی جائز ہے

اب یہاں پر صحابی کی ضرورت ایک بکری سے بھی پوری ہو سکتی تھی، لیکن باوجود اس کے تیس بکریاں لیں۔ معلوم ہوا کہ اجرت کی زیادت علی الضرورت بھی جائز ہے۔ نیز اجرت کا مقرر کرنا بھی جائز ہے۔

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **ما ادراک انھا رقیۃ** تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ رقیہ ہے تو صحابی نے عرض کیا کہ میں نے تو صرف یہ آیات پڑھی تھیں۔

قرأت قرآن پر اجرت لینا حرام ہے اگرچہ مقرر نہ کی گئی ہو

قرأت قرآن پر اجرت لینا حرام ہے، لیکن رقیہ پر اجرت لینا جائز ہے، فرق یہ ہے، یہ عمل ہے اور قرأت قرآن عبادت ہے۔ عمل پر اجرت لینا جائز ہے۔ عبادت پر اجرت لینا حرام ہے، لہٰذا جب آپ قرأت قرآن بہ نیت تعویذ کریں تو اس کی اجرت جائز ہے اور اگر مقصود محض قرأت قرآن ہو تو اس پر اجرت لینا حرام ہے۔ لانہ لیس عمل۔ عبادت صریحہ پر اجرت جائز نہیں ہے کیونکہ یہ مسئلہ اجرت علی الطاعات ہے، لہٰذا پڑھ کر پھر کھانا کھانا اور اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

علامہ شامی نے اس کی بڑی تفصیل ذکر کی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ ویسے دے دیتے ہیں، لیکن علامہ شامی نے کہا ہے کہ المعروف کالمشروط تو معروف شرط شدہ ہے۔ اسی طرح تراویح میں بھی حافظوں کیلیے اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

تعلیم قرآن پر اجرت کے جواز کا فتوی متاخرین نے دیا ہے:

یہ فتویٰ استحسانا علی خلاف القیاس ہے، کیونکہ دوسری صورت میں ضیاع دین کا خطرہ ہے۔ بقائے دین کے لیے اجرت لینا جائز ہے، لیکن تراویح کا پڑھانا امامت کا حصہ نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ قرآن نہ سنائیں تو قرآن کا ضیاع ہے تو یہ غلط ہے کہ یہ قرأت بغیر تراویح کے خود بخود ہو جاتی ہے۔

سورۃ الفاتحہ امراض باطنہ کے لیے بھی شفاء ہے کہ اس میں عقائد و اعمال کی اصلاح کا بھی ذکر ہے۔

فضیلت سورۃ فاتحہ

سورۃ الفاتحہ کی فضیلت کے بارے میں متعدد روایات ہیں:

۱ – عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ ما انزل فی التورات ولا فی الانجیل ولا فی الزبور ولا فی القرآن مثلھا و انھا لھی سبع المثانی التی اتا نی اللہ عزوجل (اشارہ ہے ولقد اتینک سبعاً من المثانی و القرآن العظیم آیت کی طرف) رواہ الترمذی فی الجامع وقال ھذا حدیث حسن صحیح.“

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ سورۃ فاتحہ جیسی سورت اللہ تعالی نے نہ تورات میں نازل کی اور نہ انجیل و زبور میں۔ یہ سات آیتیں ہیں دھرائی جانے والی۔ (اس سے اشارہ سورہ حجر کی آیت نمبر ۸۷ کی طرف ہے جس کا ترجمہ یہ ہے اور تحقیق ہم نے دی ہیں آپ کو سات آیتیں دھرائی جانے والی اور قرآن عظمت والا) اور کہا امام ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نیز اس حدیث کو ابو عبداللہ الحاکم نے بھی نقل کیا ہے مستدرک میں اور اس کے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ (صحیح علی شرط المسلم)

۲ – عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی قسمت الصلواۃ بینی و بین عبدی نصفین٥

وقال فیہ اذا قال العبد الحمدللہ رب العٰلمین یقول اللہ حمد نی عبدی و اذا قال الرحمن الرحیم یقول اللہ اثنی علی عبدی و اذا قال مالک یوم الدین یقول اللہ مجدنی عبدی و اذا قال ایاک نعبد و ایاک نستعین یقول اللہ ھذا بینی و بین عبدی و لعبدی ما سأل۔

یعنی پہلی تین آیات اللہ کے لیے تھیں اور چوتھی آیت مشترک ہے۔ اس حدیث سے کہ پہلے اللہ ہی کو معبود بنایا اور مدد دینے والا بنایا اور اس کا اقرار کیا تو ھذا لی فرمایا اور ایاک نستعین اپنے لیے مانگا ہے اور عبادت کا اقرار کیا ہے تو یہ بنی و بین عبدی ہے (پھر آگے فرمایا)

و اذا قال العبد اھدنا الصراط المستقیم (الآیہ) (آخری تین آیات)

”فقال اللہ ھذا لعبدی و لعبدی ما سأل ”رواہ مسلم فی الصحیح.“

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے نماز اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف، نصف تقسیم کردی ہے۔

جب بندہ کہتا ہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب بندہ کہتا ہے "الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں میرے بندے نے میری ثنا بیان کی اور جب بندہ کہتا ہے "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور جب بندہ "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ حصہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کو وہ کچھ مل گیا جو اس نے مانگا اور جب بندہ کہتا ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ ساری آیتیں میرے بندے کے حق میں ہیں اور میرے بندے کو مل گیا جو اس نے مانگا۔ (مسلم)

اس حدیث سے بھی سورۃ الفاتحہ کی فضیلت پر روشنی پڑتی ہے۔

۳-امام دارمی نے مسند دارمی میں اور امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے کہ فاتحۃ الکتاب شفاء لکل داء (فاتحہ ہر بیماری کے لیے شفاء ہے)۔

۴-ایک روایت نقل کی ہے طبرانی نے "معجم الاوسط" میں:

عن السائب بن یزید قال عوذنی رسول الله صلی الله علیه وسلم بفاتحة الكتاب فَتَفَلَ و انا مریضٌ.

حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ میں بیمار تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتحہ کے ساتھ مجھ کو دم فرمایا اور پھونک کے ساتھ ہلکی ہلکی لعاب دھن مبارک بھی مجھ پر تھتکار دی۔

یعنی میں بیمار تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتحہ پڑھنے کے بعد تھوک کر دم کیا۔

۵۔ اسی طرح مسند بزار میں ایک روایت ہے:

عن انسؓ اذا وضعت جنبک علی الفراش و قرائت فاتحة الكتاب و قل هو الله احد فقد أمنت من کل شئی الا الموت۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب تو بستر پر پہلو کے بل لیٹنے لگے اور تو نے سورۃ فاتحہ و سورۃ اخلاص پڑھ لی تو تو سوائے موت کے ہر آفت سے محفوظ و مامون ہو گیا۔

فاتحہ کے ساتھ آمین کا تعلق کیا ہے؟

سورۃ الفاتحہ کے بعد آمین کا پڑھنا مسنون ہے۔ اس کو ممدوداً بھی روایت کیا گیا ہے یعنی آمین اور مقصوراً بھی یعنی اَمین۔ یہاں مدقاریوں اور مجودین والا نہیں ہے، بلکہ مالک کی طرح ہے۔

آمین میں تشدید نہیں ہے

اس آمین میں تشدید نہیں ہے یعنی آمّین نہیں ہے اور قرآن مجید میں جو ولا آمّین البیت الحرام ہے وہ آمین یہاں نہیں ہے۔

آمین کا معنی

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے لکھا ہے آمین ای استجب و اسمع یعنی سن لے اور قبول فرما۔ امام بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں ایک روایت نقل کی ہے:

عن ابی میسرة ان جبرئیل علیه السلام اقراء النبی صلی الله علیه وسلم الفاتحة فلما قال ولا الضالین قال له قل اٰمینo

ترجمہ: حضرت ابومیسرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیلؑ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فاتحہ پڑھائی تو جب ولا الضالین پڑھا تو حضرت جبریلؑ نے آپؐ سے کہا کہ کہیے آمین۔

لہٰذا آمین کا کہنا مسنون ہے چاہے نماز کے اندر ہو یا باہر ہو۔

چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے......

اذا امن الامام فامنوا فانه من وافق تامینه تامین الملائکة غفرله ما تقدم من ذنبه۔ (بخاری)

جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہا کرو۔ پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں۔

چنانچہ ایک روایت میں ہے:

فان الملائکة تقولها (فرشتے بھی آمین کہتے ہیں) **و فی روایت النسائی و ان الامام یقولها** (اور امام آمین کہتا ہے)

(یاد رہے کہ یہاں میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ امام بھی آمین پڑھتا ہے۔)

آمین جہراً یا سراً

ان روایات میں، جو میں نے بیان کی ہیں وہ خفی ہونے کی حیثیت سے بیان کی ہیں، ابھی بالجہر کا مسئلہ ذکر نہیں کیا۔ ورنہ بخاری اور مسلم کی روایت ہے:

اذا قال الامام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقولوا آمینo

اس سے بعض لوگ بآواز بلند آمین کہنے پر استدلال کرتے ہیں۔ (حالانکہ یہاں ایسی کوئی بات نہیں) بہرحال امام کا آمین کہنا ثابت ہوا کہ **صراحة فان الامام تقولها** ہے لہٰذا ضمنی تصریحات کی ضرورت نہیں ہے۔

اور اگر ذرا غور کیا جائے تو معلوم ہوگا...... (**اذا قال الامام غیر المغضوب**) میں امام کے لیے آمین بالسر مراد ہے اور مقتدی کو محل آمین بتلایا جا رہا ہے۔ ورنہ امام کا بالسر آمین کہنا ثابت ہوا اور مقتدی کا بالجہر تو ایسا کوئی قول موجود نہیں۔

آمین قرآن میں سے نہیں ہے

آمین لفظ من القرآن نہیں ہے جیسا کہ بسم اللہ قرآن مجید سے ہے اور اسی وجہ سے یہ مصاحف میں نہیں لکھی جاتی، لہٰذا **مابین دفتی القرآن لیس بموجود بل یقراء فقط**" یعنی آمین کسی جگہ قرآن میں لکھی ہوئی نہیں ہے۔ صرف پڑھی جاتی ہے۔

ابتداء تلاوتِ قرآن کیسے کی جائے؟

تلاوت قرآن پاک **اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم** سے ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ **اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم** قرآن میں سے نہیں ہے، لیکن تلاوت قرآن مجید سے پہلے پڑھنے کا فرمان قرآن مجید میں ہے۔

فاذا قرات القرآن فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیمo

پس جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو پناہ مانگ لیا کریں اللہ کی شیطان سے جو راندۂ درگاہ ہے۔ (سورہ نحل/۹۸)

فاذا قرأت کا مطلب یہ ہے کہ **فاذا اردت ان تقراء القرآن o**

''یعنی جب تو قرآن پڑھنے کا ارادہ کرے''۔

کیونکہ عربی میں ارادۂ فعل پر فعل کا اطلاق کیا جاتا ہے جیسے:

اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ ای اردتم اِلَى الصَّلٰوةِ (سورۂ مائدہ/۶)

جب تم نماز کے لیے قیام کرو یعنی جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو۔

چنانچہ حدیث مبارک ہے کہ

اذا صليتم على الجنازة فاخلصوا له الدعاء "ای" اذا اردت۔ (مشکوٰۃ)

جب تم نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کرو تو خلوص سے میت کیلیے دعا مانگو۔

بدذوق لوگ استدلال کرتے ہیں کہ جب فارغ عن الجنازہ ہو جائے تو اخلاص سے دعا کرے۔ان کو یہ کہا جائے کہ اگر آپ کا استدلال صحیح ہے تو پھر حکم مذکورہ بالا کے تحت قرأت قرآن سے فارغ ہو کر پھر تعوذ پڑھا کریں اور نماز پڑھ کر پھر وضو کیا کریں، حالانکہ اس پر عمل نہیں کرتے۔ یہ لوگ دراصل قرآن وحدیث کے ذوق کو نہیں سمجھتے۔

تعوذ کے لیے مناسب الفاظ کون سے ہیں؟

تعوذ کے لیے مختار قول اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ہے۔ چونکہ یہ موافق آیت ہے کہ فاستعذ بالله من الشيطٰن الرجيم۔اسی کو اختیار کیا ہے امام ابوحنیفہؒ اُن کے تلامذہ، امام مالکؒ اور جمہور امت نے، لیکن امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ الفاظ یہ ہیں اعوذ بالله من الشيطن الرجيم ان الله هو السميع العليم○

دراصل امام احمد بن حنبلؒ دو آیات کو جمع کرنا چاہتے ہیں۔

(۱)...... فاذا قرأت القرٰن فاستعذ بالله من الشيطٰن الرجيم ○

اس آیت کا ترجمہ قریب ہی گزر چکا ہے۔

(۲)......و اما ينزغنك من الشيطٰن نزغ فاستعذ بالله انه هو السميع العليم○

اور اگر آنے لگے آپ کو شیطان سے کوئی وسوسہ تو پناہ مانگئے اللہ کی بیشک وہی ہے سب کچھ سنتا جانتا۔ (سورہ حٰم السجدہ/۳۶) اور بعض انہی روایات کو جمع کرتے ہوئے تعوذ کے لیے یہ الفاظ نقل فرماتے ہیں۔

اعوذ بالله السميع العليم من الشيطٰن الرجيم○

البتہ مشہور ومقبول وہ الفاظ ہیں جو شروع میں ذکر کیے گئے ہیں۔

تشریح اعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم

تعوذ کا معنی:

عاذ، یعوذ کا معنی ہے کسی کی پناہ میں آجانا۔اعوذ میں پناہ لیتا ہوں بمعنی التجأ الى الله وامتنع به بمعنی

پناہ مانگنا، درخواست کا معنی بھی التجا ہے۔اس عبارت کا مفہوم یہ ہوا کہ میں اُن کی پناہ میں آ کر لوگوں کے شرور سے محفوظ رہنا چاہتا ہوں۔

شیطان کا معنی:

شیطان شطن سے مشتق ہے۔ یہاں نون اصلی ہے بروزن فیعال ای تباعد (یعنی دور ہوگیا) جیسے کہا جاتا ہے شطنت دارہ یعنی وہ اپنے گھر سے دور ہوگیا۔ چونکہ شیطان بھی اللہ سے دور ہوگیا ہے۔اس لیے اسے شیطان کہتے ہیں۔

بعض کے نزدیک نون اصلی نہیں ہے اور یہ شاط یشیط سے ہے ای اذا ھلک و احترق. تو شیطان بھی گویا ہلاک ہوگیا اور یہ بروزن فعلان ہے جیسے عجلان، حیوان وغیرہ۔اب شیطان نام ہوگیا ہے یعنی اسم لکل عارم، العارم الشریر المفسد۔(شریر اور فساد کرنے والا)

شیطان سے مراد جن اور انسان دونوں ہیں

لفظ شیطان سے عام طور پر ذہن جنات کی طرف جاتا ہے، لیکن شیطان ہونا صرف جنات کا خاصہ نہیں ہے، بلکہ ہر سرکش من الجن والانس اس میں شامل ہے۔شیطان من الجن زیادہ قریب اور زیادہ قبیح ہے، کیونکہ اس میں نار شدید ہے۔خاکی شیطان میں نار کا صرف ایک جزء ہے، لیکن اگر یہ جز غالب ہوجائے تو شیطان من الانس ہے۔ لہٰذا شیاطین الجن زیادہ قوی ہیں شر میں باعتبار شیطان من الانس کے۔چنانچہ قرآن مجید میں بھی ہے

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا

اور اسی طرح کر دیا ہم نے ہر نبی کیلیے دشمن شریر آدمیوں کو اور جنوں کو جو کان میں پھونکتے رہتے ہیں ایک دوسرے کے جھوٹی باتیں دھوکہ دینے کو۔(سورۃ الانعام ۱۱۲)

لہٰذا تعوذ میں صرف ابلیس مراد نہیں، بلکہ تمام شیاطین مراد ہیں۔

اور ابلیس تو صرف شیاطین کا ایک فرد ہے، ورنہ اس کی اقسام تو بہت زیادہ ہیں، لہٰذا جب تعوذ پڑھیں گے تو تمام شیاطین من الجن والانس مراد ہوں گے۔

الرجیم:

فعیل کبھی بمعنی فاعل ہوتا ہے کبھی بمعنی مفعول جیسے العلیم السمیع کا معنی العالم والسامع ہے اور بمعنی مفعول جیسے

قتیل بمعنی مقتول کے اور ذبیح بمعنی مذبوح کے۔ اب یہاں رجیم میں دونوں احتمال ہیں۔ (۱) **بمعنی فاعل یعنی راجم الذی یرجم الوساوس و الشکوک و الخطرات فی قلب المومن.**

وہ جو وسوسے اور شکوک وشبہات مومن کے دل میں ڈالتا ہے۔

(۲) **بمعنی مفعول یعنی المرجوم کما ھو المشھور** کہ یہ مرجوم بالشھب ہے عند استراق السمع یعنی جب کان لگا کر اوپر کی باتوں کو یہ شیطان سنتے ہیں تو ان کو شہاب مارے جاتے ہیں)

رجم بمعنی الطرد پھینکنا **ای ھو مطرود من رحمۃ اللہ** ۔ نیز ملعون کو بھی کہتے ہیں جس پر لعنت پھینکی گئی ہو چنانچہ فرمایا:

وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۝

اور بیشک تجھ پر لعنت ہے تا روز جزا۔ (سورہ حجر/۳۵)

تعوذ کے اندر اولاً اعتراف بالعجز والقصور ہے۔ ثانیاً الاعتراف بقدرۃ اللہ ہے۔

شیطان کا لفظ دواب (جانوروں) پر بھی بولا جاتا ہے۔ چنانچہ اگر سواری شریر ہو تو اس کو بھی شیطان کہا جاتا ہے۔ جیسے کہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ سواری پر بیٹھے تھے تو وہ بڑی سرکش تھی اور قابو میں آنے کے بجائے شوخی دکھا رہی تھی تو آپؓ اتر گئے۔

فقال ما حملونی الا علی الشیطان.

لہٰذا ہر سرکش کے لیے شیطان کا لفظ عام ہے خواہ وہ جن وانس سے ہو یا دواب یعنی جانوروں میں سے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

"بسم اللہ" میں الباء للاستعانۃ او لِلتیمن او للتبرع" اللہ علم لذات واجب الوجود المستجمع لجیمع صفات الکمال المنزہ عن جمیع صفات النقصان

اللہ نام ہے اس ذات کا جو واجب الوجود ہے۔ تمام صفات کمالیہ اس کی ذات میں جمع ہیں اور تمام عیوب و نقصانات سے پاک ہے جیسے اندھا ہونا عاجز ہونا گونگا ہونا وغیرہ وغیرہ۔ یعنی کمال سمع، کمال بصر و کمال علم وغیرہ ذالک۔ اور ناقص نہیں ہے یعنی الاصم الاعمٰی العاجز وغیرہ۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ:

دو صفات الٰہیہ ہیں اور **فعیل فعلان** کے وزن پر ہیں اور مبالغہ کے لیے ہیں لیکن رحمٰن میں مبالغہ اشد

ہے رحیم کی بہ نسبت۔

الرحمة: رقة القلب المقتضی للتفضل والاحسان

دل کا ایسا نرم ہونا جو فضل اور احسان کرنے کا تقاضا کرے۔

صفت الرَّحْمٰنِ کو الرَّحِیْمِ پر کیوں مقدم کیا گیا؟

وجہ اول:

رحمٰن اقرب الی اللہ ہے اس لیے کہ یہ سوائے اللہ تعالے کے کسی اور کے لیے نہیں بولا جاتا۔

وجہ دوم:

رحمٰن فی الدنیا ورحیم فی الآخرۃ ہے تو دنیا میں رحمت کے آثار قریب ہیں اس لیے الرحمٰن کو مقدم کیا۔

مبالغہ دو قسم پر ہے......

ا۔ مبالغہ فی الکم ۲۔ مبالغہ فی الکیف

مبالغه فی الکم ای فی التعداد لہٰذا رحمٰن یعنی زیادہ لوگوں پر رحم کرنا یا مبالغہ فی الکیف ہے لہذا رحمٰن یعنی کیفیت میں بڑے بڑے انعامات دینا اور رحیم یعنی کمیت میں زیادہ انعام دینا۔

لہٰذا الرحمن فی الدنیا و رحیم فی الآخرة.

لہٰذا دنیا پر اللہ کا رحم اور اللہ تعالی کی عطایا اُس کی صفت رحمٰن کا تقاضا ہے اور آخرت میں اُس کا رحم اور عطایا اُس کی صفت رحیم کا اقتضاء ہے۔

تسمیہ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں؟

قراء مدینہ، قراء بصرہ، قراء کوفہ، فقہائے مدینہ اور فقہائے کوفہ کا مذہب یہ ہے کہ تسمیہ جزء من السورۃ نہیں ہے اور یہی مذہب ہے امامِ مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا، لیکن امام مالکؒ کا قول ہے کہ یہ تسمیہ قرآن میں سے ہی نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے امام ابوحنیفہؒ کی طرف بھی اس قول کی نسبت کی ہے، لیکن یہ نسبت صحیح نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب واضح ہے کہ تسمیہ آیت من القرآن ہے اور یہ نازل کی گئی ہے **للفصل بین السورتین و نزل بالتکریر۔**

بسم اللہ مکرر نازل ہوئی ہے اور سورتوں کے درمیان فصل کیلیے اتاری گئی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل ابوعبداللہ الحاکم کی روایت ہے اور اس کے بعد کہا ہے......

صحيح على شرط الشيخين. عن ابن عباسؓ قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يعرف الفصل بين السورتين حتى ينزل عليه بسم الله الرحمن الرحيم (الحدیث)

حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسورتوں کے درمیان جدائی نہیں کر پاتے تھے، یہاں تک کہ اُن پر بسم اللہ نازل ہوگئی۔ امام حاکم نے اس روایت کو نقل کر کے فرمایا کہ یہ روایت شیخین کی شرط پر ہے۔

یاد رہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جو سورۃ نمل میں ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط ہے انه من سليمان و انه بسم الله الرحمن الرحيم ۝ ان لا تعلو على واتونى مسلمين ۝ اختلاف صرف اوائل سورۃ کی تسمیہ کے بارے میں ہے۔

پیغمبروں کے خطوط طویل نہیں ہوتے تھے:

جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط ہے، اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مختصر خط تحریر فرمایا کرتے تھے۔ جیسے ہرقل وغیرہ کے نام تھا، لیکن مرزا قادیانی ملعون نے ملکہ وکٹوریہ کو خط لکھا تو وہ بشکل کتاب تھا۔ یہ اُس کے کاذب ہونے کی دلیل ہے۔

سورتوں کے شروع میں تسمیہ کا منکر کافر نہیں:

سورتوں کے شروع میں جو تسمیہ ہے اس میں مجتہدین کا اختلاف ہے اور ہر ایک مجتہد حق پر ہے۔

جزءِ تسمیہ من الفاتحہ میں تفصیل مذاہب:

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ قراء مدینہ و بصرہ و کوفہ وغیرہ اور امام مالک و امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ یہ فاتحہ کا جزء نہیں ہے اور جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ امام مالکؒ کے نزدیک یہ قرآن ہی میں سے نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ آیت ہے اور بار بار نازل ہوئی ہے۔ دوسورتوں کے درمیان فصل کرنے کے لیے یہ نازل ہوئی۔ یہ جزء من الفاتحہ یا کسی اور سورت کا بھی جزء نہیں ہے۔ یہ اختلاف اس تسمیہ کے بارے میں ہے جو اوائل سورہ میں موجود ہے۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک بھی جو تسمیہ اوائل سورہ میں ہے وہ ہر سورت کا جزء ہے۔

سورۃ البراءۃ میں بسم اللہ کیوں نہیں لکھی گئی؟

اس کی وجہ بہت سے صحابہؓ سے منقول ہے کہ سورۃ الانفال اور سورۃ التوبہ کے مضامین ایک طرح کے ہیں اور

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کے ساتھ دونوں سورتوں کے درمیان بسم اللہ لکھنے کا حکم نہیں دیا تھا، یہاں تک کہ آپ وفات پا گئے۔ لہٰذا اس میں شبہ ہو گیا کہ یہ دونوں ایک ہیں یا الگ الگ سورتیں ہیں، لہٰذا ان کے درمیان تسمیہ نہیں لکھا گیا اور فاصلہ کے لیے ایک لکیر ڈال دی گئی کیونکہ یہ امر مشتبہ تھا۔

امام ابوحنیفہؒ و مالکؒ کی دلیل

دلیل اول:

امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے:

قال صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم و خلف ابى بكر و خلف عمر فلم يجهر احد منهم بسم الله الرحمن الرحيم

انہوں نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی تو ان میں سے کسی نے بھی بسم اللہ بلند آواز سے نہیں پڑھی۔

اس سے یہ استدلال ہوتا ہے اگر یہ جزء من الفاتحہ ہوتا تو اس کا حکم بھی فاتحہ کی طرح ہوتا، لیکن یہ بات عجیب ہے کہ فاتحہ جہراً پڑھی، لیکن تسمیہ نہ پڑھی۔

دلیل ثانی:

گذشتہ صفحات میں ایک روایت ذکر کی گئی جو حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے اس میں فاتحہ کے بندہ اور خدا کے درمیان تقسیم کا ذکر تھا۔ وہاں بھی تسمیہ کا ذکر نہ تھا۔ اگر تسمیہ فاتحہ کا جزو ہوتا تو اس کا بھی ذکر کیا جاتا کہ اس کی تقسیم کس طرح ہے۔

دلیل ثالث:

امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ

عن عبدالله بن مغفل قال سمعني ابى و انا فى الصلوٰة اقراء بسم الله الرحمن الرحيم الحمدلله رب العٰلمين یعنی بسم اللہ جہراً پڑھا **(فقال ابى يا بنى اياك و الحديث**

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے منقول ہے کہ میرے والد نے مجھ کو سنا کہ میں نماز میں الحمد للہ پڑھنے سے قبل بسم اللہ کو اونچی آواز سے پڑھتا ہوں تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے بیٹے! اس نئی بدعت سے اپنے آپ کو بچائے رکھ (یعنی آئندہ اونچی آواز سے بسم اللہ نہ پڑھنا)۔

لہٰذا اگر یہ جزء من الفاتحہ ہوتی تو وہ اس کو بدعت نہ کہتے۔اس روایت کو ترمذی نے جامع میں بھی نقل کیا ہے اوراس کے آخر میں عبداللہ بن مغفل کا اپنے باپ کے بارے میں یہ قول نقل فرمایا:

ولم اَرَ رجلاً ابغض الیه الحدث منه

میں نے اپنے والد جیسا بدعت سے زیادہ نفرت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

یاد رہے کہ قائلینِ عدم الجزء میں ایک صحابہ کی جماعت ہے جس میں خلفائے راشدین (ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ و علیؓ) عبداللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کرام شامل ہیں۔

تشریح سورۃ الفاتحہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

مفسرین نے یہاں لکھا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ یہ کلام اللہ ہے، لیکن یہ جاری ہے بندوں کی زبانوں پر، لہٰذا یہاں قولوا مقدر ہے یعنی تم کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ایسی آیات جو اللہ کا مقولہ بن سکتی ہیں ان کو مقولۂ عباد بنانا ضروری نہیں ہے۔کبھی اللہ تعالیٰ اپنی حمد خود بھی کرتے ہیں۔

مفسرین نے ان آیات کو بھی مقولۂ عباد قرار دیا ہے اس لیے کہ اس کے بعد کی آیات یقیناً متعلق بالعباد ہیں تو پہلی آیات بھی متعلق بالعباد ہیں۔

حمد:

حمد کا معنی ہے زبان کے ساتھ کسی کے ایسے وصف جمیل پر تعریف کرنا جو اس کے اختیار میں ہو (لیکن اگر وہ وصف جمیل اختیاری نہیں ہے تو اس پر حمد بھی نہیں ہے) اور تعریف تعظیم کے طریقہ پر ہے بطور طنز نہیں۔

لہٰذا یہاں مدح نہیں کہا کیوں کہ مدح اللہ کی نہیں ہوتی بوجہ تمام اوصاف کمال اختیار یہ کے۔

یاد رہے کہ اللہ کی صفات میں فلسفہ سے جرح کرنا صحیح نہیں ہے۔فلسفہ کا اسلام سے تعلق اس قسم کا نہیں ہے جیسا کہ سمجھ لیا گیا ہے۔عام لوگ اس وجہ سے متاثر ہو گئے کہ فلسفہ کو عربی میں منتقل کر دیا گیا ہے۔فلسفہ عربی میں ہونے کی وجہ سے لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ بھی اسلام کا جزو ہے۔چنانچہ انہوں نے تقابل شروع کر دیا اور حرکت فلک، گردش کواکب اور ستاروں کا آسمان میں مرکوز ہونا ایسی بحثیں شروع کر دیں اور خرق والتیام میں الجھ گئے۔

اور پھر جب سائنسدان چاند پر چلے گئے تو کہنے لگے اسلام پر ضرب لگ گئی اور پھر وہاں سے پتھر اور دیگر اشیاء لے کر آئے تو اور زیادہ فکر مند ہو گئے اور جب مریخ پر گئے تو حیران ہوئے کہ وہ کیا تعلق تھا۔ان کے غلط ہونے سے جملہ مشینوں کے ساتھ کیسے نکل گئے حتیٰ کہ تنگ آ کر کہا کہ اسلام پر ضرب لگ گئی۔حقیقت یہ ہے کہ

فلسفیانہ مسائل کا قرآن سے اسلام پر ضرب نہیں لگی، بلکہ بطلیموس کی غلاطتیں ختم ہوگئیں۔

چاند پر جانے سے معراج بھی تسلیم ہوگئی:

اب ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے۔اس کے منکرین چودہ سو سال سے موجود تھے،لیکن آج سائنس کے اس کارنامہ کی وجہ سے ہم جیت گئے۔ہم نے کہا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں،لیکن آج تک ایک طبقہ انکار کررہا تھا۔وہ بھی آج شرمندہ ہیں۔

چاند پر جانے سے اسلام پر نہیں یونانی حکمت پر ضرب لگی ہے:

آج ہم جیت گئے،اسلام جیت گیا۔ہمیں خوشی ہونی چاہیے تھی،نہ کہ الٹا ہم یہ کہیں کہ اسلام پر ضرب لگ گئی۔یہاں شکست اسلام کی نہیں،اس یونانی حکمت کی ہے جس یونانی حکمت کو ایک طبقہ اسلام سمجھ بیٹھا تھا،حالانکہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا۔

رب العالمین:

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ اللہ اسم ذات ہے۔اب یہاں سے اس کے اوصاف اربعہ کا ذکر کیا جارہا ہے۔

(۱)...... رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۲)...... الرَّحْمٰنِ (۳)...... الرَّحِیْمِ (۴)...... مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ

تحقیق لفظ رب:

لفظ رب اگر مطلقاً ذکر کیا جائے تو اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے،لیکن اگر اسے کسی اور اسم کی طرف مضاف کردیا جائے تو اس کا اطلاق غیر اللہ پر بھی ہوتا ہے۔ کما قال رب الدار (گھر کا مالک) جیسے باب مضاربت میں رب المال کہا جاتا ہے۔چنانچہ سورۃ یوسف میں فرمایا:

فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ الخ٥

ترجمہ: پھر جب آیا اس کے پاس شاہی فرستادہ تو یوسف نے اس سے کہا کہ لوٹ جا اپنے مالک کے پاس۔(سورہ یوسف/۵۰)

تحقیق لفظ عالم:

العالم ما سوی اللہ تعالیٰ من الموجودات چونکہ عَلَم ہے علی وجود الصانع کہ مصنوع کے وجود سے صانع پر دلالت ہوتی ہے ای علم علی صانعہ و خالقہ٥

عالم ایسا لفظ ہے کہ جمیع ما سوی اللہ پر اطلاق ہوتا ہے۔ اس کا ایک اطلاق خاص ہے اور ایک عام ہے۔ عام سے مراد یہ ہے کہ موجودات کی ایک نوع پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ عالم الجن، عالم الانس، عالم الملائکہ، عالم الحیوان، عالم جواھر، عالم النباتات، عالم ارواح، عالم جمادات.

العالمین جمع کا صیغہ کیوں لائے:

یہاں عالم سے مراد اصناف عالم ہیں، لہٰذا عالمین جمع کا صیغہ لائے۔

یا، نون اور واؤ، نون کی جمع میں معنوی فرق:

جمع بالواو والنون یہ مختص ہے بالعقلاء لہٰذا غیر عقلاء کی جمع واؤ اور نون کے ساتھ نہیں آتی اور جمع بالیاء والنون، یہ غیر عقلاء کے لیے ہے۔ اب دیکھئے عالم کی اکثریت غیر عقلاء کی تھی کہ صرف تین ذوی العقول ہیں یعنی عالم الملائکہ وعالم الانس وعالم الجن لہٰذا یہاں یاء اور نون کی جمع لائے ہیں۔

تحقیق ربوبیت:

ربوبیت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱)...... ربوبیت عامہ (۲)...... ربوبیت خاصہ

ربوبیت خاصہ:

اولاد کے لیے والدین کی ربوبیت۔ والدہ کی تربیت کا تعلق ذاتی وجسمانی ہے اور باپ کی تربیت کا تعلق روحانیت سے ہوتا ہے، لیکن یہ مختص ہے بالاولاد یا باغبان کی ربوبیت درختوں اور پودوں کے لیے مختص ہے یا چرواہے کی ربوبیت جو صرف جانوروں کیلیے مختص ہے۔

ربوبیت عامہ:

ربوبیت عامہ وہ ہے جس کا تعلق عامۃ الموجودات کے ساتھ ہو اور دائمی ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عامہ ہے اور علی الدوام یعنی مستقل ہے۔

کیا شمس وقمر کی ربوبیت عام نہیں؟

یہ بات صحیح ہے کہ شمس وقمر کی ربوبیت عامہ ہے، کیونکہ شمس اپنی حرارت سے سارے عالم کی تربیت کر رہا ہے۔ اگر شمس کی حرارت اور یبوست نہ مل سکتی تو انسان، نباتات اور جمادات نشو ونما نہ پا سکتے۔ قمر بھی تربیت کر رہا ہے۔ اگر اس میں برودت اور رطوبت نہ ہوتی تو بھی اس عالم کی نشو ونما ممکن نہ تھی۔ لہٰذا بظاہر آفتاب و ماہتاب کی

ربوبیت عامہ ہے، لیکن نظر عمیق سے اور فکر وتحقیق سے دیکھا جائے تو یہ ربوبیت عامہ نہیں، بلکہ خاصہ ہے۔ کیونکہ تربیت عامہ میں شرط ہے کہ وہ علی الدوام ہو جبکہ کواکب وشمس وقمر جب غروب ہو جاتے ہیں تو ان کی ربوبیت ختم ہو جاتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم پر حجت قائم کرنا چاہی تو فرمایا:

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ۝

ترجمہ: پھر جب اس نے دیکھا چاند چمکتا ہوا تو کہا یہی میرا رب ہے پھر جب وہ غائب ہو گیا تو بولا کہ اگر نہ ہدایت کی ہوتی مجھے میرے رب نے تو میں ہو گیا تھا گمراہ لوگوں میں سے۔ (سورۃ انعام/۷۷)

اسی طرح

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ۝

پھر جب اس نے دیکھا سورج چمکتا ہوا تو بولا یہی میرا رب ہے۔ یہ تو سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو بولا کہ اے میری قوم میں تو بیزار ہوں ان سے جنہیں تم اللہ کے شریک ٹھہراتے ہو۔ (سورہ انعام/۷۸)

لیکن جب وہ غروب ہوا تو پھر انکار کر دیا۔ ان سب چیزوں کو مسترد کرنے کی وجہ یہی غروب اور ربوبیت بغیر الدوام ہے۔

ربوبیت سبب ہے معبودیت کا:

جب اللہ ہی رب ہے تو ربوبیت ہی سببِ معبودیت ہے، اس لیے اب اللہ کی عبادت کا ذکر فرمایا کہ وہ عبادت کے لائق ہے۔

تحقیق عبادت:

عبادت کے معنی ہیں نہایت تعظیم کرنا۔ انتہائی تعظیم اسی کی ہونی چاہیے جس کے احسان بھی ہم پر انتہائی ہوں اور وہ اللہ ہی ہے۔ یوں تو ہر محسن کی تعظیم ہوتی ہے، لیکن اگر محسن کا درجہ کم ہے تو تعظیم بھی کم ہوگی اور تعظیم کی کمی عبادت نہیں ہے۔

افضل عبادت سجدہ ہے:

انسان کے بدن میں اشرف الاعضا پیشانی ہے اور زمین سے زیادہ انتہائی پستی کسی میں نہیں ہے۔عبادت میں اس پیشانی کو زمین پر رکھ دیتے ہیں۔اپنے آپ کو محسن کے سامنے ذلت کی انتہا تک پہنچا دینا یہی انتہائی تعظیم اور عبادت ہے۔غیر اللہ کے سامنے سجدہ کرنا حرام ہے،کیونکہ انتہائی عبادت انتہائی محسن کے لیے ہے اور کسی کے لیے نہیں۔

اگر غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام تھا تو آدم کو کیوں سجدہ کرایا گیا:

قیام مطلقاً عبادت نہیں اس میں نیت ضروری ہے،البتہ سجدہ مطلقاً عبادت ہے۔اس میں نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔باقی آدم علیہ السلام کو جو سجدہ کرایا گیا تو وہ بحیثیت کعبہ تھا ورنہ اصل سجدہ خدا تعالیٰ کو تھا۔

ابراہیم علیہ السلام نے شمس وقمر کو ھذا ربی کیوں کہا:

بعض لوگ تاویل کرتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے ھذا ربی جو کہا تھا وہ بمعنی اھذا ربی تھا،یعنی کیا یہ رب ہے؟لیکن تاویل نہ کریں تو اچھا ہے،بلکہ یہ کہیں کہ یہ بھی ایک طریقہ تعلیم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ آیت میں بیان فرمایا

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

دعوت دیجیے لوگوں کو اپنے رب کے راستہ (اسلام) کی طرف دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ۔(سورہ نحل/۱۲۵)

اس آیت میں دعوت کا طریقہ بیان فرمایا ہے۔وہ طریقہ یہ تھا کہ جب دیکھا کہ تمام قوم یہاں موجود ہے تو آئندہ کے لیے دلیل بنا کر تعلیم دیتے ہیں۔آپ نے چاند کو دیکھ کر فرمایا ھذا ربی،لیکن جب وہ چاند غروب ہو گیا تو لوگوں نے سمجھ لیا کہ نور دائمی نہیں ہے۔پھر سورج کو دیکھ کر کہا کہ ھذا ربی۔ پھر وہ بھی غائب ہو گیا تو لوگوں کی عقل میں بھی بات بیٹھ گئی کہ ان کا یہ کمال دائمی نہیں ہے۔اب موقع تھا کہ قوم کے ذہن کو بدل دیا جائے لہٰذا فرمایا:

اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

میں نے متوجہ کیا اپنا رخ اس ذات کی طرف جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو سب سے منہ موڑ کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔(انعام/۷۹)

یہ تعلیم دینے کا ایک طریقہ تھا اور باقی لفظ ھذا ربی جو کہا ہے،وہ صرف تعلیم دینے کے لیے کہا تھا۔یہاں ہمزہ استفہامیہ داخل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے ربوبیت کا ذکر کس طرح کیا؟

موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کے پاس گئے تو فرعون نے پوچھا:

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾

فرعون بولا اور وہ رب العالمین کیا ہے؟

تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (الآیہ)

فرمایا پروردگار آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے۔ (شعراء/۲۴)

لیکن فرعون اس جواب سے خوش نہ ہوا اور کہا:

قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾

فرعون بولا بیشک تمہارا رسول جو بھیجا گیا ہے تمہاری طرف وہ تو دیوانہ ہے۔ (شعراء/۲۷)

یہاں فرعون نے پوچھا تھا وما رب العالمین اور "ماھو" سے ذاتیات کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے یہاں سوال عن حقیقت الشئی ہے، لیکن جواب میں اللہ کے اوصاف ذکر کیے گئے کیونکہ اللہ کی حقیقت معلوم نہیں لایحد ولا یتصور (نہ اُس کی حد ہے، نہ وہ تصور میں آسکتا ہے) پھر دوبارہ پوچھا تو فرمایا:

قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾

فرمایا پروردگار تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا۔ (شعراء/۲۶)

پھر سہ بارہ پوچھا تو فرمایا:

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا (الآیہ)

فرمایا پروردگار مشرق اور مغرب کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے۔ (شعراء/۲۸)

ربوبیت زمانی ومکانی ووضعی:

ایک ربوبیت فی کل مکان ہے، لہٰذا اس کا ذکر فرمایا:

قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

کہ ہر مکان کا رب ہے اور دوسری آیت میں ربوبیت فی کل زمان کا ذکر فرمایا:

رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ (الآیہ)

اور ربوبیت وضعی کے عموم کا ذکر فرمایا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا

یہاں زمان ومکان ووضع کی تفہیم مقصود تھی تو یہاں تین تعمیمات سے جواب دیا اور ثابت کر دیا کہ ربوبیت الٰہی عامہ ہے اور اس کے مقابل میں فرعون کی ربوبیت خاصہ فی المکان ہے کہ اس کی ربوبیت صرف افراد مملکت کے لیے ہے اور ربوبیت زمانی ووضعی میں بھی عموم نہیں ہے۔ اس طرح یہ ثابت کر دیا کہ فرعون کا کہنا غلط ہے۔ صرف اللہ ہی رب العالمین ہے۔

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۝ اور وہی اللہ روز جزاء کا مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ملکیت کا اختصاص صرف یوم الدین کے ساتھ کیوں؟

یہاں یوم الدین کا اختصاص اس لیے ذکر کیا کہ یوم الدین کی ملکیت صرف اللہ ہی کے لیے مختص ہے، اگرچہ دنیا میں بظاہر بہت سے لوگ ملکیت کا دعوے کرتے ہیں کہ ملکِ فلاں ملکِ فلاں۔ یہ صرف یہاں کے مالک ہیں، آخرت کے نہیں۔

غیر اللہ کو شہنشاہ کہنا کیسا ہے؟

حدیث شریف میں آتا ہے کہ کسی کو ملک الاملاک یعنی بادشاہوں کا بادشاہ نہ کہو اور لفظ شہنشاہ یعنی شاہ شاہاں کہنا بھی اسی حکم میں شامل ہے لہٰذا یہ صراحۃً ممنوع ہے، بلکہ یہ لفظ صرف اللہ کے لیے مختص ہے۔ چنانچہ فرمایا:

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

کس کی حکومت ہے آج؟ اللہ ہی کی جو ایک ہے بڑا غالب۔ (سورہ مومن/۱۶)

مٰلِكِ

اسی لفظ کو امام قرأت حفص مالک بالف پڑھتے ہیں اور امام عاصم کوفی مٰلک میم کے اوپر کھڑی زبر پڑھتے ہیں۔

مِلك اور مٰلِكِ میں کیا فرق ہے؟

مالک اسم فاعل کا صیغہ ہے یہ عام طور پر ملکِ سے استعمال ہوتا ہے اور ملک صفت ہے، اس کا مصدر مُلک ہے یعنی بادشاہی۔ آخرت میں مَلِک بھی اور مالک بھی اللہ ہے، لہٰذا دونوں صحیح ہیں۔ خدا مالک بھی ہے اور اس کی ربوبیت بھی عامہ ہے، زمان ومکان اور وضع میں تو عبادت کے لائق بھی وہی ہے۔

اقسام عبادت:

عبادت دو قسم کی ہے جلالی و جمالی۔

عبادت جمالی:

اگر عبادت بوجہ محبت ہو یعنی سبب عبادت محبت ہو تو اس کو عبادت جمالی کہتے ہیں، جیسے حج کی عبادت۔ اس میں محبت کے سوا اور کیا چیز ہے؟ اسی طرح صوم بھی عبادت جمالی ہے کہ محبوب کے کہنے پر ہی تو کھانا پینا اور جماع کو چھوڑا کہ یہ تمام علائق دنیا ہیں۔ زن وزر یہ تمام مصائب ہی تو ہیں اور خدا سے روکنے والی چیزیں ہیں۔

تفصیل جمال وکمال:

محبّ پر محبوب کا ایک حق ہوتا ہے اور محبّ محبوب کا پرتو ہوتا ہے۔ صوم رمضان بھی عبادت جمالی ہے کہ علائق دنیا سے کلیۃً لاتعلق ہو گئے۔

محبوب بھی نہ کھاتا ہے، نہ پیتا ہے، نہ خواہشات کا اتباع کرتا ہے۔ محبّ نے بھی یہ سب کچھ کیا۔ پھر محبّ کی طبیعت محبوب کے گھر جانے کی طرف مائل ہوئی تو ایک لمبا سفر بحر، بر، دشت ودریا کاٹ کر کے جاتے ہیں:

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک
آتش عشق تیز تر گردد

جیسے جیسے ملاقات کا وقت قریب آتا جاتا ہے تو عشق ومحبت کی آگ بھی تیز ہوتی جارہی ہے۔

پھر سلے ہوئے کپڑے اتار دیتے ہیں اور چادریں جو میت کے کفن سے مشابہ ہوتی ہیں، پہن لیتے ہیں۔ گویا اب محبوب کے لیے زندگی سے بھی لاتعلق ہو گئے اور پھر لبیک کہہ کر تمام توجہات محبوب کی طرف کر لیتا ہے۔ جب بیت اللہ کا دیدار کرتا ہے تو وصال کی خوشی برداشت نہ کرتے ہوئے بلبلاتا ہے، تلملا اٹھتا ہے اور مسجد حرام میں جا کر محبوب کے گھر کے اردگرد متحیر ہو کر پھرتا ہے۔ کما قال الشاعر

امر علی الدیار دیار لیلیٰ اقبل ذالجد ارو ذالجدار
فما شغفن حب الدیار قلبی ولکن من سکن الدیار

میں جب لیلیٰ کے مکانوں کے قریب سے گزرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں۔ میری محبت کا یہ حال ان مکانوں کی وجہ سے نہیں، بلکہ ان مکانوں میں رہنے والوں کی وجہ سے ہے۔

حج دیوانگی سے قبول ہوتا ہے فرزانگی سے نہیں:

حج دیوانگی سے قبول ہوتا ہے فرزانگی سے نہیں۔ حج میں انسان تلاش کرتا ہے کہ محبوب کہاں ہے؟ حج کی عبادت میں محبت ہی محبت ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے کمال سے، احسان سے اور اس کے لیے عبادات جمالی ہیں۔

دوم عبادت جلالی:

عبادت جلالی میں نفع کی امید ہوتی ہے، ضرر کا خوف ہوتا ہے۔ عبادت جلالی کے بارے میں کہا گیا:

هو النافع الضارo

جیسے کہ نماز اور زکواۃ۔ یہ دونوں جلالی ہیں۔ اگر یہ عبادت نہ کرے تو عذاب ہے۔ اگر کرے تو ثواب ہے اس عبادت کا سبب محبوب کی عظمت اور اس کا جلال ہے۔

سورۃ الفاتحہ میں ذکر جمال وکمال:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میں کمال کا ذکر کیا اور رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں جمالیات کا ذکر اور احسانات کا ذکر فرمایا۔ احسان وکمال کی وجہ سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ یہی محبت سبب ہے عبادت کا اور عبادت میں تکاسل وتغافل یعنی سستی اور غفلت کا خطرہ تھا تو مالک یوم الدین کہہ کر متنبہ کر دیا۔

يَوْمِ الدِّيْنِ .... بمعنی روز جزاء ...... دان يدينo

بدلہ دینا جزاء دینا کما قال الحماسہ:

فد ناهم كمادانواo

ہم نے ان کو ویسا ہی بدلہ دیا جیسے انہوں نے دیا تھا۔

اسی وجہ سے مالک یوم الحشر کے بجائے مالک یوم الدین کہا اور اس کا ذکر اس لیے فرمایا کہ آخرت میں اللہ اچھے کام کی جزاء اور برے کام کی سزا بھی دے گا۔

اور اس جزاء وسزا کا سبب مالک یوم الدین ہونا ہے۔

یہاں تک سورۃ الفاتحہ میں تمہیدات تھیں جن سے معلوم ہوا کہ اب سوائے خدائے عزوجل کے اور کوئی محبوب ومعبود اور مقصود ومسجود موجود نہیں ہے۔ ان تمہیدات میں چونکہ محبوب ومعبود کی ذات کا بظاہر تعین نہ کیا جارہا تھا، لہٰذا غائب کے صیغے استعمال کیے گئے اور اب تعین ہو چکا ہے۔ اب حاضر کے صیغے استعمال کیے جارہے ہیں اور فرمایا:

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

ایاک مفعول بہ مقدم ہے۔

نَعْبُدُ لك

یہاں صرف یہ مفہوم ہوتا کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں تو نعبدک ونستعینک ہونا چاہیے تھا، لیکن ایاک نعبد تقديم ما حقه التاخير يفيد الحصر والاختصاص کہ ہم خاص تیری ہی

عبادت کرتے ہیں تو یہاں حصر فی العبادت مقصود ہے اور وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ میں حصر فی الاستعانت مراد ہے۔

اقسام عبادت:

انسان کے ہر عضو کی عبادت ہوتی ہے، کبھی زبان سے جیسے تسبیح اور کلمات الخیر اور کبھی آنکھ سے جیسے نظائر قدرت اللہ جیسے فرمایا:

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝ (الآیہ)

کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں اونٹ کی طرف کہ کیسے پیدا کیا گیا؟ (سورہ غاشیہ/۱۷)

کہ دیکھنے سے آپ کو سبق ملے گا۔ اسی طرح عبادت السمع کلام اللہ کا سننا ہے، ہاتھوں اور پاؤں کی عبادت جہاد میں جانا، مسجد کی طرف جانا اور ہاتھ سے قرآن کی تفسیر لکھنی وغیرہ۔

الغرض تمام قویٰ ظاہری و باطنی کو اللہ کی رضا میں استعمال کریں تو یہ عبادت ہے۔

فرقہ قدریہ و جبریہ اور مسلک اہلسنت والجماعت:

وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ سے رد ہے دو فرقوں جبریہ و قدریہ پر۔

جبریہ فرقہ جو انسان کو مجبور محض کہتا ہے۔ اس کے نزدیک انسان کالحجر ہے کہ وہ خود کوئی حرکت نہیں کرتا جب تک کہ دوسرا حرکت نہ دے۔

قدریہ وہ فرقہ ہے کہ ان کے نزدیک انسان اپنے افعال خود کرتا ہے اور ان پر قادر ہے۔ وہ اپنے افعال کا خالق بھی ہے۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ان کے درمیان میں ہے اور افراط و تفریط سے پاک ہے کہ انسان کو ایک حد تک اختیار ہے۔ جبریہ کے عقیدہ کے مطابق انسان عبادات کے ساتھ مکلّف نہیں ہوگا۔ کیونکہ مکلّف کو تکلیف دی جاتی ہے امور اختیاریہ میں، لیکن امور اضطراریہ میں تکلیف دینا ممکن نہیں۔ کحرکتہ المرتعش یعنی جس آدمی پر رعشہ طاری ہو جائے اور اس کے ہاتھ ہر وقت ہلتے ہیں۔ اب اس کو یہ کہنا کہ ہاتھ ہلاؤ یا ہاتھ نہ ہلاؤ دونوں باتیں بے کار ہیں۔ اسی طرح جبریہ کا جب یہ عقیدہ ہے کہ انسان مجبور محض ہے تو پھر اس کو احکام کا پابند کرنا اور منہیات سے روکنا بے معنی ہے۔ ان کا عقیدہ اختیار کی مکمل تردید کرتا ہے۔ ان کے عقیدے سے انسان سے امور تکلیفیہ سلب ہو جاتے ہیں، لہٰذا جبریہ کی ایاک نعبد سے تردید کی گئی ہے کہ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ جبریہ سے سوال کریں کہ عبادت کرنے کا کیا فائدہ، جب ثواب نہیں۔ معلوم ہوا کہ جبریہ کا عقیدہ باطل ہے۔ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے مطابق انسان ایسا با اختیار بھی نہیں کہ خود ہی قادر بن جائے۔ لہٰذا ہم اپنے اختیار کے ساتھ عبات کرتے ہیں،

لیکن استعانت اللہ کی ہوتی ہے۔ استعانت سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے تندرستی دی اور اعضاء دیے، جھکنے کو اور جوڑوں کو موڑنے کی صلاحیت دی تو ایاک نستعین فرما کر قدریہ پر رد فرمایا سو انسان قادر ہے، لیکن اختیار کی حد تک۔

استعانت کا معنی کیا ہے؟

استعانت کا معنی ہے طلب العون (مدد طلب کرنا)۔ بعض صوفیاء کہتے ہیں استعانت مشتق ہے عین سے (باب یائی ہے) یعنی مراد مشاہدہ ہے کہ ہم مطالبہ کرتے ہیں مشاہدہ کا یعنی درخواست ہے کہ ہم آنکھوں سے آپ کو دیکھ لیں، لیکن یہ محض تکلف ہے۔ معنی اول راجح و معتبر ہے۔

مدد کس سے مانگی جائے:

اگر استعانت ماتحت الاسباب غیر اللہ سے ہو، لیکن اس کا رجوع اللہ کی طرف ہو تو یہ جائز ہے اور اگر استعانت ماتحت الاسباب محض غیر اللہ سے طلب کر رہا ہے تو یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کسی سے مدد مانگے اور اس بات کا یقین رکھتا ہو کہ یہ مدد بتوفیق اللہ ہے یعنی استعانت غیر مستقلہ ہو اور مرجع اللہ ہی ہو تو یہ جائز ہے، لیکن استعانت خاصہ و ذاتی صرف اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ اس وجہ سے إِيَّاكَ نَعْبُدُ پر ہی نَسْتَعِينُ کا عطف کرتے تو کام بن جاتا، لیکن نَسْتَعِينُ کے ساتھ بھی إِيَّاكَ لگایا تا کہ واضح ہو کہ مدد صرف اللہ ہی سے مانگی جا سکتی ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿۵﴾

مومن صراط مستقیم پر ہی ہوتا ہے پھر صراط مستقیم مانگنے کا کیا فائدہ؟

صراط مستقیم کی استقامت پر نظر ڈالیں تو اس کو کئی حیثیتوں سے صراط مستقیم کہا جاتا ہے۔

اول:

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ای الطریق القصیر

(چھوٹا راستہ) ایسا چھوٹا راستہ جو منزل پر جلدی پہنچا دے لہذا استقامت باعتبار الطول والعرض ہے۔

دوم:

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ای الطریق المستوی

(برابر راستہ) کوئی چیز حائل نہیں۔ کانٹے نہیں، کوئی تکلیف دہ چیز نہیں ہے۔

سوم:

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ای الطریق المأمون ٥

(محفوظ راستہ) یعنی چور ڈاکو اور راہزن نہیں ہیں۔ درندہ وغیرہ نہیں ہیں۔ اب یہاں گذشتہ اشکال کہ مومن پہلے ہی سیدھے راستہ پر ہے پھر یہ صراط مستقیم کیوں مانگتا ہے۔ اس کا جواب بھی ہو گیا کہ اگر وہ صراط مستقیم یعنی چھوٹے راستہ پر ہے تو صاف راستہ مانگ رہا ہے اگر صاف راستہ پر ہے تو محفوظ راستہ مانگ رہا ہے۔ لہٰذا تحصیل حاصل نہ رہا اور یہاں صراط مستقیم دنیوی مراد ہے اخروی مراد نہیں۔ کیونکہ اس کے بارے میں یہ تفصیل نہیں ہے وہاں در بند ہوگا یا کھلا ہوگا۔

استقامت کی تفصیل:

استقامت تین چیزوں میں ہے (۱) فی الاقوال (۲) فی الافعال (۳) فی الاحوال۔

ایک آدمی کو ایک اعتبار سے تو استقامت حاصل ہے یعنی اقوال میں، لیکن اپنے افعال میں کچھ کمزور ہے تو اس کی طلب کر رہا ہے اگر اس میں بھی صحیح ہے تو فی الاحوال کی طلب کر رہا ہے، لہٰذا تحصیل حاصل نہ ہوا۔

اصل استقامت کیا ہے؟

الاعتدال بین الافراط و التفریط

ایسا اعتدال اور میانہ روی کہ اس میں حد سے بڑھنا بھی نہ ہو اور گھٹنا بھی نہ ہو، یہی خاصہ ہے دین اسلام کا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں تین قوتیں ودیعت فرمائی ہیں۔(۱)......قوت عقلیہ (۲)......قوت شہویہ (چاہتوں والی قوت) (۳)......قوت غضبیہ (دفاعی قوت) قوت عقلیہ کے ذریعہ انسان چیزوں کی حکمتیں معلوم کرسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ غور وفکر کی دعوت دی ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾

کیا وہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں اونٹ کی طرف کہ کیسے پیدا کیا گیا؟ (سورہ غاشیہ)

لیکن اگر کوئی شخص رات دن فقط سوچتا ہی رہے اور تمام چیزوں کو بھول جائے تو یہ ناجائز ہوگا۔

(۲) اسی طرح قوت شہویہ کا استعمال جائز طریقے سے ہو تو ٹھیک ہے اور اگر کوئی اپنی چاہتوں کو پورا کرنے کے لیے جائز وناجائز کی تمیز وتفریق نہ کرے تو یہ بھی استقامت کے خلاف افراط وتفریط ہوگی۔

(۳) اسی طرح اگر کوئی شخص ہر وقت غصہ میں مشتعل رہتا ہے اور جلدی سے کوئی بھی قدم اٹھاتا ہے تو یہ تہور ہے۔ یہ منع ہے اور اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ اس کو کبھی غصہ ہی نہیں آتا تو یہ جبن یعنی بزدلی ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بزدلی سے اللہ کی پناہ مانگی ہے فرمایا:

اللھم انی اعوذبک من الجبن

''اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں بزدلی سے''۔

الغرض قوت غضبیہ کے استعمال کے یہ دونوں طریقے افراط وتفریط پر مبنی اور استقامت واعتدال کے خلاف ہیں۔اعتدال یہ ہے کہ قوت غضبیہ کا استعمال انسان سوچ سمجھ کر کرے۔

عبادات میں اعتدال کا حکم:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نوجوان تھے۔ان کے والد حضرت عمرو بن عاصؓ بہت ماہر سیاست دان تھے۔تمام عرب پر ان کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔حضرت معاویہؓ کو بھی ان کی وجہ سے کامیابی ہوئی تھی۔انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کی شادی کرادی۔کئی دنوں کے بعد بہو سے پوچھا کہ آپ نے میرے بیٹے کو کیسے پایا۔وہ کہنے لگی رات کو نوافل میں قرآن کریم پڑھتا ہے۔دن کو روزہ رکھتا ہے۔بڑا نیک ہے تو حضرت عمروؓ سمجھ گئے کہ بہو کی حق تلفی ہو رہی

ہے۔ کسی ذریعہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کردی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ کو بلوا کر پوچھا کہ کتنا پڑھتے ہو تو کہنے لگے، سارا قرآن، تو حضورؐ نے سمجھا بجھا کر بڑی مشکل سے ایک رات میں ایک منزل پر راضی کرلیا کہ سات راتوں میں قرآن کریم مکمل ہوا کرے گا اور روزوں کے متعلق فرمایا کہ مہینہ میں تین روزے رکھو۔

فقال انی اطیق اکثر من ذالک o

یعنی میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چلو ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن بغیر روزہ کے رہو یعنی صوم داؤدی پر راضی کرلیا تو استقامت و اعتدال کے پیش نظر عبداللہ کو عبادت چھوڑنے پر مجبور فرمایا۔ ان کی قبر قاہرہ میں ہے۔ میں نے زیارت کی ہے۔ جب یہ ضعیف ہوگئے تو فرماتے کہ حضورؐ کا مشورہ قبول کرتا تو اچھا تھا۔ کیونکہ اب وہ نصاب پورا کرنے کی طاقت نہیں رہی۔ عبادت اگرچہ کم نہیں کی، لیکن مشورہ قبول کرنے کی...... تمنیٰ فرمائی، لہٰذا ایسے اعمال شاقہ جو انسانی طاقت سے باہر ہوں، یہ بھی استقامت کے خلاف ہے، لہٰذا صراط مستقیم سے مراد استقامت ہے۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬

رجال کار کو حجت بنانا:

یہاں صراط مستقیم کا تعارف کرایا گیا رجال کار سے۔ گویا اصلاح کے لیے نظریاتی طور پر رجال کار درکار ہیں جن سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخصیت پرستی ہے اور صحابہ کرام کے اقوال کا انکار کرتے ہیں۔ ان کو بطور حجت تسلیم نہیں کرتے۔ رجال کار کو درمیان سے نکال لینے کے بعد کوئی کام نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا یہاں صراط مستقیم قرآن وحدیث کو نہیں کہا، بلکہ بتایا گیا کہ اگر صراط مستقیم درکار ہے تو اس سے پہلے رجال کار تلاش کرو۔

منعمین کون ہیں؟

چنانچہ القرآن یفسر بعضہ بعضا

یعنی قرآن کریم ہی کے بعض حصے دوسرے بعض حصوں کی تفسیر و تشریح کرتے ہیں تو یہ منعمین یعنی انعام یافتہ لوگ ہمیں قرآن ہی میں مل گئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ

وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ﴿۶۹﴾ (سورۃ نساء/۶۹)

اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا پس وہی لوگ ہوں گے ان کے ساتھ انعام کیا اللہ نے جن پر نبیوں اور صدیقوں اور شہداء اور صالح لوگوں میں سے اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

تعارف نبیین:

النبی انسان بعثه الله تعالٰی لتبلیغ احکامه

یعنی نبی وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام لوگوں تک پہنچانے کے لیے مبعوث فرمایا ہو۔ نبی کی حفاظت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ محفوظ ہوتا ہے۔ من الخطاء و المعاصی o (غلطی اور گناہوں سے) چنانچہ جن احادیث و آیات میں پیغمبروں کی کچھ خطاؤں کا ذکر ہے۔ محدثین و مفسرین نے ان کی اطمینان بخش تاویلات کی ہیں کہ اصل میں وہ گناہ نہیں ہوتا، بلکہ خلاف اولیٰ بات ہوتی ہے جس پر

حسنات الابرار سیات المقربین o

کے اصول کے تحت گناہ کا اطلاق لفظاً کیا گیا، لہٰذا جب انبیاء علیهم السلام گناہوں سے معصوم و محفوظ ہیں تو ان کا راستہ انعام والا راستہ ہوگا۔

انبیاء علیہم السلام سے متعلق مودودی صاحب کا قول:

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی انبیاء علیہم السلام کے متعلق لکھتے ہیں:

''بسا اوقات اللہ تعالیٰ پیغمبروں سے حفاظت اٹھا کر گناہ کراتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ بشر ہیں، خدا نہیں ہیں۔ گویا خدا اپنی خدائی کو بچانے کے لیے ان سے غلطی کراتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان میں عملی کمزوریاں ہیں۔ یہ خدا نہیں ہیں''۔

لیکن پیغمبروں کو خدا سے الگ کرنے کے لیے یہ دلیل بہت ہی کمزور ہے۔ انبیاء کو اللہ تعالیٰ سے الگ ثابت کرنے کے لیے اور بہت سے دلائل موجود ہیں جیسا کہ ارشاد ہے:

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ۙ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا ﴿۷﴾

وہ کہتے ہیں کہ کیا ہوا اس رسول کو کہ کھاتا ہے کھانا اور چلتا ہے بازاروں میں۔ کیوں نہ اتارا گیا اس کی طرف کوئی فرشتہ کہ وہ ہوتا اس کے ہمراہ ڈرانے والا۔ (سورہ فرقان/۷)

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم صدیقہ کے متعلق ارشاد ہے:

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ

نہیں ہے مسیح ابن مریم، مگر ایک رسول۔ تحقیق گزر چکے ہیں اس سے پہلے بہت رسول اور اس کی والدہ حق کی تصدیق کرنے والی تھی۔ وہ دونوں کھاتے تھے کھانا۔ (سورہ مائدہ/۷۵)

حضرات انبیاء علیہم السلام جب کھاتے پیتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے تو الوہیت کی نفی کے لیے یہی باتیں کافی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ لم یلد و لم یولد یعنی نہ تو اللہ تعالیٰ سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ حضرت انبیاء علیہم السلام کے ہاں تو الدو تناسل کا سلسلہ جاری رہتا تھا، لہٰذا وہ خدا نہیں ہو سکتے۔ الوہیت کی نفی کے لیے یہ باتیں کافی شافی ہیں اور پیغمبروں کی غلطیوں کا جواز پیدا کرنا کسی طرح درست نہیں ہے، ورنہ پورے دین پر سے اعتماد اٹھ جائے گا اور ہر کس و ناکس نبی کی غلطی کو اپنے لیے سہارا بنائے گا۔ اگر کوئی خطاء ہوئی ہے تو اجتہادی خطا ہوئی ہے جس میں دوام نہیں ہوتا۔ جیسے اساریٰ بدر کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا تو حضورؐ پاک کو بتلایا گیا کہ منشاء خداوندی کے خلاف ہوا ہے تاکہ آئندہ اعتماد قائم رہے۔

انبیاء علیہم السلام کا استغفار کرنا:

رہی یہ بات کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم استغفار فرماتے تھے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے تو استغفار ہمیشہ گناہ کا نتیجہ نہیں ہوا کرتا، بلکہ رفع درجات اور اظہار بندگی کے لیے بھی ہوتا ہے، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے:

"اللھم باعد بینی و بین خَطَایایَ کما باعدت بین المشرق و المغرب" (مشکوٰۃ)

اے اللہ مجھ میں اور گناہوں و خطاؤں میں ایسا فاصلہ رکھئے جیسا کہ آپ نے مشرق و مغرب میں فاصلہ رکھا ہے۔

بہر حال حضرات انبیاء پر اللہ تعالیٰ نے ستر ڈال کر ان کو گناہوں سے معصوم و محفوظ کر لیا ہے نیز حسنات الابرار سیأات المقربین (نیک لوگوں کی خوبیاں قریبی لوگوں کی خامیاں ہیں) کے اصول کے پیش نظر استغفار غیر اولی بات کی وجہ سے بھی کیا جا سکتا ہے۔

تعارف صدیقین:

یہ وہ جماعت ہے کہ ان کے پاس نظری قوت ایسی ہوتی ہے جیسے انبیاء کی ہوتی ہے کہ طبعاً و عملاً معاصی سے بچے رہتے ہیں جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام سے قبل بھی عبادت اصنام سے بچے رہے تھے۔ ایسا ہی انبیاء علیہ السلام نبوت ملنے سے پہلے طبعاً گناہوں سے بچے رہتے ہیں تو صدیق اگرچہ مبعوث تو نہیں ہوتے، لیکن قوت نظری ان

کی بہت قوی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ کا مزاج بالکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج شریف جیسا تھا۔ غار حرا سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے اور نزول وحی کی ابتداء ہوگئی۔ آپ ؐ نے گھر میں آکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ولقد خشیت علی نفسی (یعنی مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہوا ہے) تو حضرت خدیجہؓ نے فرمایا کلا لا یخزیک اللہ الخ اس کی تفصیل مقدمہ میں گزر چکی ہے۔ جب حضرت صدیق اکبرؓ لوگوں سے تنگ آکر باہر جانے لگے تو ابن الدغنہ نے آپ کے وہی خصائل بیان کیے جو حضرت خدیجہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمائے تھے۔ گویا صدیق اکبرؓ میں وہی خصائل تھے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے اور صدیق اکبرؓ کا وہی مزاج تھا جو نبی کا تھا۔ یہ صدیق قیامت تک ہوں گے۔ بہت سے صحابہ اپنی نظری قوت کی وجہ سے اصنام پرستی سے بچ گئے۔ جیسے حضرت علیؓ وغیرہ۔

تعارف شہداء:

ان حضرات کی قوت عملیہ مضبوط ہوتی ہے۔ یہ لوگ دین اسلام کی سربلندی کے لیے جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔

تعارف صالحین:

ان کی نظری وعملی دونوں قوتیں مضبوط ہوتی ہیں اور یہ دین کی اتباع کی وجہ سے محفوظ رہتے ہیں۔ یہ چاروں مصداق ہوئے منعم علیہم اور انعام یافتہ لوگوں کے۔ حقیقت میں یہی لوگ انعام یافتہ ہیں۔ یہود اور نصاریٰ نے اگرچہ اس طرح بہت سے دعوے کیے، لیکن ان کی بات صرف دعوے کی حد تک تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کے دین کے ساتھ نصاری نے اور حضرت عیسیٰؑ کے دین کے ساتھ یہودیوں نے جو کچھ کیا کسی نے نہیں کیا:

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

مغضوب علیہم اور ضالین کو خارج کر دیا، اس طور پر کہ یہ معطوف ومعطوف علیہ بدل ہے الذین انعمت علیہم سے انعام یافتہ لوگ نہ تو مغضوب علیہم ہیں اور نہ ہی ضالین، یعنی گمراہ، ہیں۔ بعض لوگ اس کا ترجمہ کرتے ہیں نہ راستہ ان لوگوں کا جو مغضوب علیہم ہیں اور گمراہ ہیں، لیکن یہ ترجمہ غلط ہے۔ کیونکہ اس سے بدل کا مفہوم ادا نہیں ہوتا۔ صحیح ترجمہ یہ ہے ''راستہ ان لوگوں کا کہ انعام کیا تو نے ان پر کہ نہ وہ مغضوب علیہم ہیں اور نہ گمراہ ہیں۔''

مَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ اور الضَّالِّينَ کا مصداق:

مغضوب علیہم سے مراد یہود اور ضالین سے مراد نصاریٰ ہیں۔ آج کل کے علمائے سوء بھی مغضوب علیہم میں شامل ہیں، کیونکہ علمائے یہود میں یہ چند خصلتیں تھیں:

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ (سورہ بقرہ/۱۴۶)

وہ لوگ جنہیں دی تھی ہم نے کتاب وہ اس رسول کو پہچانتے ہیں جیسے وہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور بیشک کچھ لوگ ان میں سے چھپاتے ہیں حق بات کو اور حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حق کو جانتے ہوئے غلط فتوے دیتے تھے اور حق بات کو چھپا لیتے تھے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ

اور خوب جانتے تھے کہ جس نے مول لیا وہ (جادو) نہیں ہے اس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ۔ (سورہ بقرہ/۱۰۲)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾

اور نہ ملاؤ سچ میں جھوٹ اور نہ چھپاؤ سچی بات جان بوجھ کر جبکہ تم جانتے ہو۔ (سورہ بقرہ ۴۲)

معلوم ہوا کہ یہود سچ اور جھوٹ بھی ملاتے تھے اور حق بات کو جان بوجھ کر چھپا لیتے تھے، یعنی یہ خوب جانتے تھے کہ یہ فتوے بیچنا آخرت اور خیر وایمان کے بدلے ہیں۔

آج کل بھی علمائے سوء خیر اور ایمان کے تقاضوں کے خلاف قرآن وحدیث پڑھ کر لوگوں کو صرف ذاتی مفاد کی خاطر غلط راستوں پر ڈالتے ہیں۔ بہت سے مفتی دارالافتاء کھولے ہوئے ہیں، وہ اس ظالم حاکم کو امیر المومنین (اُن دنوں ضیاء الحق حکومت پر قابض تھے) کا لقب دیتے ہیں۔ خدا کے بندو کیا یہ **"اولی الامر منکم"** کا مصداق ہے اور کیا اسے ولایت عامہ حاصل ہے؟ یہ لوگ یہ کام صرف چند ٹکوں کی خاطر کرتے ہیں، ایمان اور خیر کو بیچ کر، ذلیل ہو کر قرآن وحدیث بیچ دیتے ہیں، حالانکہ ارشاد باری تعالی ہے۔

و لا تر کنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار

ظالموں کی طرف ذرا برابر میلان بھی نہ کرنا، ورنہ آگ تمہیں پکڑ لے گی۔

اللہ تعالی نے تو ادنیٰ میلان کو بھی منع فرمایا ہے، لیکن ان لوگوں کے ایمان کمزور ہیں۔ یہ متشابہات میں سے آیات نکالتے ہیں پھر ان سے غلط مفہوم مراد لیتے ہیں۔ کیا انہیں اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر ایمان نہیں ہے۔ ان علماء سوء کا کوئی مقام نہیں ہے، لہٰذا جب تم " اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿۵﴾ " پڑھو تو مغضوب علیہم کے مفہوم میں اس زمانہ کے ان لوگوں کو بھی شامل کرو۔

الضَّآلِّيْنَ:

ضَآلِّيْنَ سے مراد اگرچہ نصاریٰ ہیں، لیکن اس زمانہ کے جاہل مشائخ بھی ان میں شامل ہیں۔ کوشش کیجیے کہ ان سے بھی کسی طرح نجات حاصل ہو جائے۔ ایسے مشائخ کی وجہ سے لوگوں کے عقائد مسخ ہو گئے ہیں۔ اہل قبور کو تصرف کرنے والا جانتے ہیں۔ وہ صریح فتویٰ اگرچہ نہیں دے سکتے، ورنہ ان کا عقیدہ یہی ہے۔ اسی طرح کا عقیدہ نصاریٰ کا تھا۔ ان سے بھی نجات ملنی چاہیے۔ مغضوب علیہم عمل میں خطاء کرتے تھے اور نصاریٰ، جو کہ ضالین ہیں، فساد عقیدہ رکھتے تھے۔ مغضوب علیہم اندر سے جانتے ہوئے غلط فتویٰ دیتے تھے اور ضالین جیسے بعض مشائخ نے لوگوں کے عقائد بگاڑ دیئے۔ دعاء کے وقت ان کو بھی یاد رکھا کریں یعنی ایسے فتنوں سے بچنے کی دعاء کرنی چاہیے۔

سورۃ فاتحہ کا خلاصہ:

سورۃ فاتحہ پورے قرآن کریم کا خلاصہ ہے، قرآن کریم میں ایک تو توحید ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ عبادت کے لائق ہے۔ یہ پورا مضمون فاتحہ میں آ گیا۔ رسالت کا بھی ذکر ہے کہ رسولؐ کی بھی اتباع کرو اور رسولؐ کے متبعین کی بھی اتباع کرو۔ اس میں قیامت کا بھی ذکر ہے۔ گویا مبدأ و معاد دونوں کا ذکر آ گیا۔ مبدأ خدا کی ذات ہے اور معاد قیامت ہے۔ ہدایت کے لیے مغضوب علیہم اور ضالین سے اپنے آپ کو جدا کرو تو اجمالاً یہ تمام باتیں سورۃ فاتحہ میں آ گئیں۔

آیاتہا ۲۸۶ (۲) سُوْرَةُ البَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ (۸۷) رکوعاتہا ۴۰

آیتیں ۲۸۶ سورۂ بقرہ مدنی ہے رکوع ۴۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے○ جو بن دیکھے ایمان لاتے
بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ
ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں○ اور جو ایمان لاتے ہیں
يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾
اس پر جو اُتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اُتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں○
اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
وہی لوگ اپنے رب کے راستہ پر ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں○ بے شک جو لوگ
كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ خَتَمَ
انکار کر چکے ہیں برابر ہے انہیں تو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایمان نہیں لائیں گے○ اللہ نے
اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ
ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا
عَظِيْمٌ ﴿۷﴾ ع
عذاب ہے○

افاداتِ محمود:

اس سورۃ میں دوسو چھیاسی ۲۸۶ آیات ہیں، چھے ہزار اکیس ۶۰۲۱ کلمات اور پچیس ہزار پانچ سو ۲۵۵۰۰ حروف ہیں۔ یہ سورۃ مدنی ہے۔ ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس کی خصوصیت ہے:

اکبر السور فی القرآن البقرة و اکثرها احکاماً

یعنی قرآن کریم کی سورتوں میں سب سے بڑی سورۃ، سورہ بقرہ ہے اور اس میں سب سے زیادہ احکام ہیں۔ چنانچہ مفسرین نے لکھا ہے کہ سورہ بقرہ سے پانچ سو (۵۰۰) احکام مستنبط ہوتے ہیں۔ صرف ایک آیت جو اس سورۃ اور قرآن کریم کی سب سے بڑی آیت ہے، یعنی آیت نمبر ۲۸۲ سے ۲۰ احکام مستنبط ہوتے ہیں۔ اگرچہ مفسرین نے صرف اِسی قدر ہی لکھا ہے، لیکن قرآن کریم کے لطائف وعجائبات واحکام ختم نہیں ہوتے۔ ممکن ہے کہ بعد میں آنے والے علماء ان سے بھی زیادہ احکام مستنبط فرمادیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وجہ تسمیہ سورۃ بقرہ:

اس سورۃ کا نام سورۃ بقرہ رکھا گیا ہے۔ اس لیے کہ اس میں بقرہ کا ذکر ہے اور اس کے ذبح کا بھی ذکر ہے۔ پھر اس بقرہ کے گوشت کے ایک ٹکڑے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک مردہ کو زندہ فرمایا۔ اس عجیب قصہ کی وجہ سے اس سورۃ کا نام سورۃ بقرہ رکھا گیا ہے۔ بظاہر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ سورۃ بقرہ میں قصص وامثال وغیرہ اور بھی بہت ہیں تو پھر خاص بقرہ کے ساتھ موسوم کرنے کی وجہ کیا ہے؟ جواب یہ ہے کہ دوسرے قصص اور واقعات کا ذکر اس بسط و تفصیل کے ساتھ نہیں ہے، جتنی تفصیل سے بقرہ کا قصہ بیان ہوا ہے، للہذا بقرہ کے ساتھ موسوم کرنا درست ہوا۔ بقرہ کا قصہ کسی اور سورۃ میں نہیں ہے۔

سورتوں کی ترتیب:

میں نے یہ بتلادیا تھا کہ قرآن کریم میں سورتوں کی ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب کے موافق ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ترتیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتلائی تھی۔ یہ ترتیب توقیفی ہے اجتہادی نہیں ہے، لیکن مفسرین کرام اس ترتیب میں بھی مناسبت پیدا کرنے کے لیے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جن سے سورتوں کے درمیان ربط ثابت ہوتا ہے۔

سورہ فاتحہ اور بقرہ میں ربط:

(۱)......سورہ فاتحہ میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ دعا مانگی گئی تھی اور سورہ بقرہ کی شروع کی پانچ آیات هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک میں آپ کو بتلایا گیا ہے کہ ہدایت پر کون ہے اور کون نہیں یعنی تم نے جو ہدایت والا راستہ مانگا تھا اس پر چلنے کے لیے یہ اوصاف اپنانے ہوں گے۔

(۲)......سورہ فاتحہ میں ایک تو مُؤْمِنِيْنَ منعم عَلَيْهِمْ کا ذکر تھا جو انبیاء شہداء وغیرہ تھے اور دو کافر فرقوں کا بیان تھا۔ (۱) الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ جو یہود ہیں (۲) ضَآلِّيْنَ جو نصاریٰ ہیں۔ یہاں سورہ بقرہ کی ابتداء میں تین فرقوں کا ذکر ہے (۱) مومنین کا ذکر هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک (۲) وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ تک دو آیتوں میں

کفار ملحدین کا ذکر ہے (۳) پھر دوسرے رکوع کی ابتداء سے آخر تک منافقین کا ذکر ہے۔ یہ بھی کافر ہیں جیسا کہ ارشاد ہے "وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ" یہ دو وجوہات ربط کی ہو گئیں۔ اگرچہ مفسرین نے اور بھی بہت وجوہات بیان کی ہیں، لیکن یہ دو کافی ہیں۔

حروف مقطعات کی تحقیق انیق:

سورۃ بقرہ کی ابتداء الٓمّٓ سے کی گئی ہے۔ یہاں ابتداء میں حروف مقطعات کی تشریح مناسب ہے۔ جن سورتوں کے اوائل میں حروف مقطعات ہیں ان کی تعداد ۲۹ ہے۔ حروف مقطعات میں مکررات کو حذف کرنے کے بعد کل چودہ حروف ہیں جو سورتوں کے شروع میں آتے ہیں۔ (۱) الف (۲) لام (۳) میم (۴) ص (۵) را (۶) کاف (۷) ھا (۸) یا (۹) عین (۱۰) طا (۱۱) سین (۱۲) حاء (۱۳) قاف (۱۴) نؔ جن کا مجموعہ صراط علی حق نمسکه"

بظاہر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ حروف مقطعات کے نزول کا کیا فائدہ؟ جب ان کے معنی ومفہوم متعین نہیں ہیں اور آگے اللہ تعالی نے فرمایا هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ تو جب مفہوم ہی معلوم نہیں تو پھر ہدایت کیسے ہوگی؟

الجواب: ان حروف کے مفاھیم متعین کرنے کے لیے مفسرین حضرات نے بہت سی باتیں ارشاد فرمائی ہیں:

(۱)...... سب سے سہل اور مشکلات سے پاک راستہ یہ ہے کہ انسان اپنے قصور علم وفہم کا اعتراف کر کے ان حروف کی تاویل ومفہوم کو اللہ تعالی پر چھوڑ دے۔ و ما یعلم تاویله الا الله یعنی ان متشابہات کی مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۲)...... حروف مقطعات متشابہات میں سے ہیں۔ ان کی مراد سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ

(سورہ آل عمران/۷)

وہی ہے جس نے نازل کی آپ پر یہ کتاب جس کی بعض آیتیں محکم ہیں وہی ہیں اصل کتاب اور دوسری متشابہ۔ سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے، وہ تو پیروی کرتے ہیں ان کی جو متشابہ ہیں، اس میں سے فتنہ انگیزی کی غرض سے اور اس کی تاویل معلوم کرنے کے لیے۔ اور نہیں جانتا ان کی تاویل کوئی بھی سوائے اللہ کے اور جو پکے ہیں علم میں وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے اس پر کہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نہیں نصیحت قبول کرتے، مگر عقل مند لوگ۔

جو لوگ راسخین فی العلم ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان سے جو اللہ کی مراد ہے، اس پر ہمارا ایمان ہے، لیکن ان کی تشریح و تاویل وہ نہیں جانتے۔ چونکہ حروف مقطعات متشابہات ہیں، دیگر متشابہات کے متعلق جو حکم ہے وہی ان کے بارے میں ہے۔

(۳) یہ امتحان ہے علماء کے لیے، کیونکہ محققین علماء کی عادت ہوتی ہے کہ یہ ہر بات کی تحقیق کرتے ہیں۔ اگر کوئی بات سمجھ نہیں آتی تو راتوں کو جاگ کر لازماً اس کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ گویا یہاں اللہ تعالیٰ نے کہا، رک جاؤ، لہٰذا آمنا بہ کہہ کر رک جانا چاہیے۔

(۴) **وما یعلم تأویله الا الله** پر وقف کریں **والراسخون فی العلم** مبتدا ہے اور **یقولون آمنا به** اس کی خبر ہے۔ اس کا سابقہ جملہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہی اصل طریقہ ہے۔ انسان بڑی سردردی سے بچ جاتا ہے۔ چنانچہ مفسرین عام طور پر لکھتے ہیں **والله اعلم بمراده بذالک** یعنی اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ متشابہ سے اس کی مراد کیا ہے۔

(۵) بہت سے علماء نے تاویلیں کی ہیں۔ وہ مذکورہ بالا آیت میں **والراسخون فی العلم** کا عطف **الا الله** پر کر کے **والراسخون فی العلم** پر وقف کرتے ہیں، **الا الله** پر وقف نہیں کرتے اور **یقولون آمنا به** کو خبر بنا دیتے ہیں مبتدائے **محذوف** کے لیے جو کہ ھم ہے گویا متشابہات کی تاویل کو اللہ تعالیٰ بھی جانتے ہیں اور **راسخین فی العلم** بھی جانتے ہیں، لہٰذا وہ کوئی نہ کوئی تاویل کر لیتے ہیں۔

(۶) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ اسرار یعنی راز ہیں اللہ اور اس کے رسول صلعم کے درمیان۔ **سر الحبیب مع الحبیب یستوجب ان لا یطلع علیه الرقیب** یعنی ایک محبوب کا دوسرے محبوب کے ساتھ جو راز ہے، اس کا تقاضا یہی ہے کہ اس پر کوئی رقیب اور غماز مطلع نہ ہو۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ صدیق سے منقول ہے کہ **لکل کتاب سر و سر القرآن اوائل السور** یعنی ہر کتاب کے لیے کوئی نہ کوئی راز ہوتا ہے اور قرآن کریم کا راز سورتوں کے اوائل یعنی حروف مقطعات ہیں۔ لوگوں میں ان کے مفہوم کی اشاعت مقصود ہی نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب یہ سر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تھا اور آپ کو ان کی اطلاع تھی۔ سر یا راز دو اشخاص کے مابین ہوتا ہے تو ایک اللہ کی ذات ہے اور ایک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فائدہ یہ ہے کہ یہ کلمات مہملہ نہیں ہیں، بلکہ ذو معنی ہیں۔ حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ **لکل کتاب صفوة و صفوة الکتاب حروف الهجی** یعنی ہر کتاب کا ایک خالص اور عمدہ حصہ ہوتا ہے اور قرآن کا عمدہ حصہ حروف تہجی ہیں۔

(۷) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ حروف مقطعات سورتوں کے نام ہیں اور یہ اکثر متکلمین کا مذہب ہے اور اسی کو خلیل و سیبویہؒ نے اختیار فرمایا ہے جو نحو کے بڑے امام ہیں۔

(۸) ایک تاویل یہ بھی ہے کہ یہ حروف اسماء اللہ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے نام ہیں، لیکن یہ معلوم نہیں کہ یہ

بالترکیب یا بدون الترکیب ہیں۔ مرکب نام جیسے الرحمٰن الرحیم ہیں۔ ممکن ہے کہ اس طرح ترکیب کے ساتھ لیتے ہوں، لیکن میرے خیال میں بعض حروف مقطعات اکیلے اکیلے بھی مراد ہوں گے کیونکہ وہاں ترکیب ممکن نہیں ہے۔ جیسے قٓ، نٓ وغیرہ۔

(۹) ایک تاویل یہ ہے کہ یہ حروف مقطعات اسماء اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے ناموں پر دلالت کرنے والے ہیں۔ الف سے اشارہ اول کی طرف، لام سے اشارہ لطیف کی طرف اور م سے اشارہ مجید، ملک، منان وغیرہ کی طرف۔ گویا بدون الترکیب بھی یہ حروف اشارات ہیں اللہ تعالی کے اسماء حسنی کی طرف۔

(۱۰) حضرت قتادہ جو مشہور تابعی ہیں اور کلبی سے منقول ہے کہ یہ حروف مقطعات اسماء القرآن ہیں۔ جیسے الف سے مراد اللہ تعالیٰ "ل" سے مراد حضرت جبریلؑ اور م سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ای اللہ انزل ھذالکتاب بواسطۃ جبریل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اللہ تعالی نے یہ کتاب (قرآن کریم) بواسطہ جبرائیلؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔

(۱۱) بعض مفسرین کے ہاں الف سے مراد "انا" ہے ل سے مراد "لی" ہے م سے مراد "منّی" ہے یعنی "انا" ذات واحد میں اکیلا ہوں ساری کائنات "لی" ساری کائنات میرے لیے ہے اور ساری کائنات مخلوق ہے، "منی" یعنی ساری کائنات کو میں نے ہی پیدا کیا ہے اور میری ملکیت ہے۔

(۱۲) عبدالعزیز ابن یحییٰ اور بعض دیگر مفسرین فرماتے ہیں کہ حروف مقطعات سے بچوں کے لیے طریقہ تعلیم واضح کر دیا گیا ای یبداء اولا بحروف التھجی ثم بالمرکبات یعنی پہلے بچوں کو حروف تہجی پڑھاؤ اور پھر مرکبات پڑھاؤ۔ بچے ایک خاص عمر تک مکلّف نہیں ہوتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

رفع القلم عن ثلاث عن الصبی حتیٰ یبلغ و عن المجنون حتی یفیق وعن النائم حتیٰ یستیقظ

قلم اٹھایا گیا ہے تین آدمیوں سے (۱) بچے سے تاوقتیکہ بالغ نہ ہو (۲) پاگل سے یہاں تک کہ صحیح ہو جائے (۳) اور سوئے ہوئے شخص سے جب تک کہ جاگ نہ جائے۔ (ابن کثیر)

(۱۳) قرطب نحوی نے یہ تاویل کی ہے کہ مشرکین عرب قرآن سننے سے انکار کرتے تھے کیونکہ اس میں ان کے عقائد باطلہ کا رد ہے اور ان کے معبودین باطلہ کا رد ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور کہا انہوں نے جو کافر تھے کہ نہ سنو تم اس قرآن کو۔ غل مچاؤ اس میں شاید تم غالب رہو۔ (سورۃ حم السجدہ/۲۶)

مشرکین کی اس عادت کی وجہ سے تقاضا یہ ہوا کہ ایسے الفاظ لائے جائیں کہ ان سے لوگ مانوس ہوں اور ان کے عقائد وغیرہ پر رد نہ ہو۔ جیسے الف لام میم تو اتنے میں متوجہ ہو گئے اور متوجہ ہونے کے بعد بتلا دیا کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ یعنی یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ حروف مقطعات سے تھوڑے سے مانوس

ہو کر متوجہ ہو گئے تو حکمت کے ساتھ پھر اگلی بات سنا دی جو مقصود بالذات ہے۔

(۱۴) مبرد سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حروف مقطعات کے ذریعہ یہ بتلایا گیا ہے کہ یہ قرآن کریم بھی ان الفاظ و حروف سے مرکب ہے جنہیں تم اپنے روزمرہ کلام میں استعمال کرتے ہو جیسے الف با تا ثا الخ۔ گویا قرآن کا مبنیٰ یہی حروف ھجا ہیں اور ان ھجاء سے کلامِ الٰہی مرکب ہے۔ تمہارے روزمرہ استعمال ہونے والے کلام کا مبنیٰ بھی یہی حروف ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ لوگ قرآن کریم کی چھوٹی سی سورت کی مثل پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ فصحاء عرب و بلیغ شعراء اکٹھے ہوتے۔ اشعار اور ادیبانہ کلام بناتے۔ پھر خود فیصلہ کرتے کہ ہمارا کلام قرآن جیسا نہیں ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جھوٹ نہ بولتے تھے، **لأن الكذب عيب في جميع الامم** یعنی جھوٹ ہر امت و ملت میں عیب سمجھا جاتا رہا۔ ان کے ہاں ایک مقولہ مشہور تھا **القتل اتقٰى للقتل** یعنی ناحق قتل کا دروازہ قصاص کے قتل کے ذریعہ ہی بند کیا جا سکتا ہے، لیکن جب قرآن کریم میں یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٩﴾

ترجمہ: اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے اے عقل والو تاکہ تم بچو۔ (سورۃ بقرہ/۱۷۹)

تو انہی فصحاء نے اس کا انکار کر دیا کیونکہ یہ منزل من اللہ تھی۔

(۱۵) حضرت ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ یہ حروف مقطعات اشارات الی الآجال ہیں یعنی ایک امت کے لیے یک وقت و مدت مقرر ہوتی ہے۔ اس مدت کے اختتام کے ساتھ وہ امت ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ ابو یاسر ابن اخطب یہودی، یہود کی ایک جماعت سمیت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم الٓمّٓ ﴿١﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ الخ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اس نے آ کر اپنے بھائی حیی ابن اخطب کو یہ واقعہ سنا دیا۔ اس نے کہا واقعی یہ بات درست ہے؟ وہ کہنے لگا بالکل درست ہے۔ حیی ابن اخطب بھی یہود کی ایک جماعت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ کیا آپ الٓمّٓ وغیرہ پڑھتے ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہاں۔ وہ یہودی کہنے لگا کہ آپ سے قبل بھی اللہ تعالیٰ انبیاءؑ کو مبعوث فرماتے رہے، لیکن کسی کی مدت اقامت معلوم نہیں ہوئی تھی۔ آپ کی امت کی مدت کا تو پتا چل ہی گیا۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ الف سے مراد ایک سال ہے ل سے مراد ۳۰ سال ہیں اور م سے مراد ۴۰ سال ہیں۔ گویا اس امت کی مدت اقامت ۷۱ سال ہے۔ تو کیا آپ لوگ ایسے دین میں داخل ہونے کے لیے تیار ہیں جس کی مدت اقامت صرف ۷۱ سال ہو؟ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا اس کے سوا کچھ اور بھی ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ کہنے لگا وہ کیا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا، الٓمّٓصٓ ہے تو حیی ابن اخطب کہنے لگا یہ تو پہلے سے زیادہ مشکل ہے۔ کیونکہ الف سے مراد ایک سال، ل سے مراد ۳۰ سال اور م سے مراد ۴۰ سال اور ص سے ۹۰ سال مراد ہیں۔ یہ کل ۱۳۱ سال ہو گئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا اور بھی ہے؟ آپؐ نے

ارشاد فرمایا ہاں الــر وہ یہودی کہنے لگا یہ تو پہلے سے بھی مشکل ہے، کیونکہ الف سے ایک سال ل سے ۳۰ سال اور ر سے ۲۰۰ دوصد سال مراد ہیں۔ یہ کل ۲۳۱ دوصد اکتیس سال ہوگئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا اس کے ساتھ کچھ اور ہے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا ہاں، پوچھا کیا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا الــمــر تو حیی ابن اخطب کہنے لگا کہ یہ تو پہلے سے بھی زیادہ مشکل ہے کیونکہ الف سے مراد ایک سال، ل سے ۳۰ سال، م سے ۴۰ سال اور ر سے ۲۰۰ دوسو سال یہ کل ۲۷۱ سال ہوگئے۔ پھر ساتھیوں سے کہنے لگا، یہاں سے چلو، ہمارے اوپر معاملہ خلط ملط ہو گیا ہے۔ پتا نہیں چلتا کہ زیادہ مدت ہے یا تھوڑی ہے۔ (ابن کثیر)

جماعتوں کے لیے بھی ایک خاص مدت ہوتی ہے:

جماعتوں کے بھی اوقات ہوتے ہیں۔ جیسے مسلم لیگ تھی اور اب اسے کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ سیاسی جماعتوں کی بھی عمریں ہوتی ہیں۔ میں نے ایک دفعہ یہ بھی کہا تھا کہ تجدیدی تحریکوں کی ایک مدت ہوتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے

ان اللــه يبعث على رأس مأة سنة لهذه الامة من يجد دها یعنی اس امت محمدیہ کی احیاء کے لیے اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد مبعوث فرمائیں گے جو تجدید دین کرے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجدد کی مدت سو سال کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔ دیوبند کی تحریک بھی تجدید کی تحریک تھی۔ اس کے بھی سو سال پورے ہو گئے ہیں۔ اب تم لوگ بہت ہو، لیکن کچھ نہیں کر سکتے ہو۔ ایسے لوگ جن کو لوگ لوگوں میں شمار کرنے کے لیے بھی تیار نہ تھے آپ لوگوں پر حملہ آور ہوئے اور آپ سب منتشت ہو گئے۔ دیوبند کے قلعہ میں شگاف پڑ گیا۔ بہر حال یہ بہت بڑا نقصان ہے کہ تمہارے وجود کا کوئی فائدہ نہ ہو۔

علماء دیوبند کی خصوصیات:

علماء دیوبند کی دو خصوصیتیں ہیں اور ان امتیازی خصوصیات کی وجہ سے ان کا مقام و درجہ قائم تھا (۱) اتباع سنت اور بدعات سے اجتناب، سنتوں کو زندہ کرنا اور دین کی ایسی معتدل تعریف کرنا کہ تمام باطل باتیں نکل جائیں۔ (۲) دوم استقامت، جفاکشی، ریاضت اور ہر باطل قوت سے ٹکر لینا۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ہل سکتا تھا، لیکن وہ حضرات اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتے تھے۔ آپ تاریخ پڑھیں حضرت شیخ الہندؒ کا ایک ایک شاگرد اپنی جگہ پر پہاڑ تھا۔ ایک امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد تھے، جیسے امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور یحیٰ ابن معینؒ پھر دیکھو ابن ہمام مصنف فتح القدیر تو حضرت شیخ الہند کو ایک ملکہ ملا تھا۔ وہ بے مثال استقامت کے مالک تھے۔ ہر باطل سے ٹکرانے والے تھے۔ نہ بکنے والے، نہ جھکنے والے، لیکن اب دیوبندیوں میں بھی وہ بات نہیں رہی۔ تم لوگ بدعات کے مرتکب ہوتے ہو۔ مثلاً محرم میں سبیلیں لگانا، شہادت سیدنا حضرت حسینؓ کو غیر فطری طریقوں سے بیان کرنا، ربیع الاول میں میلاد اور رجب میں معراج منانا۔ مفتی رشید احمد گنگوہیؒ کہ علماء دیوبند کے لسان تھے، نے فرمایا کہ محرم

میں شہادت حسینؓ کا بیان کرنا اگرچہ صحیح روایات سے ہو، بوجہ روافض کی مشابہت کے حرام ہے۔ دیکھئے فتاوی رشیدیہ۔ اگر شہادت ہی بیان کرنی ہے تو کسی اور مہینہ میں بیان کرو، اب بتلاؤ کہ ان باتوں سے کون خالی ہے؟

یہ سب روافض کے پروپیگنڈوں کے اثرات ہیں، جو ان لوگوں پر چھا گئے ہیں۔ میلاد کی مجلس منعقد کرنا اور جھوٹی روایات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر کرنا، ان باتوں کی وجہ سے ہمارے اکابرین نے عدم جواز کا فتوی دیا ہے جیسے حضرت گنگوہیؒ وغیرہ نے۔ میلاد کا ذکر ہر مجلس میں اچھا ہے، لیکن معتاد (مروج) طریقوں سے منع ہے۔ اسی طرح معراج کے واقعات کو غلط طریقے سے بیان کرتے ہیں جیسے بارات جارہی ہے، اللہ منتظر ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ اب اس طرح کی باتیں علمائے دیوبند بھی کرتے ہیں تو بدعتی علماء میں اور ان میں کیا فرق ہوا؟ رہی نہ بکنے والی اور نہ جھکنے والی صفت تو اس اعتبار سے تمہارا خانہ خراب ہو چکا ہے۔

فضلائے دیوبند کی دستار بندی کے متعلق حضرت مفتی صاحب کی رائے:

اس سال حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند تشریف لائے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس سال فضلائے دارالعلوم دیوبند کی دستار بندی کرنی ہے۔ میں نے ان کی خدمت میں دو تجویزیں پیش کی تھیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ تین جلسوں کا انعقاد تین ممالک میں کرایا جائے۔ ایک پاکستان میں، ایک بنگلہ دیش میں اور ایک انڈیا میں۔ کیونکہ پاکستان اور بنگلہ دیش سے ہزاروں کی تعداد میں علماء کا انڈیا جانا مشکل ہے۔ نہ تو اتنے علماء کو پاکستان جانے دے گا اور نہ انڈیا آنے دے گا۔ تمام دیوبندی علماء کو اکٹھا کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ تینوں ملکوں میں جہاں جلسہ ہوگا، دیوبند کے اکابر ادھر جائیں گے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ علمائے دیوبند ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں گے اور سواد اعظم کو جو لوگ اقلیت کہتے ہیں، انہیں بھی پتا چل جائے گا۔ عوام کا اعتبار نہیں۔ بات علماء کی ہے۔ اس مظاہرہ سے شاید لوگوں کو کوئی عبرت بھی ہو۔

(۲)...... دوسری تجویز یہ تھی کہ دیوبند کسی خاص ادارے یا مدرسے کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک مکتبہ فکر کا نام ہے۔ آپ لوگوں نے (حاضرین درس فضلاء) دیوبند دیکھا بھی نہیں، لیکن اگر آپ لوگوں کی دستار بندی نہ کی جائے تو آپ لوگوں کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ میری دوسری تجویز کا حاصل یہ تھا کہ کسی بھی معتمد مدرسہ سے فارغ ہونے والے تمام علمائے دیوبند اور فضلاء کی دستار بندی ہونی چاہیے کیونکہ وہ بالواسطہ دارالعلوم دیوبند کے ہی فاضل ہیں۔ پھر لوگوں کو سواد اعظم کا پتا چلے گا۔ میری یہ تجویزیں حضرت نے نوٹ بھی فرمائی تھیں، لیکن معلوم نہیں کہ پھر کیا ہوا۔ مقصد کہنے کا یہ تھا کہ دارالعلوم دیوبند کے سو سال پورے ہو گئے تو اب پھر تجدید ہونی چاہیے۔

ہمارے مجدد الف ثانیؒ:

ہمارے مجدد حضرت مجدد الف ثانی تھے۔ ہم ابھی الف ثانی کی ابتداء میں ہیں کیونکہ الف ثانی کے چار سو

سال ابھی پورے نہیں ہوئے ہیں۔ ہم حضرت مجدد الف ثانیؒ کے متبعین میں سے ہیں اور دیوبندی تو ہم لوگ ہیں ہی۔ یہ تحریک چلتی رہے گی، بشرطیکہ تم لوگ وہ امتیازی خصوصیات اپنالو، ورنہ کچھ نہ ہوگا۔

(۱۶) بعض کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے حروف مقطعات کے ذریعہ قسم کھائی ہے اور حرف قسم مقدر کہا ہے، یعنی حروف مقطعات بہت شرف اور قدر والے حروف ہیں کیونکہ تمام زبانوں کا مبنی یہی حروف ہیں:

ولها شرف وقدر فا قسم الله سبحانه و تعالى بها۔

تو اللہ تعالیٰ نے الٓمّٓ کی قسم کھائی کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ

(۱۷) حروف مقطعات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ بالکل امی تھے **لم يتعلم حرفا، الامی قديتكلم باللغة الفصحى ہ** امی بھی کبھی کبھی انتہائی فصیح گفتگو کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمی تھے۔ حروف ہجا کا بھی علم نہ تھا، لیکن خوب فصیح گفتگو فرماتے تھے۔ قریش مکہ کو علم تھا کہ آپ امّی ہیں، لیکن جب حروف ہجا گنوائے گئے تو خوب گنواتے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ حروف منزل من اللہ ہیں اور سارا قرآن بھی منزل من اللہ ہے کیونکہ امی ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم حروف ہجا پڑھتے تھے۔

سورۃ بقرہ کا خلاصہ:

(۱) اس سورہ میں مناظرہ بالیہود (۲) تہذیب الاخلاق (۳) تدبیر منزل (۴) سیاست مدنیہ، چار موضوعات ہیں۔

اصل میں حکمت عملیہ کی تین قسمیں ہیں (۱) تہذیب الاخلاق (۲) انفرادی زندگی کے لیے تدبیر منزل (۳) اور سیاست مدنیہ۔ سورہ بقرہ میں اجمالاً یہ تینوں قسمیں آ گئی ہیں۔ شروع میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ہدایت یافتہ لوگ کون ہیں اور ان کے مقابلہ میں باطل پرست لوگ کون ہیں؟ پھر حکمت عملیہ کی تینوں قسمیں بیان ہوئی ہیں۔ پہلے رکوع کا خلاصہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ جو مغضوب علیہم وضالین ہیں کو دعوت الی الکتاب دی گئی ہے۔ متقین اور ہدایت یافتہ لوگوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ ان کے مدمقابل منکرین و کفار کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

فضائل سورۃ البقرہ:

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں یہ روایت نقل فرمائی ہے:

عن عبدالله ابن مسعودؓ قال من حلف على سورة البقرة فعليه بكل اية منها يمين۔

(مُصَنَّف ابن ابی شیبہ)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ بقرہ کی قسم کھائے تو اس پر ہر آیت کے عوض الگ الگ قسم ہے۔

سورۃ بقرہ کی ۲۸۶ آیتیں ہیں تو گویا سورہ بقرہ کے ذریعہ قسم کھانے والے نے دوصد چھیاسی قسمیں کھائیں۔ میرے خیال میں حانث (قسم توڑنے والا) ہونے کی صورت میں کفارے ۲۸۶ نہ دینا ہوں گے، بلکہ ایک ہی کفارہ کافی ہوگا اور حضرت ابن مسعودؓ کے قول کا تعلق گناہ کے ساتھ ہے۔ یعنی اس ایک قسم کو توڑنا ایسا ہے جیسا کہ ۲۸۶ قسمیں کسی نے توڑ دی ہوں۔

هذا يتعلق بالاثم و اما الكفارات ففيها تداخل۔

یعنی ہر آیت کو ایک مستقل قسم شمار کیا گیا ہے۔ یہ بات گناہ سے متعلق ہے۔ باقی رہا کفاروں کا مسئلہ تو ان میں تداخل ہے یعنی ایک ہی کفارہ کافی ہے۔ قانوناً ایک ہی قسم ٹوٹی ہے اور ایک قسم کا ایک ہی کفارہ ہوتا ہے۔ جیسے کوئی شخص تین بار کہے **والله لاادخل هذه الدار** اللہ کی قسم میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا اور پھر اس گھر میں داخل ہو کر حانث ہو جائے تو باوجود مکرر قسم کھانے کے ایک ہی کفارہ دینا پڑے گا۔ یہ تداخل فی الکفارات کا حکم اس وقت ہے جبکہ تکرار **فی القسم و الحلف قبل الحنث** (قسم توڑنا) پایا جائے۔ اگر ایک بار قسم کھانے کے بعد قسم توڑ کر حانث ہوا خواہ کفارہ دیا ہو یا نہ دیا اور پھر وہی قسم دوبارہ اٹھائی تو اب حانث ہونے کی صورت میں دوسرا کفارہ بھی لازم ہوگا اور **تداخل فی الکفارات** نہ ہوگا۔ اس روایت کے آخر میں یہ الفاظ بھی **فمن شاء صبر و من شاء فجر** یعنی جو چاہے صبر کرے اپنی قسم پوری کرے اور جو چاہے گناہ کا مرتکب ہو یعنی قسم توڑ دے۔ ان الفاظ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت میں صرف سورہ بقرہ کی قسم کو تعدد قسم پر جو محمول کیا گیا تو یہ گناہ کے اعتبار سے ہے، نہ کہ کفارات کے اعتبار سے۔

(۲) آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ سورہ بقرہ گھروں میں پڑھا کرو، گھروں میں شیطان نہ آئے گا۔

(۳) اور فرمایا **لا يستطيعها البطلة** یا تو مراد یہ ہے کہ ساحر و کاہن اس سورۃ بقرہ کو پڑھ نہیں سکتے، یا ذہیں کر سکتے یا مراد یہ ہے کہ ساحر اور کاہن اس سورۃ کے مقابلہ میں نہیں آ سکتے یعنی سورہ بقرہ پڑھنے کے بعد ساحر کا سحر بے اثر ہو جاتا ہے۔

(۴) صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسید ابن حضیر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے تو پاس باندھا ہوا گھوڑا بدکنے لگا۔ حضرت اسیدؓ کو فکر ہوا کہ کیا کیا جائے۔ جب گھوڑے کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ خاموش کھڑا رہا پھر جب پڑھنا شروع کیا تو پھر بدکنے لگا۔ کئی بار ایسا ہوا تو حضرت اسیدؓ کا بیٹا یحییٰ پاس سویا ہوا تھا۔ حضرت اسیدؓ کو خطرہ ہوا کہ گھوڑا کہیں اسے روند نہ ڈالے۔ جب گھر سے باہر نکلے تو ایک چراغاں کی کیفیت تھی اور روشنی والی چھت کا سائبان تھا جس کی وجہ سے گھوڑا بدک رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسیدؓ سے فرمایا کہ یہ فرشتے تھے جو سورہ بقرہ کی تلاوت کی وجہ سے نازل ہو رہے تھے۔ اگر تو صبح تک پڑھتا تو عجائبات کا مشاہدہ کرتا اور ان فرشتوں کو لوگ بھی دیکھ لیتے۔

(۵) حضرت فاروق اعظمؓ نے سورہ بقرہ ۱۲ سال میں سیکھی تھی۔ یہ حضرات طوطے کی طرح صرف رٹتے نہ تھے، بلکہ جمیع احکام کے ساتھ سیکھتے تھے۔ حضرت ابن عمرؓ نے ۸ سال میں سیکھی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ قرآن کے احکام سیکھنے کے لیے کتنا وقت صرف کرتے تھے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ:

''ذٰلِكَ'' اسم اشارہ بعید کے لیے ہے۔ قرآن کریم اگرچہ ہمارے ہاتھوں میں ہے، لیکن اس کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ یہاں علو مرتبت کی وجہ سے اسم اشارہ بعید کا استعمال کیا گیا یعنی اس کتاب کے اللہ کی طرف سے نازل ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ کتاب احکام شرعیہ کا ماخذ ہے۔ بنیادی طور پر احکام شرعیہ کے ماخذ چار چیزیں ہیں (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) الاجماع (۴) قیاس۔ بعض احکام کتاب اللہ سے ثابت ہوتے ہیں جیسے صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حرمت خنزیر۔ بعض احکام سنت سے ثابت ہوتے ہیں جیسے نماز جنازہ۔ اس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ آپؐ کے قول وفعل سے معلوم ہوا ہے۔ بعض احکام اجماع وقیاس سے معلوم ہوتے ہیں جیسے دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اور یہ حکم قرآن سے ثابت ہے، لیکن ملک یمین میں اگر دو بہنیں اکٹھی ہو جاتی ہیں تو ان کا جمع رکھنا ملک یمین میں بھی حرام ہے۔ جب تک ایک کو الگ نہ کرے تو دوسری سے نکاح یا مجامعت جائز نہیں تو یہ ملک یمین کی حرمت کو قیاس کیا مجتہدین امت نے حرمت نکاح پر اور اس پر اجماع بھی ہو گیا۔ ملک یمین کے مقاصد بہت ہوتے ہیں اور ملک نکاح کا مقصد مجامعت ہی ہے جو کہ سبب ہے نسل انسانی کی بقاء کا تو دونوں میں فرق معلوم ہو گیا۔ ملک یمین ہو اور مجامعت نہ ہو، یہ صورت ممکن ہے، لیکن نکاح میں مجامعت ضروری ہے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ:

ہدایت ہے متقین کے لیے' متقین سے کیا مراد ہے؟ بعض نے کہا کہ صرف متقین کے لیے ہدایت ہے اور غیر متقین کے لیے ہدایت نہیں ہے، حالانکہ متقین کو ہدایت مل چکی ہے؟ اصل میں اتقاء استغناء کے مقابل ہے۔ ایک شخص صحراؤں میں اور پہاڑوں میں چلتا ہے، اسے خطرہ ہے، ڈر ہے کہ ان تنگ وتاریک راستوں میں کہیں بھٹک نہ جاؤں تو نشانات وغیرہ کو دیکھ کر چلتا ہے اور وہ نکل جاتا ہے۔ ایک آدمی شتر بے مہار بن کر چلتا جا رہا ہے۔ کسی سے پوچھنے یا علامات وغیرہ دیکھنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتا۔ اسے کون راستہ بتلائے؟ وہ آپ کی آواز بھی نہ سنے گا تو اس کی ہدایت کے لیے سو قرآن کریم بھی ناکافی ہیں۔ کیونکہ وہ مستغنی ہے۔ اس کی مزید وضاحت سورۃ لیل میں ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝ (سورۃ لیل پارہ عم)

تو جس نے دیا اور پرہیزگار رہا اور تصدیق کی نیک بات کی تو ہم آسان کردیں گے اس کے لیے چلنا آسان راستہ پر، لیکن جس نے بخل کیا اور بے پروار ہا اور جھٹلایا نیک بات کو، سو ہم آسان کردیں گے اس کے لیے چلنا تنگی کے راستہ پر۔

یہاں چار چیزیں چار چیزوں کے مقابل ہیں۔(۱) اعطاء وانفاق بخل کے مقابلے میں (۲) اتقاء اور استغناء مد مقابل ہیں (۳) تصدیق بالحسنیٰ اور تکذیب بالحسنیٰ (۴) تیسیر یسر اور تیسیر عسر مقابل ہیں یہاں چونکہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کو استغناء کے مقابل ذکر فرمایا ہے تو معلوم ہوا کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ میں متقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو ہدایت سے مستغنی نہیں سمجھتے، بلکہ محتاج بن کر جگہ جگہ ہدایت کے متلاشی اور طالب ہوتے ہیں۔ اسی طرح سورۃ عبس میں بھی ارشاد ہے:

أَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَأَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝

تو جو بے پروائی کرتا ہے سو آپ اسی کے لیے توجہ کرتے ہیں۔

یہاں بھی استغناء کا ذکر فرمایا جس سے مراد بے پروائی ہے۔ اس سے پچھلی آیات میں ارشاد ہے لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ ۝ یعنی ہدایت متقی اور طالب کو ہوتی ہے مستغنی کو نہیں ہوتی تو "هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ" سے مراد وہ لوگ ہیں جو بے پروا اور مستغنی نہ ہوں۔

(۲)...... بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے متقین کے درجات کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

(۱) عوام کا تقویٰ کفر سے بچ کر اسلام کو اختیار کرنا (۲) خواص کا تقویٰ اوامر کو پورا کرنا اور نواہی سے بچنا (۳) اور اخص الخواص کا تقویٰ یہ ہے کہ مشتبہات سے بچیں۔ چنانچہ

وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوٓا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ؕ

اور لازم کردی ان پر بات پرہیزگاری کی اور تھے وہ زیادہ حق دار اس کے اور اس کے سزاوار۔ (سورۃ فتح/۲۶)

یہاں تقویٰ کی پہلی قسم مراد ہے۔

(۲) وَلَوْ أَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ

اور اگر وہ ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو البتہ ثواب اللہ کے ہاں کا بہت بہتر تھا۔ (سورۃ بقرہ/۱۰۳)

یہاں تقویٰ کی دوسری قسم مراد ہے۔

(۳) يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران ۱۰۲)

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے جیسا حق ہے اللہ سے ڈرنے کا اور ہر گز نہ مرنا، مگر اس حال میں کہ تم سچے مسلمان ہو۔

اس آیت میں تقویٰ کی تیسری قسم مراد ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ الحلال بين و الحرام بين و بينهما امور مشتبهة فمن ترک ما شبه عليه من الاثم كان لما استبان له اترک و من اجتراء على مايشک فيه من الاثم او شک ان يواقع ما استبان و المعاصى حمى الله من يرتع حول الحمى يوشک ان يواقعهO (بخاری ج۱/۲۷۵)

حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیاں کچھ مشتبہ امور ہیں (یعنی ان کے ارتکاب سے گناہ گار بننے میں شبہ ہے) پس جو شخص اس کام سے بچے گا جس کے ارتکاب سے گناہ گار ہونے کا شبہ ہے تو جو کام یقیناً اور واضح گناہ ہیں ان سے وہ بطریق اولیٰ بچے گا اور جو شخص ان کاموں پر جری ہوگا جن کے کرنے میں گناہ کا اندیشہ ہے تو ممکن ہے جو واضح طور پر گناہ کے کام ہیں، ان کا بھی ارتکاب کر بیٹھے اور گناہ اللہ تعالیٰ کی چراگاہیں ہیں اور جو چراگاہ کے اردگرد جانور چراتا ہے، قریب ہے کہ وہ جانور چراگاہ کے اندر چلا جائے (یعنی گناہ کے قریب پھٹکنے سے انسان گناہ میں مبتلا ہو سکتا ہے) اس حدیث میں بھی تقویٰ کی تیسری قسم مراد ہے۔

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ:

جو ایمان لاتے ہیں غیب پر۔

بعض ایسے امور ہوتے ہیں جو حواس سے ظاہر نہیں ہوتے جیسے ملائکہ اور قیامت کا دن اور صفات باری تعالیٰ۔ ایسے امور غیبیہ پر ایمان لانے کا ذکر ہے یعنی دل سے ان کی تصدیق کرنے کا نام ایمان ہے، بن دیکھے صرف وحی پر اعتماد کرتے ہوئے ان امور پر ایمان لایا جائے تو ایسے ایمان والا مسلمان ہے۔

حضرت فاروق اعظمؓ سے روایت ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے پوچھا کہ بہتر ایمان والا شخص کون ہے؟ تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ فرشتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتوں کے ایمان سے کوئی مانع اور رکاوٹ موجود نہیں ہے۔ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہے۔ وہ غیب کی باتیں دیکھتے ہیں تو ان کے ایمان میں کیا رکاوٹ ہے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ بہتر ایمان والے انبیاء علیہم السلام ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی تو اللہ تعالیٰ کے رسول ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں سے ان کو ممتاز فرمایا ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے عرض کی کہ بہتر ایمان والے صحابہ کرام ہیں جنہوں نے اپنا سب کچھ اسلام پر قربان فرمایا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صحابہ کا ایمان کوئی تعجب کی بات نہیں، کیونکہ انہوں نے طرح طرح کے معجزے اپنی آنکھوں سے دیکھے تو پھر ایمان کیوں نہ لاتے؟ حضرت فاروق اعظمؓ نے

عرض کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ ہی فرمایئے کہ بہتر ایمان والے کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہترین ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے ہیں، بلکہ **الذین ھم فی اصلاب آبائھم** وہ اپنے آباؤ اجداد کے اصلاب میں موجود ہیں۔ معلوم ہوا کہ ایمان بالغیب ہی اصل ایمان ہے، نہ کہ ایمان بالمشاہدات۔ کیونکہ ایمان بالمشاہدات تو ہوتا ہی ہے۔ یاد رکھیے کہ صحابہ کرامؓ کی فضیلت علی الاطلاق ہے۔ ایک مولوی صاحب جلالین پڑھا رہے تھے تو آیت **و رضوان من اللہ اکبر** کا ترجمہ یہ کیا کہ رضوان جنت کا داروغہ ہے اور رضوان اللہ کا بڑا کیا ہوا ہے پھر لوگوں سے کہا کہ یہ جزوی فضیلت ہے لہٰذا سوال نہ کرنا۔ اس طرح کی باتیں جہلاء کرتے ہیں۔ ترجمہ ہی غلط کیا تو تشریح کیا خاک کریں گے۔

وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ

اور قائم رکھتے ہیں نماز کو۔

صلوٰۃ اور اقامت صلوٰۃ میں فرق:

ایک صلوٰۃ ہے اور ایک اقامت صلوٰۃ۔ صلوٰۃ کا معنی نماز پڑھنا اور اقامت صلوٰۃ کا معنی نماز کو قائم رکھنا۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ **اتمام الصلوٰۃ اتمام الرکوع و السجود و القعود و الخشوع والا قبال علیھا** یعنی اقامت صلوٰۃ و تکمیل صلوٰۃ رکوع سجدہ قعدہ ٹھیک ٹھیک کرنے، خشوع اور دھیان سے ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ صفوں کی درستگی اقامت صلواۃ میں سے ہے (۲) حضرت ابو قتادہؓ نے یہ تفسیر فرمائی ہے کہ

اقامة الصلواة المحافظة عليها و على مواقيتها وو ضوئها و ركوعها و سجودهاo

اقامت صلواۃ سے مراد نماز کی حفاظت اور نماز کے وقتوں، وضوء، رکوع، سجود ان سب کی حفاظت ہے۔

اسی لیے قرآن مجید میں ہر جگہ اقامت صلواۃ کا حکم وارد ہوا ہے، صلوٰۃ کا نہیں ہے۔ صرف ایک جگہ صلوٰۃ کا ذکر، صلوٰۃ خوف کے بیان کے ضمن میں ہے۔ **فلیصلوا معک** اور ظاہر ہے کہ خوف کے دوران تو نماز پڑھنا مطلوب ہے۔ اگر جنگ میں لمبے لمبے ارکان ہوں تو حال خراب ہو جائے گا۔ اس لیے یہاں اقامت صلوٰۃ نہیں۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ

اور اس میں سے جو ہم نے ان کو دیا خرچ کرتے ہیں۔

انفاق کی اشکال سبعۃ:

یہ انفاق بظاہر سات قسموں پر (مشتمل علی سبعۃ اصناف) مشتمل ہے۔ (۱) فرض زکواۃ کو ادا کرنا (اداء الزکواۃ المفروضۃ) (۲) صدقہ فطر (۳) **الصدقۃ النافلۃ علی الیتامیٰ و المساکین و الضیوف** یعنی وہ نفلی

صدقات جو یتیموں مسکینوں اور مہمانوں پر صدقہ کئے جاتے ہیں۔(۴) **الوقف للمساجد ولا بناء السبیل وللمرضی و المدارس و الخانات** یعنی وقف برائے مساجد، مسافروں کے لیے سرائے، بیماروں کے لیے ہسپتال، مدارس اور مسافر خانوں اور مہمان خانوں کے لیے جائیداد وقف کرنا۔(۵) **الانفاق فی مصارف الحج** یعنی حج پر مال خرچ کرنا کیونکہ حج مرکب ہے عبادت بدنیہ اور مالیہ سے (۶) والجہاد یعنی جہاد میں مال خرچ کرنا بھی اس میں شامل ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے **من جهز غازیاً فله اجر مثله** یعنی جس شخص نے کسی غازی کو سامان فراہم کیا، اس کو غازی و مجاہد جتنا اجر ملے گا۔(۷) **الانفاقات الواجبة علی الزوجة والاولاد الخ** صدقات واجبہ جیسے بیوی بچوں پر خرچ کرنا۔ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ میں ارشاد ہے کہ **من تبعیضیه** ہے یہ بڑے کام کی بات ہے، ورنہ سارا مال دینا پڑتا۔ حدیث میں ہے **خیر الصدقة عن ظهرا الغناء** یعنی غنی شخص کا صدقہ کرنا بہترین صدقہ ہے اور غنی آدمی اس وقت ہوتا ہے جب اس کے پاس مال ہو۔ معلوم ہوا کہ سارا مال خرچ کرنا مقصود نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (سورۃ بقرہ/۲۱۹)

اور پوچھتے ہیں آپ سے کہ کیا خرچ کریں (راہ خدا میں) کہہ دیجیے جو زائد ہو۔

معلوم ہوا سارا مال مراد نہیں ہے۔ یہی اچھا صدقہ ہے۔ ہاں دل مضبوط ہے ایمان قوی ہے تو اور بات ہے۔ جیسے صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کا غزوہ تبوک میں انفاق۔ اِس غزوے میں حضرت فاروق اعظمؓ اپنا آدھا مال اور صدیق اکبرؓ سارا مال اٹھا لائے تھے۔

اس آیت میں **تحریص علی الانفاق** (خرچ کرنے پر برانگیختہ کرنا) ہے کہ یہ خرچ کرنا کون سی بڑی بات ہے۔ مال تو ہمارا ہے۔ ہم نے تمہیں دیا ہے۔ تم میرا دیا ہوا مال خرچ نہیں کر سکتے۔ اگر مال اپنا ہوتا تو بات کوئی اور ہوتی اور اس آیت سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ من تبعیضیہ ہے اور جس مال کا خرچ کرنا مقصود ہے وہ مال حلال ہو، حرام نہ ہو۔ یعنی ہم نے جو رزق حلال اور مال حلال تمہیں دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے رہو۔ چنانچہ جامع ترمذی میں پہلی حدیث حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے:

لاتقبل صلوٰۃ بغیر طهور ولا صدقة من غلول

یعنی بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں اور چوری کے مال میں سے صدقہ قبول نہیں۔

اصطلاحی طور پر اگر چہ غلول خاص مال غنیمت میں سے چوری کو کہتے ہیں، لیکن یہاں حدیث میں مطلق حرام مال مراد ہے۔

کیا حرام رزق ہے؟

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل سنت والجماعت کے ہاں جو ضابطہ ہے کہ ''الحلال رزق والحرام رزق'' حلال

بھی رزق ہے اور حرام بھی رزق ہے۔ یہی درست ہے بخلاف معتزلہ کے کہ ان کے ہاں حرام رزق نہیں ہے اور رزق کی تعریف کرتے ہیں مملوک یا کلہ المالک یعنی رزق سے مراد وہ مملوک چیز ہے جسے مالک کھا لے۔ اس ضابطہ کی رُو سے تمام جانور چوپائے حرام کھاتے ہیں۔ اسی طرح عمر بھر حرام کھانے والوں کو گویا اللہ تعالیٰ نے رزق ہی نہیں دیا۔ حالانکہ ظہور معتزلہ سے قبل حرام کے رزق ہونے پر امت کا اجماع تھا۔

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان شرط ہے **بکل ما انزل الله سواء کان علی النبی صلی الله علیه وسلم اَو علی من کان قبلکم** (تمام ان باتوں پر جو اللہ تعالیٰ نے اتاردیں خواہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یا آپ سے قبل دیگر انبیاء علیہم السلام پر، تورات اور انجیل غیر محرف پر بھی ایمان لانا فرض ہے۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝

اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ اس دن اعمال کا محاسبہ ہوگا۔

اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

آئین میں مسلمان کی تعریف:

یہ آئین جب ہم بنا رہے تھے تو ہم نے ایک دستوری کمیٹی سے پہلے چند اصول بنانے تھے۔ اب اس میں مسلمان کی تعریف پوچھنا چاہتے تھے۔ جے۔ اے۔ رحیم غصہ میں آ گیا اور کہا کہ مجھے کیا کہتے ہو۔ ان کے نزدیک خود کو مسلمان کہنا مسلمان ہونے کے لیے کافی ہے یعنی مسلمان وہ ہے جو خود کو مسلمان کہتا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ

اور نہ کہو اس سے جو پیش کرے تم پر سلام کہ تو مومن نہیں۔ (سورۃ نساء/۹۴)

یہ شروع اسلام کے زمانے میں تھا۔ جب کسی کے کفر و ایمان کا پتا نہ تھا۔ اب اگر واضح ہو تو پھر کیا کریں۔ جے۔ اے رحیم نے پھر کہا کہ مسلمان کی تعریف کیسے کرو گے۔ میں نے کہا کہ قرآن سے کریں گے؟ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے کرو۔ میں نے یہ آیت پڑھ دی کہ

وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ الخ ایمان بالغیب، توحید، اقامۃ الصلوٰۃ، ایتاء الزکواۃ

تو یہ اعمال ضروریات دین میں سے ہیں۔ اُس نے کہا کہ ختم نبوت کا ذکر تو نہیں آیا۔ میں نے کہا کہ ہے۔

وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ۚ تو ہے، من بعدک نہیں کہا ہے۔ تو مِنْ قَبْلِکَ ۚ سے تمام انبیاء مراد ہیں اور اگر آپ کے بعد بھی نبی ہوتا تو پھر من بعدک بھی ہوتا۔ اب ان کے پاس علم تو تھا نہیں کہ میں اس کو ایک ناقابل شکست برہان پیش کرتا۔ بس ان کو ساکت کر دیا۔

چار باتیں ایمان ہیں:

اب چار باتوں پر ایمان ہے۔(۱) ایمان باللہ وحدہ، (۲) ایمان بہ ختم النبوۃ (۳) ایمان بالاخرۃ (۴) ایمان بضروریات الدین۔ اب بھی آئین میں درج ہے۔ یہ مسئلہ مرزائیت کے متعلق اقلیت قرار دیے جانے کے فیصلے سے قبل تھا۔ بعد میں اسے بالکل واضح کر دیا گیا۔

پاکستان میں سات اقلیتیں بشمول مرزائی:

ہمارے آئین میں جن اقلیتوں کا ذکر ہے۔ ان کی چھ صنفیں تھیں۔ ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی، بدھ مت، اور شیڈول کاسٹ (چوڑھے)۔ ان کو سیٹیں ملی تھیں۔ اب تو قومی اسمبلی میں مرزائیوں کی سیٹ بھی ہے۔ سندھ اور فرنٹیر میں ایک ایک مرزائی موجود بھی ہے۔ ایک پنجاب میں ہے۔ یہ سیٹ کس کو ملے تو ہم نے کہا کہ ایک اور ملا دیں کہا جو خود کو احمدی لکھیں تو ہم نے کہا نہیں یہ احمدی نہیں ہیں۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (سورۃ الصف/۶)

اور میں (عیسیٰ) خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں گے، ان کا نام احمد ہوگا۔

مرزائی اپنے جعلی نبی کو من بعد اسمہ' احمد کا مصداق کہتے تھے۔ اس لیے ہم نے بریکٹ بھی منظور نہیں کی۔ ہم نے کہا کہ مرزائی لکھو اور بریکٹ میں قادیانی اور لاہوری لکھو۔ وزیر قانون نے کہا کہ کیا وہ خود کو مرزائی کہتے ہیں۔ انگریزی میں فالور آف مرزا (follower of Mirza) لکھا اور پہلے یہ کہا کہ مرزا غلام قادیانی کے پیرو کار لکھ دیں۔ پھر کہا کہ آئین میں نام نہیں ہوتا، حالانکہ دیباچہ میں محمد علی جناح کا نام موجود ہے۔ ہمارے ذکر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئین میں موجود ہے۔ انہوں نے نہیں مانا۔ وزیر قانون نے کہا ہے کہ پاک دستور میں ایک منحوس کا نام نہ لکھیں۔ میں نے کہا کہ قرآن مجید میں فرعون و ابلیس کا ذکر بھی ہے۔ یہ میرے جذبات سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ پھر اپوزیشن کے لوگ مجھ سے جدا ہو گئے۔ کہا کہ تم کیا کرتے ہو۔ میں نے کہا کہ تم احمدی کو دستور کا حصہ نہیں بنا سکتے تھے۔ بریکٹ میں لکھا ہوا دستور کا حصہ نہیں ہوتا۔ وزیر قانون نے کہا کہ یہ لکھ دو کہ ''جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں'' تو میں نے صاف صاف کہہ دیا اپنے ساتھیوں سے بھی کہا کہ ان کا نام بریکٹ کے بغیر قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ لکھ دیں اور ''جو احمدی کہلاتے ہیں'' بریکٹ میں آ جائے تو یہ بات لکھی گئی۔ قادیانی گروپ ساتواں ہو گیا اور پھر اقلیتوں میں شامل ہو کر ایک شخص اسمبلی میں آ گیا اور یہ بحث سے خارج ہو گئے اور کافر ہونے پر عملی دلیل قائم ہو گئی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الآیہ

وہ لوگ جو کفر کر چکے ہیں برابر ہے کہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں۔ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے۔ ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

یہاں سے کفار کے دو فرقے مشرک یعنی کھلم کھلا کفر کرنیوالا اور منافق کے حالات اور ان کی تنقیح بیان کی جاتی ہے۔ پہلا فرقہ مجاہر کافروں (کھلے کافروں) کا ہے۔ یہ دو آیات جو ابھی پڑھی گئیں، یہ ان کے متعلق ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ بتانا چاہتے ہیں کہ ان دو فرقوں کا کفر پر رہنا اور ایمان نہ لانا اس لیے نہیں ہے کہ قرآن کی ہدایت میں کچھ کمی ہے۔ ہدایت میں قرآن کامل کتاب ہے۔ اس میں کوئی کمی نہیں ہے، بلکہ ان لوگوں کی فطرت ہی فاسد ہے۔ فاعل کے فعل میں کوئی فرق نہیں، منفعل کے انفعال (حصول ہدایت کی صلاحیت) میں فرق ہے۔ منفعل کے انفعال میں کوتاہی ہے۔ ان میں انفعال کا مادہ نہیں۔ فطرت اگر غیر سلیمہ ہے تو جو لوگ کفر کرتے ہیں۔ برابر ہے انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں لَا يُؤْمِنُوْنَ یہ اسی طرح مر جائیں گے۔ موت ان کے کفر کو قطعی بنا دیتی ہے۔

یہاں پر ان الذین کفروا سے تمام کفار مراد نہیں ہیں۔ اس لیے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ کفار اسلام لاتے ہیں۔ عہد نبوی میں بھی بہت سے لوگ مسلمان ہوئے، اس آیت کے نزول کے بعد بھی، تو یہاں پر الذین موصول معرفہ ہے اور اس سے معہود کفار (خاص قسم کے کافر) مراد ہیں۔ اس لیے شیخ ابوالحسن اشعری کا مذہب یہ ہے کہ جب تک کافر کا خاتمہ کفر پر نہ ہو، اسے کافر نہ کہا جائے۔ گویا خاتمہ علی الکفر سے کفر متحقق ہوگیا۔ اس لیے کہ نزع کے وقت قبل الغرغرہ ایمان معتبر نہیں ہے۔ کیونکہ غرغرہ کی حالت میں ایمان بالشہادۃ ہوتا ہے۔ مرنے والا فرشتوں کو دیکھتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ نیک عمل شخص کے پاس ریشمی اور خوشبودار لباس والے فرشتے آتے ہیں۔ وہ قبل اخراج الروح فرشتوں کو دیکھتا ہے۔ اگر جہنمی ہے تو فرشتے غلیظ کپڑے لاتے ہیں، جب دیکھ لیتا ہے تو ایمان بالغیب نہ رہا، ایمان علی الشہادہ ہوگیا۔ اس یقین کا فائدہ نہیں ہے، اس حالت سے قبل ایمان لانا ہے تو ایمان معتبر ہے، ورنہ مرتے وقت تو فرعون بھی ایمان لے آیا تھا۔ اس وقت کا ایمان معتبر نہیں ہے۔

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۝

یہاں تک کہ جب وہ (فرعون) ڈوبنے لگا تو بولا میں نے یقین کر لیا کہ نہیں کوئی معبود سوائے اس ذات کے جس پر ایمان لائے بنی اسرائیل اور میں فرمانبرداروں میں ہوں۔ (یونس/۹۰)

اس وقت فرعون حالت غرغرہ میں ایمان لایا تھا جو معتبر نہیں۔ یہ جمہور کا مذہب ہے۔ اگرچہ بعض نے اس کے برعکس بھی کہا ہے۔ جیسے شیخ اکبر شیخ ابن عربی نے فتوحات میں اس پر دلائل دیئے ہیں۔ شیخ اکبر کے نزدیک فرعون مومن تھا۔

اللہ نے اس کے ایمان کا تذکرہ کیا ہے۔ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ اس آیت میں یہ مفہوم موجود ہے کہ وہ

مومن نہیں۔ پہلے جب اختیار تھا تو ایمان نہ لایا۔ ایمان فعل اختیاری ہے۔ انسان مکلّف ہے فعل اختیاری پر۔ جب ایمان اضطراری بن جاتا ہے تو کچھ نہیں ہوتا۔

فرعون مومن نہیں تھا:

اس لیے کہ فرعون کا ایمان ایمان اضطراری ہے۔ اس کے بعد یہ بھی فرمایا:

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً

سو آج ہم نجات دیں گے تیرے بدن کو تاکہ تو ہو ان کے لیے جو تیرے پیچھے آنے والے ہیں عبرت۔ (سورۃ یونس/۹۲)

تو اگر مومن ہوتا تو اللہ پاک یہ نہ فرماتے۔ یہ بھی قرینہ ہے کہ اس کا ایمان عند اللہ قبول نہیں ہے۔ ایک اور مقام پر فرعون کے بارے میں آتا ہے۔

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ

وہ (فرعون) پیشرو ہوگا اپنی قوم کا قیامت کے دن پس جا داخل کرے گا انہیں دوزخ میں اور وہ بہت ہی برا گھاٹ ہے جس پر وہ وارد ہوں گے۔ (سورۃ ھود/۹۸)

بھلا یہ باتیں مومن کے متعلق کہی جاسکتی ہیں۔ یہ مسئلہ اختلافی نہیں ہے۔

مسئلہ اختلافی یہ ہے کہ موت سے پہلے کافر کو کافر کہا جائے یا نہ کہا جائے۔ شیخ ابوالحسن اشعری کے نزدیک کوئی کافر نہیں ہے، یہ اس کا نام ہے۔

خواتیم کا مسئلہ

اس میں شیخ ماتریدی کا اختلاف ہے۔ ان کے نزدیک کسی کے خاتمہ کا علم نہیں ہے تو کیا کسی کو کافر نہ کہنا چاہیے۔ جو لوگ کفر کرتے ہیں وہ کافر ہیں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو لوگ آپ کے مقابل تھے۔ آپ کے قتل کے درپے تھے۔ ایذاء دیتے تھے۔ مکہ سے نکالنے والے تھے۔ آپ کے ساتھ دست بدست لڑنے والے تھے۔ قرآن نے ان کو بالجہر (علانیہ) کافر کہا ہے۔ اگرچہ بہت سے مسلمان بھی ہوئے۔ ابوسفیان غزوہ احد میں مشرکین مکہ کی فوج کا سالار تھا اور حضرت خالد بن الولید کی وجہ سے مسلمانوں کو نقصان بھی پہنچا۔ وہ پیچھے سے کفار کا دستہ لے کر حملہ آور ہوئے تھے، لیکن مسلمان ہو کر سیف اللہ کا خطاب پایا۔ کسی کے خاتمہ کا علم نہیں ہے۔ وہ تو زندگی میں اسلام لے آئے۔

لَا یُؤْمِنُوْنَ ہیں تو پھر انذار کا فائدہ کیا ہے:

اشکال۔ عام مفسرین نے اس شبہ کا ذکر کیا ہے کہ جب ایمان نہیں لائے اور یہ فیصلہ شدہ بات ہے جیسے ابو لہب وابوجہل وغیرہ مخصوص افراد تو پھران کے انذار سے فائدہ کیا ہے؟

یہاں سواء علیہم، ان پر برابر ہے۔ آپ پر برابر نہیں ہے۔ علیک نہیں کہا تو آپ نے انذار کر کے اس کے باوجود اپنے درجات بلند فرمائے۔ یہ تو اللہ کا فیصلہ ہے کہ ان کا انجام عدم ایمان ہے، لیکن ہمارا کام تو تبلیغ ہے۔ اس کی وجہ بیان فرمائی کہ ان کی فطرت کیوں مسخ ہے کہ کیوں اسلام نہیں لاتے۔ ان کے بھی دل ہیں۔ قرآن کی آیات سنتے ہیں۔ یہ وجہ بیان فرمائی:

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۝ (بقرہ/۷)

مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے لیے عذاب ہے بہت بڑا۔

قلب گوشت کا ایک مضغہ (ٹکڑا) ہے اس میں اللہ تعالی نے ادراک کی قوت رکھی ہے **مدرک عند الشرع قلب** ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا

ان کے دل ہیں کہ وہ ان سے (حق کو) سمجھتے نہیں۔ (سورۃ اعراف/۱۷۹)

دوسری جگہ ارشاد ہے **ولم تؤمن قلوبهم** ان کے دل ابھی مومن نہیں ہوئے۔ تو محل جازم قلب ہے۔ چنانچہ بخاری میں روایت ہے:

ان فی الجسد لمضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الاوهی القلب ٥

بیشک جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا جسم درست رہتا ہے اور جب وہ ناکارہ ہوجاتا ہے تو سارا جسم ناکارہ ہوجاتا ہے۔ سن لو کہ وہ (لوتھڑا) دل ہے۔

قلب درست رہے تو ہاتھ پاؤں ناک کان بھی درست کام کرتے ہیں، ورنہ تمام فاسد ہوجاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ محل ایمان قلب ہے۔

قلب کی تعریف:

قلب انسان میں ایک لطیفہ ربانی ہے۔ انسان میں دس لطائف ہیں۔ پانچ عالم امر سے اور پانچ عالم خلق سے متعلق ہیں۔ قلب عالم امر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے۔ اسے نفس اور روح بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن

کریم میں اس لطیفہ کو مختلف الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے:

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ ﴿۳۷﴾ (سورۃ ق/۳۷)

بیشک اس (کتاب) میں نصیحت ہے اس کے لیے جسے حاصل ہے دل یا وہ لگاتا ہے کان حضور قلب سے۔

لیکن اگر لطیفہ قلب مرا ہوا ہو تو وہ کیا ادراک کرے گا؟ کیا ذکر حاصل کرے گا؟ اسی طرح ارشاد ہے فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿۸﴾ پس اس کو بتا دی اس کی نافرمانی اور اس کی پرہیزگاری۔ فجور اور تقویٰ کا الہام بھی نفس ہی کو ہوتا ہے۔

اشکالات مع جوابات:

یہاں دو ترکیبیں ہیں۔ (۱) ایک ہے کہ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ معطوف علیہ ہو اور وَعَلٰى سَمْعِهِمْ معطوف ہو یہ تمام لوازمات سے مل کر جملہ معطوف علیہ ہو اور وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ایک جملہ ہو اس کا عطف پہلے جملے پر ہوگا۔ یہ از قبیل عطف جملہ علی الجملہ ہوگا۔ اس صورت میں قلب بھی مختوم ہے اور سمع بھی مختوم ہے جبکہ بصارت پر غشاوہ ہے۔ (۲) دوسری ترکیب یہ ہے کہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ایک جملہ ہو اور وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ دوسرا جملہ ہو۔ غشاوۃ مبتداء موخر ہو اور وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ معطوف معطوف علیہ خبر مقدم ہو۔ اس صورت میں قلب مختوم ہوگا اور سمع و بصارت پر غشاوہ ہوگا۔ ترکیبیں تو دونوں جائز ہیں کیونکہ کوئی لفظی یا معنوی رکاوٹ نہیں ہے، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ دونوں میں سے افضل ترکیب کون سی ہے؟ ''القرآن یفسر بعضه بعضا'' قرآن کریم کے بعض حصے بعض دوسرے حصوں کی تفسیر کرتے ہیں کے اصول کے مطابق قرآن کریم میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک اور جگہ ختم کی نسبت بغیر کسی دیگر وجہ کے سمع اور قلب دونوں کی طرف ہوئی ہے چنانچہ ارشاد ہے:

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ (سورۃ جاثیہ/۲۳)

پس کیا آپ نے دیکھا اس کو جس نے ٹھہرا لیا اپنا معبود اپنی خواہش نفس کو اور گمراہ کر دیا اسے اللہ نے، جانتے ہوئے اور مہر کر دی اس کے کان اور اس کے دل پر اور ڈال دیا اس کی آنکھ پر پردہ۔ پس کون ہدایت کرے اس کو بعد اللہ کے۔ پس کیا تم غور نہیں کرتے؟

یہاں ترکیب اول ثابت ہوئی اور سمع کو قلب سے پہلے ذکر کیا، لہٰذا معلوم ہوا کہ سمع پر مہر لگی ہوئی ہے اور غشاوہ نہیں ہے، بلکہ غشاوہ فقط ابصار پر۔ (۲) دوسرا اشکال یہاں یہ ہے کہ یہ فرق کیوں رکھا گیا کہ سمع اور قلب پر تو ختم ہے اور ابصار پر غشاوہ ہے، ایسا کیوں نہیں ہے کہ تینوں پر یا تو ختم ہو یا غشاوہ ہو؟

جواب: وجہ یہ ہے کہ قلب ادراک کرتا ہے بواسطہ (۱) حس سلیم (۲) یا خبر صادق (۳) یا عقل کے۔ قلب اگر کسی بات کا یقین کرتا ہے تو ان تینوں کے ذریعہ کرتا ہے تو یہ تین سبب ہوئے۔

حقیقت سمع:

سمع کیا ہے؟ یہ ایک پردہ ہے کان میں کہ باہر سے جب ہوا متکیف ہوتی ہے صوت سے تو اس سے ٹکرا کر آواز سنائی دیتی ہے۔ اگر پردہ درست ہو تو اندر سے اس میں احساس ہو جاتا ہے۔ گویا سمع میں کام اندر سے ہوتا ہے باہر سے چیزیں لگتی ہیں تو اندر احساس ہوتا ہے۔

حقیقت بصر:

بصر کیا ہے؟ آنکھ سے ایک شعاع نکلتی ہے اور مرئیات پر لگتی ہے۔ گویا روشنی اندر سے باہر کی طرف آتی ہے اور باہر کی چیزیں اپنی اصلی حالت پر قائم ہیں تو گویا بصر میں اندر سے اخراج شیئ ہوتا ہے اور سمع و قلب میں ادخال شئ ہوتا ہے یعنی

القلب و السمع یقبلان الاثر من الداخل و البصر یقبل الا ثر من الخارج ٥

یعنی دل اور کان اندر داخل ہونے والی شے سے اثر لیتے ہیں اور آنکھ باہر سے اثر لیتی ہے تو جہاں باہر سے اندر چیزیں جاتی ہیں۔ وہاں اس کے روکنے کے لیے ختم اور مہر استعمال ہوتی ہے۔ آپ نے خط لکھا، مہر لگا کر بند کر دیا۔ اگر کوئی اضافہ کرے گا تو اضافہ تصور ہوگا جیسے کتب فقہ میں باب خط القاضی الی القاضی میں ہے۔ اندر کی چیزوں کو باہر جانے سے روکنے کے لیے پردہ اور غشاوہ استعمال ہوتا ہے۔

الغشاوۃ لمنع الاخراج و الختم لمنع الا دخال ٥

ختم باہر سے چیزیں داخل ہونے سے روکنے کے لیے استعمال ہوتی ہے، لہٰذا سمع اور قلب کے لیے ختم کا اور بصر کے لیے غشاوہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اسی طرح سمع اور قلب کا ادراک من جمیع الجہات ہے تو اس کے لیے لفظ ''ختم'' استعمال کیا گیا جو کہ امتناع عن جمیع الجہات کے لیے وضع ہے اور بصر کا ادراک چونکہ جہت واحدہ سے ہے، لہٰذا اس کے لیے لفظ ''غشاوہ'' استعمال کیا گیا جو کہ امتناع عن جہت واحدہ کے لیے وضع ہے۔

(۳) تیسرا اشکال یہ ہے کہ سمع مفرد ہے اور ابصار جمع ہے۔ قلوب پر تو کوئی اعتراض نہیں ہے البتہ سوال یہ ہے کہ ''سمع'' مفرد اور ''ابصار'' جمع ہے قانون یہ ہے کہ

الجمع المضاف الی الجمع یقتضی تقسیم الاحاد علی الاحاد ٥

جمع جب جمع کی طرف مضاف ہو تو یہ اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ احاد کی تقسیم آحاد پر ہو جیسے...... **رکبوا دوا بهم و لبسوا ثیا بهم**

یعنی وہ سب لوگ اپنی سواریوں پر سوار ہو گئے اور انہوں نے اپنے کپڑے پہن لیے۔ دواب جمع مضاف ہے، ھم ضمیر جمع کی طرف اور ثیاب جمع مضاف ہے، ہم ضمیر جمع کی طرف یعنی ہر شخص اپنی سواری پر سوار ہوا اور ہر شخص نے اپنے کپڑے پہن لیے۔ سمع فی الواقع مفرد ہے اسی طرح قلب بھی جمع ہوتے ہوئے مفرد ہے اور ابصار بھی جمع کے ہوتے ہوئے مفرد ہے باعتبار تقسیم الاحاد علی الاحاد کے۔ جیسے شرح عقائد میں ہے مرافق اور کعبین کے متعلق بھی یہی سوال تھا اور یہی جواب ہے کہ مرافق سے مراد ہر شخص کی کہنیاں اور ''کعبین'' سے ہر شخص کے ٹخنے مراد ہیں، لیکن پھر بھی یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ ہر شخص کے دو کان اور دو آنکھیں ہوتی ہیں تو پھر سمع کو مفرد اور ابصار کو جمع لانے کی کیا وجہ ہے؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ سمع ایک پردہ ہے جو کان کے سوراخ میں بچھا ہوا ہے۔ ہوا کے ساتھ اصوات ٹکرانے سے اس کو احساس ہوتا ہے یعنی کان میں ایک ہی پردہ ہے اور قوت بینائی کے مختلف طبقات ہوتے ہیں۔ آنکھ میں الگ الگ پردے ہیں۔ یہ شئی واحد نہیں ہے بلکہ قوٰی کثیرہ ہیں:

فبالنظر الی کثرة القویٰ جمع الابصار و بالنظر الی الشئی الواحد افرد السمع ٥

یعنی بصارت میں پردوں کی کثرت کی وجہ سے ابصار کو جمع لایا گیا ہے اور کان میں ایک پردہ ہونے کی وجہ سے سمع کو مفرد لایا گیا۔

(۴)...... خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ط جملہ فعلیہ ہے اور وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ جملہ اسمیہ ہے، جملہ فعلیہ حدوث پر دال ہوتا ہے کہ ابھی کیا ہے پہلے نہیں تھا اور جملہ فعلیہ میں دوام واستمرار نہیں ہوتا۔ اور جملہ اسمیہ دال ہوتا ہے دوام واستمرار پر۔ جملہ فعلیہ میں حدوث ہے اور جملہ اسمیہ میں دوام واستمرار ہے تو یہ فرق کیوں ہے؟ بظاہر اس کی وجہ یہ ہے واللہ اعلم کہ مہر لگانا دل پر جیسے میں نے کہا تھا کہ کوئی چیز باہر سے اندر نہ چلی جائے تو اس سے معلوم ہوا کہ یہاں علت ادراکیہ موجود ہے اور ختم سے علت ادراکیہ کو منع نہیں کیا کہ ان میں پوری استعداد ہے، لیکن باہر سے مہر لگا دی یعنی علت ہے، لیکن اس کی تاثیر کو بند کر دیا موثر نہیں رہی۔ فقط یہ وجہ اس کی ختم ہے جو مانع ہو گئی۔

المانع لتاثیر العلة موخر عن العلة ٥

تاثیر علت میں جو رکاوٹ ہوتا ہے، وہ علت سے مؤخر ہوتا ہے تو گویا جملہ فعلیہ جو دال علی الحدوث ہے سے اشارہ کر دیا کہ ختم اور مہر لگانا مؤخر ہے استعداد سمعی وقلبی سے اور غشاوۃ آنکھ کی شعاع کو روکتا ہے باہر آنے سے تو پردہ ڈال کر شعاع کے نکلنے کو بند کر دیا۔ غشاوۃ مانع عن العلت ہے، مانع عن التاثیر نہیں ہے۔ گویا علت پیدا ہی نہیں ہوئی۔ یہاں عدم اصلی ہے۔ اس لیے یہاں حدث نہیں ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ ابھی نہیں ہوا ہے یا نہیں کیا، بلکہ ہے ہی نہیں۔

(۵)...... پانچواں اشکال یہ ہے کہ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ میں جملہ اسمیہ کا جو فائدہ بیان ہوا تو یہ

ضابطہ ٹوٹ جاتا ہے سورہ جاثیہ والی آیت سے جس میں ارشاد ہے "وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً" اس آیت میں غشاوہ کو بھی جملہ فعلیہ ہی میں ذکر کیا گیا تو دوام استمرار والا فائدہ نہ رہا؟

جواب اس کا یہ ہے کہ افعال قلوب مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں لہٰذا افعال قلوب کے لیے مفعول اول مبتدا اور خبر مفعول ثانی ہوتی ہے جیسے علمت زیدا فاضلا تو زید بمنزلہ مبتدا اور فاضلاً بمنزلہ خبر ہے۔ نحات نے لکھا ہے کہ افعال قلوب جملہ فعلیہ ہوتے ہوئے بھی ان میں حدوث نہیں ہوتا کیونکہ ان کے دونوں مفعول حقیقت میں مبتدا خبر ہوتے ہیں تو جملہ اسمیہ کی طرح دوام واستمرار ان میں ہوتا ہے، نہ کہ حدوث۔ اسی طرح "جعل" بھی دو مفعول چاہتا ہے عام طور پر جعل مرکب ہوتا ہے جعل بسیط نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جعل کے دو مفعول بمنزلہ مبتدا اور خبر کے ہیں اور جملہ اسمیہ والا دوام و استمرار برقرار رہے گا تو علی بصرہ بمنزلہ خبر مقدم ہے اور غشاوۃ مبتدا موخر ہے لہٰذا اشکال رفع ہوا۔

(۶)......قلب اور سمع کو بصر پر مقدم کرنا:

چھٹا اشکال یہ ہے کہ قلب اور سمع کو بصر پر مقدم کیوں کیا گیا؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ قلب کا مقدم کرنا تو بالکل واضح ہے کیونکہ اصل میں قوت ادراکیہ قلب ہی ہے، لہٰذا اس پر کوئی خاص اشکال نہیں ہے۔ رہی بات سمع کی تو وجہ یہ ہے کہ اصم اور بہرا ہونا بڑا عیب ہے بنسبت نابینا ہونے کے۔ سمع اور بصر میں جو زیادہ اہم ہوگا وہی مقدم ہونے کے زیادہ مناسب ہوگا۔ سمع اور بصر دونوں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، لیکن بعض نعمتیں بعض کے مقابلہ میں زیادہ اہم ہوتی ہیں۔ عرب کا مشہور مقولہ ہے "لیس وراء العین البیان" یعنی آنکھ سے دیکھے بغیر کسی چیز کی حقیقت نہیں کھلتی۔ کائنات کے انکشافات میں بصر کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ نابینا دنیا سے الگ تھلگ ہوتا ہے، لیکن جب ہم غور کرتے ہیں تو اصم اور بہرا ہونا نابینا ہونے کے مقابلہ میں بہت بڑا اور زیادہ عیب ہے کیونکہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نابینا تو گزرے ہیں، لیکن بہرا کوئی نہیں ہوا۔ گویا نابینا ہونا منافی نبوت نہیں ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نابینا ہو گئے تھے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ (سورہ یوسف/۸۴)

اور واپس پھرا ان کے پاس سے اور کہنے لگا ہائے یوسف اور سفید ہو گئیں اس کی آنکھیں غم سے پس وہ غم کو پی رہا تھا۔

حضرت شعیب علیہ السلام بھی نابینا ہو گئے تھے۔ اس لیے نابینا ہونا نبوت کے منافی نہیں ہے، لیکن بہرا ہونا نبوت کے ساتھ مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ نابینا ہونا عیب نہیں ہے۔ جب نابینا مجلس میں آتا ہے تو مجلس باغ باغ ہو جاتی ہے اور کوئی دقت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی بہرا مجلس میں آجائے تو سب چلائیں گے۔ مجلس کو تباہ کرنے والا

بہرا ہے اور گونگے پیدائشی بہرے ہوتے ہیں۔ ورنہ اکثر گونگے نہ سننے کی وجہ سے گونگے بن جاتے ہیں، نہ اس وجہ سے کہ زبان خراب ہے۔ بعض دفعہ شروع میں ٹھیک ہوتے ہیں، لیکن بعد میں کچھ لوگ بہرے بن جاتے ہیں اور یہ بات ان کے لیے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے بنسبت پیدائشی گونگوں کے کیونکہ یہ لوگ سننے کے مشتاق ہوتے ہیں۔ مشہور ہے کہ بہرا دو دفعہ ہنستا ہے۔ ایک دفعہ لوگوں کے ساتھ، ایک دفعہ جب خود سنتا ہے۔ بہر حال نابینا تو بڑے بڑے علماء، محدثین، قراء، علمائے نحو، علمائے لغت اور لاکھوں حدیثوں کے حفاظ گزرے ہیں۔ آنکھوں سے بینائی ختم ہو جاتی ہے، لیکن حس حافظہ اور روحانی قوت مضبوط ہوتی ہے۔ چنانچہ امام ترمذیؒ کا واقعہ مشہور ہے کہ حج کے سفر پر تھے۔ راستہ میں ایک جگہ چلتے چلتے سر نیچے کر دیا۔ بظاہر وہاں کوئی سبب نہ تھا۔ ساتھیوں کے پوچھنے پر امام ترمذیؒ نے فرمایا کہ یہاں ایک درخت تھا جس کی ٹہنیاں جھکی ہوئی تھیں۔ اس وجہ سے میں نے سر نیچے کر دیا۔ جب لوگوں نے کہا کہ یہاں تو کوئی درخت نہیں ہے تو امام ترمذیؒ، جو نابینا تھے، ساتھیوں سے فرمانے لگے کہ آس پاس کے لوگوں سے معلوم کرلو۔ اگر میری بات کی تصدیق ہو جاتی ہے تو حدیثیں بدستور بیان کرتا رہوں گا اور اگر میری بات کی تصدیق نہیں ہوتی، مجھ کو کوئی مغالطہ ہوا ہے تو پھر حدیثیں بیان کرنا چھوڑ دوں گا۔ کیونکہ یہ تو قوت حافظہ کے خراب ہونے کی علامت ہوگی۔ قریب کی ایک بستی کے بزرگوں سے پوچھا گیا تو انہوں نے امام ترمذیؒ کی تصدیق کی اور آپ کو تسلی ہوگئی۔ یہ ایک نابینا محدث کا عالم ہے جس کا اندازہ اس قدر مضبوط ہے۔ بہر حال آیت ذیل میں ختم اللہ الخ سے مراد تشبیہ ہے جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے:

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا (سورہ اعراف/۱۷۹)

ان کے دل ہیں کہ وہ ان سے (حق کو) سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں کہ وہ ان سے دیکھتے نہیں۔

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے:

أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (سورۃ محمد/۲۴) ای فکانها مختومة

یا ان کے دلوں کو تالے لگے ہوئے ہیں۔ یعنی ان کے دلوں پر مہریں لگی ہوئی ہیں۔

جب ایک عضو وہ کام نہ کرے جس کے لیے پیدا کیا گیا تو وہ بیکار ہے۔ اس لیے آگے فرمایا وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ یعنی یہ لوگ مجبور محض نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر آنکھیں نہ ہوتیں تو جو عبادت متعلق بالعین ہے، اس کے مکلف نہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی مجبور کو مکلّف نہیں بنایا۔ ایک شخص مجنون ہے لیس لہ قلب (اس کے دل میں سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے) تو یہ مکلّف نہیں ہے۔ ایک اعرج (لنگڑا) ہے تو جو عبادت متعلق بالرجلین ہے اس کا یہ مکلّف نہیں۔ گونگا شخص فاقرؤا ما تیسر من القرآن پس پڑھو جو حصہ قرآن سے تمہیں آسان معلوم ہو، کا مکلّف نہیں ہے۔ حج گونگے پر فرض ہے، لیکن تلبیہ پڑھنا اس کے ذمہ فرض نہیں ہے۔ اس آیت میں تشبیہ بتاتی ہے کہ اللہ تعالی

نے یہ حواس تو عطاء فرمائے ہیں، لیکن یہ لوگ اسے کسی کام میں نہیں لاتے۔ باقی تقدیر میں کیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ ہم اس کے مکلّف نہیں ہیں، البتہ خالق اللہ تعالیٰ ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک افعال العباد کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر کوئی شخص معاصی و گناہ کرتا ہے تو اس کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ معتزلہ کے نزدیک انسان خود اپنے افعال کا خالق ہے، لیکن

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھی پیدا فرمایا اور جو اعمال تم کرتے ہو ان کو بھی۔ (سورۃ الصّٰفّٰت/۹۶)

یہ حکم خداوندی صراحۃً معتزلہ کے اس عقیدہ کی تردید کر رہا ہے اور معتزلہ کا عقیدہ اس آیت کے قطعی خلاف ہے۔ ان کے عقیدہ کے مطابق اگر انسان اپنے افعال کا خود خالق ٹھہرا تو مشرکین کی طرح پھر خالق خیر و شر بنانے پڑیں گے۔ جب دو خالق تسلیم کرنے والے مشرکین ہیں تو کیا کروڑوں خالق تسلیم کرنے والے مشرک نہ ہوں گے؟ علامہ تفتازانی نے شرح عقائد میں لکھا ہے کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایک آدمی شراب کا پیالہ پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے نگلواتا ہے، لیکن یہ نظریہ غلط ہے انسان مجبور محض نہیں ہے **کالحجر لا یتحرک الا بتحریک الغیر** یعنی انسان پتھر کی طرح مجبور نہیں ہے کہ کسی کی حرکت دیئے بغیر حرکت نہ کر سکے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝

اور ہم عذاب نہیں دیا کرتے جب تک کہ نہ بھیجیں کوئی رسول۔ (سورہ بنی اسرائیل/۱۵)

اور فرمایا قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ظاہر ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے (بقرہ/۲۵۶)۔ اتنا کچھ فرمانے کے بعد انسان کو مجبور محض اور بے اختیار کیسے کہا جا سکتا ہے۔ اگر انسان کسی ایسی جگہ ہو کہ اسے احکام خداوندی کسی ذریعہ سے بھی نہ پہنچیں تو بھی ان مصنوعات و عجائبات قدرت کو دیکھ کر صانع کا اقرار کرنا ضروری ہے۔ وحدانیت کا یہ یقین اسے جنت میں لے جائے گا، کیونکہ عقل کی وجہ سے انسان احکام شرع کا مکلّف ہوتا ہے۔ جب عقل نہ ہو تو پھر مکلّف بھی نہیں رہتا۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

رفع القلم عن ثلاث عن الصبی حتی یبلغ و عن النائم حتی یستیقظ و عن المجنون حتی یفیق ۝

تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے (۱) نابالغ بچے سے، یہاں تک کہ بالغ ہو جائے (۲) سوئے ہوئے شخص سے، یہاں تک کہ جاگ جائے (۳) پاگل سے، یہاں تک کہ ٹھیک ہو جائے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۃ بقرہ/۸)

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر، حالانکہ وہ مومن نہیں۔

اقسام المنافقین:

منافقین کی کئی اقسام ہوتی ہیں۔(۱) سب سے ارذل واذل درجہ کے منافق یہ ہیں کہ زبان سے اقرار کریں، لیکن دل میں مکمل جحود وانکار ہو۔(۲) دوسری قسم یہ ہے کہ جو ظاہر و باطن دونوں میں متردد ہو۔ ظاہر میں یہ سمجھتا ہو کہ یہ لوگ (مسلمان) غالب آئیں گے یا نہیں؟ اگر غالب آ گئے تو ہم بھی ساتھ ہو جائیں گے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَ نَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ (سورہ نساء/۱۴۱)

سو اگر تمہیں حاصل ہو فتح اللہ کی طرف سے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اور اگر کافروں کو حصہ ملے (جنگ میں غلبہ وغیرہ) تو کہتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہ تھے اور نہیں بچایا ہم نے تم کو مسلمانوں سے۔

اور اگر ان مسلمانوں کو شکست ہوگئی تو ان کی تحریک ناکام ہو جائے گی اور دوسرے لوگوں سے ہمارا تعلق قائم رہے گا۔ گویا تذبذب وتردد میں ہیں۔ نہ ادھر ہیں نہ ادھر ہیں۔

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ

متردد ہیں اس کے درمیان میں نہ ادھر کے اور نہ ادھر کے۔(سورۃ نساء/۱۴۳)

یہ لوگ ظاہر و باطن دونوں میں متردد ہیں۔ ہر طرح گناہ کئے ہیں۔ یہ بھی ان کی خواہش ہے کہ یہ گناہ صاف ہو جائیں تو کیا ہی اچھی بات ہوگی۔ چنانچہ گناہ بخشوانے کے لیے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (سورۃ منافقین/۶)

برابر ہے ان پر آپ مغفرت مانگیں ان کے لیے یا نہ مغفرت مانگیں ان کے لیے، ہر گز نہیں بخشے گا اللہ تعالیٰ ان کو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (سورۃ توبہ/۸۰)

آپ مغفرت مانگیں ان کے لیے یا نہ مانگیں ان کے لیے (برابر ہے) اگر آپ مغفرت مانگیں گے ان کے لیے ستر مرتبہ بھی تو ہر گز نہیں بخشے گا اللہ انہیں۔

اس قسم کے منافقین کے دلوں میں جحود نہ تھا، کورے نہ تھے، لیکن دنیا کی محبت ان کے دلوں میں اس قدر جاگزیں ہوگئی تھی کہ اپنے مفادات کو چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ حدیث میں ہے **حب الدنیا راس کل خطیئۃ** یعنی

دنیا کی محبت ہر غلطی کی جڑ ہے۔

موجودہ دور کے منافقین بھی ظاہر و باطن دونوں میں متردد ہیں۔ اس لیے ایک بھائی اگر ایک پارٹی میں ہے تو دوسرا کسی اور پارٹی میں ہے۔ جو بھی پارٹی غالب آ گئی تو ہمارا کام بنتا رہے گا۔ (یقدم رجلاً و یأخر اخریٰ) یعنی ایک قدم ایک طرف اٹھا کر دوسرا قدم رکھنے اور نہ رکھنے میں متردد ہے۔ باطن میں کہتے ہیں کہ اسلام کا قانون نافذ ہو جاتا تو اچھا تھا، لیکن مفادات ہیں کیا کریں۔ ان کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اسمبلی میں بھی مخالفت کرتے ہیں اور ووٹنگ کے وقت بھی بھاگ جاتے ہیں۔ ہمیں بھی ووٹ نہیں دیتے، دوسروں کو بھی نہیں دیتے۔ امیدوار پھر ان کو کمروں سے اٹھا کر لاتے ہیں کہ ان کی مجبوری ہے تو یہ منافقت نہیں تو اور کیا ہے؟

بہر حال منافقین نے " اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ " میں مبداء اور معاد دونوں پر ایمان کا دعویٰ کیا ہے، لیکن ضابطہ یہ ہے کہ **الشئی اذا خلا عن المقصود لغا** جو چیز جس مقصد و حکمت کے تحت بنائی گئی ہو اور وہ اس مقصد سے خالی و عاری ہو تو وہ بیکار ہوتی ہے۔ اسی طرح منافقین کے ایمان پر کوئی نتیجہ متفرع نہیں ہوتا تھا۔

نفاق فی الاعتقاد والاعمال یعنی اعتقادی نفاق اور عملی نفاق:

نفاق کی دو قسمیں ہیں (۱) اعتقادی نفاق (۲) عملی نفاق

عملی نفاق تو اس بنیاد پر ہوتا ہے کہ کچھ دنیوی منافع حاصل ہوں۔ جیسے مسلمانوں کے حملہ سے محفوظ ہونا، مال غنیمت وغیرہ میں شریک ہونا اور جو حدیث مشہور ہے کہ

اٰیة المنافق ثلاث o

یعنی منافق کی تین علامتیں ہیں (تو اس سے عملی نفاق مراد ہے)

اور اعتقادی نفاق فساد عقیدہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے......

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾ (سورہ المنفقون ۱/)

جب آتے ہیں آپ کے پاس منافق تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بلاشبہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ بلاشبہ آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق لوگ البتہ جھوٹے ہیں۔

اس سے اعتقادی نفاق مراد ہے کیونکہ یہ لوگ اسلام کی بیخ کنی کے لیے اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ اسی طرح ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا ۢ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ (سورہ توبہ ۱۰۷/)

اور کچھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بنائی ایک مسجد ضرر دینے اور کفر پھیلانے اور تفرقہ ڈالنے کے لیے مسلمانوں میں اور انتظار کرنے کے لیے اس شخص کا جو لڑتا رہا اللہ اور اس کے رسول سے، اس سے پہلے۔ اور ضرور قسمیں کھائیں گے کہ نہیں ارادہ کیا ہے ہم نے کچھ اور سوائے بھلائی کے، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ ضرور جھوٹے ہیں۔

یہ مسجد بھی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی نیت سے بنائی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو افتتاح کی دعوت دی گئی، لیکن آپ کی تشریف آوری سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ یہ مسجد نہیں، بلکہ محاربین کی کمین گاہ ہے، آپ اس کے قریب بھی نہ جائیں۔ یہ بھی اعتقادی نفاق ہے۔

سوال:

ایمان والوں کے حالات بیان کرنے کے لیے پانچ آیتیں لائی گئیں **ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ** تک۔ کفار مجاہرین جو دل وزبان دونوں اعتبار سے کافر ہیں ان کے حالات بیان کرنے کے لیے صرف دو آیتیں لائی گئیں "**اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا**" سے عذاب عظیم تک۔ منافقین کے حالات بیان کرنے کے لیے تقریباً (۱۳) تیرہ آیات لائی گئیں ہیں۔ "**وَمِنَ النَّاسِ**" سے لے کر رکوع کے آخر تک۔ بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو ظاہر اور باطن دونوں اعتبار سے کافر ہے اس کی مذمت زیادہ ہونی چاہیے اور جو صرف دل سے کافر ہے اور زبان سے مسلمان ہے تو اس کی مذمت کم ہونی چاہیے "**كفر المنافق من جهة واحدة و كفر المشرك من جهتين**" یعنی منافق صرف ایک اعتبار سے کافر ہے اور مشرک و کافر دونوں حیثیتوں سے کافر ہے۔

الجواب:

اصل بات یہ ہے کہ منافق کی زبان بھی جھوٹ بولتی ہے اور دل بھی جھوٹا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۝** یعنی اللہ گواہ ہے کہ منافق جھوٹے ہیں کیونکہ زبان سے یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جو کچھ کہتے ہیں وہ موافق قلب ہے، حالانکہ یہ جھوٹ ہے۔ کافر مجاہر چونکہ دل وزبان دونوں سے منکر ہوتا ہے، لہٰذا وہ اگر کہتا ہے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں موافق قلب ہے تو وہ صادق ہے، سچ کہہ رہا ہے، لہٰذا منافق سے زیادہ خطرہ ہے بنسبت کافر مجاہر کے تو منافق، کا تذکرہ مفصل کیا گیا اور مثالوں سے وضاحت فرمائی گئی۔ جبکہ کافر مجاہر سے خطرہ کم ہے۔ وہ کھلا دشمن ہے تو اس کا تذکرہ مختصر کیا گیا۔ اس کی دشمنی زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

اسی طرح پاکستان میں اسلام کو خطرہ عیسائیت یا بدھ مت سے نہیں، بلکہ منافقین سے زیادہ خطرہ ہے۔ یہ منافق آپ کو فریب دینا چاہتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ

اور کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ

وقف لازم بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨﴾ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ

وہ ایماندار نہیں ہیں ○ اللہ اور ایمانداروں کو دھوکا دیتے ہیں حالانکہ وہ اپنے آپ ہی کو دھوکا دے رہے

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٩﴾ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ

ہیں اور نہیں سمجھتے ○ ان کے دلوں میں بیماری ہے پھر اللہ نے ان کی بیماری بڑھا دی اور ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿١٠﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي

دردناک عذاب ہے اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے ○ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ ملک میں فساد

الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿١١﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ

نہ ڈالو تو کہتے ہیں کہ ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں ○ خبردار بیشک وہی لوگ فسادی ہیں

وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٢﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا

لیکن نہیں سمجھتے ○ اور جب انہیں کہا جاتا ہے ایمان لاؤ جس طرح اور لوگ ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں

اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣﴾

کیا ہم ایمان لائیں جس طرح بے وقوف ایمان لائے ہیں خبردار وہی بے وقوف ہیں لیکن نہیں جانتے ○

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ښ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ

اور جب ایمان داروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے

اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٤﴾ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ

ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف ہنسی کرنے والے ہیں ○ اللہ ان سے ہنسی کرتا ہے اور انہیں مہلت دیتا ہے کہ وہ اپنی

يَعْمَهُوْنَ ﴿١٥﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا

گمراہی میں حیران رہیں ○ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی سو ان کی تجارت نے نفع نہ دیا اور ہدایت

كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿١٦﴾ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَاۗءَتْ مَا حَوْلَهٗ

پانے والے نہ ہوئے ○ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی پھر جب آگ نے اس کے آس پاس کو روشن

ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ
کردیا تو اللہ نے ان کی روشنی بجھا دی اور انہیں اندھیروں میں چھوڑا کہ کچھ نہیں دیکھتے ○ بہرے گونگے اندھے ہیں سو وہ
لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ
نہیں لوٹیں گے ○ یا جیسا کہ آسمان سے بارش ہو جس میں اندھیرے اور گرج اور بجلی ہو اپنی انگلیاں
اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾
اپنے کانوں میں کڑک کے سبب سے موت کے ڈر سے دیتے ہوں اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے ○
يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ
قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اُچک لے جب ان پر چمکتی ہے تو اس کی روشنی میں چلتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا ہوتا
قَامُوْا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ
ہے تو ٹھہر جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہے تو ان کے کان اور آنکھیں لے جائے بے شک اللہ ہر چیز پر
قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾
قادر ہے ○

ع۳

افاداتِ محمود:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ الآية:

مِنَ النَّاسِ خبر مقدم ہے اور ''مَنْ يَّقُوْلُ'' مبتداء موخر ہے یہاں سوال یہ ہے کہ یہ تو بدیہی بات ہے کہ جو اٰمَنَّا بِاللّٰهِ کہے گا وہ لوگوں میں سے ہی ہوگا تو یہ اس خبر کا کیا فائدہ ہے؟

لان کل احد یقول ھکذا فھو من الناس یعنی جو بھی اٰمَنَّا بِاللّٰهِ کہے گا وہ لوگوں میں سے ہوگا؟ جواب اس سوال کا یہ ہے کہ فائدہ کا مدار خبر کے وصف پر ہے اور وہ بعضیت ہے یعنی بعض افراد ایسے ہیں، سارے نہیں ہیں۔ جیسا کہ ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے..........

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ (سورۃ احزاب/۲۳)

مسلمانوں میں سے بہت سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جو کچھ انہوں نے عہد کیا تھا اللہ سے پھر کوئی تو ان میں وہ ہے جس نے پورا کر دیا اپنا اقرار اور کوئی وہ ہے جو منتظر ہے اور انہوں نے ردو بدل نہیں کیا ذرا بھی۔

سوال:

اب سوال یہ ہے کہ کھلے کافر کے متعلق تو فرمایا وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور منافق کے بارے میں فرمایا کہ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ تو دونوں میں فرق کیا ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ اصل میں منافق کی حس بیدار ہوتی ہے اور کھلے کافر کی حس ماری ہوئی ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

لهم قلوب لايفقهون بها ٥

ان کے دل ہیں لیکن وہ ان کے ذریعہ سمجھتے نہیں۔

کافر کی حس کمزور ہے جیسے بدن کا کوئی حصہ اگر سن ہو جائے تو پھر اس کو کسی چیز کا احساس نہیں ہوتا یا کم ہوتا ہے تو کفار مجاہرین کے لیے ''عَذَابٌ عَظِيْمٌ'' فرمایا کہ ان کو محسوس تھوڑا ہوتا ہے۔ جس کی حس زندہ ہوتی ہے تو ان کو عذاب زیادہ محسوس ہوتا ہے اور تکلیف بھی زیادہ ہوتی ہے۔ منافقین کے لیے ''عَذَابٌ اَلِيْمٌ'' فرمایا یعنی درد ناک عذاب۔ کافر بالکل جاہل ہے، اس کی نیت درست ہے، عمل غلط ہے۔ منافق کا عمل درست ہے، لیکن ایمان غلط ہے، لہٰذا کافر کا عذاب دردناک نہ ہوگا اور منافق کا عذاب دردناک ہوگا۔ جو قبروں پر سجدے کرتے ہیں اور دل سے اس کو ٹھیک خیال کرتے ہیں۔ وہ بھی اسلام سے زیادتی کرتے ہیں۔ یہ ان کی حماقت ہے، لیکن منافقین کی تو نظیر ہی نہیں ملتی۔

وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ:

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ میں ان کے فعل کا ذکر ہے اور ''وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ'' میں فعل کے فاعل کی مذمت وشناعت کی گئی ہے۔ کیونکہ فعل کی شناعت متعدی الی الفاعل ہوئی ہے اور یہ جملہ دوام پر دال ہے۔ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ میں ایمان بالفعل کا ذکر ہے جس میں دوام واستمرار نہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ یہ نفی علی الدوام ہے۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ الآیہ:

دھوکہ دیتے ہیں اپنے زعم میں، لیکن وہ درحقیقت اپنے نفس کو دھوکہ دیتے ہیں کیونکہ فریب اس کو دیا جاسکتا ہے جس کو سازش کا علم نہ ہو اور اللہ تعالی عالم بکل شئی، و قدیر علی کل شئی ہے فھو لا یخدع یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والے ہیں اور ہر چیز پر قادر ہیں، لہٰذا اسے دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔

سوال:

المخادعۃ باب مفاعلہ سے ہے اور مخادعۃ طرفین سے ہوتا ہے تو حاصل یہ ہوا کہ وہ اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور

مومنین کودھوکہ دیتے ہیں کیا یہ جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیا جاسکتا ہے؟ حالانکہ ابھی کہا ہے کہ **لا یخدع اللہ** (یعنی اللہ کو دھوکا دینے) کا امکان نہیں ہے اس لیے **یعلم تفاصیلہ قبل خلقہ و بعد خلقہ**، البتہ مومن دھوکہ کھا سکتا ہے حدیث میں ہے ''**المؤمن غر کریم**'' مومن سادگی کی وجہ سے دھوکہ کھا جاتا ہے۔ **و المنافق خب لئیم** منافق دھوکا باز اور کمینہ ہوتا ہے۔ اپنا مطلب نکالنے کے لیے ڈاڑھی کو ہاتھ لگاتا ہے اور پاؤں کو بھی ہاتھ لگاتا ہے۔ جب کوئی ایک شریف آدمی کی داڑھی کو ہاتھ لگاتا ہے، وہ باپ کے قاتل کو بھی معاف کر دے گا۔ ہمارا بھی ایسے لوگوں سے واسطہ پڑا ہے کہ ان سے دھوکا کھانا ہر وقت ممکن ہے۔ ملک کا جو سب سے بڑا ہوتا ہے وہ بھی داڑھی کو ہاتھ لگانے کے لیے تیار ہوتا ہے، لہٰذا ہم اسے اکیلے نہیں ملتے۔ مومن فریب کھاتا ہے، البتہ اللہ تعالیٰ محفوظ کرے تو پھر محفوظ ہو جاتا ہے۔ جیسے حدیث میں ہے **المومن لا یخدع و لا یخدع** یعنی مومن نہ دھوکا دیتا ہے نہ دھوکہ کھاتا ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینا ممکن ہے؟

الجواب:

(١)...... جواب یہ ہے کہ باب مفاعلہ کی دو قسمیں ہیں۔ (١) مبالغہ کے لیے (٢) مقابلہ کے لیے یہاں باب مفاعلہ مبالغہ کے لیے ہے، مقابلہ کے لیے نہیں ہے یعنی دھوکہ دہی میں وہ خوب مبالغہ کرتے ہیں۔ (**یبالغون فی الخداع**)

(٢)...... دوسرا جواب یہ ہے کہ خداع سے بچاؤ کرنا اور ان کی سازشوں کو دفع کرنا، یہ جواب خداع ہے۔ اس کو خداع کہا گیا ہے۔ جیسے ارشاد خداوندی ہے "**و مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین**" یعنی وہ کفار بھی تدبیر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تدبیر کرنے والون میں سے بہتر تدبیر کرنے والے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی تدبیر کو بھی مکر کہا گیا اور لوگوں کی تدبیر کو بھی مکر کہا گیا۔ اسی طرح یہاں خداع کو بھی خداع کہا گیا اور جواب خداع کو بھی خداع کہا گیا ہے۔ اسی لیے باب مفاعلہ لایا گیا ہے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ:

ھم ضمیر کا اعادہ دال ہے حصر پر یعنی یہی لوگ مفسد ہیں، لیکن ان میں شعور نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم تو مسلمانوں اور کفار کو جوڑنے والے ہیں اور مذہبی تعصبات کو چھوڑنے والے ہیں۔ ہم رابطہ للا صلاح ہیں، لہٰذا ہم مصلح ہیں تو اس آیت میں بتایا گیا کہ یہ رابطہ شر میں ہیں، مصلح نہیں ہیں۔ یہ لڑاتے ہیں اس وقت مذہبی منافرت کو ہوا دینا بھی انہی لوگوں کا کام ہے۔ یہ لڑائیاں انگریزوں نے پیدا کیں اور اب بھی وہی لڑاتے ہیں۔ مفتن یعنی فتنہ پرور لوگوں کا جرم قتل کرنے والوں سے زیادہ سخت ہے اور یہ منافقین ہیں۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ

وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ (سورہ بقرہ/۲۱۷)

پوچھتے ہیں آپ سے حرمت والے مہینے میں لڑائی کے متعلق، کہہ دیجیے کہ اس میں لڑائی بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کے راستہ سے اور اس سے انکار کرنا اور مسجد حرام سے (روکنا) اور اس کے رہنے والوں کو اس میں سے نکالنا اس سے بھی بڑھ کر گناہ ہے، اللہ کے نزدیک' اور فتنہ انگیزی تو قتل سے بھی بڑھ کر جرم ہے۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ جس طرح ایمان لائے ہیں دوسرے لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم بھی ایمان لائیں جیسا کہ ایمان لائے احمق۔

آج کل بھی لوگ کہتے ہیں کہ مولویوں والا اسلام ہم کیسے قبول کریں۔ ان کا دائرہ کار بڑا سخت ہے۔ یہ لوگ چونکہ اسلام سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ ہم روشن خیال اور آزاد (لبرل) اسلام چاہتے ہیں۔ سال میں بارہ دفعہ امریکا اور لندن جاتے ہیں اور ہم ایسا نہیں کرتے، لہٰذا کہتے ہیں کہ مولویوں کا اسلام تنگ نظری پر مبنی ہے، برملا کہتے ہیں کہ ہمیں ایسا اسلام نہیں چاہیے۔

اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾

خوب سمجھ لو کہ وہی ہیں احمق، لیکن وہ نہیں جانتے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ گزشتہ آیات میں جب منافقین کی صفت فساد کا تذکرہ ہوا تو فرمایا کہ وہ شعور نہیں رکھتے اور جب یہاں صفت سفہ کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ یہ جانتے نہیں ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ شعور کا تعلق ظاہری حس کے ساتھ ہوتا ہے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں **والمشاعر الحواس وقوله "وانتم لاتشعرون" ونحو ذالک معناه لا تدركونه بالحواس** یعنی مشاعر حواس ظاہرہ کو کہتے ہیں اور قرآن کریم کی جن آیات میں شعور کی نفی کی گئی ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ حواس کے ذریعہ تم ان چیزوں کا صحیح ادراک نہیں کر سکتے۔ فساد بھی محسوس چیز ہے۔ اسی وجہ سے وہاں فرمایا کہ وہ شعور نہیں رکھتے۔ سفاہت اور بے وقوفی کا تعلق عقل سے ہے اور یہ امر باطنی ہے، لہٰذا یہاں فرماتے ہیں کہ یہ سفاہت وحمق کی وجہ سے نہیں جانتے۔

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور جب وہ ملتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی ایمان لا چکے ہیں اور جب وہ خلوت میں ملتے ہیں اپنے شیطانوں سے تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں

(ان سے) تو ہم صرف دل لگی کرتے ہیں۔

مسلمانوں کے سامنے منافقین صرف لفظ آمنا سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ جملہ فعلیہ ہے جو کہ دال علی الحدوث ہے اور کسی قسم کی تاکید بھی ساتھ نہیں ہے، جبکہ اپنے بڑوں کے سامنے انہوں نے جن الفاظ سے ان کی معیت ورفاقت کا ذکر کیا تو تاکید ہی تاکید ہے۔ ایک حرف مشبہ بالفعل، دوسرا جملہ اسمیہ تو حاصل یہ ہوا کہ مسلمانوں کے سامنے ظاہر داری اور تکلف سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں، جبکہ اپنے کافروں کے سامنے دل کی گہرائیوں سے معیت کا اعلان کرتے ہیں۔ رہی وہ بات جو ہم نے مسلمانوں کے سامنے کی تھی تو ہم ان سے مذاق کرتے ہیں اور ان کی بے عقلیوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تم مسلمانوں سے استہزاء کرتے ہو، حالانکہ تم خود اس قابل ہو کہ تم سے استہزاء (مذاق) کیا جائے تو معلوم ہوا کہ یہ مذبذبین (منافقین) آدمی نہیں ہیں۔ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی سرکشی میں مہلت دراز دیتا ہے "يَعْمَهُونَ" العمہ سے مشتق ہے۔ العمہ اس وقت کہا جاتا ہے جب دل کا نور ختم ہو جائے اور عمٰی اس وقت کہا جاتا ہے جب آنکھ کی روشنی چلی جائے۔ گویا عمٰی ضد ہے بصارت کی اور العمہ ضد ہے بصیرت کی۔ ابتداءً استہزاء کرنا جہالت ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے " قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۚ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ۝ " وہ بولے کیا تو ہم سے ہنسی کرتا ہے؟ کہا میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں (سورہ بقرہ/۶۷)۔ معلوم ہوا کہ تمسخر کرنا جہالت ہے، لیکن جواب استہزاء حقیقت میں استہزاء نہیں ہے، بلکہ ایک امر واقعی ہے۔ البتہ صورۃً اسے بھی استہزاء سے تعبیر فرمایا گیا ہے جو لفظی اشتراک کی وجہ سے حسن لفظی کی ایک قسم ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی۔

جب اسلام کا کلمہ کہا تو ان منافقین کا ایمان والوں کے ساتھ ایک ربط پیدا ہو گیا۔ یہ خیال تھا کہ ہم ان سے بھی فائدہ اٹھائیں یعنی اس ایمان سے مالی نفع حاصل کرنا چاہتے تھے تو ہدایت قدرے قریب تھی، لیکن اس کے بدلے میں گمراہی لی یعنی ظاہری ایمان سرمایہ تھا۔ اس سرمایہ سے باطنی ایمان حاصل کر سکتے تھے، مگر بدبختی کی وجہ سے اس تھوڑی ہدایت کے عوض اندر کی گمراہی حاصل کی۔ اس لیے آگے ارشاد ہوا " فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ " ان کی تجارت نے ان کو نفع نہ دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف زبانی جمع خرچ ہدایت کے لیے کافی نہیں ہے، بلکہ یہ بری خصلت اور قبیح عادت ہے۔ اس کی مزید وضاحت کے لیے اللہ تعالیٰ آگے مثال دے کر سمجھاتے ہیں:

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ۝

ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی (اندھیرے میں) پس جب روشن کر دیا

آگ نے اس کے ارد گرد کو تو اچک لی اللہ تعالیٰ نے ان کی روشنی اور چھوڑ دیا انہیں اندھیروں میں کہ اب نہیں دیکھتے۔

یعنی حرارت اور روشنی حاصل کرنے کے لیے آگ جلائی۔ جب آگ نے ارد گرد کو روشن کر دیا تو اس نے اس پر کفایت کی اور سمجھا کہ اب آگے خود بخود چلوں گا۔ پھر اللہ نے اس کے نور کو بجھا دیا اور اس کو اندھیروں میں چھوڑ دیا۔ ایک قبر کی زندگی کا اندھیرا، جھوٹ بولنے کا اندھیرا، افتراء و بہتان تراشی کا اندھیرا، مسلمانوں کو سفہاء کہنے کا اندھیرا، استہزاء کرنے کا اندھیرا، جہل مرکب کا اندھیرا، پھر یہ لوگ واقع میں مفسد ہیں، مگر مصلح ہونے کے دعوے دار ہونے کا اندھیرا، تو یہ بہت سے اندھیرے جمع ہو گئے۔

آں کس کہ نہ داند و نہ داند کہ نہ داند، یعنی جو شخص جانتا بھی نہ ہو اور یہ بھی نہ جانتا ہو کہ وہ نہیں جانتا تو وہ پھر اندھیرے میں ہی ہوگا اور قاعدہ و تجربہ یہ ہے کہ دائمی اندھیرے میں تو کچھ نہ کچھ نظر آتا ہے، لیکن جب روشنی کے بعد اندھیرا چھا جائے تو پھر کچھ بھی نظر نہیں آتا۔

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾

بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں۔ پس وہ رجوع نہ کریں گے۔

صمٌّ یہ خبر ہے "ھم" مبتداء محذوف کے لیے اسی طرح بُكْمٌ عُمْیٌ ہیں۔ صم جمع ہے اصم کی، بکم جمع ہے ابکم کی، اور عمی جمع ہے اعمیٰ کی، گویا منافقت کے نتیجہ میں ان لوگوں میں استعداد ہی ختم ہو گئی ہے۔ تمام قویٰ فیل ہو گئے ہیں۔ اس مضمون کی مزید وضاحت کے لیے آگے ایک اور مثال بیان کی گئی ہے۔

اَوْ كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۚ یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَ اللّٰهُ مُحِیْطٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹﴾

یا جیسا کہ بارش ہے آسمان سے جس میں تاریکیاں اور گرج اور بجلی ہو کہ ٹھونس لیتے ہیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں مارے کڑک کے، ڈرتے ہوئے موت سے اور اللہ گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔

یہاں بہت سارے اندھیروں کا ذکر ہے ایک ابر کا اندھیرا ایک بارش کا اندھیرا، ایک رات کا اندھیرا۔ یہ بہت سے اندھیرے ہیں۔ بجلی کی کڑک دن کو بھی ہو سکتی ہے، لیکن بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں رات کو بجلی کا کوندنا اور چمکنا مراد ہے جیسا کہ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِیْهِ سے ظاہر ہے کیونکہ بجلی کی چمک میں چلنا اور چمک نہ ہونے کی صورت میں نہ چل سکنا، یہ علامت رات کے چلنے کی ہے۔ رعد یہ کڑک کی آواز ہے۔ یہ آواز کہاں سے آتی ہے۔ اس کو چھوڑ دو یہ بادلوں کے ٹکراؤ سے یا اجزائے دخانیہ سے، دونوں صورتیں ممکن ہیں نیز رعد ایک فرشتے کا بھی نام ہے۔ یہ بارش، ابر، برق، رعد اور صوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انذار کی مثالیں ہیں۔ یَجْعَلُوْنَ

اَصَابِعَهُمْ سے مراد انگلیوں کے پورے اور سرے ہیں کیونکہ ساری انگلی کان میں ڈالی نہیں جا سکتی لیکن مبالغہ مقصود ہے کہ ان کی حالت ایسی ہے کہ اگر ساری انگلی کان میں داخل کی جا سکتی تو یہ داخل کر دیتے۔ موت کے ڈر سے یہ حالت ہوئی ہے کہ اوسان خطاء ہو گئے ہیں۔ ''اَوْ كَصَيِّبٍ کا عطف مَثَلُهُمْ'' پر ہے اور یہاں ''او'' شک کے لیے نہیں، بلکہ تخییر کے لیے ہے یعنی مقصود منافقین کا حال سمجھنا ہے۔ خواہ پہلی مثال سے سمجھو یا دوسری سے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ

قریب ہے کہ بجلی کی چمک ان کی بینائی کو اچک لے اور ختم کر دے۔

اس آیت میں کفار و منافقین کا دنیوی حال بیان کیا گیا ہے اور وہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں۔ ایک اور آیت میں ان کا اُخروی حال بھی اسی طرح بیان فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ (سورہ بنی اسرائیل/۹۷)

اور ہم اٹھائیں گے ان کو قیامت کے روز ان کے منہ کے بل اندھے اور گونگے اور بہرے، ان کا ٹھکانا دوزخ ہے کہ جب وہ بجھنے لگے گی تو ہم ان پر اس کو اور بھڑکائیں گے۔

گویا دنیا میں بھی ان پر حقائق پوشیدہ ہیں اور آخرت میں بھی ان پر حقائق پوشیدہ رہیں گے۔

كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ:

یہ منافقین ہیں کہ یہ اسلام سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ جہاں فائدہ ملنے کی امید ہو تو آ جاتے ہیں اور اگر فائدہ ملنے کی امید نہ ہو تو دور بھاگتے ہیں۔ جیسے غزوہ احد میں ہوا کہ راستہ سے ہی تقریباً تین سو منافقین بھاگ گئے، لیکن مال غنیمت کی تقسیم کے وقت پھر آ گئے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾:

حاصل یہ ہے کہ قرآن کریم سب کے لیے ہدایت ہے، لیکن منافقین نے اس ہدایت کے عوض گمراہی کو اپنا لیا تو وبال کے مستحق ہو گئے۔

یہاں کان میں انامل ڈالے جاتے ہیں تو یہ ذکر جہالت ہے یعنی رأس الاصبع ڈالتے ہیں یعنی ان کی حالت ایسی ہے کہ ساری انگلی جا سکتی تو وہ بھی ڈال دیتے۔ بہر حال یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن کی ہدایت ان کے لیے بھی تھی، لیکن ان پر وبال ہے۔ اگلی آیت میں طریقۂ ہدایت ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور انہیں جو تم سے پہلے تھے

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً

تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ ○ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا

اور آسمان سے پانی اُتارا پھر اس سے تمہارے کھانے کے لئے پھل نکالے سو کسی کو

لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى

اللہ کا شریک نہ بناؤ حالانکہ تم جانتے بھی ہو ○ اور اگر تمہیں اس چیز میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے

عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ

پر نازل کی ہے تو ایک سورت اس جیسی لے آؤ اور اللہ کے سوا جس قدر تمہارے حمایتی ہوں

اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا

بُلا لو اگر تم سچے ہو ○ بھلا اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے

النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ

تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے ○ اور ان لوگوں کو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ

خوشخبری دے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کے لئے باغ ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں

كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ

جب انہیں وہاں کا کوئی پھل کھانے کو ملے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں اس سے پہلے ملا تھا

وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا

اور انہیں ہم شکل پھل دیئے جائینگے اور ان کے لئے وہاں پاکیزہ عورتیں ہوں گی اور وہ وہیں ہمیشہ

خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۭ

رہیں گے ○ بیشک اللہ نہیں شرماتا اس بات سے کہ کوئی مثال بیان کرے مچھر کی یا اس چیز کی جو اس سے بڑھ کر ہے

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

سو جو لوگ مومن ہیں وہ اسے اپنے رب کی طرف سے صحیح جانتے ہیں اور جو کافر ہیں

فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ

سو کہتے ہیں اللہ کا اس مثال سے کیا مطلب ہے اللہ اس مثال سے بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو اس سے

كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ

ہدایت کرتا ہے اور اس سے گمراہ تو بدکاروں ہی کو کیا کرتا ہے ○ جو اللہ کے عہد کو پختہ کرنے کے بعد

بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ

توڑتے ہیں اور جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اسے توڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں

اُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٢٧﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ

وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں ○ تم اللہ کا کیوں کر انکار کر سکتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے پھر تمہیں زندہ کیا

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٨﴾ ھُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي

پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر تم اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے ○ اللہ وہ ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب

الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۤ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ فَسَوّٰىھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَھُوَ

تمہارے لئے پیدا کیا ہے پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو انہیں سات آسمان بنانا اور وہ

ع بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٩﴾

ہر چیز جانتا ہے ○

افاداتِ محمود:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا:

اس رکوع میں تذکیر بآلاء اللہ سے ہدایت کی دعوت دی جاتی ہے۔اس میں منافقین کی دوسری قسم جو قابل اصلاح ہے جن کا نور ایمان بالکل بجھا نہیں ہے۔ان میں تھوڑی سی رمق باقی ہے۔ان کی اصلاح کا طریقہ بھی اس رکوع میں مذکور ہے۔

"اے لوگو! اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ الخ عبادت کرو تم اپنے پروردگار کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور انہیں جو تم سے پہلے تھے (یعنی تمہارے آباؤ اجداد) تا کہ تم متقی ہو جاؤ۔وہ تمہارا پروردگار جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا

بنایا اور آسمان کو چھت اور نازل کیا آسمان سے پانی پھر اس سے نکالا پھلوں کو تمہارے کھانے کے لیے۔ نہ بناؤ اللہ کے لیے شریک حالانکہ تم جانتے بھی ہو اور اگر تم شک میں ہو اس چیز سے جو ہم نے نازل کی اپنے بندے پر تو لے آؤ کوئی سورت اس جیسی اور بلا لو اپنے حمایتیوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔ پس اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو بچو اس آگ سے کہ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے''۔

یہ تو آپ نے سمجھ لیا کہ ربوبیت سبب ہے معبودیت کے لیے۔ ربوبیت میں سب سے بڑی نعمت اور پہلی نعمت خلق کی نعمت ہے۔ ایک شئی کو عدم سے وجود میں لانا یہ سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس لیے یہاں پر عبادت کا حکم دیا، لیکن اعبدوا اللہ نہیں کہا، بلکہ اعبدو ربکم کہا تو سبب عبادت بھی پہلے بیان کر دیا۔ عبادت کرو اپنے پروردگار کی۔ چونکہ یہاں بعض نعمتیں بھی مذکور ہوئی ہیں تو یہ تذکیر بآلاء اللہ ہے۔ پہلی نعمت الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ہے۔ نعمت خلق کا ذکر ہے وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ تم سے پہلے لوگوں کی بھی پرورش کی۔ اتنی بڑی نعمت کہ نیست سے ہست میں لے آئے۔ اس کی عبادت تمہارا فرض ہے۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ اس سے پہلے پڑھا کہ یہ کتاب ہدایت ہے متقین کے لیے اور متقی انسان اس طرح بنتا ہے۔ متقی بن کر اس ہدایت کے مستحق ہوں گے جس کے لیے کتاب نازل کی گئی ہے۔ متقی بننا یہ بھی عبادت ہے اور تقویٰ خود عبادت ہے۔

یہاں پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ اگر تقویٰ عبادت ہے تو پھر لَعَلَّکُمْ تعبدون ہونا چاہیے۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ کے بجائے۔ لَعَلَّکُمْ تعبدون سے تکرار لازم آئے گا کہ عبادت کرو تاکہ عبادت گزار بن جاؤ؟ اور اگر اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ کے بجائے اتقوا ربکم کہا جاتا تو یہاں بھی تکرار ہے۔ یعنی عمل اور نتیجہ عمل دونوں ایک ہو جائیں گے تو اس سے کلام میں فائدہ نہیں ہوگا؟

جواب یہ ہے کہ عبادت صرف تقویٰ ہی نہیں عبادت کا ایک وسیع مفہوم اور متعدد مدلولات ہیں، لیکن یہاں عبادت سے مراد مبداء عبادت ہے اور تقویٰ منتہی عبادت ہے۔ تم عبادت کرو یعنی نسبت عبدیت اس کے ساتھ قائم کر لو۔ اس کے بعد نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ انتہائی مدارج عبادت کو پہنچ جائیں گے۔ قیام نسبت عبادت ہے اور انتہیٰ میں تقویٰ کے اصل مقام تک پہنچ جاؤ گے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ تم ابتداء کرو تاکہ انتہاء کو پہنچ جاؤ۔ اس لیے تکرار نہیں ہے اور فائدہ بھی ہے۔ یہ اعتراض عام طور پر مفسرین نے لکھا ہے۔ چنانچہ حضرت علقمہ سے بالتصریح روایت ہے کہ جس آیت کی ابتداء یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ سے ہوتی ہے۔ وہ آیت مکی ہوتی ہے اور جس آیت کی ابتداء یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے ہوتی ہے وہ مدنی ہوتی ہے۔ آیت مکیہ میں مخاطب مشرکین ہوتے ہیں اور آیت مدنیہ کے مخاطب مومنین مدینہ و غیرھم ہوتے ہیں، لیکن سورۃ بقرہ مدنیہ ہے اور یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ کی آیت بھی مدنیہ ہے۔ کسی نے انکار بھی نہیں کیا ہے۔ اگرچہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ مدنی سورت میں مکی آیت اور مکی سورت میں مدنی آیت آ جائے، لیکن یہ بالاتفاق مدنی ہے۔ گویا یہاں مفسرین کا قاعدہ مجروح ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس کے بالعکس بھی ہے، یعنی سورہ تحریم میں آتا ہے

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَاراً الخ یہ آیت يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے شروع ہوئی باوجودیکہ سورہ تحریم مکی ہے تو اس سے بھی وہ قاعدہ مجروح ہو جاتا ہے۔

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ حضرت علقمہ نے یہ نہیں کہا کہ جہاں يَاَيُّهَا النَّاسُ ہو وہ آیت مکیہ ہوگی ورنہ مدنیہ ہوگی، بلکہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ يَاَيُّهَا النَّاسُ کے مخاطب مشرکین مکہ ہوتے ہیں خواہ آیت مدنی ہو اور يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے مومنین مراد ہیں (مشرکین مکہ جب ایمان لائے تھے تو پہلے ان سے خطاب تھا) تو یہاں پر يَاَيُّهَا النَّاسُ اس سے مخاطب وہ لوگ ہیں کہ جو ایمان نہیں لائے ہیں، وہ مشرکین ہیں کہ لوٹ آؤ اور پروردگار کی نعمتوں کو دیکھو۔

لعل کا لفظ ترجی کے لیے ہوتا ہے۔ امید ہے مستقبل میں ایسا ہوگا تو ترجی بالنسبت الی اللہ کیسے جائز ہوئی۔ ہم تو اس لیے ترجی کرتے ہیں کہ ہمیں اصل واقعہ کا علم نہیں ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ تو مستقبل کا عالم ہے تو توقع کی کیا بات ہے۔ گویا اللہ کے کلام میں لعل صیغہ ترجی کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے؟

چنانچہ مفسرین نے لکھا ہے کہ لعل جب بھی اللہ کے کلام میں آئے تو اس سے مراد یقین ہی ہوتا ہے۔

قدریہ چونکہ تقدیر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی صفت علم کے بھی منکر ہیں کہ کسی کام کے ہو چکنے سے قبل اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات نہیں ہوتی کہ یہ کام کیسے ہوگا؟ ہوگا یا نہیں ہوگا! تو ان کے ہاں لفظ ''لعل'' یہاں بھی حقیقی معنی پر محمول ہے یعنی ترجی اور شک کے معنی میں ہے۔

وجه تسمية القدرية بالقدرية:

لانهم يثبتون القدر لا نفسهم و ينفونه من الله ٥

یعنی یہ لوگ صفت قدر کی نفی اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں اور اپنے لیے اس کو ثابت کرتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کو قدریہ کہا جاتا ہے۔

یہاں سے ایک آدمی پنڈی کے لیے چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس نے گوجرانوالا ٹھہرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو مجبور نہیں کیا۔ وہ اپنے اختیار سے ٹھہرا۔ اللہ کے علم نے اسے مجبور نہیں کیا۔ قدریہ علم کے منکر نہیں ہیں، مگر اُس کی قدرت کے منکر ہیں۔ ہمارے ہاں تقدیر صرف علم الٰہی کا نام ہی نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کا اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنے کا نام تقدیر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تفصیل کسی کو نہیں بتاتا۔ اسی تفصیلی علم کا نام تقدیر ہے۔

اَلَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا الآيه

جس نے زمین کو بچھونا بنایا مانند فرش کے کہ جس میں تم سکونت کرتے ہو۔

نہ تو ایسا سخت بنایا پتھر کی طرح کہ جس پر سکونت کرنا مشکل ہو اور نہ اتنا نرم بنایا کہ اس میں دھنس جائے۔ فِرَاشًا

یعنی سکونت کے قابل بنایا گیا ہے۔ زمین کو فرش بنانا یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے پھر آسمان کو چھت بنانا بھی بہت بڑا احسان ہے۔ بہر حال آسمان وزمین کو اس طرح بنایا کہ تم آرام وسکون سے رہو اور یہ دونوں اپنے اپنے مقام سے ہلتے نہیں ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا ۚ (سورۃ فاطر/۴۱)

بے شک اللہ ہی تھامے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ وہ ٹل جائیں اپنی جگہ سے۔

قدیم فلاسفہ کے مطابق ستارے آسمان میں مرکوز ہیں، لیکن قرآن کی ہدایات کی روشنی میں تارے آسمان سے نیچے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے...... وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ الخ اور ہم نے اراستہ کیا آسمان اول کو چراغوں سے۔ یعنی زمین کی طرف ساتویں اور سب سے نچلے آسمان کو آراستہ کیا ہے ستاروں سے اور جس چیز کے ذریعہ زینت دی جاتی ہے وہ چیز ہمیشہ سامنے لگتی ہے۔ اس لیے آسمان اوپر ہے اور تارے نیچے ہیں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ آسمان ٹھوس جسم ہو۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے کچھ طبقات ہوں۔ بہر حال اس کی تحقیقات ہمارے عقیدہ سے متعلق نہیں ہیں۔ زیادہ توجہ عقیدہ کی درستگی پر مرکوز رکھیں۔ باقی کسی آسمان کا سونے یا زبرجد کا ہونا کسی مستند روایت سے ثابت نہیں ہے۔ اسی طرح زمین کے مختلف طبقات اور مختلف حصے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ اور زمین میں پاس پاس کئی قسم کے ٹکڑے ہوتے ہیں، (سورۃ رعد/۴)

"وفی الارض آیات للمؤمنین" اور زمین میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے۔ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝ اور پہاڑوں میں سے حصے ہیں سفید اور سرخ مختلف رنگوں کے اور کالے سیاہ (سورہ فاطر/۲۷) اور پھر زمین سے مختلف قسم کی چیزیں اگتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے والارض ذات الصدع اور (قسم ہے) زمین کی جو پھٹ جاتی ہے (نباتات سے) زمین میں سب سے بڑی قوت انبات یعنی اگانے کی ہے اور پانی بھی زمین سے نکلتا ہے، جیسا کہ فرمان خداوندی ہے "وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بقدر فاسکناہ فی الارض" اور نازل کیا ہم نے آسمان سے پانی ایک اندازے کے ساتھ پھر ٹھہرا دیا ہم نے اس کو زمین میں تو یہی پانی پھر زمین سے نکلتا رہتا ہے۔ اس طرح زمین میں نشو ونما کی طاقت ہے۔ چیزیں اُگنے کے بعد پھر بڑھتی رہتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ۝

مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں ایسی ہے جیسے ایک دانہ، اُگیں جس سے سات بالیں، ہر بال میں ہوں سو دانے، یہ زمین کی نشو ونما کی مثال ہے۔

اسی طرح زمین سے تیل بھی نکلتا ہے۔ پہلے تیل نہیں نکلتا تھا، لیکن اب نکلتا ہے۔ سمندروں کے درمیان سے

اور سمندروں کی تہہ سے بھی تیل نکالتے ہیں۔اس لیے دریا میں جو شور زمین ہے، وہ بھی بے فائدہ نہیں ہے۔اسی طرح تمام معادن سونا چاندی سب زمین میں ہیں۔ پتا نہیں آپ کو زمین سے کیا کیا مل رہا ہے۔عرب جو فاقہ کش قوم تھی، اب ان کے پاس اتنی دولت ہے کہ امریکا برطانیہ یہ بڑی طاقتیں بھی ان کے آگے جھکی جاتی ہیں،لیکن عربوں کو سیاسی طور پر کھڑا نہیں ہونے دیتیں۔سامراج انہیں استعمال کرنا چاہتا ہے۔تیل کے کنوؤں پر ان عربوں کے اپنے کارندے محافظ نہیں ہیں، بلکہ سب یورپ کے لوگ ہیں۔عرب کما حقہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔آسمان اور زمین کی تخلیق کے بعد حجاز میں اتنی دولت کبھی نہیں آئی تھی۔اب یورپ کے تمام بنک ان کے سونے سے چلتے ہیں۔اگر یہ لوگ اپنا پیسہ وہاں سے نکال لیں تو اُن کی تمام عیاشیاں بند ہو جائیں گی۔ان لوگوں کا کپڑا وغیرہ تمام چیزیں یورپی ممالک کی ہوتی ہیں۔ بازاروں میں تمام چیزیں باہر کی ہوتی ہیں۔غلہ بھی باہر سے آتا ہے اور یہ گاڑیاں بھی باہر سے منگواتے ہیں۔تھوڑی سی استعمال کی اور اس کو چھوڑ کر نئی خرید لی۔سامراج نے عربوں کو عیاشی میں مبتلا کر کے ان کی سیاسی نظر مقصد سے ہٹا رکھی ہے۔ورنہ تمام دنیا عالم اسلام کے سامنے جھک جاتی۔ سب کچھ اللہ نے دیا۔اسی لیے ارشاد ہے کہ

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ (سورہ ق/۷،۸)

اور زمین کو ہم نے بچھا دیا اور ڈال دیئے اس میں مضبوط پہاڑ اور اگائیں اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں۔بصیرت اور نصیحت ہے رجوع کرنے والے بندے کے لیے۔

بندوں کی وجہ سے یہ زمین زندہ ہے اور ایک جگہ ارشاد ہے:

وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ (سورہ زخرف/۱۱)

اور جس نے نازل کیا آسمان سے پانی ایک اندازے سے پھر زندہ کر دیا ہم نے اس کے ذریعہ سے مردہ بستی کو۔اسی طرح تم دوبارہ نکالے جاؤ گے۔

یعنی پانی کے ذریعہ بلد میت یعنی بانجھ زمین کو زندہ کر دیا۔الغرض زمین کو فرش بنانا اور آسمان کو (چھت) بنانا۔ صرف ان اجرام و اجسام کی تخلیق ہی نہیں کی، بلکہ انسان کی سکونت و نظام زندگی کے تمام تر وسائل ان میں فراہم کئے گئے ہیں، ودیعت کئے گئے ہیں۔

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ

اور آسمان سے پانی اتارا۔پس اس کے ذریعہ پیدا کئے پھل جو کہ تمہارے واسطے رزق ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اتنے احسانات ہیں انسانوں پر۔اسی طرح آسمانوں میں تارے ہیں۔شمس و قمر کا نظام ہے ان کے خاص اثرات ہیں، جن سے کائنات کا سارا نظام چل رہا ہے۔اگر سورج غروب نہ ہو تو سارا سال دن رہے اور

حرج عظیم لاحق ہو۔ پھر موسم کے مطابق زمین میوے نکالتی ہے۔ اسی طرح گرمی اور سردی کا اعتدال باقی رکھا گیا ہے۔ تم لوگ روشنی حاصل کرتے ہو۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا الخ

پس شریک نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو۔

یہ نتیجہ ہے سابق کلام کا کہ جب اللہ تعالی کے تم لوگوں پر بے پناہ احسانات ہیں تو اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ اس کو اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے ایک مانو۔ مشرکین مکہ اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ کواکب کا خالق اللہ تعالی ہے تو کہا گیا کہ پھر ربوبیت میں کیوں شرک کرتے ہو، حالانکہ تم جانتے ہو کہ اس کے ساتھ اس کی ذات میں یا صفات میں کوئی شریک نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری ہے......

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (العنکبوت:۶۱)

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو؟ اور مسخر کیا سورج اور چاند کو تو وہ ضرور کہیں گے اللہ ہی نے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب سب عبادت خاص ہے اللہ تعالی کے ساتھ تو عبادت بھی اس کے ساتھ خاص ہونی چاہیے۔ اس لیے ارشاد ہوا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ یہ دو آیتیں ہیں ایک کو اللہ تعالی نے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ پر ختم فرمایا اور دوسری کو وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ پر ختم فرمایا۔ ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالی نے اپنی پانچ نعمتیں ذکر فرمائی ہیں جو اس بات پر دلالت کررہی ہیں کہ اللہ تعالی ایک ہے لیس لہ شریک ولا نظیر ولا ند یعنی اللہ تعالی کا نہ تو کوئی شریک ہے اور نہ اس جیسا ہے اور نہ اس کا کوئی ہم پلہ ہے۔ (۱) تمہارا خلق (۲) تمہارے آباؤ اجداد کا خلق (۳) زمین کی پیدائش (۴) آسمان کی پیدائش (۵) آسمان سے پانی برسانا اور زمین میں چیزیں اگانا اسی کا کام ہے۔ نعمت نمبر ۱، ۲ چونکہ دونوں ایک ہی جنس سے ہیں تو ان کو ایک آیت میں جمع کیا اور نعمت نمبر ۳، ۴، ۵ یعنی خلق سماء، خلق ارض اور انزال ماء من السماء و اخراج الثمرات من الارض یہ تینوں نعمتیں ایک جنس کی ہیں لہٰذا ان تینوں کو ایک آیت میں جمع فرمایا (۲) پہلی دو نعمتیں روحانی ہیں اور بعد کی تینوں نعمتیں جسمانی وحسی ہیں (۳) پہلی دونوں نعمتوں کا تعلق روح ونفس دونوں کے ساتھ ہے جبکہ بعد کی تینوں نعمتیں صرف نفس سے متعلق ہیں۔ پھر آخری تینوں کی ترتیب اس طرح ہے کہ پہلے زمین پھر آسمان پھر آسمان و زمین دونوں مرکب یعنی پہلے مفردات کے فوائد بیان ہوئے پھر مرکب کے۔ المفرد مقدمٌ علی المرکب طبعا یعنی طبعی طور پر مفرد مرکب پر مقدم ہوتا ہے۔ پھر زمین کو مقدم ذکر کیا کیونکہ زمین اقرب ہے بنسبت آسمان کے تو اقرب کو مقدم ذکر فرمایا۔

زمین گول ہے یا نہیں:

بعض لوگوں نے ''فراشاً'' سے استدلال فرمایا ہے کہ زمین گول نہیں ہے کیونکہ فراش کا معنی ہے بچھونا جس کو بچھایا جاتا ہے اور جو چیز بچھائی جائے تو چپٹی ہوتی ہے گول نہیں ہوتی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ زمین کا کروی شکل کا ہونا ''فراش'' ہونے کے منافی نہیں ہے۔ کرہ جب بہت بڑا ہو تو اس کی سطح چھوٹے بچھونے کی طرح ہوتی ہے اور زمین کی کروی ہونے پر شواہد کثیر ہیں اور قرآن کریم میں کہیں کروی ہونے کا انکار نہیں ہے۔ اب ہوائی جہاز پوری زمین میں جا سکتے ہیں۔ فیجی، فلپائن سے جا کر امریکہ سے مل جاتے ہیں تو ایک جگہ سے روانہ ہو کر پھر اسی جگہ پہنچ جانا کرہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ غروب وطلوع کا اختلاف اور اوقات نماز سحر وغیرہ کا اختلاف یہ سب علامات ہیں زمین کے کرہ ہونے کی تو اختلاف مطالع اس وجہ سے ہے۔

شبہ وجواب شبہ:

اب سوال یہ ہے کہ بارش آسمان سے ہوتی ہے یا ابر سے۔ بظاہر قرآن کریم میں دونوں طرح کی آیات موجود ہیں۔ مذکورہ بالا آیت میں اور اس جیسی دیگر آیات میں تو یہ مذکور ہے کہ بارش آسمان سے برستی ہے اور ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

وَ اَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَیْنٰكُمُوْهُ (سورہ حجر/۲۲)

اور بھیجا کرتے ہیں ہم ہوائیں بھری ہوئی (بخارات سے) پھر نازل کیا کرتے ہیں ہم آسمان سے پانی۔ پھر وہ پانی ہم تم کو پلاتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش بادلوں سے ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ

ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾

کیا تم نے اس کو اتارا بادل سے یا ہم ہی اتارنے والے ہیں؟ (سورہ واقعہ/۶۹)

اس آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اس آیت میں ''من'' ابتداء کے لیے ہے یعنی پانی کی ابتداء آسمان سے ہے یا مزن سے ہے۔ الجواب، مفسرین نے ان آیات میں تطبیق یوں بیان فرمائی ہے کہ ایک نفس مطر کی ابتداء ہے کہ مطر کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟ اور دوسرا مطر کی قضاء اور مطر کے حکم کا فیصلہ کہاں سے ہوا؟ چنانچہ یہ مطر من تحت العرش ہے۔ آسمان اور تحت العرش سے پانی نازل فرمایا یعنی اس کا حکم عرش سے آیا تو مطر باعتبار حکم وقضاء کے من السماء ہے اور نفس مطر من السحاب ہے، لہٰذا اشکال رفع ہو گیا اور مشاہدہ بھی یہی ہے کہ بوئنگ طیارہ جو تقریباً ۳۵، ۳۷ ہزار فٹ بلندی پر ہوتا ہے۔ یہ بادلوں کے اوپر ہوتا ہے۔ جب موسم صاف ہو تو آسمان نیل گوں نظر آتا ہے تو اوپر بارش نہیں ہوتی اور پتا بھی نہیں چلتا۔ لہٰذا بارش مزن (بادل) سے ہوتی ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے

کہ پہلے "وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً والی آیت صادق آتی" ہے کہ آسمان سے بارش برسنے کے بعد جب زمین میں پانی ٹھہرا تو پھر بخارات بن کر اوپر چڑھ گیا اور بادلوں سے برسنے لگا تو من المزن والی آیت بھی درست ہے۔ گویا مختلف اعتباروں سے دونوں آیتیں درست ہیں(لولا الاعتبارات بطلت العبارات) اور پہلی آیت میں تمہارے خلق کو مقدم کیا ہے کیونکہ وہ بنسبت آباؤ اجداد کے خلق کے اقرب ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۔۔

اور اگر تم ہو شک میں اس کلام کی بابت جو نازل کیا ہم نے اپنے بندے پر تو تم بھی لے آؤ ایک سورت اس جیسی۔

یہاں یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ کفار یہ کہہ سکتے ہیں کہ جی ہم اللہ کی عبادت کریں گے، لیکن جس وحی کی بنیاد پر ہمیں دعوت دی جا رہی ہے اس وحی کی صداقت وحقانیت میں ہمیں شک ہے۔ اس شبہ کو رفع کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا ارشاد فرمایا کہ اگر اس کتاب کے کلام خداوندی ہونے میں تمہیں شک ہے تو پھر اس کی کوئی نظیر ومثال پیش کرو۔

شبہ اولیٰ:

کفار کو جو شک قرآن کریم کی حقانیت میں ہو رہا تھا تو ممکن ہے کہ اس کی ایک وجہ یہ ہو کہ قرآن کریم تورات و انجیل کی طرح دفعۃً نازل نہیں ہوا، بلکہ موقع کی ضرورت کے پیش نظر تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔ اس وجہ سے کفار نے شک کیا ہو کہ اگر یہ کلام الٰہی ہوتا تو دفعۃً نازل ہو جاتا جیسا کہ تورات، انجیل سے اللہ تعالیٰ نے معاملہ فرمایا۔

شبہ ثانیہ:

اور ان کے شک کی دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جیسے فصحاء وبلغاء وشعراء کلام کو تالیف کر کے دفعتاً پیش کرتے تھے اور تھوڑا تھوڑا تالیف نہ کرتے تھے۔ قرآن کریم بھی حسب موقع تھوڑا تھوڑا اترتا گیا۔ انہوں نے گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیاس کیا شعراء وبلغاء پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس سے کلام تھوڑا تھوڑا تالیف کر کے پیش کرتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اگر تمہیں شک ہو تو اس کی مثال پیش کرو۔ اس کے مضامین جیسی کوئی ایک چھوٹی سی سورت پیش کرو اور یہاں پر "اَنْزَلْنَا" نہیں فرمایا بلکہ "نَزَّلْنَا" باب تفعیل کو استعمال فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ قرآن نجماً نجماً نازل ہوا ہے۔

قرآن کریم کی اعجازی شان:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شعراء کا دور دورہ تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے زمانہ میں حکیموں اور طبیبوں کا دور تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادوگروں کا راج تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایسا معجزہ عطاء فرمایا کہ نبی کے دور میں جس فن کے ماہر تھے ان پر حجت تمام ہو جائے تا کہ ان کو نبوت ورسالت پر دلائل کی دنیا میں قائل کیا جاسکے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسا عصاء نصیب فرمایا کہ میدان میں اژدھا بن گیا۔ تمام جادوگر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور ان کا جادو اس لاٹھی کے آگے ماند پڑ گیا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادرزاد نابینا بچوں کو اللہ تعالی کے حکم سے بینا کر دیتے تھے اور مردوں کو زندہ کر کے اللہ کے حکم سے اٹھا لیتے تھے۔ کوڑھ کی بیماری میں مبتلا لوگوں کو اللہ کے حکم سے اچھا کر دیتے تھے، جبکہ کوڑھ کے بیمار اور مادرزاد نابینا کو حکیم لاعلاج قرار دے چکے تھے۔ اسی طرح سرور دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بڑے بڑے شاعر، بڑے بڑے بلغاء وفصحاء موجود تھے۔ اس مناسبت سے اللہ تعالی نے آپ کو قرآن عظیم کا معجزہ نصیب فرمایا جس کے آنے کے بعد فصحاء کی فصاحت، بلیغوں کی بلاغت اور شعراء کی شاعری کے بازار ٹھنڈے پڑ گئے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے چیلنج کرنے پر نہ تو کوئی سورت پیش کر سکے اور نہ آیت۔ اعجاز باب افعال کا مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے عاجز کر دینا۔ کفار کو چیلنج کیا گیا کہ تم اپنے معین و مددگار اکٹھے کرو پھر قرآن کی کوئی مثل تیار کرو۔ شھداء شھید کی جمع ہے۔ شھید ماخوذ ہے شھود سے۔ یہ لوگ اپنے معبودین کو یہ سمجھتے تھے کہ جب بھی پکارا جائے تو وہ پہنچ جاتے ہیں۔ علم اور قدرت دونوں کو بتوں کی طرف منسوب کرتے تھے۔ وہ لوگ مشکل میں یا عزیٰ و یالات کہتے تھے۔ آج بھی تکلیف میں کوئی کسی کا نام لیتا ہے تو کوئی کسی کا۔ اور سمجھتے ہیں کہ ان کے پاس علم محیط ہے۔ ہماری آواز کو سنتے ہیں۔ ان کا عقیدہ بھی مشترکہ ہے۔ بعض آدمی جب غلطی پر ہوتے ہیں تو دلائل پیش کرنے کے لیے اتنی دور چلے جاتے ہیں کہ واپس نہیں لوٹ سکتے۔

مشرکین کہتے تھے کہ یہ گواہ ہیں اللہ کے پاس، تو شہید معنی گواہ کے بھی ہوگا اور فرمایا کہ ایک سورت قصیر بنالو۔ اگر تم اس عقیدہ میں سچے ہو کہ تمہارے معبود قادر ہیں یا مشکل کشا ہیں یا استعانت ان سے جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں پر عبدنا کہا ہے رسولنا نہیں کہا ہے۔ باوجود یکہ یہاں رسولنا کہنا بظاہر زیادہ مناسب تھا کہ نزول وحی رسول پر ہوئی ہے۔ ایک شخص جب صفت نبوت کے ساتھ موصوف ہو تو تنزیل ورسالت میں تو مناسبت ظاہر ہے، لیکن عبدیت ورسالت میں بظاہر کوئی ربط نہیں ہے؟

یہاں عبدیت کے شرف کو ظاہر کرنے کے لیے عبدنا کہا ہے کہ عبد ہونا نچلا مقام نہیں ہے۔ چنانچہ متعدد مقامات میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان صفت عبدیت سے بیان فرمائی ہے۔ سورہ کہف کی پہلی آیت ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ؕ

اسی طرح سورہ فرقان کی پہلی آیت ہے:

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۙ

اسی طرح سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الخ

ان تمام جگہوں میں صفت عبدیت کو ملحوظ رکھا گیا۔

مسئلہ نقل کلام العباد، کلام اللہ ہے یا نہیں؟

قرآن کریم میں بسا اوقات عباد کے کلام کو نقل کیا گیا ہے۔ قال فرعون وغیرہ نقل کیا ہے تو وہ آیات جس میں اللہ نے کسی عبد کے کلام کو نقل کیا۔ کیا اس کی نظیر بھی پیش نہیں کر سکتے کہ وہ کلام اللہ ہے۔ اب فاتحہ میں الحمد للہ رب العالمین الخ پڑھی تو یہ بندہ کہتا ہے تو سورۃ الفاتحہ ھو قول علی لسان العباد یعنی کلام العبد ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں جو قصص وارد ہیں تو اس کی نظیر کیوں پیش نہیں کی جا سکتی۔

اصل میں دوسرے کے کلام کو نقل کرنے کے دو طریق ہیں۔ ایک روایت باللفظ ہے، ایک روایت بالمعنی ہے۔ جیسے احادیث میں ہوتا ہے۔ روایت باللفظ میں ہمیشہ وہی الفاظ رکھے جاتے ہیں اور روایت بالمعنی میں الفاظ اپنے اور مراد دوسرے کی ہوتی ہے۔ اللہ نے قرآن کریم میں جہاں عباد کے کلام کو نقل کیا ہے۔ وہاں الفاظ اس کے اپنے ہیں تو یہ روایت بالمعنی ہے کیونکہ فرعون کی زبان عربی نہیں تھی، لیکن سب عربی میں نقل کیا فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا وما رب العالمین اور پھر اس کے جوابات ان رسولکم الذی ارسل الیکم الخ تو یہ عربی میں نہیں کہا تھا۔ یہ روایت بالمعنی ہے اور اللہ کا کلام ہے۔ اس لیے اس کی مثل نہیں پیش کر سکتے۔ اس لیے یہ تحدی عام تحدی ہے۔ عام چیلنج ہے۔

یہاں سورہ بقرہ میں ایک سورت کا چیلنج کیا گیا ہے اور سورۃ یونس میں بھی سورۃ کا چیلنج کیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ (سورہ یونس/۳۸)

کہہ دیجیے کہ تم لے آؤ کوئی سورت ویسی ہی اور بلا لو جنہیں تم بلا سکو اللہ کے سوا اگر ہو تم سچے۔

اسی طرح سورہ ھود میں دس سورتوں کا چیلنج کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ الآیہ (سورہ ھود/۱۳)

کہہ دیجیے تو لے آؤ تم بھی دس سورتیں ویسی گھڑی ہوئی۔

اسی طرح سورہ بنی اسرائیل میں پوری کتاب کا چیلنج کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ۸۸)

(اے نبی) آپ کہہ دیجیے کہ اگر انسان اور جنات اس قرآن کی مثل لانے پر متفق ہو جائیں تو اس کی مثل نہیں لا سکتے اگر چہ ان کے بعض بعض کے مددگار رہوں۔

اس آیت میں پورے قرآن کی مثل کا چیلنج کیا گیا ہے۔ یہ کل چار مقامات ہیں۔ ان چار مقامات کی تحدی اور چیلنج میں کوئی معارضہ یا تضاد نہیں ہے۔ شاید پہلے پورے قرآن کی مثل کا چیلنج کیا گیا ہو۔ جب یہ مثل پیش کرنے سے عاجز رہے تو پھر دس سورتوں کا چیلنج کیا گیا۔ پھر ایک سورت اور بعض سورت کا بھی چیلنج کیا گیا۔ گویا تنزل ہے من الاعلیٰ الی الاسفل اور یہ طریقہ کار خصم و دشمن کے لیے انتہائی ذلت و پسپائی کا ہے۔ یہ ارخاء عنان ہے کہ نہ پورے قرآن کی مثل پیش کر سکیں، نہ کوئی سورت، نہ کوئی آیت۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ

پس اگر تم (سورت پیش) نہ کر سکو اور ہرگز (پیش) کر بھی نہیں سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

یہاں فاتقوا کا جملہ فرمایا کہ اس کے ذریعہ تم متقین میں شامل ہو جاؤ گے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ جب شروع میں فرمایا کہ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا تو کوئی یہ سوچ سکتا تھا کہ اگر مجھ کو مہلت مل گئی اور تیاری کا موقع مل گیا تو ہم مثل پیش کر دیں گے۔ پھر اس وہم کو بھی دور فرمایا کہ تم اس معاملہ میں جتنی کوشش کرو گے لاحاصل ہوگی، خواہ کتنا ہی طویل زمانہ تم کو مل جائے، لیکن ہرگز اس کی مثل پیش نہیں کر سکو گے۔ ''ان'' جملہ شرطیہ پر داخل ہوتا ہے اور اس میں امکان مقدم شرط نہیں ہے مقدم ہو یا نہ ہو، لیکن جملہ شرطیہ میں اصل میں تلازم بین الشرط والجزاء کو دیکھا جاتا ہے۔ جیسے ان کان زید حمارا کان ناھقا' تو تلازم بین الشرط والجزاء درست ہے یہ جملہ صادقہ ہے اور مقدم کا امکان نہیں ہے۔ یہاں بھی فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا میں مقدم کا امکان نہیں ہے یعنی مثل پیش کرنے کا امکان نہیں ہے تو یہ ان کا فائدہ ہوا اور آگے ''وَلَنْ تَفْعَلُوْا'' فرما کر مایوس کر دیا کہ یہ کام تو تم سے ہرگز نہیں ہو سکے گا، البتہ تقویٰ کی فکر کرو۔ ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل ہونے کی فکر کرو اور اس آگ سے بچنے کی فکر کرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے اور یہ چیلنج عربی زبان میں ہے کہ عربی زبان میں اس کی مثل پیش کرو۔ کسی اور زبان کو چیلنج نہیں ہے۔ وَقُوْدُ وہ چیز جس سے آگ روشن ہوتی ہے اور وَالْحِجَارَةُ سے مراد یا تو وہ پتھر ہیں جن سے بت تراشے گئے تھے یا گندھک نما پتھر جن سے آگ خوب تیز ہوتی ہے اور شاید اس حکم میں

جنات بھی شامل ہوں۔ان کو اللہ کے قہر وغضب سے ڈرایا گیا ہو،لیکن پہلے مخاطب انسان ہیں کیونکہ خطاب یَاَیُّهَا النَّاسُ سے شروع ہوا ہے:

اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ تیار کی گئی ہے کفار کے لیے۔

الجنة والنار مخلوقتان جنت اور جہنم پیدا کئے جاچکے ہیں:

'اعدت' ماضی مجہول کا صغیہ ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ تیار ہے اور جنت وجہنم پیدا کئے جاچکے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ قیامت کے دن پیدا کئے جائیں گے۔یہی عقیدہ اہل سنت والجماعت مسلمانوں کا ہے۔کیونکہ تحقق وقوع کی تاویل نہیں کرسکتے۔ہمارا یہی عقیدہ ہے۔تاویل کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے جب کوئی نص بظاہر اصول مذہب کے خلاف نظر آتا ہو۔پھر اگر کوئی خصم تاویل کے لیے کہتا تو ہم اس تاویل کو رد نہ کرتے۔یہاں ظاہر آیت مذہب کے موافق ہے۔اس لیے ظاہر پر عمل کرنا بہتر ہے۔جہنم ایک جگہ ہے وہاں کے عذاب کی شکلیں اور صورتیں انسان کے اعمال سے پیدا ہوتی ہیں۔اسی طرح جنت ایک جگہ ہے۔وہ نعمتیں مومن کے اعمال صالحہ سے پیدا ہوتی ہیں، البتہ ہر شخص کا حصہ الاٹ ہے اور اعمال صالحہ کرتے کرتے انسان اور جنت میں ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے،لیکن خدانخواستہ اگر انسان نے کفر کیا اور اس کفر پر خاتمہ ہوگیا تو یہ سب کچھ چٹ یعنی صاف ہوجاتا ہے اور وہ شخص جہنم میں چلا جاتا ہے۔اسی طرح برے اعمال سے انسان جہنم کے قریب تر ہوجاتا ہے،لیکن ایمان قبول کر کے آخر میں جنت میں چلا جاتا ہے۔پھر احادیث کے ذریعہ معلوم ہوا کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا،اس کو جہنم سے نکال دیا جائے گا اور جنت میں داخل کردیا جائے گا۔اسی طرح حدیث میں ہے کہ ایک شخص کو جنت کے قریب کرتے کرتے پھر جنت میں داخل کردیا جائیگا اور جنت کی نعمتوں کے متعلق اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ الآیۃ

اور خوشخبری سنایئے ان لوگوں کو جو ایمان لاچکے ہیں اور اعمال صالحہ کرتے ہیں کہ ان کے لیے جنتیں ہیں۔

آٹھ جنتیں ہیں۔(۱) جنت الفردوس (۲) جنت عدن (۳) جنت الماویٰ (۴) جنت دار الخلد (۵) جنت دار السلام (۶) جنت دار المقامۃ (۷) علیین (۸) جنت النعیم۔آٹھ جنتوں سے مراد جنت کے آٹھ طبقات ہیں۔ جبکہ جہنم کے سات طبقات ہیں۔جیسا کہ ارشاد فرمایا کہ ان جنتوں کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یعنی سیلاب نہ ہوگا، مکان نہ گریں گے۔وہ نہریں نقصان دہ نہیں ہوں گی۔

كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِىْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ

جب بھی دیا جائے گا ان کو اس جنت میں سے کوئی پھل بطور رزق کے تو کہیں گے کہ یہ وہی تو ہے جو اس سے قبل ہم کو دیا گیا تھا اور دیئے جائیں گے ملا جلا یعنی پہلے رزق کے ہم رنگ وہم صورت پھل دیئے جائیں گے۔

یہاں یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ لفظ كُلَّمَا دلالت کرتا ہے تمام افراد رزق پر اور تمام مرات رزق کو شامل ہے یعنی جو بھی چیز جس وقت بھی دی جائے گی۔ تو وہ لوگ کہیں گے کہ یہ پہلی کی طرح ہے۔ جیسا کہ طلاق میں لفظ كُلَّمَا میں تعمیم ہوتی ہے ہر عورت اور ہر نکاح اس لفظ میں شامل ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جنت میں جب پہلی بار بالکل ابتداء میں جنتیوں کو گوشت یا پھل وغیرہ ملیں گے تو اُس وقت یہ کیسے کہیں گے هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ کیونکہ اس سے پہلے تو ان کو کوئی چیز ملی نہیں ہوگی؟ جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ مِنْ قَبْلُ سے مراد اس صورت میں دنیا کی نعمتیں ہوں گی۔ کیونکہ جیسے دنیا میں کھجوریں، انگور، انار سیب وغیرہ پھل اور گوشت کے انواع ہیں تو جنت میں بھی کم وکیف کی تبدیلی کے ساتھ یہی چیزیں ہوں گی۔ مذکورہ جواب پر بھی یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ جب جنت کی نعمتوں کی مثالیں دنیا میں موجود ہیں اور شکل وصورت میں جنت کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں کی طرح ہوں گی تو پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہو گا؟ **مالا عین رأت ولا اذن سمعت الحدیث** اس کا جواب یہ ہے کہ بعض مفسرین نے تو من قبل کو عام کر دیا اور مطلب یہ ہوگا ای **من قبل سواء کان فی الجنة او فی الدنیا** یعنی قبلیت جنت کے پہلے پھلوں کے اعتبار سے بھی ہوسکتی ہے اور دنیا کی نعمتوں کے اعتبار سے بھی ہوسکتی ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ من قبل سے مراد جنت ہی کے پہلے پھل مراد ہیں اور جب اہل جنت کو پھل اور دیگر نعمتیں ملیں گی تو وہ پہلے پھلوں اور نعمتوں سے جو ان کو مل چکی ہیں مشابہ ہوں گی۔ تشابہت کا یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

انهار اربعه في الجنة:

انہار جنت...... جنت میں جو نہریں ہیں، وہ چار قسم کی ذکر کی گئی ہیں۔ پانی کی نہریں، شہد کی نہریں **وانھار من عسل مصفی**، دودھ کی نہریں اور شراب کی نہریں۔ واضح رہے جنت کی شراب میں نشہ نہیں ہوگا۔

شرابی اعتراض کریں گے کہ پھر مزہ ہی کیا ہوا، لیکن دنیا کے شرابی آخرت میں محروم ہوں گے **من لبسه فی الدنیا لم یلبسه فی الآخرة** (الترغیب) یعنی جس نے دنیا میں ریشمی لباس پہن لیا، آخرت میں اس کو نصیب نہ ہوگا۔ اگرچہ حقیقت میں وہ جنت میں چلا جائے، لیکن **ولباسھم فیھا حریر** نہیں ہوں گے۔ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ الآیہ اور ہم ان کے سینوں سے کینہ نکال باہر کریں گے (سورہ حجر/۴۷) تو شراب جس کو نہ ملے گی وہ بھی قانع ہوگا اور ایک غریب آدمی جس کو روٹی مل جائے تو وہ بڑے وڈیروں کی روٹی کی طرف نظر نہیں کرتا۔ باقی تشتھی الانفس ہے تو اس کا نفس چاہت نہیں کرے گا۔

وَ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ عورتوں میں جھگڑا نہیں ہوگا جبکہ یہ بڑی صفت ہے۔عورت کے بارے میں فرمایا:

یامعشر النساء تصدقن و اکثرن الاستغفار فانی ر ایتکن اکثر اهل النار فقالت امراة من هن ومالنا یا رسول الله اکثر اهل النار؟ قال تکثرن اللعن و تکفرن العشیر o الخ (بخاری)

اے عورتوں کے گروہ صدقہ کیا کرو اور کثرت استغفار کیا کرو۔ بیشک میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ جہنم میں زیادہ تم ہی ہو۔ایک عورت ان میں سے بولی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیوں ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا اس وجہ سے کہ تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور رشتہ داروں کی ناشکری کرتی ہو۔

لو احسنت الی احدهن دهرا اگر تو ساری زندگی ان پر احسان کرے اور پھر ذرا برابر کوئی کمی کی بات ہو گئی تو کہتی ہے **مارأیت خیرا منک قط** یعنی میں نے آپ سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ (بخاری)

سارے احسان ایک دن میں بھول جائے گی۔ وہاں (جنت) کی عورتیں لڑیں گی نہیں۔

مطہرہ یعنی پاک ہوں گی نجاستوں سے حیض سے نفاس سے۔ یہاں تک کہ بلغم بھی نہ ہوگا۔ ناک کی رطوبت بھی نہیں ہوگی۔ فضلات بھی نہ ہوں گی، بول براز نہ ہوگا۔ ایک عجیب زندگی ہوگی۔ ادھر ادھر بھاگنا نہ پڑے گا۔ کوئی چیز نفرت کی نہ ہوگی کہ کھانا ایک ڈکار سے ہضم ہو جائیگا۔ چنانچہ دنیا کے ہر شخص کو عورت ملے گی تو جنت میں بھی مردوں سے زیادہ ہوں گی کہ برابر ہوں گی۔ اب اگر کسی عورت کے یکے بعد دیگرے متعدد شوہر ہوں تو وہ پہلے والے کو ملے گی یا آخر والے کو۔

راجح یہ ہے کہ آخر والے کی ہوگی۔ حال ہی میں یہ سوال ہوا تھا کہ ایک عورت چار شوہر رکھ سکتی ہے؟ یہ بات قطعی طور پر غلط ہے۔ کیونکہ اس سے یہ نقصان ہوگا کہ لوگوں کے نسب خلط ملط ہو جائیں گے۔ ایک بچے کے متعدد باپ ہوں گے تو وہ کس کا شمار ہوگا؟ یہ یورپ والوں کی بات ہے۔ اس طرح تو حکمت تمدن بالکل نہ رہے گی۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ عورتوں کی پیدائش زیادہ ہے اس لیے تعدد ازواج کا حکم دیا گیا ہے۔ عورتوں کی کثرت بہت زیادہ ہے۔ تناسب اسی اعتبار سے ہوگا۔ غیر شادی شدہ کو غیر شادی شدہ مل جائے گی۔

وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ خلود کے بغیر کوئی نعمت بڑی نعمت نہیں ہوسکتی ہے۔ آج نعمت ہے، کل چھن گئی۔ آج کی حسرت عمر بھر قائم رہے گی۔ اس لیے اس حسرت کو دور کرنے کے لیے خلود کی بشارت دے دی کہ عدم نعمت کا خطرہ نہ رکھو۔

علم الاشیاء الثلاثة ضروری المبداء و المعاد والمعاش:

محققین نے لکھا ہے کہ ایک انسان کو تین چیزیں دریافت کرنی چاہئیں۔ اول مبداء کہ میں کہاں سے آیا، کیا تھا۔ دوم معاش کہ آج میری زندگی کہاں سے چل رہی ہے۔ سوم معاد کہ میری انتہا کہاں ہے۔ تین چیزوں کا علم

انسان کے لیے ضروری ہے۔ اس آیت میں تینوں چیزیں یاد دلائی ہیں۔ خلقکم تو مبداء عدم ہے کہ عدم سے وجود میں لائے۔ معاش کا ذکر جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا اور رِزْقًا لَّكُمْ ہے۔ پھر معاد کا بتلایا۔ معاد دو فرقوں کا الگ الگ ہے فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ الخ معاد الکفار ہے۔ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تا خٰلِدُوْنَ معاد المومنین ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس شبہ کو رد کر دیا کہ یہ قرآن منزل من اللہ نہیں ہے تو ایک شبہ اور تھا مشرکین کا کہ قرآن کو کیسے اللہ کا کلام مانیں کہ اس میں بڑی حقیر چیزوں کو پیش کیا جاتا ہے اور کوئی بڑا آدمی ان چیزوں کا ذکر نہیں کرتا جیسے مچھر، مکھی وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس کو اس سے نہیں چھڑا سکتے۔ (سورہ حج/۷۳)

اور کوئی تو ان کا نام بھی نہیں لیتا اگر اللہ تعالیٰ بزرگوں کا بزرگ ہے وہ کیوں کر ذکر کرے گا۔ لہٰذا یہ منزل من اللہ نہیں ہے؟

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا الآیہ اللہ تعالیٰ نہیں حیاء کرتے، اللہ نہیں شرماتے کہ اللہ مچھر سے مثال بیان کرے یا جو مچھر سے اوپر ہے پس وہ لوگ جو مومن ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ رب کی طرف سے حق ہے اور کافر کہتے ہیں کہ اللہ نے اس مثال سے کیا ارادہ کیا۔ اللہ ایسی مثال دے کر بہت سوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت دیتا ہے اور نہیں گمراہ کرتا، مگر گمراہوں کو جو عہد کو توڑتے ہیں، یعنی توڑتے ہیں ان چیزوں کو جن کو جوڑنے کا حکم ہے اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یہی لوگ زیاں کار ہیں اور تم اللہ کے ساتھ کیسے کفر کرتے ہو کہ تم کو زندہ کیا پھر مار کر زندہ کرے گا وہ اللہ کہ جس نے تمام آسمان و زمین کو پیدا کیا۔

مچھر کی مثال دینے سے اللہ نہیں شرماتا فَمَا فَوْقَهَا مچھر سے اوپر کے کیا معنی ہیں۔ یعنی مچھر سے جسامت میں بڑا مراد ہے جیسے مکڑی اور مکھی تو عنکبوت اور ذباب بھی بعوضۃ سے فوق ہیں اور اللہ مثال دیتے ہیں مچھر کی یا جو فوقھا ہو یا اس سے اصغر ہو یعنی مچھر سے بھی بڑھ کر چھوٹا ہو چھوٹے پن میں جیسے جناح بعوضۃ یعنی مچھر کے پر کے برابر۔ جیسے حدیث میں ہے:

لو كانت الدنيا تعدل عندالله جناح بعوضة ماسقى الله كافرا منها شربة ماءo (تفسیر ابن کثیر)

اگر دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ نافرمان کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا،

لیکن لوگ دنیا کے کتنے دلدادہ ہیں؟ معلوم ہوا کہ کروڑ پتی ہونا بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ مچھر کے پر کے ساتھ مثال حقارت کے لیے دی ہے۔

عرب میں بعوضہ سے چھوٹے پن کی مثالیں عام دی جاتی ہیں۔

ما البق و ما الشحم مارجل الجراد

یعنی پسو کچھ نہیں، چربی کچھ نہیں، ٹڈی کی ٹانگ کچھ نہیں۔ یہ ساری مثالیں تحقیر کے لیے ہیں، جیسے اردو میں مشہور ہے کہ۔ ''کیا پدی کیا پدی کا شوربا''۔ مثالیں ہمیشہ سمجھانے کے لیے دی جاتی ہیں، جیسے حدیث میں ارشاد ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا تو اسے جہنم سے نکال دیا جائے گا۔ تمثیل میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ مثال اور ممثل لہ میں جہت جامعہ درست ہے یا نہیں۔ مومن اس مثال کو حقیقت جان کر مومن رہتا ہے اور کافر بھی اس مثال کو مانتے ہیں، لیکن کفر کر جاتے ہیں۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

دونوں مقابل ہیں اکثر آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان والے کم اور کفار زیادہ ہیں، جیسے ایک اور جگہ ارشاد ہے مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝ ان میں سے بعض مومن ہیں اور اکثر ان میں نافرمان ہیں۔ (سورہ آل عمران/۱۱۰) ایک اور جگہ ارشاد ہے......

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ (سورہ ص/۲۴)

مگر جو لوگ ایمان دار ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے اور تھوڑے ہی ہیں ایسے لوگ۔

حقیقت یہ ہے کہ نیک لوگ ظاہری طور پر تھوڑے اور گناہ گار زیادہ ہوتے ہیں، لیکن نیک لوگ تھوڑے ہونے کے باوجود زیادہ کارآمد ہوتے ہیں اور برے لوگ زیادہ ہونے کے باوجود ان کی کثرت مفید نہیں ہوتی۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے:

ان الكرام كثير فی البلاد وان قلوا كما غيرهم قلو وان كثروا○

معزز اور شریف لوگ شہروں میں زیادہ (غالب) ہوتے ہیں اگرچہ تعداد میں تھوڑے ہوں
جیسا کہ برے لوگ حقیقت میں تھوڑے ہوتے ہیں اگرچہ تعداد کے اعتبار سے زیادہ ہوں۔

انسان کے وزن کو دیکھو روس (سروں) کو شمار نہ کرو ووٹ میں کافر زیادہ ہیں روس (سروں) کو شمار کرنا یہود کی حماقت ہے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ ایک ہزار میں سے صرف ایک جنتی ہے اور باقی جہنمی ہیں تو روس کو شمار نہ کرو، ورنہ کفار کو غلبہ ہوگا يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ میں لف نشر غیر مرتب ہے کیونکہ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا کا تعلق وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے ہے جو کہ موخر ہے اور وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ کا تعلق، فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے ہے جو کہ مقدم ہے بہرحال یہ قرآن کے دعوت کے مختلف انداز ہیں۔

وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝ الفاسق الخارج عن حد العقل و الشرع

یعنی فاسق وہ ہے جو حد شرع اور حد عقل دونوں کو پھلانگ جائے۔ ان میں حد شرع سمجھنے کی استعداد باقی نہ رہے۔

فاسق جنت میں جائیگا یا جہنم میں؟

پہلا سوال تو یہ ہے کہ فاسق مسلمان رہتا ہے یا کافر ہو جاتا ہے؟ فاسق ایک تو وہ ہے جو کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہو یا صغائر پر اصرار و دوام کرتا ہو اور توبہ بھی نہ کی ہو، لیکن اس کے دل میں ایمان ہو۔ یہ فاسق اہل سنت و الجماعت کے نزدیک (ھوالمومن) مومن ہے۔ معتزلہ کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے، لیکن درمیان میں ہے۔ لیس بمؤمن ولا کافر یعنی نہ مومن ہے اور نہ کافر ہے۔ گویا معتزلہ کے ہاں تین درجے ہیں۔ (۱) مسلم (۲) کافر (۳) فاسق۔ خوارج کے نزدیک ایسا شخص داخل فی الکفر ہے اور معتزلہ کے ہاں اذا خرج من الاسلام فیدخله فی النار ولا یصلی علیه ولا یدفن فی مقابر المسلمین یعنی جب وہ اسلام سے خارج ہو گیا تو پھر ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ ہمارے نزدیک ایسا نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں ہم اہل سنت والجماعت کے دلائل بہت زیادہ اور قوی ہیں۔

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ الآیه

جب ایک شخص نے کلمہ پڑھا تو گویا اس نے عہد کر لیا۔ منافقین بھی اس عہد و پیان میں شامل تھے اور کہتے تھے کہ نشهد انک لرسول الله۔ پھر اس کو توڑتے تھے۔ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ یعنی اللہ نے جس چیز کے جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ توڑتے ہیں۔ مخالفین کو لڑائی پر اکساتے ہیں غلط پراپیگنڈہ کرتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یہ خسران اور ٹوٹے میں ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ پھر انہیں بآلاء اللہ تسلیم کراتے ہیں کہ تم کیسے کفر کرتے ہو جب تم اموات تھے، عدم میں تھے۔ تم میں حیات نہیں تھی۔ ہم نے تمہیں حیات دی۔ پھر موت کے بعد حیات دیں گے۔

عدم دراصل مستور (پوشیدگی) ہوتا ہے۔ اس جہان میں عدم اصل سے وجود میں آ گیا۔ لہٰذا موت کے بعد موت کا آنا ہے۔ التعقیب مع الوصل ہے، لیکن حیوٰۃ کے بعد بھی جو موت آتی ہے۔ اس میں فاصلہ ہوتا ہے۔

موت بھی نعمت ہے کہ یہ جو حیاتِ دنیا ہے، کچھ نہیں ہے۔ البتہ بعد کے مقامات اچھے ہیں اور حیاتِ دنیاوی قطع کئے بغیر وہ دیئے نہیں جاسکتے۔ اس لیے بطور انعام ذکر کیا۔

حیات برزخی اور حاضر وناظر کا مسئلہ:

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ یہاں موت کے بعد بھی حیات ہے، لیکن فاصلہ ہے۔ پھر کافی دن کے بعد تم لوٹائے جاؤ گے۔ موت کے بعد لوٹتے ہیں اور جو لوگ اس حیات کو حیات برزخی پر محمول کرتے ہیں وہ اس حیات کا انکار کرتے ہیں، لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہاں حیات برزخی مراد ہے کیونکہ احادیث دلالت کرتی ہیں حیات برزخ پر کہ وہاں قبر میں منکر نکیر کا سوال ہوگا۔ پھر پوچھا جائے گا من ربک، فیقول ربی الله اور بعض روایات میں ہے

ماتقول فی هذا الرجل کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت پیش کردی جائے گی۔ الغرض قبر میں جاتے ہی فوراً آپ کی زیارت ہو جائے گی۔ یہ بڑی بشارت ہے۔ اس سے حاضر و ناظر ہونا لازم نہ آئے گا۔ اب تو ٹیلی ویژن نے اس کو رد کر دیا ہے۔ صدر اور وزیر اعظم ہزاروں جگہ نظر آتے ہیں لیکن حاضر ناظر نہیں ہیں۔ کیا اللہ کے ہاں ایسا کیوں ممکن نہیں ہے کہ ہر قبر میں ایک سیٹ لگا دیا جائے۔ قبر میں انسان کو ایک گونہ حیات حاصل ہو جاتی ہے، بلکہ ہمارے نزدیک عذاب قبر کی تمام احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں وعذاب القبر للعصاة من المومنین حق اور مومنین کو نعمتوں کا اِستلذاذ ہوتا ہے اس لیے اگر حیات نہ مانیں گے تو ادراک اتم کیوں کر ہوگا۔ کافرین میں بھی یک گونہ حیات ولو حیات الضعیفة ضروری ہے۔ عذاب قبر تواتر سے ثابت ہے۔

اقسام الحیاۃ الاربعۃ:

اسی موت اور بعد کی حیات کے درمیانی عرصہ کو قبر کہا جاتا ہے۔ قبر صرف گڑھا نہیں ہے۔ (۱) اب روح کا جسد سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہوگا۔ کافر کے لیے ہے کہ صرف زخم برداشت کرلے۔ یہ حیات اضعف ہے۔

ولو بجزء من البدن مومن کے کہ ادراک الم و استلذاذ بھی ہوتا ہے۔ حیات ضعیف ہے حیاتِ برزخ میں۔ (۲) اس سے فوق حیات شهداء کی ہے جو کہ حیاتِ متوسط ہے۔ جس سے بدن بھی محفوظ رہتا ہے۔ (۳) اس سے فوق حیات الانبیاء حیات الاقویٰ ہے۔ ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء انبیاء کا صرف بدن ہی محفوظ نہیں ہے، بلکہ حیات بھی ہیں۔ کیونکہ بدن کا محفوظ ہونا تابع حیات ہے۔ (۴) اس سے فوق حیات دنیویہ ہے یہ محافظ ہے جب تک انسان زندہ ہو تو گلے گا سڑے گا نہیں۔

ان صلوتکم معروضة علی قالوا لکن بلیت ورمت○

یعنی جب آپ کا جسد اطہر مٹی میں بوسیدہ ہو چکا ہوگا تو اعمال کیسے پیش ہوں گے؟ پھر آپ نے فرمایا ان الله حرم الخ رواه ابو داؤد. اس لیے بات عرض صلوٰۃ کی ہے تو تحفظ جسد ضروری ہے۔ جسد میں شعور و ادراک نہ ہو تو پھر صحابہ کا مراد کیسے بنے گا۔ حدیث کے سیاق وسباق کو دیکھو۔ یہ درجات ہیں۔

دو باتیں بطور عقیدہ یاد رکھو:

دو باتیں بطور عقیدہ کے ہیں۔ اول یہ کہ حضرات انبیاء پر موت طاری ہوتی ہے۔ انبیاء قدیم نہیں ہیں۔ انک میت و انهم میتون کہ جسے تم موت کہتے ہو کہ اس میں دوران خون بند ہو جاتا ہے یہی معروف موت ہے۔ یہ موت پیغمبروں پر لازماً آتی ہے۔ باقی حیات انبیاء ایک علمی تحقیق ہے۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے آب حیات میں تحقیقات سے کہا ہے کہ انبیاء کی حیات ووفات کا دوسروں سے کیا فرق ہے۔ جو یہ عقیدہ نہ رکھے وہ

گمراہ ہے۔ دوم برزخ میں حیات ہوتی ہے۔ کسی کی ضعیف کسی کی اضعف کسی کی قوی اور کسی کی اقویٰ الخ کماذکرنا اور یہ حیات کیسے آتی ہے کیسے آئی۔ جزء بدن مراد ہے یا کل بدن مراد ہے۔ ردالله علی روحی مراد ہے۔ جسد مثالی ہے یا عنصری ہے۔ یہ سب تحقیقات علمیہ ہیں۔ یہ سب تحقیقات علیین و سجین سے قائم ہیں۔ اس میں تم بھی آزاد ہو اور عوام بھی آزاد ہیں۔ جو لوگ سرے سے موت کو نہیں مانتے، یہ بھی گمراہی ہے اور موت کو ماننے کے بعد جو لوگ پتھر کی مثل کہتے ہیں۔ یہ پتھری لوگ ہیں۔

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا

اللہ نے التذکیر بآلاء الله کے ضمن میں فرمایا کہ اللہ وہ ہے کہ جس نے پیدا کیا تمہارے لیے (''لَکُمْ'' کا لام انتفاع کے لیے ہے)۔ وہ جو کہ زمین میں ہے سارا کا سارا۔ پھر آپ متوجہ ہوئے آسمان کی طرف پھر بنایا آسمانوں کو سات آسمان۔ یہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی پیدائش بلکہ مافی الارض الجمادات و النباتات و الحیوانات کو پہلے پیدا کیا تو ترتیب خلق یہ ہے۔ آسمانوں کو بعد میں پیدا کیا ہے۔ چنانچہ دوسری آیات میں دیکھتے ہیں تو معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خلق سماء مقدم ہے اور خلق ارض مؤخر ہے۔ آپ دیکھیں اس طرح بھی صریح آیتیں ہیں۔ سورہ نازعات میں ہے:

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾

تمہاری پیدائش مشکل ہے یا آسمان کی تخلیق جس کو اللہ نے بنایا۔

وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ (نازعات/۳۰)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کو پہلے بنایا اس کے بعد ارض کو پیدا کیا اور پھیلایا۔ یہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی پیدائش بعد میں ہوئی ہے۔ ان آیات کے درمیان مطابقت کیسے ہوگی؟

بعض لوگ تطبیق یوں دیتے ہیں کہ خلق الارض مقدم ہے علی خلق السماء۔ ایک دحاح الارض ہے، وہ مؤخر ہے خلق آسمان سے یعنی زمین کو پہلے مختصر پیدا کیا۔ سوال یہ ہے کہ یہاں مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ہے کہ جبال بھی ہیں، نباتات بھی ہیں کہ مَّا فِى الْاَرْضِ ہے۔ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ ہے تو پھر دحوا الارض کی تطبیق کیسے ہے کیونکہ انسان وغیرہ والارض کے بعد ہی تو ہوں گے۔ تو اگر نفس ارض ہوتا تو یہ توجیہ صحیح ہوتی، لیکن یہاں مَّا فِى الْاَرْضِ ہے۔

قبل الدحو جبال یا انہار ٥

پہلے ان کی اجمالی صورت تھی۔ اس کے جبال بھی مختصر تھے۔ جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ تھا تو تمام اعضاء چھوٹے چھوٹے تھے۔ کبھی کبھی کوئی چیز ظاہر ہوتی ہے، لیکن اجمالاً تمام اعضاء ہوتے ہیں۔ اس طرح زمین کے اندر جو چیزیں ہیں من النباتات و الجبال و الانہار یہ ساری چیزیں اس میں اجمالاً تھیں، لیکن یہ سب تفصیل کے ساتھ نہ تھے، پھر آسمان پیدا کیا گیا ہے۔ پھر انہار سمندر وغیرہ پھیل گئے تو جیسے دحو الارض و خلق

الارض کا فرق ہے۔اس طرح مافی الارض اجمالاً و تفصیلاً کا فرق کر لیں تو درست ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ آسمان اور زمین کے خلق سے قبل ایک عرش تھا اور ایک پانی تھا۔جیسے حدیث کی روایات میں پڑھا ہوگا کہ **وکان عرشہ علی الماء قبل خلق السموات والارض** ہے۔اس کے بعد پانی میں تموج آیا، جنبش آئی اور اس حرکت سے حرارت پیدا ہوئی۔حرارت سے دھواں پیدا ہوا، پھر وہ دھواں اوپر کی طرف چڑھا اور یہ مادہ دھوئیں کا آسمان بنا۔ چنانچہ اس آیت میں بھی ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ **وھی دخان** ہے۔اشارہ ملتا ہے کہ اس کے بعد پانی میں کچھ تجمد ہوا، سردی پیدا ہوئی۔تجمد یعنی سخت ہونا شروع ہوا اور وہ پانی جو متجمد ہو گیا وہ زمین کا مادہ بنا۔دھواں آسمان کا مادہ بنا اور سخت پانی زمین کا مادہ بنا۔مادہ زمین کا پہلے تھا اور آسمان کا مادہ بعد میں پیدا ہوا۔پھر زمین کے کچھ اقلیم بنے۔چنانچہ اس روایت میں اور دوسری روایات کے اندر بھی تفسیر ہے کہ زمین کی ابتدائی پیدائش مقدم ہے اور خلق سماوات موخر ہے۔

کوے کی حلت وحرمت کی خبر پر تبصرہ:

یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مذہبی منافرت ملک میں بہت بڑھ چکی ہے اور یہ لوگ نئے نئے مسئلے پیدا کر رہے ہیں۔اب پھر دیو بندی اور بریلوی کے مسئلے کو پیدا کرنے کے لیے حکومت کے ایماء پر یہ حرکت کی گئی ہے۔ ایسی حرکت کرنیوالے صرف دیو بندی و بریلوی اختلاف کے شوشے چھوڑتے ہیں۔مجھے افسوس ہے ان لوگوں پر' کوے کے علاوہ اور بہت سی چیزوں پر ائمہ کا اختلاف ہے۔وہاں کیا کرو گے؟ مثلاً مینڈک ہے۔جب ہم حلت و حرمت کے بارے میں بڑے بڑے اختلافات کو برداشت کئے ہوئے ہیں تو کوے کے حلال وحرام کا کون سا مسئلہ ہے۔کہتے ہیں کہ کوا ان کا، حلوہ ہمارا۔پھر'' **الطیبٰت للطیبین** '' پڑھتے ہیں۔اس کوے میں بھی اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف مکروہ کہتے ہیں، امام ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے۔امام ابو یوسف امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے۔اگر ان کے اختلاف سے آپ کو دکھ نہیں ہے۔یعنی حلال وحرام جو خلط ملط کرتا ہے، اس کے بارے میں امام ابو یوسف کا قول ہے کہ مکروہ ہے جیسے **دجاجۃ المخلاۃ** یعنی باہر آزاد پھرنے والی مرغی کا مسئلہ ہے۔اس مسئلے کو اتنا بڑا بنا کر جذبات کو ابھارنا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔بہت سی چیزیں حلال ہوتی ہیں، لیکن مستعمل نہیں ہوتیں۔اس لیے یہ حرام کہلاتے ہیں۔جیسے سوسمار ہے۔اس میں بھی اختلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کھایا ہے لیکن آپ نہیں کھائیں گے۔کوا حلال بھی ہو، لیکن شکل مردار ہے۔باقی کوے کی سرخ چونچ ہو تو وہ حلال ہے، لیکن اس کو بھی کسی نے نہیں کھایا ہے۔

بہرحال **خلق سماوات والارض فی ستۃ ایام** ہوا ہے (اور جہاں ہے **والارض بعد ذالک دحٰھا** تو **دحو الارض** یہ بعد میں ہے اور خلق الارض پہلے ہے)

مقصد بیان خلق سماء وارض نہیں، بلکہ تعارض دور کرنا ہے:

باقی چھ دن میں جو کچھ ہے وہ پیدا کیا گیا ہے، لیکن ہم ان باتوں پر زور نہیں دیتے۔ آپ لوگ ان باتوں پر زیادہ زور نہیں دیتے جو عقیدے سے متعلق ہیں۔ آپ علمی تحقیقات پر زور دیتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ آپ سے آسمان وزمین کی پیدائش کے بارے میں نہیں پوچھے گا۔ یہاں تفصیل بیان کرنے سے مقصود قرآن کی دو آیات کے ظاہری تعارض کو دور کرنا ہے اور اس کو ہم نے دور کر دیا۔

ارض وسمٰوات سبعہ یعنی سات زمین اور سات آسمان:

آسمان کے طبقات سبعہ ہیں۔ سمٰوٰت بصیغہ جمع اور ارض بصیغہ مفرد قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں، لیکن زمینیں بھی سات ہیں۔ **ومن الارض مثلھن** جب اللہ نے فرمادیا تو سات زمینیں ہی ہیں۔ جیسے ایک حدیث بالکل مشابہ ہے کہ ہر زمین میں اپنی اپنی مخلوق ہے اور وہاں پیغمبر بھی آتے ہیں۔ **وآدمھم کآدمکم ومحمد ھم کمحمدکم** ہیں تو وہ قوم کہاں بستی ہے۔ ان کا آدم اور ہے ہمارا اور ہے۔ مولانا نانوتوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے سلسلے میں بہت بڑی تفصیل بیان کی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زمینیں الگ الگ ہیں کہ سبعہ اقلیم پر محمول کرلیں اور سات اقالیم پیدا کی ہیں تو زمین کے جو اقلیم ہیں وہ مراد ہیں۔ کیونکہ فی الواقع زمین ایک ہے۔ اس کے حصص سات ہیں بخلاف آسمانوں کے کہ آسمان فی الواقع سات ہیں سات طبقات ہیں اور انہیں علم ہیئت اور علماء یونان نے اس پر استقامت ظاہر کی ہے اور کہا ہے کہ نو ہیں۔ ہر ایک میں ایک ایک سیارہ ہے۔ سماء الدنیا قمر، عطارد، مریخ، شمس، زہرا، زحل، مشتری ہے اور ایک فلک ثوابت ہے کہ باقی تمام تارے اس میں ہیں اور نمبر ۹ فلک الافلاک اور فلک اطلس بھی کہتے ہیں۔ اس میں کوکب نہیں ہیں۔ پھر ان کی حرکات بھی الگ الگ ہیں، لیکن اسلام سے ان کو کوئی تائید حاصل نہیں ہوتی۔ پھر حرکت یومیہ فلک الافلاک سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ بڑی تفصیل علم ہیئت میں آتی ہے۔ یہ ان کا ذہنی منصوبہ ہے جس پر یورپ کے انتظام متفرع ہیں۔

تکلفاً اسلام میں بھی سات آسمان ہوسکتے ہیں:

اسلام میں سات آسمان کا تذکرہ تو ہے، لیکن اسلام میں وسع کرسیہ السموات بھی ہے کہ کرسی آسمان کے اوپر ہے اور عرش بھی ہے۔ اس لیے علمائے ہیئت یونان سے تطبیق کر کے کہتے ہیں کہ اس طرح بھی ۹ بنتے ہیں یعنی کرسی کو آٹھواں آسمان اور عرش کو فلک الافلاک قرار دیتے ہیں لیکن یہ بھی تکلف ہے۔ تمام علماء نے بطلیموس کی ہیئت کو پڑھ کر مطابقت دینے کی کوشش کی ہے۔ ان کے ہاں آسمان قدیم ہیں اور قرآن کے نزدیک ''اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝'' ہے اور اسلام کے مطابق آسمان سے آگے بھی جاسکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان پر ابراہیمؑ، پانچویں

پر موسیٰ، پھر پہلے پر آدمؑ اور دوسرے انبیاء سے ملے ہیں۔ ایک ہی روایت ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آپ ساتوں سے گزر گئے تھے۔ اس لیے جو تصور علمائے یونان نے لیا ہے وہ غیر اسلامی تصور ہے۔ زبردستی تاویل کیوں کرتے ہیں۔ یہ تطبیق دے کر اسلام کی خدمت نہیں کی، بلکہ آج وہی خرابی پیدا کر رہے ہیں کہ وہاں سے پتھر توڑ کر لائے ہیں۔ اسی وجہ سے تو ہمارے عقائد خراب ہو گئے۔ لہٰذا تطبیق کی یہی صورت بہتر ہے جو ہم نے بیان کر دی کہ خلق ارض اجمالاً مقدم ہے اور تفصیلاً مؤخر ہے۔

خلق العالم في ستة ايام:

باقی پیدائش چھ دن میں ہے تو احادیث میں ترتیب و تفصیل ہے۔ ابتداء اتوار سے ہوگی یکشنبہ کے دن آسمان کا مادہ دخان اور زمین کا مادہ الماء المتحجر یہ دونوں پیدا کیے۔ دوشنبہ یعنی سوموار کے دن زمین کو سات حصص میں تقسیم کر دیا۔ سہ شنبہ کے دن پہاڑوں کو زمین پر قائم کیا۔ والجبال ارسھا چہار شنبہ کو خلق نباتات ہوا ہے اور اس میں گویا حیوانات وانسان کے رزق کا انتظام ہے۔ پنج شنبہ کو آسمان بنایا اور سات حصص میں تقسیم کر دیا پھر جمعہ کے دن فرق کو اکب کیا، اشکال بنائے۔ سبت یعنی ہفتہ کا دن خالی کر دیا، کواکب کو چھٹے دن پیدا کیا چھٹے دن اس میں شمس بھی ہے۔ یہ دن رات کس سے پیدا ہوئے طلوع وغروب سے تو یہ چھ دن میں پیدا کیا۔ سوال یہ ہے کہ دن کہاں سے آئے جبکہ کواکب نہیں آئے تھے۔ دن گردش شمسی سے پیدا ہوئے ہیں تو ستۃ ایام کیوں آیا جبکہ لیل ونہار نہیں تھے۔

بعض نے تو یہ کہا ہے کہ یہاں پر حقیقتہً ایام مراد نہیں ہیں، تقدیراً مراد ہیں۔ یعنی ایام کا اندازہ لگایا گیا ہے، واقع میں دن رات نہ تھے۔ اتنی مدت مراد ہے جتنی ایک یوم کی ہوتی ہے۔ گویا کہ چھ دنوں کی مدت میں آسمان و زمین کا خلق ہوا یعنی اندازے کے اعتبار سے۔ اگر آج کے ایام پر تقسیم کر دیا جائے تو چھ دن بنتے ہیں۔

بعض کے نزدیک رات اور دن جیسے تابع ہیں حرکت شمس کے تو قبل الشمس کچھ اور حوادث ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ کچھ اور حوادث اور چیزوں کی حرکتیں پیدا فرمائی ہوں اور ان کے ساتھ وقت کا نظام وابستہ ہو کہ وقت حرکت کی مقدار ہے۔ ان حوادث کے ساتھ فرق یوم ولیل کیا ہو جیسے آج ہمارا مشاہدہ طلوع وغروب سے متعلق ہے۔ آج کل اس تقدیر پر یعنی اندازہ پر بھی بات درست ہے۔ جیسے آج کل قطب شمالی کے نزدیک چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہے۔ ایک دن ایک سال کا ہے تو وہاں نماز بتقدیر الایام پڑھیں گے۔ ورنہ تو سال میں پانچ نمازیں پڑھیں گے۔

وہاں عام لوگ رات دن اندازہ سے طے کرتے ہیں۔ ورنہ چھ ماہ روزہ کیسے رکھیں گے۔ بالایام المقدر آج وہاں تقدیر ہے تو اس زمانے میں بھی ایسا ہی ہوگا۔ اس لیے جواب اول موزوں معلوم ہوتا ہے۔ بعض علاقوں میں ۲۳ گھنٹے کی رات اور ایک گھنٹے کا دن ہوتا ہے اور کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔ کبھی ایسا ہوا کہ ادھر غروب ہے اور

ادھر صبح صادق ہوگئی۔ عشاء کا وقت بھی نہیں ملتا۔ وہاں بھی تقدیر ایام ہے۔ یہ بات خط استواء سے ۶۰، ۶۲ درجہ جانب شمال کو ہے۔ وہاں بھی انسان آباد ہے۔ آج کل ایسے ذرائع ہیں کہ بحر منجمد میں بھی رہائش ممکن ہے۔ جیسے یہاں شدید گرمی میں ایئر کنڈیشنڈ لگا کر رہتے ہیں۔ وہاں ہیٹر لگا کر رہ سکتے ہیں۔

اب وقت کے تقرر کا سبب صلوٰۃ ہے، لیکن ہمیشہ ایسے نہیں ہو سکتا کہ وہاں بھی پانچ اوقات ہوں، اس لیے وہاں پر فقہاء کے نزدیک تقدیر الاوقات ہوگی۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً ط

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں

قَالُوْٓا أَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ج وَنَحْنُ نُسَبِّحُ

فرشتوں نے کہا کیا تو زمین میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو فساد پھیلائے اور خون بہائے حالانکہ ہم تیری

بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ط قَالَ إِنِّيْٓ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ اٰدَمَ

حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں فرمایا میں جو کچھ جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے ○ اور اللہ نے آدم کو

الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ لا فَقَالَ أَنْۢبِئُوْنِيْ بِأَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ

سب چیزوں کے نام سکھائے پھر ان سب چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا پھر فرمایا مجھے ان کے نام بتاؤ

إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ط إِنَّكَ أَنْتَ

اگر تم سچے ہو ○ انہوں نے کہا تو پاک ہے ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے ہمیں بتایا ہے بیشک تو

الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يٰٓاٰدَمُ أَنْۢبِئْهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ ج فَلَمَّآ أَنْۢبَأَهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ لا

بڑے علم والا حکمت والا ہے ○ فرمایا اے آدم ان چیزوں کے نام بتادو پھر جب آدم نے انہیں ان کے نام بتادیئے

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ إِنِّيْٓ أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لا وَأَعْلَمُ مَا

فرمایا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر

تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو اسے بھی جانتا ہوں ○ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے

فَسَجَدُوْٓا إِلَّآ إِبْلِيْسَ ط أَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ق وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ

سجدہ کیا مگر ابلیس کہ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوگیا ○ اور ہم نے کہا اے آدم

اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ص وَلَا تَقْرَبَا

تم اور تمہاری بیوی جنت میں جا کر رہو اور اس میں سے جو چاہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ اور اس

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا

درخت کے نزدیک نہ جاؤ پھر ظالموں میں سے ہو جاؤ گے ○ پھر شیطان نے ان کو وہاں سے ڈگمگایا پھر انہیں اس عزت و راحت

مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ
سے نکالا کہ جس میں تھے اور ہم نے کہا تم سب اُترو کہ تم ایک دُوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لئے زمین میں
مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ
ٹھکانا ہے اور سامان ایک وقت معیّن تک ○ پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات حاصل کئے پھر اس کی توبہ قبول فرمائی
اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ
بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ○ ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے نیچے اُتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس
مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ
میری طرف سے کوئی ہدایت آئے پس جو میری ہدایت پر چلیں گے ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○ اور جو
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع
اور جو انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہی دوزخی ہوں گے جو اس میں ہمیشہ رہیں گے ○

افاداتِ محمود:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً

''اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً کہ میں بنانے والا ہوں ایک نائب۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا آپ نائب بنانا چاہتے ہیں دُنیا میں جو فساد کرے گا اور خون بہائے گا۔ حالانکہ ہم تسبیح پڑھتے ہیں، تیری حمد کے ساتھ اور ہم تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں وہ جو تم نہیں جانتے اور اللہ نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھائے پھر ان سب چیزوں کو فرشتوں پر پیش کیا۔ اللہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ فرشتوں نے کہا کہ تو پاک ہے۔ نہیں ہے ہمارے لیے، مگر جو کہ آپ نے بتلایا ہے۔ بے شک تو بڑی حکمتوں والا اور علیم ہے اور فرمایا جب آدم سے کہ آپ بتادیں ان چیزوں کے نام ان کو۔ انہوں نے بتائے ان چیزوں کے نام تو اللہ نے فرمایا کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہوں اور جانتا ہوں وہ جو کہ تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو''۔

یہاں خطاب فرشتوں سے ہے کہ انسان پیدا نہیں ہوتے تھے تو ذوی العقول کی دو جنسیں تھیں۔ ملک اور جن اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے یہ فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بناؤں گا' اس رکوع کا خلاصہ یہ ہے کہ نظام عالم کے لیے خلیفہ کی ضرورت ہے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذا كنتم ثلاثاً فامروا یعنی ایک امام کے بغیر یعنی اجتماعی نظام کے لیے ایک امیر بنایا جائے، انتشار ہوگا۔ ہر آدمی اپنا اپنا فیصلہ کرے گا۔

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا الآیہ فرشتوں نے یہ کہا کہ آپ ایسے آدمی کو خلیفہ بنائیں گے جو انتشار کرے گا اور

اشارہ کردیا کہ امارت امن کے لیے ہوتی ہے۔ آج کی حکومتیں بھی قیام امن کے لیے ہوتی ہیں۔ جس حکومت میں قیام امن نہ ہو وہ حکومت کہلانے کے مستحق نہیں ہے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ ہمارے عہد میں امن نہیں ہے تو امام کا تقرر اللہ تعالیٰ نے اس لیے فرمایا کہ وہ امن قائم کرے، لیکن یہ تو خون بہائے گا۔ یہ کیسے خلیفہ بنائیں گے۔ جو چیز خلافت کی صفت سے منافی تھی یعنی فساد فی الارض اور سفک الدماء ہے اپنے متعلق بتایا کہ ہم تو اللہ کی تسبیح وتحمید وتقدیس بیان کرتے ہیں۔

لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝

وہ نہیں نافرمانی کرتے اللہ کی جو وہ انہیں حکم دے اور وہ کرتے ہیں وہی جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ (سورہ تحریم/ ٦)

کہ ہم کبھی عصیان نہیں کرتے کہ ہمارے ہاں فساد نہیں ہے۔

اصل میں فرشتوں کو خلیفہ بننے کا شوق پیدا ہوا کہ دوسرا کیوں بنا رہے ہو، ہم موجود ہیں۔ شاید آدم کی جبلت ظاہر کردی گئی تھی کہ قوت ملکیہ' قوت شہویہ' قوت غضبیہ بھی اس میں تھی۔ جتنے نزاعات ہیں تو وہ زن، زر، زمین کی وجہ سے ہیں۔ تمام انسان ان چیزوں کی وجہ سے لڑتے ہیں۔ دنیا میں ان چیزوں کے باعث فسادات ہوتے ہیں کہ آدم میں قوت شہویہ ہے اور منقسم ہے۔ دو قسموں کی طرف شهوة البطن و شهوة الفرج۔ قوت غضبیہ بھی ہے یعنی اشتعال سے حملہ کر کے خون بہادیا۔ آدم کی جبلت تھی۔ وہ فرشتوں پر ظاہر کردی گئی تھی۔ اس میں ملکیت بھی ہوگی اس پر اعتراض نہیں کیا گیا۔ قویٰ ثلثہ میں سے صرف دو پر اعتراض لازم تھا کہ فرشتے اصل الملکیہ ہیں اور تنقیدی صفت جو پکڑی ہے، وہ صفت نقض امن ہے۔ یہ خلافت کے خلاف ہے۔ یہ بھی امیدوار ہیں اور انتخابات میں امیدوار اپنے منتخب کرنے والے کے سامنے دو باتیں ضرور کہتا ہے۔ ایک اپنے استحقاق کے دلائل دیتا ہے اور دوسرے کی نااہلی کا ذکر کرتا ہے کہ میں ہوں اور وہ نہیں ہے۔ اپنے لیے اہلیت کی صفات پیش کرتا ہے اور دوسروں کی نااہلی کی صفات ذکر کرتا ہے، لیکن یہاں سوال انتخاب کرنے والی قوت کے سامنے کیا ہے کہ انتخابی قوت خدا ہے۔ فرشتے بھی آج کل کے الیکشن کی طرح کرتے ہیں کہ ہم تو امن میں ہیں کہ نہ غضب ہے' نہ شہوت ہے۔ باقی طلب خلافت شہوت نہیں ہے۔ الیکشن لڑنے کا طریقہ آگیا ہے کہ مخالف کی صفات پکڑ و لیکن یہ عوام تو نہیں تھی کہ عوام کو روٹی' کپڑا' مکان کا دھوکا دکھاتے ہیں کہ یہاں انتخاب کرانے والی طاقت غلط ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ ہیں جس کے قول فعل میں ذرا برابر کسی غلطی کا امکان نہیں، لہٰذا اس نے یہ کہہ کر کنوینسنگ کو ختم کردیا کہ میں نے ٹھیک کردیا ہے' تم نہیں جانتے۔ اب آدم کو پیدا کردیا' فیصلہ ہوگیا اور فرشتوں کو زمین کی خلافت کے لیے نااہل قرار دے دیا۔ آدم کو اہل قرار دیا۔ اب اللہ فرشتوں پر حجت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وعلم آدم الاسماء کہ آدم کو اسماء کی تعلیم دی۔ یہ تعلیم معنوی ہے۔ یہ اللہ نے اس کی فطرت میں ڈال دی ہے۔ اگرچہ افہام وتفہیم سے نہیں ڈالی، مگر اللہ کو علم ہے کہ یہ آدم کی ضرورت

ہے قوۃ شھو یہ کی وجہ سے کہ کھائے اور پئے۔اس مقصد کے لیے وہ زمین میں کاشت کرے گا۔ پھر روٹی پکا کر کھائے گا تو تمام اعمال جیسے گندم صاف کرنا، پیسنا، آگ، پھر روٹی پکے گی تو گویا آدم کھانے وغیرہ کے محتاج تھے۔ یہ ساری فطرتیں تھیں اس لیے اُسے آلات کاشت کا نام بتلا دیا۔اب فرشتوں کو کیا علم کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ کہ اگر تم سچے ہو کہ خلافت کے لائق ہو تو پھر ان چیزوں کے نام بتلاؤ۔لوگوں کے نظام اوران کی ضروریات کا کفیل بننا پڑے گا۔جیسا کہ حدیث میں ہے الامام ضامن یعنی امام ذمہ دار ہے۔ یہاں امام سے مسجد کا امام مراد ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے' لیکن عام معنی میں بھی مراد ہوسکتا ہے۔ جناب عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ اگر دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی مرجائے "**لو مات الكلب جو عا على شطر الفرات لكان عمر مسئولا يوم القيامة**" اگرایک حکمران ضروریات کے وقت کام نہیں آتا تو وہ مستحق خلافت نہیں ہے۔ خلیفہ وقت صرف انسانوں کا ذمہ دار نہیں ہوتا بلکہ اپنی محکومہ ومملوکہ زمین میں بسنے والی تمام مخلوق کا ضامن ہوتا ہے۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ کہ تیری ذات پاک ہے ہر عیب سے یعنی ہم میں عیب ہے' ہمیں علم نہیں' صرف تحمید وتسبیح کا علم ہے' اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ اب حجت قائم کرتے ہیں فرشتوں پر کہ اللہ کا انتخاب صحیح ہوا ہے۔آدم سے پوچھا تو فرفر بتادیا۔پھر فرمایا کیا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم لائق نہیں ہو۔

خلافت سے مراد ساری خلافت مراد ہے۔میں نے متعلقہ وزیر سے بات کی تھی۔ میں نے کہا کہ تربیلا بند میں جو بجٹ برباد ہوا' اس کا ذمہ دار کون ہے؟ تو جب نظام خلافت ظاہر نہ ہو تو ہر شئی بغاوت کرتی ہے۔ظالم حکمران کے خلاف ہر چیز باغی ہو جاتی ہے۔ یہ دریائے سندھ میں جو سیلاب ہے یہ بھی ظلم کے خلاف بغاوت ہے۔ جیسے عمرؓ نے دریائے فرات پر جا کر لاٹھی مار کر اس کو ٹھہرا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے کہ پہاڑ پر زلزلہ آ گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر **فانما عليك نبی و صديق و شهيد**۔اس طرح حضرت فاروق اعظمؓ کے دور میں زلزلہ آیا۔ آپؓ نے زمین سے فرمایا کہ میں تیری پیٹھ پر انصاف نہیں کرتا؟ جب ایک خلیفہ فی الواقع خلافت کا مستحق ہوتا ہے تو ہر چیز اس کی موافقت کرتی ہے ۔جس طرح حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروق اعظمؓ کے فرمان کے مطابق دریا میں رقعہ پھینکا تھا۔اب دریا تو خدا چلاتا ہے لیکن بظاہر اس نے خلیفہ وقت کی اطاعت کی۔تو بچے بھی خدا عطا کرتا ہے لیکن بغیر شادی کے نہیں،لیکن اپنی قدرت دکھانے کے لیے یہ کیا ہے کہ آدم کو بغیر والدین کے پیدا کر دیا۔انسان کو جب حکومت ملے گی تو لازماً فساد کریں گے۔

ایک حکومت ہے ایک خلافت ہے:

ایک حکومت کرنا ہے اور ایک ہے نائب ہو کر حکومت کرنا۔حاکم علی الاطلاق اگر ہوگا تو ضرور فساد ہوگا۔ فرشتوں نے اس کو اصل حاکمیت پر محمول کیا **لكن الانسان من حيث خليفة** ہو تو پھر اس میں یہ فساد نہ ہوگا۔وہ حاکم نہیں ہے۔ **ان الحكم الا لله** حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے تو انسان میں بحیثیت الانسان فساد ہے' لیکن جب خلیفہ من عنداللہ ہوں گے تو پھر فساد نہ ہوگا کہ اپنی قویٰ کو آزادانہ استعمال نہیں کرتا۔ پھر کیوں فساد ہوگا۔اللہ نے

بتایا ہے کہ اُس نے مطلق حکمران نہیں بنایا ہے۔ آج جتنی حکومتیں ہیں، وہ حکمران خلیفہ عنداللہ نہیں ہیں۔ یہ اپنے مزاج سے خود حکومت کرتے ہیں۔ اس لیے تمام مسلمان اور کافر حکومتوں میں گڑبڑ ہے۔ خدا کسی کی حکومت نہیں چلاتا خواہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ آج خلیفہ نہیں۔ اسی لیے سفک دماء ہے۔ اس لیے فرشتوں نے صحیح کہا ہے۔ اب بھی میں کہتا ہوں کہ ایک آدمی اگر خدا کے احکام کو مضبوطی سے تھامے اور حقیقی معنی میں اپنا حکم استعمال نہ کرے تو کوئی فساد نہ ہوگا۔ اسی حیثیت سے دارالخلافہ نہیں ہے۔ لہٰذا دارالحکومت کہا کرو دارالخلافہ نہ کہا کرو۔ جب خلافت نہیں ہے تو دارالخلافہ کیوں ہو۔

علماء اگر فرشتے بن جائیں تو وہ حکومت و خلافت کے اہل نہیں ہیں:

ایک اور بات ہے۔ کیا اس وقت خلافت کی صورت نظر آتی ہے؟ میں آپ کو بتاؤں کہ فرشتے حکومت کرنے کے اہل نہیں تھے۔ رہا نماز پڑھنا تو وہ تحمید و تقدیس کے ماہر تھے۔ اس لیے آپ جو علماء ہیں کہ تہجد و نماز ہی پڑھتے ہیں، لیکن لوگوں کی ضرورتوں سے جاہل ہیں۔ قریبی گھر میں آگ لگ جائے تو آپ کہیں گے کہ اے اللہ فضل کر دے، لیکن بالٹی بھر کر پانی نہیں ڈالیں گے کہ تمہارے قویٰ مضمحل ہیں۔ تم میں سمجھ نہیں ہے۔ جب تک تم لوگوں کی ضروریات کے کام نہیں کر سکتے، تم کبھی خلافت نہیں چلا سکتے۔ میں تمہاری توہین نہیں کرتا۔ تمہارا مقام بہت اونچا ہے۔ مجھے تمہارے خیمے جنت میں ابھی نظر آ رہے ہیں۔ جب فرشتے رد کر دیے گئے تو تم بھی رد کر دیے جاؤ گے۔ تم لوگوں کی ضروریات پوری کرو۔ انگریزی خواں لوگوں کی ضروریات جانتے ہیں۔ دنیاوی علوم کو جانتے ہیں، لیکن خداوند کے احکام کو نہیں لے سکتے۔ وہ حاکم بنے تو شریک خدا بنے، لیکن خلیفہ خدا نہیں بنے گا۔ اب یا تو وہ خدا سے جڑ جائیں تو خلافت کا نظام قائم ہو۔ اب یا تو تم مسجد سے باہر نکلو، یا ان کو مسجد میں لے آؤ۔ تم مسجد میں رہو اور وہ باہر رہیں تو نظام خلافت نہ چل سکے گا۔ یہ معنی نہیں کہ بالکل ان کی طرح باہر نکل جاؤ، بلکہ معنی یہ ہے کہ ان کے مصائب دور کرو۔ تمھارے یہ علوم کہ تم نماز روزہ کے فساد کو جانتے ہو، کیا تم اور بھی کچھ جانتے ہو۔ پیغمبروں کے پاس بھی دونوں قسم کے علم تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام کشتی سازی کے ماہر تھے، لیکن پیغمبر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے من حیث الانسان نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا

اور بنا کشتی ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے۔ (هود/۳۷)

حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہ سازی سکھائی چنانچہ ارشاد ہے:

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ

اور سکھا دیا تھا ہم نے اس کو بنانا زرہ کا تمہارے لیے۔ (سورہ انبیاء/۸۰)

حضرت یوسف علیہ السلام جیسے نبی تھے، ویسے علم الحساب کے ماہر بھی تھے۔

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ۝

اس (یوسف) نے کہا مجھے مقرر کیجیے ملک کے خزانوں پر بیشک میں بڑا محافظ صاحب علم ہوں۔ (سورہ یوسف/۵۵)

یہاں خزانہ صرف حساب سے مل سکتا ہے ایک امین نہیں، بد دیانت ہے۔ وہ بھی وزارت خزانہ کا اہل نہیں ہے۔ تم بھی دنیا کے لوگوں سے تعلق رکھو۔ ان کے دکھوں کا علاج کرو اور ان کے زخموں کی مرہم پٹی کرو۔ آپ خلیفہ بن گئے۔ استحقاق ثابت ہوگیا۔ مقابلہ کے امتحان میں آپ کا جد امجد جیت گیا اور فرشتے شکست کھا گئے۔ اب فرشتوں پر جب آپ کی برتری ثابت ہوگئی تو فرمایا فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدم کو۔

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ لیکن ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوگیا تھا (اللہ کے علم میں)۔

سجدہ غیر اللہ کسی بھی ملت میں ثابت نہیں ہے:

غیر اللہ کو سجدہ، یہ کسی بھی دین اور ملت میں جائز نہیں ہے۔ یہ عبادت و توحید کا مسئلہ ہے۔ شرک فی العبادۃ سے اجتناب ضروری ہے۔ ہر ملت میں سجدہ اور عبادت صرف اللہ کے لیے رہا ہے۔ بغیر توحید کے کوئی دین نہیں آیا ہے۔ یہاں سجدہ سے مطلق تعظیم مراد ہے اور عبادت سے بھی انتہائی تعظیم مراد ہے اور انتہائی تعظیم معبود حقیقی کے ساتھ خاص ہے۔ کماذکر ناجیسا کہ ہم نے ذکر کیا تو جب سجدہ مطلق تعظیم ہے تو یہاں بھی یہی مراد ہے۔

اب فرشتوں کا انسان کے بارے میں عیب جوئی کرنا غیبت نہیں ہے۔ یہ جبلت کا تذکرہ ہے۔ بعض کے نزدیک سجدہ اور عبادت صرف اللہ کی ہے اور آدم بمنزلہ کعبہ کے ہے۔ ہم کعبہ کی نماز نہیں پڑھتے، لیکن عبادت کا مرکز ہو کر بھی شرف و کرامت کا مستحق ضرور ہے۔ **واذ جعلنا البیت مثابة للناس** ہے۔ عبادت بیت کی نہیں، بلکہ رب البیت کی ہے۔ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ۝ تو یہاں سجدہ تو اللہ کا ہے۔ مرکز اور قبلہ آدم تھا۔ جیسے کعبہ معبود نہیں، اسی طرح آدم بھی معبود نہیں ہے۔

اِلَّآ اِبْلِیْسَ:

اب سوال یہ ہے کہ ابلیس فی الواقع فرشتوں میں سے نہیں تھا۔

کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ

وہ تھا جنوں میں سے پس اس نے اپنے رب کے حکم کی سرتابی کی۔ (سورۃ کہف/۵۰)

جب یہ اللہ کے حکم سے نکل گیا تو شیطان بن گیا۔ اللہ نے حکم دیا تھا فرشتوں کو، مگر یہ تو جن تھا۔ اس کو سجدہ کا حکم نہیں تھا۔ وہ تو مامور بالسجدہ بھی نہیں تھا۔ اس لیے عذاب کیونکر ہوا؟ عام مفسرین یہ توجیہ کرتے ہیں کہ جن عام ملائکہ سے نہیں تھا، لیکن اختلاط بالملائکہ ضرور تھا۔ یہاں فرشتوں کی جماعت سے خطاب تھا، جیسا کہ میں اس

جلسے سے خطاب کررہا ہوں۔اس جلسے میں ایک ایسا شخص بھی ہے کہ یہاں پر اس کا داخلہ نہیں ہے اور میں یہاں پر کسی وجہ سے کہوں کہ سب کھڑے ہو جاؤ۔ جو بھی جلسہ میں ہے۔سب کھڑے ہو گئے۔ایک آدمی نہ کھڑا ہوا۔اس کا نام بھی رجسٹر میں نہیں ہے۔داخلہ بھی نہیں لیا' کوئی غیر تھا۔اس نے بات نہیں مانی تو میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اس دن طالب علموں سے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ تو ایک کمبخت کھڑا نہ ہوا جو مجلس کے لوگوں سے خطاب تھا، لیکن حکایت میں صرف طالب علم سے تعبیر کیا کہ **الحکم للاکثر**۔اگر اکثریت فرشتے تھے تو مجلس سے اللہ کا خطاب تھا۔حکایت میں صرف فرشتوں کا تذکرہ ہے۔خطاب میں ابلیس بھی سجدہ میں شامل تھا کہ اسجدوا لآدم ہے۔**لانہ شامل فی جلسة الملائكه: و الخطاب يشمله' كما يشمل الملائكة** جب قصہ یہ بیان کر دیا تو اس میں فرشتوں کا ذکر کیا کہ خطاب تھا للمجلس للملائکہ نہیں تھا۔اس لیے وہ عصیان کا مرتکب ہوا۔اس لیے لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلا گناہ جو اس جہان میں ہوا وہ حسد کا گناہ ہے کہ آدم کو مقام خلافت کیوں دیا گیا۔اس کو مسجود کیوں بنایا گیا کہ

والحسد و الكبر اولى المعاصى من عصيان الله

یعنی حسد اور تکبر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں سے پہلی نافرمانیاں ہیں۔

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝

کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو گارے سے پیدا کیا ہے۔(سورۃ اعراف/۱۲)

اب شیطان پیچھے ہے۔شیاطین الانس غالب آ گئے شیاطین الجن پر۔

وَ قُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ الآيه

اور ہم نے کہا کہ آدم رہو تم اور تمہاری زوجہ جنت میں (وہ ان کی پسلی سے پیدا ہوئی، لیکن خلقت معہودہ کی طرح نہیں من جنبہ الایسر پیدا ہوئیں) اور تم کھاؤ میری جنت سے وسعت کے ساتھ۔کوئی پابندی نہیں ہے۔جہاں سے چاہو کھاؤ۔پابندی صرف ایک ہے کہ اس درخت کے قریب مت جاؤ۔اگر تم قریب گئے تو **فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ** تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

شجرہ سے کیا مراد ہے اس میں بھی کلام ہے مشہور یہ ہے کہ گندم مراد ہے۔

تعریف الشجر:

الشجرة الحنطة

شجرہ کہتے ہیں کہ **ينبت من الارض و يقوم على الساق** (جو زمین سے اُگے اور تنا ور ہو)۔جو زمین پر

پھیل جائے تو وہ شجرہ نہیں ہے۔ جیسے کدو اور تربوز وغیرہ۔ اگر چہ قرآن میں ہے......

وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ (الصّٰفّٰت/۱۴۶)

ہم نے اُگایا اس پر کدو کا درخت

یہاں کدو کو شجرہ کہا گیا، لیکن وہ یقطین حضرت یونس علیہ السلام پر ایک لمبی ساق تھی۔ پھر اوپر بیل کو پھیلا دیا تا کہ آدمی اس کے نیچے آ جائے۔ اس بیل کا ساق بھی موجود تھا اس لیے اُسے شجرہ کہا گیا ہے۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ

''شیطان نے ان کو پھسلایا پھر ان دونوں کو نکال دیا جنت کی راحت و آرام سے اور ہم نے کہا کہ اتر جاؤ بعض تمہارے بعض کے لیے دشمن ہیں اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانا ہے اور رہنا ہے۔ دوام نہیں ہے۔ ایک وقت تک رہو گے۔ پھر آدم علیہ السلام نے کچھ کلمات اللہ سے حاصل کیے۔ اللہ نے القاء کیا اور انہوں نے وصول کیا۔ وہ کلمات پڑھ کر توبہ کرو بے شک وہ اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ پس اگر آ جائے میری طرف سے ہدایت الخ

جنت سے نکالنا یہ بھی ایک حیلہ اور نعمت ہے:

حضرت آدم علیہ السلام پہلے جنت میں گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں فرمایا تھا اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں) آدم کو جنت میں جانے اور جنت میں رہنے کے لیے پیدا تو نہیں کیا ہے، ورنہ خلیفہ جنت میں ہوگا اور رعایا دنیا میں ہوگی۔ آدم کی فضیلت پر یہ دلیل قائم کی۔ اس لیے وہاں لے جا کر پھر جنات و ملائکۃ کو بتلایا کہ ان کی کیا عظمت ہے۔ اب یہاں جنت میں سے نکالنا بھی تھا۔ انہیں بے جا نکالنا کیسے ہوتا۔ نکلنے کا بہانہ ضروری تھا دو طرفہ بہانہ بنایا گیا۔ ادھر آدم پر الزام لگایا گیا کہ تم نے خود ظلم کیا ہے۔ جب انسان اپنی غلطی میں خود ماخوذ ہو جاتا ہے تو وہ متزلزل ہو جاتا ہے۔ اس لیے وہ کلمات سکھائے گئے کہ اقرار کرو کہ زیادتی آدم کی اپنی تھی۔ انہوں نے خوشی سے نکلنا قبول کیا کیونکہ وہ دلیل سے شکست کھا گئے تھے۔ دوسری بات یہ تھی کہ شیطان کی شیطنت و اضلال اور آدم کے لیے مشکلات پیدا کرنا اور ایک مقام سے گرانا اور تفضیح حال میں ظاہر کرا دینا۔ یہ بھی تو بتا دیا تھا کہ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ بیشک وہ تمہارا دشمن ہے کھلا ہوا۔ گویا شیطان کی نفرت اور ان کے اضلال کا اقرار ابتداء میں آدم و حوا یعنی دادی دادا کے دل میں ڈال دی گئی تا کہ آدم کا ورثہ بھی یہی ہو۔ بہر حال ایک ہی بات سے دونوں فائدے حاصل ہو گئے۔ حضرت آدم بھی جنت سے باہر آ گئے اور شیطان کی عداوت کا تصور بھی ذہن نشین ہو گیا۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ حضرات انبیاء معصوم ہیں۔ قبل النبوۃ بھی اور بعد میں بھی معصوم ہوتے ہیں۔

عن الخطاء و العصیان و الظلم.

غلطی، نافرمانی اورظلم سے۔

یہاں نبی نے کیسے ظلم کیا کہ یہاں فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ کہا گیا ہے۔یہاں شجرہ کھا کر ظالم بن گئے اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾

اورنافرمانی کی آدم علیہ اسلام نے اپنے رب کی پس وہ بھٹک گئے۔(سورہ طٰہٰ/۱۲۱)

خلاصہ سوال یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام جب معصوم ہوتے ہیں تو پھران کی طرف عصیان وغیرہ کے الفاظ کی نسبت کیوں ہوئی۔اس کے متعدد جوابات ہیں۔

(۱)ایک جواب جوعام ہے، یہ ہے کہ جیسے دوسرے انبیاء علیہم السلام میں سے بعض کی طرف ظاہراً جھوٹ کی نسبت کی گئی ہے یا عصیان کی یا ظلم کی تو اسی طرح حضرت آدم کی طرف بھی عصیان کی نسبت کی گئی۔چنانچہ حدیث میں کذبات ثلاثہ کا تذکرہ ہے کہ یعنی حضرات ابراہیم علیہ السلام کے تین بار جھوٹ بولنے کا ذکر ملتا ہے۔

(۱)جب فرعون مصر کے پاس گئے تو حضرت سارہؓ جو حضرت ابراہیمؑ کی بیوی ہیں کے متعلق فرمایا کہ ھـذہ اختـی فـی اللـه یہ اللہ کے لیے میری بہن ہے۔(۲)جب قوم نے لہو ولعب کی طرف حضرت ابراہیمؑ کو دعوت دی اور ساتھ لے جانا چاہا تو حضرت ابراہیمؑ نے ستاروں کی طرف دیکھا فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ پس اس نے غور سے دیکھا ایک بار ستاروں میں پھر کہا بیشک میں تو بیمار ہوں۔(سورہ صافات/۸۸/۸۹)

(۳)جب حضرت ابراہیمؑ نے بتوں کی گردنیں اڑائیں اور لوگوں نے پوچھا کہ یہ کام کس نے کیا ہے؟ تو فرمایا کہ ان بتوں میں سے جو بڑا ہے اسی نے کیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ (الانبیاء۶۲/۶۳)

وہ بولے کیا تو نے ہی یہ کام کیا ہے ہمارے معبودوں سے اے ابراہیم۔اس نے کہا (نہیں) بلکہ یہ کیا ہوگا ان کے سب سے بڑے (بت) نے۔پس پوچھو ان سے اگر یہ بولتے ہوں۔

حضرت ابراہیمؑ نے گردنیں مارنے کا کام بت کی طرف منسوب فرمایا، حالانکہ آپ نے یہ کام خود سرانجام دیا تھا۔ان تینوں باتوں پر حدیث میں کذب کا اطلاق کیا گیا ہے۔اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبطی اور اسرائیلی کو چھڑاتے چھڑاتے قبطی کو مکا مار دیا تو وہ مرگیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ (سورہ قصص/۱۵،۱۶)

یہ تو شیطانی حرکت ہے بلاشبہ وہ دشمن ہے بہکانے والا صریح، بولا اے میرے رب بیشک
میں نے ظلم کیا اپنے نفس پر پس معاف کر مجھ کو سو معاف کر دیا اللہ نے اس کو۔

یہ تمام باتیں خواہ حضرت ابراہیم علیہا السلام سے متعلق ہوں یا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یا کسی اور نبی سے یہ معصیت ہے ہی نہیں۔ معصیت یہ ہے کہ بالارادہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی جائے۔

(۲) یہ باتیں صورۃً معصیت تھیں، لیکن حقیقت میں یہاں کوئی معصیت نہیں تھی، بلکہ خلاف اولیٰ بات ہوئی ہوگی اور خلاف اولی بات بھی حضرات انبیاء علیہم السلام کے بلند و بالا مرتبہ کے شایان شان نہ تھی۔ جیسا کہ مشہور ہے "حسنات الابرار سیأت المقربین" (نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین کے لیے گناہ ہیں) جیسے ایک دیہاتی شخص آجائے اور آداب سے واقف نہ ہو تو اس کی غلطی پر بھی اس کو انعام دیا جاتا ہے، لیکن کبھی کبھی سزا بھی ہو جاتی ہے۔ دوسری جانب آداب جاننے والوں اور مقرب لوگوں کو ایسی کسی غلطی کی اجازت نہیں ہوتی۔ بہرحال یہ خلاف اولیٰ باتیں ہیں جن پر بظاہر معصیت کا اطلاق کیا گیا۔ یہ باتیں حقیقت میں معصیت نہیں ہیں۔

(۳) اور تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی غلطی اجتہادی غلطی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ تو یہ اشارہ حسیہ تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام یہ سمجھے کہ مشار الیہ مخصوص شخصی ہے اور شجرہ ممنوعہ صرف اس درخت کو خیال فرمایا جو مشار الیہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی مراد تھی وَلَا تَقْرَبَا من نوع هٰذِهِ الشَّجَرَةَ شخصی درخت کو سمجھ کر دوسرے درختوں سے کھالیا تو اپنے خیال میں حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ کے حکم کو پورا فرمایا کہ اس درخت کو چھوڑ کر دوسرے سے کھالیا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے تخصیص نوعی کی اور حضرت آدم نے تخصیص شخصی مراد لی، لیکن حضرات انبیاء علیہم السلام کا اصل مقام یہ ہے کہ وہ ایسے امور میں زیادہ احتیاط کریں۔ اگر اس حکم کو تخصیص نوعی پر محمول فرما دیتے تو اس صورت میں زیادہ احتیاط ہوتی۔ گویا خلاف احتیاط کو وعصٰی آدم ربہ سے تعبیر فرمایا۔

(۴) اور چوتھا جواب یہ ہے کہ شیطان کا انداز گفتگو ایسا تھا کہ اس سے حضرت آدم علیہ السلام جلدی دھوکا میں پڑ گئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں کھا کر شیطان نے کہا کہ میں آپ لوگوں کو ہمیشہ رہنے کا نسخہ بتلا رہا ہوں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّىْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ

اور قسم کھائی ان کے سامنے کہ میں تو تمہارے لیے البتہ نصیحت کرنے والوں میں سے ہوں
پس اس نے مائل کر دیا ان دونوں کو دھوکہ سے۔ (سورہ اعراف / ۲۱)

یعنی میاں بیوی دونوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں کھائیں اور شیطان سے قبل کسی نے اللہ تعالیٰ کے نام کی جھوٹی قسم نہیں کھائی تھی اور نہ حضرت آدم علیہ السلام نے کسی سے جھوٹ سنا تھا۔ اس سادہ لوح آدمی سے

شیطان نے یہ دوسرا فراڈ کیا۔ پھر بھی حضرت آدم علیہ السلام نے مخصوص نوعی کو مخصوص شخصی پر محمول فرمایا تو یہ اتنی بڑی بات نہیں ہے۔

جنت سے نکلنا بھی ایک نعمت ہے:

اصل بات یہ ہے کہ یہ حضرت آدمؑ کو جنت سے باہر نکالنے کے اسباب تھے۔ اگر ہمارے بابا وہاں رہتے تو الدو تناسل کا سلسلہ جاری نہ رہتا۔ جنت توالد و تناسل کی جگہ نہیں ہے۔ اس وجہ سے حضرت حوا بھی جنت میں معتاد طریقہ پر پیدا نہیں ہوئی تھیں اور جمعہ کا دن چونکہ مقدس دن ہے لہٰذا حضرت آدمؑ کو جنت سے جمعہ کے دن نکالا گیا۔ حضرت آدمؑ کے اس اخراج کو اللہ تعالیٰ نے بطور انعام ذکر فرمایا ہے اور انسانوں پر اس کو بطور احسان ذکر فرمایا ہے۔ رہا یہ سوال کہ حضرت آدمؑ کو شیطان نے وسوسہ کیسے ڈالا تھا؟ اس کے بھی متعدد جوابات ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شیطان بنی آدم کی رگوں میں خون کی طرح چلتا پھرتا ہے اور وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔ یہ وسوسہ جنت کے باہر سے ڈالا گیا یا اندر داخل ہو کر، تو بظاہر دونوں صورتیں ممکن ہیں۔ اس میں کوئی شرعی استبعاد نہیں ہے، بلکہ اس بحث میں پڑنا فضول ہے۔ اصل مقصد حضرت آدمؑ کو زمین کا خلیفہ بنانا تھا اور اصول ہے کہ کل شیئی یرجع الی اصلہ۔ اس وجہ سے حضرت آدمؑ کو زمین پر اتارا گیا۔ جنت میں رہتے ہوئے یہ مقصد پورا ہو نہیں سکتا تھا تو وہ زمین پر اُتر گئے۔ وہ اصلی فطرت سلیمہ پر قائم تھے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

ما من مولود اِلاَّ یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودا نہ او ینصرا نہ او یمجسانہ (بخاری)

یعنی ہر بچہ دین اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے، لیکن اس کے ماں باپ اس کو یہودی نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ گویا جن لوگوں کی فطرت مسخ ہو چکی ہے وہ اولاد آدم نہیں ہیں۔

جن کی فطرت مسخ ہو چکی ہے وہ ابن آدم نہیں:

نوحؑ نے دیکھا کہ میرا بیٹا مر رہا ہے۔ تو اسے فرمایا:

يٰبُنَيَّ ارۡكَبۡ مَّعَنَا وَلَا تَكُنۡ مَّعَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۴۲﴾ (ہود ۴۲)

اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہونا۔

اس کے غرق ہونے کے وقت فرمایا:

رَبِّ اِنَّ ابۡنِىۡ مِنۡ اَهۡلِىۡ وَاِنَّ وَعۡدَكَ الۡحَـقُّ وَاَنۡتَ اَحۡكَمُ الۡحٰكِمِيۡنَ ﴿۴۵﴾

اے میرے رب بلا شبہ میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ بالکل سچا ہے اور تو سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا ہے۔ (سورہ ہود/۴۵)

آپ نے صراحۃً بچانے کے متعلق نہیں کہا' بلکہ اشارۃً کہا ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

قَالَ یٰنُوۡحُ اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَہۡلِکَ ۚ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ (الآیۃ)

کہا اللہ تعالیٰ نے اے نوح وہ تو تیرے اہل میں سے نہیں ہے' کیونکہ اس کے عمل نیک نہیں۔(ھود۴۶)

انہیں بتایا گیا کہ یہ تمہارا اہل نہیں ہے۔اس لیے اگر نبی کا بیٹا بھی غیر صالح عمل کرتا ہو تو نبی کے ساتھ اس کا تعلق کٹ جاتا ہے۔مزید برآں انہیں مزید سوال کرنے سے بھی منع کر دیا گیا۔پھر نوح علیہ السلام نے توبہ کی۔ معلوم ہوا کہ نبی کی اولاد کا جسمانی رشتہ روحانی رشتہ کے منقطع ہونے کے ساتھ ختم ہو گیا۔اس لیے فطرت مسخ ہو جانے کے بعد وہ اولاد آدم نہ رہیں گے۔

دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے متلاشی ہوتے ہیں،ان کا معاملہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ پریشانیاں آئیں گی،لیکن ہدایت جس کو مل جائے اور وہ اس کو حاصل کر لے وہ بالآخر کامران ہوگا۔رہے گمراہ لوگ جن کی فطرت مسخ ہوگئی جب انھوں نے اللہ کی آیات کی تکذیب کی تو پھر وہ ہدایت پر نہیں آئیں گے۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ

اے بنی اسرائیل میرے احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیے اور تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا

وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ

اور مجھ ہی سے ڈرا کرو ○ اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے نازل کی تصدیق کرتی ہے اس کی جو تمہارے پاس ہے اور تم ہی

كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا

سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو اور میری آیتوں کو تھوڑی قیمت پر نہ بیچو اور مجھ ہی سے ڈرو ○ اور سچ میں جھوٹ

الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ ○ اور نماز قائم کرو اور

الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ

زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو ○ کیا لوگوں کو تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو

اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ

بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو پھر کیوں نہیں سمجھتے ○ اور صبر کرنے اور نماز پڑھنے سے

وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ

مدد لیا کرو اور بیشک نماز مشکل ہے مگر ان پر جو عاجزی کرنے والے ہیں ○ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ضرور

مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ ع يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ

اپنے رب سے ملنا ہے اور ہمیں اس کے پاس لوٹ کر جانا ہے ○ اے بنی اسرائیل میری ان نعمتوں کو

الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ

یاد کرو جو میں نے تمہیں دی تھیں اور میں نے تمہیں جہان پر فضیلت دی تھی ○ اور اس دن سے ڈرو جس دن

نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ

کوئی شخص کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ ان کے لئے کوئی سفارش قبول ہوگی اور نہ اس کی طرف سے بدلہ لیا جائے گا

وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ

اور نہ ان کی مدد کی جائے گی ○ اور جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی وہ تمہیں بری طرح

الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ

عذاب دیا کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے

رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَ اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ

تمہاری بڑی آزمائش تھی ○ اور جب ہم نے تمہارے لئے سمندر کو پھاڑ دیا پھر تمہیں تو بچا لیا اور تمہارے دیکھتے دیکھتے

وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ

فرعونیوں کو ڈبو دیا ○ اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ کیا پھر اس کے بعد تم نے بچھڑا بنا لیا

مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ

حالانکہ تم ظالم تھے ○ پھر اس کے بعد بھی ہم نے تمہیں معاف کر دیا تاکہ

تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ اِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَ اِذْ

تم شکر کرو ○ اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور قانون فیصل دیا تاکہ تم ہدایت پاؤ ○ اور جب

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم بیشک تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا سو اپنے پیدا کرنے والے کے

اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ

آگے توبہ کرو پھر اپنے آپ کو قتل کرو تمہارے لئے تمہارے خالق کے نزدیک یہی بہتر ہے پھر اس نے تمہاری توبہ قبول کر لی

اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى

بیشک وہی بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے ○ اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تیرا یقین نہیں کریں گے جب تک کہ

نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ

رُوبرُو اللہ کو دیکھ نہ لیں تب تمہیں بجلی نے دیکھتے دیکھتے آلیا ○ پھر ہم نے تمہیں

مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا

تمہاری موت کے بعد زندہ کر اُٹھایا تاکہ تم شکر کرو ○ اور ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا اور تم پر

عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ مَا ظَلَمُوْنَا

من اور سلویٰ اُتارا ○ جو کچھ ہم نے تمہیں پاکیزہ چیزیں عطا کی ہیں ان میں سے کھاؤ اور انہوں نے

وَ لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ
ہمارا کچھ نقصان نہ کیا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے ○ اور جب ہم نے کہا اس شہر میں داخل ہو جاؤ
فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ
پھر اس میں جہاں سے چاہو بے تکلفی سے کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہتے جاؤ بخشدے
نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا
تو ہم تمہارے قصور معاف کردیں گے اور نیکی کرنے والوں کو زیادہ بھی دیں گے ○ پھر ظالموں نے بدل ڈالا کلمہ
غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ
سوائے اس کے جو انہیں کہا گیا تھا سو ہم نے ان ظالموں پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے آسمان سے
بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾
عذاب نازل کیا ○

ع ۶

افاداتِ محمود:

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا الآیہ

اس رکوع میں بنی اسرائیل کو اسلام کی طرف دعوت دی جاتی ہے طریقہ تذکیر بآلاء اللہ کیا ہے۔ اس رکوع میں بنی اسرائیل کے ضلال و گمراہی کی خصوصیات ذکر کی گئی ہیں۔

''اے اسرائیل کے بیٹو یاد کرو میری اسی نعمت کو جو میں نے تم پر کی اور پورا کرو میرے عہد کو۔ میں پورا کروں گا تمہارے عہد کو اور مجھ ہی سے ڈرا کرو اور ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو میں نے نازل کی در آں حالیکہ وہ تصدیق کرنے والی ہے ان کتابوں کی جو تمہارے سامنے ہیں اور تم پہلے کافر نہ بنو اس کتاب کے ساتھ اور میری آیتوں کو بیچ کر تم اس کے ساتھ ثمن قلیل (قلیل مال) حاصل نہ کرو اور مجھی سے ڈرتے رہو اور سچ میں جھوٹ نہ ملاؤ جان بوجھ کر نماز قائم کرو اور زکواۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ کیا تم لوگوں کو حکم کرتے ہو نیکی کا اور بھول جاتے ہو اپنے بارے میں۔ کیا تم سمجھتے نہیں اور بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ سے مدد لیا کرو اور بے شک نماز بہت بڑا بوجھ ہے مگر سوائے خاشعین کے۔ خاشعین وہ ہیں جو یقین رکھتے ہیں پروردگار سے ملنے کا''۔

بنی اسرائیل کون تھے:

یہاں بنی اسرائیل کو مخاطب کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اسرائیل کے بیٹے کون تھے؟ اسرائیل دراصل حضرت

یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے ہیں اور ہر ایک بیٹے سے بہت بڑی نسل چلی اور یوں بارہ قبیلے ہو گئے۔ چنانچہ ان بارہ قبیلوں کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔

بنی اسرائیل سے خطاب کی وجہ:

بنی اسرائیل کے لفظ میں ہی دعوت موجود ہے۔ لفظ بنی اسرائیل کا مفہوم یہ ہے کہ تم تو بہت بڑے پیغمبر کے بیٹے ہو۔ اپنے خاندان کا کچھ خیال رکھو۔ اپنے اجداد کے طریق پر چلو۔ ہمیشہ کسی اچھے خاندان کا بیٹا جب گمراہ ہو جاتا ہے تو اسے خاندان کا واسطہ دیا جاتا ہے۔ اس لیے انہیں اسرائیل کے بیٹوں کی حیثیت سے اللہ نے مخاطب کیا ہے کہ اس میں بھی دعوت ہے اور اگر انہیں خاندان کا پاس نہیں ہے تو پھر آگے دوسری دعوت دی ہے۔ اللہ نے انہیں اپنا احسان جتلایا اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ کہ میرا احسان تو دیکھو۔ اگر باپ کا خیال نہیں کرتے تو میرا تو کرو۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ایک تو عام ہیں جو ہر انسان کے ساتھ ہیں۔ جیسے اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ میں تھیں۔ یہ انعامات عام ہیں جو کسی فرد یا خاندان کے ساتھ مختص نہیں ہیں۔ بعض انعامات خالص اور خاص بھی ہیں کہ جو عام لوگوں کے سوا کسی خاص خاندان اور کسی خاص طبقہ یا فرد کے ساتھ مختص ہوں اور انعامات خاصہ دعوت و تبلیغ کی طرف زیادہ موثر ہوتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو دعوت دے رہے ہیں، اس لیے انعامات خاصہ کا ذکر کیا گیا۔ اس لیے یہاں ارشاد فرمایا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وہ نعمت جو دوسرے انسانوں کو چھوڑ کر خاص تم پر نازل کی گئی ہے۔ اس لیے الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ کی قید لگائی ہے۔

یہاں لفظ نعمت مفرد ہے جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی نعمت ہے، لیکن اس سے مراد جنسِ نعمت ہے۔ شخصی نعمت نہیں ہے۔ اس نعمت میں بہت سے افراد شامل ہیں اس لیے فرمایا کہ اس نعمت کو ہی یاد کرو۔ قرآن نے جا بجا ان نعمتوں کی تفصیلات ذکر کی ہیں۔ جیسے فرعون سے نجات دلائی۔

وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ

اور یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی۔

کسی ظالم سے اگر کوئی نجات دلا دے تو یہ اس کا بڑا احسان ہوتا ہے۔ ظالموں نے آپ کو گھیرا ہوا ہے۔ جو شخص ظالم سے آپ کو نجات دلائے، سب سے بڑا محسن تو یہی ہے۔ الانسان عبدالاحسان یعنی انسان احسان کا بندہ ہوتا ہے۔ وہ محسن کے احسانات کے سامنے مجبوراً جھک جاتا ہے۔ اللہ نے بنی اسرائیل کے ساتھ بہت سے احسانات کیے۔ ان میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) یوں ہوا کہ دریا کو پھاڑ کر بنی اسرائیل کو بچایا جبکہ راستہ کوئی نہ تھا تو بارہ راستے بنائے۔ ہر قبیلہ کے لیے الگ راستہ بنایا۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے ان پر من اور سلویٰ اتارا۔ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ

(۳) ایک پتھر سے اللہ نے بارہ چشمے جاری کیے۔ جب انہوں نے پانی مانگا تو حضرت موسیٰ کو پتھر پر عصا مارنے کا حکم صادر فرمایا۔

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ

پس جاری ہو گئے اس میں سے بارہ چشمے۔

(۴) اللہ تعالی نے بنی اسرائیل میں پے در پے ہزاروں پیغمبر بھیجے' بلکہ یعقوب علیہ السلام کے بعد جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے تک حضرت ابراہیمؑ کی ذریت میں جتنے پیغمبر آئے، سب بنی اسرائیل سے آئے۔

(۵) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی اسماعیل میں بھیجا گیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اسحاقؑ کے بیٹے تھے اور اسحاقؑ واسماعیلؑ دونوں بھائی تھے۔ یہ دونوں ابراہیمؑ کے بیٹے تھے۔ اسحاقؑ ان میں پیغمبر تھے اور یہ اسماعیل کے بھائی تھے۔ ہزاروں پیغمبر بنی اسرائیل کے تھے۔

(۶) تمام کتابیں تورات انجیل، زبور اور بڑے بڑے صحیفے موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے۔ بنی اسرائیل میں اتنی نعمتیں نازل ہوئیں **لاتعدو لا تحصیٰ**۔

عہد اللہ وعہد الیہود:

فرمایا **وَأَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ** میرا عہد پورا کرو یعنی اللہ تعالی نے تم سے جو عہد لیا تھا وہ عہد تمہیں پورا کرنا چاہیے۔ انسان کو اپنے عہد کی پاس داری کرنی چاہیے۔ جبکہ تم میرے احسانات کا کفران کرتے ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے ''**ان العهد كان مسئولا** بیشک وعدہ کے متعلق جواب دہی ہوگی۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۫ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ (آل عمران/۱۸۷)

اور جب اللہ نے ان لوگوں سے اقرار لیا جنہیں کتاب دی گئی تھی کہ تم ضرور بیان کرنا اسے لوگوں کے لیے اور اس کو نہ چھپانا تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دیا اور لی انہوں نے اس کے عوض تھوڑی قیمت۔ پس بہت برا ہے جو کچھ وہ لیتے ہیں۔

میثاق اور عہد ہم معنی الفاظ ہیں یعنی یہود سے اللہ تعالیٰ نے یہ عہد و میثاق لیا تھا۔ ان کی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات وعلامات مذکور ہیں۔ پھر اہل کتاب کا ذکر اور یہود ونصاریٰ کا صراحتہً ذکر فرمایا ہے تاکہ یہود یہ نہ سمجھیں کہ یہاں نہ تو ان کا ذکر ہے' نہ ان سے کوئی مطالبہ۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے میثاق کا بھی تذکرہ واضح طور پر ہوا ہے۔

وَلَقَدْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ

اور لے چکا ہے اللہ تعالیٰ عہد بنی اسرائیل سے اور ہم نے مقرر کئے تھے ان میں سے بارہ

سردار۔ (سورہ مائدہ/۱۲)

اسی طرح بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے میثاق کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ

اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر آئے تمہارے پاس کوئی رسول جو تصدیق کرے اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ (سورۃ آل عمران/۸۱)

یہ میثاق نبیین سے لیا گیا۔ اس میثاق کا یہ مطلب نہیں کہ انبیاء علیہم السلام حضور کی بعثت کے وقت موجود ہوں گے، بلکہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کے نمائندے تھے، لہٰذا ان سے عہد لے کر ان آنے والی نسلوں کے لیے یہ عہد لازم قرار دیدیا گیا کہ جو لوگ انبیاء کی امتوں سے ہوں گے وہ اس عہد کی پاس داری کریں گے۔ اس آیت کے آخر میں ارشاد ہے کہ ''قال اءقررتم کیا تم نے (اس وعدے کا) اقرار کیا؟'' تو ان سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ اقررنا یعنی ہم نے آپ سے وعدہ کا اقرار کرلیا ہے۔ قانون یہ ہے کہ **المرأ یوخذ علی اقرارہ** یعنی انسان اپنے اقرار پر ماخوذ ہوتا ہے۔ بہرحال مندرجہ بالا آیات میں یہ عہد واضح ہے کہ جب ایسا رسول آ جائے جو تمہاری کتاب کی تائید کرے اور اس کی تصدیق کرے تو تم اس کو تسلیم کرو گے۔ اب اس وعدہ کو پورا کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے بزرگوں اور بڑوں سے لیا تھا۔ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ میں نے جو وعدہ آپ لوگوں سے کیا ہے اسے پورا کروں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ترغیبی انداز ہے۔ جیسے دنیا کے حکمران کہتے ہیں کہ ہمارا ساتھ دو، ہم تمہیں وزیر بنائیں گے، لیکن لوگ تو وعدہ خلافی کر جاتے ہیں۔ وہ عہد پورا نہیں کرتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ یہ بہرطور سچا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾

''اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی بات کس کی ہو سکتی ہے؟'' (سورہ نساء/۸۷)

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾

اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی بات کس کی ہو سکتی ہے؟ (سورہ نساء/۱۲۲)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۹﴾

بے شک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔ (آل عمران/۹)

یہود کے اسلام میں داخل نہ ہونے کی وجوہ:

مذکورہ بالا جملہ میں اللہ تعالیٰ کے عہد کا ذکر ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس عہد کو پورا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا عہد یہ تھا کہ اہل کتاب جب اسلام قبول کریں گے اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے تو ان کو دوہرا

اجر ملے گا۔ آگے اس کی تفصیل آ رہی ہے۔

یہود اس وجہ سے مسلمان نہیں ہو رہے تھے کہ وہ سمجھ رہے تھے کہ اگر ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو پکڑ لیا اور آپ سے وابستہ ہو گئے تو ہماری جو ریاست قائم ہے اور جو ہمارا مقام و رتبہ ہے یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ لوگ نئے دین کو حجت سمجھیں گے۔ یہ لوگ اہل علم مشہور تھے۔ ان کے لیے تحفے تحائف نذر و نیاز وغیرہ آتے تھے۔ ان تحفے تحائف اور نذر و نیاز کے بند ہونے کا قوی اندیشہ تھا۔ پھر اب اگر یہ لوگ تورات وانجیل کے نام پر فیصلے کرنا چھوڑ دیں تو یہ لوگ تورات کے حکم کے عوض جو بھاری رقمیں لوگوں سے وصول کرتے تھے اور فتویٰ فروشی کا کام کرتے تھے، وہ بھی بند ہو جائے گا۔ قرآن پر ایمان لانے کے بعد تورات وانجیل کے نام پر فیصلہ کرنا جائز نہ ہوگا۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ان لوگوں کو یہ خطرات درپیش تھے۔ پھر بھی اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہاری عزت و آبرو کو قائم رکھوں گا۔ اسلام لانے کے بعد تمہارا رتبہ اور درجہ اسی طرح قائم رہے گا چنانچہ ارشاد ہے:

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورہ اعراف/۱۵٦-۱۵۷)

اور میری رحمت گھیرے ہوئے ہے ہر چیز کو پس میں اسے لکھ دوں گا ان کے لیے جو پرہیز گاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو لوگ کہ ہماری آیتوں پر یقین کرتے ہیں جو لوگ کہ پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے وہ پاتے ہیں جسے لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں وہ حکم کرتا ہے انہیں نیک کام کا اور روکتا ہے انہیں برے کام سے اور حلال کرتا ہے ان کے لیے سب پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں اور اتارتا ہے ان پر سے ان کا بوجھ اور قیدیں جو پڑی تھیں ان پر، پس جو لوگ ایمان لائے اس پر اور اس کی حمایت کی اور اس کی مدد کی اور پیروی کی انہوں نے اس نور کی جو اتارا گیا آپ کے ساتھ وہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔

حاصل یہ ہے کہ اہل کتاب کو تسلی دی گئی کہ تمہاری عظمت بھی قائم رہے گی اور تمہیں اجر بھی دگنا ملے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں جو خطرات درپیش تھے۔ ان کا بھی ازالہ کر دیا اور فرمایا وَاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝ یعنی مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔ وَاِيَّايَ جب مقدم ہوا تو اس نے تخصیص کا مفہوم دیا۔ دنیا میں تمہارے لیے جو منفعتیں ہیں ان

میں سب سے زیادہ نفع بخش اور فائدہ مند چیز مجھے خوش کرتا ہے۔ ورنہ دنیا کی کوئی منفعت کام نہیں آئے گی۔ ہر منفعت کا بدل ہوسکتا ہے' لیکن جس کو اللہ چھوڑ دے اس کا کوئی بدل نہیں ہے۔

ایک شاعر نے کہا ہے...... **لکل شیئی اذا فارقته عوض ...... ولیس لله ان فارقته من عوض**

یعنی دنیا کی کوئی بھی چیز اگر آپ کے ہاتھ سے چھوٹ جائے تو اس کا کوئی نہ کوئی بدل ہوسکتا ہے' لیکن اگر اللہ تعالیٰ سے تیرا رشتہ و تعلق ٹوٹ گیا تو اس کا پھر کوئی بدل نہیں ہے۔ اہل کتاب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی وعدہ فرمایا تھا کہ

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا

(سورہ قصص/۵۲،۵۳،۵۴)

اور وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب اس سے پہلے وہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور جب پڑھ کر سنایا جاتا ہے ان کو تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اس پر بیشک وہ سچی کتاب ہے ہمارے رب کی طرف سے، ہم تو تھے اس سے پہلے ہی حکم ماننے والے۔ انہی لوگوں کو دیا جائے گا۔ ان کا اجر دوبار۔ اس کے عوض جو انہوں نے صبر کیا۔

اس طرح صحیح مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمیوں کو دوہرا اجر ملے گا۔ ایک ان میں **رجل اٰمن بنبیه ثم اٰمن بمحمد صلی الله علیه وسلم** یعنی ایک وہ شخص ہے جو اپنے نبی پر بھی ایمان لائے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لائے۔ اہل کتاب کے لیے ایمان لانے سے مراد صرف اعتقادی ایمان نہیں ہے' بلکہ اعتقادی ایمان کے ساتھ ساتھ عملاً ایمان لانا مقصود ہے۔ جیسا کہ ہمارا ایمان سابقہ انبیاء پر اعتقاداً ہے' عملاً نہیں ہے اور اجمالاً ہے' تفصیلاً نہیں ہے۔ کیونکہ ایک نبی پر ایمان لانے کے بعد دوسرے نبی پر ایمان لانا بڑا مشکل ہے۔ آپ اس کا اندازہ نہیں کرسکتے۔ اس مشکل کے باعث ان کو دوگنا اجر ملے گا۔ ایک نبی کے بعد دوسرا نبی ماننا کتنا مشکل ہے۔ اس سے اندازہ کیجیے کہ ایک پیر سے دوسرے پیر کی طرف منتقل ہونا مشکل ہے۔ اہل کتاب کا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اس سے کہیں مشکل تر ہے۔ سیاسی پارٹیوں سے بھی نکلنا اور دوسری پارٹی کی طرف منتقل ہونا پہلے مشکل ہوتا تھا، لیکن آج کل بہت آسان ہے۔

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ الآیه

اور ایمان لاؤ اس (کتاب) پر جو میں نے نازل کی' تصدیق کرتی ہے اس کی جو تمہارے پاس ہے۔

یہاں پر وہ وعدہ یاد دلایا گیا ہے کہ ان سے وعدہ لیا گیا تھا کہ اگر تمہارے پاس کوئی نئی کتاب اور نیا رسول آجائے تو تم اس کی اتباع کروگے۔

وَلَا تَكُونُوٓا۟ أَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهِۦ ۖ وَلَا تَشْتَرُوا۟ بِـَٔايَٰتِى ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّٰىَ فَٱتَّقُونِ ﴿٤١﴾

اور نہ بنو تم ہی سب سے اول منکر اس کے اور نہ لو میری آیتوں پر دام تھوڑے اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

اَوّل کافر سے کیا مراد ہے؟

سورہ بقرہ مدنی سورۃ ہے اس میں مذکورہ احکام کے مخاطب مدینے والے اور پھر تمام انسان ہیں۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کریم ۱۳ سال مکہ مکرمہ میں نازل ہوتا رہا اور جیسا کہ معلوم ہے کہ اکثر اہل مکہ قرآن کریم کا انکار ہی کرتے تھے تو اول کافر کا مصداق تو وہی ہیں۔ مدینہ کے اہل کتاب تو بظاہر اول کافر کا مصداق نہیں بن سکتے۔ گویا وہ تو اول کافر کے مصداق ہونے سے عاجز ہیں۔ عاجز کو ایسے کام سے روکنا جو پہلے سے اس کے بس میں نہ ہو یہ تکلیف بمالا یطاق (طاقت سے بڑھ کر) ہے جو جائز نہیں ہے۔ یہ تو ایسا ہے جیسے کسی کو کہا جائے آسمان کی طرف نہ اڑنا، اور چاند پر مکان نہ بنانا۔

(۱) اس اشکال کا ایک جواب تو یہ ہے کہ کفر سے مراد خاص اہل کتاب کا کفر ہے، مطلق کفر مراد نہیں ہے۔

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ اگرچہ حقیقت میں اول کافر مشرکین مکہ تھے، لیکن اہل کتاب نہ ہونے اور ان پڑھ یعنی علم نہ رکھنے کی وجہ سے ان کے کفر کی وہ اہمیت نہ تھی۔ اس وجہ سے ان کے کفر کو نظر انداز کیا گیا اہل کتاب کا کفر باوجود علم اور سمجھ بوجھ کے تھا۔ یہ ایک خطرناک جسارت تھی۔ اس کی اہمیت بہت زیادہ تھی' لہٰذا فرمایا کہ تم اے اہل کتاب پہلے منکر نہ بننا۔

(۳) اور تیسرا جواب یہ ہے کہ کفار مکہ کا کفر تو تمام کتابوں سے متعلق تھا، وہ کسی کتاب کو نہیں مانتے تھے اور اہل کتاب سابقہ کتابوں کو تو کسی حد تک مانتے تھے، لیکن قرآن کا انکار کر بیٹھے تو ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم کے پہلے منکر نہ بننا۔

وَلَا تَشْتَرُوا۟ بِـَٔايَٰتِى ثَمَنًا قَلِيلًا الخ

یہاں پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ بیع میں ثمن و قیمت ہمیشہ مشتری کی طرف سے ہوتی ہے اور مشتری کی طرف سے ادا کی جاتی ہے، ثمن دیتا ہے لیتا نہیں اور اس آیت میں بائع کو مشتری بتایا گیا ہے اور ثمن قلیل کو بمنزلہ قیمت کے بنایا گیا یعنی آیات دے رہے ہیں اور ثمن قلیل لے رہے ہیں اور یہ واقعہ بھی ہے کہ ثمن لے کر تحریف کرتے تھے تو یہ عجیب مشتری ہے کہ ثمن لیتا ہے دیتا نہیں ہے۔ اگر یہاں لفظ بیع ہوتا تو بات صاف ہوتی۔

(۱) اس اشکال کا پہلا اور حقیقی جواب تو یہ ہے کہ بیع وشرا کا فرق ایک موخر اصطلاح ہے، ورنہ بیع وشراء دونوں لفظ مترادف ہیں اور ایک دوسرے پر ان دونوں کا اطلاق ہوتا ہے چنانچہ امام راغبؒ لکھتے ہیں **ویقال للبیع الشراء و للشراء البیع** یعنی بیع پر شراء کا اور شراء پر بیع کا اطلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ

اور اس کو بیچ ڈالا تھوڑی قیمت یعنی گنتی کے درہموں کے عوض۔ (یوسف/۲۰)

گویا یہاں شروہ باعوہ کے معنی میں ہے۔ اسی طرح ایک حدیث ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لا يبيعن احد كم على بيع اخيه یعنی ہرگز تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ لگائے۔ ای لایشتری یعنی جب ایک آدمی کوئی چیز خرید رہا ہو تو جب تک وہ خرید نہ لے یا چھوڑ نہ دے' دوسرا آدمی اس کے خرید سے متعلق کوئی بات نہ کرے۔ یہاں بیع شراء کے معنی میں ہے۔

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ ثمن اور مبیع میں سے ہر ایک کی طرف ثمن اور مبیع کی نسبت ہو سکتی ہے اور یہ نسبت عرف کے مطابق ہوگی کہ و احد البدلین میں سے عرف میں کون سا ثمن ہے اور کونسا مبیع ہے۔

(۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ جب بیع وشراء باب افتعال سے ہوں تو خریدنے کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں یعنی اشتراء وابتیاع اور جب مجرد ہوں جیسے باع وشریٰ تو پھر بیچنے کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں جیسا کہ اوپر سورہ یوسف کی آیت ''وشروہ'' سے معلوم ہوا۔

دوسرا سوال یہ ہو سکتا ہے کہ ثمن قلیل پر فروخت نہ کرو تو اگر مفہوم مخالف کا اعتبار کیا جائے تو کیا یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ اگر زیادہ ثمن ملے تو بیچتے رہو۔ اسی طرح اس نوعیت کا شبہ ''وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ'' پر بھی وارد ہو سکتا ہے کہ اول کافر نہ بنو تو کیا دوسرے نمبر پر (العیاذ باللہ) کافر بن سکتے ہو۔

الجواب: ہمارے احناف کے ہاں تو مفہوم مخالف معتبر ہی نہیں ہے، لہٰذا یہ دونوں سوال پیدا ہی نہیں ہوتے، البتہ جن کے ہاں مفہوم مخالف معتبر ہے ان کی طرف سے ہم یہ جواب دیتے ہیں (۱) پہلے اشکال کا جواب یہ ہے کہ مفہوم مخالف کا اعتبار وہاں ہوتا ہے جہاں آیت منطوق اور عبارۃ النص نہ ہو جبکہ یہاں مفہوم مخالف دلالۃ النص سے پیدا ہوتا ہے اور عبارت النص کا مسئلہ یہ ہے کہ جب دلالۃ النص اور عبارۃ النص میں تقابل ہو تو ترجیح عبارۃ النص کو ہوتی ہے لہٰذا یہ حمل علی القلیل ہے اور مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ہے۔ (۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ خواہ قرآن کریم کا انداز خطاب کا ہو یا انسانوں کو کوئی دعوت دی جارہی ہو تو بعض افراد اس حکم سے خارج ہوتے ہیں۔ منکر پر بعض عمل کرنے والوں کو حکم سے خارج کرنے سے کیا مقصد۔ دراصل منکر کی قباحت وشناعت کو واضح کرنا مقصود ہے۔ اسی طرح بعض منہیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ ثمن کے ساتھ قلیل کی جو قید ہے وہ اسی قبیل سے ہے اور یہی جواب دوسرے شبہ کا بھی دیا جا سکتا ہے کہ اول کافر کی جو نفی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارے اتنے احسانات ونعمتوں کے باوجود تم کافر نہ بنو اور کفر میں پہل نہ کرو۔ اسی طرح سورہ آل عمران کی آیت کا حال ہے کہ فرمایا کہ سود در بوا اضعافاً مضاعفاً نہ کھاؤ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کئی بار دگنا کر کے سود کھانا منع ہے اور ایک بار یا دو بار دگنا کر کے کھانا جائز ہے، بلکہ اس زمانہ میں سود کا جو نقشہ اور شکل تھی۔ قرآن کریم نے وہ نقشہ کھینچا ہے۔ ورنہ ایک بار سود ہو تب بھی

حرام ہے اور دو بار ہو تو پھر بھی حرام ہے۔ اسی طرح سورہ لقمان میں ہے۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا پیدا کیے اس نے آسمان بغیر ستونوں کے کہ تم دیکھتے ہو ان کو۔ (سورہ لقمان/۱۰)

یہاں پر بھی مفہوم مخالف معتبر نہیں ہے کہ اگر ستون کے ساتھ آسمان ہوتے تو کیا پھر اس کا احسان نہ ہوتا۔ اگر اللہ تعالیٰ ستون لگا بھی لیتے تو اتنی بڑی چھت کو ستونوں کے سہارے سے کھڑا کرنا بھی غیر معمولی بات ہے، لیکن بغیر ستون کے ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا مظہر اتم ہے۔

وَإِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ:

بسا اوقات طلبہ کے ذہنوں میں اس نوعیت کے سوالات ابھرتے ہیں کہ پہلے فرمایا تھا فَارْهَبُوْنِ اور اب فرمایا جا رہا ہے فَاتَّقُوْنِ ترجمہ دونوں کا تقریباً ایک ہی ہے۔ صرف الفاظ بدلے ہوئے ہیں؟ اس کا سیدھا سادا جواب یہ ہے کہ مترادف الفاظ کا استعمال حسن لفظی کی اقسام میں سے ایک قسم ہے اور اس میں ایک گنا تفنن ولذت ہے۔

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ اصطلاحی فرق ہے، کیونکہ یہود متقی اور پرہیز گار کے لیے ر، ہ، ب استعمال کرتے تھے اور متقی کو راھب کہتے تھے، لیکن مسلمان متقی کہتے ہیں۔ ایک جگہ یہود کی اصطلاح کے مطابق فَارْهَبُوْنِ کہا اور دوسری جگہ مسلمانوں اور عربوں کی اصطلاح کے مطابق فَاتَّقُوْنِ استعمال کیا گیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی جس دین پر ہوتا ہے، اس دین کی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ دوسروں کی اصطلاحات کو استعمال کرنے سے اجتناب کرتا ہے۔ بہرحال یہاں بنی اسرائیل کو دو طریقوں سے دعوت دی گئی ہے۔ ایک تو ان سے ایفائے عہد کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ دوسرا ان سے یہ کہا گیا کہ دلیل کامل کا اتباع کرو اور آباؤ اجداد کی رسوم کو چھوڑ دو۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ الخ

یعنی خلط ملط نہ کرو اور تاویل باطل نہ کرو کیونکہ حق کو باطل سے خلط کرنے کا گناہ بہت زیادہ ہے۔ آج کل ملحدین اور زنادقہ یہی کچھ کر رہے ہیں اور فرق باطلہ بھی۔ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی تم جانتے بھی ہو۔ اگر کسی شخص کو اجتہاد میں خطایا غلطی ہو جاتی ہے تو درگزر کر دی جاتی ہے، لیکن عمداً غلطی کرے تو معافی کے قابل نہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ حدیث موجود ہے کہ

ويل لمن لايعلم مرة وويل لمن يعلم ولا يعمل سبع مرات۔

یعنی جو شخص نہ جانتا ہو تو اس کے لیے ایک بار ہلاکت ہے اور جو جاننے کے باوجود عمل نہ کرے تو اس کے لیے سات بار ہلاکت ہے۔

اس حدیث میں علماء کے لیے بڑی ترہیب ہے۔ یہودی جان بوجھ کر گناہ کرتے تھے، اس لیے ان کو سات گنا زیادہ عذاب ہوگا۔ وہ اگر یہ تلبیس نہ کرتے تو انہیں لازماً اسلام قبول کرنا پڑتا۔ وہ علماء بھی یہود کے راستے پر

گامزن ہوں گے جو جانتے بوجھتے دین حق کو چھپاتے اور دین کے حقائق کا انکار کرتے یا دین حق پر عمل سے گریز کرتے ہیں۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ یہاں صریح دعوت ہے یعنی نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو۔ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ جماعت کے ساتھ نماز ادا کیا کرو۔ یہاں نماز کی فرضیت کو الگ بیان کیا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو الگ بیان کیا۔

اہل کتاب کی ضلالت کی دوسری وجہ:

اہل کتاب کی ضلالت کی پہلی وجہ تو تحریف کتاب تھی۔ دوسری وجہ دوسروں کو نیکی کی تلقین اور خود عمل نہ کرنا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ الخ

کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو جبکہ تم کتاب بھی پڑھتے ہو۔

یعنی یہ بہت بڑی قباحت ہے کہ تمہارا فعل کچھ ہے اور علم کچھ ہے۔ جیسا کہ سورہ صف پارہ ۲۸ میں ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۞ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۞
(سورہ صف/۲،۳)

اے ایمان والو کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ سخت ناپسند ہے اللہ کے ہاں کہ تم کہو وہ بات جو کرتے نہیں ہو۔

قول اور عمل کے تضاد سے متعلق بہت حدیثیں آئی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایسے لوگوں کے ہونٹ (بمقراض النار) آگ کی قینچی سے کاٹے جائیں گے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو خطبے دیتے تھے، وعظ کرتے تھے، لیکن خود عمل نہ کرتے تھے۔ بہرحال قول وعمل کا تضاد بذات خود ایک بڑا گناہ ہے، لیکن اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ اگر انسان خود عامل نہ ہو تو کسی اور کو بھی ترغیب نہ دے۔ یعنی یہ معنی نہیں کہ اگر خود عمل نہ کرے تو دوسروں کو بھی نہ کہے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ امر بالبر (نیکی کا حکم دینا) سے محروم ہو جائے گا حالانکہ وہ امر بالبر کا شرعاً مکلف ہے اور امر بالبر پر عمل کرنا چاہیے باقی کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ جب اپنا عمل ہی درست نہیں تو دوسروں کو کیونکر کہا جا سکتا ہے؟ کیونکہ جتنی وعیدات ہیں وہ اس بارے میں ہیں کہ خود عمل بھی نہ کرے اور کسی کو ترغیب بھی نہ دے۔ یا خود بھی برا عمل کرے اور دوسروں کو بھی شامل کر لے، لیکن امر بالبر یعنی نیکی اور بھلائی کا حکم تو بہرحال کرتے رہنا چاہیے۔ اس آیت میں دعوت کی نفی نہیں ہے۔ ہاں دعویٰ کرنے کو شدت سے رد کیا گیا ہے۔ اگر اس امر و ترغیب میں کوئی مشکل اور رکاوٹ پیش آتی ہے تو آگے اس کا علاج بتلایا جا رہا ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں درپیش مصائب کا علاج اور صبر کا پہلا مطلب:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ الخ

اور مدد حاصل کرو صبر اور نماز کے ذریعہ۔

بعض مفسرین کے نزدیک یہاں صبر سے مراد صوم (روزہ) ہے تو حاصل یہ ہوا کہ مدد حاصل کرو صوم وصلواۃ کے ذریعہ۔ یعنی یہ دونوں چیزیں اختیار کرلو تو تمام اعمال آسان ہوجائیں گے۔ ایک روزے رکھو اور دوسرے نماز پڑھو۔ روزہ بھی تمام گناہوں سے بچنے کا ایک سبب ہے کیونکہ روزہ کے ذریعہ اکل و شرب' شھوۃ البطن اور شھوۃ الفرج (کھانے پینے' پیٹ کی چاہت اور شرمگاہ کی چاہت) پر کنٹرول ہوجاتا ہے اور قوت غضبیہ پر بھی کنٹرول ہوجاتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

واذا کان صوم احد کم فلا یرفث ولا یصخب فان سابه احد او قاتله فلیقل انی امرأ صائم (بخاری)

جب تم میں سے کوئی شخص روزہ سے ہو تو گالی گلوچ بھی نہ کرے اور سخت کلامی بھی نہ کرے۔

اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے جھگڑے تو کہے کہ میں روزہ سے ہوں۔

لڑائی جھگڑے کے وقت "انی صائم" کہنے کا مقصد یہ ہے کہ **اجتنب من الا کل و الشرب و البعال و الکفر و الفسوق و العصیان**، یعنی میں روزہ کی حالت میں کھانے پینے اور ہم بستری سے بچتا ہوں۔ اس طرح کفر، فسق اور نافرمانی کی باتوں سے بھی بچتا ہوں۔ لہٰذا وہ کسی کو فحش اور سخت جواب نہیں دیتا۔ اسی طرح نماز بھی برائیوں سے بچاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ (العنکبوت/۴۵)

بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری باتوں سے۔

لہٰذا بندہ اپنی بندگی کا اقرار کرتا رہے۔ وہ اپنا دل اللہ تعالیٰ سے جوڑے رکھے اور اگر انسانی کمزوری کی وجہ سے گناہ سرزد ہوجائے تو توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

صبر کا دوسرا مطلب:

اگر صبر سے مراد صوم نہ لیا جائے، بلکہ مطلق صبر لیا جائے تو بھی درست ہے۔ کیونکہ امر بالبر میں مختلف مشکلات پیش آتی ہیں اور صبر کے بغیر وہ کام سرانجام دینا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ماالایمان؟ یعنی ایمان کیا ہے؟ تو فرمایا **الصبر و السخاوۃ** یعنی ایمان صبر اور سخاوت کا نام ہے۔ سخی سے مراد وہ شخص ہے جو بخل فی الاحسان نہ کرے۔ امر بالبر ایک مشکل کام ہے اور یہ کام صبر کی مدد اور سہارے کے

بغیر سرانجام نہیں دیا جاسکتا۔ صبر سے پتا چلتا ہے کہ فلاں آدمی استقامت پر قائم ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ الایمان نصفان نصف فی الصبر و نصف فی الشکر ، یعنی ایمان کے دو حصے ہیں ایک حصہ صبر یعنی مشکلات اور آزمائشوں پر صبر اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر اس کا شکر۔

صلوٰۃ سے کیا مراد ہے:

صلواۃ سے مراد یہاں صرف فرض نماز ہی نہیں ہے، بلکہ نوافل بھی اسی میں شامل ہیں۔ نمازیں اخروی منافع کے ساتھ ساتھ دنیوی کاموں کے لیے بھی اکسیر ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریقہ صلوٰۃ حاجت کا تعلیم فرمایا ہے اسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

عن عبداللہ ابن ابی او فی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ الی اللہ حاجۃ اوالی احد من بنی ادم فلیتوضاء بحسن الوضوء ثم لیصل رکعتین ثم یثنی علی اللہ ویُصلِّی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم لیقل لا الہ الااللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمدللہ رب العلمین ، اسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک و الغنیمۃ من کل بروالسلامۃ من کل اثم لا تدع لنا ذنبا الاغفرتہ ولا ھما الا فرجتہ ولا حاجۃ ھی لک رضیً الا قضیتھا یا ارحم الرٰحمینo (ترمذی ج۱)

حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیٰؓ راوی ہیں کہ سرتاج دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ یا کسی شخص کی طرف کوئی حاجت ہوتو اسے چاہیے کہ وضوء کرے اور اچھی طرح (پورے آداب کے ساتھ) وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج کر یہ دعا پڑھے (دعاء کا ترجمہ) نہیں ہے کوئی معبود سوا چشم پوشی اور بخشش کرنے والے اللہ پاک کے۔ اللہ جو مالک ہے عرش عظیم کا اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے ان چیزوں کو مانگتا ہوں جن پر رحمت ہوتی ہے اور جو تیری بخشش کا سبب ہوتی ہیں اور مانگتا ہوں اپنا حصہ ہر نیکی سے اور بچنا چاہتا ہوں ہر گناہ سے۔ اے اللہ، میرے کسی گناہ کو بے بخشے ہوئے اور کسی غم کو بے دور کئے ہوئے اور کسی حاجت کو جو تیرے نزدیک پسند ہو بے پورا کئے ہوئے نہ چھوڑ۔ اے بہت رحم کرنے والوں سے رحم کرنے والے! (دعاء ختم ہوئی)۔

توجب کوئی مشکل پیش آجائے تو نماز کی طرف جاؤ۔ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ چنانچہ ابوداؤد نے سنن میں ایک روایت نقل کی ہے:

عن حذیفۃؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزبہ امر فزع الی الصلوٰۃ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مشکل کام پیش آتا تو آپ نماز کی طرف جلدی فرماتے تھے۔

صرف یہ نہیں، بلکہ میں آپ کو بتادوں کہ نسائی وابن ماجہ میں صہیب رومیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کان الانبیاء یفزعون الی الصلوٰۃ

حضرات انبیاء مشکل کے وقت نماز کی طرف دوڑتے تھے۔

جیسے صلوٰۃ کسوف فزع ہی تو ہے۔ خسوف قمر ہوا تو نماز ہے۔ قحط ہے تو صلوٰۃ استسقاء پڑھی، گویا صلوٰۃ ہی تمام مشکلات کا مرجع ہے۔ اس لیے فرمایا کہ صلوٰۃ سے مدد طلب کرو **وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ**

یہ بھی بتلایا کہ امر بالصبر میں مشکلات آئیں گی، ان کو برداشت کرو۔

جو آدمی نماز نہیں پڑھتا، اس کے لیے یہ اتنی مشکل ہے کہ کھینچ کر لاؤ، گھسیٹ کر لاؤ۔ مسجد کے دروازے پر لے آؤ، تب بھی اس کے لیے نماز ناقابل برداشت ہے، لیکن ایک شخص نمازی ہے۔ اس کے لیے اتنی آسانی ہے کہ نماز کا وقت آئے تم زنجیروں سے باندھ دو، لیکن اسے قرار نہیں آئے گا۔ یا تو زنجیریں توڑ دے گا یا اشارے سے پڑھے گا۔

یہاں **فاقد الطھورین** (جس کے پاس نہ پانی ہو نہ مٹی) کا مسئلہ بھی ہے۔ یعنی اس کی صورت یہ ہے کہ

حبس فی مکان نجس لم یتیمم ولم یتوضاء۔ یعنی آدمی ایسی جگہ قید ہے کہ پانی بھی موجود نہیں ہے اور جگہ بھی ناپاک ہے تو نہ تیمّم کرے گا اور نہ وضو۔

وہ کیا کرے اس مسئلے پر ائمہ کا اختلاف ہے:

عند ابی حنیفۃ یؤخر الصلوٰۃ و عند الصاحبین یتشبہ بالمصلین۔

امام اعظمؒ کے ہاں نماز کو مؤخر کرے گا اور صاحبین کے نزدیک نمازیوں کے ساتھ مشابہت رکھے گا یعنی ارکان ادا کرتا رہے گا۔

وہ بعد میں قضا کرے گا۔ اس کے لیے نظائر موجود ہیں۔ روزے اور حج میں اس کے نظائر ہیں۔ ایک آدمی مسافر تھا گھر میں پہنچ گیا۔ دن میں تو وہ روزہ میں سارا دن تشبہ بالصائمین یعنی روزہ داروں کی طرح رہے گا۔ وہ کچھ کھائے گا پئے گا نہیں کہ روزہ بھی نہیں ہے کھانا پینا بھی نہیں۔ حج میں کسی آدمی کا حج فاسد ہوگیا۔ جب بھی وہ بھاگے گا نہیں۔ عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ **یفعل کما یفعل الحاج** وہ تمام اعمال کرے جو حجاج کریں گے۔ اس کے لیے حج کے اعمال چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے۔ اسی طرح مذکورہ یہ آدمی پانچ وقت کی نماز تو نہیں پڑھ سکتا، مگر

خاشعین کی طرح رہے گا

الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۝ یہاں ظن بمعنی یقین ہے کہ ہمیں اپنے پروردگار سے ملنا ہے۔اور لوٹنے کا بھی یقین ہے۔

آج کے منافق:

نماز اس وقت بڑے بڑے لوگ نہیں پڑھتے۔علماء ومشائخ نہیں پڑھتے۔لوگوں میں پڑھتے ہیں،مگر اکیلے میں نہیں پڑھتے۔بڑے بڑے مبلغین کو دیکھا کہ نماز نہیں پڑھتے۔ایک وہ زمانہ تھا کہ منافقین جو یقیناً کافر تھے **فی الدرک الاسفل من النار** کا ان کے لیے حکم ہے،وہ بھی نماز نہیں چھوڑتے تھے۔کوئی بھی ثابت نہیں کرسکتا کہ کسی منافق نے نماز چھوڑی ہو۔ان کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا ڈر تھا۔باقی تمام کوتاہیاں کرتے تھے۔نماز علامت اسلام تھی،اس وجہ سے اسے نہ چھوڑتے تھے۔

واذا قامو الی الصلوٰۃ قاموا کسالا o

طبیعت میں داعیہ چستی نہیں ہے،لیکن

یرائون الناس ولایذکرون اللہ الا قلیلاo (سورۂ نساء)

لوگوں کو (اپنی نمازیں) دکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتے،مگر تھوڑا۔

تو الا قلیلا یہ ہے کہ ہونٹ ہلا لیتا ہے،لیکن جس طرح بھی ممکن ہوتا وہ نماز پڑھتے تھے۔باقی نماز چھوڑنے کے علاوہ تمام کوتاہیاں تھیں۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ

لایتخلف من الجماعۃ الامنافقo

جماعت سے پیچھے نہیں رہتا' مگر وہ جو منافق ہو۔یعنی کھلم کھلا منافق۔

وہ ارکان میں اعتدال نہیں کرتے تھے۔دیر سے پڑھتے تھے جیسے پہلے حدیث گزری ہے:

تلک صلوٰۃ المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا اصفرت وکانت بین قرنی الشیطان قام فنقر اربعا لایذکر اللہ فیھا الا قلیلاo

حضورؐ نے فرمایا یہ عصر کی نماز جو آخری وقت میں پڑھی جاتی ہے منافق کی نماز ہے وہ بیٹھا ہوا سورج کو دیکھتا رہتا ہے جب سورج زرد ہو کر شیطان کے دو سینگوں کے درمیان چھپنے کے قریب ہوتا ہے تو جلدی سے اٹھ کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے اور اللہ کا ذکر بھی اس میں قدرے قلیل ہی کرتا ہے۔(مسلم)

اشارہ ہے نماز میں بے اعتدالی کا۔وہ ترک الصلوٰۃ نہیں کرتے تھے۔آج ہزاروں میں ایک مسلمان نماز

پڑھتا ہے۔ یہ منافقوں سے بھی گئے گزرے ہیں۔ یہ برملا ایسا کرتے ہیں۔ حقیقت میں اعتقاد میں ضعف ہے کہ وہ فرض ہی نہیں مانتے۔ یعنی نمازی ہونا اچھے ہونے کی علامت ہے اور نمازیوں میں تہجد گزار اچھا ہوتا ہے۔ بعض لوگ تو نفل گزار ہیں، لیکن بعض لوگ نماز ہی نہیں پڑھتے تو ایسے لوگوں سے کیا امید کر سکتے ہیں۔ وہ اسلام کے لیے کیا کریں گے۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ہم پر مصیبت پر مصیبت نازل ہو رہی ہے مگر ہمیں پتہ نہیں چلتا کہ عذاب ہے۔ پورا ملک سیلاب کی زد میں ہے لوگ سڑکوں کے کنارے کھلے آسمان تلے پڑے ہیں۔ گھر' مکانات وغیرہ سب کچھ تباہ ہو چکا ہے مگر اُن سے پوچھو قسمیں دلا کر پوچھو کہ وہ آدمی جو عام نارمل حالات میں نماز نہ پڑھتا ہو اور اب پڑھی ہو۔

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا الخ یہاں بھی دوسری دفعہ تذکیر بآلاء اللہ و تذکیر بما بعد الموت ہے۔ میں نے تمہیں تمام جہاں پر فضیلت دی ہے اور ڈرو اس دن سے کہ وہاں اس دن کوئی آدمی دوسرے کے بدل نہیں آ سکتا۔ نہ کسی نفس سے شفاعت قبول کی جائے گی اور نہ ہی اس کی طرف سے بدلہ لیا جائے گا۔ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ﴿۴۸﴾ نہ ان کی مدد کی جائے گی جب ہم نے تمہیں نجات دلا دی فرعون سے جو تمہیں برا عذاب دیتے تھے، تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے۔

فضیلت بنی اسرائیل:

یہاں پر بنی اسرائیل سے پھر خطاب ہے یہاں ایک خاص انعام کا ذکر ہے کہ تمام جہان کے لوگوں پر انہیں فضیلت دی ہے۔ بنی اسرائیل میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں تقریباً چار ہزار پیغمبر آئے۔ ان کو تورات زبور، انجیل اور دوسرے صحیفے دیئے گئے۔ کتنے بادشاہ ہوئے کہ انہیں جنات پر بھی بادشاہت دی اور انسانوں پر بھی۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شیطان کو پکڑا اور کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اس کو اسطوانہ ابی لبابہؓ کے کھمبے سے باندھ دوں اور صبح تم سب دیکھو، لیکن اپنے بھائی سلیمان کی دعا یاد آ گئی کہ

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴿۳۵﴾

بولا اے میرے رب معاف کر مجھ کو اور عنایت کر مجھ کو ایسی حکومت کہ نہ شایاں ہو کسی کو میرے بعد بیشک تو بہت بڑا عنایت کرنیوالا ہے۔ (سورہ ص/۳۵)

فرمایا کہ حضرت سلیمانؑ کی اس دعا کی وجہ سے میں نے اسے چھوڑ دیا تا کہ یہ احساس نہ ہو کہ سلیمانؑ کی طرح میری حکومت ہر چیز پر ہے۔ وہ تمام جہان کے لوگوں میں ان صفات سے ممتاز ہوئے۔ اس خصوصی نعمت کے ساتھ احسان جتلایا (یہ دعا اب بھی مانگی جا سکتی ہے) لیکن دعا شوق سے مانگی جاتی ہے۔

امراض اربعہ یہود:

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ الخ

قوم یہود کی چار خرابیاں اس آیت میں مذکور ہیں۔ یہود میں سخت گروہ بندیاں' فرقہ بندیاں اور گہرے قومی

تعصّبات موجود تھے۔ اگر ایک شخص جرم کرتا تو کچھ لوگ اس کی حمایت کرتے ہوئے اُسے بچانے کی کوشش کرتے۔ حاکم کے ہاں مقدمہ پہنچتا تو وہ وہاں سفارش کر دیتے۔ اگر اس سے کام نہ چلتا تو رشوت دیتے۔ پیسے دے کر قاضی اور حاکم کو آمادہ کر لیتے۔ اگر مضبوط قاضی ہوتا تو پھر وہ بھی آخر بندہ ہے۔ یہ اس پر ہلّہ بول دیتے اور مجرم کو زبردستی چھڑوا لیتے۔ ان میں یہ تمام قباحتیں تھیں۔ اللہ نے فرمایا اس دن سے ڈرو کہ وہاں تمہاری یہ قباحتیں کام نہیں آئیں گی۔ وہاں تعصّبات نہیں ہیں۔ سفارش نہیں ہے۔ رشوت نہیں دی جاتی اور تم زبردستی بھی نہیں کر سکتے۔ تمہاری یہ چالیں تو اس دنیا میں ہی چلتی ہیں۔ وہاں تو یہ بات نہیں ہے۔

یہ آیت بظاہر معتزلہ کی دلیل بن سکتی ہے۔ کیونکہ ان کے ہاں آخرت میں شفاعت ہے ہی نہیں۔ نہ شفاعت کبریٰ، نہ شفاعت صغریٰ۔ وہ یہ نہیں سمجھ پائے کہ یہاں جس شفاعت کو قبول نہ کرنے کا ذکر ہے، وہ ایک خاص طبقہ کے متعلق ہے۔ یہاں شفاعت کی مطلقاً نفی نہیں ہے۔ جو لوگ کفر کرتے ہیں، وہ کفار کے حق میں شمار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے بارے میں خلود فی النار کا فیصلہ ہے۔ **اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون**o

جہاں تک مومنین کا مسئلہ ہے جو کسی بھی دین برحق کو قبول کر چکے ہیں۔ ان کے بارے میں شفاعت یقیناً ہوگی اور اس کا ذکر صراحت سے موجود ہے۔ ایک آیت میں ہے:

انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھادo

ہم اپنے رسولوں کی دنیا اور آخرت میں مدد کریں گے۔ **وحقاً علینا نصر المومنین** o یہ نصر ہی شفاعت ہے۔ ادھر **من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ** ۔ **الآ باذنہ** کا استثناء اس پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ کی اجازت کے ساتھ شفاعت ہوگی۔ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جمع ہوں گے اور دعا و نجات کی درخواست کریں گے۔ حضرت آدمؑ کہیں گے کہ میں نے تو خود لوگوں کو جنت سے نکالا ہے۔ پھر وہ خود کیسے داخل کرنے کا سبب بن سکیں گے۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس لوگ جائیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں نے دُنیا میں یہ دعا مانگی تھی۔

رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیاراo

اے میرے پروردگار زمین پر کسی کافر کا گھر (آباد) نہ چھوڑنا۔

اسی طرح دنیا میں اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کی بابت میری سفارش قبول نہیں فرمائی تھی۔ اب کیسے قبول فرمائیں گے۔

لوگ پھر موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ بھی اس طرح جواب دیں گے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی درخواست پر پہلے تو شفاعت کی اجازت طلب کریں گے۔ پھر شفاعت کریں گے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا۝ (سورہ طٰہٰ/۱۰۹)

اس دن نہ نفع دے گی سفارش، مگر اسی کو جس کو اجازت دے گا رحمٰن اور پسند کرے گا اس کے لیے بولنا۔

اور فرمایا کہ ذوی القربیٰ کو بھی شفاعت کا حق دیں گے۔ نو مولود بچے اللہ کے پاؤں میں پڑے رہیں گے۔ یہاں تک کہ وہ والدین کو جہنم سے نکلوالیں گے۔ پھر فرشتوں کو بھی شفاعت کی اجازت ہوگی۔ پھر اللہ خود بھی ایک مٹھی بھر کر لوگوں کو جہنم سے نکالیں گے اور پھر شاید کوئی بھی مسلمان جہنم میں نہ رہے اور جہنم مسلمانوں سے شاید خالی ہو جائے۔

الامن سبق علیه القول○

مگر جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔

پس جس کسی دل میں قدرے ایمان ہوگا وہ جہنم سے نکل جائے گا، لیکن تم لوگ اس پر کفایت نہ کرو۔ اس آیت سے آگے اللہ تعالیٰ نے پھر احسان جتلایا کہ جب بنی اسرائیل کو آل فرعون سے نجات دلائی تو فرعون کی اولاد نہ تھی۔ تب ہی تو اس نے موسیٰ علیہ السلام کو بیٹا بنایا تھا۔ یہاں کل متبعین فرعون کو آل کہا گیا ہے۔ ''یعنی جو کسی کی پیروی کرے وہ اس کا آل متصور ہوگا۔''

وَ اِذْ نَجَّیْنٰكُمْ یہاں صیغہ جمع متکلم ہے اس سے پہلے انعمت و انی مفرد تھا۔ گویا انعام کرنے میں صیغہ مفرد ہے اور نجات کا ذکر کرنے میں جمع متکلم کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: ایک ظالم سے نجات دلانا، یہ ایک بہت بڑی قوت اور طاقت کا کام ہے۔ بڑی قوت کے مظاہرے کے وقت ایسا صیغہ استعمال کیا گیا جو زیادہ طاقت اور قوت پر دلالت کرے۔ (اللہ ہمیں بھی بڑی قوت عنایت فرمائے) یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ۔

ایک بندے کو ذبح کرنا ہے کہ وہ قتل کر دیا جائے، لیکن بچے کو قتل کرنا بہت مشکل ہے۔ یہ بڑی شناعت کا کام ہے۔ پھر عورتوں کو زندہ چھوڑنا کہ عورتیں رہ جائیں تو وہاں عورتوں پر ہیبت آئے گی۔ وہ زندہ ہو کر بھی مردہ ہوں گی کہ

الرجال قوامون علی النساء ○

یعنی مرد عورتوں پر حاکم اور ان کے محافظ ہیں کا قانون جاری ہے۔

قوام نہ ہوں گے تو وہ بھی مر جائیں گی اور پھر آل فرعون کے ہاتھوں آل اسرائیل لونڈیاں بن جائیں گی۔ لونڈیوں اور غلاموں کی انسانیت ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ ہے یُذَبِّحُوْنَ میں بیٹوں کا ذکر ہے اور وہاں وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ کہا اور بنات نہیں کہا تو کیوں؟ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ بناتِكُمْ نہیں کہا جبکہ مراد یہاں بیٹیاں ہی ہیں۔ وہ بیٹے کی پیدائش کے ساتھ ہی ختم کر دیتے تھے کہ وہ دشمن تھے۔ بچیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے۔ یہاں مراد تو بیٹیاں ہی ہیں۔ پھر بیٹیاں کیوں نہیں کہا یا پھر یُذَبِّحُوْنَ رِجَالَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ کہا

جاتا؟ ایسا کیوں نہیں کیا؟

اصل میں جو ابناء ہوتے ہیں ان کے ساتھ باپ کو بڑی محبت ہوتی ہے۔ ان پر والدین کا حق نہیں ہوتا۔ وہ تو معصوم ہوتے ہیں۔ اس لیے حدیث ہے کہ جس آدمی کے تین بچے مر جائیں:

الذين لم يبلغ الحلم هم حجاب من النار

وہ لڑکے جو بلوغ کو نہ پہنچے ہوں، وہ جہنم کی آگ سے پردہ بنیں گے۔

یہاں چھوٹے بچوں کا ذکر ہے کہ ان کے مرنے سے جو تکلیف ہوتی ہے وہ زیادہ ہے۔ بعض اوقات بڑے بچوں کے اعمال سیئہ کے سبب ان کے لیے ماں باپ خود کہتے ہیں کہ اے اللہ ان کو اٹھا لے۔ تو اس آیت میں عذاب کی شدت کو بیان کرنا مقصود ہے۔ اس لیے اَبْنَآءَكُمْ کہا ہے کہ اس میں بڑی شناعت ہے۔ بڑوں کے قتل میں زیادہ شناعت نہیں ہے۔ جب یہ جھگڑا چلا تھا کہ بیٹے کی موجودگی میں مرے ہوئے بیٹوں کے پوتے ہیں جو شریعت میں وارث نہیں ہیں، ان کے لیے قانون بنایا گیا کہ پوتا اپنے مرے ہوئے باپ کا حصہ مانگ سکتا ہے۔ یہ پاکستان کا عائلی قانون ہے۔ کہتے ہیں کہ یتیم کو کیوں نہیں دیتے۔ ایک آدمی کا ایک بیٹا ہے اور ایک پوتا ہے۔ کبھی پوتا بڑا ہوتا ہے بیٹے سے تو پھر یہ یتیم کیوں ہوا۔ یتیم کہہ کر کہا کہ دیکھو کہ مولویوں نے چھوٹے چھوٹے بچوں پر ظلم کر دیا۔

ادھر نساء کم کہا کہ عورتوں کو قتل کرنا یا نقصان پہنچانا یا زندہ رکھنا استحیاء نساء ہے یعنی بڑی عورتیں زندہ رہیں تو یہ بھی عذاب ہے تو وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ میں بھی عذاب کا ذکر ہے۔ فرعون کے احسان کا ذکر نہیں ہے۔ عذاب نساء احیاء کے ساتھ ہے۔ یہاں نساء کم کہا بناتکم نہیں کہا۔ کیونکہ نساء کم میں قباحت زیادہ ہے بناتکم سے۔ پھر اللہ نے اس ظلم کے باوجود موسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا اور پھر فرعون نے انہیں بیٹا بنا لیا۔ پھر کئی طریقوں سے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ یہ سب احسانات بنی اسرائیل پر تھے۔ انھیں نجات دی گئی تو یہ بھی احسان عظیم تھا۔ تو فرمایا وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ کہ ہم نے تمہارے لیے سمندر کو پھاڑ دیا اور فرعون کو غرق کر دیا۔ جسے تم دیکھتے رہے۔ جب تم کنارے تک پہنچ گئے تو تم سوچتے تھے کہاں جائیں۔ اللہ نے ایک خاص انعام فرمایا کہ سمندر میں راستہ دے دیا تھا۔ جب تم گزر گئے تو سمندر کو ملا کر فرعون کے گروہ کو غرق کر دیا۔ پھر ہماری امت کا فرعون ان کے فرعون سے بڑا ہے۔ جتنا بڑا نبی ہوتا ہے اتنا بڑا ان کا دشمن ہوتا ہے۔ وہ فرعون جب غرق ہوا تو فوراً کلمہ پڑھ لیا:

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۝

یہاں تک کہ جب وہ ڈوبنے لگا تو بولا میں نے یقین کر لیا کہ نہیں کوئی معبود سوائے اس ذات کے جس پر ایمان لائے بنی اسرائیل اور میں فرماں برداروں میں ہوں۔ (سورہ یونس/۹۰)

اُس وقت اس کا ایمان لانا بے کار تھا۔ کیونکہ عذاب کی آمد کے بعد ایمان معتبر نہیں۔ جب ابوجہل کو مارا گیا

اوراس کی گردن کو کاٹا گیا تو وہ تب بھی ایمان نہ لایا۔ بہر حال یہاں فرعون کے غرق ہونے کا ذکر کیا گیا۔
ایک دفعہ فرعون بیٹھا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ایک لڑکے کو مار رہا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کو بڑا غصہ آیا۔ وہ اس مجلس سے جانے لگے تو پوچھا کیوں جاتے ہو۔ انہوں نے تخت کو لات ماری اور تخت الٹا ہو کر گر پڑا اور فرعون کی ناک سے خون نکل آیا۔ یہ بھاگ کر حضرت آسیہ کے پاس پہنچ گئے۔ پھر فرعون جب محل میں آیا تو انہیں بیٹھا ہوا پایا۔ اس نے حضرت آسیہ سے موسیٰ علیہ السلام کی شکایت کی۔ آسیہ نے کہا کہ بچے تو شوخیاں کرتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایسی کئی باتیں کیں، حتیٰ کہ داڑھی بھی نوچی۔ گویا بڑی گہما گہمی رہتی تھی۔
فرعون عاشورہ کے دن غرق ہوا۔ ۱۰ محرم کو آج کل لوگ سوگ مناتے ہیں اور اس کا روزہ بھی رکھتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ معظم و مقدس ہے کہ اس میں حضرت حسینؓ شہید ہوئے تھے۔ اس دن کا تقدس پہلی امتوں سے بھی چلا آرہا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حسینؓ مقدس دن میں شہید ہوئے۔ ان کی شہادت سے پہلے ہی یہ دن مقدس تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے اور بعض صحابہ نے یہ تجویز پیش کی کہ یہود کا مقدس دن ہے۔ اس دن فرعون غرق ہوا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کو فتح ہوئی تھی تو یہود عید مناتے ہیں۔ ہم کیوں مشابہت کریں۔ فرمایا نحن احق بموسیٰ منھم کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کی خوشی میں یہود سے زیادہ حقدار ہیں۔ مسلم کی روایت ہے کہ لئن عشت الی قادم لأصومن التاسعة والعاشرہ (اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو نویں اور دسویں کا روزہ رکھوں گا) یوں ہم یہود سے یہ فرق کر سکیں گے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور اگلے سال روزہ رکھنے کا موقع نہ ملا۔ حکم یہی ہے، کیونکہ لام تاکید کا ہے، ن تاکید بھی ہے۔ اس لیے عاشورہ کا ایک روزہ مکروہ ہے اور اگر نو کا نہ رکھ سکے تو گیارہ کا ملا لے۔ یہاں روزے کا حضرت حسین کی شہادت سے تعلق نہیں ہے، لیکن شیعوں کا اتنا بڑا پراپیگنڈا ہے کہ شیعوں نے لوگوں کا مزاج بدل دیا ہے۔ وہ بالا التزام حسین کی شہادت کا ذکر کرتے ہیں تو اس کے بغیر دس محرم تصور کرنا ناممکن ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کو اللہ پاک نے دینی منافع کے لیے چالیس راتوں کے لیے بلا لیا اور ہم کلام کرنے کے لیے چالیس دن اپنے پاس رکھا۔ اس لیے چلہ کی اہمیت سامنے آ گئی۔ مشائخ کا چلہ اور تبلیغی جماعت کا چلہ بھی ثابت ہوا۔ چنانچہ وہ کوہ طور پر گئے تو تورات کا نزول دفعتاً واحدۃً ہوا ہے، لیکن یہ قوم بنیادی طور پر احسان فراموش تھی۔ سامری نے پوری قوم کو چاندی سونے کے بچھڑے کی پوجا پر لگا دیا۔ اس بچھڑے کے بارے میں اس نے بتایا کہ جبرائیل کے گھوڑے کے قدم سے سبزہ اُگتا ہے اس نے سونے چاندی کے بچھڑے کے منہ میں حضرت جبریلؑ کے گھوڑے کے قدم کے نیچے سے اُٹھائی گئی مٹی ڈال دی تو وہ بولنے لگا۔ پھر کہا کہ خدا تو یہاں آ گیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام تو وہاں تلاش کرتا پھرتا ہے۔ بنی اسرائیل بچھڑے کو سجدہ کرنے لگے تو موسیٰ غصہ میں بھرے ہوئے آئے اور ہارونؑ جو ان کے بھائی تھے، ان کے سر کے بالوں کو پکڑا اور پوچھا کہ تم نے کیوں نہیں روکا۔ انہوں نے کہا کہ یہ قوم باز نہ آتی تو آپ نے تختیاں پھینک دیں۔ چالیس دن کا چلہ لگا کر تورات دی گئی

لیکن قوم ہی ظالم ہو تو وہ کیا کریں۔ خدا کے سوا دوسروں کی طرف جھکنے والا ظالم ہے۔ یعنی حق کسی کا ہو، مگر کسی اور کو دے دینا۔ اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہیں معاف کر دیا تا کہ تم شکر ادا کرو۔ آگے ایک اور احسان جتلایا۔

وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ الخ

کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی جو حق و باطل میں فارق ہے۔ تا کہ تم عقل مند ہو جاؤ۔ ہدایت والے ہو جاؤ۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ الخ

تو ان لوگوں نے کفر بعد الاسلام کیا۔ وہ مرتد ہو گئے۔ مرتد کی سزا قتل ہے۔ چنانچہ حدیث بخاری ہے:

من بدل دینہ فاقتلوہ۔

جو اپنے دین سے مرتد ہو جائے، اس کو قتل کر دو۔

اگرچہ آج کل کے مرتدین نے اس میں کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر اس کا دل کا عقیدہ تبدیل ہو گیا تو تم اسے اسلام پر کیسے رکھ سکتے ہو۔

موجودہ آئین میں تبدیلی:

ہمارے موجودہ آئین میں اور اس سے پہلے آئین میں ارتداد کا حق دیا گیا ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک مسلمان کفر کر سکتا ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک ارتداد بنیادی حق تھا، لیکن میں نے حکمت کے ساتھ اسے بدل دیا۔ میں نے کہا کہ تمہارا مقصد یہ ہے کہ تم ہر مذہب کو آزادی دینا چاہتے ہو تو یوں نہ کرو کہ ہر شہری کو اختیار ہے کو جو چاہے مذہب اختیار کرے، بلکہ ہر شہری کو حق ہے کہ وہ اپنے مذہب پر عمل کرے۔ بدلنے والی بات نہ کرو۔ پہلے مے ہز Mayhis کا لفظ تھا، میں نے اسے بدل دیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس کے بعد حکم ہوا کہ تم میں سے جس نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اب بخشش کی ایک ہی صورت ہے کہ اللہ کے حضور توبہ کرو اور جو مجرم ہیں ان کو قتل کرو اس میں تمہارے لیے بھلائی اور بہتری ہے۔ تب انہوں نے ایسا ہی کیا۔ آگے ایک قباحت اور پھر نعمت کا ذکر ہے:

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ الخ

کہ جب تم نے کہا کہ ہم ایمان تب تک نہیں لائیں گے جب تک کہ ہم خدا کو دیکھ نہ لیں۔ تم نے ایمان بالغیب کا انکار کیا تو آسمانی بجلی گری اور تم سب مردہ ہو گئے پھر اللہ نے تمہیں دوبارہ زندہ کر دیا۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ گویا تمام نعمتیں خصوصی بنی اسرائیل پر نازل ہو رہی ہیں۔

پھر جب تم میدان تیہ میں چالیس سال پڑے رہے تو اللہ نے بادل کا سایہ کر دیا، حالانکہ تم اپنے جرم کی سزا کاٹ رہے تھے۔ تم نے موسیٰ کو کہا کہ تم اور تمہارا رب جا کر لڑیں، ہم یہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں اللہ نے عذاب دیا تو بچانے کے لیے من وسلویٰ بھی دیا۔

قوم ارتقائی طریقوں سے اوپر جاتی ہے۔ پہلے قریہ کی اور بدوی زندگی ہوتی ہے اور کوئی خاص طرز معاشرت اور تکلف نہیں ہوتا۔ جنگل کی سادہ غذا سے کام چلا لیتے ہیں۔ جو مل جائے وہی غنیمت ہوتا ہے۔ یہود کی قوم نے بھی سادہ زندگی گزارنے کے لیے میدان تیہ میں وقت گزارا۔ وہاں من وسلویٰ نازل کیا اور پھر بادل سے سایہ بھی کیا، لیکن اتنے بڑے احسان کے باوجود وہ باز نہ آئے۔ وہ یہاں بھی ناکام ہو گئے۔ پھر آبادی کی زندگی دی۔ یہ دو قسم کی ہے۔ ایک شہری، ایک دیہاتی ہے۔ ان کو آبادی میں بھیجا۔

ان سے کہا گیا کہ حطہ، حطہ کہتے رہو تو وہ بجائے حطہ حطہ کے حطہ حطہ کہنے لگے۔ اسی طرح ان سے کہا گیا تھا کہ شہر کے دروازے سے جھکتے ہوئے اور سجدہ ریز ہو کر داخل ہو جاؤ، لیکن انہوں نے کمال خباثت سے نیچے سے پاؤں کو تو موڑا، سر کو نہیں موڑا۔ یہ لوگ اللہ کے حضور میں اتنے باغی تھے کہ صحرائی زندگی میں تھے تو ظلم کیا اور اب شہر کی زندگی میں بھیجا تو وہاں بھی ظلم کیا۔ یہ قوم کہیں بھی کامیاب نہیں ہو سکی۔ بھلا یہ قوم زندہ رہنے کے قابل ہو سکتی ہے؟ آپ کے ہاں کیا ہے کہ صحرائی بھی گناہ کرتے ہیں۔ خدا کا عذاب نازل ہونے کے باوجود بھی باز نہ آئے۔ سیلاب آ چکا ہے۔ اس حال میں بھی نماز نہیں پڑھتے۔ خدا کے سامنے سجدہ نہیں کرتے۔ شہری زندگی میں بھی ناکام ہیں۔ ایسی قوم کبھی زندہ نہیں رہ سکتی۔

وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِب

پھر جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے کہا

بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ

اپنے عصا کو پتھر پر مار سو اس سے بارہ چشمے بہہ نکلے ہر قوم نے اپنا گھاٹ

مَّشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٦٠﴾

پہچان لیا اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے کھاؤ پیو اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو ○

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے سو ہمارے لئے اپنے رب سے دُعا مانگ

مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ مِن بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ

کہ وہ ہمارے لئے زمین کی پیداوار میں سے ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز پیدا کردے کہا کیا

أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ۚ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُم مَّا

تم اس چیز کو لینا چاہتے ہو جو ادنیٰ ہے بدلہ اس کے جو بہتر ہے کسی شہر میں اُترو بے شک جو تم مانگتے ہو تمہیں

سَأَلْتُمْ ۗ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ

ملے گا اور ان پر ذلت اور محتاجی ڈال دی گئی اور انہوں نے غضب الٰہی کمایا یہ اس لئے کہ

بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ذَٰلِكَ بِمَا

وہ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے یہ اس لئے کہ

عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٦١﴾ ع ۷

نافرمان تھے اور حد سے بڑھ جاتے تھے ○

افاداتِ محمود:

اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ

چونکہ بارہ قبیلے تھے تاکہ ہر قبیلہ ایک چشمہ سے پانی لیا کرے۔

صحرا میں انہوں نے بقل سبزی، قثاء ککڑی، فوم گندم، عدس مسور کی دال، بصل پیاز وغیرہ طلب کیے اهْبِطُوا مِصْرًا یہاں سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کو شہر بھیجا گیا کیونکہ شہری لوگ دال ساگ زیادہ پسند کرتے ہیں، لیکن بنی

اسرائیل شہر میں جا کر بھی نا کام ہوئے۔ یعنی صحراء، قریہ اور مصر تینوں جگہوں میں نا کام رہے تو یہاں تین سزائیں دی گئیں۔ مسکنت ہے، ذلت ہے، وباؤ بغضب من اللہ اس لیے کہ جرم بھی تین کئے تھے۔

یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ الخ

اور نافرمانی کی کفر کے علاوہ بھی۔

عصیان وعدوان کا اگر چہ بعد میں ذکر کیا گیا ہے، لیکن وقوع سب سے پہلے ہے کہ نافرمانی پہلے کی ہے۔ پھر وہ تجاوز کر کے ترقی کر گئے تو انبیاء کا انکار کیا اور جب یہ کر لیا تو پھر انبیاء کو قتل کیا یعنی دلیل سمعی کا انکار کر دیا۔ اللہ کی وحی کی دلیل سے جان چھڑالی، لیکن عقلی دلائل تو موجود تھے۔ آخر میں ہے یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ کہ اللہ کی عقلی نشانیاں بھی ختم کر دیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ذکر میں تو پہلے کفر کا ذکر ہے پھر قتل انبیاء کا پھر عصیان کا، جبکہ وقوع ان امور کے برعکس ہے۔ پہلے عصیان پھر کفر پھر قتل انبیاء تو تذکرہ امر دافعہ کے مطابق کیوں نہیں ہے؟

یہاں برائی میں ترقی من الادنی الی الاعلی ہے، لیکن جہاں سزا کی دلیل کا درجہ بیان کیا جائے تو بڑی دلیل کا درجہ پہلے ذکر کرتے ہیں۔ اس لیے برعکس ذکر کیا گیا ہے۔ آپ اگر کسی کو سزا دیں تو بڑی شرارت کا پہلے ذکر کیا جاتا ہے۔ اس لیے یہ ترکیب رکھی علی خلاف الوقوع۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ جب ان پر ذلت کی مہر لگ گئی تو آج یہود کیوں دندناتے پھر رہے ہیں۔ طاقت ان کے پاس ہے۔ دس کروڑ عرب بیس لاکھ یہودیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے؟

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ

اخرجو الیہود و النصاریٰ من جزیرۃ العرب٥

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہود اور نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔

اصل میں یہ زمین مدینہ ہے۔ یہ لوگ اپنا کھویا ہوا علاقہ واپس لینا چاہتے ہیں۔ قرآن کریم میں آیت ہے:

ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ اَیْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ الخ (سورہ آل عمران/۱۱۲)

ڈالی گئی ان پر ذلت جہاں کہیں وہ جائیں، مگر بوجہ عہد کر لینے کے اللہ سے اور عہد کر لینے لوگوں سے۔

کہ یہ لوگ یا تو اللہ کے ساتھ تعلق قائم کریں یا لوگوں کی رسی پکڑ لیں تو یہ استثناء ہے۔ ان کا اللہ سے تو کوئی تعلق نہیں ہے، لیکن بڑی طاقتوں سے تعلق ضرور ہے۔ اسرائیل کی حکومت کو یورپ و امریکہ نے زبردستی بٹھایا ہے۔ ان کا مقصد ہی سیاسی برتری ہے۔ جب سے تیل نکلنا شروع ہوا ہے، تب سے یہ اسرائیل بنا دیا ہے۔ تاکہ سیاسی ضربیں لگا کر تیل حاصل کر سکیں۔ جب تک یہ لوگ عرب کے محتاج ہیں، تب تک یہ اسرائیل کو قائم رکھیں

گے۔ ورنہ عرب ایک دن میں ان کا مقابلہ کرلیں گے۔ یہ بِحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ ہے۔ اسرائیل اپنی طاقت نہیں ہے۔ دوسری وجہ ہے کہ مسلمان بھی یہودی ہو گئے ہیں۔ کون سی بات یہود میں ہے جو تم میں نہیں ہے۔ غلط فتویٰ دینا آیات اللہ کے بدلے ثمن قلیل لینا، کون سا وصف ہے جو آج مسلمانوں میں نہیں ہے۔

جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

لتتبعن سنن من كان قبلكم. (بخاری)

البتہ ضرور تم سابقہ امتوں کے لوگوں کے نقش قدم پر چلو گے۔

یہود کہتے تھے:

لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً

ہم کو ہرگز آگ نہیں چھوئے گی، مگر چند دن گنتی کے۔ (بقرہ/۸۰)

اور اسی طرح کہتے تھے:

وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصٰرٰى ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾

اور وہ کہتے ہیں ہرگز داخل نہ ہو گا جنت میں کوئی بھی سوائے یہود یا نصاریٰ کے۔ یہ تو ان کے ڈھکوسلے ہیں۔ کہہ دیجیے لے آؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔ (بقرہ/۱۱۱)

اسی طرح یہود و نصاریٰ کہتے تھے نحن ابناء الله و احباۂ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور پسندیدہ بندے ہیں۔ (سورہ مائدہ)

آج مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ

جو کوئی مسلمان اور یہودی اور نصرانی اور صابئی اللہ اور

وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ

قیامت کے دن پر ایمان لائے اور اچھے کام بھی کرے تو ان کا اجر ان کے رب کے ہاں

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ

موجود ہے اور ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○ اور جب ہم نے تم سے عہد لیا

وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ

اور تم پر کوہِ طور بلند کیا جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوط پکڑو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو تا کہ تم

تَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ

پرہیزگار ہو جاؤ ○ پھر تم اس کے بعد پھر گئے سو اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم

مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ

تباہ ہو جاتے ○ اور بیشک تمہیں وہ لوگ بھی معلوم ہیں جنہوں نے تم میں سے ہفتہ کے دن زیادتی کی تھی پھر ہم نے ان سے کہا

كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً

تم ذلیل بندر ہو جاؤ ○ پھر ہم نے اس واقعہ کو اس زمانہ کے لوگوں کے لئے اور ان سے پچھلوں کے لئے عبرت اور

لِلْمُتَّقِينَ ﴿٦٦﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا

پرہیزگاروں کے لئے نصیحت بنا دیا ○ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے

بَقَرَةً ۖ قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٦٧﴾

ذبح کرو انہوں نے کہا کیا تو ہم سے ہنسی کرتا ہے کہا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں جاہلوں میں سے ہوں ○

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ

انہوں نے کہا ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کر کہ ہمیں بتائے کہ وہ گائے کیسی ہے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک ایسی گائے ہے

وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ

نہ بوڑھی اور نہ بچہ اس کے درمیان ہے پس کر ڈالو جو تمہیں حکم دیا جاتا ہے ○ انہوں نے کہا ہمارے لئے اپنے رب سے

يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۭ قَالَ إِنَّهٗ يَقُوْلُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا

دُعا کرکہ ہمیں بتائے کہ اس کا رنگ کیسا ہے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک زرد گائے ہے اس کا رنگ خُوب گہرا ہے دیکھنے والوں کو بھلی

تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ إِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۭ

معلوم ہوتی ہے ○ انہوں نے کہا ہمارے لئے اپنے رب سے دُعا کرکہ ہمیں بتائے کہ وہ کس قسم کی ہے کیونکہ وہ گائے ہم پر مشتبہ ہوگئی

وَإِنَّآ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ إِنَّهٗ يَقُوْلُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ

ہے اور ہم اگر اللہ نے چاہا تو ضرور پتہ لگالیں گے ○ کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک ایسی گائے ہے محنت کرنے والی نہیں جو

الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ۭ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۭ

زمین کو جوتی ہو یا کھیتی کو پانی دیتی ہو بے عیب ہے اس میں کوئی داغ نہیں انہوں نے کہا اب تو نے ٹھیک بات بتائی

ع ۸ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧١﴾

پھر انہوں نے اسے ذبح کردیا اور وہ کرنے والے تو نہیں تھے ○

افاداتِ محمود:

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا الخ

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ یہود کو دعوت دیتے ہیں ایمان اور عمل صالح کی۔ یہود کی بہت سی حیلہ سازیاں ہیں۔ اسلام کے متعلق ان کی بہت لیت ولعل ہے۔ یہاں ان کی مذمت کا ذکر ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ سے اللہ تعالیٰ کا ایمان کے سوا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اگر ایمان لے آئیں تو مسلمانوں کی طرح سیدھی سادی زندگی گزاریں گے۔ عمل صالح اب اسلام ہی میں منحصر ہے۔ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ بعض لوگ اس کی تاویل کرتے ہیں کہ حقیقت میں رفع طور نہ تھا، بلکہ ان کو ویسا معلوم ہوتا تھا۔ اس طرح فاسد تاویلیں وہ لوگ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت، عادت اور تقدیر کے منکر ہیں، ہم وہ لوگ نہیں ہیں، بلکہ ہم بغیر کسی تاویل کے اس آیت کو ظاہر پر محمول کرتے ہیں کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے ان پر پہاڑ ایک گونہ لٹکا دیا تھا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ورفعنا فعل ماضی جمع متکلم کا صیغہ ہے اور فعل حدوث پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا حقیقی رفع مراد ہے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ الخ

خٰسِئِيْنَ کتے یا کسی ذلیل جانور کو دفع اور دور کرنے کے لیے جو لفظ استعمال ہوتا ہے جیسے چخ چخ تو خاسئین کے معنی ہے چخ کیے ہوئے، راندہ درگاہ۔ یہاں یہود کی ایک اور قباحت اور عملی خیانت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہفتہ کے روز مچھلیوں کے شکار کو حرام وممنوع قرار دیدیا تھا، لیکن وہ کب باز آنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان

کو اس طرح امتحان میں مبتلا کیا کہ عام دنوں میں مچھلیاں پانی کی تہہ میں ہوتی تھیں اور ہفتہ کے روز بالکل پانی کی سطح پر چل پھر رہی ہوتی تھیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے……

وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِىْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِى السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

(سورہ اعراف/۱۶۳)

اور پوچھیے ان سے اس بستی کی بابت جو واقع تھی سامنے سمندر کے جبکہ وہ حد سے بڑھ رہے تھے سبت کے بارے میں جبکہ آتی تھیں ان کے پاس ان کی مچھلیاں ہفتہ کے روز پانی کے اوپر اور جو دن ہفتے کا نہ ہوتا تو نہ آتی تھیں ان کے پاس۔ اسی طرح ہم آزماتے تھے انہیں بسبب ان کی نافرمانیوں کے۔

گویا مچھلیوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے شعور نصیب فرمایا ہے۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ حرم میں کتنے کبوتر آتے رہتے ہیں۔ ڈرتے نہیں ہے۔ ان کو بھی یہ شعور ہے کہ لوگ ہمیں یہاں شکار نہیں کرتے، لیکن آج کل ان کو بھی لوگ معاف نہیں کرتے، پکڑ لیتے ہیں۔ بہر حال اللہ کا کرنا یہ ہوتا کہ ہفتہ کے روز مچھلیاں بہت زیادہ اور پانی کی سطح پر ہوتی تھیں۔ انہوں نے حیلہ کر دیا کہ سمندر کے کنارے ایک حوض بنا دیا اور سمندر سے ایک نکاس بنا دیا۔ ہفتے کے روز وہ نکاس کھول دیتے تھے۔ وہ مچھلیوں کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ پھر وہ نکاس بند کر لیتے تھے اور اگلے روز مچھلیاں پکڑ لیتے تھے۔ یہ حیلہ انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کو ہٹانے کے لیے کیا تھا، حالانکہ شکار کا معنی ہی یہ ہے کہ آپ نے کسی جانور یا پرندکی آزادی سلب کر کے اس کو پابند کر لیا۔ پرندوں اور جانوروں کو چڑیا گھر میں رکھنا بھی شکار ہے۔ یہود نے جب مچھلیوں کو حوض میں بند کر دیا تو یہ بھی شکار کے حکم میں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہفتہ کے روز کی جس تعظیم کا اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا، انہوں نے وہ تعظیم نہیں کی۔

كُوْنُوْا قِرَدَةً الخ

بعض مفسرین کا خیال یہ ہے کہ وہ حقیقت میں بندر نہیں بنائے گئے تھے، بلکہ یہ تشبیہ فی الذات ہے۔ یہ تاویل خواہ مخواہ ایک فرسودہ رائے کو برداشت کرنا ہے۔ ہماری رائے وہی ہے جو جمہور مفسرین کی ہے کہ وہ حقیقت میں بندر بنا دیے گئے تھے اور بندروں والی تمام صفات ان میں موجود تھیں، البتہ وہ اپنے عزیز واقارب کو پہچان لیتے تھے اور ان کو اس بات کا احساس تھا کہ ان کو انسان سے بندر بنایا گیا ہے۔ یہ سزا دو قسم کے لوگوں کو دی گئی تھی۔ (۱) وہ لوگ جو ظالم تھے اور جرم کرنے والے تھے۔ (۲) اور دوسرے وہ لوگ جنہوں نے ان کو اس جرم وظلم سے روکا نہیں تھا، لہٰذا ایسے بزرگان دین ومشائخ جو لوگوں کو برائیوں سے اور گناہوں سے منع نہیں کرتے ان کو اپنی فکر کرنی چاہیے۔ ورنہ وہ بھی ظالموں میں شمار ہوں گے۔ دین میں جو تحریف کی جا رہی ہے، ردوبدل کیا جا رہا ہے، ان کا

مقابلہ مشائخ اور بزرگوں کو کرنا چاہیے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگوں کو یہ سزا ہوئی تھی، وہ تین دن کے بعد ہلاک ہو گئے تھے اور ان کی نسل کا کوئی بندر باقی نہیں رہا۔ یہ جو موجودہ بندر ہیں، یہ جانور ہیں۔ ان کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ الخ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بہت چوں و چراں کرتی تھی اور تعمق (ہر بات کی گہرائی تک جانا) کی خوگر تھی۔ چنانچہ ایک شخص قتل کیا گیا اور قاتل کا پتا نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ ہمیں قاتل کا پتا کسی طریقے سے چل جائے تو ہم کارروائی کریں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک بیل ذبح کرنے کا حکم صادر فرمایا کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ قاتل کو ظاہر فرمائیں گے، لیکن ان لوگوں نے ایک آسان حکم کو سوالات کر کے مشکل بنا دیا۔ آگے اس واقعہ کی تفصیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا ضابطہ اور قانون فطرت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ایک حکم کو مطلق چھوڑ دیں اور اس کے ظاہر پر عمل کرنا ممکن ہو تو پھر خواہ مخواہ تعمق میں پڑ کر طرح طرح کے سوالات کرنا بے ادبی بھی ہے اور اپنے لیے دائرے کو تنگ کرنے والی بات بھی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْــَٔلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ (مائدہ/۱۰۱)

اے ایمان والو نہ سوال کیا کرو ایسی باتوں کی نسبت اگر ظاہر کر دی جائیں تم پر تو تمہیں تکلیف ہو اور اگر تم پوچھو ان کی بابت جبکہ نازل ہو رہا ہو قرآن تو وہ ظاہر کر دی جائیں تم پر۔ درگزر کیا اللہ نے ان سے اور اللہ بڑا بخشنے والا بردبار ہے۔

فَارِضٌ، بوڑھی، بِکْرٌ بالکل جوان، فَاقِعٌ گہرا رنگ، لَمُهْتَدُوْنَ اس بقرہ کی کیفیت کی حقیقت کا پتا پالیں گے۔ لَا ذَلُوْلٌ یعنی حاملہ نہ ہو۔

آگے بقرہ کی صفات بیان کی جا رہی ہیں۔ جیسے جیسے سوالات پوچھتے گئے ویسے ویسے صفات کا ذکر ہوتا گیا۔

وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيهَا ۖ وَاللّٰهُ

اور جب تم ایک شخص کو قتل کر کے اس میں جھگڑنے لگے اور اللہ

مُخْرِجٌ مَّا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٧٢﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتٰى

ظاہر کرنے والا تھا اس چیز کو جسے تم چھپاتے تھے ○ پھر ہم نے کہا اس مردہ پر اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو اسی طرح اللہ مُردوں کو زندہ

وَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّنۢ بَعْدِ

کرے گا اور تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو ○ پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے گویا کہ

ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا

وہ پتھر ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت اور بعض پتھر تو ایسے بھی ہیں

يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهٰرُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَإِنَّ

جن سے نہریں پھوٹ کر نکلتی ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو پھٹتے ہیں پھر ان سے پانی نکلتا ہے اور بعض

مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٧٤﴾

ایسے بھی ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ○

أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلٰمَ اللّٰهِ

کیا تمہیں یہ امید ہے کہ یہود تمہارے کہنے پر ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان میں ایک ایسا گروہ بھی گزرا ہے جو اللہ کا کلام

ثُمَّ يُحَرِّفُونَهٗ مِنۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ

سنتا تھا پھر اسے سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر بدل ڈالتا تھا ○ اور جب وہ ان لوگوں سے ملتے ہیں

اٰمَنُوا قَالُوا اٰمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا

جو ایمان لاچکے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی ایمان لے آئے ہیں اور جب وہ ایک دوسرے کے پاس علیحدہ ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کیا تم

فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهٖ عِندَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٧٦﴾ أَوَلَا يَعْلَمُونَ

انہیں وہ راز بتادیتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولے ہیں تاکہ وہ اس سے تمہیں تمہارے رب کے روبرو الزام دیں کیا تم نہیں سمجھتے ○ کیا وہ

أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٧﴾ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ

نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں ○ اور بعض ان میں سے ان پڑھ ہیں

الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ
جو کتاب نہیں جانتے سوائے جھوٹی آرزوؤں کے اور محض اٹکل پچو باتیں بناتے ہیں ○ سوافسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنے
بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا
ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تا کہ اس سے کچھ روپیہ کمائیں
فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ
پھر افسوس ہے ان کے ہاتھوں کے لکھنے پر اور افسوس ہے ان کی کمائی پر ○ اور کہتے ہیں کہ
تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ
ہمیں سوائے چند گنتی کے دنوں کے آگ نہیں چھوئے گی کہہ دو کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لیا ہے کہ
يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰى مَنْ
ہرگز اللہ اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا یا تم اللہ پر وہ باتیں کہتے ہو جو تم نہیں جانتے ○ ہاں جس نے
كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ
کوئی گناہ کیا اور اسے اس کے گناہ نے گھیر لیا سو وہی دوزخی ہیں وہ اس میں
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ
ہمیشہ رہیں گے ○ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے وہی بہشتی ہیں
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾
وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ○

افاداتِ محمود:

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا الخ

اب یہاں سے یہود کی علمی کمزوریوں کو بیان کیا جارہا ہے اور اس ضمن میں گذشتہ واقعہ کا بقیہ حصہ بیان کیا جاتا ہے۔ وقوع کے اعتبار سے اگرچہ قتل کا واقعہ مقدم اور ذبح بقرہ کا واقعہ مؤخر ہے، لیکن قرآن کریم قصوں اور کہانیوں کی کتاب نہیں۔ نہ قصہ برائے قصہ بیان کرنا مقصود ہوتا ہے، بلکہ اس میں جو ہدایات ہوتی ہیں، ضابطے ہوتے ہیں، وہ مقصود ہوتے ہیں، لہٰذا ترتیب کا کوئی خاص اہتمام نہیں ہوتا۔ عامین نامی شخص کو اس کے چچازاد بھائیوں نے قتل کیا تھا تاکہ لاولد ہونے کی وجہ سے اس کا سارا مال وہ ہڑپ کر جائیں۔ اب یہ لوگ قتل کی ذمہ داری ایک دوسرے پر

ڈالتے تھے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے کہ ہمارا رشتہ دار مارا گیا ہے اور ہمیں اس کے قاتل کا پتا نہیں چل رہا۔

فَادّٰرَءْتُمْ یہ اصل میں تدارأتم باب تفاعل ثلاثی مزید فیہ سے جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے ت اور دال قریب المخرج ہونے کی وجہ سے ت کا دال میں ادغام کر دیا گیا۔ مدغم ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ابتداء بالساکن ممکن نہیں ہے، لہٰذا شروع میں ھمزہ وصل لگا دیا اِدّٰرَءْتُمْ بن گیا پھر شروع میں فَا کے آنے کی وجہ سے ہمزہ وصلی گر گیا فَادّٰرَءْتُمْ بن گیا۔

وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ''مخرج'' جو باب افعال ثلاثی مزید فیہ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ یہ زمانہ حال یا استقبال پر دلالت کرتا ہے اور ما کنتم ثلاثی مجرد باب نصر سے جمع مذکر حاضر فعل ماضی کا صیغہ ہے گویا کتمان زمانہ ماضی میں ہے اور اس کا افشاء/اظہار مستقبل میں ہے تو اس کا کیا فائدہ؟ جواب اس کا یہ ہے کہ واقعہ اگر چہ ماضی میں ہوا تھا، لیکن اس کا کتمان زمانہ ماضی قریب میں ہوا تھا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو ظاہر فرمایا، لہٰذا اشکال کی کوئی بات نہیں ہے۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا

اِضْرِبُوْهُ میں ضمیر منصوب متصل نفساً کی طرف راجع ہے۔ ببعضها ای بعض البقرة بعض سے بقرہ کے جسم کا کونسا حصہ مراد ہے۔ (۱) بعض مفسرین کے ہاں لسان مراد ہے کیونکہ جس شخص کو قتل کیا گیا تھا، اس کے قتل کا منصوبہ بھی لسان سے بنایا گیا تھا تو لسان کا تعلق ظاہر ہے۔ بقرہ کے ذبح سے مقصد بھی نطق وکلام تھا کہ قاتل کا پتا چل سکے۔ (۲) بعض کے ہاں بعضها سے عجب الذنب مراد ہے یعنی ریڑھ کی ہڈی کا آخری حصہ۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ حشر کے دن جب انسانوں کو زندہ کیا جائے گا تو ان کے جسموں کے وہ اجزاء جو مٹی بن چکے ہوں گے، ان کو اسی ہڈی سے دوبارہ جوڑ کر اور پیوستہ کر کے ان کو زندگی بخشی جائے گی۔ حاصل یہ ہے کہ یہی ہڈی قیامت کے روز زندگی کا ایک سبب بنے گی۔ اسی طرح یہاں بھی اس ہڈی کے ذریعہ مردہ کو زندہ کیا گیا۔ (۳) بعض مفسرین کے ہاں بین الکتفین کا گوشت مراد ہے یعنی دونوں کاندھوں کے درمیان کا گوشت (۱) لیکن یہاں میرا بھی وہی خیال ہے جو اکثر محققین مفسرین کا ہے کہ بعض کے مصداق کو متعین کرنے کے لیے کوئی مستند روایت موجود نہیں ہے جس سے بعض کو متعین کیا جا سکے۔ اس طرح کے تعمق کرنا یہود کا خاصہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں بعض کو مطلق چھوڑ دیا تو ہمیں مطلق ہی رکھنا چاہیے اور اسرائیلی روایات سے مدد لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہر حال بقرہ کا کوئی حصہ اس مقتول کے ساتھ لگایا گیا وہ زندہ ہو گیا اور قاتل کا نام بھی بتا دیا۔ پھر اس قاتل کو قصاص میں قتل کیا گیا اور وہ میراث سے بھی محروم کیا گیا۔ یہی حکم آج اسلام میں بھی جاری اور قائم ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

کہ ماورث قاتل بعد صاحب البقرۃ یعنی جب سے وہ شخص میراث سے محروم کیا گیا، جس نے چچازاد بھائی کو قتل کیا تھا اور وہ بقرہ کے ذریعہ زندہ ہو کر اس نے اپنے قاتل کا نام بتلا یا دیا تھا، اس کے بعد کسی قاتل کو میراث نہیں ملی۔ اسی طرح جو عورت کا قاتل ہو وہ اس کا وارث نہیں۔ اس حکم کو اسلام میں باقی رکھا گیا ہے، قتل مانع ارث ہے۔

کیا قصاص کے لیے؟ مقتول کا قول حجت ہے:

اب یہاں پر یہ مسئلہ حل طلب ہے کہ اگر کوئی شخص زخمی ہو جاتا ہے اور اس میں زندگی کی تھوڑی سی رمق باقی ہو۔ جب اس سے پوچھا جائے وہ کسی کو اپنا قاتل ظاہر کر دے تو کیا قصاص کے لیے یہ قول کافی ثبوت ہے جبکہ قاتل کی طرف سے کوئی اقرار جرم بھی نہ ہو۔ اسی طرح یہ بات بھی تشنہ تحقیق ہے کہ اگر کوئی مردہ زندہ ہو کر کسی بات کی شہادت دیتا ہے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟

الجواب: اس سوال کا ایک جواب تو یہ ہے کہ مقتول کا قول اگرچہ حجت نہیں ہے، لیکن اس سے تلویث متعلق ہو جاتی ہے۔ مقتول کے اس کہنے پر اس کو گرفتار کیا جا سکتا ہے اور اس سے تفتیش کی جا سکتی ہے، لہٰذا ایسا ممکن ہے کہ جب مقتول نے زندہ ہو کر قاتل کا نام بتلا دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گرفتار کر کے پوچھ گچھ کی اور اس نے اعتراف جرم کر لیا۔ قاتل کا اقرار حجت شرعیہ ہے اور اس کو قصاص میں قتل کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت زیورات سے آراستہ باہر نکلی تو کسی شخص نے اس کو مار کر اس کا زیور چھین لیا۔ اس عورت میں ابھی زندگی کی کچھ رمق باقی تھی۔ بول نہیں سکتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محلے داروں کے نام اس کے سامنے لیتے جاؤ اور اس سے پوچھتے جاؤ کہ مارنے والا کون ہے۔ اس کے سامنے نام لیے جانے لگے۔ جب مارنے والے کا نام آیا تو اس عورت نے سر ہلایا۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو گرفتار فرمایا اور اقبال جرم کرنے کے بعد اسے قصاصاً مارا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۱) ممکن ہے کہ یہاں بھی اسی طرح کی بات ہوئی ہو۔

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ جب یہ شخص معجزانہ طور پر زندہ کیا گیا تو اس کا قول حجت ہے۔ اس کے کہنے کی وجہ سے اس شخص کو قصاصاً قتل کرنا جائز تھا۔

اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ علم الکلام کی کتابوں میں متکلمین اسلام نے لکھا ہے کہ اگر کسی پیغمبر کی دعا سے کوئی شخص معجزانہ طور پر زندہ ہو جائے اور زندہ ہونے کے بعد پیغمبر کے حق میں گواہی دے کہ یہ پیغمبر ہیں یا خدانخواستہ پیغمبر کی تکذیب کرے تو اس کا قول حجت نہیں ہے۔ پیغمبر کا معجزہ صرف اس کو زندہ کرنا ہے۔ باقی اس کا قول حجت نہیں ہے۔ اگر یہ ضابطہ درست ہے تو پھر صاحب البقرہ کی شہادت پر کارروائی کیونکر جائز ہوئی؟ حاصل جواب یہ ہے کہ (واللہ اعلم) کوئی شخص معجزانہ طور پر زندہ ہو کر گواہی دیتا ہے۔ پھر اس کے اس قول اور فعل کو نبی کی تائید بھی حاصل ہو تو یہ قول و فعل حجت ہوگا اور اگر نبی کی تائید حاصل نہ ہو تو پھر میت کا قول بعد الحیات حجت نہیں۔

کیونکہ انسان جب موت کے بعد زندہ ہوتا ہے تو اس کے تمام حواس عقل، وہم، خیال وغیرہ بھی ساتھ ہی زندہ ہو جاتے ہیں اور قبل الممات ان حواس میں خطاء و غلطی کا امکان موجود ہے تو اسی طرح دوبارہ زندہ ہونے کے بعد بھی خطا اور غلطی کا احتمال بدستور موجود ہے۔ البتہ اگر کوئی بے جان چیز نبی کے معجزہ کے طور پر کلام کرے جیسے شجر و حجر وغیرہ تو اس کا قول علی الاطلاق حجت ہوگا۔ کیونکہ وہاں پر قوت حس خیال وہم وغیرہ کا امکان نہیں ہے۔ غیر جانبدار کا بولنا حقیقت میں نبی کی نبوت کا بولنا ہے۔ لہٰذا ان کا قول حجت ہوگا۔ جبکہ انسان کا بعد الممات زندہ ہو کر بولنا حسب العادۃ ہے کما کان قبل الممات جیسا کہ وہ مرنے سے پہلے بولتا رہا۔

قاتل نامعلوم ہونے کی صورت میں مقاسمہ کا حکم:

اسلام میں یہ حکم ہے کہ اگر کوئی شخص مقتول پایا جائے اور قاتل معلوم نہ ہو تو مقاسمہ کا ضابطہ و قانون موجود ہے، لہٰذا مردہ کو زندہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور وہ ضابطہ یہ ہے کہ جس آبادی میں مقتول پایا گیا ہے۔ وہاں کے پچاس آدمیوں کو منتخب کر کے ان سے یہ حلف لیا جائے گا۔

واللہ ماقتلتہ و ماعلمت لہ قاتلاً۔

اللہ کی قسم نہ تو میں نے اسے قتل کیا ہے اور نہ ہی اس کے قاتل کی بابت کچھ علم رکھتا ہوں۔ اگر پچاس کے پچاس لوگوں نے قسم اٹھائی تو دیت لازم آئے گی۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کے ذریعہ اپنی قدرت کا اظہار فرمایا ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ دوبارہ زندہ ہونا حق ہے اور ایسا ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞

یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسی طرح مردوں کو بھی زندہ فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح کے جزوی واقعات بھی رونما فرماتے ہیں تاکہ تم لوگ احیاء بعد الممات کو سمجھو۔ اس لیے اتنا بڑا واقعہ پیش فرمادیا اور دلیل و حجت قائم فرمادی، لیکن یہود تھے کہ پھر بھی دین کی طرف نہ لوٹے۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ الخ یعنی تمام معجزات کے بعد بھی تمہارے دل پتھر کے پتھر رہے، بلکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوگئے کیونکہ پتھر تو کچھ نہ کچھ متاثر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ آگے تفصیل آرہی ہے، لیکن تمہارے دلوں پر نہ معجزات کا اثر ہوتا ہے، نہ وحی الٰہی کا، نہ گفتار رسول الٰہی کا۔

اقسام الحجر فی القرآن نافع عام، نافع خاص، ساکت:

پتھر کی تین اقسام ہیں۔ پتھر سے نہریں نکلتی ہیں۔ اکثر دریا پہاڑوں سے نکلتے ہیں کہ پتھروں سے پانی رستا ہے تو ان کا منبع پہاڑوں میں ہوتا ہے۔ جس پتھر سے نہر نکلتی ہے وہ پتھر ہی ہے، لیکن نافع ہے اور اس کا نفع عام ہے۔

دنیا اس سے متمتع ہوتی ہے۔ یہ دریائے سندھ پہاڑوں سے نکل کر سمندر میں جاتا ہے۔ ان پتھروں کا نفع عام ہے۔ بعض پتھروں سے صرف محدود لوگ متمتع ہوتے ہیں اور ان سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ یہ نفع خاص ہے۔

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

ان پتھروں سے ضرر نہیں پہنچتا یعنی ضرر نہ پہنچنا بھی ایک قسم کا نفع ہے۔ انسان کو پتھر سے کم تو نہ ہونا چاہیے کہ وہ اشرف المخلوقات ہے۔ اس لیے بعض ایسے علماء ہیں کہ دنیا کو نفع پہنچاتے ہیں۔ بعض صرف گاؤں کو نفع پہنچاتے ہیں اور بعض ایسے ہی پڑے رہتے ہیں جیسے پتھر ہوں لیکن یہود کے علماء پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ ان میں حق کا کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے پتھروں کی قسمیں بتلائیں۔

يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

اس میں بھی تسبیح ہوتی ہے تو خشیۃ اللہ کیا ہے۔ یہی تسبیح خشیت ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾

اور کوئی چیز نہیں کہ نہیں پڑھتی حمد اس کی، لیکن تم نہیں سمجھتے ان کا پڑھنا بیشک وہ ہے تحمل والا بخشنے والا۔ (بنی اسرائیل/۴۴)

كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ

ہر ایک نے جان لی اپنی خاص طرح کی بندگی اور تسبیح۔ (النور/۴۱)

حدیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور احد کو دیکھا۔ تو فرمایا

هذا جبل يحبنا ونحبه.

یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

اہل کتاب، ان سے کسی خیر کی امید نہیں ہے۔ ان سے مایوس ہو جاؤ۔ یہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ یہ اللہ کا کلام سناتے ہیں، مگر اس سے نفع حاصل نہیں کرتے تورات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صفات مذکور تھیں، مگر انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت گندم گوں رنگ کی جگہ سفید رنگ لکھ دیا۔

كان ربعة مائلاً الى الطول (آپ میانہ قد ہوں گے) اور انہوں نے بدل دیا اور **كان طويلا** لکھ دیا۔ اس طرح انہوں نے سمجھ بوجھ کر لفظی و معنوی تحریف کی۔

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اور وہ جانتے تھے کہ ہم تحریف کر رہے ہیں تو یہ لوگ تحریفات کرنے کی وجہ سے کیسے ایمان لے آئیں گے۔ جان بوجھ کر بددیانتی کرنے والوں اور بات بدل دینے والوں سے نفع کی اور ہدایت کی امید نہیں ہو سکتی۔ آپ ان سے کیوں امیدیں وابستہ کرتے ہو؟

"آمنا" بغیر تحقیق کے کہا کہ داعیہ کمزور تھا۔ اس لیے ان کا اتنا کہنا بے سود اور بے نتیجہ رہا۔

وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ

یہ ان کے علماء کی قباحت کا ذکر ہے، لیکن اُن میں کچھ لوگ ان پڑھ بھی تھے، وہ بھی ان کے کاموں اور ان کی باتوں سے متاثر تھے۔ یہ لوگ بھی اپنے علماء کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ (ان پڑھ)

اُمّی جو ماں کی طرف منسوب ہو، اس نے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو۔

إِلَّا أَمَانِيَّ یعنی وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ وہ چالیس دن، جن میں عجل (بچھڑے) کی پرستش ہوئی تھی، بس اتنے دن دوزخ میں جائیں گے۔ اس لیے وہ اپنے آپ کو دائمی جہنمی نہیں سمجھتے تھے۔

اسی وجہ سے یہود و نصاریٰ کہا کرتے تھے......

لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ (بقرہ/۱۱۱)

آج کے مسلمان بھی ایسے ہی ہیں۔ امی بھی علماء کی تلبس سے گمراہ ہوئے تھے۔ اس لیے علماء امت کو زیادہ عذاب ہوگا۔ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ یہ اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں۔ محرف کا اصل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پھر بھی اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا کہ مولوی کے پاس گئے اور پھر مولوی نے ان سے متاثر ہو کر فتویٰ لگا دیا۔ آج بھی ایسے علماء ہیں جو فقہاء کی عبارات سے حقیقت نکال کر یا پھر تحریف و تاویل کر کے فتویٰ شرعی دے دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کی بات کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے یہود کی جو حالت تھی۔ جسے مسلسل بتلا رہا ہوں۔ آج ہماری بھی وہی حالت ہے جس کا سبب یہود کے طریقہ پر چلنا اور ان کی قدم قدم پیروی کرنا ہے۔

حقیقت ویل کیا ہے:

(۱) وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ایک حدیث میں ہے جو امام ترمذی نے اپنی الجامع و احمد بن حنبل نے مسند میں نقل کی ہے، اسی حدیث کو ابن حبان نے بھی صحیح میں اور حاکم نے مسند میں نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ویل ایک غار اور گڑھا ہے جہنم میں۔ کوۃ فی جھنم ان کو اس میں ڈالا جائے گا اور چالیس برس تک گرتے گرتے اترتے اترتے بھی اس کی گہرائی ختم نہ ہوگی۔

(۲) ابن جریر نے حضرت عثمانؓ سے۔

فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ

کی تفسیر نقل کی ہے مرفوع روایت ہے کہ ویل ایک پہاڑی ہے ویل جبل من النار۔ اب معلوم نہیں کہ گرایا جائے گا یا اس میں رکھا جائے گا۔

(۳) عبداللہ بن مسعودؓ سے طبرانی و بیہقی نے اور اسی روایت کو ابن ابی حاتم رازی نے نقل کیا ہے۔ نعمان بن بشیرؓ سے جو چھوٹے صحابی ہیں۔ فقال فیہ انہوں نے فرمایا۔ ویل ایک نالہ ہے جو دوزخ میں بہتا ہے۔ اس میں صدید اہل النار (جہنمیوں کے جسموں کی پیپ) ہوتی ہے جو اس میں ڈالا جاتا ہے۔ غلط فتویٰ لکھنے والے مولویوں کے لیے یہ بڑی وعید ہے۔
فتویٰ وہ شخص دے کہ اسے اپنے فتویٰ پر کنٹرول اور ضبط ہو۔ آج کل کے صوفی مفتی اتنا تو ضرور کرتے ہیں کہ جس کے ساتھ دل لگ جائے۔ اس کے لیے بہت سی روایات تلاش کرتے ہیں اور شاذ روایات نقل کر کے فتویٰ دیتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے بھی وعید ہے۔ مفتی کو شریعت کی صراط مستقیم پر چلنا چاہیے اور اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ وہ شریعت کا مقصود بتاتا ہے۔ شریعت کو کسی کے فائدے یا اپنے فائدہ کے لیے ڈھالنا اپنے لیے ویل کو اختیار کرنا ہے۔

سوال:

یہاں پر ایک بات ذہن میں آتی ہے۔ کتبت صیغہ ماضی ہے۔ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ مضارع کا صیغہ ہے تو یہاں کسبوا ہونا چاہیے تھا تاکہ دونوں صیغے ماضی کے ہوتے یا دونوں مضارع کے صیغے ہوتے تو پھر کتبت کے بجائے تکتب ہونا چاہیے تھا۔ تو اس میں کیا نکتہ ہے کہ ایک صیغہ ماضی کا اور دوسرا مضارع کا ہے؟

جواب:

نکتہ (واللہ اعلم) یہ ہوسکتا ہے کہ کتابت ایک فعل ہے جو اُن سے سرزد ہوا۔ یہ واقعہ حادث ہے۔ انہوں نے تحریف کے ساتھ لکھا۔ یہ مستمر یعنی ہمیشہ نہیں ہوا، بلکہ ایک بات ہوگئی مرۃ واحدۃ۔ رہا ان کا کسب اور رشوتیں لینا تو یہ کسب مستقل جاری ہے کہ روزانہ کمائیں گے۔ ان کا یہ کسب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی جاری تھا۔ **الکتاب تکون مرة واحدة مضت ای وویل لھم مما یکسبون ای جاری الی الأن** (ان کا یہ کسب اب تک جاری ہے) اور آج مسلمانوں میں بھی جاری ہے۔ فتوؤں پر رقم لیتے ہیں۔ تعویذ اور دم وغیرہ فیس اور شکرانے وصول کرتے ہیں۔ الغرض دین کو ایک کسب اور ذریعۂ معاش اور تجارت بنا کر رکھ دیا ہے۔

لفظ ویل کا مکرر آنا:

یہاں ایک بات یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ قرآن کریم کی اس آیت میں تکرار ہے۔ پہلے فرمایا فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ یہاں ویل کا ذکر ہوگیا۔ دوبارہ کہا فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ تو بظاہر تکرار ہے۔ ان دونوں جملوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ کتابت کی سزا ویل ہے۔ اس تکرار کی وجہ کیا ہے؟

جواب نمبرا: اگر آپ غور سے دیکھیں تو پہلے جو ویل آیا ہے کہ وہ پہلے لکھتے ہیں فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ بِأَيْدِيهِمْ یہ تعارف ہوا اس کے ساتھ تو یہ صفت علتِ حکم نہیں ہے تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آیا یہی علامت ہے جیسے مثلاً ایک شخص یہ کہے کسی خادم سے کہ اعط هذا الدرهم لصاحب الثوب الاحمر تو سرخ کپڑوں کا ذکر ہوا تو تشخص ہو گیا بین الرجال تو اعطاء کا سبب احمر یعنی سرخ کپڑوں والا ہونا نہیں ہے۔ اگر میں کہوں کہ جس کا سر ننگا ہے، اس کو دے دینا۔ کوئی شخص ننگے سر ہونے کی وجہ سے مستحق انعام نہیں ہے۔

جواب نمبر۲: تو فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ میں ویل اور سزا کی علت بتا دی۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلے جملہ میں صرف یہ خبر ہے کہ اپنے پاس سے لکھنے والوں کے لیے ہلاکت ہے اور دوسرے جملہ میں بتا دیا کہ ہلاکت کی علت ان کا اپنے پاس سے لکھنا ہے۔ ایک قانون یہ بھی ہے کہ جب کوئی حکم اسم مشتق پر جاری ہوتا ہے تو ماخذ اشتقاق اس کا علت ہوتا ہے جیسے کہا جاوے اکرم عالماً تو عالم علم سے مشتق ہے اور یہی علم علتِ اکرام ہے اس طرح آیت ذیل میں ویل کا حکم کتابت اور کسب رشوت پر مرتب ہوا ہے۔ لہٰذا تحریری تحریف اور اخذ رشوت ویل کی علتیں ہیں لیکن یاد رہے کہ یہ ضابطے اکثریئے ہوتے ہیں کلیے نہیں ہوتے۔ بعض صورتوں میں تخلف بھی ہو سکتا ہے۔

جواب نمبر۳: اہتمام شان کی وجہ سے مکرر ذکر کر دیا۔

احاطہ خطیہء:

وَّ أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيْٓـئَتُهٗ الخ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان المومن اذا اذنب كانت نكتة سوداء في قلبه فان تاب واستغفر صقل قلبه وان زاد زادت حتى تعلو قلبه فذالكم الران الذي ذكر الله تعالىٰ كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون ٥ (مشکوٰۃ شریف)

جب کوئی مومن گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ ہو جاتا ہے پھر اگر وہ اس گناہ سے توبہ کر لیتا ہے اور استغفار کرتا ہے تو اس کا دل (اس نقطہء سیاہ سے) صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر زیادہ گناہ کرتا ہے تو وہ سیاہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے۔ پس یہ ران یعنی زنگ ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (ترجمہ) یوں ہرگز نہیں بلکہ اُن کے دلوں پر یہ اس چیز (گناہ) کا زنگ ہے جو وہ کرتے تھے (یہاں تک کہ ان کے دلوں میں خیر اور بھلائی بالکل باقی نہیں رہی۔

اور وہ جو جہنم سے آخر میں نکالے جائیں گے، ان میں ایمان ہوگا۔ کفر کی حد تک پہنچنے کے بعد عمل صالح کرے تو بے فائدہ۔ **اذا فات الشرط فات المشروط** اس لیے ایمان کے بغیر ان کے اعمال **كسراب بقيعة يحسبه الظمان ماءً** الخ (ایسے ہیں) جیسے ریت کا چمکتا ہوا چٹیل میدان ہو تو اس کو پیاسا، پانی خیال کرتا ہے، یعنی بغیر ایمان اعمال معتبر نہیں۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت

إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ

نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں سے اچھا سلوک کرنا

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا

اور لوگوں سے اچھی بات کہنا اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا پھر سوائے چند آدمیوں کے

قَلِيلًا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ ﴿۸۳﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ

تم میں سے سب منہ موڑ کر پھر گئے ○ اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ آپس میں خونریزی نہ کرنا

وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿۸۴﴾

اور نہ اپنے لوگوں کو جلاوطن کرنا پھر تم نے اقرار کیا اور تم خود گواہ ہو ○

ثُمَّ أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ

پھر تم ہی وہ ہو کہ اپنے لوگوں کو قتل کرتے ہو اور ایک جماعت کو اپنے میں سے ان کے گھروں سے نکالتے ہو

تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ

ان پر گناہ اور ظلم سے چڑھائی کرتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی ہو کر آئیں تو ان کا تاوان دیتے ہو

مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ

حالانکہ تم پر ان کا نکالنا بھی حرام تھا کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور دوسرے حصہ کا انکار کرتے ہو

فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ

پھر جو تم میں سے ایسا کرے اس کی یہی سزا ہے کہ دنیا میں ذلیل ہو اور قیامت کے دن بھی

يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۸۵﴾ أُولَٰئِكَ

سخت عذاب میں دھکیلے جائیں اور اللہ اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو ○ یہی وہ

الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا

لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلہ خریدا سو ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ

ع
هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾
انہیں کوئی مدد مل سکے گی○

افاداتِ محمود:

المیثاق۔ مضبوط عہد اور عہد و میثاق مشتمل علی الامرین ایک اللہ کی عبادت کرو اور ایک یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو یعنی یہ حکم مثبت بھی ہے اور منفی بھی۔ یہاں دو امور تکلیفہ کا ذکر ہے مثبت و منفی ملا کر۔

پہلی بات یہ ہے کہ اس کا جاننا یعنی اس کی صفات کا جاننا' ذات الٰہی کو مومنین جان سکتے ہیں اور دوسری بات میں شرک مخفی اور ریاء بھی ہے۔ یعنی ان گناہوں سے بھی بچنا چاہیے۔

وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

اقسام احسان بالوالدین:

احسان کی تین اقسام ہیں یعنی ان کو ایذاء نہ پہنچاؤ لا قولاً ولا فعلاً یعنی نہ تو زبانی تکلیف دو، نہ بدنی تکلیف دو۔ دوسرے یہ کہ ان کی مدد کرو مالی بھی اور بدنی بھی۔ تیسرا یہ کہ ان کی خدمت میں حاضر ہونا ہے۔ وہ جب بھی بلائیں حاضر ہو جائے اور بلا احسان فرض مطلق فی اَیِّ حالٍ (یعنی ہر حال میں) ہے۔ اس کو ترک کرنا یقیناً عقوق ہے۔ والعقوق من الکبائر (یعنی والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے) اور مالی و بدنی مدد کرنا مشروط ہے۔ بشرط الحاجت یعنی بھوکا ہے تو انفاق کرو۔ اگر محتاج نہیں تو پھر واجب نہیں۔ بیمار ہے تو خدمت کرو تندرستی میں واجب نہیں ہے اور تیسری یہ شرط ہے اس شرط کے ساتھ کہ کسی فساد شرعی کا موجب نہ ہو مثلاً ماں باپ کہتے ہیں نماز مت پڑھو میرے پاس بیٹھو بیمار ہیں۔ تو ان کی یہ بات نہیں مانی جائے گی۔ اگر یہ کہے کہ جماعت کی نماز میں نہ جاؤ اگر حاجت احیاناً ہے تو پھر جائز ہے اور اگر مستمرہ ہے تو جائز نہیں ہے۔

یہاں پر اللہ نے اپنی عبادت کے ساتھ والدین کے احسان کا بھی ذکر کیا ہے اور عام طور پر ایسا کیا ہے تو کیا مناسبت ہے احسان والدین اور عبادت رب میں؟

عبادت اور احسان کا تعلق کیا ہے؟

اس سوال کے متعدد جوابات ہیں۔ ایک تو اس لیے کہ اللہ کی عبادت بھی اس لیے کی جاتی ہے کہ وہ ہمارا رب ہے۔ اعبدوا ربکم الذی خلقکم تو سبب کبیر ہے رب ہونا اور یہ وجہ پائی جاتی ہے والدین میں کہ انہوں نے بھی تمہاری پرورش کی۔

والدین سبب وجود ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ وجود مادہ کا سبب ہے علت وجود اللہ ہے۔ پہلے گویا کہ تمہاری پیدائش میں والدین کو بہت بڑا دخل ہے۔ اللہ نہ ہوتے تو بھی پیدا نہ ہوتے اور والدین نہ ہوتے تو تب بھی نہ پیدا ہوتے۔

یہ چیز کسی اور میں نہیں پائی جاتی۔ والدین اس صفت میں ممتاز ہیں۔

اللہ تعالیٰ جتنے بھی احسانات کرتے ہیں، اس میں اللہ کی کوئی غرض نہیں ہے۔ یہ محض احسان ہے۔ اسی طرح والدین بھی ہیں۔ ماں باپ کی شفقت بھی اس طرح ہے تو کس کو امید ہے خدمت کی۔ آج کون کرتا ہے، لیکن ماں کس کس طرح پالتی ہے اس کا پیشاب پاخانہ صاف کرتی ہے۔ اس طرح باپ بچے کو باکمال انسان بناتا ہے وہ اس لیے خوش ہوتا ہے کہ میرا بیٹا باکمال ہو تو یہ پرورش اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناسب ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض نہیں ہے ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی کے والد کافر تھے اور اس صحابیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے قتل کی اجازت مانگی۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اجازت نہیں دی۔ باوجودیکہ وہ کافر اور واجب القتل ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ "وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وان كانا كافرين "یعنی ماں باپ سے حسن سلوک کرو اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ (سورہ بنی اسرائیل ۲۴)

اور جھکا ان کے لیے بازو انکساری کا مہربانی سے اور دعا کر اے رب! رحم فرما ان پر جیسا کہ پرورش کی انہوں نے میری چھٹپنے میں۔

اسی طرح اس آیت سے قبل والی آیت کا آخری جملہ ہے وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا اور کہو ان سے بات ادب کی، لیکن والدین کسی معصیت کا حکم دیں تو پھر نہ ماننا چاہیے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا

اور اگر وہ دونوں زور دیں تجھ پر کہ تو شریک ٹھہرائے میرا اس چیز کو جس کا نہیں ہے تجھے کوئی علم تو نہ مان ان کا کہنا اور رفاقت کر ان سے دنیا میں نیکی کے ساتھ (سورۂ لقمان ۱۵)

شرک اور گناہ کی بات پر اگر والدین زور دیں تو ان کا کہنا نہیں ماننا چاہیے۔

ذِى الْقُرْبٰى الخ اب آگے ذوی القربیٰ کا بیان ہے کہ ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو احسان کرو جہاں رحم کا رشتہ ہوتا ہے اس رشتہ کو جوڑنا صلۃ الارحام یہ فرض ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

قال اللہ عزوجل انا اللہ وانا الرحمن خلقت الرحم وشققت لها اسماً من اسمی فمن وصلها وصلته ومن قطعها قطعته' (الترغیب والترھیب)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں اللہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں اور صلہ رحمی کو میں نے پیدا کیا ہے اور اس کا نام میں نے اپنے نام سے چنا ہے۔ لہٰذا جو صلہ رحمی کرے گا میں اسے اپنی رحمت سے جوڑ دوں گا اور جو صلہ رحمی کو قطع کرے گا تو میں اس کو اپنی رحمت سے جدا کر دوں گا۔

وَالْيَتٰمٰى یتیم اس نابالغ بچے یا بچی کو کہتے ہیں جس کا والد فوت ہو گیا ہو۔ لا یتیم بعد البلوغ یعنی بالغ

ہونے کے بعد کوئی یتیم نہیں ہوتا۔ یتیم کے ساتھ حسن سلوک کے لیے قرابت شرط نہیں کیونکہ وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ احسان کرو۔ حسن سلوک کرو تاکہ وہ احسن طریقہ سے زندگی بسر کرے اور احساس کمتری میں مبتلا نہ ہو۔ والمساکین مساکین بھی یتیموں کی طرح ہیں۔ ان کے پاس بھی مال نہیں ہے بے سہارا ہیں۔ مسکین وہ ہے جس کی آمدنی خرچ سے کم ہو۔ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا یعنی تمام لوگوں سے اچھی بات کہو، سخت بات نہ کرو تاکہ کسی کے دل کو تکلیف نہ پہنچے۔ یہاں اللہ نے قُولُوا لِلنَّاسِ فرمایا اور قولوا للمومنین نہیں فرمایا اس لیے کہ اس قول کا تعلق مومن اور کافر دونوں کے ساتھ ہے۔ حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ وزنی عمل حسن خلق ہوگا اور اس لیے جب حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا:

فقولا له قولا لینا لعله یتذکر او یخشیٰ ○ (سورۂ طٰہٰ)

یعنی تم دونوں فرعون سے نرم لہجہ میں بات کرو تاکہ وہ نصیحت پکڑے یا ڈرے۔ فرعون بہت بڑا کافر تھا، لیکن اس کے ساتھ بھی نرمی برتنے کا حکم ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم و بردباری کا کمال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ

(سورہ آل عمران/۱۵۹)

پس اللہ کی رحمت سے آپ نے نرمی کا برتاؤ کیا ان سے اور اگر آپ ہوتے درشت خو اور سخت دل تو وہ سب منتشر ہو جاتے آپ کے پاس سے۔

گویا سنگ دلی اور بدخوئی کی تاثیر یہ ہے کہ لوگ پاس سے ہٹ جائیں گے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ الخ ○ (سورۂ نحل ۱۲۵)

دعوت دیجیے (لوگوں کو) اپنے رب کے راستہ (اسلام) کی طرف دانائی اور ایسی نصیحت سے جو اچھی ہو۔

حدیث میں ہے آپ ؐ نے فرمایا:

مادخل الرفق فی شیئی الازانه و ما دخل الخرق فی شیئی الاشانه ○ (الترغیب والترہیب)

یعنی جس چیز میں بھی نرمی داخل ہوتی ہے (یعنی نرمی کا برتاؤ کیا جاتا ہے) تو یہ نرمی اس کو زینت بخشتی ہے اور جس چیز میں اناڑی پن کا مظاہرہ کیا جائے تو یہ اس چیز کو عیب دار بنا دیتا ہے (الشین العیب) شین عیب کے معنی میں ہے امام محمد باقرؒ بڑے عالم ہیں ان سے منقول ہے کہ

قولوا للناس ماتحبون ان یقال لکم.

یعنی لوگوں سے وہی بات کہا کرو کہ تمہیں پسند ہو کہ وہی بات تم سے بھی کہی جائے۔ دو کلام نہیں ہونے

چاہئیں، بلکہ ایک بات ہونی چاہیے یعنی جو اپنے لیے پسند کرو، وہ دوسروں کے لیے پسند کرو۔ یہ تمام حقوق العباد کا بیان تھا۔

المسکین من له ادنیٰ شیئی و الفقیر من لیس له ادنیٰ شیئی ○

یعنی مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ کچھ ہو اور فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور بالعکس بھی ہے کہ فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ کچھ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو، لیکن دونوں مستحق زکواۃ ہیں جیسا کہ ارشاد ہے:

انما الصدقات للفقراء و المساکین ○

یعنی صدقات کے مستحق فقراء و مساکین سب ہیں۔ نصاب سے کم مال رکھنے والے فقیر و مسکین دونوں کو لینا جائز ہے اور ان کا حقیقی حال تو اللہ ہی جانتا ہے، لیکن سورہ بلد میں ہے:

او مسکیناً ذا متربة ○

یعنی مسکین مٹی میں لت پت ہوتا ہے، کمزور ہوتا ہے۔

یہود سے عہد لیا:

اللہ تعالیٰ نے پہلے توحید و عدم شرک و حقوق اللہ کا عہد لیا پھر حقوق العباد کا۔ پہلے عہد کے حقوق کو بیان کیا اور اختتام میں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کا تذکرہ کیا۔ وہ عقائد سے متعلق تھے۔ اب جن احکام کا بیان ہے یہ عمل سے متعلق ہیں۔

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ

ایک پہلا میثاق تھا، اب دوسرا میثاق ہے کہ اللہ نے جو میثاق لیا تھا وہ اس کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ یہ اس لیے کہا کہ عبداللہ بن سلام یہود میں سے اسلام لے آئے تھے، وہ یہود کی قباحت بیان کرنے کے لیے آگے بڑھے انہوں نے صدق مقال کا حق ادا کر دیا۔ اب یہود کی ایک اور قباحت کا ذکر ہے۔

دِمَآءَكُمْ اپنے ہم مذہبوں کا خون نہیں بہاؤ گے۔ یہ حکم تھا کہ اپنے ہم مذہبوں کے خون کی حرمت کا احساس کرو گے۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ الخ یہاں دوسری وعدہ خلافی کا ذکر ہے۔ یہود نے ہم مذہبوں کے خون کی حرمت کا پاس نہیں کیا۔

قتال انفسکم و خروج من الدیار کیا تھا

اَنْفُسَکُمْ یہ متعلق بالقصہ ہے کہ مدینہ میں یہود کے دو قبیلے تھے بنونضیر اور بنوقریظہ۔ اس طرح انصار مدینہ دو قبیلے تھے۔ اوس اور خزرج۔ زمانہ جاہلیت میں ان کا آپس میں عہد تھا۔ بنوقریظہ نے اوس کے ساتھ عہد کیا اور بنونضیر نے خزرج کے ساتھ اور دونوں حلیف بن گئے۔ اوس وخزرج کی لڑائی ۴۰ سال تک جاری رہی۔ اس میں یہود حلیفوں کا ساتھ دینے لگے۔ آپؐ کی تشریف آوری کے بعد اوس اور خزرج اسلام لے آئے۔ جس کا ذکر قرآن میں ہے:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ

(سورۂ آل عمران ۱۰۳)

اور یاد کرو احسان اللہ کا جو اس نے تم پر کیا جبکہ تم تھے دشمن (آپس میں) پھر اس نے الفت ڈال دی تمہارے دلوں میں پھر ہو گئے تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی۔

لیکن بنونضیر وقریظہ اسلام نہیں لائے۔ چنانچہ اوس وخزرج کی لڑائی کے وقت یہود کے دونوں فریق آپس میں قتال کرتے تھے اور یہ آپس میں ایک دوسرے کو گھروں سے نکلنے پر مجبور کرتے تھے۔ اللہ نے ان سے دو وعدے لیے تھے۔

لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ

یہود نے دونوں عہدوں کی خلاف ورزی کی تو یہاں ان کے نقض عہد کا ذکر ہے۔

وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى کہ اگر یہودیوں کی جماعت قید ہو جاتی تو وہ فدیہ دے کر چھڑا لیتے تھے لیکن پھر قتل و اخراج کا جرم بھی کرتے ہو۔ یہ عجیب تماشا ہے کہ پہلے ان ہی میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو گھروں سے نکالا اور جب وہ قیدی ہو کر آئے تو انہیں آزاد بھی کرایا۔ سامراج نے یہودیوں کا یہی طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ امریکی سامراج نے پہلے تو جاپان پر ایٹم بم گرایا۔ پھر ان کی نسلوں کو پڑھایا۔ پہلے بم باری کرتے ہیں پھر یتیموں کی بہبود کا کام کرتے ہیں۔ کتنی عجیب بات کہ ہمدردی بھی ہے، عداوت بھی ہے۔ ایک جگہ خدا کا حکم مانتے ہو۔ دوسری جگہ نہیں مانتے ہو۔ جو دل کے مطابق ہو مان لیتے ہو، ورنہ کفر کرتے ہو۔ ایمان تو بالکلیہ مراد ہے۔ اگر بالبعض ایمان ہے تو پھر وہ جزوی ایمان معتبر نہیں ہے۔ یہ دورخی پالیسی سامراج نے یہود سے لی ہے۔

خندق کی لڑائی میں بنوقریظہ کا محاصرہ کر لیا گیا اور آپؐ کو فتح ہوئی۔ مشرکین جب آئے تو بنوقریظہ نے قریش کی حمایت کی۔ جب آپ بیٹھے تو جبریل آئے اور کہا جبرئیل نے

اوضعتم السلاح ؟ قال نعم قال لکنالم نضع اسلحتنا انهض الی هٰؤلاء قال صلعم این؟ قال بنی قریظة فان الله امر نی ان ازلزل علیهم ٥ (تفسیر ابن کثیر ج ۳)

کیا آپ لوگوں نے اسلحہ رکھ دیا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں تو۔ حضرت جبرئیل نے کہا، لیکن ہم نے تو اپنا اسلحہ نہیں رکھا چلیے ان لوگوں کی طرف۔ حضورؐ نے پوچھا کن کی طرف؟ جبرئیلؑ نے کہا بنی قریظہ کی طرف، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ ان پر عذاب نازل کر دو۔

لایصلین احد منکم صلواۃ العصر الا فی بنی قریظۃo

یعنی تم میں سے کوئی شخص عصر کی نماز بنی قریظہ کے سوا کسی اور جگہ نہ پڑھے۔

تو کسی نے عصر کی نماز راستہ میں پڑھ لی اور کسی نے راستہ میں نہیں پڑھی، کیونکہ ان کے نزدیک وہاں پہنچنا لازم تھا۔ وہاں جا کر محاصرہ کیا۔ جب بنی قریظہ تنگ آئے تو کہا کہ سعد بن معاذ ہمارے بارے میں جو فیصلہ کرے گا ہم وہ مان لیں گے۔ یہ بنو اوس کے سردار تھے جو بنو قریظہ کے حلیف تھے۔ اس لیے ان کے خیال میں یہ نرم فیصلہ دیں گے۔ غزوہ خندق میں سعد کے شانہ میں ایک تیر لگا تھا۔ مسجد نبوی کے قریب خیمہ میں ان کا خون بہہ رہا تھا۔ آپؐ نے بلایا تو وہ آئے۔ جب وہ تشریف لائے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قوموا الی سیدکم.

یعنی اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر انہوں نے فیصلہ دیا کہ جوان کے بالغ مرد ہیں، سب قتل کر دو۔

ان تقتل مقاتلۃ وتسبیٰ نسائھم وصبیا نھم o

لڑائی کے قابل مردوں کو قتل کیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے۔

فقال علیہ السلام ان ھؤلاء واشار الیھم قد نزلوا علیٰ حکمک فاحکم فیھم بما شئت او بحکم اللہ

یعنی ان لوگوں نے تیرا فیصلہ قبول کر لیا ہے۔ آپ ان کے درمیان جیسے چاہیں فیصلہ کریں۔

ان کے حکم کے مطابق بنی قریظہ کو قتل کر دیا گیا۔ دوسرے قبیلے بنو نظیر نے ایک قبیح شناعت یہ کی کہ آپ کے خلاف ایک سازش تیار کی۔ ایک مکان کی دیوار کے ساتھ بٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر پتھر گرانا چاہا۔ انہوں نے آپ کو بلایا جیسے ہی آپ بیٹھے۔ اللہ نے آپؐ کو اس سازش کی اطلاع دے دی۔ پھر بنو نظیر کو جلا وطن کر دیا گیا۔ تو یہ خیبر کی طرف چلے گئے۔ ان کے باغات پر خاک (آگ) ڈال دی گئی۔ پھر فتح خیبر ہوا۔ یہ پھر ذلیل ہو گئے تو بنو قریظہ اور بنو نظیر کا یہ حشر ہوا تھا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد بھی پے درپے رسول بھیجتے رہے

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ

اور ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو نشانیاں دیں اور رُوح القدس سے اس کی تائید کی کیا جب تمہارے پاس

رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾

کوئی رسول وہ حکم لایا جسے تمہارے دل نہیں چاہتے تھے تو تم اکڑ بیٹھے پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کیا ○

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَلَمَّا

اور کہتے ہیں ہمارے دلوں پر غلاف ہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے لعنت کی ہے سو بہت ہی کم ایمان لاتے ہیں ○ اور

جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ

جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کتاب آئی جو تصدیق کرتی ہے اس کی جو ان کے پاس ہے اور اس سے پہلے

يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ

وہ کفار پر فتح مانگا کرتے تھے پھر جب انکے پاس وہ چیز آئی جسے انہوں نے پہچان لیا تو اس کا انکار کیا سو کافروں پر

اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

اللہ کی لعنت ہے ○ انہوں نے اپنی جانوں کو بہت ہی بُری چیز کے لئے بیچ ڈالا یہ کہ اللہ کی نازل کی ہوئی

بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ

چیزوں کا اس ضد میں آکر انکار کرنے لگے کہ وہ اپنے فضل کو اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے کیوں نازل کر دیتا ہے سو غضب

عَلٰى غَضَبٍ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ

پر غضب میں آگئے اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے ○ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس پر ایمان لاؤ

اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ

جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں ہم تو اسی کو مانتے ہیں جو ہم پر اُترا ہے اور اسے نہیں مانتے ہیں جو اس کے سوا ہے حالانکہ وہ

الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ

حق ہے اور تصدیق کرنے والی ہے جو ان کے پاس ہے کہہ دو پھر تم کیوں اس سے پہلے اللہ کے نبیوں کو قتل کرتے رہے

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ

اگر تم مومن تھے ۞ اورتمہارے پاس موسیٰ صریح معجزے لے کر آیا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے کو

بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ

بنالیا اور تم ظالم تھے ۞ اور جب ہم نے تم سے عہدلیا اور تم پر کوہ طور کو اُٹھایا

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۗ وَاُشْرِبُوْا

کہ جو ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑو اور سنو انہوں نے کہا ہم نے سُن لیا اور مانیں گے نہیں

فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

اور ان کے دلوں میں کفر کی وجہ سے بچھڑے کی محبت رچ گئی تھی کہہ دو اگر تم ایماندار ہو تو تمہارا ایمان تمہیں بہت ہی بُرا

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ

حکم دے رہا ہے ۞ کہہ دو اللہ کے نزدیک آخرت کا گھر خصوصیت کے ساتھ سوائے اور لوگوں کے تمہارے ہی لئے ہے

النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ

تو تم موت کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو ۞ وہ کبھی بھی اس کی ہرگز آرزو نہیں کریں گے ان گناہوں کی وجہ سے

اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى

جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے ۞ اور آپ انہیں زندگی پر سب لوگوں سے زیادہ حریص

حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ

پائیں گے اور ان سے بھی جو مشرک ہیں ہر ایک ان میں سے چاہتا ہے کہ کاش اسے ہزار برس عمر ملے اور اسے

بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ ع

عمر کا ملنا عذاب سے بچانے والا نہیں اور اللہ دیکھتا ہے جو وہ کرتے ہیں ۞

افاداتِ محمود:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ الخ ۞

ان کے دلوں پر غلف ہے کہ ہمارے پیغمبر کے معجزات اور ان کی آیات ان کے دلوں پر اثر نہیں کر سکتیں، کیونکہ یہ غلف میں ہیں فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ پہلے موسیٰ علیہ السلام کو تختے دیے گئے۔ کتاب ہدایت دی گئی۔ اس کا بھی انکار کیا اور موسیٰ کے بعد یوشع، ان کے بعد عیسیٰ داؤد و سلیمان کو بھیجا گیا تھا۔ حضرت زکریا یحیٰ

عزیر تقریباً چار ہزار پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسیٰ علیہا السلام کے آنے تک بھیجے گئے اور یہ تمام رسول موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر چلتے رہے۔ دستور صرف یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے احکام کی تجدید کرتے تھے۔ اس اُمت میں پیغمبر تو نہیں آئے گا لیکن

ان الله يبعث فی هذه الامة علی راس كل مأة من يجددها o

اس لیے امت محمدیہ میں مجدد آئے ہیں۔

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ

عیسیٰ علیہ السلام مادر زاد اندھوں کو ٹھیک کر دیا کرتے تھے۔ برص کے مریض پر ہاتھ پھیرا اور وہ درست ہو گیا تو یہ بینات ہیں۔

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

روح القدس سے مراد بعض کے نزدیک یہ ہے کہ یہ اسم اعظم ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اسم اعظم پڑھ کر سنا دیتے تھے۔ بعض کے نزدیک جبرائیل ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے:

حضرت حسان ابن ثابتؓ کفار کی ہجو کا جواب دے رہے تھے اور مسلمانوں کی مدح اور کفار کی مذمت اور ہجو میں شعر کہہ رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان الفاظ سے دعا دی۔

اللهم ايده بروح القدس.

اس لیے روح القدس سے جبرائیل مراد ہیں۔

حضرت زکریا و یحییٰ علیہا السلام کو قتل کیا دونوں باپ بیٹے کو۔ یہ یہود کی شناعت اور شقاوت کی ایک خوفناک مثال تھی۔

كَذَّبْتُمْ ماضی ہے اور **تَقْتُلُوْنَ** مضارع کا صیغہ ہے۔

تکذیب تو ہو چکی ہے۔ ماضی میں ان کے آباؤ اجداد نے تکذیب، لیکن قتل کا سلسلہ جاری ہے۔ یہاں تک کہ یہ ظالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے درپے تھے۔ جیسے بنونظیر نے کیا تھا اور بنوقریظہ و بنونظیر احزاب کے غزوہ میں کفار سے کیوں مل گئے تھے۔ یہ موجودہ پیغمبر کو بھی قتل کرنے کے درپے تھے۔ تکذیب بیک وقت ہوتی ہے اور قتل بالوسائل یا بالسازش ہوتا ہے۔ یہ کہتے ہیں **قُلُوْبُنَا غُلْفٌ** ط یعنی ہمارے اندر تثبت فی الدین ہے جبکہ انہوں نے پیغمبروں کو نہیں مانا تو تثبت فی الدین کہنا غلط ہے۔ ان کا دعویٰ کچھ ہے اور حقیقت کچھ اور ہے۔

اقسام قلوب:

فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ابن جریر نے ایک روایت نقل کی ہے۔ **عن حذيفةؓ القلوب اربعة (۱) القلب**

الاغلف یعنی جس پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ یہ قلب کافر ہے۔

(۲) وقلب اوقد فیہ السراج وذالک قلب المومن o

جس دل میں روشن چراغ ہو یہ مومن کا دل ہے۔

(۳) **وقلب معکوس.** دل الٹا ہے) بات ڈالو بھی تو نکل جاتی ہے۔ **وذالک قلب المنافق عرف ثم انکر**

(۴) **وقلب مصفح فیها ایمان و نفاق** o

کہ ایک صفحہ پر ایمان، ایک پر نفاق۔ یہ تھی ان کی حقیقت۔ ان کے کہنے کے مطابق ان کے قلوب اگر چہ غلف ہیں، لیکن ہدایت مل سکتی تھی، لیکن انہوں نے اعراض کیا۔

توسل بذات النبیؐ:

یہود آپ کی بعثت سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے دعا کیا کرتے تھے۔ بنو اسد اور بنو غطفان کے ساتھ لڑائی ہوتی تو یہ شکست کھا جاتے تھے۔ انہوں نے تامل کے بعد دعا کی۔ اس روایت کو ابو عبد اللہ الحاکم والبیہقی نے نقل کیا ہے۔

اللھم ربنا انا نسئلک باحمد النبی الامی الذی وعدتنا ان تخرجه الینا وبکتا بک الذی تنزل علیه ان تنصر ناعلی اعدائنا o

یعنی اے اللہ ہمارے رب ہم آپ سے احمد جو کہ نبی امی ہیں کے وسیلہ سے سوال کرتے ہیں۔ ہماری طرف جس کے بھیجنے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے اور تیری اس کتاب کے وسیلہ سے جسے تو اس پر نازل کریگا کہ ہمارے دشمنوں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو انہوں نے دیکھا اور یقین کرلیا پھر **یعرفونه کما یعرفون ابنائهم** لیکن یہ لوگ پوری طرح جانتے بوجھتے بھی انکار کرتے تھے۔

مسئلہ توسل (وسیلہ پکڑنا):

یہ عجیب قسم کے لوگ ہیں کہ حدیث میں آتا ہے:

ان عمر ابن الخطاب کان اذا قحط استسقی بالعباس ابن عبدالمطلب فقال اللّٰھم انا کنا نتوسل الیک بنبیک صلی الله علیه وسلم تسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون (بخاری)

جب قحط سالی ہوتی تھی تو حضرت فاروق اعظمؓ حضرت عباسؓ کے وسیلہ سے دعا مانگتے تھے اور فرماتے تھے

اے اللہ ہم آپ کی جناب سے آنے والے نبیؐ کے وسیلہ سے بارش کے لیے
دعا مانگ لیتے تھے تو آپ ہمیں سیراب کر دیتے تھے۔ اب آپ سے اپنے نبیؐ کے چچا کے
وسیلہ سے دعا مانگتے ہیں، لہٰذا ہمیں سیراب فرمائیں تو بارش ہو جاتی تھی۔

معترض کہتے ہیں کہ دیکھو اموات کے ساتھ توسل جائز نہیں ہے۔ یہ سب بھول بھلیاں ہیں۔ نبی سے توسل یا کسی بھی صالح ہستی سے توسل کرنا جائز ہے۔ (ہم توسل بالفاسقین و بالکافرین تو نہیں کرتے) انسان کی ذات من حیث الانسان سمجھ لو۔ پھر ان دونوں کو جدا کرتے ہیں اعمال کی وجہ سے۔ اس لیے یہاں توسل بالذات نہ ہوا، بلکہ بالاعمال ہوا۔ ورنہ فساق سے کیوں نہیں کرتے۔

من حیث عمل الصالح اصل ہے۔ ذات کا لفظ بھی بدعت کہا ہے۔ حالانکہ ہم تو توسل ان کے اعمال صالحہ سے کرتے ہیں والباقیات الصالحات کا قانون جاری ہے اور مرے ہوئے آدمی سے بھی توسل جائز ہے۔ زندگی میں تو اعمال صالحہ محفوظ نہیں ہیں۔ جب ان سے توسل جائز ہے تو میت کے اعمال صالحہ تو محفوظ ہیں۔ ضبط کا خطرہ نہیں ہے۔ پھر ان کا توسل کیوں اختیار نہیں کرتے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ گزشتہ امتوں کا تذکرہ فرمایا کہ تین آدمی سفر پر جا رہے تھے بارش ہو گئی تو انہوں نے ایک غار میں پناہ لے لی۔ ایک چٹان اوپر سے گری اور غار کا منہ مکمل طور پر بند ہو گیا۔ آپس میں مشورہ کیا کہ ان کا جو عمل بہت زیادہ امید کا ہو اسے سامنے رکھ کر دعا کریں۔ ایک نے اطاعت والدین کا ذکر کیا، دوسرے نے کف من الزنا کا عمل پیش کیا، تیسرے نے سالہا سال کے بعد امانت و دیانت واپس کرنے کا ذکر کیا تو تینوں کے عمل سے یکے بعد دیگرے چٹان ہٹ گئی۔ معلوم ہوا کہ ہر ایک کے عمل کے توسل سے تینوں کو فائدہ پہنچا۔ مفہوم یہ نکلا کہ توسل بالاعمال جائز ہے اور اپنا عمل بھی اور دوسروں کا عمل بھی اثر کرتا ہے۔ اب آپ کا کیا خیال ہے کہ اس مردہ کے اعمال ختم ہو گئے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے الان بالعباس نہیں کہا بلکہ بِعَمِّ نبینا کہا تو یہ توسل بالنبی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں تو توسل میں عم مضاف ہے نبی کی طرف اس لیے اب بھی نبی کا توسل مع العم ہے۔ اگر وفات کے بعد نبی کا توسل ناجائز ہوتا تو عم نبیک نہ کہتے۔

اب ہمارے قادریہ نقشبندیہ، چشتیہ سہروردیہ کے یہ شجرات ہیں۔ اب جو کوئی شجرہ اٹھاؤ اس میں الٰہی بحرمت لکھا ہوتا ہے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے خود یہ شجرہ بھجوایا۔ وہ ہر مرید کو شجرہ دیتے تھے کہ روزانہ پڑھا کرو۔ الٰہی بحرمت فلاں کا ذکر کرتے ہیں اور وہ علماء دیوبند جو ابعد من الشرک ہیں انہوں نے توسل بالمشائخ کیوں کہا۔ تم لوگ اکابر کا نام کیوں لیتے ہو۔ حضرت گنگوہی سے زیادہ شرک سے مجتنب کون تھا۔ اس لیے کہا صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ پر چلو کناروں پر مت چلو۔

اب ایک آدمی نے سوال کر دیا۔ اُس نے میرے خیال میں حدیث کو ضعیف کہا۔ اس حدیث کو بیہقی نے نقل کیا۔ ابوعبداللہ الحاکم نعیم نے مسند میں نقل کیا اور میرا دعویٰ ہے کہ اس کی اسانید صحیح مرفوع ہیں۔

ہماری دلیل صرف ایک روایت میں منحصر نہیں کہ یہ ختم ہو جائے تو پھر وہ دلائل ختم ہو جائیں۔

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ یعنی آپ تو اسماعیل کی اولاد میں سے تھے تو آباؤ یعنی یعقوب کے خاندان سے تھے اور پھر ابراہیم کے اسماعیل و اسحاق بیٹے تھے تو یہ بھی ان کی قوم تھی، لیکن وہ اسماعیل کے بیٹے پر نزول وحی سے باغی تھے۔

بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ایسے لفظ عرفاً اُس وقت استعمال کیے جاتے ہیں جب شے اپنی انتہاء کو پہنچ جائے جیسے وبعضهم فوق بعض یا نور علیٰ نور ہے۔ یہاں مراد ایک ہی غضب ہے، مگر وہ کمال درجے کا غضب ہے اُنْزِلَ عَلَيْنَا کتاب اس لیے واجب الاطاعت ہے کہ اللہ کی کتاب ہے۔ پھر تورات بھی تو اللہ نے نازل کی ہے۔

نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا اپنی کتاب پر بھی ایمان نہیں لاتے تھے۔ ورنہ کیوں تم اپنے انبیاء کو قتل کرتے؟

معجزات موسیٰ، ید بیضاء، عصا، فرق البحر، غرق الفرعون کے بعد سامری کی فریب بازی کے ساتھ مل گئے تو کیونکر؟

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا یہاں سَمِعْنَا وَ اطعنا ہونا چاہیے تھا۔ اس لیے کہ سمع واطاعت اکٹھے استعمال ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ عمر فاروقؓ نے فرمایا اسمعوا و اطیعوا تو ایک شخص اٹھا اور کہا لا نسمع و لا نطیع تو اس نے اعراب کے انداز میں جواب دیا۔ حاصل یہ ہے کہ سمع واطاعت ساتھ ساتھ استعمال ہوتے تھے۔

اسمعوا واطیعوا لو امر کم علیکم عبد حبشی ٥ (مشکوٰۃ)

جب سمع کے ساتھ ہمیشہ اطاعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو پھر ان لوگوں نے وَعَصَيْنَا کہہ کر متضاد بات کیوں کہی؟

(۱) بعض مفسرین نے جواب دیا کہ سمعنا وعصینا یہ ایک شخص کا کلام نہیں، بلکہ بعض نے سمعنا کہا اور بعض نے عصینا کہا ہے۔

(۲) بعض کہتے ہیں کہ باپ دادا نے سمعنا کہا تھا اور ان کے بیٹوں نے کہا تھا عَصَيْنَا۔

(۳) سمعنا بکلام القال و عصینا بکلام الحال اس لیے تضاد نہیں ہے۔ یعنی زبان سے کہا اطاعت کریں گے اور عمل سے انکار کر دیا۔

(۴) یہاں پر یہ بتا دوں کہ محقق (یعنی تحقیقی بات) یہ ہے کہ ان میں تضاد نہیں ہے کہ ہم نے بات سنی ہے، لیکن مانتے نہیں۔ ایسے لوگ اب بھی ملتے ہیں جو سچے اور اچھے آدمی کی بات سن کر کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کی بات سنی۔ آپ کی بات بھی اچھی اور سچی ہے لیکن ہم مانیں گے نہیں۔ اس پر ہم عمل نہیں کر سکتے۔ کیا سود خور یہی نہیں کہتے کہ ٹھیک ہے سود حرام ہے۔ ہم بھی جانتے ہیں مگر ہم عمل نہیں کر سکتے مان نہیں سکتے۔ یہ اس لیے کہا تھا کہ ہمیں ڈرایا جا رہا ہے۔ سابقہ احسانات کے پیش نظر یہ سمجھ رہے تھے کہ عذاب نہیں آئے گا جیسا کہ اس آیت میں ہے......

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ

اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ ہم نے اٹھایا تھا ان کے اوپر پہاڑ گویا کہ وہ ایک سائبان ہے اور انہوں نے خیال کر لیا تھا کہ وہ ابھی گرنے والا ہے ان پر۔ (سورہ اعراف/۱۷۱)

(۵) ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ (آیت ۶۴) تو پھر خطرہ ٹلنے کے بعد عصینا کہا ہے۔ تو ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ سے عصینا کو بیان کیا گیا ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ اللہ نے ان کا قول ذکر نہیں کیا کیونکہ یہود و نصاریٰ دونوں میں سے ایک جنت میں جائیں گے۔ تو فرمایا اگر تمہارے لیے صرف جنت کا گھر خاص ہے تو پھر تم موت کی تمنا کرو۔ کیوں دنیا میں دل لگاتے ہو، جبکہ تمہیں جنت کا یقین ہے۔ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا لیکن یہ لوگ ہرگز موت کی تمنا نہیں کریں گے، ان کے مقابلہ میں صحابہ کرام شہادت کی موت کی دعا کرتے تھے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ شہید جنتی ہے مگر یہود کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے۔ نہ انہوں نے ماضی میں موت کی تمنا کی، نہ اب کریں گے۔ مومن ہمیشہ شہادت کی خواہش کرتا ہے۔ اب بھی کرتا ہے صحابہ بھی کرتے تھے۔ آج کا گنہگار مسلمان بھی کرتا ہے۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات الخ

حضرت فاروق اعظمؓ دعا مانگتے تھے:

اللّٰھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک و موتاً فی بلد حبیبک ٥ (الکامل لابن اثیر)

اے اللہ اپنے راستہ کی شہادت نصیب فرما اور اپنے محبوب کے شہر کی موت نصیب فرما۔

ایک دفعہ ایک صحابی کے لڑکے نے غالباً حضرت حسنؓ نے اپنے والد کو دیکھا کہ باپ نے زرہ نہیں پہنی تو کہا:

ما ھذا بزی المحاربین قال الاب لا یبالی ابوک سقط علی الموت او سقط علیہ الموت٥

لڑائی میں یہ کیا بے تکی بات ہے، تو والد نے کہا بیٹے تیرے والد کو اس کی قطعاً پروا نہیں کہ وہ موت پر گرے یا موت اس پر گرے۔

اسی طرح سعد بن ابی وقاص ایک غزوہ میں تشریف لے گئے۔ وہ فاتح عراق تھے۔ خلافت فاروقی میں گورنر عراق بھی رہے۔ انہوں نے خط لکھا۔ جسے عراقی فوج کے سردار اور سالار نے پڑھا۔ اس میں لکھا تھا:

فان معی قوم یحبون الموت کما یحب الاعاجم من الشراب ٥

صحابہ نے شہادت پر یقین رکھتے ہوئے طلب شہادت کی، لیکن یہودیوں کو جنت میں جانے کا یقین نہ تھا۔ اس لیے وہ تمنا نہیں کر سکتے تھے۔

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے دوران فرمایا جلدی کرو اس جنت کی طرف جو تمہارے سامنے ہے تو ایک صحابی کھجور کھا رہا تھا۔ اُس نے جلدی سے کھجور پھینک دی اور کہا کہ اس کے کھانے کی وجہ سے

جنت سے در بدر ہوں۔

حضرت انس ابن نضر بھاگے بھاگے احد کے قریب آئے اور کہا:

انی لأ ریح الجنة فی الاحد مجھے اُحد سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے اور وہ شہید ہو گئے ان کے جسم پر ۸۰ زخم تھے۔ صرف ایک انگلی کا سرا محفوظ تھا جس کو ان کی بہن نے دیکھ کر پہچانا۔ **الدنیا سجن المومن وجنة الکافر** دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔

یہود کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ جبرئیل فرشتہ ہمارا دشمن ہے تو اللہ نے اس پر رد فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

قُلْ مَنْ كَانَ

کہہ دو جو کوئی

عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

جبرائیل کا دشمن ہو سو اسی نے اُتارا ہے وہ قرآن اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر ان کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے

وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٩٧﴾ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ

پہلے ہیں اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے ○ جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرائیل

وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ﴿٩٨﴾ وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ

اور میکائیل کا دشمن ہو تو بیشک اللہ بھی ان کافروں کا دشمن ہے ○ اور ہم نے آپ کی طرف روشن آیتیں اُتاری ہیں

وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ ﴿٩٩﴾ أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَّبَذَهُ فَرِيقٌ مِّنْهُم

اور ان سے انکاری نہیں مگر فاسق ○ کیا جب کبھی انہوں نے کوئی عہد باندھا تو اسے ان میں سے ایک جماعت نے پھینک دیا

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠٠﴾ وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ

بلکہ ان میں سے اکثر ایمان ہی نہیں رکھتے ○ اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ رسول آیا جو اس کی تصدیق کرتا ہے

لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ

جو ان کے پاس ہے تو اہل کتاب کی ایک جماعت نے اللہ کی کتاب کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ایسا پھینکا

كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ

کہ گویا اسے جانتے ہی نہیں ○ اور انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جو شیطان سلیمان کی بادشاہت کے وقت پڑھتے تھے

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا

اور سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا لیکن شیطانوں نے ہی کفر کیا لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور اس کی بھی

أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ

جو شہر بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر اُتارا گیا تھا اور وہ کسی کو نہ سکھاتے تھے جب تک

يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ

یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو صرف آزمائش کے لئے ہیں تو کافر نہ بن پس ان سے وہ بات سیکھتے تھے جس سے خاوند اور

الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ

بیوی میں جُدائی ڈالیں حالانکہ وہ اس سے کسی کو اللہ کے حکم کے سوا کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور سیکھتے تھے

مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ

وہ جوان کو نقصان دیتی تھی اور نہ نفع اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ جس نے جادو کو خریدا اس کے لئے آخرت میں

خَلَاقٍ ۛ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ

کچھ حصہ نہیں اور وہ چیز بہت بُری ہے جس کے بدلہ میں انہوں نے اپنے آپ کو بیچا کاش وہ جانتے ○ اور اگر وہ

اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يٰۤاَيُّهَا ع

ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو البتہ اللہ کے ہاں کا اجر ان کے لئے بہتر تھا کاش وہ جانتے ○ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

ایمان والو راعنا نہ کہو اور انظرنا کہو اور سُنا کرو اور کافروں کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ

دردناک عذاب ہے ○ اہل کتاب کے کافر اور مشرک نہیں چاہتے

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ

کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر کوئی بھی بات نازل ہو اور اللہ اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ

جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے ○ ہم جو کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں

بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ

تو اس سے بہتر یا اس کے برابر لاتے ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○ کیا تم نہیں جانتے

اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

کہ اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور تمہارے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی

وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ

دوست ہے نہ مددگار ○ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے سوال کرو جیسے اس سے پہلے موسیٰ سے

قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝١٠٨ وَدَّ

سوال کیے گئے تھے اور جو کوئی ایمان کے عوض کفر کو بدل لے سو وہ سیدھے راستہ سے گمراہ ہوا ○ اکثر

كَثِيْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ښ حَسَدًا مِّنْ

اہل کتاب تو اپنے حسد سے حق ظاہر ہونے کے بعد بھی یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح سے

عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ

تمہیں ایمان لانے کے بعد پھر کفر کی طرف لوٹا کرلے جائیں سو معاف کرو اور درگزر کرو جب تک کہ

اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝١٠٩ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

اللہ اپنا حکم بھیجے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○ اور نماز قائم کرو اور

الزَّكٰوةَ ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

زکوٰۃ دو اور جو کچھ نیکی سے اپنے واسطے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں پاؤ گے بیشک اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝١١٠ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ ھُوْدًا اَوْ

جو کچھ تم کرتے ہو سب دیکھتا ہے ○ اور کہتے ہیں کہ سوائے یہود یا نصاریٰ کے اور کوئی جنت میں ہرگز

نَصٰرٰى ۭ تِلْكَ اَمَانِيُّھُمْ ۭ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝١١١ بَلٰي ۤ

داخل نہ ہوگا یہ ان کے ڈھکوسلے ہیں کہہ دو اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو ○ ہاں

مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ

جس نے اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اس کے لئے اس کا بدلہ اس کے رب کے ہاں ہے اور ان پر

عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝١١٢ ع

نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے ○

افاداتِ محمود:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ الخ

امام احمد، بیہقی وطبرانی نے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ ہم آپ سے ایک سوال پوچھتے ہیں اور وہ پیغمبروں کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہیں۔ جواب دیا تو صحیح ہے ورنہ ایمان نہ لائیں گے۔ (۱) ایک کیفیت نوم کا پوچھا:

فقال تنام عینای ولا ینام قلبی فقال صدقت

یعنی میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل نہیں سوتا۔ اُس نے کہا کہ آپ نے سچ کہا۔

(۲) بچہ کبھی ماں کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے کبھی باپ کے ساتھ؟

فقال یعنی حضورؐ نے جواب دیا رحم میں پانی اگر مرد کا غالب ہو تو مرد سے مشابہ، ورنہ ماں سے مشابہ ہوتا ہے۔

(۳) پھر پوچھا بچے کے کون سے اعضاء باپ کے پانی سے پیدا ہوتے ہیں اور کون سے ماں کے پانی سے۔ جواب دیا عظام واعصاب من نطفۃ الاب اور گوشت بال ناخن ماں کے پانی سے۔ کہا صدقت وایضاً فی الکتاب پھر پوچھا۔

(۴) کہ جنت میں اللہ سب سے پہلے کیا کھلائیں گے فرمایا **کبد النون** (مچھلی کا جگر) پھر ان سے بھی عہد تھا کہ ایمان لانا ہے اب راستہ بند ہو گیا۔ آخر میں پوچھا۔

(۵) کون سا فرشتہ آپ پر وحی لاتا ہے، فرمایا جبرئیل لاتا ہے۔ تو انھوں کہا **ذالک عدونا من الملائکۃ** اور کہا کہ میکائیل وحی لاتا تو ہم ضرور ایمان لاتے کہ میکائیل بڑا اچھا فرشتہ ہے۔ انھوں نے اپنے عہد سے انحراف کیا تو ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ الخ (ابن کثیر) تو اللہ نے بڑی سختی سے رد فرمایا کہ جو دشمنی کرتا ہے جبرئیل سے وہ اللہ سے دشمنی کرتا ہے کہ اللہ کے مقرب کی دشمنی اللہ کی دشمنی ہے۔ فرشتے مکرم ہیں، ان کا احترام لازم ہے۔ مسلمان ان پر ایمان لاتا ہے۔ وہ فرشتوں کی دشمنی یا اہانت کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

"كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ" میں کتاب اللہ سے مراد تورات ہے۔

یہود نے فی الحقیقت شیاطین کی پیروی کی ہے۔ سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں شیاطین جادو اور سحر سکھاتے تھے۔ سلیمان علیہ السلام کی حکومت جن وانس اور شیاطین سب پر تھی۔ جنات ان کے سامنے اپنی صورت کے کارنامے دکھاتے تو لوگ حیران رہ جاتے تھے۔ ان شیاطین نے انسان کو کچھ کلمات سحر بتلائے۔ سلیمانؑ نے یہ خرابی دیکھی تو فرمایا کہ الگ الگ ہو جاؤ۔ انسانوں کو سحر سے منع کر دیا۔ یہود بھی منتر کے قائل تھے اور کہتے تھے کہ یہ سلیمان علیہ السلام کی وراثت تھی، حالانکہ وہ اس سے منع کرتے تھے اور یہ جادو تو شیاطین کی وراثت تھی۔ یہود اسے سلیمانؑ کے دین کی پیروی بتلاتے تھے۔ اس لیے فرمایا:

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ الخ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ اگر ساحر ملے تو اس کو جیل میں ڈال دو، ہاں اگر وہ توبہ کر لے تو پھر چھوڑ دو۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ تین دن مہلت دی جائے اور اس کے بعد قتل کر دیا جائے چونکہ یہ لوگ لوگوں کو کفریہ کلمات بتلاتے ہیں، لہٰذا یہ کافر ہیں۔ دین کی بنیاد طہارت اور توحید پر ہے جبکہ جادو سراسر نجاست اور غلاظت ہے۔ اس میں ظاہری نجاست بھی ہے اور باطنی نجاست یعنی شرک بھی ہے۔

وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ

دو فرشتے تھے اللہ نے ان کو لوگوں کا امتحان لینے کے لیے بھیجا۔ یہ تکوینیات ہیں کہ فرشتے اللہ کے احکام میں قتل بھی کرتے ہیں۔ (خضر علیہ السلام نے لڑکے کو قتل کر دیا) اللہ نے یہ دو فرشتے بھیجے تھے۔ لوگ ان سے عملیات سیکھتے تھے اور غلط مقاصد کے لیے استعمال کرتے تھے لیکن یہ اتمام حجت کرتے ہوئے منع کرتے تھے اور بتلانے سے گریز کرتے تھے، البتہ اصرار کرنے پر بتلا بھی دیتے تھے۔ یہ فرشتے واضح کر دیتے کہ اسے غلط مقاصد کے لیے استعمال نہ کریں۔ اب اگر وہ ان کا بتایا ہوا عمل کرتے ہیں تو یہ ان کی اپنی ذمہ داری تھی۔ بابل شہر کا سحر زیادہ مشہور ہے۔ بعض تفاسیر میں بڑے لمبے قصے مذکور ہیں کہ اللہ نے فرشتوں کو قوت شہوانی دی۔ پھر ان سے غلط کام سرزد ہوئے تو یہ کنویں میں لٹکا دیے گئے۔ یہ اسرائیلیات ہیں۔ قرآن میں مذکورہ باتوں کے علاوہ ان باتوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ لا حاصل ہیں۔ جب ان کے پاس لوگ آتے تھے تو یہ کہتے:

اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ الخ

کہ مت سیکھو۔ ہم تو امتحان لینے آئے ہیں۔ اگلے رکوع میں اہل کتاب سے مقاطعہ کا ذکر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا

اس رکوع میں یہود کے اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے کہ انہوں نے آیت نسخ کا انکار کر دیا تھا اور اعتراض کیا تھا کہ آیات کیوں منسوخ ہوتی ہیں۔ آج ایک حکم آتا ہے، چند دنوں کے بعد یہ حکم منسوخ ہو جاتا ہے۔ اگر یہ من عند اللہ ہوتا تو یہ تبدیلیاں نہ ہوتیں۔ اس کا جواب اس رکوع میں ہے اور اس کے علاوہ بعض مقامات پر یہودیوں سے مقاطعہ یعنی بائیکاٹ کا حکم دیا جاتا ہے۔

خطاب يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یہ بھی قرآن کریم کی خصوصیت ہے کہ قرآن کریم میں مومنین کو براہ راست مخاطب کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلی کتابوں میں انبیاء کو مخاطب کیا جاتا تھا اور مومنین کو انبیاء کی وساطت سے حکم سنایا جاتا تھا۔ تورات وانجیل میں کہیں براہ راست مومنین سے خطاب نہیں تھا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مومنین کے لیے بہت بڑا شرف ہے اور ان کا اکرام ہے کہ اللہ نے براہ راست انہیں خطاب فرمایا۔

مسئلہ رَاعِنَا

لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا تم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے وقت راعنا مت کہو۔ وَقُوْلُوا انْظُرْنَا یعنی راعنا کا مترادف لفظ انظرنا موجود ہے وہ استعمال کرو۔

حقیقت راعنا:

اصل میں بات یہ تھی کہ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو راعنا کہتے ہوئے اس طرح خطاب کرتے تھے کہ راع جو امر کا صیغہ ہے من المراعات باب مفاعلہ سے اس میں نا مفعول بہ ہے یعنی ہماری رعایت فرمایئے۔ راعی اور رعیت بھی دونوں لفظ اسی سے مشتق ہیں۔ راعی کے معنی چرواہا ہے جو بکریوں کی نگرانی کرتا ہے۔ وہ ان کے مفادات کا ہر وقت لحاظ رکھتا ہے تو اس کو بھی راعی کہا جاتا ہے۔ راعنا یعنی آپ نگہبانی فرمائیں۔ ظاہری معنی یہی ہیں، لیکن وہ اس ضمن میں خبث باطن کا مظاہرہ کرتے تھے کہ راعن ماخوذ ہے رعونت سے یعنی راعن احمق اور متکبر احمق۔ اگر کسی ذہین عقلمند آدمی میں کبر پیدا ہو تو ہو، لیکن احمق میں کبر کیسے پیدا ہو۔ حمق و کبر کو ملانے کے بعد اس کو رعونت کہتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ منادی کے بعد الف کا اضافہ کیا جاتا ہے جیسے یا اماہ حدیث میں ہے کہ جب صحابہؓ حضرت عائشہؓ سے ملنے جاتے تھے تو یا اماہ سے خطاب کرتے تھے تو منادی کے بعد الف کا اضافہ عام معمول تھا یعنی یہ لوگ یا راعنا مراد لیتے تھے۔ یعنی رعونت کرنے والا۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ جس نام میں معنی فاسد کا وہم آتا ہو اس کا استعمال کرنا کسی بھی بزرگ صحابی یا اللہ تعالیٰ کے بارے میں جائز نہیں ہے۔ علمائے بلاغت و معانی جانتے ہیں کہ جس لفظ میں معنوی یا لفظی کسی بھی پہلو سے ذم کا مفہوم برآمد ہوتا ہے، اسے ترک کرنا فصاحت ہے۔ یہ ادب کا قرینہ بھی ہے۔ اس آیت سے اس پر استدلال کیا جاتا ہے کہ راعنا مت کہو بلکہ اس کا ہم معنی لفظ بجائے راعنا کے انظرنا کہو۔ کیونکہ اس میں معنے فاسد کا ایہام نہیں ہے۔ اس لیے انظرنا کہنے کا حکم دیا۔

یہ لوگ غلط اور برا خطاب کرتے تھے اور مسلمانوں کے ذہنوں میں یوں ڈالتے تھے کہ ہم شفقت کے طالب ہیں تاکہ مسلمانوں کا ذہن صاف رہے۔ یہی ان کی عادت تھی اور اس کے ذریعہ وہ اپنے باطنی خبث کا اظہار کرتے تھے۔ اس وجہ سے سادہ لوح مسلمان ان کی دھوکا دہی اور فریب دہی کا شکار ہو جاتے تھے۔ ان کی دیکھا دیکھی وہ بھی لفظ ''راعنا'' کہہ دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت سعد بن معاذؓ جو بہت بڑے انصاری صحابی اور قبیلہ اوس کے سردار تھے کما ذکرنا من قبل۔ وہ بیٹھے تھے کہ ان کے سامنے یہودیوں نے راعنا کہا۔ وہ بہت غصے میں آ گئے کیونکہ ان کی عرف میں یہ لفظ گالی کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ انھوں نے فرمایا کہ اگر پھر یہ لفظ استعمال کیا تو میں تمہاری گردن ماردوں گا۔ تب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ چونکہ یہ موہم کلام فاسد تھا یعنی اس لفظ سے فاسد معنی کی طرف بھی خیال جاتا تھا۔ اس وجہ سے منع کر دیا گیا۔

مذکورہ بالا حکم سے قاعدہ کلیہ کا استنباط:

اس سے ایک حکم کلی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول یا دیگر بزرگان دین کے حق میں ایسے الفاظ استعمال کرنا جس سے فاسد مفہوم کا وہم ہوتا ہو، درست نہیں ہے۔ فقہاء لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے صرف وہ نام لیئے جائیں

جوتو قیفیہ ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن ناموں سے اللہ تعالیٰ کو یاد فرمایا ہے انہی اسماء کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔ کسی اور نام سے پکارنے کی اجازت نہیں ہے۔

علامہ تفتازانی کا موہم الفاظ کا استعمال کرنا:

آپ لوگوں نے مختصر المعانی میں پڑھا ہوگا جہاں یہ بحث ہے کہ مسند الیہ کبھی معرفہ ہوتا ہے بالعلمیة کالمدح والذم یعنی اس کا عمل مدح پر دال ہوتا ہے یا ذم پر دال ہوتا ہے تو اس پر علامہ تفتازانی نے دونوں کی مثال یہ دی ہے۔

رکب علی وھرب معاویة ٥ (علی سوار ہوگئے، معاویہ بھاگ گئے)

لغوی معنی کے اعتبار سے ''علی'' علو مرتبہ پر دال ہے اس میں مدح ہے اور معاویہ من عواء الکلب سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں کتے کا بھوکنا، لہٰذا یہ لفظ ذم پر دال ہے۔ یعنی حضرت معاویہؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہیں عواء الکلب تک پہنچا دیا۔ اسی وجہ سے ہمارے محققین علماء کہتے ہیں کہ (فیہ شائبة من الرفض) تفتازانی میں رافضیت کا شائبہ پایا جاتا ہے۔ حضرت معاویہؓ کا نام لے کر ان کو عواء الکلب سے تعبیر کرنا کس قدر غلط رویہ تھا۔ پتا نہیں اب یہ شخص جنت میں جائے گا یا نہیں؟ کتاب کے حاشیہ پر اگرچہ یہ تاویل کی گئی ہے کہ معاویہ سے مراد صحابی رسول نہیں ہیں کوئی اور معاویہ ہے، لیکن یہ تاویل عجیب بھی ہے اور بعید بھی۔ یہاں حضرت علیؓ کے ساتھ تقابل ہے اور ایسے نام جو معنٰی فاسد کے موھم ہیں، ان کو استعمال ہی کیوں کیا گیا۔ کیا اور نام نہ تھے؟ وہاں (مختصر المعانی میں) اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔ اسی طرح شرح العقائد النسفی میں یزید پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے اور اس پر لعنت بھی بھیجی گئی ہے اور آگے لکھا ہے۔ لعن اللہ علی انصارہ واعوانہ۔ حالانکہ ان کے انصار واعوان صحابہ کرامؓ وتابعین تھے۔ پھر صحابہ کرامؓ کے فضائل میں خلفاء اربعہ کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ آگے لکھا ہے کہ افضلیت سے کیا مراد ہے اگر افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے تو یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے اور اگر افضلیت سے مراد کثرت مناقب ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ سے افضل ہیں کذا فی شرح العقائد اور تلویح میں بھی بہت ساری باتیں موجود ہیں۔ بہرحال میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ وہ لفظ یا نام جن میں فاسد معنی کا وہم پایا جاتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے لیے یا نبی یا کسی بزرگ کے لیے اسے استعمال کرنا ٹھیک نہ ہوگا اور یہ ضابطہ مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوگیا کہ ''راعنا'' اس وجہ سے نہ کہو کہ اس میں فاسد معنی کا احتمال ہے اور ''انظرنا'' میں چونکہ معنی فاسد کا احتمال نہیں ہے، لہٰذا اسے استعمال کیا کرو۔

اگرچہ دونوں الفاظ مترادف ہیں، لیکن ایک موہم فساد ہے اور دوسرا موہم فساد نہیں ہے۔ اگر کسی قوم کی اصطلاح میں بزرگ کے معنی بیوقوف کے ہوں تو یہ بھی موہم فساد ہے۔ اس لیے ایک اصطلاح میں ایک لفظ گالی

کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور دوسری لغت میں کسی اور معنی کے لیے تو ایسے لفظ کا استعمال مناسب نہیں۔

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ یہاں اہل کتاب کے ساتھ مشرکین کو بھی جوڑ دیا گیا کہ اہل کتاب سے مراد یہودی اور اہل مکہ سے مراد مشرکین ہیں کہ دونوں نہیں چاہتے کہ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے کوئی خیر نازل ہو تو یہ ان کا حسد ہے۔ حسد کہتے ہیں کسی کے حق میں ایک نعمت کے ازالہ کی خواہش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جس کو چاہوں رحمت دوں۔

مَا نَنْسَخْ الخ، انہوں نے لوگوں کو منحرف کرنے کے لیے یہ کہا کہ کیا اللہ کی طرف سے بھی احکام منسوخ ہوتے ہیں کہ نعوذ باللہ، اللہ نے پہلے غلط بات کہہ دی اور پھر اپنی ہی بات منسوخ کر دی۔ اب بندے تو یہ کر سکتے ہیں اور کرتے ہی یہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو تفصیلی علم میسر ہے وہ کیوں ایسا کرنے لگا۔ یہ لوگ ایسے شکوک پیدا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہاں دے دیا۔ ما ننسخ میں ما موصولہ ہے اور من بیانیہ ہے۔

حقیقت النسخ:

نسخ کے معنی بیان انتہاء مدۃ الحکم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک محدود وقت کے لیے ایک حکم نازل فرمایا۔ اللہ جانتا تھا کہ میں نے یہ حکم ایک سال یا چھ ماہ کے لیے خاص حالات کے لیے دیا ہے اور میں نے یہ حکم دے کر دوسرا حکم لیا ہے تو نزول آیت کے وقت مدۃ نہیں بتائی گئی۔ مسلمان اس کو ابدی سمجھتے تھے۔ سال کے بعد جب یہ حکم منسوخ کر دیا گیا تو یہ بات واضح ہوگئی کہ آج اللہ نے بتلا دیا کہ یہ دوسرا حکم ہے۔ دوسرا حکم دُنیا کے بدلنے کی وجہ سے آیا۔ پہلے وہی حکم درست تھا۔ اب نئے حالات میں نیا حکم ہے۔ جب ابتدائی حالات تھے، ان کے تحت حکم اور تھا۔ جیسے روزانہ حالات کے تحت مریض کی شفاء کے لیے حکیم نسخہ بدل دیتا ہے۔ مریض کو اعتراض نہیں ہوتا۔ فرمایا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا تو اس میں کیا قباحت ہے۔ یہ اللہ نے تحقیقی جواب دیا اور الزامی جواب یہ ہے کہ یہود ایمان رکھتے تھے اس بات پر کہ تورات نازل شدہ ہے اور اپنے سے پہلی کتابوں کے لیے ناسخ ہے۔ اس طرح نصاریٰ کا عقیدہ تھا۔ انجیل ناسخ ہے تورات کے لیے۔ اس لیے کہتے تھے لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَىْءٍ جب انجیل سے اللہ کی تمام سابقہ کتابوں کو منسوخ کرتے ہو تو کیا وہ خدا کے احکام نہ تھے۔ اگر اس وقت تورات و انجیل سے خدا کی سابقہ کتابیں منسوخ ہو جاتی ہیں تو قرآن سے ہو جائے تو کیا ہوا۔ یہ الزامی جواب بعد میں آئے گا۔

الفرق بین النسخ والانساء:

نسخ اور انساء دونوں الگ الگ لفظ ہیں۔ انساء کا معنی ہے بھلا دینا اور دل سے محو کر دینا اور نسخ سے مراد نسخ الحکم فقط من دون نسخ التلاوۃ یعنی تلاوت کے بغیر حکم کا منسوخ ہونا اور جہاں تلاوت کو بھی منسوخ کیا

جاتا ہے تو اس کو انساء سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی بھلا دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰىٓ ۙ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ہم آپ کو قرآن پڑھائیں گے تو آپ بالکل نہیں بھولیں گے، مگر جو اللہ چاہے یعنی وہ آپ کو یاد تک بھی نہ ہوگا۔ اس سے مراد نسخ فی التلاوۃ ہے۔ جیسا کہ مقدمہ میں عرض کر دیا تھا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖۚ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ

(سورہ بقرہ/۲۴۰)

اور جو لوگ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں بیویاں، وہ وصیت کر جایا کریں اپنی بیویوں کے لیے خرچ ایک سال تک بغیر (گھر سے) نکالے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ متوفی عنھا زوجھا کی عدت ایک سال ہے۔ پھر کچھ احوال بدل گئے اور ارشاد ہوا:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ

(سورہ بقرہ/۲۳۴)

اور جو لوگ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں اپنی بیویاں (وہ بیویاں) انتظار کریں اپنے اوپر چار مہینے دس دن۔

اب اس آیت سے معلوم ہوا کہ متوفی عنھا زوجھا (اگر حاملہ نہ ہو) کی عدت چار ماہ دس دن ہیں تو پہلا حکم منسوخ ہے، مگر اس کی تلاوت منسوخ نہیں ہے۔ یعنی یہ نسخ ہے انساء نہیں ہے۔

انساء کی مثال:

(۱) کبھی تلاوت کو دل سے محو کر دیتے ہیں، لیکن حکم باقی رہتا ہے جیسا کہ آیت رجم **الشيخ و الشيخة اذا زنيا فارجموهما نكالا من الله والله عزيز حكيم**ٍO (تفسیر ابن کثیر)

یعنی شادی شدہ مرد و عورت جب زنا کا ارتکاب کریں تو ان کو رجم کرو، یہ (ان کی) سزا ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔

یہ الفاظ روایت میں ہیں، لیکن قرآن کریم میں نہیں ہیں، البتہ ان کا حکم باقی ہے کہ شادی شدہ مرد اور عورت اگر زنا کا ارتکاب کریں تو انہیں سنگسار کیا جائے گا۔ البتہ یہ یقیناً عبرت ہے دوسروں کے لیے کہ حکم برقرار ہے اور تلاوت منسوخ ہے، بلکہ ذکر نہیں ہے۔

(۲) دوسری مثال صحیح بخاری کی کتاب المغازی میں یہ روایت موجود ہے کہ عرب کے بعض قبائل رعل و ذکوان وغیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمیں دین سکھانے کے لیے کچھ قراء کی ضرورت ہے۔

آپ ہمیں عنایت فرمائیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ستر ۷۰ قاری روانہ فرمادیے۔ ان لوگوں نے غدر اور دھوکے سے ان صحابہ کرامؓ کو بئر معونہ کے مقام پر شہید کرنا شروع کر دیا۔ جماعت کے امیر حضرت حرام ابن ملحان ان کو احکام سمجھا رہے تھے کہ پیچھے سے کسی نے ان کو نیزہ مار کر زخمی کر دیا تو انہوں نے فرمایا **فــزت و رب الکعبۃ** رب کعبہ کی قسم کہ میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

جب ان سب کو ایک ایک کر کے شہید کر دیا گیا تو ان لوگوں نے دعاء مانگی کہ اے اللہ اپنے رسول کو ہمارے حال سے مطلع فرما اور جو الفاظ ان لوگوں نے کہے تھے وہ وحی بن کر قرآن کریم میں نازل کیے گئے۔ وہ الفاظ یہ ہیں:

فانزل اللہ علینا ثم کان من المنسوخ۔ "انا قد لقینا ربنا فرضی عنا و ارضا نا"۔

(بخاری، کتاب المغازی)

یعنی درج ذیل الفاظ اللہ تعالیٰ نے ہم پر نازل فرمائے تھے اور پھر منسوخ ہو گئے۔ (ان الفاظ کا ترجمہ یہ ہے) بیشک ہم اپنے رب سے مل گئے وہ بھی ہم سے راضی ہوا اور ہمیں بھی راضی کیا۔

یہ الفاظ بعد میں منسوخ ہو گئے تو یہ منسوخ التلاوت ہے۔ حکم تو یہاں تھا ہی نہیں، اس لیے حکم کے منسوخ ہونے کا یہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اِنساء میں نسخ ہوتا ہے اور یہ خبر ہے (والاخبار لاتنسخ) خبریں منسوخ نہیں ہوتیں۔

(۳) تیسری مثال درج ذیل الفاظ حدیث میں موجود ہیں جو قرآن کریم میں اس وقت موجود نہیں ہیں، لیکن پہلے ان الفاظ کی تلاوت ہوتی تھی وہ الفاظ یہ ہیں:

لو کان لابن ادم وادی من ذھب لابتغی الیہ ثانیا ولو کان لہ وادیان من ذھب لابتغی الیھما ثالثا ولا یملاء جوف ابن اٰدم الا التراب ○

ابن آدم کے پاس اگر ایک وادی سونے کی (بھری ہوئی) ہو تو ضرور دوسری کو تلاش کرے گا اور اگر دو ہوں تو لازماً تیسری کو تلاش کرے گا اور ابن آدم کا پیٹ سوائے مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

یہ الفاظ بھی بعد میں منسوخ ہو گئے۔ اب یہ الفاظ صرف حدیث میں ہیں۔ پہلے یہ وحی متلو تھی۔

(۴) چوتھی مثال، اسی طرح ایک حدیث میں درج ذیل الفاظ منقول ہیں۔ پہلے متلو تھے اور اب تلاوت منسوخ ہو گئی۔ وہ الفاظ یہ ہیں:

ان اللّٰہ لیئید ھذا الدین بر جال مالھم فی الاخرۃ من خلاق او لا خلاق لھم فی الاخرۃ

اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد ایسے لوگوں سے کرواتا ہے کہ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

(۵) پانچویں مثال، صحیح بخاری کی کتاب الجہاد اور کتاب المغازی میں یہ روایت موجود ہے کہ قزمان نامی شخص ایک غزوہ میں خوب بہادری سے لڑا اور جنگجوئی کے خوب جوہر دکھائے تو لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی تعریف کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا هو فی النار، یعنی وہ جہنمی ہے۔ قریب تھا کہ لوگ آپؐ کے اس ارشاد سے شک میں پڑ جاتے کہ صحابہ کرامؓ میں سے ایک شخص نے اس کا پیچھا کیا۔ جب وہ شخص کفار کے ہاتھ سے زخمی ہوا تو رات کے وقت زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اس نے تلوار کا دستہ زمین پر ٹیک دیا اور اس کی نوک پر اپنا سینہ رکھ کر دبایا یہانتک کہ تلوار پار ہوگئی۔ گویا خودکشی کی موت مرا۔ وہ صحابیؓ بھاگتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ اشهد انک رسول الله پھر سارا قصہ بیان کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

بہرحال منسوخ التلاوت آیات کی مثالیں احادیث میں ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کس حکم کو یا کن الفاظ کو برقرار رکھنا ہے اور کن لفظوں کو نہیں۔

انساء الآیۃ انساء الحکم نہیں ہے:

اب سوال یہ ہے کہ جن آیات کے الفاظ بھلا دیئے گئے تو پھر ان کا حکم امت میں کیسے باقی رہا؟ جواب اس کا یہ ہے کہ الفاظ تو بھلا دیئے گئے مگر مفہوم تو ذہن میں رہتا ہے چنانچہ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا:

عن ابن عباس ان عمر قام فحمد الله واثنى عليه ثم قال اما بعد ايها الناس فان الله تعالى بعث محمداً صلى الله عليه وسلم بالحق و انزل عليه الكتاب فكان فيما انزل عليه آية الرجم فقرا ناها وو عينا ها ورجم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجمنا بعده فاخشى ان يطول بالناس زمان ان يقول قائل لا نجد آية الرجم فى كتاب الله فيضلوا بترك فريضة قد انزلها الله فالرجم فى كتاب الله حق على من زنى اذا احصن من الرجال و من النساء اذا قامت البينة او الحبل او الاعتراف○ (تفسیر ابن کثیر ج۳ سورہ نور)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی اور پھر اما بعد کہہ کر فرمایا کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا تھا اور اس پر کتاب بھی نازل فرمائی اور من جملہ ان میں سے رجم کی آیت بھی تھی۔ ہم نے وہ آیت پڑھی اور اس کو محفوظ کیا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور آپؐ کے بعد ہم نے بھی (محصن زانیوں کو) رجم کیا۔ اب مجھ کو اندیشہ ہے کہ جب لوگوں پر ایک طویل زمانہ گزر جائے گا تو ایسا نہ ہو کہ کوئی یہ کہنا شروع کر دے کہ رجم کی آیت چونکہ قرآن کریم میں نہیں

ہے، ہم اسے نہیں مانتے۔ وہ ایک فرض کو چھوڑ دینے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے تو رجم (کا حکم) اللہ کی کتاب میں حق ہے ان شادی شدہ مرد و عورت کے لیے جو زنا کا ارتکاب کریں اور ان کا جرم شرعی شہادت، حمل یا اپنے اقرار و اعتراف سے ثابت ہو جائے۔

تو یہ سب کچھ تواتر بالعمل سے ثابت ہیں۔ جیسے قرآن کریم اور نماز کی ہیئت کذائیہ۔ یہ قرآن کریم میں تو نہیں ہے، لیکن تواتر بالعمل سے ثابت ہے۔ حدیث بھی کوئی ایسی متواتر نہیں ہے جو کہ لفظاً ہیئت کذائیہ کو نقل کر دے۔ اگر ہے بھی تو خبر واحد ہے، لہٰذا جو روایتیں متواتر ہیں وہ لفظاً نہیں بلکہ معنیً و مفہوماً ہیں۔

آج اگر مسلمانوں سے رجم کی کیفیت کے متعلق بات کی جائے تو کہیں گے کہ پتھروں سے مارنا تو پہلے زمانہ میں ہوا کرتا تھا۔ اب پتھروں کا استعمال نہیں ہونا چاہیے۔

رجم میں پتھروں کی جگہ گولیوں کی بوچھاڑ:

بعض علماء کی مجلس میں یہ بات ہوئی کہ فی زمانہ رجم کیسے کرنا چاہیے؟ یہ بحث آئی کہ اگر پتھروں کی جگہ گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جائے تو یہ رجم ہوگا یا نہیں؟ میں نے اس بات کی مخالفت کی اور کہا کہ پتھر ہی مارنے چاہییں اور دلیل یہ دی کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ رجم حدود میں سے ہے اور حدود کے لیے قانون یہ ہے کہ "الحدود تندرئ بالشبهات" یعنی ثبوت جرم میں شبہ ہو جانے کی وجہ سے حدود ختم ہو جاتے ہیں اور ان کا حکم لاگو نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر کوئی زنا کا اعتراف کر لے اور اس کو سنگسار کرنا شروع کر دیا جائے اور وہ شخص اپنے اعتراف و اقرار سے پھر جائے تو پھر اس کو چھوڑ دیا جائے گا اور مزید سزا نہ دی جائے گی۔ جیسے ماعز بن مالک اسلمی بھاگ گئے تھے۔ ایک شخص نے اونٹ کی ہڈی اٹھائی اور ماردی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھاگ گیا تو اس کا بھاگنا رجوع کے حکم میں ہے۔ اسی طرح جس کے خلاف چار گواہ ہوں تو ان کے سامنے رجم کیا جائے تاکہ گواہ اس سختی کو دیکھ کر، خدانہ خواستہ اگر انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہو تو، نرم پڑ جائیں۔ البتہ شہادت سے رجوع کے بعد ان پر حد قذف اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور گولیوں کی بوچھاڑ کے بعد مندرجہ بالا صورتوں میں سے کوئی صورت ممکن نہیں۔ نہ گواہ کے لیے اور نہ مقر کے لیے، لہٰذا اس صورت میں گولیوں کی بوچھاڑ کی سزا قطعاً درست نہیں ہے۔ آج سعودی عرب والے پتھر نہیں مارتے، وہ چھرے مارتے ہیں۔ اس میں پھر بھی تھوڑی سی گنجائش ہے، لیکن گولی والی صورت تو بالکل جائز نہیں ہے۔

أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ الخ

بعض دفعہ دیہاتی لوگ آپ کے پاس آتے تھے اور سوالات کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ اس پر بہت خوش ہوتے

تھے جیسا کہ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ ہم اس بات سے بہت خوش ہوتے تھے کہ کوئی دیہاتی آئے، آپؐ سے سوالات کرے اور ہم سنیں۔ تاکہ ہمیں فائدہ ہو (**العاقل من اهل البادية كان يعجبنا ان ياتى رسول الله صلى الله عليه وسلم و سئله فنسمعه**) ۹ھ میں ضمام ابن ثعلبہؓ اسلام لانے سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ آداب کا خیال بھی نہ رکھتے تھے۔ آتے ہی سوال کیا کہ

ايكم محمد صلى الله عليه وسلم یعنی تم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ تو لوگوں نے کہا کہ **هذا الرجل الابيض المتكاء** یعنی یہ گندم گوں وسفید رنگ شخص جو تکیہ لگائے تشریف فرما ہیں تو ضمام ابن ثعلبہؓ نے کہا کہ **انى سائل مشددٌ فى المسئلة فلا تجد على فى نفسك فقال اسئل** یعنی میں سوال پوچھنے میں خوب سختی کروں گا آپ محسوس نہ فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا پوچھ لو جو پوچھنا چاہتے ہو۔ انہوں نے پہلا سوال یہ کیا کہ اللہ کی قسم کھا کر فرمائیے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر پانچ نمازوں کی فرضیت کے متعلق سوال کیا۔ اسی طرح زکواۃ، حج، روزہ وغیرہ تقریباً تیرہ سوالات کیے جن سے ہمیں بہت فائدہ ہوا، لیکن بے وقوف کے سوال کرنے سے الجھن پیدا ہوتی ہے۔

لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا

قانون یہ ہے کہ من بدل دینہ فاقتلوہ۔ ارتداد بہت بڑا جرم اور بہت بڑی بغاوت ہے۔ **خسران الدنيا و الاخرة** ہے، لہٰذا قتل کا حکم دلیل ہے انتقام کی۔

لیکن آگے فرمایا کہ **فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا** الخ یعنی معاف کرتے رہنا اور درگزر کرتے رہنا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اس پر عمل پیرا رہے، لیکن جب یہود نے بدعہدی کی اور نقض عہد کے مرتکب ہوئے تو غزوہ خندق کے بعد ان سے قتال کیا گیا۔ ان کے ساتھ معاملے کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ الخ

یہ حقوق اللہ ہیں، یہ جہاد اکبر ہے اور جب ان لوگوں سے انتقام وقتال کا وقت آئے گا تو قتال بھی ہوگا، لیکن یہ جہاد اصغر ہے۔ چنانچہ غزوہ خندق سے واپسی پر فرمایا گیا تھا:

رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر

ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ آئے ہیں۔

جہاد اکبر و اصغر پر شبہ اور اس کا جواب:

آج کل ہمارے نوجوان اس بات میں شبہ کرتے ہیں کہ دیگر اعمال کے مقابلہ میں جان کی بازی لگانا اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر اس کو قربان کرنا کتنی بڑی قربانی ہے، لیکن پھر بھی اس کو جہاد اصغر کہا گیا، آخر کیوں؟ یہ عجیب سی

بات ہے؟ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ نفس کے تقاضوں کو علی الدوام کنٹرول کرنا یہ بہت مشکل کام ہے۔ کوئی شخص اس کو پابندی سے سرانجام نہیں دے سکتا، لیکن جہاد میں کود جانا آسان ہے۔ بسا اوقات انسان جذبات میں آ کر قتل ناحق کا مرتکب ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ کے رسول کا ارشاد ہے **القاتل و المقتول کلا هما فی النار** یعنی مارنے والا اور مارا جانے والا دونوں جہنم میں جائیں گے۔ جان دینا آسان ہے، لیکن ہمہ وقت نفس پر کنٹرول کرنا بڑا مشکل ہے۔ آپ لوگوں نے دیکھا نہیں کہ معمولی پریشانی کی وجہ سے لوگ خودکشی کر لیتے ہیں۔ بچہ امتحان میں فیل ہوا تو طعنہ کے خوف سے خودکشی کر لی۔ یہ بچہ دراصل اپنے نفس پر کنٹرول نہ کر سکا، لیکن یہ اپنی جان دینے کو تیار ہو گیا۔ لوگ اس گھٹن کو جان دینے پر فوقیت دیتے ہیں۔ مشکلات پر مسلسل قابو رکھنا ضبط نفس ہے۔ کئی دفعہ آدمی صرف بھوک سے عاجز آ کر بیوی بچوں کو قتل کر دیتا ہے۔ اس لیے کہ جان دینا آسان ہے۔ بہت سے لوگ روزے صرف اس لیے نہیں رکھتے کہ ان میں برداشت نہیں ہے۔ مسلسل مشکلات کو اپنانا یہ جہاد اکبر ہے۔ اسی لیے یہ فرمایا کہ جہاد اکبر تو سر کر لو جہاد اصغر پھر کر لینا۔

اِلَّا مَنْ کَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ط

اس کے معنی یہ ہیں کہ یہود کہتے ہیں کہ **لا یدخل الجنة الا الیهود** اور نصاریٰ کے نزدیک **الا النصاریٰ** ہے یعنی یہ جنت میں اکٹھے نہیں ہونا چاہتے۔ وھو محسن۔ یہ منافق کے مقابلہ میں ہے۔ محسن وہ ہے جو کارِ خیر اور احکام واعمال کو خوبصورتی سے کرتا ہے۔ اس کے برعکس منافق کے عمل میں حسن نہیں ہوتا۔ کوئی نہ کوئی خرابی ہوتی ہے۔ اس کی ناز میں کسلمندی ہوتی ہے۔ مومن کی نماز میں سپردگی ہوتی ہے۔ مومن کے ہر فعل میں حسن ہوتا ہے۔ وہ احکام خداوندی کو پوری خوبصورتی سے بجالاتا ہے جبکہ منافق احکام خداوندی کو نالائقی اور دل میں نفرت سے ادا کرتا ہے۔ اُس کے عمل میں خوبصورتی نہیں ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مومن کو محسن کہا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مومن کی شخصیت منافق کے مقابلے میں بالکل متضاد صفات کی حامل ہوتی ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ص

اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ ٹھیک راہ پر نہیں

وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُونَ الْكِتٰبَ ط

اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودی راہِ حق پر نہیں ہیں حالانکہ وہ سب کتاب پڑھتے ہیں

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ج فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ

ایسی ہی باتیں وہ لوگ بھی کرتے ہیں جو بے علم ہیں پھر اللہ قیامت کے دن

الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ

ان باتوں کا کہ جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں خود فیصلہ کرے گا ○ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس نے اللہ کی مسجدوں میں

اَنْ يُّذْكَرَ فِيهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ط اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ

اس کا نام لینے کی ممانعت کردی اور ان کے ویران کرنے کی کوشش کی ایسے لوگوں کا حق نہیں ہے

يَّدْخُلُوهَآ اِلَّا خَآئِفِينَ ط لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

کہ ان میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں بھی ذلّت ہے اور ان کے لئے آخرت میں بہت بڑا

عَظِيمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ق فَاَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط اِنَّ

عذاب ہے ○ اور مشرق اور مغرب اللہ ہی کا ہے سو تم جدھر بھی رُخ کرو اُدھر ہی اللہ کا رُخ ہے بیشک

اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ط بَلْ لَّهٗ مَا

اللہ وسعت والا جاننے والا ہے ○ اور کہتے ہیں اللہ نے بیٹا بنایا ہے حالانکہ وہ پاک ہے بلکہ جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُونَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے سب اسی کے فرمانبردار ہیں ○ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے

وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُولُ لَهٗ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ الَّذِينَ لَا

اور جب کوئی چیز کرنا چاہتا ہے تو صرف یہی کہہ دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتی ہے ○ اور بے علم کہتے ہیں کہ

يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِينَآ اٰيَةٌ ط كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ

اللہ ہم سے کیوں کلام نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی ان سے پہلے لوگ بھی ایسی ہی باتیں

قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿١١٨﴾
کہہ چکے ہیں ان کے دل ایک جیسے ہیں یقین کرنے والوں کے لئے تو ہم نشانیاں بیان کر چکے ہیں ○
اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿١١٩﴾
بیشک ہم نے تمہیں سچائی کے ساتھ بھیجا ہے خوشخبری سنانے کیلئے اور ڈرانے کے لئے اور تم سے دوزخیوں کے متعلق باز پرس نہ ہوگی ○
وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى
اور تم سے یہود اور نصاریٰ ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک کہ تم ان کے دین کی پیروی نہیں کرو گے کہہ دو بیشک ہدایت
اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ
اللہ ہی کی ہدایت ہے اور اگر تم نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی اس کے بعد جو تمہارے پاس
الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١٢٠﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
علم آچکا ہے تو تمہارے لئے اللہ کے ہاں کوئی دوست اور کوئی مددگار نہیں ہوگا ○ وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے
يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ
وہ اسے پڑھتے ہیں جیسا اس کے پڑھنے کا حق ہے وہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو اس سے انکار کرتے ہیں
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٢١﴾
وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں ○

وقف لازم — ع

افاداتِ محمود:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى الخ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب وہ یہ آیت پڑھتے تو فرماتے واللہ صدقا کہ دونوں نے سچ کہا ہے۔ یہ نصاریٰ ایک فرقہ ہے نصاریٰ عیسیٰ انجیل کے احکام کو اپناتے اور نصاریٰ موسیٰ تورات کے احکام کو اپناتے تھے۔

وجہ تسمیہ یہود و نصاریٰ:

یہودی کو یہودی کیوں کہتے ہیں۔ ہاد، یہود، اجوف واوی ہے۔ مثل

قال یقول بمعنی تاب یتوب - ای رجع انا ھدنا الیک ای تبنا الیک بمعنی تاب یتوب

یعنی ہاد یہوذ رجوع کرنے کے معنی میں ہے۔ نصاریٰ جمع ہے نصران کی بروزن فعلان پر فعالاء جمع فعلان ہے۔
والنصران، الناصر واحد۔
سورہ صف میں آیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ
اس لیے مشہور نصاریٰ ہیں اور انصار جمع ناصر ہے۔ یہ عجیب لوگ ہیں، یہود کہتے ہیں۔
لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ
جبکہ کتاب ان کے پاس ہے تو حد دشمنی میں نہ بڑھ جاؤ کہ ہر اچھی بات کا انکار کرو۔ باوجودیکہ وہ کتابیں پڑھتے ہیں۔ یہود اسم ہے۔

یہود کی قباحت ثانیہ:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ الخ (سورۂ توبہ)
یہاں یہود کی دوسری قباحت کا ذکر ہے کہ یہ لوگ مساجد اللہ کی تخریب بھی کرتے ہیں اور ان میں اللہ کا نام لینے کو منع بھی کرتے ہیں تو یہ اظلم ہیں۔ ان کو اظلم اس وجہ سے کہا گیا کہ ان کا جرم اعلیٰ درجہ کا تھا۔ ایک ہے کسی کے گھر کو غصب کر لینا۔ یہ غصب عین ہے اور ایک ہے کسی کے گھر پر قبضہ کر کے منافع غصب کر لیے، اگرچہ ملکیت کا غصب نہیں کیا ہے۔ یہ لوگ نصاریٰ اور یہود اہل کتاب کہلاتے تھے اور کہتے تھے کہ نماز صرف بیت المقدس میں ہوتی ہے۔ دوسری مساجد میں نماز نہیں ہے۔ یہ اصل میں نسخ قبلہ کے مخالف تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں جا کر ۱۶، ۱۷ مہینہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی تھی اور پھر آپ کی خواہش کے مطابق قبلہ بدل دیا گیا اور پھر قبلہ شمال سے جنوب کی طرف ہو گیا کہ مدینے سے مکہ جانب جنوب ہے۔ انہوں نے کہا کہ نماز تو صرف بیت المقدس میں ہوتی ہے۔ انہوں نے بہت شور مچایا اور بڑے جز بز ہوئے۔ کیونکہ ان کی ریاست خراب ہونے لگی تھی۔ یہ باطنی تخریب کاری تھی۔

انما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الآخر الخ
یہ عمارت مسجد ہے تو اس میں عبادت نہ کرنا تخریب مسجد ہے اور اس آیت میں تخریب مساجد اور مسجدوں کو ویران کرنے کو سب سے بڑا ظلم کہا گیا جبکہ سورہ لقمان میں ہے کہ حضرت لقمان نے جب بیٹے کو نصیحت فرمائی تو فرمایا کہ ان الشرک لظلم عظیم یعنی شرک کرنا سب سے بڑا ظلم ہے تو اصل میں الگ الگ حیثیتیں ہوتی ہیں۔ ایک حیثیت سے شرک بڑا ظلم ہے کیونکہ بہت بڑی بغاوت ہے اور نسخ قبلہ کا انکار قول اور فعل سے یہ شعائر اللہ کی توہین ہے۔ اس حیثیت سے یہ بھی کفر اور بڑا ظلم ہے۔

''ممن منع'' مفرد ہے اور اولئک ما کان لھم تمام صیغے جمع کے ہیں۔ یہ لفظ من موصولہ ہے تو باعتبار من کے جمع ہے اور لفظاً مفرد ہے۔ حدیث میں ہے:

احب البلاد الی الله مساجدها وابغض البلاد الی الله اسواقها (الترغیب والترھیب)

اللہ تعالیٰ کے ہاں شہروں میں سے بہترین جگہ مسجدیں ہیں اور بدترین جگہ بازار ہیں۔

خدا کو بیٹے کی کیوں ضرورت نہیں؟

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا الخ اور آگے کہا بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یعنی جب بیٹا مملوک نہیں ہوتا تو جو خدا تمام مخلوق کا مالک ہے۔ اس کو بیٹا بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے لیے وارث کی ضرورت نہیں۔ جبکہ وہ ابدی ذات ہے۔ اسے بیٹے کی کیا ضرورت۔ اسے نہ مددگار درکار ہے، نہ وارث، نہ قائم مقام۔

قٰنِتُوْنَ...... قنوت کا لفظ قرآن میں ہر جگہ عبادت کے معنی میں ہے۔

كُنْ فَيَكُوْنُ ...... جب چیز موجود نہیں تو خطاب کس کو ہے؟

اللہ اور بندے کے خطاب میں فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پتھروں، پہاڑوں وغیرہ سے بھی خطاب فرمایا ہے۔ پھر اللہ کے لیے عدم اور وجود کا فرق بھی کیا حقیقت رکھتا ہے۔

لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ الخ

یہ بات مشرکین نے کہی تھی، لیکن اس کو یہود نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا۔

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بشیر لمن آمن ہے اور نذیر لمن کفر ہے۔ یعنی ایمان والوں کے لیے بشارت دینے والے اور کفار کو ڈرانے والے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ الخ بشیر لمن آمن به ونذیر لمن کفر به

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ الخ

یعنی امت یہود قبلہ کے بنیادی مسئلہ کو لے کر بہکی تھی، لوگوں کو بہکانے کے لیے یہود نے قبلے کا مسئلہ خوب خوب اچھالا۔ گویا ان کا مسلمانوں سے بس یہی اختلاف تھا۔ گمراہ لوگ دوسروں کو بہکانے کے لیے ایسے ہی مسائل اچھالا کرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں جاننا چاہیے کہ اصل تو اللہ کا حکم ہے۔ اسے کسی سمت کا پابند نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ سمتیں تو اس کی ملک ہیں۔ اس لیے یہ بحث ہی بیکار تھی۔ بس بہکانے کو یہ مسئلہ اچھالا گیا۔ بعض لوگ آج کل کوؤں کے مسئلوں سے عوام کو بہکاتے ہیں۔ کیا اسی مسئلے پر نجات کا مدار ہے؟ یہ ان سے بھی زیادہ اجہل ہیں۔

بیت المقدس کی تعمیر سلیمان علیہ السلام نے کی اور بیت اللہ کی تعمیر ابراہیم علیہ السلام نے کی ہے۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ

اے بنی اسرائیل میرے احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیئے اور بیشک میں نے

فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا

تمہیں سارے جہان پر بزرگی دی تھی ○ اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی بھی کسی کے کام نہ آئے گا

وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ ابْتَلٰٓى

اور نہ اس سے بدلہ قبول کیا جائے گا اور نہ اسے کوئی سفارش نفع دے گی اور نہ وہ مدد دیئے جائیں گے ○ اور جب

اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ

ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو اس نے انہیں پورا کر دیا فرمایا بیشک میں تمہیں سب لوگوں کا پیشوا بنا دوں گا کہا اور

وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً

میری اولاد میں سے بھی فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا ○ اور جب ہم نے کعبہ لوگوں کے لئے عبادت گاہ

لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى

اور امن کی جگہ بنایا (اور فرمایا) مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل سے عہد لیا کہ

اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾

میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک رکھو ○

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ

اور جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب اسے امن کا شہر بنا دے اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے رزق دے

مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ

جو کوئی ان میں سے اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے فرمایا اور جو کافر ہوگا سو اسے بھی تھوڑا سا فائدہ

قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذْ يَرْفَعُ

پہنچاؤں گا پھر اسے دوزخ کے عذاب میں دھکیل دوں گا اور وہ برا ٹھکانا ہے ○ اور جب

اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۭ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ

ابراہیم اور اسمٰعیل کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اے ہمارے رب ہم سے قبول کر بیشک تو ہی

أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ
سننے والا جاننے والا ہے ○ اے ہمارے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنادے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک
أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ
جماعت کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہمیں ہمارے حج کے طریقے بتادے اور ہماری توبہ قبول فرما بیشک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا
الرَّحِيمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ
نہایت رحم والا ہے ○ اے ہمارے رب اور ان میں ایک رسول انہیں میں سے بھیج جو ان پر تیری آیتیں پڑھے
آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ
اور انہیں کتاب اور دانائی سکھائے اور انہیں پاک کرے بیشک تو ہی غالب
ع ۱۵ الْحَكِيمُ ﴿۱۲۹﴾
حکمت والا ہے ○

افاداتِ محمود:

يَٰبَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَتِيَ ٱلَّتِيٓ الخ

اس رکوع میں تذکیر بآلاء اللہ بھی ہے اور دوسری آیت میں تذکیر بما بعد الموت ہے۔ پھر قبلہ کی تحویل کے بارے میں آیات نازل ہوئیں اور یہ واضح کیا گیا کہ یہود کے مسلم الثبوت عقیدہ کے مطابق مسلمان کا قبلہ کعبہ ہی ہونا چاہیے۔

وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ

مراد یہ ہے کہ ایسا ممکن نہیں کہ کچھ مال وغیرہ جمع کر کے جان بچائی جاسکے۔

امتحانات ابراہیم:

وَإِذِ ابْتَلَىٰٓ إِبْرَٰهِـۧمَ رَبُّهُۥ الخ

(۱) ایک امتحان یہ ہوا کہ توحید کے اعلان کی پاداش میں آگ میں پھینکا گیا تو وہ کامیاب رہے، بلکہ غیر اللہ سے آگ کے متعلق مدد بھی نہیں مانگی۔

(۲) انہوں نے اپنے وطن یعنی پورے شام فلسطین بیت المقدس سب دیار کو چھوڑا اور اللہ کے حکم سے اعزہ و اقرباء کو چھوڑ کر ہجرت کی اور وادی مکہ میں چلے گئے۔ بے آب و گیاہ علاقے میں گئے۔ اپنی بیوی ہاجرہ اور شیر خوار اسماعیل کو پہاڑ کی وادی میں اُس جگہ چھوڑ آئے جہاں پانی تک نہ تھا۔ خود دین کے پہنچانے کے لیے چلے گئے۔

حضرت ہاجرہ نے پوچھا ایسا کیوں ہو رہا ہے تو کہا کہ بحکم اللہ، تو فرمایا کہ جاؤ۔ بیوی بھی کمال کی تھیں اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی دادی تھیں۔

(۳) حضرت ابراہیمؑ نے خواب دیکھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رؤیا الانبیاء وحی ہیں۔ آپ نے یہ رویا اپنے بیٹے کو سنایا تو بیٹے نے کہا یا ابت افعل ماتؤ مر الخ پھر اس امتحان میں بھی کامیاب ہوئے۔ فاتمھن یعنی سب میں کامیاب رہے۔

لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٢٤﴾

کہ یہاں نبی کی ایسی اولاد کو بھی عہد کا فائدہ نہیں ملے گا، اگر وہ ظالم ہوگی۔

امامت اور نبوت میں فرق:

قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ الخ

امتحان میں کامیابی کے بعد ان کے اوصاف کا ذکر ہے۔

"اِمَامًا" اب یہاں امامت و نبوت الگ چیزیں ہیں۔ پہلے ایک نعمت آئی پھر دوسری ملی۔ نبوت کے بعد اللہ کے انعامات ہوتے رہتے ہیں جو نبوت سے بڑے نہیں ہوتے، لیکن متعدد نعمتیں ہوتی ہیں۔ یہ نعمتیں نبوت کے مساوی نہیں ہوتیں۔ امامت لوازم نبوت میں سے نہیں ہے۔ اہل تشیع کے نزدیک امامت کا الگ عقیدہ ہے۔ (شاہ ولی اللہ کے نزدیک روافض کے فساد کی جڑ عقیدہ امامت ہے) المعصوم یوحی الیه و تنزل الیه الملائکة (وہ معصوم ہوتا ہے جس طرف وحی کی جاتی ہے اور اس کی طرف فرشتے آتے ہیں) لیکن امام کو معصوم کہنا غلط ہے۔ اس لیے انہوں نے بارہ امام مان کر انہیں نبوت دی ہے، لیکن ختم نبوت کے انکار سے ڈرتے ہوئے لفظ امام بڑھا دیا۔ کیونکہ لفظ امامت تعریف نبوت پر صادق آتی ہے۔ البتہ یہ مرزائیوں سے کم بیوقوف تھے۔ امامت شیعہ یہاں مراد نہیں ہے بلکہ اس سے قیادت و سیادت مراد ہے۔ شیعہ کے ہاں امام ایک خاص مفہوم رکھتا ہے اور یہ ان کا خود تراشیدہ مفہوم اور عقیدہ ہے۔ لہٰذا جب ابراہیم علیہ السلام کو امامت ملی تو مرکز کے قیام کا بیان فرمایا۔ ہمیشہ مرکز ہر ایک میں مسلم ہوتا ہے مثابۃ مرکز کے معنی میں ہے۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ الخ

مقام ابراہیم:

کعبہ مکرمہ سے مشرق کی طرف مطاف کے کنارے پر وہ پتھر رکھا ہوا ہے جس میں نشان پائے ابراہیم ہے۔ پہلے اس کے مٹانے کا پروگرام بنایا گیا، لیکن پھر ٹھکانے لگانے کا پروگرام بنا۔ پھر وہاں جالی لگی تھی تو اس میں ہمارے پاکستانی رقعے پھینکتے تھے۔ اب وہاں شیشے کا خول بنا دیا گیا ہے۔

لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ

وہاں تو صرف بیٹھنا بھی عبادت ہے۔اس کے جلال کو دیکھو۔ جتنا دیکھتے جاؤ اتنا ہی مزہ زیادہ آئے گا۔روح کو لذت نصیب ہوگی۔

کعبہ سے نسبت قائم ہونے میں تاخیر ہوتی ہے بنسبت مدینہ سے نسبت قائم ہونے میں:

کعبہ میں نسبت مشکل سے قائم ہوتی ہے اور مدینہ میں بہت جلد نسبت قائم ہو جاتی ہے۔اس لیے کہ وہاں نسبت الی الانسان ہے اور مکہ میں نسبت الانسان الی اللہ ہے۔ وہاں تو وقت لگتا ہے۔ مجھے ایک دوست نے کہا کہ میں مکہ میں کافی دن رہا۔مطاف کے پتھروں سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں۔ پھر اس کے بعد شعائیں بند ہوگئیں۔کیا پتھر بدل گئے۔ میں نے پوچھا کہ وجہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ مکہ سے کافی زمانہ میں نسبت قائم ہوئی تھی۔اب ایسی نسبت قائم کرنے میں کافی وقت لگے گا۔

بنو اسرائیل کے دادا ابراہیم علیہ السلام تو تھے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا اسماعیل و ابراہیم دونوں تھے۔ یہ آیات دلیل ہیں کہ یہود کے اصول کے مطابق بھی یہی قبلہ ہونا چاہیے۔اگر حضرت ابراہیم کا دادا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہود کی پیروی کی جائے۔اگر ابراہیم ان کے دادا تھے تو وہ حضورؐ کے بھی دادا تھے۔ پھر ان کی بات بھی ماننی اور سننی چاہیے۔

هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا اس لیے کہ یہاں مختلف قسم کے لوگ آئیں گے تو جھگڑا اور فساد کا خطرہ ہوگا۔اس لیے امان طلب کی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ الخ

ان تمام دعاؤں کے ذکر کا مقصد یہ بتانا ہے کہ ان تمام دعاؤں کی قبولیت کی وجہ یہ ہے کہ عند اللہ یہی قبلہ ہے۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ

اور کون ہے جو ملّت ابراہیمی سے رُوگردانی کرے سوائے اس کے جو خود ہی احمق ہو

وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾

اور ہم نے تو اسے دُنیا میں بزرگی دی تھی اور بیشک وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں سے ہوگا ○

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى

جب اسے اس کے رب نے کہا کہ فرمانبردار ہوجا تو کہا میں جہانوں کے پروردگار کا فرمانبردار ہوں ○ اور اسی بات کی

بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ

ابراہیم اور یعقوب نے بھی اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ اے میرے بیٹو بیشک اللہ نے تمہارے لئے یہ دین چن لیا

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ

سو تم ہرگز نہ مرنا مگر درانحالیکہ تم مسلمان ہو ○ کیا تم حاضر تھے جب

يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا

یعقوب کو موت آئی تب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے انہوں نے کہا

نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ

ہم آپ کے اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق کے معبُود کی عبادت کریں گے جو ایک معبُود ہے

وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ

اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں یہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی ان کے لئے ان کے اعمال ہیں

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَقَالُوْا

اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں اور تم سے نہیں پُوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے ○ اور کہتے ہیں کہ

كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا

یہودی یا نصرانی ہوجاؤ تاکہ ہدایت پاؤ کہہ دو بلکہ ہم تو ملّت ابراہیمی پر رہیں گے جو

كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ

موحد تھا اور مشرکوں میں سے نہیں تھا ○ کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہم پر اُتارا گیا اور جو

إِلٰٓى إِبْرٰهٖمَ وَإِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَآ

ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر اُتارا گیا اور جو

أُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ أُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ

موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور جو دُوسرے نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا ہم کسی ایک میں

أَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ فَإِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ

ان میں سے فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں ۝ پس اگر وہ بھی ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لائے ہو

فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ

تو وہ بھی ہدایت پا گئے اور اگر وہ نہ مانیں تو وہی ضد میں پڑے ہوئے ہیں سو تمہیں ان سے اللہ کافی ہے

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫

اور وہی سُننے والا جاننے والا ہے ۝ اللہ کا رنگ اللہ کے رنگ سے اور کس کا رنگ بہتر ہے

وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ أَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ

اور ہم تو اسی کی عبادت کرتے ہیں ۝ کہہ دو کیا تم ہم سے اللہ کی نسبت جھگڑا کرتے ہو حالانکہ وہی ہمارا اور تمہارا رب ہے

وَلَنَآ أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ أَمْ تَقُوْلُوْنَ إِنَّ

اور ہمارے لئے ہمارے عمل ہیں اور تمہارے لئے تمہارے عمل اور ہم تو خاص اسی کی عبادت کرتے ہیں ۝ یا تم کہتے ہو کہ

إِبْرٰهٖمَ وَإِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا أَوْ

ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اس کی اولاد یہودی یا

نَصٰرٰى ۗ قُلْ ءَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللّٰهُ ۗ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً

نصرانی تھے کہہ دو کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو گواہی چھپائے

عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ

جو اس کے پاس اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ بے خبر نہیں اس سے جو تم کرتے ہو ۝ وہ ایک جماعت تھی

خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا

جو گزر چکی ان کے لئے ان کے عمل ہیں اور تمہارے لئے تمہارے عمل ہیں اور تم سے ان کے اعمال کی نسبت

کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ ع
نہیں پوچھا جائے گا ○

افاداتِ محمود:

وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰھٖمَ یہاں سے یہود کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ یہ تمہارے مسلم بزرگوں کا مانا ہوا دین ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابراہیمؑ سے فرمایا کہ میری اطاعت اختیار کرو تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں نے رب العالمین کی اطاعت اختیار کی۔ پھر اسی بات کی وصیت اپنے بیٹوں کو بھی فرمائی کہ اے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے اس دین کو تمہارے لیے منتخب کر دیا ہے۔ لہٰذا مرتے دم تک اس پر قائم رہنا۔ پھر یہی وصیت حضرت یعقوبؑ نے بھی اپنے بیٹوں کو فرمائی۔

الحکمۃ علم وحکمت الگ الگ ہیں۔ بہت سے علماء اس سے عاری ہوتے ہیں۔

وَقَالُوْا کُوْنُوْا ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی یہاں سے ایک اور قباحت کا ذکر ہے کہ وہ غلط پروپیگنڈا کرتے ہیں۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ الخ یہاں سے یہود کو یہ تنبیہ کی گئی کہ ہم جب تمہارے مسلمہ بزرگوں کو مانتے ہیں ان کا احترام کرتے ہیں تو تم کیوں ہمارے شعائر اور بزرگوں کی مخالفت' بے حرمتی اور توہین کرتے ہو۔ اگر تم واقعی مسلمان ہونا چاہتے ہو تو ٹال مٹول' سوالات' شکوک وشبہات' شروط وقیودات سے بالاتر ہو کر سیدھے الفاظ میں ایما باللہ وبالانبیاء کلھم وبالکتب کلھا وبالاخرۃ وغیرہ پر ایمان لے آؤ۔

اب اے مسلمانو! اگر یہ لوگ (اہل کتاب) تمہاری طرح ایمان لے آئیں تو تم جیسے ہو جائیں گے اور اگر تمہاری طرح ایمان نہیں لے آئے تو پھر ان کی باتوں پر کان نہ دھرو اور اپنا کام جاری رکھو۔

الجزء الثاني

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ط

جب بے وقوف لوگ کہیں گے کہ کس چیز نے مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے پھیر دیا جس پر وہ تھے

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ط يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾

کہہ دو مشرق اور مغرب اللہ ہی کا ہے وہ جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے ○

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

اور اسی طرح ہم نے تمہیں برگزیدہ اُمت بنایا تاکہ تم اور لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر

عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ

گواہ ہو اور ہم نے وہ قبلہ نہیں بنایا تھا جس پر آپ پہلے تھے مگر اس لئے کہ ہم معلوم کریں اس کو جو رسول کی

مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ط وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى

پیروی کرتا ہے اس سے جو اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بیشک یہ بات بھاری ہے سوائے ان کے جنہیں اللہ نے

اللّٰهُ ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ قَدْ

ہدایت دی اور اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا بیشک اللہ لوگوں پر بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○ بیشک

نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ص فَوَلِّ وَجْهَكَ

ہم آپ کے منہ کا آسمان کی طرف پھرنا دیکھ رہے ہیں سو ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دینگے جسے آپ پسند کرتے ہیں

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ط وَاِنَّ

پس اب اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے اور جہاں کہیں تم ہوا کرو اپنے مونہوں کو اسی کی طرف پھیر لیا کرو اور بیشک

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ہے یقیناً جانتے ہیں کہ وہی حق ہے ان کے رب کی طرف سے اور اللہ اس سے بے خبر نہیں

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ج

جو وہ کر رہے ہیں ○ اور اگر آپ ان کے سامنے تمام دلیلیں لے آئیں جنہیں کتاب دی گئی تو بھی وہ آپ کے قبلے کو نہیں مانیں گے

وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ج وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ط وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ

اور نہ آپ ہی ان کے قبلہ کو ماننے والے ہیں اور نہ ان میں کوئی دُوسرے قبلہ کو ماننے والا ہے اور اگر آپ ان کی

اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٥﴾ اَلَّذِيْنَ
خواہشوں کی پیروی کریں گے بعد اس کے کہ آپ کے پاس علم آچکا تو بیشک آپ بھی تب ظالموں میں سے ہوں گے ○ وہ لوگ
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۭ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ
جنہیں ہم نے کتاب دی تھی وہ اسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بیشک کچھ لوگ ان میں سے
الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٤٦﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿١٤٧﴾
حق کو چھپاتے ہیں اور وہ جانتے ہیں ○ آپ کے رب کی طرف سے حق وہی ہے پس شک کرنے والوں میں سے نہ ہو ○

افاداتِ محمود:

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ اب یہاں سے تحویل قبلہ کے تحقیقی جوابات ہیں۔

تحویلِ قبلہ کا تفصیلی واقعہ:

بیت اللہ دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اوّل حضرت آدمؑ کے ذریعہ تعمیر شدہ پہلا گھر ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے حضرت نوح علیہ السلام کے دور تک یہی بیت اللہ نماز پڑھنے والوں کے لیے قبلہ رہا۔ جب حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان آیا اور ساری زمین غرق آب ہوگئی تو بیت اللہ کی چھت اور دیواروں کو آسمان کی طرف اُٹھایا گیا اور خالی پلاٹ پر پانی کھڑا ہو گیا۔ پھر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیلؑ نے بحکم خداوندی بیت اللہ کی دوبارہ تعمیر فرمائی اور یہی بیت اللہ قبلہ رہا۔ پھر جب حضرت سلیمانؑ نے بیت المقدس تعمیر فرمائی تو بیت المقدس ہی نماز پڑھنے والوں کے لیے قبلہ ٹھہرا اور یہ برابر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور تک قبلہ رہا۔ مکہ میں نماز پڑھنے والے بھی بیت اللہ ہی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو بحکم خداوندی آپؐ نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا شروع فرما دیا۔ شاید اس میں یہ حکمت ہو کہ مدینہ منورہ میں اور آس پاس قبائل یہود آباد تھے جو بیت المقدس کو قبلہ مانتے اور تسلیم کرتے تھے تا کہ وہ اسلام کی طرف راغب ہوں اور یہ نہ کہہ سکیں کہ مسلمان ہمارے مذہب اور دین کے خلاف ہیں۔ یہ سلسلہ تقریباً ۱۶/۱۷ ماہ جاری رہا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی فطری اور طبعی چاہت یہی تھی کہ مسلمانوں کا قبلہ وہی قبلہ ہو جو حضرت آدمؑ اور ابراہیمؑ کا قبلہ تھا۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت انتظار میں رہتے تھے کہ کب خداوند کریم کا حکم مجھ کو پہنچے اور میں بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنا شروع کر دوں جیسا کہ "قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ" سے صاف ظاہر ہے۔ لہٰذا آپ کی چاہت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دے دیا۔ اللہ تعالیٰ کی جو حکمت تھی اس واقعہ میں وہ بھی پوری ہوگئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت بھی پوری ہوگئی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ حضرات انبیاء علیہم السلام کی خوشنودیوں

اور چاہتوں کا خیال فرماتا ہے۔

تحویل قبلہ کے حکم کے یہود پر اثرات اور مسلمانوں کو اُن سے مستغنی رہنے کا حکم:

یہود باوجود اہل کتاب ہونے کے اس حکم سے جز بز ہوئے اور یہ حکم اُن کو ناگوار گزرا۔ کیونکہ ان کی توجہ دنیاوی مفادات اغراض ومقاصد پر مرکوز تھی۔ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ دین موسیٰ اور بیت المقدس کو قبلہ ماننے سے جو حشمت، جاہ وجلال ہمیں حاصل ہو رہے ہیں کعبہ کو قبلہ ماننے کی وجہ سے وہ سب کافور ہو جائیں گے۔ لہٰذا خوب شور مچایا پروپیگنڈہ کیا اور اسمان سروں پر اُٹھایا کہ اس مذہب کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے اور روز اس کے احکام بدلتے رہتے ہیں۔

اس پروپیگنڈے کی شدت سے مسلمان بھی متاثر نظر آنے لگے۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک میں بھی یہ خیال آیا کہ اگر مزید کچھ وقت تک ہم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تو اچھا ہوتا تا کہ اس پروپیگنڈہ و شور وغل سے محفوظ رہ جاتے۔

(۱) اس پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سخت تنبیہ فرمائی اور استقامت کا حکم دیا فرمایا کہ یہ تمہارے دشمن ہیں خیر خواہ نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کی باتوں میں نہ آنا اور نہ ان کی معاندانہ وحاسدانہ رائے کو استصواب رائے پر محمول کرنا۔

(۲) نیز فرمایا کہ یہود الگ مذہب ہیں۔ تمہارے اباؤ اجداد اور ہیں اور تمہیں اللہ تعالیٰ نے ایک معتدل مذہب اور معتدل رسول نصیب فرمایا ہے۔ تمہارے عقائد، اعمال، اخلاقیات، معاملات، تمدن اور معاشرت ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں معتدل بنایا ہے۔ لہٰذا تمہیں اُن کی اتباع کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ خیال دل سے نکال دو۔

(۳) اور فرمایا کہ میں نے یہ تحویل قبلے کا حکم آپ لوگوں اور آپ لوگوں کے رسول کی خوشنودی کے لیے بھیجا ہے کیونکہ آپ لوگ ہمیشہ اپنے رسول سے تحویل قبلہ کے لیے دعا کی درخواست کرتے تھے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر وقت اس حکم کے انتظار میں رہتے تھے اور آسمان کی طرف بار بار دیکھتے تھے۔ جیسا کہ نص قرآن سے معلوم ہوتا ہے۔

(۴) نیز فرمایا کہ یہود کو سخت جواب دو کہ مشرق ومغرب سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ زمین کی تمام اطراف اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں۔ عبادت ہر سمت کو ہو سکتی ہے لیکن جهة واحدة میں چونکہ ایک خاص شان ہے اس وجہ سے خاص کر خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ اختیار کلی اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ جس سمت کی پابندی کے لیے حکم دے دے تو بجا ہوگا اور کسی کو یہ اختیار نہیں ہے نہ ہی لب کشائی کی گنجائش ہے۔

ان آیات کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ مطمئن ہو گئے اور یہود مدینہ کے پروپیگنڈے سے خود بخود ختم ہو گئے۔ کیونکہ تھک گئے ہار گئے لیکن حکم الٰہی کو تبدیل نہ کر سکے کیونکہ تحویل قبلہ کا حکم اٹل اور قطعی تھا۔

حکمت تحویل قبلہ:

تحویل قبلہ کی حکمت کیا ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ بیت اللہ کو قبلہ نہیں بنایا، بلکہ یہ تمہاری پختگی کا امتحان تھا ہمیں اللہ کا حکم ماننا ہے۔ سمت چاہے کوئی بھی ہو۔

لا یضیع ایمانکم وقال البخاری ای صلوتکم یعنی جو نمازیں آپ لوگوں نے بیت المقدس کی طرف پڑھی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ضائع نہیں فرمائیں گے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ تو آپ کی مرضی کے مطابق ہم لازماً آپ کو پھیر دیں گے اسی قبلہ کی طرف جس کو آپ پسند کریں گے۔

فاینما تولوا فثم وجه الله ۔دعویٰ کیا جارہا ہے کہ تم جس طرف منہ پھیرو گے اسی سمت اللہ ہے تو پھر کعبہ کیوں خاص کر دیا۔ یہ تو تنگ نظری ہوئی؟

جواب یہ ہے کہ کیا اللہ نے حکم صلوٰۃ نہیں دیا۔ جب وہ دیا ہے تو فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ کا حکم بھی اسی نے دیا ہے۔ سمت قبلہ کا حکم نماز کے لیے ہے۔ عام دعا ہر حالت میں مانگی جا سکتی ہے۔ نماز میں تمام امت کو یکجا کرنے کے لیے سمت قبلہ کا تعین کر دیا۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ الخ الحق مبتدا اور من ربک خبر ہے یعنی حق وہی ہے جو تیرے پروردگار نے دیا۔ یا ہذا الحق ہے کہ تحویل قبلہ کا حکم حق ہے۔ پروردگار کی طرف سے یہ قطعی حکم ہے۔ مبتداء محذوف نکالیں اور الحق کو خبر بنا دیں۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ

اور ہر ایک کے لئے ایک طرف ہے جس طرف وہ منہ کرتا ہے پس تم نیکیوں کی طرف دوڑو تم جہاں کہیں بھی ہو گے تم سب کو اللہ سمیٹ کر

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ

لے آئے گا بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○ اور جہاں سے آپ نکلیں تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾

کیا کریں اور آپ کے رب کی طرف سے یہی حق بھی ہے اور اللہ تمہارے کام سے غافل نہیں ○

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ

اور آپ جہاں کہیں سے نکلیں تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کیا کریں اور تم جہاں کہیں ہو

فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

تو اپنا منہ اس کی طرف کیا کرو تاکہ لوگوں کو تم پر کوئی الزام نہ رہے مگر ان میں سے جو ہٹ دھرم ہیں

مِنْهُمْ ۚ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِىْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِىْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ كَمَآ

تو تم بھی ان سے نہ ڈرو اور ہم سے ڈرتے رہا کرو اور تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور تاکہ تم راہ پاؤ ○ جیسا کہ

اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ

ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب

وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ فَاذْكُرُوْنِىْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا

اور دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے ○ پس مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو

ع لِىْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾

اور ناشکری نہ کرو ○

افاداتِ محمود:

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا الخ

یہاں سے قبلہ پر استقامت کی تلقین کی جا رہی ہے اور اس ضمن میں اللہ کے ذکر کی تلقین بھی ہے۔ یہاں تزکیہ نفس کا بھی ذکر ہے۔

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا

اس ضمن میں امام بخاریؒ نے ایک واقعہ نقل فرمایا ہے۔ایک آدمی فوت ہو رہا تھا۔اس نے بیٹوں کو وصیت کی کہ میری موت کے بعد ہڈیوں کو جلا کر راکھ کر دو۔ پھر اس کو آدھی جنگل میں اڑا دو اور آدھی بہا دو۔اللہ نے فوراً اکٹھا کر کے پوچھا کہ یہ کیوں کہا؟ عرض کیا کہ تیرے خوف سے ایسا کیا۔میری کوئی خیر بھی نہیں تھی۔اس لیے میرے پکڑے جانے کا خطرہ تھا تو اس سے فرار حاصل کرنا چاہتا تھا۔اللہ نے یہ کہہ کر بخش دیا کہ تو تو اپنے رب پر ایمان رکھتا تھا۔

وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ الخ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنوسلمہ میں تعزیت کے لیے تشریف لے گئے تھے۔اتفاق سے وہاں ظہر کی نماز کا وقت ہوا۔آپؐ بیت المقدس کی طرف ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ دوران نماز تحویل قبلہ کا حکم آیا۔آپؐ نے دو رکعتیں بیت المقدس کی طرف پڑھائی تھیں اور بقیہ دو رکعتیں بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھائیں۔جس مسجد میں یہ واقعہ پیش آیا، وہ ''مسجد ذو قبلتین'' کے نام سے مشہور ہے۔مسجد نبوی میں حضورؐ نے پہلی نماز جو کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھائی تھی وہ اس دن کی عصر کی نماز تھی، لیکن قباء والوں کو ابھی تک معلوم نہ ہوا تھا۔وہ اگلے دن فجر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے تھے کہ ایک صحابیؓ کا وہاں سے گزر ہوا۔انہوں نے بتلایا کہ ہم نے اللہ کے رسول کے پیچھے کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی ہے، لہٰذا وہ لوگ نماز کے دوران ہی کعبہ کی طرف پھر گئے۔ چونکہ لوگوں کو بھی حکم خداوندی کا انتظار تھا، اس لیے لوگ وسط صلوٰۃ میں پھر گئے۔اس تفصیل سے تینوں روایتوں میں تطبیق بھی ہوگئی کہ تحویل کعبہ کا حکم ایک روایت میں ظہر دوسری میں عصر اور تیسری میں فجر کی نماز میں منقول ہے۔

ایک شخص کے کہنے پر لوگوں نے اپنا رخ کعبہ کی طرف کیونکر پھیرا؟ کیا خبر واحد حجت ہے؟:

الجواب: یہاں قرائن موجود تھے۔ پہلے ہی سے صحابہ کرامؓ میں تحویل قبلہ سے متعلق تذکرے ہوتے تھے۔ اس لیے صحابہ انتظار میں تھے۔ایسی صورت میں ایک شخص کا قول بھی حجت ہے اور خبر واحد مع القرائن قطعی ہے۔ جیسے روزہ قطعی فرض ہے اور ایک شخص کی اذان پر آپ افطار کر لیتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو بیشک

اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٣﴾ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ

اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ○ اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مرا ہوا نہ کہا کرو

بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿١٥٤﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ

بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے ○ اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں

وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا

اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو ○ وہ لوگ کہ

أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ

جب انہیں کوئی مُصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم تو اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ○ یہ لوگ ہیں

صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ إِنَّ الصَّفَا

جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں اور رحمت اور یہی ہدایت پانے والے ہیں ○ بیشک صفا

وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں پس جو کعبہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان کے درمیان

أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ

طواف کرے اور جو کوئی اپنی خوشی سے نیکی کرے تو بیشک اللہ قدر دان جاننے والا ہے ○ بیشک جو لوگ ان

يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي

کھلی کھلی باتوں اور ہدایت کو کہ جسے ہم نے نازل کر دیا ہے اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لئے کتاب میں

الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا

بیان کر دیا یہی لوگ ہیں کہ ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں ○ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور

وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾

اصلاح کر لی اور ظاہر کر دیا پس یہی لوگ ہیں کہ میں ان کی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہوں ○

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ
بیشک جنہوں نے انکار کیا اور انکار ہی کی حالت میں مر بھی گئے تو ان پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں
وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا
اور سب لوگوں کی بھی ○ وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ وہ
هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۳﴾
مہلت دیئے جائیں گے ○ اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

افاداتِ محمود:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ الخ

اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ذکر کا حکم دیا۔ فاذکرونی اور شکر کا حکم ہے کہ میرے احسانات لاتعدولاتحصی ہیں۔ اس لیے تم میرا شکر ادا کرو اور کفران نعمت مت کرو۔ یہ بڑی مشکل بات ہے۔ اللہ کے احسانات کا شکر ادا کرنا کفران نعمت سے بالکلیہ اجتناب کرنا ہے۔ ذکر کرنے کا ایک طریقہ بتلاتے ہیں کہ آپ اس طریقہ سے سب کچھ کر سکتے ہیں کہ صبر وصلواۃ سے مدد اور کفران نعمت سے اجتناب اختیار کریں۔

الصبر ،الصوم:

بعض نے صبر سے مراد صوم لیا ہے کہ روزہ رکھو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ روزہ رکھنا معاون ہوتا ہے۔ عبادات میں دنیا کے علائق سے یک طرفہ ہو کر ایک انسان خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، مگر یہ صوم تو خود ذکر بھی ہے اور شکر بھی۔ جس شخص کے دل میں خدا سے تعلق نہیں ہوتا۔ وہ روزہ نہیں رکھ سکتا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''الصوم لی وانا اجزی '' یہ حدیث قدسی ہے۔ باقی اعمال کا بدلہ اللہ کی طرف سے فرشتہ یا دوسرے کارندے دیتے ہیں، لیکن صوم کا بدلہ میں خود دوں گا۔ ایک روایت میں منقول ہے وانا اجزی بہ کہ میں خود بدلہ ہوں گا۔ صوم صرف اللہ کے لیے ہے، اس لیے اس میں ریا کی گنجائش نہیں۔ اگر آدمی روزہ دار ہو تو خلوت میں بھی نہیں کھائے گا۔ غسل خانہ میں بھی پانی نہیں پیئے گا۔ اگر ریا مقصود ہوتی، دکھاوا مقصود ہوتا تو یہ بڑا آسان ہے کہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو کر کھاتے پیتے۔

چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

اس لیے روزہ میں ریاء کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ روزہ جس میں انقطاع من متاع الدنیا ورجوع الی اللہ ہے، تو یہ معاون ذکر اور شکر ہے۔ روزہ کی حالت میں روزہ دار خلق اور دنیا کی اشیا سے کٹ جاتا ہے اور اللہ سے

مقرب ہو جاتا ہے۔اس لیے روزہ دار عموماً شکر میں اور ذکر میں کثرت کرتا ہے۔روزہ کا یہ اعجاز آج بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

الصَّلٰوۃِ ایک آدمی پانچ وقت کھڑے ہو کر الحمد للہ رب العالمین الخ پڑھتا ہے تو حمد شکر ہی تو ہے۔اس نے رب العالمین کا اقرار کیا اور اس کی حمد کی۔صلواۃ عبادت بھی ہے شکر بھی ہے اور کفر سے اجتناب بھی ہے۔

الصّٰبِرِیْنَ استقامت کیساتھ دین کے احکام پر عمل کرے۔یہود کے تمام پروپیگنڈے چھوڑ کر دین کے احکام کی پابندی کرے تو ایسا کرنے والے یہ سب صابرین ہیں۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ الخ

اللہ تعالیٰ یہاں صبر کے اعلیٰ درجہ کی مثال دینا چاہتے ہیں۔اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے صابرین کی اعلیٰ مثال ہیں۔پہلے صبر کا حکم دیا۔یہاں صابرین کی مثال ہے۔

اَمْوَاتٌ ای ھُمْ اَمْوَاتٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

یعنی آپ اس کی حیات کا شعور نہیں رکھتے۔یعنی برزخی حیات کو حواس خمسہ سے نہیں جان سکتے۔ وہ حیات عالم برزخ سے متعلق ہے اور تم اس عالم میں ہو۔تم پر یہ حالات منکشف نہیں ہوتے۔ورنہ آپ عذاب قبر کا انکار نہ کرتے۔آپ کا اس عالم سے کوئی تعلق نہیں ہے، البتہ عالم رؤیا ایک اور عالم ہے کہ ایک آدمی آپ کے ساتھ سویا ہوا ہے، لیکن وہ اپنے آپ کو اڑتا ہوا دیکھتا ہے۔مشاعر (جمع شعور) کا تعلق اس عالم تک محدود ہے۔عدم شعور کو عدم حیات کیسے کہہ سکتے ہیں جو لوگ عدم شعور سے عدم حیات پر استدلال کرتے ہیں، اللہ نے ان کی تردید فرمائی ہے۔فرمایا کہ اس میں بحث نہ کرو کہ حیات شہداء کیسی ہے اور کیسی نہیں ہے۔ جب صریح نہی ہے کہ انہیں اموات نہ کہو تو ہم اموات نہیں کہیں گے اور بس۔دوسری آیت میں ہے:

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ ہ

یہاں گمان سے بھی منع فرما دیا۔جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو ہمیں **فلا نقول باللسان ولا نجعلهم امواتا** ۔ اس لیے آپ سے کوئی بحث کرے کہ یہ حیات کیسی ہے، کیسی نہیں تو کہہ دو کہ ہمیں اتنا ہی حکم ہے، لیکن اموات کا قائل ہونا یہ صراحتہً حرام ہے۔اب لوگ کہتے ہیں انبیاء مر گئے، مر گئے، مر گئے۔(نعوذ باللہ) یہ تعبیر کا فرق ہے۔جواب میں کہو کہ تمہارا باپ مر گیا، مر گیا، مر گیا، لیکن ادب کا تقاضا یہ ہے یوں کہا جائے تمہارے باپ کا وصال، انتقال ہوا ہے۔میں ایک دن مدینہ میں روضہ اقدس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی اشارہ کر کے کہہ رہا تھا:

انک میت وانھم میتون ہ

ایک آدمی نے جو پاکستانی تھا، کہا کہ خدا کے بندے ٹھیک ہے کہ قرآن کی آیت پڑھتے ہوئے ہم بھی موت کے قائل ہیں، لیکن اس طرح توہین کے ساتھ اگر وہ میت ہیں تو پھر یہ قول کس کو سنا رہے ہو۔ یہ لوگ توحید کے ساتھ بے ادبی کو لازم کیے ہوئے ہیں۔ انہیں معلوم ہی نہیں کہ انبیاء کا مقام کیا ہے۔ یہ مقام رسالت سے بے خبر ہو کر اس قدر گستاخانہ لہجہ میں باتیں کرتے ہیں۔ اصل میں یہ لوگ اعتدال کو چھوڑ کر افراط و تفریط کرتے ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خطبہ پیش کرتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا، جس نے کہا کہ آپؐ وفات پا گئے ہیں تو گردن اڑا دوں گا۔ ان کی یہ بات سیاسی تھی۔ صدیق اکبر ابھی آئے نہیں تھے اور ان کے ذہن میں وہ خلافت کے لیے متعین تھے۔ فرمایا کہ پروپیگنڈا نہ کرو، ورنہ انتخاب ہو جائے گا۔ اس واقع کو یہ لوگ سمجھے ہی نہیں۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو عمر فاروقؓ ہٹ گئے اور صدیق اکبرؓ نے فرمایا:

من كان يعبد محمداً فان محمداً قدمات ومن كان يعبد الله فانه حي لا يموت○

الغرض موت کا اقرار کرنا ہمارا عقیدہ ہے اور برزخی حیات میں مسئلہ ہے اور وہ آپ کو معلوم ہے کہ قتل ایک نوع کی موت ہے۔ **القتل نوع من الموت** تو شہید پر موت تو آ گئی۔ ای بطریق الخاص، ورنہ بغیر موت کے قتل نہیں، جرح یعنی زخم ہے، بلکہ قبض روح کے بعد قتل کہتے ہیں۔ قتل فی سبیل اللہ کہنا ہی موت کا اقرار ہے۔ اس لیے مراد حیات برزخی ہے یہ حیات کیسی ہے، کیسی نہیں ہے، یہ تحقیقات علمیہ ہیں۔ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے جو علمی تحقیقات پیش فرمائی ہیں ان کی تفصیل کے لیے وقت چاہیے۔

ادراک من لوازم الحیات ہے:

الشيئى اذا ثبت ثبت بلوازمه ○

یعنی کوئی چیز جب وجود پاتی ہے تو اپنے جملہ لوازم کے ساتھ وجود پاتی ہے۔

ایک جسد بلا سمع و بصر و شعور تو حیات نہیں ہے، کیونکہ اسے ادراک نہیں ہے۔ بہر حال یہ لوگ عجیب باتیں کرتے ہیں۔ اللہ انہیں سمجھ عطاء فرمائے۔

انا لله و انا اليه راجعون ○

امام شافعی سے منقول ہے کہ خوف سے مراد اللہ کا خوف ہے اور جوع سے مراد صوم رمضان اور نقص من الاموال سے مراد زکواۃ ہے۔

نقص من الانفس سے مراد امراض ہیں اور ثمرات سے مراد ثمرات الاولاد ہیں کہ تمہاری اولاد بھی کم ہوگی یعنی کچھ مر جائیں گے۔ یہاں ثمرات سے مراد اولاد ہیں۔

ایک حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا مات ولد العبد قال الله تعالى لملئكته اقبضتم ولد عبدى فيقولون نعم فيقول

اقبضتم ثمرة فوادهٖ فيقولون نعم فيقول الله ماذا قال عبدی فيقولون حمدک و استرجع الاسترجاع ان يقول انا لله وانا اليه راجعون فيقول الله ابنو لعبدی بيتا فی الجنة و سموه بيت الحمد٥(الترغیب والترھیب)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ثمرہ کی تفسیر ولد کے ساتھ صحیح ہے کیونکہ اس میں استبعاد تھا۔ لیکن امام شافعی نے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابیؓ یا تابعی سے کوئی روایت پیش نہیں کی۔ یہ تفسیر خود ان کی ہے۔ بہرحال اس سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔

وَالْخَوْفِ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ یعنی مستقبل میں یہ آزمائشیں آئیں گی اور اللہ کے خوف کے تو ہم پہلے ہی مکلّف ہیں کہ ہر مومن کے دل میں خوف ہے۔ جبکہ خطاب يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے ہے اور قلب مومن تو پہلے ہی اللہ کے خوف سے معمور ہے۔ پھر مستقبل میں کیا خوف ہے۔ یہ بات مناسب معلوم نہیں ہوتی؟

یہاں خوف سے مراد خوف الکفار اور خوف الاعداء ہے۔ آپ اس خوف میں مبتلا ہو جائیں گے، جیسے مشرکین مکہ نے گھیراؤ کیا تھا، پھر خندق کھودا گیا۔ اس لیے کہ خوف تھا۔ یہاں خوف الاعداد مراد ہے۔ خوف المحاربین والاعداء مراد ہے اور یہ ایک نئی آزمائش ہوگی۔

جوع سے مراد اگر صوم رمضان ہے تو صوم رمضان کو جوع کہنا صحیح نہیں کہ یہ تو عبادت ہے۔ اس کو بھی جوع سے تعبیر کرنا، یہ بات بھی کچھ دل کو لگتی نہیں ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ قحط سالی میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ جہاد میں ممکن ہے کہ آپ کو کچھ نہ ملے۔ جیسے کہ حدیث میں ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ غزوہ سیف البحر میں تشریف لے گئے اور سمندر کے کنارے کچھ نہ تھا۔ اونٹوں کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو پھر سوچ کر وہ بھی ذبح نہ کیے۔ جن لوگوں کے پاس کچھ چیزیں تھیں، جن میں کھجور زیادہ تھی ان سب کو جمع کیا اور روزانہ تقسیم کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دانہ فی کس حصے میں آتا تھا۔ راوی سے پوچھا گیا کہ ماتغنی الجوع؟ یعنی ایک دانہ سے بھوک کیسے ختم ہو سکتی تھی؟ فرمایا بھائی جب ایک بھی نہیں رہی تو پھر ایک کی طاقت معلوم ہوئی۔ پھر اللہ نے ان کے لیے سمندر سے پہاڑ کی طرح بڑی مچھلی نکالی تو پانی ہٹ گیا اور وہ وہاں پھنس گئی۔ انہوں نے خوب کھایا، سب سیر ہو گئے۔ ایک آنکھ کے خول کی گہرائی میں چھ آدمی بیٹھ گئے اور گھڑوں سے چربی نکالتے تھے اور جب پسلیوں کو کھڑا کیا تو ایک اونٹ سوار شخص اس کے نیچے سے گزر گیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ غزوات میں بعض دفعہ درخت کے پتے اور چھال کھائے، حتیٰ کہ منہ کے کنارے زخمی ہو گئے۔

تقترحت اشد اقنا کنا نبعر بعراً و فی رواية کنا نضع کما تضع الشاء و البعير

ہمارے منہ کے دونوں جانب زخمی ہو جاتے تھے اور سخت چیزیں کھانے کی وجہ سے ہم اونٹوں اور بکریوں کی مانند مینگنیاں کرتے تھے۔

ایسے ایسے واقعات صحابہ پر آئے اگر یہی مراد لیا جائے تو اچھا ہے۔ یہاں جوع سے مراد روزہ جیسی عبادت مراد لینا مناسب نہیں۔

وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ سے مراد زکوٰۃ نہیں ہے۔ کیونکہ زکواۃ سے مال بڑھتا ہے۔ لفظ زکوٰۃ دال علی معنی النماء او معنی التطهیر فاذا كانت الزكوة بمعنى النماء ہے تو اسے نقص اموال سے تعبیر کیوں کیا گیا؟ حالانکہ حدیث میں ہے:

ویر بی الصدقات کما یربی احدکم فلوہ ٥ یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے دیے ہوئے صدقہ کی ایسی پرورش ہوتی ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے جانور کے چھوٹے بچے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ کھجور کا ایک دانہ اُحد کے پہاڑ سے بڑھ جاتا ہے۔

سعدی نے کہا ہے کہ

زکوٰۃ مال مدہ کرو کہ فضلہ عزرا چوں باغبان نبرند تو بیشیت دید انگور

چنانچہ حدیث میں انما هي اوساخ الناس کہا گیا ہے کہ لوگوں کے مال کا میل کچیل ہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو اپنے خاندان کو زکواۃ کا مال لینے سے منع فرما دیا۔

حضرت حسن نے صدقے کی کھجور منہ میں ڈالی تو فرمایا کخ کخ کہ صدقہ ہونے کی وجہ سے یہ منہ سے نکال دو۔

''نقص من الاموال'' کا معنی یہ ہے کہ تمہارے پاس مال نہ ہوگا، جیسا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ گھر میں دو دو ماہ تک آگ نہیں جلتی تھی۔

''نقص انفس'' سے مراد امراض ہو سکتے ہیں اور نقص ثمرات سے مراد یہ ہے کہ باغات اُجڑ جائیں۔

اس سے اگر اولاد مراد نہ لی جائے اور مراد الثمرۃ بالعموم ہوں تو بھی مراد اولاد ہو سکتی ہے۔ اس لیے اسے اولاد کے ساتھ مختص نہ کیا جائے۔ حرم کے بارے میں ہے یجبی الیہ ثمرات کل شئی کہ وہاں ہر چیز ہے، لیکن باغ گھاس نہیں صرف ایک تربوز مکہ کا اپنا ہے۔ ایک بہت بڑا عالم تھا اس نے کہا کہ ثمرات کل شئ حتی ثمرات الانسان۔ اس لیے اسے عمومی معنی میں لیا جائے تو مناسب ہے۔

یہاں میرا مقصد یہ نہیں کہ میں امام شافعیؒ کی تفسیر کو غلط قرار دے دوں۔ چونکہ یہ تفسیر منقول من الصحابہ نہیں ہے، اس لیے مؤدبانہ اختلاف کر رہا ہوں اور آپ جانتے ہیں کہ باادب اختلاف کرنے کی گنجائش ہے۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ الخ پہلے تحویل قبلہ کا ذکر تھا اور اس کے آخر میں ہے ولا تم نعمتي عليكم کہ صحیح قبلہ ابراہیمی ہے۔ اگرچہ مصلحتاً چند ماہ کے لیے بیت المقدس کو قبلہ بنایا گیا تھا تو

صرف نماز پڑھنے کا ذکر نہیں، بلکہ تکمیل یہ ہے کہ حج وعمرہ بھی وہاں ادا کرو۔ صلوٰۃ بھی بہت بڑی عبادت ہے اور حج وعمرہ بھی بڑی عبادتیں ہیں، اس لیے تکمیل کے طور پر اس کا ذکر شروع کر دیا۔

حقیقت صفاء ومروہ...... اس میں تیز دوڑنا اور سعی کرنا یہ صابرین کی جماعت کی خصلت ہے۔ حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ماں بیٹا کیسے صبر کے ساتھ پہاڑوں میں رہے۔ جہاں پرندہ بھی نہیں تھا۔ پرندہ وہاں جاتا ہے جہاں پانی ہو۔ وہ وادی غیر ذی زرع تھی۔ وہاں پانی بالکل نہ تھا۔ صرف صبر واستقامت ہی اس بیگانگی کے ساتھی تھے۔ الجوع شامل للعطش یعنی بھوک پیاس برداشت کرتے ہوئے ماں پہاڑی پر چڑھیں۔ وہاں سے کعبہ نظر آ رہا تھا۔ پھر جب وادی میں آتی تھیں تو وہاں سے بھاگی کہ کعبہ نظر نہ آ رہا تھا۔ اس لیے سات مرتبہ بھاگیں۔ یہ صابرین کا مسئلہ ہے۔ پھر عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ الخ اس طرح ہوا کہ بچے کی ایڑیاں مارنے کی جگہ سے پانی نکلا۔ حضرت ہاجرہؓ نے ایک بند باندھ لیا۔ آج بھی اس چشمے کا پانی بہت زیادہ ہے جو ختم نہیں ہوتا۔ بہر حال صفا ومروہ کا تذکرہ مضمون سابق کی تکمیل ہے۔ یہ صابرین کے ساتھ متعلق ہے کہ دیکھو ان پر کیسی رحمتیں ہوتی ہیں۔

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ الخ

لا جناح علیہ پر شبہ اور اس کا جواب:

اشکال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تعبیر عجیب ہے کہ ایک آدمی طواف صفا ومروہ کرے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر نہ کرے تو ترک اولیٰ ہونا نظر آتا ہے۔ یہ کیسی تعبیر فرمائی جبکہ سعی بین الصفاء والمروۃ واجب ہے۔ چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ جہاں لا بأس یہ کہا جائے تو اس کا ترک افضل ہے اور جبکہ یہاں صفا مروہ کے طواف کے ترک پر دم لازم آتا ہے یعنی صفا مروہ کا طواف ترک کرنے پر قربانی بطور کفارہ دینی پڑتی ہے۔

جواب یہ ہے کہ اصل میں یہاں پر ایک واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ صفا پر بھی اور مروہ پر بھی ایک ایک بت رکھا ہوا تھا جو بت صفا پر تھا اس کا نام اصاف تھا اور جو مروہ پر تھا اس کا نام نائلہ تھا۔ یہ عورت تھی۔ مشرکین ان دونوں کی پوجا کرتے تھے اور طواف وسعی کرتے تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ ان دونوں نے کعبہ میں زنا کیا تو اللہ نے انھیں پتھر بنا دیا۔ گویا انہیں مسخ کر دیا گیا۔ یہ پتھر بن گئے تو عبرتاً لوگوں نے انھیں صفا ومروہ پر رکھ دیا تاکہ حرم میں گناہ کرنے والوں کو عبرت ہو جائے۔ ایک زمانہ گزرنے کے بعد لوگوں نے ان کی عبادت شروع کر دی۔ کسی جگہ آپ کتے کو دفن کر دیں اور قبر پر جھنڈیاں وغیرہ لگا دیں تو لوگ پوجنا شرع کر دیں گے۔ قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہہ دو کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے کتا دفن کیا ہے تو لوگ کہتے ہیں یہ کوئی اور جگہ ہے۔ اس طرح مشرکین مکہ یہاں پوجا پاٹ کرنے لگے۔ اہل مدینہ کی عادت تھی کہ وہ صفا ومروہ کی سعی نہ کرتے تھے۔ یہی ان دونوں میں امتیاز تھا۔ جب اسلام آیا تو

مسلمانوں نے اس سے پرہیز کیا کہ یہاں بت پڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہرج محسوس کیا کہ یہ تو بت پرستی کا حصہ ہے۔ گویا انصار ومہاجرین کا اتفاق تھا کہ صفا ومروہ کی سعی نہ کرنی چاہیے۔ اللہ نے ان کے اس خیال کی تردید فرمائی کہ صفا ومروہ ان صابرین کی یادگار ہے۔ اس لیے یہاں سعی سے گناہ نہیں ہے۔ لا جناح ولا اثم و لا بأس یعنی کوئی گناہ نہیں اور پھر بتوں کو ہٹا دیا اور پھر شعائر اللہ کی سعی جاری ہوئی۔ اس لیے یہ پیرایہء بیان اختیار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہرج نہیں ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ سے منسوب قرأت شاذ ہے کہ ان لا یطوف بھما ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے نزدیک سعی مسنون ہے واجب نہیں۔

لیکن یہاں متواتر قرأت کو ہی ترجیح حاصل ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا الخ

کتمان حق کی قسمیں:

تورات میں بھی تحویل قبلہ کا ذکر تھا، لیکن انہوں نے حق پوشی کی۔ حضرت سعد بن معاذ نے مسلمان ہونے کے بعد بتلائی کہ یہ حضرت ابراہیمؑ کا قبلہ ہے۔ یہ آپ کا اور آپ کی اُمت کا قبلہ رہے گا مگر یہود نے اس آیت کو چھپا کے رکھا۔ تو اللہ کریم ان پر لعنت کرتے ہیں۔

یہود کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ ہیں کہ موت سے پہلے توبہ کرلیں۔ توبہ قبل الغرغرہ قبول ہے۔ ایک وہ ہیں کہ مرگئے اور توبہ نہ کی۔ بعد الموت توبہ قبول نہیں ہے۔ اگر وہ زندگی میں اصلاح کرلیں جیسے عبداللہ بن سلامؓ نے مسلمان ہوکر تورات کی صحیح باتیں بتلائیں تو فرمایا کہ میں ان کی توبہ قبول کروں گا۔

وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٦١﴾

اس لیے کہ اس عالم میں جب گناہ زیادہ ہوجاتے ہیں تو پھر قحط آتا ہے۔ قحط کے لیے صلوٰۃ استسقاء ہے کہ رجوع الی اللہ ہے، زلزلے، سیلاب، مصیبتیں تب آتی ہیں جب گناہوں کا غلبہ ہوتا ہے۔ جن لوگوں کی وجہ سے وباء آئی، مصیبت آئی، قحط آئے تو متاثرین ان پر لعنت کریں گے۔ دیہاتی، حیوانات، جن، فرشتے تمام مخلوقات ان پر لعنت بھیجتی ہے۔ اس لیے لعنت کو عام کردیا۔

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿١٦٢﴾

ینظرون باب افعال سے مضارع مجہول ہے۔ انظر ینظر انظارا تو ان کو مہلت نہیں دی جائے گی۔ جیسا کہ ایک اور جگہ ارشاد ہے:

فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ط (بقرہ ۲۸۰)

یعنی (تنگدست کو) مہلت دینی ہے فراخی تک

یا ثلاثی مجرد ہے نصر ینصر سے۔ معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر کرم سے محروم رہیں گے۔
یعنی ان کو رحمت کی نظر سے نہیں دیکھا جائے گا۔
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ یہاں بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ مرتد طریقت بہت برا ہے مرتد شریعت سے۔ یہ من گھڑت مسئلے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ کو چھوڑ کر کہاں جاؤ گے۔ طریقت شریعت کے متوازی نہیں ہے۔ یہ تو شریعت کو خلوصِ دل سے اپنانے کا نام ہے۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ

بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلنے میں

الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ

اور جہازوں میں جو دریا میں لوگوں کی نفع دینے والی چیزیں لے کر چلتے ہیں اور اس پانی میں جسے اللہ نے آسمان سے نازل کیا ہے

مَّآءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِيفِ

پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اور اس میں ہر قسم کے چلنے والے جانور پھیلاتا ہے اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادل

الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

میں جو آسمان اور زمین کے درمیان حکم کا تابع ہے البتہ عقلمندوں کے لئے

يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ

نشانیاں ہیں ۝ اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں جن سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی کہ

كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا إِذْ

اللہ سے رکھنی چاہیئے اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور کاش دیکھتے وہ لوگ جو ظالم ہیں جب عذاب

يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّأَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ إِذْ

دیکھیں گے کہ سب قوت اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ۝ جب وہ

تَبَرَّأَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ

لوگ بیزار ہو جائینگے جن کی پیروی کی گئی تھی ان لوگوں سے جنہوں نے پیروی کی تھی اور وہ عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے

بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا

تعلّقات ٹوٹ جائیں گے ۝ اور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے پیروی کی تھی کاش ہمیں دوبارہ جانا ہوتا تو ہم بھی ان سے بیزار

تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ

ہو جاتے جیسے یہ ہم سے بیزار ہوئے ہیں اسی طرح اللہ انہیں ان کے اعمال حسرت دلانے کے لئے دکھائے گا اور وہ دوزخ سے

مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ ع

نکلنے والے نہیں ۝

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الخ

اس سے پہلے رکوع کے آخر میں اللہ کی وحدانیت کا ذکر ہے۔ اس رکوع میں اس پر استدلال کیا ہے یعنی دلیل مدعٰی رکوع اول ہے۔

غور کیجیے متعدد خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔ مشرکین کہتے ہیں کہ یہ بت، باری کا بخار توڑتا ہے۔ کوئی بت بچے دینے میں ماہر بتایا جاتا ہے۔ کوئی شادی کراتا ہے۔ کوئی ریاح کے لیے مفید ہے۔ کوئی دردسر کے لیے مفید ہے۔ انہوں نے مختلف کام تقسیم کر دیئے ہیں کہ ایک خدا یہ تمام کام کیسے کر سکتا ہے؟ یہاں ان کی دلیل کا جواب ہے، لیکن مشرکین صرف انسانوں کے کام بتوں سے متعلق کرتے ہیں۔ باقی عالم کے کام اللہ سے متعلق کر دیتے ہیں۔

الفلک یہ ایسا لفظ ہے کہ جمع بھی ہے اور مفرد بھی ہے تو مراد یہاں جمع ہے۔

کحب اللہ

یعنی اشارہ کر دیا کہ اللہ کا مثل ماننا زبان کی حد تک نہیں ہے، بلکہ محبت قلبی بھی اس سے متعلق ہے مسلمانوں کی محبت خالصۃً اللہ کے لیے ہے، مگر یہ اللہ کے ساتھ ساتھ ویسی ہی محبت بتوں سے کرتے ہیں۔ یہاں ڈپٹی نذیر احمد نے آیت کا ترجمہ کرنے میں غلطی کی ہے۔ اس کے بعد بہت سوں نے اس کی تقلید میں غلط ترجمہ کیا ہے۔ درست ترجمہ وہی ہے جو موضح قرآن میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ نے کیا ہے اور ہمارے اکابر نے اسی ترجمے کو اختیار کیا ہے۔

فرق بین محبۃ المشرکین و محبۃ المومنین:

مومنوں اور مشرکوں کی محبت میں فرق یہ ہے کہ مومنین کی محبت اللہ سے خالص ہے۔ ان کے برعکس مشرکین کی محبت مستقل یا لازوال نہیں ہے۔ لازوال محبت کو ترجیح حاصل ہے کہ مومن آخرت میں بھی ابدالآباد تک اللہ سے محبت کرتے رہیں گے تو مومن کی محبت باللہ ابدی وازلی ہے اور ان کی عارضی ہے۔ یہ یہاں بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اگر مصیبت آ جائے، گھبراہٹ آ جائے تو بھاگ جاتے ہیں۔ اگر ایک مقصد حاصل نہیں ہوتا تو پھر چھوڑ دیتے ہیں۔ دنیا کی محبت بھی ایسی ہی ہے۔

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ الخ ان دو آیتوں میں قیامت کے دن ان کے بتوں کا ان کی شفاعت اور عبادت سے انکار و بیزاری اور پھر یاس وحسرت سے ان کفار کا عزم لاحاصل کہ اگر ہمیں دنیا میں بھیجا گیا تو ہم بھی ان سے اسی طرح بیزاری اور نفرت کریں گے۔

حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ ؕ الخ

اعمال صالحہ بغیر الایمان ضبط ہو جاتے ہیں۔ اس لیے مشرکین کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔

يَآأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوا

اے لوگو ان چیزوں میں سے کھاؤ جو زمین میں حلال پاکیزہ ہیں اور شیطان کے قدموں

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ إِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ

کی پیروی نہ کرو بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے ○ وہ تو تمہیں برائی اور بے حیائی ہی

وَالْفَحْشَآءِ وَأَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا

کا حکم دے گا اور یہ کہ اللہ کے ذمے تم وہ باتیں لگاؤ جنہیں تم نہیں جانتے ○ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کرو جو

مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ

اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا

لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ

کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھی راہ پائی ہو ○ اور ان کی مثال جو کافر ہیں اس شخص کی سی ہے جو اس چیز کو

يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ۗ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا

پکارتا ہے جو سوائے پکار اور آواز کے نہیں سنتی وہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس وہ

يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا

نہیں سمجھتے ○ اے ایمان والو پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی اور اللہ کا شکر کرو

لِلّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ

اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو ○ سوائے اس کے نہیں کہ تم پر مردار اور خون اور سور کا

وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا

گوشت اور اس چیز کو کہ اللہ کے سوا اور کے نام سے پکاری گئی ہو حرام کیا ہے پس جو لاچار ہو جائے نہ سرکشی کرنے والا ہو اور نہ

عَادٍ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ

حد سے بڑھنے والا تو اس پر کوئی گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ○ بیشک جو لوگ اللہ کی نازل کی

مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ أُولٰٓئِكَ مَا يَأْكُلُوْنَ

ہوئی کتاب کو چھپاتے اور اس کے بدلہ میں تھوڑا سا مول لیتے ہیں یہ لوگ اپنے پیٹوں میں نہیں کھاتے مگر

فِىْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۖۚ
آگ اور اللہ ان سے قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ
اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ○ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو بدلے ہدایت کے خریدا اور عذاب کو
بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ
بدلے بخشش کے پس دوزخ کی آگ پر ان کا کتنا بڑا صبر ہے ○ یہ اس لئے کہ اللہ نے کتاب سچائی کے ساتھ اُتاری
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ ع
اور بیشک جنہوں نے کتاب میں اختلاف کیا البتہ ضد میں بہت دُور جا پڑے ○

افاداتِ محمود:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ الخ

یہ مشرکین، جنہوں نے بت بنائے تھے، یہ قبروں اور بتوں پر جانوروں کے چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ ان کے نام پر جانور چھوڑ دیتے تھے۔ انہیں ہاتھ لگانا حرام سمجھتے تھے۔ کوئی مارتا یا بھگاتا نہیں تھا۔ چاہے یہ کچھ بھی خراب کرے۔ یہ سانڈ بڑے بڑے موٹے ہو جاتے تھے۔ یہ لوگ انھیں کھاتے نہیں تھے۔ گویا انہوں نے اللہ کے حلال کردہ کو حرام کر دیا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ یہاں سے تحریم حلال پر گرفت فرما رہے ہیں کہ جانوروں کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا یا نامزد کرنا یہ شیطانی عمل ہے اس سے باز آ جاؤ۔

حلالاً طیباً در اصل اشیاء میں حلت اصلی ہے یعنی کوئی شے اُس وقت تک حلال ہے جب تک کہ کوئی حکم شرعی اُسے حرام نہ کر دے۔ پھر جو اللہ نے حرام کر دیا ہے وہ حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ مشرکین سے فرماتا ہے اِدھر تو صریح حرام کھاتے ہو اور پھر حلال کو حرام قرار دیتے ہو۔

اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ

یہاں سے یہ بتلایا کہ تم اقوال و نصوص شریعہ میں تحریف نہ کرو۔

عالم کی تقلید جائز ہے جاہل کی نہیں:

اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا یہ ان لوگوں کی ایک دلیل ہے کہ ہمارے باپ دادا نے سکھایا ہے۔ یہ درست ہے کہ بزرگوں کو مانو، لیکن وہ عالم ہیں تو تقلید کرو صرف باپ دادا ہونے کی بنا پر ان کی تقلید نہ کرو۔ اب ہم آئمہ کی تقلید کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ان آئمہ کی علم کی بنیاد پر تقلید کرتے ہیں۔ صرف باپ دادا ہونے یا پرانے بزرگ ہونے کی وجہ سے تقلید نہیں کرتے۔ کیونکہ حکم خداوندی ہے:

فَسْئَلُوْآ اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝ (الانبیاء/۷) ہم اسی حکم خداوندی کی بنیاد پر تقلید کرتے ہیں۔

وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ

اگر چہ کان ہیں لیکن حق بات نہیں سنتے۔ یہ تو بہرے ہیں اندھے ہیں۔ اس طرح پھر **لا یعقلون** کہا کہ جب حواس خمسہ نہ رہے تو عقل بھی نہ رہی۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ الخ آگے محرمات کا ذکر ہے۔

الْمَيْتَةَ وہ مردار جانور جس کے حلال ہونے کے لیے از روئے شرع ذبح ضروری ہو۔ جو بغیر ذبح کے مر جائے یا ذبح کر دیا جائے لیکن شرعی طریق کے علاوہ ہو، یا گلا گھونٹ دیا جائے، یا ذبح کر لیا جائے لیکن اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر دیا جائے، یا درندہ پھاڑ دے۔ صرف دو میتے مستثنیٰ ہیں۔

احلت لنا المیتتان السمک والجرادة اس کے حلال ہونے کی وجہ یہ ہے۔ علت ذبح دم مسفوح کا اخراج ہے یعنی التطہیر من دم المسفوح، لیکن جرادۃ او سمک (یعنی ٹڈی اور مچھلی) میں دم نہیں ہے۔ اس لیے یہ مستثنیٰ ہیں۔ حدیث میں ہے:

احلت لنا المیتتان والدمان السمک والجرادة والکبد و الطحال ٥

یعنی ہمارے لیے دو جاندار بغیر ذبح کیے اور دو قسم کا خون حلال ہیں۔ (۱) مچھلی (۲) ٹڈی (۳) جگر (۴) تلی لیکن جو مچھلی خود مر کر سطح پانی پر آ جاتی ہے وہ حلال نہیں ہے اور وہ حلال جانور جس کو شکاری دھاری دار یا نوکیلی چیز سے زخمی کر دے اور تیر وغیرہ جانور کی طرف پھینکتے وقت اس نے بسم اللہ پڑھی ہو اور وہ مر جائے تو حلال ہے۔

بندوق کی گولی لگنے سے اگر جانور مر جائے تو حرام ہے اور خود زخمی ہو کر مرنے والا حلال جانور بھی حرام ہے۔ مردار جانور کا گوشت کھانا حرام ہے۔ خرید و فروخت بھی حرام ہے۔ کتے بلی کو کھلانا بھی حرام ہے۔ البتہ خود کھا لے تو مضائقہ نہیں۔ باقی جو چیزیں کھائی نہیں جاتیں جیسے چمڑہ، سینگ وغیرہ ان کا استعمال جائز ہے۔ مردار کی چربی کھانا اور فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ اس چربی سے بنائی گئی چیزیں استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ بہنے والے خون کا پینا بھی حرام ہے اور دیگر استعمال بھی جائز نہیں ہے۔ مچھر، مکھی اور کھٹمل کا خون اگر بہت زیادہ ہو تو ناپاک ہے ورنہ پاک ہے اور ایک انسان کا دوسرے کو خون دینا بچے کو دودھ دینے کے مترادف ہے۔

خون سے تعویذ لکھنا ناجائز ہے:

دم مسفوح سے تعویذ لکھنا بھی جائز نہیں ہے۔ یہ شعبدہ بازوں نے شروع کر رکھا ہے۔ قاضی خان نے لکھا ہے کہ قرآن کی آیت نجس شے سے لکھی گئی تو یہ کفر ہے۔

وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ اس کو اگر ذبح بھی کیا جائے تو پھر بھی جائز نہیں ہے اور نجس العین ہونے کی وجہ سے اس کی

کھال ہڈیاں چربی وغیرہ سب کچھ ناجائز ہیں۔کھانے کی نسبت سے خاص لحم (گوشت) کا ذکر کیا، ورنہ خنزیر کی ہر چیز حرام ہے۔البتہ بعض جانور ایسے ہیں کہ اگر انہیں ذبح کر دیا جائے یا نہ بھی کیا جائے تو وہ اعضا جن میں حیات نہیں ہے جیسے الشعر والعظم (بال اور ہڈیاں) ان کا استعمال جائز ہے۔

تحقیق وما اهل به بغیر الله الخ:

یہاں پر بعض مفسرین مثلاً جلالین وغیرہ نے ماذبح علی غیر اسم اللہ کو مقدر ٹھہرایا ہے یعنی جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، لیکن یہ ایک مغالطہ ہے، کیونکہ یہاں حرام صرف اس ایک قسم میں منحصر نہیں ہے۔اس کی اور بھی قسمیں ہیں۔اھل اھلالاً کا معنی ہے پکارنا جیسے کہا جائے فلاں پیر کے لیے۔فلاں بت کے لیے، لیکن اہلال سے مستقل حرمت ثابت نہیں ہوئی ان **رجع عن عقیدته قبل الذبح فهو حلال** یعنی اگر جانور ذبح کرنے سے قبل اس شخص نے اس فاسد عقیدہ سے رجوع کر لیا اور پھر جانور اللہ کے لیے ذبح کیا تو وہ حلال ہوگا۔کیونکہ جانور کی ذات میں کوئی حرمت نہیں ہے۔یہ حرمت خارج سے آئی ہے۔اگر اسی عقیدہ فاسدہ پر ذبح کر دیا تو حرام ہے، ورنہ حلال ہے، **وان ذکر اسم الله علیه** تب بھی حرام ہے یعنی جب غیر اللہ کے نام پر جانور مختص کر دیا گیا تو ذبح کے وقت اگر اللہ تعالیٰ کا بھی نام لیا جائے تو بھی یہ حرام ہے۔علامہ شامی نے لکھا ہے **وان ذبح لقدوم الامیر لیس المراد ضیافته فهو الحرام ولو ذکر اسم الله علیه** ٥ یعنی اگر کسی بڑے شخص کے احترام میں جانور کو ذبح کیا گیا اور مقصود اس کی مہمان نوازی نہ ہو، محض اظہار بڑائی کے لیے خون بہانا ہو تو یہ جانور حرام ہوگا۔اگرچہ اس پر ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے۔بلوچوں میں بھی یہ رواج ہے کہ جب بادشاہ آتا ہے تو تعظیم کے لیے دنبے ذبح کرتے ہیں یعنی خون بہانا ہی تعظیم کے لیے ہے تو یہ صورت بھی حرام ہے۔البتہ اگر ضیافت مقصود ہو تو پھر مسنون ہے۔تعظیم اور ضیافت میں فرق یہ ہے کہ اگر یہ گوشت امیر کو کھلا دیا تو ضیافت ہے اور اگر نہیں کھلایا تو محض تعظیم ہے۔غیر اللہ کی تعظیم کے لیے خون بہانا حرام ہے۔شامی کی درج بالا عبارت کا یہی مفہوم ہے۔

فَمَنِ اضْطُرَّ مضطر وہ ہے جس کو اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو اللہ تعالیٰ مضطر اور مجبور شخص کے لیے اس وقت حرمت اٹھا دیتے ہیں۔وہ شخص باغی نہ ہو یعنی کھانے والے کو حرام چیز کھانے کی خواہش نہ ہو کیونکہ خواہش نفس کا نام اضطرار نہیں ہے۔اضطرار اور چیز ہے، خواہش اور چیز ہے۔جیسے خدانخواستہ اگر کوئی شخص زنا کا مرتکب ہوتا ہے اور وہ کہے کہ میں نے یہ کام اضطراری حالت میں کیا ہے تو یہ بات قابل قبول نہیں ہے۔شادی کے بغیر کوئی شخص مرتا نہیں ہے، لہٰذا اس پر حد جاری کی جائے گی۔کئی جوان عورتیں بیوہ ہو جاتی ہیں پھر بھی دوسری شادی نہیں کرتیں تو معلوم ہوا کہ یہاں اضطرار نہیں ہے، البتہ اضطرار کا تعلق اکل وشرب یعنی کھانے پینے کے ساتھ ہے۔

مودودی صاحب کا حالت اضطرار میں متعہ کو جائز قرار دے دینا:

مولانا مودودی نے لکھا ہے کہ حالت اضطرار میں متعہ جائز ہے۔یعنی وہ چاہت جماع کو اکل وشرب پر قیاس کرتے ہیں۔جیسے ایک آدمی اور عورت دونوں جہاز میں بیٹھے ہیں اور جہاز غرق ہو جاتا ہے۔وہ دونوں ایک تختہ پر زندہ بچ جاتے ہیں اور وہ تختہ کسی جزیرہ پر جا لگتا ہے۔پھر ان دونوں کو گناہ کی خواہش ہو جاتی ہے تو وہ مجبور ہوں گے۔اسی طرح اگر انسان مجبور ہو جائے تو گناہ کرنے سے تو متعہ اچھا ہے کہ وہ دونوں متعہ کرلیں (آہ) لیکن میں (مفتی محمود) کہتا ہوں کہ یہاں ہلاکت نفس کا اندیشہ نہیں ہے، بلکہ یہ خواہش ہے اور ایسا کوئی مستقل ضابطہ نہیں ہے کہ انسان کی خواہش پوری نہ ہو تو وہ مر جائے۔جیسے کسی کو خنزیر کے گوشت کا قورمہ کھانے کا شوق یا خواہش ہو تو کیا اس کو اس کی اس خواہش کی وجہ سے اجازت دی جاسکتی ہے یا اس کی اس خواہش کو مجبوری و اضطرار سے تعبیر کرنا درست ہے؟ ہرگز نہیں۔

الاضطرار لایکون الا بخوف النفس ولا اضطرار فی الجماع٥

اضطرار اسی کو کہا جائیگا جہاں نفس کی ہلاکت کا اندیشہ ہو اور جماع کی طلب و چاہت میں یہ بات نہیں ہے، لہٰذا یہ بناء الفاسد علی الفاسد کے قبیل سے ہے۔یعنی پوری عمارت ہی دلیل فاسد پر استوار ہے۔مودودی صاحب خواہش اور اضطرار میں فرق نہ کر سکے اور آگے مزید کہا کہ دو جڑواں بہنیں ہوں تو ان سے نکاح کس طرح کیا جائے گا دو آدمی بھی نہیں کر سکتے اور اگر ایک شخص ایک سے نکاح کرتا ہے تو استمتاع بالواحدہ استمتاع بالاخریٰ کو مستلزم ہے، حالانکہ دونوں بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا "**وان تجمعوا بین الاختین**" کے ضابطہ کے مطابق حرام ہے تو جیسے یہ نکاح بامر مجبوری جائز ہے، اسی طرح ضبط کے لیے متعہ جائز ہے۔

اس ساری منطق کی بنیاد ہی فاسد ہے۔وہ خواہش کو اضطرار سمجھ بیٹھے ہیں۔جب کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔اس لیے مودودی صاحب کی یہ ساری منطق ہی غلط ہے۔

حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ الخ

محرمات ثلاثہ میں حصر کا شبہ اور اس کا جواب:

بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی تین چیزیں حرام ہیں جو آیت مذکورہ میں منقول ہیں، حالانکہ حرام چیزیں اور بھی بہت ہیں۔جیسے **ذی مخلب من الطیور**۔وہ پرندے جو پنجوں میں چیز اٹھا کر لے جاتے ہیں و **سباع من البهائم** جانوروں میں سے چیر پھاڑ کرنے والے۔لفظ 'اِنَّمَا' چونکہ حصر کے لیے استعمال ہوتا ہے لہٰذا محرمات کا ان تین میں منحصر ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔

(۱) اس شبہے کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ حصر **فی المحرمات** نہیں ہے، بلکہ حصر **فی المحرِم** ہے تو آیت

کا مفہوم یہ ہوگا کہ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ ہی نے حرام قرار دے دیا ہے۔ اسے نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ صحابہ کرامؓ نے حرام کیا ہے یعنی ان **تحریم هذه الاشياء محصور او مقهوراً لله تعالى** یعنی ان چیزوں کو ایک اللہ ہی نے حرام قرار دے دیا ہے۔ کسی اور کا کوئی دخل نہیں ہے۔

(۲) اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ حصر موجود ہے تو پھر یہ حصر اضافی ہے حصر حقیقی نہیں ہے۔ حصر اضافی کا مقصد یہ ہے کہ تم نے اپنے پاس سے جو جانور حرام قرار دے دیے ہیں جیسے بحیرہ، سائبہ، وصیلۃ وغیرہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حرام قرار نہیں دیا۔ وہ تمہارے خود ساختہ حرام کیے ہوئے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ان چیزوں کو حرام قرار دے دیا ہے جو اس آیت میں مذکور ہیں۔

وَيُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ جو دنیا میں خدا کو نہیں مانتے آخرت میں کیسے مانیں گے، لیکن پھر بھی اللہ رب العزت ان سے گفتگو نہیں فرمائیں گے۔ گویا وہاں اللہ تعالیٰ کی نظر میں ذلیل و رسوا ہونے کے باعث کلام کے مستحق نہیں ہوں گے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ

یہی نیکی نہیں

تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ

کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو بلکہ نیکی تو یہ ہے جو

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ

اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر اور اس کی محبت میں

ذَوِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ

رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو

وَفِی الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا

اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے اور جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں

عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ

جب وہ عہد کرلیں اور تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں یہی

الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ

سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں ○ اے ایمان والو مقتولوں میں برابری کرنا تم پر

الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ

فرض کیا گیا ہے آزاد بدلے آزاد کے اور غلام بدلے غلام کے اور عورت بدلے عورت کے

فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ

پس جسے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ بھی معاف کیا جائے تو دستور کے موافق مطالبہ کرنا چاہیئے اور اسے نیکی کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے

ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ

یہ تمہارے رب کی طرف سے آسانی اور مہربانی ہے پس جو اس کے بعد زیادتی کرے تو اس کے لئے دردناک

اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

عذاب ہے ○ اور اے عقلمندو تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے تاکہ تم (خونریزی سے) بچو ○

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ

تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آپہنچے اگر وہ مال چھوڑے تو ماں باپ اور

لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿١٨٠﴾ فَمَنْ بَدَّلَهُ

رشتہ داروں کے لئے مناسب طور پر وصیت کرے یہ پرہیزگاروں پر حق ہے ○ پس جو اسے

بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ

اس کے سننے کے بعد بدل دے اس کا گناہ ان ہی پر ہے جو اسے بدلتے ہیں بیشک اللہ

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٨١﴾ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ

سننے والا جاننے والا ہے ○ پس جو وصیت کرنے والے سے طرف داری یا گناہ کا خوف کرے پھر ان کے درمیان اصلاح کردے

فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٨٢﴾ ع

تو اس پر کوئی گناہ نہیں بیشک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ○

افاداتِ محمود:

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا الخ

اب تردید ہے اہل کتاب کی، جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اس لیے ہدایت یافتہ ہیں کہ ہم اس قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں جو تورات میں قبلہ قرار دے دیا گیا ہے۔ اس لیے ہمارے تمام اعمال دوسروں کے لیے قابل تقلید ہیں، نہ کہ ہم کسی کی پیروی کرتے پھریں۔ یہ ان کا تکبر تھا۔ یہ تکبر حمق سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ احمق یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ کیونکر کسی کی پیروی کریں، وہ تو اس قابل ہیں کہ دوسرے ان کی پیروی کریں۔ اس مضمون کا حاصل یہ ہے کہ جب بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم تھا تو وہی قبلہ درست تھا اور اب جب کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے تو یہی درست ہے۔ تم نے تو سارا دین سمت قبلہ میں منحصر کر دیا ہے۔ یہ درست نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، قیامت پر ایمان لانا اور دیگر ضروریات دین پر ایمان لانا، پیغمبروں کی تصدیق کرنا یہ برّ اور نیکی کا کام ہے۔ عبادت کے لیے کوئی بھی سمت فی ذاتہٖ مطلوب نہیں ہے۔ مقصود تو حکم ربانی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ الخ

اگر کبیر نے صغیر کو قتل کیا تو کبیر قصاصاً قتل ہوگا۔ مسلمان نے ذمی کو قتل کیا تو یہ بھی قصاص ہے۔ ودمائهم كدمائنا یعنی ان (ذمیوں) کا خون ہمارے (مسلمانوں کے) خون کی طرح محفوظ ہے۔ غلام کو حر نے قتل کیا یا

مرد نے عورت کو یا اس کے برعکس قتل کیا گیا تو یہ قصاص ہے۔ گویا تمام نفس برابر ہیں۔ اگر کروڑ پتی نے مسکین کو قتل کر دیا تو قصاص ہے۔ نیز اسلام نے ہدایات بھی دی ہیں کہ صرف قاتل کو ہی قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ مقتولین کے درمیان مساوات ہوگی امیر کو غریب پر کوئی برتری عند القصاص حاصل نہ ہوگی۔

آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام کو اور عورت کے بدلے عورت کو قصاص میں قتل کیا جائے گا اور اگر قتل عمداً نہ ہو تو قصاص نہیں ہے مگر دیت دینی پڑے گی۔ اسی طرح اگر مقتول کے دو وارثوں میں سے ایک نے معاف کر دیا تو قصاص ساقط ہو جائے گی اور معاف نہ کرنے والے وارث کو دیت کا نصف حصہ دیا جائے گا۔ دیت، قصاص لینے اور معاف کرنے کے بعد دوبارہ قتل کرنا حرام ہوگا۔ آج کل کے حساب سے ۳۶ سیر ۳۶ تولے اور آٹھ ماشے چاندی قتل کی کل دیت ہے جو ۱۰۰ اونٹ یا ایک ہزار دینار یا دس درہم کے برابر ہوگی لیکن یہودیوں نے ایک عجیب بات بنائی تھی۔ انہوں نے مرد وعورت، عبد وحر اور شریف ومسکین میں بھی فرق کر رکھا تھا کہ شریف کا قصاص ہے، مسکین کا نہیں۔ شریف کا قتل ہوا تو غریب کے دو بھائی قتل کیے جائیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حرمت نفس میں سب انسان برابر ہیں۔

اگرچہ اس آیت میں اللہ نے العبد بالحر و الانثٰی بالذکر سے سکوت فرمایا، لیکن احادیث میں اس کی تفصیل ہے۔ ہاں اگر کسی نے اپنے غلام کو قتل کر دیا یا والد نے اپنے بیٹے کو قتل کیا تو قصاص نہیں ہے۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ الخ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک تو مر گیا ہے، اب دوسرے کو کیوں مار دیا۔ تو فرمایا کہ قصاص میں زندگی ہے۔ اگر قصاص کا حکم ہے تو زیادہ زندگی رہے گی۔ ورنہ ہر ایک ریت اور رسم پر قتل کرے گا۔ گویا قصاص میں زندگی ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ الخ اس کا ذکر مقدمہ میں ہو چکا ہے کہ یہ منسوخ ہے۔ دو حیثیتوں سے (۱) میراث کا مفصل حکم آیا تو حصص مقرر ہوئے۔ (۲) دوسرا حکم حدیث میں آیا کہ لا وصية لوارث یعنی وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔

جَنَفًا جانبداری یا طرفداری کرنا گناہ ہے۔

أَوْ إِثْمًا گناہ یہ ہے کہ اس نے امور خلاف شرع میں وصیت کی جیسے کسی نے کہا کہ سینما بنا دو۔ ایسی وصیت کو بدل دینا چاہیے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں

الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۳﴾ أَيَّامًا

جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ ○ گنتی کے

مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ

چند روز پھر جو کوئی تم میں سے بیمار یا سفر پر ہو تو دُوسرے دنوں سے گنتی پُوری کر لے

وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ

اور ان پر جو اس کی طاقت رکھتے ہیں فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا پھر جو کوئی خوشی سے نیکی

لَهُ ۚ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي

کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو ○ رمضان کا وہ مہینہ ہے

أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ

جس میں قرآن اُتارا گیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ

سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے تو اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو

فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

تو دُوسرے دنوں سے گنتی پُوری کرے اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں چاہتا اور تا کہ تم گنتی پوری کر لو

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۸۵﴾

اور تا کہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور تا کہ تم شکر کرو ○

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ

اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں نزدیک ہوں دعا کرنے والے کی دُعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے

فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿۱۸۶﴾ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ

پکارتا ہے پھر چاہیئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں ○ تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں

الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ

اپنی عورتوں سے مباشرت کرنا حلال کیا گیا ہے وہ تمہارے لئے پردہ ہیں اور تم ان کے لئے پردہ ہو اللہ کو معلوم ہے کہ

اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ

تم اپنے نفسوں سے خیانت کرتے تھے پس تمہاری توبہ قبول کرلی اور تمہیں معاف کر دیا سو اب

بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ

ان سے مباشرت کیا کرو اور طلب کرو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ تمہارے لئے

لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ

سفید دھاری سیاہ دھاری سے فجر کے وقت صاف ظاہر ہو جاوے پھر روزوں کو

اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِى الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ

رات تک پورا کرو اور ان سے مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں معتکف ہو یہ

حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

اللہ کی حدیں ہیں سو ان کے قریب نہ جاؤ اسی طرح اللہ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے تاکہ وہ

يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا

پرہیزگار ہو جائیں ○ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ

فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع ۲۳ / ۷

تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ حالانکہ تم جانتے ہو ○

افاداتِ محمود:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ الخ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ

اس کا ذکر بھی مقدمہ میں اس مقام پر ہو چکا جہاں منسوخ آیات زیر بحث آئی ہیں۔ بہر حال اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ روزے امم سابقہ میں بھی فرض تھے لیکن شکل وصورت تعداد وغیرہ مختلف تھی۔ پہلی اُمتوں میں روزہ افطار کرنے کے بعد سونے تک کھانے پینے کی اجازت ہوتی تھی سونے کے بعد اجازت نہ تھی۔ اسلام میں بھی ابتداء میں یہی صورت حال تھی۔ بعد میں سحری والی سہولت مل گئی۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ الخ

رمضان المبارک کے بہت زیادہ فضائل ہیں جن میں سے قرآن کریم اور دیگر کتب سماویہ کا نزول فی رمضان بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ

یہاں سے امم سابقہ کے روزے سے احتراز وفرق کا ذکر ہے کہ پہلی امتوں میں سونے سے پہلے کھانا جائز تھا اور سونے کے بعد تمام چیزیں ناجائز تھیں، لیکن اب صبح تک جائز ہے۔ چاہے سو جاؤ یا نہ سوؤ۔

"الرَّفَثُ" عورتوں سے بے باک ہونا۔ اس لیے شادی دونوں کے درمیان پردہ پوشی ہوتی ہے۔

تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ یعنی خیانت ہو جاتی تھی کہ یہ سو گئے تھے پھر جماع کر لیا تو یہ بات اب نہیں ہے۔ بلکہ صبح صادق تک کھانا پینا وغیرہ حلال ہیں۔ یہ عدل اور وسعت شریعت محمدیہ کا امتیاز ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ

آپ سے چاندوں کے متعلق

الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ

پوچھتے ہیں کہہ دو یہ لوگوں کے لئے اور حج کے لئے وقت کے اندازے ہیں اور نیکی یہ نہیں ہے کہ تم گھروں میں

مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا

ان کی پشت کی طرف سے آؤ اور لیکن نیکی یہ ہے کہ جو کوئی اللہ سے ڈرے اور تم گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور اللہ

اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ

سے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ ○ اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑیں

وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ

اور زیادتی نہ کرو بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ○ اور انہیں قتل کرو جہاں پاؤ

وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا

اور انہیں نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے اور غلبہ شرک قتل سے زیادہ سخت ہے اور

تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ

مسجد حرام کے پاس ان سے نہ لڑو جب تک کہ وہ تم سے یہاں نہ لڑیں پھر اگر وہ تم سے

فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

لڑیں تم بھی انہیں قتل کرو کافروں کی یہی سزا ہے ○ پھر اگر وہ باز آجائیں تو اللہ بڑا بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ

نہایت رحم والا ہے ○ اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے اور اللہ کا دین قائم ہو جائے پھر اگر

انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ

وہ باز آجائیں تو سوائے ظالموں کے کسی پر سختی جائز نہیں ○ حرمت والے مہینے کا بدلہ حرمت والا مہینہ ہے

وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا

اور سب قابلِ تعظیم باتوں کا بدلہ ہے پھر جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرو جیسی کہ

اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

اس نے تم پر زیادتی کی اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ○

مع وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَاَحْسِنُوْا ۛۚ

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ

بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ○ اور اللہ کے لئے حج اور عمرہ پورا کرو پس اگر روکے جاؤ

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ

تو جو قربانی سے میسّر ہو اور اپنے سر نہ منڈواؤ جب تک کہ قربانی اپنی جگہ پر نہ

مَحِلَّهٗ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ

پہنچ جائے پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اسے سر میں تکلیف ہو تو روزوں سے یا صدقہ سے

صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۣ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى

یا قربانی سے فدیہ دے پھر جب تم امن میں ہوتو جو عمرہ سے حج تک فائدہ اُٹھائے

الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي

تو قربانی سے جو میسّر ہو (دے) پھر جو نہ پائے تو تین روزے حج کے

الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ

دنوں میں رکھے اور سات جب تم لوٹو یہ دس پورے ہوگئے یہ اس کے لئے ہے جس کا

اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

گھر بار مکّہ میں نہ ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ سخت عذاب

ع الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾

دینے والا ہے ○

افاداتِ محمود:

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ پہلے صوم کا ذکر ہوا۔ اب حج کا ذکر آ رہا ہے اور صوم وحج کا تعلق ہلال سے

ہے۔اس لیے اس کا حکم بتلا دیا ہے۔لوگ سوال کرتے تھے کہ سورج تو بالکل درست رہتا ہے،لیکن چاند کم کیوں ہوتا ہے، بڑھتا کیوں ہے تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اس کے ذریعہ نمازوں، روزوں کے اوقات مقرر ہوتے ہیں۔

مِنْ ظُهُوْرِهَا زمانہ جاہلیت میں ان لوگوں کی عادت تھی کہ احرام باندھ لینے کے بعد کوئی چیز یاد آئی تو گھر کے دروازے سے نہیں آتے تھے، بلکہ دیوار میں نقب لگا کر یا پیچھے سے آتے تھے تو اس جگہ اس ناروا پابندی پر عمل کرنے سے منع فرمایا ہے۔اسی طرح مرد وعورت ننگے طواف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جن کپڑوں میں ہم نے گناہ کیے ہیں وہ حرم میں لانے کے قابل نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے انسان کو اس طرح کے اصر اور اغلال سے آزادی عطا فرمادی۔

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تمام فقہاء امت اس بات پر متفق ہیں کہ ہجرت سے قبل مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں ہوا تھا بلکہ عفو و درگزر کرنے کا حکم تھا اور صبر کی تلقین تھی۔مدینہ پہنچ کر پہلے محدود جہاد کا حکم تھا یعنی صرف ان لوگوں سے قتل ومقاتلہ کر سکتے ہو جو تم سے قتال کرتے ہوں۔عورتوں بچوں اور مذہبی راہبوں سے جو قتال میں حصہ نہ لیتے ہوں قتال ممنوع تھا۔اب یہاں مہینوں کا ذکر تھا تو بعض مہینوں میں قتال ممنوع ہے یعنی اشہر الحرم، رجب، ذیقعدہ، ذی الحج، محرم۔اللہ نے فرمایا کہ تم قتال کرو ان سے جو تم سے قتال کرتے ہیں۔ حدیبیہ کا واقعہ بھی ذی قعدہ میں پیش آیا تھا۔آپؐ ۱۴۰۰ صحابہ کرام کے ساتھ عمرے کے لیے مکے کی طرف گئے، لیکن مکہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو روکا اور قتال کے لیے تیار ہو گئے تھے۔گویا اس طرح انھوں نے شہر الحرام کو چھوڑ دیا۔اس لیے یہاں قتال جائز ہے، لیکن صرف ان لوگوں کے خلاف جو تم سے قتال کریں۔

اسلام میں حکم ہے کہ عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرو۔کیونکہ وہ آپ سے قتال نہیں کرتے۔

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ یہ فتنہ مسجد حرام سے منع کرنا تھا کہ وہ مسجد حرام میں جانے نہیں دیتے تھے تو فرمایا کہ فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔ویسے شرک کرنا بھی قتل سے بڑا گناہ ہے۔

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یہاں مفہوم ہے کہ جہاد میں خرچ کرو، ورنہ تم ضعیف وکمزور ہو جاؤ گے۔ضعف تو تمہاری ہلاکت ہے، اس لیے وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ فرمایا ہے، بعض لوگ استدلال کرتے ہیں کہ اگر تمہاری طاقت زائد نہیں تو یہ اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے مترادف ہے۔حالانکہ یہاں جہاد نہ کرنے کو ہلاکت کہا گیا ہے۔

حدیبیہ حرم وحل کی سرحد کے بین بین ہے۔اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ھدی کے جانور ذبح کرنے کا حکم دیا، لیکن کسی کا دل نہیں مانتا تھا۔آپ خیمہ میں آئے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ بغیر کچھ کہے ذبح کر دیجیے۔آپ نے ہدی کا جانور ذبح کیا تو تمام صحابہ کرام نے بغیر پوچھے ذبح شروع کر دیا اور پھر سر

منڈوایا۔ مجھے بھی کراچی میں حکومت نے حج پر جانے سے روک دیا تھا تو میں نے ان سے کہا کہ میں پورے ملک کا دورہ کروں گا اور لوگوں کو بتاؤں گا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین نے روکا تھا، لیکن مجھے یہاں اسلامی حکومت نے روکا ہے۔ سرگودھا میں میٹنگ میں وزیراعظم نے کہا کہ، اس کو اجازت ملنی چاہیے؟ نیچے والوں نے کہا کہ مت دو اجازت۔ تو وزیراعظم نے کہا اصل بات یہ ہے کہ مفتی صاحب کے ساتھ علماء ہیں اور حج اکبر بھی ہے تو انہوں نے اجازت دے دی۔

مِّنْ صِيَامٍ

تین روزے رکھو۔ یا صدقہ دو یعنی مسکینوں کو صبح وشام کھلاؤ۔ تین صاع گندم ہر ایک کو نصف نصف صاع دو۔ ایک کو سارا نہیں دینا اور نسک یا دم دے دو۔ اگر مرض کی وجہ سے سر نہیں منڈوا سکتے۔

دم التمتع والقران دم الجنایت نہیں، جیسے شوافع کے نزدیک ہے۔ یہ دم شکر ہے اس لیے احناف کے نزدیک اس کا کھانا جائز ہے اور شوافع کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ الخ

یعنی ۷، ۸، ۹ کو روزہ رکھ لیا اور پھر سات روزے اُس وقت رکھو جبکہ تم حج سے واپس آ جاؤ۔ یہاں گھر واپس آنا مراد نہیں ہے، بلکہ حج سے فارغ ہونا مرد ہے۔

ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ الخ

یعنی مکے کے رہنے والے کے لیے تمتع وقران نہیں۔ اس لیے یہ حکم باہر سے آنے والے کے لیے ہے۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ

حج کے چند مہینے معلوم ہیں سو جو کوئی ان میں حج کا قصد کرے تو مباشرت جائز نہیں

وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ

اور نہ گناہ کرنا اور نہ حج میں لڑائی جھگڑا کرنا اور تم جو نیکی کرتے ہو اللہ اس کو

اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿١٩٧﴾

جانتا ہے اور زادِ راہ لے لیا کرو اور بہترین زادِ راہ پرہیزگاری ہے اور اے عقلمندو مجھ سے ڈرو ○

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ

تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو پھر جب تم عرفات سے

مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ

پھرو تو مشعر الحرام کے پاس اللہ کو یاد کرو اور اس کی یاد اس طرح کرو کہ جس طرح اس نے تمہیں بتائی ہے

وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿١٩٨﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ

اور اس سے پہلے تو تم گمراہوں میں سے تھے ○ پھر تم لوٹ کر آؤ جہاں سے لوگ لوٹ کر

النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٩٩﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ

آتے ہیں اور اللہ سے بخشش مانگو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ○ پھر جب حج کے ارکان ادا کر چکو

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۭ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ

تو اللہ کو یاد کرو جیسے تم اپنے باپ دادا کو یاد کیا کرتے تھے یا اس سے بھی بڑھ کر یاد کرنا پھر بعض تو یہ کہتے ہیں

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿٢٠٠﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ

اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں دے اور اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے ○ اور بعض

يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾

یہ کہتے ہیں اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں بھی نیکی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا ○

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٢٠٢﴾ وَاذْكُرُوا

یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کی کمائی کا حصہ ملتا ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے ○ اور اللہ کو

اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ

چند گنتی کے دنوں میں یاد کرو پھر جس نے دو دن کے اندر کوچ کرنے میں جلدی کی تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو

تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ

تاخیر کرے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔ جو (اللہ سے) ڈرتا ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم اسی کی طرف

تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ

جمع کئے جاؤ گے ○ اور بعض ایسے بھی ہیں جن کی بات دنیا کی زندگی میں آپ کو بھلی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنی

اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ

دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے ○ اور جب پیٹھ پھیر کر جاتا ہے تو ملک میں

لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾

فساد ڈالتا اور کھیتی اور مویشی کو برباد کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا ○

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ

اور جب اسے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو شیخی میں آکر اور بھی گناہ کرتا ہے سو اس کے لئے دوزخ کافی ہے اور البتہ وہ

الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ

بُرا ٹھکانا ہے ○ اور بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کی رضاجوئی کے لئے اپنی جان بھی بیچ دیتے ہیں اور اللہ

رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَلَا

بندوں پر بڑا مہربان ہے ○ اے ایمان والو اسلام میں سارے کے سارے داخل ہو جاؤ اور

تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ

شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے ○ پھر اگر تم

مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾

کھلی کھلی نشانیاں آجانے کے بعد بھی پھسل گئے تو جان لو کہ اللہ غالب حکمت والا ہے ○

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ

کیا وہ انتظار کرتے ہیں کہ اللہ ان کے سامنے بادلوں کے سائے میں آموجود ہو اور فرشتے بھی آجائیں اور کام

الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾
پورا ہو جائے اور سب باتیں اللہ ہی کے اختیار میں ہیں ○

ع

افاداتِ محمود:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ

شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ یعنی ذی الحجہ کے دس ملا کر تین مکمل مراد لیے اس لیے اشہر جمع لائے ہیں، لیکن اشہر الحرم سے قبل احرام باندھنا مکروہ ہے اور تمتع وقران کے لیے بھی اشہر حج میں احرام باندھنا چاہیے۔

فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

یعنی مراد یہ ہے کہ لوگوں سے نہ مانگنا اور سوال نہ کرنا تقویٰ ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ الخ

پہلے عرب لوگ جب مناسک حج سے فارغ ہو کر منیٰ میں ٹھہرتے تھے تو اپنے باپ دادا کو یاد کرتے تھے۔ اللہ نے فرمایا کہ اپنے باپ دادا سے زیادہ اللہ کو یاد کیا کرو۔ اسی طرح میدان عرفات نہ جاتے تھے اس کو اپنی امتیازی شان خیال کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی یہ بری رسمیں ختم فرما دیں۔

وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ یعنی جنگ پھیلا کر اور پھر فساد کرا کر یہ کھیتوں کو ختم کر دے گا۔

سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَةٍ

بنی اسرائیل سے پوچھئے کہ ہم نے انہیں کتنی روشن

بَیِّنَةٍ ط وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ

دلیلیں دی اور جو اللہ کی نعمت کو بدل دیتا ہے بعد اس کے کہ وہ اس کے پاس آچکی ہو تو بے شک اللہ سخت عذاب

الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ

دینے والا ہے ○ کافروں کو دُنیا کی زندگی بھلی لگتی ہے اور وہ ان لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں جو

اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ط وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ

ایمان لائے حالانکہ جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ قیامت کے دن ان سے بالاتر ہوں گے اور اللہ جسے چاہے بے حساب رزق

حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ

دیتا ہے ○ سب لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انبیاء خوشخبری دینے والے

وَمُنْذِرِیْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَھُمُ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا

اور ڈرانے والے بھیجے اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل کیں تاکہ لوگوں میں اس بات میں فیصلہ کرے جس

اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ط وَمَا اخْتَلَفَ فِیْهِ اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْھُمُ

میں اختلاف کرتے تھے اور اس میں اختلاف نہیں کیا مگر انہیں لوگوں نے جنہیں وہ (کتاب) دی گئی تھی اس کے بعد کہ

الْبَیِّنٰتُ بَغْیًا بَیْنَھُمْ ج فَھَدَی اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ

ان کے پاس روشن دلیلیں آچکی تھیں آپس کی ضد کی وجہ سے پھر اللہ نے اپنے حکم سے ہدایت کی ان کو جو ایمان والے ہیں اس حق

بِاِذْنِهٖ ط وَاللّٰهُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ

بات کی جس میں وہ اختلاف کر رہے تھے اور اللہ جسے چاہے سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے ○ کیا تم خیال کرتے ہو

اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَاْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ مَسَّتْھُمُ

کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تمہیں وہ (حالات) پیش نہیں آئے جو ان لوگوں کو پیش آئے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں

الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

انہیں سختی اور تکلیف پہنچی اور ہلا دیئے گئے یہاں تک کہ رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے بول اُٹھے کہ

مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ
اللہ کی مدد کب ہوگی سُو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے ۞ آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں کہہ دو
مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ
جو مال بھی تم خرچ کرو وہ ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں
السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ
کا حق ہے اور جو نیکی تم کرتے ہو سو بے شک اللہ اسے خوب جانتا ہے ۞ تم پر جہاد
الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى
فرض کیا گیا ہے اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ممکن ہے کہ
اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ ع
تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے مضر ہو اور اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۞

افاداتِ محمود:

سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ الخ

اس رکوع میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل عذاب کے مستحق کیوں ہیں۔ یہ قاعدہ ہے کہ جب ایک شخص یا ایک قوم کے ساتھ احسانات کیئے جائیں اور انہیں نشانیاں دکھائی جائیں، وہ اس کے باوجود کفرانِ نعمت کرے تو عقل ونقل دونوں کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں عذاب میں مبتلا کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس رکوع میں ایسے لوگوں کے ساتھ قتال کا بھی حکم ہے کہ انہیں دنیا کے اندر بھی ذلیل کیا جائے۔ ان کے لیے آخرت کا عذاب تو ہوگا ہی، لیکن وہ دنیا میں بھی ذلت ورسوائی کے مستحق ہیں۔ چنانچہ فرمایا گیا سل بنی اسرائیل کم اتیناھم الخ

ان کے لیے بحر کے اندر راستے بنائے گئے۔ پھر کفر کرنے کے بعد بھی انہیں معاف کر دیا گیا، لیکن یہ لوگ اللہ کی نعمتوں کا شکر نہیں کرتے، بلکہ الٹا کفر کرتے ہیں۔

یہود کے شریعت محمدیہ پر ایمان نہ لانے کی وجہ:

یہ لوگ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف اس لیے مخالفت کرتے تھے کہ تکالیف سے بچ جائیں اور انہیں نذرانے ملتے رہیں۔ زندگی اچھی گزرے گی۔ مسلمانوں کی ریاست یہود پر قائم ہو جائے تو یہ نذرانے بند ہو جائیں گے۔ اس لیے ایمان لانا دراصل آخرت کو بیچ کر دنیا کو مول لینا ہے۔ ضعیف مسلمانوں، صہیب رومی یا

حضرت بلال جیسے لوگوں پر کفار نے ظلم کے پہاڑ توڑے تھے۔ یہود انہیں اور دوسرے فقراء مہاجرین کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ احمق ہیں۔ بلا وجہ زندگی خراب کر دی اور پھر ہنستے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ کیا یہ لوگ قیصر روم کے ساتھ مقابلہ کریں گے۔ کسریٰ کی فارسی قوم سے ان کا کیا مقابلہ ہوگا۔ یہ غریب غریب لوگ کیسا مقابلہ کریں گے اور یہ لوگ عرب کے بڑے بڑے سرداروں پر کیسے غالب آئیں گے اور ان کی یہ خواہش کیسے پوری ہوگی کہ دنیا کی حکومتوں پر دھاک بٹھائیں۔ تو فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

اور جو پرہیز گار ہیں وہ ان کفار پر غالب رہیں گے قیامت کے دن تک۔

انہی مساکین کے ہاتھوں دو قومیں فتح ہوئیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایران اور روم کی دو بڑی طاقتیں زیر ہوئیں۔ ایران کے لوگ مفتوح تو ہو گئے، لیکن جیسے ایک مفتوح قوم کے دل میں فاتح کے خلاف جذبۂ نفرت وعداوت ہوتا ہے۔ فاتح کا دین بھی قبول کر لیتے ہیں، لیکن نفرت وعداوت دل ہی دل میں چھپی رہتی ہے۔ اسی طرح ایرانیوں کے دلوں میں عمر فاروقؓ کے خلاف نفرت کا جذبہ باقی رہا اور آج تک باقی ہے۔ چنانچہ بیشتر اہل فارس رافضی ہیں۔ حضرات شیخین کے خلاف ان کے دل میں نفرت ہے اور اسی بنیاد پر ان کو رافضی کہتے ہیں۔ ایران و فارس کے لوگ عمر کے نام سے بہت چڑتے ہیں۔ صدیق اکبر کے نام سے اتنا نہیں چڑتے۔ وہ کھلے عام کہتے ہیں از عمر خویش بیزارم۔ یہ سب نفرت کی وجہ سے کہتے ہیں کہ اپنی عمر سے بھی بیزار ہوں کہ اس کا نام عمر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان مساکین کو یہ مقام دیا کہ پوری دنیا پر غالب کر دیا اور فاتح بنایا۔

کتب بنی اسرائیل کا مقصد تفریق نہ تھا:

بنی اسرائیل کے پاس کتابیں آئیں۔ یہ اس لیے نہیں کہ کتابیں انہیں جدا جدا کر دیں۔ یہ کتابیں جدا جدا دین بنانے کے لیے نہیں آئیں، لیکن یہود نے فوراً باہم اختلاف شروع کر دیا۔ یہ سب آپس میں بغض وعناد کی وجہ سے تھا۔ جب نبی مبعوث ہوتے تو لوگ دو حصوں میں بٹ جاتے۔ ماننے والے اور نہ ماننے والے۔ اس اختلاف کو دور کرنے کے لیے نبی در نبی آئے، لیکن اختلاف کیسے ختم ہوں۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ الخ

اس آیت میں مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے کہ دیکھو پہلے لوگوں کے پاس کتابیں آئیں۔ وہ مکلّف ہوئے۔ انہیں ایذائیں پہنچی تھیں، لیکن فرمایا کہ مایوسی کی کوئی بات نہیں ہے، تمہیں جنت میں داخل ہونے کے لیے یہ تکلیفیں برداشت کرنا ہوں گی۔ ابھی تم پر پہلے پیغمبروں والے حالات نہیں آئے۔

حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ الخ

یہ مایوسانہ کلمات پیغمبر کی زبان سے کیسے نکلے۔ کیا وہ بھی مایوس ہو گئے؟

اس کے معنی یہ نہیں کہ وہ مایوس ہو گئے تھے۔ یہ بتقاضائے بشریت تھا کہ جب ایک انسان مصیبتوں میں پھنس جائے اور امید و توقع بھی پوری ہوتی نظر نہ آتی ہو تو پریشانی کے عالم میں کہے کہ مدد کب آئے گی۔ یہ انکار نہیں ہے۔ مانگنے کا ایک انداز ہے۔ مراد یہ ہے کہ اب مدد آ جانی چاہیے۔ یہ مدد جلدی طلب کرنے کے لیے ہے۔ کیونکہ یہ خود بھی دلالت کرتا ہے۔ صرف جلدی مدد یعنی استعجالِ نصر مانگتے ہیں اور اسی کی پکار ہے۔

سابقہ آیات میں یہ مضمون بڑی تاکید سے بیان ہوا ہے کہ اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ منافقانہ روش چھوڑ دو اور مال و جان خرچ کرو تو اس کا ذکر فرمایا۔

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یہاں جان و مال کے انفاق کے متعلق مسائل جزئیہ کا ذکر ہے تا کہ اس کلیہ کے آنے کے بعد جزئیہ کی تاکید ہو جائے کہ نکاح، طلاق، انفاق وغیرہ جزئی مسائل کا ذکر ہے۔ کلیہ جو پہلے آیا تھا جزئیہ سے اس کو مضبوط کرنا ہے۔

یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ سوال مال خرچ کرنے کا تھا، لیکن جواب علی اسلوب الحکیم دیا۔

فرمایا کہ یہ مت پوچھو کہ کیا خرچ کرنا ہے؟ بلکہ کہاں خرچ کرنا ہے؟ مصرف کیا ہے؟ اللہ نے ان کے سوال کو پھیر دیا اور متنبہ کیا کہ سوال یوں کرو کہ مصرف معلوم کرنا ہے فَلِلْوَالِدَیْنِ اگر والدین محتاج ہیں تو ان پر انفاق واجب ہے۔ اگر وہ مالدار ہیں تو وَالْاَقْرَبِیْنَ ہیں یعنی جو والد کے واسطے یا والدہ کے واسطے سے قریب ہیں۔ یہ بھی درحقیقت والدین پر خرچ کرنا ہے۔ جیسے چچا، تایا، ماموں، پھوپھا وغیرہ۔

وَابْنِ السَّبِیْلِ جہاں کوئی مطبخ ہوٹل وغیرہ نہ ہو مسافر کو کھانا کھلانا واجب ہے۔

کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ الخ آگے قتال کا حکم ہے۔ مکہ میں قتال کا حکم نہ تھا۔ اسباب مہیا نہ تھے جب مدینہ ہجرت کی تو قتال کی اجازت مل گئی۔ یہ دفاعی جنگ کی اجازت تھی کہ کفار اگر حملہ کریں تو جواب دو۔ چنانچہ پہلی آیت تھی کہ تم قتال کرو ان لوگوں سے جو تم سے لڑتے ہیں۔ اَلَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ لیکن بعد میں بالعموم قتال کی اجازت دے دی گئی، لیکن دفاعی جنگ کے لیے کوئی شرط نہیں۔ یہاں تک کہ اگر مسلمان بھی آپ پر حملہ کر دے تو ان کا بھی دفاع کریں اور مقابل مسلمان ہے یا کافر، یہ بھی دفاعی جنگ میں شرط نہیں ہے۔ ایک جارحانہ جنگ ہے کہ آپ کفار پر حملہ کرنے کے لیے جا رہے ہیں تو اس کے لیے شرائط ہیں کہ اوّلاً کافروں کو دعوت پہنچاؤ۔ اگر وہ انکار کر دیں تو پھر قتال جائز ہے۔ عورتوں کا قتل ناجائز ہے، لیکن دفاع میں یہ بھی شرط نہیں ہے۔ جارحانہ جنگ فرض کفایہ ہے عند الفقہاء کہ ایک جماعت موجود ہو جیسے فوج ہے تو تمام لوگوں پر فرض عین نہیں ہے، لیکن اگر جارحانہ میں فرض کفایہ والے کفایت نہیں کر سکے تو پھر جتنی ضرورت ہوتی ہے۔ گویا کفایہ بڑھ سکتا ہے۔ آج یہاں کفر داخلی والے بھی ہیں، کفر خارجی والے بھی ہیں۔ اس کا مقابلہ اسلحہ سے ہوگا اور کفر داخلی کا مقابلہ بھی جہاد ہے، لیکن وہ اسلحہ سے نہیں

ہوتا۔ وہ اتحاد سے ہوتا ہے۔سیاسی قوت اتنی مضبوط کرو کہ داخلی کفر سرنگوں ہو جائے۔نظام اس وقت اسلام کے مطابق نہیں ہے اور میرے نزدیک داخلی مقابلہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔کیونکہ اب داخلی کفر والے طاقت ور ہیں اور مقابلہ کرنے والے کمزور ہیں۔ چونکہ یہ کفایت نہیں کر سکتے،اس لیے مسلمانوں پر ان کا ساتھ دینا فرض ہے۔آج ملک میں اسلامی قانون نہیں ہے۔اس کے لیے جدوجہد ہر فرد کو کرنی چاہیے۔

يَسْــَٔلُوْنَكَ

آپ سے

عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَ صَدٌّ عَنْ

حرمت والے مہینے میں لڑائی کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دو اس میں لڑنا بڑا (گناہ) ہے اور اللہ کے

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ

راستہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے رہنے والوں کو اس میں سے نکالنا

اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَ لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى

اللہ کے نزدیک اس سے بڑا گناہ ہے اور فتنہ انگیزی تو قتل سے بھی بڑا جرم ہے اور وہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ

يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر ان کا بس چلے اور جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے

فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ

پھر کافر ہی مر جائے پس یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کے عمل دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے

وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ

اور وہی دوزخی ہیں جو اسی میں ہمیشہ رہیں گے ○ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے

هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ

ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی اللہ کی رحمت کے اُمیدوار ہیں اور اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ

بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ○ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دو ان میں بڑا گناہ ہے اور

مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَ يَسْــَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ۬

لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت بڑا ہے اور آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں

قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِى

کہہ دو کہ جو زائد ہو ایسے ہی اللہ تمہارے لئے آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور کرو ○ دنیا

الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ
اور آخرت کے بارے میں اور یتیموں کے متعلق آپ سے پوچھتے ہیں کہہ دو ان کی اصلاح کرنا بہتر ہے
وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَ لَوْ
اور اگر تم انہیں ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ بگاڑنے والے کو اصلاح کرنے والے سے جانتا ہے اور اگر
شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى
اللہ چاہتا تو تمہیں تکلیف میں ڈالتا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے ○ اور مشرک عورتیں جب تک
يُؤْمِنَّ ؕ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَ لَا تُنْكِحُوا
ایمان نہ لائیں ان سے نکاح نہ کرو اور مشرک عورتوں سے تو ایماندار لونڈی بہتر ہے گو وہ تمہیں بھلی معلوم ہو
الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ
اور مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں اور البتہ مومن غلام مشرک سے بہتر ہے اگر چہ وہ تمہیں اچھا ہی لگے
اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ
یہ لوگ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے بلاتا ہے
وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ ع
اور لوگوں کے لئے اپنی آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں ○

افاداتِ محمود:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ اب جہاد کرنے میں کیا فوائد ہیں، کیا نقصانات ہیں، لیکن کمزور عقل کے لوگ اس کو نہیں مانتے۔

شان نزول:

واقعہ یہ ہوا کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو قتال کے لیے بھیجا تو وہ جمادی الثانیہ کی آخری تاریخ تھی۔ رجب داخل نہ ہوا تھا۔ رجب شہر حرام ہے۔ مسلمانوں نے یہ سوچا کہ جمادی الثانیہ کے آخری ایام ہیں، اس لیے قتال کی اجازت ہے۔ انہوں نے قتال کیا، لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ چاند ہو گیا تھا تو اس پر کافروں نے بڑا شور مچایا کہ یہ عجیب قسم کے لوگ ہیں کہ اشہر حرم کا احترام بھی نہیں کرتے اور دیکھو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لوگوں کو قتل اور لوٹ مار کا حکم دیتے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش

کیا اور کہا کہ ہم نے جرم کیا ہے، اس لیے ہم عفو کے مستحق ہیں یا نہیں؟ اس پر یہ آیت اُتری۔

وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

یہ کفار اللہ کے راستے سے روکتے ہیں جیسے حدیبیہ میں عمرہ و حج سے روکا تھا تو انھوں نے زمین حرم و حالت احرام کا احترام نہ کیا۔ حجاج کرام جب حج کو جاتے تھے تو بدنہ یعنی ہدی کا جانور ساتھ لے جاتے تھے۔ حجاج کے ہدایا کو دشمن سے دشمن بھی ہاتھ نہ لگاتے تھے، جب ہدی کا احترام ہے تو خود انسان کا احترام کیوں نہیں ہے۔ انھوں نے خود محرم کی بے حرمتی کی، لیکن اس کے ہدی کا احترام کیا تو اس کا ذکر فرمایا:

وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ الخ

مسلمانوں کو ہجرت پر مجبور بھی کر دیا تھا۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ وہ صحابہ کہ جنہوں نے رجب کے پہلے دنوں میں قتال کیا تو اللہ کے عدم مواخذہ کا علم تو ہو گیا تھا، لیکن صحابہ کرام کو یہ شبہ ہوا کہ اب اس جہاد پر ثواب ملے گا یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت نازل کر دی۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ الخ ۝

شراب اور جوے کے بارے میں لوگ پوچھتے تھے کیونکہ ابتدائے اسلام میں شراب کا رواج تھا اور جواء بھی عام تھا۔ یہ زمانہ جاہلیت میں مروج تھا، لیکن صحابہ کرام سمجھ گئے تھے کہ یہ کام ٹھیک نہیں ہے۔ چند ایک اکابر صحابہ بالکل پرہیز کرتے تھے۔ عام لوگ مٹکے بھر بھر کے رکھتے تھے۔ اسلام نے اس کو بیک وقت منع نہیں کیا اس میں بڑی حکمت تھی کہ شراب کا فی الفور چھوڑ دینا مشکل کام ہے۔ اس لیے تدریجاً چھڑوائی گئی۔

شراب کے مفاسد:

(۱) شراب نوشی کی پہلی خرابی یہ ہے کہ عقل ختم ہو جاتی ہے کہ عقل کا مقصد بری باتوں سے روکنا ہے۔ شراب پینے والا عقل کھو دیتا ہے۔

(۲) شرابی لڑائی بھی کرتے ہیں اور اس میں روحانی و جسمانی امراض بھی بہت ہیں۔ اس طرح جوا بھی حرام ہے کہ جواری کبھی کبھی اہل و عیال کا تمام نفقہ ہار جاتا ہے، لیکن اس میں کچھ منافع بھی ہیں۔ جیسے شراب کے پینے سے سرور و کیف حاصل ہوتا ہے اور جوے میں محنت و مشقت کے بغیر مال ہاتھ آ جاتا ہے، لیکن موازنہ کیا جائے تو یہ بات کھلتی ہے کہ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ اور ان دونوں (شراب نوشی و جوا) کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے۔

اس آیت میں صراحۃً منع نہیں کیا گیا، بلکہ فرمایا گیا کہ اس میں خرابیاں اور منافع دونوں ہیں۔ ہوشیار صحابہ سمجھ گئے کہ یہ حرام ہے۔ کچھ لوگوں نے اسے چھوڑ دیا۔ کیونکہ نفع کم اور گناہ زیادہ ہے اس طرح برائی دل میں بیٹھ گئی۔

پھر دوسری آیت یہ نازل ہوئی:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى (سورہ نساء/۴۳)

اے ایمان والو نماز کے قریب نہ جاؤ دراں حالیکہ تم نشہ کی حالت میں ہو۔

یہاں آپ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ جب یہ چھوڑنا مشکل ہے تو پھر سرحد میں آپ نے پابندی کیوں لگائی؟ یہاں چودہ سو سال سے اسلام نافذ تھا۔ یہاں چند آدمی پیتے تھے۔ چودہ سو سال پہلے منع کیا گیا۔ اس لیے رعایت نہیں کی جاسکتی تھی اور منع کرنا آسان بھی تھا۔

اس آیت میں نماز کے اوقات میں منع کر دیا تو محدود حرمت آئی۔ تیسری آیت بالکل آخر میں آئی۔ یہ سورہ مائدہ کی آیت ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝

اے ایمان والو! بیشک شراب اور جواء اور بت اور پانسے ناپاک شیطانی عمل ہیں سو ان سے بچتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (سورہ مائدہ/۹۰)

اب یہ صریح حرام ہوگئی۔ صحابہ کرام نے گھروں کے مٹکے توڑ دیے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ انصاریؓ کے گھر میں مٹکے تھے جن پر انھوں نے پتھر دے مارے۔ سارے مٹکے ٹوٹ گئے۔ بہرحال صریح حکم آنے کے بعد صحابہ کرام نے بے مثال، مثال قائم کی کہ مدینہ کی گلیوں میں شراب موسلا دھار بارش کے پانی کی طرح بہتی رہی۔

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ ؕ

پہلے سوال کیا گیا تو مصارف بتلا کر جواب دیا گیا تھا۔ اس لیے وہ مطمئن نہ تھے۔ دوبارہ یہ سوال کیا گیا تو فرمایا العفو یعنی جو ضرورت سے زائد ہو یعنی دنیا و آخرت کی ضرورت کو دیکھ کر خرچ کرو۔ خير الصدقة ماتكون من ظهر غني (الحدیث) یعنی ضرورت سے زائد ہو تو یہ عام مسلمانوں کے لیے حکم ہے۔ اس لیے کہ اگر پہلے تو سارا مال دیا پھر بعد میں نادم ہوا تو سارا ثواب ختم ہو گیا، لیکن خواص کے لیے کوئی پابندی نہیں ہے، وہ تو ایک پیسہ بھی نہ رکھتے تھے۔ جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہ انہیں بعد میں پشیمانی و ندامت نہیں ہوتی تھی۔ ایمان و توکل سے ان کا دل معمور تھا۔

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ الخ

اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور نابالغ بچے رہ جائیں تو وارثوں کے ذمہ ان کی دیکھ بھال فرض ہے اور ان بچوں کا مال میں پورا پورا حصہ ہوتا ہے۔ یتیم کا مال کھانا بہت بڑا جرم ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا الخ بیشک وہ لوگ جو ظالمانہ روش سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں، بیشک وہ اپنے پیٹوں میں آگ ڈالتے ہیں۔ اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ کرام یتیموں کے معاملہ میں پریشان ہو گئے کہ ذراسی غلطی سے بہت بڑا نقصان ہوگا۔ ان کا کھانا پینا آٹا وغیرہ سب کچھ ایک ہی گھر میں الگ رکھا جائے تو ہرج عظیم لازم آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مشکل کو "قل اصلاح لهم خیر" ارشاد فرما کر حل کر دیا یعنی تم ان کے مالوں کو اس طرح کنٹرول کرو کہ ان کی بھلائی ہو اور تمہاری نیت میں کھوٹ نہ ہو تو تھوڑی بہت لغزش معاف ہو جائے گی۔

وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ یعنی مال کھانے کی نیت سے خلط نہ کرو اور اندازہ رکھو کہ یہ مال اپنے اوپر خرچ نہ کریں۔

وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ الخ ابتداء اسلام میں کافر و مشرک عورت کے ساتھ نکاح کرنا جائز تھا۔ اس حکم کو یہاں منسوخ کر دیا گیا۔

مشرک کوئی بھی ہو، لیکن مومن غلام اس سے اچھا ہے۔ تم کسی مسلمان لڑکی کو مسلمان غلام کے عقد میں دے دو یہ بہتر ہے اس سے کہ تم مشرک کو دے دو۔

اس طرح حدیث میں ہے حضرت ام سلیم جو حضرت انسؓ کی والدہ تھیں۔ ابوطلحہ انصاریؓ نے ان کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ جبکہ یہ ابوطلحہ مسلمان نہ تھے۔ ام سلیم مسلمان تھیں۔ انھوں فرمایا:

مثلک یا ابا طلحة لا یردو لکنی امراة مسلمة وانت رجل مشرک

اے ابوطلحہ تیرے جیسے شخص کے پیغام کو رد تو نہیں کیا جا سکتا، لیکن میں ایک مسلمان خاتون ہوں اور تو مشرک شخص ہے۔ (رواہ النسائی)

ابوطلحہ نے مسلمان ہو کر نکاح کر لیا اور فرمایا فذاک مهرها یہ مسلمان ہونا ہی مہر تھا۔ باقی یہ الگ مسئلہ ہے کہ یہ مال قرار پاتا ہے یا نہیں۔ مہر میں مال دینا پڑتا ہے۔ بہر حال مسلمان کا نکاح مشرک سے جائز نہیں ہے۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ

اور آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دو

هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ

وہ نجاست ہے پس حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو اور ان کے پاس نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہولیں

فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ

پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ

اور بہت پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے ○ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں پس تم اپنی کھیتیوں میں جیسے چاہو آؤ

وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾

اور اپنے لئے آئندہ کی بھی تیاری کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ تم ضرور اس سے ملوگے اور ایمان والوں کو خوشخبری سُنا دو ○

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ

اور اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ نیکی اور پرہیزگاری اور لوگوں کے درمیان اصلاح

النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ

کرنے سے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے ○ اللہ تمہیں تمہاری قسموں میں بے ہودہ گوئی پر نہیں پکڑتا لیکن تم سے

يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ

ان قسموں پر مواخذہ کرتا ہے جن کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا ہو اور اللہ بڑا بخشنے والا بُردبار ہے ○ جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس

نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا

جانے سے قسم کھالیتے ہیں ان کے لئے چار مہینے کی مہلت ہے پھر اگر وہ رجوع کرلیں تو اللہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ○ اور اگر

الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ

انہوں نے طلاق کا پختہ ارادہ کرلیا تو بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے ○ اور طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو

ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ

روکے رکھیں اور ان کے لئے جائز نہیں کہ چھپائیں جو اللہ نے ان کے پیٹوں میں پیدا کیا ہے اگر وہ

كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کے خاوند اس مدت میں ان کو لوٹا لینے کے زیادہ حق دار

اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

ہیں اگر وہ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں اور دستور کے مطابق ان کا ویسا ہی حق ہے جیسا ان پر ہے

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ ع

اور مردوں کو ان پر فضیلت دی ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے ○

افاداتِ محمود:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ الخ

کفار کے ہاں حائضہ عورت کے ساتھ سلوک کرنے میں افراط وتفریط تھی۔ مجوسی اور یہودی عورت کو حالت حیض میں کمرہ میں اکٹھے بھی نہیں رہنے دیتے تھے۔ ان کے ہاتھ سے کھانا کھانا بھی بند کر دیتے تھے۔ ان سے بڑی سخت نفرت کرتے تھے، لیکن نصاریٰ نے تفریط کی۔ نصاریٰ عورتوں کے ساتھ حالت حیض میں مجامعت کرتے تھے۔ نصاریٰ اب بھی غلیظ ہیں۔ اسلام نے اعتدال کا حکم دیا کہ حیض کی حالت میں مجامعت جائز نہیں ہے، لیکن گھر میں رہنا اور بقیہ ہر قسم کا اختلاط جائز ہے اور ایک برتن میں کھانا بھی جائز ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

عن عائشه قالت كنت اشرب وانا حائض ثم انا وله النبی صلى الله عليه وسلم فيضع فاه على موضع فی فيشرب واتعرق العرق وانا حائض ثم انا وله النبی صلى الله عليه وسلم فيضع فاه على موضع فیّ (مسلم) ○

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں ایام خاص میں ہوتی تھی پانی پی کر (برتن) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتی تھی تو حضورؐ اس جگہ منہ رکھ کر نوش فرماتے تھے جدھر میرا منہ رکھا ہوا تھا اور مجھ کو پسینہ بھی آ چکا ہوتا اور میں ایام میں ہوتی تھی تو پانی پی کر پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (برتن) دے دیتی تھی آپؐ وہیں منہ لگا کر جہاں میرا منہ لگا ہوا ہوتا تھا نوش فرما لیتے تھے۔

گویا حائضہ کا لعاب بھی مل جائے تو اس سے بھی پرہیز نہیں ہے، لیکن دوسرے امور کے بارے میں فرمایا:

من اتى حائضاً او امراءةً فی دبرها فقد كفر بما انزل على محمد صلى الله عليه وسلم (الترغیب والترہیب)

جس شخص نے حائضہ عورت سے مجامعت کی یا عورت کے ساتھ خلاف فطرت کام کیا تو

تحقیق اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا انکار کیا۔

یعنی دونوں جگہ تلویث بالنجاستہ (گندگی سے آلودہ ہونا) ہوتا ہے۔

اس جملہ سے بعض بیوقوفوں نے اتیان فی الدبر کا استدلال کیا ہے، بلکہ درحقیقت اس میں یہود کے ایک عقیدہ پر رد ہے۔ کہ یہود وطئی فی القبل من جانب الدبر کو ناجائز سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر اس ہیئت کے ساتھ وطی کی جائے تو بچہ احول یعنی کانا ہوتا ہے۔ بہرحال فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ خود دال ہے کہ محل استمتاع وہ جگہ ہے جو محل حرث ہے اور دبر چونکہ محل حرث نہیں ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی متعدد سوالوں کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ فی صَحَاخ وا حد یعنی کیفیت جو بھی ہو، لیکن محل استمتاع صرف قبل ہے، اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اتیان فی الدبر کبیرہ گناہ ہے۔ حالت حیض میں وطئی سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ حیض کی وجہ سے عارضی طور پر وطئی منع ہے۔ باقی محل تو وہی ہے، لیکن لواطت میں وہ محل ہی نہیں ہے، بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اس بے حیائی کے مرتکب صرف انسان ہی ہورہے ہیں۔ حیوان یہ کام نہیں کرتے۔ ایک گدھا گدھی کے پیچھے تین میل چلا جاتا ہے، لیکن اس کا ذہن اس طرف نہیں جاتا۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **اولئک کالا نعام بل هم اضل** جب انسان اپنے مقصد سے ہٹ جاتا ہے تو وہ جانوروں سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ زنا جرم ضرور ہے، لیکن اس طرح خلاف فطرت کام نہیں جیسے لواطت ہے، لہٰذا زنا کی سزا یا تو رجم ہے یا کوڑے ہیں، لیکن لواطت کی سزا یا تو پہاڑ کے اوپر سے نیچے گرا دینا ہے یا اس جرم کے مرتکب کے اوپر چٹان گرا دینا ہے وغیرہ۔ یہ ایسی سزا ہے جیسی قوم لوط کو ملی تھی۔

سورہ بقرہ کو سنام القران کہا گیا ہے:

سورہ بقرہ میں چونکہ بہت سارے احکام مسائل بیان ہوئے ہیں اس وجہ سے اس کو سنام القرآن کہا گیا ہے۔

اب آگے یمین وقسم کے احکام بیان ہورہے ہیں چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ الخ

یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔ قسمیں کھانا اچھی بات نہیں ہے۔ خصوصاً کسی نیک عمل سے رک جانے کی قسم کھانا تو کسی بھی صورت میں درست نہیں ہے۔ اگر کسی نیک عمل سے رک جانے کی قسم کھائی تو قسم منعقد ہو جائیگی اور کفارہ دے کر اس قسم کو توڑ دینا چاہیے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے......

لا احلف علی یمین فاری غیرها خیرا منها الا اتیت الذی هو خیر و تحللتها (بخاری)

میں جب کبھی قسم کھالیتا ہوں اور بہتری اس کے سوا کسی اور چیز میں دیکھتا ہوں تو وہ اچھا کام جس کے خلاف میں نے قسم اٹھائی تھی کر گزرتا ہوں اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔

اسی طرح حضرت صدیق اکبرؓ کا واقعہ صحیح بخاری میں تفصیل سے موجود ہے۔ جب منافقین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام تراشی کی تو بعض ناواقف اور سادہ لوح مسلمانوں نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائی۔ ان میں سے ایک حضرت مسطحؓ بھی تھے۔ ان کی والدہ حضرت صدیق اکبرؓ کی خالہ زاد بہن تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ان پر بہت کچھ خرچ فرماتے تھے، لیکن جب اس نے منافقین والی باتیں مدینہ میں اڑائیں اور اللہ کے حبیبؐ اور اللہ کے حبیب کی حبیبہؓ کو اذیت پہنچائی تو حضرت صدیق اکبرؓ نے قسم کھائی کہ آئندہ مسطح اور اس کے گھر والوں پر کچھ خرچ نہ کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اور نہ قسم کھانی چاہیے بزرگی والوں کو تم میں سے اور مقدور والوں کو اس بات سے کہ وہ دیں مال قرابت والوں اور مسکینوں اور ہجرت کرنے والوں کو راہ میں اللہ کی اور انہیں چاہیے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ معاف کردے اللہ تعالیٰ تمہیں اور

اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم والا ہے۔

سبحان اللہ کیا مقام ہے براہ راست ابوبکرؓ کو عفو و درگزر کی ترغیب دی جارہی ہے۔ چنانچہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت صدیقؓ نے اس ترغیب کو قبول فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا......

واللہ انی لاحب ان یغفر اللہ لی فرجع الی مسطح النفقة التی کان ینفق علیه وقال واللہ لا انزعها عنه ابدا (بخاری شریف)

بخدا میں یہی چاہتا ہوں کہ میرا اللہ مجھ کو معاف کردے تو مسطح کا وہ نان و نفقہ (جو پہلے آپ حضرت مسطحؓ پر خرچ کرتے تھے) بحال کردوں اور فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی اب یہ نفقہ کبھی بند نہ کروں گا۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ کسی بھی نیک عمل سے اگر غلطی سے کسی نے قسم کھالی تو کفارہ دے کر اس قسم کا توڑنا واجب ہے۔ جیسا کہ حدیث بھی گزر چکی ہے اور صدیق اکبرؓ کا عمل بھی آپ کے سامنے ہے۔

اب جو الیکشن کے دوران میں لوگ قسم دیتے دلاتے ہیں کہ ووٹ ہمیں دو گے تو اگر وہ شخص شرعاً ووٹ کا مستحق نہ ہو تو اس قسم کو توڑ دینا چاہیے اور نااہل کو ووٹ نہ دینا چاہیے۔

احکام و اقسام یمین:

وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ الخ بعض لوگوں کی زبان سے بیہودہ قسمیں نکل جاتی ہیں۔

ان پر کفارہ اگر چہ نہیں ہوتا، لیکن یہ ایک قبیح و مذموم عمل ہے۔ چنانچہ فقہاء نے یمین کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ (۱) یمین لغو (۲) یمین غموس (۳) یمین منعقدہ۔ یمین لغو کا تعلق ظن سے ہوتا ہے یعنی ماضی سے متعلق کوئی شخص قسم کھالے کہ یہ فلاں بات ہوگئی ہے اور وہ بات فی الواقع نہ ہوئی ہو اور قسم کھانے والا اپنے گمان کے مطابق سچا ہو۔ (۲) غموس کے معنی چونکہ پانی میں ڈوبنے کے ہیں تو جھوٹی قسم کھانے کی وجہ سے انسان غموس فی النار کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ یمین غموس یہ ہے کہ ماضی یا حال سے متعلق جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھانا۔ علم کے باوجود یہ کہنا کہ فلاں کام نہیں ہوا۔ پھر بھی جھوٹی قسم کھا کر اس کے ہو جانے کا دعوی کرنا۔ یہ بے شک گناہ کبیرہ ہے۔ اس پر کفارہ نہیں ہے۔ اس کے لیے صرف اپنے رب سے توبہ کرنی چاہیے۔ آج کل عدالتوں میں جو قسمیں دلائی جاتی ہیں، وہ سب یمین غموس میں داخل ہیں۔ (۳) اور یمین منعقدہ یہ ہے کہ مستقبل سے متعلق قسم اٹھائی جائے کہ فلاں کام نہ ہوگا یا میں یہ کام نہ کروں گا تو وہ کام ہو جانے یا کر لینے کی صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔ شوافع کے ہاں یمین لغو کی تفسیر یہ ہے کہ بات بات پر قسم کھانا۔ خلاصہ یہ ہے کہ یمین لغو و یمین غموس میں کفارہ نہیں اور یمین لغو میں مواخذہ نہیں ہے جیسا کہ مذکورہ آیت میں صراحت سے واضح ہے۔ کیونکہ نسیان پر اللہ تعالیٰ مواخذہ نہیں فرماتے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

رفع عن امتی الخطاء و النسیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی بھول چوک معاف ہے اور یمین منعقدہ اگر توڑ دی گئی تو کفارہ لازم ہوگا۔ یہی مراد ہے بما کسبت قلوبکم سے۔ حلیم مقابل ہے جلد باز کے۔ اللہ تعالیٰ جلد باز نہیں ہے۔ گویا یمین لغو میں جو کمزوری ہم سے سرزد ہوئی وہ ہمارے خمیر میں رکھی گئی تھی۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ جلد بازی سے سزا نہ دیں گے۔ وہ بردبار ہیں۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ الخ

احکام ایلاء

ایلاء کے معنی قسم کھانے کے ہیں جیسا کہ **ولا یاتل اولو الفضل** الخ میں یہ آیت پیچھے گزر چکی ہے اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ چار ماہ یا زائد مدت کے لیے قسم کھانا کہ بیوی کے قریب نہ جاؤں گا۔ یا کوئی یہ قسم کھالے کہ بیوی کے پاس تا ابد کبھی بھی نہ جاؤں گا۔ اگر چار ماہ مکمل ہونے سے پہلے بیوی کی طرف رجوع کر لیا تو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا اور قسم کھانے کے بعد اس حال پر چار مہینے گزر گئے تو بیوی پر طلاق بائن پڑ جائے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ماہ کے لیے ایلاء فرمایا تھا اور اور ۲۹ تاریخ کو جب گھر والوں کو ملے تو حضرت صدیقہؓ نے کہا کہ حضورؐ میں تو گنتی کرتی رہی۔ مہینہ پورا نہیں ہوا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا **الشھر ھکذا و ھکذا** یعنی آپؐ نے ہاتھوں کے اشارہ سے سمجھا دیا کہ مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے اور ۳۰ دن کا بھی ہوتا ہے۔ یہ مہینہ ۲۹ دن کا ہے۔

ایلاء کے لیے قسم کھانا شرط ہے:

مودودی صاحب نے کہا ہے کہ ایلاء کے لیے قسم کھانے کی شرط نہیں ہے، بلکہ ویسے ہی اگر کوئی شخص بیوی سے چار ماہ الگ رہا تو بیوی پر طلاق بائن پڑ جائے گی۔ میں کہتا ہوں کہ ایلاء نام ہی قسم کھانے کا ہے۔ قسم کو محض شرط کہنا درست نہیں ہے کیونکہ ایلاء اور قسم ایک ہی چیز ہے۔ حالانکہ قانون یہ ہے کہ شرط شیئی خارج شیئی ہوتی ہے۔ مودودی صاحب کو یہ بھی پتا نہ چل سکا کہ قسم ایلاء کا رکن ہے یا شرط ہے؟ وہ ایلاء کے معنی ہی نہ سمجھ سکے۔ مودودی صاحب کی رائے کے مطابق جو شخص چار ماہ سفر پر رہ کر گھر والوں سے الگ رہے تو اس کی بیوی تو گئی۔

فَإِنْ فَاءُوْ الخ اگر چار ماہ سے کم مدت کے لیے قسم کھائی کہ بیوی کے قریب نہ جاؤں گا۔ اس نے اگر قسم کی مدت پوری کی تو نہ کفارہ، نہ طلاق اور اگر مدت مکمل ہونے سے پہلے رجوع کر لیا تو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ الخ قروء، قرء کی جمع ہے۔ قرء کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء نے اس سے حیض اور بعض نے طہر مراد لیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ لغت عرب میں قرأ حیض اور طہر دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس وجہ سے تفسیر میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں تین حیض مراد ہیں، لیکن اس سے مراد وہ عورت ہے جو حاملہ نہ ہو، کیونکہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔

عدت کے احکام:

عورتیں چونکہ مختلف قسم کی ہوتی ہیں لہذا اس اعتبار سے عدت کے احکام مختلف ہوں گے۔

(۱) اگر عورت غیر مدخول بہا ہو (یعنی اُس سے ازدواجی تعلق نہ ہو) اور اسے طلاق ہو جائے تو اس کی کوئی عدت نہیں ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تم نکاح کرو مومن عورتوں سے۔ پھر تم طلاق دیدو انہیں اس سے پہلے کہ تم چھوؤ ان کو تو تمھارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں۔ (سورہ احزاب/۴۹)

(۲) اور اگر عورت مدخول بہا ہو تو حاملہ ہونے کی صورت میں اس کی عدت وضع حمل یعنی بچے کی پیدائش ہے، خواہ اسے طلاق ہو جائے یا اس کا شوہر فوت ہو جائے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے......

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ الخ (سورۃ طلاق/۴)

اور جو حمل والیاں ہیں ان کی عدت ہے وضع حمل کرنا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ متوفی عنھا زوجھا کی عدت ابعد الاجلین ہے جبکہ حاملہ ہو یعنی جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو غیر حاملہ ہونے کی صورت تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے اور حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل ہے اور وضع حمل ایک گھنٹے کے بعد بھی ہو سکتا ہے۔ ایک دن، ایک ماہ یا چند ماہ کے بعد بھی ہو سکتا ہے، لہٰذا وہ ان دونوں میں سے زیادہ عرصے والی عدت گزارے گی خواہ وہ زیادہ وقت وضع حمل میں ہو یا چار ماہ دس دن میں ہو۔

(۳) اور اگر عورت مدخول بہا ہو اور اسے طلاق ہو جائے اور اسے حیض بھی آتا ہو تو اس کی عدت تین ماہواریوں کا گزر جانا ہے جیسا کہ اسی آیت میں مذکور ہے۔ (۴) اور اگر عورت مدخول بہا ہو اور اسے طلاق ہو جائے، لیکن اسے حیض نہ آتا ہو خواہ بڑھاپے کی وجہ سے یا نو عمر ہونے کی وجہ سے یا کسی بیماری کی وجہ سے تو اس کی عدت تین مہینے ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشْھُرٍ وَّ الّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ

(سورہ طلاق/۴)

اور جو عورتیں مایوس ہو گئیں حیض سے تمہاری بیبیوں میں سے اگر تمہیں کچھ شبہ ہو تو ان کی عدت ہے تین مہینے اور ان کی بھی جن کو ابھی حیض نہیں آیا۔

(۵) اور اگر عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا (سورہ بقرہ/۲۳۴)

اور جو لوگ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں اپنی بیویاں، وہ بیویاں انتظار کریں اپنے اوپر چار مہینے دس دن۔

شرعی عدت اور ہمارے عائلی قوانین :

ہمارے عائلی قوانین میں عورت کی عدت کے لیے ۹۰ دن مقرر ہیں۔ آگے اس کے نہ کوئی تفصیل ہے، نہ وضاحت، حالانکہ حیض کے ذریعہ گزرنے والی عدت ۳۹ دن کی بھی ہو سکتی ہے اور یہ کم سے کم مدت ہے۔ صورت اس کی یہ ہے کہ اگر طہر کے اختتام پر طلاق دی ہو اور متصل ہی حیض شروع ہو جائے اور یہ بات سب پر عیاں ہے کہ حیض کی کم از کم مدت ۳ دن اور طہر کی کم از کم مدت ۱۵ دن ہے۔ تو پہلے حیض ۳ دن پھر طہر ۱۵ دن پھر حیض ۳ دن پھر طہر ۱۵ دن پھر تیسرا حیض ۳ دن یہ کل ۳۹ دن ہو گئے۔ گویا عدت کی کم از کم مدت ۳۹ دن ہو سکتی ہے، لیکن عائلی قوانین بنانے والوں نے ۹۰ دن مقرر کیے ہیں۔ یہ اب بھی بضد ہیں۔ کسی کی بات سننے اور سمجھنے کے روادار نہیں

ہیں، لیکن یہ انتہائی بے وقوفی کی بات ہے۔ عدت کو ۹۰ دن کے ساتھ خاص کرنا صریح نص کے مخالف ہے۔ یہ ۹۰ دن والی عدت صرف دو قسم کی عورتوں کی عدت ہو سکتی ہے۔

(۱) جس لڑکی کو صغر سنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو۔ (۲) جس عورت کو بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ جو عورت غیر مدخول بہا ہو اور اسے طلاق دی جائے تو اس کی عدت ہے ہی نہیں، لیکن عائلی قوانین میں اس کے لیے بھی ۹۰ دن مقرر ہیں۔ یہ صریح نص کی مخالفت ہے، لیکن وہ لوگ بضد ہیں۔ اب اس قانون کو بدلتے بھی نہیں۔

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ

اس سے معلوم ہوا کہ طلاق کا اختیار صرف مرد کو ہے عورت کو نہیں ہے۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ

طلاق دو مرتبہ ہے

فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا

پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تمہارے لئے اس میں سے کچھ بھی

مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْھُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ خِفْتُمْ

لینا جائز نہیں جو تم نے انہیں دیا ہے مگر یہ کہ دونوں ڈریں کہ اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ

اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ

دونوں اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ عورت معاوضہ دے کر پیچھا چھڑا لے یہ اللہ کی حدیں

فَلَا تَعْتَدُوْھَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۲۲۹ فَاِنْ

ہیں سو ان سے تجاوز نہ کرو اور جو اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا سو وہی ظالم ہیں ○ پھر اگر

طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰي تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۭ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا

اسے طلاق دے دی تو اس کے بعد اس کے لئے وہ حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ کسی اور خاوند سے نکاح کرے پھر اگر وہ اسے طلاق

جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ

دیدے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں رجوع کر لیں اگر ان کا گمان غالب ہو کہ اللہ کی حدیں قائم رکھ سکیں گے اور یہ

حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۲۳۰ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَبَلَغْنَ

اللہ کی حدیں ہیں وہ انہیں کھول کر بیان کرتا ہے ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں ○ اور جب عورتوں کو طلاق دے دو پھر وہ اپنی

اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْھُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْھُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَلَا تُمْسِكُوْھُنَّ

عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں حسنِ سلوک سے روک لو یا انہیں دستور کے مطابق چھوڑ دو اور انہیں تکلیف دینے کے لئے

ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ

نہ روکو تا کہ تم سختی کرو اور جو ایسا کرے گا تو وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا اور اللہ کی آیتوں کا

اللّٰهِ ھُزُوًا ۡ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ

تمسخر نہ اُڑاؤ اور اللہ کے احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے اور جو اس نے تم پر کتاب

وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۲۳۱﴾

اور حکمت اُتاری ہے کہ تمہیں اس سے نصیحت کرے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ○

افاداتِ محمود:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ الخ ابتداء میں مردوں کو اختیار تھا کہ وہ جتنی جی چاہے طلاقیں دے دیتے۔ وہ بعد میں رجوع کر سکتے تھے، لیکن اب اللہ تعالیٰ نے ایک ضابطہ مقرر فرما دیا۔ ماضی میں عورتوں پر ظلم ہوتا تھا، ان کی حق تلفی ہوتی تھی اور ان کو ایذاء پہنچانے کے لیے بار بار طلاق دی جاتی تھی۔ پھر رجوع کیا جاتا تھا۔ اب ضابطہ بتلا دیا گیا کہ اب دو طلاق کے بعد تو رجوع کر سکتے ہو، لیکن تیسری طلاق کے بعد رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے۔ اب اگر کسی اور جگہ عورت کی شادی ہو جاتی ہے اور اتفاقاً دوسرا شوہر بھی طلاق دے دیتا ہے یا خدانخواستہ فوت ہو جاتا ہے تو عدت گزار کر وہ عورت پہلے شوہر کے نکاح میں عقد ثانی سے آسکتی ہے۔

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ

اب یہاں سے خلع کا مسئلہ بیان فرمایا جارہا ہے کہ اگر نباہ نہ ہو سکے اور عورت کو خواہش ہو کہ اسے جدا کر دیا جائے تو اس صورت میں اگر نشوز (غلطی) مرد کی طرف سے ہے تو عورت سے کچھ لینا گناہ ہے۔ اس کو ویسے ہی طلاق دے دینی چاہیے۔ اگر نشوز اور غلطی عورت کی طرف سے ہو تو مرد کے لیے طلاق کے عوض مال لینا یا مہر معاف کرانا، یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ چنانچہ ایک صحابیہؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے شوہر سے جدائی کا تذکرہ کیا۔ حضورؐ نے اس عورت سے فرمایا کہ جو باغ تجھ کو مہر میں ملا ہے، کیا تو اسے واپس کر دے گی؟ کہنے لگی ہاں۔ چنانچہ بطور مہر لیا ہوا باغ اس عورت نے واپس کر دیا اور شوہر نے طلاق دے دی۔ اسی کا دوسرا نام خلع ہے۔

خلع: لفظ خلع سے بھی ہوتا ہے اور طلاق سے بھی ہو جاتا ہے جبکہ مقابلہ میں مال وغیرہ ہو۔

حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ الخ حلالہ کا یہ تصور غلط ہے کہ حلال کرنے کے لیے نکاح کرو اور پھر طلاق دو۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محلل اور محلل لہ دونوں پر لعنت فرمائی ہے، البتہ حلالہ کی اتفاقی صورت درست ہے کہ شوہر ثانی اپنی مرضی سے طلاق دے دے یا فوت ہو جائے۔ صحیح بخاری میں یہ واقعہ منقول ہے کہ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ عدت گزارنے کے بعد اس نے دوسری جگہ شادی کر لی، لیکن وہ شخص نامرد تھا۔ وہ خاتون حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے لگی کہ اب دوسرے شوہر نے بھی طلاق دے دی ہے۔ کیا میں پہلے شوہر کے ساتھ دوبارہ عقد کر سکتی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ " **لا حتی یذوق الاخر عسیلتک و تذوقی عسیلته** " یعنی دوسرے شوہر کے لیے یہ ضروری ہے کہ یہ عورت سے ہم بستری کرے۔ صرف نکاح سے شوہر اول کے لیے حلال نہ ہو گی۔ لفظ "نکاح" لغت عربی کے اعتبار سے عقد نکاح اور وطی دونوں

معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ بعض مفسرین نے یہاں (تنکح) کو جماع کے معنی میں مراد لیا ہے، لیکن مجھ کو یہ توجیہ پسند نہیں ہے۔ کیونکہ تنکح کا فاعل عورت ہے اور وطی کی نسبت اس نوعیت سے عورت کی طرف کرنا مناسب نہیں ہے۔ وطی کا فاعل حقیقت میں مرد ہی ہوتا ہے، البتہ اگر مفاعلہ کا باب ہوتا تو گنجائش تھی، لیکن یہاں ثلاثی مجرد کا باب استعمال ہوا ہے تو یہ عقد نکاح کے معنی ہی میں ہے اور وطی جو عقد ثانی میں شرط ہے، یہ حدیث عسیلہ سے ثابت ہے۔ یہ خبر مشہور ہے۔ اگر چہ بعض لوگوں نے اسے خبر واحد بھی کہا ہے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ

اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو پس وہ اپنی عدت تمام کر چکیں تو اب انہیں اپنے خاوندوں سے نکاح کرنے

اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ

سے نہ روکو جبکہ وہ آپس میں دستور کے مطابق راضی ہو جائیں تم میں سے یہ نصیحت اسے کی جاتی ہے

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے یہ تمہارے لئے بڑی پاکیزگی اور بڑی صفائی کی بات ہے اور اللہ ہی جانتا ہے اور تم

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ

نہیں جانتے ○ اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں یہ اس کے لئے ہے جو دودھ کی

اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

مدت کو پورا کرنا چاہے اور باپ پر دودھ پلانے والیوں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق ہے

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ ۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ

کسی کو تکلیف نہ دی جائے مگر اسی قدر کہ اس کی طاقت ہو نہ ماں کو اس کے بچہ کی وجہ سے تکلیف دی جائے اور نہ باپ ہی کو

لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ

اس کی اولاد کی وجہ سے اور وارث پر بھی ویسا ہی نان نفقہ ہے پھر اگر دونوں اپنی رضامندی

مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا

اور مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے اور اگر کسی اور سے اپنی

اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا

اولاد کو دودھ پلوانا چاہو تو اس میں بھی تم پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ تم دے دو جو دستور کے مطابق تم نے دینا ٹھہرایا ہے اور اللہ

اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ

سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ اسے جو تم کرتے ہو خوب دیکھتا ہے ○ اور جو تم میں سے مر جائیں

وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا

اور بیویاں چھوڑ جائیں تو ان بیویوں کو چار مہینے دس دن تک اپنے نفس کو روکنا چاہیئے پھر جب

بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ

وہ اپنی مدت پوری کرلیں تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو وہ دستور کے مطابق اپنے حق

بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ

میں کریں اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے ○ اور تم پر اس میں گناہ نہیں ہے کہ

بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاۗءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ

ان عورتوں کو اشارہ سے پیغام نکاح دو اور یا تم اسے اپنے دل میں چھپاؤ اللہ جانتا ہے کہ تمہیں ان عورتوں کا خیال

وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ڛ وَلَا

پیدا ہوگا لیکن مخفی طور پر ان سے نکاح کا وعدہ نہ کرو مگر یہ کہ قاعدہ کے مطابق کوئی بات کہو

تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

اور جب تک میعاد نوشتہ پوری نہ ہو اس وقت تک نکاح کا قصد بھی نہ کرو اور جان لو کہ

يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ ع

اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے پس اس سے ڈرتے رہو اور جان لو اللہ بڑا بخشنے والا بردبار ہے ○

افاداتِ محمود:

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ الخ

یہاں بلوغ الی الاجل سے مراد یہ ہے کہ عدت قریب الاختتام ہو۔ کیونکہ عدت ختم ہونے کے بعد رجوع اور امساک والی بات صحیح نہیں رہتی۔ اس وجہ سے یہاں صاحب جلالین نے ای قار بن انقضاء عدتھن کو مقدر ٹھہرایا ہے یعنی طلاق رجعی کی صورت میں جب عدت ختم ہونے لگے اور دوبارہ بسانے کا ارادہ ہو تو رجوع کرلیا جائے۔ اگر دوبارہ بسانے کا ارادہ نہ ہو تو ایذاء رسانی کے لیے رجوع نہ کرے، بلکہ بطریق احسن اس کو رخصت کر دے۔ ہمارے عائلی قوانین کے مطابق تین طلاقوں کے بعد رجوع کیا جاسکتا ہے۔ چاہے دس بھی دے دے، تب بھی رجوع ممکن ہے۔

فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ الخ

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت معقل ابن یسارؓ کی ہمشیرہ کو شوہر نے طلاق دے دی۔ جب عدت بھی گزر گئی تو سابق شوہر نے دوبارہ پیغام نکاح بھیج دیا۔ چونکہ طلاق رجعی میں شوہر انقضائے عدت کے بعد عقد

ثانی سے رجوع کرسکتا ہے تو سابق شوہر نے پیغام دیا۔ عورت کا بھی میلان تھا کہ اسی شوہر سے عقد ثانی ہو جائے، لیکن حضرت معقل ابن یسارؓ جو اس عورت کے بھائی ہیں، کو غصہ آیا اور انھوں نے بہن کو منع کر دیا کہ جب ایک شخص نے ایک دفعہ تجھ کو طلاق دے کر گھر سے باہر کر دیا۔ اب پھر تم اس گھر میں نہیں جاؤ گی۔ شریف اور عفیف عورتیں لوگوں کے پاس نہیں جایا کرتیں، بلکہ ولی ان کا نکاح کراتے ہیں۔ یہاں عورت کے میلان کے باوجود اس نے کوئی خفیہ ڈیل نہیں کی تو آیت ذیل میں اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو یہ ضابطہ سمجھا دیا کہ جب شرعی رکاوٹ نہ ہو اور میاں بیوی دونوں رجوع پر رضامند ہوں تو لڑکی کے اولیاء یا لڑکے کے عزیز واقارب اس میں رکاوٹ نہ بنیں اور گزشتہ اختلافات طلاق وغیرہ کی وجہ سے انتقامی کارروائی نہ کریں۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ الخ o

طلاق کبھی ایسے موقع پر دی جاتی ہے کہ بچے چھوٹے ہوتے ہیں۔ ان کی پرورش اور دودھ پلانے کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لہٰذا اب دودھ پلانے کے احکام کا بیان ہے کہ اگر عورت کو طلاق ہو جائے تو اسے چاہیے کہ انتقامی کارروائی کے طور پر بچے کی خدمت و پرورش وغیرہ نہ چھوڑے۔ اسے دودھ پلانے کی مدت میں دودھ پلانا چاہیے، البتہ عورت کا حق الخدمت شوہر پر واجب ہوگا۔ اگر بچے کا والد زندہ ہے تو اس پر واجب ہے اور اگر والد زندہ نہ ہو تو دیگر ورثاء پر واجب ہے کہ عورت کی خدمت کریں اور اس کے نان ونفقہ وغیرہ کا انتظام کریں۔ طلاق کے بعد عورت پر اپنے بچے کو دودھ پلانا قضاءً واجب نہیں ہے، دیانۃً واجب ہے۔

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا الخ o

بچے کے معاملہ میں عورت کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دی جائے گی۔ مثلاً اگر عورت خوشی سے دودھ پلانا نہیں چاہتی تو اس پر جبر کرنا یا اس کے نان ونفقہ اور حق الخدمت کا انتظام نہ کرنا یا بچے کو دودھ پلانے کے لیے کسی غیر عورت کے حوالہ کرنا جبکہ بچے کی والدہ دودھ پلانے کے لیے تیار ہو اور کوئی ناجائز مطالبہ بھی نہ کرتی ہو یہ سب صورتیں ممنوع ہیں۔

مدت رضاعت اور جواز رضاعت میں فرق:

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ہاں مدت رضاعت ڈھائی سال ہے، جبکہ صاحبین کے ہاں دو سال ہے۔ یہ حضرات حولین کاملین سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ اجرت پر دودھ پلانے سے متعلق ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر بچے کی ضرورت دو سال میں پوری ہوگئی تو آگے ضرورت نہیں اور اگر بچے کی ضرورت ہو تو ڈھائی سال تک پلانا جائز ہے اور اس کے بعد ناجائز ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ الخ عورت کو دوران عدت پیغام دینا بھی حرام ہے، البتہ اشارات وکنایات استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا

تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو جب کہ انہیں ہاتھ بھی

لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ۚ

نہ لگایا ہو اور ان کے لئے کچھ مہر بھی مقرر نہ کیا ہو اور انہیں کچھ سامان دے دو وسعت والے پر اپنے قدر کے مطابق اور مفلس پر

مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ﴿۲۳۶﴾ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ

اپنے قدر کے مطابق سامان حسب دستور ہے نیکوکاروں پر یہ حق ہے ۝ اور اگر تم انہیں طلاق دو اس سے پہلے کہ

أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا

انہیں ہاتھ لگاؤ حالانکہ تم ان کے لئے مہر مقرر کر چکے ہو تو نصف اس کا جو تم نے مقرر کیا تھا مگر یہ کہ وہ

أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ

معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور تمہارا معاف کر دینا

لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۲۳۷﴾

پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے اور آپس میں احسان کرنا نہ بھولو کیونکہ جو کچھ بھی تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے ۝

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴿۲۳۸﴾

سب نمازوں کی حفاظت کیا کرو اور (خاص کر) درمیانی نماز کی اور اللہ کے لئے ادب سے کھڑے رہا کرو ۝

فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ

پھر اگر تمہیں خوف ہو تو پیادہ یا سوار ہی (پڑھ لیا کرو) پھر جب امن پاؤ تو اللہ کو یاد کیا کرو جیسا اس نے تمہیں سکھایا ہے

مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿۲۳۹﴾ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ

جو تم نہ جانتے تھے ۝ اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور بیویاں

أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ خَرَجْنَ

چھوڑ جائیں تو انہیں اپنی بیویوں کے لئے سال بھر کے لئے گزارہ کے واسطے وصیت کرنی چاہئے گھر سے باہر

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ ۗ وَاللَّهُ

گئے بغیر پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو وہ عورتیں اپنے حق میں دستور کے موافق کریں اور اللہ

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلْمُطَلَّقَٰتِ مَتَٰعٌۢ بِٱلْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى ٱلْمُتَّقِينَ ﴿۲۴۱﴾ كَذَٰلِكَ

زبردست حکمت والا ہے ○ اور طلاق دی ہوئی عورتوں کے واسطے دستور کے موافق خرچ دینا ہے پرہیزگاروں پر یہ لازم ہے ○

يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ ءَايَٰتِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۲۴۲﴾ ع

اسی طرح اللہ تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھ لو ○

افاداتِ محمود:

فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ الخ عورت کو کچھ دینے سے متعلق یہاں کل چار صورتیں ہیں۔ کیونکہ طلاق قبل الدخول دی ہوگی یا بعد الدخول۔ پھر ہر ایک صورت دو قسموں پر منقسم ہے کہ مہر پہلے مقرر کیا ہوگا یا نہیں اور ہر قسم کا حکم الگ ہے۔

(۱) اگر طلاق قبل الدخول دے دی اور مہر بھی مقرر نہیں ہوا تھا تو اس صورت میں متعہ واجب ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے دیا:

وَّمَتِّعُوهُنَّ ۚ عَلَى ٱلْمُوسِعِ قَدَرُهُۥ وَعَلَى ٱلْمُقْتِرِ قَدَرُهُۥ الخ

یعنی ان عورتوں کو فائدہ پہنچاؤ۔ صاحب استطاعت پر اس کی حیثیت کے مطابق ہے اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے مطابق ہے۔ ان جملوں میں پہلی صورت کی طرف اشارہ ہے کہ جب عورت کو طلاق دے دی گئی۔ وہ بدنام بھی ہوگئی، اور اس کی حوصلہ شکنی بھی ہوگئی۔ اب اسے کچھ نہ کچھ ملنا چاہیے۔ اس میں ایک جوڑا کپڑے اور دیگر ضروریات زندگی شامل ہیں۔ جو شخص صاحب استطاعت ہے، اسے چاہیے کہ فراخ دلی کا ثبوت دے اور جو تنگ دست ہے، وہ اپنی طاقت وبساط کے مطابق کچھ دیدے۔

(۲) اگر طلاق بعد الدخول دی گئی لیکن مہر مقرر نہیں کیا گیا تھا تو اس عورت کے لیے شوہر پر مہر مثل واجب ہے۔ مہر مثل سے مراد یہ ہے کہ اس لڑکی کی بہنوں کو جو مہر دیا گیا ہے اور اس کی پھوپھیوں کو جیسا ابن مسعودؓ فرماتے ہیں وھن اقارب الاب یعنی مثل سے مراد وہ عورتیں ہیں جو باپ کی طرف سے رشتہ دار ہیں، لیکن یہاں فقہاء نے مہر مثل کے لیے آٹھ صفات میں مشترک ہونا بیان فرمایا ہے۔ (والتفصیل فی المطولات)

(۳) اور اگر بعد الدخول طلاق دے دی گئی اور مہر مقرر کیا جاچکا تھا تو پورا مہر دینا واجب ہے۔

(۴) اور اگر قبل الدخول طلاق دے دی گئی اور مہر مقرر کیا جاچکا تھا تو نصف مہر واجب ہے۔ یہاں یہ ذکر بے جا نہیں کہ مہر فاطمی (۱۳۰) ایک سو تیس تولہ چاندی ہے۔ آج کل اس کی مالیت ۲۰۸۰ روپے ہے۔ (یہ مالیت ۱۹۷۶ء کے نرخ کے مطابق ہے) یہ مالیت چاندی کی قیمت کے کم یا زیادہ ہونے سے کم یا زیادہ ہوجائے گی۔

حَٰفِظُوا۟ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ الخ اب عود ہے حقوق العباد سے حقوق اللہ کی طرف، راجح مذہب کے

مطابق صلوٰۃ وسطی سے عصر کی نماز مراد ہے۔ اگرچہ ہر ایک نماز صلوٰۃ وسطیٰ کا مصداق بن سکتی ہے اور اکابر احناف کے ہاں فرض نماز سواری پر جائز نہیں ہے۔ اگر حملے کا خطرہ ہو تو صلوٰۃ خوف اداء کرو جیسا کہ کتب فقہ میں مفصل مذکور ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کو نماز سے بھی زیادہ درجہ دیا گیا ہے۔ جنگ خندق میں چار نمازیں قضاء ہوئی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں بھی صلوٰۃ وسطیٰ کا خصوصی تذکرہ فرمایا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ملاء الله عليهم بيوتهم وقبورهم نارا كما شغلونا عن الصلوٰة الوسطى حتى غابت الشمس

اللہ تعالیٰ ان (کفار) کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ یعنی درمیانی نماز سے مشغول کیے رکھا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کی قضاء ہے اور جہاد کی قضاء نہیں ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے

مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ

اپنے گھروں سے نکلے حالانکہ وہ ہزاروں تھے پھر اللہ نے ان کو فرمایا کہ مرجاؤ پھر انہیں

أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٢٤٣﴾

زندہ کردیا بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ○

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٤٤﴾ مَنْ ذَا الَّذِي

اور اللہ کی راہ میں لڑو اور سمجھ لو کہ بیشک اللہ خوب سننے والا جاننے والا ہے ○ ایسا کون شخص ہے

يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَ

جو اللہ کو اچھا قرض دے پھر اللہ اس کو کئی گنا بڑھا کر دے اور اللہ ہی تنگی کرتا ہے اور

يَبْصُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٤٥﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ

کشائش کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ○ کیا تم نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو موسیٰ کے بعد

بَعْدِ مُوسَىٰ إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ (نصف الاوّل)

نہیں دیکھا جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کردو تاکہ ہم اللہ کی راہ

اللَّهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا قَالُوا

میں لڑیں پیغمبر نے کہا کیا یہ بھی ممکن ہے کہ اگر تمہیں لڑائی کا حکم ہو تو تم اس وقت نہ لڑو انہوں نے کہا

وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَ

ہم اللہ کی راہ میں کیوں نہ لڑیں گے حالانکہ ہمیں اپنے گھروں اور اپنے بیٹوں سے نکال

أَبْنَائِنَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ وَاللَّهُ

دیا گیا ہے پھر جب انہیں لڑائی کا حکم ہوا تو سوائے چند آدمیوں کے سب پھر گئے اور اللہ

عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٢٤٦﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ

ظالموں کو خوب جانتا ہے ○ ان کے نبی نے ان سے کہا بیشک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ

مَلِكًا قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ

مقرر فرمایا ہے انہوں نے کہا اس کی حکومت ہم پر کیونکر ہو سکتی ہے اس سے تو ہم ہی سلطنت کے زیادہ مستحق ہیں اور اسے

يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَ زَادَهٗ

مال میں بھی کشائش نہیں دی گئی پیغمبر نے کہا بیشک اللہ نے اسے تم پر پسند فرمایا ہے

بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ ؕ وَ اللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ

اور اسے علم اور جسم میں زیادہ فراخی دی ہے اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دیتا ہے اور اللہ

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ

کشائش والا جاننے والا ہے○ اور بنی اسرائیل سے ان کے نبی نے کہا کہ طالوت کی بادشاہی کی یہ نشانی ہے کہ تمہارے پاس وہ

فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ

صندوق واپس آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے اطمینان ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں ان میں سے جو موسیٰ اور ہارون

تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ ع

کی اولاد چھوڑ گئی تھی اس صندوق کو فرشتے اٹھالائیں گے بیشک اس میں تمہارے لئے پوری نشانی ہے اگر تم ایمان والے ہو○

افاداتِ محمود:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا الخ

مال اور جان یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنا نفس پر شاق ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل کا واقعہ بیان کر کے یہ بتلا دیا گیا ہے کہ جہاد سے جی نہیں چرانا چاہیے۔ آیت ذیل میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے کچھ لوگ، جو ہزاروں کی تعداد میں تھے، بیماری کے ڈر سے یا دشمن کے ڈر سے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں ایک جگہ پہنچ کر اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں آیا اور دو فرشتوں کو عذاب نازل کرنے کا حکم دے دیا۔ جس وادی سے یہ لوگ گزر رہے تھے، ایک فرشتہ نے وادی کے ایک سرے پر اور دوسرے فرشتہ نے وادی کے دوسرے سرے پر کھڑے ہو کر ایک زوردار چیخ ماردی۔ اس سے یہ سب کے سب لقمہ اجل بن گئے۔ پھر یہ لوگ حزقیل پیغمبر کی دعا سے زندہ کیے گئے۔ سات دن کے بعد یا زیادہ عرصہ کے بعد یہ لوگ زندہ کیے گئے تا کہ توبہ کریں۔

دنیا میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا:

یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ موت کے بعد دوبارہ کیسے زندگی ملی، جبکہ دوبارہ زندہ ہونا تو قیامت کے

روز ہوگا؟ جواب اس کا وہی ہے جو ابن العربی نے احکام القرآن میں لکھا ہے کہ **لیست ھذہ موت اجل بل ھی موت عقوبۃ** یعنی یہ جو موت ان لوگوں پر طاری ہوئی تھی، وہ موت نہ تھی جو اجل مقرر اور وقت مقرر پر آتی ہے، بلکہ یہ بطور سزا ان پر طاری کردی گئی تھی، تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ بیماری یا دشمن کے خوف سے بھاگنا حیات کا سبب نہیں ہے۔ موت اور زندگی کے نظام کو اللہ تعالیٰ کنٹرول کیے ہوئے ہیں۔ اس میں کسی اور کا کوئی دخل نہیں ہے۔ انہیں دوبارہ زندگی مل گئی تا کہ یہ لوگ توبہ بھی کریں اور آئندہ ایسی ناشکری کے مرتکب نہ ہوں۔

قرآن کریم میں یہ واقعہ بیان فرما کر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ ہے کہ جہاد سے جی چرانا اور جہاد میں شریک نہ ہونا زندگی اور زندہ رہنے کا سبب نہیں ہے، بلکہ جہاد میں عدم شمولیت کو ہلاکت سے تعبیر فرمایا ہے:

ع ہے کبھی جان اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ

یہاں جہاد بالنفس کا بیان ہے اور اگلی آیت میں جہاد بالمال کا بیان ہے۔

فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً

انسانوں کے لیے تو ضابطہ یہ ہے کہ جب ایک دوسرے کو قرض دیں تو بلا سود ہو تب وہ قرض حسنہ ہوگا، لیکن اللہ تعالیٰ کو جب قرضہ دیا جاتا ہے تو وہ سود پر ہے۔ اس کا بہت زیادہ نفع ملے گا۔ اس کی طرف مندرجہ بالا الفاظ سے اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اس کے عوض کئی گنا زیادہ دیا جائے گا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ الخ

یہ بیان بھی پچھلے مضمون کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ گزشتہ آیات میں جہاد کی ترغیب دی گئی تھی۔ اس واقعہ سے بھی یہی مقصود ہے کہ جب بنی اسرائیل کی سرکشی حد سے بڑھ گئی اور جالوت نے ان کو مغلوب کر دیا تو انہوں نے نبی وقت کے پاس حاضر ہو کر کہا کہ اگر آپ ہمارے لیے کسی کو بادشاہ مقرر کر دیں تو ہم اس کی قیادت میں قوم عمالقہ سے لڑنے کے لیے تیار ہیں اور یہ نبی حضرت شموئیل علیہ السلام ہیں، لیکن یہاں بھی بنی اسرائیل پر جبل گردد و جبلت نہ گردد، والی مثال صادق آ گئی۔ جب حضرت طالوت بادشاہ مقرر ہو گئے تو بنی اسرائیل نے شکوک وشبہات پیش کرنا شروع کر دیئے۔ کہا کہ یہ تو غریب آدمی ہے۔ اس کے پاس دنیوی وسائل اور مال نہیں ہے۔ جاہ وجلال نہیں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے سمجھا دیا کہ یہ ایمانی اور جسمانی دونوں اعتبار سے مضبوط ہیں اور قیادت کے اہل ہیں۔ قوم کا قائد عالم باعمل اور مجاہد ہونا چاہیے۔ یہ بزدل اور ڈرپوک نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ قیادت کا دارومدار مال پر نہیں ہے۔

اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ الخ

یہ بنو اسرائیل کا تابوت تھا۔ اس میں پیغمبروں کے کچھ تبرکات تھے۔ بنو اسرائیل اس صندوق کو لڑائی

میں آگے رکھتے تھے تو ان کو فتح نصیب ہو جاتی تھی، لیکن جالوت جب بنی اسرائیل پر غالب آیا تو وہ ان سے یہ صندوق بھی چھین کر لے گیا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ یہ لوگ جہاں بھی صندوق کو رکھتے وہاں وباء پھیل جاتی۔ آخر لاچار ہو کر انہوں نے اس کو بیل گاڑی پر رکھا اور بیلوں کو ہنکا دیا۔ فرشتے ان بیلوں کو لے کر طالوت بادشاہ کے دروازہ پر لے آئے۔ اس طرح یہ صندوق دوبارہ بنی اسرائیل کو مل گیا۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ

پھر جب طالوت فوجیں لے کر نکلا کہا بیشک اللہ ایک نہر سے تمہاری آزمائش کرنے والا ہے جس نے اس نہر کا پانی پیا تو وہ میرا

فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ

نہیں ہے اور جس نے اُسے نہ چکھا تو وہ بیشک میرا ہے مگر جو کوئی اپنے ہاتھ سے ایک چلّو بھر لے (تو اسے معاف ہے)

فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

پھر ان میں سے سوائے چند آدمیوں کے سب نے اس کا پانی پی لیا پھر جب طالوت اور ایمان والے اس کے ساتھ پار ہوئے

قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ

تو کہنے لگے آج ہمیں جالوت اور اس کے لشکروں سے لڑنے کی طاقت نہیں جن لوگوں کو خیال تھا کہ انہیں اللہ سے ملنا ہے

مُلَاقُوا اللّٰهِ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ

وہ کہنے لگے بارہا بڑی جماعت پر چھوٹی جماعت اللہ کے حکم سے غالب ہوئی ہے

وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿۲۴۹﴾ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ

اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ○ اور جب جالوت اور اس کی فوجوں کے سامنے ہوئے تو کہا اے رب ہمارے

عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿۲۵۰﴾ فَهَزَمُوهُمْ

دلوں میں صبر ڈال دے اور ہمارے پاؤں جمائے رکھ اور اس کافر قوم پر ہماری مدد کر ○ پھر

بِإِذْنِ اللّٰهِ وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ

اللہ کے حکم سے مومنوں نے جالوت کے لشکروں کو شکست دی اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا اور اللہ نے سلطنت اور حکمت

مِمَّا يَشَاءُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ

داؤد کو دی اور جو چاہا اُسے سکھایا اور اگر اللہ کا بعض کو بعض کے ذریعے سے دفع کرا دینا نہ ہوتا تو زمین فساد سے

الْأَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللّٰهِ نَتْلُوهَا

پُر ہو جاتی لیکن اللہ جہان والوں پر بہت مہربان ہے ○ یہ اللہ کی آیتیں ہیں ہم تمہیں

عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۲۵۲﴾

ٹھیک طور پر پڑھ کر سناتے ہیں اور بیشک تو ہمارے رسولوں میں سے ہے ○

افاداتِ محمود:

وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ الخ

اس سے معلوم ہوا کہ پانی پر بھی طعام کا اطلاق ہوتا ہے۔طالوت بادشاہ کے ساتھ ہزاروں بنی اسرائیل تھے،لیکن صرف (۳۱۳) تین سو تیرہ ایسے تھے جنہوں نے پانی نہیں پیا۔وہی کامیاب ہوئے۔جن لوگوں نے حکم کی تعمیل کی وہ کامران ہوئے اور جن لوگوں نے حکم توڑا وہ ناکام ونامراد قرار پائے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ
یہ سب رسول ہیں ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے بعض وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام فرمائی
بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ
اور بعضوں کے درجے بلند کئے اور ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو صریح معجزے دیئے تھے اور اُسے روح القدس کیساتھ قوت دی تھی
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ
اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ جو ان پیغمبروں کے بعد آئے وہ آپس میں نہ لڑتے بعد اس کے کہ ان کے پاس صاف حکم پہنچ چکے تھے
وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۟
لیکن ان میں اختلاف پیدا ہو گیا پھر کوئی ان میں سے ایمان لایا اور کوئی کافر ہوا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾
لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ○

افاداتِ محمود:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ الخ ○

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بیان کی جارہی ہے کہ بنی اسرائیل میں بیک وقت بہت سے نبی مبعوث ہوتے تھے۔ کوئی ایک قوم کے لیے، کوئی دوسری قوم کے لیے، کوئی ایک علاقہ کے لوگوں کے لیے، کوئی دوسرے اہل علاقہ کے لیے۔ فضیلت کام کی اہمیت ونوعیت کے ساتھ مخصوص ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انس وجن کے لیے نبی ورسول بنا کر بھیجا گیا۔

المبعوث الی الاسود والاحمر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن آپ کا پروگرام وسیع اور عام ہے۔ آیت مذکور میں پہلے بَعْضَهُمْ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور علی بعض سے مراد دوسرے انبیاء کرام ہیں۔ آگے مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ الخ سے دیگر انبیاء کی فضیلت بیان فرمائی جارہی ہے تا کہ ان کی شان کم ہونے کا اندیشہ نہ رہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ

اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اُس میں سے خرچ کرو اُس دن کے

اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۲۵۴

آنے سے پہلے کہ جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی سفارش اور کافر وُہی ظالم ہیں ○

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ڬ لَا تَاْخُذُهٗ سِـنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا نہ اُس کو اُونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند آسمانوں اور زمین میں

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ

جو کچھ بھی ہے سب اُسی کا ہے ایسا کون ہے جو اُس کی اجازت کے سوا اُس کے ہاں سفارش کر سکے مخلوقات

مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا

کے تمام حاضر اور غائب حالات کو جانتا ہے اور وُہ سب اُس کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا کہ

شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِـيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــــُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَھُوَ

وہ چاہے اُس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی

الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝۲۵۵ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ڐ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ

اور وُہی سب سے برتر عظمت والا ہے ○ دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں ہے بے شک ہدایت یقیناً گمراہی سے مُمتاز ہو چکی ہے

يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ

پھر جو شخص شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے تو اُس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا

لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۵۶ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ

جو ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سُننے والا جاننے والا ہے ○ اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے اور انہیں اندھیروں سے

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ

روشنی کی طرف نکالتا ہے اور جو لوگ کافر ہیں اُن کے دوست شیطان ہیں اُنہیں روشنی سے

ع النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۵۷

اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں وُہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ○

افاداتِ محمود:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا الخ

گزشتہ رکوع میں قتال فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ کا بیان تھا یہاں پھر انفاق مال کا ذکر ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ

آیۃ الکرسی کی فضیلت:

(۱) ایک حدیث میں ہے کہ قرآنی آیات میں سے آیۃ الکرسی عظیم ترین آیت ہے۔

(۲) ایک روایت میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آیۃ الکرسی تمام آیات قرآنیہ کی سردار ہے اور جس گھر میں یہ آیت پڑھی جائے، وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

(۳) ایک روایت میں ہے جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھا کرے تو جنت میں داخل ہونے کے لیے سوائے اس کے مرجانے کے اور کوئی رکاوٹ نہیں ہے یعنی موت کے بعد فوراً جنت میں داخل کیا جائے گا۔ (الترغیب) یہ قرآن کریم کی عظیم ترین آیت اس وجہ سے ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے صفاتی ناموں پر مشتمل ہے۔ یہ توحید ذاتی وصفاتی پر مشتمل ہے۔

قرآن کریم میں عموماً تین علوم سے بحث کی جاتی ہے۔

(۱) علم التوحید والصفات (۲) علم الاحکام (۳) علم القصص

اس آیت میں توحید وصفات کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ دونوں مضمون پوری تفصیل سے بیان فرمادیئے ہیں۔ (۱) جامعیت یعنی تمام صفات کمالیہ کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ (۲) قیومیت، دیگر عبادات کی تہذیب وتنقیح بھی ان ہی صفات سے وابستہ ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ الخ

دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے کیونکہ ایمان کا تعلق حقیقت میں قلب کے ساتھ ہوتا ہے اور زبان پر جبری طور پر اجرائے کلمہ سے ایمان قلب میں نہیں اترتا۔ جیسا کہ ایک اور جگہ ارشاد ہے......

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ (سورہ کہف/۶)

پس شاید کہ آپ تو ہلاک کرڈالیں گے اپنی جان کو ان کے پیچھے، اگر وہ ایمان نہ لائیں اس کلام (قرآن کریم) پر افسوس کے مارے۔

مفہوم یہ ہے کہ آپ کو اتنی جان کھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کسی شخص کو مسلمان بنانا اور اُس کے دل میں ایمان ڈالنا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ہدایت وضلالت کے دونوں راستے اس نے سمجھا دیئے ہیں۔

أَلَمْ تَرَ

کیا تُو نے اُس شخص

إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرٰهِمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرٰهِمُ رَبِّيَ

کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے اُس کے رب کی بابت جھگڑا کیا اِس لئے کہ اللہ نے اُسے سلطنت دی تھی جب ابراہیم نے کہا

الَّذِي يُحْيٖ وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيٖ وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرٰهِمُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَأْتِي

کہ میرا رب وُہ ہے جو زندہ کرتا ہے اُور مارتا ہے اُس نے کہا مَیں بھی زندہ کرتا ہوں اُور مارتا ہُوں کہا ابراہیم نے بیشک اللہ

بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللّٰهُ

سُورج مشرق سے لاتا ہے تُو اِسے مغرب سے لے آ تب وُہ کافر حیران رہ گیا اور اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ﴿٢٥٨﴾ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى

بے انصافوں کو سیدھی راہ نہیں دِکھاتا ○ یا تُو نے اُس شخص کو نہیں دیکھا جو ایک شہر پر گُزرا اُور وُہ اپنی چھتوں پر

عُرُوشِهَا قَالَ أَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ

گِرا ہوا تھا کہا اِسے اللہ مرنے کے بعد کیونکر زندہ کرے گا پھر اللہ نے اُسے سَو برس تک مار ڈالا

عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ

پھر اُسے اُٹھایا کہا کہ تُو یہاں کتنی دیر رہا کہا ایک دِن یا اس سے کچھ کم رَہا فرمایا بلکہ

لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ إِلٰى

تُو سَو برس رہا ہے اب تُو اپنا کھانا اور پینا دیکھ وُہ تو سڑا نہیں اور اپنے

حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ

گدھے کو دیکھ اور ہم نے تُجھے لوگوں کے واسطے نمونہ بنانا چاہا ہے اُور ہڈیوں کی طرف دیکھ کہ ہم اُنہیں کس طرح اُبھار کر جوڑ دیتے

نَكْسُوهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٥٩﴾

ہیں پھر اُن پر گوشت پہناتے ہیں پھر جب اُس پر یہ حال ظاہر ہوا تو کہا میں یقین کرتا ہوں کہ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○

وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ

اور یاد کر جب ابراہیم نے کہا اَے میرے پروردگا! مجھ کو دکھا کہ تُو مُردے کو کس طرح زندہ کرے گا فرمایا کیا تم یقین نہیں لاتے کہا

بَلٰی وَ لٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ
کیوں نہیں لیکن اس واسطے چاہتا ہوں کہ میرے دل کو تسکین ہو جائے فرمایا تو چار جانور اُڑنے والے پکڑ
ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ
پھر اُنہیں اپنے ساتھ ہلا لے پھر ہر پہاڑ پر اُن کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دے پھر اُن کو بُلا تیرے پاس دَوڑتے ہوئے آئیں گے
وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾ ع
اور جان لے کہ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے ○

افاداتِ محمود:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ الخ

ماقبل کے ساتھ ربط (۱) ایک تو یہ ہے کہ پہلے رکوع میں مبداء و معاد کا بیان تھا۔ اب تین مثالیں پیش کیں۔ پہلی مثال کا تعلق مبدأ سے اور دوسری و تیسری مثال کا تعلق معاد سے ہے۔

(۲) گزشتہ رکوع کے اختتام پر یہ ذکر تھا کہ کفار ظلمات میں اور ایمان والے نور ہدایت میں ہوتے ہیں۔ اس مضمون کو واضح کرنے کے لیے آگے چند نظائر بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) مثال اول:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کے دربار میں گئے تو انھوں نے سجدہ نہیں کیا۔ نمرود نے پوچھا کہ آپ نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں اپنے رب کے سوا کسی اور کو سجدہ نہیں کرتا۔ نمرود نے کہا کہ میں ہی رب ہوں۔ حضرت ابراہیم نے کہا کہ میں دنیاوی حاکم کو رب نہیں سمجھتا، بلکہ رب وہ ہے جو زندگی دیتا اور مارتا ہے تو نمرود نے کہا کہ میں بھی زندگی دیتا اور مارتا ہوں۔ اس نے ایک بے قصور کو مار دیا اور ایک قصوروار کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابراہیمؑ سمجھ گئے کہ یہ بے عقل ہے، لہٰذا ایسی دلیل دی کہ نمرود کو مبہوت کر دیا۔ یہاں حضرت ابراہیمؑ تحقیقی جواب دے سکتے تھے، لیکن مناظرے میں ارخائے عنان (بات کا رخ پھیرنا) ہوتا ہے اس لیے بات کا رخ دوسری طرف پھیر دیا۔

(۲) مثال دوم:

اَوْ كَالَّذِیْ الخ یہ حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ اس زمانہ میں بخت نصر بادشاہ تھا۔ اس نے بیت المقدس کو ویران کر دیا تھا اور بہت سے بنی اسرائیل کو قیدی بنالیا تھا۔ ان میں حضرت عزیر علیہ السلام بھی تھے۔ اس

نے تورات کے تمام نسخے جلا ڈالے تھے۔ حضرت عزیرؑ جیل سے چھوٹ کر واپس جا رہے تھے کہ ایک ویران بستی دیکھی اور کہا اے باری تعالیٰ یہ بستی کیسے آباد ہوگی؟ اور اس بستی والے کیسے زندہ ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیرؑ پر سو سال کے لیے موت طاری کر دی۔ جو کھانے پینے کی چیزیں تھیں وہ سو سال تک بدستور صحیح سالم پڑی رہیں، لیکن جس گدھے پر وہ سوار ہو کر جا رہے تھے، اس کی ہڈیاں گل سڑ گئیں۔ اس طویل عرصہ میں بخت نصر بھی مر گیا۔ پھر کوئی دوسرا بادشاہ آیا اور وہ بستی بھی آباد ہوگئی۔ حضرت عزیرؑ کو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندہ فرما دیا۔ اب وہ بیت المقدس آ گئے۔ چونکہ تورات کے تمام نسخے ضائع ہو گئے تھے اور وہ کسی کو یاد بھی نہ تھی۔ اس اثناء میں جو بچے تھے، وہ بھی بوڑھے ہو گئے، لیکن حضرت عزیرؑ اسی طرح نوجوان تھے اور زبانی تورات سنا رہے تھے۔ اس وقت یہود گمراہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ عزیرؑ خدا کے بیٹے ہیں (نعوذ باللہ) حضرت عزیرؑ کا سوال بھی مشاہدہ پر مبنی ہے، ورنہ اس بستی کے آباد ہونے کا ان کو بھی پورا یقین تھا۔

(۳) مثال سوم:

وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ط الخ

ایمان علم الیقین کا نام ہے جو کہ حضرت ابراہیمؑ کو اعلیٰ درجہ کا حاصل تھا۔ اس سے اوپر عین الیقین ہے جو کہ مشاہدہ ہے اور اس سے اوپر حق الیقین ہے یعنی مباشرۃ بالنفس۔ جیسے کسی پھل کے متعلق آپ کچھ جانتے ہیں تو یہ علم الیقین ہے۔ اگر اس کو آنکھ سے دیکھ لیا تو یہ عین الیقین ہے اور اگر اس کو کھا لیا تو یہ حق الیقین ہے۔ کیف تحی الموتیٰ، یہ الفاظ خود بتاتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کا سوال مطلق احیاء موتیٰ کے متعلق نہ تھا، بلکہ کیفیت احیاء کے متعلق تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے پوچھا ''اولم تومن'' تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا ''بلیٰ'' کیوں نہیں۔ اب قیامت تک آنے والے انسانوں کی زبانیں بند کر دی گئیں کہ کوئی جملہ اعتراض اور حرف شکایت زبانوں پر نہ لائیں۔

''اربعة من الطير'' سے مراد:

چار پرندوں سے مراد، مور، مرغ، کوا اور کبوتر ہیں بعض مفسرین نے اور چار پرندے ذکر کیے ہیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ

اُن لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں مال

سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ

خرچ کرتے ہیں ایسی ہے کہ جیسے ایک دانہ کہ اُگائے سات بالیں ہر بال میں سو سو

حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِيْنَ

دانے اور اللہ جس کے واسطے چاہے بڑھاتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے ○ جو لوگ

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ

اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ

اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾

ستاتے ہیں اُنہیں کے لئے اپنے رب کے ہاں ثواب ہے اور ان پر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَاۤ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ

مناسب بات کہہ دینا اور درگزر کرنا اُس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ بے پرواہ

حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ

نہایت تحمل والا ہے ○ اے ایمان والو! احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اپنی خیرات کو ضائع نہ کرو اس شخص کی طرح

يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ

جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے اور اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتا سو اس کی مثال

كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ

ایسی ہے جیسے صاف پتھر کہ اس پر کچھ مٹی پڑی ہو پھر اُس پر زور کا مینہ برسا پھر اس کو بالکل صاف کر دیا ایسے لوگوں کو

عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ

اپنی کمائی ذرا بھی ہاتھ نہ لگے گی اور اللہ کافروں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا ○ اور اُن لوگوں کی مثال

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ

جو اپنے مال اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور اپنے دلوں کو مضبوط کر کے خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جس طرح

جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ

بلند زمین پر ایک باغ ہو اُس پر زور کا مینہ برسا تو وہ باغ اپنا پھل دوگنا لایا اور اگر اُس پر مینہ نہ برسا تو شبنم ہی

فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ

کافی ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب دیکھنے والا ہے ○ کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند آتی ہے کہ اُس کا ایک باغ

مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ

کھجور اور انگور کا ہو جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں اُسے اس باغ میں اور بھی ہر طرح کا میوہ حاصل ہو

وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ

اور اُس پر بڑھاپا آ گیا ہو اور اُس کی اولاد ضعیف ہو تب اس باغ پر ایک بگولہ آ پڑا جس میں آگ تھی

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا ع

جس سے وہ باغ جل گیا اللہ تمہیں اِس طرح نشانیاں سمجھاتا ہے تاکہ تم سوچا کرو ○ اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے

مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا

ستھری چیزیں خرچ کرو اور اُس چیز میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہے اور اُس میں سے

الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا

ردّی چیز کا ارادہ نہ کرو کہ اس کو خرچ کرو حالانکہ تم اُسے کبھی نہ لو مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور سمجھ لو کہ

اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ

بے شک اللہ بے پروا تعریف کیا ہوا ہے ○ شیطان تمہیں تنگدستی کا وعدہ دیتا ہے اور بے حیائی کا

بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ ۙ

حکم کرتا ہے اور اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ بہت کشائش کرنیوالا سب کچھ جاننے والا ہے ○

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ

جس کو چاہتا ہے سمجھ دے دیتا ہے اور جسے سمجھ دی گئی تو اُسے بڑی خوبی ملی

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ

اور نصیحت وہی قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں ○ اور جو تم خیرات کے طور پر خرچ کرو گے یا تم کوئی

مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ تُبْدُوا

مَنّت مانو گے تو بے شک اللہ کو سب معلوم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے ○ اگر تم خیرات

الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ

ظاہر کر کے دو تو بھی اچھی بات ہے اور اگر اُسے چھپا کر دو اور فقیروں کو پہنچا دو تو تمہارے حق میں وہ بہتر ہے

وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ

اور اللہ تمہارے کچھ گناہ دُور کر دے گا اور اللہ تمہارے کاموں سے خُوب خبر رکھنے والا ہے ○ اُنہیں راہ پر لانا

هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ

تیرے ذمہ نہیں اور لیکن اللہ جسے چاہے راہ پر لاتا ہے اور جو مال تم خرچ کرو گے اُس کا نفع تمہاری جان کے لئے ہے

وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ

اور اللہ ہی رضامندی کے لئے خرچ کرو اور جو اچھی چیز تم خرچ کرو گے اُس کا پورا اجر تمہیں دیا جائے گا

وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا

اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا ○ خیرات اُن حاجت مندوں کے لئے ہے جو اللہ کی راہ میں

يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ؗ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ

رُکے ہوئے ہیں مُلک میں چل پھر نہیں سکتے ناواقف ان کے سوال نہ کرنے سے انہیں مال دار سمجھتا ہے

تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ

تُو ان کے چہرے سے پہچان سکتا ہے لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے اور جو کام کی چیز تم خرچ کرو گے

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾

بے شک وہ اللہ کو معلوم ہے ○

افاداتِ محمود:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا الخ

اب یہاں سے انفاق فی سبیل اللہ کی شرائط بیان ہو رہی ہیں۔ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ الخ عام حالات میں تو خفیہ صدقہ کرنا ہی بہتر ہے، لیکن ترغیباً اگر صدقہ ظاہر کر کے دیا جائے تا کہ دوسرے لوگ بھی آمادہ ہوں تو یہ نہ صرف

جائز ہے، بلکہ بعض صورتوں میں موقع ومحل کی مناسبت سے افضل بھی ہے۔ لِلْفُقَرَآءِ یہاں سے مصارف صدقات کا بیان ہے، اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الخ جیسے طالب علم ہوتے ہیں جیسے اصحاب صفہ تھے۔ طالب علم کو ایسا ہی ہونا چاہیے کہ جہاد بھی کرے اور علم بھی حاصل کرے۔ آج طالبعلم کو ان چیزوں سے الگ کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ حصول علم اور جہاد دونوں ہونے چاہئیں۔ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا الخ

حضرت مفتی رشید احمد گنگوہیؒ نے فتویٰ دیا کہ بازاروں میں سائلوں کو دینا حرام ہے۔ کیونکہ ان کا مانگنا حرام ہے تو انہیں دینا دلانا تعاون علی الاثم ہے۔ اس لیے دینا بھی حرام ہے، البتہ حاجت مند کو دینا جائز ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا

جولوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں رات اور دن کو چھپا کر

وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۲۷۴ وقف منزل

اور ظاہر خرچ کرتے ہیں تو اُن کے لئے اپنے رب کے ہاں ثواب ہے اُن پر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ

جولوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن وہ نہیں اُٹھیں گے مگر جس طرح کہ وہ شخص اُٹھتا ہے جس کے حواس جن نے

مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ وقف لازم

لپٹ کر کھو دیئے ہیں یہ حالت اُن کی اس لئے ہوگی کہ اُنہوں نے کہا تھا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا حالانکہ اللہ نے

الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا

سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے پھر جسے اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آگیا تو جو پہلے لے

سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

چکا ہے وہ اُسی کا رہا اور اُس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے اور جو کوئی پھر سود لے وہی لوگ دوزخ والے ہیں وہ اس میں

خٰلِدُوْنَ ۝۲۷۵ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ

ہمیشہ رہیں گے ○ اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو

اَثِيْمٍ ۝۲۷۶ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ

پسند نہیں کرتا جولوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ دیتے رہے

لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۲۷۷ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

تو ان کے رب کے ہاں اُن کا اجر ہے اور اُن پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○ اے ایمان والو!

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۲۷۸ فَاِنْ لَّمْ

اللہ سے ڈرو اور جو کچھ باقی سود رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو ○ اگر تم نے

تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ

نہ چھوڑا تو اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے اور اگر توبہ کرلو تو اصل مال

رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ
تمہارا تمہارے واسطے ہے — نہ تم کسی پر ظلم کرو — اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا ○ — اور اگر وہ — تنگ دست ہے
فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾
تو آسودہ حالی تک مُہلت دینی چاہیئے — اور بخش دو — تو تمہارے لئے — بہت ہی بہتر ہے — اگر تم جانتے ہو ○
وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ
اور اُس دن سے ڈرو — جس دن اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے — پھر ہر شخص کو — اُس کی کمائی کا — پُورا پُورا بدلہ دیا
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ ع ۸
جائے گا — اور اُن پر ظلم نہ ہوگا ○

افاداتِ محمود:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ الخ

گزشتہ رکوع میں انفاق فی سبیل اللہ اور اس کی برکات کا ذکر تھا۔ اس رکوع کی پہلی آیت میں تو انفاق کی ترغیب و برکات کا بیان ہے۔ آگے پہلے رکوع کے احکام پر عمل کرنے والوں کا بیان ہے یعنی سود کے ذریعہ کمائی اور اس کے نقصانات کا بیان ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مندرجہ بالا آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ان کے پاس چار درہم تھے۔ فتصدق بدرهم ليلاً و بدرهم نهاراً و بدرهم سرا و بدرهم علانية ایک درہم رات کو صدقہ کردیا، ایک دن کو۔ ایک درہم چھپ کر صدقہ کردیا اور ایک ظاہر کر کے، یعنی مختلف اوقات میں سب کے سب درہم تقسیم کر دیئے تو اللہ تعالیٰ کو یہ عمل پسند آیا اور یہ آیت نازل فرمائی، یہ روایت مصنف عبدالرزاق میں ہے، لیکن اس روایت میں صراحۃً حضرت علیؓ کا نام نہیں ہے۔ وہاں یہ الفاظ ہیں ''نزلت فی رجل''، ممکن ہے حضرت علیؓ کا نام کسی اور روایت میں ہو۔ کیونکہ ہم نے کوئی استقراء تو کیا نہیں ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا الخ یہاں يَاْكُلُوْنَ بمعنی یاخذون یا یکسبون ہے۔ یہاں سودی کاروبار کرنا مراد ہے۔ خواہ کھائے یا نہ کھائے۔ یہ جو یاکلون سے تعبیر فرمایا ہے، یہ ابتداء بغلبة الامر ہے۔ یعنی جو لوگ سودی کاروبار کرتے ہیں، غایۃ ان کا مقصد اکل ہی ہوتا ہے۔ حرمت ربوا کی علت اکل نہیں ہے، بلکہ ربوا علی

الاطلاق حرام ہے، خواہ کوئی کھائے یا پیے یا کسی اور مد میں استعمال کرے۔

یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ الخ

جنات جب انسان کو پکڑ لیتے ہیں تو وہ کیا کچھ بکتا ہے۔ اسی طرح سودخور جب قیامت کے روز اٹھیں گے تو دیوانگی کی کیفیت طاری ہوگی تاکہ خوب رسوا ہوں۔ انہوں نے دنیا میں کام ہی دیوانوں والا کیا کہ حرام کے نام بدل بدل کر مختلف بہانوں سے ان کو حلال کرتے تھے اور پھر استعمال کرتے تھے۔

قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ الخ

ربوا اور بیع کی حقیقت

ربوا اور بیع کی حقیقت

ربوا کو بیع پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ بیع کی تعریف یہ ہے **مبادلة المال بالمال**، یعنی مال کو مال سے تبدیل کرنا۔

واما فی الربوا فیا خذ مال الغیر بدون العوض

یعنی سود میں کسی کا مال ناحق بغیر عوض کے لیا جاتا ہے۔

کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اس کا مال بغیر عوض کے لینا بھی حرام اور اس کا منافع بھی حرام ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ اسلام سے قبل اور حرمت ربوا کا حکم آنے سے قبل جو سودی معاملات ہو چکے ہیں، ان کا کیا بنے گا؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ الخ اس حکم کے نزول سے قبل جو سودی معاملات ہو چکے ہیں، وہ معاف ہیں۔ البتہ اگر کسی نے سچی توبہ نہ کی اور منافقین کی روش چلتا رہا تو پھر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے **ان شاء عذبه وان شاء غفر له**

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝ الخ

اثیم کی قید اتفاقی ہے، احترازی نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے قید احترازی مراد لی ہے کہ کفار دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) زمین میں تخم اور بیج چھپانے والا کاشت کار (۲) اور ایک لفظ کافر کا عام فہم معنی ہے تو اثیم کی قید لگا کر غیر اثیم سے احتراز کیا۔

یہ متعدد روایات ربوا سے متعلق ہیں۔ کچھ آیتیں آگے بھی ہیں۔ قرآن کریم نے ربوا کی تفصیل و حقیقت نہیں بتلائی کہ جو زیادتی حرام ہے اس سے کیا مراد ہے۔ ایک حدیث میں ربوا کی کچھ وضاحت کی گئی ہے۔ یہ صحاح ستہ کی کتابوں میں موجود ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الذهب بالذهب و الفضة باالفضة والبر بالبر و الشعیر بالشعیر والتمر بالتمر الملح بالملح مثلا بمثل ید ابید والفضل ربوا ، اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے: مثلا بمثل ید ابید فمن زاد او استزاد فقد اخذ الربوا الاخذ والمعطی فیه سواء فی اثم العقد٥

سونا سونے کے عوض، چاندی چاندی کے عوض، گندم گندم کے عوض، جو جو کے عوض، کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک برابر سرابر، اور دونوں طرف سے قبضہ اور (کسی ایک طرف سے) زیادتی سود شمار ہوگی۔

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے دونوں طرف (مندرجہ بالا چھ چیزیں) سے برابر سرابر ہوں اور دونوں طرف سے قبضہ بھی دیا جائے پس جو کسی ایک طرف سے زیادہ دے دیے یا زیادہ لے لے تو تحقیق کہ اس نے سود لیا۔ لینے اور دینے والا دونوں برابر کے شریک ہیں گناہ میں۔

حاصل یہ ہے کہ سود دینے والے نے گویا حرام کھلایا اور سود لینے والے نے حرام کھایا تو دونوں عقد حرام کا سبب بن گئے۔ سود لینا، دینا، لکھنا یا گواہ بننا، یہ سب کام کرنے والے اس جرم میں شامل ہوتے ہیں۔ حضرت عبادۃ ابن صامتؓ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

فاذا اختلفت هذه الاصناف فبیعوا کیف شئتم

اشیاء ستہ مندرجہ بالا کو دیتے اور لیتے وقت اگر ان کی جنس بدل دی جائے، جیسے ایک طرف سونا، دوسری طرف چاندی، ایک طرف جو، ایک طرف گندم وغیرہ ہو تو پھر اضافہ کے ساتھ بیچنا جائز ہے، لیکن نسیہ (ادھار) جائز نہ ہوگا یعنی ایک طرف ایک من گندم ہو اور دوسری طرف 50 کلو جو ہوں تو یہ جائز ہے، لیکن دونوں طرف سے قبضہ اسی مجلس میں دینا ضروری ہے اور کسی ایک طرف سے ادھار جائز نہیں نسیئہ کی صورت میں یہ بھی سود ہو جائے گا۔

علت ربوا:

حضرت عبادہ ابن صامتؓ کی روایت کے آخری حصہ کو "فاذا اختلف هذه الاصناف فبیعوا کیف شئتم" پڑھنے سے علت ربوا کی طرف کچھ اشارات ملتے ہیں۔ گزشتہ روایات میں چھ چیزوں کا ذکر ہے جن میں سے دو یعنی سونا چاندی وزنی ہیں اور بقیہ چار کیلی (ماپ سے مقدار کا تعین کرنا) ہیں۔ کھجوریں تو سعودی عرب میں اب بھی کیل سے بکتی ہیں۔ مدینہ میں مد اور صاع سے بیچتے ہیں اور ملح (نمک) سمندری پسا ہوا ہو تو اس کو بھی کیل سے فروخت کرتے ہیں۔ اس روایت سے کافی حد تک اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ حرمت ربوا میں کیل اور وزن کو

بڑا دخل ہے۔اس جنس کو قدر کہا جاتا ہے اور عندالاحناف حرمت ربوا کی ایک علت یہی قدر ہے۔

واما ما یوزن فی الوزن ولا یکال فی الکیل فلیس فیه الربوا وان کان من جنس واحد کبیع الحیوان بالحیوان فمن باع بعیرا ببعیرین فهو جائز

اور جو چیزیں وزن نہیں کی جاتیں اور وہ چیزیں جو کیل نہیں کی جاتیں تو ان میں سود متحقق نہ ہوگا۔اگرچہ دونوں چیزیں ایک ہی جنس کی کیوں نہ ہوں۔جیسے حیوان کو حیوان کے بدلے فروخت کرنا۔اگر کوئی شخص ایک اونٹ کو دو اونٹوں کے بدلے میں بیچے تو یہ جائز ہے۔

تفصیل مذکور سے معلوم ہوا کہ ربوا متحقق ہوتا ہے جنس کے اتحاد سے، کیونکہ مختلف الجنس اشیاء میں سود نہیں ہے۔جیسا کہ حدیث کے آخری جملوں سے معلوم ہوتا ہے **فاذا اختلف هذه الاصناف فبیعوا کیف شئتم**، اس اصول کی روشنی میں ایک صاع بر (گندم) کے بدلے دو صاع شعیر جائز ہے،لہٰذا معلوم ہوا کہ ہم جنس ہونا بھی ربوا میں داخل ہے۔اس لیے امام ابوحنیفہؒ کے ہاں حرمت ربوا کی دوسری علت جنس کا متحد ہونا ہے۔گویا حرمت ربوا کی دو علتیں ہیں۔(۱) قدر (۲) جنس، اگر دونوں میں سے کوئی ایک نہ ہو تو ربوا متحقق نہ ہوگی اور کلا الامرین کا اجتماع علت ربوا ہے،یعنی قدر و جنس دونوں کا بیک وقت پایا جانا،علت ربوا ہے۔

ابوداؤد میں حضرت عبادۃ ابن صامتؓ کی روایت کے آخر میں ہے **ولا بأس ببیع الذهب بالفضة والفضة اکثرهما یداً بید واما نسیأ فلا** یہ جملے بھی حدیث ہی کے ہیں یعنی جب جنس تبدیل ہوگئی جیسے سونا بمقابلہ چاندی یا گندم بمقابلہ جو تو **تفاضل عن احد الجانبین** (کسی ایک طرف سے اضافہ) جائز ہے۔ادھار اب بھی حرام ہے اور ادھار کی حرمت کے لیے قدر و جنس دونوں کا پایا جانا ضروری نہیں ہے۔"**بل احد هما یکفی لحرمة النساء**" نساء کی حرمت کے لیے دونوں میں سے ایک کا پایا جانا بھی کافی ہے۔بہرحال اس مسئلہ کی تفصیلات تو آپ حضرات نے کتب تفسیر وفقہ میں پڑھی ہوں گی یا پڑھیں گے۔یہاں آپ لوگوں کو اتنا اندازہ ہوا ہوگا کہ نسیئہ کی حرمت کی علت کیا ہے اور ربوا کی حرمت کی علت کیا ہے؟

حلت ربوا کے لیے عصر حاضر کے ملحدین کی کوششیں:

ربوا کی حرمت پر قطعی دلائل موجود ہیں جن کا کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا اور وعیدیں بھی انتہائی شدید ہیں، لیکن ملحدین کی یہ کوشش ہے کہ کسی طرح مروج ربوا کو حلال قرار دے دیا جائے۔چنانچہ اس سلسلے میں لبنان کے ایک قاضی، جو وہاں کے ہائی کورٹ کے جج بھی ہیں، نے ایک عجیب تحقیق پیش کی ہے کہ قرض دو قسم کے ہوتے ہیں۔(۱) القروض الانفاقیۃ (۲) القروض الانتاجیۃ ،یعنی جو شخص قرض اس وجہ سے لیتا ہے کہ اس رقم کو اپنی ضروریات زندگی پر خرچ کرے، جیسے عید کے موقع پر یا شادی کے موقع پر کپڑے وغیرہ بنوائے جاتے ہیں تو یہ

قروض انفاقیہ ہیں۔ ایسی رقم سود پر لینا اور دینا حرام ہے، لیکن کوئی شخص اس وجہ سے کسی بنک سے یا ادارے سے یا فرد سے رقم قرض لیتا ہے کہ اس پر کاروبار کرے گا اور کمائی کرے گا تو یہ "قروض انتاجیہ" ہیں اور ایسی رقم سود پر لینا اور دینا دونوں جائز ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جس سود کو حرام قرار دیا ہے، وہ پہلے والی قسم ہے اور قرض کی دوسری قسم پر چونکہ لوگ نفع کماتے ہیں، اس وجہ سے وہ حرام نہیں ہے۔ لبنانی قاضی کو قرض کی یہ دونوں شقیں اس وجہ سے نکالنی پڑیں کہ اگر وہ صریحاً کہہ دیتا کہ سود حلال ہے تو لوگ لعن طعن کرتے کہ ایک قطعی حکم کا منکر ہوا ہے۔ اپنے آپ کو بچانے اور لوگوں کو تشویش میں ڈالنے کے لیے اس نے دو قسمیں بنا دیں، تاکہ لوگوں کی مشکل بھی حل ہو جائے اور اس پر کوئی دھبا بھی نہ لگے۔ اہل تحقیق اس تشویش میں پڑے رہیں کہ یہاں قرض کی دو قسمیں کی گئی ہیں تاکہ ان سے کوئی جواب بن نہ پڑے۔ کبھی تو قرض کی دونوں قسموں کی تعبیر مندرجہ بالا الفاظ سے کی، اور کبھی پہلی قسم کو **القروض الاستھلاکیۃ** یعنی وہ قرض رقم جو ضروریات زندگی پر صرف ہو جائے اور القروض الاستغلالیہ یعنی وہ قرض رقم جس سے نفع حاصل کیا جائے۔ اس کے ذریعہ کمائی کی جائے، **فالی اللہ المشتکی**۔

مروج ربوا کے متعلق ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی رائے اور اس کا محققانہ جواب:

ہمارے ایک پاکستانی ڈاکٹر فضل الرحمٰن نے یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں جس ربوا سے منع کیا گیا ہے، وہاں سورہ آل عمران میں یہ الفاظ مذکور ہیں "**اضعافا مضاعفۃ**" ہیں یعنی "دو چند در دو چند سود نہ کھاؤ" تو یہاں دو چند در دو چند سے منع کیا گیا ہے۔ مطلق سود سے منع نہیں کیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص ایک ہزار روپے قرض لے کر دو ہزار روپے واپس کرتا ہے تو یہ دو چند ہونے کی وجہ سے حرام ہے، لیکن اگر ایک ہزار کا ڈیڑھ ہزار واپس کرتا ہے تو یہ جائز ہے۔ اس پر اس نے بڑا زور لگایا، کیونکہ اس سے بنک والوں کا بھی مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ بنک کا سود ٪۶ اور ٪۷ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن نے بنک کے سود خوروں کے سود کو اور پیشہ ور سود کو حلال قرار دے دیا ہے، لیکن اس کی رائے کی تردید اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے:

وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ

اور اگر تم سودی کاروبار سے توبہ کرو گے تو تمہیں تمہارے رأس المال مل سکتے ہیں۔

فَلَكُمْ میں لام استحقاق کے لیے ہے کہ شرعی قانون کی رو سے تم اپنے رأس المال کے مستحق ہو۔ یہ مقام ترغیب الی التوبہ کا مقام ہے۔ اگر ہزار کا ڈیڑھ ہزار جائز ہوتا تو پھر صرف رأس المال کا ذکر کیوں ہوتا، بلکہ یوں کہا جاتا "فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ **مع شیئی زائد لم یبلغ الضعف**" یعنی رأس المال کے ساتھ اتنا اضافہ بھی جائز ہے جو دو چند کی حد کو نہ پہنچے۔ اس صورت میں زیادہ رغبت ہوتی کہ صرف دوگنا سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے کم سے منع نہیں کیا گیا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے صرف رأس المال کا ذکر فرمایا ہے۔ مقام ترغیب میں سوائے رأس المال

کے اور کسی مال کا ذکر نہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رأس المال کے سوا اور کوئی مال سود کے معاملہ میں جائز نہیں ہے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔

(۲) رہی یہ بات کہ ''اضعا فاًمضاعفةً'' کی قید کیونکر لگائی گئی ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ جو عربیت کا ذرا شعور رکھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اضعافاً والی قید احترازی نہیں، بلکہ اتفاقی اور واقعی قید ہے جس وقت یہ آیت نازل ہو رہی تھی اس وقت سود در بوا کی کیفیت یہی تھی کہ یا تو ابتداء ہی سے بہت زیادہ سود مقرر کر لیتے تھے یا مجبوری کی وجہ سے وہ اضعافاً مضاعفا ہو جاتا تھا۔ اس طور پر کہ ایک مدت معینہ کے لیے رقم سود پر دے دیتے۔ اگر وہ مدت پوری ہو جاتی اور رقم واپس نہ ملتی تو سود اور بڑھا دیتے تھے۔ اس طرح کئی کئی بار ہوتا تھا جس کی وجہ سے سود اضعافاً مضاعفاً ہو جاتا تھا۔ سود کی یہی شکل زیادہ رائج تھی جس کو اضعافاً کہہ کر حرام قرار دے دیا گیا، ورنہ دیگر قرآنی آیات اور متواتر احادیث میں ایسی کوئی قید نہیں ہے، بلکہ مطلق ربوا کی حرمت کا ذکر ہے۔ اگر ان لوگوں کی یہ بات مانی اور سنی گئی تو کل کو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات میں شرک کی جو نفی فرمائی ہے وہ بھی بصیغہ جمع ہے۔ جیسے '' فلا تجعلوا لِلّٰہ انداد الخ ''اور نہ بناؤ اللہ کے لیے بہت سارے شریک۔ اسی طرح ارشاد ہے ''لو کان فیھما الھة الا اللہ لفسدتا الخ ''یعنی آسمان و زمین میں اگر اللہ تعالیٰ کے سوا بہت سارے معبود ہوتے تو ان دونوں میں فساد برپا ہو جاتا۔ کیا معاذ اللہ ایک یا دو شریک بنانا یا معبود بنانا جائز ہوگا، کیونکہ نفی بصیغہ جمع ہے۔

ع تف است بریں عقل و دانش

لہٰذا ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی بات کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں ہے۔ قرآن و حدیث کے صریح نصوص کے ہوتے ہوئے یہ رائے قائم کرنا الحاد و زندقہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔

لبنانی قاضی کی تفسیر اور اس کا جواب:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سود کو حرام قرار دے دیا ہے تو وہ قرض انتاجیہ ہے (جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے) یعنی جب آیت ربوا نازل ہوئی تو اس کے بعد جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر اعلان فرمایا کہ **ربوا الجاھلیة موضوع واول ربوی اضعه ربوا عباس بن عبدالمطلب** یعنی جہالت کے زمانے کا جو سود ہے وہ آج کے بعد ختم اور سب سے پہلے میں جس سودی معاملہ کو منسوخ اور باطل قرار دیتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔

یہ بات ساری دنیا جانتی ہے کہ حضرت عباسؓ لوگوں کو تجارت کے لیے قرضہ دیتے تھے۔ قافلے ملک شام جاتے تھے، وہاں سے اناج اور دیگر مال تجارت لے کر واپس آتے تھے۔ پھر مکہ اور مدینہ میں وہ اموال فروخت ہوتے تھے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۚ (سورۂ قریش)

اس لیے کہ مانوس کر دیا قریش کو، ان کو مانوس کرنا سفر سے جاڑے اور گرمی میں۔

حضرت عباسؓ بڑے مالدار تھے اور تجارت کی غرض سے سود پر رقم لیتے دیتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوالاکھ لوگوں کے سامنے حج کے موقع پر اس ربوا کو حرام قرار دے دیا، حالانکہ یہ قرض اِنتاجیہ تھا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ حرام ہے۔ پھر لبنانی قاضی کا قرض انتاجیہ اور غیر انتاجیہ میں تفریق کر کے قرض انتاجیہ کو حلال قرار دے دینا، جبکہ وہ قرض سود پر لیا جائے، یہ قطعی غلط ہے اور نص صریح کے مخالف ہے۔ یہ لبنانی قاضی عجیب گمراہ شخص ہے جس نے شرعی دستور کے مقابلہ میں اپنی رائے کو فوقیت دی ہے۔

"لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ" یعنی نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔ جب ربوا کو حرام قرار دے دیا گیا تو اگر اس حکم کے نزول کے بعد پھر بھی تم ربوا کا مطالبہ کرو تو یہ قرض دینے والے کی طرف سے ظلم ہوگا اور ربوا معاف ہونے کے بعد اگر قرض لینے والا رأس المال کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرے تو یہ اس کی طرف سے ظلم ہوگا۔ وہ رأس المال ہی پورا نہ دے تو پھر بھی یہ ظلم ہوگا۔ حدیث میں ہے **مطل الغني ظلمٌ** غنی اور صاحب استطاعت شخص کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ حدیث میں ہے کہ دو صحابہ کرام کے درمیان قرض کے معاملہ میں کچھ جھگڑا ہوا۔ مسجد نبوی میں حضرت کعب ابن مالک قرض خواہ تھے اور حضرت ابن ابی حدرد قرض دہندہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعبؓ سے فرمایا کہ ادھار قرض معاف کر دو اور ابن ابی حدرد سے فرمایا کہ "قم فاقضیہ" یعنی اٹھ اور قرض ادا کر۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں باتیں سمجھائیں کہ قرض خواہ اپنا کچھ حق معاف کر دے تاکہ مقروض کے لیے ادائیگی آسان ہو جائے اور ساتھ ہی مقروض کو ہدایت فرمائی کہ اب بقیہ قرض فوراً ادا کر دو۔ رأس المال میں ٹال مٹول نہ کرو تاکہ قرض خواہ کی حق تلفی نہ ہو۔ (ابن کثیر)

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ الخ

اب آگے یہ ضابطہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ ربوا اور سود والی اضافی رقم نہ ملنے کی وجہ سے لوگ تنگ دست لوگوں سے فوری مطالبہ شروع کر دیں اور ان کو بے وقت تنگ کریں۔ ارشاد ہوا کہ ان کے پاس رقم موجود ہے تو ربوا معاف ہونے کو نعمت عظمیٰ سمجھ کر رأس المال کی ادائیگی میں ٹال مٹول نہ کریں اور اگر سر دست ان کے پاس کچھ نہیں ہے تو قرض خواہ کو چاہیے کہ مقروض کو فراوانی تک مہلت دے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی تنگدست کو مہلت دے تو اس کو روزانہ اتنی رقم صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ

اے ایمان والو! جب تم کسی وقتِ مقرر تک آپس میں اُدھار کا معاملہ کرو

مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ

تو اُسے لکھ لیا کرو اور چاہیئے کہ تمہارے درمیان لکھنے والا انصاف سے لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے

يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ

جیسا کہ اس کو اللہ نے سکھایا ہے سو اُسے چاہیئے کہ لکھ دے اور وہ شخص بتلاتا جائے کہ جس پر قرض ہے

رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ

اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور اُس میں سے کچھ کم کر کے نہ لکھائے پھر اگر وہ شخص کہ جس پر قرض ہے بے وقوف ہے

ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ

یا کمزور ہے یا وہ بتلا نہیں سکتا تو اُس کا کارکن ٹھیک طور پر لکھوا دے

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ

اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ کرلیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں

وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰٮهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰٮهُمَا

اُن لوگوں میں سے جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کرتے ہو تا کہ اگر ایک اُن میں سے بھول جائے تو دوسری اُسے

الْاُخْرٰى ؕ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ

یاد دلا دے اور جب گواہوں کو بُلایا جائے تو انکار نہ کریں اور معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد تک

صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ

لکھنے میں سستی نہ کرو یہ لکھ لینا اللہ کے نزدیک انصاف کو زیادہ قائم رکھنے والا ہے اور

اَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ

شہادت کا زیادہ درست رکھنے والا ہے اور زیادہ قریب ہے اس بات کے کہ تم کسی شبہ میں نہ پڑو مگر یہ کہ سوداگری ہاتھوں ہاتھ ہو

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا

جسے آپس میں لیتے دیتے ہو پھر تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اسے نہ لکھو اور جب آپس میں سودا کرو تو گواہ بنالو اور لکھنے والے اور گواہ بننے

شَهِيدٌ ۚ وَإِن تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ۗ

والے کو تکلیف نہ دی جائے اور اگر تم نے تکلیف دی تو تمہیں گناہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے

وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٨٢﴾ وَإِن كُنتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ

اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے ○ اور اگر تم سفر میں ہو اور کوئی لکھنے والا نہ پاؤ تو گروی پر

مَّقْبُوضَةٌ ۖ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ

قبضہ کیا جائے اور اگر ایک تم میں سے دوسرے پر اعتبار کرے تو چاہئے کہ وہ شخص امانت ادا کر دے جس پر اعتبار کیا گیا

وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ ۗ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ

اور اپنے اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو شخص اسے چھپائے گا تو بے شک اس کا دل گنہگار ہے

ع وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨٣﴾

اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ خوب جانتا ہے ○

افاداتِ محمود:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم الخ

یہ آیت مداینہ قرآن کریم کی سب سے زیادہ طویل آیت ہے۔ اس آیت میں قرض اور دین کے احکام کا بیان ہے۔ سب سے پہلے قانونی معاہدات اور تحفظات کا ذکر ہے۔ (۱) اُدھار دیتے وقت یہ تحریر لکھنی کہ فلاں وقت ادائیگی ہوگی۔ (۲) کاتب کو حکم ہے کہ انصاف سے لکھے غیر جانبدار رہے۔ (۳) اقرار نامہ کا خرچہ بذمہ خریدار ہوگا۔ (۴) اقرار نامہ تحریر کرتے وقت دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہوں۔ (۵) گواہ بلا عذر شرعی گواہ بننے اور گواہی دینے سے انکار نہ کریں۔ (۶) کاتب اور گواہ کا نقصان نہ کیا جائے۔ (۷) اگر دست بدست سودا اور لین دین ہو تو اقرار نامہ لکھنا ضروری نہیں لیکن گواہ بنانا افضل ہے۔ نیز اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیع سلم کا ذکر بھی فرمایا ہے بیع سلم میں ثمن عاجل ہوتا ہے اور مبیعہ آجل ہوتا ہے یعنی بیع سلم میں "بیع الاجل بالعاجل" ہوتا ہے جیسے کوئی شخص کہے ابھی سو روپے لو اور اتنے عرصہ کے بعد اتنی گندم دے دینا۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من اسلم منكم فليسلم فی كيل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم○

یعنی تم میں سے کوئی شخص اگر بیع سلم کرنا چاہے تو یہ معاملہ ان شرائط کے ساتھ کرے کہ اگر کیلی چیز ہو تو کیل معلوم ہو اور اگر وزنی چیز ہو تو وزن معلوم ہو۔ نیز وقت بھی معلوم ہو اور جنس بھی معلوم ہو۔ جیسے گندم ہے تو گندم اور گندم کی صنف ونوع بھی معلوم ہو یعنی یہ بارانی زمین کی گندم ہو یا نہری زمین کی گندم۔ ثمن بھی معلوم ہو اور مبیعہ کا

قبضہ دینے کا مکان بھی معلوم ہو کیونکہ مذکورہ شرائط کا اگر بوقت بیع تصفیہ نہ کیا جائے تو یہ مقتضٰی الی النزاع ہوتا ہے۔ گویا مستقبل میں پیش آنے والے جھگڑے کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اس آیت سے یہ ضابطہ بھی معلوم ہو گیا کہ رأس المال اور ثمن بھی اسی مجلس میں ادا کیا جائے جو انعقاد بیع سلم کے لیے منعقد کی گئی ہو۔ اجل بیع میں ہے، لیکن قرض میں نہیں ہے۔ اگر چہ وقت مقرر کر دیا پھر بھی تاخیر کا اعتبار نہیں ہے۔ ضابطہ یہ ہے کہ ''القروض لا تقبل التاجیل'' بیع سلم میں مسلم الیہ کا مسلم فیہ کا مالک ہونا شرط نہیں ہے۔ آپ نے ابھی پیسے دے دیے کہ مہینے کے بعد مسلم الیہ سے گندم لوں گا اور فی الحال وہ گندم مسلم الیہ کے قبضہ میں نہیں تو یہ درست ہے، لیکن جنس ایسی ہونی چاہیے کہ اجل آنے تک بازار سے نایاب اور غائب ہونے کا ظن غالب نہ ہو۔ اگر ظن غالب یہ ہو کہ اجل آنے تک یہ چیز بازار سے غائب ہو جائے گی تو اس میں بیع سلم کرنا جائز نہیں ہے۔

وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ الخ

اس زمانہ میں کاتبوں کا قحط تھا۔ آج اگر چہ ہر شخص کی جیب میں قلم ہے، لیکن پھر بھی لکھنے کا ڈھنگ ہر ایک کو نہیں آتا۔ پس جو لوگ معاملہ کو صحیح لکھ سکتے ہیں، ان کو اس معاملہ میں بخل سے کام نہ لینا چاہیے۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ الخ

اب یہاں سے رجال کی شہادت کا ذکر ہے یعنی عبید (غلاموں) کی گواہی غیر مقبول ہے۔ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ کے ہاں شہادت عبید جائز نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک شہادت عبید جائز ہے ان کا نو اعدو لا' فرجل و امراتان الخ ٥ یہ دو عورتیں ایک مرد کے قائم مقام ہیں۔ اصل شہادت رجال ہی کی ہے، لیکن عدم رجال کی صورت میں دو عورتیں ایک مرد کے قائم مقام ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کے ساتھ ایک مرد کا ہونا ضروری ہے۔

اذا کان معهما رجل فشها دتهما جائز

فقط عورتوں کی شہادت معتبر نہیں ہے، البتہ بعض امور ایسے ہوتے ہیں جن پر مردوں کو مطلع نہیں کیا جا سکتا۔ وہاں صرف عورتوں کی شہادت ہی معتبر ہے۔ وہ چند امور ہیں، جیسے ولادت، بکارت وغیرہ سے متعلق مسائل۔ چنانچہ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

ویقبل فی الولادة والبکارة و العیوب بالنساء فی موضع لا یطلع علیه الرجال شهادة امرأة واحدة

ایک عورت کی شہادت معتبر ہے ولادت کے بارے میں' بکارت (اور شبہ ہونے) کے بارے میں اور عورتوں کے عیوب کے بارے میں، اگر وہ عیوب ایسی جگہ ہوں کہ مردان جگہوں کا مشاہدہ نہ کر سکتے ہوں۔

جیسے رضاع کے مسئلہ میں کہ عام حالات میں مرد رضاعت کے گواہ نہیں بن سکتے، کیونکہ عورتیں ہی بچوں کو دودھ پلاتی ہیں۔ مردوں کو کیا معلوم؟ امام مالکؒ کے ہاں اثبات رضاعت کے لیے، اگر مرد نہ ہوں تو چار عورتوں کی شہادت معتبر ہے، امام احمدؒ کے ہاں دو کی شہادت کافی ہے اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ہاں رجلان یا رجل و امرأتان کی شہادت معتبر ہے۔

کیا یمین قائم مقام شہادت ہو سکتی ہے؟

قرآن وحدیث میں جہاں جہاں شہادت کا مطالبہ کیا گیا ہے، وہاں شہادت ہی معتبر ہوگی۔ یمین قائم مقام شہادت نہیں ہو سکتی، یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ جہاں دو گواہوں کی ضرورت ہو تو ایک گواہ پیش کر دے اور ساتھ قسم بھی اٹھالے۔ اس مسئلہ میں بھی ائمہ کا اختلاف ہے کہ یمین ملا کر اگر کوئی گواہی دے تو کیا کام چل سکتا ہے یا نہیں؟ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ہاں ایک شاہد کی شہادت کے ساتھ یمین ملا کر جو تکمیل شہادت کی صورت ہے، یہ ناممکن ہے اور یہ شہادت غیر معتبر ہے۔ بعض لوگ امام اعظمؒ کے خلاف حضرت ابن عباسؓ کی روایت پیش کرتے ہیں۔

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قضی بیمین و شاھد ٥

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور ایک یمین کے ساتھ فیصلہ فرمایا ہے۔

(۱) یہ روایت امام اعظمؒ کے خلاف حجت نہیں ہے، کیونکہ اس روایت کا جو مفہوم عام طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ وہ یہاں مراد نہیں ہے، بلکہ مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ کی موجودگی میں یمین کے ساتھ فیصلہ کیا۔ کیونکہ یمین تو مشہور حدیث کے مطابق مدعیٰ علیہ پر ہے نہ کہ مدعی پر، لہٰذا مدعی کے پاس اگر گواہ بالکل نہ ہوں یا ایک گواہ ہو تو اس صورت میں مدعیٰ علیہ پر یمین ہے۔ شاہد واحد لغو ہے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ کو نظر انداز فرماتے ہوئے فیصلہ بالیمین کر لیا شاہد مع الیمین مراد نہیں ہے۔

(۲) حدیث ہے کہ **"البینة علی المدعی والیمین علی من انکر ٥**

مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا ہے اور انکار کرنے والے کے لیے قسم لازم ہے۔

واذا کان الیمین مختصا بالمدعی علیہ فان قضی بالیمین قضی بیمین المدعی علیہ٥

یعنی جب قسم خاص ہے مدعیٰ علیہ کے ساتھ تو جب یمین کے ساتھ قاضی فیصلہ کرے گا تو مدعیٰ علیہ کی قسم کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔

(۳) مندرجہ بالا توجیہ سے احادیث میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔

(۴) امام زہریؒ کے شاگرد معمر کہتے ہیں کہ

سالت الزھری عن الیمین مع الشاھد فقال ھذا شیئی احدثہ الناس ٥

میں نے زہریؒ سے (ایک) قسم اور (ایک) گواہ کے ذریعہ فیصلہ کے متعلق پوچھا تو انہوں

نے فرمایا کہ یہ ایک ایسی بات ہے جو لوگوں نے بنائی ہے۔

شہادۃ الفاسقین کے مسئلہ سے متعلق امام اعظمؒ کے مسلک پر شبہ اور اس کا جواب:

مندرجہ بالا آیت میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنانے کا ذکر ہے۔ سورہ نساء میں گواہوں میں عدالت کو بھی شرط قرار دیا گیا ہے، لیکن امام اعظمؒ کا مسلک فقہ کی کتب میں عام نقل کیا گیا ہے کہ ''النکاح ینعقد لشھادۃ الفاسقین'' کہ فاسق لوگوں کی شہادت سے بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ یہ رائے بظاہر نص قطعی کے خلاف ہے۔ اس لیے امام اعظم کے متعلق کسی کا قول ہے:

''فقول ابی حنیفۃ فی ھٰذہ المسئلۃ ضعیف جداً''

امام ابی حنیفہ کا قول اس مسئلہ میں نہایت کمزور ہے۔

الجواب: جواب اس شبہہ کا یہ ہے کہ اس طرح کے اشکالات وہ لوگ پیش کرتے ہیں جو امام اعظمؒ کے مسلک کو سمجھتے ہی نہیں۔ نہ وہ اس حقیقت کی تہہ تک رسائی پانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں اصل میں دو باتیں ہیں اور دونوں الگ الگ ہیں۔

(۱) ایک ہے انعقاد نکاح فیما بینہ وبین اللہ (۲) اور دوسرا ہے ثبوت نکاح عند القاضی عند اختلاف الزوجین۔ ترمذی شریف کی روایت ہے:

البغایا اللاتی ینکحن انفسھن بغیر بینۃ ○

جو عورتیں بغیر گواہ کے نکاح کرتی ہیں وہ بدکار ہیں۔

(۱) پہلی صورت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر فاسق لوگ بھی موجود ہوں اور میاں بیوی کا نکاح کرایا گیا تو اللہ کے ہاں یہ نکاح درست ہے، لیکن کسی اختلاف کی صورت میں ان فاسق لوگوں کی شہادت قاضی کے ہاں قابل قبول نہیں ہوگی۔ یہ ایسا ہی ہے کہ بوقت نکاح بیوہ عورت کا بیٹا موجود ہو یا والد موجود ہو تو کیا ان لوگوں کی شہادت سے اور ان کی موجودگی میں نکاح درست نہ ہوگا؟ لیکن اختلاف کی صورت میں بیٹے کی شہادت والدہ کے لیے یا والد کی شہادت بیٹی کے لیے عند القاضی ثبوت کے لیے کافی نہیں ہے۔ ان لوگوں کی شہادت کو قاضی رد کر دے گا اور ان کی شہادت سے نکاح ثابت نہ ہوگا۔

(۲) ثبوت نکاح کے لیے گواہوں کا عادل ہونا شرط ہے۔ نکاح کے وقت قاضی ایسے گواہوں کو طلب کرے گا جو عادل ہوں۔ اصل ضابطہ یہی ہے۔ پہلی صورت تو ایک اتفاق ہے۔ زندگی بھر کوئی اختلاف نہ ہو تو مسئلہ ہی نہیں ہے۔ قاضی کے پاس نکاح کے ثبوت کی کوئی ضرورت پیش آئے تو فاسق لوگوں کی موجودگی میں کرایا ہوا نکاح منعقد ہے، باطل نہیں ہے۔

فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ الخ

حدیث میں جو فرمایا گیا ہے کہ عورتیں ناقصات العقل ہیں۔ یہ قاعدہ اکثریت کے بارے میں ہے، ورنہ بعض عورتیں بڑی عاقل اور سمجھ دار ہوتی ہیں۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَاِنْ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے اور اگر تم

تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۗ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ

اپنے دل کی بات ظاہر کرو گے یا چھپاؤ گے اللہ تم سے اس کا حساب لے گا پھر جس کو چاہے بخشے گا

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ

اور جسے چاہے عذاب کرے گا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۞ رسُول نے مان لیا جو کچھ

اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۗ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ

اُس پر اُس کے رب کی طرف سے اُترا ہے اور مُسلمانوں نے بھی مان لیا سب نے اللہ کو اور اُس کے فرشتوں کو اور اُس کی کتابوں کو

وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ غُفْرَانَكَ

اور اُس کے رسُولوں کو مان لیا ہے کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسُولوں کو ایک دُوسرے سے الگ نہیں کرتے اور کہتے ہیں ہم نے سُنا اور

رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۗ لَهَا مَا كَسَبَتْ

مان لیا اے ہمارے رب! تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے ۞ اللہ کسی کو اُس کی طاقت کے سوا تکلیف نہیں

وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا

دیتا نیکی کا فائدہ بھی اُسی کو ہوگا اور بُرائی کی زد بھی اُسی پر پڑے گی اے رب ہمارے! اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں تو ہمیں نہ پکڑ

تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا

اے رب ہمارے! اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تُو نے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا تھا اے رب ہمارے!

تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ

اور ہم سے وہ بوجھ نہ اُٹھوا جس کی ہمیں طاقت نہیں اور ہمیں معاف کر دے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تُو ہی ہمارا

مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾ ع ۸

کارساز ہے کافروں کے مُقابلہ میں تُو ہماری مدد کر ۞

افاداتِ محمود:

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ الخ

جب یہ آیت وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ الخ نازل ہوئی تو صحابہ کرام بہت گھبرائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی پریشانی کا اظہار فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم یہ ثابت کرو کہ ہم حکم الٰہی کو مانتے ہیں اور اپنے ایمان کا اظہار کرو، باقی اللہ تعالیٰ خود بخود ٹھیک کردے گا۔ پھر لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا الخ کے ذریعہ وہ آیت منسوخ ہوگئی۔ اب اگر صرف گناہ کا ارادہ ہو اور کسی عبد کا خیال نہ ہو تو حدیث النفس میں کوئی مواخذہ نہیں واللہ اعلم۔

رکوعاتہا ۲۰ — سُورۃ آلِ عمران مدنیۃ ۸۹ — آیاتہا ۲۰۰

سُورۂ آلِ عمران مدنی ہے اور اس میں دوسو آیتیں اور بیس رُکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ۝١ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝٢ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

اللہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے نظام کائنات کا سنبھالنے والا ہے ۝ اُس نے تجھ پر یہ سچی کتاب نازل فرمائی

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝٣ مِنْ قَبْلُ هُدًى

جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اُسی نے اس کتاب سے پہلے تورات اور انجیل نازل فرمائی ۝ وہ کتابیں

لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ

لوگوں کے لئے راہ نُما ہیں اور اُسی نے فیصلہ کُن چیزیں نازل فرمائیں بے شک جو لوگ اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے اُن کے لئے

شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝٤ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ

سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست بدلہ لینے والا ہے ۝ اللہ پر زمین اور آسمان میں کوئی چیز

وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝٥ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

چھپی ہوئی نہیں ۝ وُہی جس طرح چاہے ماں کے پیٹ میں تمہارا نقشہ بناتا ہے اُس کے سوا

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٦ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ

اور کوئی معبود نہیں زبردست حکمت والا ہے ۝ وُہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اُتاری اِس میں بعض آیتیں محکم ہیں

هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ

(جن کے معنی واضح ہیں) وہ کتاب کی اصل ہیں اور دُوسری مشابہ ہیں (جن کے معنی معلوم یا معیّن نہیں) سو جن لوگوں کے دل

وقف النبی
مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڄ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا

ٹیڑھے ہیں وہ گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی غرض سے متشابہات کے پیچھے لگتے ہیں اور حالانکہ ان کا

وقف غفران وقف منزل
اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا

مطلب سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ہمارا ان چیزوں پر ایمان ہے یہ سب ہمارے رب کی طرف

يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ
سے ہی ہیں اور نصیحت وُہی لوگ مانتے ہیں جو عقلمند ہیں ۝ اے رب ہمارے! جب تو ہم کو ہدایت دے چُکا تو ہمارے دلوں کو نہ پھیر
لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ
اور اپنے ہاں سے ہمیں رحمت عطا فرما بے شک تُو بہت زیادہ دینے والا ہے ۝ اے رب ہمارے! تُو ایک دن سب لوگوں کو
لِيَوۡمٍ لَّا رَيۡبَ فِيۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ ۝ ع
جمع کرنے والا ہے جس میں کوئی شک نہیں بے شک اللہ اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا ۝

افاداتِ محمود:

یہ مدنی سورت ہے اس میں دوصد (۲۰۰) آیات ہیں اور بیس (۲۰) رکوع ہیں۔ (۱) اس کا ایک نام سورۃ آل عمران ہے۔ (۲) تورات میں اس کا نام طیبہ ہے۔ (۳) سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران دونوں کو حدیث میں ''زہراوین'' کہا گیا ہے زہراوین بمعنی النیرۃ یعنی روشنی، سورج۔ گویا یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کو نور بخشتی ہیں۔ اس وجہ سے ان کو ''زھراوین'' فرمایا گیا ہے یعنی ان دونوں کو پڑھا کرو تو نور نصیب ہوگا۔ اسم اعظم بھی ان دونوں سورتوں میں ہے۔ چنانچہ ابوداود کی ایک روایت میں ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اسم الله الاعظم فى هٰذين الايتين والٰهكم اله واحد الخ (بقره) اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُ ۝ الخ (سورہ آل عمران)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم درج ذیل دو آیاتوں میں ہے۔ (۱) والٰهكم الخ (سورہ بقرہ) اور اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُ ۝ الخ (سورہ آل عمران) رواہ ابن ماجہ۔

(۴) اس سورت کو غمام اور ظلہ بھی کہا جاتا ہے۔ ''غمام'' بمعنی بادل اور ظلہ بمعنی سایہ بان یعنی ان قارئها يكون فى ظل ثوابها اس کا پڑھنے والا اس کے ثواب کے سایہ میں قیامت کے روز ہوگا۔

شانِ نزول:

نصاریٰ نجران کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ طیبہ میں آیا تھا۔ یہ وفد ساٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں ۱۴ افراد خاص تھے اور پھر ۳ افراد اخص الخواص اور نہایت بڑے عالم اور صاحب رائے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوا تو ان لوگوں نے مسجد نبوی میں نماز پڑھی۔ جب انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو صحابہ کرامؓ نے روکا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ ان کو اپنے مذہب کے مطابق مشرق کی

طرف منہ کر کے نماز پڑھنے دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے مشرق ہی کی طرف نماز پڑھی۔

یہ وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبر سن کر آپ ؐ سے مباحثہ ومناظرہ کی غرض سے آیا تھا، لہٰذا ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت اور ابن اللہ ہونے پر دلائل دینا شروع کر دیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دلائل سماعت فرما کر پھر ایک ایک دلیل کو رد فرمایا اور وہ لوگ اس رد اور جرح کے جواب میں لاجواب ہی ہوتے رہے۔ آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ کی دعوت دے دی تو یہ لوگ ڈر گئے اور گھبرانے کی وجہ سے مباہلہ کے لیے حاضر نہ ہوئے۔ سورۃ آل عمران کی ابتدائی آیات اسی وفد سے متعلق ہیں۔

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ

(۱) اس آیت کی مشہور تفسیر تو یہ ہے کہ ''الا اللہ'' پر وقف کیا جائے اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ متشابہات کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا یہ قول منقول ہے حضرت عائشہؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت عمرؓ حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ سے' اس صورت میں الا اللہ پر وقف ہے اور اس کا مابعد الگ کلام ہے۔ ماقبل سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت امام مالکؒ سے بھی یہی منقول ہے۔

(۲) بعض مفسرین کے ہاں ''وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ'' پر وقف کیا جائے گا اور مفہوم یہ ہوگا کہ متشابہات کی مراد اللہ تعالیٰ اور راسخین فی العلم جانتے ہیں اور آگے ''یقولون'' خبر ہے مبتداء محذوف ھذا کے لیے۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ...... ''وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ'' پر وقف کیا جائے تو مفہوم یہ ہوگا کہ متشابہات کی تاویل حقیقی اور واقعی کو تو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تاویل ظنی راسخین فی العلم جانتے ہیں۔ (کما ذکرنا بالتفصیل فی المقدمۃ)

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا الخ

یہاں سے معلوم ہوا کہ دلوں کو پھیرنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس میں معتزلہ کے نظریہ کی تردید ہے کہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

بے شک جو لوگ کافر ہیں

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ

اُن کے مال اور اُن کی اولاد اللہ کے مقابلے میں ہرگز کام نہیں آئیں گی اور وہ لوگ

وَقُودُ النَّارِ ﴿١٠﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

دوزخ کا ایندھن ہیں ○ جس طرح فرعون والوں اور اُن سے پہلے لوگوں کا معاملہ تھا اُنہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا

فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١١﴾ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا

پھر اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب سے انہیں پکڑا اور اللہ سخت عذاب والا ہے ○ کافروں کو کہہ دے کہ

سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٢﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ

اب تم مغلوب ہوگے اور دوزخ کی طرف اکٹھے کیئے جاؤ گے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے ○ تمہارے سامنے ابھی

آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ

ایک نمونہ دو فوجوں کا گزر چکا ہے جو آپس میں ملیں ایک فوج اللہ کی راہ میں لڑتی ہے اور دُوسری فوج کافروں کی ہے

يَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ إِنَّ فِي

وہ کافر مسلمانوں کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہے تھے آنکھوں کے دیکھنے سے اور اللہ جسے چاہے اپنی مدد سے قوّت دیتا ہے اس

ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ ﴿١٣﴾ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ

واقعہ میں دیکھنے والوں کے لئے عبرت ہے ○ لوگوں کو مرغوب چیزوں کی مُحبّت نے فریفتہ کیا ہوا ہے جیسے عورتیں

وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ

اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے

الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ عِنْدَهُ

مویشی اور کھیتی یہ دُنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور اللہ ہی

حُسْنُ الْمَآبِ ﴿١٤﴾ قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ ذَٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ

کے پاس اچھا ٹھکانا ہے ○ کہہ دے کیا میں تم کو اس سے بہتر بتاؤں پرہیزگاروں کے لئے

رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ

اپنے رب کے ہاں باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاک

مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِالْعِبَادِ ۝١٥ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ

عورتیں ہیں اور اللہ کی رضامندی ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے وہ جو کہتے ہیں

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝١٦ اَلصّٰبِرِيْنَ

اے رب ہمارے! ہم ایمان لائے ہیں سو ہمیں اور ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے ○ وہ صبر کرنے

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝١٧ شَهِدَ

والے ہیں اور سچے ہیں اور فرمانبرداری کرنے والے ہیں اور خرچ کرنے والے ہیں اور پچھلی راتوں میں گناہ بخشوانے والے ہیں ○

اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا ۢ بِالْقِسْطِ ۗ لَآ اِلٰهَ

اللہ نے اور فرشتوں نے اور علم والوں نے گواہی دی کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہی انصاف کا حاکم ہے اس کے سوا

اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١٨ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ

اور کوئی معبود نہیں زبردست حکمت والا ہے ○ بے شک دین اللہ کے ہاں فرمانبرداری ہی ہے اور جنہیں کتاب دی گئی

اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا ۢ بَيْنَهُمْ ۗ وَمَنْ يَّكْفُرْ

تھی اُنہوں نے صحیح علم ہونے کے بعد آپس کی ضد کے باعث اختلاف کیا اور جو شخص

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝١٩ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ

اللہ کے حکموں کا انکار کرے تو اللہ جلد ہی حساب لینے والا ہے ○ پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں تو ان سے کہہ دے کہ میں نے

وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۗ

اپنا منہ اللہ کے حکم کے تابع کیا ہے اور اُن لوگوں نے بھی جو میرے ساتھ ہیں اور ان لوگوں سے کہہ دے جنہیں کتاب دی گئی ہے

فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۗ وَاللّٰهُ

اور اَن پڑھوں سے آیا تم بھی تابع ہوتے ہو پھر اگر وہ تابع ہوگئے تو اُنہوں نے بھی سیدھی راہ پالی اور اگر وہ منہ پھیریں تو تیرے

بَصِيْرٌ ۢ بِالْعِبَادِ ۝٢٠

ذمہ فقط پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے ○

افاداتِ محمود:

دأب ای العادة o

قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ الخ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ بدر سے فارغ ہو کر فاتح کی حیثیت سے مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو یہود سے گفتگو فرمائی، لیکن ان لوگوں نے بجائے مشرکین مکہ کی حالت سے عبرت پکڑنے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ناشائستہ انداز میں گفتگو کی۔

عن عاصم بن عمروؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اصاب من اهل بدر ما اصاب و رجع الى المدينة رجع اليهود فى سوق بنى قينقاع وقال يا معشر يهود اسلموا قبل ان يصيبكم الله بما اصاب قريشا فقالو ايا محمد لا يغر نك من نفسك ان قتلت نفرا من قريش كانو اغمارا لايعرفون القتال انك والله لو قاتلتنا لعرفت انا نحن الناس وانك لم تلق مثلنا فانزل الله قل للذين كفرو الخ (تفسیر ابن کثیر)o

حضرت عاصم ابن عمروؓ سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقام پر مشرکین مکہ کو شکست سے دوچار کیا اور واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو بنی قینقاع کے بازار میں یہود کو جمع فرما کر ان سے یوں گفتگو فرمائی، اے یہود کی جماعت اسلام قبول کرو، اس سے قبل کہ تمہیں وہ کچھ پہنچے جو مشرکین مکہ کو پہنچا۔ یہود (جواب میں) کہنے لگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو یہ بات دھوکے میں نہ ڈالے کہ آپ نے قریش کے چند ناتجربہ کار لوگوں سے لڑائی لڑی (اور ان کو زیر کیا) جو لڑائی کے پیچ وخم سے بالکل واقف نہ تھے۔ اللہ کی قسم اگر آپ کا ہم سے پالا پڑا تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم ہی مردانہ وار جنگ کرنے والے ہیں اور ہم جیسوں سے تو اب تک آپ کا واسطہ پڑا ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں مندرجہ بالا آیت نازل فرمائی:

حاصل آیت یہ ہے کہ اے یہود یو! تم دنیا میں بھی مغلوب ہو جاؤ گے جیسا کہ بنوقریظہ کا حشر ہوا اور آخرت میں جہنم کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ اور ان کے لائے ہوئے دین کو غالب فرمائیں گے۔

يَرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ

نافع مدنیؒ (پہلا قاری ہے) نے تَرَوْنَهُمْ تا کے ساتھ پڑھا اور باقی چھ قاری یا کے ساتھ يَرَوْنَهُمْ پڑھتے ہیں۔

(ا) پہلی قرأت کے مطابق مفہوم یہ ہے کہ اے مسلمانو تم کفار کو اپنے سے دوگنا دیکھتے ہو ترون کا فاعل مسلمان ہیں اور ''ھم'' کی ضمیر منصوب کفار کی طرف راجع ہے اور مِثْلَيْهِمْ میں ضمیر مجرور مسلمانوں کی طرف راجع ہے۔

(۲) دوسری قرأۃ کے مطابق مفہوم یہ ہے کہ "یرون" کا فاعل کفار ہیں اور "ھم" کی ضمیر منصوب مسلمانوں کی طرف راجع ہے اور "مثلیھم" کی ضمیر مجرور مسلمانوں کی طرف راجع ہے اور حاصل یہ ہے کہ کفار مسلمانوں کو ان سے دوگنا دیکھتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں فوجیں ایک دوسرے کو زیادہ دیکھتی تھیں اور سورہ انفال کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کو دونوں فوجیں ایک دوسرے کی نظر میں تھوڑی دکھائی دیتی تھیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا
(سورہ انفال نمبر ۴۴)

اور جب تم کو دکھلائی وہ فوج مقابلہ کے وقت تمہاری آنکھوں میں تھوڑی اور تم کو تھوڑا دکھلایا ان کی آنکھوں میں تا کہ کرڈالے اللہ ایک کام جو مقرر ہو چکا تھا۔

سورہ انفال کی آیت میں جو کیفیت مذکور ہے یہ جنگ سے پہلے کی ہے۔ جیسا کہ "لِيَقْضِيَ اللّٰهُ" سے معلوم ہوتا ہے اور سوہ آل عمران میں جو کیفیت مذکور ہے، یہ دوران جنگ کی ہے۔ لہٰذا دونوں آیتوں میں کوئی تعارض یا تضاد نہیں ہے۔ آیت ذیل میں اگر چہ دیگر احتمالات بھی ہیں، لیکن خلاصہ ان کا ان دونوں قرأتوں وصورتوں کا وہی ہے جو اوپر ذکر ہوا۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ الخ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ماترکت بعدی فتنة اضر علی الرجال من النساء. (بخاری ومسلم)

مجھے اپنے بعد سب سے زیادہ جس خطرناک فتنے کا اندیشہ ہے وہ عورتیں ہیں۔

نساء میں دو اور اولاد میں ایک فتنہ ہے:

نساء میں دو فتنے اور اولاد میں ایک فتنہ ہے۔ (۱) عورتوں میں ایک فتنہ معاشرتی ہے (۲) اور دوسرا مالی ہے۔

(۱) معاشرتی فتنہ عورت میں یہ ہے کہ شوہر کو قطع رحمی پر ابھارتی اور برانگیختہ کرتی رہتی ہے کہ تمہاری والدہ نے یہ بات کہی ہے، تمہارے والد نے یہ بات کہی ہے۔ نتیجتاً گھر میں معاشرت خراب ہوتی اور فتنہ برپا ہو جاتا ہے۔ شادی کے بعد بہن بھائیوں اور والدین سے اچھا سلوک تقریباً ختم ہو جاتا ہے۔ پھر الگ مکان اور رہن سہن کا مطالبہ کرتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ نان ونفقہ چونکہ شوہر کے ذمہ واجب ہے تو وہ غریب مجبور ہوتا ہے کسب حرام پر۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ میں حلال کمار ہا ہوں یا حرام۔ کتنے لوگوں کو اذیتیں دے دے کر وہ اس کے جائز و ناجائز مطالبوں کو پورا کرتا ہے۔ اس کی عاقبت تباہ ہو جاتی ہے۔ یہ مالی فتنہ ہے۔ اولاد میں صرف مالی فتنہ ہے، معاشرتی فتنہ نہیں

ہے۔لہذا انساء کا فتنہ اشد واضر ہے اولاد کے فتنہ کے مقابلے میں۔ القناطیر یہ قنطار کی جمع ہے۔قنطار اس مال کو کہتے ہیں کہ جمع کرتے کرتے ڈھیر بن جائے۔جیسا کہ ایک اور جگہ اشاد ہے۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ (سورہ نساء نمبر ۲۰)

اور اگر تم چاہو بدلنا کسی عورت کو ایک عورت کی جگہ اور تم دے چکے ہو ایک کو ان میں سے بہت سا مال تو نہ واپس لو اس سے کچھ بھی۔

إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ

بے شک جو لوگ اللہ کے حکموں کا اِنکار کرتے ہیں اور پیغمبروں کو ناحق

بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ

قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے اِنصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں سو انہیں دردناک عذاب کی

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا

خوشخبری سُنا دے ○ یہی وہ لوگ ہیں جن کی دُنیا اور آخرت میں محنت ضائع ہوگئی اور اُن کا

لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ

کوئی مددگار نہیں ○ کیا تُو نے اِن لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں ایک حصّہ کتاب کا مِلا وہ اللہ کی کتاب کی طرف بُلائے جاتے ہیں

اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾

تا کہ وہ کتاب اُن میں فیصلہ کرے پھر ایک فرقہ اُن میں سے پھر جاتا ہے ایسے حال میں کہ وہ مُنہ پھیرنے والے ہوتے ہیں ○

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَغَرَّهُمْ فِيْ

یہ اِس لئے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ہرگز آگ نہیں لگے گی مگر چند دِن گنتی کے اور ان کی اپنی بنائی ہوئی

دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ

باتوں نے انہیں دِین میں دھوکا دیا ہوا ہے ○ پھر ان کا کیا ہوگا جب ہم انہیں ایک دن جمع کریں گے جس کے آنے میں کوئی شُبہ نہیں

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ

اور ہر کسی کو اپنی کمائی کا اجر پُورا دِیا جائے گا اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا ○ تُو کہہ اے اللہ! بادشاہی کے مالک!

الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ

جسے تُو چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے جسے تُو چاہتا ہے

مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

عزّت دیتا ہے اور جسے تُو چاہے ذلیل کرتا ہے سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے بے شک تُو ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ

قادر ہے ○ تُو رات کو دِن میں داخل کرتا ہے اور دِن کو رات میں داخل کرتا ہے اور زندہ کو مُردہ سے

الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

نکالتا ہے اور مُردہ کو زِندہ سے نکالتا ہے اور جسے تُو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے ○

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَمَنْ

مُسلمان مُسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو کوئی

يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۗ

یہ کام کرے اُسے اللہ سے کوئی تعلق نہیں مگر اس صورت میں کہ تم ان سے بچاؤ کرنا چاہو

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ﴿۲۸﴾ قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي

اور اللہ تمہیں اپنے سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ○ تو کہہ دے اگر تم اپنے دل کی

صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اُسے اللہ جانتا ہے اور جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے

الْأَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ

اُسے جانتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○ جس دن ہر شخص موجود پائے گا اپنے سامنے

مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۖ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا

اُس نیکی کو جو اُس نے کی تھی اور جو کچھ کہ اُس نے بُرائی کی تھی اُس دن چاہے گا کہ کاش درمیان اُس کے اور درمیان اُس

بَعِيدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾

کی بُرائی کے مُسافت دُور کی ہو اور اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر شفقت کرنے والا ہے ○

افاداتِ محمود:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيٰتِ اللّٰهِ الخ

یہاں سے پھر یہود کی قباحتوں کا بیان ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو شہید کرنے کے ساتھ ساتھ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے تھے۔

وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ الخ

(۱) یہاں سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پہلی امتوں پر بھی واجب تھا۔

حدیث میں ہے:

من امر بالمعروف ونهى عن المنكر فهو خليفة الله فى الارض و خليفة رسوله ٥

یعنی جس شخص نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا تو وہ زمین میں اللہ اور اس کے رسول کا خلیفہ ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یہ بین المسلمین والمنافقین امتیازی شان ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے......

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ الخ (سورۃ توبہ ۷۱)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں کہ حکم کرتے ہیں نیک کام کا اور روکتے ہیں برے کام سے۔

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ الخ (سورۃ توبہ نمبر ۶۷)

منافق مرد اور منافق عورتیں بعض ان میں سے جنس ہیں بعض کی، حکم کرتے ہیں برے کام کا اور روکتے ہیں نیک کام سے۔

پہلے بتلایا جا چکا ہے کہ امر بالمعروف اس صورت میں بھی جائز ہے کہ جس چیز کی طرف دعوت دے رہا ہے، خود اس پر عمل نہ کرتا ہو اور نہی عن المنکر جائز ہے، اگر چہ انسان خود اس منکر کا مرتکب ہو رہا ہو۔ یہ دونوں فعل (یعنی معروف پر عمل نہ کرنا اور منکر پر عمل کرنا) مذموم ضرور ہیں۔ ان پر مواخذہ ہو سکتا ہے، لیکن دعوت کا جواز ثابت ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ منکر کا تغیر اور بدلنا واجب ہے علیٰ کل مسلم (ہر مسلمان پر) بالید او باللسان او بالقلب (ہاتھ کے ذریعہ یا زبان کے ذریعہ یا دل کے ذریعہ) لیکن آج نہ باپ بیٹے کو روکتا ہے، نہ بیٹا باپ کو اور یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک نے اپنی قبر میں جانا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دینی نقصانات کے متعلق باپ کے دل میں حمیت و غیرت ہے ہی نہیں جو ہونی چاہیے، ورنہ اگر بیٹا پانچ روپے کا نقصان کر دے تو باپ گھر سے نکال دیتا ہے، لیکن دین کی بے حرمتی اور نقصان پر کچھ نہیں کہتا۔ اصل میں دین کی اہمیت ہی ختم ہو چکی ہے اور عورتیں تو نماز اپنے اوپر فرض سمجھتی ہی نہیں، الا ماشاء اللہ۔ بعض لوگ بالکل نہیں پڑھتے۔ بعض عیدین کی پڑھتے ہیں۔ بعض جمعہ کی پڑھتے ہیں۔ یہی لوگ آج کل نیک کہلاتے ہیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

متى يترك الامر بالمعروف والنهى عن المنكر قال اذا ظهر فيكم ما ظهر فى امم ما قبلكم

"امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کب چھوڑا جائے گا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا جو گناہ پہلی اُمتوں میں ظاہر ہوئے تھے تم لوگوں میں ظاہر ہونے لگے۔

یعنی جب گناہ عام ہو جاتا ہے اُس کی اہمیت جاتی رہتی ہے۔

قل اللهم مالک الملک الخ

حضرت ابن عباسؓ وانسؓ سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا تو بعد میں صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ہم روم وفارس کو بھی ختم کریں گے تو یہود اور منافقین کہنے لگے کہ......

هيهات هيهات اين لمحمد ملک الروم و الفارس۔

یعنی یہ بات تو انتہائی بعید ہے۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فارس وروم پر قبضہ کرنا اور ان کو زیر نگیں کرنا کب ممکن ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ زمین کا مالک اللہ تعالیٰ ہے جسے چاہے جو حصہ سونپ دے۔

خوشامد کرنے والے قراء:

ایک فوجی آمر کے دور اقتدار میں قاری صاحبان کثرت سے سرکاری محفلوں میں اس آیت کی تلاوت کرتے تھے۔

تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ

اس آیت میں ان کے اقتدار کی طرف اشارہ کرتے تھے۔آج کل ہمارے حکمرانوں کے جشن منانے کے دوران بھی اس آیت کی تلاوت کی جاتی ہے۔یہ خوشامد کرنے والے لوگ آیت کو غلط محل پر منطبق کرتے ہیں۔یہ کوئی انعام ونعمت ان لوگوں کے لیے نہیں ہے، بلکہ تم لوگوں کو ایسے حکمرانوں کی شکل میں شامت اعمال کی سزا مل رہی ہے۔

تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ

(۱) ایک مطلب تو یہ ہے کہ گرمی کے موسم میں دن بڑے اور راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں اور سردیوں میں راتیں بڑی اور دن چھوٹے ہو جاتے ہیں۔

(۲) یا یہ مطلب ہے کہ دن کے بعد رات آتی ہے اور رات کے بعد دن آتا ہے، لیکن پہلے والی تفسیر زیادہ راجح اور اولیٰ ہے۔

وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ الخ

(۱) حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ

تخرج المومن من الکا فر والکا فرمن المئومن.

یعنی اللہ تعالیٰ مومن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے پیدا فرماتا ہے۔مومن چونکہ بمنزلہ زندہ کے ہے اور کافر بمنزلہ مردہ کے ہے، لہٰذا اس طرح تعبیر فرمایا۔دلیل اس کی یہ ملتی ہے کہ ایک نیک صائمہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، اس کا باپ کافر تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

سبحان الذی یخرج الحی من المیت.

یعنی پاک ہے وہ اللہ جس نے زندہ (مومن) کو مردہ (کافر) سے پیدا فرمایا۔ لہٰذا حی اور میت دونوں لفظ حقیقی معنی پر محمول نہیں ہیں۔

(۲) حضرت عکرمہؒ تلمیذ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اس سے مراد اخراج الدجاجة وهي حية من البيضة وهي ميت و اخراج البيضة من الدجاجة٥

یعنی مرغی زندہ ہے وہ انڈے سے پیدا ہوتی ہے جو کہ مردہ ہے اور انڈا جو کہ مردہ ہے زندہ مرغی سے پیدا ہوتا ہے۔

(۳) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ

النطفة تخرج من الرجل وهي ميت ويخلق الرجل منها حيا وهي ميت.

یعنی زندہ انسان سے نطفہ نکلتا ہے جو کہ بے جان ہے اور بے جان نطفہ سے زندہ انسان بنتا ہے۔

(۴) بعض کے ہاں مراد یہ ہے کہ

الحبة تخرج من السنبل وهي ميت و السنبل تخرج من الحبة وهو حي ٥

یعنی بے جان دانہ بیج کا سنبل سے پیدا ہوتا ہے حالانکہ پودا اور سنبل وغیرہ حرکت کرتے رہتے ہیں اور حرکت کرنے والا پودا و سنبل بے جان بیج سے پیدا ہوتا ہے۔ پودے اور خوشے میں ایک قسم کی زندگی ہے جبکہ دانہ خشک ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ہر ادرخت تسبیح کرتا رہتا ہے۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ الخ

جب احزاب الکفار و المشرکین نے مدینہ منورہ پر حملے کا ارادہ کر لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے مشورہ سے خندقیں کھودنے کا حکم دیا۔ منافقین اور یہود نے مذاق اڑایا کہ یہ لوگ اب مدینہ منورہ کو بچا نہیں سکیں گے۔ اگرچہ خندقیں کھود رہے ہیں، لیکن ان کو فائدہ نہ ہوگا۔ (العیاذ باللہ) اور کہا کہ یہ لوگ باتوں میں تو یہ کہتے ہیں کہ ہم روم و فارس کو فتح کریں گے، مگر اپنا شہر بچانا مشکل ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو باتیں تم اللہ کے رسول کے خلاف سینوں میں چھپائے رکھتے ہو، اللہ تعالیٰ کو ان کا علم ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ

کہہ دو اگر تم

تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿٣١﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٢﴾

مہربان ہے ○ کہہ دو اللہ اور اُس کے رسُول کی فرمانبرداری کرو پھر اگر وہ مُنہ موڑیں تو اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا ○

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٣﴾

بے شک اللہ نے آدم کو اور نُوح کو اور ابراہیم کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو سارے جہان سے پسند کیا ہے ○

ذُرِّيَّةً ۢ بَعْضُهَا مِنْ ۢ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٣٤﴾ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ

جو ایک دُوسرے کی اولاد تھے اور اللہ سُننے والا جاننے والا ہے ○ جب عمران کی عورت نے کہا

رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ

اے میرے رب جو کچھ پیٹ میں ہے سب سے آزاد کر کے میں نے تیری نذر کیا سو تُو مُجھ سے قبول فرما بے شک تُو ہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۗ وَاللّٰهُ

سُننے والا جاننے والا ہے ○ پھر جب اُسے جنا کہا اے میرے رب! میں نے تو وہ لڑکی جنی ہے اور جو کچھ

اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۗ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْٓ

اُس نے جنا ہے اللہ اُسے خُوب جانتا ہے اور بیٹا بیٹی کی طرح نہیں ہوتا اور میں نے اُس کا نام مریم رکھا اور میں اُسے

اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٣٦﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ

اور اُس کی اولاد کو شیطان مرْدود سے بچا کر تیری پناہ میں دیتی ہوں ○ پھر اُسے اُس کے رب نے اچھی طرح سے قبول کیا

وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ

اور اُسے اچھی طرح سے بڑھایا اور وہ زکریا کو سونپ دی جب زکریا اُس کے پاس حجرہ میں آتے

وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ

تو اُس کے پاس کچھ کھانے کی چیز پاتے کہتے اے مریم! تیرے پاس یہ چیز کہاں سے آئی ہے وہ کہتی یہ اللہ کے ہاں سے آئی ہے

إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ قَالَ رَبِّ

اللہ جسے چاہے بے قیاس رزق دیتا ہے ○ زکریا نے وہیں اپنے رب سے دُعا کی کہا اے میرے رب!

هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٨﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ

مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما بے شک تُو دُعا کا سُننے والا ہے ○ پھر فرشتوں نے اُس کو آواز دی

وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ

جب وہ حُجرے کے اندر نماز میں کھڑے تھے کہ بے شک اللہ تجھ کو یحییٰ کی خُوشخبری دیتا ہے جو اللہ کے ایک حکم کی

اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٣٩﴾ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ

گواہی دے گا اور سردار ہوگا اور عورت کے پاس نہ جائے گا اور صالحین میں سے نبی ہوگا ○ کہا اے میرے رب! میرا لڑکا

لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكَ اللَّهُ

کہاں سے ہوگا حالانکہ میں بُڑھاپے کو پہنچ چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے فرمایا اللہ اسی طرح

يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ﴿٤٠﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً ۖ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ

جو چاہتا ہے کرتا ہے ○ کہا اے میرے رب! میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر فرمایا تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ تُو لوگوں سے

ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿٤١﴾ ع ۱۲

تین دِن سوائے اشارہ کے بات نہ کر سکے گا اور اپنے رب کو بہت یاد کر اور شام اور صبح تسبیح کر ○

افاداتِ محمود:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ الخ

حدیث میں ہے:

من رائی ان یحبه فعلیه بصدق الحدیث واداء الامانه ولا یؤذی جاره الخ ○ (ترمذی)

جسے یہ بات بھلی لگی کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے تو اسے چاہیے کہ سچ بولے، امانت ادا کرے اور اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

لیکن جو لوگ ایک ہی حجرے میں رہنے کے باوجود لڑ پڑیں (طلبہ کی طرف اشارہ ہے) تو پھر کیا حشر ہوگا۔

حدیث میں ہے:

من کان منکم یومن باللہ والیوم الاخر فلیحسن جاره.

جو تم میں سے اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا، اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

طلبہ ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ میری پیالی میں چائے کیوں پی ہے؟ ارے ظالم اس سے آپ کا کیا نقصان ہوا؟ یہی تو ماعون ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ ''ہلاکت ہو نماز میں سستی کرنے والوں پر جو ریاکاری کرتے ہیں اور ماعون کو روکتے ہیں، حالانکہ استعمال سے برتن کم تو نہیں ہوتا۔

يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ الخ

صحیح مسلم میں حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے:

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله اذا احب عبدا دعا جبريل عليه السلام فقال انى احب فلانا فاحبه قال فيحبه جبريل ثم ينادى فى السماء فيقول ان الله يحب فلانا فاحبوه فيحبه اهل السماء قال ثم يوضع له القبول فى الارض الخ ○

حضرت ابی ھریرہؓ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو حضرت جبریل کو بلا لیتے ہیں۔ اس سے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں سو تم بھی اس سے محبت کرو۔ حضورؐ نے فرمایا کہ پس جبریلؑ اس سے محبت کرتا ہے پھر آسمان والوں کو اطلاع کر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں سو تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس بندہ کے لیے زمین میں مقبولیت رکھ دی جاتی ہے یعنی عام لوگوں میں وہ مقبول ہو جاتا ہے تو ''يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ'' یہ متضمن ہے محبت اہل اسماء والارض کو اور اہل الارض کی محبت سے مراد صاحب عقل سلیم اور طبع مستقیم لوگ ہیں اور وہ ناشائستہ اور کمینے لوگ جن کو حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کے سچے پیروکاروں سے محبت نہیں ہے، وہ حقیقت میں اہل الارض نہیں ہیں۔

دوران درس ایک عیسائی کا مشرف بہ اسلام ہونا:

(بوٹا مسیح حضرت کے سامنے ایمان لانے کی غرض سے دوزانو ہو کر بیٹھا تو حضرت مفتی صاحبؒ یوں گویا ہوئے)

تم اپنی مرضی سے خوشی سے مسلمان ہونا چاہتے ہو؟ (اس نے کہا جی ہاں) اچھا تو کہو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں عبادت صرف اسی کے لیے ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ کہو میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے تمام احکام پر ایمان لاتا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ نہ خود خدا ہیں، نہ خدا کے بیٹے ہیں۔ اب کلمہ پڑھیے۔

لا اله الا الله الخ ○

اب تمہارا اسلامی نام بوٹا مسیح کی بجائے عبداللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ضلال سے بچائے اور دین اسلام پر ثابت قدمی نصیب فرمائے۔

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ الخ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام بھی عمران تھا۔ حضرت مریم کے والد کا نام بھی عمران تھا۔ یہاں عمران سے مراد حضرت مریم کے والد ہیں۔

آج حضرت نوح علیہ السلام کے سوا کسی کی اولاد باقی نہیں ہے۔ یہ تمام پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا الخ ٥

حدیث میں ہے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو ولادت کے وقت شیطان اس کو مس کرتا یعنی چھولیتا ہے۔ اب اس مس کرنے کا اثر کسی پر پڑتا ہے اور کسی پر نہیں پڑتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے وابستہ ہے۔

حضرت مریم کی والدہ کی اس دعاء کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو محفوظ کرلیا تھا۔ محفوظ کرنے کے دو مطلب ہوسکتے ہیں۔

(۱) ایک یہ ہے کہ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان نے بالکل مس نہ کیا ہو۔

(۲) دوسرا یہ ہے کہ مس تو کیا ہو، لیکن شیطان کے مس کرنے کے اثر سے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں بزرگوں کو محفوظ رکھا ہو۔ دونوں صورتوں میں یہ ان دونوں بزرگوں کی جزوی خصوصیت ہوگی۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے:

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مامن مولود يولد الانخسه الشيطان فيستهل صارخا من نخس الشيطان الا مريم وابنها وفى رواية الا ابن مريم و امه ثم قال ابو هريرة اقرأوان شئتم وانى اعيذها بك و ذريتها الخ ٥ (مسلم)

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے ٹھنگا مارتا ہے اور شیطان کا ٹھنگا مارنے کی وجہ سے وہ بچہ اونچی آواز میں روتا ہے، سوائے حضرت مریم اور اس کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔

پھر حضرت ابوھریرہؓ نے فرمایا کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو...... **وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِکَ** الخ یعنی اس دعا کی برکت سے یہ دونوں حضرات شیطان کے اثر سے محفوظ ہوگئے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے......(**ان عبادى ليس لک عليهم سلطان** الخ)

(شیطان سے خطاب) بیشک جو میرے بندے ہیں، تو ان پر قابو نہیں پاسکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کی اس حفاظت کا اثر یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ کی نشونما بڑھ گئی اور وہ جسمانی طور پر ایک دن میں ایک سال

جتنا ترقی کرتے تھے۔

وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ ای ضمها الیه ٥ یعنی حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریمؑ کو اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ یہ حضرت زکریا حضرت یحیٰ علیہ السلام کے والد ہیں اور حضرت زکریا علیہ السلام کے گھر میں حضرت مریم کی خالہ تھیں۔ اس وجہ سے حضرت مریم کی کفالت کا انتظام وہاں کیا گیا۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ الخ

حضرت مریم کے پاس بے موسم پھل ہوا کرتے تھے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

اس سے معلوم ہوا کہ کرامات اولیاء حق ہیں۔ کیونکہ کوئی عورت نبی نہیں ہوئی۔ یہ پھل کرامت کے طور پر یعنی خرق عادت طریقے سے ان کے پاس آتے رہے۔ کرامات اولیاء کا اصلی انکار آیات قرآنیہ کا انکار ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ عام مسلمانوں کو بھی سلام کیا جاتا ہے۔

ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ الخ

یہاں حضرت زکریا نے لڑکے کی دعا مانگی ہے کیونکہ سورہ مریم میں "رب ھب لی من لدنک ولیا" کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ آگے "یرثنی ویرث من ال یعقوب الخ" کے الفاظ آئے ہیں یہ صفات لڑکے کی ہیں لڑکی کی نہیں ہیں۔

وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا الخ

یہ حضرت یحیٰ علیہ السلام کی صفات ہیں کہ سردار ہوں گے اور لذات وخواہشات نفسانیہ سے دور رہنے والے ہوں گے یعنی عبادات میں ایسا انہماک ہوگا کہ عورتوں کی طرف توجہ ہی نہیں ہوگی۔ یہ حضرت یحیٰ کا خصوصی حال ہے۔ یہ ضابطہ امت محمدیہ پر لاگو نہیں ہوتا، بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور شان تو یہ ہے کہ کمال معاشرت کے ساتھ کمال عبادت کا مظاہرہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت سے الگ رہنے اور شادی نہ کرنے کی اجازت چاہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں لو اجاز نالا ختصینا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اجازت فرما دیتے تو ہم خصی ہونے کو اپنا لیتے یعنی ہم ایسا کوئی عمل کر لیتے جس کے بعد عورتوں کے قابل ہی نہ رہتے۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر شادی شدہ رہنا پسند نہیں فرمایا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی (ابن ماجہ) نکاح میری سنت ہے اور جو میری سنت سے اعراض کرے گا، وہ مجھ

میں سے نہیں ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے:

تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم (الترغیب والترھیب) نکاح ایسی عورتوں سے کرو کہ محبت کرنے والیاں اور زیادہ بچے جننے والیاں ہوں۔ بیشک میں (قیامت کے دن) تمہاری کثرت پر فخر کرونگا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ **الحصور الذی لایات النساء المنوع من النساء** یعنی حصور کا معنی یہ ہے کو جو عورتوں کے پاس نہ جاتا ہو۔ اکثر صحابہ وتابعین سے منقول ہے کہ وہ عنین تھے **ای الذی یکف** جس شخص میں عورتوں کے پاس جانے کی صلاحیت نہ ہو لیکن **مع القدرة لایکون عنیناً** یعنی عورتوں کے پاس جانے کی قدرت کے باوجود نہ جانا وہ عنین نہیں کہلاتا اور یہی صورت نبی کے لیے زیادہ مناسب اور شایان شان ہے کیونکہ عنین ہونا عیب ہے۔ پیغمبر کے حق میں یہ بات مناسب نہیں ہے۔

وَ قَدۡ بَلَغَنِیَ الۡکِبَرُ وَ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرٌ ؕ الخ

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے خود اللہ تعالیٰ سے لڑکا مانگا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے بشارت دے دی تو اب استبعاد فرما رہے ہیں؟ (۱) بعض مفسرین حضرات نے یہ جواب دیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ اسی بڑھاپے میں اولاد ہوگی یا جوانی لوٹائی جائے گی؟

(۲) بعض حضرات نے یہ جواب دیا کہ حضرت زکریاؑ یہ پوچھتے رہے ہیں کہ اسی بانجھ بیوی سے اولاد ہوگی یا نئی شادی کرنی پڑے گی؟

(۳) چونکہ یہ بشارت دعا کے چالیس سال بعد آئی تھی، لہٰذا یہ استعبا د حقیقت پر مبنی ہے:

اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ الخ

اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک شخص معذور ہے باتیں نہیں کرسکتا تو اشارہ فی حکم الکلام ہے چنانچہ حدیث میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حبشی عورت سے پوچھا:

این اللہ فاشارت برا سھا الی السماء فقال اعتقھا فانھا مومنة○

اللہ کہاں ہے؟ اس نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کردیا (یعنی الرحمٰن علی العرش استویٰ کی طرف اشارہ کیا) حضورؐ نے فرمایا اسے آزاد کردو یہ مومنہ ہے۔

اس لیے اشارۃ الاخرس فی الطلاق والنکاح والبیوع جائز ہے۔

وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم! بے شک اللہ نے تجھے پسند کیا ہے اور تجھے پاک کیا ہے اور تجھے سب

عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ

جہان کی عورتوں پر پسند کیا ہے ○ اے مریم! اپنے رب کی بندگی کر اور سجدہ اور رکوع کرنے

مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ

والوں کے ساتھ رکوع کر ○ یہ غیب کی خبریں ہیں ہم بذریعہ وحی تمہیں اطلاع دیتے ہیں اور تو اُن کے پاس نہیں تھا

اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ

جب اپنا قلم ڈالنے لگے تھے کہ مریم کی کون پرورش کرے اور تُو ان کے پاس نہیں تھا جبکہ وہ

يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ

جھگڑتے تھے ○ جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ تجھ کو ایک بات کی اپنی طرف سے بشارت دیتا ہے

اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ

اُس کا نام مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا ہوگا دُنیا اور آخرت میں مرتبے والا اور اللہ کے مقرّبوں میں سے

الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ

ہوگا ○ اور جبکہ وہ ماں کی گود میں ہوگا تو لوگوں سے باتیں کرے گا اور جبکہ وہ اُدھیڑ عمر کا ہوگا اور نیکوں میں سے ہوگا ○ مریم نے

رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ

کہا اے میرے رب! مجھے بیٹا کیسے ہوگا حالانکہ مجھے کسی آدمی نے ہاتھ نہیں لگایا فرمایا اسی طرح اللہ جو چاہے

مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ

پیدا کرتا ہے جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کو یہی کہتا ہے کہ ہوجا تو وہ ہوجاتا ہے ○ اور اس کو

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ

کتاب سکھائے گا اور دانش عطا فرمائے گا اور توریت اور انجیل ○ اور اُس کو بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گا

اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ

بے شک میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانیاں لے کر آیا ہوں کہ میں تمہیں مٹی سے

الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ

ایک پرندہ کی شکل بنا دیتا ہوں پھر اُس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے اُڑتا جانور ہو جاتا ہے اور مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو

وَأُحْيِ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ

اچھا کر دیتا ہوں اور اللہ کے حکم سے مُردے زندہ کرتا ہوں اور تمہیں بتا دیتا ہوں جو کھا کر آؤ اور جو اپنے گھروں میں

فِي بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٤٩﴾ وَمُصَدِّقًا

رکھ کر آؤ اِس میں تمہارے لئے نشانیاں ہیں اگر تم ایمان دار ہو ○ اور مجھ سے پہلی

لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ

کتاب جو توارت ہے اُس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور تاکہ تم کو وہ بعض چیزیں حلال کر دُوں جو تم پر حرام تھیں

عَلَيْكُمْ ۚ وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٥٠﴾ إِنَّ اللَّهَ

اور تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○ بے شک اللہ ہی

رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٥١﴾ فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ

میرا اور تمہارا رب ہے سو اُسی کی بندگی کرو یہی سیدھا راستہ ہے ○ جب عیسٰی نے بنی اسرائیل کا

مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ

کفر معلوم کیا تو کہا کہ اللہ کی راہ میں میرا کون مددگار ہے حواریوں نے کہا ہم اللہ کے دین کی مدد کرنے والے ہیں

اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٥٢﴾ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا

ہم اللہ پر یقین لائے اور تُو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہونے والے ہیں ○ اے رب ہمارے! ہم اُس چیز پر ایمان لائے جو تُو نے نازل

الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٥٣﴾ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ

کی اور ہم رسول کے تابعدار ہوئے سو تُو ہمیں گواہی دینے والوں میں لکھ لے ○ اور اُنہوں نے خُفیہ تدبیر کی اور اللہ نے بھی خُفیہ تدبیر

الْمَاكِرِينَ ﴿٥٤﴾

فرمائی اور اللہ بہترین خفیہ تدبیر کرنے والوں میں سے ہے ○

افاداتِ محمود:

وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ۝ الخ

یہاں سے پھر عود ہے، اصل مضمون یعنی، حضرت مریمؑ کے قصہ کی طرف۔ اس آیت میں جس فضیلت کا ذکر ہے وہ جزوی فضیلت ہے کہ مس بشر کے بغیر اللہ تعالیٰ نے بیٹا نصیب فرمایا۔ ورنہ بڑی بڑی ولیات گزری ہیں، حضرت مریمؑ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ و فاطمة سيدة نساء اهل الجنة الخ یعنی حضرت فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی۔ بعض حضرات تو حضرت فاطمہؓ کو مذکورہ حدیث کی وجہ سے تمام عورتوں سے افضل مانتے ہیں اور بعض حضرات حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو افضل مانتے ہیں جو والدہ ہیں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی۔ بہرحال سب کے پاس اپنے اپنے دلائل ہیں، بایں ہمہ سب متفق ہیں کہ افضلیت کے اعتبار سے مندرجہ بالا تینوں خواتین کے سوا اور کوئی نہیں ہے اور حضرت مریمؑ کی فضیلت اس زمانہ کے عورتوں پر تھی، نہ کہ بعد والیوں پر۔ امام مسلمؒ نے ایک روایت نقل کی ہے:

عن ابی موسی الاشعری رضی الله عنه انه قال قال رسول الله عليه وسلم كمل من الرجال كثير ولا يكمل من النساء غير مريم بنت عمران واسية امراة فرعون و فی رواية و ان فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على الطعام٥

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں میں سے تو بہت سے لوگ کامل ہوئے ہیں، لیکن عورتوں میں سوائے حضرت مریمؑ اور حضرت آسیہ کے اور کوئی کامل نہ ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت کھانے پر۔

لہٰذا حضرت عائشہ صدیقہؓ سابقہ ولاحقہ عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں۔

وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۝ یہاں جماعت کی نماز مراد نہیں ہے، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جیسے رکوع والے رکوع کرتے ہیں افعلي كفعلهم تو بھی ان جیسا عمل کر۔

اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ الخ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور ولادت کے ذکر سے قبل ان کی والدہ کی فضیلت و شرافت کو ذکر کیا گیا تاکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے ذہنوں میں اس عظیم عورت کی طہارت، پاکبازی اور اپنے رب سے کمال وفاداری کا سکہ بیٹھ جائے اور کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔ نفخ جبریل سے مراد اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق ہے، کیونکہ فرشتوں کی نسل افزائی یہاں مراد نہیں ہے، جیسا کہ ظاہر ہے۔ سورہ مریم میں ہے:

لا ھب لک غلاماً زکیا الخ ٥

یہاں سے باطل پرست لوگوں نے استدلال کیا کہ اگر جبریل بیٹا دے سکتا ہے تو پیر کیوں نہیں دے سکتے۔ (العیاذ باللہ) حالانکہ حضرت جبریلؑ نے حکم خداوندی کی تعمیل کی، اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔

حَوَارِيُّونَ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفقاء کو یہ لقب اس لیے ملا کہ یہ لوگ یا تو خود سفید کپڑے پہنتے تھے یا دھوبی تھے۔ لوگوں کے کپڑے دھو کر سفید کرتے تھے۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ الخ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب عام لوگوں کا انکار دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبہ کے لیے میرا معین و مددگار کون ہوگا؟ حواریین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی اقامت کے سلسلہ میں ہم آپ کے معین و مددگار ہوں گے۔

وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ الخ

انہوں نے مکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی رد مکر کیا۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کی سازش تیار کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی چال چلی۔ اس لیے جب یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کی غرض سے جمع ہوگئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک کمرہ میں تھے۔ ان لوگوں نے ان کو گھیر لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا کہ کون ہے جو میری جگہ شہادت کے لیے تیار ہو؟ ایک جوان کھڑا ہوا اور اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ وفی روایۃ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ جو میری جگہ شہید ہو جائے گا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا تو ایک نوجوان کھڑا ہوا۔ دوبارہ سوال ہوا تو پھر وہی کھڑا ہوا۔ تیسری بار بھی وہی کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل عطا کر دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لیا۔ یہودی جب اس کمرہ میں داخل ہوئے۔ اس نوجوان کو دیکھا تو یہ سمجھے کہ یہ حضرت عیسیٰ ہی ہیں۔ اسے شہید کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا۔ اب قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نزول فرمائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

والله لينزلن ابن مريم حكما و عدلا فليكسرن الصليب وليقتلن الخنزير ٥ (مشکوٰۃ)

اللہ کی قسم ابن مریم فیصلہ کرنے والے اور انصاف کرنے والے نازل ہوں گے۔ سو صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے۔

ٹائی اور کف بھی علامت صلیب ہیں:

یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ گلے میں زنار ڈالنا کفر کی علامت ہے۔ شد الزنار علامة الكفر۔

لیکن ٹائی لگانے والوں کا جو عمل ہے اس کو کفر اس وجہ سے نہیں کہتے کہ وہ فیشن کے طور پر لگاتے ہیں۔ ان

لوگوں کو عقیدہ کا علم ہی نہیں ہے۔ ٹائی لگانے والوں کو اس کا شعور نہیں ہوتا کہ یہ کیوں لگائی جاتی ہے، حالانکہ حدیث میں ہے من تشبه بقوم فهو منهم ، جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے، وہ ان میں سے ہوگا۔ آگے اللہ جانے۔ بہرحال انگریزوں نے لباس میں بھی صلیب کی شکل بنائی اور بغیر بتلائے لوگوں کو انگریز بنا دیا۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ
جس وقت اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ! بیشک میں تمہیں وفات دینے والا
مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا
ہوں اور تمہیں اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں اور تمہیں کافروں سے پاک کرنے والا ہوں اور جولوگ تیرے تابعدار ہوں گے اُنہیں
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ
ان لوگوں پر قیامت کے دن تک غالب رکھنے والا ہوں جو تیرے منکر ہیں پھر تم سب کو میری طرف لوٹ کر آنا ہوگا پھر میں تم میں
تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا
فیصلہ کروں گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے ۞ سو جولوگ کافر ہوئے اُنہیں دُنیا اور آخرت میں سخت عذاب
وَالْاٰخِرَةِ ۖ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
دُوں گا اور اُن کا کوئی مددگار نہیں ہوگا ۞ اور جولوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے
فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ
اُنہیں اُن کا حق پُورا پُورا دے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا ۞ یہ آیتیں ہم تمہیں پڑھ کر
الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ
سُناتے ہیں اور نصیحت حکمت والی ۞ بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے اُسے مٹی سے بنایا
تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾
پھر اُسے کہا کہ ہوجا پھر ہوگیا ۞ حق وُہی ہے جو تیرا رب کہے پھر تُو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو ۞
فَمَنْ حَاۗجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ
پھر جو کوئی تجھ سے اِس واقعہ میں جھگڑے بعد اس کے کہ تیرے پاس صحیح علم آچکا ہے تو کہہ دے آؤ ہم
اَبْنَاۗءَنَا وَاَبْنَاۗءَكُمْ وَنِسَاۗءَنَا وَنِسَاۗءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ
اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں بُلائیں پھر
نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ
سب التجا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں اُن پر جو جھوٹے ہوں ۞ بے شک یہی سچا بیان ہے

الۡحَقُّ ۚ وَ مَا مِنۡ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنۡ
اور اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور بے شک اللہ ہی زبردست حکمت والا ہے ۝ پھر اگر
تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِالۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۶۳﴾
پھر جائیں تو بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو جانتا ہے ۝

ع

افاداتِ محمود:

اِذۡ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيۡسٰۤى اِنِّىۡ مُتَوَفِّيۡكَ الخ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مواعید اربعہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام سے چار وعدے فرمائے تھے۔

(۱) میں تجھ کو وفات دینے والا ہوں۔(۲) اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں (۳) اور کافروں سے بچا کر پاک کرنے والا ہوں۔(۴) اور آپ کے متبعین کو قیامت کے دن تک کافروں پر غالب رکھنے والا ہوں۔ یہ چار وعدے ہو گئے۔

لفظ توفی کی حقیقت:

(۱) اِنِّىۡ مُتَوَفِّيۡكَ وَرَافِعُكَ الخ کے متعلق ضحاک وغیرہ نے تو یہ لکھا ہے کہ اس میں تقدیم وتاخیر ہے رَافِعُكَ مقدم ہے اور مُتَوَفِّيۡكَ موخر ہے۔ کیونکہ واؤ عاطفہ مطلق جمع کے لیے آتا ہے۔ لاللترتیب تو رفع الی السماء مقدم ہے اور لفظ توفی اپنے حقیقی معنی میں استعمال ہوا ہے جو کہ قرب قیامت میں ہوگا اور احادیث میں بڑی تفصیل کے ساتھ موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں نزول فرمائیں گے، دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے۔ اس وقت صرف یہ معاملہ ہوگا۔

اما الا سلام و اما السیف۔

یا تو اسلام قبول کیا جائے گا یا پھر تلوار کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جزیہ کا معاملہ نہیں ہوگا۔ کفار کے لیے موت یا قبول اسلام کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مجدد کی حیثیت سے آئیں گے، اگرچہ وہ بذاتہ نبی ہوں گے۔ یہ باتیں احادیث میں مذکور ہیں۔

(۲) ابن زید وغیرہ نے لکھا ہے یہاں ''متوفی'' بمعنی قابض ہے یعنی میں آپ کو پورا پورا لے لوں گا تو مفہوم یہ ہوگا کہ موت ابھی آپ پر طاری نہیں ہوئی۔ اس صورت میں توفی بمعنی موت نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں لفظ توفی کا اطلاق بدون الموت کیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ الخ

اور وہی تو ہے جو رات کو تمہارے حواس قبض کرتا ہے۔(سورہ انعام نمبر ۶۰)

یہاں توفی سے مراد نوم ہے۔ایک حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آیا جنت میں نیند ہوگی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا' النوم اخو الموت جب جنت میں موت نہیں تو نوم بھی نہیں۔

ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ الخ

عیسائیوں نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اختلاف کیا ہے۔(۱) ایک فرقہ کا خیال یہ ہے کہ وہ ہم میں سے نبی تھے، پھر آسمانوں پر اٹھا لیے گئے یہ عقیدہ صحیح ہے اور یہ فرقہ یعقوبیہ کہلاتا ہے۔(۲) دوسرے فرقے کا خیال ہے کہ کان فینا ابن اللہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہم میں اللہ تعالیٰ کے بیٹے تھے (العیاذ باللہ) رفعه الله الیه، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا ہے۔اس فرقے کو فسطولیہ کہتے ہیں چنانچہ سورۃ صف پ ۲۸ میں ارشاد خداوندی ہے:

فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ الخ ○

تو ایمان لایا ایک فرقہ بنی اسرائیل میں اور منکر ہوا ایک فرقہ۔(سورہ صف آخری آیت)

جو طائفہ صراط مستقیم پر تھا اس نے اسلام قبول کرلیا۔اور دوسرے طائفہ نے اسلام قبول نہ کیا، بلکہ ان کا کفر و عناد اور بڑھ گیا۔

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ الخ نصاریٰ کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑ رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، بلکہ اکثر نصاریٰ و یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خرق عادت خلق کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔وہ لوگ یہ خرافات منہ سے نکالتے رہے کہ یوسف نجار نامی شخص حضرت عیسیٰ کے والد ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کے اس باطل دعوی والزام تراشی کی تردید فرمائی۔آگے مشبہ بہ حضرت آدم کو ذکر فرمایا کہ اگر بغیر والد کے پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہونے کی دلیل ہے تو پھر حضرت آدمؑ کے حق میں یہ دلیل زیادہ اجلی واصدق ہے، حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق کسی نے ابن اللہ ہونے کا دعوی نہیں کیا ہے۔

كَمَثَلِ اٰدَمَ یہ تشبیہ اس بات میں ہے کہ دونوں کا خلق علی خلاف العادت تھا۔حضرت آدمؑ بغیر ماں باپ کے اور حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے، لہٰذا یہ تشبیہ محض ہے۔دونوں کا خلق علی طریقة خرق العادة میں ہے اور مشبہ کا مشبہ بہ کے ساتھ من کل الوجوہ مشابہ ہونا لازم نہیں ہوتا۔الشیئی قد یشبه الشیئی فی وصف واحد ایک چیز کی مشابہت دوسری کے ساتھ کبھی کبھی صرف ایک وصف میں ہوتی ہے۔وبینهما فرق کبیر حالانکہ ان دونوں میں بڑا ہی فرق ہوتا ہے۔بہرحال یہاں اہل کتاب کی بھرپور تردید ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے محض اپنی قدرت سے بنایا اس کا اقرار کرتے ہو تو اس کے بعد کتنی گنجائش رہتی ہے کہ جو صرف بغیر

باپ کے پیدا ہوا، اس کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہا جائے اور خدا کا بندہ ہونے سے انکار کیا جائے۔ گویا تم اشد و اثقل کو مانتے ہو اور اخف و اسھل (آسان بات) کو نہیں مانتے۔ یہ کتنی بڑی حماقت ہے؟

فَمَنْ حَآجَّكَ الخ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کی ایک ایک دلیل رد فرمائی تو آخر میں فرمایا کہ اب بھی اگر تم مطمئن نہیں ہوتے ہو تو پھر مباھلہ کے لیے تیار ہو جاؤ مباھلہ، بھل سے ہے بھل یبھل باب فتح سے ہے۔ بھلہ ای لعنہ (۱) ایک تو یہ لفظ لعنت کے معنی میں آتا ہے۔ (۲) اور دوسرا دعاء میں عاجزی و انکساری کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانیؒ لکھتے ہیں۔

والبھل والا بتھال فی الدعا الا ستر سال فیه و التضرع والباھل البعیر المخلی عن قیده الخ○

دعا میں بہل اور ابتہال کا مقصد یہ ہے کہ خوب عاجزی اور کھول کھول کر دعاء کی جائے۔ باہل وہ اونٹ جسے زنجیر یا رسی سے کھولا گیا ہو۔

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا الخ

یعنی جب بحث مباحثہ اور تبلیغ و دعوت کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں تو اب آخری حل یہ ہے کہ مباہلہ کرتے ہیں۔ ہم اپنی عورتوں اور بچوں کو بلاتے ہیں۔ ایک میدان میں اکٹھے ہو جاتے اور آہ و زاری کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ و حسینؓ وفاطمہؓ کو ساتھ لے آئے۔ حضرت علیؓ بھی پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ "ان ادعوفا منوا "یعنی جب میں دعا مانگوں تو آپ لوگ آمین کہنا۔ اس آیت سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ ابناء الابناء (پوتے) اور ابناء البنات (نواسے) کو بھی ابناء کہا جاتا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ

وان ابنی ھذا سید

(حضرت حسنؓ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے) بیشک میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص نے وصیت کی لابناء فلان یعنی فلاں شخص کے بیٹوں کو یہ چیز دی جائے اور اتفاق سے اس شخص کے صلبی بیٹے نہ ہوں تو یہ وصیت کس کے حق میں نافذ ہوگی؟

ابناء الابناء (پوتوں کے حق میں) یا ابناء البنات یعنی نواسوں کے حق میں؟ تو فقہاء نے مسئلہ یہ لکھا ہے کہ یہ وصیت پوتوں اور نواسوں سب کے حق میں نافذ ہوگی اور وہ شیئ موصٰی بہ (وصیت کی گئی) سب میں مشترک ہوگی، لیکن امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

"الوصیة لابن الابن لا لابن البنت"

یعنی مذکورہ بالا صورت میں وصیت پوتوں کے حق میں نافذ ہوگی اور اس میں نواسے شامل نہیں ہوں گے۔

بہر حال جب نصاریٰ کو مباہلہ کا چیلنج دیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپس کی مشاورت سے جواب دیں گے۔ مجلس مشاورت میں ان کے ہوشمند اور دانشمند لوگ کہنے لگے کہ اگر تم لوگوں کو یہ یقین ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی مرسل ہیں اور بنی اسماعیل میں جس نبی کے مبعوث کیے جانے کا وعدہ فرمایا گیا ہے وہ قیاساً یہی ہیں تو پھر ان کے ساتھ مباہلہ اور مجادلہ دنیوی واخروی خسران سے خالی نہیں ہے، لہٰذا یہی بہتر ہے کہ ان سے صلح کر کے ان کو جزیہ دیا جائے۔ جب یہ لوگ باہر آ گئے تو اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن وحسین وفاطمہ وعلی رضوان اللہ علیہم کے ہمراہ باہر تشریف لے آئے تھے۔ نصاریٰ کا لاٹ پادری کہنے لگا کہ میں ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہوں کہ ان کی دعا سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں گے، لہٰذا ان کے ساتھ مقابلہ کرنے میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ مباہلہ کے لیے آ جاتے تو وہ وادی جہاں کے یہ لوگ تھے۔ وہ ان پر آگ برساتی اور قہر خداوندی آگ کی شکل میں نازل ہو جاتا۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى

کہہ اے اہلِ کتاب! ایک بات کی طرف

كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ

آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ سوائے اللہ کے اور کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کا کسی کو شریک

لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا

نہ ٹھہرائیں اور سوائے اللہ کے کوئی کسی کو رب نہ بنائے پس اگر وہ پھر جائیں تو کہہ دو گواہ رہو کہ

بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ

ہم تو فرمانبردار ہونے والے ہیں ○ اے اہلِ کتاب! ابراہیم کے معاملہ میں کیوں جھگڑتے ہو

اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾ هٰٓاَنْتُمْ

حالانکہ تورات اور انجیل تو اُس کے بعد اُتری ہیں کیا تم یہ نہیں سمجھتے ○ ہاں! تم

هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ

وہ لوگ ہو کہ جس چیز کا تمہیں علم تھا اُس میں تو جھگڑیں پس اس چیز میں کیوں جھگڑتے ہو جس چیز کا تمہیں علم ہی نہیں

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا

اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ○ ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی

وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ اَوْلَى

لیکن سیدھے راستے والے مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے ○ لوگوں میں

النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَھٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ

سب سے زیادہ قریب ابراہیم کے وہ لوگ تھے جنہوں نے اُس کی تابعداری کی اور یہ نبی اور جو اُس نبی پر ایمان لائے اور

وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَدَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا

اللہ ایمان والوں کا دوست ہے ○ بعض اہلِ کتاب دل سے چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم کو گمراہ کر دیں اور

يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾ يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

گمراہ نہیں کرتے مگر اپنے نفسوں کو اور نہیں سمجھتے ○ اے اہلِ کتاب! اللہ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو

وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ						
حالانکہ تم گواہ ہو ۝	اے اہلِ کتاب!	کیوں	جھوٹ	سچ میں	ملاتے ہو	اور سچی بات کو
الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝						
چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو ۝						

ع ۷ / ۱۵

افاداتِ محمود:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ الخ

یہاں سے پھر اہل کتاب کو دعوت دی جارہی ہے۔ یہ خطاب یہود ونصاریٰ دونوں کو ہے اور ممکن ہے کہ صرف نصاریٰ کو ہو۔ کیونکہ آپؐ کے پاس نجران سے جو وفد آیا تھا وہ صرف نصاریٰ پر مشتمل تھا، حاصل یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد نجران سے فرمایا کہ اسلموا یعنی اسلام لے آؤ تو وہ کہنے لگے کہ اسلمنا یعنی ہم تو پہلے سے مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت نازل فرمائی کہ تمہارا مسلمان ہونے کا دعویٰ وہ اس صورت میں سچا ہوسکتا ہے کہ اس دعوے کے حقیقی تقاضے پورے کیے جائیں اور اندر کے خبث سے اس میں کوئی تبدیلی وتحریف نہ کی جائے، ورنہ توحید کے دعوے کے ساتھ کسی نبی کو خدا کا بیٹا قرار دے دینا اور کسی کو حلال وحرام قرار دینے کے اختیارات کا مالک سمجھنا یہ کہاں کی توحید ہے؟ تم توحید کے دعویٰ میں سچے بن جاؤ تو تم کامران ہوجاؤ گے۔ نصاریٰ ایک طرف تو عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ مان کر سخت قسم کا شرک کرتے تھے۔ مزید برآں اپنے احبار ورہبان کو حلال کو حرام کرنے اور حرام کو حلال کرنے اور دین میں تبدیلی اور اضافے کا اختیار دیتے تھے اور اندھے ہوکر ان کی پیروی کرتے تھے۔ یہ سب دعویٰ توحید کی نفی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل روم کو جو والا نامہ لکھا تھا، اس میں بھی یہی آیت لکھوائی تھی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی ھرقل عظیم الروم سلٰم علی من اتبع الھدی

اما بعد فانی ادعوک بدعایة الاسلام اسلم تسلم واسلم یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فان علیک اثم الاریسیین ویااھل الکتاب الخ ۝ (بخاری)

یہ خط ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ہرقل کی جانب جو روم کا بڑا شخص ہے۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔ اما بعد میں تجھ کو دعوت دیتا ہوں اس کلمے کی جو اسلام کی طرف لانے والا ہے (یعنی کلمہ طیبہ کی) اسلام لے آؤ سلامت رہو گے اور اسلام لے آؤ تو اللہ تعالیٰ تمھیں دہرا اجر عطاء کرے گا۔

جیسا کہ اہل کتاب سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اولئیک یوتون اجرھم مرتین الخ پس اگر تو اسلام سے روگردانی کرے گا تو کاشت کاروں یعنی تمام پبلک و رعایا کے اسلام نہ لانے کا گناہ بھی تجھ پر ہوگا (کیونکہ تیرے اتباع میں وہ اسلام سے دور رہیں) اور اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں مسلم ہے۔ وہ یہ ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی شخص کی عبادت نہ کریں اور نہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک گردانیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب اور معبود نہ بنائیں۔ حضرت نانوتویؒ کی کتاب تقریر دلپذیر اسی آیت کی تفسیر ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ توحید تمام دنیا کا متفقہ عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ اسلام میں اپنی احسن شکل میں موجود ہے۔ اس لیے تمام دنیا کی فلاح اسلام قبول کرنے میں ہے۔ پس اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو آپ کہہ دیجیے کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ ہرقل نصرانی تھا اور روم کا بادشاہ تھا۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ خطاب صرف نصاریٰ سے ہے، لیکن اگر اس خطاب کو عام قرار دیا دیا جائے تو فائدہ بڑھ جائے گا۔

وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا الخ

یہود نے احبار اور نصاریٰ نے رھبان کو ارباب بنالیا تھا یعنی ان کو تحریم و تحلیل کا اختیار دے دیا تھا، حالانکہ یہ اختیار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ یاایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک الخ ٥ گویا اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دینے کا اختیار نبی کو بھی حاصل نہیں ہے، لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ نے احبار و رہبان کو نبی تو نہیں بنایا، بلکہ احبار و رھبان ہی رہنے دیا۔ صرف ان کو اللہ تعالیٰ والے اختیارات سونپ دیئے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ پر طبری کا اعتراض اور اس کا جواب:

یہاں طبری نے امام ابو حنیفہؒ کے قیاسات واستحسانات پر اعتراض کیا ہے کہ یہاں تو حنفیوں نے امام ابو حنیفہؒ کو بھی رد کر دیا کیونکہ وہ بھی قیاسات کے ذریعہ حلال وحرام کا حکم لگاتے ہیں؟ لیکن (العیاذ باللہ) ابو حنیفہ کے ہاں کوئی ایسا قیاس نہیں ہے جو کسی نص کے مدمقابل ہو اور اس سے حلال کو حرام یا حرام کو حلال قرار دیا گیا ہو۔ امام ابو حنیفہؒ نے جب بھی قیاس کیا تو سند شرعی کے ساتھ کیا اور یہ ہر امام کے لیے جائز ہے۔ قیاس کا قانون یہ ہے کہ قیاس کے لیے مقیس علیہ منصوص ہوتا ہے اور قیاس اس چیز کو کیا جاتا ہے جس کے متعلق براہ راست نص موجود نہ ہو۔ اس سے کسی کو مفر نہیں ہے۔ اگر کسی چیز کی حلت یا حرمت سے متعلق حکم درکار ہو اور یہ شیئ منصوص نہ ہو پھر اس کے متعلق صحابہ کرامؓ کے قضایا میں بھی کوئی فیصلہ موجود نہ ہو تو اس کی جہت حلت وحرمت کو اچھی طرح پرکھنے کے بعد اس کو کسی حلال چیز پر قیاس کر کے اس کے حلال ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا یا حرام چیز جو منصوص ہو، پر قیاس کر کے اس کی حرمت کا حکم دیا جائے گا۔ یہ تو پوری امت مسلمہ کا مسلمہ طریقہ ہے، لیکن بعض لوگوں کو امام ابو حنیفہؒ کے نام سے ہی

تکلیف ہوتی ہے۔

ربوا کا تذکرہ فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔ آپؐ نے اس کی علت نہیں بتائی، بلکہ فرمایا کہ ''والفضل ربوا'' یعنی سونا سونے کی مقابلہ میں، چاندی چاندی کے مقابلہ میں، یہ معاملہ ہاتھ در ہاتھ ہونا چاہیے اور دونوں طرف سے برابر برابر ہونا چاہیے۔ نہ اضافہ جائز ہے، نہ ادھار جائز ہے۔ اب یہاں اشیاء ستہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اجتہاد کے ذریعہ اس حکم کی علت قدر و جنس کو قرار دے دیا۔ امام اعظمؒ کی طرح امام شافعیؒ نے جو علت استنباط فرمائی ہے وہ طعم اور ثمنیت ہے۔ چار چیزوں میں علت طعم ہے اور سونا چاندی میں علت ثمنیت ہے۔ بعض دیگر حضرات نے علت ربوا الدخار کو قرار دے دیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ قیاس ایک شرعی حکم ہے اور اصول فقہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ **القیاس مظھر لا مثبت** ہو یعنی قیاس حکم شرعی کو ظاہر کرنے والا ہے۔ ثابت کرنے والا نہیں ہے۔ حلت و حرمت یا جواز و عدم جواز کو محض قیاس سے ثابت نہیں کیا جاتا، صرف استنباط کیا جاتا ہے۔ ثابت تو اس کو نص سے کیا جاتا ہے، نہ کہ قیاس سے۔ قیاس سے اسے منصوص مقیس علیہ کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔ ذریعہ اثبات نص ہے، نہ کہ قیاس۔

فثبت بذالک ان قیاسات ابی حنفیۃ لا تثبت التحلیل و لا التحریم○

مندرجہ بالا ضابطہ بیان ہونے کے ساتھ یہ بات واضح ہوگئی کہ امام اعظمؒ کے قیاسات سے نہ کسی چیز کی حلت کا حکم دیا جا سکتا ہے، نہ حرمت کا۔ وہ قیاسات صرف مظہر ہیں۔ حلت و حرمت کا تعلق نص سے ہوتا ہے جو کہ مقیس علیہ میں ہوتا ہے، لہٰذا یہ الزام صرف اختراع ہے مجتہدین پر اور بس۔

هَاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَاۤءِ الخ

یہود و نصاریٰ کا جس طرح یہ دعویٰ تھا کہ ہم توحید و اسلام میں مشترک ہیں۔ اسی طرح یہ دعویٰ تھا کہ ہم حقیقی معنی میں ملت ابراہیمیہ پر ہیں۔ مارے حماقت کے یہود کہا کرتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے اور نصاریٰ کہا کرتے تھے کہ حضرت ابراہیم نصرانی تھے، حالانکہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کے درمیان ایک ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ پھر حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ میں ایک ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ گویا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسیٰ میں دو ہزار سال کا فاصلہ تھا۔ بعض باتیں ایسی تھیں جن کا ان لوگوں کو تھوڑا بہت علم تھا۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے متعلق بشارتیں وغیرہ، لیکن حضرت ابراہیمؑ کو اپنی صفوں میں لا کھڑا کرنا اور اپنی انا پر حق و ناحق کی بات کو مستحکم کرنے کے لیے یہ دعویٰ کرنا کہ ان کی ملت حضرت ابراہیمؑ کی ہی ملت ہے اور یہی ان کا طریقہ ہے۔ یہود کی اختراع ذہنی تھی جس کا کوئی ثبوت تھا نہ کوئی دلیل:

اِنَّ ھذا لعمری فی الفعال بدیع

محاجہ یعنی دلیل کا مقابلہ کرنا۔

بات وہاں کرنی چاہیے جس موضوع سے متعلق انسان کو کچھ علم حاصل ہو۔ بغیر علم کے خیالی گھوڑے دوڑانا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنے بیٹے کے نسب سے انکار کر دیا اور کہا کہ

ولدلی غلام اسود فقال هل لک من ابل قال نعم قال ما الوانها قال حمر قال هل فیها من اورق قال نعم قال فانیٰ ذالک قال لعل نزعه عرق قال فلعل ابنک هذا نزعه (بخاری)

میرے ہاں سیاہ رنگ کا لڑکا پیدا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ کہنے لگا ہاں۔ آپؐ نے پوچھا ان کا رنگ کیسا ہے؟ جواب دیا سرخ ہے۔ آپؐ نے پھر پوچھا کہ ان میں خاکستری رنگ کے اونٹ ہیں؟ کہنے لگا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا یہ درمیان میں کیسے آ گئے؟ وہ شخص بولا شاید یہ رنگ انہوں نے اپنے بڑے سے اخذ کیا ہو۔ (یعنی اپنی نسل کے پرانے اونٹوں نر یا مادہ کے رنگ پر گئے ہوں) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شاید یہ بچہ بھی اپنے بڑوں پر گیا ہو یعنی ددھیال یا ننھیال میں کوئی اس رنگ کا ہوگا جس کی وجہ سے اس نے وہی رنگت اختیار کی۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق جس مٹی سے ہوئی اس میں ہر رنگ کی مٹی شامل تھی جس کی وجہ سے انسانوں کی رنگتوں میں فرق ہوتا ہے۔ اپنے موجودہ والدین کی رنگت کے بجائے کوئی اس اصل کی طرف جا سکتا ہے۔ بہرحال بات کسی دلیل سے کرنی چاہیے، محض رنگ کی وجہ سے بچے کے نسب کا انکار کرنا غیر معقول ہے، اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کی طرف بغیر کسی علم و دلیل کے یہودیت و نصرانیت کی نسبت کرنا غلط ہے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ الخ

حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ، خاندانی اعتبار سے، دین اور ملت کے اعتبار سے، سب سے زیادہ مناسبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ اسی وجہ سے بادشاہ نجاشی جو مذہباً نصرانی تھا، مہاجرین حبشہ کو ''حزب ابراہیم'' کہا کرتا تھا۔ ''وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ'' ایک بار حضور نے فرمایا:

ان لکل نبی ولاۃ من النبیین وان ولیّ منهم ابی خلیل الرحمن۔

بیشک ہر نبی کے لیے انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی دوست ہوتا ہے اور بیشک میرا دوست ان میں سے میرے اور اللہ تعالیٰ کے دوست حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ پھر آپؐ نے بطور دلیل یہ آیت پڑھی۔

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ

اور اہلِ کتاب میں سے ایک جماعت نے کہا جو کچھ مسلمانوں پر اُترا ہے

عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَا

اُس پر صبح ایمان لاؤ اور شام کو اُس سے اِنکار کردو شاید کہ وہ بھی پھر جائیں ○ اور اپنے

تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ یُّؤْتٰۤى اَحَدٌ

مذہب والے کے سوا کسی کی بات نہ مانو ان سے کہہ دو کہ بیشک ہدایت وہی ہے جو اللہ ہدایت کرے اور یہ بات نہ مانو کہ

مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ

کوئی شخص دیا جاسکتا ہے مثل اِس کے کہ تم دیئے گئے ہو یا کوئی گروہ خدا کے ہاں تم پر الزام قائم کرسکتا ہے ان سے کہہ دو کہ فضل اللہ

یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾ یَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ

کے اختیار میں ہے جسے چاہے وہ دیتا ہے اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے ○ جسے چاہے اپنی مہربانی سے خاص کرتا ہے

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۴﴾ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ

اور اللہ بڑے فضل والا ہے ○ اور اہلِ کتاب میں بعض ایسے ہیں کہ اگر تُو اِن کے پاس ایک ڈھیر مال کا امانت رکھے

یُّؤَدِّهٖۤ اِلَیْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِیْنَارٍ لَّا یُؤَدِّهٖۤ اِلَیْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ

وہ تجھ کو ادا کردیں اور بعضے ان میں سے وہ ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ایک اشرفی امانت رکھے تو بھی تجھے واپس نہیں کریں گے ہاں

عَلَیْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیّٖنَ سَبِیْلٌ ۚ وَیَقُوْلُوْنَ

جب تک کہ تو اس کے سر پر کھڑا رہے یہ اس واسطے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم پر اَن پڑھ لوگوں کا حق لینے میں کوئی گناہ نہیں اور اللہ

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى

پر وہ جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں ○ گناہ کیوں نہ ہوگا جس شخص نے اپنا عہد پُورا کیا اور اللہ سے ڈرا

فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۷۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ

تو بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے ○ بیشک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے

ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا

حقیر مُعاوضہ لیتے ہیں آخرت میں اُن کا کوئی حصہ نہیں اور اُن سے اللہ کلام نہیں کرے گا اور

يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَاِنَّ
قیامت کے دن اُن کی طرف نہ دیکھے گا اور اُنہیں پاک بھی نہ کرے گا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے ○ اور بے شک
مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا
اِن میں سے ایک جماعت ہے کہ کتاب کو زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں تا کہ تم یہ خیال کرو کہ وہ کتاب میں سے ہے
هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ
حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں سے ہے حالانکہ وہ اللہ کے ہاں سے
اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ
نہیں ہے اور اللہ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں ○ کسی انسان کے لئے
اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا
یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ اُسے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ
عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ
اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ لیکن کہے گا کہ تم لوگ اللہ والے بن جاؤ اِس لئے کہ تم اللہ کی کتاب
الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ
سکھاتے ہو اور اس واسطے کہ تم پڑھتے ہو ○ اور نہ یہ جائز ہے کہ تمہیں حکم کریں کہ تم فرشتوں
وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۭ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ ع
اور نبیوں کو رب بنالو کیا وہ تمہیں کفر سکھائے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو ○

افاداتِ محمود:

یہود کی اسلام کے خلاف ایک خطرناک چال:

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ

کعب بن اشرف اور بعض دیگر یہودیوں نے یہ سازش کی کہ دن کے ابتدائی حصہ میں ہم لوگوں میں سے کچھ لوگ مسلمان ہو کر مسلمانوں میں رل مل جائیں اور شام کے وقت پھر کفر کا اظہار کر دیں تا کہ ضعیف الاعتقاد نومسلم ہم لوگوں کو دیکھ کر دین اسلام سے برگشتہ ہو جائیں کیونکہ ہم تو سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جب ہم برگشتہ ہوں گے تو

لوگ سمجھیں گے کہ یہ لکھے پڑھے اور اہل کتاب لوگ ہیں۔ یہ اسلام سے پھر گئے تو اسلام میں ضرور کوئی عیب و نقصان ہے۔اس طرح شاید کچھ لوگ واپس ہو جائیں۔

زندگی کا ایک اصول ہے کہ ایک شخص اگر بہت بڑا یا چھوٹا لیڈر ہو، لیکن وہ واقع میں سچا آدمی ہو تو جو کچھ اس کے دل میں ہوتا ہے، وہی اس کی زبان پر ہوتا ہے۔ یہ شخص کامیاب ہوگا۔اس کی علامت یہ ہے کہ جو شخص اس کے قریب ہو جاتا ہے اس کے دل میں اس کی محبت بڑھتی ہے۔اس طرح لوگ اس کے جاں نثار بن جاتے ہیں اور اس کے مقربین و متعلقین میں روز بروز اضافہ ہوتا ہے۔قریب والوں کو عین الیقین ہوتا ہے۔ان لوگوں میں اتباع کا جذبہ موجزن ہوتا ہے۔ اگر اس کے پاس سے قریب کے اچھے لوگ بھاگ جائیں اور تھرڈ کلاس لوگ قریب ہونا شروع ہو جائیں تو سمجھ لو کہ یہ غلط آدمی ہے۔

اب ہمارے اکابر پر نظر ڈالیے جیسے حضرت شیخ الہند، حضرت مدنی، مفتی کفایت اللہ دہلوی اور دیگر اکابر تھے۔ جو شخص ان کے قریب ہوا، وہ ان اکابر کا اتنا محبّ اور جان نثار بنا کہ ان حضرات کے ایک اشارے پر جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے ہمہ وقت، ہمہ تن تیار ہو گیا۔ دوسری طرف مودودی صاحب کو دیکھ لیں۔ عموماً نیم خواندہ اور کم علم لوگ ان سے متعلق ہوتے ہیں۔امین احسن اصلاحی جماعت اسلامی کے بانی رُکن اور نائب امیر تھے۔ان کے علاوہ مولانا عبدالغفار حسن، عبدالجبار غازی، سردار اجمل لغاری، مولانا عبدالرحیم اشرف اور بہت سارے دوسرے لوگ جماعت اسلامی میں مدتوں شامل رہے۔ یہ لوگ جماعت میں مودودی صاحب کے قائم مقام بنتے رہے مگر ایک وقت آیا کہ انہوں نے جماعت کو نہ صرف چھوڑ دیا بلکہ اپنی ماضی کی زندگی پر خط تنسیخ کھینچ دیا۔ جماعت اسلامی کے ساتھ اپنے گزرے سالوں کو ایک غلطی ٹھہرایا۔ سیاسی جماعتوں میں لوگ روزانہ وفاداریاں بدلتے ہیں۔ کسی کی وفا میں استقامت نہیں۔بعض اوقات یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ لوگ اپنی پارٹیوں میں سالہا سال صرف مفاد اور خود غرضی کے لیے براجمان تھے۔ آخر کوئی بات تو ہو راتوں رات وفاداریاں بدلنا کہاں کی اخلاقیات ہے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ الخ

یہاں سے یہود اور اہل کتاب کی مالی بد دیانتی کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ بعض ان میں ایسے ناعاقبت اندیش ہیں کہ دینی بد دیانتی کے ساتھ مالی بد دیانتی بھی کرتے ہیں اور جو ایک روپے امانت کی حفاظت نہ کر سکے اور ادائیگی کے وقت لیت و لعل سے کام لے۔ بھلا دینی و اعتقادی معاملات میں اس پر اعتماد کیسے کیا جا سکتا ہے؟

رَبّٰنِيّٖنَ الخ، ربانی یعنی منسوب الی الرب o جیسا کہ مولوی منسوب الی المولیٰ ہے یعنی مولیٰ والا بخلاف مولینا کے کہ اس کا معنی ہے ہمارا سردار۔

ایک جگہ حدیث میں ہے الربانی الذی یربی الناس یعنی ربانی وہ ہے جو درس و تدریس کے ذریعہ لوگوں کی تربیت کرے۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اس سے مراد حکماء، حلماء اور علماء ہیں۔

وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ﴿۷۹﴾

چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اصل میں ربانی ربی سے بنا ہے، الف اور نون کا اضافہ مبالغہ کے لیے ہے۔ جیسے جمة جمان یعنی گدی کے بال والے اور جیسے بڑی داڑھی والے کو لحیانی کہتے ہیں۔ یہود اور نصاریٰ کو جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کی دعوت دی تو بعض اہل کتاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی ویسی پرستش کریں جیسی پرستش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی، کی جاتی ہے تو اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ ایسا کب ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو رعایا کی ہدایت کے لیے منتخب فرما دے اور وہ خود گمراہ ہو جائے یا دوسروں کو گمراہ کرے (العیاذ باللہ) بلکہ وہ تو لوگوں سے ٹھیک ٹھیک وہی باتیں کہے گا جن کے لیے وہ مبعوث کیا گیا ہے۔

الفاظ میں احتیاط کا حکم:

لفظوں کے استعمال میں بھی احتیاط سے کام لینا چاہیے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

لایقولن احد کم عبدی و امتی کلکم عبید الله و کل نسا ئکم اماء الله و لکن لیقل غلامی و جاریتی وفتای وفتاتی ولا یقل العبد ربی ولکن لیقل سیدی (مسلم)

تم میں سے کوئی شخص ہرگز یہ نہ کہے کہ عبدی وامتی کیونکہ تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری عورتیں اللہ تعالیٰ کی بندیاں ہیں لیکن غلامی اور جاریتی کہا کرو، یا فتای وفتاتی کہا کرو، (ایک اور روایت میں ہے) کوئی غلام اپنے آقا کو رب نہ کہے، بلکہ سیدی کہا کرے۔

شرک کے شائبہ کی وجہ سے ہی ملک الملوک یعنی شہنشاہ کہنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔ لہٰذا انبیاء کی شان سے یہ بات بہت بعید ہے کہ لوگوں کو اپنی عبادت کی طرف بلائیں یا ان کو اپنی بندگی کا حکم کریں (العیاذ باللہ)

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ

اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا اور البتہ جو کچھ میں تمہیں کتاب اور علم سے دوں پھر

جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ

تمہارے پاس پیغمبر آئے جو اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے البتہ اُس پر ایمان لے آنا اور البتہ اُس کی مدد کرنا

قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ

فرمایا تم نے اِقرار کیا اور اِس شرط پر میرا عہد قبول کیا اُنہوں نے کہا کہ ہم نے اِقرار کیا اللہ نے

فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨١﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ

فرمایا تو اب تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں ○ پھر جو کوئی اُس کے بعد

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٨٢﴾ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي

پھر جائے تو وُہی لوگ نافرمان ہیں ○ کیا اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین تلاش کرتے ہیں حالانکہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿٨٣﴾ قُلْ اٰمَنَّا

جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے یا لاچاری سے سب اُسی کے تابع ہے اور اس کی طرف لوٹائے جائیں گے ○ کہہ دو ہم

بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ

اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا اور جو کچھ ابراہیم اور اِسمٰعیل اور

اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ

اِسحٰق اور یعقوب اور اُس کی اولاد پر نازل کیا گیا اور جو کچھ موسٰی اور عیسٰی اور سب نبیوں کو

مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَ

اُن کے رب کی طرف سے مِلا ہم اُن میں سے کسی کو جُدا نہیں کرتے اور ہم اُسی کے فرمانبردار ہیں ○ اور

مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ

جو کوئی اِسلام کے سوا اور کوئی دین چاہے تو وہ اُس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٨٥﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ

والوں میں سے ہوگا ○ اللہ ایسے لوگوں کو کیونکر راہ دکھائے جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے

وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

اور گواہی دے چکے ہیں کہ بے شک یہ رسُول سچا ہے اور ان کے پاس روشن نشانیاں آئی ہیں اور اللہ ظالموں کو

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ

راہ نہیں دکھاتا ○ ایسے لوگوں کی یہ سزا ہے کہ ان پر اللہ اور فرشتوں اور

وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

سب لوگوں کی لعنت ہو ○ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اُن سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا قف

اور نہ وہ مُہلت دیئے جائیں گے ○ مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور نیک کام کئے

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا

تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ بے شک جو لوگ ایمان لانے کے بعد منکر ہو گئے پھر انکار میں

كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

بڑھتے گئے ان کی توبہ ہرگز قبول نہیں کی جائے گی اور وُہی گُمراہ ہیں ○ بے شک جو لوگ

كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ

کافر ہوئے اور کُفر کی حالت میں مر گئے تو کسی ایسے سے زمین بھر کر سونا بھی قبول نہیں کیا جائے گا

ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ

اگرچہ وہ اس قدر سونا بدلے میں دے اُن لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے اور اُن کا کوئی

نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾ ع

مددگار نہیں ہو گا ○

افاداتِ محمود:

كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا الخ

حارث ابن سوید اپنی قوم کا سردار تھا۔ وہ مسلمان ہو گیا تھا پھر مرتد ہو کر (العیاذ باللہ) مشرکین مکہ سے جا ملا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ کسی نے اس کو سنائی تو کہنے لگا کہ مجھے یقین نہیں آتا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ آیت سننے کے بعد اس نے لوگوں سے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو جاتا ہوں تو کیا میری توبہ قبول ہو

جائیگی؟ تب اس کو توبہ کی قبولیت کی خوشخبری سنائی گئی۔ وہ پھر مسلمان ہوا اور زندگی بھر اچھا مسلمان رہا۔ آیت کے ظاہر سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرتد کو ہدایت نہیں ہوتی، لیکن اللہ تعالیٰ نے آگے استثناء بیان فرمایا ہے، حدیث میں ہے:

جیئ بالکافر یوم القیامة فیقال له لو کان لک ملاء الارض ذهبا اکنت تفدی به یقول نعم فیقال له قد کنت سئلت ماهو ایسر من ذالکo (تفسیر ابن کثیر)

قیامت کے دن کافر کو لایا جائیگا پس اس سے کہا جائیگا کہ اگر تیرے پاس زمین بھر کر سونا ہوتا تو کیا اس کو عذاب سے چھٹکارا کے عوض فدیہ میں دیدیتا؟ وہ کہے گا جی ہاں، پھر اس سے کہا جائے گا کہ تجھ سے اس سے بھی ایک آسان بات کا مطالبہ ہوا تھا (لیکن تو نے نہ کیا) کیونکہ ایمان لانا آسان تھا بنسبت اتنے بڑے سونے کے ڈھیر خرچ کرنے اور فدیہ دینے کے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

ہرگز نیکی میں کمال حاصل نہ کرسکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز سے کچھ خرچ کرو اور جو چیز تم خرچ کرو گے بے شک اللہ

بِهٖ عَلِيْمٌ ۝۹۲ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ

اسے جاننے والا ہے ۝ بنی اسرائیل کے لئے سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں مگر وہ چیز جو اسرائیل نے

عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ

تورات نازل ہونے سے پہلے اپنے اوپر حرام کی تھی کہہ دو تورات لاؤ اور اسے پڑھو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۹۳ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

اگر تم سچے ہو ۝ پھر جس شخص نے اس کے بعد اللہ پر جھوٹ بنایا

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹۴ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ قف فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ

وہی بڑے بے انصاف ہیں ۝ کہہ دو اللہ نے سچ فرمایا ہے اب ابراہیم کے دین کے تابع ہو جاؤ جو ایک ہی کے

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۹۵ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ

ہو گئے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے ۝ بے شک لوگوں کے واسطے جو سب سے پہلا گھر مقرر ہوا یہی ہے جو مکّہ میں برکت

مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۹۶ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ

والا ہے اور جہان کے لوگوں کے لئے راہ نما ہے ۝ اس میں ظاہر نشانیاں ہیں مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں

دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ

داخل ہو جائے وہ امن والا ہو جاتا ہے اور لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے جو شخص اس تک پہنچنے کی

سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۹۷ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

طاقت رکھتا ہو اور جو انکار کرے تو پھر اللہ جہان والوں سے بے پرواہ ہے ۝ کہہ دو اے اہلِ کتاب

لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ ق وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ۝۹۸ قُلْ يٰٓاَهْلَ

اللہ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس پر گواہ ہے ۝ کہہ دو اے اہلِ

الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ

کتاب اللہ کی راہ سے کیوں روکتے ہو اس شخص کو جو ایمان لائے اس میں عیب ڈھونڈتے ہو اور تم

شُهَدَآءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ
خود جانتے ہو اور تمہارے کام سے اللہ بے خبر نہیں ہے ○ اے ایمان والو اگر
تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾
تم اہل کتاب کی کسی جماعت کا بھی کہا مانو گے تو وہ تمہیں ایمان لانے کے بعد کافر کردیں گے ○
وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَ
اور تم کس طرح کافر ہوگے حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور اس کا رسول تم میں موجود ہے اور
مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ ع
جو شخص اللہ کو مضبوط پکڑے گا تو اُسے ہی سیدھے راستے کی ہدایت کی جائے گی ○

افاداتِ محمود:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬

كان ابو طلحة اكثر الانصار مالاً بالمدينة وكان احب امواله اليه بير حاء وكانت مستقبلة المسجد وكان النبى صلى الله عليه وسلم يدخلها ويشرب من ماء فيها طيب قال انس فلما نزلت (لن تنالوا البرحتى تنفقوا مما تحبون) قال ابو طلحة يارسول الله ان الله يقول لن تنالو الخ وان احب اموالى الى بيئر حاء وانها صدقة لله ارجو بها برها وذخرها عندالله تعالى فضعها يا رسول الله حيث اراک الله فقال النبى صلى الله عليه وسلم بح بح ذاک مال رابح ذاک مال رابح و قد سمعت وانا ارىٰ ان تجعلها فى الاقربين فقال ابو طلحة افعل يا رسول الله فقسمها ابو طلحة فى اقاربه و بنى عمه (تفسیر ابن کثیر)○

حضرت ابوطلحہؓ مدینہ منورہ کے انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کو اپنے تمام مال و جائیداد میں سے بئر حاء زیادہ محبوب باغ تھا جو کہ مسجد نبوی کے سامنے تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف لے آتے اور پانی نوش فرماتے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب لن تنالوا البرالخ والی آیت نازل ہوگئی تو حضرت ابوطلحہؓ نے عرض کی اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لن تنالوا البر الخ میرا محبوب ترین مال بیرحاء والا باغ ہے وہ اللہ کے لیے صدقہ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ مجھ کو اس کے عوض بر ملے گا جس کا اللہ تعالیٰ

نے آیت بالا میں وعدہ فرمایا ہے اور یہ میرے لیے ذخیرۂ آخرت ہوگا تو اے اللہ کے نبی آپؐ جہاں مناسب سمجھیں اس کو خرچ کر دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ واہ واہ، وہ تو بہت ہی نفع والا مال ہے۔ وہ تو بہت ہی نفع والا مال ہے۔ میں نے آپ کی بات سن لی، لیکن میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کو اپنے عزیز واقارب پر خرچ کرو۔ حضرت ابو طلحہؓ نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہؓ نے اس کو اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم فرما دیا۔

اس باغ میں ایک کنواں بھی تھا جس کا پانی اس باغ کو لگتا تھا اور حضرت ابوطلحہؓ نے باغ اور ساتھ ہی کنواں بھی اللہ کی رضا کے لیے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت ابوطلحہؓ کے چچازاد بھائیوں میں حضرت حسان ابن ثابت اور حضرت ابی ابن کعبؓ بھی شامل تھے۔

مدینہ منورہ کے چھ کنویں:

(۱) بیئر حاء یہی ابوطلحہ والا (۲) بیئر بضاعۃ، ثقیفہ بنی ساعدہ میں جہاں حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کا فیصلہ ہوا تھا۔ (۳) بیئر رومہ اس کو بیئر عثمانؓ بھی کہتے ہیں۔ (۴) بیئر اویس قباء میں (۵) بیئر لقبہ نخلستان میں (۶) بیئر غرس، یہ اب بھی ہے، لیکن پانی ناصاف ہے۔ اُس وقت باقی سارا پانی کھارا تھا اور بیئر رومہ کا پانی میٹھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ جو اسے مسلمانوں کی ضرورت کے لیے خریدے گا تو اس کے عوض جنت ملے گی۔ حضرت عثمانؓ نے پہلے تو آدھا کنواں خریدا۔ اب پانی کی باری لگ گئی۔ مسلمان ایک دن میں دو دنوں کا پانی جمع کر لیتے تھے کیوں کہ حضرت عثمان نے آدھا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف فرما دیا۔ اس طرح یہود کا کاروبار ٹھپ ہو گیا۔ پھر بقیہ آدھا کنواں بھی بیچ دیا حضرت عثمان نے بقیہ آدھا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف فرما دیا اور مسلمانوں کو وافر اور میٹھا پانی میسر آ گیا۔ (۲) صحیحین میں ہے حضرت فاروق اعظمؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی میرا محبوب ترین مال وہ ہے جو خیبر میں مجھ کو بطور حصہ ملا ہے۔ فرمائیے میں اسے کیسے خرچ کروں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ اصل اپنے پاس رہنے دو اور اس کا منافع اللہ کی راہ میں خرچ کر دو۔ (۳) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھ کو جب مندرجہ بالا آیت ذہن نشین ہوگئی تو میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے مجھے کونسا مال پسند ہے؟ تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ رومی لونڈی جو مجھ کو حصہ میں ملی ہے سب سے زیادہ وہی پسند ہے لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد ہے۔ (۳) حضرت زید ابن الحارثؓ کا ایک پسندیدہ گھوڑا تھا وہ بھی اللہ کی رضا کے لیے دے دیا تھا۔ (۴) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مشک خرید کر مشک ہی اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ جناب آپ یہ رقم ہی کیوں نہیں دے دیتے تو فرمایا کہ مجھ کو تمام چیزوں

سے مشک ہی زیادہ پسند ہے، لہٰذا اسی کو دینا زیادہ مناسب سمجھتا ہوں۔

''البر'' بعض نے کہا کہ اس سے مراد جنت ہے اور بعض نے کہا کہ ثواب البر، یعنی نیک عمل کا ثواب مراد ہے۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا الخ

یہودی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو کہا کرتے تھے کہ تم لوگوں کو دعویٰ ہے کہ ہم ملت ابراہیمی پر قائم ہیں اور ہم لوگوں کو بھی ملت ابراہیمیؑ پر ہونے کا دعویٰ ہے' ہمارا دعوی سچا ہے، کیونکہ حضرت ابراہیمؑ پر اونٹ اور چربی وغیرہ حرام قرار دیے گئے تھے اور ہم بھی ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں۔ دوسری طرف مسلمان تو ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہی نہیں تو پھر ملت ابراہیم پر قائم رہنے کا دعویٰ کیسے کرتے ہیں؟ مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان باطل نظریات کی تردید فرمائی کہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں ان چیزوں کی حرمت کا دعوی کرنا بلا دلیل ہے۔ تمہارے پاس جو خدائی دستور وآئین تورۃ کی شکل میں موجود ہے۔ اس کو پڑھ کر دیکھو۔ وہاں اس بات کا کوئی پتا نہیں، البتہ حضرت یعقوبؑ نے علاجاً وا جتھاداً...... اونٹ، چربی اور دودھ کو چھوڑ دیا تھا کیونکہ حضرت یعقوبؑ کو عرق النساء کی بیماری تھی۔ آپ نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو صحت بخشی تو میں اپنی مرغوب ومحبوب چیز کو چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ صحت یاب ہونے کے بعد انہوں نے ان کا استعمال چھوڑ دیا۔ پھر اولاد میں بھی یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا، لیکن ہماری شریعت میں قسم یا نذر کی وجہ سے حلال کو حرام قرار دے دینا یا اس کا عکس کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ اگر کسی نے خلاف شرع قسم کھائی اور مباح وغیرہ کو اس کے ذریعہ اپنے اوپر حرام قرار دیدیا تو اس قسم کا توڑنا اور کفارہ دینا واجب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کو اپنے اوپر حرام قرار دیدیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا...... يَآيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ

اے نبی آپ اس چیز کو کیوں حرام قرار دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال قرار دے دیا ہے۔ (سورہ تحریم پارہ ۲۸)

ببکۃ مکہ میں۔ مکہ کا ایک نام بکہ بھی ہے جس کا معنی ٹکڑے ٹکڑے کرنا یا جھکا دینا ہے۔ کیونکہ کعبہ میں بڑے بڑے جبابرہ کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ الخ

اولیت بیت اللہ سے کیا مراد ہے؟:

یہاں سے یہود کے دوسرے شبہ پر مبنی سوال کا جواب مقصود ہے۔ وہ مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ ہم ملت ابراہیم کے زیادہ اقرب ہیں، حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنا اصلی وطن عراق کو چھوڑ

کر شام تشریف لے گئے تھے اور بیت المقدس کو ہی قبلہ بنایا تھا۔ پھر ان کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام نے متفق علیہ طور پر اس کو قبلہ بنایا، لیکن تم حجاز والوں نے بیت المقدس کو چھوڑ کر کعبہ کو قبلہ بنالیا۔ پھر ملت ابراہیم پر قائم ہونے کا دعویٰ کیونکر کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کا جواب یہ دیا کہ ابتدائے آفرینش میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے جو گھر بنایا گیا، وہ بیت اللہ الحرام ہی ہے۔ ارکان و مناسک حج ہمیشہ یہیں ادا ہوتے رہے ہیں۔ حضرت آدمؑ سے خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء اور ان کے متبعین یہیں حج کرتے آئے ہیں۔ چنانچہ نقلی دلائل کے علاوہ یہاں ایک حسی دلیل مقام ابراہیم ہے۔ جس پتھر کو تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور سیڑھی استعمال فرمایا تھا، وہ یہاں موجود ہے۔ لہٰذا حضرت ابراہیمؑ کے متعلق یہود کا یہ دعویٰ تو قطعاً غلط ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور دیگر انبیاء کا قبلہ بیت المقدس رہا ہے، البتہ حضرت ابراہیمؑ کے بعد بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم کچھ عرصہ کے لیے دیا گیا تھا۔ مناسک حج بدستور بیت اللہ الحرام اور کعبہ ہی میں ادا کیے جاتے رہے، لہٰذا مسلمان یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ ملت ابراہیم پر ہیں اور مسلمان ہی ملت ابراہیم کے زیادہ قریب ہیں۔

رہی یہ بات کہ آیت میں جس اولیت کا ذکر ہے اس سے زمانی اولیت مراد ہے یا رتبی؟ دونوں باتیں صحیح روایات سے ثابت ہوتی ہیں۔

عن ابی ذر سألت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن اول مسجد وضع فی الارض فقال المسجد الحرام قلت ثم؟ قال المسجد الاقصی قلت کم بینهما فقال اربعون عاماً ثم الارض لک مسجد حیثما ادرکت الصلواة فصل ٥ (مسلم)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ زمین میں سب سے پہلی مسجد کونسی بنائی گئی ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ مسجد حرام۔ میں نے پوچھا پھر کونسی؟ آپؐ نے فرمایا مسجد اقصیٰ۔ میں نے کہا دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنے عرصے کا فاصلہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا چالیس سال، پھر ساری زمین تیرے لیے مسجد ہے جہاں نماز کا وقت ہو جائے، وہیں پڑھ لیا کر۔

عن خالد ابن عروة قال قام رجل الی علی رضی الله عنه فقال الاتحدثنی عن البیت اهو اول بیت وضع فی الارض قال لا ولکنه اول بیت وضع فیه البرکة مقام ابراهیم و من دخله کان امنا (ابن کثیر)٥

حضرت خالد بن عروہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت علیؓ کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا کہ کیا آپ مجھ کو بتانا پسند فرمائیں گے کہ اول بیت سے کیا مراد ہے؟ کیا بیت اللہ ہی کو پہلے بنایا گیا

ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، بلکہ بیت اللہ وہ گھر ہے جس میں سب سے پہلے برکت رکھ دی گئی ہے جو کہ مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہو جاتا ہے، وہ امن میں ہو جاتا ہے۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بیت اللہ کی تعمیر حضرت آدمؑ نے فرمائی اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمائی تو پھر دونوں میں ایک ہزار یا اس سے کم وبیش عرصہ ہونا چاہیے۔ چالیس سال کا عرصہ تو بہت قلیل مدت ہے؟ جواب اس سوال کا یہ ہے کہ حقیقت میں ابتدائی تعمیر بیت اللہ کی بھی اور مسجد اقصیٰ کی بھی فرشتوں نے کی تھی اور حضرت آدمؑ وسلیمانؑ نے دوبارہ انہی بنیادوں پر تعمیر فرمائی ہے۔

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ الخ نہ یہاں کسی سے بدلہ لا جاسکتا ہے اور نہ گرفتار کیا جاسکتا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے:

ان الحرم لا یعیذ عاصیا ولا فارا بدم ولا فارا بجزیة الخ:

حرم نہ تو نافرمان کو پناہ دیتا ہے، نہ قاتل کو اور نہ اس کو جو جزیہ دینے سے جی چرا رہا ہو۔ اس کے علاوہ حرم ہر شخص کے لیے پناہ گاہ ہے، یہی وجہ ہے کہ جو پاکستانی بغیر ویزے کے ہوتے ہیں، ان کو حرم میں نہیں پکڑتے۔ یعنی مسجد حرام کے گیٹ تک پولیس تعاقب کرسکتی ہے اس سے آگے نہیں۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ الخ ○

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ استطاعت سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا **الزاد والراحلة** یعنی زادراہ اور سواری کا انتظام ہو تو یہ استطاعت ہے۔

فرضیت حج علی الفور ہے یا علی التراخی:

یہاں یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ فرضیت حج علی الفور نہیں ہے، بلکہ علی التراخی (جس کام کو موخر کیا جاسکے) ہے کیونکہ سورہ حج میں ارشاد خداوندی ہے

وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾

(سورہ حج/نمبر۲۷)

اور اعلان کر لوگوں میں حج کا۔ وہ آئیں گے تیرے پاس پیدل اور دبلے اونٹوں پر تمام دور دراز راستوں سے۔

سورہ حج مکی ہے اور سورہ آل عمران مدنی ہے یہ ۳ھ میں غزوہ احد والے سال نازل ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ھ میں حج ادا فرمایا تھا جب راستہ میں رکاوٹ وغیرہ نہ تھی۔ ۸ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہو چکا تھا۔ ۱۸ رمضان کو مکہ فتح ہوا اور ۱۰ شوال کو آپؐ طائف چلے گئے۔ وہاں قبیلہ ھوازن وغیرہ کو شکست دی۔ پھر جعرانہ کے مقام پر ٹھہرے۔ رات کے وقت آپ عمرہ کے لیے چلے گئے اور ھوازن وغیرہ سے لیا گیا مال غنیمت تقسیم فرمایا۔

ایک روایت میں ہے کہ بعض صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم سمجھ رہے تھے کہ حضور نے رات یہی گزارنی ہے، لیکن آپ عمرہ کے لیے تشریف لے گئے۔ پھر وہاں سے واپس مدینہ منورہ چلے گئے اور اگلے سال ۹ھ میں حج ادا فرمایا، حالانکہ ۸ھ میں اشہرحرم میں آپ وہاں موجود تھے اور وہاں سے مدینہ تشریف لے گئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حج کی فرضیت پہلے ہے اور وجوب اداء علی التراخی ہے۔ بعض مالکیہ نے اس میں اختلاف کیا ہے جب وجوب اداء علی التراخی ہے تو باوجود وجوب کے اگر کوئی شخص فی الفور حج نہ کرے تو گنہگار نہیں، لیکن بعض ائمہ فرماتے ہیں کہ اگر فرضیت حج کے بعد کوئی شخص ایک یا دو سال تاخیر کرے تو وہ فاسق ہوگیا اور اگر اس حال میں انتقال ہونے لگا تو وصیت لازم ہے۔

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ الخ

اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ان کو ایمان کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ اس کے بعد ایمان و اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنا اور دشمن کے جال میں پھنسنے سے بچنا مطلوب ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان یہ ہوا کہ اسلام سے قبل جاہلیت ہی کے زمانہ میں لڑائیاں ہوتی رہیں، لیکن ایمان لانے کے بعد وہ عداوت اور دشمنی دوستی میں تبدیل ہوگئی اور کل کے دشمن آج بھائی بھائی بن گئے۔ چونکہ اسلام سے قبل لڑائیوں کا دور دورہ تھا۔ ذرا سی بات پر، پلک جھپکنے میں سینکڑوں لوگوں کا خون ہوجایا کرتا تھا۔ قبیلہ اوس اور خزرج میں بھی جنگ بعاث ۴۰ سال تک جاری رہی۔ اسلام لانے کے بعد وہ دشمنی دوستی میں تبدیل ہوگئی۔ بعض کفار نے حسد اور بغض کی آگ میں جل بھن کر جہالت کے زمانہ کے کچھ جذبات ابھارے اور صحابہ کرامؓ کے سامنے جنگ پر برانگیختہ کرنے والے اشعار پڑھے تو زبانی کلامی چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں۔ قریب تھا کہ زبانی کلامی جنگ میں اسلحہ اٹھانے تک کی نوبت آجائے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں اور پھر بھی یہ جہالت کی باتیں سن رہا ہوں۔ تم لوگ اسلام کے اجالے میں آنے کے بعد پھر جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں جاتے ہو؟ صحابہ کرام ایک دوسرے سے چمٹ کر رونے لگے۔ ان کو احساس ہوا کہ ہم دشمن کے نرغے میں آگئے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔ مندرجہ بالا تمام آیتیں اس مضمون سے متعلق ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

اے ایمان والو

اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝١٠٢ وَاعْتَصِمُوْا

اللہ سے ڈرتے رہو جیسا اس سے ڈرنا چاہئے اور نہ مرو مگر ایسے حال میں کہ تم مُسلمان ہو ۝ اور سب مل کر

بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ

اللہ کی رسّی مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جبکہ تم آپس میں

اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى

دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم

شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ

آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پھر تم کو اس سے نجات دی اسی طرح تم پر اللہ اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تا کہ تم

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝١٠٣ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ

ہدایت پاؤ ۝ اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور اچھے

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝١٠٤ وَلَا تَكُوْنُوْا

کاموں کا حکم کرتی رہے اور بُرے کاموں سے روکتی رہے اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں ۝ ان لوگوں کی طرح

كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ

مت ہو جو متفرق ہو گئے بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح احکام آئے انہوں نے اختلاف کیا اور ان کے لئے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝١٠٥ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ

بڑا عذاب ہے ۝ جس دن بعضے منہ سفید اور بعضے منہ سیاہ ہوں گے سو وہ جن کے منہ

وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝١٠٦

سیاہ ہونگے ان سے کہا جائیگا کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے اب اس کفر کرنے کے بدلے میں عذاب چکھو ۝

وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝١٠٧

اور وہ لوگ جن کے منہ سفید ہوں گے تو وہ اللہ کی رحمت میں ہونگے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۝

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ
یہ اللہ کے احکام ہیں ہم تمہیں ٹھیک ٹھیک سناتے ہیں اور اللہ مخلوقات پر ظلم نہیں کرنا چاہتا ○ اور جو کچھ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ ع
آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور سب کام اللہ ہی کی طرف پھیرے جاتے ہیں ○

افاداتِ محمود:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ الخ

''حَبْلِ اللّٰهِ'' کی تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ **ان ھذا القران حبل الله المتين** یعنی یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے۔

عن ابن مسعود رضي الله عنه حبل الله القرآن○

حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ حبل اللہ سے مراد قرآن کریم ہے۔ قرآن کو قرآن اس وجہ سے کہتے ہیں اس کے مضامین ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ اس سے لفظ ''قران'' بھی ہے جو حج کی اقسام ثلاثہ میں سے ایک قسم ہے حج کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) حج افراد جس میں حج کا احرام باندھ کر حج کیا جاتا ہے۔ (۲) حج تمتع اس میں احرام باندھتے وقت عمرہ کی نیت کی جاتی ہے۔ طواف اور سعی کر کے احرام کھول دیا جاتا ہے۔ پھر حج کے لیے دوبارہ احرام باندھا جاتا ہے۔ (۳) حج قران میں احرام باندھتے وقت حج وعمرہ دونوں کی نیت کی جاتی ہے اور ارکان عمرہ اداء کرنے کے بعد انسان بدستور محرم ہوتا ہے تاوقتیکہ ارکان حج ادا نہ ہوں۔ تمتع کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ایک **سائق الهدى** (۲) دوسرا **غير سائق الهدى** ۔ **سائق الهدى** یعنی جو قربانی کا جانور ساتھ لے جائے اور **غير سائق الهدى** جو قربانی کا جانور ساتھ لے کر نہ جائے۔ ہمارے ہاں حج قران افضل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حج بھی حج قران ہی تھا۔ جیسا کہ ترمذی شریف اور دیگر کتب حدیث میں صراحت ہے۔

وَلَا تَفَرَّقُوْا الخ اپنی قوت کو اختلاف کے ذریعہ پارہ پارہ نہ کرو۔ جب اللہ کے نبی تم میں موجود ہیں تو تم غیروں کے اشاروں پر نہ چلو اور ان کے شیطانی جال میں پھنسنے سے بچو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد میں اس بھائی چارے اور دوستی کو اپنا احسان قرار دیا اور تمام ملت اسلامیہ کو کلمہء واحدہ پر ایک قلب کے مانند جمع فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکرادا کرنا چاہیے اور اختلاف وافتراق سے گریز کرنا چاہیے۔ حدیث میں ہے:

وان بني اسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة وتفترق امتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار الاملة واحدة قالوا ومن هي يارسول الله قال ما انا عليه واصحابي (ترمذی)

تحقیق بنی اسرائیل میں بہتر فرقے ہوئے اور میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ وہ دوزخی ہوں گے مگر ایک فرقہ صحابہ نے عرض کیا وہ نجات پانے والا کون سا فرقہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ فرقہ ناجیہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے طریق پر ہوگا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ

تم سب

أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ

اُمتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو اور

تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ مِنْهُمُ

اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہلِ کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا کچھ ان میں سے

الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ (۱۱۰) لَنْ يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى ۖ وَإِنْ يُقَاتِلُوكُمْ

ایماندار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں ○ وہ زبان سے ستانے کے سوا تمہارا اور کچھ بگاڑ نہ سکیں گے اور اگر تم سے

يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ (۱۱۱) ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا

لڑیں گے تو پیٹھ پھیر دیں گے پھر مدد نہیں دیئے جائیں گے ○ ان پر ذلت لازم کی گئی ہے جہاں وہ پائے جائیں مگر

إِلَّا بِحَبْلٍ مِنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ

ساتھ اللہ کی پناہ کے اور لوگوں کی پناہ کے اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہوئے

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ

اور ان پر پستی لازم کی گئی یہ اس واسطے ہے کہ اللہ کی نشانیوں کے ساتھ کفر کرتے تھے

وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ (۱۱۲)

اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے تھے یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے نکل جاتے تھے ○

لَيْسُوا سَوَاءً ۗ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ

وہ سب برابر نہیں اہلِ کتاب میں سے ایک فرقہ سیدھی راہ پر ہے وہ رات کے وقت اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں ○

وَهُمْ يَسْجُدُونَ (۱۱۳) يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

اور وہ سجدے کرتے ہیں ○ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور اچھی بات کا حکم کرتے ہیں

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ ۖ وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ (۱۱۴)

اور بُرے کاموں سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں دوڑتے ہیں اور وہی لوگ نیک بخت ہیں ○

وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

وہ لوگ جو نیک کام کرینگے اس سے محروم نہ کئے جائینگے اور اللہ پرہیزگاروں کو جاننے والا ہے ○ بے شک جو لوگ

كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ

کافر ہیں ان کے مال اور اولاد اللہ کے مقابلے میں کچھ کام نہ آئیں گے اور وہی

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ

لوگ دوزخی ہیں وہ اس آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ○ اس دُنیا کی زندگی میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کی مثال ایسی

الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ

ہے جسطرح ایک ہوا ہو جسمیں تیز سردی ہو وہ ایسے لوگوں کی کھیتی کو لگ جائے جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا

پھر اس کو برباد کر گئی اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں ○ اے ایمان والو اپنوں کے سوا

بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ

کسی کو بھیدی نہ بناؤ وہ تمہاری خرابی میں قصور نہیں کرتے جو چیز تمہیں تکلیف دے وہ انہیں پسند آتی ہے ان کے

الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ

مونہوں سے دشمنی نکل پڑتی ہے اور جو ان کے سینوں میں چھپی ہوئی ہے وہ بہت زیادہ ہے ہم نے تمہارے لئے

الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ

نشانیاں بیان کر دیں اگر تم عقل رکھتے ہو ○ سُن لو تم ان کے دوست ہو اور وہ تمہارے دوست نہیں

وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا

اور تم تو سب کتابوں کو مانتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور جب الگ ہوتے ہیں

عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

تو تم پر غصہ سے انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں کہہ دو تم اپنے غصہ میں مرو اللہ کو دلوں کی باتیں

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۫ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ

خوب معلوم ہیں ○ اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں بُری لگتی ہے اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے

يَّفۡرَحُوۡا بِهَا ؕ وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا لَا يَضُرُّكُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو ان کے فریب سے تمہارا کچھ نہ بگڑے گا بے شک اللہ
بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطٌ ﴿۱۲۰﴾ ع
ان کے اعمال پر احاطہ کرنے والا ہے ○

افاداتِ محمود:

كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ الخ

پہلے رکوع میں حَبۡلِ اللّٰهِ یعنی قرآن کریم کا ذکر تھا۔ اب اس امت کی افضلیت کا بیان ہے کہ گذشتہ رکوع میں ایمان والوں کے لیے جن صفات کو اپنانا اہم بتلایا گیا تھا، وہ جب ہی ممکن ہے کہ ایک جماعت مسلمانوں میں ایسی ہو کہ جہاں کوئی منکر اور برائی دیکھے تو اس سے منع کرے اور اعمال صالحہ کی ترغیب دے اور اُس جماعت کے افراد ان اوامر ونواہی کے متعلق علم بھی رکھتے ہوں۔ کیونکہ جاہل آدمی کسی منکر کو معروف اور معروف کو منکر سمجھ کر اگر ترغیب وترہیب کا فریضہ سرانجام دے گا تو اصلاح کے بجائے فساد اور تعمیر کی بجائے بگاڑ پیدا ہوگا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَةً مِّنۡ دُوۡنِكُمۡ الخ ○

اے ایمان والو! اپنوں کے سوا غیروں کو اپنا راز دان نہ بناؤ۔

کلیدی عہدوں پر غیر مسلم کی تقرری سے متعلق ایک عالمگیر اور حقائق پر مبنی ضابطہ:

ایک اسلامی ریاست کے امیر اور ذمہ دار کلیدی عہدوں پر غیر مسلموں کا تقرر کرنا اور ان سے تعاون حاصل کرنا عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہے۔ کیونکہ غیر مسلم تو موقع کے تلاش میں رہیں گے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور ان کا راز فاش کرنے میں کوئی دقیقہ خالی نہ چھوڑیں گے۔ ایک دفعہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ایک عیسائی لڑکا بہت ہی زیرک اور سمجھدار ہے، اگر آپ اسے منشی مقرر فرمائیں تو بہتر ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اسی آیت کا حوالہ دے کر انکار فرما دیا:

قیل لعمر ابن الخطاب رضی الله عنه ان ههنا غلاما من اهل الحيرة حافظ كاتب فلوا اتخذته كاتب فقال قد اتخذت اذاً بطانة من دون المئومنين ○ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت فاروق اعظمؓ سے کہا گیا کہ یہاں حیرہ کا رہنے والا ایک منشی ہے جو کہ اس فن کو خوب جاننے والا ہے۔ آپ اس کو اپنے ہاں منشی رکھوائیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا اس (غیر مسلم) کو منشی رکھنے سے قرآن کی (مندرجہ بالا) آیت کی مخالفت لازم آئے گی

اور اس وقت گویا میں مسلمانوں کو چھوڑ کر غیر مسلم کو اپنا راز دان بناؤں گا۔

اسی طرح حضرت ابو موسی اشعریؓ جب گورنر تھے تو اپنے منشی کے ساتھ حضرت فاروق اعظمؓ کے ہاں حاضر ہوئے۔ اتفاق سے حضرت فاروق اعظمؓ کے پاس ایک خط آیا ہوا تھا۔ آپ اسے پڑھوانا چاہتے تھے۔ حضرت ابو موسی اشعریؓ نے اپنے کاتب کی نشان دہی فرمائی۔ سارے لوگ مسجد میں چلے گئے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے عرض کی کہ امیر المومنین وہ کاتب تو نصرانی ہے، مسجد میں نہیں جاسکتا۔ آپؓ نے فرمایا کہ اس کو ڈیوٹی سے فوراً معزول کر دو۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ تمام گورنروں کو خط لکھا کہ

لاتستعملوا اهل الكتاب ○

یعنی اہل کتاب سے اس طرح کے کام نہ لیا کرو۔ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو اپنے پاس رکھو۔

میں (مفتی محمودؒ) کہتا ہوں کہ ہماری ناکامی کے اسباب یہی ہیں کہ محض کلیدی عہدوں پر غیر مسلموں کو تعینات کرنا تو در کنار بدقسمتی سے ہماری پوری حکومت ہی باہر کی ہوتی ہے۔ ۳۰ سال گزر گئے، لیکن ہمیں ایسی حکومت نصیب نہ ہوئی جو غیروں کے اشاروں اور سہاروں سے پاک ہو۔

وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ

اور جب تو صبح کو اپنے گھر سے نکلا مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانے پر

لِلْقِتَالِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٢١﴾ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا

بٹھا رہا تھا اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے ○ جب تم میں سے دو جماعتوں نے قصد کیا کہ نامردی کریں

وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٢٢﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ

اور اللہ ان کا مددگار تھا اور چاہئے کہ اللہ ہی پر مسلمان بھروسہ کریں ○ اور اللہ بدر کی لڑائی میں

بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ تَقُولُ

تمہاری مدد کر چکا ہے حالانکہ تم کمزور تھے پس اللہ سے ڈرو تا کہ تم شکر کرو ○ جب تو

لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ

مسلمانوں کو کہتا تھا کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کے لئے تین ہزار فرشتے آسمان سے

مُنْزَلِينَ ﴿١٢٤﴾ بَلَىٰ ۚ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ

اُترنے والے بھیجے ○ بلکہ اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو اور وہ تم پر ایک دم سے آ پہنچیں تو تمہارا

رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا

رب پانچ ہزار فرشتے نشان دار گھوڑوں پر مدد کے لئے بھیجے گا ○ اور اس چیز کو اللہ نے تمہارے دل کی

بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۗ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ

خوشی کے لئے کیا ہے اور تا کہ تمہارے دلوں کو اس سے اطمینان ہو اور مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو زبردست

الْحَكِيمِ ﴿١٢٦﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا

حکمت والا ہے ○ تا کہ بعض کافروں کو ہلاک کرے یا انہیں ذلیل کرے پھر وہ ناکام ہو کر

خَائِبِينَ ﴿١٢٧﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ

لوٹ جائیں ○ تیرا کوئی اختیار نہیں یا اللہ انہیں توبہ کی توفیق دے یا انہیں عذاب کرے

فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٢٨﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ

کیونکہ وہ ظالم ہیں ○ اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی

ع يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿١٢٩﴾
کا ہے جسے چاہے بخشدے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

افاداتِ محمود:

وَاِذۡ غَدَوۡتَ مِنۡ اَهۡلِكَ الخ

اب یہاں سے غزوہ احد میں شکست اور بدر میں کامیابی کا ذکر کیا جارہا ہے۔ غزوہ بدر میں چند لوگ پیچھے تو رہ گئے تھے، مگر کوئی منافق ساتھ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کامیابی سے ہم کنار فرمایا۔ غزوہ احد میں بہت سے منافقین بھی ساتھ گئے تھے۔ عبداللہ ابن ابی ابن سلول کے ساتھ ۳۰۰ تین صد بندے راستے سے واپس ہو گئے تھے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ ایسے موقعوں پر جب بعض لوگ نامردی دکھاتے ہیں تو بقیہ لوگوں کے حوصلے پست ہوتے اور دل ٹوٹ جاتے ہیں۔

اِذۡ هَمَّتۡ طَّآئِفَتٰنِ مِنۡكُمۡ الخ

بخاری کی روایت کے مطابق یہ آیت بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ منافقین کو واپس جاتے ہوئے دیکھ کر ان لوگوں کو بھی خیال آیا کہ ہمیں واپس جانا چاہیے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب کو تھاما اور یہ اس غلطی سے بچ گئے۔ بظاہر تو اس آیت کے ابتدائی حصہ میں مذکورہ بالا دونوں قبیلوں کی کچھ کمزوری اور بزدلی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ لوگ کہتے کہ کاش کہ ہمارے متعلق ایسی آیت نازل نہ ہوتی، لیکن قربان جایئے صحابہ کرامؓ کی فقاہت پر۔ وہ حضرات اس آیت کے اگلے جملے '' وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا '' پر نظر جمائے ہوئے تھے۔ فرماتے تھے کہ ہم کبھی یہ نہ کہیں گے کہ کاش کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی، بلکہ ہم بہت خوش ہیں کہ ایک ایسی آیت نازل ہوگئی جس میں اللہ تعالیٰ کی ہم لوگوں سے ولایت، محبت اور نصرت کا اظہار براہ راست کیا گیا ہے۔ اس پر ہم خوش ہیں اور راضی ہیں۔ ایک طرف اگرچہ دونوں قبیلوں کی کمزوری بیان کی گئی ہے، لیکن اگلے جملے '' وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا '' میں دلاسہ دیا جارہا ہے اور تسلی بھی دی جارہی ہے۔ ان لوگوں کو چونکہ اللہ تعالیٰ نے بچالیا تو ان پر کوئی گناہ نہیں تھا۔ ھم سیئہ (گناہ کا ارادہ) گناہ ہے، لیکن کف النفس عن السیئہ اپنے آپ کو گناہ سے باز رکھنا یہ نیکی ہے۔ پہلا گناہ سرزد ہوا بعد میں نیکی کر لی تو دونوں عمل بظاہر برابر ہو گئے، لیکن خدائی ضابطے کے مطابق

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا ۚ الخ

تو ایک نیکی کے عوض کم از کم دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور ایک گناہ ایک ہی شمار ہوتا ہے۔

وَمَنۡ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجۡزٰٓى اِلَّا مِثۡلَهَا (سورۂ انعام ۱۶۰)

غزوۂ اُحد میں مسلمانوں اور کفار کے پاس سامان جنگ کا تجزیہ اور اسباب شکست:

مسلمانوں کے پاس ایک گھوڑا بھی نہیں تھا اور تعداد بھی تھوڑی تھی۔ مشرکین کی تعداد تین ہزار تھی جن میں سے (۷۰۰) سات سو زرہ پوش تھے اور دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے۔ اشراف مکہ کی پندرہ عورتیں بھی ہمراہ تھیں جو اشعار پڑھ پڑھ کر مردوں کو لڑائی پر برانگیختہ کرتی تھیں۔ مختصر یہ کہ جب یہ لوگ احد کے قریب جا ٹھہرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا۔ حضورؐ کی اپنی رائے مبارک مدینہ کے اندر رہ کر لڑنے اور دفاع کرنے کی تھی، لیکن وہ حضرات جن کو بدر میں شرکت کا موقع نہیں ملا تھا جذبہ شہادت سے سرشار اور شوق شہادت میں بیتاب تھے۔ اس لیے اکثر صحابہ کرامؓ نے رائے دی، کہا اندر رہ کر لڑنے کو دشمن ہماری بزدلی اور نامردی پر محمول کرے گا، لہٰذا باہر ہی نکل کر لڑنا چاہیے۔ اسی طرح عبداللہ ابن اُبی نے اندر رہ کر لڑنے کی رائے دی، مگر اس کی رائے نفاق اور بزدلی پر مبنی تھی۔ اس نے اس ظاہری طور پر حامی بھرنے سے اپنی رائے حضورؐ کی رائے سے منسلک کر لی۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اکثریت کی رائے پر عمل کرتے ہوئے تیار ہو کر باہر تشریف لے آئے۔ آپ صحابہ کرامؓ کو لے کر جب احد کے قریب پہنچ گئے تو آپؐ نے ایک درہ پر نظر ڈالی۔ آپ نے اس درے کی حفاظت کو اہم سمجھ کر صحابہ کرام کی ایک جماعت وہاں مقرر فرما دی جو پچاس نفوس قدوسیہ پر مشتمل تھی۔ حضرت عبداللہ ابن جبیرؓ کو ان پر امیر مقرر فرما دیا۔ ان کو تاکیداً حکم دیا کہ ہمیں فتح ہو یا شکست، اگر پرندے ہمارا گوشت بھی نوچ نوچ کر کھالیں تو بھی آپ لوگوں نے اس درہ کو نہیں چھوڑنا ہے، لیکن تقدیر بر تدبیر غالب۔ جب مسلمانوں اور کفار کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اور کفار میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے تو مسلمانوں نے مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ درہ پر موجود حضرات سے ایک اجتہادی غلطی سرزد ہوگئی۔ وہ یہ سمجھے کہ حضورؐ کا ارشاد تو جنگ لڑے جانے کے ساتھ مشروط تھا۔ جنگ ختم ہوگئی۔ اب ہم درہ پر رہ کر کیا کریں گے۔ حضرت ابن جبیرؓ نے حضورؐ کا ارشاد یاد دلا کر اترنے سے منع بھی فرمایا، لیکن اکثر حضرات اتر آئے اور اس درہ پر صرف ۱۲ آدمی رہ گئے۔ کفار کی کمان حضرت خالد ابن ولیدؓ کے ہاتھ میں تھی۔ (یہ حضرت خالد کے ایمان لانے سے پہلے کا واقعہ ہے)۔ وہ اس درہ کے خالی ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ درہ کو خالی پا کر انہوں نے پلٹ کر دونوں طرف سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ آناً فاناً (۷۰) ستر مسلمان شہید ہوگئے جن میں حضورؐ کے چچا حضرت حمزہؓ بھی شامل ہیں۔ حضرت طلحہؓ حضورؐ کے آگے ڈھال بنے رہے، حتیٰ کہ کثرت تیر زنی سے آپ کا ایک ہاتھ شل ہوگیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے چار دانتوں میں سے نچلا دائیں طرف والا دندان مبارک شہید ہوگیا۔ سر مبارک میں خود یا زرہ کی کڑیاں گھس گئی تھیں سر مبارک بھی زخمی ہوا تھا۔ بعد میں جب مسلمانوں نے دوبارہ صف بندی کی تو انجام کار فتح مسلمانوں کی ہوئی، لیکن وقتی طور پر مسلمانوں کو عارضی شکست اور پریشانی سے دوچار ہونا پڑا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۱۳۰

سُود دونے پر دونا نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہارا چھٹکارا ہو ○

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۱۳۱ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ

اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے ○ اور اللہ اور رسُول کی تابعداری کرو تاکہ

تُرْحَمُوْنَ ۱۳۲ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ

تم رحم کیے جاؤ ○ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان

وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۱۳۳ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ

اور زمین ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے ○ جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۱۳۴

اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ○

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا

اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ کر بیٹھیں یا اپنے حق میں ظلم کریں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں سے

لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڨ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي

بخشش مانگتے ہیں اور سوائے اللہ کے اور کون گناہ بخشنے والا ہے اور اپنے کیے پر وہ

مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۱۳۵ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

اَڑتے نہیں اور وہ جانتے ہیں ○ یہ لوگ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں سے بخشش ہے

وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ

اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان باغوں میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے اور کام کرنے والوں کی

الْعٰمِلِيْنَ ۱۳۶ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

کیسی اچھی مزدوری ہے ○ تم سے پہلے کئی واقعات ہو چکے ہیں سو زمین میں سیر کرو

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ
اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ۞ یہ لوگوں کے واسطے بیان ہے
وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ
اور ڈرنے والوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے ۞ اور سُست نہ ہو اور غم نہ کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ
اگر تم ایمان دار ہو ۞ اگر تمہیں زخم پہنچا ہے تو انہیں بھی ایسا ہی زخم پہنچ چکا ہے
وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ
اور ہم یہ دن لوگوں میں باری باری بدلتے رہتے ہیں اور تا کہ اللہ ایمان والوں کو جان لے اور تم میں سے
مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
بعضوں کو شہید کرے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا ۞ اور تا کہ اللہ ایمان والوں کو
اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ
پاک کردے اور کافروں کو مٹادے ۞ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تک اللہ نے نہیں ظاہر کیا
الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ
ان لوگوں کو جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں اور ابھی صبر کرنے والوں کو بھی ظاہر نہیں کیا ۞ اور تم موت سے پہلے
مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۠ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ ع
اس کی ملاقات کی آرزو کرتے تھے سو اب تم نے اسے آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا ۞

افاداتِ محمود:

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ الخ

بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ شہداء کے لیے برزخ ہے ہی نہیں۔ وہ سیدھے جنت میں جائیں گے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنت میں جانے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ ان کو انعامات و کرامات سے نوازیں گے جیسا کہ حضرت جعفرؓ کے متعلق ہے کہ "له جنا حين يطير بهما في الجنة" حضرت جعفرؓ غزوہ موتہ کے موقع پر شہید ہو گئے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔ ہاں باضابطہ طور پر جنت میں جانا قیامت کے روز حساب کتاب کے بعد ہی ہوگا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا

اور محمد تو ایک

رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى

رسُول ہے اِس سے پہلے بہت رسُول گزرے پھر کیا اگر وہ مرجائے یا مارا جائے تو تم اُلٹے پاؤں

اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى

پھر جاؤ گے اور جو کوئی اُلٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ نہیں بگاڑیگا اور اللہ

اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا

شکر گذاروں کو ثواب دے گا ○ اور اللہ کے حکم کے سوا کوئی مر نہیں سکتا ایک وقت مقرر لکھا

مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ

ہوا ہے اور جو شخص دنیا کا بدلہ چاہے گا ہم اسے دنیا ہی میں دے دینگے اور جو آخرت کا بدلہ

الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ

چاہے گا ہم اسے اسمیں سے دینگے اور ہم شکر گذاروں کو جزا دیں گے ○ اور کئی نبی ہیں جن کے ساتھ ہوکر

رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا

بہت اللہ والے لڑے ہیں پھر اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچنے پر نہ ہارے ہیں اور نہ سست ہوئے ہیں اور نہ

اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا

وہ دبے ہیں اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کو پسند کرتا ہے ○ اور انہوں نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہا کہ اے ہمارے رب

اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِىْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى

ہمارے گناہ بخش دے اور جو ہمارے کام میں ہم سے زیادتی ہوئی ہے اور ہمارے قدم ثابت رکھ اور کافروں

الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ

کی قوم پر ہمیں مدد دے ○ پھر اللہ نے اُن کو دنیا کا ثواب اور آخرت کا عمدہ بدلہ دیا

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ ع

اور اللہ نیک کاموں کو پسند کرتا ہے ○

افاداتِ محمود:

یَضُرَّ اللّٰهَ شَیۡـًٔا ؕ الخ

دوران جنگ جب عبداللہ ابن قمیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک زخمی کر دیا تو ساتھ ہی یہ افواہ اڑائی گئی کہ نعوذ باللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیے گئے۔ اس اندوہناک خبر سے بعض صحابہؓ کے حوصلے کچھ پست ہو گئے، لیکن اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی اور صحابہ کرام نے پھر جم کر مقابلہ کیا۔ اس افواہ پھیلانے سے کفار کا مقصد یہ تھا کہ جب قائد ہی نہیں رہا تو اب یہ تحریک ختم ہو جائے گی۔ تحریکوں کا سہرا قائدین کے سر ہوتا ہے۔ تحریک کے لیے ٹھوس نظریات ہوتے ہیں، لیکن آج کل کی پارٹیوں کے پاس کوئی ٹھوس نظریہ نہیں ہے۔ اسلام مکمل دین ہے۔ اس کی تحریک کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس کو ختم کرنے والے لوگ آپ ہی ختم ہوں گے۔ بہرحال لڑائی ختم ہونے کے بعد حضرت ابوسفیانؓ (احد کی جنگ کا واقعہ حضرت ابوسفیان کے ایمان لانے سے قبل کا ہے) نے آواز دی:

فقال افی القوم محمد؟ فقال لا تجیبوه فقال افی القوم ابن ابی قحافة؟ قال لا تجیبوه فقال افی القوم ابن الخطاب؟ فقال ان ہئولاءِ قتلو فلو کانوا احیاء لا جابوا فلم یملک عمر نفسه فقال له کذبت یا عدو الله ابقی الله لک ما یحزنک قال ابو سفیان اعل ہبل فقال النبی صلی الله علیه وسلم اجیبوه قالو اما نقول؟ قال قولوا الله اعلی واجل قال ابو سفیان لنا العزی ولاعزیٰ لکم فقال النبی صلی الله علیه وسلم اجیبوه قالوا ما نقول؟ قال قولوا الله مولانا ولا مولی لکم قال ابو سفیان یوم بیوم بدر و الحرب سجال و ستجدون مثلة ما امرت بهاولم تسئونیO (بخاری)

کیا لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ جواب نہ دو۔ پھر ابوسفیانؓ نے کہا کیا لوگوں میں ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیقؓ) موجود ہیں؟ حضور نے فرمایا اس کو کچھ جواب نہ دو، پھر حضرت ابوسفیانؓ نے کہا کہ کیا لوگوں میں (عمر) ابن الخطاب موجود ہیں؟ پھر حضرت ابوسفیانؓ نے کہا۔ یہ سارے کے سارے قتل ہو گئے، ورنہ اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ حضرت فاروق اعظمؓ اپنے پر قابو نہ رکھ سکے اور فرمایا کہ اے اللہ کے دشمن تو نے جھوٹ کہا۔ اللہ تعالیٰ اس چیز کو قائم رکھے گا جو تجھ کو غم میں ڈالے رکھے۔ ابوسفیانؓ نے کہا کہ ہبل (بت کا نام ہے) غالب رہا، حضورؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اس کو جواب دو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم جواب میں کیا کہیں؟ حضورؐ نے فرمایا کہو "اللہ اعلیٰ واجل" ابوسفیانؓ نے کہا ہمارا عزی (بت کا نام ہے) ہے اور تم لوگوں کا عزیٰ نہیں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا جواب میں کہو اللہ تعالیٰ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں ہے۔ حضرت

ابوسفیانؓ نے کہا کہ آج کا دن بدر کے بدلے رہا اور لڑائی ڈول کی مانند ہے (کبھی ایک پلڑا بھاری ہوتا ہے کبھی دوسرا) اور تم لوگ کو شہداء میں مثلہ نظر آئے گا، لیکن نہ تو میں نے مثلہ کرنے کا کسی کو حکم دیا ہے اور نہ ہی مجھے اس سے کوئی تکلیف ہوئی ہے۔

رِبِّیُّوْنَ اس سے مراد مولوی ہیں کیونکہ مولوی منسوب الی المولیٰ ہے اور ربی مولوی کے معنی میں ہے، لیکن لوگ مولانا کہلانا زیادہ پسند کرتے ہیں اور حقیقی مقام کو کم سمجھتے ہیں۔ مولوی کا معنی منسوب الی المولیٰ ہے اور مولانا بمعنی آقا ہے تو بتایئے کہ دونوں میں سے کونسا لفظ اچھا ہے؟ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے مودودی صاحب کے خلاف جو کتاب لکھی تھی اس میں ''مولوی مودودی'' لکھا تھا تو انہوں نے کہا کہ مولانا احمد علیؒ نے میری توہین کی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا
اے ایمان والو اگر تم کافروں کا کہا مانو گے
يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ﴿١٤٩﴾ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ
تو وہ تمہیں اُلٹے پاؤں پھیر دینگے پھر تم نقصان میں جا پڑو گے ○ بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے اور وہ
خَيْرُ النَّاصِرِينَ ﴿١٥٠﴾ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا
بہترین مدد کرنے والا ہے ○ اب ہم کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دینگے اس لئے کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھیرایا
بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا ۖ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ ﴿١٥١﴾
جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا وہ بہت بڑا ٹھکانا ہے ○
وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ
اور اللہ تو اپنا وعدہ تم سے سچا کر چکا جب تم اس کے حکم سے انہیں قتل کرنے لگے یہاں تک کہ جب تم نے
وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ ۚ مِنْكُمْ
نامردی کی اور کام میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ تم کو دکھادی وہ چیز جسے تم پسند کرتے تھے بعض
مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ
تم میں سے دنیا چاہتے تھے اور بعض تم میں سے آخرت کے طالب تھے پھر تمہیں ان سے پھیر دیا تاکہ
لِيَبْتَلِيَكُمْ ۖ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٥٢﴾ إِذْ
تمہیں آزمائے اور البتہ تحقیق تمہیں اس نے معاف کر دیا ہے اور اللہ ایمانداروں پر فضل والا ہے ○ جس وقت تم
تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ
چڑھتے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہیں تمہارے پیچھے سے پکار رہا تھا سو اللہ نے تمہیں اس کی پاداش میں
غَمًّا بِغَمٍّ لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ
غم دیا بسبب غم دینے کے تاکہ تم مغموم نہ ہو اس پر جو ہاتھ سے نکل گئی اور نہ اس پر جو تمہیں پیش آئی اور اللہ خبردار ہے
بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٥٣﴾ ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً
اس چیز سے جو تم کرتے ہو ○ اس غم کے بعد تم پر چین یعنی اونگھ بھیجی اس نے بعضوں کو تم میں سے

مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ
ڈھانک لیا اور بعضوں کو اپنی جان کا فکر پڑ رہا تھا اللہ پر جھوٹے خیال جاہلوں جیسے
الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ
کر رہے تھے کہتے تھے ہمارے ہاتھ میں کچھ کام ہے کہہ دو کہ سب کام اللہ کے ہاتھ
لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ
میں ہے وہ اپنے دل میں چھپاتے ہیں جو تیرے سامنے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں اگر ہمارے ہاتھ میں کچھ کام ہوتا
الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ
تو ہم اس جگہ مارے نہ جاتے کہہ دو اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے البتہ اپنے گرنے کی جگہ پر
كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ
باہر نکل آتے وہ لوگ جن پر قتل ہونا لکھا جا چکا تھا اور تا کہ اللہ آزمائے جو تمہارے سینوں میں ہے
وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
اور تا کہ اس چیز کو صاف کر دے جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ دلوں کے بھید جاننے والا ہے ○ بے شک وہ لوگ
تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا
جو تم میں پیٹھ پھیر گئے جس دن دونوں فوجیں ملیں سو شیطان نے ان کے گناہ کے سبب سے انہیں
كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ ع
بہکا دیا تھا اور اللہ نے اُن کو معاف کر دیا ہے بے شک اللہ بخشنے والا تحمل کرنے والا ہے ○

افاداتِ محمود:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الخ

خلاصہ ان چند آیات کا یہ ہے کہ شکست کی ذمہ داری آپ لوگوں پر عائد ہوتی ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نصرت والا وعدہ پورا فرما دیا تھا کہ ابتداء میں جب تم قتال کرنے لگے تو ان کو مغلوب کرتے رہے، لیکن بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حکم چھوٹ گیا اور آپس میں اختلاف کرنے لگے۔ اِس کی وجہ سے عارضی شکست میں مبتلا ہو گئے۔

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ الخ

یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے عیب جوئی کرنے والوں کی زبانوں پر مہر سکوت ثبت فرما دی کہ جن حضرات سے درہ چھوڑنے کی ایک اجتہادی غلطی سرزد ہوگئی تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا۔ یہ غلطی بھی صداقت اور راست گوئی پر مبنی تھی۔ العیاذ باللہ نفاق یا کفر کی کوئی بیماری اس کے پیچھے کارفرما نہ تھی۔ حضرت ابن عمرؓ سے جب حضرت عثمانؓ کے متعلق کسی شخص نے پوچھا کہ (۱) وہ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ (۲) احد میں ثابت قدم نہیں رہے تھے۔ (۳) وہ بیعت رضوان میں بھی شامل نہ تھے؟ حضرت ابن عمرؓ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جہاں تک بدر کی جنگ میں حضرت عثمانؓ کی عدم شمولیت کا بیان ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی، جو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں تھیں، بیمار تھیں اور حضورؐ نے حضرت عثمانؓ کو ان کی تیمارداری کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ (۲) رہا احد میں عدم ثابت قدم رہنے کا سوال سو اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا۔ (۳) اور جہاں تک بیعت رضوان میں عدم شمولیت کا تعلق ہے تو حضرت عثمانؓ سے زیادہ قابل اعتماد اگر کوئی حضور کی نظر میں ہوتا تو وہ ان کو بھیج دیتے۔ اس سے بڑی خوش بختی اور کیا ہوگی کہ حضور علیہ السلام نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر مارا اور فرمایا کہ یہ ایک ہاتھ عثمان کا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے معافی اور عافیت کا اعلان کر کے قیامت تک کے لیے بدخوئی بدجوئی اور بدگوئی کرنے والوں کی زبانیں بند فرما دیں۔

نعاسا يغشى الخ

حضرت ابوطلحہ انصاریؓ فرماتے ہیں کہ اونگھ کی وجہ سے میرے ہاتھ سے کئی دفعہ تلوار گر گئی تو حقیقت یہ ہے کہ اطمینان کے بعد ہی نیند آتی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي

تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو کافر ہوئے اور وہ اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں جب وہ

الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ

ملک میں سفر پر نکلیں یا جہاد پر جائیں اگر ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ

اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا

اللہ اس خیال سے ان کے دلوں میں افسوس ڈالے اور اللہ ہی جلاتا اور مارتا ہے اور اللہ

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ

تمہارے سب کاموں کو دیکھنے والا ہے ○ اور اگر تم اللہ کی راہ میں مارے گئے یا مر گئے تو اللہ کی بخشش

مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى

اور اسکی مہربانی اس چیز سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں ○ اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو البتہ تم سب

اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ

اللہ ہی کے ہاں جمع کئے جاؤ گے ○ پھر اللہ کی رحمت کے سبب سے تو ان کیلئے نرم ہو گیا اور اگر تو تندخو اور سخت

الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ

دل ہوتا تو البتہ تیرے گرد سے بھاگ جاتے پس انہیں معاف کر دے اور ان کے واسطے بخشش مانگ اور کام میں ان سے

فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

مشورہ لیا کر پھر جب تو اس کام کا ارادہ کر چکا تو اللہ پر بھروسہ کر بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ○

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ

اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو تم پر کوئی غالب نہ ہو سکے گا اور اگر اس نے مدد چھوڑ دی تو پھر ایسا کون

يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ

ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے ○ اور کسی

لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَ مَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى

نبی کو یہ لائق نہیں کہ خیانت کرے اور جو کوئی خیانت کرے گا اس چیز کو قیامت کے دن لائے گا جو خیانت کی تھی پھر ہر کوئی

كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ

پورا پالے گا جو اس نے کمایا تھا اور وہ ظلم نہیں کیے جائیں گے ○ آیا وہ شخص جو اللہ کی رضا کا

كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ

تابع ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو غضب الٰہی کا مستحق ہوا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیسی وہ بری جگہ ہے ○ اللہ کے

دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ

ہاں لوگوں کے مختلف درجے ہیں اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ○ اللہ نے ایمان والوں پر

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ

احسان کیا ہے جو ان میں انہیں میں سے رسول بھیجا ان پر اس کی

اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ

آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور دانش سکھاتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے

لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ اَوَ لَمَّاۤ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ

صریح گمراہی میں تھے ○ کیا جب تمہیں ایک تکلیف پہنچی حالانکہ تم تو اس سے دو چند تکلیف پہنچا چکے ہو

قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

تو کہتے ہو یہ کہاں سے آئی کہہ دو یہ تکلیف تمہیں تمہاری ہی طرف سے پہنچی ہے بے شک اللہ ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيَعْلَمَ

قادر ہے ○ اور جو کچھ تمہیں اس دن پیش آیا جس دن دونوں جماعتیں ملیں سو اللہ کے حکم سے ہوا اور تاکہ اللہ ایمانداروں کو

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۖۚ وَ قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ

ظاہر کر دے ○ اور تاکہ منافقوں کو ظاہر کر دے اور انہیں کہا گیا تھا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا

سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ

دشمنوں کو دفع کرو تو انہوں نے کہا اگر ہمیں علم ہوتا کہ آج جنگ ہوگی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے وہ

لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ
اس وقت بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ قریب تھے وہ اپنے مونہوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے
فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ
دلوں میں نہیں ہیں اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اللہ اس کو خوب جانتا ہے ○ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں
وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِنْ
حالانکہ خود بیٹھ رہے تھے اگر وہ ہماری بات مانتے تو قتل نہ کئے جاتے کہہ دو اگر تم سچے ہو تو اپنی جانوں سے
كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٦٨﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ
موت کو ہٹا دو ○ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مُردے نہ سمجھو
بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿١٦٩﴾ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ
بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق دیے جاتے ہیں ○ اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں دیا ہے اس پر خوش
فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ ۙ أَلَّا
ہونے والے ہیں اور ان کی طرف سے بھی خوش ہوتے ہیں جو ابھی تک ان کے پیچھے سے ان کے پاس نہیں پہنچے اس لئے کہ
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٧٠﴾ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ
نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے ○ اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش ہوتے ہیں
وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٧١﴾
اور اس بات سے کہ اللہ ایمان داروں کی مزدوری کو ضائع نہیں کرتا ○

افاداتِ محمود:

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ الخ

غلول مال غنیمت میں خیانت کرنے کو کہتے ہیں یا تقسیم سے قبل کچھ رکھ لینا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے دو تسمے مال غنیمت سے لے لیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرا کین من النار ، یعنی اس شخص نے گویا آگ کے دو تسمے لیے ہیں۔ (۲) اسی طرح مطلق مال حرام کو بھی غلول کہا جاتا ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتقبل صلوٰۃ من بغیر طھور و لا صدقة من غلول○

نماز بغیر وضو کے قبول نہیں اور حرام مال سے کیا ہوا صدقہ قبول نہیں ہوتا۔

قرآن کریم میں اس مقام پر خصوصی طور پر مال غنیمت میں خیانت کرنا مراد لیا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ازد کے ایک شخص ابن لتیبہؓ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے مقرر فرمایا۔ جب وہ واپس آ گئے تو کچھ مال الگ کر کے رکھ دیا اور کہا کہ مجھ کو لوگوں نے یہ ہدیہ دیا ہے اور زکواۃ کا مال الگ کر کے بیت المال کے حوالہ کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی۔ پھر فرمایا کہ ایسا کیوں ہے کہ میں کسی کو کوئی ڈیوٹی سونپ دوں اور جب وہ واپس آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ بیت المال کا مال ہے اور یہ مجھ کو بطور ہدیہ دیا گیا ہے۔

فهلا يجلس في بيت ابيه او بيت امه فينظر ايهدى له أم لا؟o

یہ اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھتا پھر دیکھے کہ اسے کوئی ہدیہ دیتا ہے یا نہیں؟

یہ حدیث سدِ ذرائع کے قبیل سے ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے ہمیشہ کے لیے رشوت اور بے قاعدگیوں کا دروازہ بند کر دیا۔ چنانچہ آگے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیده لاياخذ احد منه شيئً الا جاء به يوم القيامة يحمله على رقبته ان كان بعيرا له رغاء او بقرا له خوار اوشاة تبعر الخ o (الترغیب)

اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے۔ تم میں سے جو شخص جو بھی چیز لے گا، اسے وہ قیامت کے دن (ذلت ورسوائی) اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے لائے گا۔ اگر وہ اونٹ ہوگا تو اس کی آواز ہوگی اور اگر وہ بیل ہوگا تو اس کی آواز ہوگی اور اگر وہ بکری ہوگی تو اس کی آواز ہوگی۔

ایک روایت میں ہے کہ ابن لتبیہؓ سے وہ مال واپس لے کر بیت المال میں داخل کر لیا گیا۔ لوگ انہیں عامل ہونے کی وجہ سے یہ کچھ دیتے تھے۔ یہ عمل بذات خود درست نہیں۔ مزید برآں مستقبل میں اس فعل کے ذریعہ گناہوں کے متعدد دروازوں کے کھل جانے کا اندیشہ بھی ہے۔

هم درجات انه اى ذى درجات o یہ لوگ اللہ کے ہاں بڑے درجات والے ہیں

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانا

مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ﴿۱۷۲﴾

بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکے تھے جو ان میں سے نیک ہیں اور پرہیزگار ہوئے ان کے لئے بڑا اجر ہے ○

ع اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ

جنہیں لوگوں نے کہا کہ مکہ والوں نے تمہارے مقابلہ کیلئے سامان جمع کیا ہے سو تم ان سے ڈرو تو ان کا

اِيْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ

ایمان اور زیادہ ہوا اور کہا کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے ○ پھر مسلمان اللہ کی نعمت اور

فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ

فضل کے ساتھ لوٹ آئے انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچی اور اللہ کی مرضی کے تابع ہوئے اور اللہ بڑے فضل

عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۖ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ

والا ہے ○ سو یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے پس تم ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ

اگر تم ایمان دار ہو ○ اور وہ لوگ آپ کو غم میں نہ ڈالدیں جو کفر کی طرف دوڑتے ہیں وہ اللہ کا

لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔـا ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِى الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ

کچھ نہیں بگاڑیں گے اللہ ارادہ کرتا ہے کہ آخرت میں انہیں کوئی حصہ نہ دے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا

اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے ○ جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر کو خرید لیا وہ اللہ کا کچھ نہیں

اللّٰهَ شَيْـًٔـا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ

بگاڑیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ○ اور کافر یہ نہ سمجھیں کہ ہم جو انہیں مہلت دیتے ہیں یہ اُن کے حق

لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾

میں بھلائی ہے ○ ہم تو انہیں مہلت اس لئے دیتے ہیں کہ وہ گناہ میں زیادتی کریں اور ان کے لئے خوار کرنے والا عذاب ہے ○

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ
اللہ مسلمانوں کو اس حالت پر رکھنا نہیں چاہتا جس پر تم اب ہو جب تک کہ ناپاک کو
مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ
پاک سے جدا نہ کردے اور اللہ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ تمہیں غیب پر مطلع کردے لیکن اللہ اپنے رسُولوں میں
رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ
جسے چاہے چُن لیتا ہے سوتم اللہ اوراس کے رسُول پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لئے
اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ
بہت بڑا اجر ہے ۝ اور جو لوگ اس چیز پر بخل کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے وہ یہ خیال نہ کریں کہ بخل
هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ
ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ ان کے حق میں بُرا ہے قیامت کے دن وہ مال طوق بنا کر ان کے گلوں میں ڈالا جائیگا
الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ ع
جس میں وہ بخل کرتے تھے اور اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا وارث ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے ۝

افاداتِ محمود:

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ الخ

(۱) اس آیت کے متعلق حضرات مفسرین کے دو قول ہیں ایک یہ ہے کہ غزوہ احد میں جب مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا اور ستر صحابہ کرامؓ شہید ہوگئے تو واپس جاتے ہوئے حضرت ابوسفیانؓ (قبل از اسلام جنگ احد میں یہی قریش کے لشکر کے سالار تھے) کے دل میں یہ بات آگئی کہ ہم نے بہت بڑی غلطی کی۔ مسلمانوں کو شکستہ حال اور زخم خوردہ چھوڑ کر آگئے۔ ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہیے تھا۔ لہٰذا اپنے ساتھیوں میں اعلان کردیا کہ پلٹ کر مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہیے تاکہ ان کا کامل استیصال ہوجائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپؐ نے بذریعہ بلالؓ مدینہ منورہ میں منادی کرادی کہ جو لوگ کل احد میں شریک تھے، وہی لوگ دوبارہ تیار ہوں۔ ہم نے ابوسفیانؓ کا تعاقب کرنا ہے۔ آپؐ کے جان نثار صحابہ کرامؓ آپؐ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تیار ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو لے کر جب حمراء الاسد کے مقام پر پہنچے، جو مدینہ منورہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے، تو حضرت ابوسفیانؓ کو سب حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایسا رعب طاری کردیا کہ وہ دوبارہ حملہ کا ارادہ ترک کر کے مکہ مکرمہ کی طرف بھاگ گیا۔ وہ جبن وفرار کا الزام مسلمانوں کو دینا چاہتا تھا، لہٰذا ایک شخص کو کچھ

مال دے کر تیار کر لیا کہ مدینہ منورہ میں اور مسلمانوں میں یہ مشہور کر دے کہ ابوسفیانؓ بہت بڑے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہونے والا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس شخص نے آ کر جب مسلمانوں کو یہ کچھ بتایا تو بجائے خوف زدہ و مرعوب ہونے کے سب نے کہا کہ "**حسبنا اللہ ونعم الوکیل**" ایک اللہ کی مدد اگر شامل حال رہی تو ہمیں وہی کافی ہے۔ دشمن کی تعداد اور ساز و سامان اس کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔

(۲) دوسرا شان نزول یہ ہے کہ اختتام جنگ پر حضرت ابوسفیانؓ نے اعلان کر دیا تھا کہ آئندہ سال بدر کے مقام پر پھر جنگ ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منظور فرما لیا تھا۔ سال کے دوران میں حسب وعدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو ترغیب دیتے رہے اور فرمایا کہ اگر کوئی اور نہیں جائے گا تو میں اکیلا جاؤں گا۔ آپؐ صحابہ کرامؓ کو لے کر بدر کے مقام پر پہنچے۔ یہ مدینہ منورہ سے دور اور مکہ کے قریب ہے۔ حضرت ابوسفیانؓ نے بھی آنے کا ارادہ کیا، لیکن راستہ ہی میں کمر ہمت ٹوٹ گئی اور قحط سالی کا عذر کر کے واپس جانا چاہا۔ وہ الزام تو مسلمانوں کو دینا چاہتا تھا، لہٰذا ایک شخص کو پیسے دے کر تیار کیا کہ جا کر مدینہ میں یہ خبر مشہور کر دے کہ ابوسفیانؓ بہت بڑے لشکر کو لے کر مسلمانوں پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس شخص نے آ کر مدینہ میں یہی خبر مشہور کر دی، لیکن قربان جایئے سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثاروں کے، سب نے یک زبان ہو کر کہا "**حسبنا اللہ ونعم الوکیل**" کفار اب کی بار مسلمانوں کے سامنے ٹھہر نہ سکے۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی فتح عطاء فرمائی۔ تین دن بدر کے مقام پر ٹھہر کر وہاں، جو سالانہ منڈی لگتی تھی اس میں، خوب تجارت کی۔ دنیا و آخرت دونوں کے نفع سے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو سرفراز فرمایا۔ تاریخ کی کتابوں میں اس کو بدر صغریٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مکہ والے قریش کے اس لشکر کو "جیش سویق" کہتے ہیں یعنی یہ لشکر وہاں بدر کے مقام پر صرف ستو پینے گیا تھا اور کچھ کام نہ کیا۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ الخ

اس آیت کے ظاہری مفہوم سے کوئی یہ اخذ کرے کہ صحابہ کرامؓ میں سے بعض محسن اور بعض غیر محسن تھے؟ تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جب ذکر بالعموم ہوتا ہے تو وہاں لازماً کچھ خاص افراد کا ذکر ہوتا ہے۔ اس سے ذکر بالعموم کی نفی لازم نہیں آتی جیسے **تنزل الملائکة** کے بعد خصوصیت سے روح القدس کا ذکر ہے، حالانکہ ملائکہ میں روح القدس بھی شامل ہے۔ جیسے کہا جائے کہ تم میں سے جو سمجھدار ہیں، ان کو انعام ملے گا، حالانکہ سمجھدار سب ہی ہوتے ہیں۔

قَالَ لَهُمُ النَّاسُ الخ

یہاں ناس سے مراد تجارتی قافلہ ہے جنہوں نے کفار کا بول بالا رکھنے کے لیے بات کی۔ ان الناس سے مراد حضرت ابوسفیانؓ اور ان کا لشکر ہے۔

فزادھم ایماناً......زیادۃ الایمان ونقصانہ:

ایمان میں زیادتی ہوتی ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ ہمیشہ محدثین کے ہاں معرکہ آرا رہا ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں جہاں ہدیٰ یا ایمان یا تقویٰ کے ساتھ لفظ زاد یا یزید استعمال کیا ہے، اس سے مراد زیادتی فی الایمان ہے۔ جمہور محدثین وفقہاء کے نزدیک "الایمان یزید و ینقص" یعنی ایمان میں اضافہ بھی ہوتا ہے اور ایمان کم بھی ہوتا ہے۔

"وقال ابو حنیفة الایمان لایزید ولا ینقص"

امام اعظمؒ ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ایمان میں نہ اضافہ ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے۔ امام اعظمؒ اور دیگر فقہاء کا جو اختلاف ایمان کی زیادتی اور عدم زیادتی سے متعلق ہے، یہ نزاع لفظی ہے، حقیقی نہیں ہے۔ جیسا کہ آگے چل کر مزید واضح ہو جائے گا۔

مندرجہ بالا اختلاف کا مدار ایک اور اصل پر ہے اور یہی اس اختلاف کی جڑ ہے۔ وہ یہ ہے کہ اعمال جزء من الایمان ہیں یا نہیں؟ جن لوگوں کے ہاں اعمال جزء من الایمان ہیں، ان کے نزدیک ایمان میں کمی بیشی ہو سکتی ہے اور جن لوگوں کے ہاں اعمال جزء من الایمان نہیں ہیں، ان کے نزدیک ایمان میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

معتزلہ، خوارج اور مرجیہ کے درمیان نزاع حقیقی ہے:

خوارج اور معتزلہ کے نزدیک اعمال جزء ایمان ہیں اور قاعدہ ہے کہ انتفاء جزء انتفاء کل کو مستلزم ہے یعنی جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے، وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ پھر آگے دونوں میں یہ فرق ہے کہ (۱) عندالخوارج کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔ (۲) معتزلہ کے نزدیک اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، لیکن کفر میں داخل نہیں ہوتا۔ جزو کی نفی سے کل کی نفی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

أی ولا نسقط عن المسلم بسبب ارتکاب کبیرة وصف الایمان کما یقوله المعتزلة حیث ذهبوا الی ان مرتکب الکبیرة یخرج عن الایمان ولاید خل فی الکفر

(فقہ اکبر صفحہ ۷۱)

ہم کسی مسلمان سے گناہ کبیرہ کرنے کی وجہ سے صفت ایمان سلب نہیں کرتے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس طرف گئے ہیں کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ایمان سے تو نکل جاتا ہے، لیکن کفر میں داخل بھی نہیں ہوتا۔

(۳) فرقہ مرجئہ کے ہاں صرف ایمان کافی ہے۔ ان کے نزدیک ایمان کی حقیقت صرف اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی محبت ہے۔ نجات کے لیے صرف اتنا کافی ہے، طاعت اور عبادت یا اعمال ضروری نہیں۔

امام اعظمؒ اگرچہ اعمال کو جزء الایمان قرار نہیں دیتے، لیکن مرجئہ کی طرح اعمال کو لغو اور فضول بھی نہیں کہتے۔ اب سوال یہ ہے کہ جمہور محدثین اور فقہاء جب اعمال کو جزو ایمان قرار دیتے ہیں تو امام اعظمؒ کیوں اس بات کا انکار فرماتے ہیں؟ جواب اس کا یہ ہے کہ امام اعظمؒ نے چالیس حج کیے اور پچاس سال تک فجر کی نماز عشاء کے وضوء سے پڑھی۔ اس بات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ اعمال کے کیسے دلدادہ تھے۔ اصل قصہ یہ ہے کہ امام اعظمؒ کے زمانہ میں خوارج اور معتزلہ کی کثرت تھی جو عمل کو جزو ایمان قرار دے رہے تھے اور مرتکب کبیرہ کو خارج از اسلام سمجھتے تھے۔ ان کی اس افراط کی طرف نظر فرماتے ہوئے امام اعظمؒ نے فرمایا کہ اعمال ایمان کا جزو نہیں، مگر اعمال کی اہمیت بدستور قائم ہے۔ عام محدثین اور فقہاء کے زمانہ میں مرجئہ کی کثرت تھی، جنہوں نے اعمال کو بالکل لغو اور فضول قرار دے دیا تھا تو ان کی تفریط کی طرف نظر فرماتے ہوئے فقہاء اور محدثین نے اعمال کو جزو ایمان قرار دے دیا تاکہ اعمال کی اہمیت بدستور قائم رہے اور وہ اعمال کے معاملہ میں مداہنت کے مرتکب نہ ہوں۔ یہ حقیقت میں نزاع لفظی ہے، حقیقی نہیں ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا تفصیل سے عیاں ہے۔

معتزلہ وغیرہ کے دلائل اور ان کے جوابات:

اس سلسلہ میں معتزلہ نے بعض کمزور دلائل کا سہارا لینے کی کوشش کی ہے، لیکن ان کی کوئی دلیل بھی اثبات دعویٰ کے لیے کافی نہیں۔

(۱) أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا ۚ لَّا يَسْتَوُونَ ﴿١٨﴾ (سورہ الٓم السجدہ/۱۸)

پس کیا جو شخص مومن ہے وہ برابر ہے اس کے جو نافرمان ہے، وہ برابر نہیں ہو سکتے۔

معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ یہاں فاسق اور مومن کا تقابل ہے والمقابلة قول علی المغایرة

(۲) لایزنی الزانی وھو مومن ولا یسرق السارق وھو مومن الخ

زنا کرنے والا جب زنا کا مرتکب ہوتا ہے، وہ مومن نہیں ہوتا اور چور جب چوری کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔

اس حدیث میں صراحتاً مرتکب کبیرہ سے ایمان کو سلب قرار دے دیا گیا ہے؟

(۳) لا ایمان لمن لا امانة له الخ

اس شخص کا ایمان نہیں جو امانت دار نہیں۔

اس حدیث میں بھی خائن سے ایمان کا سلب ہونا بیان کیا گیا ہے؟ میں (مفتی محمودؒ) اگر چاہوں تو ان لوگوں کے رد میں بہت سارے دلائل دے سکتا ہوں، لیکن یہ بے جا طوالت ہوگی۔ مختصراً بات یہ ہے کہ (۱) جہاں تک مذکورہ بالا آیت کا تعلق ہے، اس میں فاسق سے مراد کافر ہے۔ کیونکہ کفر سب سے بڑا فسق ہے۔ جیسا کہ آیت کے شان نزول سے واضح ہے۔ (۲) اور حدیث تغلیظ و مبالغہ پر مبنی ہے۔ گناہ کی روک تھام کے لیے سخت الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابوذرؓ کے سوال کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ''علی

رغم انف ابی ذر''

اسی طرح خوارج نے عام نصوص سے استدلال کیا ہے جیسے

ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الکفرون o

لیکن مجموعی امت کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ نصوص اپنے ظاہر پر حمل نہیں ہو سکتے اور دیگر قطعی دلائل اس کے خلاف ہیں۔ خوارج کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں کہ اپنی من مانی تفسیریں بیان کرتے پھریں۔ چنانچہ صاحب شرح عقائد لکھتے ہیں:

والجواب انها متروکة الظاهر للنصوص القاطعة علی ان مرتکب الکبیرة لیس بکافر والاجماع المنعقد علی ذالک علی مامر، والخوارج خوارج عما انعقد علیه الاجماع فلااعتداد بهم الخ

(خوارج کے مستدلات کا) جواب یہ ہے کہ وہ نصوص ظاہری معنی پر محمول نہیں ہیں کیونکہ ان کے مقابلے میں دیگر قطعی نصوص موجود ہیں کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا اور اس پر امت کا اجماع بھی ہے۔ جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے اور خوارج تو اس جادہ حق سے ہٹ چکے ہیں جس پر امت کا اجماع ہے، لہٰذا ان کے کسی قول وفعل کا اعتبار ہی نہیں ہے۔

(۳) نیز قرآن کریم میں متعدد آیات ایسی ہیں کہ باوجود گناہ کے ارتکاب کے اللہ تعالیٰ نے مومن کہہ کر پکارا ہے جیسا کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ الخ (تحریم/۸)

(۴) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ (الکہف/ ۱۰۷)

یہاں اعمال صالحہ کا عطف ایمان پر کیا گیا ہے اور عطف مغایرت کا طالب ہے۔ یعنی یہاں ایمان اور عمل صالح کو واضح طور پر الگ الگ کیا گیا ہے۔

(۵) ایمان کا تعلق قلب سے ہے اور اعمال کا تعلق جوارح سے ہے۔ حاصل یہ ہے کہ معتزلہ اور خوارج کے پاس کوئی ٹھکانے کی بات نہیں ہے اور عاقل کو اشارہ کافی ہے۔

حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ الخ

یعنی غزوہ احد جیسے واقعات اور آزمائشیں اس وجہ سے رونما ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اس بات کی مقتضی ہے کہ اب کھرے کو کھوٹے سے اور کچے کو پکے سے الگ فرما دے۔ ورنہ ایک زمانہ تو اسی طرح لوگ ایسے ملے رہے کہ بظاہر کلمہ پڑھ لیا اور ہر محاذ پر مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے رہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ مومن منافق الگ تھلگ ہو جائیں اور آئندہ منافقین کا مسلمانوں کے ساتھ ایسا اختلاط نہ ہو۔ اگر یہ کڑی آزمائش نہ ہوتی تو خوشیوں میں کون الگ ہوتا ہے۔ چنانچہ غزوہ احد میں منافقین کا کردار کھل کر سامنے آ گیا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

یعنی اللہ تعالیٰ ایسا کر سکتے تھے کہ مسلمانوں میں سے ہر فرد کو منافقین کے اسماء و احوال کی اطلاع فرما دیتے، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی عادت نہیں ہے۔ کیونکہ معجزات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہیں، لہٰذا اپنے رسولوں میں سے جن کو چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں امورِ غیبیہ پر مطلع فرما دیتے ہیں، بہر حال کماً اور کیفاً یعنی مقدار اور کیفیت کے اعتبار سے یہ بات اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے سے مشروط ہے۔

نور اور بشر کا مسئلہ:

نور اور بشر کو ایک دوسرے کے مقابل کرنا ایک جاہلانہ اور احمقانہ بات ہے۔ نور کے مقابلہ میں ظلمت ہے اور بشر کے مقابلہ میں جن اور فرشتے ہیں۔ نور اور ظلمت کا تقابل ہونا چاہیے اور بشر، جن، فرشتے کا۔ یہ ایک دوسرے مقابل ہیں، لیکن نور اور بشر کو مقابل قرار دینا جاہلانہ بات ہے اور تم لوگوں کو بھی اس جاہلانہ بات میں پھنسایا ہوا ہے، لہٰذا تم چلا چلا کر بھی کسی بریلوی کو اس بات سے نہیں روک سکتے۔ ہمارے اکابرین ایسی جاہلانہ باتوں میں نہیں الجھتے تھے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الخ

اب یہاں سے جہاد بالمال کا ذکر ہے کہ منافقین جس طرح جہاد سے جی چرا کر مطمئن ہو جاتے ہیں اور پھر حضورؐ کے سامنے جھوٹے عذر پیش کرتے ہیں، اسی طرح مال خرچ کرنے سے بھی جی چراتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے مال بچا لیا۔ سو جس طرح جہاد سے اپنے آپ کو بچا کر زندہ رہنا کوئی عزت کا جینا نہیں، اسی طرح اللہ کی راہ میں مال خرچ نہ کرنا یہ سراسر نقصان اور خسران کا سودا ہے۔ دنیا میں تو اس کا نقصان ہے ہی، لیکن آخرت میں ایسا مال سخت زہریلے سانپ کی شکل میں گلے کا طوق ہوگا۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ وقف لازم

بیشک اللہ نے انکی بات سنی ہے جنہوں نے کہا کہ بیشک اللہ فقیر ہے اور ہم دولت مند ہیں اب ہم

مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ

ان کی بات لکھ رکھیں گے اور جو انہوں نے انبیاء کے ناحق خون کیے ہیں اور کہیں گے کہ جلتی آگ کا

الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

عذاب چکھو ○ یہ اس چیز کے بدلے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم

لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى

نہیں کرتا ○ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر پر ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ

يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِىْ بِالْبَيِّنٰتِ

وہ ہمارے پاس قربانی لائے کہ اسے آگ کھا جائے کہہ دو مجھ سے پہلے کتنے رسول نشانیاں لے کر تمہارے پاس آئے

وَبِالَّذِىْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ

اور یہ نشانی بھی جو تم کہتے ہو پھر انہیں تم نے کیوں قتل کیا اگر تم سچے ہو ○ پھر اگر یہ تجھے جھٹلائیں

فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾

تو تجھ سے پہلے بہت سے رسول جھٹلائے گئے جو نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتاب لائے ○

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ

ہر جان موت کا مزا چکھنے والی ہے اور تمہیں قیامت کے دن پورے پورے بدلے ملیں گے پھر جو کوئی

زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا

دوزخ سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا سو وہ پورا کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی سوائے دھوکے کی

مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِىْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۫ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ

پونجی کے اور کچھ نہیں البتہ تم اپنے مالوں اور جانوں میں آزمائے جاؤ گے اور البتہ پہلی کتاب والوں

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا

اور مشرکوں سے تم بہت بدگوئی سنو گے اور اگر تم نے صبر کیا

وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اور پرہیزگاری کی تو یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے ○ اور جب اللہ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ اسے لوگوں سے

الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ

ضرور بیان کرو گے اور نہ چھپاؤ گے انہوں نے وہ عہد اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے میں

ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا

تھوڑا سا مول خرید کیا سو کیا ہی بُرا ہے جو وہ خریدتے ہیں ○ مت گمان کر ان لوگوں کو جو خوش ہوتے ہیں جو کرتے ہیں

وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ

اور چاہتے ہیں کہ اس چیز کے ساتھ تعریف کیے جائیں جو انہوں نے نہیں کی پس ہرگز تو انہیں عذاب سے خلاصی پانے والا خیال نہ کر

وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى

اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ○ اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے واسطے ہے اور اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾ ع اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ

ہر چیز پر قادر ہے ○ بے شک آسمان اور زمین کے بنانے اور رات کے آنے

وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا

جانے میں البتہ عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں ○ وہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے

وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا

اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں (کہتے ہیں) اے ہمارے رب

خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ

تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو سب عیبوں سے پاک ہے سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا ○ اے رب ہمارے جسے تو نے

تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا

دوزخ میں داخل کیا سو تو نے اسے رُسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا ○ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے

مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا

والے سے سُنا جو ایمان لانے کو پکارتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش

ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿١٩٣﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا

دے اور ہم سے ہماری بُرائیاں دُور کر دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے ○ اے رب ہمارے اور ہمیں دے جو تو نے

عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿١٩٤﴾ فَاسْتَجَابَ

ہم سے اپنے رسُولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رُسوا نہ کر بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ○ پھر ان

لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ

کے رب نے ان کی دُعا قبول کی کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کا کام ضائع نہیں کرتا خواہ مرد ہو یا عورت

بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا

تم آپس میں ایک دُوسرے کے جز ہو پھر جن لوگوں نے وطن چھوڑا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری

فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ

راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے البتہ میں اُن سے اُن کی برائیاں دور کروں گا اور انہیں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ

باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ اللہ کے ہاں سے بدلہ ہے اور اللہ ہی کے ہاں

حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿١٩٥﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿١٩٦﴾ ۭ مَتَاعٌ

اچھا بدلہ ہے ○ تجھ کو کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا دھوکہ نہ دے ○ یہ تھوڑا سا

قَلِيْلٌ ۣ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٩٧﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ

فائدہ ہے پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے ○ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے

لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ

رہے ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کے ہاں مہمانی ہے

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿١٩٨﴾ وَاِنَّ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ

اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ نیک بندوں کے لئے بدرجہا بہتر ہے ○ اور اہل کتاب میں بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ پر

بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ

ایمان لاتے ہیں اور جو چیز تمہاری طرف نازل کی گئی اور جو ان کی طرف نازل کی گئی اللہ کے سامنے عاجزی کرنے والے ہیں

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ
اللہ کی آیتوں پر تھوڑا مول نہیں لیتے یہی ہیں جن کے لئے ان کے رب کے ہاں مزدوری ہے بے شک اللہ جلد حساب
الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۫ وَاتَّقُوا
لینے والا ہے ○ اے ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ کے وقت مضبوط رہو اور لگے رہو اور اللہ سے
اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ ع
ڈرتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ ○

افاداتِ محمود:

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا الخ

یعنی یہود نے صرف اس پر اکتفا نہ کیا کہ فی سبیل اللہ مال خرچ کرنے سے کتراتے ہوں، بلکہ جب قرآنی آیات واحادیث میں اللہ تعالیٰ نے صدقات واجبہ یا نافلہ کو کمال شفقت ومہربانی سے قرض سے تعبیر فرمایا تو یہود اور منافقین کہنے لگے کہ (العیاذ باللہ) محمدؐ کا رب غریب ہوگیا ہے جو ہم سے قرض مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس گستاخی کو سنگین جرم قرار دیتے ہوئے قتل انبیاء کے ساتھ اس بات کا بھی ذکر فرما دیا۔

تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ

گذشتہ امتوں میں بعض انبیاء کے ہاتھ پر اس معجزے کا ظہور ہوا کہ جو صدقات دے دیتے تھے، آسمان سے آگ اترتی اور اس کو جلا کر خاکستر کر دیتی تھی اور یہ اس کے قبولیت کی علامت ہوا کرتی تھی، لیکن یہ معجزات نہ تو ہر نبی کو ملے تھے اور نہ ہر نبی کے لیے ضروری تھے۔ چنانچہ جو کتب منزل من اللہ ہیں، ان میں بھی ایسی کوئی بات نہیں۔

یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بہانہ کر دیا کہ اگر آپ آگ لائیں گے تو ہم صدقہ کریں گے یا ہم صدقہ اس صورت میں دیں گے جب آگ آکر اس کو جلا دے تو اللہ تعالیٰ نے ایک الزامی جواب دیا کہ اس سے قبل بہت سے نبی ایسے گزرے ہیں کہ ان کے صدقات کو آگ جلا دیتی تھی، لیکن پھر بھی تم لوگوں نے ان کو شہید کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ محض ایک بہانہ ہے اور تمھارے مقدر میں کفر لکھ دیا گیا ہے۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۫ الخ

صحابہ کرامؓ سے کہا جا رہا ہے کہ احد کی آزمائش کی طرح مزید آزمائشیں بھی آسکتی ہیں۔ آپ لوگوں کو تیار رہنا چاہیے اور انصار النبی کا عملی نمونہ پیش کرنا چاہیے اور کفار کی اذیت رساں باتوں پر صبر کرنا چاہیے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ الخ

آج کل سیاستدان اور لیڈر بھی یہی توقع رکھتے ہیں کہ خواہ مخواہ ان کی تعریف کی جائے۔ کام کسی اور نے کیا

ہوتا ہے، بورڈ کسی اور کے نام کا لگ جاتا ہے، حالانکہ یہ حرکت چنداں مفید نہیں، بلکہ اس میں دین کا بھی نقصان ہے اور دنیا کا بھی نقصان ہے۔ ایسے لوگ اخروی و دائمی عذاب سے چھوٹ نہیں سکیں گے۔

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ الخ

یعنی اللہ کے بندے کسی بھی وقت اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتے۔ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی یاد ان کے دلوں میں رہتی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر الله في كل احيانه

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد فرماتے تھے۔

نماز بھی بہت بڑا ذکر ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ کو قیام وقعود کی حالت میں یاد کرتا ہے۔ صاحب عذر پہلو کے بل بھی نماز پڑھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا الخ پہلی امتوں میں صدقات وصول کرنے کے لیے فقراء و مساکین اللہ تعالیٰ کے نائب نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ اللہ کی راہ میں خرچ ہونے والا سرمایہ رکھ دیا جاتا تھا اور آسمان سے آگ آ کر اس کو خاکستر کر دیتی تھی اور یہ اس کے قبول ہونے کی دلیل تھی۔ ورنہ پھر اور سرمایہ ساتھ رکھ دیا جاتا تھا لیکن اُمت محمدیہ پر یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و احسان ہے کہ صدقات و خیرات ضائع ہونے کی بجائے محتاجوں کو دے دیتے ہیں اور قبول ہو جاتے ہیں۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا الخ

منادی سے مراد یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا قرآن ہے اور دعوت سے مراد دعوت فعلی ہے یا سماعی ہے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ الخ

بعض روایات میں ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ حضور قرآن میں عموماً مردوں کا ذکر آتا ہے، مگر عورتوں کے اعمال کا ذکر نہیں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں یہ آیت نازل فرمادی کہ میں کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ کسی کا نیک عمل فرشتے بالکل نوٹ نہ کریں یا کسی نے زیادہ عمل کیا ہو تو فرشتے اس کو کم لکھ دیں اور آگے " بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ الخ " سے علت بھی بتادی کہ مرد عورتوں سے پیدا ہوتے ہیں اور عورتیں مردوں سے پیدا ہوتی ہیں، لہٰذا مردوں کے ضمن میں عورتیں بھی آجاتی ہیں۔ اگر مؤنث کے صیغے استعمال نہ بھی ہوں، پھر بھی عورتیں ہر نیک تذکرہ میں شامل ہیں۔

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ الخ

اگر ایک شخص کو کہا جائے کہ یہ پلاؤ کھاؤ، لیکن کل تختہ دار پر لٹکائے جاؤ گے اور دوسرے سے کہا جائے کہ یہ دال روٹی کھاؤ اور ہمیشہ خوشی اور راحت سے رہو تو لازمی بات ہے کہ دال روٹی کو ترجیح دی جائے گی۔ دین کے

اعتبار سے اپنے سے افضل عمل والے کو دیکھنا چاہیے تاکہ اعمال کا شوق پیدا ہو اور دنیا کے اعتبار سے اپنے سے کمتر کو دیکھنا چاہیے تاکہ بندہ شکر ادا کرنے والا بنے۔ اگر ایک شخص پیادہ پا چلتا ہے تو لنگڑے کی حالت پر غور کرے۔ وہ شاکر بنے گا۔ اگر کوئی شخص بغیر جماعت کے نماز پڑھتا ہو اور بے نمازی کو دیکھے تو شکر کرے گا کہ میں تو پڑھتا ہوں، لیکن اگر وہ باجماعت نماز پڑھنے والوں اور تہجد پڑھنے والوں کو دیکھے گا تو زیادہ اعمال کا شوق و شغف پیدا ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو تسلی دی جارہی ہے کہ وقتی ساز و سامان اور آسائش و زیبائش کو نہ دیکھنا چاہیے جس کی عاقبت جہنم ہو (اعاذ نا الله منها)

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ الخ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی جنت میں اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے جاؤں گا۔

وَرَابِطُوْا الخ (۱) اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ہی دل کی لو لگاؤ۔ (۲) یا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرو۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ رات کو ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ حضرت عمار ابن یاسرؓ اور حضرت عباد ابن بشرؓ کی ڈیوٹی لگائی کہ یہ دونوں حضرات رات کے وقت قافلہ کی حفاظت اور چوکیداری کریں گے۔ ان دونوں حضرات نے آپس میں مشورہ کیا کہ دونوں کے مسلسل جاگنے سے ممکن ہے کہ رات کے آخری حصہ میں غلبہ نوم کی وجہ سے آنکھ لگ جائے اور نقصان ہو جائے، لہٰذا رات کے ابتدائی نصف میں ایک ساتھی کو آرام کرنا چاہیے اور دوسرے کو حفاظت اور نصف آخر میں دوسرے ساتھی کو آرام کرنا چاہیے اور پہلے ساتھی کو ڈیوٹی سرانجام دینا چاہیے۔ چنانچہ ایک ساتھی آرام کرنے لگے اور ایک نے قافلہ کی حفاظت کی ذمہ داری کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کر دی۔ دوران نماز میں کسی دشمن کی طرف سے ایک تیر آکر اس نماز پڑھنے والے کو لگ گیا۔ پھر دوسرا اور تیسرا تیر بھی لگا تب ساتھی کو جگایا۔ انہوں نے کہا کہ آپ پہلے ہی مجھ کو بیدار کر دیتے؟ فرمایا کہ میں نے نماز میں ایک سورۃ پڑھنا شروع کی تھی۔ اگر مجھ کو اپنے مرنے اور مسلمانوں کے سونے کی وجہ سے نقصان اور خیانت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس سورۃ کو مکمل کرنے سے پہلے نماز موقوف نہ کرتا۔ رباط کا ایک معنی یہ بھی ہے، جیسا کہ صحابہ کرام کے عمل مبارک سے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ ۹۲

آیتیں ۱۷۶ سورۂ نساء جو مدینہ میں نازل ہوئی رکوع ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے

مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ

اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر

تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝۱ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى

تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ داری کے تعلقات کو بگاڑنے سے بچو بیشک اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے ۝ اور یتیموں کو

اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ

اُن کے مال دو اور ناپاک کو پاک سے نہ بدلو اور ان کے مال اپنے

اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝۲ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي

مال کے ساتھ مِلا کر نہ کھاؤ یہ بڑا گناہ ہے ۝ اور اگر تم یتیم لڑکیوں سے

الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ

بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو تو جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان میں سے دو دو تین تین چار چار سے نکاح کر لو اگر

خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا

تمہیں خطرہ ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی سے نکاح کرو یا جو لونڈی تمہاری مِلک میں ہو وہی سہی یہ طریقہ

تَعُوْلُوْا ۝۳ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ

بے انصافی سے بچنے کے لئے زیادہ قریب ہے ۝ اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دو پھر اگر وہ اس میں سے اپنی خوشی سے

نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــــًٔـا مَّرِيْۗـــــًٔـا ۝۴ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ

تمہیں کچھ معاف کر دیں تو تم اسے مزہ دار خوشگوار سمجھ کر کھاؤ ۝ اور اپنے وہ مال جنہیں اللہ نے تمہاری زندگی کے قیام کا

اللّٰہُ لَکُمۡ قِیٰمًا وَّارۡزُقُوۡھُمۡ فِیۡہَا وَاکۡسُوۡھُمۡ وَقُوۡلُوۡا لَھُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۝۵

ذریعہ بنایا ہے بے سمجھوں کے حوالہ نہ کرو البتہ انہیں ان مالوں سے کھلاتے اور پہناتے رہو اور انہیں نصیحت کی بات کہتے رہو ۝

وَابۡتَلُوا الۡیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ ۚ فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡھُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا

اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو یہاںتک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جاویں پھر اگر ان میں ہوشیاری دیکھو تو ان کے مال

اِلَیۡھِمۡ اَمۡوَالَھُمۡ ۚ وَلَا تَاۡکُلُوۡھَاۤ اِسۡرَافًا وَّبِدَارًا اَنۡ یَّکۡبَرُوۡا ؕ وَمَنۡ کَانَ

ان کے حوالے کردو اور انصاف کی حد سے تجاوز کرکے یتیموں کا مال نہ کھاؤ اور انکے بڑے ہونے کے

غَنِیًّا فَلۡیَسۡتَعۡفِفۡ ۚ وَمَنۡ کَانَ فَقِیۡرًا فَلۡیَاۡکُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ فَاِذَا دَفَعۡتُمۡ

ڈر سے ان کا مال جلدی نہ کھاؤ اور جسے ضرورت نہ ہو تو وہ یتیم کے مال سے بچے اور جو حاجت مند ہو تو مناسب مقدار کھالے پھر

اِلَیۡھِمۡ اَمۡوَالَھُمۡ فَاَشۡھِدُوۡا عَلَیۡھِمۡ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیۡبًا ۝۶ لِلرِّجَالِ نَصِیۡبٌ

جب اُن کے مال ان کے حوالے کرو تو اس پر گواہ بنالو اور حساب لینے کے لئے اللہ کافی ہے ۝ مردوں کا اس مال میں

مِّمَّا تَرَکَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ ۪ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا تَرَکَ الۡوَالِدٰنِ

حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو اور عورتوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ

وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ مِمَّا قَلَّ مِنۡہُ اَوۡ کَثُرَ ؕ نَصِیۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ۝۷ وَاِذَا حَضَرَ الۡقِسۡمَۃَ

اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو تھوڑا ہو یا بہت یہ حصہ مقرر ہے ۝ اور جب تقسیم کے وقت

اُولُوا الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنُ فَارۡزُقُوۡھُمۡ مِّنۡہُ وَقُوۡلُوۡا لَھُمۡ قَوۡلًا

رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آئیں تو اس مال میں سے کچھ انہیں بھی دے دو اور اُن کو معقول

مَّعۡرُوۡفًا ۝۸ وَلۡیَخۡشَ الَّذِیۡنَ لَوۡ تَرَکُوۡا مِنۡ خَلۡفِھِمۡ ذُرِّیَّۃً ضِعٰفًا خَافُوۡا

بات کہہ دو ۝ اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہئے اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جائیں جن کی

عَلَیۡھِمۡ ۪ فَلۡیَتَّقُوا اللّٰہَ وَلۡیَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا ۝۹ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ

انہیں فکر ہو ان لوگوں کو چاہئے کہ خدا سے ڈریں اور سیدھی بات کہیں ۝ بے شک جو لوگ

اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِھِمۡ نَارًا ؕ وَسَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ۝۱۰

یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے ۝

افاداتِ محمود:

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ الخ

نفس واحدہ سے مراد حضرت آدم ہیں۔

وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا الخ

یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے سب کو پیدا فرمایا اور حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی سے حضرت حوا کو پیدا فرمایا۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

وهی حوا علیها السلام خلقت من ضلعه الا یسر من خلفه وهو نائم فاستیقظ فرا ها فاعجبتهo

(مذکورہ آیت میں زوج سے مراد) حضرت حوا ہیں جو پیچھے کی جانب سے حضرت آدم کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئیں اور حضرت آدمؑ سوئے ہوئے تھے جب اٹھے اور حضرت حوا کو دیکھا تو ان سے مانوس ہو گئے۔

پسلی چونکہ ٹیڑھی ہوتی ہے، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت فرمائی:

ان المرا ة خلقت من ضلع وان اعوج شیئی فی الضلع اعلاه فان ذهبت تقیمه کسرته و ان استمتعت بها استمتعت بها و فیها عوج و فی روایة کسرها طلاقهاo

(تفسیر ابن کثیر بتغییر یسیر)

اور پسلی چونکہ ٹیڑھی ہوتی ہے، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت فرمائی کہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور سب چیزوں میں پسلی زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے۔ اگر تو اس کو (سو فی صد) سیدھا رکھنے کی کوشش کرے گا تو اسے توڑ دے گا اور اگر تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو اس کے ٹیڑھا پن کے ہوتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھا۔ ایک اور روایت میں ہے، اس (عورت) کو توڑنا اسے طلاق دینا ہے۔

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ الخ

لوگوں کے پاس یتیموں کا مال ہوا کرتا تھا اور وہ اس مال کے نگران ہوتے تھے۔ اگر یتیم کی ۲۰ بکریاں اچھی قسم کی ہوتی تھیں تو یتیم کو دیتے وقت ردّی بکریاں دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ ایسا نہ کیا کرو۔ ان کا جو مال تمہارے پاس ہے وہی لوٹاؤ۔ اپنے پاس کوئی چیز نہ چھوڑو۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا الخ

اس آیت کے متعلق حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ عدم قسط اور ناانصافی سے کیا مراد

ہے؟ وہ فرمانے لگیں کہ یتیم لڑکی سے کبھی تو نکاح اس کے مال کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور کبھی اس کے جمال کی وجہ سے اور مردوں کی چاہت یہ ہوتی ہے کہ مہر مثل بھی دینا نہ پڑے۔ وہ نکاح کر کے صرف اس کا مال ہڑپ کر جائیں۔ اسی طرح دیگر حقوق جو معیشت اور معاشرت سے متعلق ہیں، ان کا کوئی خیال نہ کرنا پڑے۔ صرف مال یا جمال مطلوب ہو اور نکاح کے بعد اس کو معلقہ کر کے رکھا جائے تو یہ ناانصافی ہے۔ اس لیے ارشاد ہوا کہ پھر یتیم لڑکیوں کے بجائے عام آزاد عورتوں سے نکاح کیا کرو جن کے سرپرست موجود ہوں۔ وہ خود بھی اپنے حقوق کا مطالبہ کر سکتی ہیں اور ان کے وارث بھی۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى الخ

اگر استطاعت ہے تو متعدد عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو، ورنہ ایک عورت سے یا باندی پر اکتفا کرو۔

نکاح میں اصل تعدد ہے:

اس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نکاح میں اصل تعدد ہے اور ایک نکاح مبنی برضرورت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حکم کا آغاز دو عورتوں کے نکاح سے کیا ہے۔ اکثر لوگ الٹا کہتے ہیں کہ اصل تو ایک نکاح ہے اور ایک سے زیادہ شادیاں کرنا کسی ضرورت کے ساتھ مشروط ہے۔ حالانکہ یہ ہے غلط بلکہ اصل حکم تعدد کا ہے۔ البتہ اگر طبیعت میں عدل کا رویہ پختہ نہیں اور ظلم کا احتمال موجود ہے یا طبیعت میں دنائت ہے تو پھر ایک پر اکتفاء کرو۔ مختصراً یوں کہا جائے گا۔

(وھذا نکاح الضرورۃ للظالم والتعدد مشروع اصلا)

یعنی ظالمانہ مزاج رکھنے والے کے لیے ایک نکاح ہے جو کہ نکاح ضرورت ہے اور زیادہ نکاح کرنا اصل ہے اور بنیادی طور پر جائز ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے دوسرے نکاح سے منع نہیں فرمایا، بلکہ بندے کے حالات پر اس کا دارومدار ہے کہ وہ اپنی طبیعت اور حالات کو جانچے پھر فیصلہ کرے۔ حکومت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ ضابطہ بتلا دیا:

ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا الخ o

یعنی جو لوگ نکاح کے اخراجات کو برداشت نہیں کر سکتے، ان کو گناہ سے بچتے رہنا چاہیے تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ ان کو صاحب استطاعت بنا دے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نکاح کے لیے پیش کیا تو ایک شخص نے کہا کہ حضور اس کا نکاح مجھ سے کرا دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا......

اذھب فالتمس ولو خاتماً من حدیدo

کہ جا مہر کے لیے کچھ تلاش کر خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔ جب وہ گیا تو واپس آ کر کہا کہ اے اللہ کے رسول گھر میں کچھ بھی نہیں ہے۔ انگوٹھی بھی نہیں ملی، البتہ میرے پاس تہہ بند کی چادر ہے۔ آدھی اس کو دوں گا اور آدھی میں لے لوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہہ بند کی چادر سے وہ کیا فائدہ اٹھا سکتی ہے؟ اگر تیرے پاس ہوگی تو اس کے پاس نہ ہوگی اور اگر اس کے پاس ہوگی تو تیرے پاس نہ ہوگی۔ جب وہ جانے لگا تو حضورؐ نے اسے دوبارہ بلوایا اور پوچھا کہ تیرے پاس قرآن کریم کا کچھ حصہ ہے؟ اس نے کچھ سورتوں کے نام بتلا دیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا اور مہر وہ سورتیں ہیں جو تجھ کو آتی ہیں (یعنی بیوی کو وہ سورتیں سکھانی ہیں) تو تعدد ازواج کا معاملہ یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا مشورہ ہے کسی کو پابند نہیں کیا گیا۔ اللہ کے نبی نے بھی متعدد شادیاں فرمائی تھیں۔

عدل بین الزوجین اور بین النساء سے مراد عدل اختیاری ہے، اضطراری نہیں:

ایک عورت کے ساتھ بھی عدل وانصاف ضروری ہے اور اگر بیویاں ایک سے زیادہ ہوں تو پھر یہ ذمہ داری اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں اور وہ ان میں انصاف نہیں کر پاتا تو قیامت کے دن اس حال میں حاضر ہوگا کہ ایک جانب کو جھکا ہوا اور ٹیڑھا ہوگا۔ یاد رہے کہ عدل کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ایک اختیاری (۲) دوسری اضطراری۔ دونوں قسموں کی طرف قرآن وحدیث میں واضح اشارات موجود ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ

(سورہ نساء/۱۲۹)

اور تم ہرگز نہ کر سکو گے عدل عورتوں کے درمیان اگرچہ تم حرص بھی کرو۔ پس نہ جھکو پورا جھکنا (ایک ہی کی طرف) کہ تم چھوڑ دو اس کو بیچ میں لٹکی ہوئی۔

یعنی مکمل عدل وانصاف تم نہیں کر سکتے ہو کہ ذرا ذرا سی بات میں انصاف برتو اور کسی قسم کی کوئی کوتاہی اور لغزش نہ ہو۔ کیونکہ یہ انسان کے بس میں نہیں ہے۔ خصوصاً تکوینیات اور خطریات میں کہ ایک بہت بلند اخلاق کی حامل ہو، دوسری کچھ کم ہو۔ یہی حال خدمت کا اور دیگر فرائض کا ہے کہ سب عورتیں برابر نہیں ہوتیں۔ کبھی علم وفضل اور تقویٰ کے اعتبار سے بیویوں میں بڑا فرق ہوتا ہے تو برتاؤ میں کچھ نہ کچھ فرق تو ضرور آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی بات ارشاد فرمائی کہ کامل انصاف اگرچہ ممکن نہیں، لیکن کسی ایک کے ساتھ صریح اور کھلی بے انصافی نہ کرو کہ وہ معلقہ بن جائے کہ نہ تو وہ بغیر نکاح کے ہو کہ دوسری جگہ نکاح کر سکے اور نہ شوہر سے اسے حقوق ملیں۔ اپنی بساط کے

مطابق خوب انصاف کرواور کسی ایک پر ظلم نہ کرواور یہی عدل اختیاری ہے۔

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی ہدایت ملی ہے۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقسم فيعدل ويقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك ولا املك (یعنی القلب) (الترغیب والترھیب)o

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (ازواج مطہرات کے درمیان انتہائی انصاف پر مبنی تقسیم فرما دیتے تھے اور پھر ارشاد فرماتے کہ اے اللہ میں نے (عدل پر مبنی) تقسیم کردی ہے جو میرے اختیار میں ہے پس تو میرا مواخذہ اس بات پر نہ فرما جو تیرے اختیار میں ہے اور میرے اختیار میں نہیں ہے۔ (یعنی غیر اختیاری قلبی میلان)

اس حدیث سے بھی یہ بات واضح ہوگئی کہ شرعاً عدل اختیاری اور جزوی عدل مطلوب ہے، نہ کہ غیر اختیاری اور عدل کلی

اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ ؕ الخ

عطف علی واحدۃ ہے یعنی اگر زیادہ عورتوں میں انصاف واعتدال قائم رکھنے کا ظن غالب نہ ہو تو پھر ایک آزاد عورت سے یا باندی سے نکاح کرلو۔ کیونکہ ایک عورت کی ذمہ داری کو نبھانا بنسبت زیادہ عورتوں کے آسان ہے اور باندی کا تو مہر بھی کم ہوتا ہے۔ اس سے نکاح کرنے میں زیادہ سہولت ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ حرہ کے ساتھ نکاح کی استطاعت کے باوجود لونڈی سے نکاح کرنے کا کیا حکم ہے؟ امام مالک کے ہاں حرام ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے ہاں مکروہ ہے۔

وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ اس لفظ سے معلوم ہوا کہ **یعول الاقرب حاجب للابعد** لہٰذا والدین کا مال اولاد کو ملے گا اس ارشاد کی دلیل اور بنیاد اقربیت ہے اس لیے بتا رہا ہوں کہ الاقرب یرث والابعد لا یرث قریب وارث بنتا ہے اور بعید نہیں بنتا۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ

اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے حق میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے پھر اگر

نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا

دو سے زاید لڑکیاں ہوں تو ان کے لئے دو تہائی اس مال میں سے ہے جو میّت نے چھوڑا اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لئے

النِّصْفُ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ

آدھا ہے اور اگر میت کی اولاد ہے تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کو کل مال کا چھٹا حصہ

لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ

ملنا چاہئے اور اگر اس کی کوئی اولاد نہیں اور ماں باپ ہی اسکے وارث ہیں تو اسکی ماں کا ایک تہائی

كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ

حصہ ہے پھر اگر میت کے بھائی بہن بھی ہوں تو اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے (یہ حصہ اس) وصیت کے بعد ہوگا جو وہ کر گیا تھا

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ

اور بعد ادا کرنے قرض کے تم نہیں جانتے تمہارے باپوں اور تمہارے بیٹوں میں سے کون تمہیں زیادہ نفع پہنچانے والا ہے اللہ کی طرف

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ

سے حصہ مقرر کیا ہوا ہے بے شک اللہ خبردار حکمت والا ہے○ جو مال تمہاری عورتیں چھوڑ مریں اسمیں تمہارا آدھا حصہ ہے

يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ

بشرطیکہ ان کی اولاد نہ ہو اور اگر ان کی اولاد ہو تو اس میں سے جو چھوڑ جائیں ایک چوتھائی تمہاری ہے اس

وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ

وصیت کے بعد جو وہ کر جائیں یا قرض کے بعد اور عورتوں کے لئے چوتھائی مال ہے جو تم چھوڑ کر مرو بشرطیکہ

لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

تمہاری اولاد نہ ہو پس اگر تمہاری اولاد ہو تو جو تم نے چھوڑا اُس میں سے اُن کا آٹھواں حصہ ہے اس وصیت کے بعد

تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ

جو تم کر جاؤ یا قرض کے بعد اور اگر وہ مرد یا عورت جس کی یہ میراث ہے باپ بیٹا کچھ نہیں رکھتا

اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ
اور اس میت کا ایک بھائی یا بہن ہے تو دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصّہ ہے پس اگر اس سے زیادہ ہوں تو ایک
فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ
تہائی میں سب شریک ہیں وصیت کے بعد جو ہو چکی ہو یا قرض کے بعد بشرطیکہ اوروں کا نقصان نہ ہو
وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ
یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ جاننے والا تحمل کرنے والا ہے ○ یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں اور جو شخص
يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
اللہ اور اُس کے رسُول کے حکم پر چلے اُسے بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں ہمیشہ
فِيْهَا ۗ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ
رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی ہے ○ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسُول کی نافرمانی کرے
حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ ع
اُس کی حدوں سے نکل جائے اسے آگ میں ڈالے گا اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے ذلّت کا عذاب ہے ○

افاداتِ محمود:

فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ الخ یعنی لڑکیاں دو ہوں یا دو سے زیادہ ہوں اور لڑکے نہ ہوں تو لڑکیوں کو دو ثلث ملیں گے اور اگر صرف ایک ہی لڑکی ہو اور ساتھ کوئی لڑکا نہ ہو تو اس کو نصف ملے گا۔

پاکستانی آئین میں پوتے کی وراثت اور دلائل عقلیہ ونقلیہ سے اس کا ابطال:

پاکستانی قانون اور آئین کے مطابق اگر ایک شخص کے دو بیٹے ہوں اور پوتے بھی ہوں۔ پھر ایک بیٹا باپ کی زندگی میں فوت ہو جائے اور اس میت کا بیٹا زندہ ہو تو میت کا والد فوت ہونے کی صورت میں بیٹا تو وارث ہوگا ہی، لیکن عائلی قوانین کے مطابق اس کا پوتا بھی وارث ہوگا اور وہ فوت شدہ باپ کا حصہ پائے گا، حالانکہ الاقرب فالاقرب کے اصول کے مطابق حقیقی بیٹا عصبہ ہے۔ وہی وارث بن سکتا ہے، لیکن ابن الابن ابعد ہے یعنی پوتا ابعد ہے، وہ وارث نہیں بن سکتا۔ عائلی قوانین دفعہ ۴ میں اس کو وارث قرار دیدیا گیا ہے۔

عائلی قوانین مرتب کرنے والوں نے ایک خود ساختہ ضابطہ بنایا کہ پوتا اپنے فوت شدہ والد کا قائم مقام ہے۔ اس طور سے اس میت کو اس کے والد کی وفات کے وقت زندہ فرض کرلیں گے۔ گویا اس نے میراث سے اپنا

حصہ پالیا۔ پھر اسے مردہ فرض کر کے اس کا حصہ اس کے بیٹے کو منتقل کر دیں گے، حالانکہ اس صورت میں عقلاً اور نقلاً بہت ساری خرابیاں ہیں۔

(۱) اسلام کا ضابطہ یہ ہے کہ زندہ وارث بنتا ہے، مردہ وارث نہیں بنتا، لیکن یہاں تو ۱/۲ مردہ کو دیا گیا اور ۱/۲ زندہ کو دیا گیا۔ پھر مردہ کا حصہ اس کے زندہ بیٹے کو منتقل کیا گیا، حالانکہ جس پوتے کو دادا کا وارث بنایا جا رہا ہے، یہ ایک دفعہ پہلے اپنے فوت شدہ والد کا وارث بن چکا ہے، اور وہ مرحوم مورث بن چکا ہے، لیکن اب دوبارہ اسے قبر میں پڑے پڑے مورث گردانا جا رہا ہے۔

(۲) جب بیٹا فوت ہوا تھا تو والد وارث بن گیا تھا جیسا کہ نصوص سے ظاہر ہے، لیکن اب جب والد وفات پا گیا تو بیٹا (فوت شدہ) پھر وارث بن گیا۔ یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

(۳) اسی طرح ایک شخص کے دو بچے ہوں اور ایک بیٹا ایک بیٹی۔ بیٹا اس شخص کی زندگی میں فوت ہو جاتا ہے آگے اس کی بھی ایک بیٹی ہے جو کہ پہلے شخص کی پوتی ہے۔ اب اگر وہ پہلا شخص فوت ہو جاتا ہے تو عائلی قانون کے مطابق اس کی پوتی کو اس شخص کی میراث سے دو حصے ملیں گے کیونکہ یہ لڑکی اپنے فوت شدہ والد کے دو حصے پائے گی، لہٰذا حقیقی بیٹی کو ایک اور پوتی کو دو حصے ملیں گے۔ یہ بھی عقل کے خلاف ہے اور اصول وراثت کے بھی خلاف ہے۔

(۴) اسی طرح اگر ایک شخص (زید) کے دو بیٹے ہوں اور ایک بیٹا صاحب اولاد ہو، بیٹی کا باپ ہو اور یہ شخص اپنے والد زید کی زندگی میں فوت ہو جاتا ہے آگے ایک بیٹی چھوڑ جاتا ہے تو گویا اس شخص زید کا ایک حقیقی بیٹا اور یک حقیقی پوتی موجود ہیں اب یہ شخص زید فوت ہو جاتا ہے تو اس کے مرے ہوئے بیٹے کو زندہ فرض کر کے اس کو کل مال کا آدھا حصہ ملے گا۔ پھر اسے مردہ سمجھ کر وہ آدھا مال اس کی بیٹی کو ملے گا تو اس صورت میں حقیقی بیٹے اور پوتی کا حصہ برابر ہو گیا۔ حالانکہ یہ آیت لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ کی صریح مخالفت ہے۔ اگر بھائی کے ساتھ حقیقی بہن ہوتی تو اس کو ثلث ملتا اور اب بھتیجی ساتھ ہے جو مرے ہوئے شخص زید کی پوتی ہے تو اس کو آدھا حصہ مل رہا ہے۔ یہ بہت بڑی بیوقوفی ہے۔

(۵) پھر یہ قانون اولاد ہی کے ساتھ کیوں کر خاص ہے۔ آخر جو شخص فوت ہوا ہے، اس کی بیوہ بھی تو موجود ہے۔ اس کے لیے کوئی قانون نہیں۔ یہ ساری خرابی یہاں سے پیدا ہوئی کہ مردہ کو زندہ فرض کر لیا گیا اور سارے مال کا مالک بنا دیا گیا۔ اولاد کی تخصیص غلط ہے۔

(۶) اور اگر یہ کہا جائے کہ یہاں قائم مقام والا اصول جاری ہوتا ہے یعنی پوتا اپنے فوت شدہ والد کا قائم قام ہے تو یہ اصول صرف فوت شدہ شخص کی اولاد تک کیوں محدود ہے۔ اس کے بھائی وغیرہ بھی تو ہوتے ہیں، وہ قائم مقام کیوں نہیں بنتے؟

(۷) اگر ایک شخص فوت ہوتا ہے اور اس کا حقیقی بھتیجا زندہ اور بھائی پہلے سے فوت ہو گیا ہو تو جن صورتوں

میں بھائی وارث بنتا ہے ان صورتوں میں پھر بھتیجے کو بھی حصہ ملنا چاہیے، کیونکہ عائلی قوانین کے مطابق یہ بھی قائم مقام ہے۔صحیح بخاری میں ہے۔

سئل ابو موسی عن ابنة وبنات الابن واخت فقال للا بنة النصف وللاخت النصف وأت ابن مسعود فسيتا بعني فسئل ابن مسعود واخبر بقول ابی موسی فقال لقد ضللت اذاً وما انا من المهتدين، اقضى فيها بما قضى النبی صلی الله علیه وسلم لابنة النصف لابن الابن السدس تكملة للثلثين وما بقی للاخت٥ (بخاری ج۲)

حضرت ابو موسی اشعریؓ سے پوچھا گیا کہ اگر وارث (۱) بیٹی (۲) پوتی (۳) اور میت کی بہن ہوں تو ان کو میراث میں سے کتنا کتنا ملے گا؟ حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا کہ آدھا بیٹی کو ملے گا اور دوسرا آدھا بہن کو ملے گا (پوتی محروم ہے) اور احتیاطاً فرمایا کہ حضرت ابن مسعودؓ سے پوچھیے۔وہ بھی جواب دینے میں میری پیروی کریں گے۔ وہ سائل حضرت ابن مسعودؓ کے پاس گیا۔سوال بھی پوچھا اور حضرت ابو موسیٰؓ کا جواب بھی عرض کر دیا۔حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر میں بھی وہی جواب دوں جو ابو موسیٰؓ نے دیا ہے۔تب تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور جادہ حق سے ہٹ جاؤں گا، بلکہ اس صورت میں وہی فیصلہ دونگا جو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا،لہٰذا بیٹی کو کل مال کا آدھا ملے گا اور پوتی کو سدس یعنی چھٹا حصہ ملے گا تا کہ دو ثلث مکمل ہو جائیں اور جو باقی بچے گا وہ بہن کو ملے گا۔ یہاں دیکھیے کہ پوتی کو اللہ کے رسولؐ نے سدس دیا اور عائلی قوانین کے مطابق اس کو اپنے والد کا پورا حصہ ملنا چاہیے۔کتنا بڑا فرق ہے؟

(۸) اب اگر ایک شخص فوت ہو جاتا ہے پیچھے ایک بیٹی (بنت) کو بنت الابن (پوتی) اور اخت یعنی بہن کو چھوڑ جاتا ہے تو عائلی قانون کے مطابق پوتی کو ۲/۳ ملے گا اور بنت کو ۱/۲ ملے گا اور اخت (بہن) محروم ہوگی تو قرآن کریم سے انحراف کی وجہ سے تینوں کے حقوق متاثر ہو گئے۔اگر یہ قائم مقام والا اصول چلتا رہا تو حضرت حوا اور آدمؑ تک سارے لوگ حصوں کا مطالبہ کریں گے۔

اسلام میں اقربیت کا اصول ہے:

اسلام میں اقربیت کا اصول ہے اور میراث کے تمام احکام اس ضابطہ کی روشنی میں طے ہوتے ہیں۔

الولد: سے مراد مطلق اولاد ہے خواہ مذکر ہو یا مونث، (اخوۃ) بھائی۔ایک بھائی سے زیادہ ہوں، ورنہ ایک بھائی اثر انداز نہ ہوگا۔ وَصِيَّةٍ وَدَيْنٍ میں دین، وصیت پر مقدم ہے،لیکن یہاں آیت میں وصیت کو دین سے مقدم اس وجہ سے ذکر فرمایا گیا ہے کہ لوگ عموماً وصیت کے معاملہ میں کوتاہی کرتے ہیں۔ كَلٰلَةً ایسا شخص جس کے اصول اور فروع نہ ہوں یعنی باپ بھی نہ ہو اور بیٹا بھی نہ ہو۔

وَالّٰتِیۡ

اور تمہاری

یَاۡتِیۡنَ الۡفَاحِشَةَ مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ فَاسۡتَشۡہِدُوۡا عَلَیۡہِنَّ اَرۡبَعَةً مِّنۡکُمۡ ۚ

عورتوں میں سے جو کوئی بدکاری کرے ان پر اپنوں میں سے چار مرد گواہ لاؤ

فَاِنۡ شَہِدُوۡا فَاَمۡسِکُوۡہُنَّ فِی الۡبُیُوۡتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰہُنَّ الۡمَوۡتُ اَوۡ یَجۡعَلَ اللّٰہُ

پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت آ جائے یا اللہ ان کے لئے

لَہُنَّ سَبِیۡلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ یَاۡتِیٰنِہَا مِنۡکُمۡ فَاٰذُوۡہُمَا ۚ فَاِنۡ تَابَا وَ اَصۡلَحَا

کوئی راستہ نکال دے ○ اور تم میں سے جو دو مرد وہی بدکاری کریں تو ان کو تکلیف دو پھر اگر وہ توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں

فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡہُمَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا التَّوۡبَةُ عَلَی اللّٰہِ

تو انہیں چھوڑ دو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ○ اللہ پر توبہ قبول کرنے کا حق

لِلَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَہَالَةٍ ثُمَّ یَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِیۡبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوۡبُ

انہیں لوگوں کے لئے ہے جو جہالت کی وجہ سے بُرا کام کرتے ہیں اس کے بعد جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں

اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ﴿۱۷﴾ وَلَیۡسَتِ التَّوۡبَةُ لِلَّذِیۡنَ

اُن لوگوں کو اللہ معاف کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا دانا ہے ○ اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے

یَعۡمَلُوۡنَ السَّیِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤی اِذَا حَضَرَ اَحَدَہُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ اِنِّیۡ تُبۡتُ

جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے اس وقت کہتا ہے کہ اب میں توبہ

الۡـٰٔنَ وَلَا الَّذِیۡنَ یَمُوۡتُوۡنَ وَہُمۡ کُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعۡتَدۡنَا لَہُمۡ عَذَابًا

کرتا ہوں اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب

اَلِیۡمًا ﴿۱۸﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَحِلُّ لَکُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرۡہًا ؕ وَلَا

تیار کیا ہے ○ اے ایمان والو! تمہیں یہ حلال نہیں ہے کہ زبردستی عورتوں کو میراث میں لے لو اور ان کو

تَعۡضُلُوۡہُنَّ لِتَذۡہَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَیۡتُمُوۡہُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیۡنَ بِفَاحِشَةٍ

اس واسطے نہ روکے رکھو کہ ان سے کچھ اپنا دیا ہوا مال واپس لے لو ہاں اگر وہ کسی صریح بدچلنی کا

مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ
ارتکاب کریں اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ
تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ
تمہیں ایک چیز پسند نہ آئے مگر اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھی ہو ○ اور اگر تم
اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا
ایک عورت کی جگہ دوسری عورت کو بدلنا چاہو اور ایک کو بہت سا مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی
مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾ وَ كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ
واپس نہ لو کیا تم اسے بہتان لگا کر اور صریح ظلم کر کے واپس لو گے ○ تم اسے کیونکر لے سکتے ہو
وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾
جب کہ تم میں سے ہر ایک دُوسرے سے لطف اندوز ہو چکا ہے اور وہ عورتیں تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں ○
وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہیں مگر جو پہلے ہو چکا
فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ ع
یہ بے حیائی ہے اور غضب کا کام ہے اور بُرا چلن ہے ○

ع

افاداتِ محمود:

وَالَّذٰنِ الخ

صیغہ اگرچہ مذکر کا ہے، لیکن مراد مرد وعورت دونوں ہیں اور مذکر کا صیغہ تغلیباً لایا گیا ہے۔ (۲) یا لفظ اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے اور مراد دونوں مرد ہیں اس صورت میں لواطت مراد ہوگی۔ لیکن پہلی تفسیر راجح ہے۔

قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ الخ

نزع کی حالت میں ایمان اندر نہیں جاتا اور نزع کی حالت میں سابقہ ایمان سے بھی کچھ جاتا نہیں۔ البتہ کوشش کرنی چاہیے کہ محتضر کے سامنے کلمہ پڑھا جائے۔ اگر اس وقت اس کو پڑھنے کی توفیق ہوگئی تو کیا ہی اچھی بات ہے، لیکن نزع کی حالت میں سلب ایمان کا خطرہ نہیں ہے۔

اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ الخ

آج کل بھائی کی بیوی اور یتیم بھتیجیاں بھی لوگ میراث میں دیتے اور لیتے ہیں حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ میراث میں مال تو مل سکتا ہے، لیکن عورتیں نہیں۔ یہ ایک جاہلانہ رسم اور انانیت پر مبنی مسئلہ ہے۔ بعض لوگوں کا مطمح نظر یہاں بھی مال ہوتا ہے۔ مال ہڑپ کرنے کے لیے جبراً بھائی کی بیوہ سے خود اور یتیم بھتیجیوں سے بیٹوں کی شادی رچالیتے ہیں۔

بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ الخ

یعنی میت کے وارثوں کو جبراً بیوہ عورت سے نکاح کرنے کا حق نہیں ہے، البتہ اگر وہ صریح فحاشی اور گناہ کی مرتکب ہو رہی ہو تو گناہ سے روکنے کا انہیں حق حاصل ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ
تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں
وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ
اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور جن ماؤں نے
الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ
تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری دُودھ شریک بہنیں اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور
رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ
اُن کی بیٹیاں جنہوں نے تمہاری گودوں میں پرورش پائی ہے ان بیویوں کی لڑکیاں جن سے تمہارا تعلق زن وشو ہو چکا ہے اور اگر
لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ
تعلق زن وشونہ ہواہو توتم پر اس نکاح میں کچھ گناہ نہیں اور تمہارے بیٹوں کی عورتیں
الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ
جوتمہاری پشت سے ہیں (یہ سب عورتیں تم پر حرام ہیں) اور دو بہنوں کو (ایک نکاح میں) اکٹھا کرنا حرام ہے مگر جو پہلے ہو چکا
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾
بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

افاداتِ محمود:

اُمَّهٰتُكُمْ

مائیں اور تمام جدات مراد ہیں۔ ماں کی طرف سے بھی اور باپ کی طرف سے بھی۔ الی الحواء۔ وبناتکم الخ تمام بیٹیاں مراد ہیں۔ پوتیاں پڑپوتیاں بھی حرام ہیں۔ وَاَخَوٰتُكُمْ (۱) حقیقی بہنیں (۲) باپ شریک بہنیں۔ (۳) ماں شریک بہنیں۔ تینوں قسم حرام ہیں وَعَمّٰتُكُمْ پھوپھیاں وَخٰلٰتُكُمْ اور خالائیں وَبَنٰتُ الْاَخِ الخ بھتیجیاں وان سفلت وَبَنٰتُ الْاُخْتِ اور بھانجیاں اَرْضَعْنَكُمْ اور وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو، لیکن حرمت زمانہ شیر خواری سے مشروط ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ اگر غلطی سے بیوی کا دودھ حلق میں اتر گیا تو کیا حکم ہے۔ جواب یہ ہے کہ بیوی کا دودھ پینا اگرچہ حرام ہے، لیکن بیوی شوہر پر حرام نہ ہوگی، کیونکہ زمانہ رضاعت کا نہیں ہے۔ حرمت رضاعت کے ثبوت کے

لیے مطلق دودھ کا پینا پلانا کافی ہے، نہ تو میراث کی کوئی قید ہے اور نہ قلیل وکثیر میں فرق ہے۔
حضرت عائشہؓ کے پاس حضرت افلحؓ آیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے منع فرمایا۔ کہنے لگے کہ میں آپ کا رضاعی چچا ہوں کیونکہ یہ مرضعہ (دودھ پلانے والی) کے شوہر کے بھائی تھے۔ حضرت عائشہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ واقعی وہ آپ کے چچا ہیں تو حضرت عائشہؓ نے پھر پوچھا کہ حضورؐ، دودھ تو مجھ کو عورت نے پلایا ہے، لہٰذا مرد کیسے والد یا چچا ٹھہرا؟ آپؐ نے فرمایا یحرم من الرضاع مایحرم من النسب ٥ یعنی جتنے رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں وہ سب رضاعت کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔

وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ

اور ساس بھی حرام ہے وان طلق قبل الدخول ، اگرچہ ایک شخص نے مباشرت سے پہلے ہی بیوی کو طلاق دی ہو، لیکن ساس پھر بھی حرام ہوگی۔ وربائبکم ربیبہ وہ لڑکی ہے جو تمہاری بیوی کے سابق شوہر سے ہو تو اب جب اس کی ماں سے نکاح کریں تو ربیبہ ہمیشہ کے لیے حرام ہے، بشرطیکہ اس سوتیلے والد نے اس کی والدہ سے مباشرت کی ہو۔ اگر مباشرت سے پہلے ربیبہ کی والدہ کو طلاق دیدی تو پھر ربیبہ سے نکاح جائز ہوگا۔

حرمت وحلت سے متعلق ایک اہم قانون:

نکاح البنات تحریم الامهات و دخول الامهات تحریم البنات ٥

عورتوں کی بیٹیوں سے نکاح کرنا ان کی حرمت ہے۔ (عورتیں ساس بن گئیں) اور بیٹیوں کی حرمت ان کی ماؤں سے مباشرت سے مشروط ہے جیسا کہ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ کے اطلاق اور ان دَخَلْتُمْ بِهِنَّ کی قید سے ظاہر ہے۔ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمْ اور بیٹوں کی بیویاں حرام ہیں، لیکن مراد صلبی بیٹے ہیں، متبنیٰ وغیرہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبنیٰ حضرت زیدؓ کی مطلقہ بیوی سے نکاح کرلیا تھا۔ (قانون) ایسی دو عورتیں کہ اگر ان میں سے ایک کو مرد فرض کیا جائے تو ان کا نکاح جائز نہ ہو۔ ان کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں ہے۔

بہنوں کے متعلق شرعی حکم اور مودودی صاحب کی رائے:

مودودی صاحب نے ایک خود ساختہ ضابطہ بنایا کہ حالت اضطرار میں دو بہنوں کا ایک نکاح میں جمع کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ دو بہنیں جڑی ہوئی ہوں۔ بدن ایک دوسرے کے ساتھ جڑا ہوا ہو۔ دونوں جدا نہ ہوسکتی ہوں تو ان کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ حالت اضطرار ہے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اگر دونوں کا جدا کرنا ممکن ہے تو دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا جائے اور اگر الگ کرنے میں موت کا اندیشہ ہو تو اسی طرح رہنے دیا جائے۔ پھر یہ دیکھا جائے گا کہ حقیقت میں دو ہیں یا ایک لڑکی ہے اور دوسرا عضو زائد ہے۔ اس اعتبار سے احکام مرتب ہوں گے۔ (۱) پہچان اس کی یہ ہے کہ اگر ایک نے کھانا کھایا اور دوسری کی بھوک رفع ہوگئی۔ اسی طرح ایک نے پانی پیا تو دوسری کی بھی پیاس بجھ گئی تو سمجھ لو کہ حقیقت میں وجود واحد ہے اور دوسرا عضو زائد ہے۔ تب اس صورت میں ایک شخص سے نکاح جائز ہوگا۔

(۲) اور اگر دونوں کے اعضاء الگ الگ ہیں۔ ایک کے کھانے پینے سے دوسری کو فائدہ نہیں ہوتا تو یہ حقیقت میں دو ہیں۔ پھر ایک شخص سے نکاح جائز نہ ہوگا اور یہ اسی طرح زندگی گزاریں گی۔

رہی بات مودودی صاحب کی کہ یہ حالت اضطراری ہے اور دونوں کا نکاح ایک شخص سے جائز ہے تو یہ غلط ہے۔ نکاح میں کوئی اضطرار نہیں ہے۔ کیونکہ کہ اس کی مثالیں موجود ہیں۔ (۱) مثلاً ایک عورت نوجوان ہے سن یاس کو بھی نہیں پہنچی ہے، لیکن کسی بیماری کی وجہ سے حیض بالکل بند ہوگیا اور شوہر نے طلاق دے دی تو یہ عورت سن یاس تک عدت میں رہے گی اور سن یاس کو پہنچ کر پھر اس کی عدت گزرے گی اور دوسری جگہ نکاح کر سکے گی۔

(۲) یا ایک عورت مفضاۃ ہو اور دونوں راستے مل گئے تو منکوحہ ہونے کی صورت میں چونکہ اتیان الدبر حرام ہے، لہٰذا زندگی بھر اسی طرح بیٹھی رہے گی۔ اس سے مباشرت نہیں کی جا سکتی، لہٰذا نکاح میں اضطرار کا کوئی اصول نہیں ہے۔ مودودی صاحب نے پہلے خود ایک ضابطہ بنایا اور پھر اس کی روشنی میں جن دو بہنوں کے جسم ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہوں ان کے ایک شخص کے نکاح میں جمع ہونے کو جائز قرار دے دیا۔

یہ ایسا ہی ہے جیسا مودودی صاحب نے متعہ کو حالت اضطرار میں جائز قرار دے دیا اور اس اضطرار کی مثال یہ دی کہ اگر کسی بحری جہاز میں مرد وعورت سوار ہوں اور وہ غیر ارادی طور پر کسی سنسان جزیرہ کے کنارے پر جا لگے تو اس صورت میں متعہ جائز ہوگا۔ (۱) میں (مفتی محمودؒ) کہتا ہوں اگر وہ عورت اس کی ماں یا بہن ہو تو پھر وہ کیا کرے گا۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ دجال سے متعلق حضرت تمیم داریؓ کی جو حدیث ہے، وہ مشکوٰۃ سمیت احادیث کی بہت سی کتابوں میں موجود ہے کہ ان لوگوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مشاہدہ کی خبر سنی اور پھر اس کو مسجد نبوی کے منبر پر بیان فرمایا کہ دجال ایک جزیرہ میں قید ہے اور قرب قیامت میں وقت مقرر پر آزاد ہو کر وہاں سے باہر آئے گا۔ تفصیل کتب احادیث وعقائد میں ملاحظہ فرمائیں۔ مودودی صاحب نے اس کے متعلق کہا کہ ۱۳۰۰ سو سالہ تاریخ نے ثابت کر دیا کہ دجال کا اندیشہ غلط تھا۔ کیونکہ کوئی جزیرہ غیر آباد نہیں ہے یوں حدیث دجال سے انکار کر دیا۔ میں (مفتی محمودؒ) کہتا ہوں کہ جس جزیرہ میں متعہ جائز ہے، اسی میں دجال موجود ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ جواز متعہ کے لیے جزیرہ کو غیر آباد تسلیم کیا جائے اور وجود دجال سے انکار کے لیے تمام جزائر کو آباد قرار دے دیا جائے۔

۵ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ

اور خاوند والی عورتیں مگر تمہارے ہاتھ جن کے مالک ہو جائیں یہ اللہ کا قانون تم پر لازم ہے

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ

اوران کے سوا تم پر سب عورتیں حلال ہیں بشرطیکہ انہیں اپنے مال کے بدلے میں طلب کرو ایسے حال میں کہ نکاح کرنے والے ہو

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو پھر ان عورتوں میں سے جسے تم کام میں لائے ہو تو ان کے حق جو مقرر ہوئے ہیں وہ انہیں دے دو البتہ

فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾

مہر کے مقرر ہو جانے کے بعد آپس کی رضامندی سے باہمی کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو اس میں کوئی گناہ نہیں بے شک اللہ خبردار حکمت والا ہے ۝

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ

اور جو کوئی تم میں سے اس بات کی طاقت نہ رکھے کہ خاندانی مسلمان عورتیں نکاح میں لائے تو تمہاری ان لونڈیوں میں سے

مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ

کسی سے نکاح کر لے جو تمہارے قبضہ میں ہوں اور ایماندار بھی ہوں اور اللہ تمہارے ایمانوں کا حال خوب جانتا ہے

بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

تم آپس میں ایک ہو لہٰذا ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کرلو اور دستور کے موافق ان کے مہر دے دو

بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ

درآنحالیکہ نکاح میں آنے والیاں ہوں آزاد شہوت رانیاں کرنیوالیاں نہ ہوں اور نہ چھپی یاری کرنیوالیاں پھر جب

اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ

وہ قید نکاح میں آجائیں پھر اگر بے حیائی کا کام کریں تو ان پر آدھی سزا ہے جو خاندانی عورتوں پر

مِنَ الْعَذَابِ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۭ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ

مقرر کی گئی ہے یہ سہولت اس کیلئے ہے جو کوئی تم میں سے تکلیف میں پڑنے سے ڈرے اور صبر کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے

ع وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

افاداتِ محمود:

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ الخ یعنی کسی عورت کا کافر کے ساتھ نکاح ہوا اور لڑائی کے دوران قید ہوکر وہ باندی بن گئی اور شوہر دارالحرب میں ہے تو طلاق نہ دینے کے باوجود نکاح ٹوٹ گیا کیونکہ تبائن دارین سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

اَنْ تَبْتَغُوْا الخ ابتغا سے مراد نکاح اور مال سے مراد حق مہر ہے۔(أی ان تنکحو بالمھور)

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا الخ

سابقہ آیات میں نکاح سے متعلق بیت سے احکام بیان ہوگئے جو آزاد مرد اور آزاد عورت کے حقوق وفرائض سے متعلق تھے۔ اب ارشاد ہوتا ہے کہ اگر مسلمان مرد حرّہ مسلمہ سے نکاح کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو مسلمان لونڈی سے نکاح کرلے جو تم میں سے بعض کے قبضہ وملک میں ہے۔ مگر ان کی شرائط کا پاس رکھ یعنی اس کے مالک کی اجازت ورضا سے اور اس کے مالک کو وہ مطلوبہ مہر جو آزاد عورت کے مہر کے مقابلے میں کہیں کم ہوتا ہے ادا کر دیا جائے تاکہ اس کا نکاح آپ سے درست ہوسکے۔ لونڈی ایسی ہو جو بدکاری اور خفیہ یاری کرنے والی نہ ہو۔ اگر وہ لونڈیاں پھر بھی بدکاری کی مرتکب ہوجائیں تو ان کے لیے آزاد عورت کی سزا کا نصف ہے اور یہی حکم تمام سزاؤں میں غلام کے لیے بھی ہے۔

ہمارے تمام دستاویز اور آج تک بننے اور ٹوٹنے والے تمام پاکستانی آئین میں غلامی ممنوع ہے۔ اس آئین میں بھی ہم نے بہت کوشش کی کہ یہ شق ختم ہوجائے لیکن حکومت کے کارندے اس کو معاشرتی اور ترقی یافتہ دور کے لیے ناہمواری سمجھتے ہیں اور اس کو اپنی جمہوریت کے مطابق نہیں پاتے اور اس کو انسان کی فضیحت کا نام دیتے ہیں۔

حالانکہ اسلام نے اُن کے حقوق متعین کرلیے ہیں۔ کسی بھی موقع پر ان کے حقوق مسلمانوں سے کم نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ اسلام نے بہت سے کفارات میں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس صورت میں تو ان کی بہت ہی رعایت رکھی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام انسانی حقوق کا سب سے زیادہ علمبردار ہے اور کسی بھی انسان کی فضیحت اور تضحیک وغیرہ سے منع کرتا ہے۔ اگر مسلمانوں کی سیاسی صورت حال مدنظر نہ ہوتی تو اسلام کے نظریات و تصورات بھی غلام بنانے کی سوچ سے ناآشنا ہوتے۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ آج کوئی بھی ملک دوسرے ملک کے جنگی قیدیوں کو بلا تاخیر اور بلا تامل نہیں چھوڑتا۔ حالانکہ اقوام متحدہ کے بہت سے کاغذی معاہدے ملکوں سے ہوچکے ہیں اور اب تک قائم ہیں لیکن کوئی ملک اُن معاہدوں پر اس وقت تک عمل نہیں کرتا جب تک اُسے کوئی سیاسی یا مالی مفاد حاصل نہ ہو۔ ان فوجیوں اور قیدیوں کی صحت تباہ کرنے کے لیے ان کو جیلوں میں ڈالا جاتا ہے اور طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان قیدیوں کی سوچ اور ردعمل اس ملک کے خلاف مزید شدت اختیار کرجاتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس اسلام

نے ہر موقع پر غلاموں کے ساتھ احسان وحسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔ جیل کے بجائے اپنے پاس رکھنے کا حکم دیا ہے اور ہدایت دی کہ جو تم پہنتے ہو وہی ان کو پہناؤ اور جو تم کھاتے ہو وہی ان کو کھلاؤ۔ تاکہ آپ کے میانہ اخلاق وکردار سے متاثر ہو کر یا تو وہ مسلمان ہو جائیں اور اگر مسلمان نہیں ہوتے تو کم از کم ان کے جذبات مسلمانوں کے خلاف نہیں ہوں گے۔ بلکہ موافق اور حق میں ہوں گے۔ نیز غلام بنائے جانے کی وجہ سے وہ فوری انتقام سے بچ جائیں گے کیونکہ سزا مل چکنے یا قتل کیے جانے کے بعد اس کی مکافات نہیں ہوسکتی جو ہونا تھا ہو گیا اب کیا کیا جا سکتا ہے؟ لیکن غلام بنائے جانے کے بعد اسلام نے ان کے تحفظات کے متعلق یہ ہدایت دی۔ ومائهم كدمائنا واموالهم كأموالنا الخ

لہٰذا اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کوئی زید بن حارثہ بنا، کوئی سلمان فارسیؓ اور کوئی بلال حبشیؓ بنا۔ واللہ اعلم

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ

اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے واسطے بیان کرے اور تمہیں

مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٦﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ

پہلوں کی راہ پر چلائے اور تمہاری توبہ قبول کرے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○ اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر اپنی

عَلَيْكُمْ ۣ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿٢٧﴾

رحمت سے متوجہ ہو اور جو لوگ اپنے مزوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بہت دُور ہٹ جاؤ ○

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿٢٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کردے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے ○ اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ

آپس میں ایک دُوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ آپس کی خوشی سے

مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٢٩﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ

تجارت ہو اور آپس میں کسی کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے ○ اور جو شخص

ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

تعدّی اور ظلم سے یہ کام کرے گا تو ہم اسے آگ میں ڈالیں گے اور یہ اللہ پر

يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَاۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ

آسان ہے ○ اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچو گے جن سے تمہیں منع کیا گیا تو ہم تم سے تمہارے چھوٹے گناہ معاف کردینگے

نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰي

اور تمہیں عزت کے مقام میں داخل کریں گے ○ اور مت ہوس کرو اس فضیلت میں جو اللہ نے بعض کو

بَعْضٍ ۭ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۭ

بعض پر دی ہے مردوں کو اپنی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کو اپنی کمائی سے حصہ ہے

وَسْـَٔـلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٣٢﴾ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا

اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ کو ہر چیز کا علم ہے ○ اور ہر شخص کے

مَوَالِیَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَ الَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ
ہم نے وارث مقرر کر دیئے ہیں اس مال کے جو ماں باپ یا رشتہ دار چھوڑ کر مریں اور وہ لوگ جن سے تمہارے عہد و پیمان ہوں
فَاٰتُوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا ﴿۳۳﴾ ع
تو انہیں ان کا حصہ دے دو بے شک اللہ ہر چیز پر گواہ ہے ○

افاداتِ محمود:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ الخ اس آیت سے معتزلہ استدلال کرتے ہیں کہ کبائر جمع کا صیغہ ہے اور جمع جب مضاف ہوتا ہے تو اس سے استغراق مراد ہوتا ہے اور یہ جملہ شرطیہ ہے، لہٰذا مراد یہ ہے کہ صغائر کی بخشش موقوف ہے کبائر سے اجتناب پر۔ اگر تمام کبائر سے کوئی بچے گا تو صغائر معاف ہوں گے اور اگر تمام کبائر سے نہ بچے گا تو صغائر بھی معاف نہ ہوں گے۔

اس آیت سے معتزلہ کا یہ استدلال درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مضاف مضاف الیہ نہیں ہے، بلکہ موصوف صفت ہے کبائر موصوف ہے ماتنھون عنه صفت ہے اس صورت میں معنیٰ یہ ہوگا کہ اگر تم ان کبائر سے بچو جن سے تم روکے جاتے ہو۔ صغائر ہم معاف کر دیں گے، البتہ کبیرہ کے دواعی صغیرہ ہیں۔ جیسے زنا کبیرہ گناہ ہے۔ اس کے دواعی النظر الی الاجنبیه ولمسها وتقبیلها یہ دواعی زنا ہیں صغیرہ ہیں، کبیرہ نہیں ہیں۔ اگر یہ دواعی منتج کبیرہ ہوئے تو یہ بھی کبیرہ بن جائیں گے اور الکف من الزنا یہ کف حسن ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص کف نفس عن الزنا کر دیتا ہے تو یہ فعل حسن ہے اور پھر دواعی بھی معاف ہو جائیں گے۔ کیونکہ قانون خداوندی ہے "ان الحسنات یذھبن السیئات" یعنی نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں، لہٰذا معتزلہ کا استدلال اس آیت سے باطل ہے اور جس دعویٰ پر انہوں نے یہ دلیل قائم کی تھی وہ دعویٰ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ الخ

پاکستان کے آئین میں غلامی کا سلسلہ ممنوع ہے۔ آج کل لوگ اس کا مذاق ہی اڑاتے ہیں، حالانکہ قیدیوں کو چھوڑنا بہت بڑی سیاسی غلطی ہے۔ کیونکہ وہ دشمن ہیں۔ جب آپ نے ان کو چھوڑ دیا تو وہ زیادہ مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوں گے۔ وہ زیادہ مقابلہ کریں گے اور اپنا غصہ نکالیں گے۔ ۶۵ء کے قیدی اب تک موجود ہیں اور لوگ ان کو طرح طرح کی سزائیں اور عذاب دیتے ہیں، لیکن اسلام نے جیل خانہ نہیں بنایا، بلکہ مسلمان ان جنگی قیدیوں کو بطور غلام مسلمانوں میں تقسیم کر دیتے تھے اور وہ اپنے کردار و اخلاق سے ان کو متاثر کر کے مسلمان بنا دیتے تھے۔ ان موالی میں بڑے بڑے متقی اور بزرگ پیدا ہوئے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوذرؓ ایک دن جا رہے تھے۔ ان کے پاس ایک جوڑا نیا تھا اور ایک پرانا تھا۔ اسی طرح ان کے غلام کے پاس بھی ایک نیا اور ایک پرانا جوڑا

تھا۔ جب اس بے مثال مساوات کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ میں ایسا کیوں نہ کرتا، جبکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت یہ ہے کہ یہ غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے قبضہ قدرت میں دے دیا ہے۔ پس جس کے زیر دست کوئی غلام ہو تو اس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے اور ان کو کسی مشکل کام کی تکلیف نہ دے اور اگر لاچار ہو کر ایسا کرنا پڑے تو پھر تم بھی ان کی مدد کرو۔ سبحان اللہ کیا ہدایات اور اصول سمجھائے جا رہے ہیں۔ غلاموں کے حقوق کی کیا عجیب پاس داری کی جا رہی ہے۔ انسانی حقوق کے علم برداروں کے لیے اس حدیث میں بڑی عبرت ہے۔

حضرت ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے غلام کو تھپڑ مارا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "**اعلم یا ابا مسعود الله اقدر علیک منک علی هذا**" یعنی اے ابو مسعودؓ اللہ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت ہے۔ کہا کہ وہ آزاد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو اسے آزاد نہ کرتا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو سزا دے دیتا۔ غلام کو آزاد کرنے پر بڑے اجر اور ثواب کا وعدہ ہے کہ غلام کے ایک ایک عضو کے عوض آزاد کرنے والے کے تمام اعضاء جہنم سے آزاد ہوں گے۔ اسی طرح کفارۂ قتل کے سوا تمام کفارات میں مطلق تحریر رقبۃ کا ذکر ہے کہ کسی نہ کسی بہانے سے غلام کو آزاد کیا جائے۔ جیسا کہ کفارۂ یمین، کفارہ ظہار وغیرہ۔ اسلام کسی کو قید میں رکھنا نہیں چاہتا، لیکن فوری طور پر چھوڑ دینے کا بھی روادار نہیں ہے۔ آج کل سرمایہ دار لوگ نوکروں سے غلاموں سے بھی بدتر سلوک کرتے ہیں۔ بعض دفعہ نوکر سید ہوتا ہے اور مالک کا نسب بھی صحیح معلوم نہیں ہوتا، لیکن اس سید پر طرح طرح کے مظالم کے پہاڑ ڈھائے جاتے ہیں۔ آج غریب ملازم چاہتے ہیں کہ ان سے وہی سلوک کیا جائے جو غلاموں سے کیا جاتا تھا اور ان کو وہ حقوق دیئے جائیں جو غلاموں کو دیے جاتے تھے، لیکن آج ایسا کب ممکن ہے؟

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ

مرد عورتوں پر

عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ

حاکم ہیں اس واسطے کہ اللہ نے ایک کو ایک پر فضیلت دی ہے اور اس واسطے کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ

پھر جو عورتیں نیک ہیں وہ تابعدار ہیں مردوں کی پیٹھ پیچھے اللہ کی نگرانی میں (انکے حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں اور جن

نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ

عورتوں سے تمہیں سرکشی کا خطرہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور سونے میں جدا کردو اور مارو پھر اگر

اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنْ

تمہارا کہا مان جائیں تو ان پر الزام لگانے کیلئے بہانے مت تلاش کرو بے شک اللہ سب سے اُوپر بڑا ہے ○ اور اگر

خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ

تمہیں کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا خطرہ ہو تو ایک منصف مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف عورت کے خاندان

اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾

میں سے مقرر کرو اگر یہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان دونوں میں موافقت کردے گا بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے ○

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی

اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور

الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَ

رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور

الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا

پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو بے شک اللہ

يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ

اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا ○ جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل سکھاتے ہیں

بِالْبُخْلِ وَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ
اور اللہ نے انہیں اپنے فضل سے جو دیا ہے اسے چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے
عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ﴿۳۷﴾ وَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا
ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ○ اور جو لوگ اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھانے میں خرچ کرتے ہیں اور
يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَ مَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ
اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور جس کا شیطان ساتھی ہوا تو وہ بہت برا
قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَ مَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا
ساتھی ہے ○ اور اگر یہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لے آتے اور اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے تو ان کا
رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ
کیا نقصان تھا اور اللہ انہیں خوب جانتا ہے ○ بے شک اللہ کسی کا ایک ذرہ برابر بھی حق نہیں رکھتا اور اگر
تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا
نیکی ہو تو اس کو دگنا کر دیتا ہے اور اپنے ہاں سے بڑا ثواب دیتا ہے ○ پھر کیا حال ہوگا
مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾ؕ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ
جب ہم ہر امت میں سے گواہ بلائیں گے اور تمہیں ان پر گواہ کر کے لائیں گے ○ جن
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَ لَا يَكْتُمُوْنَ
لوگوں نے کفر کیا تھا اور رسول کی نافرمانی کی تھی وہ اس دن آرزو کریں گے کہ زمین کے برابر ہو جائیں اور اللہ سے کوئی بات
اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ؒ
نہ چھپا سکیں گے ○

وقف النبی علیہ السلام

ع

افاداتِ محمود:

وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ الخ

پہلے تو انکار کریں گے کہ "ما انا من المشرکین" کہ میں دنیا میں مشرک نہ تھا، لیکن بعد میں مان جائیں گے اور انکار نہ کر سکیں گے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى

اے ایمان والو! جس وقت کہ تم نشہ میں ہو نماز کے نزدیک نہ جاؤ یہاں تک کہ

تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۗ وَاِنْ كُنْتُمْ

تم سمجھ سکو کہ تم کیا کررہے ہو اور نہ جنبی ہونے کی حالت میں مگر راستہ گزرتے ہوئے یہاں تک کہ غسل کرلو اور اگر تم

مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ

بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی شخص تم میں سے رفع حاجت کر کے آئے یا عورتوں کے پاس گئے ہو

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۗ

پھر تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو اور اسے اپنے مونہوں پر اور ہاتھوں پر ملو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ

بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے ○ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کچھ حصہ

الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

کتاب سے ملا ہے وہ گمراہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راستہ گم کردو ○ اور اللہ تمہارے

بِاَعْدَآئِكُمْ ۗ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۗ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا

دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور تمہاری حمایت اور مدد کے لئے اللہ ہی کافی ہے ○ یہودیوں میں بعض ایسے ہیں

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ

جو الفاظ کو ان کے محل سے پھیر دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سُنا اور نہ مانا اور کہتے ہیں کہ سُن نہ سنایا

مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ۗ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا

جائے تو اور کہتے ہیں راعنا اپنی زبان کو مروڑ کر اور دین میں طعن کرنے کے خیال سے اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سُنا

وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ

اور ہم نے مانا اور سُن تو اور ہم پر نظر کر تو ان کے حق میں بہتر اور درست ہوتا لیکن اُن کے کفر کے سبب سے

بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا

اللہ نے اُن پر لعنت کی سو ان میں سے بہت کم لوگ ایمان لائیں گے ○ اے کتاب والو اس پر ایمان لے آؤ جو

نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى

ہم نے نازل کیا ہے اُس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو تمہارے پاس ہے اس سے پہلے کہ ہم بہت سے چہروں کو مٹا ڈالیں پھر انہیں

اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾

پیٹھ کی طرف اُلٹ دیں یا ان پر لعنت کریں جسطرح ہم نے ہفتہ کے دن والوں پر لعنت کی تھی اور اللہ کا حکم تو نافذ ہو کر ہی رہتا ہے ○

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ

بے شک اللہ اُسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے اور شرک کے ماسوا دُوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ

اور جس نے اللہ کا شریک ٹھیرایا اُس نے بڑا ہی گناہ کیا ○ کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنی پاکیزگی

اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ

کا دم بھرتے ہیں بلکہ اللہ جسے چاہے پاک کرتا ہے اور ان پر تاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا ○ دیکھو یہ لوگ

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ ع

اللہ پر کیسا جھوٹ باندھتے ہیں یہی ایک صریح گناہ کافی ہے ○

افاداتِ محمود:

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ الخ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے گھر صحابہ کرامؓ کی دعوت تھی۔ کھانے کے بعد شراب پی گئی، کیونکہ ابھی حرمت کا قطعی حکم نہیں آیا تھا۔ مغرب کی نماز حضرت علیؓ نے یا عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے پڑھائی اور سورۃ کافرون میں "لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ" کے بجائے اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ پڑھا جس کا مطلب یہ ہوا کہ العیاذ باللہ کہنے والا اور پڑھنے والا یہ کہہ رہا ہے کہ میں بھی ان بتوں کی پرستش کرونگا جنکی پرستش تم کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت نازل فرمائی کہ نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ، کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ کیا کہہ رہے ہو۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ غلبۂ نیند کے دوران انسان تلاوت، دعاء وغیرہ نہ کرے۔ ممکن ہے کہ نوم کے غلبہ کی وجہ سے زبان پر بددعاء جاری ہو جائے اور قبولیت کی گھڑی ہو تو نقصان ہو جائیگا۔ (تفسیر ابن کثیر) **اولا مستم النسآء** مراد مباشرت ہے کیونکہ لامس باب مفاعلہ ہے، یہ مباشرت پر دلالت کرتا ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ

کیاتم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا

أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا

جنہیں کتاب کا کچھ حصّہ دیا گیا وہ بتوں اور شیطانوں کو مانتے ہیں اور کافروں سے یہ کہتے ہیں کہ

هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ﴿٥١﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَ

یہ لوگ مسلمانوں سے زیادہ راہِ راست پر ہیں ○ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت ہے اور

مَن يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا ﴿٥٢﴾ أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا

جس پر اللہ لعنت کرے تو اس کا کوئی مددگار نہیں پائے گا ○ کیا سلطنت میں ان کا بھی کچھ حصّہ ہے پھر تو

لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ﴿٥٣﴾ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ

یہ لوگوں کو ایک تِل بھر بھی نہیں دیں گے ○ یا لوگوں پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے

مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ﴿٥٤﴾

فضل سے دیا ہے ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا کی ہے اور ان کو ہم نے بڑی بادشاہی دی ہے ○

فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُم مَّن صَدَّ عَنْهُ ۚ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ﴿٥٥﴾ إِنَّ

پھر ان میں سے کوئی اس پر ایمان لایا اور کوئی اس سے ہٹ گیا اور دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ کافی ہے ○ بے شک

الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ

جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا انہیں ہم آگ میں ڈال دیں گے جس وقت اُن کی کھالیں جل جائیں گی تو ہم ان کو

ع جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿٥٦﴾ وَالَّذِينَ

اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ عذاب چکھتے رہیں بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے ○ اور جو لوگ

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

ایمان لائے اور نیک کام کیے انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَّهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا

ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے ان کے لئے ستھری عورتیں ہوں گی اور ہم انہیں گھنی چھاؤں

ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ
میں رکھیں گے ۞ بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچادو اور جب
بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو بیشک اللہ تمہیں نہایت اچھی نصیحت کرتا ہے بے شک
كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
اللہ سُننے والا دیکھنے والا ہے ۞ اے ایمان والو اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو
وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ
اوران لوگوں کی جوتم میں سے حاکم ہوں پھر اگر آپس میں کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ اوراس کے رسول کی طرف پھیرو
اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ ع
اگرتم اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو یہی بات اچھی ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے ۞

افاداتِ محمود:

يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ الخ

یہ آیت یہود کی مذمت بیان کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے کہ اگر کتاب اللہ سے تمسک نہیں کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جبت اور طاغوت کا اتباع کرنا ہوگا۔ جبت اور طاغوت کا اتباع سبب لعنت ہے۔ گویا یہود اور بنی اسرائیل اپنے افعال وکردار سے لعنت اور عتاب کے مستحق ہیں کیونکہ ان لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف مشرکین مکہ سے مل کر شرک کیا۔

جبت اور طاغوت سے کیا مراد ہے؟

(۱) عام مفسرین نے یہ معنی کیا ہے کہ جبت سے مراد اصنام (بت) ہیں اور طاغوت سے مراد شیطان ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جبیر سے منقول ہے کہ جبت حبشی زبان کا لفظ ہے۔ (ھو الساحر) جادوگر کے معنی میں ہے اور طاغوت حبشی زبان میں (ھو الکاھن) کاہن کو کہتے ہیں چنانچہ حضرت عمر سے بھی یہی منقول ہے۔

(۳) حضرت عبداللہ ابن مسعود سے منقول ہے کہ جبت سے مراد کعب بن اشرف یہودی عالم ہے اور طاغوت سے مراد حیی ابن اخطب ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہیں۔ یہ ام المؤمنین حضرت صفیہ کے والد

ہیں۔غزوہ خیبر میں حضرت صفیہؓ کو قیدیوں کے ساتھ گرفتار کرلیا گیا تھا اور اسی سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کرلیا تھا۔

(۴) حضرت عکرمہؓ سے بالعکس منقول ہے یعنی جبت سے مراد حیی ابن اخطب اور طاغوت سے مراد کعب ابن اشرف ہے۔

(۵) حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ''الطاغوت معبود من دون الله'' اس میں بت اور حجر وشجر سب ہی آجاتے ہیں اور قرآن کریم کی متعدد آیات اس توجیہ کی تائید کرتی ہیں۔

(۱) وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللهِ الخ (سورہ زمر/۱۷)

اور جو لوگ کنارہ کش رہے شیطانوں کو پوجنے سے اور رجوع کیا اللہ کی طرف۔

(۲) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ الخ ۝ (سورہ بقرہ/۲۵۷)

اور جو کافر ہیں ان کے دوست شیطان ہیں۔

(۳) ان اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت الخ ۝

یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو۔

شان نزول:

مذکورہ بالا آیت کا شان نزول یہ ہے کہ غزوہ احد کے بعد کعب ابن اشرف ۷۰ سواروں کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ کی طرف چلا تاکہ وہ اور اس کے ساتھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف مشرکین مکہ سے معاہدہ کرلیں۔چنانچہ کعب ابن اشرف حضرت ابوسفیانؓ (یہ واقعہ حضرت ابوسفیانؓ کے ایمان لانے سے قبل کا ہے) کے ہاں مہمان کے طور پر ٹھہرا اور دونوں نے خفیہ معاہدہ کرلیا۔اس وقت حضرت ابوسفیانؓ نے کعب ابن اشرف سے پوچھا کہ

انک امراء تقراء الکتاب وتعلمه ونحن امیون لانعلم فاینااهدی سبیلاً واقرب الی الحق فقال کعب انتم والله اهدی سبیلاً مما علیه محمد واصحابه الخ ۝

تو کتاب پڑھنے اور پڑھانے والا شخص ہے اور ہم تو ان پڑھ لوگ ہیں، کچھ نہیں جانتے۔پس تو بتا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم میں سے کون صحیح راستہ پر ہے؟ اور کون حق بات کے زیادہ قریب ہے؟ کعب ابن اشرف نے اپنے دل کو جھٹلاتے ہوئے کہا کہ اللہ کی قسم تم سیدھے طریق اور حق پر ہو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کے مقابلے میں۔

پھر قریش کو ساتھ لینے کے لیے ان اہل علم واہل کتاب یہودیوں نے بت کو سجدہ کیا، باوجودیکہ وہ اہل کتاب

تھے۔ انھیں شرک سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ راز مسلمانوں پر عیاں کر دیا کہ جو اہل کتاب بتوں کی پوجا کریں اور مشرکین کے ہم پلہ بنیں، ان سے خیر کی توقع عبث ہے۔ نقیرا یعنی یہ یہودی اگر ملک کے مالک بنیں تو تل کے برابر بھی کسی کو کچھ نہ دیں گے۔ امام راغب المفردات میں لکھتے ہیں:

" والنقير و قبة فى ظهر النواة يضرب به المثل فى الشئى اللطيف "

کھجور کی گٹھلی کی پشت پر جو باریک سا پردہ ہوتا ہے اس کو "نقیر" کہا جاتا ہے اور کسی چیز کی باریکی کو بیان کرنے کے لیے بطور مثال اس کو نقیر سے تعبیر کرتے ہیں اور گٹھلی کی شگاف میں جو دھاگہ سا ہوتا ہے اسے فتیل کہا جاتا ہے۔ امام راغب لکھتے ہیں۔

والفتيل المفتول وسمى مايكون فى شق النواة فتيلاً لكونه على هيته الخ (المفردات)

یعنی فتیل بمعنی مفتول ہے (ہر بٹی ہوئی چیز کو کہتے ہیں) اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف میں جو بتی سی ہوتی ہے، اسے بھی فتیل کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ بٹے ہوئے دھاگے کی طرح ہوتی ہے۔

مدینہ منورہ میں چونکہ کھجوریں زیادہ ہوتی تھیں، اس وجہ سے یہ مثال دی گئی ہے۔ مراد "الشئی الحقیر" ہے۔ بدن کے میل کچیل کو بھی فتیل کہا جاتا ہے، کیونکہ بدن ملنے کے بعد میل دھاگہ کی طرح ہو جاتی ہے۔

جبت اور طاغوت کی تفسیر پر اشکال اور اس کا جواب:

اگر جبت اور طاغوت سے مراد "معبود من دون الله" ہیں تو اس میں بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی داخل ہیں۔ بظاہر اس سے انبیاء کی مذمت لازم آتی ہے؟ جواب (۱) اس کا یہ ہے کہ ایک تو ایمان بالجبت والطاغوت کا ذکر ہے جس میں انبیاء داخل نہیں ہیں۔ (۲) اصل بات یہ ہے کہ اس نوعیت کی آیات کے عموم سے حضرات انبیاء علیہم السلام مستثنیٰ ہوں گے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بشر اور انسان ہر دو لفظ استعمال ہوئے ہیں اور پھر ان دونوں لفظوں کے مدلولات کی مختلف غلطیاں اور کمزوریاں گنوائی گئی ہیں۔ کہیں انسان کو ظالم کہا جاتا ہے تو کہیں ناشکرا۔ اسی طرح لفظ 'ناس' ہے۔ جب مطلق ناس اور الناس کے افعال کی مذمت کی جاتی ہے تو انبیاء علیہم السلام الناس لفظ کے عموم سے مستثنیٰ ہوتے ہیں، حالانکہ حقیقت میں امور خارجیہ سے قطع نظر بشر، انسان اور الناس کا اطلاق انبیاء اور غیر انبیاء مسلم اور غیر مسلم سب ہی پر ہوتا ہے، لہٰذا ذم کے وقت حضرات انبیاء ایسے الفاظ کے عموم سے مستثنیٰ ہوں گے۔ کیونکہ شیطان کی جب پرستش کی جاتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے اور حضرات انبیاء تو غیر اللہ کی عبادت سے منع کرنے کے لیے اور ایک اللہ کی عبادت اور بندگی کی ترغیب دینے کے لیے تشریف لاتے ہیں۔

وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ الخ

اس آیت کا شان نزول اکثر مفسرین نے یہی بیان فرمایا ہے کہ فتح مکہ کے دن جب لوگ مطمئن ہو گئے اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں داخل ہونا چاہا تو عثمان ابن طلحہ نے چابی دینے سے انکار کر دیا۔ جب اس سے زبردستی چابی حاصل کی گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہو گئے اور دیکھا کہ لکڑی کا کبوتر بنا ہوا ہے اس کو توڑ دیا اور حضرت ابراہیمؑ کی تصویر دیکھی کہ ہاتھ میں تیر ہے اور اس کے ذریعہ تقسیم کرتے نظر آرہے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مشرکین کے لیے ہلاکت ہو۔ حضرت ابراہیمؑ کا ان بیہودہ باتوں سے کیا واسطہ۔ پھر مقام ابراہیمؑ ساتھ لے کر باہر آگئے اور اس کو دیوار کعبہ کے ساتھ لگایا۔ پھر کچھ ہدایات ارشاد فرمائیں۔ حضرت علیؓ یا حضرت عباسؓ نے حضورؐ سے بیت اللہ کی چابی مانگی۔ وہ چاہتے تھے کہ سقایہ کی خدمت کے ساتھ حجابت کی خدمت بھی انھیں سونپی جائے تو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت نازل فرمائی۔ حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ سے باہر تشریف لاتے ہوئے اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے، حالانکہ یہ آیت میں نے اس سے قبل آپ سے نہیں سنی تھی۔

آپؐ نے عثمان اور شیبہ دونوں کو بلوایا اور ان سے فرمایا کہ یہ چابی لو ''خالدة تالدة'' ہمیشہ ہمیشہ یہ چابی آپ لوگوں کے خاندان میں رہے گی۔ اس سے قبل بھی ایک طویل عرصہ سے یہ چابی ان لوگوں کے خاندان میں چلی آرہی تھی۔ بہر حال شان نزول جو بھی ہو، لیکن امانات سے مراد عام امانات ہیں جس میں فرائض اور واجبات سب داخل ہیں، وہ خواہ از قبیل مال ہوں۔ جیسے زکوٰۃ صدقات وغیرہ یا از قبیل بدنی عبادت ہوں جیسے نماز روزہ وغیرہ یا مشترک ہوں یعنی از قبیل مال اور بدنی عبادت جیسے حج وغیرہ۔ آیت کا حکم تمام فرائض کے بارے میں عام ہے۔

ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ادالا مانة الی من ائتمنک ولا تخن من خانک

جس نے تیرے پاس امانت رکھی ہے وہ اس کو دو اد، جس نے تمہارے ساتھ خیانت کی، تم اس کے ساتھ خیانت نہ کرنا۔

معلوم ہوا کہ آیت مذکورہ میں امانات سے مراد جمیع حقوق ہیں۔

أی ان اللہ یا مرکم باداء الحقوق باسرها فحق الزوجة علی الزوج النفقة وحسن الصحبة وکذالک حق الزوج علی الزوجة ان تکون امینة فی نفسها وماله، وحق الوالدین علی الاولاد وحق الاولاد علی الو الدین وغیرہ الخ

مذکورہ آیت میں امانات سے مراد تمام حقوق ہیں، جیسا کہ بیوی کا حق شوہر پہ یہ ہے کہ اس کے نان نفقہ کا انتظام کرے اور حسن معاشرت رکھے اور شوہر کا حق بیوی کے ذمہ یہ ہے کہ وہ اپنی جان اور شوہر کے مال میں خیانت کا ارتکاب نہ کرے، اسی طرح والدین کے حقوق اولاد کے ذمہ اور اولاد کے حقوق والدین کے ذمہ ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے ہاں بچہ پیدا ہو، اسے چاہیے کہ

بچے کی اچھی تربیت کرے اور اس کا اچھا نام رکھے۔ قیامت کے روز لوگ اپنے اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جائیں گے۔ جیسے عبدالرحمٰن، عبدالغفار وغیرہ۔ جو شخص ساری زندگی رحمٰن کا بندہ پکارا گیا، امید ہے کہ اس کی مغفرت کردی جائے گی۔ آگے حضور نے فرمایا کہ جب بچہ بلوغ کو پہنچے تو اس کی شادی کرادے اور اگر شادی نہ کرانے کی وجہ سے وہ کسی گناہ میں مبتلا ہوگیا تو ماں باپ برابر کے شریک ہوں گے۔ (الترغیب والترھیب) ان تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ الخ حاکموں کے ذمہ رعایا کے حقوق ہیں۔ ان کے درمیان بغیر رشوت کے فیصلہ کریں۔ فیصلہ عدل پر مبنی ہو اور غیر جانبدارانہ فیصلہ کیا کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان المقسطين عند الله على منابر نور عن يمين الرحمٰن و كلتا يديه يمين الذين يعدلون في حكمهم واهليهم وما ولوا (الترغیب)

بے شک انصاف کرنے والے اللہ کے ہاں نور کے منبروں پر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے دائیں جانب۔ اور اللہ تعالیٰ کے دونوں جانب دائیں ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو انصاف برتا کرتے تھے اپنے فیصلوں میں، اپنے اہل وعیال اور اپنے زیر تصرف معاملات میں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ بادشاہ رعایا کے حقوق کا محافظ ہے۔ اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا اور عام آدمی اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے۔ اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے۔ اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا اور غلام اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے۔ اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ سو تم میں سے ہر شخص (کسی نہ کسی معاملہ کا) ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا۔ مدارس دینیہ کے مہتمم طلبہ کے حقوق کے ذمہ دار ہیں۔ اگر طعام ناقص ہوگا تو یہ پوچھے جائیں گے اور مسئول ہوں گے۔

اسلام میں احساس حق ہے، طلب حق نہیں ہے:

ان تمام احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جس کے ذمہ کسی کا حق ہو، وہ اس کے ادا کرنے کی فکر کرے۔ یہ عجیب بات ہے کہ قران وحدیث پڑھنے اور تفکر کرنے سے یہ بات سامنے تو آتی ہے کہ جن کے ذمے حقوق ہیں، وہ ان کی ادائیگی کی فکر کریں۔ دوسرے کا حق پورا پورا دیا جانا چاہیے، لیکن کہیں نہیں ہے کہ اپنے حق کو طلب کرو۔ طلب حق کا کہیں ذکر نہیں ہے، لہٰذا انسان پر لازم ہے کہ اپنے ذمے حقوق ادا کرتا رہے اور اپنا حق طلب نہ کرے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب عاملوں کو صدقہ اور زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجتے تھے تو ان کو تاکید فرماتے تھے کہ تم اموال میں زیادتی سے بچو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ

المعتدی فی الصدقة کمانعها صدقہ وصول کرنے میں زیادتی کرنے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ صدقہ نہ دینے والا۔یعنی زکوٰۃ کی وصولی میں حد سے بڑھنے والا ایسا گناہ گار ہے جیسا کہ زکوٰۃ نہ دینے والا گناہ گار ہے۔اگر آپ اونٹوں کے گلے میں جاتے ہیں اور چھانٹی کر کے عمدہ عمدہ اونٹ زکوٰۃ میں لیتے ہیں تو یہ بہت بڑے نقصان اور خسران کی بات ہے۔اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ہدایت فرمائی ہے کہ

ارضوا المصدقین قالوا ولو ظلمونا قال ولو ظلموکم ولو ظلموکم ولو ظلموکم

صدقہ وصول کرنے والوں کو راضی اور خوش کیا کرو تو لوگوں نے پوچھا: ''اگر چہ وہ ہم پر ظلم کریں'' تو آپ نے تین بار فرمایا: ''اگر چہ وہ تم پر ظلم کریں۔'' یہاں صدقات دینے والوں کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ بلاوجہ صدقات وصول کرنے والوں سے نہ الجھیں۔جہاں ایسا معاشرہ پروان چڑھتا ہو، وہاں جھگڑوں اور فسادات کا کیا کام۔فساد اور جھگڑے تو وہاں ہوتے ہیں جہاں صرف طلب حق ہی ہو اور احساس ادائے حق نہ ہو۔آج کل عدالتوں میں زیادہ تر اسی نوعیت کے دیوانی کیس اور مقدمے سالہا سال چلتے رہتے ہیں۔مظلوم اور شریف لوگوں کے حقوق مارے جاتے ہیں۔شریف آدمی عدالت میں جانے کے واسطے تیار نہیں ہوتا اور اگر چلا بھی جاتا ہے تو اس سے جھوٹی قسمیں اور جھوٹی شہادتیں بن نہیں پڑتیں۔جبکہ جھوٹے اور بدکردار لوگوں کی عمریں عدالتوں میں کٹ جاتی ہیں۔وہ ہمیشہ ناحق مقدمات دائر کر کے عدالتی جنگ لڑتے رہتے ہیں اور جیت بھی جاتے ہیں۔

جمعیت علماء اسلام کا مطالبہ:

اب جو ہمارے مطالبات ہیں، وہ دو قسم کے ہیں۔ایک یہ ہے کہ اپنے حق کا مطالبہ کریں سو یہ تو ہم نہیں کرتے۔دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ پاکستانی قوم پر ظلم نہ ہو، ان کا ضمیر نہ کچلا جائے اور حسب وعدہ اس ملک میں قرآن وسنت کی بالادستی ہو اور قرآن وسنت پر مبنی آئین ودستور نافذ العمل ہو اور اس کے لیے عملی طور پر جدوجہد کی جائے۔چنانچہ غزوات میں یہی کچھ تھا کہ اگر کوئی ظالم اسلام کے اصولوں پر نہ چلتا ہو تو اس قوم کا حق ہے کہ اس کے خلاف جدوجہد کرے۔تب ہی تو جہاد کے احکام نافذ ہوئے تاکہ اسلام کو برتری حاصل ہو، یہ طلب حق نہیں ہے اور ملک کے نظام کے متعلق بھی ہم کوئی مطالبہ حقیقی معنوں میں نہیں کرتے، بلکہ یہ سعی اور کوشش کرتے ہیں کہ اس ملک میں اسلامی قوانین ودفعات کی بالادستی ہو۔ہم کہتے ہیں کہ تم (موجود حکمران) ہٹ جاؤ ہم اسلام کے مطابق نظام نافذ و رائج کر کے اور اس کے مطابق ملکی نظام چلا کر دکھائیں گے۔بہرحال مذکورہ بالا آیت نے ادائیگی حقوق کی طرف بڑی توجہ دلائی ہے۔

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ الخ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لا طاعة لمخلوق فی معصیة خالق (الترغیب) یعنی اللہ تعالیٰ

کی نافرمانی کر کے مخلوق کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا حکمران اگر اسلامی اصولوں کے موافق کوئی حکم دیں تو مان لینا چاہیے، ورنہ رد کر دینا چاہیے اور اگر کوئی حکم ایسا ہے جس کے موافق یا مخالف شریعت ہونے میں اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو یعنی قرآن و حدیث کی روشنی میں اور ان سے مستنبط ضابطوں کی روشنی میں اس امر کے شرعی یا غیر شرعی ہونے کا فیصلہ کرنا چاہیے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اس چیز پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں جو تجھ پر نازل کی گئی ہے اور جو چیز تم سے پہلے

قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا

نازل کی گئی ہے وہ چاہتے ہیں کہ اپنا فیصلہ شیطان سے کرائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ اسے نہ

بِهِ ۖ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿٦٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ

مانیں اور شیطان تو چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور جا ڈالے ۝ اور جب انہیں کہا جاتا ہے

تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ

جو چیز اللہ نے نازل کی ہے اس کی طرف آؤ اور رسول کی طرف آؤ تو تو منافقوں کو دیکھے گا کہ تجھ سے

عَنْكَ صُدُودًا ﴿٦١﴾ فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ

پہلو تہی کرتے ہیں ۝ پھر کیا ہوتا ہے جب ان کے اپنے ہاتھوں سے لائی ہوئی مصیبت اُن پر آتی ہے پھر

جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ﴿٦٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

تیرے پاس آکر خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم کو تو سوائے بھلائی اور باہمی موافقت کے اور کوئی غرض نہ تھی ۝ یہ وہ لوگ ہیں کہ

يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ

اللہ جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے تو ان سے منہ پھیر لے اور انہیں نصیحت کر اور ان سے ایسی بات کہو جو ان کے دلوں میں

قَوْلًا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ

اتر جائے ۝ اور ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اللہ کے حکم سے اسکی تابعداری کی جائے اور جب

إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ

انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا تیرے پاس آتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی اُن کی معافی کی درخواست کرتا

لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا

تو یقیناً یہ اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پاتے ۝ سو تیرے رب کی قسم ہے یہ کبھی مومن نہیں ہونگے جب تک کہ اپنے

شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا

اختلافات میں تجھے منصف نہ مان لیں پھر تیرے فیصلہ پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور خوشی سے

تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِن دِيَارِكُم
قبول کریں ○ اور اگر ہم ان پر حکم کرتے کہ اپنی جانوں کو ہلاک کردو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ
مَّا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ ۖ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا
تو ان میں سے بہت ہی کم آدمی اس پر عمل کرتے اور اگر یہ لوگ کریں جو ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو یہ ان کے لئے زیادہ بہتر ہوتا
لَّهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ﴿٦٦﴾ وَإِذًا لَّآتَيْنَاهُم مِّن لَّدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٦٧﴾
اور دین میں زیادہ ثابت رکھنے والا ہوتا ○ اور اس وقت البتہ ہم ان کو اپنے ہاں سے بڑا ثواب دیتے ○
وَلَهَدَيْنَاهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿٦٨﴾ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ
اور البتہ انہیں سیدھا راستہ دکھاتے ○ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا فرمانبردار ہو
مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ
تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا وہ نبی اور صدیق اور شہید اور صالح ہیں
وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴿٦٩﴾ ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عَلِيمًا ﴿٧٠﴾ ع
اور یہ رفیق کیسے اچھے ہیں ○ یہ اللہ کی طرف سے احسان ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا ○

افاداتِ محمود:

إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ الخ

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اگر دو فریقوں میں کسی معاملہ میں جھگڑا ہوا اور ایک فریق دوسرے کو دعوت دے کہ آئے شرعی فیصلہ کرواتے ہیں اور دوسرا فریق انکار کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ ان کنتم تومنون میں یہ قضیہ شرطیہ ہے۔ یعنی ایمان کے ہوتے قرآن وسنت کے بغیر فیصلہ نہیں ہوسکتا اور غیر شرعی فیصلہ کے ہوتے ہوئے ایمان نہیں ہوسکتا۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ الخ

یہاں وجود اور ثبوت ایمان کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بنانا شرط قرار دیا گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اس دنیا میں موجود نہیں ہیں تو پھر آپ کو حکم یعنی منصف کیسے بنایا جائے؟ جواب یہ ہے کہ پیغمبر کا دین موجود ہے۔ شریعت موجود ہے۔ جو لوگ اپنے فیصلے دین محمدی کے مطابق کریں گے اور کروائیں گے۔ گویا یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بنانا ہے اور یہ فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیصلہ تصور ہوگا۔ چنانچہ حضرت

ابن مسعودؓ سے میراث کے متعلق مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں وہی فیصلہ کروں گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ اگر ایسا نہ کروں تو ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ ہوں گا۔ اس مسئلہ کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ اس بات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبرؑ کی وفات کے بعد پیغمبرؑ کے اصولوں کے مطابق فیصلہ کرنا، یہ پیغمبر کا ہی فیصلہ ہے اور اگر ایسا فیصلہ نہ کیا جائے تو موجب ضلالت ہے۔

قران کو چھوڑ کر اس کے مقابل کسی قانون پر عمل کرنا کفر ہے:

علامہ آلوسی صاحب روح المعانی نے مفصل تحریر فرمایا ہے کہ قرآن اور اسلام کے مقابل اور متضاد قانون پر عمل کرنا صریح کفر ہے اور ایسے قوانین بنانا بھی کفر ہے۔ تفصیل کے لیے روح المعانی سے مراجعت فرمائیں۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ الخ

یہود اور منافقین کے متعلق فرمایا جارہا ہے کہ اگر ہم ان لوگوں کو جان بوجھ کر ہلاکت میں ڈالنے کا حکم دیتے تو انھیں اس حکم کو بھی پورا کرنا چاہیے تھا، کیونکہ جان بھی تو اللہ ہی کی دی ہوئی ہے، یا اگر جلاوطنی کا حکم دیا جاتا تو بھی ان پر لازم تھا کہ اس پر عمل کریں، لیکن سہل اور آسان احکام دیے گئے ہیں، مگر ان کی حالت یہ ہے کہ ان سے بھی انحراف اور روگردانی کی جارہی ہے۔

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ الخ

نبی اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا اور فرستادہ ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ بواسطہ یا بلا واسطہ ہم کلام ہوتا ہے۔ صدیق کا دل ہی چاہتا ہے کہ وہ نبی کی ہر بات کی تصدیق کرے اور شہید اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر جان قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور صالح اپنے ظاہر و باطن کو ظاہری اور باطنی آلائشوں سے صاف رکھتا ہے۔ ان چاروں کی رفاقت جو اس آیت میں مذکور ہے، یہ قیامت تک رہے گی یعنی ایسے افراد قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے جو اس آیت کا مصداق ہوں گے۔ ہاں نبوت کا سلسلہ بند ہو گیا، لیکن نبوت کے عطا کیے ہوئے اصول دین اور نبی کی احادیث باقی ہیں۔ اور مگر صدیق و شہداء قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾

اے ایمان والو! اپنے ہتھیار لے لو پھر جدا جدا فوج ہو کر نکلو یا سب اکٹھے ہو کر نکلو ○

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ

اور بیشک تم میں بعض ایسا بھی ہے جو لڑائی سے جی چراتا ہے پھر اگر تم پر کوئی مصیبت آ جائے تو کہتا ہے کہ اللہ نے

عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ

مجھ پر فضل کیا کہ میں اُن لوگوں کے ساتھ نہ تھا ○ اور اگر اللہ کی طرف سے تم پر فضل ہو تو

لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ

اس طرح کہنے لگتا ہے کہ گویا تمہارے اور اس کے درمیان دوستی کا کوئی تعلق ہی نہیں کہ کاش میں بھی

فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ

ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی مراد پاتا ○ سو چاہیئے کہ اللہ کی راہ میں وہ لوگ لڑیں جو دنیا کی زندگی کو

الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ

آخرت کے بدلے بیچتے ہیں اور جو کوئی اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب رہے

نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ

تو اسے ہم بڑا ثواب دینگے ○ اور کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس

مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ

مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اس

الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ

بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمارے واسطے اپنے ہاں سے کوئی حمایتی کر دے اور ہمارے واسطے

لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ ؕ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ

اپنے ہاں سے کوئی مددگار بنا دے ○ جو ایمان والے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو

كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ

کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں سو تم شیطان کے ساتھیوں سے لڑو بے شک

كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿٧٦﴾ ع
شیطان کا فریب کمزور ہے ○

افاداتِ محمود:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ الخ

اس رکوع میں جہاد کا ذکر ہے۔ پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کا ذکر تھا۔ پھر انبیاء، شہداء، صدیقین اور صالحین کی رفاقت کا ذکر تھا۔ شہید تو آدمی جہاد میں جانے کے بعد بنتا ہے، لیکن منافقین جہاد کا نام سن کر ہی کانپتے تھے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جہاد کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد چھوٹی چھوٹی جماعتیں ذکر فرمائیں۔ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ یہاں محرکات قتال دو چیزیں ہیں۔ غلبۂ اسلام، ضعیف اور کمزور مسلمانوں کا زبردست اور زور آور کفار سے چھڑانا۔ ایمان والوں کا قتال اسی نیت سے ہونا چاہیے کہ دین اسلام غالب ہو اور ضعیف و کمزور لوگوں کو کفار کے ظالمانہ چنگل سے آزادی نصیب ہو۔ چنانچہ محمد ابن قاسم رحمہ اللہ نے سندھ پر جو حملہ کیا تھا وہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ راجہ داہر نے مسلمانوں کی ایک کشتی قبضہ میں لے لی تھی۔ اس میں خواتین بھی تھیں۔ انہوں نے حجاج ابن یوسف الثقفی کے نام خط لکھا کہ معلوم نہیں حجاج مر گیا ہے یا اس کے بدن کا وہ گرم خون جو غیرت کی وجہ سے جوش مارتا تھا ٹھنڈا ہو گیا ہے یا اس کی غیرت جواب دے گئی ہے۔ جب یہ خط حجاج کے پاس پہنچا تو اس نے محمد ابن قاسم کو بلایا۔ یہ اس کا بھتیجا بھی تھا اور داماد بھی۔ ۱۷ برس اس کی عمر تھی۔ اس سے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اس نے کہا کہ میں تیار ہوں۔ اس نے بغداد میں تقریر کر کے فوج اکٹھی کی اور پھر تمام فوج چل پڑی اور قتال کرتے کرتے ملتان تک پہنچ گئے۔ راجہ داہران کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ جس بستی میں اس کی بیوی رہتی تھی، اس پر جب قبضہ ہونے لگا تو اس نے اپنے آپ کو اور اپنی حاشیہ نشین تمام لونڈیوں کو آگ سے جلوا دیا کہ مجھ کو کوئی پکڑ نہ سکے۔ جنگ کے اختتام پر حجاج ابن یوسف نے کہا تھا ربحنا ستین الفا و ادرکنا ثار ناو رأس داھـــر یعنی ہم نے ساٹھ ہزار کا نفع کمایا۔ انتقام بھی لے لیا اور راجہ داہر کا سر بھی اپنے قبضہ میں لے لیا۔ بہر حال مظلوم اور مغلوب لوگ یہ دعا کرتے تھے کہ ہمیں ظلم سے نجات مل جائے اور مسلمان ان مظلوموں کا خیال کرتے تھے، لیکن آج ۱۴ اگست کا جشن منایا جاتا ہے مظلوم اور بے سہارا لوگوں کا کوئی پرسان حال نہیں۔ ان کی غیرت بھی جواب دے چکی ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ الخ مسلمانوں کی اگر آپس میں لڑائی ہو تو اس میں شرکت سے تامل تو ہو سکتا ہے جیسے جنگ جمل اور صفین وغیرہ میں ہوا، لیکن جہاں کفر کے خلاف جنگ ہو تو مسلمانوں کا قتال یقیناً فی سبیل اللہ ہو گا۔ اس میں کوئی تامل نہیں ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو پھر جب انہیں لڑنے کا حکم دیا گیا اسوقت انمیں سے

يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ

ایک جماعت لوگوں سے ایسا ڈرنے لگی جیسا اللہ کا ڈر ہو یا اس سے بھی زیادہ ڈر اور کہنے لگے اے رب ہمارے تو نے

عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ

ہم پر لڑنا کیوں فرض کیا کیوں نہ ہمیں تھوڑی مدت اور مہلت دی ان سے کہہ دو دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے

وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧٧﴾ أَيْنَمَا تَكُونُوا

اور آخرت پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے اور ایک تاگے برابر بھی تم سے بے انصافی نہیں کی جائیگی ○ تم جہاں کہیں ہوگے

يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ وَإِن تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا

موت تمہیں آہی پکڑے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہی ہو اور اگر انہیں کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ

هَٰذِهِ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِكَ

یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿٧٨﴾

کہہ دے کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہے ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی ○

مَّا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن

تجھے جو بھلائی بھی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو تجھے برائی پہنچے وہ تیرے

نَّفْسِكَ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٧٩﴾ مَّن يُطِعِ

نفس کی طرف سے ہے ہم نے تجھے لوگوں کو پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کی گواہی کافی ہے ○ جس نے

الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ﴿٨٠﴾ وَ

رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ موڑا تو ہم نے تجھے ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ○ اور

يَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ

کہتے ہیں قبول کیا پھر جب تیرے ہاں سے باہر گئے تو ان میں سے ایک گروہ رات کو جمع ہو کر تمہاری باتوں کے خلاف

الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ

مشورہ کرتا ہے اور اللہ لکھتا ہے جو وہ مشورہ کرتے ہیں تو ان کی پرواہ نہ کر اور اللہ پر بھروسہ کر

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ

اور اللہ کارساز کافی ہے ○ کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ قرآن

غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ

سوائے اللہ کے کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت اختلاف پاتے ○ اور جب اُن کے پاس کوئی خبر امن

اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ

یا ڈر کی پہنچتی ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اُسے رسُول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچاتے تو

لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

اس کی تحقیق کرتے جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو

لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ

البتہ تم شیطان کے پیچھے ہو لیتے سوائے چند لوگوں کے ○ سو تو اللہ کی راہ میں لڑ تو سوائے اپنی جان کے کسی کے ذمہ دار نہیں

وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ

اور مسلمانوں کو تاکید کر قریب ہے کہ اللہ کافروں کی لڑائی بند کر دے اور اللہ لڑائی میں

بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ

بہت ہی سخت ہے اور سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے ○ جو کوئی اچھی بات میں سفارش کرے اسے بھی اس میں سے ایک حصہ ملے گا

وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اور جو کوئی بُری بات میں سفارش کرے اس میں سے ایک بوجھ اس پر بھی ہے اور اللہ ہر چیز پر

مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

قدرت رکھنے والا ہے ○ اور جب تمہیں کوئی دُعا دے تو تم اس سے بہتر دُعا دو یا الٹ کر ویسی ہی کہو بے شک اللہ

كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ	النصف
ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے ○ اللہ وہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں بیشک قیامت کے دن	
الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾	ع ۸
تم سب کو جمع کرے گا اس میں کوئی شک نہیں اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے ○	

افاداتِ محمود:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ الخ

ہجرت سے قبل مسلمان جب مشرکین مکہ اور دیگر کفار کی اذیتوں کو اور زیادتیوں کو دیکھتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگتے کہ قتال و جہاد کی اجازت ملنی چاہیے۔ اس وقت مسلمان مظلوم بھی تھے اور تعداد میں کم بھی تھے، لیکن ہجرت کے بعد جب جہاد اور قتال کی اجازت مل گئی تو بعض کچے مسلمان ڈر گئے۔ انھوں نے خیال کیا کچھ مزید مدت کے لیے جہاد کا حکم نازل نہ ہوتا اور ہم زندہ رہ کر دنیا کے فوائد سے متمتع ہوتے تو اچھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں بتلا دیا کہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور جہاد ہی میں تمہارے لیے سینکڑوں فوائد مضمر ہیں۔ نہ تو یہ ظلم ہے، نہ آئندہ تم ذرہ برابر ظلم کیے جاؤ گے۔

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ الخ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح ہوئی تو منافقین کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی ہے۔ ایسے واقعات کو اللہ تعالیٰ کی تکوینیات پر محمول کرتے تھے اور آپ کی حسن تدبیر کو یکسر نظر انداز کر دیتے تھے اور اگر مسلمانوں کو شکست ہو جاتی تو حضورؐ پر طرح طرح کے الزامات لگاتے اور کہتے کہ آپؐ کی غلط تدبیر اور جنگی نقشہ مناسب نہ ہونے کی وجہ سے یہ شکست اور نقصان ہوا۔ تا کہ مسلمان آپؐ سے بدظن ہوں۔ فتح اور شکست یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، لیکن ظاہری اسباب کو بھی دخل ہوتا ہے۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ الخ

حسنہ سے مراد فراخی رزق ہے کہ صحت و سلامتی کے ساتھ نصیب ہو اور سیئہ سے مراد قحط سالی اور بیماریاں ہیں۔ یہ حالات اکثر اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے پیش آتے ہیں۔ لہٰذا حسنہ اللہ سے منسوب ہے اور سیئہ بندے سے منسوب ہے۔ اب اس آیت کی تفسیر دونوں طرح منقول ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں یہ کلام استینافی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی مقدر لفظ یا حرف کے ذریعہ اس کو کلام سابق سے جوڑ دیا جائے۔ اگر یہ جملہ مستانفہ ہو تو مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کیے ہوئے احسانات جتلا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تمام احسانات محض اس کا فضل اور اس کی مہربانی ہے، ہمارا کوئی استحقاق نہیں اور مصائب و آلام و آفات اکثر انسان کے شامت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ فعل مذموم کا نتیجہ مذمومہ یعنی ناپسندیدہ ہوتا ہے۔

کل من عنداللہ الخ

حسنہ اور سیئہ یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طرف ہیں کیونکہ ہر خیر و شر کا خالق اور موجد اللہ تعالیٰ ہے، انسان تو صرف کسب کرنے والا ہے۔

بعض کے ہاں اِمَآ اَصَابَکَ سے پہلے یَقُوْلُوْنَ مقدر ہے یعنی منافقین یہ کہتے ہیں حالانکہ خیر اور شر سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ان کو ایسی بات نہیں کہنی چاہیے۔ بعض مفسرین حضرات کہتے ہیں کہ یہ جملہ استفہامیہ ہے اور ما سے پہلے حرف استفہام مقدر ہے۔ ای اِمَآ اَصَابَکَ الخ یعنی کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ حسنہ جو پہنچے وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور سیئہ آپ کے نفس کی طرف سے ہے۔ ایسا خیال نہ کرنا چاہیے۔ بعض کے ہاں صرف استفہام ''فمن نفسک'' سے پہلے مقدر ہے۔ یعنی کیا برائی اپنی طرف سے سمجھتے ہو؟ حالانکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

یَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ز الخ یہاں منافقین کے ایک اور مکر اور دجل کا ذکر ہے کہ آپ کے سامنے ''اطعنا'' کہتے ہیں اور جب آپ کی بابرکت مجلس سے چلے جاتے ہیں تو کچھ اور کہتے اور کرتے ہیں۔

لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا الخ

یہاں قرآن کریم کی حقانیت کی دلیل ہے کہ اس کتاب کے وحی الٰہی اور کلام الٰہی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے، ورنہ انسان مختلف حالات میں مختلف باتیں کرتا ہے۔ حالات کے بدلنے کے ساتھ بدلتا رہتا ہے، لیکن قرآن کریم نے جو اصول بتلائے ہیں۔ وہ ابتدا، انتہا اور وسط میں ایک جیسے ہیں۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ الخ

جب کوئی خبر صلح کی یا فتح کی اور یا کوئی خبر شکست وغیرہ کی سن لیتے ہیں تو منافقین اپنے نفاق کی وجہ سے اور بعض سادہ لوح مسلمان کم فہمی کی وجہ سے اس کو اڑا دیتے ہیں۔ آخر کار اس کا نقصان مسلمانوں کو پہنچتا ہے۔ حالانکہ بات کہنے سے پہلے تحقیق کر لینی چاہیے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تو وہ جس بستی میں جا رہے تھے، اس بستی کے لوگ اس کے استقبال کے لیے نکل کھڑے ہوئے اور یہ صاحب یہ سمجھے کہ شاید مجھ کو قتل کرنے کے لیے آ رہے ہیں۔ راستہ سے ہی لوٹ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ وہ لوگ مرتد ہو چکے ہیں (العیاذ باللہ) اور زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ پھر منافقین نے بھی خوب پروپیگنڈا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو منع فرمایا کہ ایسی باتیں مت اڑاؤ۔

فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ط الخ

اگر کسی نے آپ کو السلام علیکم کہہ کر سلام کیا اور تم نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا تو یہ اس سے عمدہ ہے جو سلام آپ کو کیا گیا ہے کیونکہ سلام کرنے والے نے صرف السلام علیکم کہا ہے اور آپ نے جواب میں اس کو سلامتی، رحمت خداوندی اور برکت خداوندی تینوں چیزوں کی دعا دے دی تو یہ جواب سلام اس سلام سے عمدہ ہے۔ اگر آپ نے جواب میں صرف وعلیکم السلام کہا تو یہ ''رُدُّوْهَا'' کا مصداق ہے۔

فَمَا لَكُمْ فِي

پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ

الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا

منافقوں کے معاملہ میں دو گروہ ہو رہے ہو اور اللہ نے انکے اعمال کے سبب سے ان کو الٹ دیا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ

مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝۸۸ وَدُّوْا لَوْ

جسے اللہ نے گمراہ کیا ہوا سے راہ پر لاؤ اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے لئے ہرگز کوئی راہ نہیں پائے گا ○ وہ تو چاہتے ہیں کہ

تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى

جیسے وہ کافر ہوئے ہیں تم بھی کافر ہو جاؤ پھر تم سب برابر ہو جاؤ لہٰذا ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک کہ

يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ

وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے نہ آجائیں پھر اگر وہ اس بات کو قبول نہ کریں تو جہاں پاؤ انہیں پکڑو اور قتل کرو

وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝۸۹ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ

اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ بناؤ ○ البتہ وہ منافق اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جو کسی ایسی قوم سے جا ملیں

وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ

جس کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہو یا وہ جو تمہارے پاس آتے ہیں اور لڑائی سے دلبرداشتہ ہیں نہ تم سے لڑتے ہیں

يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ

اور نہ اپنی قوم سے اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں تم پر مسلّط کر دیتا پھر وہ تم سے لڑتے سو اگر وہ تم سے یکسو رہیں

فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝۹۰

اور تم سے نہ لڑیں اور تمہاری طرف صلح کا ہاتھ بڑھائیں تو اللہ نے تمہیں ان پر کوئی راہ نہیں دی ○

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْٓا

ایک اور قسم کے منافق تم دیکھو گے جو چاہتے ہیں تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی جب کبھی وہ

اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا

فساد کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تو اس میں کود پڑتے ہیں پھر اگر وہ تم سے یکسو نہ رہیں اور تمہارے آگے صلح پیش نہ کریں

اَيْدِيَهُمْ	فَخُذُوْهُمْ وَ	اقْتُلُوْهُمْ	حَيْثُ	ثَقِفْتُمُوْهُمْ	وَ اُولٰٓئِكُمْ	جَعَلْنَا	لَكُمْ
اور اپنے ہاتھ نہ روکیں	تو انہیں پکڑو اور	مار ڈالو	جہاں	پاؤ	اور ان پر	ہاتھ اٹھانے کے لئے	

عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾ ع

ہم نے تمہیں کھلی حجت دے دی ہے ○

افاداتِ محمود:

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ الخ اس آیت کے شانِ نزول میں ایک بات تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب احد کی طرف تشریف لے گئے تھے تو کچھ لوگ آپ کے ساتھ وہاں گئے تھے، لیکن جنگ سے پہلے ہی گھروں کو واپس چلے گئے تو صحابہ کرام کی دو جماعتیں ہوگئیں۔ ایک جماعت کی رائے یہ تھی کہ ان کو قتل کرنا چاہیے اور دوسری جماعت کی رائے یہ تھی کہ قتل کرنا مناسب نہیں ہے۔ یہ آیت اس کے متعلق اُتری اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

انها طيبة وانها تنفي الخبث كما ينفي الكير خبث الحديد الخ (صحیحین)

بے شک مدینہ پاکیزہ ہے وہ غلط لوگوں کو ایسا دور کرتا ہے جیسا کہ بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔

اور دوسری بات اس آیت کے شانِ نزول میں حافظ ابن کثیرؒ نے یہ نقل فرمائی ہے کہ مکہ مکرمہ سے کچھ لوگ اپنے کسی کام کے سلسلے میں نکل کھڑے ہوئے اور کہا کہ اگر ہماری ملاقات کہیں مسلمانوں سے ہوگئی تو ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں۔ اب جب مسلمانوں کو ان کے نکلنے کی اطلاع ملی تو بعض صحابہ کہنے لگے کہ یہ لوگ اگر ہمارے دشمنوں سے مل گئے تو ہمارے خلاف ان کی مدد کریں گے، لہٰذا ان کو قتل کرنا چاہیے۔ دوسرے گروہ کی رائے یہ تھی کہ جب وہ لوگ ایمان ظاہر کرتے ہیں۔ صرف یہ ہے کہ انہوں نے ہجرت نہیں کی اپنا گھر بار نہیں چھوڑا، لیکن زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں تو ہم ان کا خون حلال نہیں سمجھتے، لہٰذا ان کو قتل نہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ منافقوں کا آپ لوگوں سے کوئی تعلق نہیں، نہ ہی وہ آپ کے خیر خواہ ہیں لہٰذا ایک ہی رائے پر سب کو قائم رہنا چاہیے اور اختلاف نہ کرنا چاہیے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ لوگ مکہ میں تھے اور کہتے تھے کہ **ان ظهر محمد عرفنا وان ظهر قومنا فهو احسن** یعنی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم غالب آ گئے تو بھی ہمیں پتا چل جائے گا اور اگر ہماری قوم غالب آ گئی تو یہ بہت ہی اچھا ہے۔

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ

اور مسلمان کا یہ کام نہیں کہ کسی مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے

وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى

اور جو مسلمان کو غلطی سے قتل کرے تو ایک مسلمان کی گردن آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا

اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ

دے مگر یہ کہ وہ خون بہا معاف کر دیں پھر اگر وہ مسلمان مقتول کسی ایسی قوم سے تھا جس سے تمہاری دشمنی ہے

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ

تو ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے اور اگر وہ مقتول مسلمان کسی ایسی قوم میں سے تھا جس سے تمہارا معاہدہ ہے

فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

تو اس کے وارثوں کو خون بہا دیا جائے گا اور ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہوگا پھر جو غلام نہ پائے وہ پے در پے

شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۫ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۹۲

دو مہینے کے روزے رکھے اللہ سے گناہ بخشوانے کے لئے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○

وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ

اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان کر قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝۹۳ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا

اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے ○ اے ایمان والو!

اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ

جب اللہ کی راہ میں سفر کرو تو تحقیق کر لیا کرو اور جو تم پر سلام کہے اس کو مت کہو کہ

السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؗ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ

تو مسلمان نہیں ہے تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو سو اللہ کے ہاں

كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

بہت غنیمتیں ہیں تم بھی تو اس سے پہلے ایسے ہی تھے پھر اللہ نے تم پر احسان کیا لہٰذا تحقیق سے کام لیا کرو بیشک اللہ

بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا ۝٩٤ لَا يَسۡتَوِى الۡقٰعِدُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ غَيۡرُ
تمہارے کاموں سے باخبر ہے ۝ مسلمانوں میں سے جو کوئی عذر کے بغیر گھر
اُولِى الضَّرَرِ وَالۡمُجٰهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ‌ؕ فَضَّلَ
بیٹھے رہتے ہیں اور وہ جو اللہ کی راہ میں جان ومال سے جہاد کرتے ہیں دونوں برابر نہیں ہیں اللہ نے بیٹھنے
اللّٰهُ الۡمُجٰهِدِيۡنَ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ عَلَى الۡقٰعِدِيۡنَ دَرَجَةً‌ ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ
والوں پر جان ومال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ بڑھادیا ہے اگرچہ ہر ایک سے
اللّٰهُ الۡحُسۡنٰى‌ ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الۡمُجٰهِدِيۡنَ عَلَى الۡقٰعِدِيۡنَ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ۝٩٥ دَرَجٰتٍ
اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اور اللہ نے لڑنے والوں کو بیٹھنے والوں سے اجرِ عظیم میں زیادہ کیا ہے ۝ ان کے لئے
مِّنۡهُ وَمَغۡفِرَةً وَّرَحۡمَةً‌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۝٩٦
اللہ کی طرف سے بڑے درجے ہیں اور مغفرت اور رحمت ہے اور اللہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے ۝

ع

افاداتِ محمود:

وَمَا كَانَ لِمُؤۡمِنٍ الخ

کسی مومن کے شایانِ شان نہیں کہ عمداً اور جان بوجھ کر کسی مسلمان کو قتل کرے۔ غلطی سے ہو جائے تو اور بات ہے۔ یہاں "ما حرف نفی" "کان" پر داخل ہے یعنی ارتکاب قتل سے نہی مقصود ہے کہ قتل عمد فعل قبیح ہے۔ دینی و دنیوی ہر دو اعتبار سے برائی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی نہی فرمائی ہے۔ جیسا کہ ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

وما کان لکم ان تئوذوا رسول الله الخ

اور تم کو نہیں پہنچتا کہ تکلیف دو اللہ کے رسول کو۔

وَمَا كَانَ لِمُؤۡمِنٍ میں نہی تحریمی ہے۔ یعنی مسلمان کو عمداً بغیر کسی وجہ شرعی کے قتل کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور کسی مسلمان سے ایسے فعل کے صدور کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ الخ

یہاں کفارۂ قتل میں رقبۃ (غلام) کے ساتھ مؤمنہ کی قید ہے۔ جبکہ دیگر کفارات جیسے کفارۂ یمین پارہ ۷ کفارہ ظہار پارہ ۲۸ میں مطلق تحریر رقبہ کا ذکر ہے، مؤمنہ کی قید نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ قرآن کریم کے مطلق کو مطلق اور مقید کو مقید ہی رکھا جائے گا، لہٰذا کفارۂ قتل میں رقبۂ مؤمنہ کا آزاد کرنا شرط ہے۔ جبکہ کفارۂ یمین وظہار میں مطلق رقبہ کو آزاد کرنا کافی ہے۔ جو حضرات "مؤمنہ" کی قید کو دیگر کفارات کی طرف منتقل کرتے

ہیں، ان کے ہاں کفارۂ یمین اور کفارۂ ظہار میں بھی رقبہء مؤمنہ کا آزاد کرنا شرط ہے۔ البتہ اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر رقبہ (غلام) اعمٰی ہے یا شل ہے یا مقطوع الیدین ہے، مقطوع الرجلین (دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں، دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہوں) ہے تو اس کا آزاد کرنا کسی کفارہ میں جائز نہیں ہے اور اگر غلام اعور (کانا) یا اعرج (لنگڑا) ہے تو اس میں اختلاف ہے۔ اکثر کے نزدیک آزاد کرنا جائز ہے، مگر امام مالک کے ہاں ناجائز ہے۔ اگر مکمل طور پر لنگڑا ہو تو پھر ہرگز جائز نہیں ہے۔ اسی طرح **مقطوع احدی الیدین یا احدی الرجلین** امام ابو حنیفہ کے ہاں جائز ہے۔ وعند الشافعی و مالک ناجائز ہے۔ اصل میں امام ابوحنیفہ کے ہاں ضابطہ یہ ہے کہ اگر کوئی عضو کٹ جائے اور اس کی صنعت ومنفعت مکمل طور پر ختم ہو جائے تو ایسے غلام کو کسی کفارہ میں آزاد کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسے اعمٰی (اندھا) یا ہاتھ پاؤں کی منفعت سے محروم شخص۔ اگر تھوڑی بہت کمی کسی عضو میں موجود ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ الخ

دیت چونکہ مقتول کے خون کے عوض دی جاتی ہے، لہٰذا اولیاء مقتول کو ہی دیت ملنی چاہیے۔ یہاں دیت کے وجوب کا ذکر ہے، لیکن یہ نہیں بتلایا گیا کہ دیت قاتل پر واجب ہے یا عاقلہ پر؟ (عاقلہ سے مراد قاتل کی برادری ہے یا جس محکمہ میں وہ ملازم ہے اس کے ملازم) نیز یہ بھی نہیں بتلایا گیا کہ دیت کا نصاب اور مقدار کیا ہے۔ ان تمام باتوں کی تفصیل احادیث میں موجود ہے اور احادیث سے ہی فقہاء نے اخذ کیا ہے۔ دیت سے متعلق متعدد مسائل ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اہل ابل پر **مأة ابل** (سو اونٹ) ہیں اس صورت میں بھی دیت لاکھوں روپے ہوگی۔ کیونکہ کم از کم ایک اونٹ چار پانچ ہزار کا ہوگا اور اونٹ کے سوا دیت من الذہب والفضۃ بھی جائز ہے۔ اگر دیت سونے سے ادا کی جائے گی تو ہزار دینار دینے ہوں گے۔ **وھو قول مالک و احمد و ابی حنیفہ والقول القدیم للشافعی**ؒ یعنی امام مالک، امام احمد اور امام ابی حنیفہ کا بھی یہی مسلک ہے اور امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے اور اگر چاندی میں سے دیت کو ادا کریں گے تو اہل عراق، اہل خراسان اور اہل فارس کے (۱۲۰۰۰) بارہ ہزار درہم ہوں گے۔ یہی امام مالک کا بھی مذہب ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں (۱۰۰۰۰) دس ہزار درہم دینے ہوں گے۔ امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ دیت میں ابل (اونٹ) ہیں۔ اگر ابل موجود نہ ہوں تو پھر ان کی قیمت لگائی جائے گی (**سواء من الذھب اوالفضۃ**) خواہ سونے سے یا چاندی سے، امام شعبیؒ سے منقول ہے کہ (**من الابل مأۃ**) دیت میں ۱۰۰ اسو اونٹ واجب ہیں (**ومن الورق عشرۃ الاف**) اور چاندی سے دس ہزار درہم واجب ہیں، (**ومن التبر مأتین**) اور سونے کے دوصد (۲۰۰) ڈھیلے واجب ہیں، (**وعلی اھل الشاۃ الف شاۃ**) اور بکریوں والوں پر ایک ہزار (۱۰۰۰) بکریاں واجب ہیں۔ (**وعلی اھل احلۃ مأتی حلل**) اور کپڑے والوں پر (۲۰۰) دوصد جوڑے دینا واجب ہیں، لیکن فقہاء سبعہ اور دیگر ائمہ فقہ مثل امام ابوحنیفہ

وغیرہ نے بقر، شیاہ اور حلل کو دیت میں دینے سے انکار کیا ہے کہ ان چیزوں کو دیت میں دینا درست نہیں۔ البتہ ابل (اونٹ) ذہب (سونا) اور فضہ (چاندی) دینا درست ہے۔

دیت میں دیے جانے والے اونٹوں کی تفصیل:

اس معاملے میں موجودہ کرنسی کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ اونٹوں کی قیمت یا براہِ راست اونٹ معتبر ہیں۔ دیت میں جو اونٹ دیے جائیں گے، ان کی عمریں درج ذیل حدیث سے ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

وعن خشف ابن مالک عن ابن مسعودؓ قال قضٰی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی دیة الخطاء. عشرین بنت مخاض. وعشرین ابن مخاض ذکور و عشرین بنت لبون وعشرین جذعة وعشرین حقة. (ابوداؤد)

حضرت خشف ابن مالکؒ، ابن مسعودؓ سے نقل کرتے ہیں کہ قتل خطاء کی دیت کا فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا تھا کہ (سو میں سے) (۲۰) بیس اونٹنیاں وہ ہوں جو دوسرے سال میں لگی ہوں اور ۲۰ اونٹ نر جو دوسرے سال میں لگے ہوں اور (۲۰) بیس اونٹنیاں وہ ہوں جو تیسرے سال میں لگی ہوں اور (۲۰) بیس اونٹنیاں وہ ہوں جو پانچویں سال میں لگی ہوں اور (۲۰) بیس اونٹنیاں وہ ہوں جو چوتھے سال میں لگی ہوں۔ یہ روایت امام ابو حنیفہ کی حجت اور دلیل ہے کہ دیت کی تقسیم اخماساً ہے اور مختلف عمروں کے بیس بیس اونٹ جمع کر کے سو کی تعداد پوری کی جائے گی۔ یہی مذہب ہے امام مالکؒ اور امام شافعی کا ہے۔ ایک اور روایت بھی دیت سے متعلق ہے، لیکن فقہاء میں سے کسی نے اس پر اپنے مسلک کی بنیاد نہیں رکھی۔ وہ روایت یہ ہے۔

وفیه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قضٰی ان من قتل خطاء فدیته مأة من الابل ثلاثون بنت مخاض وثلاثون بنت لبون وثلاثون حقة وعشر بنی لبون الخ

اس (روایت) میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل خطاء کے متعلق یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کی دیت سو اونٹ ہوں گے۔ تیس بنت مخاض (وہ اونٹنیاں جو دوسرے سال میں لگی ہوں) اور تیس (۳۰) بنت لبون (وہ اونٹنیاں جو تیسرے سال میں لگی ہوں) اور تیس (۳۰) حقے (وہ اونٹ یا اونٹنیاں جو چوتھے برس میں لگی ہوں) اور دس (۱۰) بنی لبون (وہ اونٹ جو تیسرے سال میں لگے ہوں)۔

دیت سے متعلق دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ دیت کن لوگوں پر واجب ہے۔ اس پر اجماع ہے کہ دیت عاقلہ پر واجب ہے۔ سب لوگوں پر تقسیم کی جائے گی اور وہ لوگ تین سال میں ادا کریں گے۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ دیت زندہ شخص کو قتل کرنے کی وجہ سے واجب ہوگی۔ اس میں چھوٹا اور بڑا برابر ہے۔ حتیٰ کہ اگر حاملہ عورت کو کسی شخص نے دھکا دے دیا یا اس کے پیٹ پر مکا مارا اور بچہ پیدا ہو کر پھر مر گیا تو فیہ دیة

کاملة (اس میں بھی کامل دیت واجب ہے)۔ چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ اگر حاملہ عورت کو مارنے یا اس کے پیٹ پر کوئی چیز مارنے سے بچہ اندر ہی اندر فوت ہو گیا اور وہ مردہ پیدا ہوا تو اس صورت میں حدیث ہے غرۃ عبد یعنی ایک غلام دیا جائے گا اور اگر غلام نہ ہو تو امام مالک کے ہاں یا تو پچاس دینار دینے ہوں گے یا چھ سو درہم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ایک عبد ہی کا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

عن حمل ابن مالک قال کنت بین جاریتین لی فضربت احدٰھما بطن صاحبتھا بعود فسطاط او سطح خیمة فالقت جنیناً میتاً فاختصم اولیاء ھا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیہ السلام لاولیاء الضاربة فدوہ فقال اخوھا انفدی من لاصاح ولا استھل ولا شرب ولا اکل ودم مثلہ یطل فقال علیہ السلام السجع سجع الکھان قوموا فدوہ

حمل ابن مالک کہتے ہیں کہ میری دو بیویوں میں سے ایک نے دوسری کے پیٹ پر خیمہ کا ستون مارا اور اس نے مرا ہوا بچہ جنم دیا تو اس کے اولیاء نے یہ معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی دیت دے دو تو مارنے والی کا بھائی کہنے لگا کہ کیا ہم ایسے (بچے) کی دیت دیں جو نہ تو چلایا اور نہ آواز بلند کی اور نہ کھایا پیا۔ ایسا خون تو رائیگاں ہونا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سجع تو کاہنوں والا ہے، لیکن اٹھو اور دیت ادا کرو (جو کہ ایک عبد ہے)

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا الخ

قتل عمد کی سزا میں جو خلود کا ذکر آیا ہے یا تو اس وجہ سے ہے کہ بہت سے لوگ قتل ناحق کو حلال جانتے ہیں اور یہ کفر ہے۔ کفر کی سزا یہی ہے۔ یعنی جب موت کفر پر آئی ہو تو خلود فی النار ہے۔ جیسے آج کل دشمن کے بھائی کو، باپ کو، بیٹے کو لوگ قتل کر دیتے ہیں اور اس قتل کو وہ حلال سمجھتے ہیں تو یہ صریح کفر ہے۔ بعض مفسرین نے اس اشکال کا جواب یہ دیا ہے کہ یہاں خلود سے ابد نہیں ہے۔ خلود سے مراد طول سزا ہے جیسے عمر بھر قید سے مراد صرف ۱۴ سال قید ہے یا قتل کے گناہ کبیرہ بتلانے اور جتلانے کے لیے یہ سزا اہم رکھی گئی ہے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ قتل ناحق کتنا بڑا گناہ ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ الخ

شانِ نزول

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت فدک کی طرف بھیجی تو جو غیر مسلم تھے، وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور حضرت مرداس ابن نھیک اکیلے ان میں سے مسلمان ہو گئے تھے۔ وہ اپنے مال و اسباب سمیت ان لوگوں سے

الگ ہو گئے تھے جب صحابہ کرام پہنچ گئے تو وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ رہے تھے، لیکن صحابہ کرام یہ سمجھے کہ شاید مال و جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھ رہا ہے۔ لہٰذا حضرت اُسامہ بن زید نے ان کو شہید کر دیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپ کو بڑا دکھ ہوا کہ ایک مسلمان کو شہید کر دیا گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی کہ آئندہ خیال کیا کرو۔ بلا تحقیق اس طرح کسی کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ جذبات میں پڑ کر کسی کو قتل نہ کیا کرو۔

لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ الخ

یعنی دوران سفر انسان کو ہر بستی کے لوگوں کے متعلق علم نہیں ہو سکتا کہ ان کے عقائد و نظریات کیا ہیں۔ لہٰذا خوب تحقیق و تفتیش کے بعد ہی کوئی قدم اُٹھانا چاہیے۔ ہم نے جب حکومتی سطح پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کی کوشش کی تو ہمارے سامنے بھی یہی آیت رکھی گئی۔ مقصد یہ تھا کہ مرزائی چونکہ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں، لہٰذا ان کو کافر اور غیر مسلم نہ کہا جائے، لیکن یہ انتہائی حماقت کی بات ہے۔ کیونکہ آیت کے الفاظ سے جو مفہوم صراحۃ سمجھ میں آتا ہے، وہ یہ ہے کہ تم سفر پر ہو اور دوران سفر بیگانہ اور اجنبی لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جن کے عقائد کو جاننے اور پرکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن مرزائیوں کی خرافات اور کفریات کو لوگ ۹۰ سال سے دیکھ رہے ہیں۔ ان کی تحقیق و تفتیش میں ہم ''فَتَبَيَّنُوْا'' سے بہت آگے نکل چکے ہیں۔ اب مزید تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ

بے شک جو لوگ

تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۖ قَالُوْا كُنَّا

اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے تھے اُن کی رُوحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ تم کس حال میں تھے انہوں نے جواب دیا

مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوْٓا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا

ہم اس ملک میں بے بس تھے فرشتوں نے کہا کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں

فِيْهَا ۚ فَأُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ

ہجرت کر جاتے سو ایسوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے ○ ہاں جو

مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ

مرد اور عورتیں اور بچے واقعی کمزور ہیں جو نکلنے کا کوئی ذریعہ اور راستہ

سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَأُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾

نہیں پاتے ○ پس اُمید ہے کہ ایسوں کو اللہ معاف کر دے اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے ○

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۚ وَمَنْ

اور جو کوئی اللہ کی راہ میں وطن چھوڑے اس کے عوض جگہ بہت اور کشائش پائے گا اور جو کوئی

يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ

اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے پھر اس کو موت پالے تو

وَقَعَ أَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ ع

اللہ کے ہاں اس کا ثواب ہو چکا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ اور جب تم سفر کے لئے نکلو

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَّفْتِنَكُمُ

تو تم پر کوئی گناہ نہیں نماز میں سے کچھ کم کر دو اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ إِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَإِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ

کافر تمہیں ستائیں گے بے شک کافر تمہارے صریح دشمن ہیں ○ اے نبی جب تو مسلمانوں میں

فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ

موجود ہو اور انہیں نماز پڑھانے کیلئے کھڑا ہو تو چاہئے ان میں سے ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی ہو اور اپنے ہتھیار ساتھ لے لیں

فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا

پھر جب یہ سجدہ کریں تو تیرے پیچھے سے ہٹ جائیں اور دوسری جماعت آئے جس نے نماز نہیں پڑھی

فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ

وہ تیرے ساتھ نماز پڑھے اور وہ بھی اپنے بچاؤ اور ہتھیار ساتھ رکھیں کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم

تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً

اپنے ہتھیاروں اور اسباب سے بے خبر ہو جاؤ تا کہ تم پر یک بارگی ٹوٹ پڑیں

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا

اور اگر تم بارش کی وجہ سے تکلیف محسوس کرو یا بیمار ہو تو ہتھیار رکھ دینے میں کوئی

اَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾ فَاِذَا

مضائقہ نہیں اور (تب بھی) اپنا بچاؤ ساتھ رکھو بے شک اللہ نے کافروں کے لئے ذِلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ○ پھر جب

قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ

نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہونے کی حالت میں یاد کرو پھر جب تمہیں اطمینان ہو جائے

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾

تو پوری نماز پڑھو بے شک نماز اپنے مقررہ وقتوں میں مسلمانوں پر فرض ہے ○

وَلَا تَهِنُوْا فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ

اور ان لوگوں کا پیچھا کرنے سے ہمت نہ ہارو اگر تم تکلیف اُٹھاتے ہو تو وہ بھی تمہاری طرح تکلیف اٹھاتے ہیں

وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع ۱۵

حالانکہ تم اللہ سے جس چیز کے امیدوار ہو وہ نہیں ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ○

افاداتِ محمود:

اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ

اس آیت میں قصر فی السفر کو خوف کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے یعنی اگر خوف ہوتو قصر کیا کرو۔ اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ اگر خوف نہ ہوتو قصر نہ کیا جائے؟ لیکن عندالاحناف تو مفہوم مخالف ویسے ہی معتبر نہیں ہے اور یہاں تو کسی کے ہاں بھی شرط کا مفہوم مخالف معتبر نہیں ہے، بلکہ اکثریت کے ہاں مطلق قصر ہے۔ خواہ خوف ہو یا نہ ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مطلق قصر ہی ثابت ہے۔ مسند احمد میں ہے:

عن یعلٰی بن امیة قال سئلت عمر بن الخطاب قلت له: قوله لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰة ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا، وقد امن الناس فقال لی عمر بن الخطاب رضی الله عنه عجبت مما عجبت منه، فسالت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن ذالک فقال: صدقة تصدق الله بها علیکم فاقبلوا صدقته (ابن کثیر)

حضرت یعلیٰؓ سے روایت ہے کہ میں نے فاروق اعظم سے کہا کہ آیت فَلَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ الخ میں قصر من الصلوٰۃ مشروط ہے خوف کے ساتھ اور اب تو لوگ مامون ہو چکے ہیں (تو قصر کیونکر جائز ہوگی؟)۔ حضرت فاروق اعظم نے فرمایا کہ جس بات سے تجھ کو تعجب ہو رہا ہے، اس سے مجھ کو بھی تعجب ہوا تھا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ تم پر احسان فرمایا ہے، لہٰذا اُس کا احسان قبول کرو۔ اب قصر متعین ہے اتمام کی اجازت کسی کو نہیں ہے۔

وَإِذَا كُنتَ فِيهِمۡ فَأَقَمۡتَ لَهُمُ ٱلصَّلَوٰةَ الخ

یہاں صلوٰۃ خوف کی ایک صورت مذکور ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ کا مذہب ہے۔ اکثر احادیث میں دوسری صورتیں بھی مذکور ہیں۔

فَلۡيُصَلُّواْ مَعَكَ الخ

یہاں اقامت کا لفظ استعمال نہیں فرمایا گیا، ورنہ صلوٰۃ کے ساتھ اکثر اقامت کا لفظ استعمال ہوتا ہے وجہ یہ ہے کہ خوف کے ہوتے ہوئے اطمینان وسکون کے ساتھ تو نماز نہیں پڑھی جا سکتی، لہٰذا اقامت کا لفظ ہی استعمال نہیں کیا گیا۔ یاد رہے کہ صلوٰۃ خوف جس طرح دشمن کے خوف کی وجہ سے جائز ہے اس طرح شیر اور اژدھا وغیرہ جانوروں سے نقصان پہنچانے کے اندیشہ کی صورت میں بھی جائز ہے۔

إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ كَانَتۡ عَلَى ٱلۡمُؤۡمِنِينَ كِتَٰبٗا مَّوۡقُوتٗا ﴿١٠٣﴾

نمازیں اپنے اپنے اوقات میں فرض ہیں۔ حضرت جبریل کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک نماز اپنے اپنے وقت میں پڑھائی تھی۔ اب بعض لوگ جمع بین الصلوتین کے علی الاطلاق قائل (یعنی ہر صورت میں دو نمازیں اکٹھی کرنا جائز سمجھتے ہیں) ہیں اور بعض صرف سفر میں قائل ہیں۔ بعض بارش وغیرہ کی صورت میں قائل ہیں، لیکن احناف کے ہاں سوائے عرفات اور مزدلفہ کے جمع بین الصلوٰتین بالکل جائز نہیں

ہے۔عرفات میں عصر کو ظہر کے ساتھ ملا کر پڑھا جاتا ہے۔ یہ جمع تقدیم ہے۔مزدلفہ میں مغرب مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ یہ جمع تاخیر ہے۔اس ضمن میں مخالفین کے دلائل اخبار احاد ہیں (یعنی مخالفین نے خبر واحد سے استدلال کیا ہے،کوئی مشہور یا متواتر روایتیں ان کے پاس نہیں ہیں) امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ہاں جن روایات میں جمع بین الصلوٰتین کا ذکر ہے، ان سے مراد جمع صوری اور جمع نزولی ہے کہ ایک نماز اپنے آخری وقت میں اور دوسری بالکل شروع وقت میں پڑھ لی تو یہ جمع صوری ہے، جمع حقیقی نہیں ہے۔ چنانچہ نسائی وغیرہ میں روایت موجود ہے کہ حضرت ابن عمرؓ مکہ مکرمہ تشریف لے جارہے تھے کسی کام سے اور حضرت نافع جو خادم تھے، وہ بھی ساتھ تھے۔راستہ میں چلتے ہوئے جب سورج غروب ہو گیا تو حضرت نافع نے کہا الصلوٰۃ یعنی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا آگے چلو۔وہ پھر نماز کا کہتے تو آپؓ فرماتے آگے چلو۔متعدد بار ایسا ہوتا رہا۔ بعض روایات میں یہ الفاظ آئے ہیں حتیٰ کادان یغیب الشفق نزل وصلی المغرب ثم انتظر شیأ فصلی العشاء وھٰذا الجمع الصوری کنامع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھٰکذا

یعنی مغرب کا وقت ختم ہونے سے کچھ دیر قبل حضرت ابن عمرؓ اپنی سواری سے اُترے اور مغرب کی نماز پڑھی پھر، تھوڑی دیر انتظار کر کے عشاء کی نماز پڑھی۔حضرت نافع کہتے ہیں یہ جمع صوری ہے۔ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔آپؐ نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

إِنَّآ أَنزَلْنَآ

بے شک ہم نے

إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن

تیری طرف سچی کتاب اتاری ہے تاکہ تو لوگوں میں انصاف کرے جو کچھ تمہیں اللہ سمجھا دے اور تو

لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا ﴿١٠٥﴾ وَٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠٦﴾ وَلَا

بددیانت لوگوں کی طرف سے جھگڑنے والا نہ ہو ○ اور اللہ سے بخشش مانگ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ اور ان

تُجَٰدِلْ عَنِ ٱلَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا

لوگوں کی طرف سے مت جھگڑو جو اپنے دل میں دغا رکھتے ہیں جو شخص دغاباز گنہگار ہو بے شک اللہ اسے پسند

أَثِيمًا ﴿١٠٧﴾ يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱلنَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ

نہیں کرتا ○ یہ لوگ انسانوں سے چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپتے حالانکہ وہ اس وقت بھی ان کے

إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ ٱلْقَوْلِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ﴿١٠٨﴾

ساتھ ہوتا ہے جبکہ رات کو چھپ کر اس کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں اور ان کے سارے اعمال پر اللہ احاطہ کرنے والا ہے ○

هَٰٓأَنتُمْ هَٰٓؤُلَآءِ جَٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا فَمَن يُجَٰدِلُ ٱللَّهَ

ہاں تم لوگوں نے ان مجرموں کی طرف سے دُنیا کی زندگی میں تو جھگڑا کر لیا پھر قیامت کے دن

عَنْهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿١٠٩﴾ وَمَن يَعْمَلْ سُوٓءًا

ان کی طرف سے اللہ سے کون جھگڑے گا یا ان کا وکیل کون ہوگا ○ اور جو کوئی برا فعل کرے

أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُۥ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ يَجِدِ ٱللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١١٠﴾ وَمَن يَكْسِبْ

یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اس کے بعد اللہ سے بخشوائے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے ○ اور جو کوئی

إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُۥ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١١﴾ وَمَن يَكْسِبْ

گناہ کرے سو اپنے ہی حق میں کرتا ہے اور اللہ سب باتوں کا جاننے والا حکمت والا ہے ○ اور جو کوئی خطا یا

خَطِيٓـَٔةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِۦ بَرِيٓـًٔا فَقَدِ ٱحْتَمَلَ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿١١٢﴾ ع ١٦

گناہ کرے پھر کسی بے گناہ پر تہمت لگا دے تو اس نے بڑے بہتان اور صریح گناہ کا بار سمیٹ لیا ○

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ

اور اگر تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ نے تمہیں غلط فہمی میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا

وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَىْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ

حالانکہ وہ اپنے سوا کسی کو غلط فہمی میں مبتلا نہیں کر سکتے تھے اور وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے اور اللہ نے

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ

تجھ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تجھے وہ باتیں سکھائی ہیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا

اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِىْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ

تجھ پر بہت بڑا فضل ہے ○ اُن لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر کوئی بھلائی نہیں ہوتی ہاں مگر کوئی پوشیدہ طور پر صدقہ کرنے

اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ

یا کسی نیک کام کے کرنے یا لوگوں میں صلح کرانے میں کی جائے تو یہ بھلی بات ہے اور جو شخص یہ کام اللہ کی رضا جوئی کے لئے

اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ

کرے تو ہم اسے بڑا ثواب دیں گے ○ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ

مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ

اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے

جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا ع

اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے ○ بے شک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے اور اس کے

دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾

سوا جسے چاہے بخش دے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ بڑی دُور کی گمراہی میں جا پڑا ○

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾

یہ لوگ اللہ کے سوا عورتوں کی عبادت کرتے ہیں اور صرف شیطان سرکش کی عبادت کرتے ہیں ○

لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ

جس پر اللہ کی لعنت ہے اور شیطان نے کہا کہ اے اللہ میں تیرے بندوں میں سے حصہ مقرر لوں گا ○ اور البتہ انہیں ضرور گمراہ کروں گا

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ

اور البتہ ضرور انہیں امیدیں دلاؤں گا اور البتہ ضرور انہیں حکم کروں گا کہ جانوروں کے کان چیریں اور البتہ ضرور انہیں حکم دوں گا کہ

خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا

اللہ کی بنائی ہوئی صورتیں بدلیں اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے گا وہ صریح نقصان میں

مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ

جا پڑا ۝ شیطان ان سے وعدے کرتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے اور شیطان ان سے صرف جھوٹے وعدے کرتا ہے ۝ ایسے

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور اس سے کہیں بچنے کے لئے جگہ نہ پائیں گے ۝ اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ

انہیں ہم باغوں میں داخل کرینگے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ کا وعدہ

اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ

سچا ہے اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہے ۝ نہ تمہاری امیدوں پر مدار ہے اور نہ

اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا

اہل کتاب کی امیدوں پر جو کوئی برا کام کرے گا اس کی سزا دیا جائے گا اور اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی

وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ

اور مددگار نہیں پائے گا ۝ اور جو کوئی اچھے کام کرے گا مرد ہے یا عورت درآنحالیکہ وہ

مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ

ایمان دار ہو تو وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور کھجور کے شگاف برابر بھی ظلم نہیں کئے جائینگے ۝ اس شخص سے بہتر

دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ

دین میں کون ہے جس نے اللہ کے حکم پر پیشانی رکھی اور وہ نیکی کرنے والا ہو اور ابراہیم حنیف کے دین کی پیروی کرے

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

اور اللہ نے ابراہیم کو خالص دوست بنا لیا ہے ۝ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾
اور اللہ سب چیزوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے ۝

ع ۱۸ ۱۵

افاداتِ محمود:

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ الخ

شانِ نزول

ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کے گھر میں نقب زنی کر کے آٹے کا ایک تھیلا اور کچھ اسلحہ چوری کرلیا۔ اتفاق سے تھیلے میں سوراخ تھا سارے راستہ میں آٹا گرتا گیا۔ گھر تک پہنچ کر اس چور نے وہ تھیلا اور اسلحہ وغیرہ ایک یہودی پڑوسی کے پاس بطور امانت رکھوا دیا۔ اب گھر کا مالک جس کی چوری ہوئی تھی، وہ آٹے کی نشانات پر چلتا رہا، یہاں تک کہ چور کے گھر کے پاس پہنچ گیا، لیکن تلاشی کے بعد معلوم ہوا کہ اس کے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر آگے آٹا گرنے کے نشانات پر چل پڑا تو اس یہودی کے گھر تک پہنچ گیا اور چوری شدہ مال بھی اس کے گھر سے برآمد ہوا، لیکن ساتھ ہی یہی یہودی قسمیں کھانے لگا کہ یہ میرا مال نہیں ہے، بلکہ ایک مسلمان نے میرے پاس امانت رکھوایا ہے اور ادھر مسلمان نے ٹھان لی کہ اب بہر صورت یہودی کو پھنسانا ہے۔ خود جھوٹی قسمیں کھا کر بری ہونے اور یہودی کو ملوث کرنے کی سعی نا مشکور کی۔ ممکن تھا کہ مسلمان کی ان بے باک قسموں کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہودی پر فرد جرم عائد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی صورت حال سے آگاہ فرما دیا کہ اس مسلمان نے خیانت کی ہے، لہٰذا آپ اس کی طرف داری نہ کریں۔

وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ الخ کافر لوگ کسی جانور کے کان میں سوراخ کر کے یا کسی عضو کو کاٹ کر بتوں کی تعظیم وتکریم کے لیے بتوں کے نام چھوڑ دیتے تھے۔ نہ اس کو کوئی ہاتھ لگا سکتا تھا نہ اس کی خرید وفروخت ہوتی تھی اور نہ ذبح ہو سکتا تھا۔ آج کل بھی بعض جاہل پیر مریدوں کے لیے خاص خاص نشانیاں مقرر کر دیتے ہیں۔ کبھی کان میں سوراخ کرنا، کبھی ننگا رہنے کا اور ڈاڑھی منڈوانے کا حکم دیتے ہیں یا اور کوئی تغیر فی خلق اللہ کرتے ہیں۔ یہ سب حرام ہیں۔

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ

اور تجھ سے عورتوں کے نکاح کی رخصت مانگتے ہیں کہہ دے اللہ تمہیں ان کی

فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ

اجازت دیتا ہے اور وہ جو تمہیں قرآن میں سنایا جاتا ہے سو ان یتیم عورتوں کا حکم ہے جنہیں تم نہیں دیتے

مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ

جو ان کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کرو اور کمزور لڑکوں کے بارے میں ہے

وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿١٢٧﴾

اور یہ کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو اور جو تم نیکی کرو گے پس تحقیق اللہ اسے جاننے والا ہے ○

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ

اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے لڑنے یا منہ پھیرنے سے ڈرے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ

اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَ

آپس میں کسی طرح صلح کر لیں اور یہ صلح بہتر ہے اور دلوں میں حرص موجود ہے اور

اِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١٢٨﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا

اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری کرو تو اللہ کو تمہارے اعمال کی پوری خبر ہے ○ اور تم عورتوں کو

اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا

ہرگز برابر میں نہیں رکھ سکو گے اگرچہ اس کی حرص کرو سو تم بالکل ایک ہی طرف نہ جھک جاؤ کہ دوسری عورت کو لٹکی ہوئی

كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٢٩﴾ وَاِنْ

چھوڑ دو اور اگر اصلاح کرتے رہو اور پرہیزگاری کرتے رہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ اور اگر

يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿١٣٠﴾

دونوں میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے پرواہ کر دیگا اور اللہ وسعت کرنے والا حکمت والا ہے ○

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے اور ہم نے پہلی کتاب والوں کو

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا

اور تمہیں حکم دیا ہے کہ اللہ سے ڈرو اور اگر ناشکری کرو گے تو جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ بے پرواہ تعریف کیا ہوا ہے ○ اور جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ

آسمانوں اور جو کچھ زمین میں سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ کارساز کافی ہے ○ اگر چاہے تو

اَيُّهَا النَّاسُ وَ يَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ

اے لوگو تمہیں لے جائے اور اوروں کو لے آئے اور اللہ اس پر قادر ہے ○ جو شخص

يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ

دنیا کا ثواب چاہتا ہے تو اللہ کے ہاں دنیا اور آخرت کا ثواب ہے اور اللہ

ع سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾

سننے والا دیکھنے والا ہے ○

افادات محمود:

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ الخ

اگر کوئی لڑکی یتیم رہ جاتی اور چچازاد بھائی وغیرہ اس کے وارث و والی ہوتے تو بہت سے لوگ اس یتیم پر ظلم کرتے تھے۔ میراث عورتوں کو نہ دیتے تھے۔ یہ خیال کرتے تھے کہ میراث ان مردوں کا حق ہے جو دشمن کے مقابلے میں سینہ سپر ہوتے ہیں۔ یتیم لڑکیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوتا تھا کہ ان کے مال یا جمال کی وجہ سے ان سے شادی رچالی اور آگے تمام حقوق غائب۔ اس صورت میں لوگوں پر پابندی لگادی گئی تھی کہ یتیم لڑکیوں سے خود نکاح نہ کریں، بلکہ کسی اور جگہ ان کا نکاح کرائیں۔ چنانچہ ایسا ہونے لگا تو بعد میں تجربہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایسا کرنا مناسب نہیں کیونکہ اپنے بیگانوں سے ہر لحاظ سے اچھے ثابت ہوتے ہیں، لہٰذا بعض صحابہ کرامؓ نے یہ بات پوچھ ہی لی کہ اگر یتیم لڑکی کے تمام حقوق کا خیال کرنے والا ہی اس سے شادی کرلے تو کیا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اجازت مرحمت فرمادی کہ یتیم لڑکی کے حقوق کا جو حقیقی محافظ ہو، اس کو اس سے شادی کرنے کی اجازت ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ

اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اللہ کی طرف کی

لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ

گواہی دو اگرچہ اپنی جانوں پر ہو یا ماں باپ اور رشتہ داروں پر اگر کوئی مالدار ہے یا

فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا

فقیر ہے تو اللہ ان کا تم سے زیادہ خیر خواہ ہے سو تم انصاف کرنے میں دل کی خواہش کی پیروی نہ کرو اور اگر تم

اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

کج بیانی کرو گے یا پہلوتہی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے ○ اے ایمان والو!

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ

اللہ اور اس کے رسول پر یقین لاؤ اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر

اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ

جو پہلے نازل کی تھی اور جو کوئی اللہ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اسکے رسولوں کا

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا

اور قیامت کے دن کا تو وہ شخص بڑی دور گمراہی میں جا پڑا ○ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کفر کیا

ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا

پھر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر کفر میں بڑھتے رہے تو اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا اور نہ

لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳۸﴾

انہیں راہ دکھائے گا ○ منافقوں کو تو خوشخبری سنا دے کہ ان کے واسطے دردناک عذاب ہے ○

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ

وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں کیا ان کے ہاں سے عزت چاہتے ہیں

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ نَزَّلَ

سو ساری عزت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے ○ اور اللہ نے

عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ

تم پر قرآن میں حکم اتارا ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں پر انکار اور مذاق ہوتا سنو

بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ

تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک کہ کسی دوسری بات میں مشغول ہوں ورنہ تم بھی

اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ

انہیں جیسے ہو جاؤ گے اللہ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں ایک ہی جگہ

جَمِيْعًا ۙ ﴿۱۴۰﴾ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا

اکٹھا کرنے والا ہے ۝ وہ منافق جو تمہارے متعلق انتظار کرتے ہیں پھر اگر تمہیں اللہ کی طرف سے فتح ہو تو کہتے ہیں

اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ

کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اور اگر کافروں کو کچھ حصہ مل جائے تو کہتے ہیں کیا ہم تم پر

عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ

غالب نہ آنے لگے تھے اور کیا ہم نے تمہیں مسلمانوں سے بچا نہیں لیا سو اللہ تمہارا اور ان کا قیامت میں

الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ اِنَّ ع

فیصلہ کرے گا اور (وہاں) اللہ کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں ہرگز غالب نہیں کرے گا ۝

الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا

منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں اور وہی ان کو فریب دے گا اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو سست بن کر

كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ ﴿۱۴۲﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ

کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں ۝ کفر اور ایمان کے

بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ

درمیان ڈانواں ڈول ہیں نہ پورے اس طرف ہیں اور نہ پورے اس طرف اور جسے اللہ گمراہ کردے تو اس کے واسطے

تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ

ہرگز کہیں راہ نہ پائے گا ۝ اے ایمان والو! مسلمانوں کو چھوڑ کر

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا
کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ کیا تم اپنے اُوپر اللہ کا صریح الزام
مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ
لینا چاہتے ہو ○ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہوں گے اور تو ان کے واسطے
نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ
کوئی مددگار ہرگز نہ پائے گا ○ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور اللہ کو مضبوط پکڑا اور اپنے دین کو خالص
لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾
اللہ ہی کے لئے کیا تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور اللہ جلدی ایمان والوں کو بہت بڑا ثواب دے گا ○
مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾
(اے منافقو!) اللہ تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر گزار بنو اور ایمان لے آؤ اور اللہ قدردان جاننے والا ہے ○

افاداتِ محمود:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا الخ

بعض مفسرین کے نزدیک یہ آیت منافقین کے بجائے یہود کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کبھی مسلمان اور کبھی مرتد ہوتے رہے۔

فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ الخ

یعنی ایسی محفل اور ایسی مجلس جہاں شعائر اللہ کا مذاق اڑایا جاتا ہو اور انسان منع کرنے پر قادر نہ ہو تو وہاں نہ بیٹھنا چاہیے۔ ورنہ ان کی ناروا گپیں سننے کی وجہ سے انسان انہی میں شمار ہو جاتا ہے۔ جب پاکستان کا آئین بن رہا تھا اور ہم اسلامی شقوں کو شامل کرنے کی کوشش کرتے کرتے تھک گئے تو ہم نے واک آؤٹ کر دیا۔ مولانا غلام غوث ہزاروی ہمارے بزرگ تھے۔ انہوں نے کہا کہ واک آؤٹ نہ کرو۔ روز روز یہ اٹھک بیٹھک ہم سے نہیں ہوتی۔ تو میں نے یہ آیت بطور دلیل پیش کر دی کہ جب یہ لوگ اسلامی شقوں سے انحراف کرتے اور ان کا مذاق اُڑاتے ہیں تو ہمیں ان کے پاس نہیں بیٹھنا چاہیے۔ مولانا غلام غوث نے فرمایا کہ پھر کیوں آتے ہو؟ میں نے کہا حتیٰ یخوضوا فی حدیث غیرہ الخ یعنی جب اسلامی شقوں پر یہ لوگ تنقید نہیں کریں گے تو ہم ساتھ بیٹھیں گے۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا

اللہ کو کسی کی بری بات کا ظاہر کرنا پسند نہیں مگر جس پر ظلم ہوا ہو اور اللہ سننے والا

عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ

جاننے والا ہے ○ اور اگر تم نیک کام علانیہ کرو یا اسے خفیہ کرو یا کسی برائی کو معاف کردو تو اللہ بڑا

عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ

معاف کرنے والا قدرت والا ہے ○ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں

اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ

اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر ایمان لائے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں

وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ

اور چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے درمیان ایک راہ نکالیں ○ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں

وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

اور ہم کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ○ اور جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس کے رسولوں پر

وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ

اور اُن میں سے کسی کو جُدا نہ کیا ان لوگوں کو اللہ جلد ان کے ثواب دے گا اور

اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾

اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

افاداتِ محمود:

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا الخ

احسان عام ہو یا احسان خاص پوشیدہ طور پر ہو اور برائیوں سے درگزر کرتے ہوئے کم از کم بیان کی جائیں۔

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ

اہل کتاب تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ توان پر آسمان سے لکھی ہوئی

السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً

کتاب اُتار لائے سو موسیٰ سے اس سے بڑی چیز مانگ چکے ہیں اور کہا ہمیں اللہ کو بالکل سامنے لاکر دکھادے

فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا

ان کے اس ظلم کے باعث ان پر بجلی ٹوٹ پڑی پھر بہت سی نشانیاں پہنچ چکنے کے بعد

جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾

بچھڑے کو بنالیا پھر ہم نے وہ بھی معاف کر دیا اور ہم نے موسیٰ کو بڑا رعب دیا تھا ○

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا

اور لوگوں پر طور اٹھا کر ان سے عہد لیا اور ہم نے کہا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو

وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِى السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾

اور ہم نے کہا کہ ہفتہ کے بارے میں زیادتی نہ کرو اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا ○

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ

پھر ان کی عہد شکنی پر اور اللہ کی آیتوں سے منکر ہونے پر اور پیغمبروں کا ناحق خون کرنے پر

حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ

اور اس کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر پردے ہیں انہیں سزا ملی پردے نہیں بلکہ اللہ نے ان کے دلوں پر کفر کے سبب سے مہر کر دی

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوْلِهِمْ

ہے سو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے ○ اور ان کے کفر اور مریم پر بڑا بہتان باندھنے کے سبب سے ○ اور ان کے اس کہنے پر کہ

اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا

ہم نے مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو قتل کیا جو اللہ کا رسول تھا حالانکہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا

صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِىْ شَكٍّ

اور نہ سُولی چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں

مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝۱۵۷

مبتلا ہیں ان کے پاس بھی اس معاملہ میں کوئی یقین نہیں ہے محض گمان ہی کی پیروی ہے انہوں نے یقیناً مسیح کو قتل نہیں کیا ۝

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۱۵۸ وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ

بلکہ اسے اللہ نے اپنی طرف اُٹھالیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے ۝ اور اہلِ کتاب میں

الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ

کوئی ایسا نہ ہوگا جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے گا اور قیامت کے دن وہ اُن پر

شَهِيْدًا ۝۱۵۹ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ

گواہ ہوگا ۝ سو یہود کے گناہوں کے سبب سے ہم نے ان پر بہت سی پاک چیزیں حرام کردیں جو ان پر حلال تھیں

وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۝۱۶۰ وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ

اور اس سبب سے کہ اللہ کی راہ سے بہت روکتے تھے ۝ اور اُن کے سُود لینے کے سبب سے حالانکہ اس سے منع کئے گئے تھے

وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا

اور اس سبب سے کہ لوگوں کا مال ناحق کھاتے تھے اور ان میں سے جو کافر ہیں ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب

اَلِيْمًا ۝۱۶۱ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ

تیار کر رکھا ہے ۝ لیکن ان میں سے جو علم میں پختہ ہیں اور مسلمان ہیں سو مانتے ہیں اس کو

بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ الْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَ الْمُؤْتُوْنَ

جو تجھ پر نازل ہوا اور جو تجھ سے پہلے نازل ہو چکا ہے اور نماز قائم کرنے والے اور زکوٰۃ

الزَّكٰوةَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۱۶۲ ع

دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم بڑا ثواب عطا فرمائیں گے ۝

افاداتِ محمود:

وَ مَا قَتَلُوْهُ الخ یعنی عدم قتل متعین ہے یہ بات نہیں کہ قتل نہیں تھا۔ ہوسکتا ہے کہ کچھ اور ہوا ہو، بلکہ عدم قتل متعین ہے۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ الخ قتل کی نفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم سے ہوئی تھی۔ لہٰذا رفع الی السماء بھی جسم ہی کا ہوگا جیسے آپ کہیں ما قتلت زید ابل ضربتہ تو زید سے قتل کی نفی ہو رہی ہے اور زید ہی سے ضرب متعلق ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ کے جسم اطہر سے قتل کی نفی کی گئی تو اثبات رفع بھی جسم ہی کے لیے ہوگا تا کہ مناسب ہو۔

اِنَّاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ كَمَاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى نُوۡحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ‌ ۚ وَاَوۡحَيۡنَاۤ

ہم نے تیری طرف وحی بھیجی جیسی نوح پر وحی بھیجی اوران نبیوں پر جو اس کے بعد آئے اور

اِلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَعِيۡسٰى

ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اوراسحاقؑ اوریعقوبؑ اوراس کی اولاد اورعیسیٰؑ

وَاَيُّوۡبَ وَيُوۡنُسَ وَهٰرُوۡنَ وَسُلَيۡمٰنَ‌ ۚ وَاٰتَيۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ۚ‏ ﴿۱۶۳﴾

اورایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اورسلیمانؑ پر وحی بھیجی اورہم نے داؤدؑ کو زبور دی ○

وَرُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰهُمۡ عَلَيۡكَ مِنۡ قَبۡلُ وَرُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡهُمۡ عَلَيۡكَ‌ ؕ

اورایسے رسول بھیجے جن کا حال اس سے پہلے ہم تمہیں سنا چکے ہیں اورایسے رسول جن کا ہم نے تم سے بیان نہیں کیا

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰى تَكۡلِيۡمًا ۚ‏ ﴿۱۶۴﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيۡنَ وَمُنۡذِرِيۡنَ لِئَلَّا يَكُوۡنَ لِلنَّاسِ

اوراللہ نے موسیٰ سے خاص طور پر کلام فرمایا ○ ہم نے پیغمبر بھیجے خوشخبری دینے والے اورڈرانے والے تا کہ لوگوں کا

عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ ۢ بَعۡدَ الرُّسُلِ‌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا‏ ﴿۱۶۵﴾ لٰـكِنِ اللّٰهُ

اللہ پر پیغمبروں کے بعد الزام نہ رہے اوراللہ غالب حکمت والا ہے ○ لیکن اللہ

يَشۡهَدُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اِلَيۡكَ‌ اَنۡزَلَهٗ بِعِلۡمِهٖ‌ ۚ وَالۡمَلٰٓـئِكَةُ يَشۡهَدُوۡنَ‌ ؕ

اس پر شاہد ہے جو تم پر نازل کیا کہ اسے اپنے علم سے نازل کیا اورفرشتے بھی گواہ ہیں

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ؕ‏ ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

اوراللہ گواہی دینے والا کافی ہے ○ بیشک جولوگ کافر ہوئے اور اللہ کی راہ سے روکا

قَدۡ ضَلُّوۡا ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا‏ ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَظَلَمُوۡا لَمۡ يَكُنِ اللّٰهُ

وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے ○ بے شک جولوگ کافر ہوئے اورظلم کیا اللہ انہیں کبھی نہیں

لِيَـغۡفِرَ لَهُمۡ وَلَا لِيَـهۡدِيَهُمۡ طَرِيۡقًا ۙ‏ ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِيۡقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا‌ ؕ

بخشے گا اورنہ ان کو سیدھی راہ دکھائے گا ○ مگر دوزخ کی راہ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرًا‏ ﴿۱۶۹﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ الرَّسُوۡلُ بِالۡحَـقِّ

اور اللہ پر یہ آسان ہے ○ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ٹھیک بات لے کر

مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

رسول آپ کا سو مان لو تا کہ تمہارا بھلا ہو اور اگر انکار کرو گے تو اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ

اور زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے ○ اے اہلِ کتاب تم اپنے دین میں حد سے نہ نکلو

وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اور اللہ کی شان میں سوائے پکی بات کے نہ کہو بے شک مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا

رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰي مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ

اللہ کا رسول ہے اور اللہ کا ایک کلمہ ہے جسے اللہ نے مریم تک پہنچایا اور اللہ کی طرف سے ایک جان ہے سو اللہ پر

وَرُسُلِهٖ ڟ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ

اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں اس بات کو چھوڑ دو تمہارے لئے بہتر ہوگا بے شک اللہ اکیلا معبود ہے

سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰي

وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا ع

کارساز کافی ہے ○ مسیح خدا کا بندہ بننے سے ہرگز عار نہیں کرے گا اور نہ

الْمَلٰۗىِٕكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ

مقرب فرشتے اور جو کوئی اس کی بندگی سے انکار کرے گا اور تکبر کرے گا پھر ان سب کو

اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ

اپنی طرف اکٹھا کرے گا ○ پھر جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور اچھے کام کئے ہوں گے انہیں تو ان کا پورا ثواب دے گا

وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ

اور انہیں اپنے فضل سے اور زیادہ دے گا اور جن لوگوں نے انکار کیا اور تکبر کیا انہیں درد دینے والا

عَذَابًا اَلِـيْمًا ڏ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾

عذاب دے گا اور وہ اللہ کے سوا اپنے واسطے کوئی دوست اور مددگار نہیں پائیں گے ○

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک ظاہر روشنی

مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ

اتاری ہے ○ سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کو مضبوط پکڑا انہیں اللہ اپنی رحمت اور اپنے

مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ

فضل میں داخل کرے گا اور اپنے تک ان کو سیدھا راستہ دکھائے گا ○ تجھ سے حکم دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ

اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ

اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو

فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ

تو اسے اس کے تمام ترکہ کا نصف ملے گا اور وہ شخص اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اگر

كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا

دو بہنیں ہوں تو انہیں کل ترکہ میں سے دو تہائی ملے گا اور اگر چند وارث بھائی بہن ہوں مرد

وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ

اور عورت تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر ملے گا اللہ تم سے اس لئے بیان کرتا ہے کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ ع

اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ○

افاداتِ محمود:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا الخ ہم نے برہان بھیجا اور ساتھ ہی ایک نور (قرآن کریم) بھی بھیجا۔ برہان سے مراد از روئے تفسیر ابن عباسؓ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہیں کیونکہ آپ کے کریمانہ اخلاق، معجزات نزول وحی وغیرہ آپؐ کی ذات میں یہ ساری باتیں جمع ہیں۔ لہٰذا آپؐ مجسمہ برہان ہیں۔

نور سے مراد قرآن کریم ہے جیسا کہ آگے سورۂ مائدہ آیت ۱۵ میں ہے۔ اگر نور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک مراد لی جائے تب بھی درست ہے لیکن اس معنی میں جو بشریت اور جسمیت کی منافی ہو کیونکہ نور کی ضد ظلمت ہے جسم نہیں ہے اور بشر کی ضد و مقابل ملائکہ و جن ہیں۔ لہٰذا نور کو بشریت کے مقابل سمجھنا یا نور کو بشریت

کے منافی سمجھنا جہالت کے سوا کچھ نہیں ہے۔فوق اور ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن فوق کا تقابل فوق سے یا تحت کا مقابلہ تحت سے کرنا غلط ہے۔لہٰذا یہ عقیدہ عقل ونقل دونوں کے خلاف ہے۔دیوبندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ضرور مانتے ہیں لیکن اس نور کو بشریت کے منافی نہیں سمجھتے۔بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو من وجہ نور مانتے ہیں اور من وجہ بشر مانتے ہیں۔کیونکہ بشریت ونورانیت میں کوئی تضاد نہیں۔دونوں ایک ذات ومحل واحد میں جمع ہو سکتے ہیں۔

دینداری کا ایک اصول یہ ہے جو کہ ایک حدیث کا بھی مفہوم ہے کہ جب تمہیں دنیا کی چیزوں اور آسائش کا خیال وہوس پیدا ہو جائے تو اپنے سے کم تر لوگوں کو دیکھو جو غرباء اور مساکین ہیں تا کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو اور جب اپنے نیک اعمال تمہیں زیادہ نظر آنے لگیں اور اُن پر اترانے ونخوت کا اندیشہ ہو تو جو لوگ تم سے دین کے اعتبار سے اور اعمال صالحہ کے اعتبار سے آگے ہیں ان کی طرف دھیان رکھو اور اپنے اعمال کو کم سمجھو۔تقویٰ زہد اور دیگر اعمال صالحہ میں اضافہ کرو۔

تتمہ سورۂ نساء اور چند اہم اصول

باپ، بیٹے، حقیقی چچا، حقیقی ماموں اور بھائی کی طرح رضاعی چچا وغیرہ سے بھی شرعاً پردہ نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور کے گھر میں داخل ہونے لگا تو حضرت عائشہؓ نے منع فرمایا وہ شخص کہنے لگا کہ آپ نے بچپن میں میری بھابھی کا دودھ پیا تھا۔حضرت عائشہؓ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا واقعی وہ شخص میرا چچا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں وہ آپ کا رضاعی چچا ہے۔لہٰذا اس سے پردہ ضروری نہیں ہے۔

محرمات کے حوالہ سے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ کلیہ مستنبط فرمایا۔

نكاح البنات تحريم الامهات

دخول الامهات تحريم البنات.

یعنی کسی لڑکی سے محض نکاح ہو جانے سے لڑکی کی ماں لڑکی کے زوج پر حرام ہو جاتی ہے۔اگر چہ خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو اور اگر کسی عورت سے کسی نے نکاح کر لیا تو اس عورت کی بیٹیاں جو دوسرے شوہر سے ہیں زوج ثانی کے لیے اس وقت تک حرام نہ ہوں گی جب تک اس عورت سے دخول اور مباشرت نہ ہو۔محض نکاح سے حرام نہ ہوں گی۔اگر قبل المباشرت بیوی کو طلاق دے دی تو اس عورت کی مذکورہ بالا بیٹی سے نکاح درست ہے۔

نکاح الاختین دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا بنص قرآن حرام اور ناجائز ہے۔اگر پیدائشی طور پر دونوں کے جسم ایک دوسرے کے ساتھ جوڑے ہوئے ہوں تو تحقیق کریں گے۔اگر فی الواقع ایک ہے تو اس سے نکاح جائز ہوگا اور اگر فی الواقع دو ہیں تو اُن سے نکاح اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ ان کو ایک دوسری سے الگ نہیں کیا جاتا۔اگر جدا کیا جانا اپریشن وغیرہ کے ذریعہ ممکن ہو تو جدا کر کے پھر اُن سے نکاح جائز ہوگا اور اگر جدا کیا جانا ممکن

نہ ہوتو پھر اُن سے زندگی بھر کسی کا نکاح نہیں ہو سکے گا۔ مودودی صاحب نے اگرچہ اضطرار کی وجہ سے ایک شخص کے لیے ان سے نکاح جائز قرار دے دیا ہے لیکن اضطرار کا تعلق اکل وشرب وغیرہ سے ہوتا ہے۔ نکاح میں اضطرار نہیں ہے۔ لہٰذا ان سے نکاح جائز نہ ہوگا۔

حرمت جمع بین الامرأتین کے متعلق امام اعظم ابوحنیفہؒ کا قیاس اور ضابطہ۔

ایسی دوعورتوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے کہ اگر اُن سے ایک کو مرد فرض کیا جائے تو اُن کا آپس میں نکاح جائز نہ ہو۔

قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۚ الخ

اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کے ماں باپ، بیٹے، بیٹیاں وغیرہ کچھ نہ ہو سوائے ایک بہن کے خواہ وہ علاتی بہن ہو یا عینی تو اس صورت میں کل مال کا نصف بہن کو ملے گا اور بقیہ نصف عصبہ کو ملے گا اور اگر اسی طرح کوئی عورت فوت ہو جائے والدین، بیٹے، بیٹیاں نہ ہوں صرف ایک بھائی ہو تو کل ترکے کا نصف بھائی کو ملے گا اور بقیہ نصف عصبہ کو ملے گا۔ واللہ اعلم

رکوعاتها ۱۶ — سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۲ — ۵ — آیاتها ۱۲۰

آیتیں ۱۲۰ سورۂ مائدہ مدنی ہے رکوع ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الله کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

المنزل ۲ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۘ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا

اے ایمان والو! عہدوں کو پورا کرو تمہارے لئے چوپائے مویشی حلال ہیں سوائے ان کے جو

يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا

تمہیں آگے سنائے جائیں گے مگر شکار کو احرام کی حالت میں حلال نہ جانو الله جو چاہے حکم

يُرِيْدُ ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ

دیتا ہے ○ اے ایمان والو! الله کی نشانیوں کو حلال نہ سمجھو اور نہ حرمت والے مہینے کو

وَلَا الْهَدْىَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ

اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو اور نہ ان جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوں اور نہ حرمت والے گھر کی طرف

فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ

آنیوالوں کو جو اپنے رب کا فضل اور اسی کی خوشی ڈھونڈتے ہیں اور جب تم احرام کھول دو پھر شکار کرو ۰ اور تمہیں

وقف لازم شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا

اس قوم کی دشمنی جو کہ تمہیں حرمت والی مسجد سے روکتی تھی اس بات کا باعث نہ بنے کہ زیادتی کرنے لگو اور آپس میں

عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

نیک کام اور پرہیزگاری پر مدد کرو اور گناہ اور ظلم پر مدد نہ کرو اور الله سے ڈرو

الربع اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ② حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ

بے شک الله سخت عذاب دینے والا ہے ○ تم پر مُردار اور لہو ۰ اور سور کا

الْخِنْزِيْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ

گوشت حرام کیا گیا ہے اور وہ جانور جس پر الله کے سواء کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو گلا گھوٹ کر یا چوٹ سے

وَالنَّطِيحَةُ وَمَآ أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ

یا بلندی سے گر کر یا سینگ مارنے سے مرگیا ہو اور وہ جسے کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو مگر جسے تم نے ذبح کرلیا ہو اور وہ جو

تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن دِينِكُمْ

کسی تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ کہ جوئے کے تیروں سے تقسیم کرو یہ سب گناہ ہیں آج تمہارے دین سے کافر ناامید ہوگئے

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ

سو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کرچکا اور میں نے تم پر

عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ

اپنا احسان پورا کردیا اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے پھر جو کوئی بھوک سے بیتاب

غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ③ يَسْأَلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ

ہو جائے لیکن گناہ پر مائل نہ ہو تو اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے ○ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا چیز

لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ

حلال ہے کہہ دو تمہارے واسطے سب پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو شکاری جانور جسے شکار پر دوڑنے کی تعلیم دو کہ انہیں

مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ ۖ فَكُلُوا مِمَّآ أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ

سکھاتے ہو اس میں سے جو اللہ نے تمہیں سکھایا ہے سو اس میں سے کھاؤ جو وہ تمہارے لئے پکڑ رکھیں اور اس پر اللہ کا نام لو

وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ④ الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۖ وَطَعَامُ

اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے ○ آج تمہارے واسطے سب پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ

اہلِ کتاب کا کھانا تمہیں حلال ہے اور تمہارا کھانا انہیں حلال ہے اور تمہارے لئے پاک دامن

الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ إِذَآ آتَيْتُمُوهُنَّ

مسلمان عورتیں حلال ہیں اور ان میں سے پاک دامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے جب ان کے مہر انہیں دے دو

أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ ۗ وَمَن يَكْفُرْ

ایسے حال میں کہ نکاح میں لانے والے ہو نہ بدکاری کرنے والے اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والے اور جو ایمان سے

بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝
منکر ہوا تو اس کی محنت ضائع ہوئی اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۝

ع

افاداتِ محمود:

یہ سورۃ بالاتفاق مدنی ہے۔اس میں ۱۱۲ آیات ہیں اور ۱۶ رکوع ہیں۔بعض مفسرین کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے لوٹے تو یہ سورۃ نازل ہوئی۔بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ سورۃ فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی۔بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ ۹ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی ہے۔اس سورۃ میں بہت سے احکام اور بہت سے مسائل بیان فرمائے گئے ہیں۔یہ سورۃ متعدد کلیات اور جزئیات پر مشتمل ہے۔

یہ سورۃ چونکہ قران کریم کی،نزول کے اعتبار سے آخری سورۃ ہے،لہٰذا اس کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہے۔

حضرت جبیر بن نفیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جب حج کیا تو حضرت عائشہ صدیقہ کے ہاں حاضر خدمت ہوا وہ فرمانے لگیں

تقرأ سورة المائدة قلت نعم، قالت اما انها آخر سورة نزلت فما وجدتم فيها من حلال فاحلوه وما وجدتم فيها من حرام فحرموه (ابن کثیر)

تو سورہ مائدہ پڑھتا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔فرمانے لگی کہ اچھی طرح سن لو کہ یہ آخری سورۃ ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اس میں جس چیز کو حلال پاؤ اسے حلال سمجھو اور جس چیز کو حرام پاؤ اسے حرام سمجھو۔

اس سورت کے احکام منسوخ نہیں ہیں، ورنہ نسخ کا احتمال تو رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حلت یا حرمت سے متعلق کوئی حکم نازل فرمایا ہو اور پھر دوسرے حکم کے ذریعہ اس کو وقتی طور پر یا ہمیشہ کے لیے منسوخ کر دیا ہو،لیکن یہ آخری سورت ہے۔اس وجہ سے اس کے احکام منسوخ نہیں ہیں۔اس سورت کے پہلے رکوع کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر عہد کی پاس داری کرنی چاہیے خاص کر وہ عہد جو اللہ تعالیٰ سے کیا گیا ہو۔

سورۂ مائدہ کی پہلی آیت میں احکام خمسہ کا بیان:

اس پہلی آیت میں احکام خمسہ کا بیان ہے۔(۱) **امر بايفاء العقود** (۲) **تحليل بهيمة الانعام** یعنی چوپاؤں میں سے جانوروں کا حلال ہونا۔(۳) **استثناء ما يتلى عليكم من بعد** (سوائے ان جانوروں کے جن کی حرمت عارضی یا ابدی ہے جو بعد میں بتائی جائے گی) (۴) **تحريم صيد الحرم سواء كان الاحرام للحج او العمرة** (یعنی بحالت احرام شکار کا حرام ہونا خواہ یہ احرام حج کا ہو یا عمرے کا (۵) آیت کے منطوق سے نہیں، بلکہ مفہوم سے معلوم ہوا کہ جب حرمت صید مقید اور مشروط ہے۔قید اور شرط حرمت سے تو حلال ہونے کی حالت (بغیر احرام) میں اصطیاد یعنی شکار جائز اور مباح ہے۔

اب اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ (۱) پہلا حکم ایفائے عقود کا ہے اور عقد کا مفہوم ہے۔ عقد ایمان، عقد بیع، عقد اجارہ، عقد شراء، عقد نکاح، عقد مضاربت، عقد مزارعت، عقد صلوٰۃ، عقد حج، حتیٰ کہ نفل کا آغاز بھی عقد ہے، اسی لیے نوافل شروع کرنے سے واجب ہو جاتے ہیں، لہٰذا یہ استدلال نوافل کے حق میں بھی ہوگا۔

یہاں یہ بھی جان لینا چاہیے کہ اگر آپ نے کسی سے کوئی عقد کرلیا ہے اور عقد شرعاً جائز نہ ہو تو اس کے ایفاء کا حکم نہیں ہے۔ ویسے تو خلاف شرع عقد کرنا ہی نہیں چاہیے اور اگر کرلیا جائے تو اس کا توڑنا واجب ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ جب حضرت بریرہؓ کو آزاد کرنے کی غرض سے خرید رہی ہیں تو حضرت بریرہؓ کے مالکوں نے کہا کہ اگر آپ اسے آزاد کردیں گی تو اس کا ولاء (میراث اور دیگر حقوق) ہمارے لیے ہوگا۔ انہوں نے ولاء کی شرط اپنے لیے رکھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہؓ سے فرمایا کہ ولاء کی شرط اپنے لیے لگاؤ کیونکہ غلام اور لونڈی آزاد ہو کر ان کا ولاء پرانے مالکوں کے لیے، یہ شرط غلط ہے۔ اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا **کل شرط لیس فی کتاب اللہ فھو باطل وان کانت مأۃ شرط** یعنی ہر وہ شرط جو کتاب اللہ کے ضابطوں کے موافق نہ ہو، وہ غلط ہے۔ اگرچہ سو دفعہ شرط لگائی جائے۔ اسلام میں حکم یہ ہے کہ **الولاء لمن اعتق** یعنی جس نے غلام یا لونڈی کو آزاد کیا، ولاء اسی کا حق ہے۔ لہٰذا وہی شرط اور وہ عقد واجب الوفاء ہے جو کتاب اللہ کے موافق ہو، ورنہ نہیں۔

أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ الخ **بھیمۃ کل حیوان ذی اربع** یعنی چوپائے کو بہیمہ کہا جاتا ہے۔ الانعام کا اطلاق صرف تین قسم کے جانوروں پر ہوتا ہے۔ (۱) اونٹ (۲) گائے، بیل (۳) بکریاں۔ **والجاموس داخل تحت البقر** بھینس، گائے، بیل کے حکم میں داخل ہے اور غنم معز و شاۃ میں شامل ہے (یعنی دنبے اور بھیڑ، بکریوں میں داخل ہیں) لہٰذا کل پانچ قسمیں ہوئیں۔ بہیمہ عام ہے ہر چوپائے کو کہا جاتا ہے اور انعام خاص ہے۔ لہٰذا یہ **اضافۃ العام الی الخاص** ہے یا **اضافۃ الجنس الی نوع خاص** ہے۔ یعنی انعام کا بہیمہ حلال ہے۔ اس کے سوا حلال نہیں۔ جیسے اسد وغیرہ **بھائم من السباع** حلال نہیں ہیں۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے **والانعام خلقھا لکم فیھا دفأ ومنافع ومنھا تاکلون** اور چوپائے اس نے پیدا کیا انہیں تمہارے لیے، ان میں سردی سے بچاؤ اور کئی دوسرے فوائد ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔

إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ الخ

یعنی حلت کے حکم سے جو جانور مستثنیٰ ہیں وہ تلاوت کے ذریعہ تمہیں بتا دیے جائیں گے۔ تلاوت خواہ من القران ہو یا من السنۃ ہو تلاوت من القران کی مثال یہ ہے۔

انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ الخ

بے شک اس نے تو حرام کیا تم پر مردار اور خون اور گوشت خنزیر کا اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا

کسی اور کا۔

اس استثناء میں لحم خنزیر بہائم میں سے اور میتۃ من کل بھیمۃ حرام ہے اور وما اہل بہ یہ تمام بہائم پر عاید ہوتا ہے۔ یہ مذکورہ محرمات تو قرآن کریم میں بیان ہوئے اور تلاوت کیے گئے۔ حدیث میں ہے کل ذی ناب من السبع وذی مخلب من الطیور۔ یعنی درندوں میں سے جو ناخن والے ہیں اور پرندوں میں سے جو پنجوں والے ہیں۔ ان کے سوا باقی سب حلال ہیں۔ انعام میں حلت بالاصل ہے اور حرمت دلیل سے آئے گی۔

غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ الخ

احرام عام ہے خواہ حج کا ہو یا عمرے کا۔

لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللهِ الخ

شعائر اللہ سے مراد ارکان حج اور مقامات حج ہیں اور ان کے علاوہ تما شعائر اسلام جیسے ڈاڑھی، مساجد وغیرہ

وَلَا الْهَدْيَ الخ

ہدی سے مراد وہ جانور ہے جو حرم میں ذبح کرنے کے لیے نامزد ہو جاتا تھا تو اُس سے عام لوگ تو تعرض نہیں کرتے تھے، لیکن بعض ناعاقبت اندیش ان جانوروں کو بھی کبھی چوری کر لیتے اور کبھی ذبح کر لیتے تھے، لہٰذا اس پر تنبیہ فرمائی گئی اور انھیں عام جانوروں سے الگ کرنے اور ان کی پہچان نمایاں کرنے کے لیے ان کے گلوں میں قلادے ڈالے جاتے تھے اور اونٹوں کی پشت پر زخم بھی لگایا جاتا تھا تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ حرم کے نامزد جانور ہیں اور ان سے تعرض نہ کریں۔

وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ الخ

یعنی جو لوگ احرام باندھ کر بیت اللہ کے ارادہ سے جا رہے ہیں ان کو مت تنگ کرو اور ان کی بے حرمتی نہ کرو

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ الخ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ علیہ وسلم نے چودہ سو صحابہ کرام کے ساتھ احرام باندھ کر مکہ مکرمہ کی طرف عمرہ کے ارادہ سے سفر فرمایا۔ مدینہ منورہ سے (۳۰۰) تین سو میل دور حدیبیہ کے مقام پر مشرکین مکہ نے آپ کو اور صحابہ کرام کو روک کر عمرہ نہیں کرنے دیا۔ اسی مقام پر بیعت رضوان ہوئی تھی۔ تمام صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی جانیں قربان کرنے کا وعدہ فرمایا۔ الغرض جب صحابہ کرام راستہ سے عمرہ کیے بغیر لوٹ گئے تو ان کو اس وقت جو دلی صدمہ ہوا ہوگا، اس کا اندازہ تو وہی طبیعتیں کر سکتی ہیں جو درد آشنا ہوں۔ صحابہ کرام کے دلوں میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی اور یہ حضرات بزبان حال کہہ رہے تھے کہ اگر مکہ مکرمہ پر ہمارا قبضہ ہوا تو ضرور ان مشرکین سے آج کے دن کا بدلہ لیں گے۔ ان کو بھی اسی طرح احراموں میں واپس کریں گے اور بیت اللہ کے قریب نہ آنے دیں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ کسی قوم کی دشمنی میں حد اعتدال سے آگے بڑھنا اللہ تعالیٰ کو کسی

بھی صورت میں پسند نہیں ہے۔وہ تو کفر اور شرک کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور تم نور ایمان سے راستہ پاتے ہو۔ بھلا تمہاری ان سے کیا مناسبت کہ تم بھی وہی کچھ کرو جو انہوں نے کیا ہے۔

اَلْمَيْتَةُ جو خود بخود مر جائے۔

وَالدَّمُ سے مراد دم مسفوح ہے۔ یعنی بہنے والا خون۔ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ الخ بتوں کے نام پر جانور چھوڑ دیتے تھے۔ وَالْمُنْخَنِقَةُ اور منخنقہ جس کا گلا دبا کر اور گھونٹ کر اُسے مار دیا جائے۔اس کی حرمت کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ ذبح سے مقصود دم نجس کا اخراج ہے اور خنق کی صورت میں میتہ کی طرح وہ نجس خون اندر ہی اندر رہ جاتا ہے۔ لہٰذا جانور حرام ہے۔ اَلْمَوْقُوْذَةُ جس کو لکڑی یا کسی اور شے سے مارا جائے اور اس کے ساتھ وہ جانور مر جائے۔ اَلْمُتَرَدِّيَةُ کسی پہاڑی یا اونچی جگہ سے گر کر ہلاک ہو جائے۔ اَلنَّطِيْحَةُ جس کو دوسرا جانور سینگ مار کر ہلاک کر دے۔ جانوروں میں کبھی کبھی لڑائی ہو جاتی ہے، اُس وقت یہ صورت بھی ممکن ہے، بلکہ ایسا عموماً ہوتا ہے۔ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ الخ یعنی مندرج بالا قسمیں جو محرمات کی بیان ہوئیں اگر ان جانوروں میں زندگی کی رمق باقی ہو اور آپ نے ذبح کر دیا تو پھر حلال ہے اور دیکھا یہ جائے گا کہ اس جانور کی موت منسوب الی الذبح ہے یا منسوب الی الخنق والنطح وغیرہ ہے۔ اگر منسوب الی الذبح ہے تو حلال ہے اور اگر منسوب الی الخنق ہے تو حرام ہے۔ موقوذہ اور متردیہ وغیرہ یہ تمام قسمیں جو اوپر محرمات کے باب میں ذکر ہوئیں یہ بمنزلہ بیمار جانور کے ہیں اگر کوئی جانور بیمار ہو اور اسے ذبح کر دیا جائے تو دیکھا جائے گا کہ اس جانور کی موت منسوب الی المرض والطبع ہے یا منسوب الی الذبح ہے اور اس کا دارومدار علامات حیات پر ہے۔ اگر علامات حیات تھیں اور ذبح کیا گیا ہے تو یہ حلال ہے اور اس کی موت منسوب الی الذبح ہوگی اور اگر علامات حیات نہ تھیں اور ذبح کیا گیا تو یہ جانور مردار ہے اور اس کی موت منسوب الی المرض والطبع ہے۔

حیوان میں علامات حیات کی پہچان:

جانور کی زندگی کی مختلف علامتیں ہیں۔ بعض قوی اور بعض ضعیف ہیں۔

ایک علامت حیات یہ ہے کہ ذبح کے بعد خون تیزی سے نکلے۔ اگر ذبح کے بعد خون کا فوارہ چھٹا ہے تو یہ تیزی سے خون کا نکلنا ہی حیات ہے اور اگر ذبح کے بعد ویسے تو خون بہہ گیا، لیکن تیز نہ تھا تو محض خون کا بہہ جانا علامت حیات نہیں ہے۔ بعض حضرات نے حرکت کو علامت حیات قرار دیا ہے، لیکن یہ بھی خون نکلنے کے بعد ہی معلوم ہوگی۔ اگر خون نہ نکلے اور حرکت موجود ہو تو پھر اس حرکت کا اعتبار نہیں۔ اب ذبح کے بعد حرکت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک قسم علامت حیات ہے اور دوسری قسم علامت حیات نہیں۔ اگر ذبح کے بعد جانور نے ٹانگیں پھیلا دیں اور یہ اسی طرح رہ گئیں تو یہ علامت حیات نہیں اور اگر پھیلا کر پھر سکیڑ دیں یا پہلے سے ٹانگیں پھیلی ہوئی تھیں،

ذبح کے بعد سکیڑ دے تو یہ علامت حیات ہے اور اس کا ذبح درست ہے۔ کیونکہ جب جانور مرتا ہے تو تمام اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ محض ٹانگیں پھیلا دینا زندگی کی علامت نہیں ہے اور سکیڑ کر رکھنے میں اصلی ہیئت پر آ جاتی ہیں۔ جیسے سونے میں ہوتا ہے تو یہ علامت حیات ہے۔

اگر ذبح کے بعد منہ کھلا رہ گیا یہ علامت موت ہے، ذبح درست نہیں۔ اگر ذبح کے بعد کھلا منہ بند کر دیا تو یہ علامت حیات ہے۔ کیونکہ جانور اپنی قوت سے منہ بند کرتا ہے۔ اسی طرح ذبح کے بعد اگر آنکھیں کھلی رہ گئیں تو یہ استر خا ہے، علامت حیات نہیں ہے، لہٰذا جانور حلال نہیں اور اگر ذبح کے بعد آنکھیں بند کر لیں تو علامت حیات ہے کیونکہ جانور میں ابھی گرفت کی طاقت باقی ہے۔ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ذبح کے بعد اگر جانور کا دبر کھلا رہ گیا تو یہ علامت موت ہے اور اگر اس کو جانور نے کس لیا اور تنگ پڑ گیا تو یہ علامت حیات ہے۔

مشین سے ذبح کیے ہوئے جانوروں کے متعلق تفصیل:

مشینی ذبح کے متعلق یہ بات یقینی طور پر معلوم نہیں ہوتی کہ چھری کو حرکت دینے والے مسلمان یا کتابی کا ہاتھ ہے یا برقی رو ہے۔ بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مشینی چھریوں کو حرکت دینے والی برقی قوت ہے مسلمان یا کتابی کا ہاتھ نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمان یا اہل کتاب میں سے کوئی شخص صرف بجلی کا بٹن دبا دیتا ہے اور بجلی کی قوت سے وہ چھریاں تیزی سے نیچے آتی ہیں اور پھر جانوروں کی گردنیں کٹ جاتی ہیں تو یہ تمام بجلی کا ہی اثر معلوم ہوتا ہے۔ اس میں انسانی فعل کا دخل نہیں ہے۔ حالانکہ ذبح کرنے والے کا ذبح میں دخل لازمی شرط ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بٹن دبا دیتا ہے اور مشین چل پڑتی ہے تو مشین چلانے والے نے کٹا ہوا کنکشن بحال کر دیا اور مانع یعنی رکاوٹ کو رفع کر دیا اور رفع المانع سے ذبح متحقق نہیں ہوتا جیسا کہ تلوار یا چھری کے دستہ میں ڈور وغیرہ ڈال کر اس کو لٹکایا جائے اور بعد میں وہ ڈور کاٹ دی جائے یا کھول دی جائے اور وہ تلوار یا چھری گرے اور اس سے کسی حلال جانور کی گردن کٹ جائے تو اس کا کھانا حلال نہیں۔ یہ ذبح شرعی نہیں کیونکہ **کل ثقیل مائل الی الارض بالطبع** یعنی ہر ثقیل چیز بالطبع زمین کی طرف مائل ہوتی ہے جیسے کوئی شخص پتھر آسمان کی طرف خلا میں پھینکے تو جب تک پھینکنے والے کی قوت رمی کا اثر ہوگا پتھر اوپر کی طرف بلند ہوتا رہے گا اور جب اس قوت کا اثر ختم ہو جاتا ہے تو وہ کشش ثقل کی وجہ سے واپس آ کر زمین پر گر جاتا ہے۔ اسی طرح تلوار اور چھری ڈور کے ذریعہ لٹکتی رہی، لیکن جیسے ہی وہ ڈور کھول دی گئی تو طبعی ثقل کی وجہ سے وہ تلوار یا چھری زمین کی طرف آتی ہے تو اس سے اگر کوئی جانور ذبح ہو جاتا ہے تو وہ ذبح شرعی نہیں ہے، بلکہ اس کی طبعی ثقل کا اثر ہے اور انسانی فعل کو اس ذبح میں بالکل دخل نہیں ہے۔ بعینہٖ اس طرح بجلی کا بٹن دبانے کے بعد مشینی چھرے جو نیچے کی طرف آتے ہیں ان کے لیے قوتِ متحرکہ برقی قوت ہے اور بٹن دبانے کے بعد انسانی فعل مکمل طور پر منقطع ہو جاتا

ہے۔ حالانکہ تحریک ید المسلم یعنی مسلمان کے ہاتھ کی حرکت ذبح کا رکن اور ذبح کے لیے شرط ہے۔

ایک دفعہ حضرت مفتی محمد شفیعؒ نے مشینی ذبح کے جواز کا فتویٰ دیا جو''ماہنامہ بینات'' میں چھپ گیا تھا۔ مفتی صاحب نے لکھا تھا کہ مشینی ذبح کا گوشت اگرچہ مکروہ ہے، سنت متواترہ کے خلاف ہے، لیکن حلال ہے۔ میں نے اس کے عدم جواز پر دلائل پیش کیے اور اس کے جواز کی تردید کی۔ وہ خاموش رہے اور انھوں نے میرے دیے ہوئے دلائل کی کوئی تردید نہیں کی۔ بعد میں مجھ سے فرمانے لگے کہ آپ نے میرے فتوے کی تردید کی اور میرے فتوے کا احترام نہ کیا، لیکن میں نے آپ کا احترام کرتے ہوئے مزید کچھ نہ لکھا، ورنہ میرے پاس دلائل تھے۔ میں نے کہا کہ اگر دلائل ہیں تو پیش فرمایئے۔ پھر دلیل تو مفتی صاحب (مفتی محمد شفیع) نے نہیں دی، البتہ، فرمایا کہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ میرے استاد ہیں، لیکن اس کے باوجود جب میں نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے عدم جواز کا فتویٰ دیا تو انہوں نے فرمایا کہ میری رائے اگرچہ جواز کے حق میں ہے اور قلبی میلان بھی جواز کی طرف ہے، لیکن عملی طور پر آپ سے اختلاف نہیں کروں گا اور نہ اپنی رائے کے مطابق کسی کو فتویٰ دوں گا۔ مفتی صاحب کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جب انہوں نے اتنا احترام کیا ہے تو آپ کو مشینی ذبیحہ سے متعلق میرے فتوے کی تردید نہیں کرنی چاہیے تھی۔

میں نے کہا کہ مفتی صاحب ان دونوں مسئلوں میں بڑا فرق ہے۔ کیونکہ لاؤڈ اسپیکر والا مسئلہ اتنا اہم نہیں ہے کیونکہ فساد صلوٰۃ کا فیصلہ آپ نے بھی نہیں دیا، لیکن یہاں تو حلال و حرام کا معاملہ ہے۔ آپ کے فتوے پر عمل کر کے لوگ حرام گوشت کھاتے اور آپ کے ہم عصر اور بعد والے مجتہدین گمراہ ہو جاتے اور ان کو غلط سمت چلنے کے لیے ایک نکتہ مل جاتا۔ اس وجہ سے میں نے وضاحت ضروری سمجھی، لہٰذا حقیقت یہ ہے کہ میں اب بھی اپنی اس رائے پر قائم ہوں کہ مشینی ذبح اصول ذبح کے یکسر خلاف ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہے اور شرعی ذبح کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی، لیکن آج کل مشینوں کی کثرت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ عرصہ کے بعد عام لوگ کھانا شروع کر دیں۔

ایک دفعہ علماء کو اس مذبح خانے میں لے گئے تھے کہ آپ لوگ مشاہدہ فرمائیں کہ ذبح حقیقی تو لوگ ہی کرتے ہیں اور صفاتی ذبح مشین کرتی ہے، لیکن یہ تو پروگرام کے تحت علماء کو دکھایا گیا تھا۔ اگر آپ لوگ اچانک اور ناگہانی طور پر جاکے دیکھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ وہی کچھ ہو رہا ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔

وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ الخ

اَلنُّصُبِ یہ پتھر کے بت تھے جو کھڑے کیے گئے تھے اور مکہ مکرمہ میں موجود تھے۔ ان کے قریب جانور ذبح کر کے خون ان پر ڈالتے تھے اور بعض لوگ جانوروں کے خون سے خانہ کعبہ کی دیواروں کو رنگ دیتے تھے اور گوشت کاٹ کاٹ کر ان بتوں کے پاس رکھ دیتے تھے، لیکن اسلام نے منع کر دیا اور فیصلہ کر دیا کہ بتوں کی یہ تعظیم جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ **وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ** کی ایک قسم ہے۔ **وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ** الخ یعنی تیروں کے ذریعہ قسمت آزمائی کرتے تھے۔ مشرکین مکہ نے بعض تیروں پر ''امرنی ربی'' لکھ دیا تھا یعنی میرے رب نے مجھے یہ کام

کرنے کی اجازت دی ہے اور بعض تیروں پر ''نھانی ربی'' لکھوایا تھا یعنی میرے رب نے مجھ کو اس کام سے منع کر دیا ہے اور بعض تیروں پر ''افعل'' اور بعض پر ''لاتفعل'' لکھوایا تھا۔ جب سفر کرنے یا کسی کام کے لیے جانے کا ارادہ کرتے تو یہ تیر چونکہ بتوں کے پاس رکھوائے گئے تھے تو ان میں سے کسی تیر کو نکال کر فال لیتے۔ اگر وہ تیر نکلتا جس پر ''امرنی ربی'' لکھا ہوا ہوتا تو وہ کام کر گزرتے تھے اور اگر وہ تیر نکل آتا جس پر ''نہانی ربی'' لکھا ہوا ہوتا تھا تو اس کام سے رک جاتے۔

۸ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہوا تھا۔ اس دوران حضرت عباسؓ نے حضرت ابوسفیانؓ کی سفارش فرمائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من دخل دار ابی سفیان فهو امن، ومن اغلق علیه بابه فهو امن، ومن دخل المسجد فهو امن.

(آج) جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا، وہ امن سے ہوگا اور جو اپنا دروازہ بند کردے، وہ امن سے ہوگا اور جو مسجد میں چلا جائے، وہ امن سے ہوگا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی تھی اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ الخ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الخ یہ آیت جمعہ کے دن میدان عرفات میں نازل ہوئی تھی۔

جاء رجل من الیهود الی عمر بن الخطاب فقال یا امیر المؤمنین انکم تقرأون آیة فی کتابکم لو علینا معشر الیهود نزلت لا تخذنا ذالک الیوم عیدا قال وای اية؟ قال قوله الیوم اکملت لکم الخ. فقال عمر و الله انی لا علم الیوم الذی نزلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم والساعة التی نزلت فیها علی رسول الله صلی الله علیه وسلم عشیة عرفة فی یوم جمعة وفی روایة وکلاهما بحمد الله لنا عید (ابن کثیر)

ایک بار ایک یہودی حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے امیر المومنین تم لوگ قرآن کریم میں ایک آیت پڑھتے ہو، اگر یہ ہم یہود پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید منایا کرتے۔ حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے پوچھا کون سی آیت ہے؟ کہنے لگا الیوم اکملت لکم والی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے خوب علم ہے کہ یہ آیت کس دن اور کس گھڑی میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ یہ جمعہ کے دن عرفہ کی شام کو نازل ہوئی ہے اور ایک روایت میں یہ بھی موجود ہے کہ ''الحمد للہ یہ دونوں دن (یوم جمعہ، یوم عرفہ) ہمارے لیے عید ہی تو ہیں۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے اس یہودی پر واضح کر دیا کہ جمعہ کے دن ہمارے ہاں ہر جگہ جامع مسجدوں میں اجتماعات ہوتے ہیں اور عرفہ کے دن تو دنیا کے گوشے گوشے سے مسلمانوں کا ایک سیلاب امڈ آتا ہے اور وہ میدان

عرفات میں جمع ہوتے ہیں۔

مخمصة الجوع وخلاء البطن من الطعام یعنی بھوک، مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ الخ یہاں سے اس سوال کا جواب ہے کہ ہمارے لیے کون کون سی چیزیں حلال ہیں؟ وضاحت کے ساتھ بتایا گیا کہ طیبات اور پاکیزہ چیزیں ساری کی ساری حلال ہیں اور شکار کے باب میں شکاری کتے کا شکار اور باز وغیرہ کا شکار جائز ہے۔

شکاری کتوں اور باز وغیرہ کے متعلق احکام:

جس کتے کا شکار جائز ہے، اس کے لیے چند شرائط ہیں۔ ایک یہ ہے کہ کتا سدھایا اور سکھایا ہوا ہو۔ دوسرا یہ ہے کہ بسم اللہ کہہ کر اُس کو شکار پر چھوڑا جائے۔ اس کو شریعت کے مطابق شکار کی تعلیم دی گئی ہو۔

کتے کو سدھانے اور تعلیم دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو بار بار عملی طور پر یہ بات سمجھائی جائے کہ شکار کو مالک کے پاس پکڑ کر لایا کرے اور خود استعمال نہ کرے۔ جب وہ ایک دفعہ شکار پکڑ کر مالک کو لا کر دے۔ پھر دوسری بار ایسا ہی کرے اور تیسری بار ایسا ہی کرے، لیکن ان مرات ثلاثہ کا شکار مالک کے لیے جائز نہ ہوگا۔ جب چوتھی بار شکار مالک کے پاس لائے تو مالک کے لیے کھانا جائز ہوگا۔ تین بار مالک کے پاس شکار لانے سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ کتا اب شکاری بن چکا ہے۔ آئندہ اس کا شکار جائز ہوگا۔ پھر کتا جو شکار لے کر آتا ہے تو اگر وہ دوران شکار یا گھر لاتے ہوئے شکار مر گیا تو وہ حلال ہے اور کتے کا پکڑنا ہی اس کا ذبح شمار ہوگا اور اگر وہ شکار شدہ جانور گھر تک زندہ پہنچ گیا تو مالک اس کو ذبح کر دے۔ باز وغیرہ کے شکاری بننے کی علامت یہ ہے کہ وہ شکار کے پیچھے جا رہا ہو جب مالک اس کو واپس بلائے تو وہ فوراً واپس آ جائے اور اگر مالک کے بلانے سے واپس نہیں آتا اور شکار کا پیچھا نہیں چھوڑتا تو اس کا شکار حلال نہیں۔ گویا وہ اب تک شکاری نہیں بنا۔ یہ فرق ہے کتے اور باز وغیرہ کو شکاری بنانے اور سدھانے میں۔

الْجَوَارِحِ یہ جرح سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی زخمی کرنے کے ہیں یعنی وہ شکاری جانور شکار کردہ جانور کو زخمی بھی کرے کہ اس کا خون نکلے۔

اہل کتاب کے ذبیحہ اور طعام سے متعلق احکام:

وَطَعَامُ الَّذِيْنَ الخ

اس طعام سے مراد اہل کتاب کا ذبیحہ ہے۔ کیونکہ ذبیحہ کے سوا دوسری چیزیں تو غیر مسلموں کے ہاتھ سے بھی جائز ہیں۔ اگرچہ وہ اہل کتاب نہ ہوں۔ جیسے مجوسی اگر کھجور کسی مسلمان کو دے تو یہ جائز ہے۔ مشرک کی پکائی ہوئی روٹی جائز ہے۔ اہل کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جو آسمانی اور سماوی مذہب کے دعوے دار اور پیروکار ہیں۔ اگرچہ

انہوں نے تحریف کی ہے، لیکن قطعی کافر ہونے کے باوجود ان کا ذبیحہ حلال ہے، البتہ مرتد کا ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اب اہل کتاب نہیں رہا جیسے قادیانی اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔

کفر اور ذبیحہ دونوں الگ الگ مسئلے ہیں:

بسا اوقات ایک فرقہ کافر ہوتا ہے اس کا ذبیحہ بھی جائز نہیں ہوتا جیسا کہ مشبہ وغیرہ۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں مبشہ فرقہ کے عقائد کا حامل ہوں یا کہے کہ میں مرتد ہوں (العیاذ باللہ) تو اس کا ذبیحہ جائز نہ ہوگا، لیکن اگر اس فرقے کا شمار اسلامی فرقوں میں ہوتا ہے تو بعض صورتوں میں عقائد تو کفریہ ہو سکتے ہیں، لیکن دین سماوی کے تابع ہونے کی وجہ سے ذبیحہ حلال ہوگا۔ جیسے شیعہ ہونا کفر کی بات نہیں ہے کیونکہ شیعہ تفضیلیہ کے مسلمان ہونے پر تو تقریباً سب متفق ہیں، لیکن ان میں سے اگر کوئی تحریف قرآن وغیرہ عقائد کا حامل ہو تو یہ کفریہ عقائد ہیں، لیکن ذبیحہ حلال ہوگا۔ لہٰذا کفر کا مسئلہ الگ اور ذبیحہ کا الگ ہے۔ اکابرین دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ کسی اسلامی فرقہ پر کفر کا فتویٰ نہ لگاؤ جب تک ان کے عقائد معلوم نہ کرو۔ جن افراد یا فرد کا عقیدہ غلط ہو اس پر حکم لگاؤ لیکن ایک یا چند افراد کی وجہ سے پورے فرقے کو کافر نہ کہو۔

بعض لوگ قومی طور پر عیسائی ہوتے ہیں لیکن نظریاتی طور پر کمیونسٹ یا ایتھیسٹ ہوتے ہیں یعنی اللہ کے منکر ہوتے ہیں۔ ان کا ذبیحہ بالکل جائز نہیں ہے۔ جیسے بعض مسلمان قومی طور پر مسلمان اور اعتقادی طور پر ایتھیسٹ اور دہریہ ہوتے ہیں۔ پھر تم ان کی نماز جنازہ بھی پڑھتے ہو اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرتے ہو حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ الخ

کتابیہ عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے اس پر پابندی عائد کر دی تھی سو اس کی وجہ یہ تھی کہ کتابیہ عورتیں غیر مسلموں کے لیے اکثر جاسوسی کا کام کیا کرتی تھیں۔ جس وجہ سے حضرت فاروق اعظمؓ نے سیاسی ضرورت کے تحت ممانعت فرمائی تھی کہ ان عورتوں کی وجہ سے مسلمانوں کے راز فاش نہ ہوں اور وہ نقصان سے بچ جائیں۔ لہٰذا یہ پابندی سیاسی تھی، نہ کہ تشریعی و تحریمی۔ جیسے گھر کا کوئی بزرگ کسی بچے کے بے موقع نکاح سے منع کر دے کہ یہ نکاح ہمارے ماحول و اطوار کے موافق نہیں ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس جگہ نکاح حرام ہے بلکہ موجودہ مصلحت مطلوب ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ دھولو اور ہاتھ

اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ

کہنیوں تک اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھولو اور اگر

كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ

تم ناپاک ہو تو نہالو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا کوئی تم میں سے جائے ضرور

مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا

سے آیا ہو یا عورتوں کے پاس گئے ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو

طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ

اور اسے اپنے مونہوں اور ہاتھوں پر مل لو اللہ تم پر تنگی کرنا

مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٦

نہیں چاہتا لیکن تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے اور تا کہ اپنا احسان تم پر پورا کرے تا کہ تم شکر کرو ۝

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ

اور اللہ کا انعام جو تم پر ہوا ہے اسے یاد کرو اور اس کا عہد جس کا تم سے معاہدہ کیا ہے جب تم نے کہا تھا کہ

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٧ يٰٓاَيُّهَا

ہم نے سنا اور مان لیا اور اللہ سے ڈرتے رہو اللہ دلوں کی بات خوب جانتا ہے ۝ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ

ایمان والو! اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث

قَوْمٍ عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو انصاف کرو یہی بات تقوے کے زیادہ نزدیک ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو بیشک اللہ

خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٨ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ

اس سے خبردار ہے ۝ اللہ نے ایمان والوں سے اور جو نیک کام کرتے ہیں

مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۞ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے ○ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ

الْجَحِيْمِ ۞ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ

دوزخی ہیں○ اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب لوگوں نے ارادہ کیا کہ تم پر

يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

دست درازی کریں پھر اللہ نے ان کے ہاتھ تم پر اٹھنے سے روک دیے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر

الْمُؤْمِنُوْنَ ۞ ع

بھروسہ کرنا چاہیے ○

افاداتِ محمود:

وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ الخ

وضو میں مسح راس کا حکم ہے۔امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے ہاں اگر چند بالوں کا مسح کیا جائے تب بھی جائز ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں کم از کم ربع راس یعنی سر کے چوتھائی حصہ کا مسح فرض ہے۔امام مالک کے ہاں کل راس کا مسح فرض ہے۔اسی طرح محرم جب احرام کھولتا ہے تو حلال ہونے کے لیے امام شافعی اور احمد کے ہاں چند بال کٹوانے سے احرام کھولنا جائز ہو جائے گا اور امام ابوحنیفہ کے ہاں کم از کم ربع راس کے کتروانے سے احرام کھولنا جائز ہو جائے گا اور امام مالک کے ہاں سارے سر کے بال حلق یا کتروانے سے احرام کھولنا جائز ہوگا ورنہ نہیں۔ فَاطَّهَّرُوْا غسل میں وضو کے مقابلہ میں مبالغہ ہے کماً اور کیفاً یعنی کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے۔ایک قول کے مطابق غسل میں بدن کو سات بار دھونا چاہیے، لیکن یہ کسی کا مذہب نہیں ہے۔لہٰذا کیفاً والافرق برقرار رہے گا۔مثلاً وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرض نہیں ہے۔جبکہ غسل میں فرض ہے۔تیمم کا ذکر وضو اور غسل دونوں کے بعد کیا گیا ہے۔اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ آدمی کو غسل کی حاجت ہو یا وضو کی حدث اکبر لاحق ہو یا حدث اصغر دونوں صورتوں میں تیمم ایک جیسا ہوتا ہے۔نیت میں فرق ہوگا، کمیت اور کیفیت میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ جیسا کہ صحیح احادیث سے بھی یہی ثابت ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا الخ ابتدائے اسلام میں جب مسلمان تھوڑے تھے اور کمزور تھے تو کفار مکہ نے مسلمانوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی بہت کوشش کی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو روک رکھا اور مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھا تا آنکہ مسلمانوں کو قوت مل گئی اور قوی ہو گئے۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ

اور اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار

نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ

مقرر کیے اور اللہ نے کہا میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز کی پابندی کرو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے

وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ

اور میرے سب رسولوں پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے اور اللہ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہو گے تو میں ضرور تمہارے

سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ

گناہ تم سے دُور کردوں گا اور تمہیں باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں پھر جو کوئی تم میں سے

ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ﴿١٢﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ

اس کے بعد کافر ہوا وہ بے شک سیدھے راستہ سے گمراہ ہوا ○ پھر ان کی عہد شکنی کے باعث ہم نے اُن پر لعنت کی اور

جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا

اُن کے دلوں کو سخت کر دیا وہ لوگ کلام کو اس کے ٹھکانے سے بدلتے ہیں اور اس نصیحت سے نفع اٹھانا

بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ

بھول گئے جو انہیں کی گئی تھی اور تو ہمیشہ ان کی کسی نہ کسی خیانت پر اطلاع پاتا رہے گا مگر تھوڑے ان میں سے سو انہیں معاف کر

وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣﴾ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا

اور درگزر کر بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ○ اور جو لوگ اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں ان سے بھی

مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ

ہم نے عہد لیا تھا پھر وہ اس نصیحت سے نفع اٹھانا بھول گئے جو انہیں کی گئی تھی پھر ہم نے ان کے درمیان ایک دوسرے کی دشمنی اور بغض

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١٤﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

قیامت تک کے لئے ڈال دیا اور اللہ ان کا کیا ہوا انہیں جتلا دے گا ○ اے اہلِ کتاب

قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا

تحقیق تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے جو بہت سی چیزیں تم پر ظاہر کرتا ہے جنہیں تم کتاب سے چھپاتے تھے اور بہت سی

عَنْ كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ﴿۱۵﴾ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ

چیزوں سے درگزر کرتا ہے بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے ○ اللہ سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے

اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ

اسے جو اس کی رضا کا تابع ہو اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے

وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ

اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے ○ بے شک وہ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تو وہی

الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ

مسیح مریم کا بیٹا ہے کہہ دے پھر اللہ کے سامنے کس کا بس چل سکتا ہے اگر وہ چاہے کہ

الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ

مسیح مریم کے بیٹے اور اس کی ماں اور جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو ہلاک کر دے اور آسمانوں اور زمین اور ان

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۷﴾

دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے واسطے ہے جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ

اور یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں کہہ دو پھر تمہارے گناہوں کے باعث

بِذُنُوبِكُمْ ۖ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۚ

وہ تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے بلکہ تم بھی اور مخلوقات کی طرح ایک آدمی ہو جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے

وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿۱۸﴾ يَا أَهْلَ

اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ○ اے اہل

الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا

کتاب تحقیق تمہارے پاس ہمارا پیغمبر آیا جو تمہیں صاف صاف بتلاتا ہے ایسے وقت میں کہ رسولوں کا سلسلہ موقوف تھا تاکہ تم یوں نہ

مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ ۖ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ

کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا سو تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا آ گیا ہے

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑲
اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○

ع

افاداتِ محمود:

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ الخ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا ایک نعمت ہے۔ خصوصاً اس وقت جب فترۃ وحی اور انقطاع وحی کا زمانہ تھا۔ مدت دراز سے رسول نہیں آئے تھے۔ احکام سماوی اپنی ہیئت تبدیل کر چکے تھے اور ان احکام سماوی کی تشریح کے لیے نئے نبی و رسول کا آنا بہت ضروری تھا۔

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ط الخ

یہ بنی اسرائیل کے بارہ نقیب تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جن صحابہ کرام نے ۱۲ نبوی میں بیعت کی تھی ان کی تعداد بھی ۱۲ تھی۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب کہ تم

جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ

میں نبی پیدا کیے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ دیا جو جہان میں

الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۰ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا

کسی کو نہ دیا تھا ○ اے میری قوم اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لئے مقرر کر دی اور

تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝۲۱ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا

پیچھے نہ ہٹو ورنہ نقصان میں جا پڑو گے ○ انہوں نے کہا اے موسیٰ بے شک وہاں ایک

جَبَّارِيْنَ ۖۗ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا

زبردست قوم ہے اور ہم وہاں ہرگز نہ جائیں گے یہاں تک کہ وہاں سے نکل جائیں پھر اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو

دٰخِلُوْنَ ۝۲۲ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا

ہم ضرور داخل ہوں گے ○ دو مردوں نے کہا اللہ سے ڈرنے والوں میں سے جن پر اللہ کا فضل تھا کہ ان پر حملہ کر کے

عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ

دروازہ میں گھس جاؤ پھر جب تم اس میں گھس جاؤ گے تو تم ہی غالب ہو گے اور اللہ پر بھروسہ رکھو اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ۝۲۳ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا

ایمان دار ہو ○ کہا اے موسیٰ ہم کبھی بھی وہاں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ اس میں ہیں

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝۲۴ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَاۤ اَمْلِكُ

سو تو اور تیرا رب جائے اور تم دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں ○ موسیٰ نے کہا اے میرے رب میرے اختیار میں

اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۵ قَالَ فَاِنَّهَا

تو سوائے میری جان اور میرے بھائی کے اور کوئی نہیں سو ہمارے درمیان اور اس نافرمان قوم کے درمیان جدائی ڈال دے ○ فرمایا

مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ

تحقیق وہ زمین ان پر چالیس برس حرام کی گئی ہے اس ملک میں سرگرداں پھریں گے سو تو نافرمان قوم پر

الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ

افسوس نہ کر ○ تو اہلِ کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھکر سنادے جب ان دونوں نے قربانی کی ان میں سے

مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ

ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی نہ ہوئی اس نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا اس نے جواب دیا

اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ

اللہ پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے ○ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے

اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ

ہاتھ نہ اٹھاؤں گا میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں ○ میں چاہتا ہوں کہ

بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ ۚ

میرا اور اپنا گناہ تو ہی سمیٹ لے اور دوزخی بن جائے اور ظالموں کی یہی سزا ہے ○

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ

پھر اُسے اس کے نفس نے اپنے بھائی کے خون پر راضی کرلیا پھر اسے مار ڈالا پس وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگیا ○ پھر اللہ

غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ

نے ایک کوا بھیجا جو زمین کریدتا تھا تاکہ اسے دکھلائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طرح چھپاتا ہے اس نے کہا

يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ

افسوس مجھ پر میں اس کوے جیسا بھی نہ ہوسکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپانے کی تدبیر کرتا

فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ۚۛ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ

پھر پچھتانے لگا ○ اسی سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھا کہ

اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ

جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا گویا اس نے

النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ

تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخشی اور ہمارے رسول اُن کے پاس

رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾
کھلے حکم لا چکے ہیں — پھر بھی ان میں سے — بہت لوگ — زمین میں — زیادتیاں کرنے والے ہیں ○
اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ
ان کی بھی — یہی سزا ہے — جو اللہ — اور اس کے — رسول سے لڑتے ہیں — اور ملک میں
فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ
فساد کرنے کو دوڑتے ہیں — یہ کہ انہیں قتل کیا جائے — یا وہ سولی پر — چڑھائے جائیں — یا ان کے ہاتھ — اور پاؤں
مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ
مخالف جانب سے کاٹے جائیں — یا وہ جلاوطن کردیئے جائیں — یہ ذلت — ان کے لئے — دنیا میں ہے — اور
فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا
آخرت میں — ان کے لئے — بڑا عذاب ہے ○ — مگر — جنہوں نے — تمہارے قابو پانے سے پہلے — توبہ
ع ۹ عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾
کرلی — تو جان لو کہ — اللہ بخشنے والا — مہربان ہے ○

افاداتِ محمود:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ الخ

قابیل نے چونکہ اپنے بھائی ہابیل کو ناحق مار دیا تھا یہ زمین میں پہلا قتل تھا اور وہ بھی ناحق تھا اب قیامت تک جتنے ناحق قتل ہوں گے قابیل ان میں برابر کا شریک ہوگا۔ حدیث میں ہے۔

من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها ومن سن سنة سيئة فعليه وزرها و وزر من عمل بها

جوشخص کوئی اچھا طریقہ رائج کرلیتا ہے تو اس کو اپنے عمل کا بھی ثواب ملے گا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے عمل کا ثواب بھی اس کو ملے گا اور جوشخص غلط طریقہ (اسلام میں) رائج کرلیتا ہے تو خود کرنے کا گناہ بھی اس کو ہوگا اور دوسروں کے کرنے کا گناہ بھی اس کو ہوگا۔ پہلی صورت میں نیک اعمال کرنے والوں کا ثواب کم نہ ہوگا اور بنانے والے کو بھی اُتنا ہی ملے گا اور دوسری صورت میں لوگوں کو گمراہ کرنے والا شخص ان کے کردہ گناہوں میں حصہ دار ہوگا اور خود کرنے والوں کو بھی پورا گناہ ہوگا کم نہ ہوگا۔ اس واقعہ سے مقصد مدینہ منورہ کے یہود کو خصوصاً اور عام انسانوں کو عموماً تنبیہ کی گئی کہ قتل ناحق ایک ایسا جرم ہے کہ ناقابل تلافی ہے اور قابیل کی طرح جو قتل ناحق کی نئی نئی راہیں

ایجاد کرے گا وہ بعد والوں کے ساتھ اس جرم میں برابر کا شریک ہوگا۔ لہٰذا اس سے بنونضیر اور بنوقریظہ کی لڑائیوں پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ الخ

قطاع الطریق یعنی راہ زن چار قسم کے ڈاکے ڈالتے ہیں۔ آدمی کو قتل کردیں، لیکن مال ہاتھ نہ آئے۔ قتل بھی کردیں، مال بھی لے جائیں۔ مال لوٹ لیا، آدمی قتل نہ کیا۔ ڈاکہ ڈالنے کے باوجود نہ مال لے جاسکے، نہ آدمی کو قتل کیا۔ یہ چار صورتیں ہیں ڈاکے اور راہ زنی کی، لہٰذا اسی اعتبار سے سزا کی بھی چار قسمیں بیان ہوئی ہیں۔ اگر قتل بھی کردیں اور مال بھی لے جائیں تو اس کو سولی پر چڑھایا جائے گا، لیکن پہلے قتل کرکے پھر سولی پر چڑھایا جائے گا۔ زندہ سولی پر لٹکانا جائز نہیں ہے اور سولی پر لٹکانے سے مقصد دوسرے لوگوں کے لیے عبرت ہے کہ وہ ایسے قبیح فعل کے مرتکب نہ ہوں۔ اس وقت سولی جو قتل کا ذریعہ بن گیا ہے۔ یہ انگریزوں کا طریقہ ہے اسلام میں جائز نہیں ہے۔ اگر آدمی کو قتل کردیا اور مال لے کر نہ گئے تو قصاص میں ڈاکو قتل کیے جائیں گے۔ اگر آدمی کو قتل نہ کیا، بلکہ مال لے گئے تو ان کے ہاتھ پیر ادل بدل کاٹے جائیں گے۔ دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں، بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں اور اگر ڈاکا ڈال دیا، لیکن نہ مال لے جاسکے اور نہ آدمی کو قتل کیا تو ان کو ملک بدر کیا جائے۔

ذٰلِکَ لَھُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا الخ

اس آیت میں تصریح ہے کہ دنیا کی سزا الگ ہے اور آخرت کی سزا الگ ہے۔ یہی امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے کہ حدود کفارات نہیں بنتے۔ جس شخص پر کسی گناہ کی پاداش میں حد جاری ہوگئی تو دنیا میں اس کا معاملہ صاف ہوگیا اور اخروی سزا اللہ تعالیٰ کی مشیت سے وابستہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو سزا دے اور چاہے تو معاف کردے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو

اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور اللہ کا قرب تلاش کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ ○

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ

بے شک جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس دنیا بھر کی چیزیں ہوں اور اس کے ساتھ

لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

اتنا ہی اور ہو تا کہ قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے بدلہ میں دیں تو بھی ان سے قبول نہ ہوگا اور ان کے لئے دردناک عذاب

اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ

ہے ○ وہ چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں حالانکہ وہ اس سے نکلنے والے نہیں اور ان کے لئے

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾ وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا

دائمی عذاب ہے ○ اور چور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کی کمائی کا

كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ

بدلہ اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے ○ پھر جس نے اپنے ظلم کے بعد توبہ کی

وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ

اور اصلاح کرلی تو اللہ اس کی توبہ قبول کرلے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ کیا تجھے معلوم نہیں کہ

اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے واسطے ہے وہ جسے چاہے عذاب دے اور جسے چاہے بخش دے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ

اور اللہ سب چیز پر قادر ہے ○ اے رسول ان کا غم نہ کر جو دوڑ کر

فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛۚ

کفر میں گرتے ہیں وہ لوگ جو اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں حالانکہ ان کے دل مومن نہیں ہیں

مع وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۛ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ ۖ

اور وہ جو یہودی ہیں جھوٹ بولنے کے لئے جاسوسی کرتے ہیں وہ دوسری جماعت کے جاسوس ہیں

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ ۖ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ

جو تجھ تک نہیں آئی بات کو اس کے ٹھکانے سے بدل دیتے ہیں کہتے ہیں کہ تمہیں یہ حکم ملے تو قبول کر لینا

وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا ۚ وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ

اور اگر یہ نہ ملے تو بچتے رہنا اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے سو تو اللہ کے ہاں اس کے لئے

شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا

کچھ نہیں کر سکتا یہ وہی لوگ ہیں جن کے دل پاک کرنے کا اللہ نے ارادہ نہیں کیا ان کے لئے دنیا میں

خِزْيٌ ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٤١﴾ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ

ذلت ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے ○ جھوٹ بولنے کے لئے جاسوسی

لِلسُّحْتِ ۚ فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ ۖ وَإِنْ تُعْرِضْ

کرنے والے ہیں اور بہت حرام کھانیوالے ہیں سو اگر وہ تیرے پاس آئیں تو ان میں فیصلہ کر دے یا ان سے منہ پھیر لے اور اگر تو

عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا ۖ وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ

ان سے منہ پھیر لے گا تو وہ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور اگر تو فیصلہ کرے تو ان میں انصاف سے فیصلہ کر

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٤٢﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَاةُ فِيهَا

بے شک اللہ انصاف کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے ○ اور وہ تجھے کس طرح منصف بنائیں گے حالانکہ ان کے پاس تو تورات ہے

حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٣﴾ ع

جس میں اللہ کا حکم ہے پھر اس کے بعد ہٹ جاتے ہیں اور یہ مومن نہیں ہیں ○

افاداتِ محمود:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ الخ السرقة الأخذ ما ليس له اخذه في خفاء

یعنی کسی کی چیز کو خفیہ اور پوشیدہ طور پر لینا، جبکہ وہ چیز محفوظ ہو، تو یہ سرقہ ہے۔ ایک دفعہ زمانہ جاہلیت میں مشرکین نے ایک چور کے ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ دیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع کا حکم برقرار رکھا جیسا کہ مندرجہ بالا آیت میں تصریح ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عدی بن نضر اور مرۃ اسد کے بیٹوں کے ہاتھ کاٹنے کا

حکم دیا تھا۔ پھر حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ نے بھی مختلف اوقات میں چوروں کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا۔

حد سرقہ کے متعلق پرویز اور مودودی صاحب کی رائے:

یہ بات جان لینی چاہیے کہ حد سرقہ میں جو ہاتھ کاٹا جاتا ہے اس مال کا عوض نہیں ہے اور نہ ہی سرقہ کا بدل ہے، بلکہ یہ سزا تو عبرت کے لیے ہے تاکہ اس کی سزا کو دیکھ کر دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں اور اس قسم کی غلطی کا ارتکاب نہ کریں۔ جیسا کہ حد زنا میں ہے۔

والیشهد عذابهما طائفة من المؤمنين ان دونوں (زانی اور زانیہ) کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت پاس ہونی چاہیے۔

اس سے مقصد عبرت حاصل کرنا ہے۔ آج کل کچھ جدت پسند مسلمان اور تہذیب جدید کے بعض دل دادہ لوگ اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ فعل قرار دے رہے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ ان سزاؤں میں تبدیلی ہونی چاہیے، لیکن وہ عقل کے اندھے یہ نہیں سوچتے کہ ایک دو ملزموں اور مجرموں کو سزا دینے کے بعد اگر اس جرم اور گناہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے تو یہ سزا نہایت ہی حکیمانہ ہے۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ سزا کا وحشی ہونا تو نظر آتا ہے لیکن اسی جرم کو جس میں وحشت کی انتہا ہے جیسے قتل ناحق، چوری، ڈاکہ، بدکاری وغیرہ شاید یہ لوگ ان اعمال کو تہذیب سمجھتے ہیں جس کے لیے مہذب سزا کا مطالبہ کرتے ہیں۔

پرویز نے لکھا ہے کہ قرآن کریم میں قطع ید سے چھری یا تلوار سے ہاتھ کاٹنا مراد نہیں ہے، بلکہ کوئی ایسی سزا دی جائے کہ اس کا ہاتھ چوری سے رک جائے۔ یعنی قید وغیرہ کی سزا دی جائے، لیکن یہ ہمیشہ مرتد لوگوں کا وتیرہ اور طریقہ رہا ہے کہ احکام خداوندی میں خود دخیل بن کر اور حکم خداوندی کے مقابل اپنی رائے مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ پرویز مزید برآں لکھتا ہے کہ اس زمانہ میں چونکہ چوروں کی کثرت ہے تو ہاتھ کاٹنے سے سب معذور ہو جائیں گے پھر کارخانے کیسے چلیں گے۔ دفتروں اور بازار کا یہ نظام بری طرح متاثر ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ خود چور ہیں۔ اس وجہ سے چوروں کی سفارش کرتے ہیں۔ ہم جو کہنا چاہتے ہیں۔ خدا کرے ان کو سمجھ آ جائے اور اپنی پچھلی تاریخ پر نظر ڈال لیں تو ان کو سمجھ بھی آ جائے گا کہ چوروں کی کثرت اس وجہ سے ہے کہ سزا نہیں ہے اور جہاں سزا ہوتی ہے وہاں نہ جرم کی کثرت ہوتی ہے اور نہ مجرموں کی۔ چنانچہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے پورے دور خلافتؔ میں صرف ایک ہاتھ کاٹا گیا۔ اس طرح حضرت فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں ایک ہاتھ کاٹا گیا۔ معقول سزا ہونے کی وجہ سے جرم نہ ہونے کے برابر رہے۔

مودودی صاحب نے بھی لکھ دیا کہ رجم اور قطع ید دونوں سخت سزائیں ہیں۔ یہ سزائیں ہمارے معاشرہ کے

لیے نازل نہیں ہوئی تھیں۔ یہ سزائیں ایسے معاشرہ کے لیے تھیں جس میں لوگ بھوکے اور ننگے نہ تھے۔ حکومت کی ذمہ داری تھی کہ قوم کو روٹی کپڑا مکان فراہم کرے۔ عورتیں بے پردہ باہر نہیں نکلتی تھیں، لہٰذا زنا جرم عظیم تھا اور یہ سزائیں ہونی چاہئیں تھیں، لیکن آج ہمارے معاشرہ میں غربت کا دور دورہ ہے اور بے پردہ عورتوں کی بھرمار ہے۔ فاحشہ عورتیں سر بازار پاؤڈر لگا کر اور میک اپ کر کے زنا کی دعوت دیتی ہیں۔ اسی طرح یہ فلمیں، سینما گھر یہ سب گناہ کے اسباب موجود ہیں تو انسان زنا کرنے پر مجبور ہے۔ اس صورت میں سنگسار اور رجم کرنا ظلم ہے۔ یہ مضمون مودودی صاحب نے تفہیمات میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے اور ایک ''اسلامی قانون'' نامی کتاب سے نقل کیا ہے کہ اگر اس زمانہ میں کوئی زنا سے بچ جائے تو اس کو ''خان بہادر'' کا لقب دینا چاہیے نہ کہ زنا کرنے والے کو سزا دی جائے اور مزید لکھا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹنا ظلم ہے۔ یہ آیت موجودہ دور لوگوں کے بارے میں نہیں ہے۔ لہٰذا وہ اقامت حدود سے فارغ ہو گئے۔

دیکھا جائے تو اگر آپ آج کے معاشرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے معاشرے کا تقابل بلحاظ غربت کریں تو یہ بات عیاں ہوگی کہ اس زمانہ میں غربت آج سے کہیں زیادہ تھی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں دو دو ماہ تک چولہا نہیں جلتا تھا۔ کیا آج کوئی ایسا گھر موجود ہے جس میں آگ نہ جلتی ہو؟ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے۔ آج کوئی ایسا ہے؟ پرویز تو اس قابل ہی نہیں ہے کہ اس سے توقع رکھی جائے کہ وہ رجم اور قطع ید وغیرہ سزاؤں کے انکار سے باز آ جائے، لیکن مودودی صاحب کو نہ معلوم کیا ہو گیا ہے کہ وہ ان حدود کے قائل کیوں نہیں ہوتے۔ اب ہم اگر اسمبلی میں حدود کے نفاذ کے لیے آواز اٹھاتے ہیں تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ تم نے خود ہی لکھا ہے کہ یہ ظلم ہے اور وحشیانہ سزا ہے۔ جس کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔

مقدار اور تعریف سرقہ جس پر قطع ید کا حکم عاید ہوتا ہے:

ھی اخذ مکلف خفیة دراھم مضروبة محرزة بمکان او حافظ.

وہ (چوری) لینا ہے مکلّف (بالغ) کا پوشیدہ طور پر ڈھلے ہوئے دس درہموں کے بقدر جو محفوظ ہو کسی جگہ یا کسی محافظ کے ذریعہ۔

چوری شدہ مال کی وہ مقدار جس پر ہاتھ کاٹنے کا حکم مرتب ہوتا ہے کم از کم دس درہم ہیں۔ اس سے کم میں قطع ید نہیں ہے نیز یہ بھی شرط ہے کہ مال محفوظ ہو۔ اگر غیر محفوظ مال کسی نے اٹھا لیا تو پھر بھی قطع ید کا حکم عاید نہیں ہوگا۔ اگر مسجد سے کوئی مال اٹھا کر لے جائے تو قطع ید نہ ہوگا لیکن تعزیر ہو گی۔ والدین اگر بیٹے کا مال چوری کر لیں تو بھی قطع ید نہ ہوگا کیونکہ حدیث میں ہے ''**انت ومالک لابیک**'' تو بھی اور تیرا مال بھی تیرے باپ کے ہیں۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ

اس آیت اور اس کے بعد والی آیات کا شان نزول یہ ہے کہ ایک یہودی مرد اور عورت نے، جو شادی شدہ تھے، زنا کا ارتکاب کیا۔ چونکہ توریت میں رجم اور سنگسار کرنے کا حکم موجود تھا اور یہودی کسی نہ کسی بہانے سے اس سزا سے بچنا چاہتے تھے۔ مشورہ کیا کہ یہ جو نئے نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مبعوث ہوئے ہیں، ان کی شریعت میں رجم کا حکم نہیں ہے، لہٰذا ان سے فیصلہ کروالیتے ہیں۔ اس طرح سنگساری کی سزا سے بچ جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جماعت تحقیق کی غرض سے آئی۔ انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ اگر وہ رجم کے علاوہ کوئی اور سزا تجویز کریں گے تو ہم مان جائیں گے، ورنہ نہیں مانیں گے۔ جب حضور کے پاس آ گئے تو حضورؐ نے فیصلہ سنانے سے قبل ان سے سوال کیا کہ کیا میرا فیصلہ مانو گے؟ سب نے کہا کہ جی ہاں۔ اتنے میں حضرت جبریل نے آ کر آپ کو رجم کا حکم سنا دیا اور آپ نے ان کو رجم کرنے کا فیصلہ دے دیا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ فدک کا رہنے والا ابن صوریہ کے متعلق تم کیا جانتے ہو کہ وہ کیسا آدمی ہے؟ یہودی کہنے لگے کہ روئے زمین پر اس وقت تورات کا اس سے بڑا عالم کوئی نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلوایا اور مضبوط قسم دے کر پوچھا کہ سچ بتانا کہ تورات میں شادی شدہ زانی کے لیے کیا سزا ہے؟ اس نے بھی سچی بات بتلا دی کہ رجم ہی ہے، لیکن یہود نے پھر بھی انکار کر دیا اور کہا کہ ہمارے ہاں سزا یہ ہے کہ زانی کا منہ کالا کر کے اس کو گدھے پر سوار کر کے چکر لگوائے جائیں۔

إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ

ہم نے تورات نازل کی کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے اس پر پیغمبر جو اللہ کے

أَسْلَمُوا۟ لِلَّذِينَ هَادُوا۟ وَٱلرَّبَّـٰنِيُّونَ وَٱلْأَحْبَارُ بِمَا ٱسْتُحْفِظُوا۟ مِن

فرمانبردار تھے یہود کو حکم کرتے تھے اور اہل اللہ اور علماء بھی اس لئے کہ وہ اللہ کی کتاب کے

كِتَـٰبِ ٱللَّهِ وَكَانُوا۟ عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا۟ ٱلنَّاسَ وَٱخْشَوْنِ وَلَا

محافظ ٹھہرائے گئے تھے اور اس کی خبر گیری پر مقرر تھے سو تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور

تَشْتَرُوا۟ بِـَٔايَـٰتِى ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ

میری آیتوں کے بدلے میں تھوڑا مول مت لو اور جو کوئی اس کے موافق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے اتارا تو

هُمُ ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴿٤٤﴾ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ ٱلنَّفْسَ بِٱلنَّفْسِ وَٱلْعَيْنَ بِٱلْعَيْنِ

وہی لوگ کافر ہیں ○ اور ہم نے ان پر اس کتاب میں لکھا تھا کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے

وَٱلْأَنفَ بِٱلْأَنفِ وَٱلْأُذُنَ بِٱلْأُذُنِ وَٱلسِّنَّ بِٱلسِّنِّ وَٱلْجُرُوحَ

اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے اور زخموں کا بدلہ

قِصَاصٌ ۚ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِۦ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُۥ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ

ان کے برابر ہے پھر جس نے معاف کر دیا تو وہ گناہ سے پاک ہو گیا اور جو کوئی اس کے موافق حکم نہ کرے جو اللہ نے اُتارا

فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّـٰلِمُونَ ﴿٤٥﴾ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰٓ ءَاثَـٰرِهِم بِعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا

سو وہی لوگ ظالم ہیں ○ اور ہم نے ان کے پیچھے انہیں کے قدموں پر عیسیٰ مریم کے بیٹے کو بھیجا جو

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ ۖ وَءَاتَيْنَـٰهُ ٱلْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ

اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا تھا اور ہم نے اسے انجیل دی جس میں ہدایت اور روشنی تھی

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٦﴾

اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا تھا اور راہ بتانے والی اور ڈرنے والوں کے لئے نصیحت تھی ○

وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ ٱلْإِنجِيلِ بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فِيهِ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ

اور چاہئے کہ انجیل والے اس کے موافق حکم کریں جو اللہ نے اس میں اتارا ہے اور جو چیز اللہ نے اُتاری ہے

اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا

جوشخص اس کے موافق حکم نہ کرے سو وہی لوگ نافرمان ہیں ○ ہم نے تجھ پر سچی کتاب اتاری جو اپنے سے

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ

پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کے مضامین پر نگہبانی کرنے والی ہے سو تو ان میں اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے

اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً

اتارا ہے اور جو حق تیرے پاس آیا ہے اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کر ہم نے تم میں سے ہر ایک کیلئے ایک شریعت

وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ

اور ایک واضح راہ مقرر کر دی ہے اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت کر دیتا لیکن وہ تمہیں اپنے دیے ہوئے حکموں میں

اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

آزمانا چاہتا ہے لہٰذا نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو تم سب کو اللہ کے پاس پہنچنا ہے پھر تمہیں جتائے گا

فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ

جس میں تم اختلاف کرتے تھے ○ اور فرمایا کہ تو ان میں اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر

وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ

اور ان سے بچتا رہ کہ تجھے کسی ایسے حکم سے بہکا نہ دیں جو اللہ نے تجھ پر اتارا ہے پھر اگر یہ منہ موڑیں تو جان لو کہ

اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ

اللہ کا ارادہ انہیں ان کے بعض گناہوں کی پاداش میں مصیبت میں مبتلا کرنے کا ہے اور لوگوں میں بہت سے

النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ

نافرمان ہیں ○ تو کیا پھر جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں حالانکہ جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں

ع
اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾

ان کے ہاں اللہ سے بہتر اور کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں ○

افادات محمود:

قصاص سے متعلق احکام "النفس بالنفس الخ":

اللہ تعالیٰ یہود کی ایک اور قباحت کو بیان فرما رہے ہیں کہ قتل ناحق یا کسی ایک عضو کو ضائع کرنے اور کسی کو زخمی کرنے سے متعلق جو احکام ان کو دیے گئے تھے، ان میں انہوں نے تحریف کر ڈالی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے بالمقابل اپنی مرضی اور رائے سے فیصلے کرتے تھے۔ جراحات میں تو مساوات ممکن ہی نہیں ہے۔ وہاں تو دیت ہی دینی پڑتی ہے۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے، لیکن قتل نفس یا بعض اعضاء کے قطع کی صورت میں جہاں مساوات ممکن ہے، وہاں بھی یہود نے احکام خداوندی کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ مدینے میں یہود کے دو قبیلے بنو نضیر اور بنو قریظہ تھے بنو نضیر اپنے آپ کو بنو قریظہ سے افضل و برتر سمجھتے تھے۔ لہٰذا اگر بنو نضیر کا کوئی فرد بنو قریظہ کے ہاتھوں قتل ہو جاتا تو ضرور اس کا قصاص لیتے، لیکن بنو قریظہ میں سے کوئی شخص بنو نضیر کے ہاتھوں قتل ہو جاتا تو بنو نضیر ان کے قصاص کا استحقاق نہیں سمجھتے تھے۔ اسی طرح اگر بنو نضیر کا مقتول ہوتا تو پوری دیت وصول کرتے اور اگر مقتول بنو قریظہ کا ہوتا اور قاتل بنو نضیر میں سے کوئی ہوتا تو نصف دیت دیتے۔ اب جب اسلام آیا اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو بنو نضیر نے قدیم دستور کے مطابق اپنے کسی مقتول کی پوری دیت کا مطالبہ کر دیا جبکہ خود نصف دیت دیتے تھے تو بنو قریظہ نے پوری دیت دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ چکے ہیں۔ ان سے فیصلہ کروائیں گے اور ہم آپ لوگوں کا یہ ظالمانہ فیصلہ نہ مانیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قصاص اور جراحات سے متعلق یہ احکام نازل فرما دیے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ **تتکافأ دمائهم** سب کا خون برابر ہے۔ قصاص اور دیت میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ بنو نضیر نے کہا کہ "**حطت عنا**"۔ آپ نے ہمارا رتبہ کم کر دیا۔ اسی طرح تمام مسلمانوں کا خون آپس میں برابر ہے، لیکن کافر اگر غیر ذمی ہو اور مسلمان اسے قتل کر دے تو مسلمان کافر کے قصاص میں قتل نہ ہوگا۔ البتہ ذمی کے قصاص میں مسلمان قتل کیا جائے گا۔ امام شافعی کے ہاں مسلمان کا قتل کرنا ذمی کے عوض جائز نہیں ہے۔ وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ ولا یقتل مسلم بکافر یعنی مسلمان کو کافر کے قصاص میں قتل نہیں جائے گا۔ ہماری دلیل دار قطنی کی روایت سے ہے جس میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمی کے قصاص میں مسلمان کو قتل کروایا تھا اور ساتھ ہی فرما دیا تھا کہ "**انا اکرم من وفی ذمته**" میں اپنی ذمہ داری نبھانے کا سب سے زیادہ پاس داری کرنے والا ہوں۔ اور جو حدیث امام شافعی کی مستدل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد کافر حربی ہے کیونکہ یہ معطوف علیہ ہے اور اس پر جو معطوف ہے وہ ہے "**ولا ذو عهد فی عهده**" اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ذمیوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ **دمائهم کدمائنا واموالهم کاموالنا** جب ان کا خون اپنے خون کی طرح محفوظ ہے تو

پھر قصاص میں مسلمان کا ذمی کے عوض قتل نہ ہونا چہ معنی دارد؟

اسی طرح قصاص فیما دون النفس کا حکم ہے کیونکہ قصاص نفس کا ہے اور قصاص اعضاء جز ہے اور جز کل کے تابع ہوتا ہے، لیکن قصاص فیما دون النفس وہاں متحقق ہوگا جہاں اعضاء میں مساوات ممکن ہو اور جہاں مساوات ممکن نہ ہوگی، وہاں قصاص نہ ہوگا بلکہ دیت ہوگی۔ قصاص فیما دون النفس قرانی آیت اَلْجُرُوْحَ قِصَاصٌ سے مراد اور اس حدیث سے کہ ایک عورت نے جاریہ انصاریہ کا دانت توڑا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم صادر فرمایا۔ اجماع امت سے ثابت ہے جن اعضاء میں مساوات ممکن ہے، ان میں سے یہ بعض آنکھ، ناک، کان، دانت وغیرہ ہیں، لہٰذا جن اعضاء میں مساوات ممکن ہے، وہاں قصاص لیا جائے گا اور جن اعضاء میں مساوات ممکن نہ ہو یا قطع عضو نہ ہو، بلکہ زخم ہو تو وہاں دیت ہوگی۔ زخم جسم کے مختلف حصوں پر لگائے جاسکتے ہیں۔ لہٰذا اسی حساب سے حکم ہوگا۔

وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ الخ (زخموں) میں مساوات ممکن نہیں۔ کیونکہ جسم کے مختلف حصوں کے مختلف اعتبارات ہوتے ہیں۔ ہدایہ "کتاب الدیات میں ہے کہ رأس (سر) کا زخم دس قسم کا ہوتا ہے۔ سر اور چہرہ کے زخم کو شجاج کہا جاتا ہے۔

الحارصۃ اس زخم میں کھال چھل جاتی ہے اور خون نہیں نکلتا۔

الدامعہ اس زخم میں خون ظاہر ہوتا ہے، لیکن باہر نہیں نکلتا جیسا کہ آنسو آنکھ کے اندر ہو باہر نہ نکلے۔

الدامیۃ۔ وہ زخم جس میں خون نکلے۔

الباضعۃ۔ اس زخم میں کھال کٹ جاتی ہے۔

متلاحمۃ۔ اس زخم میں گوشت بھی کٹ جاتا ہے، ہڈی محفوظ ہوتی ہے۔

السمحاق۔ یہ زخم اتنا گہرا ہوتا ہے کہ گوشت اور سر کی ہڈی کے درمیان جو باریک سا پردہ ہوتا ہے، وہاں تک پہنچ جاتا ہے۔

الموضحۃ۔ اس زخم میں سر کی ہڈی صاف نظر آتی ہے۔

الھاشمۃ۔ اس میں سر کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے۔

المنقلۃ۔ اس میں ہڈی ٹوٹنے کے بعد ادھر ادھر ہو جاتی ہے۔

الامۃ۔ یہ زخم کھوپڑی کے اندر تک جہاں دماغ ہے پہنچ جاتا ہے۔

مندرجہ بالا دس قسموں میں سے صرف ایک میں قصاص ممکن ہے یعنی زخم موضحہ میں۔ حدیث میں بھی ہے۔ دارقطنی کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موضحہ کی صورت میں قصاص کا حکم دیا ہے اور باقی زخموں میں قصاص نہیں ہے۔ لہٰذا ان زخم کی مناسبت سے دیت ہوگی اور قصاص اس صورت میں ہوگا جب موضحہ زخم عمداً ہو۔

ورنہ اس میں بھی پھر دیت کا کچھ حصہ ہوگا۔

جو زخم ''موضحہ'' سے کم درجے کے ہیں۔ ان میں حکومت عدل یعنی عادل بادشاہ کی رائے کا اعتبار ہوگا کہ مجرم اور ملزم سے دیت کا کس قدر حصہ وصول ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس باب میں شارع علیہ السلام سے کوئی خاص اندازہ منقول نہیں ہے اور ''موضحہ'' اگر غلطی سے ہو تو اس میں عشر دیت کا نصف یعنی پانچ اونٹ ہیں اور ہاشمہ میں دیت کا دسواں حصہ یعنی ۱۰ اونٹ ہیں اور منقلہ میں ۱۵ اونٹ ہیں اور امہ میں ثلث دیت یعنی دیت کا تیسرا حصہ تقریباً ۳۳ اونٹ ہیں۔ باقی جو ہلکے پھلکے زخم ہیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا تو حاکم وقت ان میں دیت کا جو حصہ مناسب سمجھے وہ زخم کرنے والے سے وصول کیا جائے گا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جہاں قصاص ممکن ہے وہاں قصاص لیا جائے گا اور جہاں قصاص ممکن نہ ہو وہاں دیت کا کوئی نہ کوئی حصہ دینا ہوگا۔ جیسے کوئی شخص دوسرے کے تھپڑ رسید کرے۔ بظاہر تو قصاص ممکن ہے، لیکن اگر ایک شخص بہت زیادہ طاقت ور ہے تو اس کے تھپڑ مارنے سے تین دن تک دماغ چکراتا رہے گا اور ایک کمزور شخص ہے تو دونوں کا تھپڑ برابر تو نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا التعزیر کی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ الخ

یہودیوں کی ایک جماعت اپنا فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی اور آپ ؐ کو سیاسی رشوت دینے کی کوشش کی۔ کہنے لگے کہ ہم اپنی قوم کے سرکردہ افراد ہیں۔ اگر آپ ہمارے حق میں فیصلہ دیتے ہیں تو ہم مسلمان ہو جائیں گے اور ہماری پیروی کرتے ہوئے پوری قوم مسلمان ہو جائے گی۔ پھر آپ کی نبوت کے خوب چرچے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر لغزش سے معصوم اور محفوظ بنایا تھا، لہٰذا آپ ؐ کو اس آیت کے ذریعے سے آگاہ فرمادیا کہ فیصلہ حق کے ساتھ کرنا۔ ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرنا۔ کیونکہ آپ کی پہچان ہی حق گوئی اور عدل وانصاف پر مبنی فیصلے ہیں۔

وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ الخ

ایک پوپ پادری نے اعلان کیا کہ حضرت مریم کو یہودیوں نے قتل نہیں کیا، لہٰذا یہودیوں اور عیسائیوں کو آپس کی رنجش دور کر لینی چاہیے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ

اے ایمان والو یہود

وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ

اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان

فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (۵۱) فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ

کے ساتھ دوستی کرے تو وہ انہیں میں سے ہے اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا پھر تو ان لوگوں کو دیکھے گا جن کے دلوں میں

مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى

بیماری ہے ان میں دوڑ کر جا ملتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر ہے کہ ہم پر زمانہ کی گردش نہ آ جائے سو قریب ہے کہ

اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِىْۤ

اللہ جلدی فتح ظاہر فرماوے یا کوئی اور حکم اپنے ہاں سے ظاہر کرے پھر یہ اپنے دل کی چھپی ہوئی

اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ (۵۲) وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ

بات پر شرمندہ ہوں گے ○ اور مسلمان کہتے ہیں کیا وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نام کی پکی قسمیں کھاتے تھے کہ

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ (۵۳)

ہم تمہارے ساتھ ہیں ان کے اعمال برباد ہو گئے پھر وہ نقصان اٹھانے والے ہو گئے ○

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ

اے ایمان والو جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو

يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ

لائے گا کہ اللہ ان کو چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے اور کافروں پر زبردست اللہ کی راہ میں

فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

لڑیں گے اور کسی ملامت سے نہیں ڈریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (۵۴) اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ

دیتا ہے اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے ○ تمہارا دوست تو اللہ اور اس کا رسول اور ایمان دار لوگ ہیں

يُقِيمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں ○ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ ع
اور ایمانداروں کو دوست رکھے تو اللہ کی جماعت وہی غالب ہونے والی ہے ○

ع ۸

افاداتِ محمود:

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ

ماقبل آیت میں موالات سے منع کر دیا گیا تھا کہ کوئی شخص غیروں کے رنگ میں نہ رنگا جائے۔ اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ خدانخواستہ اگر کوئی شخص ارتداد کا مرتکب ہو رہا ہے تو وہ اپنا ہی کچھ کھوئے گا مسلمانوں کو اور اللہ تعالیٰ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا. پھر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے مقابلہ میں اور لوگوں کو کھڑا کر دیں گے جو دین اسلام کے سچے خادم ہوں گے۔ آج کل دیکھو تبلیغی جماعت والے فاسق و فاجر انگریزوں کو مسلمان بنا کر لاتے ہیں اور وہ دوسروں سے زیادہ اچھے مسلمان ہوتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اے ایمان والو! ان

لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے

مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ

پہلے کتاب دی گئی اور کافروں کو اور اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو ○ اور جب تم

اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

نماز کے لئے پکارتے ہو تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں یہ اس واسطے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں ○

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ

کہہ دو اے اہل کتاب تم ہم میں کون سا عیب پاتے ہو بجز اس کے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس پر

اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ

جو ہمارے پاس بھیجی گئی ہے اور اس پر جو پہلے بھیجی جا چکی ہے باوجود اس کے کہ تم میں اکثر لوگ نافرمان ہیں ○ کہہ دو میں تم کو بتلاؤں

بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ

اللہ کے ہاں ان میں سے کس کی بُری جزا ہے وہی جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضب نازل کیا

وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ

اور بعضوں کو ان میں سے بندر بنایا اور بعضوں کو سور اور جنہوں نے شیطان کی بندگی کی وہی لوگ

مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ

درجہ میں بدتر ہیں اور راہِ راست سے بھی بہت دور ہیں ○ اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے

دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾

حالانکہ وہ کافر ہی آئے تھے اور کافر ہی گئے اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے تھے ○

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ

اور تو اُن میں سے اکثر کو دیکھے گا کہ گناہ پر اور ظلم پر اور حرام کھانے پر دوڑتے

السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۶۲ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ

ہیں بہت بُرا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں ۝ ان کے فقراء اور علماء

الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا

گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے انہیں کیوں نہیں منع کرتے البتہ بری ہے وہ چیز

يَصْنَعُوْنَ ۝۶۳ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا

جو وہ کرتے ہیں ۝ اور یہود کہتے ہیں اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے انہیں کے ہاتھ بند ہوں اور انہیں

بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا

اس کہنے پر لعنت ہے بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہے خرچ کرتا ہے جو کلام تیرے رب

مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ

کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے وہ اُن میں سے اکثر لوگوں کی سرکشی اور کفر میں زیادتی کا باعث بن گیا اور ہم نے ان کے درمیان

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ

قیامت تک عداوت اور دشمنی ڈال دی ہے جب کبھی لڑائی کے لئے آگ سلگاتے ہیں

اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۶۴

تو اللہ اس کو بجھا دیتا ہے یہ زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۝

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ

اور اگر اہلِ کتاب ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم ان میں سے ان کی بُرائیاں دور کر دیتے اور ضرور انہیں نعمت کے

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۶۵ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ

باغوں میں داخل کرتے ۝ اور اگر وہ تورات اور انجیل کو قائم رکھتے اور اس کو جو ان پر

اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ

اُن کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے تو اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے کھاتے کچھ لوگ ان میں

مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝۶۶

سیدھی راہ پر ہیں اور بہت سے ان میں سے بُرے کام کر رہے ہیں ۝

افاداتِ محمود:

وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا الخ

قرآن کریم میں صراحۃً اذان جمعہ کا ذکر ہے باقی اذانیں بھی شعائر اللہ ہیں، لیکن ان کا صراحۃ ذکر نہیں ہے۔
مطلق ذکر ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے

بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ الخ

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ

اے رسول جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اُترا ہے

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ

اُسے پہنچادے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ تجھے

مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۶۷ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ

لوگوں سے بچائے گا بے شک اللہ کافروں کی قوم کو راستہ نہیں دکھاتا ۝ کہہ دو اے اہل کتاب تم

عَلٰي شَيْءٍ حَتّٰي تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ

کسی راہ پر نہیں ہو جب تک کہ تم تورات اور انجیل اور جو چیز تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے قائم نہ کرو

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا

اور ضرور ہے کہ یہ فرمان جو تم پر نازل ہوا ہے اُن میں سے اکثر کی سرکشی اور انکار کو اور زیادہ بڑھائے گا مگر

تَاْسَ عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۶۸ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَ

انکار کرنے والوں کے حال پر کچھ افسوس نہ کرو ۝ بے شک جو مسلمان ہیں اور جو یہودی ہیں اور

الصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا

صابی اور نصاریٰ جو کوئی اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور نیک کام کئے تو ان پر

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۶۹ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۝ ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ لیا تھا

وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ

اور ان کی طرف کئی رسول بھیجے تھے جب کبھی کوئی رسول ان کے پاس وہ حکم لایا جو ان کے نفس چاہتے تھے

فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝۷۰ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا

تو ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کر ڈالا ۝ اور یہی گمان کیا کہ کوئی فتنہ نہیں ہوگا پھر اندھے

وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ

اور بہرے ہو [illegible] گئے اور

بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝٧١ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ

جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ دیکھتا ہے ۝ البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے کہا بے شک اللہ وہی مسیح

ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ

مریم کا بیٹا ہی ہے حالانکہ مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل اس اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور

رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ

تمہارا رب ہے بے شک جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا سو اللہ نے اس پر جنت حرام کی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝٧٢ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ

اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا ۝ جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے ایک ہے بے شک وہ کافر ہوئے

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ

حالانکہ سوائے ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور اگر وہ اس بات سے باز نہ آئیں گے جو وہ کہتے ہیں تو ان میں سے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٧٣ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ

کفر پر قائم رہنے والوں کو دردناک عذاب پہنچے گا ۝ اللہ کے آگے کیوں توبہ نہیں کرتے اور اس سے گناہ نہیں بخشواتے

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٧٤ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ مسیح مریم کا بیٹا تو صرف ایک پیغمبر ہی ہے جس سے پہلے اور بھی پیغمبر

الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ

گزر چکے ہیں اور اس کی ماں ولی ہے دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھ ہم انہیں کیسی دلیلیں

الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝٧٥ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا

بتلاتے ہیں پھر دیکھ وہ کہاں الٹے جاتے ہیں ۝ کہہ دو تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی بندگی کرتے ہو جو تمہارے

يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٧٦ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

نقصان اور نفع کے مالک نہیں اور اللہ وہی ہے سننے والا جاننے والا ۝ کہہ اے اہلِ کتاب

لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ

تم اپنے دین میں ناحق زیادتی مت کرو اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو اس سے پہلے

وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾
گمراہ ہو چکے اور انہوں نے بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے دور ہو گئے ○

افاداتِ محمود:

فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ الخ

تبلیغ دین میں رکاوٹیں اوران کا ازالہ:

تبلیغ دین میں ویسے رکاوٹیں تو بہت ہوتی ہیں، لیکن مذکورہ آیت میں جن رکاوٹوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، وہ تین ہیں۔

(۱) عدم اہمیت، ایک رکاوٹ تبلیغ میں اہمیت کا نہ ہونا ہے کہ انسان کے دل میں یہ اہمیت ہی نہ ہو کہ یہ کام ضروری ہے اور ہمارے ذمہ ہے۔ جیسے میں کسی سے کہوں کہ پانی لے آؤ۔ اب اگر اس کے دل میں پیاس اور بروقت پانی پلانے کی اہمیت نہیں ہے تو ٹہلتا ہوا جائے گا۔ پھر آہستہ آہستہ برتن تلاش کرے گا اور پانی لے کر بھی غفلت کے ساتھ حاضر ہو گا کیونکہ اس کے دل میں پیاسے شخص کو بروقت پانی پلانے کی اہمیت نہیں ہے۔

(۲) دوسری رکاوٹ عمومی تکلیفیں ہوتی ہیں۔ آپ تبلیغ دین کرنا چاہتے ہیں، لیکن اپنے اور بیگانے سب ہی آپ کے راستہ میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں آپ کو اور آپ کے کنبے کو طرح طرح کی اذیتیں دیتے ہیں جس کی وجہ سے آپ تبلیغ پر قادر نہیں ہوتے۔

(۳) پھر انسان ان دل خراش تکالیف اور اذیتوں کو برداشت کرتا ہوا کمر ہمت باندھ لیتا ہے اور کام شروع کر دیتا ہے، لیکن لوگ ہدایت قبول نہیں کرتے تو انسان مایوس ہوتا ہے اور ہمت ہار بیٹھتا ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں تینوں رکاوٹوں کے ازالہ کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

(۱) تبلیغ دین کی اہمیت کے پیش نظر صیغہ امر ''بلغ'' استعمال فرمایا گیا ہے کیونکہ اکثر و بیشتر امر وجوب کے لیے آتا ہے، جیسا کہ قرآن وحدیث میں اکثر مقامات پر ہے اور کبھی کبھی امر اباحت کے لیے آتا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے ''**واذا حللتم فاصطادوا**'' یعنی جب تم احرام کھول کر حلال ہو جاؤ تو شکار کرو، **فاصطادوا**، بصیغہ امر فرمایا گیا حالانکہ احرام کھولنے کے بعد شکار جو بحالت احرام منع تھا، اب مباح ہو گیا ہے۔ واجب اور ضروری نہیں ہے۔ اس صورت میں مباح مفضول ہوتا ہے چنانچہ صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مشرکین کی طرف سے قاصد بن کر آئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی شرائط طے کر لی تھیں جب معاہدہ کو تحریر کا جامہ پہنانے لگے تو معاہدہ لکھنے والے کاتب حضرت علیؓ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم **ھذا ماقا ضانا** (بسم اللہ کے بعد یہ وہ

معاہدہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سہیل بن عمرو کے درمیان طے ہوا) تو سہیل بن عمرو نے کہا کہ

لو عرفناک رسولاً ما صددناک عن البیت ٥

اگر ہم آپ کو رسول تسلیم کرتے تو پھر بیت اللہ سے نہ روکتے ، لہٰذا محمد رسول اللہؐ کے بجائے محمد بن عبداللہ لکھو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ ''رسول اللہ'' کا لفظ مٹادو، حضرت علیؓ نے فرمایا'' **واللہ لا امحوک ابدا** '' اللہ کی قسم ''رسول اللہ'' کا لفظ کبھی بھی نہ مٹاؤں گا، دیکھیں کہ حضورؐ حضرت علیؓ کو حکم دے رہے ہیں اور حضرت علیؓ قسم کھا کر اس سے انکار فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہاں حضور کا حکم استحبابی تھا وجوبی نہ تھا۔

الا مر فوق الادب غلط اور الادب فوق الامر صحیح ہے:

لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ جو بعض لوگ درس اور تقریر کے دوران کہتے ہیں **الامر فوق الادب**، یہ غلط ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے **الادب فوق الامر**، کیونکہ مندرجہ بالا مثا میں حضرت علیؓ نے غلبہ ادب کی وجہ سے مامور بہ کو بجا لانے سے انکار کر دیا اور امتثال امر کی بجائے ادب کو اختیار کیا۔

(۲) غزوہ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم طہارت کی غرض سے باہر تشریف لے گئے اور واپسی پر کافی دیر ہو گئی۔ فجر کی نماز کا وقت ہوا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نماز کے لیے آگے ہو گئے۔ وہ نماز پڑھا رہے تھے کہ دوران نماز ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

فجعل یتأخر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکانک

یعنی عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو جب حضورؐ کی آمد محسوس ہوئی تو پیچھے ہونے کی کوشش کر رہے تھے کہ حضورؐ خود مصلے پر آ جائیں، لیکن حضورؐ نے ان سے فرمایا کہ مکانک اپنی جگہ یعنی مصلے پر ہی رہو۔ اس ارشاد سے صراحۃ یہ بات معلوم ہوگئی کہ افضل کی نماز مفضول کے پیچھے جائز ہے۔

(۳) مرض وفات کے دوران جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار ارشاد فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھائے اور حضرت ابوبکرؓ مصلے پر کھڑے نماز پڑھا رہے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طبیعت کچھ ہلکی محسوس کی تو مسجد میں تشریف لے آئے۔

فلما احس ابوبکر برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل یتاخر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکانک ٥

جب ابوبکر صدیقؓ کو حضورؐ کی تشریف آوری کا احساس ہوا تو انہوں نے مصلے سے پیچھے کھسکنا شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو (مصلے سے پیچھے نہ ہٹو)، لیکن ابوبکرؓ نہ مانے اور آہستہ آہستہ مصلے سے پیچھے ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر سورہ فاتحہ کے جماعت کرانا:

ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ

فبداء رسول الله صلى الله عليه وسلم باالقرأة من حيث انتهٰى ابوبكر ٥

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرأۃ وہاں سے شروع کی جہاں تک ابوبکرؓ قرأۃ کر چکے تھے اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ ابوبکرؓ کچھ نہ کچھ قرأۃ تو ضرور کر چکے تھے خواہ فاتحہ مکمل کر کے کوئی اور سورۃ شروع کی ہو اور یا فاتحہ ہی کا کچھ حصہ پڑھا ہو اور کچھ حصہ باقی ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قرأۃ کی ابتداء وہاں سے کی جہاں تک ابوبکرؓ پہنچ گئے تھے تو حضورؐ نے اس نماز میں تمام سورۃ فاتحہ یا بعض حصہ نہیں پڑھا۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول کے ساتھ فعل سے بھی

"من كان له امام فقرأة الامام له قرأة "

جو امام کے اقتداء میں ہیں تو امام کی قرأۃ ہی ان لوگوں کی قرأۃ ہے والا قانون نافذ فرما دیا معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔

جب نماز ختم ہوگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبرؓ سے فرمایا کہ میں جب تمہیں کہہ رہا تھا کہ مصلے پر رہو، پیچھے نہ ہٹو تو آپ نے میری بات کیوں نہ مانی؟ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ

"ما كان لابن ابى قحافة ان يتقدم بين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم"

یعنی ابوقحافہ (یہ حضرت ابوبکرؓ کے والد گرامی کا نام ہے) کے بیٹے کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے آگے رہے۔ گویا حضرت ابوبکرؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ دونوں نے حکم چھوڑ کر ادب پر عمل کر دیا، لہٰذا میرا یہ دعویٰ ہے کہ **الامر فوق الادب** غلط اور **الادب فوق الامر** صحیح ہے۔

بعض لوگ قبروں کو بھی ادب کی وجہ سے سجدہ کرتے ہیں، لیکن ادب کی حدیں متعین ہیں۔ ادب وہ مطلوب ہے جو کہ موافق شرع ہو۔ میں یہ بتلا رہا تھا کہ تبلیغ دین میں پہلی رکاوٹ عدم اہمیت ہے تو تبلیغ دین کی اہمیت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے امر کا صیغہ استعمال فرمایا ہے تاکہ سامع کو اہمیت معلوم ہو اور اگر امر کے صیغہ پر عمل نہ ہوا تو اگلے جملے میں ارشاد فرمایا کہ

فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط

تو تبلیغ دین ہوئی ہی نہیں۔

(۲) تبلیغ دین میں موانع ثلاثہ میں سے دوسرا مانع لوگوں کی اذیتیں اور تکالیف ہیں حتیٰ کہ اھل حق کو قتل کرنے سے بھی ظالم لوگ دریغ نہیں کرتے۔ باطل پرست کا دین والوں کو اور حق بات کہنے والوں کو چن چن کر قتل

کر دیتے ہیں۔اس مانع ثانی کے متعلق ارشاد فرمایا ''وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ'' یعنی لوگوں کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائیں گے، چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محافظ ہٹا دیئے کہ میری حفاظت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی رہے گی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی علت چونکہ تبلیغ دین ہے، لہٰذا میرے نزدیک یہ وعدہ اب بھی ان لوگوں کے حق میں برقرار ہے جو تبلیغ دین کا کام کرتے ہیں کیونکہ علت موجود ہے۔اب مبلغین اور علماء حق کی حفاظت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، البتہ اگر اجل آجائے تو اور بات ہے۔

(۳) موانع ثلاثہ میں سے تیسرا مانع لوگوں کا تمرد اور طغیان اور عدم قبولیت بالقول ہے یعنی ممکن ہے کہ ایک شخص تبلیغ دین کرتا رہے، لیکن جب دیکھے کہ لوگ کچھ بھی قبول نہیں کرتے اور ان کی سرکشی وطغیانی زیادہ بڑھتی جا رہی ہے تو مایوس ہو کر بیٹھ جائے اور اپنے کام سے دل ہٹا لے تو آخری جملہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ اس کے جواب کی طرف اشارہ ہے کہ جن کے مقدر میں کفر لکھا جا چکا ہے۔ وہ اگر آپ کی بات کو قبول نہیں کرتے تو نہ کریں۔آپ اپنا فریضہ تبلیغ خوب ادا کیجیے۔ان کے طغیان کی وجہ سے مایوس نہ ہوں۔چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چھوٹی بڑی بات لوگوں تک پہنچائی اور اپنی وفات سے کچھ ہی عرصہ قبل ہزاروں لوگوں کے سامنے فرمایا کہ اے اللہ میں نے آپ کی امانت لوگوں تک پہنچادی؟ صحابہ کرامؓ نے یک زبان ہو کر کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ نے تو پہنچانے کا پورا پورا حق ادا کر دیا۔تبلیغ دین کا یہ سلسلہ ہر زمانہ میں جاری وساری رہا اور قیامت تک اسی طرح رہے گا۔علامہ سرخسیؒ نے مبسوط ۳۰ تیس جلدوں میں شاگردوں کو املا کروائی ہے۔حالت یہ ہے کہ وہ کنویں میں قید تھے اور کنویں کے اندر سے بولتے تھے۔شاگرد لکھتے رہتے تھے اور جگہ جگہ فرماتے تھے قال المحبوس (قیدی نے کہا) اندازہ لگائیے کہ کیسے کیسے علماء تھے۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ

بنی اسرائیل میں سے جو کافر ہوئے

اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ

ان پر داؤد اور عیسیٰ بیٹے مریم کی زبان پر لعنت کی گئی یہ اس لئے کہ وہ نافرمان تھے اور

كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٧٨﴾ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا

حد سے گذر گئے تھے ○ آپس میں بُرے کام سے منع نہ کرتے تھے جو وہ کر رہے تھے کیسا ہی بُرا کام ہے

يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٩﴾ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ

جو وہ کرتے تھے ○ تو دیکھے گا کہ ان میں سے بہت سے لوگ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں انہوں نے کیسا ہی

اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِى الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَلَوْ كَانُوْا

بُرا سامان اپنے نفسوں کے لئے آگے بھیجا اور وہ یہ کہ ان پر اللہ کا غضب ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں ○ اور اگر وہ

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِىِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ

اللہ اور نبی پر اور اس چیز پر جو اس کی طرف سے نازل کی گئی ہے ایمان لاتے تو کافروں کو دوست نہ بناتے لیکن

كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨١﴾ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ

ان میں اکثر لوگ نافرمان ہیں ○ تو سب لوگوں سے زیادہ مسلمانوں کا دشمن یہودیوں

وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا

اور مشرکوں کو پائے گا اور تو سب سے نزدیک محبت میں مسلمانوں سے ان لوگوں کو پائے گا جو کہتے ہیں ہم

نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٨٢﴾

نصاریٰ ہیں یہ اس لئے کہ ان میں علماء اور فقراء ہیں اور اس لئے کہ وہ تکبر نہیں کرتے ○

افاداتِ محمود:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ الخ

اس آیت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودی زیادہ دشمن ہیں اسلام اور مسلمانوں کے اور عیسائی مسلمانوں کے قریب تر ہیں حالانکہ آج کل عیسائی بھی اسلام کے بہت بڑے دشمن ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ شدت اور ضعف مرورِ زمانہ کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں جس زمانہ میں نزولِ قرآن ہوا تھا اس وقت یقیناً یہی صورتحال تھی جو

قرآن پاک نے پیش کی ہے۔

قبول حق کے موانع ثلاثہ:

قبول حق میں اکثر تین چیزیں مانع ہوتی ہیں۔

(۱) جہالت (۲) حسد و کبر (۳) حب دنیا۔

اب اس زمانہ کے نصاریٰ کا اگر بنظر غائر تجزیہ کیا جائے تو ان میں علماء تھے، رہبان تھے قسی تھے، اور جب علم ہو تو جہالت خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ (۲) اسی طرح ان لوگوں میں حسد و کبر نہ تھا بات سن لیتے تھے اور اس پر غور کر لیتے تھے۔ (۳) اور ان کے علماء و رہبان نے ترک دنیا کر لیا تھا۔ دنیا سے تعلق بہت کم تھا، لہٰذا حب دنیا بھی نہ تھی تو موانع ثلاثہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے زیادہ قریب تھے جبکہ جہالت کی بیماری ذرا کم سہی، لیکن حب دنیا اور حسد و کبر کی بیماریاں یہود میں بہت زیادہ تھیں اس وجہ سے وہ اسلام اور مسلمانوں کے زیادہ دشمن تھے۔ اس کا اندازہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والا ناموں سے بخوبی کر سکتے ہیں۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط، جو دعوت الی الاسلام پر مشتمل تھا، حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس بھیجا تو اس نے اس خط کے ساتھ بڑا ہی اچھا برتاؤ کیا پھر جو صحابہ کرامؓ ہجرت کر کے حبشہ گئے۔ پیچھے سے مشرکین مکہ بھی وہاں پہنچ گئے، لیکن حضرت جعفر طیارؓ کے سحر انگیز بیان نے شاہ حبشہ کو مطمئن کر دیا۔ مشرکین مکہ وہاں سے خائب و خاسر ہو کر واپس آ گئے اور صحابہ کرام بڑی عزت و شان سے وہاں رہے۔ شاہ حبشہ مسلمان ہو گیا اور صحابہ کرام سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قدم مبارک دھوئیں اور وہ پانی میں پیوں۔ انھیں حضورؐ کے پاس آنے کی نوبت تو نہ آئی کہ وہ انتقال کر گئے، لیکن ان کی ہدایت کے لیے یہی بات کافی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور اسی نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح بھی کر دیا تھا۔

(۲) کسریٰ چونکہ مشرک تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ پہنچ گیا تو اس نے اس کو پھاڑ دیا اور توہین آمیز برتاؤ کیا اور باذان کو کہا کہ دو آدمی بھیج کر اس شخص (محمد) کو گرفتار کراؤ۔ جب باذان نے خط دے کر دو آدمی آپؐ کی خدمت اقدس میں روانہ کر دیئے اور پہنچ کر انہوں نے باذان کا خط آپؐ کو دیا تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ کل آنا۔ چنانچہ اسی رات دس جمادی الاولیٰ کو کسریٰ اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ جب باذان کے قاصد صبح حضورؐ کے پاس آ گئے تو آپؐ نے ان کو کسریٰ کے قتل کا واقعہ سنا کر واپس بھیج دیا اور فرمایا کہ وہ جگہ ہمارے زیر نگیں آئے گی۔ چنانچہ قاصدوں نے جب یہ تمام حالات باذان کو بتلائے تو وہ مع اہل و عیال و جملہ رفقا کے آ کر مسلمان ہو گیا۔ بہرحال نصاریٰ کے یہ حالات صلیبی جنگوں سے پہلے کے ہیں بعد میں مسلمانوں کے سخت دشمن ہو گئے۔

(۳) قیصر روم کی طرف جب آپؐ نے خط ارسال فرمایا تو اس نے بھی خط کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھا اور حضرت ابوسفیانؓ سے مفصل معلومات حاصل کیں جس کی تفاصیل بخاری میں مذکور ہیں۔ پھر نہایت احترام سے اُس کو سونے کے قلمدانؓ میں رکھا۔ قریب تھا کہ مسلمان ہو جاتا، لیکن وہ حکومت اور مال و دولت کے لالچ میں ایمان لانے سے محروم رہا۔ ورنہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا یقین آ گیا تھا۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا

اور جب اس چیز کو سنتے ہیں جو رسول پر اتری تو ان کی آنکھوں کو دیکھے گا کہ آنسوؤں سے بہتی ہیں

عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا

اس لیے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ہیں تو ہمیں ماننے والوں کے ساتھ لکھ لے ○ اور ہمیں

لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ

کیا ہے کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائیں اور اس چیز پر جو ہمیں حق سے پہنچی ہے اور اس کی طمع رکھتے ہیں کہ ہمیں ہمارا ربّ

الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

نیکوں میں داخل کر لے گا ○ پھر اللہ نے انہیں اس کہنے کے بدلے ایسے باغ دیئے کہ جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور نیکی کرنے والوں کا یہی بدلہ ہے ○ اور وہ لوگ جو کافر ہوئے اور ہماری

بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ

آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخ کے رہنے والے ہیں ○ اے ایمان والو ان ستھری چیزوں کو حرام نہ کرو

مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوْا مِمَّا

جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں اور حد سے نہ بڑھو بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا ○ اور اللہ کے

رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

رزق میں سے جو چیز حلال ستھری ہو کھاؤ اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو ○

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ

اللہ تمہیں تمہاری بیہودہ قسموں پر نہیں پکڑتا لیکن ان قسموں پر پکڑتا ہے جنہیں تم

الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ

مستحکم کر دو سو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا دینا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو

اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ

دیتے ہو یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنانا یا گردن آزاد کرنی پھر جو شخص یہ نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھنے ہیں

ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ
اسی طرح تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تمہارے لئے
لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٨٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ
اپنے حکم بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر کرو ○ اے ایمان والو! بیشک شراب اور جوا
وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾
اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ ○
إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ
شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تم میں دشمنی اور بغض ڈال دے
وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ﴿٩١﴾ وَأَطِيعُوا
اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روکے سو اب بھی باز آجاؤ ○ اور اللہ
اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا ۚ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا
اور رسول کا حکم مانو اور بچتے رہو پھر اگر تم پھر جاؤ گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف
الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٩٢﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا
کھول کر پہنچا دینا ہی ہے ○ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ان پر اس میں کوئی گناہ نہیں
طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا
جو پہلے کھا چکے جبکہ آئندہ کو پرہیزگار رہوئے اور ایمان لائے اور نیک عمل کیے پھر پرہیزگار رہوئے اور ایمان لائے پھر پرہیز ہوئے
وَأَحْسَنُوا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٣﴾ ع
نیکی کی اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ○

افاداتِ محمود:

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ الخ

رجس نجس کے معنی میں ہے جو کہ لا محالہ حرام ہوتا ہے جبکہ ہر حرام کے لیے نجس ہونا لازم نہیں۔

کل رجس حرام و بعض الحرام لیس بنجس ○

حرام اور نجس میں نسبت عموم وخصوص مطلق کی ہے اور رجس میں لفظ حرام سے زیادہ شدت ہے اس وجہ سے یہ لفظ یہاں لایا گیا ہے۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا الخ

یعنی شراب کی حرمت سے قبل جو لوگ شراب پی چکے ہیں وہ معاف ہے۔ اس پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ

اے ایمان والو! البتہ اللہ ایک بات سے تمہیں آزمائے گا

مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَن يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ

اس شکار سے جس پر تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچیں گے تا کہ اللہ معلوم کرے کہ بن دیکھے اس سے کون ڈرتا ہے پھر

اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٩٤﴾ يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ

جس نے اس کے بعد زیادتی کی تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے ○ اے ایمان والو! جس وقت تم احرام میں ہو تو

وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۚ وَمَن قَتَلَهُ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ

شکار کو نہ قتل کرو اور جو کوئی تم میں سے اسے جان بوجھ کر مارے تو اس مارے ہوئے کے برابر مویشی میں سے اس پر

يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ

بدلہ لازم ہے جو تم میں سے دو معتبر آدمی تجویز کریں بشرطیکہ قربانی کعبہ تک پہنچنے والی ہو یا کفارہ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہو

أَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ ۗ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۚ وَمَنْ

یا اس کے برابر روزے تا کہ اپنے کام کا وبال چکھے اللہ نے اس چیز کو معاف کیا جو گذر چکی اور جو کوئی

عَادَ فَيَنتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ﴿٩٥﴾ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ

پھر کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے ○ تمہارے لئے دریا کا شکار کرنا اور اُس کا

طَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ

کھانا حلال کیا گیا ہے تمہارے واسطے اور مسافروں کے لئے فائدہ ہے اور تم پر جنگل کا شکار کرنا حرام کیا گیا ہے جب تک کہ تم احرام میں ہو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٩٦﴾ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا

اور اس اللہ سے ڈرو جس کی طرف جمع کئے جاؤ گے ○ اللہ نے کعبہ کو جو کہ بزرگی والا گھر ہے لوگوں کے لئے قیام کا باعث کر دیا ہے

لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ۚ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ

اور عزت والے مہینے کو اور حرم میں قربانی والے جانور کو بھی اور جن کے گلے میں پٹہ ڈال کر کعبہ کو لے جائیں یہ اس لئے ہے کہ تم جان لو

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٩٧﴾

کہ بیشک اللہ کو معلوم ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ○

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ
جان لو بیشک اللہ سخت عذاب والا ہے اور بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ رسول کے ذمہ
اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ
سوائے پہنچانے کے اور کچھ نہیں اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپ کر کرتے ہو ○ کہہ دو کہ ناپاک
وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع
اور پاک برابر نہیں اگر چہ تمہیں ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو سوائے عقل مندو اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تمہاری نجات ہو ○

افاداتِ محمود:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ الخ

صید محرم اور صید حرم کے احکام:

اس رکوع میں بعض خاص محرمات کا ذکر ہے جن کی حرمت کسی خاص جگہ یا خاص حالت سے متعلق ہے۔(۱) صید حرم یعنی حدود حرم میں شکار کرنا یہ بھی حرام ہے۔اگر ہرن کے اگلے پاؤں حرم میں اور پچھلے حل میں ہیں تو اس کا شکار حلال ہے اور اگر اگلے پاؤں حل اور پچھلے حرم میں ہیں تو اس کا شکار حرام ہے۔اسی طرح ایک درخت کی جڑیں حل میں اور شاخیں حرم میں ہیں تو اس پر بیٹھے ہوئے پرندے کا شکار عند البعض جائز ہے اور عند البعض جزا دینی پڑے گی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا

اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر یہ باتیں

عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ

ایسے وقت میں پوچھو گے جبکہ قرآن نازل ہو رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائینگی گذشتہ سوالات اللہ نے معاف کر دیئے ہیں اور اللہ بخشنے والا

سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ

بُردبار ہے ○ ایسی باتیں تم سے پہلے ایک جماعت پوچھ چکی ہے پھر ان باتوں کے وہ مخالف ہو گئے ○ اللہ نے بحیرہ

وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

اور سائبہ اور وصیلہ اور حام مقرر نہیں کیے لیکن کافر اللہ پر بہتان

الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

باندھتے ہیں اور ان میں سے اکثر بیوقوف ہیں ○ اور جب انہیں کہا جاتا ہے اس کی طرف آؤ جو اللہ نے نازل کیا

وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ

اور رسول کی طرف تو کہتے ہیں کہ ہمیں وہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا بھلا اگرچہ ان کے باپ دادا

لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا

نہ کچھ علم رکھتے ہوں نہ انہوں نے ہدایت پائی ہو تو بھی ایسا ہی کرینگے ○ اے ایمان والو! تم پر اپنی جان کی فکر لازم ہے تمہارا

يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

کچھ نہیں بگاڑتا جو کوئی گمراہ ہو جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں بتلا دے گا جو کچھ تم

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ

کرتے تھے ○ اے ایمان والو! جبکہ تم میں سے کسی کو موت آپہنچے تو وصیت کے وقت تمہارے درمیان

الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ

تم میں سے معتبر آدمی گواہ ہونے چاہئیں یا تمہارے سوا دو گواہ اور ہوں اگر تم نے

فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ۭ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ

زمین میں سفر کیا ہو پھر تمہیں موت کی مصیبت آپہنچے ان دونوں کو نماز کے بعد کھڑا کرو

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا
وہ دونوں اللہ کی قسمیں کھائیں اگر تمہیں کہیں شبہ ہو کہ ہم قسم کے بدلے مال نہیں لیتے اگر چہ رشتے دار ہی کیوں نہ ہو اور
نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ
ہم اللہ کی گواہی نہیں چھپاتے ورنہ ہم بے شک گناہ گار ہوں گے ۞ پھر اگر اس بات کی اطلاع ہو جائے کہ
اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ
وہ دونوں گناہ کے مستحق ہوئے ہیں تو ان کی جگہ اور دو گواہ کھڑے ہوں ان میں سے جن کا حق دبایا گیا ہے جو سب سے زیادہ
فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ
میت کے قریب ہوں پھر اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے زیادتی نہیں کی ورنہ ہم بیشک ظالموں
الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ
میں سے ہوں گے ۞ یہ اس امر کا قریب ذریعہ ہے کہ وہ لوگ واقع کو ٹھیک ظاہر کر دیں یا اس بات سے ڈر جائیں کہ
تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ
قسمیں ان قسموں کے بعد ردّ کی جائیں گی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور سنو اور اللہ نافرمانوں کو سیدھی راہ پر
الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٨﴾ ع ۸
نہیں چلاتا ۞

افاداتِ محمود:

اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کسی مسئلے میں بلاضرورت تجسس اور کرید سے منع فرمایا کہ تم اگر سوالات زیادہ کرو گے اور ہم جوابات دیتے جائیں گے تو آپ لوگوں کے لیے عمل کا دائرہ تنگ ہوتا چلا جائے گا۔ جیسے بنی اسرائیل نے بقرہ کے متعلق سوالات کر کر کے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالا۔

مَاجَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ الخ

مذکورہ بالا آیت میں جن جانوروں کا ذکر ہے ان کی تفسیر میں مفسرین حضرات نے بہت کچھ اختلاف کیا ہے، تاہم زیادہ تر کے نزدیک حضرت سعید بن المسیبؒ کی تفسیر معتبر ہے جو کہ صحیح بخاری میں ہے وھو ھذا۔ (۱) بحیرہ۔ وہ جانور جس کا دودھ بتوں کے نام پر کر دیتے تھے اور اپنے کام میں نہ لاتے تھے۔ (۲) سائبہ۔ جس جانور کو سانڈھ کی طرح بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ اٹھاتے تھے۔ (۳) وصیلۃ۔ جو اونٹنی مسلسل مادہ بچہ جنے۔ بیچ میں نر جنے اس کو بھی بتوں کے نام پر کر دیتے تھے (۴) حام۔ وہ اونٹ جو ایک خاص عدد تک، جفتی

کر چکا ہو اس کو بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے۔ اس سے بار برداری وغیرہ کا کام نہ لیتے تھے۔ بہر حال جو بھی لفظی تفسیر ہو، خلاصہ اور لب لباب سب کا یہ ہے کہ یہ زمانہ جاہلیت کی رسمیں ہیں اور افعال شرکیہ ہیں۔ مسلمانوں کو ایسے اعمال سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو مطلق حرام قرار دے دیا ہو یا کسی خاص جگہ میں یا کسی خاص حالت میں اس کو حرام سمجھا جائے۔ اپنی مرضی اور چاہت سے کسی حلال چیز کو حرام یا حرام چیز کو حلال قرار نہ دیا جائے۔ یہ مداخلت فی الدین ہے اس کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔

لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ الخ

بعض لوگ یہاں سے استدلال کرتے ہیں کہ کسی کو تبلیغ کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنے اعمال ہی درست رکھنے چاہئیں؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ مقصد نہیں جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں، بلکہ مقصد یہ ہے کہ فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہو جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر چھوٹے بڑے کو دین کی دعوت دیتے تھے اور اگر کوئی شخص پھر بھی نہ مانے تو ان کے کافر رہنے یا بدکردار رہنے سے تمہارا کچھ نقصان نہ ہوگا، بلکہ وہ لوگ اپنا ہی کچھ کھوئیں گے۔

شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ الخ

ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ بدیل نامی ایک مسلمان شخص دو نصرانیوں عدی اور تمیم کے ساتھ تجارت کی غرض سے ملک شام کی طرف گیا۔ راستہ میں بیمار پڑ گیا۔ اس نے اپنے تمام اسباب کی ایک لسٹ تیار کروا کر سامان میں رکھ دی اور جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو دونوں ساتھیوں کو وہ سامان دیدیا کہ یہ میرے وارثوں کو پہنچانا۔ یہ نہ بتلایا کہ سامان کی لسٹ بھی سامان میں موجود ہے۔ ان لوگوں نے راستے میں یہ خیانت کی کہ سامان میں ایک چاندی کا پیالہ تھا جس پر سونے کی کیلیں لگی تھیں یا نقش ونگار تھے وہ اسباب میں سے چوری کر کے کسی سنار کو بیچ دیا۔ جب سامان وارثوں کے حوالہ کیا تو انہوں نے لسٹ کے مطابق پیالے کا مطالبہ کر دیا۔ ان دونوں نصرانیوں نے انکار کر دیا۔ پھر ان سے قسمیں لی گئیں۔ انھوں نے قسمیں کھالیں کہ ہمیں پیالے کا کوئی علم نہیں ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب وہ پیالہ سنار کے ہاں دیکھا گیا اور اس نے انہی دونوں شخصوں سے خریدنے کا اعتراف کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس مسلمان سے یہ پیالہ خرید لیا تھا اور میت کے وارث انکار کرتے رہے کیونکہ اگر میت پیالہ کو بیچ چکا ہوتا تو اس کا نام فہرست میں شامل کیوں کرتا؟ لہٰذا یہاں میت کے وارثوں سے قسمیں لی گئیں انہوں نے قسمیں اٹھائیں کہ یہ پیالہ ہمارے مورث کی ملکیت تھا۔ انہوں نے اسباب سے چوری کیا ہے، لہٰذا اس پیالہ کی قیمت کے مبلغ -/۱۰۰۰ درہم میت کے وارثوں کو دلوائے گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نہ ناحق قسم اٹھانی چاہیے اور نہ ہی جھوٹی شہادت دینی چاہیے اور نہ ہی کسی کی امانت میں خیانت کرنی چاہیے۔ نیز یہ مسئلہ بھی مستنبط ہوتا ہے بوقت ضرورت غیر مسلم کو گواہ یا وصی بنانا ٹھیک ہے۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ

جس دن اللہ سب پیغمبروں کو جمع کریگا پھر کہے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا وہ کہیں گے ہمیں کچھ خبر نہیں

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ

تو ہی چھپی باتوں کو جاننے والا ہے ○ جب اللہ کہے گا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے میرا احسان یاد کر جو

عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۙ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ

تجھ پر اور تیری ماں پر ہوا ہے جب میں نے رُوح پاک سے تیری مدد کی تو لوگوں سے گود میں

وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ

اور ادھیڑ عمر میں بات کرتا تھا اور جب میں نے تجھے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائی . اور جب تو

مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا ۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ

مٹی سے جانور کی صورت میرے حکم سے بناتا تھا پھر تو اس میں پھونک مارتا تھا تب وہ میرے حکم سے اُڑنے والا ہو جاتا تھا اور مادر زاد

الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا اور جب مردوں کو میرے حکم سے نکال کھڑا کرتا تھا اور جب میں نے بنی اسرائیل کو

عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ

تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس نشانیاں لے کر آیا تو جو ان میں کافر تھے وہ کہنے لگے اور کچھ نہیں یہ تو صریح

مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

جادو ہے ○ اور جب میں نے حواریوں کے دِل میں ڈال دیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے

وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ

اور تو گواہ رہ کہ ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں ○ جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا

رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

تیرا رب کر سکتا ہے کہ ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے اتارے کہا اللہ سے ڈرو اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ

ایمان دار ہو ○ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم جان لیں کہ

قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

تو نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس پر گواہ رہیں ○ عیسیٰ مریم کے بیٹے نے کہا

اللّٰهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَ

اے اللہ رب ہمارے ہم پر بھرا خوان آسمان سے اتار جو ہمارے پہلوں اور

آخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِينَ ﴿١١٤﴾ قَالَ اللّٰهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ

پچھلوں کے لئے عید ہو اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو اور ہمیں رزق دے اور تو ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے○ اللہ نے فرمایا

فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعٰلَمِينَ ﴿١١٥﴾

بے شک میں وہ خوان تم پر اتاروں گا پھر اس کے بعد جو کوئی تم میں سے ناشکری کریگا تو میں اسے ایسی سزا دوں گا جو دنیا میں کسی کو نہ دی ہوگی○

وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ

اور جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی

مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۖ

دو خدا بنالو وہ عرض کرے گا تو پاک ہے مجھے لائق نہیں کہ ایسی بات کہوں کہ جس کا مجھے حق نہیں

إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۖ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۖ

اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھے ضرور معلوم ہوگا جو میرے دل میں ہے تو جانتا ہے اور جو تیرے دل میں ہے وہ میں نہیں جانتا

إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا

بے شک تو ہی چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے○ میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی

اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ

بندگی کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا

أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ

تو تو ہی ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے○ اگر تو انہیں عذاب دے

عِبَادُكَ ۖ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ

تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو تو ہی زبردست حکمت والا ہے○ اللہ فرمائے گا یہ وہ دن ہے

يَنفَعُ الصّٰدِقِينَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَآ

جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں سے ہمیشہ رہنے والے

أَبَدًا ؕ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

ہوں گے ان سے اللہ راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہی بڑی کامیابی ہے ۞ آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۲۰﴾ ع

اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب اللہ ہی کی سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۞

تفسیر محمود

جلد دوم

افادات:

فقیہ ملت مفکر اسلام حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔

تفسیرِ محمود

جلد دوم

سورہ انعام تا سورہ شعرآء

افادات:

فقیہ ملت مفکر اسلام حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔

ترجمہ:

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ لاہوری

جمعیۃ پبلیکیشنز

رحمان پلازہ مچھلی منڈی اردو بازار، لاہور فون : 042-37361339

E-Mail: jamiatbooks@gmail.com

www.besturdubooks.wordpress.com

Tafseer-e-Mahmood
by
Maulana Mufti Mahmood
ISB No: 969-8793-56-9

ضابطہ

نام کتاب	:	تفسیر محمودؒ (جلد دوم)
افادات	:	مولانا مفتی محمودؒ
اشاعت اوّل	:	جولائی ۲۰۰۶ء
اشاعتِ چہارم	:	مارچ ۲۰۱۱ء
سرورق	:	جمیل حسین
ناشر	:	محمد ریاض درانی
کمپوزنگ	:	التمش مبین
مطبع	:	اشتیاق اے مشتاق پرنٹنگ پریس
بہ اہتمام	:	محمد بلال درانی
قانونی مشیر	:	سید طارق ہمدانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
زیر سرپرستی	:	مفتی محمود اکیڈمی پاکستان

ضبط واملاء

مولانا محمد یوسف خان استاذ الحدیث (جامعہ اشرفیہ لاہور)

مولانا حفیظ الرحمٰن بن مولانا صدر الشہید بنوں

مرتبین

مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان گورمانی (جامعہ فتاح العلوم گوجرانوالہ)

مولانا عبدالرحمٰن (خطیب جامع مسجد عالی موڑ سمن آباد لاہور)

پروفیسر امجد علی شاکر (پرنسپل گورنمنٹ کالج قصور)

حافظ محمد ریاض درانی (خطیب جامع مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ لاہور)

تصحیح

قاری محمد یوسف احرار

رجسٹرڈ پروف ریڈر، حکومت پنجاب

مولانا محمد عارف

اُستاذ جامعہ مدنیہ کریم پارک، راوی روڈ، لاہور

فہرست

رکوعاتہا ۲۰ (۶ سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ ۵۵) آیاتہا ۱۶۵

آیتیں ۱۶۵ سورۂ انعام مکّی ہے رکوع ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬ ثُمَّ

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیرا اور اجالا بنایا پھر بھی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ

یہ کافر اوروں کو اپنے رب کے ساتھ برابر ٹھہراتے ہیں ○ اللہ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک وقت مقرر کر دیا

وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ② وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ

اور اس کے ہاں ایک مدّت مقرر ہے تم پھر بھی شک کرتے ہو ○ اور وہی ایک اللہ آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی

يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ③ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ

تمہارے ظاہر اور چھپے سب حال جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ○ ان کے رب کی نشانیوں میں سے

اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ④ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ

کوئی نشانی ایسی نہیں جو ان کے سامنے آئی ہو اور انہوں نے منہ نہ موڑا ہو ○ اب جو حق ان کے پاس آیا تو اسے بھی انہوں نے جھٹلا دیا

يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑤ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ

جس چیز کا وہ اب تک مذاق اڑاتے رہے ہیں عنقریب اس کے متعلق کچھ خبریں ان کو پہنچیں گی ○ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے ان سے پہلے

مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ

کتنی اُمتیں ہلاک کر دیں ہم نے انہیں زمین میں وہ اقتدار بخشا تھا جو تمہیں نہیں بخشا اور ہم نے ان پر آسمان سے خوب بارشیں

مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا

برسائیں اور ان کے نیچے نہریں بہا دیں پھر ہم نے انہیں ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر دیا اور ہم نے

مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ⑥ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ

ان کے بعد اور امتوں کو پیدا کیا ○ اور اگر ہم تم پر کوئی کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب بھی اتار دیتے

بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ

اور لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر بھی دیکھ لیتے تب بھی کافر یہی کہتے کہ یہ تو صریح جادو ہے ○ اور کہتے ہیں کہ اس پر

اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ﴿٨﴾ وَلَوْ

کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا اور اگر ہم فرشتہ اتارتے تو اب تک فیصلہ ہو چکا ہوتا پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی ○ اور اگر

جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴿٩﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ

ہم کسی فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے تو وہ بھی آدمی ہی کی صورت میں ہوتا اور انہیں اسی شبہ میں ڈالتے جس میں اب مبتلا ہیں ○ اور تم سے

بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾ ع

پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جا چکا ہے پھر جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا انہیں اسی عذاب نے آ گھیرا جس کا مذاق اڑاتے تھے ○

افاداتِ محمود:

(١) مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سورت مکی ہے، لیکن دو آیتیں آیت ٩١ اور ١٤١ مدنی ہیں۔ پہلی آیت دو یہودیوں کعب ابن اشرف اور مالک ابن سیف کے متعلق نازل ہوئی ہے اور دوسری آیت حضرت ثابت ابن قیس انصاریؓ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (٢) ثعلبیؒ کے نزدیک چھ آیتیں مدنی ہیں۔ آیت نمبر ٩١، ٩٢، ٩٣ تین آیات مسلسل اور **قل تعالو اتل ماحرم ربکم** الخ یہ تین آیتیں مسلسل مدنی ہیں۔ کل چھ آیتیں ہوگئیں۔ جب یہ سورت نازل ہوئی تو اس کے ساتھ ستر ہزار (٧٠٠٠٠) فرشتے بھی نازل ہوئے تھے جو اس سورت کی مدح سرائی میں مشغول تھے۔ سوائے چند مدنی آیات کے یہ ساری سورت یک بار نازل ہوئی ہے۔

خلاصہ سورۃ:

یہ سورۃ توحید کے اہم مضامین پر مشتمل ہے۔ اس میں مشرکین کے عقائد باطلہ کی اور مبتدعین کی بھی تردید کی گئی۔ بعث کے منکرین کی بھی تردید کی گئی ہے اور عقلی و نقلی دلائل سے بعث بعد الموت ثابت کیا گیا ہے۔

اقسام المشرکین:

مشرکین کی کئی قسمیں ہیں۔ (١) مجوسی دو خالق مانتے ہیں۔ خالق خیر کو "یزدان" اور خالق شر کو "اہرمن" کہتے ہیں۔ (٢) ہندوستان کے ہندو کروڑوں دیوتاؤں کے قائل ہیں۔ (٣) آریہ سماج باوجودیکہ یہ توحید کے مدعی ہیں، لیکن یہ مادہ اور روح کو قدیم مانتے ہیں۔ غیر مخلوق اشیاء کی خلق مادہ اور روح پر موقوف مانتے ہیں۔ (٤) عیسائیوں نے تثلیث کا خود ساختہ شرک اختیار کر رکھا ہے، حالانکہ ان کو کتاب بھی دی گئی۔ انھیں توحید کا درس دیا گیا، لیکن

انہوں نے یہ عقیدہ گھڑلیا کہ باپ، بیٹا اور روح القدس تین ایک میں اور ایک تین میں۔(۵) مشرکین عرب نے پہاڑ کے ہر پتھر کو معبود اور مسجود بنایا اور سمجھا۔ الغرض انسان نے اللہ کی مخلوق میں سے تقریباً ہر چیز کو معبود بنالیا۔ مثلاً درخت کو، آگ کو، پانی کو، چاند کو، سورج کو، ستاروں کو حتیٰ کہ بچھڑے اور گائے کو معبود بنایا۔ گویا کوئی چیز نہ چھوڑی جسے خدائی منصب نہ دیا ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ تو نام ہے اس ذات بابرکات کا جو تمام صفات کمالیہ کا مالک ہے۔ تمام عیوب ونقائص سے پاک اور منزہ ہے۔ ان لوگوں کے زعم باطل میں بھی ان کے خود ساختہ معبود بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملاء اعلیٰ اور ملاء اسفل دونوں کا خالق ہے۔ موت وحیات، خیر وشر، نور وظلمات، آسمان وزمین، رات دن الغرض اللہ تعالیٰ نے کائنات کے ایک ایک ذرے کو پیدا فرمایا ہے تو پھر اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا نہایت ہی حماقت کی بات ہے۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ طِينٍ الخ

تمام کائنات عالم کبیر ہے اور انسان عالم صغیر ہے۔ یہاں عالم صغیر کے خلق کا ذکر ہے۔ حضرت آدمؑ کو بھی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور تمہیں بھی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، لیکن فرق یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کی تخلیق مٹی سے بلاواسطہ ہے اور اولاد آدم کی تخلیق مٹی سے بواسطہ غذا ہے۔ یعنی باپ کا نطفہ غذا سے تیار ہوتا ہے۔ پھر گوشت پوست بھی غذا سے تیار ہوتے ہیں اور غذا مٹی سے حاصل ہوتی ہے۔

ثُمَّ قَضَىٰٓ أَجَلًا الخ

اجل سے مراد موت کا مقرر کردہ وقت بھی ہے اور اجل سے مراد مختلف چیزوں اور پھلوں وغیرہ کے اوقات بھی ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ سب کے پیدا ہونے، پکنے اور ختم ہونے اور پھر نئی فصل پیدا ہونے کا وقت مقرر ہے۔

فَقَدْ كَذَّبُوا۟ بِٱلْحَقِّ الخ

حق سے مراد قرآن کریم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ثابتہ اور آپ کے احکام وفرامین ہیں۔

فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنۢبَٰٓؤُا۟ الخ○

اس سے مراد یا تو وہ باتیں ہیں جو وہ جھٹلاتے تھے یا علامات قیامت ہیں۔ قرن، ایک صدی کو بھی کہتے ہیں اور کسی قوم کے خاص دور کو بھی کہتے ہیں۔ جیسے دور صحابہ، دور تابعین، دور تبع تابعین اور یہ سارے ادوار سو سال سے کم عرصہ میں ہوئے۔ اس صورت میں ''قرن'' کے لیے پورا سو سال کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

خير القرون قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلو نهم○

یہاں اظہاراً اور حذفاً صحابہ کے دور اور تابعین وتبع تابعین کے دور کو ''قرن'' کہا گیا ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے صرف یہ نہیں کہ کفر کیا ہو، بلکہ کفر کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی آیات کا تمسخر اور مذاق بھی اڑاتے

تھے جس کے نتیجے میں ان کی ہلاکت واقع ہوئی اور عذاب بھی جلدی نازل ہوا۔ جیسے قوم عاد اور قوم ثمود پر آیا۔ قوم عاد کے لوگ بڑے بڑے تھے۔ جیسے سورہ حاقہ میں ہے۔ **کانھم اعجاز نخل خاویۃ** گویا کہ کھجور کے درختوں کے کھوکھلے تنے پڑے ہوئے ہیں۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا الخ

مشرکین مکہ کا ایک مطالبہ یہ تھا کہ قرآن کریم تورات کی طرح کیوں یک بارگی نازل نہیں ہوتا۔ تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوتا ہے؟ اگر پورا قرآن اکٹھا نازل ہو اور ساتھ کچھ فرشتے بھی ہوں جو اس کے کتاب برحق ہونے اور من جانب اللہ ہونے کی شہادت دیں تو ہم بھی مان جائیں گے۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ الخ

مشرکین کہا کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتے کیوں نہیں اترتے؟ حالانکہ فرشتے جیسے حضرت جبرئیلؑ حضور اقدسؐ کے پاس آتے رہتے تھے، لیکن ان لوگوں کو نظر نہیں آتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اگر فرشتوں کو ان کی اصل شکل میں دیکھیں تو مر جائیں۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا الخ

پچھلی آیت میں معلوم ہوا کہ فرشتے اپنی اصل صورت میں نہیں آتے۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ ان کو انسانی شکل میں بھیجا جائے تو؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اگر آتے تو انسانی شکل ولباس میں ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت پر تمہارے جو معاندانہ اعتراضات ہیں، وہ تو بدستور قائم رہتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر میں دو دفعہ حضرت جبریلؑ کو اصلی صورت میں دیکھا ہے۔ کسی اور نبی یا رسول کے متعلق یہ بات منقول نہیں۔ اللہ کے پیغمبر تو فرشتوں کو دیکھ سکتے ہیں، لیکن تم کیسے دیکھ سکتے ہو؟ اگر فرشتہ آ بھی جائے اور تم اس کو اصلی صورت میں دیکھ کر برداشت بھی کر لو، لیکن تم پھر بھی تکذیب کرو گے۔ تم مانو گے نہیں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد معجزے مشاہدہ کرنے کے بعد تمہارا منتہائے علم یہ ہے کہ تم نبی کو ساحر اور کاہن کہتے ہو اور پھر عادۃ اللہ وسنۃ اللہ یہی ہے کہ بن مانگے معجزے کے انکار پر فوری سزا نہیں ہے اور جس معجزے کا قوم نے مطالبہ کیا پھر اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فوراً پکڑ لیا۔ انہیں پھر ذرا بھی مہلت نہیں ملی۔ جیسے مائدہ والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر دسترخوان کھانے سمیت اتار دیا تو انھوں نے کھا کر بھی نمک حرامی کی اور کہنے لگے کہ یہ تو ہم پر جادو ہو گیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انھیں فوراً پکڑ لیا۔ کچھ بندر بن گئے اور کچھ سور بن گئے اور بعد میں یہ سب ہلاک ہو گئے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان لوگوں نے بشریت اور رسالت کو جمع ہونا متضاد قرار دیا تھا اور ذہنوں میں ایک خود ساختہ مفروضہ بٹھایا تھا کہ بشریت اور رسالت دونوں چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ انھوں نے انسانیت کی پوری تاریخ سے آنکھیں بند کر لیں۔

بشریت اور رسالت میں تضاد کے بدعتی عقیدے کا رد:

ایک اس زمانہ کے لوگ تھے کہ رسالت کو بشریت کے منافی سمجھتے تھے اور آج کے اہل بدعت بشریت کو رسالت کے منافی سمجھتے ہیں۔ میں نے پہلے بتادیا تھا کہ ''لو'' نفی کے لیے آتا ہے اس کا مدخول منفی ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

لو كان فيهما الهة الا الله لفسدتا○

اگر زمین اور آسمان میں زیادہ معبود ہوتے تو ان میں فساد برپا ہو جاتا۔ چونکہ ایک سے زیادہ معبود نہیں ہے، لہٰذا فساد بھی نہیں ہے۔ اسی طرح درج ذیل آیت میں فرشتہ درلباس بشر رسول ہو، اس کی نفی کی گئی ہے اور یہ دعویٰ اپنی جگہ قائم ہے کہ نبی اور رسول انسانوں ہی میں سے ہوا کرتے تھے۔ آج کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے اور بشر کے لباس میں تھے۔ حالانکہ اس آیت سے اسی مفروضے کا جواب دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ میں ایسا نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر نور کو بشر کا لباس پہنانا ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ آدھا بشر اور آدھا ملک ایسا نہیں ہوسکتا، لہٰذا ایسا عقیدہ رکھنا غلط ہے۔

انبیاء کی بشریت کا عقیدہ رکھنا دین کی ضروریات اور بدیہیات سے ہے۔ ان کا انکار کر کے کفر سے بچا نہیں جا سکتا۔ موجودہ زمانہ کے بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ رسالت اور بشریت میں منافات اور تضاد ہے۔ یہ عقیدہ دراصل مشرکین مکہ کا ہے، لیکن تھوڑا سا فرق ہے۔ انہوں نے بشریت کو مان لیا تھا اور رسالت کا انکار کیا تھا۔ انھوں نے رسالت کو تسلیم کر لیا ہے، لیکن بشریت کو نہیں مانتے ہیں لہٰذا اس عقیدہ میں دونوں میں ایک طرح کی مماثلت پیدا ہو جاتی ہے۔ بشریت امر محسوس ہے اور رسالت امر معقول ہے اور ہر امر معقول دلائل سے ثابت ہوتا ہے۔ مشرکین مکہ نے امر محسوس کو تسلیم کر کے امر معقول کا انکار کر دیا تھا اور ان لوگوں نے امر معقول کو تسلیم کر کے امر محسوس کا انکار کر دیا ہے۔ امر معقول غیر محسوس ہونے کی وجہ سے اگر کوئی نہ سمجھ سکے اور دلائل ذہن نشین نہ ہو سکیں تو یہ کوتاہی ذرا کم ہے، لیکن امر محسوس کا انکار کرنا جنون کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یہ ان کی عقلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ امر محسوس کو مسترد کر کے انہوں نے گویا اپنے تمام حواس کو معطل کر دیا ہے۔ ان کی جہالت ان لوگوں کی جہالت سے اشد ہے، لیکن ان کی غلطی ان کے کفر سے کم تر نہیں ہے۔ دراصل علم کلی وغیرہ میں تو تاویل کی جاسکتی ہے، لیکن بشریت کے انکار کی کوئی تاویل نہیں ہے۔ پہلے مشرکین تو حضور کے بھی دشمن تھے قرآن کے بھی دشمن تھے۔ آج جو بشریت کے منکر ہیں۔ یہ حضور کے دشمن نہیں ہیں، لیکن جہالت میں مبتلا ہیں۔

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿١١﴾

کہہ دو کہ ملک میں سیر کرو پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ○

قُلْ لِمَنْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلْ لِلّٰهِ ۚ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۚ

ان سے پوچھو آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے کہہ دو سب کچھ اللہ ہی کا ہے اس نے اپنے اوپر رحم لازم کرلیا ہے

لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ

وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور اکٹھا کرے گا جسمیں کچھ شک نہیں جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں

لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢﴾ وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣﴾

وہ ایمان نہیں لاتے ○ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ رات اور دن میں پایا جاتا ہے اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے ○

قُلْ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ

کہہ دو جو اللہ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے کیا اس کے سوا کسی اور کو اپنا مددگار بناؤں اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اسے کوئی نہیں کھلاتا

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٤﴾

کہہ دو مجھے تو حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے اس کا فرمانبردار ہو جاؤں اور تو ہرگز مشرکوں میں شامل نہ ہو ○

قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾ مَنْ يُصْرَفْ

کہہ دو اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ○ جس سے اس

عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ۚ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ﴿١٦﴾ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ

دن عذاب ٹل گیا تو اس پر اللہ نے رحم کر دیا اور یہی بڑی کامیابی ہے ○ اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے

فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾

تو اس کے سوا اور کوئی دُور کرنے والا نہیں اور اگر تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے ○

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿١٨﴾ قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ

اور اپنے بندوں پر اسی کا زور ہے اور وہی حکم والا خبردار ہے ○ تو پوچھ سب سے بڑا

شَهَادَةً ۖ قُلِ اللّٰهُ ۖ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِأُنْذِرَكُمْ

گواہ کون ہے کہہ دو اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور مجھ پر یہ قرآن اتارا گیا ہے تاکہ تمہیں

بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّآ
اس کے ذریعہ سے ڈراؤں اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی کوئی معبود ہیں کہہ دو
اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝۱۹ اَلَّذِيْنَ
میں تو گواہی نہیں دیتا کہہ دو وہی ایک معبود ہے اور میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں ۝ جنہیں ہم نے
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
کتاب دی ہے وہ اسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں
فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۲۰ ع
وہی ایمان نہیں لاتے ۝

افاداتِ محمود:

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۱۵

یہاں دو نقطہء نظر ہیں۔ ایک نقطہ نظر کے مطابق قیامت کے دن کا عظیم ہونا یا تو اس اعتبار سے ہے کہ وہ دن لمبا ہوگا۔ جیسا کہ ایک آیت میں ایک ہزار سال کا اور دوسری میں پچاس ہزار سال کا آیا ہے۔ (۲) اس وجہ سے کہ اس دن میں بڑے بڑے واقعات رونما ہوں گے اور بعض کہتے ہیں کہ ''عظیم'' دراصل یہاں عذاب کی صفت ہے، یوم کی صفت نہیں ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ عظیم جب عذاب کی صفت ہے تو عذاب مفعول بہ واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہے تو صفت کو بھی منصوب ہونا چاہیے جبکہ یہ مجرور ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ یہ جر جوار ہے جیسے کہا جاتا ہے جحر ضب خرب، گوہ کا یہ بل غیر آباد ہے۔ تو یہاں خرب جحر کی صفت ہے اور جحر مرفوع ہے تو خرب کو مرفوع ہونا چاہیے تھا لیکن جوار کی وجہ سے (یعنی ضب) اس پر بھی جر آیا ہے یہ عربوں سے اس طرح منقول ہے۔ اسی طرح سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۶ میں ''وَاَرْجُلَكُمْ'' ہے تو فاغسلوا کا مفعول بہ واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہونا چاہیے اور اگر ارجل کو لام کے زیر کے ساتھ پڑھیں یہ ''بِرُءُوْسِكُمْ'' کی جوار کی وجہ سے ہوگا ''رؤس'' مجرور ہے، لہٰذا ایک قرأت میں اس کو بھی مجرور پڑھا گیا ہے۔ مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ یہ ہوگا قیامت کے دن کے بڑے عذاب سے ڈرتا ہوں جبکہ پہلی صورت میں ترجمہ یہ تھا کہ قیامت کے بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ

جو شخص اللہ پر بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے اس سے زیادہ ظالم کون ہے

اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا

بے شک ظالم نجات نہیں پائیں گے ○ اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر ان لوگوں سے کہیں گے جنہوں نے

اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ

شرک کیا تھا تمہارے شریک کہاں ہیں جن کا تمہیں دعویٰ تھا ○ پھر سوائے اس کے ان کا اور کوئی بہانہ نہ ہوگا

قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَ

کہیں گے ہمیں اللہ اپنے پروردگار کی قسم ہے کہ ہم تو مشرک نہیں تھے ○ دیکھو اپنے اوپر انہوں نے کیسا جھوٹ بولا اور

ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰی

جو باتیں وہ بنایا کرتے تھے وہ سب غائب ہو گئیں ○ اور بعض ان میں سے تیری طرف کان لگائے رہتے ہیں اور ہم نے

قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ لَّا

ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں جن کی وجہ سے وہ کچھ نہیں سمجھتے اور ان کے کانوں میں گرانی ہے اور اگر یہ تمام نشانیاں بھی دیکھ

یُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْكَ یُجَادِلُوْنَكَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ

لیں تو بھی ان پر ایمان نہ لاویں گے جب وہ تمہارے پاس آکر تم سے جھگڑتے ہیں تو کافر کہتے ہیں کہ یہ

اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ یَنْهَوْنَ عَنْهُ وَیَنْئَوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ

تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہی ہیں ○ اور یہ لوگ اس سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور بھاگتے ہیں اور نہیں

یُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ

ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو اور سمجھتے نہیں ○ کاش تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کئے جائینگے

فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ

اس وقت کہیں گے کاش کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم واپس بھیج دئے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان والوں میں ہو جائیں ○

بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا یُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ

بلکہ جس چیز کو اس سے پہلے چھپاتے تھے وہ ظاہر ہو گئی اور اگر یہ واپس بھیج دیئے جائیں، تب بھی وہی کام کرینگے جن سے انہیں منع کیا گیا تھا

تُكَذِّبُونَ ﴿٢٨﴾ وَقَالُوٓا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٢٩﴾
اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں ○ اور کہتے ہیں اس دنیا کی زندگی کے سوا ہمارے لئے اور کوئی زندگی نہیں اور ہم اٹھائے نہیں جائیں گے ○
وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ وُقِفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ قَالَ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ
اور کاش کہ تو دیکھے جس وقت وہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جائینگے وہ فرمائے گا کیا یہ سچ نہیں کہیں گے ہاں ہمیں اپنے رب کی قسم ہے
قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٠﴾ ع
فرمائے گا تو اپنے کفر کے بدلے عذاب چکھو ○

افاداتِ محمود:

وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ﴿٢٣﴾

صحیح بخاری میں ہے کہ بعض لوگوں کو یہ شبہ ہے کہ اس آیت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین قیامت کے دن اپنے مشرک ہونے کی نفی کریں گے۔ جبکہ سورۃ نساء کی ایک آیت میں ہے کہ کفار اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپائیں گے۔ اس شبہے کا جواب یہ ہے کہ قیامت کے روز مختلف احوال ہوں گے۔ ابتداء میں تو انکار کریں گے، لیکن جب ان کے اپنے ہاتھ پاؤں گواہی دیدیں گے تو پھر تسلیم کرلیں گے۔ دوسرا شبہ یہ ہوسکتا ہے کہ ہاتھ پاؤں وغیرہ تو اندھے گونگے اور بہرے ہیں۔ ان کی شہادت کیسے قابل قبول ہوگی؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے۔ دراصل قیامت کے روز ہاتھ پاؤں کی شہادت اثبات حق کے لیے نہیں، بلکہ اتمام حجت کے لیے ہوگی۔ کیونکہ ہاتھ پاؤں کی زبان بھی تو نہ ہوگی، لیکن خرق عادت گفتگو کریں گے، لہٰذا اس کو دنیوی شہادت پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

وہ لوگ تباہ ہوئے جنہوں نے اپنے رب کی

بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا

ملاقات کو جھٹلایا یہاں تک کہ جب ان پر قیامت اچانک آپہنچے گی تو کہیں گے اے افسوس ہم نے اس میں کیسی

فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ

کوتاہی کی اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائیں گے خبردار وہ برا بوجھ ہے جسے وہ اٹھائیں گے ○ اور دنیا کی

الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

زندگی تو ایک کھیل اور تماشہ ہے اور البتہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگار ہوئے کیا تم نہیں سمجھتے ○

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتیں تمہیں غم میں ڈالتی ہیں سو وہ تجھے نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا

آیتوں کا انکار کرتے ہیں ○ اور بہت سے رسول تم سے پہلے جھٹلائے گئے پھر انہوں نے

كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ

جھٹلائے جانے پر صبر کیا اور ایذا دئے گئے یہاں تک کہ ان کو ہماری مدد پہنچی اور اللہ کے فیصلے کوئی بدل نہیں سکتا اور تمہیں

مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ

پیغمبروں کے حالات کچھ پہنچ چکے ہیں ○ اور اگر ان کا منہ پھیرنا تم پر گراں ہو رہا ہے پھر اگر تم سے ہوسکے تو

تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

کوئی سرنگ زمین میں تلاش کر یا آسمان پر سیڑھی لگا پھر ان کے پاس کوئی معجزہ لا اور اگر اللہ چاہتا تو

لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ

سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتا سو تو نادانوں میں سے نہ ہو ○ وہی مانتے ہیں جو

يَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ

سنتے ہیں اور اللہ مردوں کو زندہ کرے گا پھر اس کی طرف لوٹائے جائیں گے ○ اور کہتے ہیں اس کے

عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ
رب کی طرف سے اس پر کوئی نشانی کیوں نہیں اتری کہہ دو اللہ اس بات پر قادر ہے کہ نشانی اتارے اور لیکن
اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۷ وَمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰۗىِٕرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ
ان میں سے اکثر نہیں جانتے ۝ اور کوئی چلنے والا زمین میں نہیں اور نہ کوئی پرندہ کہ اپنے
اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۭ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ
دو بازوؤں سے اڑتا ہے مگر یہ تمہاری ہی طرح کی جماعتیں ہیں ہم نے ان کی تقدیر کے لکھنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی پھر سب اپنے رب
يُحْشَرُوْنَ ۝۳۸ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ۭ مَنْ يَّشَاِ
کے سامنے جمع کیے جائینگے ۝ اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں ہیں اللہ جسے چاہے
اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ۭ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۳۹ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ
گمراہ کردے اور جسے چاہے سیدھی راہ پر ڈال دے ۝ کہہ دو دیکھو تو سہی
اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ
اگر تم پر خدا کا عذاب آئے یا تم پر قیامت ہی آجائے تو کیا خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر تم
صٰدِقِيْنَ ۝۴۰ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَاۗءَ وَتَنْسَوْنَ
سچے ہو ۝ بلکہ اسی کو پکارتے ہو پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو دور کر دیتا ہے جس کیلئے اس کو پکارتے ہو اور جنہیں تم اللہ کا شریک
مَا تُشْرِكُوْنَ ۝۴۱ ع
بناتے ہو انہیں بھول جاتے ہو ۝

افاداتِ محمود:

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ الخ

یہاں بڑے سخت الفاظ میں تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ ان لوگوں کے لیے جتنی نشانیاں درکار تھیں، وہ اللہ تعالیٰ نے ازخود بطور معجزہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ظاہر فرمائیں، لیکن یہ لوگ ایمان نہ لائے۔ اب اپنی من پسند نشانیاں مانگتے ہیں تو ان کو پیش کرنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ ان نشانیوں کو دیکھ کر بھی ان کے ایمان لانے کی کوئی ضمانت نہیں ہے، لہٰذا اگر آپ بھی کوئی ایسی نشانی پیش کرنا چاہتے ہیں تو زمین میں کوئی سرنگ دیکھیں یا آسمان کی طرف کوئی سیڑھی لگا کر دیکھیں پھر نشانی پیش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت تو ہے، لیکن عادت یہ نہیں ہے کہ ہر مانگی ہوئی نشانی پیش کریں۔ اگر مانگی ہوئی نشانی مل گئی اور پھر بھی نہ مانا تو پھر عذاب آکر رہے گا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ

اور ہم نے تجھ سے پہلے بہت سی امتوں کے ہاں رسول بھیجے تھے پھر ہم نے انہیں سختی

وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ

اور تکلیف میں پکڑا تا کہ وہ عاجزی کریں ○ پھر کیوں نہ ہوا کہ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو عاجزی کرتے لیکن

قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا

ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے انہیں وہ کام آراستہ کر دکھائے جو وہ کرتے تھے ○ پھر جب وہ اس نصیحت کو

بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ

بھول گئے جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں پر خوش ہو گئے جو انہیں دی گئی تھیں

بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ

ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا پس وہ اس وقت نا امید ہو کر رہ گئے ○ پھر ان ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی اور اللہ ہی کے لئے سب تعریف ہے

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ

جو سارے جہان کا پالنے والا ہے ○ ان سے کہہ دو دیکھو تو سہی اگر اللہ تمہارے کان اور آنکھیں چھین لے اور تمہارے

عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ

دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے سوا کوئی ایسا رب ہے جو تمہیں یہ چیزیں لا دے دیکھ ہم کیونکر طرح طرح کی نشانیاں بیان کرتے ہیں پھر

هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ

بھی یہ منہ موڑتے ہیں ○ کہہ دو اگر تم پر اللہ کا عذاب اچانک یا ظاہر آجائے تو

يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ

ظالموں کے سوا اور کون ہلاک ہوگا ○ اور ہم پیغمبروں کو صرف اسی لئے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈراویں

فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

پھر جو شخص ایمان لے آوے اور اپنی اصلاح کر لے سو ان پر کوئی ڈر نہ ہوگا اور نہ وہ غم کھائیں گے ○ اور جنہوں نے

بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ

ہماری آیتوں کو جھٹلایا انہیں عذاب پہنچے گا اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے ○ کہہ دو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس

خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا
اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس
يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ ع
وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے کہہ دو کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں کیا تم غور نہیں کرتے ۝

افاداتِ محمود:

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ الخ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت کی وضاحت فرمادی ہے کہ نبی و رسول بنی نوع انسان ہی میں سے ہوتے ہیں۔ وہ صرف نبوت کے مدعی اور دین کے داعی ہوتے ہیں، لیکن وہ لوگوں سے یہ نہیں کہا کرتے کہ خدا کے خزانے ہمارے پاس ہیں۔ ہم ان کو لوگوں پر تقسیم کیا کریں گے۔ نہ یہ فرماتے ہیں کہ ہم غیب کی تمام باتیں جانتے ہیں۔ جو چاہیں گے لوگوں کو بتاتے پھریں گے۔ نہ لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ ہم فرشتے ہیں۔ کیونکہ ان میں تمام بشری اور انسانی لوازم موجود ہوتے ہیں۔ انھیں فرشتہ بننے کی ضرورت تو اس وجہ سے بھی نہیں ہے کہ جو کمال انسانوں میں ہے، وہ فرشتوں میں نہیں ہے۔ اگر نبی سے کوئی شخص کوئی چیز مانگے اور نبی وہ نہ دے سکے تو اس سے منصب رسالت میں کوئی نقص یا کمی نہیں آتی۔ منصب رسالت کے لوازم میں سے یہ نہیں ہے کہ نبی لوگوں میں چیزیں تقسیم کرتے پھریں۔ ایسے ہی انسانی ضرورت کے تحت بازار میں جانا اور کھانا کھانا وغیرہ یہ منصب رسالت کے خلاف نہیں ہے۔ نہ ان باتوں کی وجہ سے نبی کی شان ہی کم ہوتی ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی کے پاس خزانے تھے اور وہ غیب بھی جانتے تھے، لیکن آیت سے تو صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو کہتے نہ تھے یعنی نفی وجود خزائن اور علم غیب کی نہیں ہے، بلکہ بتلانے اور کہنے کی نفی ہے؟ اور بعض کہتے ہیں کہ لا الگ ہے اور اقول الگ ہے یعنی یہ تمام جملے مثبت ہیں منفی نہیں ہیں، لیکن جواب یہ ہے کہ یہ ترجمے اور مفہوم صریح نص کے خلاف اور تحریفی ہیں۔ آج تک نہ کسی مفسر نے ایسا ترجمہ کیا اور نہ ہی کوئی کلام ایسے بے اصل ترجموں کی اجازت دیتا ہے۔

وَاَنْذِرْ بِهِ

اور اس

الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ

قرآن کے ذریعہ سے ان لوگوں کو ڈرا جنہیں اس کا ڈر ہے کہ وہ اپنے رب کے سامنے جمع کئے جائینگے اس طرح پر کہ اللہ کے سوا ان کا

لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

کوئی مدد گار اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا تاکہ وہ پرہیز گار ہو جائیں ○ اور جو لوگ اپنے رب کو صبح وشام پکارتے ہیں انہیں

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ

اپنے سے دور نہ کر جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں تیرے ذمہ ان کا کوئی حساب نہیں ہے اور نہ تیرا کوئی حساب

عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا

ان کے ذمہ اگر تو نے انہیں دور ہٹایا پس تو بے انصافوں میں سے ہوگا ○ اور اسی طرح ہم نے

بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ

بعض کو بعض کے ذریعہ آزمایا ہے تاکہ یہ لوگ کہیں کیا یہی ہیں ہم میں سے جن پر اللہ نے فضل کیا ہے کیا اللہ

بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

شکر گزاروں کو جاننے والا نہیں ہے ○ اور ہماری آیتوں کے ماننے والے جب تیرے پاس آئیں تو کہہ دو کہ تم پر سلام ہے

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ

تمہارے رب نے اپنے ذمہ رحمت لازم کی ہے جو کوئی تم میں سے ناواقفیت سے برائی کرے پھر اس کے بعد توبہ کرے

مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ

اور نیک ہو جائے تو بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے ○ اور اسی طرح ہم آیتوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور تاکہ

سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ ع

گنہگاروں کا راستہ واضح ہو جائے ○

افاداتِ محمود:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ الخ

اکثر و بیشتر معاشروں کے غریب اور فرو مایہ لوگ ہی حضرات انبیاء علیہم السلام کے پیروکار ہوتے تھے۔

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کہنے لگی کہ ہم میں سے نوحؑ کے پیروکار وہ ہیں جو ہم میں ظاہری طور پر ذلیل ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس معاشرے کے کمزور افراد بیٹھتے تھے اور آپ کی مجالس خیر سے بصیرت اندوز ہوتے تھے۔ رئیسانِ مکہ تو حقیقت میں آپ کے پاس بیٹھنے کے لیے تیار ہی نہ تھے، لیکن کبھی کبھی یہ شوشا چھوڑ دیتے تھے کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ آپ کی مجلس میں بیٹھیں، لیکن آپ کے پاس یہ غریب اور نادار لوگ ہوتے ہیں۔ ہم ان میں بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔ ان لوگوں میں بیٹھنا ہماری شان کے خلاف ہے، لہٰذا آپ ان غریبوں کو پاس سے ہٹا دیں تو ہم بھی بیٹھ جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خواہش ہوئی کہ جو پکے مسلمان ہیں، گو ان کو تکلیف ہو، لیکن ان کو وقتی طور پر ہٹا کر رؤسائے مکہ اور رؤسائے قریش سے بات چیت کی جائے، تاکہ وہ اگر مسلمان ہو جائیں تو ان کی پیروی میں بہت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو ان درویشوں کا ہٹانا پسند نہ تھا۔ یہ رسول اللہ کے سچے عاشق تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ یہ درویش اور غریب لوگ آپ کے ہاں بیٹھے رہیں گے۔ ان رؤساء کی وجہ سے ان کا پیچھے ہٹانا مناسب نہیں ہے۔ اگر یہ لوگ ان کے ہوتے ہوئے آپ کے ہاں آتے ہیں اور استفادہ کرتے ہیں تو ضرور آئیں، ورنہ نہ آئیں، مگر صحابہ کی دل شکنی نہیں ہونی چاہیے۔ آج بھی کچھ لوگ علماء اور بزرگوں سے کہتے ہیں کہ ہمیں تنہائی میں الگ وقت ملنا چاہیے، لیکن یہ بات مناسب نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی پردہ کی بات ہو تو وہ تنہائی میں کہی جاسکتی ہے۔ مشرکین یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اگر یہ دین سچا ہوتا تو غریب ہی اس کے پیروکار کیوں ہوتے۔ اس میں بڑے بڑے لوگوں کو آنا چاہیے تھا۔ ہرقل نے جب حضرت ابوسفیانؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی علامات پوچھیں تو ان میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ حضورؐ کے پیروکار کس قسم کے لوگ ہیں؟ حضرت ابوسفیانؓ نے جواب دیا کہ ہم میں سے کمزور لوگ۔ اس پر ہرقل نے کہا تھا کہ یہی انبیاء علیہم السلام کی شان ہے کہ غریب اور کمزور لوگ ان کے پیروکار ہوتے ہیں۔

قُلْ اِنِّىْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

کہہ دو مجھے منع کیا گیا ہے اس سے کہ میں بندگی کروں ان کی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو

قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝۵۶ قُلْ اِنِّىْ

کہہ دو میں تمہاری خواہشات کے پیچھے نہیں چلتا کیونکہ میں اس وقت گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت پانے والوں میں سے نہ رہوں گا○ کہہ دو

عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِىْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا

میرے پاس تو میرے رب کی طرف سے ایک دلیل ہے اور تم اس کو جھٹلاتے ہو جس چیز کو تم جلدی چاہتے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے

لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۝۵۷ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِىْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ

اللہ کے سوا اور کسی کا حکم نہیں ہے وہ حق بیان کرتا ہے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے○ کہہ دو اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کی تم جلدی

بِهٖ لَقُضِىَ الْاَمْرُ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۵۸ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ

کر رہے ہو تو اس معاملہ میں فیصلہ ہو گیا ہوتا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے○ اور اسی کے پاس

الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ

غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے وہ سب جانتا ہے اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ

اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ

اسے بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ہے مگر یہ سب کچھ کتاب

مُّبِيْنٍ ۝۵۹ وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ

روشن میں ہیں○ اور وہی ہے جو تمہیں رات کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کر چکے ہو وہ جانتا ہے پھر تمہیں

فِيْهِ لِيُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

دن میں اٹھا دیتا ہے تاکہ وہ وعدہ پورا ہو جو مقرر ہو چکا ہے پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے پھر تمہیں خبر دے گا اس کی

تَعْمَلُوْنَ ۝۶۰ ع

جو تم کرتے تھے○

افاداتِ محمود:

قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ الخ

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے مرتدین اور مجرمین وغیرہ کے متعلق احکام بیان فرمائے ہیں۔

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ الخ

یعنی اللہ تعالیٰ کے علم کے دائرے سے کوئی شے باہر نہیں ہے۔ وہ ان ظالموں کی ہر بات کو جانتے ہیں۔ وہی فیصلہ فرمائیں گے۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۖ حَتَّىٰ إِذَا

اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب

جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ

تم میں سے کسی کو موت آ پہنچتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اسے قبضہ میں لے لیتے ہیں اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے ○ پھر اللہ کی

مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ ۚ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ﴿٦٢﴾ قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِنْ

طرف پہنچائے جائیں گے جو ان کا سچا مالک ہے خوب سن لو فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا اور وہ بہت جلدی حساب لینے والا ہے ○ کہہ دو تمہیں

ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَئِنْ أَنْجَانَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ

جنگل اور دریا کے اندھیروں سے کون بچالاتا ہے جب اسے عاجزی سے اور چھپا کر پکارتے ہو کہ اگر ہمیں اس آفت سے بچالے تو

مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٦٣﴾ قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُمْ مِنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٦٤﴾

البتہ ہم ضرور شکر کرنے والوں سے ہوں گے ○ کہہ دو اللہ تمہیں اس سے اور ہر سختی سے بچاتا ہے تم پھر بھی شرک کرتے ہو ○

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ

کہہ دو وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب اوپر سے بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے

أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ

یا تمہیں مختلف فرقے کر کے ٹکرا دے اور ایک کو دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھا دے دیکھو ہم کس طرح مختلف طریقوں سے

الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ﴿٦٥﴾ وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۚ قُلْ لَسْتُ عَلَيْكُمْ

دلائل بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ جائیں ○ اور تیری قوم نے اسے جھٹلایا ہے حالانکہ وہ حق ہے کہہ دو میں تمہارا ذمہ دار نہیں

بِوَكِيلٍ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ نَبَإٍ مُسْتَقَرٌّ ۚ وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٦٧﴾ وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ

بنایا گیا ○ ہر خبر کے ظاہر ہونے کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب جان لو گے ○ اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے

يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا

جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں تو ان سے الگ ہو جا یہاں تک کہ کسی اور بات میں بحث کرنے لگیں اور اگر

يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٦٨﴾ وَمَا

تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آجانے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھ ○ اور

عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٦٩﴾

جھگڑنے والوں کے حساب میں سے پرہیزگاروں کے ذمہ کوئی چیز نہیں لیکن نصیحت کرنی ہے شاید کہ وہ ڈر جائیں ○

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ

اور انہیں چھوڑ دو جنہو ں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکا دیا ہے اور انہیں

اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ

قرآن سے نصیحت کرتا کہ کوئی اپنے کئے میں گرفتار نہ ہو جائے کہ اس کے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا

وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ

اور اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے گا تب بھی اس سے نہ لیا جائے گا یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے کئے میں گرفتار ہوئے

لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ ع

ان کے پینے کے لئے گرم پانی ہوگا اور ان کے کفر کے بدلہ میں دردناک عذاب ہوگا ○ انہیں کہہ دو کہ کیا ہم

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا

اللہ کے سوا انہیں پکاریں جو ہمیں نہ نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان دے سکیں اور کیا ہم الٹے پاؤں پھر جائیں اس کے بعد کہ اللہ نے ہمیں

اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۖ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ

سیدھی راہ دکھائی ہے اس شخص کی طرح جسے جنگل میں جنوں نے راستہ بھلا دیا ہو جبکہ وہ حیران ہو اس کے ساتھی اسے راستہ کی طرف

اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۗ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾

بلاتے ہوں کہ ہمارے پاس چلا آ کہہ دو کہ اللہ نے جو راہ بتلائی وہی سیدھی ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم پروردگار عالم کے تابع رہیں ○

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۗ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

اور یہ کہ نماز قائم رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور وہی ہے جس کے سامنے اکٹھے کئے جاؤ گے ○ اور وہی ہے جس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۗ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ

آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے اور جس دن کہے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گا اس کی بات سچی ہے

وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ

جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو اسی کی بادشاہی ہوگی چھپی اور ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے اور وہی حکمت والا اور

الْخَبِيرُ ﴿٧٣﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً ۖ إِنِّي أَرَاكَ

خبردار ہے ○ اور یاد کر جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تو بتوں کو خدا جانتا ہے میں تجھے

وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٧٤﴾ وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

اور تیری قوم کو صریح گمراہی میں دیکھتا ہوں ○ اور ہم نے اسی طرح ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھائے

وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا ۖ قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ

اور تا کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے ○ پھر جب رات نے اس پر اندھیرا کیا اس نے ایک ستارا دیکھا کہا یہ میرا رب ہے

فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا

پھر جب وہ غائب ہو گیا تو کہا کہ میں غائب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا ○ پھر جب چاند کو چمکتا ہوا دیکھا کہا یہ میرا رب ہے پھر

أَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ﴿٧٧﴾ فَلَمَّا رَأَى

جب وہ غائب ہو گیا تو کہا کہ اگر میرا رب ہدایت نہ کرے گا تو میں ضرور گمراہوں میں سے ہو جاؤں گا ○ پھر جب

الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ ۖ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي

آفتاب کو چمکتا ہوا دیکھا کہا یہی میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ غائب ہو گیا کہا اے میری قوم میں

بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٧٨﴾ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

ان سے بیزار ہوں جنہیں تم اللہ کا شریک بناتے ہو ○ سب سے یک سو ہو کر میں نے اپنے منہ کو اسی کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمان

حَنِيفًا ۖ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٧٩﴾ وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ ۚ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ

اور زمین بنائی اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں ○ اور اس کی قوم نے اس سے جھگڑا کیا اس نے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے ایک ہونے میں

هَدَانِ ۚ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا ۗ وَسِعَ رَبِّي كُلَّ

جھگڑتے ہو اور اس نے میری رہنمائی کی ہے اور جنہیں تم شریک کرتے ہو میں ان سے نہیں ڈرتا مگر یہ کہ میرا رب مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے

شَيْءٍ عِلْمًا ۗ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿٨٠﴾ وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ

میرے رب نے علم کے لحاظ سے سب چیزوں پر احاطہ کیا ہوا ہے کیا تم سوچتے نہیں ○ اور میں تمہارے شریکوں سے کیوں ڈروں

أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ۚ فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ ۖ

حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو اس چیز کو جس کی اللہ نے تم پر کوئی دلیل نہیں اتاری اگر تم کو کچھ سمجھ ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ
تو (بتاؤ) دونوں جماعتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے○ جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے اپنے ایمان میں شرک نہیں ملایا
الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾
امن انہیں کے لئے ہے اور وہی راہِ راست پر ہیں○

ع ۱۵

افاداتِ محمود:

لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى الخ

بعض کفار نے مسلمانوں سے ترک اسلام کی درخواست کی تھی۔اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی جس کا حاصل یہ ہے کہ انبیاء اوران کے متبعین کی شان یہ ہے کہ خود بھی توحید پر قائم رہیں گے اور دوسروں کو بھی توحید پر قائم رہنے کی تلقین کریں گے۔جو کسی غیر کے در پر جھکتے اور سر جھکاتے ہیں ان کو بھی ایک رب کے در راحت پر لاکھڑا کریں گے۔ان سے یہ توقع رکھنا فضول ہے کہ وہ ایک رب کی عبادت کو چھوڑ کر کسی اور کے در پر جھکیں گے۔ خدانخواستہ اگر مسلمانوں نے ایسا کرلیا تو اس کی مثال یہ ہوگی جیسے چند ساتھی سفر کر رہے ہوں۔خبیث اور شرارتی جنوں کی شیطنیت سے ایک شخص اپنے ساتھیوں سے جدا ہوگیا۔وہ راستہ بھی نہیں جانتا اور ادھر ادھر بھٹکتا پھرتا ہے۔ اس کے ساتھی ازراہ خیر خواہی اس کو اپنی طرف بلا رہے ہیں اوراس کو سیدھی راہ پر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ باوجود سیدھی راہ پر چلنے کے بھٹک کر گمراہ ہوگیا۔مسلمان ایسا کبھی نہ کریں گے کہ ہدایت ملنے کے بعد پھر گمراہ ہو جائیں۔مشرکین اس بات کو خوب سمجھتے تھے۔تمام اشیاء کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں لیکن مگر پھر بھی بتوں کو خدا کا درجہ دیتے تھے اوراُن سے حاجتیں مانگتے تھے اور جیسا کہ آگے اسی سورت میں آئے گا کہ بعض چیزیں تقسیم کرتے وقت کچھ اللہ تعالیٰ کا رکھ دیتے اور کچھ حصہ بتوں کے نام کا۔اگر اللہ تعالیٰ کے حصہ میں کمی ہوجاتی تھی تو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے اوراگر بتوں کا حصہ کم ہوجاتا تو اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کردہ حصہ لے کر اس کمی کو پورا کرتے تھے۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا الخ

مسئلہ عصمت انبیاء اور مودودی صاحب:

پہلی آیت میں بتلا دیا گیا تھا کہ ہم (اللہ تعالیٰ) نے ابراہیم کو کائنات کے اس عجیب وغریب نظام کی حکمتیں سمجھائیں تاکہ خود بھی حق الیقین کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوں اور علی وجہ البصیرۃ قوم کی راہنمائی بھی کرسکیں۔چنانچہ مذکورہ آیت اوراس کے بعدوالی آیات میں حضرت ابراہیمؑ نے ''هٰذَا رَبِّيْ'' فرمایا ہے یہ الزامی جواب کے طور پر فرمایا تھا۔اگر تمہارے زعم کے مطابق یہ سارے نفع ونقصان کے مالک اور کائنات میں متصرف ہیں تو میں بھی تھوڑے وقت کے لیے تسلیم کیے لیتا ہوں،لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ان کا قیام کب تک رہتا ہے؟

چنانچہ ایک ایک کر کے جب سارے سیارے غروب ہوتے گئے تو حضرت ابراہیمؑ نے قوم پر حجت تمام کردی کہ جس کو تم نفع ونقصان کا مالک اور متصرف سمجھتے ہو، جب وہ نہ اپنی مرضی سے طلوع ہو سکتے ہیں، نہ غروب ہو سکتے ہیں۔ نیز غروب ہو کر غائب ہو جاتے ہیں تو ایسوں کو خیر وشر کا مالک گردانا اور حقیقت میں جن سیاروں کو اللہ تعالیٰ نے انسان کا خادم اور مزدور بنایا ہے ان کو مخدوم، مسجود اور معبود بنانا، اس سے بڑی نادانی اور حماقت کیا ہوگی۔

مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کافی دلائل کے بعد توحید تک پہنچے ہیں۔ پہلے وہ بھی غیر اللہ کو رب کہتے رہے، لیکن جب بعد میں حقیقت حال سمجھ آ گئی تو توحید کے قائل ہو گئے۔ آیت کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم پہلے شرک کرتے تھے، بعد میں توحید سمجھ میں آ گئی تھی؟ جواب اس کا یہ ہے کہ حضرات انبیاءؑ صغائر وکبائر سے معصوم ہوتے تھے۔ نبوت ملنے سے قبل بھی اور نبوت ملنے کے بعد بھی۔ قرآن و حدیث میں اس کے متعدد دلائل ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔ مختصر یہ ہے کہ انبیاء منبع ومرکز شریعت ہوتے ہیں اور آسمانی کتابوں میں حضرات انبیاء کی غیر مشروط اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ خدانہ کرے اگر وہ معصوم و محفوظ نہ ہوں تو پھر ان کی ایک ایک اداء قابل تقلید کیسے ہو سکتی ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب نے عصمت انبیاء کو تسلیم ہی نہیں کیا ہے۔ نہ نبوت ملنے سے قبل اور نہ بعد میں۔ جس کی وجہ ان کی یہ غیر ذمہ دارانہ تحریریں وقتاً فوقتاً سامنے آتی رہتی ہیں۔ پھر لطف یہ ہے کہ مودودی صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ باتیں حضرت ابراہیمؑ کے نبوت ملنے سے قبل کی ہیں۔ حالانکہ اگر ان آیات میں ذرا غور کرتے تو سمجھ جاتے کہ یہ باتیں نبوت ملنے کے بعد کی ہیں۔

(۱) فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ الخ

یہاں حضرت ابراہیمؑ اپنی قوم سے خطاب فرما رہے ہیں۔ یہ نبوت کے بعد کا انداز ہے۔ قبل از نبوت کا انداز نہیں۔

(۲) پچھلی آیت میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد سے کہا کہ تو نے تو بتوں کو معبود بنا لیا ہے۔ تو اور تیری قوم صریح گمراہی میں ہے۔ ان آیات میں آپ اپنے والد اور ان کی قوم کو تبلیغ فرما رہے ہیں۔

(۳) آگے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی ہم

دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿٨٣﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ

جس کے چاہیں درجے بلند کرتے ہیں بے شک تیرا رب حکمت والا جاننے والا ہے ○ اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب بخشا

كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَ

ہم نے سب کو ہدایت دی اور اس سے پہلے ہم نے نوح کو ہدایت دی اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور

اَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَ

ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون ہیں اور اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں ○ اور

زَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ

زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس سب نیکوکاروں سے ہیں ○ اور اسمٰعیل

وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَمِنْ

اور الیسع اور یونس اور لوط اور ہم نے سب کو سارے جہان والوں پر بزرگی دی ○ اور ان کے

اٰبَاۗىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ

باپ دادوں اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے بعضوں کو ہم نے ہدایت دی اور ہم نے انہیں پسند کیا اور سیدھی

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٨٧﴾ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا

راہ پر چلایا ○ یہ اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں کو جسے چاہے اس پر چلاتا ہے اور اگر یہ لوگ شرک کرتے

لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٨٨﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ

تو البتہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب کچھ ضائع ہو جاتا ○ یہی لوگ تھے جنہیں ہم نے کتاب اور شریعت

وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾ اُولٰۗىِٕكَ

اور نبوت دی تھی پھر اگر مکہ والے ان باتوں کو نہ مانیں تو ہم نے ان باتوں کے ماننے کے لئے ایسے لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو ان کے منکر نہیں ہیں ○

الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۭ قُلْ لَّآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ هُوَ

یہ وہ لوگ تھے جنہیں اللہ نے ہدایت دی سو تو ان کے طریقہ پر چل کہہ دو میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا یہ تو

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ﴿٩٠﴾
جہان والوں کے لئے محض نصیحت ہے ○

ع ۱۱

افادات محمود:

وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ الخ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ابراہیمؑ کو قوم کے مقابلے میں دلیل سکھائی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بعد از نبوت سے متعلق آیات ہیں۔ ذرا غور کریں کہ قوم کے سامنے اللہ تعالیٰ کی عطاء کی ہوئی حجت کو قائم کرنا اور قوم کو ساکت کرنا، یہ شان نبوت نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا نبوت سے پہلے ایسی باتیں ہو سکتی ہیں؟ جب اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ یہ حجتیں جو ابراہیم علیہ السلام نے پیش فرمائیں، ہم نے ان کو سکھائی تھیں تو یہ حضرت ابراہیمؑ کی اپنی بات تو نہ رہی۔ یہ تو خدا کی تعلیم دی ہوئی بات ہے۔ ''هٰذَا رَبِّيْ'' کہنا قوم کی زبان میں تھا۔ ان کو سمجھانا اس طریقے سے ممکن ہو سکتا تھا۔

(۴) پھر ان حجتوں کے اتمام کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے کہا **انی بری مما تشرکون اور مما اشرک** نہیں کہا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ میں تمہارے شرک کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ اس سے بری ہوں۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں اپنے شرک سے بری ہوں یا توبہ کرتا ہوں، لہٰذا شرک فعل مشرکین اور فعل قوم ابراہیم ہے، نہ کہ فعل ابراہیمؑ۔ ارے ظالمو کیا کوئی نبی نبوت ملنے کے بعد بھی شرک کرتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندوں کو تو شرک کا وہم بھی نہیں ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ بعض لوگوں کا عصمت انبیاء کا عقیدہ ہی نہیں ہے۔ وہ منصب نبوت کی بلندیوں کو نہ چھو سکیں گے اور نہ اس حقیقت کے کنہ تک پہنچ سکیں گے کہ عصمت انبیاء کا منکر ہو کر ہم دین کی پوری عمارت کی بنیادیں کھوکھلی کر رہے ہیں۔ عصمتِ انبیاء کے عقیدہ کے بغیر دین کی عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا الخ

(۱) یہاں ایک سوال تو یہ ہے جو صحابہ کرامؓ نے حضور سے کہا تھا کہ اگر ہدایت یافتہ ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ ایمان کے ساتھ ظلم نہ ہو تو ایسا کون ہوگا جس نے ظلم نہ کیا ہو؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ جیسا کہ سورہ لقمان میں ہے **"ان الشرک لظلم عظیم"**۔

(۲) دوسرا ایک اصولی سا سوال یہ ہے کہ ایمان کا محل قلب ہے اور ظلم کا محل جوارح یعنی اعضاء ہیں، جیسے ہاتھ پاؤں وغیرہ تو یہ دونوں الگ الگ محل ہیں۔ پھر ایمان میں لُبس اور اختلاط کیسے ممکن ہے؟ جواب یہ ہے کہ جب ظلم سے مراد شرک اور انکار و جحود ہے تو یہ بھی فعل قلب ہے اور ایمان بھی فعل قلب ہے، لہٰذا کوئی منافات اور تضاد نہیں ہے۔

(۳) تیسرا سوال یہ ہے کہ ایمان اور شرک ضدین ہیں تو دونوں کا اجتماع کیسے ممکن ہے؟ جواب یہ ہے کہ ایمان دل کا یقین ہے۔ جب تک کوئی تذبذب نہیں آتا۔ یقین کامل رہتا ہے اور جب تذبذب آجاتا ہے تو یقین کا کمال ختم ہو جاتا ہے، لہٰذا دونوں بیک وقت نہیں رہتے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى

اور انہوں نے اللہ کو صحیح طور پر نہیں پہچانا جب انہوں نے کہا کہ اللہ نے کسی انسان پر

بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ

کوئی چیز نہیں اتاری ان سے کہہ دو وہ کتاب جو موسیٰ لے کر آئے تھے وہ کس نے اتاری تھی جو لوگوں کے واسطے روشنی اور

هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ

ہدایت تھی جسے تم نے ورق ورق کر کے لوگوں کو دکھلایا اور بہت سی باتوں کو چھپا رکھا اور تمہیں

مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾

وہ چیزیں سکھائیں جنہیں تم اور تمہارے دادا نہیں جانتے تھے تو کہہ دو اللہ ہی نے اتاری تھی پھر انہیں چھوڑ دو کہ اپنی بحث میں کھیلتے رہیں ○

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ

اور یہ کتاب جسے ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے ان کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں اور تاکہ تو مکہ والوں کو

الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى

اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہی

صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ

اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں ○ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے یا یہ کہے کہ

اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ

مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے حالانکہ اس پر وحی نہ اتری ہو اور جو کہے میں بھی ایسی چیز اتار سکتا ہوں جیسی کہ اللہ نے اتاری ہے اور اگر

تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ

تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھانے والے ہوں گے کہ

اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

اپنی جانوں کو نکالو آج تمہیں ذلت کا عذاب ملے گا اس سبب سے کہ تم اللہ پر جھوٹی باتیں کہتے تھے

غَیْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا

اور اس کی آیتوں کے ماننے سے تکبر کرتے تھے ○ اور البتہ تم ہمارے پاس ایک ایک ہو کر آ گئے ہو

خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ
جس طرح ہم نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا تھا وہ اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے ہو اور ہم تمہارے ساتھ ان
شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ
سفارش کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جنہیں تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں تمہارا آپس میں قطع تعلق ہو گیا ہے
مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝۹۴ ع
اور جو تم خیال کرتے تھے وہ سب جاتا رہا○

افاداتِ محمود:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ الخ

اس رکوع میں معاندین اور مرتدین کے عقائد باطلہ کی تردید ہے اور ان کے اس جرم کو افشاء کیا گیا ہے کہ عناد اور عداوت میں آکر ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی صفت بالواسطہ یا بلا واسطہ وحی یا ایماء یعنی اشارہ سب کا انکار کر دیا۔

اُمَّ الْقُرٰى الخ

اُمَّ الْقُرٰى کا لفظی معنیٰ بستیوں کی اصل اور بنیاد ہے۔ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ بعض آیات میں مکہ مکرمہ کو اُمَّ الْقُرٰى کہا گیا ہے اور بیت اللہ کو ''اول بیت'' کہا گیا ہے۔ اس میں مفسرین کا اختلاف ہوا ہے کہ بیت اللہ کی اولیت زمانی ہے یا رتبی ہے۔ (۱) صحابہ کرامؓ اور تابعین کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ اس اولیت سے زمانی اولیت مراد ہے جو کہ رتبی اولیت کو مستلزم ہے یعنی زمانی اولیت کا لازمی نتیجہ رتبی اولیت ہے۔ اولیت زمانی کی تفصیل یہ ہے کہ صحیح روایات میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو جس جگہ اس وقت بیت اللہ ہے۔ یہاں پانی کی سطح پر ایک بلبلہ تھا جس سے زمین کی تخلیق کی ابتداء کی گئی۔ سب سے پہلے بیت اللہ اور پھر مکہ مکرمہ کو بنایا گیا۔ اس تفسیر کے مطابق بیت اللہ کا ''اول بیت'' ہونا اور مکہ مکرمہ کا ام القریٰ ہونا ظاہر ہے کہ تمام زمین اور تمام بستیاں بیت اللہ اور مکہ مکرمہ کے بعد وجود میں آئی ہیں اور یہ مرکز اور اصل ہیں۔

(۲) مفسرین کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کا ام القریٰ ہونا وسط زمین میں واقع ہونے کی وجہ سے ہے اور بیت اللہ کی اولیت رتبی ہے یعنی اول بیت ہونا باعتبار رتبہ اور عبادت خانہ کے ہے۔ اس صورت میں اولیت زمانی مراد نہیں ہے، بلکہ مقام و مرتبے کے اعتبار سے اولیت مراد ہے۔ چنانچہ اگر آپ مکہ کے مشرق کی طرف چلتے ہیں تو ایشیاء ہے۔ ایران، کویت وغیرہ اور اگر مغرب کی طرف چلتے ہیں تو شام، عراق، مصر وغیرہ ہیں۔ آگے یورپ شروع ہو جاتا ہے برطانیہ، فرانس وغیرہ۔ مختصر یہ مکہ مکرمہ پوری دنیا کا وسط ہے۔

وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ الخ مشرکین کہتے تھے کہ **لو نشاء لقلنا مثل هذا** یعنی اگر ہم چاہیں تو قرآن کریم جیسا کلام بنا سکتے ہیں، لیکن یہ ان کا ایک ڈھکوسلا تھا۔ کیونکہ قرآن کریم نے تین جگہ چیلنج کیا ہے کہ اس جیسا کلام بنا کر لاؤ، لیکن آج تک کسی نے جواب نہیں دیا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ

بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کا پھاڑنے والا ہے   مُردہ سے زندہ کو

الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ

نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ کو نکالنے والا ہے   اللہ یہی ہے پھر کدھر الٹے پھرے جا رہے ہو ○   وہ صبح کا

الْإِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ

نکالنے والا ہے   اور اس نے آرام کے لئے رات بنائی اسی نے چاند اور سورج کا حساب مقرر کیا ہے   یہ غالب جاننے

الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٩٦﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمٰتِ

والے کا اندازہ ہے ○   اور اسی نے تمہارے لئے ستارے بنائے ہیں تا کہ ان کے ذریعہ سے جنگل اور دریا کے اندھیروں میں

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٩٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ

راستہ معلوم کر سکو تحقیق ہم نے کھول کر نشانیاں بیان کر دی ہیں ان لوگوں کیلئے جو جانتے ہیں ○ اور اللہ وہی ہے جس نے ایک شخص سے تم سب کو

نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيٰتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ﴿٩٨﴾ وَهُوَ

پیدا کیا پھر ایک تو تمہارا ٹھکانا ہے اور ایک امانت رکھے جانے کی جگہ تحقیق ہم نے کھول کر نشانیاں بیان کر دی ہیں ان کیلئے جو سوچتے ہیں ○

الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۚ فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ

اور اسی نے   آسمان سے پانی اُتارا   پھر ہم نے اس سے   ہر چیز اگنے والی نکالی   پھر ہم نے اس سے

خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنّٰتٍ

سبز کھیتی نکالی جس سے ہم ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں   اور کھجور کے شگوفوں میں سے   پھل کے جھکے ہوئے گچھے

مِنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۗ انْظُرُوا إِلٰى ثَمَرِهِ إِذَا

اور انگور   اور زیتون   اور انار کے باغ آپس میں ملتے جلتے   اور جدا جدا بھی   ہر ایک درخت کے پھل کو دیکھو جب

أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكُمْ لَآيٰتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٩٩﴾ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ

وہ پھل لاتا ہے   اور اس کے پکنے کو دیکھو   ان چیزوں میں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں ○   اور اللہ کے

شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ ۖ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنٰتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ سُبْحٰنَهُ

شریک جنوں کو ٹھہراتے ہیں حالانکہ اس نے انہیں پیدا کیا ہے اور جہالت سے اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تجویز کرتے ہیں ○ پاک ہے

ع ۱۸ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝١٠٠ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ

اوران باتوں سے بہت بلند ہے جو وہ بیان کرتے ہیں ۝ آسمانوں اور زمین کوازسرنو پیدا کرنے والا ہے اس کا بیٹا کیونکر ہوسکتا ہے

تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝١٠١ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ

حالانکہ اس کی کوئی بیوی نہیں اور اس نے ہر چیز کو بنایا ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ۝ یہی اللہ تمہارا رب ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝١٠٢

اس کے سوائے اور کوئی معبود نہیں ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے پس اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے ۝

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝١٠٣

اُسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے ۝

قَدْ جَاۗءَكُمْ بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ

تحقیق تمہارے ہاں تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں آچکیں پھر جس نے دیکھ لیا تو خود ہی نفع اٹھایا اور جو اندھا رہا سو اپنا نقصان کیا

وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝١٠٤ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَ

اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں ۝ اور اسی طرح ہم مختلف طریقوں سے دلائل بیان کرتے ہیں تاکہ وہ کہیں کہ تو نے کسی سے پڑھا ہے اور

لِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝١٠٥ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

تاکہ ہم سمجھداروں کے لئے واضح کردیں ۝ تو اس کی تابعداری کر جو تیرے رب کی طرف سے تجھے وحی کی گئی ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں

وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٠٦ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ

اور مشرکوں سے منہ پھیر لے ۝ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے اور ہم نے تجھے ان پر

حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝١٠٧ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

نگہبان نہیں بنایا اور تو ان کا ذمہ دار نہیں ہے ۝ اور جن کی یہ اللہ کے سوا پرستش کرتے ہیں انہیں برا نہ کہو ورنہ وہ بے سمجھی

اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى

سے زیادتی کرکے اللہ کو برا کہیں گے اسی طرح ایک جماعت کی نظر میں ان کے اعمال کو ہم نے آراستہ کردیا ہے پھر ان سب کو

رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٠٨ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ

اپنے رب کی طرف لوٹ کر آنا ہے تب وہ انہیں بتلائے گا جو کچھ کیا کرتے تھے ۝ اور وہ اللہ کے نام کی پکی قسمیں

اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا
کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئے تو اس پر ضرور ایمان لا دیں گے ان سے کہہ دو کہ نشانیاں تو اللہ کے ہاں ہیں اور تمہیں
يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ
اے مسلمانو کیا خبر ہے کہ جب نشانیاں آئیں گی تو یہ لوگ ایمان لے ہی آئیں گے؟۝ اور ہم بھی ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو
يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع
پھیر دیں گے جس طرح یہ اس پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لاتے اور ہم انہیں ان کی سرکشی میں حیران رہنے دیں گے۝

افاداتِ محمود:

فَالِقُ الْحَبِّ ، ف ل ق یہ تین لفظ جب کبھی جمع ہوں گے تو پھاڑنے کے معنی میں آئیں گے جیسے قل اعوذ برب الفلق ، فالق الاصباح وغیرہ "الحب" یعنی بیج کا دانہ جیسے گندم مولی وغیرہ، کھجور کی گٹھلی۔

فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ الخ

اس کی سب سے بہتر توجیہ وہ ہے جو حضرت شاہ صاحبؒ نے موضح قرآن میں کی ہے کہ مستقر سے مراد ماں کا پیٹ ہے اور مستودع سے مراد قبر ہے۔ یعنی کچھ عرصہ کے لیے ماں کے پیٹ میں قرار پکڑتے ہو اور وہاں سے نکل کر زمین میں کچھ عرصہ کے لیے بطور امانت رکھے جاتے ہو۔ پھر قبر میں بطور امانت رکھے جاتے ہو کہ قیامت کے دن نکالے جاؤ گے۔ مُّتَرَاكِبًا الخ یہ رکب اور رکوب سے ہے یعنی تہہ بہ تہہ طَلْعِهَا سفید سفید دانے پہلے پہل خوشہ غلاف میں چھپا ہوا ہوتا ہے پھر جب دانے باہر نکل آتے ہیں تو سفید سفید ہوتے ہیں۔ قِنْوَانٌ خوشے۔ وَيَنْعِهٖ الخ یعنی اس کے پکنے کو دیکھو جب پک جائے پہلے پھلوں کے دانے مکمل ہوتے ہیں پھر پکنا شروع ہو جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ اس کا رنگ جمتا رہتا ہے حتیٰ کہ تمام دانہ ایک رنگ کا ہو جاتا ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ الخ

آنکھیں اللہ تعالیٰ کو دیکھ نہیں سکتیں اور اللہ تعالیٰ آنکھوں کو دیکھتے ہیں۔ اس آیت کے آخر میں دو دعوے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ لطیف ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ خبیر ہے لہٰذا آیت کا ابتدائی حصہ دونوں دعووں کی دلیل پر مشتمل ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ

یہ لطیف ہونے کی دلیل ہے اور " وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ " یہ خبیر ہونے کی دلیل ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اہل سنت والجماعت مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جنتی جنت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوں گے اور یہ بات صحیح احادیث سے ثابت ہے جبکہ آیت بتا رہی ہے کہ آنکھیں اللہ تعالیٰ کو دیکھ نہیں سکتیں؟

(۱) اس سوال کا ایک تو الزامی جواب ہے جو مولانا احمد حسن صاحبؒ نے ایک مناظرہ کے موقع پر دیا تھا۔ رؤیت باری تعالیٰ کے موضوع پر ہندوستان میں ایک مناظرہ ہوا تھا۔ مولانا احمد حسنؒ (حضرت نانوتوی کے خصوصی

شاگرد مولانا احمد حسن محدث امروہوی) نے یہ جواب دیا تھا کہ جو لوگ رؤیت باری تعالیٰ کے قائل ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکیں گے اور جو قائل نہیں ہیں۔ وہ نہیں دیکھ سکیں گے، لیکن یہ الزامی جواب ہے۔

(۲) تحقیقی جواب یہ ہے کہ

الادراک هو احاطة بجميع جوانب الشيئى ٥ (المفردات)

یعنی کسی چیز کو تمام جہات سے باعتبار علم کے گھیر لینا اس کا نام ادراک ہے۔ (اور آنکھوں کے لیے یہ ممکن نہیں)

آیت میں ادراک کی نفی ہے۔ رؤیت کی نفی نہیں ہے رویت میں جہت واحدۃ ہوگی اور ادراک چونکہ تمام جہات اور تمام جوانب سے گھیرنے کو کہتے ہیں، لہٰذا اس کی نفی درست ہے اور ادراک کی نفی سے رؤیت کی نفی لازم نہیں آتی۔

(۳) الابصار، جمع ہے تو ادراک کو اگر رؤیت کے معنی میں بھی لیا جائے تو نفی رؤیت کل ابصار سے ہے، نہ کہ بعض ابصار سے یعنی یہ رفع ایجاب کلی ہے سلب کلی نہیں ہے اور رفع ایجاب کلی ایجاب جزئی کو مستلزم ہے یعنی ساری آنکھیں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتیں اور یہ قضیہ صادقہ ہے۔ کیونکہ کافر اور منافق لوگ جہنم میں ہوں گے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی رویت جیسی نعمت عظمیٰ کب نصیب ہوگی؟ جیسے کوئی کہے کہ لاہور کے سارے لوگ عالم دین نہیں ہیں تو اگر لاہور والوں میں سے بعض لوگ عالم ہوں تو بھی یہ قضیہ (دعویٰ) سچا ہے۔ بعض لوگوں کے عالم ثابت ہونے سے وہ جھوٹا نہیں پڑے گا۔

(۴) رؤیت باری تعالیٰ چونکہ کوئی امر محال نہیں ہے، لہٰذا دنیا میں بھی ممکن ہے اور آخرت میں بھی ممکن ہے۔ چنانچہ اکثر مفسرین کے ہاں شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت ثابت ہے اور قرآنی آیت

افتمار ونه على مايرىٰ٥

سے یہی مراد ہے اور بعض مفسرین کے ہاں اگرچہ رؤیت ثابت نہیں ہے، لیکن کلام تو بہر حال ثابت ہے خواہ من وراء الحجاب ہو یا من دون الحجاب ہو۔ (اس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی)

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ الخ

یعنی مشرکین جن بتوں وغیرہ کی پرستش کرتے ہیں۔ ایمان والوں کو ان کو برا بھلا نہیں کہنا چاہیے۔ مبادا کہ وہ اپنی جہالت وحماقت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ، جو معبود برحق ہے کو، برا بھلا کہیں۔ اس کا سبب وہ لوگ بنیں گے جو ان کے معبودوں کو برا بھلا کہتے ہیں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ ماں باپ کو گالی گلوچ دیں گے اور برا کہیں گے۔ صحابہ کرام نے یہ بات نہایت ہی بعید سمجھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضور یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ دوسروں کے ماں باپ کو گالی گلوچ دیں گے اور برا کہیں گے۔ پھر وہ ان کے ماں باپ کو برے الفاظ سے یاد کریں گے۔ اسی طرح یہ لوگ اپنے ماں باپ کے لیے گالی گلوچ کا سبب بن جائیں گے۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ

اور اگر ہم ان پر فرشتے بھی اتار دیں اور ان سے مُردے باتیں بھی کریں اور ان کے سامنے ہم

شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

ہر چیز کو زندہ بھی کر دیں تو بھی یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں مگر یہ کہ اللہ چاہے لیکن اکثر ان میں سے جاہل ہیں ○

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے شریر آدمیوں اور جنوں کو دشمن بنا دیا جو کہ ایک دوسرے کو

اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ

ملمع کی ہوئی باتیں فریب دینے کے لیے سکھاتے ہیں اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے سو تو انہیں اور جو جھوٹ بناتے ہیں

وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ

اسے چھوڑ دے ○ اور تاکہ ان ملمع کی ہوئی باتوں کی طرف ان لوگوں کے دل مائل ہوں جنہیں آخرت پر یقین نہیں اور تاکہ وہ لوگ

وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ

ان باتوں کو پسند کریں اور تاکہ وہ کریں جو بُرے کام وہ کر رہے ہیں ○ کیا میں اللہ کے سوا اور کسی کو منصف بناؤں حالانکہ اسی نے

اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ

تمہاری طرف ایک واضح کتاب اتاری ہے اور جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ ٹھیک تیرے رب کی طرف سے

رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا

نازل ہوئی ہے پس تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو ○ اور تیرے رب کی باتیں سچائی

وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ

اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں اسکی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور وہ سننے والا جاننے والا ہے ○ اور اگر تو کہا مانے گا

فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ

اکثر اُن لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تو تجھے اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے وہ تو اپنے خیال پر چلتے اور

هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ

قیاس آرائیاں کرتے ہیں ○ تیرا رب خوب جانتا ہے اسے جو اسکی راہ سے ہٹ جاتا ہے اور وہ

اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾
سیدھے راستہ چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے ○ سو تم اس جانور میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اگر تم اس کے حکموں پر ایمان لانے والے ہو ○
وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ
کیا وجہ ہے کہ تم وہ چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ وہ واضح کر چکا ہے جو کچھ اس نے تم پر
عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ
حرام کیا ہے ہاں مگر وہ چیز جس کی طرف تم مجبور ہو جاؤ اور بہت سے لوگ بے علمی کے باعث اپنے خیالات کی بنا پر لوگوں کو
عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ
بہکاتے ہیں تیرا رب حد سے بڑھ جانے والوں کو خوب جانتا ہے ○ تم ظاہری اور باطنی سب گناہ چھوڑ دو بے شک
الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ
جو لوگ گناہ کرتے ہیں عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے ○ اور جس چیز پر اللہ کا نام
يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى
نہیں لیا گیا اس میں سے نہ کھاؤ اور بے شک یہ کھانا گناہ ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں
اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع
تا کہ وہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم نے ان کا کہا مانا تو تم بھی مشرک ہو جاؤ گے ○

افاداتِ محمود:

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ الخ

اکثریت کی رائے کو تسلیم کرنا یورپ کی جمہوریت ہے۔ یہ احمقوں کا کام ہے۔ کیونکہ انسان کا علم محدود ہے۔ پھر سب انسانوں میں عقل کاملہ نہیں ہے، لہٰذا ان کی رائے اور ان کا بنایا ہوا قانون قرآن وسنت سے متصادم ہو سکتا ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ قرآن وسنت مقدم ہوں اور ان کی بالا دستی ہو۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا الخ

ایمان والوں کا عقیدہ ہے کہ ہر چیز کا خالق اور مارنے والا بلا واسطہ یا بالواسطہ اللہ تعالیٰ ہیں، لیکن جاندار چیزوں میں جبکہ حلال ہوں، دو روایتیں ہیں، ایک ذبح اور دوسری طبعی موت۔ طبعی موت کی صورت میں دم مسفوح گوشت کے اندر جذب ہو کر رہ جاتا ہے اور ذبح کی صورت میں دم مسفوح، جو کہ نجس ہے، باہر نکل جاتا ہے اور

گوشت طیب و طاہر رہ جاتا ہے۔ مشرکین مکہ کہا کرتے تھے کہ مسلمان عجیب لوگ ہیں کہ اپنے ہاتھ کے مارے ہوئے جانور کو کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مارے ہوئے (جو طبعی موت یعنی بغیر ذبح کے مرے) کو نہیں کھاتے؟ حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ حکمت ذبح اور طبعی موت کی حقیقت سے ناواقف تھے۔ ورنہ جانور کا مرنا دونوں صورتوں میں ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ذبح کرنے والے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں۔ روح اللہ تعالیٰ کے حکم سے نکل جاتی ہے اور جو طبعی موت مرتے ہیں۔ وہ بھی اللہ کے حکم سے مرتے ہیں، لیکن دم نجس رہ جانے کی وجہ سے ناپاک ہیں۔ دونوں صورتوں کو ایک جیسا سمجھنا تعدی اور ظلم ہے۔ قرآن کریم نے اس فاسد عقیدہ کو رد کر دیا ہے۔

مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ الخ

یہاں ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لینے کا ذکر ہے، خواہ حقیقتاً ہو یا حکماً، لہٰذا اللہ کے حکم کو نسیاناً چھوڑنے والا حکماً پڑھنے والا شمار ہوتا ہے۔ اس کا ذبیحہ حلال ہوگا۔ امام شافعیؒ کے ہاں عمداً چھوڑنے والے کا ذبیحہ بھی حلال ہوگا اور امام مالکؒ کے ہاں نسیاناً چھوڑنے والے کا ذبیحہ بھی حلال نہ ہوگا۔ یہ مسلک چونکہ صحابہ میں سے حضرت ابن عمرؓ کا ہے، لہٰذا امام مالکؒ کے مسلک اور قول کے مطابق گنجائش ہے، لیکن امام شافعیؒ کا قول حلت ذبیحہ کا بصورت ترک تسمیہ عمداً یہ اجماع اور ظاہری نصوص کے خلاف ہے۔ کیونکہ ان آیت مذکورہ میں تصریح موجود ہے کہ جس ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے، وہ نہ کھاؤ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت عدی بن حاتمؓ نے حضورؐ سے پوچھا تھا کہ حضورؐ میں اپنا کتا شکار پر چھوڑتا ہوں، لیکن پکڑتے وقت اس کے ساتھ دوسرا کتا شریک ہو جاتا ہے اور میں یہ نہیں جانتا کہ اس کو چھوڑتے وقت کسی نے بسم اللہ پڑھی تھی یا نہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شکار آپ کے لیے حلال نہیں۔

انما سمیت علی کلبک ولم تسم علی کلب غیرک

یعنی تو نے اپنے کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی تھی، لیکن دوسرے پر نہیں پڑھی تھی، لہٰذا شکار حلال نہیں ہے۔ یہاں ترک تسمیہ ہی کی وجہ سے شکار کو آپؐ نے حرام قرار دے دیا۔ لہٰذا اس مسئلہ میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے۔ جس ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام عمداً نہ لیا جائے، وہ حرام ہے۔

اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا

بھلا وہ شخص جو مردہ تھا

فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ

پھر ہم نے اسے زندہ کر دیا اور ہم نے اسے روشنی دی کہ اسے لوگوں میں لیے پھرتا ہے وہ اس کے برابر ہو سکتا ہے جو اندھیروں میں پڑا ہو

لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ

وہاں سے نکل نہیں سکتا اسی طرح کافروں کی نظر میں اُن کے کام آراستہ کر دیے گئے ہیں اور اسی طرح

جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا

ہر بستی میں ہم نے گنہ گاروں کے سردار بنا دیے ہیں تا کہ وہاں اپنے مکر و فریب کا جال پھیلائیں حالانکہ وہ اپنے فریب کے جال میں

بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى

آپ پھنستے ہیں مگر وہ سمجھتے نہیں ○ جب ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے تو کہتے ہیں ہم نہیں مانیں گے جب تک کہ

نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ

وہ چیز خود ہمیں نہ دی جائے جو اللہ کے رسول کو دی گئی ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنی پیغمبری کا کام کس سے لے وہ وقت قریب ہے

الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

جب یہ مجرم اپنی مکاریوں کی پاداش میں اللہ کے ہاں ذلت اور سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے ○

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ

سو جسے اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت دے تو اس کے سینہ کو اسلام کے قبول کرنے کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کے متعلق چاہتا ہے کہ

يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ

گمراہ کرے اس کے سینہ کو بیحد تنگ کر دیتا ہے گویا کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے اسی طرح

يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ

اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے ○ اور یہ تیرے رب کا سیدھا

مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ

راستہ ہے ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کیلئے آیتوں کو صاف صاف بیان کر دیا ہے ○ ان کے لئے

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا
اپنے رب کے ہاں سلامتی کا گھر ہے اور وہ ان کے اعمال کے سبب سے ان کا مددگار ہے ○ اور جس دن ان سب کو جمع کریگا
يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ
تو جنوں کی جماعت سے فرمائیگا تم نے آدمیوں میں سے بہت سے اپنے تابع کر لئے تھے اور آدمیوں میں سے جو جنوں کے دوست
رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ
تھے کہیں گے اے رب ہمارے ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کام نکالا اور ہم اپنی اس میعاد کو آپہنچے جو تو نے ہمارے واسطے مقرر کی تھی فرمائیگا
مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ
تم سب کا ٹھکانا آگ ہے اس میں ہمیشہ رہو گے اس سے صرف وہی بچیں گے جنہیں اللہ بچائیگا بیشک تیرا رب حکمت والا جاننے والا ہے ○
نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾
اور اسی طرح ہم گنہ گاروں کو ایک دوسرے کے ساتھ ان کے اعمال کے سبب ملا دیں گے ○

ع ۸

افاداتِ محمود:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ الخ

کفار اپنے کبر اور معاندانہ حیلہ جوئی کی وجہ سے انبیاء کی رسالت کا انکار کرتے تھے اور ساتھ ہی کہا کرتے تھے کہ جب تک فرشتے نازل ہو کر ہم کو بتلا نہ دیں یا خود اللہ تعالیٰ ہم سے نبی کی رسالت کے متعلق بات چیت نہ کرے تو ہم نہیں مانیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بتلایا کہ نبوت اور رسالت کا منصب ایک خدا داد منصب ہے جو کہ وہبی ہے کسبی نہیں ہے۔ ریاضت وغیرہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے کہ اس منصب کا اہل کون ہے اور بحمد اللہ اللہ تعالیٰ نے جس کو بھی اس عظیم الشان منصب کے لیے منتخب فرمایا انہوں نے پیغمبری اور رسالت کا حق ادا کیا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا علم کائنات کے ایک ایک ذرہ کو محیط ہے اس کو خوب معلوم ہے کہ نبوت و رسالت کا حق کون ادا کر سکتے ہیں اور کون اس منصب کے اہل نہیں ہیں، لہٰذا ان ہی کو منتخب فرمایا گیا ہے جو اس کے اہل تھے۔

قوم یونسؑ پر سے عذاب ہٹائے جانے کی حکمت اور مولانا مودودی کی اختراع:

جیسے سورہ یونس میں ہے کہ حضرت یونسؑ کی قوم کے سوا اور کوئی قوم ایسی نہیں ہے کہ آثار عذاب ظاہر ہونے کے بعد عذاب سے بچ گئی ہو۔ ان لوگوں نے چونکہ سچی توبہ کی۔ جانوروں اور بچوں کو لے کر میدان میں نکلے اور

خوب الحاح وزاری کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس عذاب کو رفع کر دیا۔ قرآن کریم نے دو جگہ اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ایک سورہ یونس اور دوسرا سورہ صافات پارہ نمبر ۲۳ میں۔ دونوں سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے رفع عذاب کی وجہ قوم یونسؑ کے ایمان کو قرار دیا ہے چنانچہ سورہ یونسؑ میں ہے:

لما امنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی ۝ (سورہ یونس)

جب وہ (قوم یونس) ایمان لے آئی تو ہم نے ان سے رسوا کن عذاب ہٹا دیا۔

فامنو فمتعنا هم الی حین۝

جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان کو فائدہ پہنچایا ایک وقت مقرر تک۔

یہ دونوں آیتیں صاف صاف بتا رہی ہیں کہ قوم یونس ایمان کی برکت سے عذاب سے محفوظ ہوگئی، لیکن مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ عذاب اس وجہ سے رفع ہوا کہ قوم نے غلطی نہیں کی تھی، بلکہ یونس علیہ السلام سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہی ہوگئی تھی (العیاذ باللہ)۔ آگے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "**وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا**" یعنی ہم اس وقت تک عذاب نہیں دیتے، جب تک رسول نہ بھیجیں اور حضرت یونسؑ سے چونکہ کوتاہی ہوگئی تھی تو ان کا آنا اور نہ آنا برابر تھا۔ لہٰذا عذاب اس وجہ سے ہٹایا گیا کہ قوم میں گویا کوئی مبعوث ہوا ہی نہیں تو ان کو سزا دینا مناسب نہ تھا۔ جب قرآن کریم نے رفع عذاب کی علت اس قوم کے ایمان کو قرار دیا ہے تو پھر یہ بات از خود اختراع کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ مودودی صاحب عصمت انبیاء کے قائل ہی نہیں انبیاء پر نقد و جرح کی یہ عمارت ہمیشہ اسی بنیاد پر اٹھائی جاتی ہے۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ
اے جنو اور انسانو! کی جماعت
اَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ
کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں میرے احکام سناتے تھے اور اس کی ملاقات سے تمہیں
يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
ڈراتے تھے کہیں گے ہم اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں اور انہیں دُنیا کی زندگی نے دھوکا دیا ہے
وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ
اور اپنے اوپر ہی گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے ○ یہ اس لئے ہوا کہ تیرا رب بستیوں کو
مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ
ظلم کرنے کے باوجود ہلاک نہیں کیا کرتا اس حال میں کہ وہ بے خبر ہوں ○ اور ہر ایک کے لیے ان کے اعمال کے لحاظ سے درجے ہیں
وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ
اور تیرا رب ان کے کاموں سے بے خبر نہیں ○ اور تیرا رب بے پرواہ رحمت والا ہے اگر وہ چاہے
يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ
تم سب کو اٹھالے اور تمہارے بعد جسے چاہے تمہاری جگہ آباد کردے جس طرح تمہیں ایک دوسری قوم کی نسل سے
اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ ؕ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا
پیدا کیا ہے ○ جس چیز کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے وہ ضرور آنے والی ہے اور تم عاجز نہیں کرسکتے ○ کہہ دو اے لوگو تم
عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ
اپنی جگہ پر کام کرتے رہو اور میں بھی کام کرتا ہوں عنقریب معلوم کرلو گے کہ آخرت کا گھر کس کے لیے ہوتا ہے بے شک
لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا
ظالم نجات نہیں پاتے ○ اور اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشیوں میں سے ایک حصہ اس کے لیے مقرر کرتے ہیں اور اپنے خیال کے
هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ
مطابق کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا حصہ ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے سو جو حصہ ان کے شریکوں کا ہے وہ اللہ کی طرف نہیں جاسکتا

وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿١٣٦﴾ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ

اور جو اللہ کا ہے وہ اُن کے شریکوں کی طرف جا سکتا ہے کیسا بُرا فیصلہ کرتے ہیں ○ اور اسی طرح بہت سے

لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ

مشرکوں کے خیال میں ان کے شریکوں نے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو خوشنما بنا دیا ہے تاکہ انہیں ہلاکت میں مبتلا کر دیں

دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٧﴾ وَقَالُوا هٰذِهٖ

اور ان پر ان کے دین کو مشتبہ بنا دیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسا نہ کرتے سو انہیں چھوڑ دو اور جو وہ افترا کرتے ہیں ○ اور کہتے ہیں یہ

أَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ إِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ

جانور اور کھیت محفوظ ہیں انہیں صرف وہی لوگ کھا سکتے ہیں جنہیں ہم چاہیں اور کچھ جانور ہیں جن پر سواری

ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيهِمْ

حرام کر دی گئی ہے اور کچھ جانور ہیں جن پر اللہ کا نام نہیں لیتے یہ سب اللہ پر افترا ہے عنقریب اللہ انہیں

بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٨﴾ وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا

اس افترا کی سزا دے گا ○ اور کہتے ہیں جو کچھ ان جانوروں کے پیٹ میں ہے یہ ہمارے مردوں کے لیے خاص ہے

وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِنْ يَكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَآءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ

اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور جو بچہ مردہ ہو تو دونوں اس کے کھانے میں برابر ہیں اللہ انہیں ان باتوں کی

وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهٗ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٣٩﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوٓا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا

سزا دیگا بیشک وہ حکمت والا جاننے والا ہے ○ تحقیق خسارے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو جہالت

بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۚ قَدْ ضَلُّوا وَمَا

اور نادانی کی بنا پر قتل کیا اور اللہ پر بہتان باندھ کر اس رزق کو حرام کر لیا جو اللہ نے انہیں دیا تھا بیشک وہ گمراہ ہوئے اور

كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٤٠﴾ ع

سیدھی راہ پر نہ آئے ○

افاداتِ محمود:

قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ الخ

(۱) قتل کا ایک طریقہ اولاد کو زندہ درگور کرنا ہے۔ (۲) ایک طریقہ مشرکین کا تھا کہ بچوں کو بت کے بھینٹ

چڑھا دیتے تھے۔شاید شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈال دیا ہو کہ حضرت ابراہیمؑ کا اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کی کوشش کرنا بتوں کے نام پر تھا، لہٰذا وہ لوگ اس فعل قبیح اور شنیع میں حضرت ابراہیمؑ کی پیروی سمجھتے تھے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ جناب عبدالمطلب نے زم زم کا کنواں کھودتے وقت یہ نذر مانی تھی کہ اگر میرے دس جوان بیٹے ہو گئے تو ایک کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کروں گا۔ اس کی پیروی کرتے ہوئے مشرکین مکہ بچوں کو بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہوں۔

وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً الخ

مشرکین نے ایک اختراع اور افتراء یہ کیا تھا کہ اگر سائبہ اور بحیرہ (وہ جانور جن سے نفع نہیں اٹھایا جاتا تھا) کو ذبح کر دیا جائے اور اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آئے جسے جنین کہا جاتا ہے تو صرف مرد کھا سکتے ہیں۔ عورتوں کے لیے اس کا کھانا جائز نہیں ہے اور اگر بچہ مردہ نکل آئے تو اس میں سب شریک ہیں۔ یعنی مرد و عورتیں سب ہی کھا سکتے ہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ انہوں نے ازخود اختراع کیا تھا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کو رد فرمایا:

ذبح جنین کا حکم:

ایک حدیث میں ہے کہ "ذکاة الجنین ذکات امه الخ" اس حدیث کی بنیاد پر امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی جانور کو ذبح کیا گیا اور پیٹ میں بچہ تھا تو وہ خود ہی ذبح تصور ہوگا۔ اس کی ماں کے ذبح کی وجہ سے وہ بھی مذبوح شمار ہوگا۔ امام اعظمؒ ابو حنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ حرمت کی علت دم نجس کا گوشت میں جذب ہو جانا ہے اور وہ یہاں موجود ہے، لہٰذا جنین بغیر ذبح حلال نہ ہوگا۔ کیونکہ بچے کی حیات الگ ہے اس کی رگوں میں جو خون ہوتا ہے وہ الگ اور مستقل ہوتا ہے اور غرہ جنین میں بھی اس کا حکم الگ ہے۔ اسی طرح اس کے ذبح کا بھی حکم الگ ہونا چاہیے۔ رہی حدیث سو اس کا مفہوم اور ترجمہ یہ ہے کہ "پیٹ میں پائے جانے والے بچے کے ذبح کا وہی طریقہ ہے جو اس کی ماں کا ہے" لہٰذا امام صاحبؒ کا مسلک حدیث کے مطابق اور یہ حدیث احناف کے مسلک کی دلیل ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ

اور اسی نے وہ باغ پیدا کیے ہیں جو چھتوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور جو نہیں چڑھائے جاتے

وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ

اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن کے پھل مختلف ہیں اور زیتون اور انار پیدا کیے جو ایک دوسرے سے مشابہ اور جدا جدا

مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ

بھی ہیں ان کے پھل کھاؤ جب وہ پھل لائیں اور جس دن اسے کاٹو اس کا حق ادا کرو اور بے جا خرچ نہ کرو

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝۱۴۱ۙ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ كُلُوْا مِمَّا

بے شک وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۝ اور بوجھ اٹھانے والے مویشی پیدا کیے اور زمین سے لگے ہوئے اور اللہ کے

رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۴۲ۙ ثَمٰنِيَةَ

رزق میں سے کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو وہ تمہارا صریح دشمن ہے ۝ آٹھ قسمیں

اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ

پیدا کیں بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو تو پوچھ کہ دونوں نر اللہ نے حرام

اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ نَبِّـُٔـوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ

کیے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ بچہ جو دونوں کے رحم میں ہے مجھے اس کی سند بتلاؤ اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۴۳ۙ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ

سچے ہو ۝ اور اونٹ اور گائے سے دو دو قسمیں پیدا کیں تو پوچھ

ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ

دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ بچہ جو دونوں مادہ کے رحم میں ہے

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ

کیا تم موجود تھے جس وقت اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا تھا پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر

كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۴۴ۧ ع

جھوٹا بہتان باندھے تاکہ لوگوں کو بلا تحقیق گمراہ کرے بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ۝

افاداتِ محمود:

مَّعْرُوْشٰتٍ الخ

بعض درخت بیل دار ہوتے ہیں۔ ان میں بعض بیلیں تو زمین پر پھیل جاتی ہیں۔ جیسے تربوز وغیرہ اور بعض بیلیں درختوں پر پھیل جاتی ہیں جیسے انگور وغیرہ۔

مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ الخ

یعنی آٹھ قسم کے یہ جانور حلال ہیں (۱) بھیڑ، دنبے میں سے نر، مادہ (۲) بکریوں میں سے نر، مادہ (۳) اونٹوں میں سے نر مادہ (۴) گائے بیل میں سے نر مادہ لیکن تم لوگ کبھی نر کو' کبھی مادہ کو اور کبھی مادہ کے پیٹ میں موجود بچے کو حرام گردانتے ہو۔ پھر بعض کو عورتوں پر اور بعض کو مردوں پر اور بعض کو دونوں قسم کے انسانوں پر حرام سمجھتے ہو۔ یہ سراسر غلط ہے کیونکہ کسی چیز کا حلال یا حرام ہونا حکم خداوندی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا حرمت کا یہ حکم اور فیصلہ اگر تم اپنی طرف سے کرتے ہو تو یہ مداخلت فی الدین ہے جو کہ جائز نہیں ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی حرمت وغیرہ کی نسبت کرتے ہو تو یہ افتراء علی اللہ ہے جو اس سے بھی زیادہ بڑا جرم ہے۔

الضَّاْنِ عام ہے اس سے مراد بھیڑ اور دُنبے میں یعنی چکی والے یا بغیر چکی والے دونوں مراد ہیں۔ علامہ عبدالحیؒ لکھنویؒ باوجودیکہ بڑے عالم ہیں لیکن کچھ ظاہر بین ہیں۔ مجموعۃ الفتاویٰ میں جہاں قربانی کے مسائل لکھے ہیں وہاں الضَّاْنِ کی تعریف یہ کی ہے۔ مالہ الیۃ یعنی الضَّاْنِ سے چکی والا بھیڑ مراد ہے اور علامہ شامیؒ نے بھی فتاویٰ شامی ج ۶ ص ۳۲۱ پر یہی تعریف کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ (قولہ من الضأن) وھو مالہ الیۃ یعنی ضان سے چکی والا دنبہ مراد ہے لیکن الضَّاْنِ کی یہ تعریف درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ جامع للافراد نہیں ہے۔ علامہ شامیؒ نے تو شاید اس وجہ سے یہ تعریف کی ہو کہ شام میں بغیر چکی والے دُنبے نہیں ہوتے۔ اگر وہ ہندوستان، پاکستان اور افغانستان تشریف لے آتے اور بغیر چکی والے دُنبوں کے ریوڑ دیکھ لیتے تو پھر کبھی یہ تعریف نہ کرتے۔ اسی طرح مولانا عبدالحیؒ لکھنویؒ نے بھی بعض فقہاء کی تقلید میں یہ تعریف کر دی لیکن یہ تعریف تام نہیں ہے۔ کیونکہ جن جانوروں کی قربانی جائز ہے وہ پانچ ہیں۔ (۱) اونٹ (۲) گائے، بیل (۳) بھینس (۴) بکرا، بکری (۵) بھیڑ، دُنبے۔

اب اگر ''الضَّاْنِ'' کی تعریف ''مالہ الیۃ من جنس الغنم'' سے کی جائے جیسا کہ علامہ شامیؒ اور علامہ عبدالحیؒ نے فرمائی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ چکی والے دُنبے کی قربانی جائز ہے اور جو بغیر چکی دُنبے ہیں ان کی قربانی جائز نہ ہو۔ حالانکہ اس پر جمہور سلف وخلف کا اتفاق ہے کہ قربانی بھیڑ، دُنبے کی جائز ہے جو چکی والا ہے اُس کی بھی جائز ہے اور جو بغیر چکی کے ہیں اُن کی بھی جائز ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ''الضَّاْنِ'' کی مندرجہ بالا تعریف میں چوک ہوئی۔ ''الضَّاْنِ'' کی اصل تعریف یہ ہے مالہ صوف من جنس الغنم یعنی اُون والے وہ جانور جو بکریوں کی جنس ہیں' خواہ چکی والے ہوں اور یا نہ ہوں اور اُون والا ہونا یہ تعریف مشترک ہے اور جامع ہے بھیڑ، دُنبوں کی دونوں

قسموں کو شامل ہے۔ چنانچہ علامہ دمیری حیوۃ الحیوان ج ا میں لکھتے ہیں۔ الضَّأْنِ ''ذوات الصوف من الغنم' یعنی '' الضَّأْنِ '' بھیڑ، دُنبے کو کہا جاتا ہے جو اُون والے ہوتے ہیں اور آگے بکریوں کے متعلق لکھتے ہیں المعز نوع من الغنم خلاف الضاٴن وھی ذوات الشعور والاذناب القصور یعنی الضَّأْنِ کے برخلاف معز بکروں اور بکریوں کو کہا جاتا ہے جو بال والے اور چھوٹی چھوٹی دُموں والے ہوتے ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ الضَّأْنِ کی تعریف عام رکھی جائے تا کہ دونوں قسموں کو شامل ہو اور کوئی قسم باہر نہ رہ جائے۔

ولا تقتلوا اولاد کم من خشیة املاق الخ ٥

خاندانی منصوبہ بندی کی شرعی حیثیت:

(ا) ایک تو بچوں کو پیدا ہونے کے بعد قتل کرنا ہے جو کہ صراحۃً حرام ہے۔

(۲) ایک بچوں کو پیدا ہونے سے روکنا ہے، یہ بھی شرعاً ممنوع ہے۔ حدیث میں ہے بعض صحابہؓ نے حضورؐ سے خصی ہونے کی اجازت مانگی تو آپؐ کی طرف سے ان کو اجازت نہ ملی۔ (۳) بعض لوگ عزل سے استدلال کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض صحابہ کرام عزل کرتے تھے اور یہ سبب ہے اولاد پیدا نہ کرنے کا، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ عزل اور خاندانی منصوبہ بندی میں بڑا فرق ہے۔ کیونکہ عزل سے وقتی طور پر نطفہ کو استقرار سے بچایا جاتا ہے، مگر آپریشن میں تو بالکل استعداد ختم ہو جاتی ہے کیونکہ بعض لوگ بچہ دانی ہی نکلوا دیتے ہیں تو یہ بالکل اختصاء (خصی کرنے) کی طرح ہے اور اختصاء کی اجازت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دی ہے اور عزل پر اگر میاں بیوی دونوں راضی ہوں تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔

(۴) بعض لوگ بیمار اور کمزور عورت کی مثال دیتے ہیں کہ عورت کمزور یا بیمار ہوتی ہے تو ان کے لیے تو یہ چھوٹ ہونی چاہیے؟ لیکن ان دونوں صورتوں میں بڑا فرق ہے۔ دونوں کو خلط ملط کرنا یا ایک صورت کو دوسری پر قیاس کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے۔ کیونکہ عوت کا اس حد تک کمزور ہونا اور بیمار ہونا کہ بچوں کے پیدا کرنے اور پرورش کی صلاحیت ہی نہ ہو تو یہ ایک عذر شرعی ہے جو کہ واضح اور اجلی ہے۔ اس صورت میں بچے پیدا نہ کرنے اور برتھ کنٹرول میں شرعاً کوئی ممانعت اور گناہ نہیں ہے، لیکن اس نیت سے بچوں کی تعداد کا کم کرنا کہ یہ کہاں سے کھائیں گے اور اس کو اجتماعی حیثیت دے کر جگہ جگہ خاندانی منصوبہ بندی کے بورڈ آویزاں کرنا یقیناً گناہ ہے۔

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً

کہہ دو کہ میں اس وحی میں جو مجھے پہنچی ہے کسی چیز کو کھانے والے پر حرام نہیں پاتا جو اسے کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو

اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ

یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کہ وہ ناپاک ہے یا وہ ناجائز ذبیحہ جس پر اللہ کے سوا کسی

بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَعَلَى

اور کا نام پکارا جائے پھر جو شخص بھوک سے بے اختیار ہو جائے ایسے حال میں کہ نہ بغاوت کرنیوالا اور نہ حد سے گزرنے والا ہو تو تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے ○

الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ

یہود پر ہم نے ہر ایک ناخن والا جانور حرام کیا تھا اور گائے اور بکری میں سے ان دونوں کی چربی

شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ ذٰلِكَ

حرام کی تھی مگر جو پشت پر یا انتڑیوں پر لگی ہو یا جو ہڈی سے ملی ہوئی ہو ہم نے

جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ڮ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ

ان کی شرارت کے باعث انہیں سزا دی تھی اور بیشک ہم سچے ہیں ○ پھر اگر تجھے جھٹلائیں تو کہہ دو تمہارا رب بہت وسیع

وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا

رحمت والا ہے اور گنہگار لوگوں سے اس کا عذاب نہیں ٹلے گا ○ اب مشرک کہیں گے کہ

لَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَاۗؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ

اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا شرک کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کرتے اسی طرح ان

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ۭ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ

لوگوں نے جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ہمارا عذاب چکھا کہہ دو تمہارے ہاں کوئی

عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ۭ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾

ثبوت ہے تو اسے ہمارے سامنے لاؤ تم فقط خیالی باتوں پر چلتے ہو اور صرف تخمینہ ہی کرتے ہو ○

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَاۗءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ قُلْ هَلُمَّ

کہہ دو پس اللہ کا الزام پورا ہو چکا پس اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کر دیتا ○ ان سے کہہ دو اپنے

شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا

گواہ لاؤ جو اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ نے ان چیزوں کو حرام کیا ہے پھر اگر وہ ایسی گواہی دیں تو تو

تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

ان کا اعتبار نہ کر اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے اور جو آخرت پر

ع بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝۱۵۰ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ

یقین نہیں رکھتے اور وہ اوروں کو اپنے برابر کرتے ہیں ۝ کہہ دو آ ؤ میں تمہیں سنادوں جو تمہارے رب نے

عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ

تم پر حرام کیا ہے یہ کہ اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور تنگدستی کے سبب اپنی اولاد کو

مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ

قتل نہ کرو ہم تمہیں اور انہیں رزق دیں گے اور بے حیائی کے ظاہر

مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ

اور پوشیدہ کاموں کے قریب نہ جاؤ اور ناحق کسی جان کو قتل نہ کرو جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے تمہیں یہ

وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۱۵۱ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ

حکم دیتا ہے تا کہ تم سمجھ جاؤ ۝ اور سوائے کسی بہتر طریقہ کے یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ

اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا

یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور ماپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو ہم

نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ

کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب بات کہو تو انصاف سے کہو اگرچہ رشتہ دار ہی ہو

وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۱۵۲ وَاَنَّ هٰذَا

اور اللہ کا عہد پورا کرو تمہیں یہ حکم دیا ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو اور بے شک یہی

صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ

میرا سیدھا راستہ ہے سو اسی کا اتباع کرو اور دوسرے راستہ پر مت چلو وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دینگے

ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا

تمہیں اسی کا حکم دیا ہے تا کہ تم پرہیز گار ہو جاؤ ○ پھر ہم نے نیکوں پر نعمت پوری کرنے کے لیے موسیٰ کو

عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ

کتاب دی جس میں ہر چیز کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت تھی تا کہ وہ لوگ

بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا ع

اپنے رب کی ملاقات پر ایمان لائیں ○ یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری ہے سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ

تا کہ تم پر رحم کیا جائے ○ تا کہ تم یہ نہ کہو کہ ہم سے پہلے دو فرقوں پر کتاب نازل

قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

ہوئی تھی اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے ○ یا یہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی جاتی

الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى

تو ہم ان سے بہتر راہ پر چلتے سو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح کتاب اور ہدایت

وَّرَحْمَةٌ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِي

اور رحمت آچکی ہے اب اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے اور ان سے منہ موڑے جو لوگ

الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

ہماری آیتوں سے منہ موڑتے ہیں ہم انہیں ان کے منہ موڑنے کے باعث برے عذاب کی سزا دیں گے ○

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ

یہ لوگ اس کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آویں یا تیرا رب آئے یا تیرے رب کی

اٰيٰتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ

کوئی نشانی آئے جس دن تیرے رب کی کوئی نشانی آئے گی تو کسی ایسے شخص کا ایمان کام نہ آئے گا جو پہلے ایمان نہ

اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

لایا ہو یا اس نے ایمان لانے کے بعد کوئی نیک کام نہ کیا ہو کہہ دو انتظار کرو ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں ○

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ

جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کئی جماعتیں بن گئے تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں ان کا کام

إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿١٥٩﴾ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ

اللہ ہی کے حوالہ ہے پھر وہی انہیں بتلائے گا جو کچھ وہ کرتے تھے ○ جو کوئی ایک نیکی کرے گا اس کے لئے

عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦٠﴾

دس گنا اجر ہے اور جو بدی کرے گا سوا سے اسی کے برابر سزا دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا ○

قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ

کہہ دو میرے رب نے مجھے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے ایک صحیح دین ابراہیم کی ملت جو

حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٦١﴾ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ

ایک ہی طرف کا تھا اور مشرکوں میں سے نہیں تھا ○ کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا

وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ

اور میرا مرنا اللہ ہی کیلئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے ○ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے

الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ

فرمانبردار ہوں ○ کہہ دو کیا اب میں اللہ کے سوا اور کوئی رب تلاش کروں حالانکہ وہی ہر چیز کا رب ہے اور جو شخص کوئی

كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم

گناہ کرے گا تو وہ اسی کے ذمہ ہے اور ایک شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تمہارے رب کے ہاں ہی

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿١٦٤﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ

سب کو لوٹ کر جانا ہے سو جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے وہ تمہیں بتلا دے گا ○ اس نے تمہیں

خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي

زمین میں نایب بنایا ہے اور بعض کے بعض پر درجے بلند کر دیئے ہیں تا کہ تمہیں اپنے دیئے ہوئے

مَا آتَاكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٦٥﴾ ع

حکموں میں آزمائے بے شک تیرا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور بیشک البتہ وہ بخشنے والا مہربان ہے ○

رکوعاتہا ۲۴ (۷) سُوۡرَةُ الۡاَعۡرَافِ مَكِّيَّةٌ (۳۹) آیاتہا ۲۰۶

سورۂ اعراف مکی ہے اور اس میں دو سو چھ آیتیں اور ۲۴ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓصٓ ﴿۱﴾ كِتٰبٌ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ فَلَا يَكُنۡ فِىۡ صَدۡرِكَ حَرَجٌ مِّنۡهُ لِتُنۡذِرَ بِهٖ

یہ کتاب تیری طرف بھیجی گئی ہے تاکہ تو اس کے ذریعہ سے ڈرائے اور اس سے تیرے دل میں تنگی نہ ہونی چاہیے

وَذِكۡرٰى لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲﴾ اِتَّبِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَلَا تَتَّبِعُوۡا

اور یہ ایمان والوں کے لیے نصیحت ہے ○ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اتری ہے اس کا اتباع کرو اور اللہ کو چھوڑ کر

مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۳﴾ وَكَمۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا

دوسرے دوستوں کی تابعداری نہ کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو ○ اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کردی ہیں

فَجَآءَهَا بَاۡسُنَا بَيَاتًا اَوۡ هُمۡ قَآئِلُوۡنَ ﴿۴﴾ فَمَا كَانَ دَعۡوٰٮهُمۡ اِذۡ جَآءَهُمۡ

جن پر ہمارا عذاب رات کو آیا یا ایسی حالت میں کہ دوپہر کو سونے والے تھے ○ جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا پھر ان کی

بَاۡسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ﴿۵﴾ فَلَنَسۡـئَلَنَّ الَّذِيۡنَ اُرۡسِلَ اِلَيۡهِمۡ

یہی پکار تھی کہتے تھے بے شک ہم ہی ظالم تھے ○ پھر ہم ان لوگوں سے ضرور سوال کرینگے جنکے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے

وَلَنَسۡـئَلَنَّ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۶﴾ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيۡهِمۡ بِعِلۡمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيۡنَ ﴿۷﴾

اور ان پیغمبروں سے ضرور پوچھیں گے ○ پھر اپنے علم کی بناء پر ان کے سامنے بیان کردیں گے اور ہم کہیں غیر حاضر نہ تھے ○

وَالۡوَزۡنُ يَوۡمَئِذِ ۨالۡحَـقُّ ۚ فَمَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۸﴾

اور واقعی اس دن وزن بھی ہوگا پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے ○

وَمَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ بِمَا كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا

اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا اس لیے کہ ہماری آیتوں کا

يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدۡ مَكَّنّٰكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ وَجَعَلۡنَا لَـكُمۡ فِيۡهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيۡلًا

انکار کرتے تھے ○ اور ہم نے تمہیں زمین میں جگہ دی اور اس میں تمہاری زندگی کا سامان بنادیا تم بہت کم

مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿١٠﴾ ع
شکر کرتے ہو ○

ع ۸

افاداتِ محمود:

یہ سورت مکی ہے، البتہ آٹھ آیتیں، آیت نمبر ۱۶۳ سے ۱۷۰ تک، مدنی ہیں۔ اس سورت میں ۲۰۶ آیات اور ۲۴ رکوع ہیں۔ نسائی میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی یہ روایت موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں سورہ اعراف پڑھی تھی اور اس کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا تھا۔ آدھی ایک رکعت میں پڑھی تھی اور آدھی دوسری رکعت میں

الٓمّٓصٓ ﴿١﴾ یہ حروف مقطعات میں سے ہیں۔ اس کی تفصیل سوہ بقرہ کے شروع میں گزر چکی ہے، وہی پیش نظر رہنی چاہیے۔

فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ الخ

''حرج'' کی تاویل:

(۱) حرج کی ایک تفسیر تو حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ''حرج'' سے مراد شک ہے، یعنی کتاب اللہ کے متعلق آپ کے سینہ میں کسی قسم کا شک اور ریب نہیں ہونا چاہیے۔ اس صورت میں یہ تقریباً ''فلا تکونن من الممترین'' کے معنی میں ہوگا۔

(۲) ''حَرَجٌ'' کی دوسری تفسیر مفسرین کرام سے یہ منقول ہے کہ یہاں حرج تنگی کے معنی میں ہے یعنی ایک تو اس کے پہنچانے میں آپؐ دقت اور تنگی محسوس نہ کریں اور دوسرا معاندین کے بیہودہ سوالات، لغویات اور ایذا رسانیوں اور طعن وتشنیع کی وجہ سے آپ تنگ دل نہ ہوں۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ﴿٦﴾ (سورۂ کہف ۶)

پس شاید آپ ہلاک کر ڈالیں گے اپنی جان کو ان کے پیچھے اگر وہ ایمان نہ لائیں اس کلام (قرآن) پر، افسوس کے مارے۔

معاندین کی بیہودہ باتیں اور اعتراضات ایسے تھے جو یقیناً جان لیوا ثابت ہو سکتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو صبر اور ہمت کا پہاڑ بنا دیا۔ چنانچہ مشرکین اور کفار کہا کرتے تھے:

(۱) وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۙ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ﴿٧﴾ (سورۂ فرقان ۷)

(۲) وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ الخ ○ (سورۂ الرعد ۲۷)

اور وہ کہتے ہیں کہ کیا ہوا اس رسول کو کہ کھاتا ہے کھانا اور چلتا ہے بازاروں میں۔ کیوں نہ اتارا گیا اس کی طرف کوئی فرشتہ کہ وہ ہوتا اس کے ہمراہ ڈرانے والا۔

(ترجمہ آیت ۲) اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں کہ کیوں نہیں اتاری گئی آپ پر کوئی نشانی آپ کے رب کی طرف سے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ ان کے معاندانہ سوالات کی وجہ سے آپ تنگ دل اور بددل نہ ہوں اور اپنے فرائض حسب سابق بطریقۂ احسن ادا کرتے رہیے۔ یہ تفسیر پہلی تفسیر کی بنسبت زیادہ قرین صحت ہے۔ یہ طبعی اور فطری بات ہے کہ جب انسان ایک کام خوب محنت اور لگن سے کرتا ہے، مگر اسے ٹھکرا دیا جاتا ہے۔ اس وقت انسان دل میں ایک تنگی اور ضیق نفس محسوس کرتا ہے کہ اُس کی بات بے اثر کیوں رہی؟ لہٰذا یہ تفسیر اقرب الی الفھم ہے۔ شک کے ساتھ ''حرج'' کی جو تفسیر کی گئی ہے اس میں تھوڑا سا بعد محسوس ہوتا ہے کہ نزول قرآن اور کلام اللہ ہونے میں شک کیوں کر ہوسکتا ہے؟

فَجَآءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ۝ الخ

اصول فقہ کی کتابوں میں نحو کے اس اصول کی تصریح موجود ہے کہ ''فا'' تعقیب مع الوصل کے لیے آتی ہے یعنی اگر یوں کہا جائے جاء زید فعمرو تو مطلب یہ ہوگا کہ پہلے زید اور اس کے متصل بعد یعنی بغیر کسی تاخیر کے، عمرو آیا۔ اس آیت میں پہلے بستیوں کی ہلاکت کا ذکر ہے اور بعد میں فا کے ساتھ عذاب آنے کا ذکر ہے یعنی بستیاں پہلے ہلاک کی گئیں اور بعد میں عذاب دیا گیا، حالانکہ عذاب جب آتا ہے تو ہلاکت اس کے نتیجہ میں رونما ہوتی ہے؟

جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ''فا'' سے قبل معطوف علیہ میں اجمال ہوتا ہے اور اس کی تفصیل ''فا'' کے بعد معطوف میں ہوتی ہے اور تفصیل ہمیشہ رتبہ کے اعتبار سے اجمال کے بعد آتی ہے۔ ایسی صورت میں تعقیب زمانی نہیں ہوتی، بلکہ رتبی ہوتی ہے۔ جیسے آپ کہیں توضأ زید فغسل وجھه و یدیه الخ یعنی جب زید نے وضو شروع کیا تو اپنا چہرہ دھویا اور ہاتھ دھوئے تو توضاء میں اجمال ہے اور ''فغسل و جھه و یدیه'' میں اس کی تفصیل ہے۔ بعینہٖ اسی طرح ''اَهْلَكْنٰهَا'' میں ہے اجمال اور فجائھا سے اس کی تفصیل کا آغاز ہوا ہے۔ اس میں تعقیب رتبی ہے، زمانی نہیں ہے۔ ''اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ۝'' یہ قیلولہ سے ہے یعنی خواب نیم روز، دوپہر کا آرام ''قیل'' یہ ہفت اقسام میں سے اجوف یائی ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

ما كنا نقيل ولا نتغدّی الا بعد الجمعة۝ (بخاری)

حضرت سہل ابن سعدؓ کہتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن دوپہر کا کھانا اور دوپہر کا آرام نماز جمعہ کے بعد ہی کرتے تھے۔

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ الخ

امت سے نبی کے متعلق بھی پوچھا جائے گا۔ جیسا کہ ایک جگہ ارشاد ہے:

ماذا اجبتم المرسلین O

لوگو تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا (یعنی تمہارا جواب نفی میں تھا یا اثبات میں) اور پیغمبروں سے پوچھا جائے گا "ماذا اجبتم" (اے پیغمبروں کے گروہ!) تمہیں لوگوں نے کیا جواب دیا تھا؟ یعنی آپ لوگوں کی دعوت کے بعد لوگوں نے آپ حضرات کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا۔ کیا وہ توحید و رسالت کے قائل ہو گئے تھے یا نہیں؟ "وَّمَا كُنَّا غَآىِٕبِيْنَ" جب اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے تو پھر فرشتوں کے لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ فرشتوں کا لکھنا دراصل ہم لوگوں پر اتمام حجت کے لیے ہے۔ کیونکہ انسان عموماً ظاہری اسباب و علامات کو دیکھتا ہے۔ ورنہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کو فرشتوں کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا نظام کائنات فرشتوں کے کرنے یا نہ کرنے پر موقوف ہے۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَىِٕذِ الْحَقُّ الخ

وزن اعمال کی حقیقت اور معتزلہ:

قیامت کے روز اعمال کا وزن کرنا حق ہے۔ یہ ان بدیہیات ایمان و اسلام میں سے ہے جن پر ایمان رکھنا لازم ہے کیونکہ منطوق (بولے گئے) کلام سے صراحتہً یہی معلوم ہو رہا ہے۔ نیز اس عنوان اور موضوع کے لیے قرآن کریم میں متعدد آیات موجود ہیں جو قرآن کریم پر طائرانہ نظر رکھنے والوں سے بھی پوشیدہ نہیں ہیں۔ قدیم فرقوں میں سے معتزلہ نے وزن اعمال کا انکار محض عقل کے بل بوتے پر کیا ہے کہ اعمال اعراض ہیں اور وزن مختص بالا جسام ہے۔ ایسی صورت میں اعمال کا وزن ممکن نہیں ہے۔ اب سوچیے کہ محض عقل کے بل بوتے پر صریح نصوص کا انکار کرنا، اس سے بڑی بے عقلی اور حماقت اور کیا ہوگی۔ معتزلہ کی دلیل یہ ہے کہ صلوٰۃ عرض ہے، صوم عرض ہے، زکواۃ اور حج وغیرہ تمام اعمال اعراض ہیں۔ یہ اعمال وزن کے قابل نہیں ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ یہ اعمال وزن کیے جائیں گے تو کیسے کیے جائیں گے؟

اہل سنت والجماعت کی طرف سے اس سوال اور استدلال کے متعدد جوابات ہیں (۱) قرآن کریم میں متعدد آیات ہیں۔ ایک تو آیت مندرجہ بالا ہے۔ (۲) دوسری آیت و نضع الموازین القسط الخ یعنی اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ ہم قیامت کے دن عدل و انصاف والے ترازو رکھیں گے۔ اسی طرح ارشاد ہے:

واقیموا الوزن بالقسط الخ

یعنی وزن انصاف اور عدل کے ساتھ قائم رکھو۔

قسط کی تحقیق:

لفظ ''قسط'' ثلاثی مجرد کا مصدر ہے اور اضداد کے باب میں سے ہے یہی مصدر جب ثلاثی مزید فیہ کے ابواب میں استعمال ہوتا تو یہ لفظ اضداد کے باب سے نکل جاتا ہے۔ جب یہ لفظ ثلاثی مجرد کے مصدر کے طور پر استعمال ہوتو یہ جور اور ظلم کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور عدل کے مفہوم میں بھی۔ چنانچہ امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں:

''والقسط ھو ان یاخذ قسط غیرہ و ذالک جور''

یعنی قسط کا معنی یہ ہے کہ کسی اور کے حصہ کو دبا لینا اور یہ صریح ظلم ہے اور ''قسط الرجل'' ای جار، یعنی قسط الرجل کا معنی ہے کہ فلاں آدمی نے ظلم کیا۔ چنانچہ سورہ جن پ ۲۹ میں ارشاد ہے:

''وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾''

اور جو ظالم ہیں وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے اور ثلاثی مزید فیہ ہو کر ''اِقْسَاط'' اور ''اَقْسَطُ'' انصاف اور عدل کے معنی میں ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

''واقسطو ان اللہ یحب المقسطین''

یعنی انصاف کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ لہٰذا جیسے ''قرءٌ'' اضداد میں سے ہے اور مشترک ہے، بین الحیض و الطھر الخ ویسے ہی قسط بھی۔

یعنی قرءٌ سے مراد حیض بھی ہوسکتا ہے اور طہر بھی۔ کلام کے سیاق وسباق کی مناسبت سے دونوں معنوں میں سے کوئی ایک معنی مراد لیا جائے گا۔ قسط ثلاثی مجرد ہو ظلم اور جور کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور عدل کے معنی میں بھی لیکن ثلاثی مزید فیہ باب افعال میں عدل کے معنی میں آتا ہے، کیونکہ باب افعال کا ھمزہ سلب ماخذ کے لیے بھی آتا ہے، لہٰذا اقساط کا معنی سلب جور ہے یعنی جور اور ظلم کا نہ ہونا اور یہ عین عدل ہے۔ جیسا کہ باب تفعیل میں بھی ہوتا ہے کہا جاتا ہے:

اجلدت البعیر و جلدتہٗ میں نے اونٹ کی کھال کھینچ لی یعنی اُتار لی۔ یہاں دونوں بابوں میں سلب ماخذ ہے اور قسطاس بھی قسط سے ہے۔ قسطاس ترازو کو بھی کہا جاتا ہے اور عدل وانصاف کو بھی جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

''وزنوا بالقسطاس المستقیم''

اور تولا کرو ترازو سیدھی سے۔

(۲) اسی طرح کفار کے متعلق ارشاد خداوندی ہے:

فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا (سورہ کہف)

سو نہیں قائم کریں گے ہم ان کے لیے قیامت کے دن وزن۔ یہ آیت بھی صراحۃً وزن اعمال پر دلالت کرتی ہے۔(۳) حدیث میں ہے الحمد لله نصف الميزان و سبحان الله، يملاء الميزان ،یعنی الحمدللہ آدھی ترازو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ ترازو کو بھر دیتا ہے اور اس ترازو سے مراد جمہور امت کے ہاں وہ ترازو ہے جو قیامت کے روز وزن اعمال کے لیے رکھی جائے گی۔(۴) اسی طرح صحیح البخاریؒ کی آخری حدیث ہے:

كلمتان حبيبتان الى الرحمن خفيفتان على اللسان ثقليتان في الميزان سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم o

دو کلمے ایسے ہیں جو کہ رحمان کو محبوب ہیں زبان پر ہلکے ہیں اور ترازو میں وزنی ہیں۔(وہ ہیں)

(۱) سبحان الله وبحمده (۲) سبحان الله العظيم.

امام بخاری نے اس حدیث کو جس باب کے تحت نقل کیا ہے اس کا عنوان ہے:

"ان اعمال بنی آدم یوزن"

یعنی بنی آدم کے اعمال وزن ہوں گے اور بطور دلیل یہ حدیث پیش فرمائی ہے۔

معتزلہ کے دلائل کے مفصل جوابات:

پہلی بات تو یہ ہے کہ جب دلیل عقلی اور وحی میں تعارض ہو تو ایک مسلمان کے شایان شان یہی ہے کہ وحی اور نقل کو ہر بات پر ترجیح دے اور عقل کی بات کو چھوڑ دے۔ دوسرے عقل بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ جس بات کی موجد انسانی عقل ہو اس میں خطاء کا امکان قوی ہے۔ وحی اس اللہ کی طرف سے ہے اور اُس کا علم کائنات کے ذرے ذرے کو محیط ہے، لہٰذا اس میں غلطی کا امکان نہیں ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں جب آسمانوں پر تشریف لے گئے اور واپس آ گئے۔ لوگوں میں چرچا ہوا تو ابو جہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر میں لوگوں کو جمع کروں تو کیا آپ لوگوں کے سامنے کہہ دیں گے کہ آپ اس جسد عنصری کے ساتھ آسمانوں پر گئے تھے اور پھر اتنی قلیل مدت میں واپس بھی آ گئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میں کہوں گا۔ ابو جہل سمجھ رہا تھا کہ یہ بات نہ تو کسی کی عقل میں آئے گی اور نہ کوئی اسے تسلیم کرے گا، لہٰذا یہ لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف کرنے کا ایک انوکھا اور نادر موقع ہے۔ جب وہ ادھر ادھر لوگوں کے پاس جانے لگا تو راستہ میں سیدنا صدیق اکبرؓ سے اُس کی ملاقات ہو گئی۔ ابو جہل نے حضرت صدیق اکبرؓ سے کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اس جسم عنصری کے ساتھ آسمانوں پر گیا ہوں اور واپس آ گیا ہوں تو کیا یہ عقلاً ممکن ہے؟ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا بالکل نہیں۔ ابو جہل نے کہا کہ وہ تمہارا پیارا اور محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)، جس کی وجہ سے تم نے عزیز و اقارب سمیت پوری قوم کو چھوڑ دیا ہے، یہی کہہ رہے ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے سن کر فوراً فرمایا کہ اگر وہ کہتے ہیں تو پھر سچ ہی کہتے ہیں۔

آمنا به و صدقنا

انہوں نے دلیل عقلی چھوڑ کر وحی الٰہی اور نقل کو تسلیم کر لیا۔ ابو جہل عقلی گھوڑے دوڑاتا رہا۔ وہ وحی الٰہی کو چھوڑتا اور عقل محض کے پیچھے چلتا رہا۔ اب اگر کوئی ابو جہل کا متبع ہے وہ وحی الٰہی کو چھوڑ کر عقل محض کی پیروی کرتا ہے اور جو کوئی وحی اور نقل کا پیرو ہے، وہ صدیق اکبرؓ کا پیروکار ہے۔

(۳) حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے:

"ان الله يقلب الاعراض اجساماً فيزنها"

یعنی اللہ تعالیٰ تمام اعمال کو جو کہ اعراض ہیں اجسام بنا دیں گے، پھر تولیں گے اور وزن کریں گے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ خوبصورت شکلوں میں قبر میں مردے کے پاس حاضر ہوں گے۔ وہ ہر اعتبار سے اس کی دل جوئی کریں گے۔ اسی طرح قیامت کے روز وزن اعمال سے متعلق ترمذی شریف کی ایک حدیث ہے کہ ایک شخص کے بہت سارے اعمال بد ہوں گے۔ برے اعمال کے تمام رجسٹر ترازو کے ایک پلڑے میں اور کلمہ جو اس نے پڑھا ہوگا وہ ایک کاغذ پر لکھا ہوا ہوگا۔ وہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ نیک اعمال والا پلڑا جھک جائے گا۔ حدیث میں سجلات، کا لفظ مذکور ہے اس سے معلوم یہ ہوا کہ براہ راست اعمال نہ تولے جائیں گے، بلکہ جس رجسٹر میں اعمال خیر اور اعمال شر درج ہوں گے وہ رجسٹر تولے جائیں گے، لہٰذا اس پر اعراض والا اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا۔

دورِ حاضر میں ان جوابات کی ضرورت ہی نہیں رہی کیونکہ اخبارات میں آپ پڑھتے رہتے ہیں کہ آج درجہ حرارت اتنے گریڈ تھا اور درجہ برودت اتنا تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر مریضوں کو چیک کر کے تھرمامیٹر کے ذریعہ بخار کے درجہ حرارت کو معلوم کرتے ہیں کہ طبعی حرارت ۹۸.۴ ہونی چاہیے جب اس سے زیادہ ہو تو بخار چڑھ جاتا ہے۔ جب انسانوں کے پاس اعراض تولنے کے لیے اتنے آلات ہیں تو کیا خدا کے پاس اعراض کے تولنے کے لیے کوئی ترازو نہیں ہے؟ اب تو یہ بڑی حماقت کی بات لگتی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اعمال کا وزن کرنے پر قدرت رکھتے ہیں اور یہی جمہور امت کا مذہب ہے۔ یہی درست اور حق ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا

اور ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو

لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ

سجدہ کرو پھر سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا ○ فرمایا تجھے سجدہ کرنے سے

اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ

کس چیز نے منع کیا ہے جبکہ میں نے تجھے حکم دیا کہا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے

مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ

مٹی سے بنایا ہے ○ کہا تو یہاں سے اتر جا تجھے یہ لائق نہیں کہ یہاں تکبر کرے پس نکل جا

اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ

بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے ○ کہا مجھے اس دن تک مہلت دے جس دن لوگ قبروں سے اٹھائے جائینگے ○ فرمایا تجھے

مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ

مہلت دی گئی ہے ○ کہا جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ضرور ان کی تاک میں تیری سیدھی

الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ

راہ پر بیٹھوں گا ○ پھر ان کے پاس ان کے آگے ان کے پیچھے ان کے دائیں اور

اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَاۗىِٕلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ

ان کے بائیں سے آؤں گا اور تو اکثر کو ان میں سے شکر گزار نہیں پائیگا ○ فرمایا یہاں سے

مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ

ذلیل و خوار ہو کر نکل جا جو شخص ان سے تیرا کہا مانے گا میں تم سب کو جہنم میں

اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ

بھر دوں گا ○ اور اے آدم تو اور تیری عورت جنت میں رہو پھر جہاں سے

شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ

چاہو کھاؤ اور اس درخت کے پاس نہ جاؤ ورنہ بے انصافوں میں سے ہو جاؤ گے ○ پھر انہیں

لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ قَالَ
شیطان نے بہکایا تا کہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں ان کے سامنے کھول دے اور کہا
مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا
تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے نہیں روکا مگر اس لیے کہ کہیں تم فرشتے ہو جاؤ یا
مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ قَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا
ہمیشہ رہنے والے ہو جاؤ ○ اور ان کے روبرو قسم کھائی کہ البتہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں ○ پھر انہیں دھوکا سے
بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا
مائل کر لیا پھر جب ان دونوں نے درخت کو چکھا تو ان پر ان کی شرمگاہیں کھل گئیں اور اپنے اوپر بہشت کے
مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ
پتے جوڑنے لگے اور انہیں ان کے رب نے پکارا کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور تمہیں کہہ
لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ
نہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے ○ ان دونوں نے کہا اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور
لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ
اگر تو ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے ○ فرمایا یہاں سے اترو تم
لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا
ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانا ہے اور ایک وقت تک نفع اٹھانا ہے ○ فرمایا تم
تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع
اسی میں زندہ رہو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے نکالے جاؤ گے ○

افاداتِ محمود:

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ الخ

انسان بھی عجیب چیز ہے جب سجدہ کرنے پر آتا ہے تو پتھروں اور چاند وسورج کو سجدہ کر جاتا ہے۔ جب انکار کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے آگے بھی سجدہ نہیں کرتا۔

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ الخ

شیطان میں کیا بہتری اور برتری ہے؟ لیکن بلا سوچے سمجھے اس نے اپنے آپ کو اچھا کہنا شروع کر دیا۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اول من قاس ابلیس فاخطأ القیاس یعنی سب سے پہلے قیاس شیطان نے کیا اور وہ اس میں غلطی کر گیا۔ اس نے بنیادی غلطی یہ کہ دین کو رائے پر قیاس کیا اور وحی کے سامنے عقلی دلیل رکھ کر اس کا انکار کر دیا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مٹی نار سے کئی اعتبارات سے افضل ہے۔

قاضی بدرالدین حنفیؒ نے اپنی معرکۃ الاراء کتاب:

"آکام المر جان فی غرائب الأخبار و احکام الجبان"

میں طین کی افضلیت علی النار پر تقریباً ۱۵ دلائل دیئے ہیں۔

(۱) آگ کی طبیعت اور اصلیت میں فساد ہے۔ جو چیز اس کے قریب ہو جاتی ہے، جل کر خاکستر ہو جاتی ہے۔ جبکہ مٹی میں یہ بات نہیں ہے۔

(۲) آگ کی طبیعت میں تیزی طراری اور غصہ ہے، جبکہ مٹی میں یہ باتیں نہیں ہیں، بلکہ مٹی میں استقرار و سکون ہے۔

(۳) زمین میں تمام جانداروں کے خورد و نوش اور پوشاک کا انتظام ہے، جبکہ آگ میں کچھ بھی نہیں ہے۔

(۴) مٹی ہر جاندار کی ہر وقت کی ضرورت ہے اور آگ سے جانور تو بالکل ہی مستغنی ہیں، جبکہ انسان کو بھی کئی کئی دن اور کئی کئی ماہ تک آگ کی ضرورت نہیں پڑتی۔

(۵) مٹی میں اگر آپ بیج ڈالتے یا پودا لگاتے ہیں تو وہ کئی گنا بڑھا کر آپ کو پیش کر دیتی ہے اور وہی چیزیں آگ میں ڈال دیں تو وہ جلا دے گی اور ایک ذرہ بھی باقی نہیں چھوڑے گی۔

(۶) آگ اپنے وجود میں محل کی محتاج ہے، یہ بغیر کسی محل کے موجود نہیں ہو سکتی، جبکہ مٹی اپنی وجود میں کسی اور محل کی محتاج نہیں ہے۔

(۷) آگ مٹی کی محتاج ہے کیونکہ آگ کا محل بالواسطہ یا بلا واسطہ مٹی کے بغیر نہیں ہو سکتا، جبکہ مٹی آگ کی محتاج نہیں ہے۔

(۸) آگ اس قدر کمزور ہے کہ ہوا کے جھونکے کے ساتھ ادھر ادھر گھومتی ہے۔ ہوا جس طرف چلتی ہے آگ بھی ادھر ہی کو مائل ہو جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آگ سے پیدا شدہ مخلوق پر خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے۔ خواہشات کے ساتھ ساتھ مغلوب ہو کر وہ ادھر ادھر گھوم جاتے ہیں۔ انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے اور مٹی ہوا کے ساتھ ادھر ادھر نہیں گھومتی، لہٰذا مٹی سے پیدا شدہ انسان اپنی خواہشات پر قابو پا لیتا ہے اور خواہشات کے ہاتھوں قیدی نہیں بنتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مصطفیٰ اور مجتبیٰ بنا دیتا ہے۔ ابلیس اور اس کی ذریت اسی غلطی کے نتیجے میں رحمت

خداوندی سے دور ہو گئے۔

(۹) آگ سے اگر چہ جزوی طور پر نفع تو حاصل ہوتا ہے، لیکن حصول نفع کے وقت بھی آگ کو چولہے کی قید میں قید نہ رکھا جائے تو مکان دکانیں اور سب کچھ جل کر راکھ ہو جائے گا، جبکہ مٹی میں ایسی بات نہیں ہے۔

(۱۰) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر زمین کا اور اس کے فوائد کا ذکر فرمایا ہے مثلاً زمین کا بچھونا ہونا، زندہ اور مردہ جانداروں کے لیے ٹھکانا ہونا، راجح الاصل حیوان کا حامل ہونا۔ پھر زمین پر چلنے پھرنے کی ترغیب عبرت کے لیے دی ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ان میں غور وفکر کرنے کی بار بار تلقین کی ہے۔ آگ کو صرف ایک دو جگہ بطور نافع ذکر کیا گیا ہے، ورنہ زمین کے مقابلے میں وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

(۱۱) قرآن کریم میں متعدد جگہ زمین کی حسی اور باطنی، ظاہری اور روحانی برکات کا ذکر کیا گیا ہے جیسے:

الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ o

دوسری جگہ ارشاد ہے:

ونجیناہ ولو طا الی الارض التی بار کنا فیھا الخ o

جبکہ آگ کے متعلق ایسی کوئی بات نہیں ہے، بلکہ آگ تو برکات کو ختم کرنے والی ہے۔

(۱۲) تمام مساجد اور عبادت خانے زمین پر واقع ہیں جن میں ۲۴ گھنٹے با کم از کم پانچ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے اور اگر مسجد حرام کے سوا اور کوئی مسجد روئے زمین پر نہ بھی ہوتی تو بھی زمین کے فخر کے لیے صرف مسجد حرام ہی کافی تھی جبکہ آگ کو یہ سعادت نصیب نہیں۔

(۱۳) زمین میں اللہ تعالیٰ نے مختلف کانیں ودیعت فرمائی ہیں۔ سرسبز وشاداب باغات فصلیں اور لذیذ پھل لہلاتی کھیتیاں، دریا، سمندر، نہریں، چشمے وغیرہ یہ سب کچھ زمین میں ہیں۔ آگ کا ان نعمتوں سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

(۱۴) زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ آگ زمین میں ایک خادم کی حیثیت سے ہے جب اس کی ضرورت پڑتی ہے استعمال میں لائی جاتی ہے جب ضرورت ختم ہو جاتی ہے تو بجھادی جاتی ہے۔

(۱۵) ابلیس لعین نے اپنی بصیرت اور بصارت کے نقص کی وجہ سے اپنے آپ کو مٹی سے افضل سمجھا۔ وہ اگر بنظر انصاف دیکھتا اور غور کرتا تو سمجھ جاتا کہ انسان حقیقت میں دو چیزوں سے مرکب ہے۔

(۱) ایک پانی سے جو ہر زندہ کی زندگی کا سبب قریبی ہے جیسا کہ سورہ فرقان میں اس کی تصریح موجود ہے۔

(۲) دوسرا عنصر مٹی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام خزانوں کا مرکز بنایا ہے۔ اگر ابلیس کی نظر گندھی ہوئی مٹی سے ذرا آگے اس کی ماہیت اور کنہہ پر پڑ جاتی تو حضرت آدمؑ کا افضل ہونا بھی سمجھ میں آ جاتا۔

اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ۝

شیطان نے ٹھوکر تو خود کھائی تھی، لیکن وہ اولادِ آدم کا دشمن بن گیا۔

یَخْصِفٰنِ الخ

ڈھکنا اور جوڑنا۔

حضرت آدم اور حضرت حوا سے جب لباس جنت واپس لیا گیا تو وہ انجیر یا کیلوں کے پتوں سے اپنے جسموں کو ڈھانپنے لگے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جو اکرام و اعزاز حضرت آدمؑ اور حواؑ کو دیا گیا تھا وہ ان سے واپس نہیں لیا گیا تھا، لیکن کھانے کے بعد جب قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی تو ان کو جنت سے اترنے کا حکم دیا گیا۔ کیونکہ جنت میں قضائے حاجت کی جگہ نہیں ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ

اے آدم کی اولاد ہم نے تم پر پوشاک اتاری

لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ

جو تمہاری شرمگاہیں ڈھانکتی ہے اور آرائش کے کپڑے بھی اتارے اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے یہ اللہ کی

اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ

قدرت کی نشانیاں ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں ○ اے آدم کی اولاد تمہیں شیطان نہ بہکائے جیسا کہ اس نے

اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ

تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکال دیا ان سے ان کے کپڑے اتروائے تاکہ انہیں ان کی شرمگاہیں دکھائے وہ اور

يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ

اس کی قوم تمہیں دیکھتی ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا

ایمان نہیں لاتے ○ اور جب کوئی برا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اسی طرح اپنے باپ دادا کو کرتے دیکھا ہے اور اللہ نے بھی

بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

ہمیں یہ حکم دیا ہے کہہ دو بے شک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں کرتا اللہ کے ذمہ وہ باتیں کیوں لگاتے ہو جو تمہیں معلوم نہیں ○

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ

کہہ دو میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور ہر نماز کے وقت اپنے منہ سیدھے کرو اور اس کے خالص

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ

فرمانبردار ہو کر اسے پکارو جس طرح تمہیں پہلے پیدا کیا ہے اسی طرح دوبارہ پیدا ہو گے ○ ایک جماعت کو ہدایت دی اور ایک

عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ

جماعت پر گمراہی ثابت ہو چکی انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنایا ہے اور خیال کرتے ہیں کہ

اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا

وہ ہدایت پر ہیں ○ اے آدم کی اولاد تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو اور کھاؤ اور پیو

ع وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾

اور حد سے نہ نکلو بیشک اللہ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا ○

افاداتِ محمود:

وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ الخ

ظاہری لباس ظاہری عیوب کو چھپاتا ہے اور تقویٰ کا لباس باطنی عیوب کو چھپا دیتا ہے۔

لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ الخ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لایلدغ المومن من جحر واحد مرتین۔

مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔

لہٰذا جب شیطان نے تمہارے ابوالآ باء حضرت آدمؑ سے دھوکہ کیا تو تم لوگوں کو دوبارہ اس کی فریب کاریوں کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

لباس سے مقصد جسم کو ڈھانپنا ہے:

يُوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ الخ

اس آیت سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہوئی کہ لباس کا مقصد عیب کی جگہوں کا چھپانا ہے اور جس لباس سے یہ مقصد حاصل نہ ہو وہ لباس نہیں ہے۔ آج کل بہت عریانی ہے۔ اگر لباس ہے بھی تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ حدیث میں ہے:

رب کاسیات عاریات الخ.

بہت سی عورتیں باوجود لباس ہونے کے ننگی ہوتی ہیں۔ آج کل عورتیں برقع پہن کر پھرتی ہیں، لیکن وہ برقع اتنا تنگ ہوتا ہے کہ جسم کے خدوخال واضح طور پر معلوم ہوتے ہیں۔ سو یقین جاننا چاہیے کہ نہ تو یہ لباس ہیں اور نہ یہ برقع ہے۔

لباس کا دارومدار ہیئت پر ہے نہ کہ مادہ پر:

انسانی اعضاء جو مستور ہونے چاہئیں وہ دو چیزوں پر مشتمل ہیں۔

(۱) ایک ہیئت کذائیہ (۲) دوسرا مادہ،

مادہ کا مفہوم یہ ہے کہ عورت غلیظہ، ہاتھ پیر سر وغیرہ کا خمیر ایک ہی ہے۔ ایک ہی خمیر سے یہ تمام اعضاء معرض وجود میں آئے ہیں۔ عام طور پر مادہ اور ہیئت کذائیہ دونوں کو عضو کہا جاتا ہے۔ اب شرعی حکم کی جو روح ہے وہ یہ ہے کہ ہیت کذائیہ اور مادہ دونوں کو ڈھکا اور چھپایا جائے۔ یہ اعضاء مستور اور چھپے ہوئے کہلائیں گے۔ اگر کسی لباس نے مادہ تو چھپا لیا، لیکن ہیت کذائیہ اور صورت کذائیہ جوں کی توں نظر آتی ہے یعنی جس لباس نے مادہ کو تو کسی حد تک چھپا لیا، لیکن ہیئت کذائیہ کو نہ چھپا سکا، اس کو لباس کہنا غلط ہے۔ آپ لوگ میری بات سمجھ گئے ہوں گے۔ تنگ پتلون کا بھی یہی حال ہے۔ اس میں نماز تو ہو جاتی ہے، لیکن وہ لباس کا مقصود اصلی پورا نہیں کرتی۔ وہ مادہ کو چھپاتی ہے، نہ کہ ہیت کذائیہ کو۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ الخ

اس آیت کے اس حصہ میں اللہ تعالیٰ نے آدھے طب کو بند کر دیا ہے یعنی کھاؤ پیو اور تجاوز نہ کرو۔ اس پر عمل کرنے سے جسم کو کوئی بیماری لاحق نہیں ہوگی، کیونکہ تمام امراض کی جڑ معدہ کی بے اعتدالی ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ

کہہ دو اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے

اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ

اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے اور کس نے کھانے کی ستھری چیزیں (حرام کیں) کہہ دو دنیا کی زندگی میں یہ نعمتیں اصل میں

الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾

ایمان والوں کے لیے ہیں قیامت کے دن خالص انہیں کے لیے ہو جائیں گی اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں انکے لیے جو سمجھتے ہیں ○

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ

کہہ دو میرے رب نے صرف بے حیائی کی باتوں کو حرام کیا ہے خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ اور ہر گناہ کو

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا

اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو بھی اور یہ کہ اللہ کا ایسی چیز کو شریک کرو جس کی اس نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی اور یہ کہ اللہ پر وہ

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا

باتیں کہو جو تم نہیں جانتے ○ اور ہر ایک گروہ کے لیے ایک میعاد معین ہے پھر جب وہ میعاد ختم ہو گی

يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ

اس وقت نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹیں گے اور نہ آگے بڑھیں گے ○ اے آدم کی اولاد اگر تم میں سے تمہارے پاس رسول آئیں

مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا

جو تمہیں میری آیتیں سنائیں پھر جو شخص ڈرے گا اور اصلاح کرے گا ایسوں پر کوئی خوف نہ ہو گا اور نہ

هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

وہ غم کھائیں گے ○ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا وہی دوزخی

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ○ پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہو گا جو اللہ پر بہتان باندھے یا اس کے

بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا

حکموں کو جھٹلائے ان لوگوں کا جو کچھ نصیب ہے وہ ان کو مل جائے گا یہاں تک کہ جب ان کے ہاں ہمارے بھیجے ہوئے

يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا

فرشتے ان کی روح قبض کرنے کے لیے آئیں گے تو کہیں گے کہ وہ کہاں گئے اللہ کو چھوڑ کر جن کی تم عبادت کیا کرتے تھے کہیں گے

عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ

ہم سے سب غائب ہو گئے اور اپنے کافر ہونے کا اقرار کرنے لگیں گے ○ فرمائے گا جنوں اور

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِى النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ

آدمیوں میں سے جو امتیں تم سے پہلے ہو چکی ہیں ان کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ جب ایک امت داخل ہو گی

لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ

تو دوسری پر لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب اس میں سب گر جائیں گے تو ان کے پچھلے پہلوں سے کہیں گے

رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ

اے رب ہمارے ہمیں انہوں نے گمراہ کیا سو تو انہیں آگ کا دگنا عذاب دے فرمائے گا کہ دونوں کو دگنا ہے

وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ

لیکن تم نہیں جانتے ○ اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے پس تمہیں ہم پر کوئی

فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع

فضیلت نہیں پس بسبب اپنی کمائی کے عذاب چکھو ○

افاداتِ محمود:

لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾

یہاں یہ بات تو آسانی سے سمجھ میں آتی ہے کہ ہر انسان کی موت کا ایک وقت اللہ تعالیٰ کے علم اور تقدیر میں مقرر و مقدر ہے اور اس مقررہ وقت سے تاخیر سے نہیں آئے گی۔ جب وہ مقرر وقت پہنچے گا تو پھر تاخیر نہ ہو گی، لیکن اس کا کیا مطلب ہے کہ جب مقرر وقت پہنچے گا تو پھر تقدیم بھی نہ ہو گی یعنی وقت ابھی آن پہنچا ہے تو اس کی تقدیم کا کیا مطلب ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ تقدیم سے مراد موت کی تقدیم کی نفی ہے یعنی وقت مقرر سے پہلے موت نہیں آئے گی نہ بعد میں، بلکہ اپنے وقت پر آئے گی۔

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ میرے خیال میں کوئی مشکل جگہ نہیں ہے بلکہ اتنی سی بات ہے کہ یہاں دو محتملات ہیں تقدیم اور تاخیر، اصل مقصود تاخیر کی نفی ہے کیونکہ تقدیم تو ہونی ہی نہیں، لیکن عرف عام میں ایسا ہوتا ہے کہ جب

دو محتملات میں سے ایک منفی اور ایک غیر منفی ہوتا ہے تو کبھی غیر منفی کو بھی مبالغہ فی النفی کے لیے منفی کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص دکاندار سے کپڑے کا ریٹ طے کر کے کہے کہ پانچ گز کپڑا دیدو اور ریٹ کچھ کم کردو۔ وہ جواب میں کہے کہ خدا کی قسم اب ریٹ نہ کم ہوگا نہ زیادہ۔ یہاں زیادتی تو خود بخود منفی ہے، لیکن مبالغہ فی النفی کی غرض سے اس کی بھی نفی کر دی گئی۔ اسی طرح مذکورہ آیت میں حقیقت میں تقدیم خود بخود منفی ہے، لیکن مبالغہ فی نفی التاخیر کے لیے تقدیم کی بھی نفی کر دی گئی۔

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا
بیشک جنھوں نے ہماری
بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ
آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں
الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٤٠﴾
داخل ہونگے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے اور ہم گنہ گاروں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں ○
لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾
ان کے لیے دوزخ کا بچھونا اور اوپر سے اوڑھنا اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں ○
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰۗىِٕكَ
اور جو ایمان لائے اور نیکیاں کیں ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے مگر اس کی طاقت کے موافق وہی
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ
بہشتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ○ اور جو کچھ ان کے دلوں میں خفگی ہوگی ہم اسے دور کردیں گے
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۣ
ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا
وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ
اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہماری راہنمائی نہ فرماتا بے شک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے
وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ
اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے تم اپنے اعمال کے بدلے اس کے وارث ہو گئے ہو ○ اور بہشت والے
الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ
دوزخیوں کو پکاریں گے کہ ہم نے وعدہ سچا پایا جو ہمارے رب نے ہم سے کیا تھا آیا تم نے بھی
مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ
اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا وہ کہیں گے ہاں پھر ایک پکارنے والا ان کے درمیان پکاریگا کہ ان ظالموں پر

عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٤﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا

اللہ کی لعنت ہے ○ جو اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور اسے ٹیڑھا کرنا چاہتے تھے

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ

اور وہ آخرت کے منکر تھے ○ اور ان دونوں کے درمیان ایک دیوار ہوگی اور اعراف کے اوپر ایسے مرد ہونگے کہ

كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوْهَا

ہر ایک کو اس کی نشانی سے پہچان لیں گے اور جنت والوں کو پکار کر کہیں گے تم پر سلام ہو وہ ابھی جنت میں داخل

وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا

نہیں ہوئے اور امیدوار ہیں ○ اور جب ان کی نگاہ دوزخ والوں کی طرف پھرے گی تو کہیں گے اے رب

تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ

ہمارے ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ ملا ○ اور اعراف والے پکاریں گے جنہیں وہ ان کی نشانی سے

بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ اَهٰٓؤُلَآءِ

پہچانتے ہوں گے کہیں گے تمہاری جماعت تمہارے کسی کام نہ آئی اور نہ وہ جو تم تکبر کیا کرتے تھے ○ یہ وہی ہیں

الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ

جن کے متعلق تم قسم کھاتے تھے کہ انہیں اللہ کی رحمت نہیں پہنچے گی (انہیں کہا گیا ہے) جنت میں چلے جاؤ تم پر نہ ڈر ہے

وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا

اور نہ تم غمگین ہوگے ○ اور دوزخ والے بہشت والوں کو پکاریں گے کہ ہم پر تھوڑا سا

عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى

پانی بہادو یا کچھ اس چیز میں سے دو جو تمہیں اللہ نے رزق دیا ہے کہیں گے بیشک اللہ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں پر

الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٠﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

حرام کیا ہے ○ جنہوں نے اپنا دین تماشا اور کھیل بنایا اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ہے

فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿٥١﴾

سو آج ہم انہیں بھلا دیں گے جس طرح انہوں نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اور جیسا وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے ○

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾
اور ہم نے ان کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچادی ہے جسے ہم نے اپنے علم کامل سے بہت واضح کر کے بیان کر دیا ہے وہ ہدایت ہے اور رحمت ہے ○
هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ
ان لوگوں کیلئے جو ایمان لے آئے ہیں انہیں اور کسی بات کا انتظار نہیں صرف آخری نتیجہ کا انتظار ہے جس دن اسکا آخری نتیجہ سامنے آئے گا
قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ
اس دن جو اسے پہلے بھولے ہوئے تھے کہینگے کہ واقعی ہمارے رب کے رسول سچی باتیں لائے تھے سو اب کیا کوئی ہمارا سفارشی ہے
اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ
جو ہماری سفارش کرے یا کیا ہم پھر واپس بھیجے جاسکتے ہیں تا کہ ہم ان اعمال کے خلاف جنہیں کیا کرتے تھے دوسرے اعمال کریں بیشک
ع ۱۲ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾
انہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا اور جو باتیں بناتے تھے وہ سب گم ہوگئیں ○

افاداتِ محمود:

فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ الخ

حقیقی نسیان جس کا غماز غفلت ہے اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند اور اس کی ذات اس سے مبرا ہے، لیکن یہاں نسیان کا نتیجہ مراد ہے یعنی ہم ان کی طرف متوجہ نہ ہوں گے اور ان کو اپنی رحمت سے محروم کر دیں گے۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ

بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور

فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ

زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر قرار پکڑا رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا

حَثِيثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِأَمْرِهٖ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ

ہوا آتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اپنے حکم کے تابعدار بنا کر پیدا کئے اسی کا کام ہے پیدا کرنا

وَالْأَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ ﴿٥٤﴾ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً إِنَّهُ

اور حکم فرمانا اللہ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہان کا رب ہے ○ اپنے رب کو عاجزی اور چپکے سے پکارو اسے

لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٥٥﴾ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ

حد سے بڑھنے والے پسند نہیں آتے ○ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت کرو اور اسے ڈر

خَوْفًا وَّطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ وَهُوَ الَّذِي

اور طمع سے پکارو بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں سے قریب ہے ○ اور وہی ہے جو

يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ حَتّٰى إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ

مینہ سے پہلے خوش خبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھالاتی ہیں تو ہم

لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ كَذٰلِكَ

اس بادل کو مردہ شہر کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر ہم اس بادل سے پانی اتارتے ہیں پھر اس سے سب طرح کے پھل نکالتے ہیں اسی طرح

نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٥٧﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِإِذْنِ

ہم مردوں کو نکالیں گے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو ○ اور جو شہر پاکیزہ ہے اس کا سبزہ اس کے رب کے حکم سے

رَبِّهٖ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

نکلتا ہے اور جو اس میں خراب ہے جو کچھ اس میں نکلتا ہے ناقص ہی ہوتا ہے اسی طرح ہم شکر گزاروں کے لیے مختلف طریقوں سے

يَّشْكُرُونَ ﴿٥٨﴾ ع

آیتیں بیان کرتے ہیں ○

افاداتِ محمود:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ الخ

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے دلائل بیان فرمائے ہیں اور انعامات واحسانات کا ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بڑے احسانات ہیں تم پر لیکن تم ناشکرے ہو۔

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

اللہ تعالیٰ کا عرش پر قائم ہونا بے کم و کیف ہے۔ وہ جس شان کے ساتھ ہو اس پر ہمارا ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جسم ہی نہیں ہے، کیونکہ یہ تو مخلوق کی صفت ہے، لہٰذا وہ جسمی وجسمانی کیفیات وقیودات سے مبرا ہے۔ امام مالک کا قول ہے:

الاستواء حق والكيف مجهول والا يمان به واجب والسوال عنه بدعة (فقہ اکبر)

(عرش پر اللہ تعالیٰ کا) مستوی ہونا حق ہے اور اس کی کیفیت نامعلوم ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے، (یعنی زیادہ چوں چرا کرنا شان باری کے مناسب نہیں ہے)۔

یہ آیت بھی متشابہات میں سے ہے، لہٰذا اس پر اسی اجمال کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً الخ

ذکر بالجہر، رفع یدین فی الدعاء، دعاء بعد الجنازۃ اور حیلہ اسقاط کی تفصیل:

آیت مذکورہ میں خفیہ اور آہستہ دعا مانگنا مراد ہے۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریاؑ نے بھی دعا آہستہ ہی مانگی تھی۔

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا۝

جب پکارا اس نے اپنے رب کو آہستہ۔ (سورہ مریم)

حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

خير الذكر الخفي و خير الرزق مايكفي

یعنی بہترین ذکر وہ ہے جو آہستہ کیا جائے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کرے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اسی آیت سے آمین بالسر یعنی آہستہ آمین کہنے پر استدلال کیا ہے۔ اگرچہ اس آیت کا مدلول مطابقی اور عبارت النص دعاء ہے، لیکن مدلول تضمنی اور اشارۃ النص سے ذکر خفی پر استدلال کیا جا سکتا ہے بعض لوگ حد سے زیادہ اونچی آواز سے آمین کہتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ ایسا اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ کی مخالفت ہو اور وہ تڑپے، لیکن اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ صحیحین کی روایت ہے

کہ بعض صحابہ کرام اونچی آواز سے دعا مانگ رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا......

اربعو اعلی انفسکم انکم لستم تدعون اصم و ابکم انکم تدعون سمیعا بصیرا قریباo (تفسیر ابن کثیر)

لوگو! میانہ روی اختیار کرو تم کسی گونگے، بہرے کو نہیں پکارتے، بلکہ تم جس (اللہ) کو پکارتے ہو وہ سنتا، دیکھتا اور قریب ہے۔

دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا جائز ہے کیونکہ کہیں حضور صلی اللہ کے قول اور فعل سے یہ ثابت ہے کہ نماز کے بعد بھی اور نماز کے علاوہ بھی آپ ہاتھ اُٹھا کر دعاء مانگتے تھے۔

(۱) قال ابوموسیٰ دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم رفع یدیہ و رایت بیاض ابطیہ o (بخاری ج ۲)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگتے ہوئے ہاتھ اٹھائے۔ یہاں تک کہ میں نے آپؐ کے بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

(۲) عن ثوبان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحل لا مرئ ان ینظر فی جوف بیت امرئ حتی یستأذن فان نظر فقد دخل ولا یؤم قوما فیخص نفسہ بدعوۃ دو نھم فان فعل فقدخا نھم ولا یقوم الی الصلوۃ و ھو حقن (ترمذی)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ اجازت لینے سے قبل کسی کے گھر کے اندر جھانکے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو گویا وہ داخل ہی ہوگیا (اندر جھانکنا بغیر اجازت کے داخل ہونے کے مترادف ہے) اور کوئی شخص لوگوں کو ایسی جماعت نہ کرائے کہ لوگوں کو چھوڑ کر صرف اپنے لیے دعا مانگے اور جو ایسا کرے گا تو وہ ان لوگوں سے خیانت کریگا اور کوئی شخص اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ اسے قضاء حاجت کی شدید ضرورت ہو۔

بہت سے لوگ اپنی لاعلمی کی وجہ سے فرض نمازوں کے بعد دعاء کو تسلیم ہی نہیں کرتے اور نہ ہی دعاء مانگتے ہیں۔ حالانکہ امام کو دعاء میں قوم کو ساتھ شامل کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور صرف اپنے لیے دعا مانگنے کو قوم کے ساتھ خیانت قرار دیا گیا ہے۔ جب لوگ امام کے ساتھ دعاء میں شریک ہی نہیں ہوں گے تو وہ ان کو کیسے دعا میں شامل کرے گا؟

(۳) عن فضل ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلواۃ مثنیٰ مثنیٰ تشھد فی کل رکعتین و تخشع و تضرع و تمسکن و تقنع یدیک یقول ترفعھما الی ربک مستقبلاً ببطونھما وجھک و تقول یا رب یا رب و من لم یفعل فھو کذا و کذا (ترمذی)

حضرت فضل ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز دو دو رکعت ہیں۔ ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے اور نماز خشوع خضوع اور سکون و وقار کا نام ہے۔ تو اپنے ہاتھ اپنے رب کی طرف اٹھاتا ہے جبکہ ان دونوں کا باطنی رخ آپ کے چہرہ کی طرف ہوتا ہے اور تو یارب یارب کہہ کر پکارتا ہے اور جو ایسا نہیں کرے گا۔ وہ ایسا ویسا ہوگا (یعنی اس کی نماز ناقص ہوگی)۔

یہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے سے نماز کے اختتام پر دعاء مراد ہے۔ کیونکہ نماز کے اندر اس کیفیت کے ساتھ دعاء کا ذکر نہیں ہے چنانچہ مفتی رشید احمد گنگوہیؒ نے اس حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ

بهذا يثبت الدعاء بعد الصلواة كما هو المعمول و انكار الجهلة مردود ٥

اس حدیث میں نماز کے بعد اجتماعی دعاء ثابت ہوتی ہے جیسا کہ معمول بھی ہے۔ جاہل لوگوں کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

اگر کوئی بغیر دعا کیے اٹھ کر چلا جائے تو اس کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے۔ ہمارے ہاں یہ بات بعض علاقوں میں مشہور ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی ہو کہ میں شیطان کو کان سے پکڑوں گا اور دیکھے کہ کوئی شخص بغیر دعاء کے اٹھ کر چلا گیا اور وہ اس کو کان سے پکڑ لے تو وہ حانث نہ ہوگا۔ بالفاظ دیگر گویا جو شخص بغیر دعا کے اٹھ کر چلتا ہے بقول ان کے وہ شیطان ہے۔ ایسا کہنا اور سمجھنا یہ بھی حد سے تجاوز ہے۔ ایسی باتیں چھوڑ دینی چاہئیں۔

اسی طرح ایک اور مصیبت یہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد لوگ دعا پر لڑتے رہتے ہیں۔ لوگ امر مباح اور واجب میں فرق نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے جھگڑے برپا ہوتے ہیں۔

(۱) اصلی بنیاد اس کی فتاویٰ شامی کا ایک قانون ہے۔ جہاں علامہ ابن عابدینؒ نے لکھا ہے کہ امر مباح یا مندوب کا اگر اتنا اہتمام ہونے لگے کہ واجب معلوم ہو تو اس کا ترک واجب ہے۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من احدث فی امرنا ما لیس منه فهو رد۔ (مشکوٰۃ)

جس نے ہمارے اس (دین) کام میں نئی بات نکالی جو اس میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ نماز جنازہ کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء نہیں مانگی اور صحابہ کرام، تابعین وغیرہ جو کتاب وسنت اور فقہ کے امام تھے، انہوں نے نہیں مانگی۔ پھر یقیناً یہ بدعت کے زمرے میں آئے گی۔

بعض لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے کہتے ہیں کہ اگر اس طرح نو پیدا چیزوں کو بدعت کہتے رہو گے تو اس میں مدارس، تعلیم و تعلم، ہیئت جدیدہ کے ساتھ، تو یہ چیزیں بھی بدعت ٹھہریں گی؟ یہ سوال کوتاہ فہمی پر مبنی ہے کیونکہ چیزیں دو قسم کی ہیں۔

(۱) بعض وہ ہیں جن کی ضرورت ہی اس زمانہ میں نہ تھی، ان کی ضرورت بعد میں پیش آئی۔ مثل مشہور ہے

کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ اس طرح بہت سی نئی چیزیں وجود میں آگئیں۔ جیسے تدوین حدیث، دینی مدارس کا موجودہ نظم ونسق وغیرہ۔ زمانہ رسالت میں ان چیزوں کی ضرورت ہی نہیں تھی، جبکہ آج ان کی اشد ضرورت ہے۔ یہ چیزیں بدعت نہیں ہیں۔

(۲) نماز جنازہ میں حضورؐ نے بڑے اہتمام سے دعاء کی اور دعاء مانگنے کے دوران میں خوب عاجزی و انکساری کی ہدایت ارشاد فرمائی پھر وہ موقع ہی دعاء کا ہے۔ مردے اور زندہ سب دعاء کے محتاج ہیں، لیکن جنازہ کی نماز کے بعد اسی جگہ کھڑے ہو کر دعاء نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے ثابت ہے، نہ فعل سے، بلکہ بخاری شریف کی ایک روایت میں یہ تصریح مذکور ہے کہ نماز جنازہ کے بعد جنازہ جلد لے جایا کرو۔

(۳) نماز جنازہ کے بعد دعاء نہ مانگنے کی تیسری دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمل ہے کہ کوئی خاتون یا کوئی نوجوان مسجد نبوی میں جھاڑو دینے آتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وقتاً فوقتاً اس کی ملاقات بھی ہوتی تھی۔ کچھ دن گزر گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ نظر نہ آیا۔ صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ وہ کدھر گیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ اس کی نماز جنازہ کے لیے لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کرنا ضروری نہ سمجھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت مجھ کو اطلاع کیوں نہ دی گئی۔ پھر فرمایا کہ مجھ کو اس کی قبر کی نشان دہی کرو۔ آپؐ نے وہاں اکیلے ہی قبر پر نماز جنازہ پڑھ لی۔ پھر فرمایا کہ یہ قبریں اندھیروں سے بھری ہوتی ہیں، لیکن میری نماز کی برکت سے یہ نور سے بھر جاتی ہیں۔ (الترغیب والترھیب) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف نماز ہی پڑھی ہے۔ نماز کے بعد دعاء نہیں مانگی۔ حالانکہ آپ قبر کے پاس کھڑے تھے۔ یہ موقع تھا کہ آپ دعاء کرتے۔ اگر گنجائش ہوتی تو آپؐ نماز کے بعد بھی دعاء مانگ لیتے، لیکن نہیں مانگی۔ اس لیے یہ یقیناً بدعت ہے۔

(۴) جمہور فقہاء نے ایک مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے نماز جنازہ کا ابتدائی حصہ نہ پایا اور کچھ تکبیریں نکل گئیں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد صرف تکبیریں کہہ کر جلدی جلدی اپنی نماز مکمل کرے۔ اگر وہ نماز سے فارغ نہیں ہوا اور لوگوں نے جنازہ اٹھا لیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگر نماز جنازہ کے بعد دعا امت میں عملاً رائج ہوتی تو فقہاء کو یہ مسئلہ لکھنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ آج کل جتنی لمبی لمبی دعائیں لوگ کراتے ہیں۔ اس کے دوران میں تو تین بار نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔

بہر حال نماز جنازہ کے بعد اسی جگہ کھڑے ہو کر دعاء مانگنا تو یقیناً بدعت ہے، لیکن اس بدعت کو اس انداز سے روکا جائے کہ فساد نہ ہو اور مسلمانوں میں انتشار پیدا نہ ہو۔ کیونکہ نزاع بین المسلمین قطعاً حرام ہے۔ بعض شدت پسند دیو بندی کہتے ہیں کہ جو دعاء مانگیں گے، ہم ان کے گھر جلا دیں گے۔ ایسی باتیں چھوڑ دینی چاہئیں، کیونکہ یہ حد سے تجاوز ہے۔ حکمت عملی سے اس مسئلہ کو حل کرو۔ مزید تفصیل کے لیے مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کی دلیل الخیرات پڑھیے۔

جولوگ نماز جنازہ کے بعد دعاء کے قائل ہیں وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

"اذا صليتم على الجنازة فاخلصوا له الدعاء"

جمہور محدثین کے ہاں اس سے مراد وہی دعاء ہے جو نماز جنازہ کے اندر پڑھی جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

"اذا قمتم الى الصلواة فاغسلوا الخ"

اب یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ وضو نماز کے بعد کیا جائے گا، بلکہ مراد یہ ہے کہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو پہلے وضو کرلو۔ پھر نماز پڑھو۔ وامثالہ شتیٰ ۔اس طرح کے پیرائے واظہار اور انداز بیان کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

حیلہ اسقاط:

حیلہ اسقاط دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔

(۱) ایک یہ ہے کہ کسی کی نماز روزہ عذر شرعی کی وجہ سے قضا ہوگئے ہوں۔ ان کے فدیہ کی ادائیگی کے لیے حیلہ کیا جائے، لیکن جو شخص بلا عذر شرعی نماز نہیں پڑھتا۔ روزے نہیں رکھتا۔ ان کے لیے فدیہ کا حکم نہیں ہے۔

(۲) دوسرا یہ ہے کہ مال اتنا کم ہو کہ ثلث میں سے فدیوں کی رقم پوری نہ ہوتی ہو۔ یہ نہیں ہے کہ لکھ پتی اور کروڑ پتی لوگ بھی حیلہ کرنا شروع کردیں۔ یہ قطعاً جائز نہیں ہے۔ مالدار لوگوں کو پورا فدیہ دینا چاہیے۔ ایسے مسائل سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں۔ جیسا کہ حضرت تھانویؒ کی ایک کتاب......

" الحيلة الناجزة للخليلة العاجزة " ہے۔

بعض عورتیں کسی کے ساتھ بھاگ نکلتی ہیں۔ پھر اس کتاب کے مسائل کو توڑ مروڑ کر عدالتوں سے طلاق حاصل کرلیتی ہیں۔ حضرت تھانویؒ کی کتاب کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے۔

اور جنازہ لیجاتے وقت اگر اس کے پاؤں قبلے کی طرف ہوگئے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ قبلے کی طرف پاؤں نہ کرنا یہ ادب لوگوں میں رائج تو ہے لیکن شرعی حکم نہیں ہے۔ شرعی حکم تو یہ ہے کہ قبلے کی طرف تھوکنا منع ہے۔ نزع کی حالت میں مردے کا منہ قبلے کی طرف کیا جاتا ہے۔ اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ قریب المرگ شخص کو جنوباً وشمالاً لٹایا جائے اور اس کا سر شمال کی طرف ہو اور منہ قبلہ کی طرف کیا جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ قریب المرگ شخص کو شرقاً وغرباً چت لٹایا جائے پاؤں قبلے کی طرف ہوں اور سرہانے کوئی تکیہ وغیرہ رکھ کر اس کے سر کو اونچا کیا جائے۔ تو یہاں بھی دیکھیے اس کے پاؤں قبلے کی طرف ہیں۔ اسی طرح معذور شخص کی نماز کی کیفیت سے متعلق بھی فقہاء نے ایک جزیہ لکھا ہے کہ معذور شخص کو بیڈ وغیرہ پر لٹایا جائے اور اس کے پاؤں قبلے کی طرف ہوں اور سرہانے کوئی تکیہ وغیرہ رکھ کر اس کے سر کو اُونچا رکھا جائے اور وہ سر کے اشارے سے نماز پڑھے۔ یہاں بھی اس کے پاؤں قبلہ رخ ہیں۔ لہٰذا میت کو لیجاتے وقت اگر راستہ میں اس کے پاؤں قبلے کی طرف ہوگئے تو کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا پس اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۵۹ قَالَ

اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ○ اس کی

الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۶۰ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ

قوم کے سرداروں نے کہا ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں ○ فرمایا اے میری قوم میں

بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۶۱ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ

ہرگز گمراہ نہیں ہوں لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں ○ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں

وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۶۲ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ

اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ○ کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا کہ

ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۶۳

تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ

اور تاکہ تم رحم کیے جاؤ ○ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۶۴ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ ع ۱۵

تھے انہیں غرق کر دیا بے شک وہ لوگ اندھے تھے ○ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا فرمایا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۶۵ قَالَ الْمَلَاُ

اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں سو کیا تم ڈرتے نہیں ○ اس کی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ

قوم کے کافر سردار بولے ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں اور ہم تجھے جھوٹا

الْكٰذِبِيْنَ ۶۶ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ

خیال کرتے ہیں ○ فرمایا اے میری قوم میں بے وقوف نہیں ہوں لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَعَجِبْتُمْ

بھیجا ہوا ہوں ○ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں کیا تمہیں تعجب ہوا

اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۭ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ

کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی تا کہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب کہ

جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ

تمہیں قوم نوح کے بعد جانشین بنایا اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلاؤ زیادہ دیا

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ

سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم نجات پاؤ ○ انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی

وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾

بندگی کریں اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے انہیں چھوڑ دیں پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ لے آ اگر تو سچا ہے ○

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ

فرمایا تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا مجھ سے ان

اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ

ناموں پر کیوں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کیے ہیں اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

سو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں ○ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے

مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِلٰى ثَمُوْدَ

بچا لیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ مومن نہیں تھے ○ اور ثمود کی طرف

اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ

ان کے بھائی صالح کو بھیجا فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہیں

جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ

تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے نشانی ہے سو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی

فِيٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾

زمین میں کھائے اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا ○

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ

اور یاد کرو جب کہ تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں جگہ دی کہ

تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ

نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو سو اللہ کے احسان

اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا

یاد کرو اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو ○ اس قوم کے متکبر سرداروں نے

مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا

غریبوں سے کہا جو ایمان لا چکے تھے کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح کو

مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا

اس کے رب نے بھیجا ہے انہوں نے کہا جو وہ لے کر آیا ہے ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں ○ متکبروں نے کہا

اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ

جس پر تمہیں یقین ہے ہم اسے نہیں مانتے ○ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی

وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

اور کہا اے صالح لے آ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے اگر تو رسول ہے ○ پس انہیں

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ

زلزلہ نے آ پکڑا پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے ○ پھر صالح ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمایا اے میری قوم

لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾

میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے ○

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ

اور لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم کو کہا کیا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو کہ تم سے پہلے اسے جہان میں

مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ

کسی نے نہیں کیا ۞ بے شک تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شہوت رانی کرتے ہو بلکہ

اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿٨١﴾ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ

تم حد سے بڑھنے والے ہو ۞ اور اس کی قوم نے کوئی جواب نہیں دیا مگر یہی کہا کہ انہیں اپنے شہر سے

مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڮ

نکال دو یہ لوگ بہت ہی پاک بننا چاہتے ہیں ۞ پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی

كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

بیوی کے بچالیا کہ وہ وہاں رہنے والوں میں رہ گئی ۞ اور ہم نے ان پر مینہ برسایا پھر دیکھیے گنہ گاروں کا کیا

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ ع وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

انجام ہوا ۞ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ

اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے

وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ

سو ماپ اور تول کو پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد

بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ

فساد مت کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم ایمان دار ہو ۞ اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ

تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ

اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں ٹیڑھا پن تلاش کرو

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم تھوڑے تھے اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ

انجام کیا ہوا ہے ۞ اور اگر تم میں سے ایک جماعت اس پر ایمان لے آئی ہے جو میرے ذریعے سے بھیجا گیا ہے

وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾
اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی پس صبر کرو جب تک اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے○

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ

اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا اے شعیب ہم تجھے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ قَالَ اَوَلَوْ

اور انہیں جو تجھ پر ایمان لائے ہیں اپنے شہر سے ضرور نکال دینگے یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آجاؤ فرمایا کیا اگرچہ ہم

كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝۸۸ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ

اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں ۝ ہم تو اللہ پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آئیں بعد

اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۭ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ

اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دی ہے اور ہمیں یہ حق نہیں کہ تمہارے دین میں لوٹ کر آئیں مگر یہ کہ اللہ چاہے

رَبُّنَا ۭ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۭ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ

جو ہمارا رب ہے ہمارے رب کا علم ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اے رب ہمارے ہمارے اور ہماری قوم کے

قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝۸۹ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

درمیان حق کے موافق فیصلہ کر دے اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ۝ اس کی قوم میں سے جو کافر سردار تھے انہوں نے کہا

مِنْ قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝۹۰ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

اگر تم شعیب کی تابعداری کرو گے تو بے شک نقصان اٹھاؤ گے ۝ پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝۹۱ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا

پھر وہ صبح تک اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے ۝ جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا گویا کہ وہ وہاں کبھی

ع فِيْهَا ڔ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝۹۲ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ

بسے ہی نہیں تھے جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے ۝ پھر ان سے منہ پھیرا اور کہا

يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰي قَوْمٍ

اے میری قوم تحقیق میں نے تمہیں اپنے رب کے احکام پہنچا دیے اور میں نے تمہارے لیے خیر خواہی کی پھر کافروں کی قوم پر

ع كٰفِرِيْنَ ۝۹۳ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَاۗءِ

کیونکر غم کھاؤں ۝ اور ہم نے کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے لوگوں کو سختی

وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿٩٤﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ

اور تکلیف میں پکڑا تا کہ وہ عاجزی کریں ○ پھر ہم نے برائی کی جگہ بھلائی بدل دی

حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

یہاں تک کہ وہ زیادہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادوں کو بھی تکلیف اور خوشی کا وقت آیا تھا پھر ہم نے انہیں اچانک پکڑا اور ان کو

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٩٥﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ

خبر ہی نہ ہوئی ○ اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٦﴾ اَفَاَمِنَ

نعمتوں کے دروازے کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا پھر ہم نے انہیں ان کے اعمال کے سبب سے گرفت کی ○ کیا

اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿٩٧﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ

بستیوں والے نڈر ہو چکے ہیں کہ ہماری طرف سے ان پر رات کو عذاب آئے جب وہ سو رہے ہوں ○ یا بستیوں والے

الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿٩٨﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ

اس بات سے نڈر ہو چکے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے جب وہ کھیل رہے ہوں ○ کیا وہ اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر

فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩٩﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ ع

ہو گئے ہیں پس اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر نہیں ہوتے مگر نقصان اٹھانے والے ○ کیا ان لوگوں پر جو زمین کے وارث

الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَنَطْبَعُ

ہوئے ہیں وہاں کے لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد یہ ظاہر نہیں ہوا کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں ان کے گناہوں کے سبب سے پکڑ لیں

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا

اور ہم نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے پس وہ نہیں سنتے ○ یہ بستیاں ہیں جن کے کچھ حالات ہم تمہیں سناتے ہیں

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا

بے شک ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے تھے پھر اس بات پر ہرگز ایمان نہ لائے جسے پہلے

مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠١﴾ وَمَا وَجَدْنَا

جھٹلا چکے تھے کافروں کے دلوں پر اللہ اسی طرح مہر لگا دیتا ہے ○ اور ہم نے ان کے

لِأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ ۖ وَإِن وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِن

اکثر لوگوں میں عہد کا نباہ نہیں پایا اور ان میں اکثر کو نافرمان پایا ○ اس کے بعد ہم نے

بَعْدِهِم مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَظَلَمُوا بِهَا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ

موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا پھر انہوں نے نشانیوں سے بے انصافی کی پھر دیکھ

عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٠٣﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ

مفسدوں کا انجام کیا ہوا ○ اور موسیٰ نے کہا اے فرعون بے شک میں رب العالمین کی طرف سے

الْعَالَمِينَ ﴿١٠٤﴾ حَقِيقٌ عَلَىٰ أَن لَّا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُم

رسول ہو کر آیا ہوں ○ میرے لیے یہی مناسب ہے کہ سوائے سچ کے کوئی بات خدا کی طرف منسوب نہ کروں میں تمہارے

بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٠٥﴾ قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ

رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک بڑی دلیل لایا ہوں پس بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے ○ کہا اگر تو کوئی

بِآيَةٍ فَأْتِ بِهَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٠٦﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ

نشانی لے کر آیا ہے تو وہ لا اگر تو سچا ہے ○ پھر اس نے اپنا عصا ڈال دیا وہ

ع ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٠٧﴾ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ﴿١٠٨﴾

اسی وقت صریح اژدہا ہو گیا ○ اور اپنا ہاتھ نکالا تو اسی وقت دیکھنے والوں کیلئے سفید نظر آنے لگا ○

افاداتِ محمود:

فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ الخ

سحر میں کسی شئی کی حقیقت تبدیل نہیں ہوتی، فقط نظر کا دھوکا ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جب اژدھا بن گیا تھا تو اس نے ستر ہزار رسیاں ہڑپ کر لی تھیں، لیکن جب دوبارہ عصا بن گیا تو نہ اس کے حجم میں کوئی اضافہ ہوا اور نہ لمبائی وغیرہ کے اعتبار سے کچھ فرق نظر آیا۔ اگر جادو ہوتا تو عصا بننے کے بعد وہ رسیاں باہر آ جاتیں۔ چونکہ یہ معجزہ تھا، لہٰذا ستر ہزار رسیوں کا کوئی اثر محسوس نہیں ہوا۔ عصا ویسے کا ویسا ہی رہا۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ

فرعون کی قوم کے

قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۹﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا

سرداروں نے کہا بے شک یہ بڑا ماہر جادو گر ہے ○ تمہیں تمہارے ملک سے نکالنا چاہتا ہے پس تم کیا

تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ

مشورہ دیتے ہو ○ انہوں نے کہا کہ اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دے اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیج دے ○ تاکہ تیرے

سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ

پاس ماہر جادوگر کو لے آئیں ○ اور جادوگر فرعون کے پاس آئے کہا ہم اگر غالب آئے تو ہمیں کچھ

الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ

صلہ بھی ملے گا ○ کہا ہاں اور بے شک تم مقرب ہو جاؤ گے ○ کہا اے موسیٰ یا تو

تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا

تو ڈال یا ہم ڈالتے ہیں ○ کہا تم ڈالو پس جب

سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ

انہوں نے ڈالا لوگوں کی نظر بندی کردی اور انہیں ڈرا دیا اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھایا ○ اور ہم نے

اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ

موسیٰ کو وحی کے ذریعے سے حکم دیا کہ اپنا عصا ڈال دے سو وہ اُسی وقت نگلنے لگا جو کھیل انہوں نے بنا رکھا تھا ○ پھر

الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

حق ظاہر ہو گیا اور جو انہوں نے بنایا تھا وہ غلط ہو گیا ○ پھر اس جگہ ہار گئے اور ذلیل ہو کر لوٹے ○

وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى

اور جادوگر سجدہ میں گر پڑے ○ کہا ہم رب العالمین پر ایمان لائے جو موسیٰ اور

وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ

ہارون کا رب ہے ○ فرعون نے کہا تم اس پر میری اجازت سے پہلے ہی ایمان لے آئے یہ تو مکر ہے

مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَاُقَطِّعَنَّ

جو تم سب نے اس شہر میں بنایا ہے تا کہ اس شہر کے رہنے والوں کو نکال دو سو اب تمہیں معلوم ہو جائیگا ○ میں ضرور

اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى

تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف سے پاؤں کاٹوں گا پھر تم سب کو سولی پر چڑھا دوں گا ○ انہوں نے کہا ہمیں تو

رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ

اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہی ہے ○ اور تمہیں ہم سے یہی دشمنی ہے کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں کو مان لیا جب وہ ہمارے پاس آئیں

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ ع ۱۴

اے ہمارے رب ہمارے اوپر صبر ڈال اور ہمیں مسلمان کر کے موت دے ○

افاداتِ محمود:

قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

یہ جادوگر فرعون کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے تھے، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے انھیں ایمان کی دولت سے مالا مال فرمایا، تو انھیں صرف پانچ دس منٹ میں ایسی قوت اور جبروت نصیب ہوئی کہ فرعون نے ان کو ڈرایا دھمکایا اور خوفزدہ کیا۔ اس نے دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ ایمان سے پھر جاؤ، ورنہ میں تمہیں عبرت آموز سزائیں دونگا تو وہ انتہائی بے باکانہ انداز میں فرعون سے کہنے لگے:

"فاقض ماانت قاض الخ" (سورۂ طٰہٰ پ ۱۶)

تو جو فیصلہ کرنے والا ہے کر گزر، یعنی اپنی تمام جباریت آزما کر دیکھ، لیکن ہمیں ایمان کی ایسی حلاوت نصیب ہو چکی ہے کہ اب نہیں پھریں گے۔ اب تو ایمان پر ہی ثابت قدم رہیں گے۔

آج کل کے ساحران کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ یہ وقت کے فرعون کے آگے سجدہ تو نہیں کرتے، لیکن لوگوں کا ایمان اتنا کمزور ہے کہ ڈرتے ہیں، بات نہیں کر سکتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آنے والے جادوگروں کا ایمان صرف چند منٹ میں اتنا مضبوط بن گیا تھا کہ انھوں نے فرعون کے سامنے ایمان کا علم بلند کیا، لیکن آج کل ۶۰، ۷۰، ۸۰ سال کا ایمان اتنا کمزور ہے کہ بے دینی اور بے عملی کے مقابلہ میں یہ لوگ چپ ہیں بول نہیں سکتے۔ حاکموں کا خوف دلوں میں ایسا راسخ ہے کہ اظہار کی جرأت سے کاملاً محروم ہیں۔

وَقَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِ فِرۡعَوۡنَ

اور فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا

اَتَذَرُ مُوۡسٰى وَقَوۡمَهٗ لِيُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ

کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑتا ہے تاکہ وہ ملک میں فساد کریں اور تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑ دے کہا

سَنُقَتِّلُ اَبۡنَآءَهُمۡ وَنَسۡتَحۡىٖ نِسَآءَهُمۡ ۚ وَاِنَّا فَوۡقَهُمۡ قٰهِرُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ

ہم ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھیں گے اور بیشک ہم ان پر غالب ہیں ○ موسیٰ نے

مُوۡسٰى لِقَوۡمِهِ اسۡتَعِيۡنُوۡا بِاللّٰهِ وَاصۡبِرُوۡا ۚ اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰهِ ۙ يُوۡرِثُهَا

اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو بیشک زمین اللہ کی ہے اپنے

مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوۡۤا اُوۡذِيۡنَا مِنۡ قَبۡلِ

بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنا دے اور انجام بخیر پرہیزگاروں کا ہی ہوتا ہے ○ انہوں نے کہا تیرے آنے سے پہلے بھی

اَنۡ تَاۡتِيَنَا وَمِنۡۢ بَعۡدِ مَا جِئۡتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يُّهۡلِكَ عَدُوَّكُمۡ

ہمیں تکلیفیں دی گئیں اور تیرے آنے کے بعد بھی فرمایا تمہارا رب بہت جلد تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا

ع وَيَسۡتَخۡلِفَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرَ كَيۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۹﴾ وَلَقَدۡ اَخَذۡنَاۤ اٰلَ

اور اس کی بجائے تمہیں اس سرزمین کا مالک بنا دیگا پھر دیکھے گا تم کیا کرتے ہو ○ اور ہم نے

فِرۡعَوۡنَ بِالسِّنِيۡنَ وَنَقۡصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا جَآءَتۡهُمُ

فرعون والوں کو قحطوں میں اور میووں کی کمی میں پکڑ لیا تاکہ وہ نصیحت مانیں ○ جب ان پر

الۡحَسَنَةُ قَالُوۡا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوۡا بِمُوۡسٰى وَمَنۡ مَّعَهٗ ؕ

خوشحالی آتی تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لیے ہونا ہی چاہیے اور اگر انہیں کوئی بدحالی پیش آتی تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے

اَلَاۤ اِنَّمَا طٰۤـئِرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوۡا مَهۡمَا

یاد رکھو ان کی نحوست اللہ کے علم میں ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ○ اور کہا جو کوئی

تَاۡتِنَا بِهٖ مِنۡ اٰيَةٍ لِّتَسۡحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحۡنُ لَكَ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمُ

نشانی تو ہمارے پاس لائے گا کہ ہم پر اس کے ذریعہ سے جادو کرے سو ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائینگے ○ پھر ہم نے ان پر

الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا

طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون یہ سب کھلے کھلے معجزے بھیجے پھر بھی اُنہوں نے تکبر ہی کیا

وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿١٣٣﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ

اور لوگ گنہ گار تھے ○ اور جب اُن پر کوئی عذاب آتا تو کہتے اے موسیٰ ہمارے لیے

لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ ۖ لَئِن كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ

اپنے رب سے دُعا کر جس کا اس نے تجھ سے عہد کر رکھا ہے اگر تو نے ہم سے یہ عذاب دُور کر دیا تو بے شک ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے

وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٣٤﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ

اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دیں گے ○ پھر جب ہم نے ان سے ایک مدت تک عذاب اُٹھالیا کہ

هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ﴿١٣٥﴾ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ

انہیں اس مدت تک پہنچنا تھا اس وقت وہ عہد توڑ ڈالتے ○ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا پھر ہم نے انہیں دریا میں ڈبو دیا اس لیے کہ

بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿١٣٦﴾ وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ

انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل تھے ○ اور ہم نے

الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا

ان لوگوں کو وارث کر دیا جو اس زمین کے مشرق و مغرب میں کمزور سمجھے جاتے تھے کہ جس میں ہم نے برکت

فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا ۖ

رکھی ہے اور تیرے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کے باعث پورا ہو گیا

وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ﴿١٣٧﴾ وَجَاوَزْنَا

اور فرعون اور اس کی قوم نے جو کچھ بنایا تھا ہم نے اُسے تباہ کر دیا اور جو وہ اونچی عمارتیں بناتے تھے ○ اور ہم نے

بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰ أَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ

بنی اسرائیل کو دریا میں پار اتارا تو ایک ایسی قوم پر پہنچے جو اپنے بتوں کے پوجنے میں لگے ہوئے تھے

قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَل لَّنَا إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ ۚ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿١٣٨﴾

کہا اے موسیٰ ہمیں بھی ایک ایسا معبود بنا دے جیسے ان کے معبود ہیں فرمایا بے شک تم لوگ جاہل ہو ○

إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ وَبَٰطِلٌ مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١٣٩﴾ قَالَ أَغَيْرَ

یہ لوگ جس چیز میں لگے ہوئے ہیں وہ تباہ ہونے والی ہے اور جو وہ کر رہے ہیں وہ غلط ہے ○ کہا کیا

ٱللَّهِ أَبْغِيكُمْ إِلَٰهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٤٠﴾ وَإِذْ أَنجَيْنَٰكُم مِّنْ

اللہ کے سوا تمہارے لیے اور معبود بنا دوں حالانکہ اس نے تمہیں سارے جہان پر فضیلت دی ہے ○ اور یاد کرو جب ہم نے

ءَالِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوٓءَ ٱلْعَذَابِ ۖ يُقَتِّلُونَ أَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ

تمہیں فرعون والوں سے نجات دی جو تمہیں برا عذاب دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے

وَفِى ذَٰلِكُم بَلَآءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿١٤١﴾ وَوَٰعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَٰثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَٰهَا ع

اور اس میں تمہارے رب کا بڑا احسان تھا ○ اور موسیٰ سے ہم نے تیس رات کا وعدہ کیا اور انہیں اور

بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَٰتُ رَبِّهِۦٓ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَٰرُونَ

دس سے پورا کیا پھر تیرے رب کی مدت چالیس راتیں پوری ہوگئی اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ

ٱخْلُفْنِى فِى قَوْمِى وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿١٤٢﴾ وَلَمَّا جَآءَ

میری قوم میں میرا جانشین رہ اور اصلاح کرتے رہو اور مفسدوں کی راہ پر مت چل ○ اور جب موسیٰ ہمارے

مُوسَىٰ لِمِيقَٰتِنَا وَكَلَّمَهُۥ رَبُّهُۥ قَالَ رَبِّ أَرِنِىٓ أَنظُرْ إِلَيْكَ ۚ قَالَ لَن تَرَىٰنِى

مقرر کردہ وقت پر آئے اور ان کے رب نے ان سے باتیں کیں تو عرض کیا کہ اے میرے رب مجھے دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا کہ تو مجھے

وَلَٰكِنِ ٱنظُرْ إِلَى ٱلْجَبَلِ فَإِنِ ٱسْتَقَرَّ مَكَانَهُۥ فَسَوْفَ تَرَىٰنِى ۚ فَلَمَّا تَجَلَّىٰ

ہرگز نہیں دیکھ سکتا لیکن تو پہاڑ کی طرف دیکھتا رہ اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو تو مجھے دیکھ سکے گا پھر جب اس کے رب نے پہاڑ کی طرف

رَبُّهُۥ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُۥ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ أَفَاقَ قَالَ سُبْحَٰنَكَ

تجلی کی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر جب ہوش میں آئے عرض کی کہ تیری ذات پاک ہے

تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٤٣﴾ قَالَ يَٰمُوسَىٰٓ إِنِّى ٱصْطَفَيْتُكَ عَلَى ٱلنَّاسِ

میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا یقین لانیوالا ہوں ○ فرمایا اے موسیٰ میں نے پیغمبری اور ہم کلامی سے دوسرے

بِرِسَٰلَٰتِى وَبِكَلَٰمِى فَخُذْ مَآ ءَاتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴿١٤٤﴾ وَكَتَبْنَا لَهُۥ فِى

لوگوں پر تجھے امتیاز دیا ہے جو کچھ میں نے تجھے عطا کیا ہے اسے لے لو اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ ○ اور ہم نے اسے

الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ
تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی سو انہیں مضبوطی سے پکڑ لے
وَّأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا ۚ سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ ﴿١٤٥﴾ سَأَصْرِفُ
اور اپنی قوم کو حکم کر کہ اس کی بہتر باتوں پر عمل کریں عنقریب میں تمہیں نافرمانوں کا ٹھکانا دکھاؤں گا ۝ پھر میں اپنی
عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ وَإِن يَرَوْا كُلَّ
آیتوں سے انہیں پھیر دوں گا جو زمین ناحق تکبر کرتے ہیں اور اگر وہ ساری
آيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِن
نشانیاں بھی دیکھ لیں تو بھی ایمان نہیں لائیں گے اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اسے اپنی راہ نہیں بنائیں گے اور اگر
يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا
گمراہی کی راہ دیکھیں تو اسے اپنا راستہ بنائیں گے یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے
عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿١٤٦﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ
بے خبر رہے ۝ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا ان کے اعمال
أَعْمَالُهُمْ ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤٧﴾ ع
ضائع ہو گئے انہیں وہی سزا دی جائے گی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ۝

افاداتِ محمود:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چلے کے لیے تشریف لے گئے تھے اور پیچھے حضرت ہارون کو بنی اسرائیل کے انتظامی اور ریاستی امور کے لیے بطور خلیفہ چھوڑ گئے تھے۔ آپ کے چلہ کشی کا پہلا وقت یکم ذی قعدہ سے ۳۰ ذی قعدہ تک ہے۔ پھر مزید ۱۰ دن ذی الحج کے ملا کر پورے چالیس دن چلہ فرمایا۔

وَوٰعَدْنَا مُوسٰى ثَلٰثِيْنَ الخ

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ۳۰ دن کے بعد مسواک فرمائی تھی جس کی وجہ سے منہ سے پہلی والی خوشبو زائل ہو گئی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ

لخلوف فم الصائم اطیب عندالله من المسک ۝ (الترغیب)

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا دس دن مزید بڑھاؤ۔

وَخَرَّ مُوسٰى صَعِقًا الخ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو میں دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہوئے ہوں گے۔ یا تو اس وجہ سے کہ وہ مجھ سے پہلے بیدار ہوئے ہوں گے یا اس وجہ سے کہ دنیا میں چونکہ تجلیات ربانیہ کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے، لہٰذا قیامت کے روز کی بے ہوشی سے محفوظ رہیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلا حجاب شرف مکالمہ سے سرفراز فرمایا تو حضرت موسیٰ دیدارِ خداوندی کے لیے بے تاب ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مشاہدہ بالعین نہیں کر سکتے ہو۔ البتہ کوہ طور پر نظر رکھئے۔ میں اس پر نور کی تجلی اور ایک جھلک ڈال دیتا ہوں تا کہ آپ کو اندازہ ہو جائے۔ چنانچہ جب پہاڑ پر تجلی پڑی تو پہاڑ جل کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔

وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا الخ

یہاں بظاہر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ تورات کتاب اللہ ہونے کی وجہ سے تمام اچھی باتوں پر مشتمل تھی تو پھر کیسے فرمایا گیا کہ...... يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا

یعنی اس میں سے اچھی اچھی باتیں لے لیا کریں؟ جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں اسم تفضیل کا صیغہ استعمال فرمایا گیا ہے جو اس بات کی طرف مشیر ہے کہ بعض باتیں حسن ہیں اور بعض احسن ہیں۔ جیسے تورات میں تھا کہ ظالم سے بدلہ لینا جائز ہے، لہٰذا یہ حسن ہے، لیکن معاف کر دینا، یہ احسن ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے......

وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا الخ (سورہ نساء ۸۶)

اور جب تمہیں دعاء دی جائے سلامتی کی تو تم اس سے بہتر دعا دو یا وہی لوٹا دو۔

اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو وہ جواب میں کہے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، یہ جائز ہے اور اگر جواب میں کہے ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' تو یہ احسن ہے اسی طرح مقتول کے ورثاء کے لیے دیت لینا جائز ہے، لیکن معاف کر دیں تو احسن ہے۔ تو اس آیت میں ''احسن'' کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سفر میں روزہ رکھنا عزیمت اور احسن ہے، بشرطیکہ مسافر کے ہلاک ہونے اور بیمار ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو۔

سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ الخ

یہاں مصر کی حکومت مراد ہے یعنی اگر تم احکام خداوندی کی تعمیل کرو گے تو تمہیں مصر کی حکومت دے دی جائے گی جو فاسقوں کے پاس ہے۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى

اور موسیٰ کی قوم نے

مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ

اس کے بعد اپنے زیوروں سے بچھڑا بنالیا ایک جسم تھا جس میں گائے کی آواز آتی تھی کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ اُن سے بات بھی

منزل۲ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِیْٓ

نہیں کرتا اور نہ ہی انہیں راہ بتاتا ہے اسے معبود بنالیا اور وہ ظالم تھے ○ اور جب

اَیْدِیْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَیَغْفِرْ لَنَا

نادم ہوئے اور معلوم کیا کہ بیشک وہ گمراہ ہوگئے تھے تو کہنے لگے کہ اگر ہمارے رب نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمیں نہ بخشا تو

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ

بے شک ہم نقصان پانے والوں میں سے ہوں گے ○ اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے

اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ

واپس آئے تو فرمایا تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت کی کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی جلد بازی کرلی اور تختیاں

وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗٓ اِلَیْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ

پھینک دیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑا اسے اپنی طرف کھینچنے لگا اس نے کہا کہ اے میری ماں کے بیٹے لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا

وَكَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ

اور قریب تھے کہ مجھے مار ڈالیں سو مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسا اور مجھے گنہ گار لوگوں میں

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ

نہ ملا ○ کہا اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر اور تو

ع ۱۸ ۸ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۵۱﴾

سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ○

افاداتِ محمود:

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا الخ

قبطیوں کے زیورات تھے۔ ان سے یہ بنی اسرائیل کے قبضہ میں آ گئے۔ سامری نے ان کا بچھڑا بنایا۔ اُس

نے بتایا کہ اُسے کسی ذریعہ سے اسے معلوم ہوگیا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کا گھوڑا جہاں قدم رکھتا ہے، وہاں سبزہ اُگتا ہے۔ اس مٹی میں آثار حیات ہیں۔ اُس نے وہ مٹی اس بچھڑے کے ساتھ لگائی تو وہ بولنے لگا۔

حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے۔ اس کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بڑے بھائی پر غصہ کھانا اس سبب سے تھا کہ انسانی طبائع تکوینی طور پر مختلف ہوتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ میں دینی حمیت وغیرت بہت زیادہ تھی اور جلالی طبیعت کے مالک تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام خود نبی تھے لیکن نرم مزاج اور لطیف الطبع تھے۔

وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ الخ

یہاں بظاہر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے بڑے بھائی اور ایک پیغمبر کی توہین کی؟ اصل بات یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی طبیعت ہی ایسے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ان سے برداشت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ خاتم الانبیاء علیہ السلام کے متعلق متعدد روایات میں وارد ہوا ہے کہ خلاف شرع بات سن کر یا دیکھ کر آپ کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ یہاں بھی یہی معاملہ ہے۔ حضرت موسیٰؑ یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید حضرت ہارونؑ نے طبعی نرمی کی وجہ سے اپنی بھرپور صلاحیتوں سے فائدہ نہیں اٹھایا اور قوم شرک میں مبتلا ہوگئی۔ قَالَ ابْنَ اُمَّ الخ حضرت ہارون نے حضرت موسیٰؑ کو ماں شریک بھائی کہہ کر پکارا۔ اس وجہ سے کہ شفقت مادری زیادہ ہوتی ہے ورنہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حقیقی اور عینی بھائی تھے محض اخیافی بھائی نہ تھے۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن

بیشک جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا انہیں ان کے رب کی طرف سے غضب

رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿١٥٢﴾ وَالَّذِينَ

اور دنیا کی زندگی میں ذلت پہنچے گی اور ہم بہتان باندھنے والوں کو یہی سزا دیتے ہیں ○ اور جنہوں نے

عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا

برے کام کئے پھر اس کے بعد توبہ کی اور ایمان لے آئے تو بے شک تیرا رب توبہ کے بعد

لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٥٣﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ ۖ وَفِي

البتہ بخشنے والا مہربان ہے ○ اور جب موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو اس نے تختیوں کو اٹھایا اور جو

نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ﴿١٥٤﴾ وَاخْتَارَ مُوسَىٰ

ان میں لکھا ہوا تھا اس میں ان کے واسطے ہدایت اور رحمت تھی جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور موسیٰ نے

قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا ۖ فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ

اپنی قوم میں سے ستر مرد ہمارے وعدہ گاہ پر لانے کے لیے چن لیے پھر جب انہیں زلزلہ نے پکڑا تو کہا کہ اے میرے رب اگر تو چاہتا تو

أَهْلَكْتَهُم مِّن قَبْلُ وَإِيَّايَ ۖ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا ۖ إِنْ هِيَ

پہلے ہی انہیں اور مجھے ہلاک کر دیتا کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے جو ہماری قوم کے بیوقوفوں نے کیا یہ سب

إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَاءُ وَتَهْدِي مَن تَشَاءُ ۖ أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا

تیری آزمائش ہے جسے تو چاہے اس سے گمراہ کر دے اور جسے چاہے سیدھا رکھے تو ہی ہمارا کارساز ہے سو ہمیں بخش دے

وَارْحَمْنَا ۖ وَأَنتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ﴿١٥٥﴾ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي

اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے ○ اور ہمارے لیے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ

الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۖ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ

ہم نے تیری طرف رجوع کیا فرمایا میں اپنا عذاب جسے چاہتا ہوں کرتا ہوں اور میری رحمت سب

كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم

چیزوں سے وسیع ہے پس وہ رحمت ان کے لیے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے اور جو ہماری

بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ

آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ○ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں اور جو نبی امی ہے جسے اپنے ہاں

مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ

تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور برے

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ

کام سے روکتا ہے اور ان کے لیے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے

اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ

بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے جو ان پر تھیں سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اُسے مدد دی

وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ ع

اور اس کے نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے یہی لوگ نجات پانے والے ہیں ○

افاداتِ محمود:

رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ الخ

دو میقات ہیں۔ ایک تو وہ ہے جو حضرت موسیٰ چالیس دن کوہ طور پر رہے اور ان کو تورات ملی۔ دوسرا میقات وہ ہے کہ قوم نے کلام الٰہی سننے کا اشتیاق کیا تھا۔ حضرت موسیٰ قوم کے ۷۰ سرکردہ افراد کو ساتھ لے کر کوہ طور پر تشریف لے گئے تھے۔ جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا تو کہنے لگے کہ ہم اس وقت تک کلام الٰہی کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کو تسلیم نہیں کریں گے جب تک اللہ تعالیٰ کو دیکھ نہ لیں۔ اس پر ایک زلزلہ آیا اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ یہاں اسی میقات کا ذکر ہے۔

اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ۭ الخ

ہاد یہود بمعنی رجع ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

کہہ دو اے لوگو

اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں

هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی پر جو کہ اللہ پر اور اس کے

وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ

سب کلاموں پر یقین رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو تا کہ تم راہ پاؤ ○ اور موسیٰ کی قوم میں سے ایک جماعت ہے جو حق کی راہ بتاتے ہیں

بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَىْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۚ وَاَوْحَيْنَآ

اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں ○ اور ہم نے انہیں جدا جدا کر دیا بارہ دادوں کی اولاد جو بڑی بڑی جماعتیں تھیں اور

اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ

موسیٰ کو ہم نے حکم بھیجا جب اس کی قوم نے اس سے پانی مانگا کہ اپنی لاٹھی اس پتھر پر مار تو اس سے

مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ

بارہ چشمے پھوٹ نکلے ہر قبیلہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا اور ہم نے ان پر

الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا

ابر کا سایا کیا اور ہم نے ان پر من اور سلویٰ اتارا ہم نے جو ستھری چیزیں تمہیں دی ہیں وہ کھاؤ اور

ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ

انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے ○ اور جب انہیں حکم دیا گیا کہ تم اس

الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ

بستی میں جا کر رہو اور وہاں جہاں سے تم چاہو کھاؤ اور زبان سے یہ کہتے جاؤ توبہ ہے اور دروازہ میں جھک کر داخل ہو ہم تمہاری

لَكُمْ خَطِيْٓــٰٔتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ

غلطیاں معاف کر دیں گے اور نیکو کاروں کو اور زیادہ اجر دیں گے ○ سو ان میں سے ظالموں نے دوسرا لفظ اس کے سوا

الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿۱۶۲﴾	ع
بدل دیا جو ان سے کہا گیا تھا پھر ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا اس لیے کہ وہ ظلم کرتے تھے ○	

افاداتِ محمود:

أَسْبَاطًا أُمَمًا الخ

بنی اسرائیل کے بارہ قبائل تھے، کیونکہ حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے۔ ہر بیٹے کے نام پر ایک قبیلہ مشہور ہوا۔ ہر قبیلہ کو سبط کہتے ہیں جس کی جمع اسباط ہے۔

اسْكُنُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ الخ

اکثر مفسرین نے اس سے اریحا بستی مراد لی ہے جو بیت المقدس کے سامنے واقع ہے۔ اس کے قریب سرخ ٹیلے پر حضرت موسیٰؑ کی قبر ہے اور اس جگہ جو دریا ہے اسے بحر میت کہتے ہیں۔

(۱) ایک تو اس وجہ سے کہ مچھلیاں جب سمندر کے دوسرے حصوں سے یہاں آتی ہیں تو مر جاتی ہیں کیونکہ حیات کے لیے جو آکسیجن درکار ہے وہ یہاں نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اس کو بحر میت کہتے ہیں۔

(۲) آج تک بیت المقدس اور دریا اردن کے اس درمیانی حصے کو بحر میت کہتے ہیں یہ قوم لوط کے عذاب کی ایک ایسی نشانی ہے جو رہتی دنیا تک یاد رکھی جائے گی اور عبرت حاصل کرنے کے لیے نہ ختم ہونے والی نشانی ہے۔

(۳) اس وجہ سے کہ اس دریا کا پانی مر چکا ہے یعنی تکوینی طور پر پانی کی ایک خاص طبیعت ہوتی ہے، یہ اس سے ہٹ چکا ہے۔ بحر کا اصول یہ ہے کہ ساحل کی سطح بلند ہوتی ہے اور دریا کے پانی کی سطح نیچے ہوتی ہے۔ پانی طبعاً مائل الی الاسفل ہوتا ہے یعنی پستی کی طرف مائل لیکن اس دریا کا حال یہ ہے کہ اگر اس کی تہہ میں ۱۰ میٹر نیچے پتھر وغیرہ چلا جائے تو وہاں پانی نہیں ہے یعنی یہ پانی نیچے نہیں جاتا، لہٰذا ما بقی علی طبعه فهو حی ای مائل الی الاسفل، یعنی پانی جب تک اپنی طبیعت پر قائم ہے تو وہ زندہ ہے یعنی مائل الی الاسفل ہے اور جب مائل الی الاسفل نہیں ہے تو وہ مردہ ہے۔ اس وجہ سے اس کو بحر میت کہتے ہیں۔

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ
اور ان سے اس بستی کا حال پوچھ جو دریا کے کنارے پر تھی جب ہفتہ کے معاملہ میں حد سے

تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ
بڑھنے لگے جب ان کے پاس مچھلیاں ہفتہ کے دن پانی کے اوپر آنے لگیں اور جس دن ہفتہ نہ ہوتو نہ آتی تھیں ہم نے انہیں

نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ
اس طرح آزمایا اس لیے کہ وہ نافرمان تھے ○ اور جب ان میں سے ایک جماعت نے کہا ان لوگوں کو کیوں

قَوْمَا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۗ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى
نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب دینے والا ہے انہوں نے کہا تمہارے

رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ
رب کے روبرو عذر کرنے کیلئے اور شاید کہ یہ ڈر جائیں ○ پھر جب وہ بھول گئے اس چیز کو جو انہیں سمجھائی گئی تھی تو ہم نے

يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَـِٔيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا
انہیں نجات دی جو برے کام سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو ان کی نافرمانی کے باعث برے

يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٔيْنَ ﴿۱۶۶﴾
عذاب میں پکڑا ○ پھر جب وہ اس کام میں حد سے آگے بڑھ گئے جس سے روکے گئے تھے تو ہم نے حکم دیا کہ ذلیل ہونے والے بندر ہو جاؤ ○

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ
اور یاد کر جب تیرے رب نے خبر دی تھی کہ یہود پر قیامت کے دن تک ایسے شخص کو ضرور بھیجتا رہے گا جو انہیں برا

الْعَذَابِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ښ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي
عذاب دیتا رہے بیشک تیرا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے اور ہم نے انہیں ملک میں

الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۡ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ
مختلف جماعتوں میں متفرق کر دیا بعضے ان میں سے نیک ہیں اور بعضے اور طرح کے اور ہم نے انہیں بھلائیوں

وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ
اور برائیوں سے آزمایا تاکہ وہ لوٹ آئیں ○ پھر ان کے بعد ان کے ایسے جانشین ہوئے جو کتاب کے وارث بنے

يَأْخُذُونَ عَرَضَ هٰذَا الْأَدْنٰى وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَإِنْ يَأْتِهِمْ عَرَضٌ
اس ادنیٰ زندگی کا مال ومتاع لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں معاف کر دیا جائے گا اور اگر ایسا ہی مال
مِّثْلُهُ يَأْخُذُوهُ ۚ أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيثَاقُ الْكِتٰبِ أَنْ لَّا يَقُولُوا عَلَى
ان کے سامنے پھر آئے تو اسے لے لیتے ہیں کیا ان سے کتاب میں عہد نہیں لے لیا گیا تھا کہ اللہ پر سوائے سچ کے اور کچھ نہ
اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ ۗ وَالدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا
کہیں اور انہوں نے جو کچھ اس میں لکھا ہے پڑھا ہے اور آخرت کا گھر ڈرنے والوں کے لیے بہتر ہے کیا تم
تَعْقِلُونَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتٰبِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۗ إِنَّا لَا نُضِيعُ
سمجھتے نہیں ○ اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں بیشک ہم
أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ﴿۱۷۰﴾ وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ
نیکی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کریں گے ○ اور جب ہم نے ان پر پہاڑ اٹھایا گویا کہ وہ سائبان ہے
بِهِمْ ۚ خُذُوا مَا آتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۷۱﴾ ع
اور وہ ڈرے کہ ان پر گریگا ہم نے کہا جو ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑو اور جو اس میں ہے اسے یاد رکھو تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ ○

افاداتِ محمود:

وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ الخ

بنی اسرائیل نے جب ہفتہ کے روز مچھلی پکڑنے کی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کی خلاف ورزی کی تو اس وقت تین قسم کے لوگ تھے۔

(۱) عاصین (۲) مانعین (۳) ساکتین، پھر مانعین دو حصوں میں بٹ گئے تھے۔ کچھ تو وہ تھے جو ان کو نصیحت کرتے کرتے تھک گئے اور دوسرا گروہ وہ تھا جو مسلسل منع کرنے اور نصیحت کرنے پر تلا رہا اور یہ سمجھتا رہا کہ یہ لوگ مانیں یا نہ مانیں، لیکن ہمارا اجر وثواب تو یقینی ہے، لہٰذا یہاں امۃ سے مراد مانعین کا پہلا گروہ ہے جو تھک کر دوسرے گروہ کو کہنے لگے تھے کہ ان لوگوں کو نصیحت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو مانعین کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا اور عاصین ومجرمین کو پکڑ لیا اور ساکتین سے سکوت فرمایا۔ ان کے متعلق کوئی اشارہ موجود نہیں ہے کہ وہ محفوظ رہے یا ان کو بھی سزا ہوئی۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيٓ ءَادَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ

اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں انہوں نے کہا ہاں ہے ہم اقرار کرتے ہیں کبھی قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہمیں تو

هَٰذَا غَافِلِينَ ﴿١٧٢﴾ أَوْ تَقُولُوٓا إِنَّمَآ أَشْرَكَ ءَابَآؤُنَا مِن قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً

اس کی خبر نہ تھی ○ یا کہنے لگو کہ ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے شرک کیا تھا اور ہم ان کے

مِّنۢ بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ﴿١٧٣﴾ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ

بعد انکی اولاد تھے کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے جو گمراہوں نے کیا ○ اور اسی طرح ہم کھول کر آیتیں

وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٧٤﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيٓ ءَاتَيْنَاهُ ءَايَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا

بیان کرتے ہیں تا کہ وہ لوٹ آئیں ○ اور انہیں اس شخص کا حال سنا دے جسے ہم نے اپنی آیتیں دی تھیں پھر وہ اُن سے نکل گیا

فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿١٧٥﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُۥٓ أَخْلَدَ

پھر اُس کے پیچھے شیطان لگا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا ○ اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کی برکت سے اس کا رتبہ بلند کرتے لیکن وہ

إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ فَمَثَلُهُۥ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ

دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا اس کا تو ایسا حال ہے جیسے کتا اس پر تو سختی کرے تو بھی ہانپے

أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ۚ ذَّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ

اور اگر اسے چھوڑ دے تو بھی ہانپے یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا سو یہ حالات بیان کر دے

لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٧٦﴾ سَآءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنفُسَهُمْ

شاید وہ فکر کریں ○ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کی بری مثال ہے اور وہ اپنا ہی

كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿١٧٧﴾ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَأُولَٰٓئِكَ

نقصان کرتے رہے ○ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی راہ پاتا ہے اور جسے گمراہ کر دے پس

هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٧٨﴾ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ

وہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں ○ اور ہم نے دوزخ کے لیے بہت سے جن اور آدمی پیدا کئے ہیں ان کے

قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَ لَهُمْ اٰذَانٌ
دِل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ
لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾
ان سے سنتے نہیں وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں یہی لوگ غافِل ہیں ○
وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ
اور سب اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو اسے انہیں ناموں سے پکارو اور چھوڑ دو ان کو جو اللہ کے ناموں میں کجروی اختیار کرتے ہیں
سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَ مِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ
وہ اپنے کئے کی سزا پا کر رہیں گے ○ اور ان لوگوں میں سے جنہیں ہم نے پیدا کیا ایک جماعت ہے جو سچی راہ بتاتی ہے اور اسی کے
يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ ع ۱۲
موافق انصاف کرتے ہیں ○

افاداتِ محمود:

وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ الخ

یہ چند آیات بنی اسرائیل کے ایک درویش صفت بزرگ کے متعلق نازل ہوئی ہیں جس کا نام بلعم ابن باعورا ہے۔ بارہ ہزار دواتیں سیاہی کی تھیں جن سے یہ اپنے شاگردوں کو املاء کراتا تھا۔ اس نے ایک کتاب مرتب کی تھی اس کا نام تھا ''لیس للعالم صانع'' یعنی دنیا کو بنانے والا کوئی نہیں ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اسے نبوت بھی دی گئی تھی، لیکن یہ بات قرآن وحدیث کی صریح نصوص کے خلاف ہے، البتہ یہ بات درست ہے کہ یہ شخص ایک درویش صفت عالم تھا اور مستجاب الدعوات تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مخالفین نے اس کو کہا کہ تو حضرت موسیٰؑ کے خلاف دعاء مانگ۔ جب اس نے بددعاء کا ارادہ کیا تو اس کا حلق خشک ہو گیا اور اس کی زبان سے بددعاء جبارین کے حق میں نکل گئی۔ حضرت موسیٰ اور ان کے متبعین کو اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ اس نے اپنے علم پر عمل نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مستحکم آیات کو سمجھنے کے باوجود پس پشت ڈال دیا اور دنیا کی خواہشات اور چاہتوں کے پیچھے ہولیا۔ اس کی پاداش میں اسے یہ سزا ملی کہ کتے کی طرح زبان باہر لٹک گئی اور جیسے کتا ہر وقت ہانپتا رہتا ہے، یہ اسی طرح ہانپتا رہتا تھا۔ کیونکہ گناہوں کی تاثیر گرم ہے۔ وہ اگر اپنے علم پر عامل ہوتا اور اللہ کے رسول (حضرت موسیٰؑ) کے دشمنوں کا ساتھ نہ دیتا اور شیطان کی پیروی نہ کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی شان کو بلند فرما دیتے، لیکن وہ دنیوی اور سفلی لذات کے چکر میں پڑ کر گمراہ ہو گیا۔ بعض عارفین سے پوچھا گیا کہ بلعم کی یہ حالت کیوں ہوئی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ

لم یشکر یوما من الایام علی ما اعطی من العلم و لو شکر علی ذالک یوماً لما سلب عنہo

یعنی بلعم ابن باعورا نے ایک دن بھی اپنے علم پر شکرادانہیں کیا اور اگر ایک دن بھی شکرادا کر لیتا تو یہ علم اس سے سلب نہ ہوتا۔ حضرت موسیٰ کی بددعاء سے اس سے سارا علم سلب ہوگیا۔ بہر حال اس واقعہ میں علماء اور واعظین کے لیے عبرت آموز سبق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ شخص بددعاء پر خود بھی راضی نہ تھا اور پیغمبر کے خلاف بددعا کے نتیجہ اور اس پر مرتب ہونے والے اثرات سے اندیشہ کر رہا تھا لیکن بیوی کا اصرار اور بعض دشمنانِ دین و دشمنانِ پیغمبر کی طرف سے بھاری رشتوں کی پیشکش نے اس کو اندھا کر دیا۔ یہاں تک کہ یہ اس جرم میں مبتلا ہو گیا۔ لہٰذا آج بھی علماء کرام کو قدم قدم پر اس واقعہ کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ اگر اپنے علم کا درست استعمال نہیں کریں گے تو یہی حشر ان کا بھی ہوسکتا ہے۔

اس واقعہ کو بذریعہ وحی اُمتِ محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کو بتلانے کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ یہود کے بہت بڑے علامہ اور عارف باللہ پر اگر خواہشات کا غلبہ ہو کر وہ اپنے علم اور ثمرات علم سے محروم ہوسکتا ہے اور '' فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ۝ '' کا مصداق بن سکتا ہے تو ہر زمانہ میں ایسا ہوسکتا ہے۔

خود جب اس عالم سے بھی اس سزا کی وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگا کہ میں نے اپنے علم پر ایک دن بھی خدا کا شکرادا نہیں کیا۔ ورنہ میرے ساتھ یہ معاملہ نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو غور کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى الخ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں۔ جس نے ان کو یاد کر لیا، وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں۔ ان میں اضافہ جائز نہیں ہے۔ اگر چہ بعض لوگوں نے قرآن و حدیث کے بعض الفاظ سے اور بھی اسماء کا استنباط کیا ہے جیسے یا خیر الوارثین یا خیر الماکرین وغیرہ، لیکن انھیں اسماء حسنی میں شامل کرنا جائز نہیں ہے۔

وَالَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا سَنَسۡتَدۡرِجُہُمۡ مِّنۡ حَیۡثُ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۲﴾

اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہم انہیں آہستہ آہستہ پکڑیں گے ایسی جگہ سے جہاں انہیں خبر بھی نہ ہوگی ○

وَ اُمۡلِیۡ لَہُمۡ ؕ اِنَّ کَیۡدِیۡ مَتِیۡنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَ لَمۡ یَتَفَکَّرُوۡا ٜ مَا بِصَاحِبِہِمۡ مِّنۡ جِنَّۃٍ ؕ

اور میں انہیں مہلت دونگا بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے ○ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ان کے ساتھی کو جنون تو نہیں ہے ○

اِنۡ ہُوَ اِلَّا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَ لَمۡ یَنۡظُرُوۡا فِیۡ مَلَکُوۡتِ السَّمٰوٰتِ

وہ تو کھلم کھلا ڈرانے والا ہے ○ اور کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی سلطنت کو

وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ ۙ وَّ اَنۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ قَدِ اقۡتَرَبَ

نہیں دیکھا اور دوسری چیزوں کو جو اللہ نے پیدا کی ہیں اور یہ کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب

اَجَلُہُمۡ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَہٗ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ فَلَا ہَادِیَ

ہی ہو پھر قرآن کے بعد کس بات پر یہ لوگ ایمان لائیں گے ○ جسے اللہ گمراہ کردے اسے کوئی راہ دکھانے والا

لَہٗ ؕ وَ یَذَرُہُمۡ فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ﴿۱۸۶﴾ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ

نہیں اور انہیں اللہ چھوڑ دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں حیران پھریں ○ قیامت کے متعلق تجھ سے پوچھتے ہیں کہ اس کی آمد کا کونسا

مُرۡسٰہَا ؕ قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُہَا عِنۡدَ رَبِّیۡ ۚ لَا یُجَلِّیۡہَا لِوَقۡتِہَاۤ اِلَّا ہُوَ ؕۘ ثَقُلَتۡ

وقت ہے کہہ دو کہ اس کی خبر تو میرے رب ہی کے ہاں ہے وہی اسے اس کے وقت پر ظاہر کر دکھائے گا وہ

فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ لَا تَاۡتِیۡکُمۡ اِلَّا بَغۡتَۃً ؕ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنۡہَا ؕ

آسمانوں اور زمین میں بھاری بات ہے وہ تم پر محض اچانک آئے گی تجھ سے پوچھتے ہیں گویا کہ تو اسکی تلاش میں لگا ہوا ہے

قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُہَا عِنۡدَ اللّٰہِ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾ قُلۡ لَّاۤ

کہہ دو اس کی خبر خاص اللہ ہی کے ہاں ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے ○ کہہ دو

اَمۡلِکُ لِنَفۡسِیۡ نَفۡعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ ؕ وَ لَوۡ کُنۡتُ اَعۡلَمُ

میں اپنی ذات کے نفع ونقصان کا بھی مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی

الۡغَیۡبَ لَاسۡتَکۡثَرۡتُ مِنَ الۡخَیۡرِ ۚۛ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوۡٓءُ ۚۛ اِنۡ اَنَا اِلَّا نَذِیۡرٌ

بات جان سکتا تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی میں تو محض ڈرانے والا

وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿١٨٨﴾
اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان دار ہیں ○

ع ۲۳

افاداتِ محمود:

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ

مفہوم یہ ہے کہ تکوینیات میں غور کرنا چاہیے کہ نظر اور فکر کے بعد انسان منزل مقصود پر پہنچے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ ایمانیات میں نظر اور فکر کے نتیجہ میں حاصل شدہ ایمان معتبر ہے، لیکن نظر اور فکر سے استدلال پہلی بار ایمان لانے میں معتبر ہے، نہ کہ ہر حکم ماننے کے دوران۔ یعنی آسمان و زمین کے اس محکم اور مستحکم نظام اور پھر جو کچھ ان کے درمیان ہے، اس محیر العقول نظم و نسق میں غور کر کے بندہ کو شاہنشاہ کائنات کی وحدانیت کا قائل ہونا چاہیے، لیکن یہ نہیں کہ جہاد پر جانے کے لیے اعلان ہوا تو کوئی شخص کہے کہ میں غور و فکر کر کے پھر جاؤں گا اور یہ بھی یاد رہے کہ صحت ایمان غور اور فکر پر موقوف نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص بغیر کسی غور و فکر کے ایمان لاتا ہے تو وہ بھی یقیناً معتبر ہے۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

وہ وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا

وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا

اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس سے آرام پائے پھر جب میاں نے بیوی سے ہم بستری کی تو اسکو

فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ

ہلکا سا حمل رہ گیا پھر اسے لیے پھرتی رہی پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تب دونوں میاں بیوی نے اللہ سے جو انکا مالک ہے دعا کی اگر آپ نے

مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى

ہمیں صحیح سالم اولاد دے دی تو ہم ضرور شکر گزار ہونگے ○ پھر جب اللہ نے انکو صحیح سالم اولاد دی تو اللہ کی دی ہوئی چیز میں وہ دونوں اللہ کا شریک

اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَلَا

بنانے لگے سو اللہ ان کے شرک سے پاک ہے ○ کیا ایسوں کو شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی نہیں بنا سکتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں ○ اور نہ

يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ

وہ ان کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں ○ اور اگر تم انہیں

اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۗ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾

راستہ کی طرف بلاؤ تو تمہاری تابعداری نہ کریں برابر ہے کہ تم انہیں پکارو یا چپکے رہو ○

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا

بیشک جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح بندے ہیں پھر انہیں پکار کر دیکھو پھر چاہیے کہ وہ تمہاری پکار کو قبول کریں

لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۖ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ

اگر تم سچے ہو ○ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں

يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۖ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۖ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ

جن سے وہ پکڑیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھیں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ

بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ

سنیں کہہ تو اپنے شریکوں کو پکارو پھر میری برائی کی تدبیر کرو پھر مجھے ذرا مہلت نہ دو ○ بیشک میرا حمایتی اللہ ہے

الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ ۖ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹۶﴾ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ

جس نے کتاب نازل فرمائی اور وہ نیکو کاروں کی حمایت کرتا ہے ○ اور جنہیں تم پکارتے ہو

مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَلَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾ وَاِنْ

وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ اپنی جان کی مدد کر سکتے ہیں ○ اور اگر

تَدْعُوْھُمْ اِلَی الْھُدٰی لَا یَسْمَعُوْا ۭ وَتَرٰىھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ وَھُمْ

تم انہیں راستہ کی طرف پکارو تو وہ کچھ نہیں سُنیں گے اور تو دیکھے گا کہ وہ تیری طرف دیکھتے ہیں حالانکہ وہ

لَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ ﴿۱۹۹﴾

کچھ نہیں دیکھتے ○ درگزر کر اور نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے الگ رہ ○

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۰۰﴾

اور اگر تجھے کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آئے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کر بیشک وہ سُننے والا جاننے والا ہے ○

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ

بیشک جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں جب انہیں کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں پھر اچانک انکی

مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾ وَاِخْوَانُھُمْ یَمُدُّوْنَھُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ وَاِذَا

آنکھیں کھل جاتی ہیں ○ اور جو شیاطین کے تابع ہیں وہ انہیں گمراہی میں کھینچے چلے جاتے ہیں پھر وہ باز نہیں آتے ○ اور جب تو

لَمْ تَاْتِھِمْ بِاٰیَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَیْتَھَا ۭ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ

ان کے پاس کوئی معجزہ نہیں لاتا تو کہتے ہیں کہ تو فلاں معجزہ کیوں نہیں لایا کہہ دو میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے

مِنْ رَّبِّیْ ۚ ھٰذَا بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَھُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

رب کی طرف سے حکم بھیجا جاتا ہے یہ تمہارے رب کی طرف سے بہت سی دلیلیں ہیں اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کیلئے جو ایماندار ہیں ○

وَاِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ وَاذْكُرْ

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سُنو اور چپ رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے ○ اور اپنے

رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ

رب کو اپنے دل میں عاجزی کرتا ہوا اور ڈرتا ہوا یاد کرتا رہ اور صبح اور شام بلند آواز کی نسبت

وَالْاٰصَالِ	وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾	اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ	لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ
ہلکی آواز سے	اور غافلوں سے نہ ہو ○	بے شک جو تیرے رب کے ہاں ہیں	وہ اس کی بندگی سے تکبر
عَنْ عِبَادَتِهٖ	وَيُسَبِّحُوْنَهٗ	وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ ع السجدة	
نہیں کرتے	اور اسکی پاک ذات کو یاد کرتے ہیں	اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں ○	

السجدة ۱۲

افاداتِ محمود:

فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا الخ

حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے ہاں جب لڑکا پیدا ہوا تو انھوں نے حقیقت میں کوئی شرک نہیں کیا تھا، بلکہ شیطان نے حضرت حواءؑ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ان کا نام عبدالحارث رکھنا اور شیطان ملائکہ میں حارث کے نام سے پہچانا اور یاد کیا جاتا تھا۔ اس تسمیہ میں صرف شرک کی ہلکی سی بو تھی، مگر اللہ تعالیٰ اپنے خاص اور پسندیدہ و برگزیدہ بندوں کی معمولی غلطی کو بھی سخت الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔ جیسے حضرت یونسؑ کے متعلق ہے:

وظن ان لن نقدر علیه ○

اور دوسری جگہ ارشاد ہے: ''حتی اذا استیئس الرسل'' وغیرہ

بتلانا یہ مقصود ہے کہ دربار الٰہی کے مقربین کی شان رفیع ہے۔ اُن سے چھوٹی سے چھوٹی غلطی بھی خلاف توقع ہے اور قرب کامل کے تقاضوں سے متصادم ہے۔ عبد کا معنی جیسے بندہ ہے، اسی طرح لفظ ''عبد'' کا دوسرا معنی غلام اور خادم بھی ہے۔ جیسا کہ ایک شاعر کا قول ہے:

وانی لعبد الضیف مادام خاویا   وما فی الافیک العبد

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ الخ

کسی کی قبر ہو یا کوئی میت ہو، کوئی قبر یا میت کسی انسان کی مدد نہیں کر سکتے۔ ان کو صاحب اختیار سمجھنا اور یہ خیال کرنا کہ یہ بیٹے دیتے ہیں اور شادیاں کراتے ہیں، یہ قرآن کی صریح نص کے خلاف ہے:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾
اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ○ (سورہ شوریٰ آیت ۵۰/۴۹)

اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ پیدا فرماتا ہے جو چاہے، عطاء کرتا ہے جسے چاہے لڑکیاں اور عطاء کرتا ہے جسے چاہے لڑکے یا ملا جلا کر دیتا ہے انہیں لڑکے اور لڑکیاں اور کر دیتا ہے جسے چاہے بانجھ، بلا شبہ وہ سب کچھ جاننے والا اور قادر ہے۔

مشرکین تو کہا کرتے تھے کہ ہم ان بتوں کی عبادت ان کی ذات کی وجہ سے نہیں کرتے، بلکہ اس وجہ سے کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتے ہیں۔ چنانچہ سورہ زمر آیت نمبر ۳ میں ارشاد ہے......

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ

ہم نہیں عبادت کرتے ان کی، مگر یہ کہ وہ پہنچا دیں ہمیں اللہ کے قریب۔

ضابطہ یہ ہے کہ عابد سے معبود افضل ہوتا ہے اور بتوں جیسی بے جان چیزوں کو معبود سمجھ کر ان کی عبادت کرنا بہت بڑی حماقت اور بے عقلی کی بات ہے اور شرافت انسانیہ سے کھیلنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد شرافت اور بزرگی کا محور خود انسان ہے۔ جب انسان کی پرستش کی گنجائش نہیں تو انسان کے علاوہ جو چیزیں ہیں جیسے چاند، سورج، ستارے، سیارے وغیرہ یہ سب انسان کے خادم ہیں، لہٰذا کسی بھی غیر اللہ کو معبود بنانا شرافت انسانیہ کی توہین ہے۔ گزشتہ امتوں کے لوگ اسی طرح گمراہ ہوئے کہ نیک اور صالح لوگوں سے محبت کرتے تھے اور اُن کے فوت ہو جانے کے بعد پتھر وغیرہ سے اُن کی شکل کے مجسمے تراشتے اور ان کے ناموں سے موسوم کرتے۔ پھر بعد کی نسلوں نے اُن کو پوجنا اور سجدہ کرنا شروع کر دیا۔ لہٰذا شرک میں مبتلا ہو گئے۔

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الخ

صحیح مسلمؒ میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے کسی ایک کے پاس آجاتا ہے اور اس کے دل میں یہ ڈالتا ہے کہ فلاں چیز کا خالق کون ہے؟ فلاں چیز کا خالق کون ہے؟ تو بندہ جواب دیتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے۔ آخر میں اس کے دل میں یہ ڈال دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خالق کون ہے؟ جب بندہ یہاں تک پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اپنے خیالات بدل کر یہ کہے:

رضيت بالله ربا و بالا سلام دينا و بمحمد نبياً (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں اس بات پر خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور اس بات پر خوش ہوں کو اسلام ہمارا مذہب ہے اور اس بات پر خوش ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ صحابہ کرامؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے تھے کہ حضور بسا اوقات ہمارے دلوں میں ایسے خیالات آتے ہیں کہ آپ کے سامنے زبان پر لانے سے بہتر ہے کہ ہم جل کر کوئلہ ہو جائیں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

ذاک صريح الايمانo

یعنی یہ تو عین ایمان ہے، گویا شیطانی وساوس کا بڑا معلوم ہونا اور اس سے نفرت کرنا ایمان ہی کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ اگر اندر ایمان نہ ہوتا تو اس وسوسے کی وجہ سے اتنی پریشانی کبھی نہ ہوتی، لہٰذا وسوسوں سے نفرت کرنا عین ایمان ہے۔

ترک القراۃ خلف الامام:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ الخ

یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش ہو کر اسے غور سے سنو۔ تلاوت کلام پاک کے دوران میں کفار شور و غل کرتے تھے تاکہ الفاظ قرآنی لوگوں کے کانوں میں نہ پڑیں اور یہ قرآن جو اپنے اندر شان جاذبیت رکھتا ہے۔ اس سے لوگ متاثر ہو کر مائل الی الاسلام نہ ہوں۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے......

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ۝ (سورہ حٰم سجدہ/۲۶)

اور کہنے لگے منکر لوگ مت کان دھرو اس قرآن سننے کو اور بک بک کرو اس کے پڑھنے میں۔ شاید کہ تم غالب رہو۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اس کتاب کا حق یہ ہے کہ اسے غور سے سنا جائے اور تلاوت کے وقت شور و شغب نہ ہو۔ بہت سے علماء نے اس آیت سے ترک قراۃ الفاتحہ خلف الامام پر استدلال کیا ہے اور یہ نہایت ہی قوی و مستحکم دلیل ہے سمجھنے والوں کے لیے، لیکن اس سے جہری نمازوں میں تو استدلال درست ہے، البتہ سری نمازوں میں اس سے استدلال نہیں ہوسکتا۔

سری نمازوں میں ترک قراۃ الفاتحہ خلف الامام پر بطور عبارۃ النص بہت سی حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ ان کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ فاتحہ کی تلاوت کے دوران استماع نہیں کرتے تو مازاد علی الفاتحہ یعنی فاتحہ سے زائد تلاوتِ قرآن میں وہ بھی استماع کرتے ہیں، حالانکہ حکم دونوں جگہ ایک ہے۔

(۳) اور بعض مجتہدین من المخالفین نے کہا کہ سورہ فاتحہ ام الکتاب ہے اور ام الشئی غیر شئی ہوتا ہے، لہٰذا فاتحہ کتاب اللہ میں سے نہیں۔ **فنعوذ باللہ من مثل هذا الاجتهاد**، ہم ایسے اجتہاد سے پناہ مانگتے ہیں۔ اُن کا یہ کہنا کہ فاتحہ غیر قرآن ہے لہٰذا اس کے سننے کا حکم ہے ہی نہیں۔ یہ بات سراسر غلط اور جہل ہے۔

آيَاتُهَا ٧٥ ﴿٨﴾ سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ ﴿٨٨﴾ رُكُوْعَاتُهَا ١٠

سورہ انفال مدنی ہے اور اس میں پچھتر (۷۵) آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا

تجھ سے غنیمت کا حکم پوچھتے ہیں کہہ دے غنیمت کا مال اللہ اور رسول کا ہے سو اللہ سے ڈرو اور آپس میں

ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ① اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

صلح کرو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر ایمان دار ہو ○ ایمان والے

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا

وہی ہیں جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے

وَّعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ② ښ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③ ۭ

اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں ○ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ○

اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ

یہی سچے ایمان والے ہیں ان کے رب کے ہاں ان کے لیے درجے ہیں اور بخشش ہے اور عزت کا

كَرِيْمٌ ④ ۚ كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

رزق ہے ○ جیسے تیرے رب نے تجھے تیرے گھر سے سچائی کے ساتھ نکالا اور بیشک ایک جماعت مسلمانوں میں سے ناپسند

لَكٰرِهُوْنَ ⑤ ۙ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى

کرنے والی تھی ○ وہ تجھ سے حق بات میں اس کے ظاہر ہو چکنے کے بعد جھگڑتے تھے گویا وہ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے

الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ⑥ ۭ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّاۗىِٕفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ

موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں ○ اور جس وقت دو جماعتوں میں سے ایک کا اللہ تم سے وعدہ کرتا تھا کہ وہ تمہارے ہاتھ

وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ

لگے گی اور تم چاہتے تھے جس میں کانٹا نہ ہو وہ تمہیں ملے اور اللہ چاہتا تھا کہ اپنے حکم سے

الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۷ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ			
حق کو ثابت کر دے	اور کافروں کے جڑ کاٹ دے ۝	تا کہ حق کو ثابت کر دے	اور باطل کو مٹا دے
وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ			
اگرچہ گنہ گار ناراض ہوں ۝	جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے اس نے جواب میں فرمایا کہ میں تمہاری مدد کے لیے		
بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝۹ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ			
پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں ۝	اور یہ تو اللہ نے	فقط خوشخبری دی تھی	اور تا کہ تمہارے دل اس سے
بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰ ع			
مطمئن ہو جائیں	اور مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے	بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے ۝	

افاداتِ محمود:

یہ سورۃ مدنی ہے سوائے چند آیات کے۔ اس سورہ میں چونکہ واقعہ بدر کا ذکر ہے اس لیے اس کو سورۃ بدر یہ بھی کہتے ہیں۔ اس سورۃ میں ''وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ الخ'' سے آگے سات آیتیں مکی ہیں۔

شانِ نزول:

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح سے ہمکنار فرمایا تو اُس وقت مالِ غنیمت کے مسئلہ پر صحابہ کرام کی تین جماعتیں تھیں۔

(۱) ایک جماعت جو زیادہ تر نوجوانوں پر مشتمل تھی۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ مال غنیمت کے مستحق ہم ہیں کیونکہ ہم لوگوں نے دشمنوں کا تعاقب کیا ہے۔

(۲) ایک جماعت وہ تھی جس میں بزرگ صحابہ کرام شامل تھے۔ وہ فرما رہے تھے کہ تم لوگوں نے جو جنگ جیتی ہے، دراصل تمھیں عقب سے ہمارا سہارا تھا، لہٰذا مال غنیمت کے مستحق ہم لوگ ہیں۔

(۳) اور ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت پر مامور تھی۔ وہ حضرات سمجھ رہے تھے کہ مال غنیمت کے ہم لوگ زیادہ حقدار ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرما دی جس میں مال غنیمت اور انفال کے احکام بالتفصیل بیان ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ کے احکام کے مطابق مال غنیمت کو تقسیم فرمایا۔

نفل کی تحقیق:

نفل پر حافظ ابن کثیر نے سیر حاصل بحث کی ہے جس کا خلاصہ اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہے:

(۱) والنفل ما یحصل للانسان من جملة الغنیمة. (المفردات)

نفل وہ ہے جو حصہ مال غنیمت کی تقسیم سے قبل ہی کسی کو مل جائے۔

(۲)وقیل ما یحصل للمسلمین بغیر قتال وهو الفیئی.

اور یہ بھی کہا گیا کہ جو مال غنیمت مسلمانوں کو لڑائی کے بغیر حاصل ہو جائے، وہ نفل ہے۔ جسے مالِ فیئ کہا جاتا ہے۔

(۳) ومعنی الانفال فی کلام العرب کل احسان فعله فاعل تفضلا من غیر ان یجب ذالک علیه. (ابن کثیر)

نفل کا معنی کلام عرب کے مطابق ہر وہ احسان اور بھلائی ہے جو کرنے والا کرے اور وہ اس پر واجب نہ ہو۔ جیسے نفل نماز، نفل روزہ، نفل حج، نفل صدقہ وغیرہ۔

(۴) قیل هو الغنیمة بعینهالکن اختلفت العبارة فیه لاختلاف الاعتبارات٥

مال غنیمت ہی کو مال نفل کہا جاتا ہے، لیکن مختلف مواقع کے اعتبار سے تعبیر مختلف ہو جاتی ہے۔

(۵) انما هو شیئی خصهم الله به تطولا منه علیهم بعد ان کانت المغانم محرمة علی الامم قبلهم فنفلها الله تعالی هذه الامة فهذا اصل النفل (ابن کثیر)

نفل وہ مال غنیمت ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ کیونکہ اس سے قبل قدیم امتوں میں مال غنیمت حرام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کو مسلمانوں پر حلال فرما کر اس امت پر احسان فرمایا۔ نفل کی یہی حقیقت ہے۔

مأخذ نفل:

یہ بات تو واضح ہوگئی کہ نفل مال غنیمت ہی کو کہا جاتا ہے، لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ کس وقت کن لوگوں کو یہ نفل دیا جائے گا۔ حافظ ابن کثیر نے چار صورتیں لکھی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) یہ ہے کہ امام لوگوں سے کہہ دے کہ قتال کرو اور جو مال دشمن سے کسی کو ملے وہ اس کا ہوا۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا...... من قتل قتیلاً فله سلبه٥

(۲) امام کسی جماعت کو لڑنے کے لیے روانہ فرما دے اور جب وہ مال غنیمت لے کر لوٹے تو خمس نکالنے کے بعد ان کو کل مال کا ایک تہائی یا چوتھائی حصہ دیا جائے۔

(۳) یہ ہے کہ کل مالِ غنیمت میں سے خمس نکالنے سے قبل ہی بعض خاص افراد کو جیسے جانور چرانے والے اور ہنکانے والوں کا کچھ متعین حصہ دیا جائے۔ حسب مایراہ الامام۔ (امام کی رائے کے مطابق)

(۴) یہ ہے کہ نفل خمس الخمس سے دیا جائے گا۔

یعنی کل مالِ غنیمت کا خمس تو امام کو ملتا ہے اس کے کچھ مصارف۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیے ہیں۔ ان متعین مصارف کے علاوہ بھی امام جب چاہے، وہ کوئی خاص مہم سر کرنے والوں کو خمس الخمس میں سے نفل دے سکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ (سورہ انفال/۴۱)

اور جان رکھو جو کچھ تم کو غنیمت ملے کسی چیز سے سو اللہ کے واسطے ہے اس میں سے پانچواں حصہ اور رسول کے واسطے اور اس کے قرابت والوں کے واسطے اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے واسطے۔

مالِ غنیمت میں سے خمس یعنی پانچواں حصہ تو اللہ اور اس کے رسول کا ہوتا ہے۔ بقیہ مالِ غنیمت مجاہدین میں تقسیم ہو جاتا تھا۔ خمس کا مصرف، جیسا کہ آیت بالا سے معلوم ہوا، اس کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے کچھ حصہ تو خانہ کعبہ کے لیے رکھ دیتے تھے اور کچھ اپنی ذات بابرکات پر صرف فرماتے تھے اور اپنے رشتہ داروں کو بھی عطا فرما دیتے۔ یعنی خمس کو دوبارہ پانچ حصوں پر تقسیم کیا جائے گا۔ ایک حصہ حضور کو (۲) ذوالقربیٰ (۳) یتامیٰ (۴) مساکین (۵) اور ابن السبیل۔

مصارفِ خمس میں ذوی القربیٰ سے کون مراد ہیں؟

ذوی القربیٰ سے مراد بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ہیں۔ عبدالمناف کے چار بیٹے تھے۔

(۱) ہاشم (۲) مطلب (۳) نوفل (۴) عبد شمس۔

اسلام سے قبل دورِ جاہلیت میں ایک طرف ہاشم اور مطلب ہو گئے تھے اور ایک طرف نوفل او عبد شمس تھے۔ ان میں لڑائیاں بھی ہوتی تھیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو سبھی قریش نے قسمیں کھا کر آپ سے بائیکاٹ کر دیا۔ اس وقت ہاشم کی تمام اولاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی، سوائے ابولہب اور اس کے بیٹے کے۔ انہوں نے اپنا رشتہ منقطع کر لیا تھا اور مطلب کی تمام اولاد ساتھ تھی۔ ان دونوں بھائیوں کی اولاد میں مسلمان بھی تھے اور غیر مسلم بھی۔ مسلمان تو دینی حمیت وغیرت اور صلہ رحمی کی وجہ سے آپؐ کے ساتھ تھے اور غیر مسلم قومی حمیت وغیرت کی وجہ سے آپؐ کے ساتھ تھے، لیکن بنو نوفل اور بنی عبد شمس آپ کے ساتھ نہ تھے۔ عبدالشمس کی نسل میں حضرت عثمانؓ، حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت ابوسفیانؓ بہت مشہور ہیں۔ نوفل کی نسل میں مسطحؓ تھے۔ جو

حضرت حضرت عائشہؓ پر بہتان لگانے والوں میں شامل ہو گیا تھا اور حضرت صدیق اکبرؓ جو سالانہ وظیفہ ان کو دیتے تھے اس وجہ سے بند فرما دیا پھر جب ایک آیت میں آپ کو ترغیب دی گئی تو آپؓ نے دوبارہ بحال کر دیا۔

حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اور حضرت عثمانؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ ہم نے آپؐ سے پوچھا کہ آپ نے خیبر کے مال میں سے بنو مطلب کو تو حصہ دے دیا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے۔ حضرت جبیرؓ نوفل کی اولاد میں سے ہیں اور حضرت عثمان بنی عبد شمس میں سے ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ ابولہب کو اللہ تعالیٰ نے بنو ہاشم کی اولاد سے خارج کر دیا ہے اور بنی عبد المطلب بلا استثنیٰ سب شامل ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بنو ہاشم اور بنی المطلب سوائے چند لوگوں کے مسلسل ۳ سال شعب ابی طالب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قید رہیں۔ خواہ مسلم تھے یا غیر مسلم لہٰذا یہ تقسیم حق پر مبنی ہے اور مکافات عمل ہے۔ (مسلم)

يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ الخ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے اس دین کی آبیاری کرتے ہوئے بڑی بڑی مصیبتیں اور مشقتیں جھیلیں۔ مکہ والوں نے ان کو اذیت پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ یہاں تک کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صحابہ کرامؓ کو ہجرت کرنے اور مکہ مکرمہ سے باہر نکلنے پر مجبور کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد آ گئی۔

غزوہ بدر کے محرکات اور اسباب:

مکہ مکرمہ کے لوگ تاجر تھے۔ یہ سردیوں میں یمن کی طرف اور گرمیوں میں شام کی طرف سفر کرتے تھے۔ مکہ جنوب میں ہے اور یمن و شام شمال میں ہیں۔ شام کا راستہ مدینہ منورہ کے قریب پڑتا ہے۔ جدہ میں جو بحیرہ احمر ہے اس کے کنارے سڑک مدینہ منورہ کو جاتی ہے مغربی جانب کو، اور بدر راستہ میں پڑتا ہے۔ وہ سمندر کے کنارے کے قریب ہے۔ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آ گئی کہ حضرت ابوسفیانؓ کی قیادت میں مکے والوں کا قافلہ سامان سے لدا ہوا شام سے واپس آ رہا ہے جس کے ساتھ قریش کے ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار دینار کا سامان ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا۔ بعض صحابہ کرامؓ نے قافلہ سے تعرض کرنے کو ترجیح دی۔ بعض حضرات کی رائے اس کے خلاف ہو گئی۔ جب حضرت ابوسفیانؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارادے کا علم ہوا تو اس نے فوراً مکہ مکرمہ آدمی بھیجا اور مکے والوں کے نام پیغام دیا کہ اگر اپنے قافلہ کو بچانا چاہتے ہو تو فوراً پہنچ جاؤ۔ چنانچہ ابوجہل کی قیادت میں ایک ہزار افراد پر مشتمل لشکر جرار، جو ہر قسم کے اسلحہ اور وسائل و آسائش سے لیس تھا، چل پڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل کی لشکر کشی کا علم ہوا تو آپؐ نے دوبارہ صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا کہ اس وقت تمہارے سامنے دو چیزیں ہیں۔

(۱) تجارتی قافلہ (۲) جنگ کے لیے آنے والا لشکر۔ تم دونوں میں کس سے تعرض کرنے کو مناسب سمجھتے ہو؟ بعض صحابہ کی رائے یہ تھی کہ چونکہ ہم گھروں سے تو قافلہ سے تعرض کرنے کی غرض سے نکلے تھے۔ اب نہ تو ہماری تعداد جنگ کرنے کے قابل ہے اور نہ ہی ہمارے پاس جنگی وسائل ہیں، مگر خود امام المجاہدین صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے مبارک لشکر سے مقابلہ کرنے کی تھی۔ حضرت صدیقؓ اور فاروق اعظمؓ کی یہی رائے تھی۔ حضرت مقداد ابن اسودؓ، سعدؓ وغیرہ حضرات مہاجرین اور انصار نے ولولہ انگیز تقریریں فرمائیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم وہ بات کبھی نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ تو جا اور تیرا رب جائے اور تم لوگوں سے لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے، بلکہ آپ چلیں اور ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے پیچھے ساتھ ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں گے۔

چنانچہ ان بے سروسامان، مگر ایمانی قوت وجذبہ سے سرشار صحابہ کرامؓ کا جب کفار سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے خوب جوہر شجاعت دکھائے۔ متعدد کفار کو تہہ تیغ کیا اور متعدد کو گرفتار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح نصیب فرمائی اور کفار کو شکست فاش ہوئی۔ یہاں بعض اہل قلم نے اپنا خیال یوں ظاہر کیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہی سے جنگ کے ارادہ سے چلے تھے کیونکہ ایسے قافلہ سے تعرض کرنا جو قوم کے لیے ضروریات زندگی لے جا رہا ہو اور ان کے مال پر شب خون مارنا شان نبوت کے خلاف ہے، جیسا کہ علامہ شبلی نے لکھا ہے، لیکن یہ بات بعید از فہم ہے۔ محض اپنی رائے پر متواتر اور مرفوع احادیث کو قربان کرنا کسی صورت میں درست نہیں ہے۔ جب اہل مکہ سے نہ مسلمانوں کے اموال محفوظ ہیں نہ جانیں، حتیٰ کہ خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے بھی مشورے ہو رہے ہیں تو ایسے دشمنوں کے اموال واملاک سے تعرض کرنا اور ان کو اقتصادی طور پر کمزور کر کے ان کی کمر توڑ دینا حکمت اور مصلحت کے عین مطابق ہے تا کہ سرزمین حرم ان کے ظالمانہ چنگل سے بآسانی آزاد ہو سکے۔ ان سے جنگ کو تو جائز قرار دینا اور ان کے مال سے تعرض کو نامناسب خیال کرنا یہ خیال ہی نامناسب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین مکہ معصوم المال ہیں معصوم النفس والدم نہیں ہیں۔ یعنی ان کا مال تو معصوم ہے، مگر ان کا نفس اور خون معصوم نہیں ہے۔ یہ عجیب کلیہ ہے۔ کیا وہ صحابہ کرامؓ کی جانوں کے درپے نہ تھے۔ ان کی زمینوں اور جائیدادوں پر ناحق قابض نہیں تھے؟ پھر ایک قافلہ اور ان کے مال کی حیثیت ہی کیا رہی؟ جب غزوہ احزاب ہوا تو یہ قریش کا آخری حملہ تھا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

الان نغزو هم ولا يغزونا o

اب ہم ان سے جارحانہ جنگ کریں گے، وہ جارحانہ جنگ نہیں کر سکیں گے۔ اسلام میں جارحانہ اور دفاعی دونوں قسم کی جنگیں جائز ہیں اور دونوں کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً

جس وقت اس نے تم پر اپنی طرف سے تسکین کے لیے اونگھ ڈال دی اور تم پر آسمان سے پانی اتارا

لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ

تا کہ اس سے تمہیں پاک کر دے اور شیطان کی نجاست تم سے دُور کر دے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے

وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾ إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا

اور اس سے تمہارے قدم جما دے ○ جب تیرے رب نے فرشتوں کو حکم بھیجا کہ میں تمہارے

الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ

ساتھ ہوں تم مسلمانوں کے دل ثابت قدم رکھو میں کافروں کے دل میں دہشت ڈال دوں گا

الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ

سو گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور پر مارو ○ یہ اس لیے ہے کہ وہ اللہ

وَرَسُولَهُ ۚ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾

اور اس کے رسول کے مخالف ہیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہو تو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ○

ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

یہ تو چکھ لو اور جان لو کہ بے شک کافروں کے لیے دوزخ کا عذاب ہے ○ اے ایمان والو جب

لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ﴿١٥﴾ وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ

تم کافروں سے میدان جنگ میں ملو تو ان سے پیٹھیں نہ پھیرو ○ اور جو کوئی اس دن ان سے

دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ

پیٹھ پھیرے گا مگر یہ کہ لڑائی کا ہنر کرتا ہو یا فوج میں جا ملتا ہو سو وہ اللہ کا غضب لے کر

اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٦﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ

پھرا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور بہت برا ٹھکانا ہے ○ سو تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے

قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ

انہیں قتل کیا اور تو نے مٹی نہیں پھینکی جب کہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی اور تا کہ ایمان والوں پر

مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ			
اپنی طرف سے خوب احسان کرے	بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے ۝	یہ تو ہو چکا	اور بیشک اللہ کافروں کی
كَیْدِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا			
تدبیر کو کمزور کرنے والا ہے ۝	اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو	تمہارا فیصلہ آ چکا	اور اگر باز آ ؤ تو
فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِیَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَیْـًٔا			
تمہارے لیے بہتر ہے	اور اگر پھر یہی کرو گے تو ہم بھی پھر یہی کرینگے	اور تمہاری جمعیت تمہارے ذرا بھی کام نہ آئے گی	
وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۹﴾ ع			
اگر چہ وہ بہت ہوں	اور بیشک اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے ۝		

افاداتِ محمود:

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً الخ

مشرکین مکہ نے بدر کے کنویں پر قبضہ کرلیا تھا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ صحابہ کرام ایک تو پانی کی وجہ سے پریشان تھے اور دوسرا یہ کہ اُن کے قیام کی جگہ ریتلی زمین تھی۔ چلنا پھرنا بھی دشوار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بارش برسائی۔ ریتلی زمین سخت ہوگئی۔ مشرکین چونکہ سخت زمین پر قیام پذیر تھے، وہ زمین نرم اور کیچڑ ہوگئی۔ اب کیچڑ کی وجہ سے چلنا پھرنا دوبھر ہوگیا۔ بارش کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کے پاس پانی بھی وافر مقدار میں آ گیا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ایک بارش ہی سے بہت سے مسائل حل فرما دیئے۔

اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا الخ

زحف اصل میں جب چھوٹا بچہ گھٹنوں اور چوتڑوں کے بل چلتا ہے، اس حالت کو کہا جاتا ہے اور جب لشکر بہت زیادہ ہو تو اس میں بھی لوگوں کو چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَئِذٍ الخ

پیٹھ پھیر کر جانا (۱) ایک تو اس وجہ سے ہوسکتا ہے کہ بعض مجاہدین اپنے ساتھیوں سے آگے نکل کر دشمن کا مقابلہ کر رہے تھے۔ وہ اب پیچھے ہٹ کر مسلمانوں سے ملنا چاہتے ہیں، یہ جائز ہے۔ (۲) اسی طرح حملہ کی نیت سے پیچھے ہٹ کر پھر حملہ کرنا جیسا کہ غزوہ اُحد میں حضرت خالدؓ نے مسلمانوں کے خلاف کیا تھا تو یہ بھی جائز ہے، بلکہ جنگی تدبیر کا تقاضا ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے ''الحرب خدعة'' لڑائی تو چال کا نام ہے۔ لڑائی میں چالیں کرنی پڑتی ہیں۔ (۳) اور تیسری صورت یہ ہے کہ انسان اپنی جان بچانے کے لیے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے۔

اس کی دوصورتیں ہیں۔(۱) اگر مسلمان کے مقابل دشمن مسلمانوں کی تعداد کے برابر ہے یا صرف دوگنی تعداد ہے تو اس صورت میں دشمن سے بھاگنا بنص قرآن حرام ہے۔(۲) اور اگر دشمن کی تعداد دوگنی سے بھی زیادہ ہے تو پھر جان بچانے کے لیے بھاگنا جائز ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا

اے ایمان والو

اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝۲۰ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور سن کر اس سے مت پھرو ○ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے

قَالُوْا سَمِعْنَا وَ هُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۲۱ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ

کہا ہم نے سن لیا اور وہ سنتے نہیں ○ بیشک سب جانوروں میں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہی بہرے

الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۲۲ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ

گونگے ہیں جو نہیں سمجھتے ○ اور اگر اللہ ان میں کچھ بھلائی جانتا تو انہیں سنا دیتا اور اگر

اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۲۳ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ

انہیں اب سنا دے تو منہ پھیر کر بھاگیں ○ اے ایمان والو اللہ اور

وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ

رسول کا حکم مانو جس وقت تمہیں اس کام کی طرف بلائے جس میں تمہاری زندگی ہے اور جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے

وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۲۴ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

درمیان آڑ بن جاتا ہے اور بیشک تم اسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے ○ اور تم اس فتنہ سے بچتے رہو جو تم میں سے خاص ظالموں پر

مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۲۵ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ

ہی نہ پڑے گا اور جان لو کہ بے شک اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے ○ اور یاد کرو جس وقت

اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ

تم تھوڑے تھے ملک میں کمزور سمجھے جاتے تھے تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں اچک لیں

فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۲۶

پھر اس نے تمہیں ٹھکانا بنا دیا اور اپنی مدد سے تمہیں قوت دی اور تمہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا تاکہ تم شکر کرو ○

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے خیانت نہ کرو اور آپس کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو حالانکہ تم

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ
جانتے ہو ○ اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے اور بے شک اللہ
عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾
کے ہاں بڑا اجر ہے ○

ع

افاداتِ محمود:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ الخ

اس آیت کے دو شان نزول ہیں۔(۱) پہلا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے کسی معاملہ میں خیانت نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کے احکام کی مخالفت کرنا، خواہ قول سے ہو یا فعل سے، یہ بڑی خیانت ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بندوں سے خیانت کرنا بھی اس میں شامل ہے اور مال غنیمت میں خیانت کرنا بھی اس حکم میں شامل ہے۔

(۲) دوسرا شان نزول جو صحیح روایات سے ثابت ہے، یہ ہے کہ غزوہ خندق کے دوران میں بنوقریظہ نے، مسلمانوں کے سایہ عاطفت اور سایہ امن میں رہتے رہتے عہد شکنی کی۔ اس لیے غزوہ خندق ختم ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا کہ اب بنوقریظہ کی بھی خبر لینی چاہیے۔ بنوقریظہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ وہی معاملہ کریں جو بنونضیر کے ساتھ کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعینہ وہ فیصلہ تو نہ ہوگا، البتہ تمہیں اتنی رعایت دیتا ہوں کہ تم قبیلہ اوس کے سردار اور اپنے پرانے حلیف حضرت سعد بن معاذؓ کو حکم تسلیم کرلو۔ وہ جو فیصلہ تمہارے متعلق کریں، وہ تمہیں منظور کرنا ہوگا۔

ان لوگوں نے اپنے برادر نسبی حضرت ابولبابہؓ کو اپنے پاس بلوایا اور ان سے مشورہ کیا کہ حضرت سعدؓ کو حکم تسلیم کرنا ہمارے حق میں اچھا ہے یا نہیں؟ حضرت ابولبابہؓ نے اپنے حلقوم کی طرف اشارہ کر دیا۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ اگر حضرت سعدؓ کو حکم تسلیم کرو گے تو ذبح کر دیے جاؤ گے۔ حضرت ابولبابہؓ کے اموال اور خاندان بنوقریظہ میں تھے۔ ان کے شر سے بچنے کے لیے انہوں نے ایک راز کی بات ان لوگوں کو بتادی، لیکن فوراً متوجہ ہوگئے کہ میں نے اللہ کے رسول کے ساتھ خیانت کر دی، لہٰذا اپنے آپ کو مسجد نبوی میں ایک ستون کے ساتھ باندھ لیا اور قسم کھائی کہ نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا، یہاں تک کہ یا تو موت آ جائے یا اللہ تعالیٰ میری توبہ کو قبول فرمالیں۔ تقریباً ایک ہفتہ تک یہی کیفیت رہی۔ آپ پر بار بار غشی طاری ہوتی تھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی۔ جب لوگوں نے حضرت ابولبابہ کو خوشخبری سنائی کہ توبہ قبول ہوگئی۔ انہوں نے پھر قسم کھائی کہ میں خود اپنے آپ کو نہ کھولوں گا جب تک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے ہاتھ سے نہ کھول دیں۔ چنانچہ انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

دست مبارک سے کھول دیا۔ آج بھی اس ستون پر "**اسطوانة ابی لبابة الانصاری رضی الله عنه**" لکھا ہوا ہے۔ بعد ازاں دوسرے لوگ بھی توبہ کے طور پر اپنے آپ کو یہاں باندھ لیتے تھے۔ بہر حال خیانت لوگوں سے ہو یا اللہ تعالیٰ سے، مال اور اولاد کی محبت میں ہی یہ وجود میں آتی اور پروان چڑھتی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تنبیہ فرمائی کہ اولاد اور مال بہت بڑی آزمائش ہے۔ اس کی وجہ سے کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہونا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ

اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تمہیں ایک

فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

فیصلہ کی چیز دیگا اور تم سے تمہارے گناہ دُور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے ○

وَ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ

اور جب کافر تیرے متعلق تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تمہیں قید کر دیں یا تمہیں قتل کر دیں یا تمہیں دیس بدر کر دیں

وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

وہ اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے ○ اور جب ان کے سامنے

اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے سُن لیا اگر ہم چاہیں تو اس کے برابر ہم بھی کہہ دیں اس میں پہلوں کے

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ

قصوں کے سوا اور کچھ نہیں ○ اور جب انہوں نے کہا کہ اے اللہ اگر یہ دین تیری طرف سے حق ہے

عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ

تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر دردناک عذاب

اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ

لا ○ اور اللہ ایسا نہ کرے گا کہ انہیں تیرے ہوتے ہوئے عذاب دے اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں

وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ

درآنحالیکہ وہ بخشش مانگتے ہوں ○ اور اللہ انہیں عذاب کیوں نہ دے حالانکہ وہ

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ۭ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

مسجد حرام سے روکتے ہیں اور وہ اس کے اہل نہیں ہیں اس کے اہل تو پرہیزگار ہی ہیں

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا

لیکن ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے ○ اور کعبہ کے پاس ان کی نماز سوائے سیٹیاں

مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ

اور تالیاں بجانے کے اور کچھ نہیں تھی   سو عذاب چکھو بسبب اس کے کہ تم کفر کرتے تھے ○   بیشک جو لوگ

كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ

کافر ہیں   وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں   تا کہ اللہ کی راہ سے روکیں   سو ابھی اور بھی خرچ کریں گے پھر

تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ

وہ ان کے لیے   حسرت ہوگا   پھر مغلوب کیے جائینگے   اور جو کافر ہیں   وہ دوزخ کی طرف

يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ

جمع کیے جائیں گے ○   تا کہ اللہ   ناپاک کو   پاک سے جدا کر دے   اور ایک ناپاک کو

بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ

دوسرے پر دھر کر   ڈھیر بنائے   پھر اسے دوزخ میں ڈال دے   وہی لوگ

ع ۸ الْخَاسِرُونَ ﴿٣٧﴾ قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَنتَهُوا يُغْفَرْ لَهُم مَّا قَدْ سَلَفَ

نقصان اٹھانے والے ہیں ○   کافروں سے کہہ دو کہ   اگر وہ باز آجائیں   تو جو کچھ گذر چکا   وہ انہیں معاف کر دیا جائے گا

وَإِن يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا

اور اگر لوٹیں گے   تو پہلے کافروں کے حق میں قانون نافذ ہو چکا ہے ○   اور تم ان سے   اس حد تک لڑو کہ

تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ

شرک کا غلبہ نہ رہنے پائے   اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے   پھر اگر یہ باز آجائیں   تو اللہ ان کے اعمال کو

بَصِيرٌ ﴿٣٩﴾ وَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ

دیکھنے والا ہے ○   اور اگر وہ پھر جائیں   تو جان لو کہ   اللہ تمہارا دوست ہے   اور وہ بہت اچھا دوست ہے   اور بہت اچھا

النَّصِيرُ ﴿٤٠﴾

مددگار ہے ○

افاداتِ محمود:

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا الخ

مشرکین مکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مختلف اوقات میں مختلف تدبیریں کرتے رہتے تھے۔ جس رات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی، اس رات مشرکین مکہ دارالندوہ میں جمع ہو گئے تھے۔ ابلیس لعین بھی اس مشورہ میں شامل ہوا اور مقامی لوگوں کے لیے وہ ناشناسا اور اجنبی تھا۔ اُن کے دریافت کرنے پر اُس نے بتلایا کہ میں نجد کے علاقہ کا ایک بزرگ اور جہاندیدہ شخص ہوں۔ میں نے چاہا کہ میں بھی اس اہم مشورہ میں شامل ہو جاؤں۔ لوگوں نے کہا بہت اچھا۔ جب مشورہ شروع ہوا تو ایک شخص نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) قید کر لیا جائے، یہاں تک کہ دوسرے شعراء کی طرح ان کا قصہ تمام ہو جائے (معاذ اللہ) اس پر شیخ نجدی یعنی ابلیس نے کہا کہ یہ رائے انتہائی کمزور ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رب اس کو چھڑا دے گا اور وہ پہلے سے زیادہ قوی ہو جائے گا۔ ایک اور شخص نے کہا کہ ان کو جلا وطن کر دیا جائے اور اسی طرح مرور زمانہ کے ساتھ لوگ ان کو بھول جائیں گے۔ شیخ نجدی نے کہا کہ یہ رائے بھی ناقص ہے۔ کیا تم اس کی باتوں کی مٹھاس، اُس کی طلاقت لسانی اور اُس پر لوگوں کے قلوب کی فریفتگی کو دیکھتے نہیں؟ یہاں سے باہر جا کر وہ لوگوں پر اثر انداز ہو جائیں گے۔ پھر وہ ایک جم غفیر کے ساتھ تمہارے اوپر چڑھائی کر کے تمہیں اور تمہارے بڑوں کو قتل کر دیں گے۔ ابوجہل نے کہا کہ میں ایک اہم رائے پیش کرنے والا ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ قریش کے تمام قبائل میں سے ایک ایک نوجوان ننگی تلوار لے کر آپؐ پر حملہ آور (نعوذ باللہ) اور ایک ہی وار میں آپ کا کام تمام کر دیا جائے۔ بنو ہاشم میں یہ سکت نہیں تمام قریش سے لڑ سکیں، لہٰذا مجبوراً دیت قبول کریں گے۔ ابلیس نے کہا کہ اس نوجوان کی رائے بہت عمدہ ہے اور یہی قابل قبول ہے۔ حضرت جبریلؑ نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلا دیا۔ آپ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا کر دروازہ سے باہر تشریف لائے اور کفار کے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے تشریف لے گئے۔ ان کو آپ کے جانے کا پتا بھی نہ چلا۔ اس وقت آپ کے دروازہ کے باہر ۷ آدمی موجود تھے۔ یہ سب کے سب غزوہ بدر میں مارے گئے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط الخ

یہاں یہ بتلایا گیا ہے کہ دو چیزیں مانع عذاب ہیں۔

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود ہونا اور استغفار، ایک دفعہ کسوف الشمس (سورج کا گرہن ہونا) ہو گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور لمبی دعا مانگی۔ یہاں تک کہ سورج صاف ہو گیا۔ آپ کی وہ نماز بڑی عجیب اور مختلف کیفیات پر مشتمل تھی۔ بعض روایات میں ہر رکعت میں ایک ایک رکوع کا ذکر آتا ہے، بعض میں دو دو رکوع کا، بعض میں تین تین، بعض میں چار چار اور بعض روایات میں پانچ پانچ رکوع کا ذکر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز میں آگے بڑھتے تھے اور پھر پیچھے کو ہٹ گئے۔ صحابہ کرامؓ کے استفسار پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جنت کے انگور دکھلائے گئے۔ اگر میں ان میں سے ایک خوشہ توڑ لیتا تو اس کا انگور کبھی ختم نہ ہوتا۔ فرمایا مجھ کو جہنم دکھلائی گئی جس کی وجہ سے میں پیچھے کو ہٹ گیا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

"وانا فیھم" یعنی اے اللہ آپ کا وعدہ ہے کہ میرے ہوتے آپ عذاب نہیں دیں گے اور میں تو ان

میں موجود ہوں۔

اور دوسری چیز جو عذاب سے مانع ہے، وہ استغفار ہے۔ استغفار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے یا استغفار کرنے والوں کے استغفار کی برکت سے بہت سے لوگ عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔ بعض مفسرین نے مستغفرین میں کفار کو بھی شمار کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو رب مانتے تھے، لیکن صحیح ہے کہ مستغفرین سے مراد مومنین مستغفرین ہیں نہ کہ کفار واللہ اعلم بالصواب۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي

اور جان لو کہ جو کچھ تمہیں بطورِ غنیمت ملے خواہ کوئی چیز ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اُس کے رسول کا ہے اور

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ

رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مُسافروں کے لئے ہے اگر تمہیں اللہ پر یقین ہے اور اُس

اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن اُتاری جس دن دونوں جماعتیں ملیں اور اللہ ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ

قادر ہے ○ جس وقت تم درلے کنارے پر تھے اور وہ پرلے کنارے پر اور قافلہ

اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ

تم سے نیچے اتر گیا تھا اور اگر تم آپس میں وعدہ کرتے تو ایک ساتھ وعدہ پر نہ پہنچتے لیکن اللہ کو

اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ

ایک کام کرنا تھا جو مقرر ہو چکا تھا تا کہ جو ہلاک ہو وہ اتمام حجت کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ اتمام حجت کے

عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ

بعد زندہ رہے اور بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے ○ جب کہ اللہ نے وُہ کافر تجھے تیرے خواب میں

قَلِيْلًا وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

تھوڑے کر کے دکھلائے اور اگر تجھے بہت دکھلا دیتا تو تم لوگ نامردی کرتے اور کام میں جھگڑا ڈالتے لیکن اللہ نے

سَلَّمَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ

بچالیا جو بات دلوں میں ہے وہ اسے خوب معلوم ہے ○ اور جب تمہیں وہ فوج مقابلہ کے وقت تمہاری

اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا وَ

آنکھوں میں تھوڑی کر کے دکھائی اور تمہیں ان کی آنکھوں میں تھوڑا کر کے دکھایا تا کہ اللہ ایک کام پُورا کر دے جو مقرر ہو چکا تھا اور

اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾

ہر کام اللہ تک ہی پہنچتا ہے ○

افاداتِ محمود:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ الخ

خمس اور خمس الخمس کے مصارف کا مفصل بیان گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے جن میں بنو ہاشم اور بنو المطلب شامل ہیں۔ یہاں یہ مسئلہ بھی قابل وضاحت ہے کہ آج کل خالص شرعی جہاد تقریباً متروک ہو چکا ہے اور سیدوں کو خمس یا خمس الخمس نہیں ملتا تو کیا ان کو زکوٰۃ دینی چاہیے، لیکن یہ خیال ہی غلط ہے۔ اگر حلت زکوٰۃ کی علت خمس کا ملنا ہوتا تو پھر فقراء اور مساکین کے لیے زکوٰۃ کیوں جائز اور حلال ہے؟ جبکہ وہاں خمس وغیرہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ سیدوں کے لیے حرمت زکوٰۃ کی علت دست یابی خمس نہیں ہے، بلکہ شرافت نسبی ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ زکوٰۃ اور صدقات اوساخ الناس ہیں اور محمدؐ اور آل محمدؐ کے لیے مناسب نہیں ہیں۔ سید علماء اس معاملے میں کمزور موقف پیش کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ بھی کمزور موقف پیش کرتے ہیں، لیکن حضرت شاہ صاحبؒ نے سید کے لیے حلت زکوٰۃ کا بالاطلاق فتویٰ نہیں دیا، بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اگر وہ محتاج ہو اور کوئی اسے زکواۃ دے تو یہ اس کے سامنے اپنے سید ہونے کو بیان نہ کرے، بلکہ زکوٰۃ وصول کرلے۔ کیونکہ یہ ایسر البلیتین ہے اور زکوٰۃ کی وصولی اسھل من السوال ہے، لہٰذا شاہ صاحب نے اعطاء زکوٰۃ کا نہیں اخذ زکوٰۃ کا ارشاد فرمایا ہے، لیکن صحیح مذہب کے مطابق سید کو زکواۃ دینا درست نہیں ہے۔

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا الخ

یعنی مسلمان شمال میں تھے اور کفار جنوب میں وَالرَّكْبُ الخ اس سے مراد حضرت ابوسفیانؓ کا وہ قافلہ ہے جس کو لوٹنے کی غرض سے مسلمان گھروں سے نکلے تھے۔ گویا مشرکین کی فوج مسلمانوں اور قافلہ کے درمیان حائل ہوگئی۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا
اے ایمان والو! جب کسی فوج سے ملو تو ثابت قدم رہو
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٤٥ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا
اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم نجات پاؤ ○ اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو اور
تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝٤٦
آپس میں نہ جھگڑو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے ○
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ
اور ان لوگوں جیسا نہ ہونا جو اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے
وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝٤٧ وَاِذْ
گھروں سے نکل آئے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اللہ اس پر احاطہ کرنے والا ہے ○ اور جس
زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ
وقت شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں خوشنما کر دیا اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہ ہوگا
وَاِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَاۗءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰي عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ
اور میں تمہارا حمایتی ہوں پھر جب دونوں فوجیں سامنے ہوئیں تو وہ اپنی ایڑیوں پر اُلٹا پھرا اور کہا میں
بَرِيْۗءٌ مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ
تمہارے ساتھ نہیں ہوں میں ایسی چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت
الْعِقَابِ ۝٤٨
عذاب کرنے والا ہے ○

ع

افاداتِ محمود:

وَاِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ الخ

بنی کنانہ اور کفار مکہ میں بھی وقتاً فوقتاً لڑائی رہتی تھی۔ ابوجہل کو ڈر ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بنو کنانہ بھی ہمارے خلاف مسلمانوں کا ساتھ دیں اور ہم مغلوب ہو جائیں تو شیطان فوراً حضرت

سراقہ بن مالک کی شکل میں لشکر سمیت نمودار ہوا۔ سراقہ بنو کنانہ کا سردار تھا۔ اسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کا پیچھا کیا تھا۔ ابو جہل نے سو اونٹ انعام میں دینے کا اعلان کیا تھا۔ یہ انھی اونٹوں کے لالچ میں گیا تھا، لیکن بعد میں مسلمان ہو گیا تھا۔ شیطان نے ابو جہل کی پشت مضبوط کی اور اسے تسلی دی کہ میرے متعلق مت گھبرایئے میں تو تمہارا ساتھ دوں گا، لیکن جب جنگ شدت اختیار کر گئی تو یہ کہنے لگا کہ میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ میں یہاں نہیں رہ سکتا۔ اسے حضرت جبرئیلؑ اور دیگر فرشتے نظر آ گئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی یہ بھاگ گیا۔ شیطان نے کفار کے حوصلے بڑھائے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے حوصلے ملائکہ کے ذریعے سے بڑھائے۔ اس کے پیچھے بھی حکمت الٰہیہ کارفرما تھی۔ اللہ تعالیٰ کو حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرانا منظور تھا اور یہ فیصلہ جنگ بدر کے ذریعہ کرنا چاہتے تھے۔ جیسا کہ آیت ۴۴ سے ظاہر ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کی آنکھوں میں تعداد تھوڑی دکھائی تاکہ جنگ وقوع پذیر ہو۔ اسی طرح قریش کا قافلہ جب صحیح سالم سمندر کے کنارے پہنچ گیا تو (حضرت) ابو سفیانؓ نے ابو جہل کو پیغام بھیجا کہ آپ لشکر سمیت واپس آ جائیں۔ ہمارا مقصد قافلے کو بحفاظت پہنچانا تھا سو وہ پہنچ چکا ہے۔ اب چنداں لڑنے اور جنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ابو جہل کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ ہم جنگ میں غالب آ جائیں گے۔ مسلمانوں کو مغلوب و کمتر کر دیں گے تاآنکہ آئندہ ان کو ایسے قدم اُٹھانے کی جرأت نہ ہو اور پھر ہم وہاں فتح کے جشن منائیں گے اور رقص و سرور و شراب کی محفلیں سجائیں گے اور اُونٹ ذبح کر کے عرب قبائل کو دعوتیں کھلائیں گے۔ لہٰذا دلوں میں لڑنے کا جذبہ و داعیہ اور زیادہ راسخ ہو گیا اور اپنی قتل گاہوں کی طرف چل پڑے۔ یہ سب کچھ اسی وجہ سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ حق کو غالب اور کفر کو مغلوب کرنا چاہتے تھے۔

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ

اس وقت منافق — اور جن کے دلوں میں مرض تھا — کہتے تھے کہ — انہیں ان کے دین نے

دِيْنُهُمْ ۗ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٤٩﴾ وَلَوْ تَرٰٓى

مغلوب کرر کھا ہے — اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے — تو اللہ زبردست حکمت والا ہے ○ — اور اگر تو دیکھے

اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ

جس وقت — فرشتے کافروں کی — جان قبض کرتے ہیں — ان کے منہوں اور — پیٹھوں پر مارتے ہیں

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿٥٠﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ

اور کہتے ہیں جلنے کا عذاب چکھو ○ — یہ اسی کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا — اور بے شک اللہ بندوں پر

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٥١﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَفَرُوْا

ظلم نہیں کرتا ○ — جیسا فرعونیوں — اور ان سے پہلے لوگوں کا حال ہوا تھا — انہوں نے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٥٢﴾

اللہ کی آیتوں سے انکار کیا تو اللہ نے ان کے گناہوں کی سزا میں انہیں پکڑ لیا بے شک اللہ زبردست اور سخت عذاب کرنے والا ہے ○

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا

اس کا سبب یہ ہے کہ — اللہ ہرگز — اس نعمت کو نہیں بدلتا — جو اس نے — کسی قوم کو دی تھی — جب تک وہ خود اپنے دلوں کی

بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٣﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ

حالت نہ بدلیں — اور اس لئے کہ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے ○ — جیسے فرعونیوں — اور ان سے پہلے

مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ

لوگوں کا حال ہوا تھا انہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا اور فرعونیوں کو

فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿٥٤﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ

ڈبو دیا — اور سب ظالم تھے ○ — اور اللہ کے ہاں سب جانداروں میں سے بدتر وہ ہیں جنہوں نے

كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٥﴾ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ

کفر کیا — پھر وہ ایمان نہیں لاتے ○ — جن لوگوں سے تو نے عہد لیا ہے — پھر وہ ہر دفعہ اپنے

عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ
عہد کو توڑتے ہیں اور وہ نہیں ڈرتے ○ سو اگر کبھی تو انہیں لڑائی میں پائے تو انہیں
فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً
ایسی سزا دے کہ ان کے پچھلے دیکھ کر بھاگ جائیں تا کہ انہیں عبرت ہو ○ اور اگر تمہیں کسی قوم سے دغابازی کا
فَانْۢبِذْ إِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝ ع
ڈر ہو تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو ایسی طرح پر کہ تم اور وہ برابر ہو جاؤ بے شک اللہ دغابازوں کو پسند نہیں کرتا ○

افاداتِ محمود:

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ الخ

یہاں یہ ضابطہ بتلایا گیا ہے کہ جو نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو ملتی ہیں اگر ان کو درست استعمال کیا جائے تو وہ نعمتیں برقرار رہتی ہیں۔ چھینی نہیں جاتیں۔ اگر ان کو درست استعمال نہ کیا جائے تو چھین لی جاتی ہیں۔ ملکی معاملات میں تو خصوصیت سے یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ذاتی مفادات کو قومی مفادات پر کبھی بھی ترجیح نہ دی جائے لیکن یہ مقصد نہیں ہے جو ظفر علی خاں کے شعر سے عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

عام طور پر اس شعر کو دلیل میں پیش کر کے لوگ یہی سمجھے ہیں کہ اگر تم چاہو تو اپنی کمزوریاں دور کر سکتے ہو اور اگر تم نہ چاہو تو تمہاری کمزوریاں دور نہیں ہو سکتیں۔ اسی نوعیت کی ایک آیت سورہ رعد میں ہے:

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيرو اما بانفسهم الخ

اللہ نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو جب تک وہ نہ بدلیں وہ جوان کے جیوں میں ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت عامہ سے کسی قوم یا فرد کو محروم نہیں کرتا الا یہ ہے کہ ان کا کردار مسلسل ظالمانہ اور عاصیانہ ہو تو یہ اپنی بدکرداری کی بدولت اس کی رحمت عامہ کو اخذ نہیں کر سکتے۔ رحمت عامہ تو بدستور موجود رہتی ہے۔

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ الخ

یہاں ایفائے عہد اور عہد شکنی سے متعلق ضابطہ بتلایا گیا ہے کہ اگر کفار اور مسلمانوں کا کوئی معاہدہ ہو جائے تو مسلمان کفار سے زیادہ حقدار ہیں کہ اپنے معاہدوں کی پاس داری کریں اور کفار عہد شکنی کریں تو مسلمان بھی ان سے کھل کر بیان کر دیں کہ معاہدہ ختم ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے ذرہ برابر غدر نہیں ہونا چاہیے۔ مسلمان کفار کو عہد شکنی کی ایسی سزا دیں کہ آنے والی نسلوں کے لیے درس عبرت ہو۔ حضرت امیر معاویہؓ کا ایک دفعہ

رومیوں سے ایک خاص میعاد کے لیے جنگ بندی کا معاہدہ ہوا تھا۔ دوران معاہدہ حضرت امیر معاویہؓ اپنی فوجیں سرحدوں پر پہنچا رہے تھے کہ اس دوران میں ایک بزرگ صحابی گھوڑے پر سوار آ گئے اور فرمایا کہ

"اللہ اکبر اللہ اکبر وفاءً لاغدراً"

انھوں نے فوج کی نقل وحرکت پر تعجب کا اظہار فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ یہ بات بھی عہد شکنی کے زمرے میں آتی ہے کہ امن کے دنوں میں فوج سرحد پر پہنچائی جائے۔ حضرت معاویہؓ کو جب یہ معلوم ہوا تو فوراً فوجیں واپس بلالیں۔ یہ بزرگ صحابی حضرت عمرو بن عنبسہؓ تھے۔

وَلَا یَحْسَبَنَّ

اور کافر یہ خیال

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا یُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ

کریں کہ وہ بھاگ نکلیں ہیں بے شک وہ ہمیں ہرگز عاجز نہ کرسکیں گے ○ اور ان سے لڑنے کے لئے جو کچھ (سپاہیانہ)

مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِیْنَ

قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے جمع کرسکو سو تیار رکھو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور ان کے

مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ

سوا دوسروں پر جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے ہیبت پڑے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کروگے

اللّٰهِ یُوَفَّ اِلَیْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا

تمہیں (اس کا ثواب) پورا ملے گا اور تم سے بے انصافی نہیں ہوگی ○ اور اگر وہ صلح کے لئے مائل ہوں تو تم بھی مائل ہوجاؤ

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۱﴾ وَاِنْ یُّرِیْدُوْۤا اَنْ یَّخْدَعُوْكَ

اور اللہ پر بھروسہ کرو بے شک وہی سننے والا جاننے والا ہے ○ اور اگر وہ چاہیں کہ تمہیں دھوکہ دیں

فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِیْۤ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۲﴾ وَاَلَّفَ

تو تجھے اللہ کافی ہے جس نے تمہیں اپنی مدد سے اور مسلمانوں سے قوت بخشی ○ اور ان کے

بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَیْنَ

دلوں میں الفت ڈال دی جو کچھ زمین میں ہے اگر سارا تو خرچ کردیتا ان کے دلوں میں الفت

قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۶۳﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ

نہ ڈال سکتا لیکن اللہ نے ان میں الفت ڈال دی بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے ○ اے نبی! تجھے

اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۴﴾ ع

اور مومنوں کو جو تیرے تابعدار ہیں اللہ کافی ہے ○

افاداتِ محمود:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ الخ

مسلمان اصل میں تو ایمانی قوت اور اللہ تعالیٰ پر توکل کے جذبہ سے لڑتا ہے، لیکن جائز اسباب اور رائج الوقت اسلحہ اور سامان جنگ کو اپنانا توکل کے خلاف نہیں ہے، بلکہ یہ توکل اور تدبر کا حصہ ہے۔ جیسا کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے سرحد شام پر سے واپسی کے وقت فرمایا تھا۔

"نفر من قدر الله الی قدر الله"

حضرت عمر شام جارہے تھے کہ پتا چلا، شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا کہ ہمیں شام میں داخل ہونا چاہیے یا نہیں؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حدیث سنائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تم کسی سرزمین کے رہنے والے نہیں ہو اور وہاں وباء پھیلی ہوئی ہو تو (بغیر ضرورت شدیدہ کے) وہاں داخل نہ ہونا۔ اور تم جس جگہ آباد ہو وہاں اگر وبائی بیماری پھیل جائے تو وہاں سے مت نکلنا۔ (بخاری)

حضرت فاروق اعظمؓ نے شام کی سرحد ہی سے قافلہ کو واپسی کا حکم دے دیا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا:

"یاامیر المؤمنین اتفر من قدر الله"

امیر المومنین کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگنا چاہتے ہیں؟ تو حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا:

نعم نفر من قدر الله الی قدر اللهo

یعنی میں اللہ تعالیٰ کی ایک تقدیر سے دوسری تقدیر کی طرف بھاگنا چاہتا ہوں۔ گویا جائز اسباب کو اپنانا یہ بھی تقدیر خداوندی کا حصہ ہے اور فرمایا کہ کاش ابوعبیدہ یہ بات تیرے سوا کوئی اور کہتا۔ یعنی تجھ سے عقل مند آدمی کو یہ امر تقدیر کے خلاف نہیں سمجھنا چاہیے تھا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى

اے نبی! مسلمانوں کو جہاد کی

الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ

ترغیب دو اگر تم میں سے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں

مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝۶۵

سو ہوں گے تو ہزار کافروں پر غالب آئیں گے اس لئے کہ وہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے ○

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ

اب اللہ نے تم سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا کہ تم میں کسی قدر کمزوری ہے پس اگر تم میں سو ثابت قدم

صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ

رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر ہزار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر

اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۶۶ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى

غالب آئیں گے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ○ نبی کو نہیں چاہئے کہ اپنے ہاں قیدیوں کو رکھے یہاں تک کہ

يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ

ملک میں خوب خونریزی کر لے تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو اور اللہ آخرت کا ارادہ کرتا ہے

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۶۷ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ

اور اللہ غالب حکمت والا ہے ○ اگر اللہ کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو تم نے لیا اس کے بدلے تم پر

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۶۸ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

بڑا عذاب ہوتا ○ پس جو مال تمہیں غنیمت میں حلال اور طیب ملا ہے اسے کھاؤ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۶۹ ع ع ۵

بخشنے والا مہربان ہے ○

افاداتِ محمود:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى الخ

شان نزول:

غزوہ بدر کے دوران میں مشرکین کے ۷۰ بڑے آدمی مارے گئے اور ۷۰ گرفتار ہوئے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے۔ قیدیوں کے متعلق جب مشورہ ہوا کہ یا تو ان معاندین کی گردنیں ماری جائیں یا ان سے فدیہ لے کر ان کو آزاد کرلیا جائے۔ ممکن ہے کہ یہ مسلمان ہو جائیں اور مسلمان مالی طور پر اور اسلحہ کے اعتبار سے مستحکم ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ اور اکثر صحابہ کی رائے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے مبارک یہ ہوئی کہ ان قیدیوں کو زندہ چھوڑ دیا جائے۔ حضرت فاروق اعظمؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ کی رائے یہ تھی کہ ان کی گردنیں ماری جائیں تا کہ اسلام اور مسلمان ان کے شر سے محفوظ ہوں۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے مبارک اور اکثر صحابہ کرامؓ کی رائے فدیہ لے کر زندہ چھوڑنے کی تھی، اس وجہ سے ان کو زندہ چھوڑ دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمادیں ان اعداء الدین کو زندہ چھوڑنا مناسب نہ تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں ایسا ہی نوشتہ تھا، لہٰذا جو مال آپ لوگوں نے ان سے لیا ہے، وہ حلال و پاکیزہ ہے۔ اب اس کے استعمال پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ واللہ اعلم

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ

اے نبی! جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے کہہ دو کہ

اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ

اگر اللہ تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو تمہیں اس سے بہتر دے گا جو تم سے لیا گیا ہے اور تمہیں بخشے گا

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷۰ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ اور اگر یہ لوگ تم سے دغا کرنا چاہیں گے یہ تو پہلے ہی اللہ سے دغا کر چکے ہیں

قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا

پھر اللہ نے انہیں گرفتار کرا دیا اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑا

وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا

اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی

اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ

وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور جو ایمان لائے اور گھر نہیں چھوڑا تمہیں ان کی وراثت سے

مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰي يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ

کوئی تعلق نہیں یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اور اگر وہ دین کے معاملہ میں مدد چاہیں

فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰي قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تو تمہیں ان کی مدد کرنی لازم ہے مگر ان لوگوں کے مقابلہ میں کہ ان میں اور تم میں عہد ہو اور جو تم کرتے ہو

بَصِيْرٌ ۝۷۲ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ

اللہ اسے دیکھتا ہے ○ اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں اگر تم یوں نہ کرو گے تو ملک میں

فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝۷۳ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا

فتنہ پھیلے گا اور بڑا فساد ہوگا ○ اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور اللہ کی

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ

راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی سچے مسلمان ہیں ان کے لئے

مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٧٤﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا

بخشش اور عزت کی روزی ہے ○ اور جو لوگ اس کے بعد ایمان لائے اور گھر چھوڑے اور تمہارے

مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ ۚ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ

ساتھ ہو کر لڑے سو وہ لوگ بھی تمہیں میں سے ہیں اور رشتہ دار آپس میں اللہ کے حکم کے مطابق ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں

إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٧٥﴾ ع

بے شک اللہ ہر چیز سے خبردار ہے ○

آیاتها ۱۲۹ ۹ سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۳ رکوعاتها ۱۶

سُورۂ توبہ مدنی ہے اور اس کی ۱۲۹ آیتیں اور ۱۶ رکوع ہیں

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱ فَسِيْحُوْا

اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں سے بیزاری ہے جن سے تم نے عہد کیا تھا ۝ سو اس

فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى

ملک میں چار مہینے پھر لو اور جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکو گے اور بے شک اللہ کافروں کو

الْكٰفِرِيْنَ ۝۲ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ

ذلیل کرنے والا ہے ۝ اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑے حج کے دن لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ

اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ ۗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ

اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں پس اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر

تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ

نہ مانو تو جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز کرنے والے نہیں اور کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری

اَلِيْمٍ ۝۳ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ

سنا دو ۝ مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی قصور نہیں کیا اور

يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

تمہارے مقابلہ میں کسی کی مدد نہیں کی سو ان سے ان کا عہد ان کی مدت تک پورا کردو بے شک اللہ

الْمُتَّقِيْنَ ۝۴ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ

پرہیزگاروں کو پسند کرتا ہے ۝ پھر جب عزت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کردو

وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا

اور پکڑو اور انہیں گھیر لو اور ان کی تاک میں ہر جگہ بیٹھو پھر اگر وہ توبہ کریں

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵

اورنماز قائم کریں اورزکوۃ دیں توان کا راستہ چھوڑ دو بے شک اللہ بخشنے والامہربان ہے ۝

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰي يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ

اوراگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تواسے پناہ دے دو یہاں تک کہ اللہ کا کلام سنے پھراسے اس کی

مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۶ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ ع

امن کی جگہ پہنچادو یہ اس لئے ہے کہ وہ لوگ بے سمجھ ہیں ۝ بھلا مشرکوں کے لئے

عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ

اللہ اوراس کے رسول کے ہاں عہد کیونکر ہوسکتا ہے ہاں جن لوگوں کے ساتھ تم نے مسجد حرام کے نزدیک عہد کیا ہے

فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۷ كَيْفَ

اگر وہ قائم رہیں توتم بھی قائم رہو بے شک اللہ پرہیزگاروں کو پسند کرتا ہے ۝ کیونکر

وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ

صلح ہو اوراگر وہ تم پر غلبہ پائیں تونہ تمہاری قرابت کا لحاظ کریں اورنہ عہد کا تمہیں اپنے منہ کی باتوں سے راضی کرتے ہیں

وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا

اوران کے دل نہیں مانتے اوران میں سے اکثر بدعہد ہیں ۝ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالا

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ

پھراللہ کے راستے سے روکتے ہیں بے شک وہ برا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ۝ یہ لوگ کسی مومن کے حق میں

اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝۱۰ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

نہ رشتہ داری کا خیال کرتے ہیں اورنہ عہد کا اوریہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں ۝ اگر یہ توبہ کریں اورنماز قائم کریں

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۱۱

اورزکوۃ دیں تودین میں تمہارے بھائی ہیں اورہم سمجھداروں کے لئے کھول کھول کر احکام بیان کرتے ہیں ۝

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا

اوراگر وہ عہد کرنے کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں اورتمہارے دین میں عیب نکالیں تو کفر کے سرداروں سے لڑو

أَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ ﴿۱۲﴾ أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا

ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں تا کہ وہ باز آئیں ○ خبردار! تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو

نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُمْ بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ

جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر کو جلاوطن کرنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے پہلے تم سے

مَرَّةٍ ۚ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۳﴾

عہد شکنی کی کیا تم ان سے ڈرتے ہو اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو ○

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ

ان سے لڑو تا کہ اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے اور انہیں ذلیل کرے اور تمہیں ان پر غلبہ دے اور

صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۴﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ

مسلمانوں کے دلوں کو ٹھنڈا کرے ○ اور ان کے دلوں سے غصہ دور کرے اور اللہ جسے چاہے

مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۱۵﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ

توبہ نصیب کرے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ چھوڑ دیئے جاؤ گے

اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ

حالانکہ ابھی اللہ نے ایسے لوگوں کو جدا ہی نہیں کیا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا اور اللہ اور اس کے رسول

وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۶﴾ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ ع ۸

اور مومنوں کے سوا کسی کو دلی دوست نہیں بنایا اور اللہ تمہارے سب کاموں سے باخبر ہے ○ مشرکوں کا کام نہیں کہ

أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ

اللہ کی مسجدیں آباد کریں جبکہ وہ اپنے آپ پر کفر کی گواہی دے رہے ہوں ان لوگوں کے سب

أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿۱۷﴾ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ

اعمال بے کار ہیں اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے ○ اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ ۖ فَعَسَىٰ

اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرا سو وہ لوگ

أُولٰٓئِكَ أَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ

امیدوار ہیں کہ ہدایت والوں میں سے ہوں ○ کیا تم نے حاجیوں کا پانی پلانا اور

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ

مسجدِ حرام کا آباد کرنا اس کے برابر کر دیا جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ کی

اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ

راہ میں لڑا اللہ کے ہاں یہ برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالم لوگوں کو راستہ نہیں دکھاتا ○ جو لوگ

اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ

ایمان لائے اور گھر چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اللہ کے

دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ

ہاں ان کے لئے بڑا درجہ ہے اور وہی لوگ مراد پانے والے ہیں ○ انہیں ان کا رب اپنی طرف سے مہربانی

وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ

اور رضامندی اور باغوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں انہیں ہمیشہ کا آرام ہوگا ○ ان میں ہمیشہ رہیں گے بے شک

اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ

اللہ کے ہاں بڑا ثواب ہے ○ اے ایمان والو! اپنے باپوں

وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ

اور بھائیوں سے دوستی نہ رکھو اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں اور تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے گا

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ

سو وہی لوگ ظالم ہیں ○ کہہ دے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی

وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا

اور بیویاں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو

وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ

اور مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے

فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ ع
زیادہ پیارے ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے اور اللہ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا ○

افاداتِ محمود:

سورہ توبہ کی سورۃ انفال سے قریبی مناسبت ہے۔ دونوں کے مضامین ملتے جلتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر یہ نہیں بتلایا تھا کہ سورہ توبہ الگ سورۃ ہے یا سورہ انفال ہی کا حصہ ہے۔ اس وجہ سے اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی گئی اور احتیاطاً اسے سورۃ انفال سے الگ رکھا گیا اور مصحف عثمانی میں بھی ایسا ہی لکھا ہوا ہے۔

سورہ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے کی وجوہات:

(۱) نسائی نے اپنی سنن میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ سے پوچھا گیا کہ آپ نے سورہ توبہ اور انفال کے درمیان بسم اللہ کیوں نہیں لکھی؟ تو حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ فرماتے اس کو فلاں جگہ رکھ دو۔ اسی طرح سورتوں کا حال تھا۔ سورۃ انفال ہجرت کے اوائل میں نازل ہوئی اور سورہ توبہ آخر میں نازل ہوئی۔ مضامین دونوں کے مشابہ ہیں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ سورہ براۃ سورہ انفال کا جز ہے یا مستقل سورۃ ہے اور آپ دنیا سے چلے گئے، لہٰذا ہم نے خط فاصل بین السورتین تو لکھ دیا، لیکن بسم اللہ، جو دال علی الفصل بین السورتین یعنی دو سورتوں میں علیحدگی کی دلیل ہے، احتیاطاً نہیں لکھی۔

(۲) بعض مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ اس سورہ میں براءۃ عن المعاہدہ ہے اور عربوں کی یہ عادت تھی کہ جب ایسی تحریر لکھتے یا لکھواتے تھے جس میں معاہدہ سے براءۃ کا اظہار مقصود ہوتا تھا تو اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھتے تھے اور سورہ براءۃ کے شروع میں براءۃ عن المعاہدہ ہے، لہٰذا اس وجہ سے بسم اللہ نہیں لکھی گئی۔

(۳) حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ سورہ براءۃ کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں ہے؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ

"بسم الله الرحمن الرحيم، امان و البرائة نزلت بالسيف"

یعنی بسم اللہ تو امان ہی امان ہے اور سورہ براءۃ میں چونکہ تلوار چلانے کا حکم ہے، لہٰذا شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی گئی۔

سورہ براءۃ کا شانِ نزول:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ کے لیے تشریف لے گئے۔ صحابہ کرامؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ کفار مکہ نے آپؐ کو اور صحابہ کرامؓ کو حدیبیہ کے مقام پر روکا۔ آپؐ عمرہ کے لیے نہ جا سکے پھر دس شرائط کے ساتھ مسلمانوں اور

کفار میں صلح ہوگئی۔ان شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی کہ دس سال تک جنگ بندی رہے گی۔آمدورفت اور تجارت آزادانہ ہوگی۔اس وقت بنوخزاعہ مسلمانوں کے حلیف بن گئے تھے اور بنوبکر مشرکین مکہ کے حلیف بن گئے تھے۔اس معاہدہ کے، جیسے مسلمان پابند تھے، ویسے ہی کفار مکہ بھی پابند تھے۔اسی طرح بنوبکر اور بنوخزاعہ بھی اس کے پابند تھے،لیکن بنوبکر نے اس عہد کی کوئی پاس داری نہ کی۔انھوں نے دوران معاہدہ میں ہی بنوخزاعہ پر حملہ کردیا اور یوں معاہدہ توڑ ڈالا۔قریش مکہ نے بھی اسلحہ وغیرہ سے اپنے حلیفوں کی امداد کی۔وہ بھی عہد شکنی کے جرم میں برابر کے شریک ہوگئے۔چونکہ جنگ بندی کا معاہدہ عملاً ختم ہوگیا،لہٰذا ۸ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کفار کے قبضہ سے آزاد کرانے کا منصوبہ بنایا اور بفضل اللہ مکہ مکرمہ فتح ہوگیا۔سورہ براءۃ کی ابتدائی آیات اسی معاہدہ کے ختم ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ جب تم لوگوں نے عہد کی پاس داری نہیں کی تو اللہ کا رسول بھی اب پابند نہیں ہیں۔یہ تو میعادی معاہدہ کی بات تھی۔بعض دوسرے مشرکین سے غیر معیادی معاہدے بھی ہوئے یعنی ان معاہدوں کا کوئی وقت مقرر نہ تھا،ان کو بھی اطلاع دے دی گئی کہ انھیں چار ماہ کی مہلت ہے۔اس میں اگر کسی کی قسمت میں ہدایت ہے تو وہ گروہ اسلام میں داخل ہوجائے، ورنہ مسلمانوں کی طرف سے یہ اعلان سن رکھیں کہ وہ جزیرۃ العرب سے نکل جائیں اور اس پاک سرزمین کو خالی کردیں، البتہ جو لوگ آپ کی پناہ میں آجائیں دین اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی غرض سے تو ان کو پناہ دو تاوقتیکہ مسلمان ہوجائیں یا ان کو ان کے مقام پر لیجا کر چھوڑ دو اس وقت تک ان کو قتل نہ کرو۔

یوم الحج الاکبر:

حج اکبر حج ہے اور حج اصغر عمرہ ہے۔عمرہ کے مقابلے میں حج کو حج اکبر کہا گیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حج فرمایا تھا تو اتفاق سے جمعہ کا دن تھا۔آج لوگ سمجھتے ہیں کہ عرفہ کو جمعہ کا دن ہو تو حج اکبر ہوگا۔اگر جمعہ کا دن نہ ہو تو وہ حج اکبر نہیں ہے، لیکن یہ نظریہ غلط ہے، بلکہ ہر حج حج اکبر ہے۔آیت ۱۹ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت طلحہؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان یہ بحث چل پڑی کہ افضل عبادت کیا ہے؟ حضرت طلحہ نے کہا کہ میں بیت اللہ کا دربان ہوں اس کی چابی میرے پاس ہوتی ہے۔اگر میں چاہوں تو رات کو بھی بیت اللہ میں رہ سکتا ہوں۔حضرت عباسؓ نے کہا کہ میں حجاج کرام کو پانی پلاتا ہوں اور ان کی دیکھ بھال کرتا ہوں۔میں اگر چاہوں تو بیت اللہ میں رات کو بھی قیام کرسکتا ہوں۔حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے تو آپ لوگوں کی بات کی کوئی حقیقت سمجھ نہیں آتی (یعنی افضل العبادات ہونا) کیونکہ میں نے عام لوگوں سے پہلے ہی چھ ماہ بیت اللہ کی طرف نمازیں پڑھی ہیں اور میں جہاد بھی کرتا رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الخ

جہاد کے ساتھ ایمان باللہ کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ مشرکین کی سختی سے تردید ہو اور یہ واضح بھی کردیا جائے کہ جہاد

افضل ہے، لیکن ایمان باللہ اس سے بھی افضل ہے۔

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ الخ

حاصل یہ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ میں تمہاری کنبہ پروری اور تجارت وغیرہ رکاوٹ نہ بنیں، ورنہ اللہ تعالیٰ تمھیں سخت سزا کا مزہ چکھائیں گے۔ آج کل کے سیاسی لوگ جب میدان میں آتے ہیں تو ان کو گرفتار کرلیا جاتا ہے۔ ان کے گھر والوں کو تھانے بلایا جاتا ہے۔ ان کی فیکٹریوں کو ضبط کرنے یا ٹیکس لگانے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ اس پر وہ میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط سے مضبوط تر بنایا جائے پھر انسان کو کوئی چیز نہیں ہلاسکتی اور راہِ حق سے نہیں ہٹا سکتی۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ

اللہ بہت سے میدانوں میں تمہاری مدد کر چکا ہے اور حنین کے دن جب تم

كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ

اپنی کثرت پر خوش ہوئے پھر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہوگئی

ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝۲۵ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى

پھر تم پیٹھ پھیر کر ہٹ گئے ۝ پھر اللہ نے اپنی طرف سے اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر

الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ

تسکین نازل فرمائی اور وہ فوجیں اتاریں کہ جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو عذاب دیا اور

جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۶ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ

کافروں کو یہی سزا ہے ۝ پھر اس کے بعد جسے اللہ چاہے توبہ نصیب کرے گا اور

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۷ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا

اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ اے ایمان والو! مشرک تو پلید ہیں سو اس برس کے بعد

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ

مسجد حرام کے نزدیک نہ آنے پائیں اور اگر تم تنگدستی سے ڈرتے ہو تو آیندہ اللہ

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَاۗءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۲۸ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اگر چاہے تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا بے شک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۝ ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا

اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اسے حرام جانتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور

يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰي يُعْطُوا الْجِزْيَةَ

سچا دین قبول نہیں کرتے ان لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ ذلیل ہو کر

ع عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝۲۹

اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں ۝

افاداتِ محمود:

غزوۂ حنین:

غزوۂ بدر کی طرح غزوۂ فتح مکہ بھی رمضان المبارک میں وقوع پذیر ہوا۔ فتح مکہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں مقیم رہے۔ حنین ایک مقام کا نام ہے جو مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے۔ جہاں قبائل ہوازن و ثقیف آباد تھے۔ یہ قبائل نہایت ہی جنگجو اور تیراندازی کے میدان کے شاہ سوار تھے۔ فتح مکہ سے ان لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید اس کے بعد مسلمان ہم پر حملہ آور ہوں گے۔ لہٰذا ان کے حملے سے قبل ہی ہمیں مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ ان کے سردار مالک ابن عوف نصری بیس ہزار کا لشکر جرار لے کر حملہ کرنے کی غرض سے چلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا تو آپؐ ماہ شوال ۸ ھ میں ۱۲۰۰۰ جانثاروں کو ساتھ لے کر حنین کے قصد سے چلے۔ ہوازن اور ثقیف کے تیرانداز کمین گاہوں میں چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے اور مسلمانوں پر راستے ہی میں حملہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے وقتی طور پر مسلمانوں کے پیرا کھڑ گئے اور پریشان ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ حضور علیہ السلام نے ایک مشت خاک دشمنوں کی طرف پھینکی اور ساتھ ہی آسمان سے فرشتوں کو صحابہ کرامؓ نے اُترتے دیکھا۔ وہ مسلمان جو کفار کے ناگاہ حملہ کی وجہ سے تتر بتر ہو رہے تھے اب دوبارہ اُن کے قدم جم گئے اور دشمنوں کی صفوں میں گھس کر خوب بسالت و بطالت کے جوہر دکھائے۔ چنانچہ کفار کے ستر آدمی مارے گئے۔ چھ ہزار قیدی بنائے گئے۔ چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی مسلمانوں کو بطور مال غنیمت ہاتھ آ گئے۔

ہوازن اور ثقیف کا سپہ سالار مالک ابن عوف نصری اپنی فوج سمیت طائف جا کر قلعہ میں چھپ گیا تھا۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تمام مال غنیمت جعرانہ میں جمع کر دو اور اس کی تقسیم سے قبل ہی آپؐ نے طائف جانے کا قصد فرمایا۔ طائف وہ مقام ہے جہاں آپؐ ابتداء اسلام میں دعوت الی الحق کے لیے تشریف لے گئے تھے لیکن طائف والوں نے اوباشوں کو پیچھے لگا دیا۔ اُنہوں نے آپ کو پتھر مار مار کر آپ کا جسم مبارک لہولہان کر دیا۔ جوتے مبارک بھی خون سے بھر گئے تھے۔ اب ۸ ھ میں جب آپ وہاں تشریف لے گئے اور قلعہ کا محاصرہ فرمایا تو باوجود کافی کوشش کے وہ قلعہ فتح نہ ہو سکا اور ۱۲ صحابہ کرام شہید ہو گئے۔ اس دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب دیکھا کہ میرے سامنے دودھ کا ایک پیالہ پیش کیا گیا لیکن مرغ نے چونچ مار کر اسے گرا دیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اس کی تعبیر یہ دی کہ شاید قلعہ اب فتح نہ ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے دربارِ رسالت میں یہ درخواست کی کہ حضور آپ ان لوگوں کے لیے بددعا فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھ کو بددعا کی اجازت نہیں ہے۔ لہٰذا آپؐ نے وہ قلعہ فتح کیے بغیر صحابہ کرام کو کوچ کا حکم دیا اور جاتے وقت یہ دعا فرمائی۔

اللھم اھد ثقیفاً و أت بھم اے اللہ قبیلہ ثقیف کو ہدایت نصیب فرما اور ان کو میرے پاس پہنچا دیجیے۔

چنانچہ بعد میں یہ قلعہ خود بخود فتح ہو گیا اور سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ فوج کا سپہ سالار حضرت مالک ابن عوفؓ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہو گئے تھے۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا اثر تھا جب طائف والوں نے اوباشوں کو پیچھے لگایا اور انہوں نے حضور کے جسم مبارک زخمی کیا تو حضرت جبرئیلؑ نے آپؐ سے کہا تھا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں دونوں پہاڑوں کو ملا کر ان لوگوں کو بیچ میں کچل دیتا ہوں۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر اس وقت یہ لوگ مسلمان نہیں ہوتے تو آئندہ ان کی نسلوں میں مسلمان ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپ کی یہ چاہت ۸ ھ میں پوری ہو گئی اور ان کے ایمان سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔

مالِ غنیمت کی تقسیم اور انصار کا شکوہ

اب طائف سے واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ میں جمع شدہ مال غنیمت کو تقسیم فرمایا اور قریش مکہ کے نومسلموں کی تالیف قلب اور مالی وجانی سابقہ نقصان کی مکافات کے ارادے سے ان ہی لوگوں میں مال غنیمت کو تقسیم فرمایا اور انصار کو ان کی ایمانی پختگی کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ بعض لوگوں کی زبانوں پر حرف شکایت آیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپؐ نے انصار کو جمع فرمایا اور ان سے یوں گویا ہوئے۔ ''اے انصار کی جماعت! یہ میں کیا باتیں سن رہا ہوں؟''

انصار نے کہا ''یارسول اللہ! ہم میں سے کسی ذمہ دار آدمی نے یہ بات نہیں کی ہے بلکہ بعض نوجوانوں نے کہی ہے''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے گروہ انصار! کیا تم گمراہ نہ تھے اللہ تعالیٰ نے میرے واسطہ سے تم کو ہدایت دی۔ آپس میں تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے تمہارے دل ملا دیے۔ تم فقیر تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے تم کو مالا مال کیا''۔

انصار نے کہا ''آپؐ نے جو فرمایا بالکل درست ہے اور اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بڑا احسان ہے''۔

پھر آپؐ نے خود ارشاد فرمایا ''تم میری اس تقریر کا یہ جواب دے سکتے ہو۔ جب لوگوں نے آپ کو جھٹلایا تو ہم نے آپ کی تصدیق کی۔ جب آپ بے یار و مددگار تھے اس وقت ہم نے آپ کی مدد کی۔ جب آپ بے سہارا و بے ٹھکانہ تھے تو ہم نے آپ کو ٹھکانہ دیا۔ جب آپ مفلس تھے تو ہم نے آپ کی غمگساری کی۔ اے گروہ انصار! کیا تم اس بات سے رنجیدہ ہو گئے ہو کہ میں نے اس دنیا دنی میں سے کچھ متاع قلیل چند لوگوں کو تالیف قلب کے لیے دیا اور تمہارے اسلام و پختگی ایمان پر بھروسہ کر کے تمہیں چھوڑ دیا۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ تو اونٹ اور بکریاں لے کر اپنے گھروں کو واپس ہو گئے اور تم اللہ کے رسول کو ساتھ لے جاؤ۔ قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ہجرت امرِ تقدیری نہ ہوتا تو میں انصار میں سے ہوتا۔ اگر لوگ ایک گھاٹی کو چلیں اور

انصار دوسری گھاٹی کو چلیں تو میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کروں گا۔ اے اللہ! تو انصار پر اور ان کی اولاد پر اور ان کی اولادوں کی اولاد پر رحم فرما''۔

یہ فرمانا تھا کہ انصار زار و قطار رونے لگے۔ یہاں تک کہ داڑھیاں تر ہو گئیں اور کہا کہ ہم اس تقسیم پر دل و جان سے راضی ہیں کہ اللہ کے رسول ہمارے حصہ میں ہیں۔ اس کے بعد مجلس برخاست ہو گئی۔ (الکامل لابن اثیر الجزری)

مکہ مکرمہ فتح ہونے کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں مقیم رہے اور اب آپ کا روضۂ اطہر بھی مدینہ منورہ میں ہے۔ قیامت تک یہ انوارات و برکات وہاں رہیں گی جن کے مقابلے میں ساری دنیا ہیچ ہے۔

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ الخ

جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو ۹ھ میں یہ اعلان کیا گیا کہ کوئی مشرک آئندہ حدود حرم میں داخل نہ ہو اور نہ ہی حج و عمرہ ادا کرے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **"اخرجوا الیهود والنصاری من جزیرة العرب"** یعنی یہود اور نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے ہی نکال باہر کرو۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں اس حدیث پر عمل ہوا اور جزیرہ عرب کو یہود و نصاریٰ سے پاک کر دیا گیا۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ

اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ

النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ

مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں وہ کافروں کی سی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ

باتیں بنانے لگے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کدھر الٹے جارہے ہیں ۝ انہوں نے اپنے عالموں

وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا

اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنالیا ہے اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی حالانکہ انہیں

اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾

حکم یہی ہوا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے ۝

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ

چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ اپنی روشنی کو پورا کئے بغیر

نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

نہیں رہے گا اور اگرچہ کافر ناپسند ہی کریں ۝ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

بھیجا ہے تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اگرچہ مشرک ناپسند کریں ۝ اے ایمان والو!

اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ

بہت سے عالم اور فقیر لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ

اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں

وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا

اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے ۝ جس دن وہ

فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا

دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی یہ وہی ہے

مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۳۵ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ

جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا سو اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے تھے ○ بے شک اللہ کے ہاں

اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ

مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جس دن سے اللہ نے زمین و آسمان پیدا کئے ان میں سے

اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڏ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا

چار عزت والے ہیں یہی سیدھا دین ہے سو ان میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو اور تم سب

الْمُشْرِكِيْنَ كَاۗفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۳۶

مشرکوں سے لڑو جیسے وہ سب تم سے لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ○

اِنَّمَا النَّسِيْۗءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا

یہ مہینوں کا ہٹا دینا کفر میں اور ترقی ہے اس سے کافر گمراہی میں پڑتے ہیں اس مہینے کو ایک برس تو حلال کر لیتے ہیں

وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِــــُٔـوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ

اور دوسرے برس اس کو حرام رکھتے ہیں تا کہ ان مہینوں کی گنتی پوری کر لیں جنہیں اللہ نے عزت دی ہے پھر حلال کر لیتے ہیں جو اللہ

زُيِّنَ لَهُمْ سُوْۗءُ اَعْمَالِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۳۷ ع ۸

نے حرام کیا ہے ان کے برے اعمال انہیں بھلے دکھائی دیتے ہیں اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں کرتا ○

افاداتِ محمود:

اِنَّمَا النَّسِيْۗءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ الخ

اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے ہی سال کے ۱۲ مہینوں میں سے چار مہینے محترم بنائے ہیں۔ ایک تو رجب کا مہینہ ہے اور تین مہینے مسلسل ہیں۔

(۱) ذی قعدہ (۲) ذی الحجہ (۳) محرم الحرام۔

زمانۂ جاہلیت میں بھی ان چار مہینوں کو محترم مانا جاتا تھا۔ ان میں لڑنے کو لوگ حرام اور نامناسب سمجھتے تھے، لیکن کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ لوگوں کو لڑنا مقصود ہوتا تو کہہ دیتے تھے کہ اس سال محرم کا مہینہ صفر کی جگہ پر رکھ دیتے ہیں

اور صفر کو محرم کی جگہ اور لڑائی جاری رکھیں گے۔ اس طریقے سے مہینوں کی صحیح پہچان بھی نہ ہوسکتی تھی۔ جس مہینے کو یہ لوگ ذی قعدہ یا ذی الحجہ سمجھتے تھے، نہ معلوم حقیقت میں وہ کوئی اور ہی مہینہ ہو۔ ان کی گڑبڑ کی وجہ سے مہینے آگے پیچھے ہو جاتے تھے، لیکن اللہ کا احسان یہ ہوا کہ ذوالحج کا مہینہ اپنی اصل جگہ پر تھا۔ اس لیے جس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ادا فرمایا تھا آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"استدار الزمان کھیئتہ یوم خلق السمٰوات والارض"

آج زمانہ اپنی اصلی ہیئت پر ہے، جس طرح اس وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کر کے چاند اور سورج کا نظام قائم فرمایا تھا یعنی اللہ کے رسول نے جس ماہ میں حج فرمایا تھا وہ حقیقت میں ذی الحجہ کا مہینہ تھا اور الحمدللہ آج تک مسلمانوں کے پاس میقات اور تقویم کا درست حساب موجود ہے۔ رمضان بھی اپنے وقت میں ہے اور اسی طرح بقیہ تمام اسلامی مہینے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اے ایمان

اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ

والو! تمہیں کیا ہوا جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں کوچ کرو تو زمین پر گرے جاتے ہو

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے ہو دنیا کی زندگی کا فائدہ

فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ

تو آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے ○ اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا اور تمہاری جگہ

قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا

اور لوگ پیدا کرے گا اور تم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○ اگر

تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ

تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو اس کی اللہ نے مدد کی ہے جس وقت اسے کافروں نے نکالا تھا کہ وہ دو میں سے دوسرا تھا

اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ

جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا تو غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر

اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ

اللہ نے اپنی طرف سے اس پر تسکین اُتاری اور اس کی مدد کو وہ فوجیں بھیجیں جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کی

الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾

بات کو پست کر دیا اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہے اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے ○

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ

تم ہلکے ہو یا بوجھل نکلو اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں

اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا

لڑو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہو ○ اگر مال نزدیک ہوتا اور سفر

قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۭ وَسَيَحْلِفُوْنَ
ہلکا ہوتا تو وہ ضرور تیرے ساتھ ہوتے لیکن انہیں مسافت لمبی نظر آئی اور اب اللہ کی قسمیں
بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ
کھائیں گے کہ اگر ہم سے ہوسکتا تو ہم تمہارے ساتھ ضرور چلتے اپنی جانوں کا ہلاک کرتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ
لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾
جھوٹے ہیں ○

ع ۵

افاداتِ محمود:

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ الخ

اس آیت میں ہجرت کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہجرت کا ارادہ فرما لیا تھا۔ وہ جارہے تھے کہ راستے میں ابن دغنہ سے ملاقات ہوگئی۔ اُس نے انھیں روکا اور ساتھ لے کر واپس آ گیا، مگر جب کفار کی اذیتیں حد سے بڑھ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے دو اونٹنیاں پال رکھی تھیں۔ ہجرت کے وقت ان پر سامان سفر باندھا گیا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے خورد ونوش اور دیگر سامان سفر باندھ دیا۔ اور کوئی چیز نہ ہونے کی وجہ سے اپنے دوپٹے کو دو حصے کر کے اس سے ناشتہ دان باندھا۔ اس وجہ سے انھیں ''ذو النطاقتین'' کا لقب عطا ہوا۔

دوپہر کا وقت تھا۔ شدید گرمی تھی، پرانے زمانے میں یہ رواج تھا کہ دوپہر کو لوگ قیلولہ کرتے تھے۔ سارے لوگ سوئے ہوئے تھے اور کچھ لوگ ننگی تلواریں لے کر آپ ﷺ کو شہید کرنے کی غرض سے آپ کے دروازہ کے باہر کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے تشریف لے گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر لٹا کر اہل مکہ کی جو امانتیں آپ کے پاس ہیں، وہ صاحب مال تک پہنچادی جائیں۔

حضرت ابوبکرؓ کی صحابیت کا انکار کفر ہے:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے۔ کسی کو صاحب قرآن نہیں کہا گیا، لہٰذا حضرت صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا انکار کفر ہے۔ کسی اور کی صحابیت کا انکار کفر نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار مشورہ فرما رہے تھے تو شیخین یعنی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ بھی وہاں پہنچ گئے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ میں چند باتیں کہنا چاہتا تھا، لیکن حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوگئے انہوں نے وہ تمام باتیں کہہ دیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے درج ذیل خوبیوں کے حوالے سے حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت پر استدلال کیا۔

(۱) ایک صحابی نے ایک طرف حضرت ابوعبیدہؓ کا ہاتھ پکڑا اور دوسری طرف حضرت فاروق اعظمؓ کا اور فرمایا کہ میری گردن کٹ جائے اگر میں ایسی قوم کا امیر بنوں جس میں ابوبکرؓ ہو۔

(۲) اور حضرت فاروق اعظمؓ نے لوگوں سے کہا کہ ''ثانی اثنین'' یعنی دو میں سے دوسرا اس سے کون مراد ہے؟ لوگوں نے کہا ابوبکر صدیقؓ، تو جو دو میں سے دوسرا ہے وہی خلیفہ ہوگا اور صاحب سے مراد بھی ابوبکرؓ ہیں۔ یہ لفظ قرآن کریم میں کسی اور کے لیے استعمال نہیں ہوا۔

(۴) ''إِنَّ اللهَ مَعَنَا'' اللہ تعالیٰ کی معیت بھی حضرت ابوبکرؓ کو نصیب ہوئی ہے اسی طرح سیر و تاریخ کی کتابوں میں اور بھی بہت سے وہ فضائل موجود ہیں جو کسی اور کے لیے نہیں ہیں، لہٰذا تمام صحابہ کرامؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ رسول تسلیم کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ انصار کا خیال ابتداء میں یہی تھا کہ حضرت سعد بن عبادہؓ کو امیر بنائیں گے، لیکن فریقین کی طرف سے تفصیلی گفتگو کے بعد وہ اپنی رائے سے دستبردار ہو گئے۔

حضرت سعد بن عبادہؓ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد شام تشریف لے گئے اور وہاں کسی غسل خانہ میں نہاتے ہوئے جنات کی شرارت سے انتقال فرما گئے فرضی الله عنه وارضاه

سیرت کی کتب میں صحابہ کرامؓ سے منقول ہے کہ جب حضرت سعدؓ کو لوگ غسل خانے سے اٹھانے لگے تو وہاں درج ذیل شعر سنائی دے رہا تھا، مگر کوئی نظر نہیں آ رہا تھا:

قتلنا سيد الخزرج سعد بن عبادة   رميناه بسهمين فلم نخطئ فؤاده

ہم (جنوں) نے قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہؓ کو قتل کر دیا اور ہم نے دو تیر (اس کی طرف) پھینکے تو اس کے دل ہی کو نشانہ بنایا۔ صحابہ کرامؓ کا خیال تھا کہ یہ شعر کسی جن نے کہا ہے۔ بہرحال مذکورہ بالا آیت نے مسلمانوں کو ایک امیر اور ایک خلیفہ پر جمع اور متفق کیا اور مسلمان بہت بڑے فتنے سے بچ گئے۔ انصار نے حضرت سعد ابن عبادہ کو امیر اور خلیفہ کی حیثیت سے کھڑا کیا تھا لیکن وہ دست بردار ہو گئے۔ آخر میں ایک تجویز یہ بھی آئی تھی کہ ایک امیر انصار میں سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے مگر ایک ہی ملک میں بیک وقت دو امیروں کا ہونا عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔ لہٰذا تمام مسلمان حضرت صدیق اکبرؓ کے خلیفہ ہونے پر متفق ہو گئے۔

عَفَا اللّٰهُ عَنۡكَ ۚ لِمَ اَذِنۡتَ لَهُمۡ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيۡنَ

اللہ نے تمہیں معاف کر دیا تم نے انہیں کیوں رخصت دی یہاں تک کہ تیرے لئے سچے

صَدَقُوۡا وَتَعۡلَمَ الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسۡتَاۡذِنُكَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ

ظاہر ہو جاتے اور تو جھوٹوں کو جان لیتا ○ جو لوگ اللہ پر

بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ اَنۡ يُّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ

اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں وہ تم سے رخصت نہیں مانگتے اس سے کہ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اور اللہ

عَلِيۡمٌۢ بِالۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسۡتَاۡذِنُكَ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ

پرہیز گاروں کو خوب جانتا ہے ○ تم سے رخصت وہی مانگتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر

وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَارۡتَابَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ فَهُمۡ فِىۡ رَيۡبِهِمۡ يَتَرَدَّدُوۡنَ ﴿۴۵﴾

ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں سو وہ اپنے شک میں بھٹک رہے ہیں ○

وَلَوۡ اَرَادُوا الۡخُرُوۡجَ لَاَعَدُّوۡا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنۡ كَرِهَ اللّٰهُ انۡۢبِعَاثَهُمۡ

اور اگر وہ نکلنا چاہتے تو اس کے لئے کوئی سامان ضرور تیار کرتے لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا پسند نہ کیا

فَثَبَّطَهُمۡ وَقِيۡلَ اقۡعُدُوۡا مَعَ الۡقٰعِدِيۡنَ ﴿۴۶﴾ لَوۡ خَرَجُوۡا فِيۡكُمۡ مَّا زَادُوۡكُمۡ

سو انہیں روک دیا اور حکم ہوا کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو ○ اگر وہ تم میں نکلتے تو سوائے فساد کے

اِلَّا خَبَالًا وَّلَاۡاَوۡضَعُوۡا خِلٰلَكُمۡ يَبۡغُوۡنَكُمُ الۡفِتۡنَةَ ۚ وَفِيۡكُمۡ سَمّٰعُوۡنَ

اور کچھ نہ بڑھاتے اور تم میں فساد ڈلوانے کی غرض سے دوڑے دوڑے پھرتے اور تم میں ان کے جاسوس

لَهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابۡتَغَوُا الۡفِتۡنَةَ مِنۡ قَبۡلُ وَقَلَّبُوۡا

بھی ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے ○ یہ پہلے بھی فساد کے طالب رہے ہیں اور

لَكَ الۡاُمُوۡرَ حَتّٰى جَآءَ الۡحَـقُّ وَظَهَرَ اَمۡرُ اللّٰهِ وَهُمۡ كٰرِهُوۡنَ ﴿۴۸﴾

بہت سی باتوں میں تمہارے لئے الٹ پھیر کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ حق آ پہنچا اور اللہ کا حکم غالب ہوا اور وہ ناخوش ہی رہے ○

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ ائۡذَنۡ لِّىۡ وَلَا تَفۡتِنِّىۡ ؕ اَلَا فِى الۡفِتۡنَةِ سَقَطُوۡا ؕ

اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ مجھے تو اجازت ہی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے خبردار! وہ فتنہ میں پڑ چکے ہیں

وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿٤٩﴾ إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ

اور بے شک دوزخ کافروں پر احاطہ کرنے والی ہے ○ اگر تمہیں آسائش حاصل ہوتی ہے تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر

تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا

کوئی مشکل پڑتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنا کام پہلے ہی سنبھال لیا تھا اور

وَهُمْ فَرِحُونَ ﴿٥٠﴾ قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا

خوشیاں مناتے لوٹ جاتے ہیں ○ کہہ دو ہمیں ہرگز نہ پہنچے گا مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا وہی ہمارا کارساز ہے

وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى

اور اللہ ہی پر چاہئے کہ مومن بھروسہ کریں ○ کہہ دو تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے

الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهِ

ایک کے منتظر ہو اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ اپنے ہاں سے تم پر کوئی عذاب نازل کرے

أَوْ بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ ﴿٥٢﴾ قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا

یا ہمارے ہاتھوں سے تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں ○ کہہ دو تم خوشی سے خرچ کرو

أَوْ كَرْهًا لَنْ يُتَقَبَّلَ مِنْكُمْ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٥٣﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ

یا ناخوشی سے تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا بے شک تم نافرمان لوگ ہو ○ اور ان کے خرچ کے

أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا

قبول ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا اور

يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَى وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ﴿٥٤﴾

نماز میں سست ہو کر آتے ہیں اور ناخوش ہو کر خرچ کرتے ہیں ○

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ

سو تو ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کر اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان چیزوں کی

بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿٥٥﴾ وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ

وجہ سے دنیا کی زندگی میں انہیں عذاب دے اور کفر کی حالت میں ان کی جانیں نکلیں ○ اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ

إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۖ وَمَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ﴿٥٦﴾ لَوْ يَجِدُونَ

وہ بے شک تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں لیکن وہ ڈرتے ہیں ۝ اگر وہ کوئی پناہ کی

مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ﴿٥٧﴾ وَمِنْهُمْ

جگہ یا غار یا گھسنے کی جگہ پائیں تو ڈرتے ہوئے ادھر جائیں ۝ اور بعضے

مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ ۚ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ يُعْطَوْا

ان میں سے وہ ہیں جو خیرات بانٹنے میں تجھے طعن دیتے ہیں سو اگر انہیں اس میں سے مل جائے تو راضی ہوتے ہیں اور اگر نہ ملے

مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ﴿٥٨﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ

تو فوراً ناراض ہو جاتے ہیں ۝ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اسی پر راضی ہو جاتے جو انہیں اللہ

وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ

اور اس کے رسول نے دیا ہے اور کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے وہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا اور اس کا رسول

إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ﴿٥٩﴾ إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ ع

ہم اللہ ہی کی طرف رغبت کرنے والے ہیں ۝ زکوٰۃ مفلسوں اور محتاجوں اور اس کا کام کرنے والوں کا

عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي

حق ہے اور جن کی دلجوئی کرنی ہے اور غلاموں کی گردن چھوڑانے میں اور قرض داروں کے قرض میں

سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو یہ اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ہے اور اللہ جاننے والا

حَكِيمٌ ﴿٦٠﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ

حکمت والا ہے ۝ اور بعضے ان میں سے پیغمبر کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص نرا کان ہے کہہ دے

أُذُنُ خَيْرٍ لَكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ

وہ کان تمہاری بھلائی کے لئے ہے اور اللہ پر یقین رکھتا ہے اور مسلمانوں کی بات کا یقین کرتا ہے اور تم میں سے ایمان والوں کے

آمَنُوا مِنْكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦١﴾ يَحْلِفُونَ

حق میں رحمت ہے اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۝ تمہارے سامنے

بِاللّٰہِ لَکُمْ لِیُرْضُوْکُمْ ۚ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ اِنْ کَانُوْا
اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تا کہ تمہیں راضی کریں اور اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنا بہت ضروری ہے اگر وہ
مُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّہٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاَنَّ لَہٗ نَارَ
ایمان رکھتے ہیں ○ کیا وہ نہیں جانتے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے تو اس کے واسطے
جَہَنَّمَ خَالِدًا فِیْہَا ؕ ذٰلِکَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ ﴿۶۳﴾ یَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ
دوزخ کی آگ ہے اس میں ہمیشہ رہے گا یہ بڑی ذلت ہے ○ منافق اس بات سے ڈرتے ہیں کہ
تُنَزَّلَ عَلَیْہِمْ سُوْرَۃٌ تُنَبِّئُہُمْ بِمَا فِیْ قُلُوْبِہِمْ ؕ قُلِ اسْتَہْزِءُوْا ۚ اِنَّ
مسلمانوں پر کوئی ایسی سورۃ نازل ہو کہ انہیں بتا دے جو منافقوں کے دل میں ہے کہہ دو ہنسی کیے جاؤ جس بات سے
اللّٰہَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَہُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا کُنَّا نَخُوْضُ وَ
تم ڈرتے ہو اللہ اسے ضرور ظاہر کر دے گا ○ اور اگر تم ان سے دریافت کرو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی بات چیت اور
نَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ کُنْتُمْ تَسْتَہْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا
دل لگی کر رہے تھے کہہ دو کیا اللہ سے اور اس کی آیتوں سے اور اس کے رسول سے تم ہنسی کرتے تھے ○ بہانے مت بناؤ
قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَۃٍ مِّنْکُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَۃًۢ
ایمان لانے کے بعد تم کافر ہو گئے اگر ہم تم میں سے بعض کو معاف کر دیں گے تو بعض کو عذاب بھی دیں گے
بِاَنَّہُمْ کَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ﴿۶۶﴾ ع
کیونکہ وہ گناہ کرتے رہے ہیں ○

افاداتِ محمود:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ الخ

اس سے پچھلی آیت میں مذکور ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش لوگوں نے اپنی کج ذہنی کی بنا پر مال کی تقسیم کے معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت صدقات سے مصارف کی فہرست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دی تا کہ آپ اس فہرست کے مطابق تقسیم فرماتے رہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی کے مطابق اموال تقسیم فرماتے رہے۔ وہ فہرست درج ذیل ہے:

(۱) فقیر جس کے پاس کچھ نہ ہو۔

(۲) اور مسکین جس کے پاس بقدر ضرورت نہ ہو۔

(۳) عاملین وہ لوگ جو زکوٰۃ اور صدقات لوگوں سے وصول کر کے بیت المال تک پہنچاتے ہیں۔

(۴) "والمؤلفة قلوبهم" اسلام لانے پر آمادہ کرنے اور اسلام پر ثابت قدم رہنے کے لیے ابتداء میں زکوٰۃ دی جاتی تھی، لیکن حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے دور خلافت میں اس کو بند فرما دیا۔ اس وجہ سے نہیں کہ آیت منسوخ ہوگئی ہے، بلکہ اس وجہ سے کہ حکم کی علت ختم ہوگئی۔ اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت وغلبہ نصیب فرمایا ہے، لہٰذا تالیف قلب کے لیے کچھ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی جمہور علماء کا مذہب ہے، لیکن مودودی صاحب کہتے ہیں کہ زکوٰۃ کی رقم سے ووٹ خریدنا جائز ہے۔ اسلام کی خدمت کی غرض سے اگر زکواۃ کی رقم سے ووٹ خریدا جائے تو جائز ہے۔ یہ عجیب بات ہے۔

وَفِي الرِّقَابِ یعنی اگر کسی غلام کو مالک نے مکاتب بنایا ہو تو اس بدل کتابت کی ادائیگی میں اس کو زکواۃ دینا جائز ہے۔

وَالْغٰرِمِيْنَ اور مقروض لوگوں کو

وَابْنِ السَّبِيْلِ الخ وہ شخص جو حالت سفر میں نصاب کا مالک نہ ہو۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ہاں تمام مصارف میں فقر شرط ہے۔ نیز زکوٰۃ میں بالاجماع صاحب نصاب نہ ہونا شرط ہے۔ اگر زکوٰۃ کی رقم سے مسجد بنوالی، ہسپتال بنوایا کسی مردہ کو کفن دیدیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ

منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے

بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَ يَقْبِضُوْنَ

ہم جنس ہیں برے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور نیک کاموں سے منع کرتے ہیں اور ہاتھ بند

اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللّٰهُ

کئے رہتے ہیں وہ اللہ کو بھول گئے سو اللہ نے انہیں بھلا دیا بے شک منافق وہی نافرمان ہیں ○ اللہ نے

الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ

منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کی آگ کا وعدہ دیا ہے پڑے رہیں گے اس میں وہی انہیں کافی ہے

وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٦٨﴾ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا

اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے ○ جس طرح تم سے پہلے لوگ تم سے

اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ

طاقت میں زیادہ تھے اور مال اور اولاد میں بھی زیادہ تھے پھر وہ اپنے حصہ سے

فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ

فائدہ اٹھا گئے اور تم نے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا جیسے تم سے پہلے لوگ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا گئے اور تم بھی انہیں کی

كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

سی چال چلتے ہو یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور وہی نقصان

الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّ

اٹھانے والے ہیں ○ کیا انہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے تھے نوح کی قوم اور عاد اور

ثَمُوْدَ ڏ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ۭ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

ثمود اور ابراہیم کی قوم اور مدین والوں کی اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئی تھیں ان کے پاس ان کے رسول

بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَ

صاف احکام لے کر پہنچے سو اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے ○ اور

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں نیکی کا حکم کرتے ہیں

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَ

اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور

يُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ

اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ زبردست

حَكِيمٌ ﴿٧١﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ

حکمت والا ہے ۞ اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

خٰلِدِينَ فِيهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ ۚ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ ۚ

ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور عمدہ مکانوں اور ہمیشگی کے باغوں میں اور اللہ کی رضا ان سب سے بڑی ہے

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٧٢﴾ يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ جٰهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِينَ ع ١٥

یہی وہ بڑی کامیابی ہے ۞ اے نبی! کافروں اور منافقوں سے لڑائی کر

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٧٣﴾ يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا

اور ان پر سختی کر اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے ۞ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ

قَالُوا ۗ وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلٰمِهِمْ وَهَمُّوا

ہم نے نہیں کہا اور بے شک انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے اور انہوں نے قصد

بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۚ وَمَا نَقَمُوٓا إِلَّآ أَنْ أَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ

کیا تھا ایسی چیز کا جو نہیں پا سکے اور یہ سب کچھ اسی کا بدلہ تھا کہ انہیں اللہ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے دولت مند کر دیا ہے

فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ ۖ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا أَلِيمًا

سو اگر وہ توبہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہے اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو اللہ انہیں دنیا اور آخرت میں

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٧٤﴾

دردناک عذاب دے گا اور انہیں روئے زمین پر کوئی دوست اور کوئی مددگار نہیں ملے گا ۞

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ

اور بعضے ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد لیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے دے تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے اور

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۷۵ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ

نیکوں میں سے ہو جائیں ○ پھر جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور منہ موڑ کر

مُّعْرِضُوْنَ ۝۷۶ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ

پھر بیٹھے ○ تو نتیجہ یہ ہوا کہ اس دن تک کہ اللہ سے ملیں گے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا

اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝۷۷ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ

اس لئے کہ انہوں نے جو اللہ سے وعدہ کیا تھا اسے پورا نہ کیا اور اس لئے کہ جھوٹ بولا کرتے تھے ○ کیا وہ نہیں جانتے کہ

اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۷۸ اَلَّذِيْنَ

اللہ ان کا بھید اور ان کا مشورہ جانتا ہے اور یہ کہ اللہ غیب کی باتیں جاننے والا ہے ○ وہ لوگ

يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ

جو ان مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور جو لوگ اپنی محنت کے سوا

اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۭ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ

طاقت نہیں رکھتے پھر ان پر ٹھٹھا کرتے ہیں اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے اور ان کے لئے دردناک

اَلِيْمٌ ۝۷۹ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ

عذاب ہے ○ تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے لئے

سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ

ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے

وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۸۰ ع ۱۶

رسول سے کفر کیا اور اللہ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا ○

افاداتِ محمود:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ الخ

جہاد کے معنٰی یہ ہیں کہ ہر برائی کو مٹانے کے لیے کمربستہ ہونا۔ سیاست سے ہو، اسلحہ سے ہو یا کسی اور طریقہ سے یعنی موقع اور محل کی مناسبت سے جس عمل سے برائی کا ازالہ ہو سکے، وہ بروئے کار لایا جائے گا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا الخ

یہ چند آیتیں ثعلبہ بن حاطب انصاری کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ اس شخص نے دل میں نفاق کو چھپایا ہوا تھا۔ وہ ظاہراً مسلمان بنا ہوا تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میرے مال میں برکت کے لیے دعا فرمائیے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ثعلبہ وہ تھوڑی چیز جو انسان کو کفایت کرے، وہ اس زیادہ چیز سے افضل ہے جس کے حقوق ادا نہ ہو سکیں، لیکن ثعلبہ نے پھر اصرار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء فرمائی جو قبول ہوگئی۔ اس کی بکریاں اتنی زیادہ ہوگئیں کہ اس کو مدینہ چھوڑنا پڑا۔ ابتداء میں جماعت کی نمازیں جاتی رہیں۔ رفتہ رفتہ جمعہ بھی جاتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عامل زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے گیا تو کہنے لگا کہ زکوٰۃ تو جزیہ کی بہن معلوم ہوتی ہے، حالانکہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پختہ وعدہ کیا تھا کہ جب مال آئے گا تو خوب صدقہ خیرات کروں گا۔ بہرحال حیلے اور حجت بازی کر کے اس نے زکوٰۃ دینے سے صاف انکار کر دیا۔ جب محصل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلا دیا تو حضورؐ نے متعدد بار فرمایا ''ویح ثعلبة '' یعنی ثعلبہ ہلاک ہوا اور اللہ تعالیٰ نے بھی یہ آیات نازل فرما دیں۔ جب ثعلبہ اور اس کے عزیز و اقارب کو پتا چلا تو وہ بادل نخواستہ زکوٰۃ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تیری زکوٰۃ لینے سے منع فرما دیا ہے۔ پھر وہ آپؐ کے وصال کے بعد سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا۔ انہوں نے فرمایا جس کی زکوٰۃ اللہ کے رسول نے قبول نہیں فرمائی، ابوبکرؓ کیونکر قبول کر سکتا ہے؟ پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے عہد میں ان کے پاس آیا۔ انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں نفاق پر اس کا خاتمہ ہوگیا۔

آج کل بھی مانعین زکوٰۃ موجود ہیں:

اللہ تعالیٰ نے انتہائی عادلانہ نظام کے تحت زکوٰۃ کی شرح مقرر فرما دی ہے کہ دینے والے بھی نہ گھبرائیں اور حاجت مندوں اور ضرورت مندوں کا بھی خیال رکھا جائے۔ یعنی چالیسواں روپیہ زکوٰۃ میں دیا جائے گا اور وہ نصاب مکمل ہونے کے بعد، لیکن ڈاکٹر فضل الرحمٰن نے زکوٰۃ کو ٹیکس کہا ہے اور ساتھ ہی اجتہادانہ فیصلہ بھی صادر کیا ہے کہ زکوٰۃ کی کوئی شرح فی الشرع متعین نہیں ہے، بلکہ اس کا دارومدار حکومت کی ضرورت پر ہے۔ اگر گورنمنٹ کو زیادہ رقم کی ضرورت ہو تو حکومت چالیسویں کی بجائے پانچواں حصہ بھی وصول کر سکتی ہے اور اگر رقم کی بالکل ضرورت نہ ہو تو شرح چالیسویں سے بڑھائی جا سکتی ہے۔ چنانچہ حکومت نے اعلان کر دیا کہ جس کے پاس نقد سونا

ہوتو گوشوارہ دکھا کروہ ۳۰ فیصد گورنمنٹ کو دے گا اور یہ 30 فیصد انکم ٹیکس اس کے علاوہ ہوگا۔ اب اس کے خلاف ہڑتال ہوئی لیکن اخبار وغیرہ میں کوئی ذکر نہیں۔ یہاں تک کہ صدر انجمن تاجران لاہور کو گرفتار کرلیا گیا تاکہ ہڑتال ناکام ہو۔ بہرحال اسلام نے واضح طور پر شرح مقرر کر کے معاملہ آسان بنا دیا ہے۔ اب نہ دینے والے پریشان ہوتے ہیں، نہ لینے والوں کو غم ہوتا ہے۔ حضرت صدیقؓ کے زمانہ میں بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا تھا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا تھا کہ

"واللہ لو منعونی عقالاً کانو ایؤدونھا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتھم" (تفسیر ابن کثیر)

اللہ کی قسم اگر ان لوگوں نے ایک رسی زکوٰۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہوگی اور مجھ سے روکیں گے تو میں ان سے قتال کروں گا۔

یہ حدیث صاف بتلارہی ہے کہ اب زکوٰۃ میں کمی بیشی ممکن نہیں۔ لہٰذا کسی بھی حکومت کو زکوٰۃ میں ترمیم کرنے کا حق نہیں ہے۔ جو نصاب مقرر ہو چکا ہے، یہ قیامت تک کے لیے ہے۔

فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۭ الخ

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقات دینے کی ترغیب دی تو بعض صحابہؓ نے چار ہزار دینار دیے۔ بعض نے اتنی خطیر رقم کے برابر کھجوریں دیدیں اور بعض نے مجبوری کی وجہ سے صرف ایک صاع کھجوریں دے دیں۔

منافقین کی زبانوں سے دونوں گروہ نہ بچ سکے۔ کہنے لگے کہ جنہوں نے زیادہ دیا ہے ریاکاری کے لیے ہے اور جنہوں نے ایک صاع دیا ہے، اس کے دینے کا کیا فائدہ؟ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرما کر ایمان والوں کی تائید فرمائی اور منافقین اور زیادہ رسوا ہو گئے۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ

جولوگ پیچھے رہ گئے وہ

بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

رسول اللہ کی مرضی کے خلاف بیٹھ رہنے سے خوش ہوتے ہیں اور اس بات کو ناپسند کیا کہ اپنے مالوں

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ

اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور کہا گرمی میں مت نکلو کہہ دو کہ دوزخ کی آگ

اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ

کہیں زیادہ گرم ہے کاش یہ سمجھ سکتے ○ سو وہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ

ان کے اعمال کے بدلے جو کرتے رہے ہیں ○ سو اگر تجھے اللہ ان میں سے کسی فرقہ کی طرف پھر لے جائے پھر تجھ سے

لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ

نکلنے کی اجازت چاہیں تو کہہ دو کہ تم میرے ساتھ کبھی بھی ہرگز نہ نکلو گے اور میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے نہ لڑو گے تمہیں

رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تُصَلِّ

پہلی مرتبہ بیٹھنا پسند آیا سو پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو ○ اور ان میں سے

عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا

جو مر جائے کسی پر کبھی نماز نہ پڑھ اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو بے شک انہوں نے

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ

اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا اور نافرمانی کی حالت میں مر گئے ○ اور ان کے مالوں

وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ

اور اولاد سے تعجب نہ کر اللہ یہی چاہتا ہے کہ انہیں ان چیزوں کے باعث دنیا میں عذاب دے اور ان کی

اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا

جانیں نکلیں ایسے حال میں کہ وہ کافر ہی ہوں ○ اور جب کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور

مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ

اس کے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو ان میں سے دولتمند بھی تجھ سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دے کہ

الْقٰعِدِیْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ

بیٹھنے والوں کے ساتھ ہو جائیں ○ وہ خوش ہیں کہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ رہ جائیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ہے

لَا یَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

سو وہ نہیں سمجھتے ○ لیکن رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان والے ہیں وہ اپنے مالوں

وَاَنْفُسِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ

اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں اور انہیں لوگوں کے لئے بھلائیاں ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں ○ اللہ نے

اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۭ ذٰلِكَ

ان کے لئے باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی

الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۸۹﴾ وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِیُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ ع

بڑی کامیابی ہے ○ اور بہانے کرنے والے گنوار آئے تاکہ انہیں رخصت مل جائے اور بیٹھ رہے

الَّذِیْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ

وہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا جو ان میں سے کافر ہیں عنقریب انہیں دردناک عذاب

اَلِیْمٌ ﴿۹۰﴾ لَیْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ

پہنچے گا ○ ضعیفوں پر اور مریضوں پر اور ان لوگوں پر جو نہیں پاتے جو خرچ کریں کوئی گناہ نہیں ہے

مَا یُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ مَا عَلَى الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ

جب اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیر خواہی کریں نیکو کاروں پر کوئی الزام

سَبِیْلٍ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹۱﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِیْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ

نہیں ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ اور ان لوگوں پر بھی کوئی گناہ نہیں کہ جب وہ تیرے پاس آئیں کہ تو انہیں سواری دے

قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَیْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّاَعْیُنُهُمْ تَفِیْضُ مِنَ

تو نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ تمہیں اس پر سوار کر دوں تو وہ لوٹ گئے اور غم سے کہ ان کے پاس خرچ موجود نہیں تھا

الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ
ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ○ الزام ان لوگوں پر ہے
وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
جو دولت مند ہیں اور تم سے اجازت طلب کرتے ہیں اس بات سے وہ خوش ہیں کہ پیچھے رہنے والیوں کے ساتھ رہ جائیں اور اللہ نے
فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾
ان کے دلوں پر مُہر کر دی ہے پس وہ نہیں سمجھتے ○

افاداتِ محمود:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ الخ

مدینہ منورہ میں جب رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو اس نے اپنے بیٹے کو جو کہ صحابی رسول اور سچا پکا مومن تھا، دو باتوں کی وصیت کی تھی۔

(۱) ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کرتا مبارک کفن کے لیے عنایت فرما دیں۔

(۲) دوسرا یہ کہ میری نماز جنازہ بھی آپؐ ہی پڑھا دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تو پیغمبرانہ شفقت کی وجہ سے کرتا عنایت فرما دیا اور دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ بدر کے قیدیوں میں حضور کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے ان کا کرتہ پھٹا ہوا تھا تو قد آور ہونے کی وجہ سے عام لوگوں کا کرتہ ان کو پورا نہیں آرہا تھا۔ عبداللہ بن ابی نے اپنا کرتا حضرت عباسؓ کو دیا تھا۔ حضورؐ چاہتے تھے کہ اس احسان کے بدلے احسان بھی ہو جائے۔ حضور اکرم جب نماز جنازہ پڑھنے لگے تو حضرت فاروق اعظمؓ بار بار حضورؐ سے کہہ رہے تھے کہ حضورؐ یہ شخص تو ہر شر کا علمبردار رہا ہے۔ آپ کیوں اس کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں، لیکن آپؐ نے اس شفقت اور مہربانی کا مظاہرہ فرمایا جو ایک نبی کو زیبا ہے اور نماز پڑھا ہی دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر آیت "استغفر لھم اولا تستغفر لھم الخ" نازل فرمائی کہ اے نبی آپ ان منافقین کے لیے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں اور آپ ستر دفعہ بھی ان کے لیے بخشش مانگیں تو اللہ تعالیٰ ان کے کفر کو معاف نہیں فرمائیں گے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس کے لیے اس وقت تک مغفرت طلب کرتا رہوں گا جب تک روکا نہیں جاتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ الخ نازل فرمائی اور آپؐ کو نماز پڑھانے سے بھی منع فرمایا اور تجہیز و تکفین اور تدفین میں شرکت سے بھی منع فرما دیا۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپؐ نے کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔

رَضُوْا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ الخ

یعنی جو مرد ہیں وہ جہاد میں چلے جاتے ہیں اور جو بلا عذر شرعی عورتوں کی طرح گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں، وہ پھر نامرد ہی ہو سکتے ہیں۔ مزید براں اس نامردی پر کف افسوس ملنے کے بجائے اس پر نازاں اور خوش بھی ہیں۔ انسان جب گناہ پر خوش ہوتا ہو اور ندامت واستغفار کی طرف نہ پلٹتا ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی سیاہ کاریوں کی وجہ سے اس کے دل پر مہر لگائی جا چکی ہے۔ (العیاذ باللہ)

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ

جب تم ان کی طرف واپس جاؤ گے تو تم سے عذر کریں گے کہہ دو عذر مت کرو ہم تمہاری بات

لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ

ہرگز نہیں مانیں گے تمہارے سب حالات اللہ ہمیں بتا چکا ہے اور ابھی اللہ اور اس کا رسول تمہارے کام کو

تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾

دیکھے گا پھر تم غائب اور حاضر کے جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے سو وہ تمہیں بتا دے گا جو تم کر رہے تھے ۝

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ

جب تم ان کی طرف پھر جاؤ گے تو تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو سو تم ان سے درگزر کرو

اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ

بے شک وہ پلید ہیں اور جو کام کرتے رہے ہیں ان کے بدلے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے ۝ وہ لوگ

لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ

تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے خوش ہو جاؤ اگر تم ان سے خوش ہو بھی جاؤ تو بھی اللہ نافرمانوں سے

الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ

خوش نہیں ہوتا ۝ گنوار کفر اور نفاق میں بہت سخت ہیں اور اس قابل ہیں کہ جو احکام اللہ نے اپنے رسول پر

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ

نازل فرمائے ہیں ان سے واقف نہ ہوں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۝ اور بعض گنوار ایسے ہیں کہ

مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَاۗىِٕرَ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ

جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں اور تم پر زمانہ کی گردش کا انتظار کرتے ہیں انہیں پر بری گردش

السَّوْءِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

آئے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے ۝ اور بعضے گنوار ایسے ہیں کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر

الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ۭ اَلَآ

ایمان لاتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے نزدیک ہونے اور پیغمبر کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں خبردار

عٌ	إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِىْ رَحْمَتِهٖ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾
	بیشک وہ ان کے لئے نزدیکی کا سبب ہے عنقریب انہیں اللہ اپنی رحمت میں داخل کرے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

افاداتِ محمود:

—— وَمِنَ الْاَعْرَابِ الخ

یہاں تین قسم کے اعراب اور بدوؤں کا ذکر ہے۔(۱) ایک قسم یہ ہے کہ سخت قسم کے کافر اور منافق ہیں۔(۲) دوسری قسم یہ ہے کہ ذرا کچے قسم کے کافر ہیں۔ یہ مسلمانوں کو حوادث اور آفات کا شکار دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے راستہ میں کچھ مال خرچ کریں تو اسے محض تاوان اور نقصان سمجھتے ہیں۔(۳) اور تیسری قسم یہ ہے کہ اعراب میں سے بعض پکے اور خالص مومنین ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے مال و جان سب کچھ داؤ پر لگانے کے منتظر رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا قرب نصیب فرمادیا ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ

اور جو لوگ

الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ

قدیم ہیں پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنیوالے ہیں اللہ ان سے راضی

عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ

فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۭ

رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے ۝ اور تمہارے گرد و نواح کے بعضے گنوار منافق ہیں

وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ڞ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ڨ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۭ

اور بعض مدینہ والے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿١٠١﴾ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا

ہم انہیں دوہری سزا دیں گے پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے ۝ اور کچھ اور بھی ہیں کہ

بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ

انہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا ہے انہوں نے اپنے نیک اور بد کاموں کو ملا دیا ہے قریب ہے کہ اللہ انہیں معاف

عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٠٢﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ

کر دے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے کہ اس سے ان کے ظاہر کو پاک اور

تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٠٣﴾

ان کے باطن کو صاف کر دے اور انہیں دعا دے بے شک تیری دعا ان کے لئے تسکین ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے ۝

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ

کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقات لیتا ہے

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ

اور بیشک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ۝ اور کہہ دے کہ کام کئے جاؤ پھر عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان تمہارے

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

کام کو دیکھ لیں گے اور عنقریب تم غائب اور حاضر کے جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ

کرتے تھے ○ اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا کام اللہ کے حکم پر موقوف ہے خواہ انہیں عذاب دے یا انہیں معاف

عَلَيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّ

کردے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○ اور جنہوں نے نقصان پہنچانے اور کفر کرنے اور

تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ

مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کے لئے مسجد بنائی ہے اور واسطے گھات لگانے ان لوگوں کے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے

قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

لڑ چکے ہیں اور البتہ قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصد تو صرف بھلائی تھی اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک وہ جھوٹے ہیں ○

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ

تو اس میں کبھی کھڑا نہ ہو البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ

اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

تو اس میں کھڑا ہو اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے ○

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ

بھلا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ سے ڈرنے اور اس کی رضا مندی پر رکھی ہو وہ بہتر ہے یا جس نے اپنی عمارت کی

بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

بنیاد ایک کھائی کے کنارے پر رکھی جو گرنے والی ہے پھر وہ اسے دوزخ کی آگ میں لے گری اور اللہ ظالموں کو

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ

راہ نہیں دکھاتا ○ جو عمارت انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی مگر جب ان کے

اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع ۱۳

دل کے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○

افاداتِ محمود:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الخ

یہاں سے اب مہاجرین اور انصار کی فضیلت بیان ہو رہی ہے کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے ہجرت میں پہل کی اور جن لوگوں نے ان کی نصرت واعانت میں پہل کی۔ پھر جن لوگوں نے ان بزرگوں کی پیروی اور تقلید کی ان سب کو درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا وخوشنودی کا پروانہ عطا فرما دیا۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الخ کا مصداق کون لوگ ہیں؟

(۱) حضرت سعید بن المسیبؒ وغیرہ سے منقول ہے کہ السابقون الاولون سے مراد وہ صحابہ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی ہیں۔

(۲) اور حضرت شعبی وغیرہ سے منقول ہے کہ ’’السابقول الاولون‘‘ سے مراد وہ لوگ ہیں جو بیعت رضوان میں شریک تھے۔

(۳) حضرت عطاء بن یسار سے منقول ہے کہ مذکورہ آیت سے وہ مہاجرین وانصار مراد ہیں جو غزوہ بدر میں شامل ہوئے۔

(۴) وہ مہاجرین وانصار مراد ہیں جو ہجرت سے قبل مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(۵) وہ مہاجرین وانصار مراد ہیں جو اطراف واکناف سے آنے والوں سے پہلے مسلمان ہو گئے۔ بہر حال مندرجہ بالا انواع مختلفہ اضافی ہیں۔ ان انواع میں کوئی حقیقی اختلاف نہیں ہے، بلکہ درجہ بدرجہ سب ہی اس فضیلت میں حصہ دار ہیں۔

مراتب صحابہ کرامؓ:

حضرات صحابہ کرامؓ میں درجات کے اعتبار سے ضرور فرق ہے۔ چنانچہ یہ کھلی بات ہے کہ خلفاء راشدین افضل ہیں۔ ان کی فضیلت بھی علی ترتیب الخلافت ہے۔ ان کے بعد الستة الباقون من العشرة المبشرة، یعنی خلفاء راشدین کے بعد وہ چھے (۶) صحابہ افضل ہیں جو جنت کی بشارت پانے میں خلفاء راشدین کے ساتھ شریک تھے۔

(۱) ابوعبیدہ بن الجراح (۲) سعد بن ابی وقاص (۳) سعید بن زید (۴) عبدالرحمٰن بن عوف (۵) طلحہ (۶) اور زبیر بن العوام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

پہلے اسلام لانے والے لوگ:

سب سے پہلے اسلام لانے والوں کی بھی بڑی فضیلت اور خوش بختی ہے۔ اللہ کے رسول کی طرف روئے زمین پر پہلے پہل دست نصرت بڑھانا اور آپ کی آواز پر لبیک کہنا یہ ایک مستقل شرافت، فضیلت اور سعادت ہے۔ اکثر تابعین سے تو یہ منقول ہے کہ سب سے پہلے مسلمان ہونے والے خوش قسمت حضرت ابوبکر صدیق ہیں اور بعض سے یہ منقول ہے کہ سب سے پہلے مسلمان ہونے والی سعادت مند حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں کیونکہ جب غار حرا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کی ابتداء ہوئی اور آپؐ گھر تشریف لے آئے تو ساری کیفیت حضرت خدیجہؓ سے بیان فرمائی اور جان جاتے رہنے کا اندیشہ ظاہر فرمایا۔ حضرت خدیجہؓ نے خود بھی فرمایا کہ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ ہی آیا ہے۔ پھر وہ آپؐ کے ہمراہ حضرت ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔ انہوں نے بھی تصدیق فرمائی۔ خلاصہ یہ ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابوبکرؓ صدیق ہیں اور عورتوں میں حضرت خدیجہؓ ہیں۔ صبیان اور بچوں میں حضرت علیؓ ہیں۔ یہ سات سال کی عمر میں مسلمان ہوئے تھے۔ انہوں نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے **کرم اللہ وجهه عن السجود لغير الله**" غلاموں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت زید بن حارثہ ہیں یا حضرت بلال حبشیؓ ہیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ جب وظائف اور اموال تقسیم فرماتے تھے تو سابق اور لاحق سب کے حصے برابر ہوتے تھے۔ کوئی فرق نہ ہوتا تھا، لیکن جب حضرت فاروق اعظمؓ کا دور آیا تو حضرت فاروق اعظمؓ نے سابقین اور لاحقین کے حصوں میں فرق رکھا۔ جب وہ حضرت صدیق اکبرؓ کے وزیر تھے، اس وقت بھی حضرت صدیق اکبرؓ سے مباحثہ کرتے تھے کہ

اتجعل ذى السابقة كمن لا سابقة له ؟ فقال الصديق انما عملوا لله واجرهم عليه ٥

یعنی (حضرت فاروق اعظمؓ حضرت ابوبکرؓ سے) کیا آپ ان لوگوں کو جن کو اسلام میں سبقت حاصل ہے، ان لوگوں کے برابر قرار دے رہے ہیں جو بعد میں مسلمان ہوئے ہیں؟ جواباً حضرت صدیق اکبرؓ ارشاد فرماتے کہ عمل تو انہوں نے اللہ کے لیے کیا ہے، اس کا اجر بھی ان کو وہی دے گا۔ مجھ کو حصوں میں فرق کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ الخ

(۱) یا تو مراد وہ صحابہ کرامؓ ہیں جو سابقون تو نہیں ہیں، لیکن بعد میں مسلمان ہو گئے تھے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ الخ (سورہ حشر ۱۰)

اور واسطے ان لوگوں کے جو آئے ہیں ان کے بعد کہتے ہوئے اے رب بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے داخل ہوئے اسلام میں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ الخ

اور جو ایمان لائے اس کے بعد اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے تمہارے ساتھ ہو کر سو وہ لوگ بھی تم میں سے ہیں۔ (سورۂ انفال/۷۵)

(۲) اور یا وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ الخ

اس سے مراد تابعین ہیں۔ اگر دنیا کے تمام غوث قطب ابدال وغیرہ جمع کیے جائیں تو ایک صحابیؓ کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح فرق مراتب کا اصول تابعینؒ میں بھی کارآمد ہے۔ مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ سب سے افضل ہیں۔ یہ حسب ذیل حضرات ہیں۔ (۱) حضرت سعید بن المسیبؒ یہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے روایت کرتے ہیں اور امام زہری ان سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت سعیدؒ کی وفات ۹۴ھ میں ہوئی ہے۔ (۲) عروۃ بن زبیر المتوفی ۹۴ھ یہ حضرت زبیر اور حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں پھر ان سے ان کی اولاد اور امام زہری روایت کرتے ہیں۔ (۳) قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ المتوفی ۱۰۸ھ۔ یہ حضرت ابوہریرہؓ سے اور ان سے امام روایت کرتے ہیں۔ (۴) خارجہ بن زید بن ثابت المتوفی ۹۸ھ۔ یہ اپنے والد ماجد اور حضرت اسامہ بن زید سے اور ان کے بیٹے سلیمان سے روایت کرتے ہیں۔ (۵) عبیداللہ بن عبداللہ بن عقبہ بن مسعود المتوفی ۹۸ھ۔ یہ حضرت عائشہؓ اور حضرت ابوھریرہؓ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے امام زہری وغیرہ۔ (۶) سلیمان بن یسار المتوفی ۱۰۹ھ یہ حضرت میمونہ کے آزاد کردہ غلام تھے یہ حضرت میمونہؓ اور حضرت ابوھریرہؓ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے یحیٰ بن سعید و ربیعہؒ روایت کرتے ہیں۔ (۷) ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ھشام المتوفی ۹۴ھ یہ حضرت ابوھریرہؓ اور حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ان کی اولاد اور امام زہری روایت کرتے ہیں۔ محمد بن یوسف بن خضر نے ان سب کو ایک قطعہ میں جمع فرمایا ہے:

الا ان من لا يقتدى بائمة، فقسمة ضيزیٰ من الحق خارجة

فخذهم عبيدا لله عروة قاسم، سعيد ابوبكر سليمان خارجة.

الغرض حضرت صدیق اکبرؓ کی رائے یہ تھی کہ مالی حصوں میں سابقین اور لاحقین میں فرق نہ کیا جائے، اسے تقسیم اموال میں بنیاد نہ بنایا جائے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سابقین کے بڑے بڑے درجات ہیں اور بلند مقامات ہیں۔

مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ الخ

منافقین کا پتہ ان کی چال چلن چہروں اور میٹھی میٹھی باتوں سے اور اندرون خانہ سازشوں سے بھی چل جاتا

تھا، لیکن یقینی اور حقیقی علم تو اللہ تعالیٰ کو تھا کہ کون کون منافق ہیں اور کون کہاں کس سازش میں مبتلا ہے۔

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ الخ

مرتین کے لفظ میں مختلف احتمالات ہیں۔

(۱) یہ ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد تعدد مرات ہو، دریں صورت حصر فی المرتین نہیں ہوگا، بلکہ مراد کثرت عذاب ہے جیسا کہ سورہ ملک میں ہے:

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ الخ یعنی جتنی بار مرضی آسمان کا نظارہ دیکھ، لیکن اس میں کوئی نقص یا خلل نظر نہیں آئے گا۔

(۲) اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کا مسلمانوں کی ترقی وارتقاء کو دیکھ کر دانت پیسنا اور کف افسوس ملنا ایک عذاب ہوا اور اللہ کے رسول وصحابہ کرامؓ پر ان کے نفاق کا کھل جانا بھی ایک عذاب ہوا۔ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن تقریباً ۳۶ لوگوں کو اٹھا کر مسجد سے باہر جانے کا حکم صادر فرمایا اور ایک ایک کو فرمایا کہ تم منافق ہو۔ چلے جاؤ۔ اس سے بڑی ذلت ورسوائی اور کیا ہوگی۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ الخ

غزوہ تبوک سے تین قسم کے لوگ پیچھے رہ گئے تھے۔ (۱) ایک تو خالص منافق تھے جو جھوٹے عذر کر کے قسمیں کھا کر وقتی طور پر چھٹکارہ حاصل کر گئے۔ (۲) دوسری قسم ان مومنین مخلصین کی تھی کہ نفاق کی الائش سے بالکلیہ پاک وصاف تھے، لیکن انسان ہونے کے ناتے ان سے تخلف عن الرسول کی خطاء سرزد ہوگئی تھی۔ ان کو جب معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام واپس آ گئے ہیں تو انہوں نے خود ہی جا کر اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں سے بندھوالیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ بھی قبول فرمائی۔

(۳) اور تیسری قسم بھی مومنین مخلصین کی تھی، لیکن ان حضرات نے اپنے آپ کو ستونوں سے نہیں باندھا، بلکہ اللہ کے رسولؐ کے سامنے صاف صاف اپنی غلطی کا اظہار فرمایا اور آپ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ یہ تین حضرات تھے حضرت ہلال بن امیہ، مرارہ بن ربیعہ، کعب بن مالک رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان کا تفصیلی واقعہ آگے متعلقہ آیت میں بیان ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ مندرجہ بالا آیت میں دوسری قسم کا ذکر ہے کہ نفیر عام ہونے کے باوجود بتقاضائے بشریت ان سے غلطی ہوگئی اور غزوہ تبوک میں شریک نہ ہوسکے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً الخ

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ بعض مومنین جو غزوہ تبوک سے بلا عذر شرعی پیچھے رہ گئے تھے اور اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں سے بندھوایا تھا جب اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کو کھول دیا تو وہ حضرات تکمیل توبہ کے طور پر اپنے اپنے اموال لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ آپ ان کے مالوں سے صدقات واجبہ یا نافلہ وصول فرمایا کریں۔ کیونکہ یہ گناہوں سے بھی پاک ہونے کا سبب ہے اور آپ کی دعا کی برکت سے ان کے اموال میں اور اولاد میں اضافہ بھی ہوگا اور ان کے لیے چین اور سکون کا باعث بھی ہوگا۔

اس آیت میں ''خذ'' (ن) سے فعل امر مذکر واحد حاضر کا ہے جس میں براہ راست حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے اور پھر قیامت تک ہر آنے والا امیر المومنین بھی مخاطب ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ جب خلیفہ بنے تو ان کو بہت سارے چیلنجوں کا مقابلہ کرنا تھا ایک ان میں سے یہ تھا کہ بعض لوگوں نے اس وجہ سے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا کہ حصول زکوٰۃ وصدقات کا حکم صرف آپؐ ہی کو تھا اور جب آپؐ وصال فرما گئے تو زکوٰۃ کی ادائیگی موقوف ہوگئی۔ بعض لوگوں کا انکار تو حقیقت میں غلط فہمی پر مبنی تھا۔ جب ان کو یہ بات سمجھائی گئی کہ احکام شرعیہ قیامت تک کے لیے ہیں، وہ سمجھ گئے اور اپنے خیالات سے باز آ گئے، لیکن جن کے دلوں میں کھوٹ تھی، وہ اپنے اس باطل نظریے پر اڑے رہے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ

''واللہ لا قاتلن من فرق بین الصلوٰۃ و الزکوٰۃ''

اللہ کی قسم جو نماز اور زکواۃ میں فرق کرے گا، میں ان سے قتال کروں گا۔ آپ نے پھر قتال کر کے اُن کو مغلوب فرمایا۔

رہی یہ بات کہ ان لوگوں نے تو اس آیت سے استدلال کیا تھا۔ اس کا کیا جواب ہوگا؟ ان کا یہ مدعا اور استدلال باطل ہے جس کے چند وجوہ یہ ہیں (۱) فرضیت صوم کا حکم ''کتب علیکم الصیام'' سے دیا گیا ہے۔ صرف اس زمانہ کے لوگوں کو ہی خطاب ہے تو پھر ہم روزے کیوں رکھتے ہیں؟

(۲) اسی طرح اذا قمتم الی الصلوٰۃ کا خطاب بھی ان سے اگر تسلیم کیا جائے جو اس زمانہ میں موجود تھے تو پھر ہم نماز کیوں پڑھتے ہیں؟

(۳) ''ومن اللیل فتھجد بہ نافلۃ لک الخ'' یہاں بھی خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہے تو پھر اور لوگ تہجد کیوں پڑھتے ہیں؟

(۴) اذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ الخ یہاں بھی صلوٰۃ سفر پڑھانے کا حکم اور خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ہے تو پھر اور لوگ صلوٰۃ سفر کیوں پڑھاتے ہیں؟

حاصل یہ ہے کہ اگر اسی طرح کے صیغوں سے استدلال کرنا شروع کیا گیا تو قرآن کریم کا وہ بہت سا حصہ، جو احکام پر مشتمل ہے، ہم تو ان احکام سے محروم رہ جائیں گے۔ غور اور فکر کرنے والوں کے لیے اس کی مثالیں بے شمار ہیں۔

اموال جمع لانے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زکوٰۃ کا تعلق ایک مال سے نہیں، بلکہ متعدد مالوں

سے ہے جن میں سونا، چاندی، اونٹ، بکریاں، گائے بھینس وغیرہ سب شامل ہیں۔ باقی کس مال سے زکوٰۃ کتنی وصول کی جائے گی؟ تو اس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

بہر حال اب بھی یہ سنت ہے کہ جب کوئی شخص امام المسلمین کے پاس زکوٰۃ جمع کرنے کے لیے آ جائے تو اس کو دعا دی جائے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعاء دیتے تھے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اپنی قوم کی زکوٰۃ لے کر دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے دعا دی...... **اللهم صَلِّ علی ابن ابی اوفٰی**

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ الخ

جب انسان گناہ کے بعد توبہ کر لیتا ہے تو گناہ معاف ہو جاتا ہے، لیکن اس کا اثر باقی رہتا ہے۔ وہ اثر صدقہ سے زائل ہو جاتا ہے، لہٰذا آیت میں ان مومنین مخلصین کو تسلی ہے جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے پھر سچی توبہ کر لی، صدقہ بھی دے دیا، توبہ بھی قبول ہوگئی اور صدقہ بھی۔ ان کے گناہ لوحِ عمل سے دھل گئے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا الخ

گزشتہ آیات میں یہ بتلایا گیا کہ جو مسلمان مخلصین حضور سے پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کا عمل بظاہر بہت بڑا جرم تھا، لیکن صحیح اعتقاد اور اخلاص کی وجہ سے معافی مل گئی اور منافقین نے بظاہر تو مسجد بنائی، لیکن فساد اعتقاد کی وجہ سے مبغوض اور مقہور ٹھہرے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت فرمائی تو پہلے بنی عمرو بن عوف کے محلّہ میں نزول فرما کر جلوہ افروز ہوئے۔ وہاں مسجد بنوائی جو مسجد قبا کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے۔ پھر مدینہ منورہ کے شہر میں تشریف لے گئے۔ وہاں مسجد نبوی بنوائی۔ آپؐ ہفتہ کے روز مسجد قبا تشریف لے جاتے اور وہاں دو رکعت نفل نماز پڑھتے تھے جن کی فضیلت آپؐ نے عمرہ کے برابر بتلائی ہے۔

ابو عامر راہب قبیلہ خزرج کا سردار تھا۔ اسی نے مذہب نصرانیت اپنایا اور بڑا درویش بن گیا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ملت ابراہیمیہ، جو کہ ملت بیضاء ہے، لے کر آیا ہوں تو ابو عامر نے کہا کہ میں پہلے سے اس پر قائم ہوں، لیکن آپ (محمدؐ) نے ملت ابراہیمیہ میں کافی باتیں اپنی طرف سے داخل کی ہیں۔ حضورؐ نے اس کی سختی سے تردید فرمائی۔ آخر کار ابو عامر کے منہ سے نکلا کہ ہم دونوں میں سے جو غلطی پر ہو تو وہ بیکسی کی حالت میں دیارِ غیر میں مرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی۔ پھر ابو عامر نے حضورؐ کو مخاطب ہو کر قسم کھائی کہ جب بھی کوئی قوم آپ کے خلاف لڑے گی تو میں ان کا ساتھ دیتا رہوں گا۔ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی ترقی دیکھ کر وہ مکہ مکرمہ چلا گیا۔ غزوہ احد میں وہ کفار کے ساتھ تھا پھر جب اُس نے "وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا" کا منظر دیکھا تو مایوس ہو کر ملک شام چلا گیا۔ قیصر روم سے مدد مانگی اور وہاں سے مدینہ کے منافقوں کو خط لکھا کہ تم بڑے سمجھدار لوگ ہو، لہٰذا مسجد کے نام سے ایک مکان تعمیر کرو تا کہ وہاں آپ لوگوں کو خفیہ طور پر میرے

خطوط ملتے رہا کریں۔ بعد میں آپ لوگوں کا مشورہ وہاں ہوا کرے گا۔ اگر میں کسی وقت آؤں گا تو ٹھہرنے کے لیے محفوظ اور معقول جگہ میسر ہوگی۔ پھر میں قیصر روم کے لشکر کو لے کر مدینہ پر چڑھائی کروں گا۔ وہ لوگ حضورؐ پاک کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیں گے۔ (العیاذ باللہ)

منافقین نے مسجد قبا کے قریب ہی مسجد بنا ڈالی۔ ان کی اغراض فاسدہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایک کر کے بیان فرمایا ہے کہ (۱) ضراراً یعنی یہ مسجد مسلمانوں کو ضرر اور نقصان پہنچانے کے لیے بنائی گئی۔ (۲) وَكُفْرًا ، کفر پھیلانے کی غرض سے بنائی گئی ہے۔ (۳) وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ یعنی بعض سادہ لوح مسلمان یہاں آ کر نماز پڑھا کریں گے اور بعض مسلمانوں کو یہ ساتھ ملانے کی کوشش کریں گے۔ اس طرح مسلمانوں میں تفرقہ ڈالیں گے۔ (۴) وارصاداً اور یہ مسلمانوں کے خلاف بطور کمین گاہ اور دارالندوہ استعمال ہوتی رہے گی۔ دشمنان رسول اور اعداء اللہ یہاں ایک دوسرے کا انتظار کریں گے۔ مندرجہ بالا چاروں کلمے مفعول لہ واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں اور یہی فاسد اغراض و مقاصد اس کی تعمیر سے وابستہ تھے۔

جب ان لوگوں نے مسجد تیار کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ حضور! ہم نے ضعفاء اور ناتواں لوگوں کے لیے مسجد بنائی ہے۔ خصوصاً رات کے اندھیرے اور بارش کے وقت یہ بزرگ لوگ مسجد قبا میں نہیں جا سکتے۔ یہ لوگ یہاں قریب ہی مسجد میں نماز پڑھ لیں گے۔ انہوں نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کی غرض سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی کہ آپ تشریف لا کر اس مسجد میں برکت کی نیت سے نماز پڑھیں تا کہ ہم لوگ اس بابرکت جگہ نماز پڑھا کریں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے سفر کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ واپسی پر اگر اللہ نے چاہا تو نماز پڑھ لوں گا۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر جب آپ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کی ان اغراض فاسدہ سے مطلع فرما دیا۔ آپؐ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ جائیں اور اس مکان کو گرا کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں۔ صحابہ کرامؓ نے جا کر اسے آگ بھی لگا دی اور مکمل طور پر منہدم کر کے آ گئے۔ ادھر ابو عامر راہب ملک شام میں اپنی ہی دعاء کی اجابت کو آنکھوں سے دیکھتا ہوا غریب الدیار اور ننگ قوم، ننگ وطن بن کر چل بسا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نیرنگیوں کی انتہاء نہیں۔ یہ ابو عامر راہب والد ہیں حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ کے، کہاں بیٹے کا مقام کہ اسے فرشتے میدان جنگ میں غسل دے رہے ہیں اور والد مسجد ضرار کا بانی ہوا۔ وہ ساری زندگی اللہ کے رسول اور اس کے دین کا دشمن ٹھہرا رہا۔

ببیں تفاوت را کجا است تا بہ کجا

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى الخ:

اکثر مفسرین کے ہاں اس سے مراد مسجد قباء ہے اور بعض مفسرین کے ہاں اس مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے، لیکن مسجد قبا مراد لینا زیادہ قرین قیاس ہے۔

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا الخ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قباء والوں سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارا طریقہ طہارت پسند ہے۔ تم کس طریقے سے طہارت حاصل کرتے ہو؟ کہنے لگے ہم استنجا بالاحجار کے بعد استنجاء بالماء کرتے ہیں۔ ''حرف'' اس سے مراد کھائی اور نہر وغیرہ کا کنارہ ہے کہ عام زمین پر بنی ہوئی عمارت مستحکم اور مضبوط ہوتی ہے اور نہر وغیرہ کے کنارے بنی ہوئی عمارت کمزور ہوتی ہے۔ پانی کے تھپیڑے لگنے سے گرنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اسی طرح جس عمارت کی بنیاد ایمان، یقین اور اخلاص پر ہو، وہ مضبوط ہے اور جس عمارت کی بنیاد کفر، نفاق اور خداع پر ہو وہ نہایت ہی کمزور ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی

اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ

جان اور ان کا مال اس قیمت پر خرید لئے ہیں کہ ان کے لئے جنت ہے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں پھر قتل کرتے ہیں

وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى

اور قتل کئے بھی جاتے ہیں یہ توریت اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضروری ہے اور

بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۚ وَذٰلِكَ هُوَ

اللہ سے زیادہ پورا کرنے والا کون ہے سو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہ

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ

بڑی کامیابی ہے ○ توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے شکر کرنے والے روزہ رکھنے والے رکوع کرنے والے

السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ

سجدہ کرنے والے اچھے کاموں کا حکم کرنے والے بری باتوں سے روکنے والے اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے

اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِىِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا

اور ایسے مومنوں کو خوش خبری سنا دے ○ پیغمبر اور مسلمانوں کو یہ بات مناسب نہیں کہ مشرکوں کے لئے

لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِىْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ

بخشش کی دعا کریں اگر چہ وہ رشتہ دار ہی ہوں جب کہ ان پر یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ

الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ

دوزخی ہیں ○ اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش کی دعا کرنا ایک وعدہ کے سبب سے تھا جو وہ اس سے کر چکے تھے

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۚ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا

پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے بے شک ابراہیم بڑے نرم دل تحمل والے تھے ○ اور

كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًاۢ بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۚ اِنَّ

اللہ ایسا نہیں کہ کسی قوم کو صحیح راستہ بتلانے کے بعد گمراہ کر دے جب تک ان پر واضح نہ کر دے وہ چیز جس سے انہیں بچنا چاہئے بے شک

اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ

اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ○ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی سلطنت ہے وہی جلاتا اور مارتا ہے

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ

اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ○ اللہ نے نبی کے حال پر رحمت سے توجہ فرمائی

وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ

اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں نبی کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ

مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ

ان میں سے بعض کے دل پھر جانے کے قریب تھے پھر اپنی رحمت سے ان پر توجہ فرمائی بیشک وہ ان پر شفقت کرنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ

مہربان ہے ○ اور تینوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا یہاں تک کہ جب ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے

بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ

تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں بھی ان پر تنگ ہوگئیں اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کوئی پناہ نہیں سوا اسی کی طرف آنے کے

ع ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

پھر اپنی رحمت سے متوجہ ہوا تاکہ وہ توبہ کریں بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ○

افاداتِ محمود:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ

سوال یہ ہے کہ مال، اور جانیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے تو پھر خریدنے کا کیا مقصد ہے؟ جواب یہ ہے کہ اس کو مجازاً اور اکراماً اللہ تعالیٰ نے اشتراء سے تعبیر فرمایا۔ جانیں اگرچہ میں نے تمہیں دی ہیں، لیکن میں تمہیں سے لیتا ہوں۔ یہ اس کا فضل واحسان ہے۔ رہا یہ سوال کہ نفوس تو ہم آج دیتے ہیں اور جنت دیر سے ملے گی تو یہ ادھار کا سودا ہوا۔ ادھار کا سودا تو بسا اوقات نفع بخش نہیں ہوتا؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ عام ادھار میں جس نقصان کا اندیشہ رہتا ہے وہ یہاں نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تین اسٹام دے دیے ہیں۔

(۱) وعداً علیه حقاً فی التورات (۲) والانجیل (۳) والقرآن

اَلسَّآئِحُوْنَ الخ جو دنیا کی چیزوں سے لاتعلق ہو جائے بعض نے روزہ دار مراد لیے ہیں اور بعض مفسرین

نے دوسرے لوگ مراد لیے ہیں۔ الفاظ قرآنیہ میں دونوں کی گنجائش ہے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا الخ

یعنی تمہارا مال جان اللہ تعالیٰ خرید چکے ہیں اب سب کچھ کو وہاں کھپانا چاہیے جہاں اس کا حکم اور اس کی مرضی ہوگی۔ منجملہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مشرکین باغی ہیں۔ جس کسی باغی کو اسی بغاوت پر موت آئی ہو، اس کی سفارش مت کرنا۔ اس کی مغفرت کے لیے دعاء نہ کرنا۔ اس آیت کے شان نزول میں مختلف اقوال ہیں۔ ایک یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کی قبر پر تشریف لے گئے تھے۔ یہ آیت اس موقع پر نازل ہوئی ہے۔ شان نزول خواہ کچھ بھی ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے متعلق سکوت اختیار کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ ایسے وقت میں دنیا سے اٹھے ہیں کہ حضور مبعوث نہ ہوئے تھے۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ الخ

حضرت ابراہیمؑ کا اپنے والد کے لیے استغفار کرنا:

حضرت ابراہیمؑ نے جب اپنے والد کو ایمان کی دعوت دی، وہ مسلسل انکار کرتا رہا۔ پھر یہاں تک نوبت پہنچی کہ حضرت ابراہیمؑ کو قتل کرنے اور رجم کرنے کی دھمکی دیدی، حضرت ابراہیم نے فرمایا:

"سلام علیک سأ ستغفرلک ربی انه کان بی حفیا" (سورہ مریم)

یعنی میں عنقریب آپ کے لیے اپنے رب کے ہاں استغفار کروں گا کیونکہ وہ مجھ پر مہربان ہے۔

اس وعدہ کے تحت وہ اپنے زندہ والد کے لیے استغفار کرتے رہے۔ زندگی میں استغفار کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں کو معاف فرما کر انہیں ہدایت نصیب فرمائے، لیکن جب ہدایت نہ ملی اور یہ یقین ہوگیا کہ یہ کفر اور شرک سے باز آنے والا نہیں تو پھر حضرت ابراہیم نے اس سے برأت ظاہر کردی۔ جیسا کہ اسی آیت میں مذکور ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ قیامت کے روز حضرت ابراہیم اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں گے کہ میں نے آپ سے دعا مانگی تھی۔

" ولاتخزنی یوم یبعثون "

اور میرے والد میری آنکھوں کے سامنے جہنم میں جا رہے ہیں۔ اس سے بڑی رُسوائی کیا ہوگی؟ حضرت ابراہیم کسی اور طرف دیکھیں گے تو آناً فاناً اس کی شکل بدل دی جائیگی اور کفتار یعنی بجو کی شکل میں اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ الخ

حضرت ابوخیثمہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرامؓ کے ساتھ غزوہ تبوک کے لیے تشریف

لے گئے۔ میرا سمجھنا تھا کہ میں بعد میں چلا جاؤں گا۔ میرا ایک باغ تھا اور دو بیویاں تھیں۔ ایک دن دوپہر کے وقت میں باغ میں گیا اس میں آرام کے لیے دو چبوترے بنے ہوئے تھے۔ گھر والوں نے وہاں پانی کا چھڑکاؤ کیا۔ ابھی میں داخل بھی نہیں ہوا تھا کہ یکا یک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اس شدید گرمی اور بے آب و گیاہ لق و دق ریگستان میں کیا بیت رہی ہوگی اور تو اس ٹھنڈی چھاؤں میں ہے۔ فوراً گھر والوں کو سواری تیار کرنے کا کہا۔ انہوں نے سامان سفر باندھا اور میں ہتھیار لگا کر سواری پر سوار ہو کر انتہائی بے چینی کے عالم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل پڑا۔ راستہ میں کچھ ساتھی اور مل گئے، لیکن میں نے ان سے آگے نکلنے کی اجازت مانگی اور آگے نکل گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے قریب پہنچ گیا تو آپؐ نے فرمایا ''کن ابا خیثمۃ'' یعنی اللہ کرے کہ یہ ابوخیثمہ ہی ہو۔ پھر اور قریب پہنچا تو صحابہؓ نے کہا حضور یہ ابوخیثمہؓ ہی ہیں۔ (بخاری)

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ الخ

یہ تین اشخاص حضرت کعب بن مالکؓ حضرت ہلال بن امیہؓ اور حضرت مرارۃ بن الربیعؓ ہیں، ان کا تفصیلی واقعہ صحیح البخاریؒ میں کتاب المغازی اور کتاب التفسیر میں مذکور ہے۔ حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں سوائے غزوہ تبوک کے اور کسی غزوہ میں نفیر عام کے بعد پیچھے نہیں رہا۔ غزوہ بدر سے پیچھے رہ تو گیا تھا، لیکن غزوہ بدر سے پیچھے رہنے والوں پر کسی قسم کا عتاب نہیں ہوا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کا قافلہ مطلوب تھا لیکن اللہ تعالی نے آپؐ کو اور دشمنوں کو یکجا جمع فرما دیا (اور لڑائی ہوگئی) غزوہ تبوک انتہائی شدید گرمی کے موسم میں ہوا، جبکہ کھجوروں کی فصل تیار تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر لڑائی کا رخ از روئے تدبیر نہ بتلاتے تھے، لیکن غزوہ تبوک کے متعلق آپؐ نے صاف فرما دیا تھا کہ لوگ تیاری کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیار ہو کر صحابہ کرامؓ کے ہمراہ اور ہم رکاب تشریف لے گئے۔ میں اس دن نہ جا سکا خیال کیا صبح چلا جاؤں گا۔ شام کو چلا جاؤں گا۔ ہر دن تقریباً یہی کیفیت رہی، حالانکہ اس وقت میرے پاس دو سواریاں تھیں۔ اس سے قبل میرے پاس کبھی دو سواریاں بیک وقت جمع نہ ہوئی تھیں۔

میں مسلسل ارادے باندھتا رہا، یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ میں اس معاملہ میں مسلسل اہل حل و عقد لوگوں سے مشورہ کرتا رہا بہت سے لوگوں نے تو کہا کہ حضور کے سامنے کوئی عذر پیش کر لو کہ جان چھوٹ جائے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسجد نبوی میں حاضری ہوئی تو منافقین جھوٹے عذر کر کے اور قسمیں کھا کر اپنے آپ کو صاف بچا گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیکھ کر شکوہ آمیز تبسم فرمایا، پھر میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں آج آپ کے سوا کسی اور کے سامنے ہوتا تو چرب لسانی اور تیز گوئی سے کچھ نہ کچھ خلاف واقعہ عذر کر لیتا، لیکن اگر آپ کے سامنے جھوٹا عذر کر کے ابھی آپ کو راضی کر لیتا

ہوں تو تھوڑی دیر کے بعد آپ دوبارہ ناراض ہو جائیں گے۔ سچی بات یہ ہے کہ میرے پاس دو سواریاں تھیں۔ کوئی عذر نہ تھا اور بحمد اللہ ایمان بھی موجود ہے، کسی نفاق کی وجہ سے ایسا نہیں ہوا، بلکہ یہ خیال تھا کہ تیز رفتار سواری موجود ہے جیسے ہی چلوں گا، پہنچ جاؤں گا۔ صبح شام کرتے کرتے رہ گیا ہوں۔ اب جیسے آقا کا حکم ہو، سر تسلیم خم ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا: تو نے سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انتظار کر۔ ''میرے بعد میرے دونوں ساتھیوں (ہلال بن امیہ، مرارہ بن ربیع) نے وہی کہا جو میں نے کہا تھا۔ ان سے بھی اللہ کے رسولؐ نے وہی فرمایا۔ ہمارے شب و روز بڑے عجیب گزر رہے تھے۔ میرے دونوں ساتھی کمزور عقیدہ اور شرم کے مارے گھروں میں مقید ہو کر رہ گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہمارے ساتھ بول چال سے منع فرما دیا تھا۔ میں باقاعدہ مسجد میں آتا جاتا تھا اور بازار میں بھی لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا تھا۔ چالیس دن تو اس حال میں گزر گئے۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں سے الگ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا الگ ہونے سے کیا مراد ہے، وقتی طور پر الگ ہونا یا طلاق دے کر فارغ کرنا؟ معلوم ہوا کہ آپؐ کی منشا یہ ہے کہ طلاق دیے بغیر ان سے الگ رہا جائے۔ حضرت ہلالؓ کی بیوی نے تو جا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ میرے شوہر بہت ضعیف ہیں۔ ان کی خدمت کے لیے اور کوئی انتظام نہیں ہے، لہٰذا مجھ کو اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں ان کی خدمت کرتی رہوں۔ اس کو اجازت مل گئی، مگر میں نے تو اپنی بیوی کو میکے بھیج دیا۔ جب پچاس دن پورے گزر گئے تو زمین باوجود اپنی فراخی کے ہم پر تنگ ہو گئی۔ ہم گھبرا رہے تھے۔ کیونکہ نہ کوئی سلام کرتا، نہ ہمارا سلام لیتا۔ یہ بڑی مشکل گھڑیاں تھیں۔ ایک دن علی الصبح میں گھر میں تھا کہ سلع پہاڑ کے اوپر سے ایک آواز سنائی دی ''اے کعب بن مالک'' تجھ کو مبارک ہو۔ میں فوراً سجدہ میں گر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میری توبہ قبول فرمائی تھی۔

میں نے عاریۃً کسی سے کپڑے مانگ کر پہن لیے اور جو کپڑے میں نے پہن رکھے تھے وہ خوشخبری سنانے والے کو دے دیے۔ کیونکہ اس وقت میرے پاس ان دو کپڑوں کے سوا کچھ نہ تھا، پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ کا چہرہ انور چاند کی طرح کھل رہا تھا۔ تمام صحابہ کرامؓ نے مجھے مبارکباد دی اور میرے ساتھیوں کو بھی۔ پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ میرا سارا مال بطور توبہ کے تتمہ کے قبول فرمایئے۔ حضورؐ نے فرمایا کچھ اپنے لیے بھی چھوڑ دو۔ چنانچہ میں نے اپنا خیبر والا حصہ اپنے پاس چھوڑ دیا اور باقی سارا مال اللہ کی راہ میں دے دیا۔ میں نے ٹھان لی کہ سچائی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میری توبہ قبول فرمائی ہے، لہٰذا آئندہ بھی سچ ہی بولوں گا۔ اس واقعہ میں راست گفتاری کے باعث اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرمائی ہے، لہٰذا آئندہ بھی سچ ہی بولوں گا اور تا دم حیات سچ ہی بولتے رہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اے ایمان والو!

اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ

اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو ○ مدینہ والوں اور ان کے آس پاس دیہات کے

مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ط

رہنے والوں کو یہ مناسب نہیں تھا کہ اللہ کے رسول سے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو اس کی جان سے زیادہ عزیز سمجھیں

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

یہ اس لئے ہے کہ انہیں اللہ کی راہ میں جو تکلیف پہنچتی ہے پیاس کی یا ماندگی کی یا بھوک کی

وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ

یا وہ ایسی جگہ چلتے ہیں جو کافروں کے غصہ کو بھڑکائے اور یا کافروں سے کوئی چیز چھین لیتے ہیں ہر بات پر ان کے لئے

لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ

عمل صالح لکھا جاتا ہے بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ○ اور جو وہ

نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ

تھوڑا یا بہت خرچ کرتے ہیں یا کوئی میدان طے کرتے ہیں تو یہ سب کچھ ان کے لئے لکھ لیا جاتا ہے تا کہ

اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ط

اللہ انہیں ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے ○ اور ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ مسلمان سب کے سب کوچ کریں

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا

سو کیوں نہ نکلا ہر فرقے میں سے ایک حصہ تا کہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور جب

ع قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا

اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو ان کو ڈرائیں تا کہ وہ بچتے رہیں ○ اے ایمان والو اپنے

الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ط وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

نزدیک کے کافروں سے لڑو اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان لو کہ اللہ

مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ

پرہیز گاروں کے ساتھ ہے ○ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے

اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

کس کے ایمان کو بڑھایا ہے سو جو لوگ ایمان لانے والے ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو بڑھایا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں ○

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَ

اور جن کے دلوں میں مرض ہے سو ان کے حق میں نجاست پر نجاست بڑھادی اور وہ مرتے دم تک

هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ

کافر ہی رہے ○ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال میں ایک دفعہ یا دو دفعہ آزمائے جاتے ہیں

ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ

پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں ○ اور جب کوئی صورت نازل ہوتی ہے تو ان میں

بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ۭ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ۭ صَرَفَ اللّٰهُ

ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتا ہے کہ کیا تمہیں کوئی مسلمان دیکھتا ہے پھر چل نکلتے ہیں اللہ نے ان کے

قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

دل پھیر دئے ہیں اس لئے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے ○ البتہ تحقیق تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آیا ہے

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾

اسے تمہاری تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے تمہاری بھلائی پر وہ حریص ہے مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے ○

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ڶ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ

پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو کہہ دو مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور وہی

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾ ع ۱۶/۵

عرش عظیم کا مالک ہے ○

افادات محمود:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَاۗفَّةً ۭ الخ

اس سے معلوم ہوا کہ جہاد اور قتال حسب ضرورت ہے۔ اگر سب کے جانے کی ضرورت نہ ہو تو پھر سب کو

نہیں جانا چاہیے اور اگر ضرورت ہو تو پھر سب کو جانا چاہیے اور ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو دین کا فہم حاصل کرے پھر دوسروں کو سکھائے یا حضورؐ کے ساتھ مسجد نبوی میں رہ کر علم سیکھ کر پھر آنے والوں کو سکھائے۔

و کذالک الخلفاء بعده

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے خلفاء کے لیے بھی یہی ضابطہ رہے گا۔ واللہ اعلم۔

آیاتہا ۱۰۹ (۱۰) سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ (۵۱) رکوعاتہا ۱۱

آیتیں ۱۰۹ سورۂ یونس مکہ میں نازل ہوئی رکوع ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝۱ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ۝ کیا اس بات سے لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے

رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ

ایک شخص کے پاس وحی بھیج دی کہ سب آدمیوں کو ڈرائے اور جو ایمان لائیں انہیں یہ خوش خبری سنائے کہ

عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ

انہیں اپنے رب کے ہاں پہنچ کر پورا مرتبہ ملے گا کافر کہتے ہیں کہ یہ شخص صریح جادوگر ہے ۝ بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ

جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش پر قائم ہوا وہی ہر کام کا انتظام کرتا ہے

مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا

اس کی اجازت کے سوا کوئی سفارش کرنے والا نہیں ہے یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے سو اسی کی عبادت کرو کیا تم

تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

پھر بھی نہیں سمجھتے ۝ تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ

لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ

پیدا کرے گا تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے انہیں انصاف کے ساتھ بدلہ دے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے واسطے

مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ

کھولتا ہوا پانی پینے کو ہوگا اور ان کے کفر کے سبب سے دردناک عذاب ہوگا ۝ وہی ہے جس نے سورج کو

ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ مَا

روشن بنایا اور چاند کو منور فرمایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا حساب معلوم کرسکو یہ سب

خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۵ اِنَّ فِيْ

کچھ اللہ نے تدبیر سے پیدا کیا ہے وہ اپنی آیتیں سمجھ داروں کے لئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے ○ رات

اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

اور دن کے آنے جانے میں اور جو چیزیں اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کی ہیں ان میں لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں

يَّتَّقُوْنَ ۝۶ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا

جو ڈرتے ہیں ○ البتہ جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پر خوش ہوئے اور اسی پر مطمئن

بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝۷ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا

ہوگئے اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ○ ان کا ٹھکانا آگ ہے بسبب اس کے

يَكْسِبُوْنَ ۝۸ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ

جو کرتے تھے ○ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے انہیں ان کا رب ان کے ایمان کے سبب ہدایت کرے گا

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۹ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ

ان کے نیچے نعمت کے باغوں میں نہریں بہتی ہوں گی ○ اس جگہ ان کی دعا یہ ہوگی کہ اے اللہ تیری ذات پاک ہے

اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ ع

اور وہاں ان کا باہمی تحفہ سلام ہوگا اور ان کی دعا کا خاتمہ اس پر ہوگا کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے ○

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ

اور اگر اللہ لوگوں کو برائی جلد پہنچا دے جس طرح وہ بھلائی جلدی مانگتے ہیں تو ان کی عمر ختم کر دی جائے

فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۱ وَاِذَا مَسَّ

سو ہم چھوڑے رکھتے ہیں ان لوگوں کو جنہیں ہماری ملاقات کی امید نہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں ○ اور جب انسان کو

الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَاۗىِٕمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ

تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے ہونے کی حالت میں ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اس سے اس تکلیف کو دور کر دیتے ہیں

مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا

تو اس طرح گذر جاتا ہے گویا کہ ہمیں کسی تکلیف پہنچنے پر پکارا ہی نہیں تھا اسی طرح بیباکوں کو پسند آیا ہے جو کچھ وہ

يَعْمَلُوْنَ ۝١٤ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

کررہے ہیں ○ اور البتہ ہم تم سے پہلے کئی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جب انہوں نے ظلم اختیار کیا حالانکہ پیغمبران کے پاس

بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝١٣ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ

کھلی نشانیاں لائے تھے اور وہ ہرگز ایمان لانے والے نہ تھے ہم گنہگاروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں ○ پھر ہم نے تمہیں

خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝١٤ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا

ان کے بعد زمین میں نائب بنایا تا کہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو ○ اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں

بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ

پڑھی جاتی ہیں وہ لوگ کہتے ہیں جنہیں ہم سے ملاقات کی امید نہیں کہ اس کے سوا کوئی قرآن لے آیا اسے بدل دے تو کہہ دے

مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاۗئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ

میرا کام نہیں کہ اپنی طرف سے اسے بدل دوں میں اسی کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جائے

اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝١٥ قُلْ لَّوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا

اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ○ کہہ دو اگر اللہ چاہتا تو

تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ڮ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا

میں اسے تمہارے سامنے نہ پڑھتا اور نہ وہی تمہیں اس سے خبردار کرتا کیونکہ میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر گذار چکا ہوں کیا پھر

تَعْقِلُوْنَ ۝١٦ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا

تم نہیں سمجھتے ○ پھر اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے بے شک

يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝١٧ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ وَ

گنہگاروں کا بھلا نہیں ہوتا ○ اور اللہ کے سوا اس چیز کی پرستش کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکے اور نہ انہیں نفع دے سکے اور

يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـــــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي

کہتے ہیں اللہ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی ہیں کہہ دو کیا تم اللہ کو بتلاتے ہو جو اسے آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝١٨ وَمَا كَانَ النَّاسُ

اور زمین میں معلوم نہیں وہ پاک ہے اور ان لوگوں کے شرک سے بلند ہے ○ اور لوگ ایک ہی

إِلَّآ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ

امت تھے پھر جدا جدا ہو گئے اور اگر ایک بات تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو جن باتوں میں

بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ج

وہ اختلاف کرتے ہیں ان میں فیصلہ کر دیا جاتا ہے ○ اور کہتے ہیں اس پر اس کے رب سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری

فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ج إِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَإِذَآ أَذَقْنَا ع

سوتو کہہ دے کہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے سو تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں ○ اور جب ہم

النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ

لوگوں کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں اس تکلیف کے بعد جو انہیں پہنچی تھی تو وہ ہماری آیتوں کے متعلق حیلے کرنے لگتے ہیں کہہ دو کہ اللہ

أَسْرَعُ مَكْرًا ؕ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ

بہت جلد حیلہ کرنے والا ہے بیشک ہمارے فرشتے تمہارے سب حیلوں کو لکھ رہے ہیں ○ وہ ہی ہے جو تمہیں جنگل اور دریا میں

وَالْبَحْرِ ؕ حَتّٰىٓ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ج وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا

سیر کرنے کی توفیق دیتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں بیٹھتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کے موافق ہوا کے ذریعہ سے چلتی ہیں اور

جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا أَنَّهُمْ

وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں تو ناگہاں تیز ہوا چلتی ہے اور ہر طرف سے ان پر لہریں چھانے لگتی ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ

أُحِيْطَ بِهِمْ لا دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ج لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ

بیشک وہ لہروں میں گھر گئے ہیں تو سب خالص اعتقاد سے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں کہ اگر تو ہمیں اس مصیبت سے بچا دے

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّآ أَنْجٰهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ

تو ہم ضرور شکرگزار رہیں گے ○ پھر جب اللہ انہیں نجات دے دیتا ہے تو ملک میں ناحق شرارت کرنے

الْحَقِّ ؕ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ لا مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ن ثُمَّ إِلَيْنَا

لگتے ہیں اے لوگو تمہاری شرارت کا وبال تمہاری جانوں پر ہی پڑے گا دنیا کی زندگی کا نفع اٹھا لو پھر ہمارے ہاں ہی

مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنْزَلْنٰهُ

تمہیں لوٹ کر آنا ہے پھر ہم تمہیں بتلا دینگے جو کچھ تم کیا کرتے تھے ○ دنیا کی زندگی کی مثال مینہ کی سی ہے کہ

مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ

اسے ہم نے آسمان سے اتارا پھر اس کے ساتھ سبزہ مل کر نکلا جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ

یہاں تک کہ جب زمین سبزے سے خوبصورت اور آراستہ ہوگئی اور زمین والوں نے خیال کیا کہ وہ اس پر بالکل قابض

عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ

ہو چکے ہیں تو اس پر ہماری طرف سے دن یا رات میں کوئی حادثہ آپڑا سو ہم نے اسے ایسا صاف کر دیا کہ گویا کل وہاں

بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا

کچھ بھی نہیں تھا اسی طرح ہم نشانیوں کو کھول کر بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے سامنے جو غور کرتے ہیں ۝ اور اللہ سلامتی کے

اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ

گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے ۝ جنہوں نے

اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ

بھلائی کی ان کے لئے بھلائی ہے اور زیادتی بھی اور ان کے منہ پر سیاہی اور رسوائی نہیں چڑھے گی وہ

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۢ

بہشتی ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے ۝ اور جنہوں نے برے کام کئے تو برائی کا بدلہ

بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِيَتْ

ویسا ہی ہوگا اور ان پر ذلت چھائے گی اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا گویا کہ ان کے

وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دئے گئے ہیں یہی دوزخی ہیں وہ اس میں

خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ

ہمیشہ رہیں گے ۝ اور جس دن ہم ان سب کو جمع کرینگے پھر مشرکوں سے کہیں گے تم اور تمہارے شریک

اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾

اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو تو ہم ان میں پھوٹ ڈال دینگے اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے ۝

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾
سو اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے کہ ہمیں تمہاری عبادت کی خبر ہی نہ تھی ○
هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ
اس جگہ ہر شخص اپنے پہلے کئے ہوئے کاموں کو جانچ لے گا اور یہ لوگ اللہ کی طرف لوٹائے جائینگے جو ان کا حقیقی مالک ہے
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع
اور جو وہ جھوٹ باندھا کرتے تھے ان سے جاتا رہے گا ○

افاداتِ محمود:

یہ مکی سورت ہے اس میں ۱۰۹ آیات اور گیارہ رکوع ہیں۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ الخ

اللہ کے نیک بندوں کو جنت بھی ملے گی اور کچھ زائد بھی۔ زیادت کی تفسیر صحیح احادیث میں دیدار خداوندی سے کی گئی ہے۔ حضرت صہیبؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنت والے جنت میں اور جہنم والے جہنم میں چلے جائیں گے تو جنت میں ایک منادی آواز دے گا کہ تم لوگوں سے اللہ تعالیٰ کا ایک اور وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے پورا کرنا چاہتے ہیں۔ لوگ سوال کریں گے کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر نعمت سے سرفراز نہیں فرمایا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے چہرے نورانی نہیں بنائے؟ پھر اللہ تعالیٰ حجابات اٹھالیں گے اور تمام اہل جنت دیدار خداوندی سے لطف اندوز ہوں گے اور دیدار خداوندی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہ ہوگی۔ اسی دیدار سے اہل جنت کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

کہو تمہیں آسمان اور زمین سے کون روزی دیتا ہے

اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ

یا کانوں اور آنکھوں کا کون مالک ہے اور زندہ کو مردہ سے کون نکالتا ہے اور مردہ کو

الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾

زندہ سے کون نکالتا ہے اور سب کاموں کا کون انتظام کرتا ہے سو کہیں گے کہ اللہ تو کہہ دو کہ پھر (اللہ) سے کیوں نہیں ڈرتے ○

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾

یہی اللہ تو تمہارا سچا رب ہے حق کے بعد گمراہی کے سوا اور ہے کیا سو تم کدھر پھرے جاتے ہو ○

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

اسی طرح ان نافرمانوں کے حق میں تیرے رب کا فیصلہ ثابت ہو کر رہا کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے ○

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا

کہہ دو آیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو مخلوقات کو پیدا کرے پھر اسے دوبارہ زندہ کرے کہہ دو اللہ پہلے

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى

پیدا کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا سو تم کہاں پھیرے جاتے ہو ○ کہہ دو آیا تمہارے شریکوں میں کوئی ہے جو صحیح راہ

الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ

بتلائے کہہ دو اللہ ہی صحیح راستہ بتلاتا ہے تو اب جو صحیح راستہ بتلائے اس کی بات ماننی چاہیے

اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ

یا اس کی جو خود راہ نہ پائے مگر جب کوئی اور اسے راہ بتائے سو تمہیں کیا ہو گیا کیا انصاف کرتے ہو ○ اور وہ اکثر

اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـــًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

اٹکل پر چلتے ہیں بے شک حق بات کے سمجھنے میں اٹکل ذرا بھی کام نہیں دیتی بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ○

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ

اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا اسے کوئی اپنی طرف سے بنا لائے اور لیکن اپنے سے پہلے کلام کی تصدیق

بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

کرتا ہے اور ان چیزوں کو بیان کرتا ہے جو تم پر لکھی گئیں اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رب العلمین کی طرف سے ہے ○ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ

افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ

اس نے اسے خود بنایا ہے کہدو تم ایک ہی ایسی سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے بلا سکو بلا لو

اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ

اگر تم سچے ہو ○ بلکہ انہوں نے اس چیز کو جھٹلایا جسے وہ سمجھ نہ سکے اور ابھی اس کی حقیقت ان پر

تَاْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾

کھلی نہیں اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی جھٹلایا تھا سو دیکھ لو کہ ظالموں کا انجام کیسا ہوا ○

ع وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾

اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ ایمان نہیں لاتے اور تمہارا رب شریروں سے خوب واقف ہے ○

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْۗـــــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ

اور اگر تجھے جھٹلائیں تو کہہ دے میرے لئے میرا کام اور تمہارے لئے تمہارا کام تم میرے کام کے جواب دہ نہیں

وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ

اور میں تمہارے کام کا جواب دہ نہیں ہوں ○ اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ تمہاری طرف کان لگاتے ہیں کیا تم بہروں کو

الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تَهْدِي

سنا سکتے ہو اگرچہ وہ نہ سمجھیں ○ اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ تمہاری طرف دیکھتے ہیں کیا تم

الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَـيْـــًٔـا وَّلٰكِنَّ

اندھوں کو راہ دکھا دو گے اگرچہ کچھ بھی نہ دیکھتے ہوں ○ بیشک اللہ لوگوں پر ذرہ بھی ظلم نہیں کرتا لیکن

النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُھُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ

لوگ ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں ○ اور جس دن انہیں جمع کرے گا گویا وہ نہیں رہے تھے مگر ایک گھڑی

النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَھُمْ ۭ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا

دن کی ایک دوسرے کو پہچانیں گے بے شک خسارے میں رہے جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا اور راہ پانے والے

مُهْتَدِينَ ﴿٤٥﴾ وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا

نہ ہوئے ○ اور اگر ہم تمہیں ان وعدوں میں سے کوئی چیز دکھادیں جو ہم نے ان سے کئے ہیں یا تمہیں

مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ فَإِذَا جَاءَ

وفات دیں پھر انہیں ہماری ہی طرف لوٹنا ہے پھر اللہ شاہد ہے ان کاموں پر جو کرتے ہیں ○ اور ہر امت کا ایک رسول ہے پھر جب

رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا

ان کے پاس ان کا رسول آیا تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا گیا اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا ○ اور کہتے ہیں یہ

الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ

وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو ○ کہہ دو میں اپنی ذات کے برے اور بھلے کا بھی مالک نہیں مگر جو

اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا

اللہ چاہے ہر امت کا ایک وقت مقرر ہے جب وہ وقت آتا ہے تو ایک گھڑی بھی

يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَاذَا يَسْتَعْجِلُ

دیر نہیں کر سکتے ہیں ○ کہہ دو بھلا دیکھو تو اگر تم پر اس کا عذاب رات یا دن کو آجائے تو عذاب میں سے کونسی ایسی چیز ہے کہ

مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٠﴾ أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنْتُمْ بِهِ ۚ آلْآنَ وَقَدْ كُنْتُمْ

مجرم اس کو جلدی مانگتے ہیں ○ کیا پھر جب وہ آچکے گا تب اس پر ایمان لاؤ گے اب مانتے ہو اور تم

بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ

اس کی جلدی کرتے تھے ○ پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشگی کا عذاب چکھتے رہو تمہیں نہیں بدلا دیا جاتا

إِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾ وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ

مگر اس چیز کا جو تم کرتے تھے ○ اور تم سے پوچھتے ہیں کیا یہ بات سچ ہے کہہ دو ہاں میرے رب کی قسم بے شک

لَحَقٌّ ۚ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿٥٣﴾ وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ

یہ سچ ہے اور تم عاجز کرنے والے نہیں ہو ○ اور اگر ہر ایک نافرمان کے پاس روئے زمین کی تمام چیزیں ہوں

لَافْتَدَتْ بِهِ ۗ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

البتہ اپنے بدلہ میں دے ڈالے اور جب وہ عذاب دیکھیں گے تو دل میں نادم ہوں گے اور ان کے درمیان انصاف سے

بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ

فیصلہ ہوگا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا ○ خبردار بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے خبردار بیشک

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ

اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ○ وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کی

تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاۗءٌ

طرف پھر کر جاؤ گے ○ اے لوگو تمہارے رب سے نصیحت اور دلوں کے روگ کی شفا

لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ڏ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ

تمہارے پاس آئی ہے اور ایمانداروں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے ○ کہہ دو (قرآن) اللہ کے فضل

وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ

اور اس کی رحمت سے ہے سو اسی پر انہیں خوش ہونا چاہئے یہ ان چیزوں سے بہتر ہے جو جمع کرتے ہیں ○ کہہ دو بھلا دیکھو تو

اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ اٰۗللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ

اللہ نے تمہارے لئے جو رزق نازل فرمایا ہے تم نے اس میں سے بعض کو حرام اور بعض کو حلال کر دیا کہہ دو کیا اللہ نے تمہیں

اَمْ عَلَي اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ

حکم دیا ہے یا اللہ پر افترا کرتے ہو ○ اور جو لوگ اللہ پر افترا کرتے ہیں قیامت کے دن کی نسبت ان کا

الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَھُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

کیا خیال ہے بے شک اللہ لوگوں پر مہربان ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ○

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ

اور تم جس حال میں ہوتے ہو یا قرآن میں سے کچھ پڑھتے ہو یا تم لوگ کوئی کام کرتے ہو تو

عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ

ہم وہاں موجود ہوتے ہیں جب تم اس میں مصروف ہوتے ہو اور تمہارے رب سے ذرہ بھر بھی

مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ

کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی

وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

اور نہ بڑی مگر کتاب روشن میں ہے ○ خبردار بے شک جو اللہ کے دوست ہیں نہ ان پر ڈر ہے

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي

اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○ جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہے ○ ان کے لئے دنیا کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی یہی بڑی

الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ

کامیابی ہے ○ اور ان کی بات سے غم نہ کر بے شک عزت سب اللہ ہی کے لئے ہے وہی سننے والا

الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ

جاننے والا ہے ○ خبردار جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے سب اللہ کا ہے اور یہ جو

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا

اللہ کے سوا شریکوں کو پکارتے ہیں وہ نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی اور نہیں ہیں وہ

يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ

مگر اٹکل کرتے ○ وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ اس میں آرام کرو اور دن دکھلانے والا بنایا

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ

بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں ○ کہتے ہیں اللہ نے بیٹا بنالیا وہ پاک ہے وہ

الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ

بے نیاز ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے تمہارے پاس اس کی کوئی سند

بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ

نہیں ہے تم اللہ پر ایسی بات کیوں کہتے ہو جو جانتے نہیں ○ کہہ دو جو لوگ

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

اللہ پر افترا کرتے ہیں نجات نہیں پائیں گے ○ دنیا میں تھوڑا سا نفع اٹھالینا ہے پھر ہماری ہی طرف انہیں لوٹنا ہے

ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿۷۰﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ

پھر ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے بسبب اس کے کہ کفر کرتے تھے ○ اور انہیں

نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَٰقَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِي وَتَذْكِيرِي

نوح کا حال سنا جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے قوم اگر تمہیں میرا تم میں رہنا اور

بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا

اللہ کی آیتوں سے نصیحت کرنا ناگوار ہوتو میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اب تم سب مل کر اپنا کام مقرر کرو اور اپنے شریکوں کو جمع کرو پھر تمہیں

يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ ﴿۷۱﴾ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ

اپنے کام میں شبہ نہ رہے پھر وہ کام میرے ساتھ کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو ○ پھر اگر منہ پھیر دو تو

فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ

میں نے تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگا میرا معاوضہ اللہ پر ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ فرمانبرداروں

الْمُسْلِمِينَ ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ

میں سے رہوں ○ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچالیا اور انہیں خلیفہ بنا دیا

وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا انہیں غرق کر دیا سو دیکھ لو کہ جو لوگ ڈرائے گئے تھے ان کا انجام کیسا ہوا ○ پھر

بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا

ہم نے نوح کے بعد اور پیغمبر اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لائے پھر بھی ان سے یہ نہ ہوا کہ اس بات پر

بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ نَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ ﴿۷۴﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا

ایمان لے آئیں جسے پہلے سے جھٹلا چکے تھے اسی طرح ہم حد سے نکل جانے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں ○ پھر ہم نے

مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ وَهَارُونَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا

ان کے بعد موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنی نشانیاں دے کر بھیجا پھر انہوں نے تکبر کیا

وَكَانُوا قَوْمًا مُجْرِمِينَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا إِنَّ هَٰذَا

اور وہ لوگ گنہگار تھے ○ پھر جب انہیں ہمارے پاس سے سچی بات پہنچی تو کہنے لگے یہ تو

لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٦﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ

کھلا جادو ہے ○ موسیٰ نے کہا کیا تم حق بات کو یہ کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آئی کیا یہ جادو ہے

وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿٧٧﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ

اور جادو کرنے والے نجات نہیں پاتے ○ انہوں نے کہا کیا تو ہمارے ہاں آیا ہے کہ ہمیں اس راستہ سے پھیر دے جس پر ہم نے اپنے باپ

لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٨﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

دادوں کو پایا اور تم دونوں کو اس ملک میں سرداری مل جائے اور ہم تو تمہیں ماننے والے نہیں ہیں ○ اور فرعون نے کہا

ائْتُوْنِىْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ

میرے پاس ہر دانا جادوگر کو لے آؤ ○ پھر جب جادوگر آئے انہیں موسیٰ نے کہا ڈالو

اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٨٠﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

جو تم ڈالتے ہو ○ پھر جب انہوں نے ڈالا موسیٰ نے کہا کہ جو تم لائے ہو وہ جادو ہے اللہ اسے

سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ

ابھی درہم برہم کر دے گا بیشک اللہ شریروں کے کام نہیں سنوارتا ○ اور اللہ اپنے حکم سے حق بات کو سچا کرتا ہے

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ ع

اگرچہ گنہگار برا ہی مانیں ○ پھر کوئی بھی موسیٰ پر ایمان نہ لایا مگر اس کی قوم کے چند لڑکے اور وہ بھی فرعون

مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ

اور ان کے سرداروں سے ڈرتے کہ کہیں وہ انہیں مصیبت میں نہ ڈال دے اور بیشک فرعون زمین میں سرکشی کرنے والا تھا

وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ

اور بیشک وہ حد سے گزرنے والوں میں سے تھا ○ اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو

فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا

تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم فرمانبردار ہو ○ تب وہ بولے ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اے رب ہمارے ہم پر

فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾

اس ظالم قوم کا زور نہ آزما ○ اور ہمیں مہربانی فرما کر ان کافروں سے چھڑا دے ○

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا

اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کو حکم بھیجا کہ اپنی قوم کے واسطے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے

بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى

گھروں کو مسجدیں سمجھو اور نماز قائم کرو اور ایمان والوں کو خوشخبری دو اور موسیٰ نے کہا

رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

اے رب ہمارے تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں آرائش اور ہر طرح کا مال دیا ہے

رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

اے رب ہمارے یہاں تک کہ انہوں نے تیرے راستہ سے گمراہ کر دیا اے رب ہمارے ان کے مالوں کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو

فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا

سخت کر دے پس یہ ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھیں ○ فرمایا تمہاری دعا قبول ہو چکی

فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

سو تم دونوں ثابت قدم رہو اور بے عقلوں کی راہ پر مت چلو ○ اور ہم نے بنی اسرائیل کو

الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ

دریا سے پار کر دیا پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم اور زیادتی سے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا

قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَاۗءِيْلَ وَاَنَا مِنَ

کہا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں

الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْيَوْمَ

فرمانبرداروں میں سے ہوں ○ اب یہ کہتا ہے اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا ○ سو آج

نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ

ہم تیرے بدن کو نکال لیں گے تاکہ تو پچھلوں کے لئے عبرت ہو اور بیشک بہت سے لوگ ہماری

ع اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ

نشانیوں سے بے خبر ہیں ○ اور البتہ تحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو رہنے کی عمدہ جگہ دی اور کھانے کو

الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ

ستھری چیزیں دی وہ باوجود علم ہونے کے اختلاف کرتے رہے بیشک تیرا رب قیامت کے دن ان میں

الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ

فیصلہ کرے گا جس بات میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے ○ سو اگر تمہیں اس چیز میں شک ہے جو ہم نے تیری طرف اتاری

فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

تو ان سے پوچھ لے جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں بے شک تیرے پاس تیرے رب سے حق بات آئی ہے

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ

سو تو شک کرنے والوں میں ہرگز نہ ہو ○ اور ان میں سے بھی نہ ہو جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا پھر تو بھی

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ

نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا ○ جن پر تیرے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے ○ اگرچہ

جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ

انہیں ساری نشانیاں پہنچ جائیں جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ○ سو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی

اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ

جو ایمان لاتی تو اس کا ایمان اسے نفع دیتا سوائے یونس کی قوم کے کہ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے دنیا کی

الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ

زندگی میں ان سے ذلت کا عذاب دور کر دیا اور ہم نے انہیں ایک وقت تک فائدہ پہنچایا ○ اور اگر تیرا رب چاہتا تو جتنے لوگ

فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾

زمین میں ہیں سب کے سب ایمان لے آتے پھر کیا تو لوگوں پر زبردستی کرے گا کہ وہ ایمان لے آئیں ○

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ

اور کسی کے بھی بس میں نہیں کہ اللہ کے حکم کے سوا ایمان لے آئے اور اللہ ان کے لئے کفر کا فیصلہ کرتا ہے جو

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ

نہیں سوچتے ○ کہہ دو دیکھو کہ آسمانوں اور زمین میں کیا کچھ ہے اور بے ایمان قوم کو معجزے

وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ
اور ڈرانے والے کچھ فائدہ نہیں دیتے ○ پھر کیا وہ انہیں لوگوں کے دنوں کا سا انتظار کرتے ہیں جو
خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ
ان سے پہلے گزرے ہیں کہہ دو اچھا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں ○ پھر ہم
رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع ۱۵
اپنے رسولوں اور ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں بچا لیتے ہیں اسی طرح ہمارا ذمہ ہے کہ ایمان والوں کو بچا لیں ○

افاداتِ محمود:

فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ الخ

حضرت یونس علیہ السلام موصل میں مقام نینوا پر مبعوث ہوئے تھے۔ مسلسل سات سال لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے، لیکن ان کی طغیانی و سرکشی بڑھتی رہی، یہاں تک کہ حضرت یونس علیہ السلام نے حالات سے تنگ آ کر ان سے فرمایا کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو تین دن کے اندر عذاب آ جائے گا۔ بالآخر جب وہ نہ مانے تو حضرت یونسؑ رات کے وقت وہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔ صبح کے وقت لوگوں نے دیکھا کہ سیاہ بادل چھا گئے۔ پھر یہ بادل ان کے مکانوں کے قریب ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ مکان تاریکی میں ڈوب گئے۔ ان لوگوں نے ڈر کر حضرت یونسؑ کو تلاش کیا۔ نبی کا کسی بستی سے ایسے وقت میں نکل جانا عذاب کی علامت ہوا کرتا تھا۔ حضرت یونسؑ نہ ملے تو ان کو یقین ہو گیا کہ عذاب آیا ہی چاہتا ہے۔ اس پر تمام لوگ جانوروں سمیت باہر نکل آئے اور آہ و بکا شروع کر دی۔ بچوں کو ماؤں سے الگ کیا۔ وہ چیختے اور چلاتے رہے یہاں تک کہ جو آثار عذاب نظر آنے لگے تھے۔ وہ ختم ہو گئے۔ وہ بادل چھٹ گئے اور ان کا ایمان قبول ہو گیا۔ وہ لوگ مسلسل یہی کہتے رہے کہ حضرت یونسؑ جو کچھ لے کر آئے ہیں، ہم ان پر ایمان لا چکے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ عذاب آنے کے بعد تو ٹلتا نہیں، پھر قوم یونسؑ کیسے بچ گئی؟ (۱) ایک جواب تو یہ ہے کہ جو ظاہر نص سے معلوم ہوتا ہے کہ دیگر قوموں پر جب آثار عذاب نمودار ہو جاتے تھے تو ان کی طغیانی و سرکشی بدستور قائم رہتی تھی، یہاں تک کہ عذاب ان کو پکڑ لیتا تھا اور عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد ایمان معتبر نہیں ہے۔ جیسا کہ فرعون موجوں کے درمیان توحید کا اعلان کرتا رہا، لیکن ایمان قبول نہ ہوا۔ یہاں قوم یونسؑ نے عذاب میں مبتلا ہونے سے قبل ایک بے مثال توبہ کی۔ اس کی وجہ سے رحمت خداوندی جوش میں آئی اور ان کا ایمان قبول فرما کر انھیں معاف کر دیا کہ وہ قادر مطلق ہے۔

لایسئل عما یفعل و هم یسئلون

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ حقیقت میں عذاب نہیں آیا تھا، بلکہ حضرت یونس علیہ السلام نے چونکہ فرمایا تھا کہ تین دن میں عذاب آئے گا اور آپ اس بستی سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ اگر یہ آثار نظر نہ آتے تو حضرت یونسؑ لوگوں کے ہاں جھوٹے قرار پاتے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے کچھ آثار ظاہر فرمادیئے تاکہ نبی کی بات سچی ہو اور جب انہوں نے نہایت تضرع وزاری کے ساتھ توبہ کی اور ایمان کا اعلان کیا تو ان کی توبہ وایمان قبول ہوئے اور وہ عذاب سے بچ گئے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا

کہہ دو اے

النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ

لوگو اگر تمہیں میرے دین میں شک ہے تو اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ

میں ان کی عبادت نہیں کرتا بلکہ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں وفات دیتا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

ایمان داروں میں رہوں ○ اور یہ بھی کہ یک سو ہو کر دین کی طرف رُخ کئے رہو اور مشرکوں میں

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ

نہ ہو ○ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ برا

فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ

پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بے شک ظالموں میں سے ہو جائے گا ○ اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا

لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

اسے ہٹانے والا کوئی نہیں اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے

مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ

اپنا فضل پہنچاتا ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے ○ کہہ دو اے لوگو تمہیں تمہارے رب سے

مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ

حق پہنچ چکا ہے پس جو کوئی راہ پر آئے سو وہ اپنے بھلے کے لئے راہ پاتا ہے اور جو گمراہ رہے گا اس کا وبال

عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ ۭ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى

اسی پر پڑے گا اور میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں ○ اور جو کچھ تیری طرف وحی کیا گیا ہے اس پر چل اور صبر کر یہاں تک کہ

يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ ع ۱۱

اللہ فیصلہ کر دے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ○

۱۱ سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ ۵۲

آیتیں ۱۲۳ سورۂ ہود مکہ میں نازل ہوئی رکوع ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝۱ اَلَّا
یہ ایسی کتاب ہے کہ جس کی آیتیں حکیم خبردار کی طرف سے مستحکم کر دی گئی ہیں پھر مفصل بیان کی گئی ہیں ۝ یہ کہ
تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝۲ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا
اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو میں تمہارے لئے اس کی طرف سے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ۝ اور یہ کہ تم اپنے رب سے
رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ
معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو تا کہ تمہیں ایک وقت مقرر تک اچھا فائدہ پہنچائے اور جس نے بڑھ کرنے کی
كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
کی ہو اس کو بڑھ کر بدلہ دے اور اگر تم پھر جاؤ گے تو میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے
كَبِيْرٍ ۝۳ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ
ڈرتا ہوں ۝ تمہیں اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۝ خبردار بے شک وہ اپنے
صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا
سینے دوہرے کر رہے ہیں تا کہ اس سے چھپ جائیں خبردار جس وقت وہ کپڑے ڈھانکتے ہیں وہ جانتا ہے
يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۵
جو کچھ وہ چھپا کر اور ظاہر کر کے کرتے ہیں بے شک وہ دلوں کی باتوں کو جاننے والا ہے ۝

افاداتِ محمود:

یہ مکی سورۃ ہے اور اس میں ۱۲۳ آیات اور ۱۰ دس رکوع ہیں۔

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ الخ

بعض صحابہ کرامؓ پر حیاء کا اس قدر غلبہ تھا کہ طبعی اور شرعی ضرورت کے وقت بھی اگر شرم گاہ کھولتے تو سینے پھیر

کران کو چھپانے کی کوشش کرتے کہ اللہ رب العزت دیکھ رہے ہیں۔اس طرح وہ مشقت میں پڑ جاتے پھر آئندہ آنے والی نسلوں کو بھی مشقت ہوتی۔ کیونکہ آنے والی نسلوں کو صحابہ کی طرح ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔

"فان آمنوا بمثل ما امنتم به الخ"

کا ضابطہ دیا گیا ہے۔اس غلبہ حیا کے سبب تمام امت مشقت میں پڑ جاتی، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھادی کہ وہ تو کائنات کے ہر ہر ذرے کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ اگر کوئی کپڑے پہنے ہوئے ہے وہ بھی اس کے مشاہدہ میں ہے اور اگر کوئی بغیر لباس کے ہے وہ بھی اس کے مشاہدہ میں ہے، لہٰذا اس قدر مغلوب الحال ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہماری کمزوریوں کا اندازہ ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ
اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اس کی روزی اللہ پر ہے اور جانتا ہے جہاں وہ ٹھیرتا ہے اور
مُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۞ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
جہاں وہ سونپا جاتا ہے سب کچھ واضح کتاب میں ہے ۞ اور وہی ہے جس نے آسمان اور زمین
فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ
چھ دن میں بنائے اور اس کا تخت پانی پر تھا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھا کام کرتا ہے
وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا إِنْ
اور اگر تو کہے کہ تم مرنے کے بعد اٹھو گے تو منکرین یہ کہیں گے کہ
هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۞ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلٰٓى أُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ
یہ تو صریح جادو ہے ۞ اور اگر ہم ایک مدت معلوم تک ان سے عذاب کو روک رکھیں تو ضرور کہیں گے
لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ
کس چیز نے عذاب کو روک دیا خبردار جس دن ان پر عذاب آئیگا ان سے نہ پھیرا جائے گا اور انہیں وہ چیز گھیرے گی
ع مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞
جس پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے ۞

افاداتِ محمود:

وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا الخ

(۱) مستقر سے مراد جنت و جہنم ہیں۔ مستودع سے مراد اس کی قبر ہے۔ (۲) بقول ابن کثیرؒ کے منتہائے سیر کو مستقر اور جہاں ٹھہرے اسے مستودع کہتے ہیں یعنی چل پھر کر جہاں چلنے کی انتہاء ہو وہ مستقر ہے اور جس ٹھکانے پر آئے اسے مستودع کہتے ہیں۔ (۳) حضرت ابن عباسؓ کے ہاں اس دنیا میں جہاں رہے، وہ مستقر ہے اور مرنے کے بعد جہاں رکھا جائے، وہ مستودع ہے۔ (۴) مجاہد نے کہا کہ مستقر سے رحم مادر اور مستودع سے صلب پدر مراد ہے۔ (۵) حضرت عطاء نے اس کے برعکس کہا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے ہر حال کو اور ہر کیفیت و کمیت کو خوب جانتے ہیں، کوئی ذرہ اس کے علم سے باہر نہیں ہے، لہٰذا عالم برزخ میں یا میدان حشر میں اس سے کوئی گناہ چھپایا نہیں جاسکتا۔

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ

اور اگر ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھا کر پھر اس سے چھین لیتے ہیں

اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ﴿۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ

تو وہ ناامید ناشکرا ہو جاتا ہے ○ اور اگر مصیبت پہنچنے کے بعد نعمتوں کا مزہ چکھاتے ہیں تو کہتا ہے کہ

ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۭ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ﴿۱۰﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ

میری سختیاں جاتی رہیں کیونکہ وہ اترانے والا شیخی خورا ہے ○ مگر جو لوگ صابر ہیں اور نیکیاں کرتے ہیں

اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ

ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے ○ پھر شاید آپ اس میں سے کچھ چھوڑ بیٹھیں گے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا تھا

وَضَاۗىِٕقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَاۗءَ مَعَهٗ

اور ان کے اس کہنے سے آپ کا دل تنگ ہوگا کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہ اتر آیا یا اس کے ساتھ کوئی

مَلَكٌ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ

فرشتہ کیوں نہ آیا آپ تو محض ڈرانے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کا ذمہ دار ہے ○ کیا کہتے ہیں کہ تو نے قرآن خود بنا لیا ہے

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ

کہہ دو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جس کو بلا سکو بلا لو

اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ

اگر تم سچے ہو ○ پھر اگر تمہارا کہنا پورا نہ کریں تو جان لو کہ قرآن اللہ کے علم سے نازل

اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ

کیا گیا ہے اور یہ بھی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس کیا تم فرمانبرداری کرنے والے ہو ○ جو کوئی دنیا کی

الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾

زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہے تو ان کے اعمال ہم یہیں پورے کر دیتے ہیں اور انہیں کچھ بھی نقصان نہیں دیا جاتا ○

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ڮ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا

یہ وہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہو گیا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا

وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ

اور خراب ہو گیا جو کچھ کمایا تھا ○ بھلا وہ شخص جو اپنے رب کے صاف راستہ پر ہو اور اس کے ساتھ اللہ کی طرف سے

مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ

ایک گواہ بھی ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب گواہ تھی جو امام و رحمت تھی یہی لوگ قرآن کو مانتے ہیں اور جو

يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ

کوئی سب فرقوں میں سے اس کا منکر ہو تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے سو تو قرآن کی طرف سے شبہ میں نہ رہ بے شک یہ تیرے

مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٧﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى

رب کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ○ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر

اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ

جھوٹ باندھے وہ لوگ اپنے رب کے روبرو پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے کہ یہی ہیں کہ جنہوں نے

كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٨﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ

اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے ○ جو اللہ کی

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٩﴾ اُولٰٓئِكَ لَمْ

راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں اور وہی آخرت کے منکر ہیں ○ یہ لوگ

يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ

وقف لازم

زمین میں عاجز کرنے والے نہیں تھے اور ان کے لئے سوا اللہ کے کوئی دوست نہ تھا

يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٠﴾

انہیں دُگنا عذاب کیا جائے گا یہ لوگ نہ سن سکتے تھے اور نہ دیکھتے تھے ○

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ

انہوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال دیا اور ان سے ضائع ہو گیا جو جھوٹ وہ باندھتے تھے ○ بے شک

اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿٢٢﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان میں ہوں گے ○ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے

وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ
اور اپنے رب کے سامنے عاجزی کی وہ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ○ دونوں فریق کی مثال
كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ ع
ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرہ ہو اور دوسرا دیکھنے والا اور سننے والا کیا دونوں کا حال برابر ہے پھر تم کیوں نہیں سمجھتے ○

افاداتِ محمود:

وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ الخ

بتوں اور شرک کے خلاف اسلام کے سخت اور راسخ عقیدہ کے خلاف کفار غصے میں تھے۔ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ بات آئی ہو کہ اگر اسلام کے ان عقائد میں کچھ نرمی ہوتی تو یہ لوگ اسلام کے قریب ہو جاتے۔ اس وجہ سے آپ پریشان رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تسلی دی کہ آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ باقی ہدایت دینا اور نہ دینا میرا کام ہے آپ پریشان نہ ہوں۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ الخ

اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔(۱) ایک یہ ہے کہ ''بیـنـة'' سے مراد وہ صاف ستھرا اور فطری راستہ ہے جس پر انسان اپنی اصلی فطرت کے موافق چلنا چاہتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے......

''**کل مولود یولد علی الفطرة فابواه یهودانه او ینصرانه او یمجسانه الخ**''(بخاری)

یعنی ہر بچہ صحیح فطرت پر پیدا ہوتا ہے، لیکن اردگرد کا ماحول اسے متاثر کرتا ہے، خواہ والدین ہوں یا دیگر عزیز و اقارب۔ پس وہ جس ماحول میں پرورش پاتا ہے، اسی کا ہو رہتا ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا......

''**فطرة الله التی فطر الناس علیها لا تبدیل لخلق الله**''(سورۂ روم)

اور ''شـاهـد'' سے مراد قرآن کریم ہے جو جگہ جگہ دلائل عقلیہ ونقلیہ کے ذریعہ یہ وضاحت کر رہا ہے کہ دین اسلام اور توحید پر چلنے والے ہی سیدھی راہ پر قائم ہیں۔(۲) اور شـاهـد سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم خود اپنی حقانیت وصداقت کی شہادت جگہ جگہ دے رہا ہے جیسا کہ ارشاد ہے......

''ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ''

دوسری جگہ ارشاد ہے......

لا یأتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه الخ و امثاله شتّٰی

(۳) شاہد سے مراد جبرئیل بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ وہی قرآن کریم لے کر آنے والے ہیں۔

(۴) ''شاهد'' سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ آپ اپنے قول وفعل اور کردار سے اس

بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ جو دین آپ لے کر آئے ہیں وہ دین اور حاملانِ دین سچے ہیں۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو عظیم الشان کتاب نازل ہوئی تھی، وہ بھی دین اسلام کی سچائی اور دین کے فطری ہونے کی شہادت دے رہی ہے۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ الخ

یعنی جو لوگ قرآن کو نہیں مانتے، خواہ عرب ہوں یا عجم، نصاریٰ ہوں یا یہود، وہ لوگ بہت بڑے نقصان میں ہوں گے اور ان کی نجات نہ ہو سکے گی۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۲۵﴾ أَن لَّا تَعْبُدُوا

اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا بیشک میں تمہیں صاف ڈرانے والا ہوں ○ کہ اللہ کے سوا کسی کی

إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا

عبادت نہ کرو بیشک میں تم پر دردناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ○ پھر اس کی قوم کے جو کافر سردار تھے

مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ

وہ بولے ہمیں تو تم ہم جیسے ہی ایک آدمی نظر آتے ہو اور ہمیں تو تمہارے پیرو وہی نظر آتے ہیں جو

هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ

ہم میں سے رذیل ہیں وہ بھی سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے سے کوئی فضیلت بھی نہیں پاتے بلکہ تمہیں جھوٹا

كَاذِبِينَ ﴿۲۷﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي

خیال کرتے ہیں ○ اس نے کہا اے میری قوم دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے صاف راستہ پر ہوں اور اس نے

رَحْمَةً مِّنْ عِندِهِ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنتُمْ لَهَا كَارِهُونَ ﴿۲۸﴾

مجھ پر اپنے ہاں سے رحمت بھیجی ہو پھر وہ تمہیں دکھائی نہ دے تو کیا میں زبردستی تمہارے گلے مڑھ دوں اور تم ان سے نفرت کرتے ہو ○

وَيَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۚ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ

اور اے میری قوم میں تم سے اس پر کچھ مال نہیں مانگتا میری مزدوری اللہ ہی کے ذمے ہے اور میں ایمانداروں کو

الَّذِينَ آمَنُوا ۚ إِنَّهُم مُّلَاقُو رَبِّهِمْ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ﴿۲۹﴾ وَيَا قَوْمِ

ہٹانے والا نہیں بیشک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں لیکن تمہیں جاہل قوم دیکھتا ہوں ○ اور اے میری قوم

مَن يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِن طَرَدتُّهُمْ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۳۰﴾ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ

اگر میں انہیں ہٹا دوں تو مجھے اللہ سے کون چھڑائے گا کیا تم پھر نہیں سمجھتے ○ اور میں تمہیں نہیں کہتا

عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ وَلَا

کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب دان ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ

أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَن يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا

یہ کہوں گا جو لوگ تمہاری نظر میں حقیر ہیں اللہ ان کو بھلائی نہ دے گا اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ

ان کے دلوں میں ہے ایسا کہوں تو میں بے انصاف ہوں ○ کہا اے نوح تو نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت

جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ

جھگڑا کر چکا اب لے آ جو تو ہم سے وعدہ کرتا ہے اگر تو سچا ہے ○ نوح نے کہا اسے تو اگر

اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ

چاہے گا اللہ ہی لائے گا اور تم اسے روک نہ سکو گے ○ اور میری نصیحت تمہیں فائدہ نہ دے گی خواہ میں کتنی ہی نصیحت کرنا چاہوں

لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۭ هُوَ رَبُّكُمْ ۣ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

اگر اللہ کو تمہیں گمراہ رکھنا ہی منظور ہے وہی تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تمہیں پھر جانا ہے ○ کیا کہتے ہیں کہ

افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاُوْحِيَ ع

قرآن کو خود بنا لیا ہے کہہ دو اگر میں بنا لایا ہوں تو اس کا گناہ مجھ پر ہے اور میں تمہارے گناہوں سے بری ہوں ○ اور نوح کی طرف

اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ

وحی کی گئی کہ تیری قوم میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا مگر جو لا چکا پھر غم نہ کر ان کاموں پر

بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ

جو کر رہے ہیں ○ اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی بنا اور ظالموں کے حق میں

فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۣ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ

مجھ سے کوئی بات نہ کر بیشک وہ غرق کیے جائیں گے ○ اور وہ کشتی بناتے تھے اور جب اس کی قوم کے سردار

مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۭ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

اس پر گزرتے اس سے ہنسی کرتے کہتے اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے جیسے تم ہنستے ہو ○

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾

تمہیں جلدی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر دائمی عذاب اترتا ہے ○

حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم پہنچا اور تنور نے جوش مارا ہم نے کہا کشتی میں ہر قسم کے جوڑا نر مادہ

اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ

چڑھا لے اور اپنے گھر والوں کو مگر وہ جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اور سب ایمان والوں کو اور اس کے ساتھ ایمان تو

إِلَّا قَلِيلٌ ۝ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسَاهَا ۚ إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ

بہت کم لائے تھے ۝ اور کہا اس میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے بیشک میرا رب بخشنے والا

حفص بفتح المیم وامالۃ الراء ۱۲

رَحِيمٌ ۝ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ

مہربان ہے ۝ اور وہ انہیں پہاڑ جیسی لہروں میں لیے جا رہی تھی اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا جبکہ وہ

فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ۝ قَالَ سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ

کنارے پر تھا اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ ۝ کہا میں ابھی کسی پہاڑ کی

يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ۚ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ ۚ

پناہ لے لیتا ہوں جو مجھے پانی سے بچا لے گا کہا آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہی رحم کرے

وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ۝ وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ

اور دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی پھر ڈوبنے والوں میں ہو گیا ۝ اور حکم ہوا اے زمین اپنا پانی نگل جا

وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ ۖ

اور اے آسمان تھم جا اور پانی سکھا دیا گیا اور کام ہو چکا اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری

الربع

وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي

اور کہہ دیا گیا کہ ظالموں پر پھٹکار ہے ۝ اور نوح نے اپنے رب کو پکارا کہا اے رب میرا بیٹا

مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ۝ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ

میرے گھر والوں میں سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے ۝ فرمایا اے نوح وہ تیرے

لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ

گھر والوں میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں ہیں سو مجھ سے مت پوچھ جس کا تجھے علم نہیں

إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں جاہلوں میں نہ ہو جاؤ ۝ کہا اے رب میں تیری پناہ لیتا ہوں اس بات سے کہ

مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَ تَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۴۷ قِيْلَ
تجھ سے وہ بات پوچھوں جو مجھے معلوم نہیں اور اگر تو نے مجھے نہ بخشا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں نقصان والوں میں ہو جاؤں گا ۝ کہا گیا
يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَ عَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ
اے نوح ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ جو تم پر اور تمہارے ساتھ والوں پر رہیں گی کشتی سے اتر اور دوسرے
سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۴۸ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ
فرقے ہیں کہ ہم انہیں دنیا میں فائدہ دیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا ۝ یہ غیب کی خبریں ہیں جنہیں ہم
اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ
آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں اس سے پہلے نہ تو آپ ہی جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم جانتی تھی پس صبر کر
اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۴۹ ع
کیونکہ بہتر انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے ۝

منزل ۳ الوقف علٰی انا عند الحسن والبیق

ع ۴

افاداتِ محمود:

وَفَارَ التَّنُّوْرُ الخ

تنور سے مراد زمان اور مکان دونوں ہو سکتے ہیں۔(۱) زمان کی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ عذاب صبح کے وقت آئے گا جب صبح اچھی طرح روشن ہو جائے۔(۲) اور مکان مراد لینے کی صورت میں ایک مطلب تو یہ ہے کہ جب تنور میں پانی نمودار ہو جائے تو یہ عذاب کے آنے کی علامت ہے اور تنور سے مراد عام تنور ہے جو عموماً گھروں میں روٹی پکانے کیلئے بنایا جاتا ہے۔

(۳) اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ تنور سے مراد خاص حضرت حواؑ کا تنور ہے جو کہ ان کے زمانے سے نقل ہوتا ہوتا حضرت نوح تک پہنچ گیا تھا اس تنور میں پانی کا ظاہر ہونا عذاب کی علامت قرار دے دیا گیا۔ اس صورت میں تنور سے مراد خاص تنور ہے، عام نہیں ہے، فار یفور (ن) سے اجوف واوی ہے بمعنی جوش مارنا۔(۴) اور بقولِ بعض کے تنور سے مراد ایک خاص چشمہ ہے جو الجزائر میں ایک خاص مقام پر واقع ہے۔ واللہ اعلم

يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا الخ

حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا کہ ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور اس بد بخت قوم کے ساتھ نہ رہو۔ یہاں بظاہر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پچھلی آیت میں ہے:

اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

جن کے متعلق عدالت خداوندی میں فیصلہ ہو چکا، وہ اب ہلاک ہو کر رہیں گے۔اس استثناء میں حضرت نوح کا بیٹا کنعان بھی شامل تھا تو پھر حضرت نوحؑ نے کیوں پکارا؟ ایک جواب تو یہ ہے کہ ممکن ہے کہ حضرت نوحؑ نے کنعان کو "اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ" کے عموم میں داخل نہ سمجھا ہو۔ (۲) اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت نوحؑ یہ سمجھتے ہوں کہ ان بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھ کر یہ ایمان لے آئے گا۔ (۳) اور یہ بھی ممکن ہے کہ شفقت پدری کی وجہ سے اسے پکارا ہو اور یقین کے ساتھ اس کا کافر ہونا معلوم نہ ہو۔

اس وجہ سے "**ولا تکن مع الکٰفرین**" فرمایا اور **ولا تک کافراً** نہیں فرمایا۔

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ الخ

رشتے مذہب کی بنیاد پر ٹوٹتے اور جڑتے ہیں۔ حضرت نوحؑ کا بیٹا جب حضرت نوحؑ کے طریق پر نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ" اسی طرح جو سید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر نہیں ہے، وہ سید نہیں ہے۔

حضرت نوحؑ کے زمانہ میں آنے والا طوفان عام تھا یا خاص:

حضرات مفسرین سے دونوں اقوال منقول ہیں کہ وہ عذاب پوری دنیا پر آیا تھا اور عند البعض تمام دنیا پر نہ تھا، بلکہ خاص خاص جگہوں میں آیا تھا۔ یورپی محققین میں سے بھی بہت سوں کی تحقیق یہی ہے کہ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں آنے والا طوفان عام تھا۔ ساری دنیا پر آیا تھا اور تمام انسان ہلاک ہو گئے تھے سوائے ان لوگوں کے جو کشتی پر سوار تھے مؤرخین اسلام نے بھی لکھا ہے کہ طوفان نوح کے وقت بیت اللہ شریف کی چھت اور دیواریں آسمان کی طرف اٹھالی گئیں اور پلاٹ پر پانی کھڑا تھا جس کی وجہ سے پرانی بنیادیں ریت میں چھپ گئی تھیں۔ انہی بنیادوں کو تلاش کر کے حضرت ابراہیمؑ نے پھر ان پر بیت اللہ کی دیواریں کھڑی کر دیں۔ (التفصیل فی المطولات)

باقی تمام لوگوں کا غرق آب ہونا بطور عذاب نہ تھا۔ بہت سے لوگ تو اسی طرح ہلاک ہوئے تھے۔ جیسے آج کل زلزلوں اور حوادث سے لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ کشتی میں جو لوگ حضرت نوحؑ کے ساتھ سوار تھے وہ لوگ بھی مختلف بیماریوں سے چل بسے تھے۔ پھر یہ دنیا حضرت نوحؑ ہی کی اولاد سے آباد ہو گئی۔ حضرت نوحؑ کے چار بیٹے تھے (۱) کنعان یہ تو ہلاک ہو گیا تھا (۲) حام (۳) سام (۴) یافث۔ ان تین بیٹوں سے انسانوں کی نسل چلی ہے۔ اس وجہ سے حضرت نوحؑ کو آدم ثانی کہا جاتا ہے۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا کہا اے قوم اللہ کی بندگی کرو

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔـلُكُمْ

اس کے سوا تمہارا کوئی حاکم نہیں تم سب جھوٹ کہتے ہو ○ اے قوم میں اس پر تم سے

عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ

مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری اسی پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا پھر کیا تم نہیں سمجھتے ○ اور اے قوم

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً

اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو وہ تم پر خوب بارشیں برسائے گا اور تمہاری قوت کو

اِلٰي قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا

اور بڑھائے گا اور تم نافرمان ہو کر نہ پھر جاؤ ○ کہا اے ہود تو ہمارے پاس کوئی معجزہ بھی نہیں لایا اور ہم

نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَّقُوْلُ

تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تجھے ماننے والے ہیں ہم تو یہی کہتے ہیں کہ

اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْۗءٍ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّىْ بَرِيْۗءٌ

تجھے ہمارے کسی معبود نے بری طرح سے جھپٹ لیا ہے کہا بے شک میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں کہ

مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّىْ

جنہیں تم اللہ کے سوا شریک کرتے ہو ○ سو تم سب مل کر میرے حق میں برائی کرو پھر مجھے مہلت نہ دو ○ میں نے

تَوَكَّلْتُ عَلَي اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۭ مَا مِنْ دَاۗبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ

اللہ پر بھروسہ کیا ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے کوئی بھی زمین پر ایسا چلنے والا نہیں کہ جس کی چوٹی اس نے نہ پکڑ رکھی ہو

اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ

بیشک میرا رب سیدھے راستہ پر ہے ○ پھر اگر منہ پھیرو گے تو جو مجھے دے کر بھیجا گیا تھا وہ تمہیں

بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَـيْـــًٔـا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي كُلِّ

پہنچا دیا اور میرا رب تمہاری جگہ اور قوم پیدا کر دے گا اور تم اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکو گے بیشک میرا رب ہر

شیء حفیظ ۞۵۷ ولما جاء امرنا نجینا هودا والذین امنوا معه برحمة

چیز پر نگہبان ہے ۞ اور جب ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے ہود کو اور انہیں جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے

منا ونجینهم من عذاب غلیظ ۞۵۸ وتلك عاد جحدوا بایت ربهم

بچا لیا اور ہم نے انہیں سخت عذاب سے نجات دی ۞ اور یہ عاد تھے کہ اپنے رب کی باتوں سے منکر ہوئے

وعصوا رسله واتبعوا امر كل جبار عنید ۞۵۹ واتبعوا فی هذه الدنیا

اور اس کے رسولوں کو نہ مانا اور ہر ایک جبار سرکش کا حکم مانتے تھے ۞ اور اس دنیا میں بھی اپنے پیچھے

لعنة ویوم القیمة الا ان عادا كفروا ربهم الا بعدا لعاد قوم هود ۞۶۰ ع

لعنت چھوڑ گئے اور قیامت کے دن بھی خبردار بیشک عاد نے اپنے رب کا انکار کیا تھا خبردار عاد جو ہود کی قوم تھی اللہ کی رحمت سے دور کی گئی ۞

والی ثمود اخاهم صلحا قال یقوم اعبدوا الله ما لكم من اله غیره وقف لازم

اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں

هو انشاكم من الارض واستعمركم فیها فاستغفروه ثم توبوا الیه ان

اسی نے تمہیں زمین سے بنایا اور تمہیں اس میں آباد کیا پس اس سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو بیشک

ربی قریب مجیب ۞۶۱ قالوا یصلح قد كنت فینا مرجوا قبل هذا اتنهنا

میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا ۞ انہوں نے کہا اے صالح اس سے پہلے تو ہمیں تجھ سے بڑی امید تھی کیا تم ہمیں

ان نعبد ما یعبد اباؤنا واننا لفی شك مما تدعونا الیه مریب ۞۶۲

ان معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہو کہ جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں اور جس طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس سے تو ہم

قال یقوم ارءیتم ان كنت علی بینة من ربی واتنی منه رحمة

بڑے شک میں ہیں ۞ صالح نے کہا اے میری قوم بھلا دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے کوئی کھلی دلیل رکھتا ہوں اور اس کی طرف سے

فمن ینصرنی من الله ان عصیته فما تزیدوننی غیر تخسیر ۞۶۳

میرے پاس رحمت بھی آ چکی ہو پھر اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو مجھے اس سے کون بچا سکتا ہے پھر تم مجھے نقصان کے سوا اور کیا دے سکو گے ۞

ویقوم هذه ناقة الله لكم ایة فذروها تاكل فی ارض الله ولا تمسوها

اور اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے نشانی ہے سو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اسے برائی سے

بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ

چھونا بھی نہیں (ورنہ) پھر تمہیں عذاب بہت جلد آپکڑے گا ○ پھر انہوں نے اس کے پاؤں کاٹ ڈالے تب صالح نے کہا تین دن تک

اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّ

اپنے گھروں میں فائدہ اٹھالو یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا ○ پھر جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے صالح کو اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے بچالیا اور اس دن کی رسوائی سے نجات دی بیشک تیرا رب وہی

الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ

زور والا زبردست ہے ○ اور ان ظالموں کو ہولناک آواز نے پکڑلیا پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے

جٰثِمِيْنَ ﴿٦٧﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿٦٨﴾ ع

رہ گئے ○ گویا کہ کبھی وہاں رہے ہی نہ تھے خبردار ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا تھا خبردار ثمود پر پھٹکار ہے ○

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ

اور ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے انہوں نے کہا سلام اس نے کہا سلام پس دیر نہ کی کہ

جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ

ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا ○ پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس تک نہیں پہنچتے تو انہیں اجنبی سمجھا اور ان سے

خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ ﴿٧٠﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ

ڈرا انہوں نے کہا خوف نہ کرو ہم تو لوط کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ○ اور اس کی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی

فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿٧١﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ

پھر ہم نے اسے اسحٰق کے پیدا ہونے کی خوش خبری دی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی ○ وہ بولی اے افسوس کیا میں

وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ

بوڑھی ہوکر جنوں گی میرا خاوند بھی بوڑھا ہے یہ تو ایک عجیب بات ہے ○ انہوں نے کہا کیا تو

مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿٧٣﴾

اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے تم پر اے گھر والو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں بیشک وہ تعریف کیا ہوا بزرگ ہے ○

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرٰهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ﴿۷۴﴾

جب ابراہیم سے ڈر جاتا رہا اور اسے خوشخبری آئی ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا ○

إِنَّ إِبْرٰهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ ﴿۷۵﴾ يٰٓإِبْرٰهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ إِنَّهُ

بے شک ابراہیم بردبار نرم دل اور اللہ کی طرف رجوع کرنیوالا تھا ○ اے ابراہیم یہ خیال چھوڑ دے کیونکہ

قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَإِنَّهُمْ اٰتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا

تیرے رب کا حکم آچکا ہے اور بے شک ان پر عذاب آکر ہی رہے گا جو ٹلنے والا نہیں ○ اور جب ہمارے بھیجے ہوئے

لُوطًا سِيٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَاءَهُ

لوط کے پاس پہنچے تو ان کے آنے سے غمگین ہوا اور دل میں تنگ ہوا اور کہا آج کا دن بڑا سخت ہے ○ اور اس کے پاس

قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ ۖ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّاٰتِ ۚ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَاءِ

اس کی قوم بے اختیار دوڑتی آئی اور یہ لوگ پہلے ہی سے برے کام کیا کرتے تھے کہا اے میری قوم یہ

بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي ۖ أَلَيْسَ مِنْكُمْ

میری بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لیے پاک ہیں سو تم اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھے ذلیل نہ کرو کیا تم میں کوئی بھی

رَجُلٌ رَّشِيدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ

بھلا آدمی نہیں ○ انہوں نے کہا البتہ تحقیق تو جانتا ہے کہ ہمیں تیری بیٹیوں سے کوئی غرض نہیں اور تجھے معلوم ہے

مَا نُرِيدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ اٰوِيٓ إِلٰى رُكْنٍ شَدِيدٍ ﴿۸۰﴾ قَالُوا يٰلُوطُ

جو ہم چاہتے ہیں ○ کہا کاش کہ مجھے تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا میں کسی زبردست سہارے کی پناہ جالیتا ○ فرشتوں نے کہا

إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوٓا إِلَيْكَ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ

اے لوط بیشک ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں یہ تم تک ہرگز نہ پہنچ سکیں گے سو کچھ حصہ رات رہے اپنے لوگوں کو لے نکل اور تم

مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَآ أَصَابَهُمْ ۚ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ

میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے مگر تیری عورت کہ اس پر بھی وہی بلا آنے والی ہے جو ان پر آئے گی ان کے وعدہ کا وقت

الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

صبح ہے کیا صبح کا وقت نزدیک نہیں ہے ○ پھر جب ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے وہ بستیاں الٹ دیں

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿٨٢﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا
اور اس زمین پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کیے جو لگا تار گر رہے تھے ○ جن پر تیرے رب کے ہاں سے خاص نشان بھی تھا اور
هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿٨٣﴾
یہ بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ہیں ○

ع ۷

افاداتِ محمود:

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ الخ

حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام دونوں خالہ زاد یا چچازاد بھائی تھے۔ یہاں اصل میں قصہ تو بیان کرنا مقصود ہے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا۔ لیکن بطور تمہید حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام علاقہ شام میں مبعوث ہوئے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں رہتے تھے جو فرشتے قوم لوط پر عذاب نازل کرنے کیلئے آسمان سے اترے تھے۔ پہلے حضرت ابراہیمؑ کے ہاں بطور مہمان آئے اور بیٹے کی خوشخبری دی۔ یہ فرشتے نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں تھے۔ حضرت جبریلؑ حضرت میکائیلؑ حضرت اسرافیلؑ اور ان کے ساتھ چھ فرشتے اور تھے۔ کل ۹ فرشتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کی مہمان نوازی کا بڑا چرچا تھا۔ وہ مہمان کے بغیر کھانا تناول فرمانا مناسب ہی نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت نے فی الفور گائے کا ایک بچھڑا ذبح کر دیا اور اسے بھون کر مہمانوں کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت ابراہیمؑ یہ نہ پہچان سکے کہ یہ تو فرشتے ہیں، لہٰذا بغیر تاخیر کے بھنا ہوا گوشت مہمانوں کے سامنے پیش فرما دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کو کھانا کھلانے میں جلدی اور عجلت سے کام لینا چاہیے۔ یہ پسندیدہ اور محبوب عمل ہے۔ چونکہ وہ مہمان آدمی نہیں فرشتے تھے، اس لیے انہوں نے نہیں کھایا اور ان کے نہ کھانے کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ کو ڈر محسوس ہوا کہ مہمان کھانا کیوں نہیں کھاتے؟

اصول واحکام ضیافت:

اس واقعے سے چند امور سامنے آتے ہیں۔ یہ امور درج ذیل ہیں۔

(۱) ضیافت پیغمبروں کی سنت ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل حمیدہ کو بیان فرمایا تو ایک بات یہ فرمائی "وتقریَ الضیف" حضور آپ تو مہمان نواز ہیں۔

(۲) بعض صورتوں میں ضیافت واجب ہوتی ہے۔ حضرت امام مالکؒ کے ہاں اہل بادیہ پر ضیافت واجب ہے، مگر اہل حضر یعنی شہریوں پر واجب نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ دیہاتی علاقوں میں ہوٹلوں کا سسٹم نہیں ہوتا اور مسافر اپنے کھانے پینے کا سامان فراہم نہیں کر سکتا جبکہ شہر میں یہ سارے انتظامات بطریقہ اتم پائے جاتے ہیں۔ حضرت

امام شافعیؒ کے ہاں دونوں پر واجب ہے یعنی دیہاتیوں پر بھی اور شہریوں پر بھی۔ امام مالکؒ کے مسلک پر لوگ درج ذیل حدیث سے استدلال کرتے ہیں

عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الضیافة علی اهل الوبر ولیس علی اهل المدن○

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ضیافت خیموں والوں (دیہاتیوں) پر واجب ہے اور شہریوں پر واجب نہیں۔

لیکن یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس میں ایک ایسا راوی ہے جو متروک ہے اور بعض نے تو اس حدیث کو موضوع کہا ہے۔

(۳) تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جب کھانا تیار ہو جائے اور مہمانوں کے سامنے چن دیا جائے تو پہلے مہمانوں کو ہی ہاتھ بڑھانا چاہیے جن کے لئے کھانا پکا ہے۔ مہمان کو چاہیے کہ وہ میزبان کو پہل کرنے پر مجبور نہ کرے، جیسا کہ فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ الخ سے معلوم ہوتا ہے۔ (۴) چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ میزبان کو مہمان کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ کھانا صحیح کھا رہا ہے یا نہیں؟ لیکن آنکھیں چرا کر دیکھے۔ گھور گھور کر نہ دیکھے، ورنہ یہ بات مہمان کو ناگوار گزرے گی۔

مہمان کو گھورنے سے متعلق ایک عبرت آموز واقعہ:

کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہوا ہے کہ مروان کے پاس ایک اعرابی سلیمان بن مریم آیا۔ مروان نے اسے کھانا پیش کیا۔ وہ کھانا کھا رہا تھا۔ اچانک مروان کی نظر لقمہ پر پڑی تو اس میں بال دیکھا اور سلیمان سے کہا کہ ''ازل الشعر'' یعنی لقمہ سے بال نکال لیجیے۔ اعرابی نے کہا ''**اتنظر الی حتٰی تری الشعر فی اللقمة" والله لا اکل عند ملک فخرج**'' تو مجھے اس قدر غور سے دیکھتا ہے کہ میرے لقمہ میں تجھے بال نظر آیا؟ اللہ کی قسم میں بادشاہ کا کھانا نہیں کھاؤں گا اور چلا گیا اور جاتے جاتے یہ شعر کہا......

الموت خیر من زیارة باخل　　　　یلاحظ اطراف الاکیل علی العمد

ترجمہ: اس بخیل کی ملاقات کرنے سے موت بہتر ہے جو جان بوجھ کر کھانے والے کو گھورتا رہے۔

عربوں میں مہمان کو کھانے کے وقت گھورنا اور غور سے دیکھنا عیب تھا جیسا کہ اس اعرابی کے قول وفعل سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کا دیکھنا اس اہتمام کے پیش نظر تھا کہ مہمان اچھی طرح کھانا کھاتے ہیں یا نہیں؟ اس میں کوئی منافات اور تضاد نہیں، بلکہ موقع اور محل کی مناسبت سے دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ پر مستحسن ہیں۔

فَضَحِکَتْ الخ

یعنی حضرت سارہؓ نے تعجب کیا (۱) حضرت عکرمہ سے منقول ہے کہ **فَضَحِکَتْ** حاضت کے معنی میں ہے یعنی حضرت سارہؓ سن ایاس کو پہنچ گئی تھیں اس عمر میں عورتوں کو حیض نہیں آیا کرتا، لیکن حضرت ابراہیمؑ کو بیٹے کی بشارت مل گئی تھی۔ اس خوشخبری کے ساتھ ہی حضرت سارہؓ کو حیض آیا۔ ضحک کا حیض کے معنی میں استعمال ہونا کلام عرب میں رائج ہے چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے......

انی لأ تی العرس عند طهور ها

واهجر ها یوما اذاتک ضاحکا

یعنی میں عورت کے پاس اس وقت جاتا ہوں جب وہ پاک ہوتی ہے اور اس کے پاس جانا چھوڑ دیتا ہوں جب وہ ایام سے ہوتی ہے اس شعر میں ''ضحک'' حیض کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(۲) اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ فضحکت اپنے معنی موضوع لہ میں مستعمل ہے یعنی جب حضرت سارہؓ نے دیکھا کہ کھانا تو کھاتے نہیں، لیکن یہ قوم لوط کو ہلاک کریں گے تو ہنس پڑیں۔

جانداروں میں سے چار چیزوں کو حیض آتا ہے (۱) عورت (۲) ضبع یعنی بجو (۳) خفاش یعنی چمگادڑ (۴) ارنب یعنی خرگوش۔ خرگوش کے متعلق ایک شاعر کا قول ہے......

وضحک الارانب فوق الصفا

کمثل دم الحرب یوم اللقا

یعنی خرگوشوں کے حیض کا خون پتھروں پر ایسے لگا ہوا تھا جیسے لڑائی کے دن پتھروں پر خون گر جاتا ہے۔ یہاں بھی ضحک حیض کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت خدیجہؓ سے روایت ہے کہ......

قلت یا رسول الله ماتقول فی الارنب؟ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا اکله ولا احرمه فقلت ولم یا رسول الله؟ فقال انی احسب انها تدمی الخ

میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ خرگوش کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں نہ اس کو کھاتا ہوں اور نہ حرام قرار دیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یہ کیوں؟ آپؐ نے فرمایا میرا خیال ہے، اسے حیض آتا ہے۔

اس روایت کے متعلق تو امام ترمذیؒ نے فرمایا اسناده لیس بالقوی یعنی اس کی اسناد قوی نہیں ہیں۔ اس نوعیت کی روایتیں ابوداؤد وغیرہ میں بھی موجود ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ خرگوش کی حرمت کے متعلق کوئی قوی روایت موجود نہیں، بلکہ اس کے حلال ہونے کے متعلق صحیح روایات موجود ہیں۔ چنانچہ صحیح البخاری کی کتاب الھبۃ میں ہے:

عن انس قال انفجنا ارنباً بمر الظهران فسعى القوم فغلبوا فادركتها فاخذ تها فاتيت بها ابا طلحة فذ بحها وبعث الى رسول الله صلى الله عليه وسلم بور كها او فخذيها فقبله قلت واكل منه الخ (بخاری ج ا کتاب الھبۃ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم نے مقام مرالظہر ان میں ایک خرگوش کا پیچھا کیا۔لوگ دوڑتے دوڑتے تھک گئے، مگر میں نے اسے پکڑلیا۔اسے لے کر میں حضرت ابوطلحہؓ کے پاس آیا تو انہوں نے اسے ذبح کرلیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا کولہا یا اس کے دونوں ران بھجوائے۔آپؐ نے قبول فرمایا۔راوی کہتا ہے کہ حضورؐ نے اس سے تناول بھی فرمایا۔

اور بھی صحیح روایات میں اس کے حلال ہونے کا ثبوت ملتا ہے، لہٰذا محض خون کا آنا سبب حرمت نہیں ہے، واللہ اعلم۔

بہرحال جب حضرت سارہؓ ہنس پڑیں تو فرشتوں نے ایک اور خوشخبری سنادی۔ایک بلاواسطہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی اور دوسری بالواسطہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کی۔حضرت سارہؓ کی عمر اس وقت ۹۰ سال تھی اور حضرت ابراہیمؑ کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ایک قول کے مطابق ان کی عمر (۱۰۰) سو سال اور دوسری روایت کے مطابق (۱۲۰) ایک صد بیس سال تھی۔

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰىٓ الخ

یہاں لفظ ویل خواتین کے عام روزمرہ تکیہ کلام کے مطابق استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ امام راغبؒ۔ المفردات فی غریب القرآن میں میں لکھتے ہیں:

قال الا صمعى الويل قبيح وقد يستعمل على التحسر الخ

اصمعی کہتے ہیں کہ "ویل" کا مدلول قبیح ہے اور کبھی یہ لفظ اظہار افسوس کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

عورتیں جب ذرا سی خلاف طبع بات سن لیں تو ہائے وائے، میری بربادی کہنا شروع کردیتی ہیں۔ یہاں بھی حضرت سارہؓ نے اُسی روزمرہ استعمال ہونے والے عرف کے مطابق کہا کہ اس عمر میں بچے جنم دینا نہایت ہی تعجب خیز ہے، اظہار تعجب کیلئے یہ لفظ استعمال فرمایا:

وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۞

اس آیت سے مفسرین نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ تھے، نہ کہ حضرت اسحٰقؑ۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

ومن ههنا استدل من استدل بهذه الاية على ان الذبيح انما هو اسماعيل و انه يمتنع

ان یکون ھو اسحق لا نہ وقعت البشارۃ بہ وانہ سیولد لہ یعقوب فکیف یا مر ابراھیم بذبحہ وھو طفل صغیر ولم یولدلہ بعد یعقوب الموعود بوجودہ وعد اللہ حق لاخلف فیہ فیمتنع ایؤمر بذبح ھذا والحالۃ ھذہ فتعین ان یکون ھو اسماعیلo

(ابن کثیر ج ۲)

اور اس آیت سے بہت سے لوگوں نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ تھے، نہ کہ حضرت اسحٰقؑ۔ کیونکہ حضرت اسحٰقؑ کی بشارت کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی بشارت تھی کہ اسحٰقؑ کے ہاں یعقوبؑ پیدا ہوں گے پھر اسحٰقؑ کی صغر سنی ہی میں حضرت ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ کے ذبح کا حکم کیونکر دیا جا سکتا تھا جبکہ ہنوز وہ چھوٹے بچے تھے اور ان کے ہاں یعقوبؑ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ اس میں وقوع کذب ممکن نہیں۔ اندریں حالات حضرت اسحٰقؑ کے ذبح کا حکم ممکن نہیں ہے، لہٰذا یہ بات یقینی ہوگئی کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ ہی ہیں۔

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ الخ

یہاں اہل بیت سے مراد حضرت سارہؓ ہے، لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات اہل بیت کا مصداق ومظہر اتم ہیں۔ چنانچہ سورہ احزاب میں بھی ازواج مطہرات سے مختلف خطابات موجود ہیں۔ اسی کے ذیل میں اہل بیت کا اطلاق ان پر کیا گیا ہے۔ پھر اگلی آیت کا پہلا جملہ ''واذکرن مایتلٰی '' سے شروع ہوتا ہے جو کہ جمع مونث حاضر کا صیغہ ہے۔

فتکفی للعاقل الاشارۃ و اما الابلہ فلا یکفیہ المنارۃo

اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ تحمل والے، نرم دل اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ''قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ''

حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کی بیہودہ حرکتوں سے تنگ آ کر فرمایا کہ یہ میری بیٹیاں ہیں جو کہ نکاح کے بعد تمہارے لئے حلال ہیں قدرت کا بتلایا ہوا ضابطہ اور فطرت کا مقتضیٰ بھی ہیں۔ بیٹیوں سے مراد حضرت لوطؑ کی صلبی بیٹیاں بھی ہو سکتی ہیں اور قوم کی بیٹیاں بھی مراد ہو سکتی ہیں جیسا کہ بزرگ لوگ دوسروں کے بچوں کو بھی بیٹے اور بیٹیاں کہہ کر پکارتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس زمانہ میں کفار کے ساتھ نکاح ممنوع نہ ہو جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کا نکاح غیر مسلموں سے ہوا تھا۔ حضرت زینبؓ کا عاص بن وائل سے حضرت رقیہؓ کا ابولہب کے بیٹے سے۔

جب فرشتوں نے کہا کہ ہم قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لیے آئے ہیں تو حضرت ابراہیمؑ کی کوشش یہ تھی کہ کسی طرح یہ عذاب ٹل جائے اور قوم ہلاک نہ ہو۔ لہٰذا فرشتوں سے پوچھا کہ اگر ۵۰ کے قریب لوگ مسلمان ہوں تو پھر

بھی ہلاک ہوں گے؟ فرشتوں نے کہا نہیں۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ اگر ۴۰ مسلمان ہوں اُن میں تو پھر؟ فرشتوں نے کہا پھر بھی نہیں۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ تعداد کو سوال میں کم کرتے گئے یہاں تک کہ ایک تک پہنچ گئے اور فرشتے برابر نفی میں جواب دیتے رہے (یعنی ایک مسلمان کے ہوتے بھی عذاب نہیں آئے گا) تب حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ وہاں میرے بھائی لوطؑ بھی ہیں۔ فرشتوں نے کہا'' نحن اعلم بمن فیھا '' یعنی حضرت لوطؑ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں وہ تو بچ جائیں گے۔ رہی قوم کی بات سو وہ اب تباہ ہو کر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس بات کو جانے دیجیے۔

فرشتے جب حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آ گئے تو حضرت لوط علیہ السلام پریشان ہو گئے کہ ان مہمانوں کو شریر قوم کے ناپاک ارادوں سے کیسے بچاؤں گا۔ اُدھر حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی نے جاسوسی کی اور لوگ آناً فاناً حضرت لوطؑ کے گھر پہنچ گئے۔ جب حضرت لوطؑ نے دیکھا کہ قوم کسی طرح باز آنے والی نہیں تو آپ کی پریشانی انتہا کو پہنچ گئی۔ تب فرشتوں نے بتلایا کہ ہم فرشتے ہیں انسان نہیں ہیں۔ آپ بے فکر ہو کر گھر کے دروازے کھول دیں۔ ہم ان کو مزہ چکھا دیں گے۔ چنانچہ حضرت جبرئیلؑ کے ایک پر مارنے سے سب کے سب اندھے ہو گئے اور اس کے بعد ان پر وہ عذاب آیا جس سے حضرت لوطؑ ایک عرصہ سے ڈراتے رہے اور اس کی تفصیل اگلی آیتوں میں مذکور ہے۔

هُنَّ اَطْهَرُ الخ

اطھر، صیغہ اسم تفضیل ہے جو اکثر مِن کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، لیکن یہاں مِن کے بغیر استعمال ہوا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ فطرت سلیمہ اور طبائع پاکیزہ کے لیے یہی زیبا ہے کہ وہ فطرت کے تقاضوں کی لاج رکھیں اور خلاف فطرت کاموں میں نہ پڑیں۔

اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝۸۰

یہاں بھی حضرت لوط علیہ السلام نے ان کی ظالمانہ روش سے تنگ آ کر فرمایا کہ کاش مجھے خود تم لوگوں سے لڑنے کی طاقت ہوتی یا میرا کوئی مضبوط جتھہ اور کنبہ ہوتا تو تم میرے مہمانوں کو اور مجھ کو آج رسوا نہ کرتے۔ صحیح البخاریؒ میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت لوطؑ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

یرحم اللہ لوطاً لقد کان یاوی الی رکن شدید o

اللہ تعالیٰ حضرت لوطؑ پر رحم فرمائے وہ کسی مضبوط پناہ گاہ کی تلاش میں تھے یعنی پناہ تو حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہتے تھے، لیکن قوم کے جابرانہ کرتوتوں کی وجہ سے جلدی میں زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل گئے۔

جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا الخ

حضرت لوط علیہ السلام سدوم کی بستی میں بستے تھے، اسے فرشتوں نے اسے آسمانوں کے قریب تک اٹھالیا

تھا، یہاں تک کہ آسمان والوں نے مرغوں کی اذانیں سنیں، پھر اسے زمین پر پٹخ دیا۔ سِجِّيْلٍ یہ معرب ہے سنگ گل سے یعنی مٹی سے پتھر بن جائے۔ مَّنْضُوْدٍ تہہ بہ تہہ مُّسَوَّمَةً یعنی وہ پتھر نشان زدہ تھے۔ (۱) نشان زدہ ہونے کا مطلب یا تو یہ ہے کہ جو پتھر جس شخص پر لگا اس پر اس کا نام لکھا ہوا تھا۔ (۲) یا یہ بات ہے کہ نام درج ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ دنیا کے عام پتھروں سے الگ کرنے کیلئے ان پر امتیازی نشانات تھے۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا   کہا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ

اللہ کی بندگی کرو   اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں   اور ماپ   اور تول کو نہ گھٹاؤ   میں تمہیں

اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ۝۸۴ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا

آسودہ حال دیکھتا ہوں   اور تم پر ایک گھیر لینے والے دن کے   عذاب سے ڈرتا ہوں ۝   اور اے میری قوم

الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا

انصاف سے   ماپ   اور تول کو پورا کرو   اور لوگوں کو   ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو   اور زمین میں

فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝۸۵ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ۬ وَمَآ اَنَا

فساد نہ مچاؤ ۝   اللہ کا دیا جو باقی بچ رہے وہ تمہارے لیے بہتر ہے   اگر تم ایماندار ہو   اور میں

عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝۸۶ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ

تمہارا نگہبان نہیں ہوں ۝   انہوں نے کہا اے شعیب کیا تیری نماز   تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں

اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝۸۷

جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے یا اپنے مالوں میں اپنی خواہش کے مطابق معاملہ نہ کریں بے شک تو البتہ بردبار نیک چلن ہے ۝

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا

کہا اے میری قوم دیکھو تو سہی   اگر مجھے اپنے رب کی سے سمجھ آ گئی ہے   اور اس نے مجھے عمدہ روزی

حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ

دی ہے   اور میں یہ نہیں چاہتا کہ جس کام سے تمہیں منع کروں میں اس کے خلاف کروں   میں تو اپنی طاقت کے مطابق

مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝۸۸ وَ

اصلاح ہی چاہتا ہوں اور مجھے تو صرف اللہ ہی سے توفیق حاصل ہوتی ہے میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ۝

يٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ

اور اے میری قوم کہیں میری ضد سے ایسا جرم نہ کر بیٹھنا کہ   جس سے وہی مصیبت نہ آپڑے   جیسی کہ قوم نوح   یا قوم

هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ
ھود یا قوم صالح پر پڑی تھی — اور لوط کی قوم بھی تم سے دور نہیں ○ — اور اپنے اللہ سے معافی مانگو
ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا
پھر اس کی طرف رجوع کرو — بیشک میرا رب مہربان محبت والا ہے ○ — انہوں نے کہا اے شعیب ہم بہت سی باتیں نہیں سمجھتے
مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَمَآ اَنْتَ
جو تم کہتے ہو — اور بیشک ہم البتہ تمہیں اپنے میں کمزور پاتے ہیں اور اگر تیری برادری نہ ہوتی تو تجھے ہم سنگسار کر دیتے اور ہماری نظر
عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ
میں تیری کوئی عزت نہیں ہیں ○ — کہا اے میری قوم — کیا میری برادری کا دباؤ تم پر اللہ سے زیادہ ہے — اس کو تم نے
وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ
پس پشت ڈال دیا ہے — بیشک میرا رب تمہارے سب اعمال پر احاطہ کرنے والا ہے ○ — اور اے میری قوم اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ
اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ
میں بھی کام کرتا ہوں — آئندہ معلوم کر لوگے — کس پر رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے — اور جھوٹا — کون ہے
وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اور انتظار کرو بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں ○ اور جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے شعیب کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ
مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ
ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے بچالیا — اور ان ظالموں کو کڑک نے آ پکڑا — پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے
جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ ع ۸
ہوئے رہ گئے ○ — گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے — خبردار مدین پر پھٹکار ہے — جیسے ثمود پر پھٹکار ہوئی تھی ○

افاداتِ محمود:

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ الخ

قوم شعیب میں بنیادی کمی یہ تھی کہ وہ لوگ ناپ تول میں کمی کرتے تھے اور ذات باری تعالیٰ کی توحید میں شرک کرتے تھے۔ جب حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ ناپ تول میں کمی ایک اخلاقی وسماجی جرم ہے اس سے بچو اور توبہ کرو تو کہنے لگے کہ آپ بڑے پروقار بزرگ آدمی ہیں ہمارے داخلی اور ذاتی معاملات میں آپ دخل

نہ دیں۔ یہ ہمارے مال ہیں ہم جیسے چاہیں گے اپنے اموال میں تصرف کریں گے آپ ہمیں منع نہ کریں۔ حضرت شعیبؑ نے اُن سے فرمایا کہ تھوڑا نفع جو پاکیزہ اور حلال ہو اس زیادہ کمائی سے کہیں بہتر ہے جو ناپاک اور حرام ہو لیکن وہ لوگ باز آنے والے نہ تھے۔ ناپ تول میں کمی کے ساتھ ساتھ لوگوں پر ڈاکے ڈالتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے محفوظ راستوں کو غیر مامون بنا دیا تھا۔ حضرت شعیبؑ نے اُن سے فرمایا کہ اس میں میرا کوئی نقصان نہیں ہے۔ نقصان تمہارا ہی ہوگا اور قوم لوطؑ وغیرہ کے حالات سے عبرت پکڑو جو کہ زمان اور مکان دونوں اعتباروں سے تمہارے قریب ہیں۔ بہرحال جب آپؑ ان سے مایوس ہو گئے اور بظاہر ایمان لانے کے کچھ آثار بھی نظر نہیں آرہے تھے تو قوم سے فرمایا کہ میرے ذمہ فریضہ تبلیغ تھا جو میں ادا کر چکا اور تم نے اگر یہ برے اعمال جاری رکھے تو عنقریب اس کا نتیجہ سامنے آجائے گا اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ عذاب کس پر آنے والا ہے۔ قرآن کریم کی مختلف آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم شعیبؑ پر تین قسم کا عذاب آیا تھا۔ (۱) فرشتے نے چیخ ماردی تھی (۲) زلزلہ آیا تھا (۳) اور عذاب والے بادل ان کے اوپر چھا گئے تھے۔ ''زَفِيْرٌ'' گدھے کے ہنہنانے کی آواز۔ وَّشَهِيْقٌ بچے جب روتے ہیں تو آخر میں ان کی ہچکی بندھ جاتی ہے، شَهِيْقٌ سے وہی آواز مراد ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا

اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور واضح سند دے کر بھیجا ○ فرعون اور اس کے دوسرے سرداروں کے ہاں پھر وہ

اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

فرعون کے حکم پر چلے اور فرعون کا حکم ٹھیک بھی نہ تھا ○ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے ہوگا

فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

پھر انہیں آگ میں لا ڈالے گا اور برا گھاٹ ہے جس پر وہ پہنچے ○ اور اپنے پیچھے اس جہاں میں بھی لعنت چھوڑ گئے اور قیامت کے دن کے لئے

بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ

بھی برا ہی انعام ہے جو انہیں دیا جائیگا ○ یہ بستیوں کے تھوڑے سے حالات ہیں کہ ہم تجھے سنا رہے ہیں ان میں سے کچھ تو ابتک باقی ہیں اور کچھ

وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ

اجڑی پڑی ہیں ○ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہی اپنی جانوں پر ظلم کر گئے پھر ان کے وہ معبود کام نہ آئے

الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ

جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے تھے جس وقت تیرے رب کا حکم آ پہنچا اور ان معبودوں نے سوا ہلاکت کے انہیں کچھ بھی

غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ

فائدہ نہ دیا ○ اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے جب وہ ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے اور اس کی پکڑ

اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمٌ

سخت تکلیف دہ ہے ○ اس بات میں نشانی ہے اس کے لیے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے یہ ایک ایسا دن ہوگا

مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ

جس میں سب لوگ جمع ہونگے اور یہی دن ہے جس میں سب حاضر کیے جائیں گے ○ اور ہم اسے تھوڑی مدت کیلئے ملتوی کیے ہوئے

مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾

ہیں ○ جب وہ دن آئیگا تو کوئی شخص اللہ کی اجازت کے سوا بات بھی نہ کر سکے گا سو ان میں سے بعض بد بخت ہیں اور بعض نیک بخت

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا

پھر جو بد ہوں گے تو وہ آگ میں ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ و پکار پڑی رہے گی ○ اس میں ہمیشہ رہیں گے

دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾
جب تک آسمان زمین قائم ہیں ہاں اگر تیرے اللہ ہی کو منظور ہو (تو دوسری بات ہے) بیشک تیرا رب جو چاہے اسے پورے طور سے کر سکتا ہے ○
وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ
اور جو لوگ نیک بخت ہیں سو جنت میں ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان زمین قائم ہیں ہاں
اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ
اگر تیرے اللہ ہی کو منظور ہو تو (دوسری بات ہے) یہ بے انتہا عطیہ ہوگا ○ سو تو ان چیزوں سے شک میں نہ رہ جنہیں یہ
هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ
پوجتے ہیں یہ لوگ کچھ نہیں پوجتے مگر اسی طرح سے کہ جس طرح ان سے پہلے ان کے باپ دادا پوجتے تھے اور بیشک ہم انہیں
نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ ع
عذاب کا پورا حصہ دے کر رہیں گے ○

افاداتِ محمود:

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ

یہاں دو چیزیں مذکور ہیں۔(۱) ایک تو آسمان وزمین کا ذکر ہے کہ آخرت میں آسمان وزمین سے کیا مراد ہے؟ (۲) دوسری چیز ''الا ماشاء ربک'' کا استثناء ہے کہ خلود فی الجنۃ اور خلود فی النار سے۔ پھر استثنا کا کیا مطلب ہے؟

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ

کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔(۱) ایک تو یہ ہے کہ آسمان وزمین سے دنیا کے آسمان وزمین مراد ہیں اور یہ کلام عرب کے محاورہ کے مطابق ہے کہ حیات اخروی کا طول سمجھانے کے لیے یہ فرمایا گیا۔ کیونکہ اس عالم ناسوت میں ہم طول کو اس مثال سے سمجھ سکتے ہیں کہ جب سے آسمان وزمین تخلیق کیے گئے ہیں، اب تک قائم ہیں اور نہ معلوم کب تک رہیں گے۔ پھر آسمان وزمین کی ابتداء انتہاء سے آگے مزید طول سمجھانے کیلئے '' اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ '' فرمایا کہ آگے جو اللہ تعالیٰ چاہیں گے، وہ غیر متناہی زندگی ہوگی۔

(۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں رہیں گے جب تک آخرت کے زمین وآسمان رہیں گے اور نصوص قرآنیہ وحدیثیہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آخرت میں زمین بھی ہوگی اور آسمان بھی ہوگا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

یوم تبدل الارض غیر الارض و السموات الخ

جس دن بدلی جائے زمین غیر زمین سے اور بدلے جائیں گے آسمان۔(سورہ ابراہیم)

حدیث میں جنت کے متعلق ہے وترابھا المسک اور اس جنت کی مٹی مشک ہوگی۔

اب رہا دوسرا سوال کہ خلود فی الجنۃ اور خلود فی النار تو ابدی ہے پھر الا ماشاء ربک استثناء کا کیا مطلب ہے؟ مفسرین نے متعدد جوابات دیئے ہیں جو اختصار کے ساتھ درج ذیل ہیں۔

(۱) **خلود فی النار** سے استثناء کا پہلا جواب یہ ہے کہ یہ **من زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ** ہے یعنی اہل جہنم کو زفیر اور شہیق کے ذریعہ عذاب دیا جائے گا، مگر اللہ چاہے تو زفیر اور شہیق کے علاوہ کوئی اور عذاب بھی دے سکتا ہے۔

(۲) دوسرا جواب جو حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ

لایموتون فیھا ولا یحیون الاماشاء ربک ای یا کلھم الزفیرو الشھیق ثم یجدد خلقًا الخ

یعنی جہنمیوں کی کیفیت جہنم میں یہ ہوگی کہ وہ نہ تو زندہ ہوں گے کیونکہ وہ زندگی راحت والی نہیں ہے اور نہ مرے ہوئے ہوں گے، مگر تیرا رب چاہے تو زَفِيْر اور شَهِيْق ان کو ختم کر دے گی پھر از سر نو ان کے جسم اور جلدیں درست کی جائیں گی اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ الخ (سورہ نساء/۵۶)

(۳) خلود فی الجنۃ اور خلود فی النار سے استثناء کا تیسرا جواب یہ ہے کہ برزخ والی زندگی کا وقت استثناء ہے یعنی سعید ہمیشہ جنت میں اور شقی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، سوائے اس کے جو تیرا رب چاہے یعنی **بعد الموت** اور **قبل الدخول فی الجنة او فی النار** اس وقت نہ جنتی جنت میں رہیں گے اور نہ جہنمی جہنم میں رہیں گے۔

(۴) اور چوتھا جواب یہ ہے کہ استثناء کا تعلق **مع الزیادة فی النعم او العذاب** ہے یعنی اہل جنت، جنت کی نعمتوں میں ہوں گے اور اہل جہنم جہنم کی اذیتوں میں ہوں گے سوائے اس کے جو تیرا رب چاہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اہل جنت کی نعمتوں میں مزید اضافہ فرما سکتے ہیں اور اسی طرح اہل جہنم کی مصیبتوں میں بھی اضافہ فرما سکتے ہیں۔

(۵) بعض مفسرین کے ہاں یہ استثناء اس تقدیر پر ہے کہ **خلود فی الجنة و النار** سے مراد دوام آسمان و زمین فی الدنیا کی مدت تک مراد ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو اس مدت کو مزید بڑھا دیں گے اور بڑھایا جانا اس لئے یقینی ہے کہ آخرت کی زندگی غیر متناہی ہے۔ آسمان و زمین کی مدت سے بھی اللہ تعالیٰ آخرت کی زندگی اور زیادہ بڑھا دیں گے۔

(۶) بعض کے ہاں حرف استثناء الا ان شاء اللہ کے معنی میں ہے یعنی سعید جنت میں اور شقی جہنم میں، آسمان وزمین کے دوام کی مدت ویسے ہی رہیں گے جیسے اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔

(۷) اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ کا استثناء خلود فی النار سے اس طور پر صحیح ہے کہ اہل جہنم دو قسم کے ہوں گے مسلم اور غیر مسلم۔ جن کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے وہ تو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور عصاۃ المومنین جہنم سے نکالے جائیں گے۔ پھر جنت میں داخل کیے جائیں گے اور اہل جنت کے متعلق یہ استثناء اس طور پر درست ہے کہ اہل جنت کا جنت میں دوام کے ساتھ رہنا مشیت خداوندی کے تابع ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اہل جنت خلود فی الجنۃ کا سن کر خود کفیل ہو گئے کہ اپنی مرضی سے ہی جنت میں رہیں گے اور خدا کے محتاج نہ ہوں گے، بلکہ وہ بدستور مشیت ومرضی خداوندی کے محتاج رہیں گے، البتہ رحمت خداوندی اس کا تقاضا ہے کہ اہل جنت جنت سے نہیں نکالے جائیں گے۔ جیسا کہ عطاء غیر مجذوذ سے اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا

اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی پھر اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾

تیرے رب کی طرف سے ایک بات مقرر نہ ہو چکی ہوتی تو ان میں فیصلہ ہو جاتا اور بیشک اس کی طرف سے ایسے شک میں ہیں کہ مطمئن نہیں ہونے دیتا ○

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ

اور جتنے لوگ ہیں جب وقت آیا تیرا رب انہیں انکے اعمال پورے دیگا بیشک وہ خبردار ہے اس چیز سے جو کر رہے ہیں ○ سو تو پکا رہ

كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا

جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے اور جنہوں نے تیرے ساتھ توبہ کی ہے اور حد سے نہ بڑھو بیشک وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ○ اور

تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ

ان کی طرف مت جھکو جو ظالم ہیں پھر تمہیں بھی آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا اور کوئی مددگار نہیں ہے

ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ

پھر کہیں سے مدد نہ پاؤ گے ○ اور دن کے دونوں طرف اور کچھ حصہ رات کا نماز قائم کر بیشک

الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ

نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے ○ اور صبر کر بیشک

اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ

اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ○ سو ان جماعتوں میں ایسے لوگ کیوں نہ ہوئے

اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ

جو تم سے پہلے تھیں جو ملک میں فساد پھیلانے سے منع کرتے بجز چند آدمیوں کے جنہیں ہم نے ان میں سے بچا لیا تھا

وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ

اور جن لوگوں نے نافرمانی کی تھی وہ تو انہیں لذتوں کے پیچھے پڑے رہے جو انکو دی گئی تھیں اور وہ مجرم تھے ○ اور تیرا رب

لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَاۗءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ

ہرگز ایسا نہیں جو بستیوں کو زبردستی ہلاک کر دے اور وہاں کے لوگ نیک ہوں ○ اور اگر تیرا رب چاہتا تو سب

النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ
لوگوں کو ایک راستہ پر ڈال دیتا اور ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے ○ مگر جس پر تیرے رب نے رحم کیا اور اسی لیے
خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾
انہیں پیدا کیا ہے اور تیرے رب کی یہ بات پوری ہو کر رہے گی کہ البتہ دوزخ کو اکٹھے جنوں اور آدمیوں سے بھر دوں گا ○
وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ
اور ہم رسولوں کے حالات تیرے پاس اس لیے بیان کرتے ہیں کہ ان سے تیرے دل کو مضبوط کر دیں اور ان واقعات میں
فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا
تیرے پاس حق بات پہنچ جائے گی اور ایمانداروں کیلئے نصیحت اور یاد دہانی ہے ○ اور ان سے کہہ جو
يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾
ایمان نہیں لاتے اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ ہم بھی کام کرتے ہیں ○ اور انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں ○
وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ
اور آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ بات اللہ ہی جانتا ہے اور سب کام کا رجوع اسی کی طرف ہے پس اسی کی عبادت کرو
وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع
اور اسی پر بھروسہ رکھ اور تیرا رب بے خبر نہیں اس سے جو کرتے ہو ○

افاداتِ محمود:

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ الخ

حدیث میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک میں سفید بال دیکھ کر پوچھا کہ حضورؐ آپ بوڑھے ہو گئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ شیبتنی ھود و اخواتھا کہ مجھ کو سورہ ھود اور اس جیسی دیگر سورتوں نے بوڑھا کر دیا یعنی اس مشکل حکم کے متعلق سوچتے سوچتے بوڑھا ہو گیا ہوں۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ الخ

دن کے دونوں طرفوں سے مراد فجر ظہر اور عصر ہیں اور زلفا من اللیل سے مراد مغرب، عشاء یا تہجد کی نماز ہے کیونکہ یہ بھی ابتدائے اسلام میں فرض تھی۔

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ الخ

نیک اعمال سے برائیاں معاف بھی ہو جاتی ہیں اور مٹ بھی جاتی ہیں اور آئندہ کیلئے انسان گناہوں سے رک جاتا ہے۔

عن ابن مسعود قال جاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله انی وجدت امراة فی بستان ففعلت بها کل شیئی غیر انی لم اجا معها قبلتها و لزمتها ولم افعل غیر ذالک فافعل بی ماشئت فلم یقل رسول الله صلی الله علیه وسلم شیاءً فذهب الرجل فقال عمر لقد ستر الله علیه لوستر علی نفسه فاتبعه رسول الله صلی الله علیه وسلم بصره ثم قال ردوه علی فردوه علیه فقراء علیه اقم الصلواة طرفی النهار الخ فقال معا ذوفی روایة عمر یا رسول الله اله وحده ام للناس کا فة ؟ فقال بل للناس کافة (ابن کثیر)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ حضور میں نے ایک باغ میں ایک عورت کو بوسہ دیا اور اس سے چمٹا رہا، لیکن میں نے اس سے مباشرت نہیں کی، لہٰذا جو میری سزا ہے وہ مجھ پر نافذ فرما دیجیے۔ آپؐ نے کچھ نہیں فرمایا اور وہ چل دیا۔ حضورؐ نے جب اسے دیکھا اور وہ نظر نہ آیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس شخص کو واپس بلالو۔ جب لوگوں نے بلالیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے اَقِمِ الصلوٰۃ الخ والی ساری آیت تلاوت فرمائی تو حضرت معاذؓ نے یا دوسری روایت کے مطابق حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ حضور یہ معافی کا حکم صرف اس شخص کے ساتھ خاص ہے یا عام لوگوں کیلئے بھی ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ لوگوں کے لیے عام ہے۔

لہٰذا صغائر حسنات سے معاف ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ الخ

اس آیت میں اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو ترغیب دی گئی ہے کہ ہر زمانے میں ایسے لوگوں کی کثرت ہونی چاہیے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔ برائیوں سے روکے اور نیک اعمال کی تبلیغ کریں۔ گزشتہ قومیں اس وجہ سے تباہ ہوئیں کہ بدکردار لوگوں کی کثرت ہوتی تھی اور نیک اعمال والوں کی تعداد تھوڑی ہوتی تھی۔ اگر نیک لوگ زیادہ ہوتے تو اُن پر عذاب نہ آتا۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ الخ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا اور اس کی حکمت اس بات کی مقتضی ہوتی کہ تم ایک ہی ملت کے پیروکار ہوتے اور کوئی اختلاف رونما نہ ہوتا لیکن ایسا نہیں ہوا کیونکہ حق و باطل کا یہ ٹکر ہمیشہ رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ البتہ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور نفس و شیطان کے شر سے محفوظ رہیں وہ بے موقع

اختلاف سے بچ جاتے ہیں اور حق کے معیار پر پورا اُترتے ہیں۔

واضح رہے کہ مختلف اُمتوں کی بداعمالیوں کا تذکرہ اور اُن بداعمالیوں کی وجہ سے اُن کی تباہ کاری کا تذکرہ کیا گیا جیسے قوم لوط کی ہلاکت ایک خاص جرم کی وجہ سے ہوئی۔قوم ہود کی ہلاکت انبیاء کی گستاخی کی وجہ سے ہوئی اور قوم شعیبؑ کی ہلاکت ناپ تول میں کمی کی وجہ سے ہوئی۔اسی طرح قوم نوحؑ وقوم موسیٰؑ وغیرہ۔اب دیکھا جائے تو اُمت محمد یہ میں یہ تمام برائیاں اور اعمال مجموعی طور پر موجود ہیں لیکن اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہیں کہ اس اُمت کو تباہ نہیں کر رہا۔اللہ تعالیٰ ہمیں اُن تمام برے اعمال سے محفوظ فرمائیں۔

رُبُعُ الْحِزْبِ (۱۲) سُوْرَۃُ یُوْسُفَ مَکِّیَّۃٌ (۵۳) رُکُوْعَاتُهَا ۱۲

آیتیں ۱۱۱ سورۂ یوسف مکہ میں نازل ہوئی رکوع ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
الٓرٰ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۱﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾
یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں ○ ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں تمہارے سمجھنے کے لیے نازل کیا ○
نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ
ہم تیرے پاس بہت اچھا قصہ بیان کرتے ہیں اس واسطے کہ ہم نے تیری طرف یہ قرآن بھیجا ہے
وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ﴿۳﴾ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ
اور تو اس سے پہلے البتہ بے خبروں میں سے تھا ○ جس وقت یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے باپ
اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ﴿۴﴾
میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کررہے ہیں ○
قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا
کہا اے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں کے سامنے نہ بیان کرنا وہ تیرے لیے کوئی نہ کوئی فریب بنادیں گے
اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۵﴾ وَ كَذٰلِكَ یَجْتَبِیْكَ رَبُّكَ وَ یُعَلِّمُكَ
بیشک شیطان انسان کا صریح دشمن ہے ○ اور اسی طرح تیرا رب تجھے برگزیدہ کرلے گا اور تجھے
مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ وَ عَلٰۤى اٰلِ یَعْقُوْبَ كَمَاۤ
خواب کی تعبیر سکھائے گا اور اپنی نعمتیں تجھ پر اور یعقوب کے گھرانے پر پوری کرے گا جس طرح کہ
اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَیْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۶﴾ ع
اس سے پہلے تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق پر پوری کرچکا ہے بیشک تیرا رب جاننے والا حکمت والا ہے ○

افاداتِ محمود:

سوائے چار آیات کے باقی تمام سورت مکی ہے۔

شانِ نزول:

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کریں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ پوری سورۃ نازل فرمائی۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ الخ

قرآن کریم کو عربی زبان میں اس لئے اتارا گیا کہ اس کے اولین مخاطب عرب تھے، اس لیے قرآن کو عربی میں نازل کیا گیا تا کہ وہ اس کو خوب سمجھیں۔ افصح اللغات ہونے کی وجہ سے عجمیوں کے دلوں میں بھی عربی کی طرف فطری میلان پایا جاتا ہے، لہٰذا عربی میں قرآن کا ہونا عجمیوں پر بھی احسان ہے۔ حافظ عماد الدینؒ لکھتے ہیں......

انزل اشرف الکتب باشرف اللغات علی اشرف الرسل بسفارة اشرف الملئکة وکان ذالک فی اشرف بقاع الارض و ابتدئ انزاله فی اشرف شهر السنة وهو رمضان فکمل من کل الوجوه (ابن کثیر)

سب کتابوں سے بزرگ تر کتاب تمام زبانوں سے عمدہ زبان میں، اشرف الرسل پر، تمام فرشتوں سے بزرگ تر فرشتہ کی وساطت سے نازل کی گئی اور یہ عمل زمین میں سے سب سے زیادہ بابرکت جگہ میں اور سال کے تمام مہینوں میں سے بزرگ تر مہینہ میں ہوا جو کہ رمضان کا مہینہ ہے، لہٰذا قرآن کریم ہر لحاظ سے مکمل ہے۔

اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ الخ

کل تیرہ ہو گئے۔ گیارہ ستاروں سے حضرت یوسفؑ کے بھائی مراد ہیں اور شمس سے حضرت یوسفؑ کی والدہ اور قمر سے حضرت یوسفؑ کے والد مراد ہیں یا شمس سے والد اور قمر سے والدہ مراد ہیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک حضرت یوسفؑ کی والدہ انتقال کر گئی تھیں یہاں خالہ مراد ہے اور خالہ ماں کی مانند ہوتی ہے۔ نیز روایات میں ہے کہ جب حضرت یوسفؑ کی حقیقی والدہ کا انتقال ہوا تو حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کی خالہ سے نکاح کر لیا تھا۔ لہٰذا یہ سوتیلی والدہ بھی تھیں اور خالہ بھی۔ سٰجِدِيْنَ سجدہ سے مراد اطاعت اور سجدہ تعظیمی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جو خواب دیکھا تھا۔ یہ سچا خواب تھا حضرات انبیاء کا خواب وحی خداوندی ہوتا ہے جس میں شک اور تردد کا کوئی شائبہ نہیں ہوتا۔

خواب کی حقیقت اور خواب کا نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہونا:

انسان میں مختلف کاموں کیلئے اللہ تعالیٰ نے مختلف قوتیں رکھی ہیں۔ بعض ظاہری حواس ہیں، بعض باطنی حواس ہیں۔ جب انسان جاگ رہا ہوتا ہے تو ظاہری حواس اپنا کام کرتے ہیں۔ جیسے دیکھنا، سننا، سونگھنا وغیرہ اور جب انسان سوجاتا ہے تو بعض باطنی حواس اپنا اپنا کام کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسانی روح کا تعلق عالم مثال سے قائم ہو جاتا ہے اور عالم مثال میں چونکہ مستقبل کے تمام نقشے موجود ہیں، بعض چیزوں کی صورت و ہیئت وہی ہوتی ہے جو دنیا میں ہوتی ہے۔ بعض کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں۔ روح مستقبل میں آنے والے کسی واقعہ کا ادراک کر لیتی ہے اور تعبیر سے اس کی نافع یا نقصان دہ ہونے کا علم ہو جاتا ہے، لیکن یہ ماہر معبرین کا کام ہے۔ جیسے علامہ ابن سیرینؒ اور دیگر لوگ گزرے ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ

اول مابدئی به رسول الله صلی الله علیه وسلم الرؤیا الصادقة (بخاری)

یعنی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے **لم یبق من النبوة الا المبشراة قالوا وما المبشراة ؟ قال الرؤیا الصالحة**o (بخاری)

یعنی نبوت تو اب کسی کو نہیں مل سکتی لیکن مبشرات باقی ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا سچے خواب۔

ایک اور روایت میں ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور چھیالیسواں حصہ ہونے کا مقصد یہ ہے کہ نبوت کے کل ۲۳ تیئیس سال ہیں اگر ان کے ششماہی بنائے جائیں تو چھیالیس ششماہی بن جاتے ہیں اور نبوت کی ابتداء جب ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھ ماہ تک سچے خواب آتے رہے۔

حضرت یوسفؑ کی والدہ کا نام اکیل ہے۔ ان کے ہاں دو بیٹے ہوئے۔ ایک حضرت یوسف اور دوسرے بن یامین یہاں بظاہر یہ اشکال ہوسکتا ہے کہ ان نبی زادوں نے اپنے ایک بے گناہ بھائی کو قتل کرنا چاہا اور اس کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کیں جبکہ بعض لوگ ان کو بھی نبی مانتے ہیں۔ کیا ایسا ممکن ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ نبی زادہ اگر کافر ہوسکتا ہے تو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا کیونکر محال ہے؟ رہی یہ بات کہ کیا وہ نبی بن گئے تھے تو بعد میں تو دعویٰ کے اثبات میں کوئی معتد بھا حجت موجود نہیں ہے۔ محض نبی زادہ ہونے سے نبوت لازم نہیں آتی۔ روایات میں صرف یہودا کی نبوت کا ذکر ملتا ہے اور کسی بھائی کے نبی ہونے کا ذکر نہیں ہے اور یہودا کا ذکر قرآن جگہ جگہ دوسرے بھائیوں سے الگ کرتا ہے۔ ایک تو قتل سے منع کرنے والا بھی یہی یہودا ہے۔ دوسرا یہ کہ جب حضرت یوسفؑ کو ان لوگوں نے کنویں میں ڈال دیا تو یہ یہودا اُن کو وہاں کھانا پہنچاتے تھے پھر جب قافلہ والوں کو

وہاں سے گزرتے دیکھا تو ان کی راہنمائی فرمائی کہ فلاں کنویں کا پانی بڑا ٹھنڈا اور شیریں ہے۔ مراد وہ کنواں تھا جس میں حضرت یوسفؑ موجود تھے تا کہ اس تدبیر سے لوگ اُسے وہاں سے نکال کر لے جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسی وجہ سے ان گیارہ بھائیوں میں بڑا جو یہودا۔ یا یہوذا تھا۔ اس نے کہا کہ ہمیں حضرت یوسفؑ کے خون میں ہاتھ رنگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اسے کسی غیر آباد اور گمنام کنویں میں ڈال دیں گے۔ ہمارا مقصد خود بخود حاصل ہو جائے گا۔ اس ایک بھائی کی اس بات کی وجہ سے تمام بھائی حضرت یوسفؑ کے قتل اور اس پر انجام کار آنے والے عذاب سے محفوظ ہو گئے۔

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِّلسَّائِلِينَ ۝٧ إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ

البتہ یوسف اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں پوچھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں ۝ جب انہوں نے کہا البتہ یوسف اور اس کا بھائی

أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝٨

ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارا ہے حالانکہ ہم طاقتور جماعت ہیں بیشک ہمارا باپ صریح غلطی پر ہے ۝

اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِن

یوسف کو مار ڈالو یا کسی ملک میں پھینک دو تا کہ باپ کی توجہ اکیلے تم پر رہے اور

بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ۝٩ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي

اس کے بعد نیک آدمی ہو جانا ۝ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو قتل نہ کرو اور اسے

غَيَابَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ۝١٠ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ

گمنام کنوئیں میں ڈال دو کہ اسے کوئی مسافر اٹھا لے جائے اگر تم کرنے ہی والے ہو ۝ انہوں نے کہا اے باپ کیا بات ہے کہ

لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ ۝١١ أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ

تو یوسف پر ہمارا اعتبار نہیں کرتا اور ہم اس کے خیر خواہ ہیں ۝ کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دے کہ وہ کھائے

وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝١٢ قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَن تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ

اور کھیلے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں ۝ اس نے کہا مجھے اس سے غم ہوتا ہے کہ تم اسے لے جاؤ اور اس سے ڈرتا ہوں کہ

أَن يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ ۝١٣ قَالُوا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ

اسے بھیڑیا کھا جائے اور تم اس سے بے خبر ہو ۝ انہوں نے کہا اگر اسے بھیڑیا کھا گیا اور ہم ایک طاقتور جماعت ہیں

عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا لَّخَاسِرُونَ ۝١٤ فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجْمَعُوا أَن يَجْعَلُوهُ فِي

بیشک ہم اس وقت البتہ نقصان اٹھانے والے ہوں گے ۝ جب اسے لے کر چلے اور متفق ہوئے کہ اسے گمنام

غَيَابَتِ الْجُبِّ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُم بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝١٥

کنوئیں میں ڈالیں تو ہم نے یوسف کی طرف وحی بھیجی کہ تو ضرور انہیں ایک دن آگاہ کریگا ان کے اس کام سے اور وہ تجھے نہ پہچانیں گے ۝

وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ۝١٦ قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا

اور کچھ رات گئی اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے ۝ کہا اے ہمارے باپ ہم تو آپس میں دوڑنے میں مصروف ہوئے اور

يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا
یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑ گئے تب اسے بھیڑیا کھا گیا اور تو ہمارے کہنے پر یقین نہیں کرے گا اگرچہ ہم
صٰدِقِيْنَ ﴿١٧﴾ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ
سچے ہی ہوں ○ اور اس کے کرتے پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے اس نے کہا نہیں بلکہ تم نے دل سے ایک بات
أَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١٨﴾ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ
بنائی ہے اب صبر ہی بہتر ہے اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو تم بیان کرتے ہو ○ اور ایک قافلہ آیا
فَأَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَأَدْلٰى دَلْوَهٗ ۭ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۭ وَأَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۭ
پھر انہوں نے اپنا پانی بھرنے والا بھیجا اس نے اپنا ڈول لٹکایا کہا کیا خوشی کی بات ہے یہ ایک لڑکا ہے اور اسے تجارت کا مال سمجھ کر چھپالیا
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ
اور اللہ خوب جانتا تھا جو کچھ وہ کر رہے تھے ○ اسے بھائی ناقص قیمت پر بیچ آئے گنتی کی چونیوں پر
وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿٢٠﴾
اور اس سے بیزار ہو رہے تھے ○

افاداتِ محمود:

مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿٢٠﴾ زہد کے ساتھ جب فیہ آ جاتا ہے تو من الراغبين عنه یعنی اعراض کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ

اور جس نے اسے مصر میں خرید کیا اس نے اپنی عورت سے کہا کہ

اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا

اس کی عزت کر شاید ہمارے کام آئے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اسی طرح ہم نے

لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ؗ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ

یوسف کو اس ملک میں جگہ دی اور تا کہ ہم اسے خواب کی تعبیر سکھائیں اور اللہ اپنا کام

عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ

جیت کر رہتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ○ اور جب اپنی جوانی کو پہنچا تو ہم نے

حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا

اسے حکم اور علم دیا اور نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ○ اور جس عورت کے گھر میں تھا وہ اسے

عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ

پھسلانے لگی اور دروازے بند کر لیے اور کہنے لگی لو آؤ اس نے کہا اللہ کی پناہ وہ تو میرا آقا ہے

اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا

جس نے مجھے عزت سے رکھا ہے بیشک ظالم نجات نہیں پاتے ○ اور البتہ اس عورت نے تو اس پر ارادہ کر لیا تھا اور اگر وہ

لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ

اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا تو اس کا ارادہ کر لیتا اسی طرح ہوا تا کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو ٹال دیں بیشک

مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِیْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ

وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا ○ اور دونوں دروازہ کی طرف دوڑے اور عورت نے اس کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ ڈالا اور

اَلْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ

دونوں نے عورت کے خاوند کو دروازے کے پاس پایا کہنے لگی کہ جو تیرے گھر کے لوگوں سے برا ارادہ کرے اس کی تو یہی سزا ہے کہ

یُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ

قید کیا جائے یا سخت سزا دی جائے ○ کہا یہی مجھ سے اپنا مطلب نکالنے کو پھسلاتی تھی اور عورت کے گھر والوں میں سے

مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ
ایک گواہ نے گواہی دی اگر اس کا کرتہ آگے سے پھٹا ہوا ہے تو عورت سچی ہے اور وہ
الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ
جھوٹا ہے ○ اور اگر اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ
الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ
سچا ہے ○ پھر جب عزیز نے اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا کہا بیشک یہ تم عورتوں کا ایک فریب ہے بیشک
كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ
تمہارا فریب بڑا ہوتا ہے ○ یوسف تو اس سے درگذر کر اور تو اے عورت اپنے گناہ کی معافی مانگ کیونکہ
كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ ع
تو ہی خطا کار ہے ○

افاداتِ محمود:

هَيْتَ لَكَ یہ اسم فعل ہے اسرع یا تعال یا هلم کے معنی میں ہے:

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا الخ

بادی النظر میں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کا ارادہ زلیخا نے بھی کیا اور حضرت یوسفؑ نے بھی کیا، لیکن دونوں میں وجوہ متعددہ سے فرق ہے۔

(۱) ایک یہ ہے کہ یوسفؑ کا ارادہ اضطراریہ تھا اور زلیخا کا ارادہ اختیاریہ تھا۔

(۲) قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک ہی فعل دو فاعلوں کی طرف منسوب ہوتا ہے تو اختصار کے پیش نظر وہاں تثنیہ کا صیغہ ذکر کیا جاتا ہے جیسے **فلماذ اقا الشجرة** الخ **فـما بلغا مجمع بينهما** الخ، لیکن یہاں سورہ یوسف میں جو **هَمَّ** منسوب الی زلیخا ہے اس کو الگ فعل سے ذکر کیا گیا ہے اور جو هم منسوب الی یوسف ہے اس کو الگ فعل سے ذکر کیا گیا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ دونوں میں فرق ہے۔

(۳) زلیخا کے **هَمَّ** پر لام اور قد دو حروف تحقیق وتاکید داخل کیے گئے ہیں اور یوسف کی طرف مطلق **هَمَّ** منسوب ہے **فكا نهما شيان مختلفان** گویا دونوں افعال الگ الگ ہیں۔

(۴) جو **هَمَّ** منسوب الی زلیخا ہے وہ قضیہ موجبہ ہے اور جن الفاظ سے **هَمَّ** کی نسبت یوسف کی طرف کی گئی وہ قضیہ شرطیہ ہے اثباتِ همِ یوسف مشروط ہے عدمِ رؤیتِ برھان سے۔اور جب رویت برھان ثابت ہو چکی ہے تو

هَمَّ یوسف کا سلب لازم آتا ہے اذا فات الشرط فات المشروط لہٰذا یوسفؑ کا ارادہ ہوا ہی نہیں۔ مختصر یہ کہ یوسف علیہ السلام کا ارادہ تو برہان نہ دیکھنے سے مشروط ہے۔ برہان دیکھ لیا تو ارادہ بھی نہ رہا۔

برھان سے کیا مراد ہے:

جو برہان اور حجت حضرت یوسفؑ کو نظر آئی اور جس کی برکت سے وہ باز رہے وہ حجت اور برھان کیا ہے اس میں حضرات مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ چند اقوال درج ذیل ہیں۔

(۱) برھان سے مراد وہ پیغمبرانہ فہم اور تدبر ہے جو نبوت سے سرفراز کرنے سے قبل ہی انبیاءؑ کو دیا جاتا ہے اور وہ صغائر و کبائر، فواحش اور شرک کی آلودگیوں سے بچے رہتے ہیں۔

(۲) یا برہان سے مراد حضرت یوسفؑ کا یہ قول ہے انہ ربی اَحْسَنَ مثوای یعنی حضرت یوسفؑ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈال دی اور سمجھا دی کہ جس مالک نے مجھ کو گھر میں عزت سے رکھا اور پالا، کیا میں اس کی عزت پر حملہ کروں؟ کلا و حاشا ایسی بے وفائی و بے اعتنائی تو ایک عام انسان کو زیب نہیں دیتی چہ جائے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک برگزیدہ و پسندیدہ خلائق یہ گھناؤنی حرکت کرے۔

(۳) یا برھان سے مراد حضرت یعقوبؑ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ کے سامنے ظاہر فرما دیا وہ سامنے کھڑے انگلی منہ میں دبائے ہوئے تھے۔ حضرت یوسف کی ان پر نگاہ پڑی نتیجۃً وہ گناہ سے بچ گئے۔

(۴) برھان سے مراد کوئی خاص تحریر ہے جو حضرت یوسفؑ کو نظر آ گئی تھی جس کی وجہ سے وہ گناہ سے بچ گئے۔ بہر حال سبب حفاظت جو بھی بنا ہو، انبیاء عند اللہ صغائر و کبائر سے معصوم و محفوظ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرماتے رہتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے......

الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم٥
یعنی یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم (علیہم السلام)

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ

اور عورتوں نے شہر میں چرچا کیا کہ عزیز کی عورت اپنے

فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۳۰ فَلَمَّا سَمِعَتْ

غلام کو چاہتی ہے بیشک اس کی محبت میں فریفتہ ہوگئی ہے ہم تو اسے صریح غلطی پر دیکھتے ہیں ○ پھر جب عزیز کی

بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ

بیوی نے ان کی ملامت سنی تو انہیں بلا بھیجا اور ان کے واسطے ایک مجلس تیار کی اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک

سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ

چھری دی اور کہا ان کے سامنے نکل آ پھر جب انہوں نے اسے دیکھا تو حیرت میں رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے

وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝۳۱ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ

اور کہا اللہ پاک ہے یہ انسان تو نہیں ہے یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے ○ کہا یہی وہ ہے کہ جس کے

الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ

معاملہ میں تم نے مجھے ملامت کی تھی اور البتہ تحقیق میں نے اس سے دلی خواہش ظاہر کی تھی پھر اس نے اپنے آپ کو روک لیا اور اگر وہ

مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝۳۲ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ

میرا کہنا نہ مانے گا تو ضرور قید کر دیا جائے گا اور ذلیل ہو کر رہے گا ○ یوسف نے کہا اے میرے رب میرے لیے قید خانہ بہتر ہے

مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ

اس کام سے کہ جس کی طرف مجھے بلا رہی ہیں اور اگر تو مجھ سے ان کا فریب دفع نہ کریگا تو ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور

مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝۳۳ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا ○ پھر اس کے رب نے اس کی دعا قبول کی پس ان کا فریب ان سے دور کر دیا کیونکہ وہی سننے والا

الْعَلِيْمُ ۝۳۴ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ۝۳۵ ع

جاننے والا ہے ○ ان لوگوں کو نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی یوں سمجھ میں آیا کہ اسے ایک مدت تک قید کر دیں ○

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ

اور اس کے ساتھ دو جوان قید خانہ میں داخل ہوئے ان میں سے ایک نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرے نے

الْاٰخَرُ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ

کہا میں دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر روٹی اٹھا رہا ہوں کہ اس میں سے جانور کھاتے ہیں ہمیں اس کی تعبیر بتلا

اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝۳۶ قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا

ہم تجھے نیکوکار سمجھتے ہیں ○ کہا جو کھانا تمہیں دیا جاتا ہے وہ ابھی آنے نہ پائے گا کہ اس سے

بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ

پہلے میں تمہیں اس کی تعبیر بتلا دوں گا یہ ان چیزوں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہیں بیشک میں نے اس قوم کا

قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۳۷ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ

مذہب ترک کر دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتی اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں ○ اور میں اپنے باپ دادا

اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ

ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کے مذہب کا تابع ہو گیا ہوں ہمیں یہ جائز نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک کریں

ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ۝۳۸

یہ ہم پر اور سب لوگوں پر اللہ کا فضل ہے لیکن بہت لوگ شکر نہیں کرتے ○

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ؕ ۝۳۹

اے قید خانہ کے رفیقو کیا کئی جدا جدا معبود بہتر ہیں یا اکیلا اللہ جو زبردست ہے ○

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ

تم اس کے سوا نہیں پوجتے مگر چند ناموں کو جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کر لیے ہیں اللہ نے ان کے متعلق

اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ

کوئی سند نہیں اتاری حکومت سوا اللہ کے کسی کی نہیں ہے اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو یہی

الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۴۰ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّآ

سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ○ اے قید خانہ کے رفیقو تم دونوں میں سے

اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ

ایک جو ہے وہ اپنے آقا کو شراب پلائیگا اور جو دوسرا ہے وہ سولی دیا جائیگا پھر اس کے سر میں سے پرندے

رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ

کھائیں گے اس کام کا فیصلہ ہوگیا ہے جس کی تم تحقیق چاہتے تھے ○ اور ان دونوں میں سے جسے یوسف نے بچنے والا سمجھا تھا

مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ

کہہ دیا کہ تو اپنے آقا سے میرا ذکر کرنا پھر شیطان نے اسے اپنے آقا سے ذکر کرنا بھلا دیا پھر قید میں

ع بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ

کئی برس رہا ○ اور بادشاہ نے کہا میں خواب دیکھتا ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں انہیں سات

عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ

دُبلی گائیں کھاتی ہیں اور سات سبز خوشے ہیں اور سات خشک اے درباروالو مجھے میرے خواب کی

رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ

تعبیر بتلاؤ اگر تم خواب کی تعبیر دینے والے ہو ○ انہوں نے کہا یہ خیالی خواب ہیں اور ہم ایسے خوابوں کی

الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ

تعبیر نہیں جانتے ○ اور وہ بولا جوان دونوں میں سے بچا تھا اور اسے مدت کے بعد یاد آگیا میں تمہیں

بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ

اس کی تعبیر بتلاؤں گا سو تم مجھے بھیج دو ○ اے یوسف اے سچے ہمیں اس کی تعبیر بتلا کہ سات موٹی گایوں کو

سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ

سات دُبلی کھا رہی ہیں اور سات سبز خوشے ہیں اور سات خشک

لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ

تاکہ میں لوگوں کے پاس لے جاؤں شاید وہ سمجھ جائیں ○ کہا تم سات برس لگا تار کھیتی

دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ

کروگے پھر جو کاٹو تو اسے اس کے خوشوں میں رہنے دو مگر تھوڑا سا جو تم کھاؤ ○ پھر

يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا

اس کے بعد سات برس سختی کے آئیں گے جو تم نے ان کے لیے رکھا تھا کھا جائیں گے مگر تھوڑا سا جو

مِّمَّا تُحْصِنُونَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ

تم بیج کے واسطے روک رکھو گے ○ پھر اس کے بعد ایک سال آئیگا اس میں لوگوں پر مینہ برسے گا

النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿۴۹﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ ع

اس میں رس نچوڑیں گے ○ اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لے آؤ پھر جب اس کے پاس قاصد پہنچا

قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ

کہا اپنے آقا کے ہاں واپس جا اور اس سے پوچھ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے

إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدتُّنَّ يُوسُفَ

بیشک میرا رب ان کے فریب سے خوب واقف ہے ○ کہا تمہارا کیا واقعہ تھا جب تم نے یوسف کو

عَن نَّفْسِهِ ۚ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِن سُوءٍ ۚ قَالَتِ امْرَأَتُ

پھسلایا تھا انہوں نے کہا اللہ پاک ہے ہمیں اس میں کوئی برائی معلوم نہیں ہوئی عزیز کی عورت بولی

الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۵۱﴾

اب سچی بات ظاہر ہوگئی میں نے ہی اسے پھسلانا چاہا تھا اور وہ سچا تھا ○

ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ ﴿۵۲﴾

یہ اس لیے کیا تا کہ عزیز معلوم کر لے کہ میں نے اس کی غائبانہ خیانت نہیں کی تھی اور بیشک اللہ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا ○

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ
اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا بے شک نفس تو برائی سکھاتا ہے مگر جس پر میرا رب مہربانی کرے بے شک
رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا
میرا رب بخشنے والا مہربان ہے ○ اور بادشاہ نے کہا کہ اسے میرے پاس لے آؤ تاکہ اسے خاص اپنے پاس رکھوں پھر جب
كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآىِٕنِ
اس سے بات چیت کی کہا بے شک تو آج سے ہمارے ہاں تو بڑا معزز اور معتبر ہے ○ کہا مجھے ملکی خزانوں پر
الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ
مامور کر دو بے شک میں خوب حفاظت کرنے والا جاننے والا ہوں ○ اور ہم نے اس طور پر یوسف کو اس ملک میں با اختیار بنا دیا کہ
مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ
اس میں جہاں چاہے رہے ہم جس پر چاہیں اپنی رحمت متوجہ کر دیں اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر
الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ ع
ضائع نہیں کرتے اور آخرت کا ثواب ان کے لئے بہتر ہے جو ایمان لائے اور پرہیز گاری میں رہے ○

افاداتِ محمود:

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ الخ

یہاں بظاہر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ حضرت یوسفؑ نے بادشاہ مصر سے وزیر خزانہ بنانے کو کہا، حالانکہ ان بڑے مناصب سے بچتے رہنا ہی زیادہ افضل ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے من طلب القضاء فکانه ذبح بغیر سکین یعنی جو منصب قضاء کو خود طلب کر لیتا ہے گویا وہ بغیر چھری کے ذبح ہو جاتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو کسی منصب کو خود طلب کر لیتا ہے تو وہ اس منصب کے حوالہ کیا جاتا ہے اور جس کو بغیر طلب کئے کوئی منصب سونپ دیا جاتا ہے تو نصرت اور اعانت خداوندی شامل حال ہوتی ہے؟ (الترغیب)

جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ اصل میں طلب اور عدم طلب کا دارومدار اس بات پر ہے کہ اس منصب کیلئے طالب کے علاوہ کوئی اور اہل موجود ہے یا نہیں؟ اگر کوئی اور اہل موجود ہو اور اس منصب کے ضیاع کا اندیشہ نہ ہو تب تو طلب مذموم ہے اور اگر کوئی اور اہل موجود نہ ہو تو اس صورت میں اس منصب کو طلب کر کے اس کی صیانت و حفاظت واجب ہے۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ اس منصب کیلئے کوئی اور اہل موجود تھا اور نہ ہی کوئی وہ تدبیر کر سکتا تھا جو تدبیر حضرت یوسفؑ کے علاوہ نے قحط سالی کنٹرول کرنے کیلئے فرمائی، لہٰذا اس صورت میں حضرت یوسفؑ کیلئے اس منصب کو طلب کرنا واجب تھا ورنہ لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتے۔

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا

اور یوسف کے بھائی آئے پھر اس کے ہاں داخل ہوئے تو اس نے انہیں پہچان لیا اور وہ نہیں پہچان سکے ○ اور جب

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ

انہیں ان کا سامان تیار کر دیا کہا میرے پاس وہ بھائی بھی لے آنا جو تمہارے باپ کی طرف سے ہے تم نہیں دیکھتے میں

اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ

ماپ پورا دیتا ہوں اور بڑا مہمان نواز ہوں ○ پھر اگر تم اسے میرے پاس نہ لائے تو نہ تمہیں میرے ہاں سے

لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

پیمانہ ملے گا اور نہ تم میرے پاس آنا ○ انہوں نے کہا ہم اس کے باپ سے خواہش کریں گے اور ہم یہ کر کے ہی رہیں گے ○

وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا

اور اپنے خدمت گاروں سے کہہ دیا کہ ان کی پونجی ان کے اسباب میں رکھ دو تا کہ وہ اسے پہچانیں جب وہ لوٹ کر

اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ

اپنے گھر جائیں شاید وہ پھر آجائیں ○ پھر جب اپنے باپ کے ہاں پہنچے کہا اے باپ! ہمارا پیمانہ

مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ

روک لیا گیا پس آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیجئے کہ ہم پیمانہ لائیں اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں ○ کہا میں تمہارا اس پر

عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ

کیا اعتبار کروں مگر وہی جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی پر اعتبار کیا تھا سو اللہ بہتر نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے

الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا

مہربان ہے ○ اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو انہوں نے اپنی پونجی پائی جو انہیں واپس کر دی گئی تھی کہا

يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ۭ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا

اے ہمارے باپ! ہمیں اور کیا چاہئے یہ ہماری پونجی ہمیں واپس کر دی گئی ہے اور اپنے گھر والوں کے لئے غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی

وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ۭ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى

حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ لائیں گے اور یہ بوجھ ملنا آسان ہے ○ کہا اسے تمہارے ساتھ ہرگز نہیں بھیجوں گا

تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ

یہاں تک کہ مجھے اللہ کا عہد دو کہ البتہ اسے میرے ہاں ضرور پہنچا دیں گے مگر یہ کہ تم سب گھر جاؤ پھر جب سب نے اسے عہد دیا

قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ

کہا ہماری باتوں کا اللہ شاہد ہے ۝ اور کہا اے میرے بیٹو! ایک دروزے سے داخل نہ ہونا

وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ

اور مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور میں تمہیں اللہ کی کسی بات سے بچا نہیں سکتا

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا

اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے ۝ اور جبکہ اسی طرح

مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ۭ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً

داخل ہوئے جس طرح ان کے باپ نے حکم دیا تھا انہیں اللہ کی کسی بات سے کچھ نہ بچا سکتا تھا

فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ۭ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

مگر یعقوب کے دل میں ایک خواہش تھی جسے اس نے پورا کیا اور وہ تو ہمارے سکھلانے سے علم والا تھا لیکن اکثر آدمی

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ ع

نہیں جانتے ۝ اور جب وہ یوسف کے پاس گئے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی کہا کہ بے شک میں تیرا بھائی ہوں

فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ

پس جو کچھ یہ کرتے ہیں اس پر غم نہ کر ۝ پھر جب یوسف نے ان کا سامان تیار کر دیا تو اپنے

فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا

بھائی کے اسباب میں کٹورا رکھ دیا پھر پکارنے والے نے پکارا اے قافلہ والو! بے شک تم البتہ چور ہو ۝ اس کی طرف متوجہ ہو کر

عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاۗءَ بِهٖ حِمْلُ

کہنے لگے تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے ۝ انہوں نے کہا کہ ہمیں بادشاہ کا کٹورا نہیں ملتا جو اسے لائے گا ایک اونٹ بھر کا غلہ

بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ

پائے گا اور میں اس کا ضامن ہوں ۝ انہوں نے کہا اللہ کی قسم تمہیں معلوم ہے ہم اس ملک میں شرارت کرنے کے لئے نہیں آئے

وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا

اور نہ ہم کبھی چور تھے ○ انہوں نے کہا پھر اس کی کیا سزا ہے اگر تم جھوٹے نکلو ○ انہوں نے کہا

جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾

اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے اسباب میں سے پایا جائے پس وہی اس کے بدلہ میں جائے ہم ظالموں کو یہی سزا دیتے ہیں ○

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ

پھر یوسف نے اپنے بھائی کے اسباب سے پہلے ان کے اسباب دیکھنے شروع کئے پھر وہ کٹورا اپنے بھائی کے اسباب سے نکالا

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ

ہم نے یوسف کو ایسی تدبیر بتائی تھی بادشاہ کے قانون سے تو وہ اپنے بھائی کو ہرگز نہ لے سکتا تھا مگر یہ کہ

يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْٓا

اللہ چاہے ہم جس کے چاہیں درجے بلند کرتے ہیں اور ہر ایک دانا سے بڑھ کر دوسرا دانا ہے ○ انہوں نے کہا

اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ

اگر اس نے چوری کی ہے تو اس سے پہلے اس کے ایک بھائی نے بھی چوری کی تھی تب یوسف نے اپنے دل میں آہستہ سے کہا اور

يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا

انہیں نہیں جتایا کہا تم درجے میں بدتر ہو اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم بیان کرتے ہو ○ انہوں نے کہا اے

الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾

عزیز! بے شک اس کا باپ بوڑھا بڑی عمر کا ہے سو اس کی جگہ ہم میں سے ایک کو رکھ لے ہم تم کو احسان کرنے والا دیکھتے ہیں ○

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ ع

کہا اللہ کی پناہ کہ ہم بجز اس کے کہ جس کے پاس اپنا اسباب پایا کسی اور کو پکڑیں تب تو ہم بڑے ظالم ہیں ○

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ

پھر جب اس سے ناامید ہوئے مشورہ کرنے کے لئے اکیلے ہو بیٹھے ان میں سے بڑے نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے

قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ

تم سے اللہ کا عہد لیا تھا اور پہلے جو یوسف کے حق میں قصور کر چکے ہو سو میں

أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّىٰ يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي ۖ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿٨٠﴾

اس ملک سے ہرگز نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ میرا باپ مجھے حکم دے یا میرے لئے اللہ کوئی حکم فرمائے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ○

ارْجِعُوا إِلَىٰ أَبِيكُمْ فَقُولُوا يَا أَبَانَا إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا

تم اپنے باپ کے پاس لوٹ جاؤ اور کہو اے ہمارے باپ! تیرے بیٹے نے چوری کی اور ہم نے وہی کہا تھا جس کا

عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حَافِظِينَ ﴿٨١﴾ وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا

ہمیں علم تھا اور ہمیں غیب کی خبر نہ تھی ○ اور اس گاؤں سے پوچھ لیجئے جس میں ہم تھے

وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿٨٢﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ

اور اس قافلہ سے بھی جس میں ہم آئے ہیں اور بے شک ہم سچے ہیں ○ کہا بلکہ تم نے دل سے ایک بنا

أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ

لی ہے اب صبر ہی بہتر ہے اللہ سے امید ہے شاید اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے وہی جاننے والا

الْحَكِيمُ ﴿٨٣﴾ وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ

حکمت والا ہے ○ اور اس نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے یوسف! اور غم سے اس کی آنکھیں سفید

الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٨٤﴾ قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّىٰ تَكُونَ

ہوگئیں پس وہ سخت غمگین ہوا ○ انہوں نے کہا اللہ کی قسم تو یوسف کی یاد کو نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ

حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ﴿٨٥﴾ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي

نکما ہو جائے یا ہلاک ہو جائے ○ کہا میں تو اپنی پریشانی اور غم کا اظہار

إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ يَا بَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا

اللہ ہی کے سامنے کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ○ اے میرے بیٹو! جاؤ

مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ

یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید

اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٧﴾ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا

نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں ○ پھر جب اس کے پاس آئے تو کہا اے عزیز! ہمیں

وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ط

اور ہمارے گھر والوں کو قحط کی وجہ سے بڑی تکلیف ہے اور کچھ نکمی چیز لائے ہیں سو آپ پورا غلہ بھر دیجئے اور خیرات دیجئے

اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ

بے شک اللہ خیرات دینے والوں کو ثواب دیتا ہے ○ کہا تمہیں یاد ہے جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے

وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ط قَالَ اَنَا يُوْسُفُ

بھائی کے ساتھ کیا تھا جب تمہیں سمجھ نہ تھی ○ کہا کیا تو ہی یوسف ہے کہا میں ہی یوسف ہوں

وَهٰذَآ اَخِيْ ز قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ط اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر احسان کیا بے شک جو ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ ہی نیکوں کا

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾

اجر ضائع نہیں کرتا ○ انہوں نے کہا اللہ کی قسم البتہ تحقیق اللہ نے تمہیں ہم پر بزرگی دی اور بے شک ہم غلط کار تھے ○

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ز وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾

کہا آج تم پر کوئی الزام نہیں اللہ تمہیں بخشے اور وہ سب سے زیادہ مہربان ہے ○

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ج وَاْتُوْنِيْ

یہ کرتا میرا لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دو کہ وہ بینا ہو جائے اور میرے پاس

بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ ع

اپنے سب کنبے کو لے آؤ ○ اور جب قافلہ روانہ ہوا تو ان کے باپ نے کہا بے شک میں یوسف کی بو

يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾

پاتا ہوں اگر مجھے دیوانہ نہ بناؤ ○ لوگوں نے کہا اللہ کی قسم بے شک تو البتہ اپنی پرانی گمراہی میں مبتلا ہے ○

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ج قَالَ اَلَمْ اَقُلْ

پھر جب خوشخبری والا آیا اس نے وہ کرتہ اس کے منہ پر ڈال دیا تو بینا ہو گیا کہا میں نے تمہیں

لَّكُمْ لا اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا

نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ○ انہوں نے کہا اے ہمارے باپ! ہمارے گناہ بخشوا دیجئے

كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾

بے شک ہم ہی غلط کار تھے ○ کہا عنقریب اپنے رب سے تمہارے لئے معافی مانگوں گا بے شک وہ غفور رحیم ہے ○

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ

پھر جب یوسف کے پاس آئے تو اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں داخل ہو جاؤ اگر اللہ نے چاہا

اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ

تو امن سے رہو گے ○ اور اپنے ماں باپ کو تخت پر اونچا بٹھایا اور اس کے آگے سب سجدہ میں گر پڑے اور کہا اے باپ!

هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ

میرے اس پہلے خواب کی یہ تعبیر ہے اسے میرے رب نے سچ کر دکھایا اور اس نے مجھ پر احسان کیا

اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ

جب مجھے قید خانہ سے نکالا اور تمہیں گاؤں سے لے آیا اس کے بعد کہ شیطان مجھ میں اور میرے

بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾

بھائیوں میں جھگڑا ڈال چکا بے شک میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے مہربانی فرماتا ہے بے شک وہی جاننے والا حکمت والا ہے ○

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ

اے میرے رب! تو نے مجھے کچھ حکومت دی ہے اور مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم بھی سکھایا ہے اے آسمانوں اور

وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ

زمین کے بنانے والے! دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا کارساز ہے تو مجھے اسلام پر موت دے اور مجھے

بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ

نیک بختوں میں شامل کر دے ○ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تیرے ہاں بھیجتے ہیں اور تو ان کے پاس نہیں تھا

اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ

جبکہ انہوں نے اپنا ارادہ پکا کر لیا اور وہ تدبیریں کر رہے تھے ○ اور اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں خواہ تو

بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع ۱۱

کتنا ہی چاہے ○ اور آپ اس پر ان سے کوئی مزدوری بھی تو نہیں مانگتے یہ تو صرف تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے ○

وَكَأَيِّن مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ﴿١٠٥﴾

اور آسمانوں اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں جن پر سے یہ گزرتے ہیں اور ان سے منہ پھیر لیتے ہیں ○

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾ أَفَأَمِنُوا أَن تَأْتِيَهُمْ

اور ان میں سے اکثر ایسے بھی ہیں جو اللہ کو مانتے بھی ہیں اور شرک بھی کرتے ہیں ○ کیا اس سے بے خوف ہو چکے ہیں کہ

غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٠٧﴾

انہیں اللہ کے عذاب کی ایک آفت آ پہنچے یا اچانک قیامت ان پر آ جائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو ○

قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ۖ وقف النبي عليه السلام

کہہ دو میرا اور میرے تابعداروں کا بصیرت کے ساتھ یہ راستہ ہے کہ میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلا رہا ہوں

وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا

اور اللہ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں ○ اور تجھ سے پہلے ہم نے جتنے پیغمبر بھیجے وہ سب

نُّوحِي إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ ۗ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ

بستیوں کے رہنے والے مرد ہی تھے ہم ان کی طرف وحی بھیجتے تھے پھر وہ زمین میں سیر کر کے کیوں نہیں دیکھتے کہ

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۗ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا ۗ

ان لوگوں کا انجام کیا ہوا جو ان سے پہلے تھے اور البتہ آخرت کا گھر پرہیز کرنے والوں کے لئے بہتر ہے

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٠٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ

پھر تم کیوں نہیں سمجھتے ○ یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہونے لگے اور خیال کیا کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا تب انہیں ہماری

نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَن نَّشَاءُ ۖ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿١١٠﴾

مدد پہنچی پھر جنہیں ہم نے چاہا بچا لیا اور ہمارے عذاب کو نافرمانوں سے کوئی بھی روک نہیں سکتا ○

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ

البتہ ان لوگوں کے حالات میں عقلمندوں کے لئے عبرت ہے کوئی بنائی ہوئی بات نہیں ہے

وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً

بلکہ اس کلام کے موافق ہے جو اس سے پہلے ہے اور ہر چیز کا بیان اور ہدایت اور رحمت

لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾
ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لاتے ہیں۔

ع

افاداتِ محمود:

حَتّٰۤى اِذَا اسۡتَيۡـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُوۡا الخ

اس آیت کے پہلے جملہ میں یأس کا ذکر ہے اور دوسرے میں ظن کذب یا تکذیب ہے۔ وعدۂ خداوندی سے مایوس ہونا اور یہ گمان کرنا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا تھا۔ یہ باتیں بظاہر حضرات انبیاء کی شایانِ شان نہیں ہیں۔ اس لیے حضرات مفسرین نے آیت کی مختلف توجیہات فرمائی ہیں۔ ایک مطلب تو آیت کا یہ ہے کہ ایسے حالات پیدا ہوجاتے تھے کہ حضرات انبیاء پر مایوسی کی کیفیت ہوجاتی تھی کہ لوگ ایمان نہیں لاتے اور کفار یہ گمان کرتے تھے کہ انبیاء کے مخالفین کی ناکامی و نامرادی اور ہلاکت کے متعلق جو وعدے انبیاء سے کیے گئے تھے، وہ جھوٹے تھے۔ (العیاذ باللہ) اس صورت میں قرأۃ بالتشدید ہے "كُذِّبُوۡا" حضرت عائشہؓ اس کو تشدید کے ساتھ پڑھتی تھیں۔ یہ تشریح بے غبار ہے۔ اس صورت میں کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ وَظَنُّوۡۤا کا فاعل کفار ہیں۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ حضرات انبیاءؑ پر مایوسی کی کیفیت تھی کہ جلدی عذاب کے آثار نمودار نہ ہوئے اور کفار کو ڈھیل ملتی رہی تو حضرات انبیاءؑ یہ گمان کرنے لگے کہ ہم نے جو وقت عذاب کا سمجھا تھا ہماری منشا کے مطابق وہ بات پوری نہیں ہوئی یعنی کفار کے مظالم اور چیرہ دستیوں سے تنگ آ کر اُن کی ظاہری کیفیت مایوسی کی سی ہوگئی تھی۔ جیسا کہ حضرت لوطؑ سے فرمایا گیا کہ "الیس الصبح بقریب" یعنی حضرت لوط علیہ السلام ان کے کرتوتوں سے اتنے تنگ آ گئے تھے کہ صبح کو دور سمجھنے لگے تھے۔ اس صورت میں "كُذِبُوۡا" تخفیف کے ساتھ ہے اور مشہور قرأۃ میں یہی ہے اور ظاہری الفاظ اس طور پر اس وجہ سے لائے گئے کہ کبھی الزام المخاطب بما لم یلزمہ" والے ضابطے پر عمل مطلوب ہوتا ہے یعنی ظاہری الفاظ واقعہ سے زیادہ سخت لائے جاتے ہیں تا کہ مخاطب کو احساس ہو۔ جیسے کسی شخص کو معلوم ہوا کہ دشمن حملہ آور ہورہا ہے۔ اس پر خوف طاری ہوا تو کسی نے اس سے کہا کہ ارے بزدل کیا تم دشمن کے خوف سے مر رہے ہو؟ حالانکہ وہ صحیح سالم ہے۔ اس کو ان الفاظ سے الزام دینا مقصود ہے کہ تمہاری کیفیت ایسی نہیں ہونی چاہیے۔ اس طرح حضرات انبیاء کی حالت تشویشناک صورت اختیار کرگئی اور ان کی حالت ایسی ہوگئی، گویا ان سے جو وعدہ ہوا تھا وہ پورا نہیں ہوتا نظر آیا۔ اس میں زیادہ مبالغہ ہے۔

امکان کذب لذات باری تعالیٰ اور وقوع کذب میں زمین آسمان کا فرق ہے:

رہا یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ کی طرف امکان کذب کی نسبت کرنا اور اُسے قادر علی الکذب سمجھنا شرعاً کیسا ہے؟ سو اچھی طرح سمجھ لو کہ "کذب" جو جہالت اور خیانت کی علامت ہے بہت بڑا عیب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کذب

کے شائبہ سے بھی کوسوں دور پاک اور مقدس ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذالک علوا کبیرا۔ اصل میں ہم اہل سنت والجماعت عموم قدرت کے قائل ہیں۔ اس مسئلہ کو لوگوں نے تحقیق کیے بغیر خواہ مخواہ اچھالا نتیجہ یہ نکلا انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ان اللہ علی کل شئی قدیر" یعنی جو چیزیں ممکن بالذات ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب پر قادر ہیں۔ جیسے کفار کے متعلق ہے کہ وہ "اصحاب الجحیم" ہیں یعنی جہنم میں جائیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت حاصل نہیں ہے کہ اگر وہ چاہے تمام اہل جہنم کو جہنم سے نکال کر جنت میں بھیج دے؟ یا اہل جہنم کو جہنم میں ڈالنے کے بعد اُس کی قدرت سلب ہو گئی؟ (العیاذ باللہ) ہم اسی عموم قدرت کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ اہل جہنم کو نکال کر جنت میں داخل فرما دے لیکن ایسا کریں گے نہیں کیونکہ وقوع کذب لازم آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کے کلام میں اور یہ مستحیل و ممتنع بالغیر ہے۔ یہی مطلب ہے امکان کذب لذاتِ باری تعالیٰ کا۔

قانون یہ ہے کہ جس ممکن کے وقوع سے محال لازم آتا ہو وہ محال بالغیر بن جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ تمام جن و انس کو اگر اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈال دیں تو اس پر قادر ہے اور اگر تمام جن و انس کو جنت میں داخل فرما دے تو وہ اس پر بھی قادر ہے۔ اگر یہ امکان کذب نہیں ہے پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ قرآن کریم میں بہت سی خبریں ہیں اور ساری سچی ہیں۔ مثلاً حضرت یعقوبؑ کے متعلق ہے "انی لا جد ریح یوسف الخ" یہ خبر صادق ہے اور اگر اس کو لائے نافیہ کے ساتھ "انی لا اجد ریح یوسف" پڑھا جائے تو یہ خبر کاذب ہے۔ اب ہمارا سوال یہ ہے کہ "ھل یقدر سبحانہ وتعالیٰ ان یتکلم بھٰذا الکلام ام لا؟ کیا اللہ تعالیٰ "لا اجد ریح یوسف" پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ پڑھ تو سکتے ہیں یہ ممکن بالذات ہے، لیکن ممتنع بالغیر ہے، کیونکہ اس سے باری تعالیٰ کا کاذب ہونا لازم آتا ہے۔ حالانکہ جملہ منفیہ اور قضیہ سالبہ کے ساتھ تکلم پر باری تعالیٰ قادر بالنفس ہے، لیکن امتناع بالغیر ہے۔ ہمارا کلام "الکلام من حیث ھو ھو" میں ہے جس میں امکان بالذات اور امتناع بالغیر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قدرت علی الممکن اور چیز ہے اور وقوع ممکن اور چیز ہے۔ قدرت علی الممکن ممکن بالذات ہے اور جس ممکن کے وقوع سے استحالہ لازم آتا ہو تو وہ ممکن ممتنع بالغیر ہے۔ جہتیں مختلف ہیں فافترقا۔ اس طرح ارشاد خداوندی ہے۔ "انذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون" بعض مخصوص کفار کے متعلق یہ خبر دی گئی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ جیسے ابوجہل ابولہب وغیرہ۔ اب اگر یہ لوگ ایمان لے آئے تو کذب فی کلام اللہ واخبار اللہ لازم آتا اور یہ محال ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مذکورہ کفار کا ایمان ممکن بالذات ہے یا نہیں؟ اگر کہا جائے کہ ممکن بالذات نہیں ہے تو پھر ابوجہل اور ابولہب وغیرہ کا مکلّف ہونا باطل ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ جو چیز ممکن بالذات نہ ہو تو بھلا باری تعالیٰ جس کا ہر حکم سرتاپائے حکمت ہے، کب ایسی بات کا حکم دے سکتا ہے جو ممکن نہ ہو اور اگر کہا جائے کہ ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہے تو یہی مطلوب ہے یہی تعریف ہے امکانِ کذب لذاتِ باری تعالیٰ کی یعنی باوجود اس خبر کے کہ ابوجہل

وغیرہ ایمان نہ لائیں گے ان کا ایمان ممکن بالذات تھا۔ اللہ تعالیٰ کو اس پر قدرت حاصل تھی کہ ان کو ایمان سے نوازتا، لیکن کذب فی کلام اللہ لازم ہونے کی وجہ سے جو کہ محال ہے ان کو ایمان سے نہیں نوازا گیا، لہٰذا ان کا ایمان ممتنع بالغیر ٹھہرا۔ بعض لوگوں نے امکان کذب لذات باری تعالیٰ کو سوءِ ادب پر محمول کیا جس کی وجہ سے خود انکاری ہو گئے، لیکن ان لوگوں نے یہ غور نہیں فرمایا کہ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ قادر علی الکذب نہیں ہے تو اس سے سلب قدرت باری تعالیٰ لازم آتا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ عجز ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ معتزلہ نے باری تعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ رکھا کہ وہ خالق شر نہیں ہے اور اس کو وہ ادب کے منافی خیال کرتے ہیں۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو خالق خیر و شر ماننے والوں کو بے ادب خیال کرتے ہیں، لیکن انہوں نے اللہ تعالیٰ کو خالق شر نہ تسلیم کر کے اور ہر شر کے مرتکب کو خالق شر تسلیم کر کے ہزاروں لاکھوں خدا تسلیم کر لیے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ شرک کی اندوہناک وادی میں دور جا گرے۔ حاصل ان تمام دلائل کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ممکنات پر عمومی قدرت حاصل ہے۔ ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تامہ و کاملہ سے باہر ہو، ورنہ عجز لازم آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام عیوب سے پاک ہے۔ یہی اس کی عظمت کا تقاضا ہے۔

سورۂ یوسف سے مستنبط شدہ چیدہ چیدہ مسائل

(۱) گناہِ زنا میں عام طور پر تو یہ ہوتا ہے کہ اگر میلان مرد کی طرف سے ہو اور عورت کو تقاضا نہ ہو تو رد ہی رد ہوتا ہے۔ سوائے جبر اور شدید اضطراری صورت کے عام حالات میں مرد گناہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور اگر میلان عورت کی طرف سے ہو تو پھر بہت کم لوگ گناہ سے بچیں گے۔ ورنہ اکثر لوگ گناہ کا شکار ہو ہی جاتے ہیں۔ مگر کمال تقویٰ اور شان نبوت ہے کہ میلان عورت کی طرف سے ہے اور عورت بھی کوئی عام عورت نہیں بلکہ عزیز مصر کی بیوی ہے۔ مالکہ ہے اور جس سے گناہ کا تقاضا کر رہی ہے وہ غلام ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان حالات میں بھی حضرت یوسفؑ کی حفاظت فرمائی اور من جانب اللہ کوئی ایسا اشارہ ملا کہ وہ گناہ سے بچ گئے اور اگر یہ نصرت خداوندی شامل حال نہ ہوتی تو بتقاضائے بشریت حضرت یوسفؑ گناہ کی طرف مائل ہو سکتے تھے۔ اس وجہ سے سورۂ نور میں ''الزانیة والزانی الخ'' میں عورت کو مقدم رکھا گیا کہ اس کی فطری حیاء کے ہوتے ہوئے عورت کا گناہ کی طرف مائل ہونا اور آمادہ ہونا مرد کے مقابلے میں عورت میں زیادہ باعث ننگ و عار ہے۔

(۲) حضرت یوسفؑ کو والدین اور بھائیوں نے سجدہ کیا حالانکہ سجدہ غیر اللہ کفر ہے۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ سجدہ حقیقی اسلام میں حرام ہے لیکن اُس زمانہ میں حرام نہ تھا یا اس سے مراد حقیقی سجدہ نہیں ہے بلکہ تعظیمی سجدہ ہے جو کہ گزشتہ مذاہب میں جائز تھا اب وہ بھی جائز نہیں ہے۔

(۳) عزیز مصر کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ حضرت یوسفؑ بے قصور ہیں کیونکہ عزیز مصر کی بیوی کے رشتہ داروں میں سے کسی بچے نے شہادت دی تھی کہ اگر کرتہ آگے سے پھٹ گیا ہے تو یوسف قصوروار ہیں اور اگر کرتہ پیچھے سے

پھٹ گیا ہے تو عورت قصوروار ہے۔ چنانچہ عزیز مصر نے دیکھ لیا کہ کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے لیکن بدنامی سے بچنے کے لیے حضرت یوسفؑ پر فرد جرم عائد کیا گیا۔ اُدھر عزیز مصر کی بیوی کو جب عورتوں نے طعنہ دیا تو اس نے عورتوں کو ایک دعوت میں مدعو کیا اور چھریاں ہاتھوں میں دے دیں اور یوسفؑ سے کہا کہ باہر آیئے۔ جب آپؑ خواتین کے مجمع کے پاس سے گزرنے لگے تو عورتوں نے جب آپ کا پاکیزہ اور حسین چہرہ دیکھا تو بجائے پھل کاٹنے کے اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں۔ تب زلیخا نے اُن سے کہا کہ جس بات کے طعنے تم مجھے دیتی تھیں اب دیکھ لیا کہ میں اس کے حسن کے ہاتھوں مجبور و اسیر بن گئی تھی لیکن چونکہ اس نے میری بات نہیں مانی لہٰذا اب جیل میں ڈلواؤں گی تاکہ بدنامی بھی اس کی ہو اور میری نافرمانی کی سزا بھی مل جائے۔

اللہ کے پیغمبر نے جیل ہی میں عافیت سمجھی اور اُس کو پسند فرمایا کہ جیل جانا منظور ہے۔ تاکہ گناہ اور دواعی گناہ سے دور ہو جاؤں۔

(۴) حضرت یوسفؑ کو جب جیل میں ڈالا گیا اور جیل میں آپؑ کی ملاقات دیگر دو قیدیوں سے ہوگئی۔ اُن دونوں نے حضرت یوسفؑ کی حسن سیرت وصورت دیکھ کر اپنا اپنا خواب اُن سے بیان کیا۔ آپؑ نے تعبیر دینے سے قبل ان کے عقائد درست کرنے کے لیے ان کو کچھ ہدایات دیں اور پھر تعبیر دے دی۔ ان دونوں میں سے جو زندہ بچ نکلنے والا تھا اُن سے یہ بھی فرمایا کہ بادشاہ کے دربار میں میرا ذکر کر دینا کہ ایک شخص بے گناہ جیل میں پڑا ہوا ہے لیکن اس شخص کے رہا ہونے اور دربار میں پہنچنے کے بعد شیطان نے اس سے یہ بات بھلا دی اور حضرت یوسفؑ مزید کچھ عرصہ جیل میں رہے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ خود بادشاہ کو ایک جہاندیدہ اور تجربہ کار معبر کی ضرورت پڑ گئی۔ تب رہائی پانے والے شخص کو حضرت یوسفؑ یاد آ گئے اور بادشاہ کو تعبیر دینے کے بعد جیل سے رہا ہو گئے۔ گویا اس میں حضرت یوسفؑ کے لیے ایک تنبیہ تھی کہ آپ کو بادشاہ مصر کے دربار میں پیغام بھیجنے کی ضرورت نہ تھی۔ آپ کے لیے عزیمت یہی تھی کہ آپ اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے اس سے لو لگائے رکھتے تو زیادہ بہتر تھا۔ بادشاہ کے پاس پیغام رہائی بھجوا کر آپ کو مزید سات سال جیل میں رہنا پڑا۔

(۵) جب بادشاہ مصر نے قحط سے پیدا ہونے والے حالات پر قابو پانے کے لیے اہل ترین شخص کو تلاش کیا تو حضرت یوسفؑ نے خود کو پیش فرمایا کہ بطور وزیر خزانہ اور وزیر خوراک میری ڈیوٹی لگائی جائے۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ حقیقت میں وہی اس کے اہل تھے اور جو صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے آپ میں ودیعت فرمائی تھیں وہ کسی اور میں نہ تھیں اور مسئلہ بھی یہی ہے کہ اگر ملک میں کسی منصب کے لیے اور کوئی اہل نہ ہو تو خود کو پیش کرنا واجب ہے۔ تاکہ اس منصب اور اس سے متعلق لوگوں کی حق تلفی نہ ہو۔ رہی یہ بات کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے قاضی القضاۃ کا عہدہ کیوں قبول نہ فرمایا؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ امام اعظمؒ اور بھی بہت سے لوگوں کو اس عہدے کا اہل سمجھتے تھے۔ لہٰذا ان کا انکار درست تھا۔ (۲) دوسری بات یہ ہے کہ امام اعظمؒ کے پاس کوئی

ایسا فیصلہ آیا جس میں مدعی علیہ کے لیے قسم تھی اور مدعی علیہ کو قسم سے بچانے کے لیے امام صاحب نے اپنی کچھ رقم خرچ فرمائی۔ پھر منصور کو یہ عذر پیش فرمایا کہ میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں لوگوں کے درمیان صلح کراتا پھروں لیکن پھر منصور نے اُسے جیل میں ڈال دیا۔

اٰیاتُہا ۴۳ (۱۳) سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ (۹۶) رکوعاتُہا ۶

سورہ رعد مکی ہے اور اس میں تینتالیس آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ
یہ کتاب کی آیتیں ہیں اور جو کچھ تجھ پر تیرے رب سے اترا سو حق ہے اور لیکن
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۞ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا
اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے ۞ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر بلند کیا جنہیں تم دیکھ رہے ہو
ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ
پھر عرش پر قائم ہوا اور سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا ہر ایک اپنے وقت معین پر
مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۞
چل رہا ہے وہ ہر ایک کام کا انتظام کرتا ہے نشانیاں کھول کر بتاتا ہے تاکہ تم اپنے رب سے ملنے کا یقین کرو ۞
وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ
اور اسی نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا بنائے اور زمین میں ہر ایک پھل
جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
دو قسم کا بنایا دن کو رات سے چھپا دیتا ہے بے شک اس میں سوچنے والوں کے لئے
لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۞ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ
نشانیاں ہیں ۞ اور زمین میں ٹکڑے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور انگور کے باغ ہیں اور کھیتیاں
وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا
اور کھجوریں ہیں ایک کی جڑ ملی ہوئی بعض بن ملی انہیں پانی بھی ایک ہی دیا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر
عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۞ وَاِنْ
پھلوں میں فضیلت دیتے ہیں بے شک اس میں عقلمندوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں ۞ اگر تو

تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ۚ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

عجیب بات چاہے تو ان کا یہ کہنا عجب ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو گئے کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے یہی وہ ہیں جو

كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

اپنے رب سے منکر ہو گئے اور انہیں کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی دوزخی ہیں وہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۵ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ

اس میں ہمیشہ رہیں گے ۝ اور تجھ سے بھلائی سے پہلے برائی کو جلد مانگتے ہیں اور ان سے پہلے بہت سے عذاب

الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰي ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ

گزر چکے ہیں اور بے شک تیرا رب لوگوں کو باوجود ان کے ظلم کے معاف بھی کرتا ہے اور تیرے رب کا عذاب بھی

الْعِقَابِ ۝۶ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ

سخت ہے ۝ اور کافر کہتے ہیں اس کے رب سے اس پر کوئی نشانی کیوں نہیں اتری تم تو محض

ع اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۷ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ

ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لئے ایک رہبر ہوتا آیا ہے ۝ اللہ کو معلوم ہے کہ جو کچھ ہر مادہ اپنے پیٹ میں لئے ہوئے ہے اور

الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝۸ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

جو کچھ پیٹ میں سکڑتا اور بڑھتا ہے اور اس کے ہاں ہر چیز کا اندازہ ہے ۝ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے

الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝۹ سَوَاۗءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ

سب سے بڑا بلند مرتبہ ہے ۝ تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے یا پکار کر کہے اور جو شخص رات میں کہیں

مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝۱۰ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ

چھپ جائے یا دن میں چلے پھرے یہ سب برابر ہیں ۝ ہر شخص کی حفاظت کے لئے کچھ فرشتے ہیں اس کے آگے اور

خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا

پیچھے اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی

مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

حالت کو نہ بدلے اور جب اللہ کسی قوم کی برائی چاہتا ہے پھر اسے کوئی نہیں روک سکتا اور اس کے سوا ان کا کوئی

مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾

مددگار نہیں ہوسکتا ○ وہی ہے جو تمہیں خوف یا امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا اور بھاری بادلوں کو اٹھاتا ہے ○

وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ ۚ وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ

اور رعد اس کی پاکی کے ساتھ اس کی تعریف کرتا ہے اور سب فرشتے اس کے ڈر سے اور بجلیاں بھیجتا ہے

فَیُصِیْبُ بِهَا مَنْ یَّشَآءُ وَهُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ ط

پھر انہیں جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے اور یہ تو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑی قوت والا ہے ○

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ

اسی کو پکارنا بجا ہے اور اس کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آتے مگر جیسا

اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ اِلَى الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ

کوئی پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے کہ اس کے منہ میں آجائے حالانکہ وہ اس کے منہ تک نہیں پہنچتا اور کافروں کی

اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

جتنی پکار ہے سب گمراہی ہے ○ اور چاروناچار اللہ ہی کو آسمان والے اور زمین والے سجدہ کرتے ہیں

وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ السجدة قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ

اور ان کے سائے بھی صبح اور شام ○ کہو آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے کہہ دو

اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ لَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ

اللہ کہو پھر کیا تم نے اللہ کے سوا ان چیزوں کو معبود نہیں بنا رکھا جو اپنے نفسوں کے نفع اور نقصان کے بھی مالک نہیں

قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِیْرُ ۙ۬ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ۬ اَمْ

کہو کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوسکتا ہے یا کہیں اندھیرا اور روشنی برابر ہوسکتے ہیں کیا

جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَیْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ

جنہیں انہوں نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے انہوں نے بھی اللہ کی مخلوق جیسی کچھ مخلوق بنائی ہے پھر مخلوق ان کی نظر میں مشتبہ ہوگئی ہے پیدا

كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِیَةٌۢ

کرنے والا اللہ ہے اور وہ اکیلا زبردست ہے ○ اس نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے

بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ

اپنی مقدار میں نالے بہنے لگے پھر وہ سیلاب پھولا ہوا جھاگ اوپر لایا اور جس چیز کو آگ میں زیور یا کسی اور اسباب بنانے کے لئے

ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ

پگھلاتے ہیں اس پر بھی ویسا ہی جھاگ ہوتا ہے اللہ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ

پھر جو جھاگ ہے وہ یونہی جاتا رہتا ہے اور جو لوگوں کو فائدہ دے وہ زمین میں ٹھہر جاتا ہے اسی طرح

يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿١٧﴾ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ

اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے ○ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا ان کے واسطے بھلائی ہے اور جنہوں نے

لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ

اس کا حکم نہ مانا اگر ان کے پاس سارا ہو جو کچھ زمین میں ہے اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہو تو سب جرمانہ میں

لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾ ع

دینا قبول کریں گے ان لوگوں کے لئے برا حساب ہے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور برا ٹھکانا ہے ○

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ

بھلا جو شخص جانتا ہے کہ تیرے رب سے تجھ پر جو کچھ اترا ہے حق ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو اندھا ہے سمجھتے تو

اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿١٩﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿٢٠﴾ وَ

عقل والے ہی ہیں ○ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے ○ اور

الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ

وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا

سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ

خوف رکھتے ہیں ○ وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا اور نماز قائم کی اور

اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ

ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں انہیں کے لئے

لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ

آخرت کا گھر ہے ○ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے اور ان کے باپ دادا

وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ

اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے ○ کہیں گے تم پر

عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ

سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے ○ اور جو لوگ اللہ کا عہد

اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ

مضبوط کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور اس چیز کو توڑتے ہیں جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم فرمایا اور ملک میں فساد

فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

کرتے ہیں ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے ○ اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ

روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے اور دنیا کی زندگی پر خوش ہیں اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں

اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ

مگر تھوڑا سا اسباب ○ اور کافر کہتے ہیں اس پر اس کے رب سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری کہہ دو

اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے اپنے تک پہنچنے کا راستہ دکھاتا ہے ○ وہ لوگ جو ایمان لائے

وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے تسکین ہوتی ہے خبردار! اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں ○ جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ

اور اچھے کام کئے ان کے لئے خوشخبری اور اچھا ٹھکانا ہے ○ اسی طرح ہم نے تجھے ایک امت میں بھیجا ہے کہ

خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ

اس سے پہلے امتیں گزر چکی ہیں تاکہ تو انہیں سنادے جو ہم نے تیری طرف حکم بھیجا ہے اور وہ رحمٰن کے

بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَیْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَ لَوْ

منکر ہیں کہہ دو وہی میرا رب ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے ○

اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ

اور اگر تحقیق کوئی ایسا قرآن نازل ہوتا کہ جس سے پہاڑ چلتے یا اس سے زمین تک ٹکڑے ہو جاتے یا اس سے مردے بول اٹھتے (تب بھی نہ مانتے)

بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا ؕ اَفَلَمْ یَایْـَٔسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى

بلکہ سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں پھر کیا ایمان والے اس بات سے ناامید ہو گئے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو سب

النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ لَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ

آدمیوں کو ہدایت کر دیتا اور کافروں پر تو ہمیشہ ان کی بداعمالی سے کوئی نہ کوئی مصیبت آتی رہے گی یا وہ بلا

ع قَرِیْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۳۱﴾

ان کے گھر کے قریب نازل ہو گی یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو بے شک اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا ○

وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَیْتُ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫

اور تجھ سے پہلے کئی رسولوں سے ہنسی کی گئی ہے پھر میں نے کافروں کو مہلت دی پھر انہیں پکڑ لیا

فَكَیْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآىِٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَ جَعَلُوْا

پھر ہمارا عذاب کیسا تھا ○ بھلا جو ہر کسی کے سر پر لئے کھڑا ہے جو اس نے کیا ہے اور انہوں نے اللہ کے لئے

لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ

شریک بنا رکھے ہیں کہہ دو ان کے نام بتلاؤ کیا اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جسے وہ زمین میں نہیں جانتا یا اوپر ہی کی باتیں

مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ صُدُّوْا عَنِ السَّبِیْلِ ؕ وَ مَنْ

کرتے ہو بلکہ کافروں کے فریب انہیں بھلے معلوم کرائے گئے ہیں اور وہ راستہ سے روکے گئے ہیں اور جسے

یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ لَعَذَابُ

اللہ گمراہ کرے پھر اسے کوئی بھی ہدایت دینے والا نہیں ہے ○ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں عذاب ہے اور البتہ آخرت کا عذاب تو

الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ

بہت ہی سخت ہے اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں ہو گا ○ اس جنت کا حال جس کا پرہیزگاروں سے

الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى

وعدہ کیا گیا ہے اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں جس کے میوے اور سائے ہمیشہ رہیں گے یہ پرہیزگاروں کا

الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ڰ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۳۵ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ

انجام ہے اور کافروں کا انجام آگ ہے ○ اور وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے اس سے خوش ہوتے ہیں

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۭ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ

جو تجھ پر نازل ہوا اور جماعتوں میں سے بعض لوگ اس کی بعضی بات نہیں مانتے کہہ دو مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ

اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ۳۶ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ

اللہ کی بندگی کروں اور اس کے ساتھ شریک نہ کروں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا ٹھکانا ہے ○ اور اسی طرح ہم نے یہ

حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَمَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ

کلام اتارا عربی زبان میں اور اگر تو ان کی خواہش کے مطابق چلے بعد اس علم کے جو تجھے پہنچ چکا ہے تیرا

مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ۳۷ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا ع

اللہ سے کوئی حمایتی اور بچانے والا نہ ہوگا ○ اور البتہ تحقیق ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے اور ہم نے انہیں

لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ

بیویاں اور اولاد بھی دی تھی اور کسی رسول کے اختیار میں نہ تھا کہ وہ اللہ کے حکم کے سوا کوئی معجزہ لاتا

لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۳۸ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ وَيُثْبِتُ ښ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۳۹

ہر زمانہ کے مناسب احکام ہوتے ہیں ○ اللہ جو چاہے موقوف کر دیتا ہے اور باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے ○

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ

اور اگر ہم تجھے کوئی وعدہ دکھا دیں جو ہم نے ان سے کیا ہے یا تجھے اٹھا لیں سو تیرے ذمہ تو پہنچا دینا ہے

وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۴۰ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ

اور ہمارے ذمہ حساب لینا ہے ○ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۴۱ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ

اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی اس کے حکم کو ہٹا نہیں سکتا اور وہ جلد حساب لینے والا ہے ○ اور ان سے پہلے لوگ بھی

مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ

تدبیریں کر چکے ہیں سو اصل تدبیر تو اللہ ہی کی ہے جو کچھ کوئی کرتا ہے اسے سب خبر رہتی ہے اور ابھی کافروں کو معلوم ہو جائے گا کہ

عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا ۢ

نیک انجام کس کا ہے ○ اور کہتے ہیں کہ تو رسول نہیں ہے کہہ دو میرے اور تمہارے درمیان

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾ ع

اللہ گواہ کافی ہے اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے ○

افاداتِ محمود:

كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ الخ یعنی چاند اور سورج مقررہ وقت تک چلتے رہیں گے۔ خواہ گردش کے اعتبار سے جو سال و ماہ میں اپنی اپنی منزلیں طے کرتے ہیں یا قیامت تک کی رفتار و تسلسل آمد و رفت مراد ہے کہ قیامت تک یہ مشین دری اسی طرح کام کرتی رہے گی اور ذرا برابر کوئی خلل نہ آئے گا۔

اس سورۃ میں تذکیر بالاء اللہ کے ذریعہ دعوت الی التوحید ہے۔ یعنی جب ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو معبود وہی ہونا چاہیے صِنْوَانٌ کھجور کا تنا ایک ہو اور اوپر دو شاخیں ہو کر دو درخت بن جائیں۔ حدیث میں ہے عم الرجل صنو ابیه یعنی چچا باپ کی مانند ہے۔ کیونکہ دونوں کا اصل ایک ہے۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ یہاں یا تو عطف جملہ علی الجملۃ ہے معنی یہ ہے کہ آپ منذر ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہوتا ہے۔ یا عطف المفرد علی المفرد ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ آپ منذر ہیں اور ہر قوم کے لیے آپ ہی ہادی ہیں۔ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ الخ ایک قبیلے کے رئیس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلوایا۔ اس کے پاس جب حضور کا فرستادہ پہنچا۔ اس سے کہا کہ

یدعوک رسول اللہ۔ اس نے آگے سے کہا رسول کون ہیں؟ اللہ کون ہے۔ تانبے کا ہے یا پیتل کا؟ (العیاذ باللہ) جب بار بار یہ کچھ بکتا رہا تو آسمانی بجلی اس پر گری اور اُس کی کھوپڑی تن سے الگ ہو گئی۔ جب بادلوں کے گرجنے کی آواز سنی جائے تو یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

سبحان من یسبح الرعد بحمده والملئكة من خيفته اللهم لا تقتلنا بغضبک ولا تهلكنا بعذابک وعافنا قبل ذالک

پاک ہے وہ ذات کہ گرجنے والے بادل جس کے ثنا خواں ہیں اور فرشتے اس کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ اس کے خوف سے، اے اللہ ہمیں اپنے غصے اور عذاب سے ہلاک نہ فرما اور ہمیں اس سے قبل ہی عافیت ہے۔

رکوعاتها ۷ — سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ ۷۲ — آیاتها ۵۲

سورۂ ابراہیم مکی ہے اور اس میں باون آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ

یہ ایک کتاب ہے ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے تاکہ تو لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیرں سے روشنی کی طرف

اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۱ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

غالب تعریف کیے ہوئے راستہ کی طرف نکالے ○ یعنی اللہ جس کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِۨ ۝۲ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

اور کافروں پر افسوس کہ انہیں سخت عذاب ہونا ہے ○ جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں

عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ

پسند کرتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں وہ دور کی گمراہی میں

بَعِيْدٍ ۝۳ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ

پڑے ہوئے ہیں ○ اور ہم نے ہر پیغمبر کو اس کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ انہیں سمجھا سکے پھر اللہ

اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے ○ اور البتہ تحقیق ہم نے

مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ

موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال اور انہیں اللہ کے دن

اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۵ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا

یاد دلا بے شک اس میں ہر ایک صبر شکر کرنے والے کے لئے بڑی نشانیاں ہیں ○ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ کا

نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ

احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تمہیں فرعون کی قوم سے چھڑایا وہ تمہیں برا عذاب چکھاتے تھے

وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ		
اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے	اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے	اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی
عَظِيْمٌ ۚ ﴿٦﴾		
آزمائش تھی ۝		

ع ۱۲

افاداتِ محمود:

بقول بعض روایات کے کہ اس سورت میں تین آیات مدنی ہیں، باقی تمام سورت مکی ہے۔ الم تر الی الذین سے قرار تک کی یا فان مصیر کم الی النار تک آیتیں مدنی ہیں۔

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ الخ نور سے مراد صراط اللہ العزیز الحمید ہے۔ یعنی کفر اور شرک کے اندھیروں سے نکال کر توحید کے راستہ پر لگایا۔ حضرت ابن عباس تو فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو نبی تسلیم کیا تھا، لیکن اس کتاب (قرآن) کا انکار کیا اور بعض لوگوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ کفر کیا تھا اور اس کتاب پر ایمان لے آئے۔ حالانکہ سابقہ کتابوں کا ان کو علم تھا۔ ان کا انکار نہیں ہونا چاہیے تھا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ الخ یہاں لسان سے لغت مراد ہے اور ہمارے ہاں لغت کے معنی زبان کے ہیں۔ کیونکہ ''لغت'' اور ''لسان'' کا استعمال ہمارے ہاں یکساں ہے۔ کلام عرب میں لغوی اعتبار سے لسان کا اطلاق اگرچہ لغت پر نہیں ہوتا، تاہم اس کا اطلاق جائز ہے۔ جیسا کہ یہاں کیا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے اس سے استدلال کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت خاص عربوں کے لیے تھی۔ کیونکہ آپ کی زبان عربی تھی اور قرآن کریم بھی عربی زبان میں ہے۔ حالانکہ صحیح مسلم شریف میں یہ روایت موجود ہے کہ

والذی نفسی بیدہ لا یسمع بی احد من ھذہ الامۃ یھودی او نصرانی ثم لم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جو شخص بھی میرے لائے ہوئے دین کے متعلق سنے گا خواہ یہودی ہو یا نصرانی اور پھر ایمان نہ لائے گا تو وہ اہل جہنم میں سے ہوگا۔

تخصیص رسالت بالعرب پر یہ استدلال کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اشارۃ النص ہے اور دیگر نصوص جیسے مذکورہ بالا حدیث اور قرآنی آیات جن میں ''کافۃ للناس'' اور ''رحمۃ للعالمین'' جیسے الفاظ موجود ہیں، وہ عبارۃ النص ہیں۔ ان نصوص سے حضور کا تمام انس و جن کے لیے نبی ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہی درست ہے۔ رہی

یہ بات کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک عربی تھی تو آپ کو معبوث فرما کر اللہ تعالیٰ نے صرف عربوں پر احسان فرمایا، نہ کہ عام انسانوں پر۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ فطری اور طبعی ترتیب کے مطابق ہونا تو ایسا ہی چاہیے تھا کہ قرآن کریم کے پہلے مخاطب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاواسطہ شاگرد عرب ہی ہوتے تا کہ فیض بطریقہء اتم حاصل کرتے، لیکن عجمیوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا ذوق عربی ودیعت فرمایا کہ بہت سے عجمیوں نے قرآن کریم کی تفسیریں اور احادیث کی شرحیں عربی زبان میں تصنیف وتالیف فرمائی ہیں کہ عربوں کو پیچھے چھوڑ گئے۔ یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ کتاب اور صاحب کتاب کے پہلے مخاطبوں کی وہ زبان ہونی چاہیے جو کتاب کی زبان ہے، لیکن پوری دنیا کے انسانوں کی ایک ہی زبان اور ایک ہی لغت ہو۔ یہ تقریباً ناممکن ہے۔ کیونکہ السنہ (زبانوں) کا اختلاف وحدانیت باری تعالیٰ پر حجت تامہ اور قاطعہ ہے۔ جیسا کہ سورہ روم میں ارشاد ہے کہ ''تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا مختلف ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی علامات میں سے ہے'' اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ ایک ہی نبی کو ہر زبان کی تعلیم دے کر ہر زبان والوں میں مبعوث فرمایا جائے، لہٰذا تفہیم رسالت کے لیے سب کا اہل زبان ہونا ضروری نہیں ہے۔ البتہ قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے عربی زبان کا جاننا ضروری ہے۔ خواہ اپنی مادری زبان ہو یا تدریس وتعلیم کے ذریعہ سیکھی جائے۔ ایک زبان اصالۃً ایک علاقہ میں تو ہوسکتی ہے، لیکن پوری دنیا میں نہیں ہوسکتی۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ

اور جب تمہارے رب نے یہ سنا دیا تھا کہ البتہ اگر تم شکر گزاری کرو گے تو اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا

لَشَدِيْدٌ ۝۷ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ

عذاب بھی سخت ہے ۝ اور موسیٰ نے کہا اگر تم اور جو لوگ زمین میں ہیں سارے کفر کرو گے تو

اللّٰهَ لَغَنِىٌّ حَمِيْدٌ ۝۸ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ

اللہ بے پروا تعریف کیا ہوا ہے ۝ کیا تمہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے تھے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود

وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ؕ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

اور جو ان کے بعد ہوئے اللہ کے سوا جنہیں کوئی نہیں جانتا ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں لے کر آئے

فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِىْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا

پھر انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں میں لوٹائے اور کہا ہم نہیں مانتے جو تمہیں دے کر بھیجا گیا ہے اور جس

لَفِىْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝۹ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِى اللّٰهِ شَكٌّ

دین کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہمیں تو اس میں بڑا شک ہے ۝ ان کے رسولوں نے کہا کیا تمہیں اللہ میں شک ہے

فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ

جس نے آسمان اور زمین بنائے وہ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہارے کچھ گناہ بخشے اور تمہیں ایک مقررہ وقت تک

مُّسَمًّى ؕ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ

مہلت دے انہوں نے کہا تم بھی تو ہمارے جیسے انسان ہو تم چاہتے ہو کہ ہمیں ان چیزوں سے روک دو جنہیں

يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۰ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ

ہمارے باپ دادا پوجتے رہے سو کوئی کھلا ہوا معجزہ لاؤ ۝ ان سے ان کے رسولوں نے کہا ضرور ہم بھی تمہارے جیسے ہی

مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ

آدمی ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے اور ہمارا کام

اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱

نہیں کہ ہم اللہ کی اجازت کے سوا تمہیں کوئی معجزہ لا کر دکھائیں اور ایمان والوں کا بھروسہ اللہ ہی پر ہونا چاہئے ۝

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ۭ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ۭ

اور ہم کیوں اللہ پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ اسی نے ہمیں (سیدھے) راستوں کی راہ نمائی کی ہے اور ہم ضرور صبر کریں گے اس ایذا پر جو تم

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ ع

ہمیں دیتے ہو اور توکل کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ○

افاداتِ محمود:

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ الخ اَذَّن تأذّن باب تفعیل اور تفعل دونوں کا ایک معنی ہے۔ جیسا کہ اوعد اور توعد ہے۔ اذان کا معنی اعلان کرنا ہے۔ ومنه الشأذين للصلوٰة۔ حضرت حسن بصری سے اس کی تفسیر "لئن شکرتم نعمتی لا زیدنکم منها" کے ساتھ منقول ہے یعنی اگر تم میری نعمتوں پر شکر کرو گے تو میں ان کو اور بڑھا دوں گا۔ ان میں اضافہ کردوں گا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے لئن شکرتم نعمتی علیکم لأ زیدنکم فی طاعتی یعنی اگر تم میری دی ہوئی نعمتوں پر شکر کرو گے تو میں تمہیں اطاعت اور عبادت کی اور زیادہ توفیق دوں گا اور بعض سے یہ بھی منقول ہے لئن شکرتم ای وحدتم لا زیدنکم من الثواب یعنی اگر تم خالص میری عبادت کرو گے تو میں تمہارے اجر و ثواب کو مزید بڑھا دوں گا۔ بہرحال تفسیر جو بھی ہو خلاصہ سب کا یہ ہے کہ "الشکر سبب للزیادۃ" شکر انعامات، عبادات اور طاعات میں اضافے کا سبب ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ الشکر قید للموجو وصید للمفقود۔

شکر کی حقیقت

امام راغب المفردات میں لکھتے ہیں:

الشکر تصور النعمة واظهارها ويضاده الكفر وهو نسيان النعمة وسترها والشكر ثلاثة اضرب شكر القلب وهو تصور النعمة' وشكر اللسان وهو الثناء على المنعم وشكر سائر الجوارح وهو مكافاة النعمة بقدر استحقاقه الخ

شکر، نعمت کے تصور اور اظہار کو کہا جاتا ہے۔ شکر تین قسم پر ہے۔ (۱) دل کا شکر، اس سے مراد نعمت کے من جانب اللہ ہونے کا احساس کرنا ہے۔ (۲) زبان کا شکر، اس سے مراد منعم کی تعریف و ثناء کرنا ہے اور (۳) تمام اعضاء و جوارح کا شکر، اس سے مراد اپنی بساط کے مطابق اس نعمت کا مکافات کرنا ہے۔ (خواہ ادائے نعمت کی شکل میں ہو یا ادائے عبادت کی شکل میں ہو۔

وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ الخ یہاں گزشتہ تمام تفاسیر کا عکس ہے۔ شکر پر جن جن چیزوں کا وعدہ تھا، کفرانِ نعمت پر وہ ساری چیزیں سلب ہوں گی، لیکن اللہ تعالیٰ کی کریمانہ شان کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ شکر کی صورت میں تو اضافے پر

اضافے کا وعدہ فرماتے رہے اور کفران نعمت کی صورت میں مطلق عذاب کی پیشین گوئی فرمائی، لیکن عذاب میں زیادتی کا ذکر نہیں ہے۔ ضعیف انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کا ضابطہ یہ ہے کہ من عمل سیئة فلا یجزیٰ الامثلها یعنی گناہ اور سیئۃ کا بدلہ اتنا ہی ملے گا، اس میں زیادتی نہیں ہوگی۔ شان رحیمی تو یہ ہے کہ فاولئک یبدل الله سیاٰتهم حسنات الخ بعض بندوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ حسنات اور نیکیوں سے بدل دیں گے۔ (فسبحانه هوالغنی) قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ الخ شمائل ترمذی میں ہے کان بشر امن البشر کان یخیط الثوب الخ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے۔ اپنے کپڑے سیتے تھے وغیرہ وغیرہ، لہٰذا بشریت اور رسالت میں کوئی تضاد یا منافات نہیں ہے۔ ماء صدید سے مراد جہنمیوں کے جسموں کا خون اور پیپ وغیرہ ہے۔ یتجرعه الخ اول تو پیپ اور خون کا گھونٹ حلق سے اترے گا نہیں اور جب بڑی کراہت کے ساتھ حلق سے اتر جائے گا تو تمام انتڑیاں باہر آ جائیں گی۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ

وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾

اور پلایا جائے گا ان کو پانی کھولتا ہوا، سو وہ ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ (سورہ محمد ۱۵)

وان یستغیثوا یغاثوا بماء کا لمهل یشوی الوجوه بئس الشراب وساء ت مرتفقا (سورۂ کہف/۲۹)

اور اگر وہ (اہل جہنم) فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی کی جائے گی۔ ایسے پانی سے جیسے تانبا بہت بری پینے کی چیز ہے اور بہت برا ٹھکانا ہے۔

وبدلناهم جلودًا الخ میں تجدید عذاب کا ذکر ہے اور یہاں عذاب غلیظ فرمایا کہ سخت عذاب ہوگا۔

وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِرُسُلِهِمۡ لَنُخۡرِجَنَّكُمۡ

اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم تمہیں اپنے ملک سے

مِّنۡ اَرۡضِنَاۤ اَوۡ لَتَعُوۡدُنَّ فِىۡ مِلَّتِنَا‌ ؕ فَاَوۡحٰۤى اِلَيۡهِمۡ رَبُّهُمۡ لَـنُهۡلِكَنَّ الظّٰلِمِيۡنَ ۙ‏ ﴿۱۳﴾

نکال دیں گے یا ہمارے دین میں لوٹ آؤ تب انہیں ان کے رب نے حکم بھیجا کہ ہم ظالموں کو ضرور ہلاک کر دیں گے ○

وَلَنُسۡكِنَنَّكُمُ الۡاَرۡضَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ‌ ؕ ذٰ لِكَ لِمَنۡ خَافَ مَقَامِىۡ وَخَافَ وَعِيۡدِ‏ ﴿۱۴﴾

اور ان کے بعد اس زمین میں تمہیں آباد کر دیں گے یہ اس کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور جس نے میرے عذاب سے

وَاسۡتَفۡتَحُوۡا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيۡدٍ ۙ‏ ﴿۱۵﴾ مِّنۡ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسۡقٰى مِنۡ مَّآءٍ

خوف کھایا ○ اور پیغمبروں نے فیصلہ چاہا اور ہر ایک سرکش ضدی نامراد ہوا ○ اور اس کے پیچھے دوزخ ہے اور اسے پیپ کا پانی پلایا

صَدِيۡدٍ ۙ‏ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيۡغُهٗ وَيَاۡتِيۡهِ الۡمَوۡتُ مِنۡ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ

جائے گا ○ جسے گھونٹ گھونٹ پئے گا اور اسے گلے سے نہ اتار سکے گا اور اس پر ہر طرف سے موت آئے گی اور وہ

بِمَيِّتٍ‌ ؕ وَمِنۡ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيۡظٌ‏ ﴿۱۷﴾ مَثَلُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِرَبِّهِمۡ‌ اَعۡمَالُهُمۡ

نہیں مرے گا اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہوگا ○ ان کی مثال جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا ایسی ہے کہ

كَرَمَادِ ۨاشۡتَدَّتۡ بِهِ الرِّيۡحُ فِىۡ يَوۡمٍ عَاصِفٍ‌ ؕ لَا يَقۡدِرُوۡنَ مِمَّا كَسَبُوۡا عَلٰى

ان کے اعمال گویا راکھ ہیں کہ جسے آندھی کے دن ہوا اڑا کر لے گئی ہو جو کچھ انہوں نے کمایا تھا اس میں سے کچھ بھی ان کے ہاتھ میں

شَىۡءٍ‌ ؕ ذٰ لِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الۡبَعِيۡدُ‏ ﴿۱۸﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ

نہ رہا ہو یہ بھی بڑی دور کی گمراہی ہے ○ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو

بِالۡحَـقِّ‌ ؕ اِنۡ يَّشَاۡ يُذۡهِبۡكُمۡ وَيَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ۙ‏ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰ لِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيۡزٍ‏ ﴿۲۰﴾

ٹھیک طور پر بنایا اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے ○ اور یہ اللہ پر کچھ مشکل نہیں ہے ○

وَبَرَزُوۡا لِلّٰهِ جَمِيۡعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡۤا اِنَّا كُنَّا لَـكُمۡ تَبَعًا

اور سب اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے تب کمزور متکبروں سے کہیں گے ہم تو تمہارے تابع تھے

فَهَلۡ اَنۡـتُمۡ مُّغۡنُوۡنَ عَنَّا مِنۡ عَذَابِ اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ‌ ؕ قَالُوۡا لَوۡ هَدٰٮنَا اللّٰهُ

سو ہمیں اللہ کے عذاب سے کچھ بچاؤ گے وہ کہیں گے اگر ہمیں اللہ ہدایت کرتا

لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ ع ۱۵
تو ہم تمہیں ہدایت کرتے اب ہمارے لئے برابر ہے کہ ہم چیخیں چلائیں یا صبر کریں ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں ؟

افاداتِ محمود:

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ الخ مقصد یہ ہے کہ ایمان جو کہ اصل اور جڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔اس کے بغیر اعمال صالحہ مثل صدقہ،صلہ رحمی،خلق خدا کی خدمت وغیرہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔کیونکہ جس کا خاتمہ کفر پر ہو گیا،اس کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا میں چکا دیا جاتا ہے۔اب اس آیت کی ترکیب سمجھ لو اس میں چند احتمالات ہیں۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یہ مبتدا موخر ہے اور خبر مقدم ''فیما یتلٰی علیکم'' محذوف ہے اور اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ الخ یہ جملہ مستانفہ ہے۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یہ سارا مل کر مبدل منہ اَعْمَالُهُمْ بدل، بدل اور مبدل منہ ملا کر مبتدا اور '' كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ الخ اس کی خبر۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ مبتدا اور اَعْمَالُهُمْ سے آخر تک خبر۔

سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا الخ حدیث میں ہے، جہنم والے جب پکاریں گے تو اُن سے کہا جائے گا کہ صبر کرو اس دوران پانچ سو سال گزر جائیں گے۔پھر یہ کہیں گے صبر تو ختم ہو گیا تو رونا دھونا شروع کر دیں گے۔اس دوران پھر پانچ سو سال گزر جائیں گے۔پھر ان سے صبر کے لیے کہا جائے گا۔اسی طرح یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا تو اس وقت جہنمی کہیں گے کہ ہم صبر کریں یا جزع فزع کریں،لیکن چھوٹ نہیں سکتے۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ
اور جب فیصلہ
لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ
ہو چکے گا تو شیطان کہے گا کہ بے شک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا پھر میں نے وعدہ خلافی کی
وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ
اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا کہ میں نے تمہیں بلایا پھر تم نے میری بات کو مان لیا پھر مجھے الزام نہ دو
فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ
نہ میں تمہارا فریادرس ہوں اور نہ تم میرے فریادرس ہو میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ
اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾
تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے ○
وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
اور جو لوگ ایمان لائے تھے اور نیک کام کئے تھے وہ باغوں میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ
ان میں اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ رہیں گے آپس میں دعائے خیر ان کی سلام ہوگی ○ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ
اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾
اللہ نے کلمہ پاک کی ایک مثال بیان کی ہے گویا وہ ایک پاک درخت ہے کہ جس کی جڑ مضبوط اور اس کی شاخ آسمان میں ہے ○
تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت اپنا پھل لاتا ہے اور اللہ لوگوں کے واسطے مثالیں بیان کرتا ہے
يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ
تا کہ وہ سمجھیں ○ اور ناپاک کلمہ کی مثال ایک ناپاک درخت کی سی ہے جو زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ لیا جائے
الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ
اسے کچھ ٹھہراؤ نہیں ہے ○ اللہ ایمان والوں کو دنیا اور آخرت کی زندگی میں

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ		
سچی بات پر ثابت قدم رکھتا ہے	اور ظالموں کو گمراہ کرتا ہے	اور اللہ جو چاہتا ہے
مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾		
کرتا ہے ○		

ع

افاداتِ محمود:

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ الخ۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی مثال بیان فرمائی ہے کہ یہ کھجور کے درخت کی مانند ہیں۔ جس کا پھل ہر وقت دستیاب ہوتا ہے۔ اس طرح ایمان والے جب حقیقت میں ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے رہتے ہیں اور اعمال صالحہ کرتے رہتے ہیں تو ہر وقت ان کے ہاں خیر ہی خیر ہوتی ہے اور وہ صفات فاضلہ سے متصف رہتے ہیں۔ یہاں بظاہر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ اگلی آیت میں ہے کہ "تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ الخ" یہ درخت ہر وقت پھل لاتا رہتا ہے حالانکہ کھجور کے پھل کا بھی ایک موسم اور مقررہ وقت ہے تو کل حین سے کیا مراد ہے؟ جواب یہ ہے کہ كُلَّ حِيْنٍ سے سال مراد ہے یعنی ہر سال اس پر پھل لگتا ہے اور یہ درست ہے۔ بعض کے ہاں کل حین سے مراد چھ ماہ بعض کے ہاں دو ماہ مراد ہیں اور بعض کے ہاں "كُلَّ حِيْنٍ" اپنے حقیقی معنی میں مستعمل ہے اور تؤتی سے مراد پھلوں کی دستیابی ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں حجاج کرام اور معتمرین (عمرہ کرنے والے) حضرات جاتے ہیں اور ہر شخص اپنے ساتھ کھجوریں لاتا ہے اور بحمد للہ سال بھر کھجوریں دستیاب ہوتی ہیں۔ پہلے درجہ میں بسرۃ ہوتی ہیں۔ پھر رطبہ پھر تمرۃ اور تمرہ سال بھر بازار میں ملتی ہیں۔ بہر حال کھجور کے درخت کی مشابہت مومن کے ساتھ بہت زیادہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا:

قال كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اخبروني عن شجرة تشبه او كاالرجل المسلم لايتحات ورقًا صيفا ولا شتاء وتؤتي اكلها كل حين باذن ربها قال ابن عمر فوقع في نفسي انها النخلة ورائيت ابا بكر و عمر لا يتكلمان فكرهت ان اتكلم فلما لم يقولوا شيأ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم هي النخلة الخ (ابن کثیر)

کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا مجھ کو وہ درخت بتلا دو جو انسان کی طرح ہے۔ اس کے پتے نہ گرمی میں گرتے ہیں نہ سردی میں اور وہ اللہ کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا رہتا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میرے دل میں تو یہ بات آ گئی کہ یہ کھجور کا درخت ہے، لیکن میں نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر اور عمر موجود ہیں اور وہ کچھ نہیں بولتے تو مجھ کو حیا آ گئی اور میں نہ بولا اور دوسرے بھی جواب میں کچھ نہ بولے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ جب ہم اس مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے

حضرت عمر سے کہا کہ ابا جان اللہ کی قسم میرے دل میں یہ بات آ گئی تھی کہ یہ کھجور کا درخت ہے تو حضرت عمر نے کہا کہ پھر آپ بولے کیوں نہیں؟ حضرت عبداللہ نے کہا آپ بڑے لوگ چونکہ خاموش ہو گئے، لہذا میں نے بات کرنا خلاف ادب سمجھا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ اگر تو یہ بات کہہ دیتا تو مجھ کو سرخ اونٹوں سے یہ بات زیادہ پسند تھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ کھجور کے درخت کی مسلمان کے ساتھ بڑی مشابہت ہے۔ کیونکہ **المومن خیر کلہ والنخلۃ خیر کلھا**۔ یعنی مومن میں بھی خیر ہی خیر ہے اور کھجور کے درخت میں بھی خیر ہی خیر ہے۔ اس کا کوئی حصہ بیکار نہیں ہے۔ اس کی چھڑی بھی کار آمد ہے۔ آگ جلانے کے لیے بھی کار آمد ہے۔ اس کے پتوں سے مختلف چیزیں بنی اور بنائی جاتی ہیں اور اس کے خوشے بھی بعض دواؤں میں ڈالے جاتے ہیں جو کہ مقوی دماغ ہیں۔ انسان کھجور تو کھاتے ہی ہیں۔ اس کی گٹھلیاں بھی مختلف مصارف میں استعمال کرتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ کوئی چیز بیکار نہیں ہے۔ انسانوں کی پھوپھی ہے اس وجہ سے فرمایا **کلوا من عمتکم** کیونکہ حضرت آدمؑ کو بنانے کے لیے جو خلطہ تیار کیا گیا تھا اس میں سے جو بچ گیا تھا اس سے کھجور کا درخت بنایا گیا۔ لہذا یہ درخت حضرت آدمؑ کی بہن اور ہماری پھوپھی ہے۔ ایک مشابہت انسان کے ساتھ یہ بھی ہے کہ عام درختوں کو اگر اوپر سے کاٹا جائے تو وہ خشک نہیں ہوتے لیکن کھجور کے درخت کو اگر اوپر سے کاٹا جائے تو خشک ہو جاتا ہے۔ انسان کا سر بھی اگر کاٹا جائے تو وہ مر جاتا ہے۔ الغرض یہ درخت انسان کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا ہے اور جمعیت علماء اسلام کا نشان بھی یہی ہے۔ عام فہم سی بات ہے۔

كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ الخ اس سے مراد حنظل کا درخت ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾

کیا تو نے انہیں نہیں دیکھا کہا جنہوں نے اللہ کی نعمت کے بدلے میں ناشکری کی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا ○

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۗ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ

جو دوزخ ہے اس میں داخل ہوں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے ○ اور لوگوں نے اللہ کی راہ سے بہکانے کے لئے

سَبِيْلِهٖ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ

شریک بنا رکھے ہیں کہہ دو نفع اٹھالو پھر تمہیں آگ کی طرف لوٹنا ہے ○ میرے بندوں کو کہہ دو جو

اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ

ایمان لائے ہیں نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کریں اس سے پہلے کہ وہ دن آئے

يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

جس میں نہ خرید وفروخت ہے نہ دوستی ○ اللہ وہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے

وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ

اور آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس سے تمہارے کھانے کو پھل نکالے اور کشتیاں تمہارے

لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

تابع کردیں تاکہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی رہیں اور نہریں تمہارے تابع کردیں ○ اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کردیا

دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۗ

جو ہمیشہ چلنے والے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن کو تابع کیا ○ اور جو چیز تم نے اس سے مانگی اس نے تمہیں دی

ع وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۗ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ وَاِذْ قَالَ

اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کرسکو بے شک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے ○ اور جس وقت

اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ

ابراہیم نے کہا اے میرے رب! اس شہر کو امن والا کردے اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے

الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ

بچا ○ اے میرے رب! انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا ہے پس جس نے میری پیروی کی وہ تو میرا ہے

وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ

اور جس نے میری نافرمانی کی پس تحقیق تو بخشنے والا مہربان ہے ○ اے رب میرے! میں نے اپنی کچھ اولاد

بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ

ایسے میدان میں بسائی ہے جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت والے گھر کے پاس اے رب ہمارے! تا کہ نماز کو قائم رکھیں پھر

اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾

کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں میووں کی روزی دے تا کہ وہ شکر کریں ○

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي

اے رب ہمارے! بے شک تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور اللہ پر کوئی چیز

الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَي الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ

زمین اور آسمان میں پوشیدہ نہیں ○ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اتنی بڑی عمر میں اسماعیل

وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ

اور اسحٰق بخشے بے شک میرا رب دعاؤں کا سننے والا ہے ○ اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا

ذُرِّيَّتِيْ ڰ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

بنا دے اے ہمارے رب! اور میری دعا کو قبول فرما ○ اے ہمارے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور ایمانداروں کو

ع ۶ ۱۸ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ڛ اِنَّمَا

حساب قائم ہونے کے دن بخش دے ○ اور تو ہرگز خیال نہ کر کہ اللہ ان کاموں سے بے خبر ہے جو ظالم کرتے ہیں انہیں صرف

يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ

اس دن تک مہلت دے رکھی ہے جس میں نگاہیں پھٹی رہ جائیں گی ○ وہ سر اٹھائے ہوئے دوڑتے چلے جا رہے ہوں گے کہ

لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَاۗءٌ ﴿۴۳﴾ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ

ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہیں آوے گی اور ان کے دل اڑ گئے ہوں گے ○ اور لوگوں کو اس دن سے ڈراوے کہ

الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ

ان پر عذاب آئے گا تب ظالم کہیں گے اے رب ہمارے! ہمیں تھوڑی مدت تک مہلت دے کہ ہم تیرا

دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۭ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ
بلانا قبول کرلیں اور رسولوں کی پیروی کرلیں کیا تم نے پہلے قسم نہیں کھائی تھی کہ تمہیں کہیں جانا ہی
زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ
نہیں ہے ۝ اور تم انہیں لوگوں کی بستیوں میں آباد تھے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تمہیں معلوم ہو چکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ
فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ۭ
کیا کیا تھا اور ہم نے تمہیں سب قصے بتلائے تھے ۝ اور ان لوگوں نے اپنی تدبیریں کی تھیں اور ان کی تدبیریں اللہ کے سامنے تھیں
وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ
اگرچہ ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں ۝ پس اللہ کو اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا
رُسُلَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ
خیال نہ کریں بے شک اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے ۝ جس دن اس زمین سے اور زمین بدلی جائے گی اور آسمان بدلے جاویں گے
وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ مُّقَرَّنِيْنَ
اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو پیش ہوں گے ۝ اور تو اس دن گنہگاروں کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے
فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ
دیکھے گا ۝ کرتے ان کے گندھک کے ہوں گے اور ان کے چہروں پر آگ لپٹی ہوگی ۝ تاکہ
اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ
اللہ ہر شخص کو اس کے کیے کی سزا دے بے شک اللہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے ۝ یہ قرآن لوگوں کے لئے اعلان ہے
وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع
اور تاکہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو ڈرایا جائے اور تاکہ وہ معلوم کرلیں کہ وہی ایک معبود ہے اور تاکہ عقلمند نصیحت حاصل کریں ۝

افاداتِ محمود:

تسخیر شمس وقمر و بحرو بر قدرت خداوندی کے کرشمے ہیں

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ الخ "لَكُمْ" کا ل انتفاع کے لیے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے شمس وقمر کو تمہارے نفع کے لیے تمہارے قبضے میں دے دیا ہے۔ جیسے گرمی سردی فصلوں کا پکنا رنگت بدلنا وغیرہ وغیرہ۔ شمس وقمر پر حقیقت میں

کنٹرول تو اللہ تعالیٰ کا ہی ہے کہ یہ دونوں سیارے اپنے مقررہ اوقات میں طلوع وغروب ہوتے ہیں۔ کیا مجال کہ کوئی ایک ساعت آگے پیچھے ہو جائے، لیکن ہمارے بہت سے مفادات ان کی حرکت سے وابستہ ہیں اور یہ تقریباً ہماری منشا کے مطابق ہماری ضرورتیں پوری کرتے رہتے ہیں۔ گویا ہمارے کنٹرول میں ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جیسے آج کل خلائی اسٹیشنوں نے کام شروع کر دیا ہے اور لوگ درخواستیں دے رہے ہیں کہ چاند پر ہمارے لیے پلاٹ الاٹ کیے جائیں تو یہ کنٹرول بھی مراد ہو سکتا ہے۔

اسی طرح بحر اور بر کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے کنٹرول میں دے دیا ہے۔ زمین اور سمندروں سے طرح طرح کے فائدے اُٹھا رہے ہیں جو کہ اظہر من الشمس ہیں۔ انسانی ارتقاء جاری ہے، لیکن حقیقی ترقی روحانی ترقی ہے، نہ کہ مادی۔ اگر سارا گھر سونے کا ہو، لیکن سکون نہ ہو تو کیا فائدہ؟ جس گھر میں سکون ہے، وہی صاحب خانہ بادشاہ ہے۔ آج کل یورپ اور امریکہ والوں کے پاس وسائل بہت ہیں، لیکن سکون کا نام نشان نہیں ہے۔ انسان کی فطرت میں چونکہ مدنیت ودیعت ہے، وحشت نہیں ہے۔ اس وجہ سے وہ اکثر دل بہلانے کے لیے اپنے پاس جانوروں کو رکھتے ہیں اور اُنس حاصل کرتے ہیں۔ اس لیے میں کہتا ہوں آج ایسے نظام کی ضرورت ہے کہ لوگوں کو سکون میسر ہو۔ آج اسلام کتابوں میں ہے، لیکن لوگوں کی زندگیوں میں نہ ہونے کی وجہ سے لوگ خصوصاً غیر مسلم بدظن ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم

اٰیَاتُہَا ۹۹ ﴿۱۵﴾ سُوْرَۃُ الْحِجْرِ مَکِّیَّۃٌ ﴿۵۴﴾ رُکُوْعَاتُہَا ۶

سورۂ حجر مکی ہے اور اس میں ننانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

یہ آیتیں کتاب کی ہیں اور قرآن واضح کی ○ کافر بڑی حسرت کریں گے کہ

لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۲﴾ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ

کاش وہ مسلمان ہو جاتے ○ انہیں چھوڑ دو کھالیں اور فائدہ اٹھالیں اور انہیں آرزو بھلائے رکھے

يَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴﴾ مَا

سو آئندہ معلوم کرلیں گے ○ اور ہم نے جتنی بستیاں ہلاک کی ہیں ان سب کے لئے ایک مقرر وقت لکھا ہوا تھا ○ کوئی

تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۵﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ

قوم اپنے وقت مقرر سے نہ پہلے ہلاک ہوئی ہے نہ پیچھے رہی ہے ○ اور انہوں نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر قرآن

الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۶﴾ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷﴾

نازل کیا گیا ہے بے شک تو مجنون ہے ○ اگر تم سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لاتے ○

مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ﴿۸﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا

ہم فرشتے تو فیصلہ ہی کے لئے بھیجا کرتے ہیں اور اس وقت انہیں مہلت نہیں ملے گی ○ ہم نے یہ نصیحت

الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۰﴾

اتاری ہے اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں ○ اور تجھ سے پہلے ہم پہلی قوموں میں بھی رسول بھیج چکے ہیں ○

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۱﴾ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ

اور وہ بھی جب کوئی رسول ان کے پاس آتا تو اس سے ٹھٹھا ہی کرتے ○ اسی طرح ہم یہ ٹھٹھا

قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ

ان مجرموں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں ○ یہ لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے اور یہ پہلوں کا دستور چلا آیا ہے ○ اور اگر

فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ

ہم ان پر آسمان سے دروازہ کھول دیں پھر اس میں سے چڑھ جائیں ○ البتہ کہیں گے کہ

اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا ع

ہماری نظر بندی کر دی گئی تھی بلکہ ہم پر جادو کیا گیا ہے ○ اور البتہ تحقیق ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں

وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ

اور دیکھنے والوں کی نظر میں اسے رونق دی ہے ○ اور ہم نے اسے ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا ○ مگر جس نے چوری سے

السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ

سن لیا تو اس کے پیچھے چمکتا ہوا انگارہ پڑا ○ اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس پر پہاڑ رکھ دیئے

وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ

اور اس میں ہر چیز اندازے سے اگائی ○ اور اس میں تمہارے لئے روزی کے اسباب بنا دیئے اور ان کے لئے بھی

لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا

جنہیں تم روزی دینے والے نہیں ہو ○ اور ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں اور ہم صرف اسے

بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اندازۂ معین پر نازل کرتے ہیں ○ اور ہم نے بادل اٹھانے والی ہوائیں بھیجیں پھر ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا

فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ

پھر وہ تمہیں پلایا اور تمہارے پاس اس کا خزانہ نہیں ہے ○ اور بے شک ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور آخیر

الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

مالک بھی ہم ہی ہیں ○ اور ہمیں تم میں سے اگلے اور پچھلے سب معلوم ہیں ○

ع وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾

اور بے شک تیرا رب ہی انہیں جمع کرے گا بے شک وہ حکمت والا خبردار ہے ○

افاداتِ محمود:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ الخ

حفاظت قرآن کریم کا الٰہی نظام

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ہر دور میں حفاظت فرمائی ہے۔ تکوینی طور پر نہایت حکیمانہ تدبیر سے ہر زمانہ میں اس کے لیے رجال تیار فرمائے۔ چھوٹے بچے اور بڑے یکساں دنیا ومافیہا سے بے خبر اس کو اپنے سینوں کا نور اور دل کا سرور بنا رہے ہیں۔ کیا مجال ہے کہ کوئی زبر زیر کی غلطی کرے۔ ہر طرف سے ٹوکنے کی صدائیں بلند ہوں گی۔ خدانخواستہ اگر فی زمانہ قرآن کریم کے تمام نسخے ضائع ہو جائیں (العیاذ باللہ) تو کیا ہوگا یہ ہزاروں لاکھوں سینوں میں محفوظ ہے۔ دل و دماغ میں موجود ہے۔ ہم دوبارہ لکھ لیں گے۔ ایک نقطے کا فرق نہ ہوگا۔ مامون الرشید کے زمانہ میں ایک سالانہ علمی مجلس منعقد ہوتی تھی۔ اس میں ہر مذہب کے بلند پایہ علماء اپنے اپنے مذہب کی حقانیت کے دلائل پیش کرتے تھے اور کئی دن تک یہ علمی مباحثے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ایک یہودی عالم بھی اس مجلس میں شامل ہوا۔ بڑا بارعب اور وجیہ تھا۔ اپنے مذہب پر دلائل دیتے دیتے خوب داد حاصل کی۔ جب مجلس ختم ہوئی تو مامون الرشید نے اس سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ تو مسلمان ہو جائے پھر تو جو عہدہ مانگے گا، میں دے دوں گا۔ اس نے کہا ''دینی دین ابائی'' یعنی میرا وہی مذہب اور دین ہے جو میرے اباؤ اجداد کا ہے اور چلا گیا۔

آئندہ سال جب پھر وہ مجلس منعقد ہوئی تو یہی نوجوان اب مسلمان ہو چکا تھا۔ دل کی دنیا بدل چکی تھی۔ اب کے بار وہ قرآن کریم کی حقانیت پر اور اسلام کی صداقت پر حجت بالغہ پیش کر رہا تھا۔ مامون الرشید آثار سے بھانپ گئے کہ شاید یہ وہی نوجوان ہے جس کو سالِ گزشتہ میں نے اسلام کی دعوت دی تھی۔ اب اختتام مجلس کے بعد مامون الرشید نے اس سے پوچھا کہ کیا تو وہی نوجوان نہیں ہے جس کو میں نے گزشتہ سال اسلام کی دعوت دی تھی؟ اس نے کہا کہ ہاں میں وہی شخص ہوں، لیکن اب میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ الحمدللہ

میرے اسلام لانے کا قصہ کچھ یوں ہے کہ میں نے تورات کے تین نسخے لکھے اور ان میں تحریف کی جب میں نے یہ نسخے لکھ کر لوگوں کو دیے تو انہوں نے خوشی خوشی قبول کر لیے۔ پھر انجیل کے تین نسخے لکھے اور ان میں بھی حتیٰ الوسع تحریف کی وہ نصاریٰ کو دیے تو انہوں نے بھی خوشی خوشی قبول کر لیے اور کلیساؤں میں رکھ دیے پھر قرآن کریم کے تین نسخے لکھے اور ان میں بھی تحریف کی۔ جب مسلمانوں اور علماء کو دیے تو وہ چونک اٹھے اور فوراً ان نسخوں کو محو کر دیا۔ میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں، جو اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، وہ سچا اور عملی طور پر نافذ ہے۔ یہ اعجاز دکھا کر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مشرف بہ اسلام فرمایا۔ اس طرح ان گنت واقعات ہیں۔ بہر حال حفاظ الفاظ قرآن کی اور علماء معانی کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ لوگ نہ الفاظ میں، نہ معانی میں تحریف کو قبول کرتے ہیں اور نہ کسی کو تحریف کرنے دیتے ہیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ

اور البتہ تحقیق ہم نے انسان کو

مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ﴿٢٦﴾ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾

بجتی ہوئی مٹی سے جو سڑے ہوئے گارے سے تھی پیدا کیا ○ اور ہم نے اس سے پہلے جنوں کو آگ کے شعلہ سے بنایا تھا ○

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ﴿٢٨﴾

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں ○

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ﴿٢٩﴾ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ

پھر جب میں اسے ٹھیک بنالوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا ○ پھر سب کے سب

كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٣٠﴾ إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ﴿٣١﴾

فرشتوں نے سجدہ کیا ○ مگر ابلیس نے انکار کیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو ○

قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ لَمْ أَكُنْ لِأَسْجُدَ

فرمایا اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا ○ کہا میں ایسا نہ تھا کہ ایک ایسے

لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ﴿٣٣﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا

بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی ہوئی مٹی سے جو سڑے ہوئے گارے کی تھی پیدا کیا ہے ○ کہا تو آسمان سے نکل جا

فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٣٤﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي

بے شک تو مردود ہوگیا ○ اور بے شک تجھ پر قیامت کے دن تک لعنت رہے گی ○ کہا اے میرے رب! تو پھر مجھے

إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٣٦﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿٣٧﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٣٨﴾

قیامت کے دن تک مہلت دے ○ فرمایا بے شک تجھے مہلت ہے ○ وقت معلوم کے دن تک ○

قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾

کہا اے میرے رب! جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے البتہ ضرور ضرور میں زمین میں انہیں ان کے گناہوں کو مرغوب کر کے دکھاؤں گا اور

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾

ان سب کو گمراہ کروں گا ○ سوائے تیرے ان بندوں کے جو ان میں مخلص ہوں گے ○ فرمایا یہ راستہ مجھ پر سیدھا ہے ○

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿۴۲﴾

بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ بھی بس نہیں چلے گا مگر جو گمراہوں میں سے تیرا تابعدار ہوا ○

وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ

اور بے شک ان سب کا وعدہ دوزخ پر ہے ○ اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے

جُزْءٌ مَقْسُومٌ ﴿۴۴﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۴۵﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ

ان لوگوں کے الگ الگ حصے ہیں ○ بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں رہیں گے ○ ان باغوں میں سلامتی اور امن سے

آمِنِينَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿۴۷﴾

جاکر رہو ○ اور ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم وہ سب دور کردیں گے سب بھائی بھائی ہوں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھنے والے ہوں گے ○

لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا

انہیں وہاں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے ○ میرے بندوں کو اطلاع دے کہ بے شک

الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۴۹﴾ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ

میں بخشنے والا مہربان ہوں ○ اور بے شک میرا عذاب وہی دردناک عذاب ہے ○ اور انہیں ابراہیم کے مہمانوں کا

إِبْرَاهِيمَ ﴿۵۱﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ ﴿۵۲﴾ قَالُوا

حال سنادو جب اس کے گھر میں داخل ہوئے اور کہا سلام اس نے کہا بے شک ہمیں تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے ○ کہا

لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰ أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ

ڈرومت بے شک ہم تمہیں ایک دانا لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں ○ کہا مجھے اب بڑھاپے میں خوشخبری سناتے ہو سو کس چیز کی

تُبَشِّرُونَ ﴿۵۴﴾ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَانِطِينَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ

خوشخبری سناتے ہو ○ انہوں نے کہا ہم نے تمہیں سچی خوشخبری سنائی ہے سو تو ناامید نہ ہو ○ کہا اپنے

يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿۵۷﴾

رب کی رحمت سے ناامید تو گمراہ لوگ ہی ہوا کرتے ہیں ○ کہا اے فرشتو! پھر تمہارا کیا مقصد ہے ○

قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ﴿۵۸﴾ إِلَّا آلَ لُوطٍ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۵۹﴾

انہوں نے کہا ہم ایک نافرمان قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ○ مگر لوط کے گھر والے کہ ہم ان سب کو بچالیں گے ○

إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ﴿۶۱﴾ ع

مگر اس کی بیوی ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں سے ہے ○ پھر جب لوط کے گھر فرشتے پہنچے ○

قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ ﴿۶۲﴾ قَالُوا بَلْ جِئْنَاكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿۶۳﴾ وَأَتَيْنَاكَ

کہا بے شک تم اجنبی لوگ ہو ○ انہوں نے کہا بلکہ ہم تیرے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں وہ جھگڑتے تھے ○ اور ہم تیرے پاس

بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿۶۴﴾ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ

پکی بات لائے ہیں اور بے شک ہم سچ کہتے ہیں ○ پس تم اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے لے نکلو اور تو ان کے پیچھے چل

وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ

اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے اور چلے جاؤ جہاں تمہیں حکم ہے ○ اور ہم نے لوط کو قطعی طور پر یہ

الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هَٰؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ مُصْبِحِينَ ﴿۶۶﴾ وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۶۷﴾

بات واضح کر دی تھی کہ صبح ہوتے ہی ان کی جڑ کاٹ دی جائے گی ○ اور شہر والے خوشیاں کرتے ہوئے آئے ○

قَالَ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ﴿۶۸﴾ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ ﴿۶۹﴾

لوط نے کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھے ذلیل نہ کرو ○ اور اللہ سے ڈرو اور مجھے بے آبرو نہ کرو ○

قَالُوا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ﴿۷۱﴾

انہوں نے کہا کیا ہم نے تمہیں دنیا بھر کی حمایت سے منع نہیں کیا ہے ○ کہا یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں اگر تم کرنے والے ہو ○

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۷۲﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ﴿۷۳﴾

تیری جان کی قسم ہے وہ اپنی مستی میں اندھے ہو رہے تھے ○ پھر دن نکلتے ہی انہیں ہولناک آواز نے آ لیا ○

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ ﴿۷۴﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

پھر ہم نے ان بستیوں کو زیر و زبر کر دیا اور ان پر کنکر کے پتھر برسائے ○ بے شک اس واقعہ میں

لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ ﴿۷۵﴾ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُقِيمٍ ﴿۷۶﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۷۷﴾

اہل بصیرت کے لئے کئی نشانیاں ہیں ○ اور بے شک یہ بستیاں سیدھے راستے پر واقع ہیں ○ بے شک اس میں ایمانداروں کے لئے نشانیاں ہیں ○

وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُبِينٍ ﴿۷۹﴾ ع

اور بن کے لوگ بھی بدکار تھے ○ پھر ہم نے ان سے بھی بدلہ لیا اور یہ دونوں بستیاں کھلے راستہ پر واقع ہیں ○

افاداتِ محمود:

صَلْصَالٍ وہ مٹی جو آگ پر پکائی جائے اور پھر اس کی آواز نکلتی ہے۔ اس کو فخار بھی کہتے ہیں۔ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ سڑا ہوا گارا، یہ لیس دار اور بدبودار ہوتا ہے۔ علامہ الوسی صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے حمأ کو تیار فرمایا اور حضرت آدم کی شکل بنائی۔ پھر جب وہ ڈھانچہ اچھی طرح خشک ہو گیا اور کھنکھناتی مٹی بن گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں روح ڈال دی۔ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ الخ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ اور اصحاب مدین کو بعض لوگوں نے ایک کہا ہے اور بعض مفسرین نے الگ الگ شمار کیا ہے، لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ اصحاب مدین اور اصحاب الایکۃ کی طرف جو نبی مبعوث ہوئے تھے، وہ حضرت شعیب علیہ السلام ہی تھے۔ قوم شعیب شرک بھی کرتی تھی اور ناپ تول میں کمی بھی اور راہزنی ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا

اور بے شک حجر والوں نے رسولوں کا جھٹلایا تھا ○ اور ہم نے انہیں اپنی نشانیاں بھی دی تھیں پر وہ ان سے

مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

رُوگردانی کرتے تھے ○ اور وہ لوگ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے تھے کہ امن میں رہیں ○ پھر انہیں صبح کے وقت

الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَا خَلَقْنَا

سخت آواز نے آ پکڑا ○ پھر ان کے دنیاوی ہنر ان کے کچھ بھی کام نہ آئے ○ اور ہم نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ

آسمانوں اور زمین اور ان کی درمیانی چیزوں کو بغیر حکمت کے پیدا نہیں کیا اور قیامت ضرور آنے والی ہے پر تو ان سے

الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا

خوش خلقی کے ساتھ کنارہ کر ○ بے شک تیرا رب وہی پیدا کرنے والا جاننے والا ہے ○ اور ہم نے تمہیں سات آیتیں دیں جو

مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ

(نماز میں) دہرائی جاتی ہیں اور قرآن عظمت والا دیا ○ اور تو اپنی آنکھ اُٹھا کر بھی ان چیزوں کو نہ دیکھ جو ہم نے

اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

مختلف قسم کے کافروں کو استعمال کے لئے دے رکھی ہیں اور ان پر غم نہ کر اور اپنے بازو ایمان والوں کے لئے جھکا دے ○

وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيْنَ

اور کہہ دو بے شک میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں ○ جیسا ہم نے (عذاب) ان بانٹنے والوں پر بھیجا ہے ○ جنہوں نے

جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا

قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے ○ پھر تیرے رب کی قسم ہے البتہ ہم ان سب سے سوال کریں گے ○ اس چیز سے کہ وہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ

کرتے تھے ○ سو تو کھول کر سنا دے جو تجھے حکم دیا گیا ہے اور مشرکوں کی پروا نہ کر ○ بے شک ہم تیری طرف سے

الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

ٹھٹھا کرنے والوں کے لئے کافی ہیں ○ جو اللہ کے ساتھ دوسرا خدا مقرر کرتے ہیں سو عنقریب معلوم کرلیں گے ○

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ
اور ہم جانتے ہیں کہ تیرا دل ان باتوں سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں○ سو تو اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ کئے جا اور
مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ ع
سجدہ کرنے والوں میں سے ہو○ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے○

افاداتِ محمود:

اَصْحٰبُ الْحِجْرِ، حِجْر ایک مقام کا نام ہے۔ مدینہ منورہ کے شمال میں واقع یہ قوم ثمود کا ملک ہے۔ ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام بھیجے گئے تھے۔

كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الخ مقتسمین کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں ان سے مراد یہود ونصاریٰ ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے قرآن کریم کو اس طور پر تقسیم کر رکھا تھا کہ جو آیتیں ان کی طبیعت کے موافق ہوتی تھیں ان کو مان لیتے تھے اور جو طبیعت کے خلاف ہوتی تھیں ان سے اعراض کر لیتے تھے مقتسمین سے مراد یہود ونصاریٰ ہی ہیں اور قرآن سے مراد کتب سابقہ ہیں اور عضین سے مراد تحریف ہے۔ یعنی یہود نے تورات میں اور نصاریٰ نے انجیل میں طرح طرح کی تحریفیں کر ڈالی تھیں یا مقتسمین سے مراد مشرکین ہیں اور قرآن سے قرآن کریم ہی مراد ہے اور ''عضین'' سے مراد یہ ہے کہ جیسے بعض سورتوں کا نام مائدہ اور بقرہ ہے اور بعض کا نام عنکبوت ہے۔ تو مشرکین بطور مذاق ایک دوسرے کو کہتے تھے بقرہ میں لوں گا اور عنکبوت تو لے لینا یا کہتے تھے مائدہ میں لے لوں گا اور عنکبوت تو لے لینا یا مقتسمین سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر یا کاہن کہا کرتے تھے اور قرآن کریم کو سحر یا کہانت سے تعبیر کرتے تھے۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنے سے مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم کے بعض حصہ کو کہانت کہا، بعض حصہ کو جادو کہا، بعض حصہ کو جنون کہا وغیرہ وغیرہ

حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ الخ یقین سے مراد موت ہے جیسا کہ سورہ مدثر میں ہے۔ ''حتّٰی اتانا الیقین'' بعض صوفیاء نے یقین کی تفسیر مشاہدہ سے کی ہے اور کہا ہے کہ عبادت کرنا مشروط ہے عدم مشاہدہ سے، لہٰذا جب مشاہدہ ہو جائے تو پھر عبادت کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے، لیکن ''یقین'' کی تفسیر مشاہدہ سے کرنا اور پھر یہ کہنا کہ مشاہدہ کے بعد انسان مکلّف نہیں رہتا یہ غلط ہے۔ یقین سے مراد وقت یقین یعنی موت ہے۔

آیاتہا ۱۲۸ (۱۶) سورۃ النحل مکیۃ (۷۰) رکوعاتہا ۱۶

سورۂ نحل مکی ہے اور اس میں ایک سو اٹھائیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١﴾ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ

اللہ کا حکم آپہنچا تم اس میں جلدی مت کرو وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے○ وہ اپنے بندوں سے

بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا

جس کے پاس چاہتا ہے فرشتوں کو وحی دے کر بھیج دیتا ہے یہ کہ خبردار کردو کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

أَنَا فَاتَّقُونِ ﴿٢﴾ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ تَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣﴾

پس مجھ سے ڈرتے رہو○ اسی نے آسمان اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے وہ ان کے شرک سے پاک ہے○

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ ﴿٤﴾ وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا ۗ

اسی نے آدمی کو ایک بوند سے پیدا کیا پھر وہ یکا یک کھلم کھلا جھگڑنے لگا○ اور تمہارے واسطے چار پایوں کو بھی اسی نے بنایا

لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٥﴾ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ

ان میں تمہارے جاڑے کا بھی سامان ہے اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے کھاتے بھی ہو○ اور تمہارے لئے ان میں

وَحِينَ تَسْرَحُونَ ﴿٦﴾ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ

زینت بھی ہے جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب چرانے لے جاتے ہو○ اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر ان شہروں تک لے جاتے ہیں کہ

الْأَنْفُسِ ۚ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿٧﴾ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا

جہاں تک تم جان کو تکلیف میں ڈالنے کے سوا نہیں پہنچ سکتے تھے بے شک تمہارا رب بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے○ اور گھوڑے

وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨﴾ وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ۚ

اور خچر اور گدھے پیدا کئے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور وہ چیزیں پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے○ اور اللہ تک سیدھی راہ پہنچتی ہے

وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩﴾ ع ۱

اور بعض ان میں ٹیڑھی بھی ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو سیدھی راہ بھی دکھا دیتا○

افاداتِ محمود:

یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَةَ بِالرُّوْحِ الخ روح سے مراد وہ راز حکمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آیات قرانیہ میں رکھا ہے۔ تمام قران کریم اور وحی راز ہے بین اللہ و بین الرسول یا وحی کو روح سے اس وجہ سے تعبیر فرمایا کہ قلوب و ابدان کو حقیقی زندگی اور حیات طیبہ قرآن کریم اور وحی سے ہی مل سکتی ہے۔ دِفْءٌ گرمی کا اثر

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ

وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لئے پانی

شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ﴿۱۰﴾ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ

نازل کیا اسی میں سے پیتے ہو اور اسی سے درخت ہوتے ہیں جن میں چراتے ہو○ تمہارے واسطے اسی سے کھیتی اور زیتون

وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے اگاتا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے

يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ

جو غور کرتے ہیں○ اور رات اور دن اور سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا دیا ہے اور اسی کے حکم سے

مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ

ستارے بھی کام میں لگے ہوئے ہیں بے شک اس میں لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں○ اور تمہارے واسطے جو چیزیں

فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾

زمین میں رنگ برنگ کی پھیلائی ہیں ان میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو سوچتے ہیں○

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً

اور وہ وہی ہے جس نے دریا کو کام میں لگا دیا کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اسی سے زیور نکالو

تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ

جسے تم پہنتے ہو اور تو اس میں جہازوں کو دیکھتا ہے کہ پانی کو چیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور تاکہ تم اس کے فضل کو تلاش کرو اور

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا

تاکہ تم شکر کرو○ اور زمین پر پہاڑوں کے بوجھ ڈال دیئے تاکہ تمہیں لے کر نہ ڈگمگائے اور تمہارے لئے نہریں اور راستے بنا دیئے

لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ

تاکہ تم راہ پاؤ○ اور نشانیاں بنائیں اور ستاروں سے لوگ راہ پاتے ہیں○ پھر کیا جو شخص پیدا کرے

كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

اس کے برابر ہے جو کچھ بھی نہ پیدا کرے کیا تم سوچتے نہیں○ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو ان کا شمار نہیں کر سکو گے

إِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ
بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو ○ اور جنہیں
يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ أَمْوَاتٌ غَيْرُ
اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں ○ وہ تو مردے ہیں
أَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ أَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾
جن میں جان نہیں اور وہ نہیں جانتے کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے ○

ع ۱۴ / ۸

افاداتِ محمود:

لَحْمًا طَرِيًّا الخ اس سے مراد مچھلی ہے۔ بظاہر یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فقہاء نے کتاب الایمان میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں لحم یعنی گوشت نہیں کھاؤں گا اور پھر مچھلی کھالی تو حانث نہ ہوگا۔ حالانکہ جب قرآن کریم میں مچھلی کے گوشت کو لحم سے تعبیر کیا گیا ہے تو اس کے کھانے سے حانث ہونا چاہیے تھا؟ جواب یہ ہے کہ قسموں کا مدار عرف پر ہے اور عرف عام میں لحم میں مچھلی شامل نہیں ہے۔ للہذا اس وجہ سے حانث نہ ہوگا۔

أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَآءٍ الخ

کیا جمادات کو اموات کہنا درست ہے؟

موت وحیات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ان دونوں کے درمیان تقابلِ تضاد ہے اور تقابلِ تضاد میں ضابطہ یہ ہے کہ ضدین دونوں وجودی ہوتے ہیں یعنی بالفعل تو دونوں موجود نہیں ہو سکتے، لیکن یہ تقابل ایسے محل میں ہوتا ہے کہ اس محل پر دونوں ضدین میں سے کوئی بھی ضد صادق آ سکتی ہے۔ اب یہاں موت وحیات دونوں وجودی ہیں جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے: خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ الخ (سورہ ملک پارہ نمبر ۲۹) پیدا کیا ہے موت کو اور زندگی کو۔ المخلوق هو الموجود جو مخلوق ہے وہ موجود ہے۔ البتہ حیات کی تفسیر وجودی اور موت کی عدمی ہے۔ الحیات امر وجودی والموت امر عدمی' ای عدم الحیات یعنی الحی ان یکون حیا۔ زندہ وہ ہے جو صفاتِ حیات سے موصوف ہو اور میت وہ ہے جو بالفعل صفت حیات سے موصوف نہ ہو، لیکن اس میں حیات کی استعداد ہو۔ ای الذی یمکن ان یکون محلا للحیات۔ اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اموات کا اطلاق جو غیر اللہ پر کیا گیا ہے، اس کا مصداق بہت سے انسان ہیں جن میں حیات کی استعداد ہے، لیکن وہ بت جو پتھر' پیتل' تانبے اور سونے چاندی کے بنے ہوئے ہیں ان میں حیات کی استعداد ہی نہیں ہے تو اُن پر اموات کا اطلاق کیونکر درست ہوسکتا ہے؟

جواب یہ ہے کہ اصل میں جتنے بت بنائے گئے تھے وہ انبیاء اور صلحاء کی شکلوں کی نقالی کی گئی تھی۔ جیسا کہ سیرو احادیث کی کتابوں میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو فتح فرمایا تو خانہ کعبہ کے اندر جو بت رکھے ہوئے تھے، بعض حضرت ابراہیم کی شکل کے تھے۔ اسی طرح قران کریم میں قوم نوح کے بتوں کے نام ہیں ود، سواع، یعوق، یغوث اور نسر۔ یہ سب صالح لوگ تھے جن کے ہم شکل بت بنائے گئے اور پھر یہ ان کے ناموں سے یاد ہونے لگے۔ مشرکین ان کو سامنے رکھ کر تعظیم کرتے تھے اور ان کو قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے تھے، لہٰذا اس اعتبار سے ان پر اموات کا اطلاق درست ہے کہ وہ انسانوں کی شکلوں سے متشکل تھے اور ان کے ہی ناموں سے جانے پہچانے جاتے تھے۔

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

تمہارا معبود اکیلا معبود ہے پھر جو آخرت پر ایمان

بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا

نہیں رکھتے ان کے دل نہیں مانتے اور وہ تکبر کرنے والے ہیں ○ ضرور اللہ جانتا ہے جو کچھ

يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّا

چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں بے شک وہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ○ اور جب ان سے کہا جائے کہ

ذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً

تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے کہتے ہیں پہلے لوگوں کے قصے ہیں ○ تا کہ قیامت کے دن اپنے بوجھ

يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع

پورے اٹھائیں اور کچھ ان کے بوجھ جنہیں بے علمی سے گمراہ کرتے ہیں خبردار! برا بوجھ ہے جو اٹھاتے ہیں ○

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ

ان سے پہلے لوگوں نے بھی مکر کیا تھا پھر اللہ نے ان کی عمارت کو جڑوں سے ڈھا دیا

فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا

پھر ان پر اوپر سے چھت گر پڑی اور ان پر عذاب آیا جہاں سے انہیں

يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ

خبر بھی نہ تھی ○ پھر قیامت کے دن انہیں رسوا کرے گا اور کہے گا میرے شریک کہاں ہیں جن پر تمہیں

كُنْتُمْ تُشَاۗقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ

بڑی ضد تھی جنہیں علم دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ بے شک آج کافروں کے لئے رسوائی

عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ

اور برائی ہے ○ یہ وہ لوگ ہیں کہ فرشتوں نے ان کی ایسی حالت میں رُوح نکالی تھی کہ وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے پھر وہ صلح کا پیغام

مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا

بھیجیں گے کہ ہم تو کوئی برا کام نہ کرتے تھے کیوں نہیں بے شک اللہ کو تمہارے اعمال کی پوری خبر ہے ○ سو دوزخ کے

أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا ۖ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٢٩﴾ وَقِيلَ

دروازوں میں داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ رہو پس متکبرین کا کیا ہی برا ٹھکانا ہے ○ اور

لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا ۗ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هٰذِهِ

پرہیزگاروں سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو کہتے ہیں اچھی چیز جنہوں نے نیکی کی ہے (ان کے لئے) اس

الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٠﴾ جَنّٰتُ

دنیا میں بھی بہتری ہے اور البتہ آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور پرہیزگاروں کا کیا اچھا گھر ہے ○ ہمیشہ رہنے کے

عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۚ كَذٰلِكَ

باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جو چاہیں گے انہیں وہاں ملے گا اللہ

يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِينَ ﴿٣١﴾ الَّذِينَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ

پرہیزگاروں کو ایسا ہی بدلہ دے گا ○ جن کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں ایسے حال میں کہ وہ پاک ہیں فرشتے کہیں گے

سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٢﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ

تم پر سلامتی ہو بہشت میں داخل ہو جاؤ بسبب ان کاموں کے جو تم کرتے تھے ○ کیا اب اس کے منتظر ہیں کہ

تَأْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

ان پر فرشتے آویں یا تیرے رب کا حکم آئے اسی طرح ان سے پہلوں نے بھی کیا تھا

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٣٣﴾ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا

اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا اور لیکن وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے ○ پھر انہیں ان کے بداعمال کے

عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٤﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا ع

نتیجے مل کر رہے اور جس کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے وہی ان پر نازل ہوا ○ اور مشرک کہتے ہیں

لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا

اگر اللہ چاہتا تو ہم اس کے سوا کسی چیز کی عبادت نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور اس کے حکم کے سوا

مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى

ہم کسی چیز کو حرام نہ ٹھہراتے اسی طرح کیا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے پھر رسولوں کے

الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ

ذمہ تو صرف صاف پہنچا دینا ہے ○ اور البتہ تحقیق ہم نے ہر امت میں یہ پیغام دے کر رسول بھیجا کہ

اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ

اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو پھر ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض پر

مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

گمراہی ثابت ہوئی پھر ملک میں پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا

الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ

انجام کیا ہوا ○ اگر تو انہیں ہدایت پر لانے کی طمع کرے تو اللہ ہدایت نہیں دیتا اس شخص کو جسے گمراہ کردے

وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ

اور نہ ان کے لئے کوئی مددگار ہوگا ○ اور اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ نہیں اٹھائے گا اس شخص کو

مَنْ يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ ۙ

جو مر جائے گا ہاں اس نے اپنے ذمہ پکا وعدہ کر لیا ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے ○

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ

تاکہ ان پر ظاہر کردے وہ بات جس میں یہ جھگڑتے ہیں اور تاکہ کافر معلوم کر لیں کہ

كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع

وہ جھوٹے تھے ○ ہم جس کام کے کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے لئے ہمارا اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ ہم اسے کہہ دیں ہو جا پھر ہو جاتا ہے ○

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا

اور جنہوں نے اللہ کے واسطے گھر چھوڑا اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا تو البتہ ہم انہیں دنیا میں

حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى

اچھی جگہ دیں گے اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے کاش یہ لوگ سمجھ جاتے ○ جو لوگ ثابت قدم رہے اور

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ

اپنے رب پر بھروسہ کیا ○ اور ہم نے تجھ سے پہلے بھی تو انسان ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۗ وَاَنْزَلْنَآ

سو اگر تمہیں معلوم نہیں تو اہل علم سے پوچھ لو ○ ہم نے انہیں معجزات اور کتابیں دے کر بھیجا تھا اور ہم نے

النصف

اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾

تیری طرف قرآن نازل کیا تا کہ لوگوں کے لئے واضح کردے جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے اور تا کہ وہ سوچ لیں ○

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ

پس کیا وہ لوگ نڈر ہو گئے ہیں جو برے فریب کرتے ہیں اس سے کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے یا

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا

ان پر عذاب آئے جہاں سے انہیں خبر بھی نہ ہو ○ یا انہیں چلتے پھرتے پکڑے پس وہ

هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ۭ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾

عاجز کرنے والے نہیں ہیں ○ یا انہیں ڈرانے کے بعد پکڑے پس تحقیق تمہارا رب نہایت ہی شفیق رحم کرنے والا ہے ○

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَاۗىِٕلِ

کیا وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھتے کہ اس کے سائے دائیں اور بائیں طرف جھکے جا رہے ہیں اور

سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں ○ اور جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے

مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ

جانداروں سے اور فرشتے سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے ○ وہ اپنے بالا دست رب سے ڈرتے ہیں

وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ السجدة ع

اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہ بجا لاتے ہیں ○

افاداتِ محمود:

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ الخ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جس نے دین کے خاطر وطن کو چھوڑا، عزیز و اقارب کو قربان کیا تو اللہ تعالیٰ اچھی جگہ، ہمدرد ساتھی' پہلے سے اچھا اور خوش گوار ماحول نصیب فرمائے گا۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کی شرائط میں ایک شرط یہ تھی کہ اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ سے مسلمان ہو کر مدینہ منورہ جائے گا تو مسلمان اسے واپس کرنے کے پابند ہوں گے اور خدانہ خواستہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر (العیاذ باللہ) مکہ مکرمہ آ گیا تو مکے والے

پابند نہ ہوں گے کہ اسے واپس کردیں۔ یہ معاہدہ طے پانے کے بعد سب سے پہلے شخص ابوبصیر تھے جو مدینہ منورہ پہنچے۔ اہل مکہ نے دو آدمی ان کے پیچھے روانہ کردیے۔ انہوں نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی واپسی کا مطالبہ کردیا۔ حضور نے ابوبصیر سے فرمایا کہ تم واپس چلے جاؤ، میں معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔ وہ کہنے لگے حضور کیا آپ مجھ کو پھر مشرکین کے حوالہ کرنا چاہتے ہیں جو مجھ کو میرے دین سے پھیرنا چاہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی سبب بنادیں گے۔ خیر وہ ان دونوں کے ساتھ مکہ روانہ ہوگئے۔ راستہ میں کسی جگہ بیٹھ کر آرام کرنے لگے تو حضرت ابوبصیر کی بصیرت نے خوب کام کیا اور وہ اسم بامسمّی ثابت ہوئے۔ دونوں مشرکوں میں سے ایک سے کہنے لگے کہ آپ کی تلوار بڑی عمدہ معلوم ہوتی ہے۔ اس نے کہا ہاں یہ بہت ہی عمدہ تلوار ہے۔ میں کئی بار اس کو آزما چکا ہوں۔ میں نے اسے اپنی اُمیدوں سے بڑھ کر پایا ہے۔ حضرت ابوبصیر نے کہا کیا آپ اسے میرے ہاتھ میں دیں گے، تاکہ میں اس عمدہ تلوار کو دیکھ سکوں؟ اس نے تلوار ابوبصیر کے ہاتھ میں دے دی۔ تلوار کا دستہ ہاتھ میں آتے ہی ابوبصیر نے اس شخص پر باسلانہ وار کر کے اس کو ٹھنڈا کردیا اور دوسرا بھاگ گیا۔ اس نے واپس مدینہ منورہ پہنچ کر حضورؐ کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ پیچھے پیچھے حضرت ابوبصیر بھی پہنچ گئے۔ حضورؐ نے جب ابوبصیر کو دیکھا تو فرمایا تو بڑا ہی لڑائی کو بھڑکانے والا ہے اگر اس کے ساتھ کوئی ہوتا۔ پھر آپ نے ابوبصیر کو دوبارہ حکم دیا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ میں وعدہ خلافی اور معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔ چنانچہ یہ مدینہ منورہ سے نکل آئے اور جا کر ساحل سمندر پر پڑاؤ ڈال دیا۔ بعد میں حضرت ابوجندل بھی وہاں پہنچ گئے اور اس طرح صحابہ کرام جو کہ مدینہ یا مکہ میں بے کس و بے بس تھے، ان کا اچھا خاصہ اجتماع ہوگیا تھا۔ قریش مکہ کے قافلے ملک شام آتے جاتے تھے۔ یہی ان کا راستہ اور گزرگاہ تھی۔ صحابہ کرامؓ ان کے قافلوں کو لوٹ لیتے تھے۔ بقول بعض مؤرخین کے وہاں ۷۰، ۸۰ یا تین سو جان نثار جمع ہوگئے۔ آخرکار مشرکین مکہ نے تنگ آ کر حضور کے پاس آدمی بھیجا کہ آپ معاہدہ کی یہ شق ختم کردیتے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ان لوگوں کو ساحل سمندر سے واپس مدینہ منورہ بلا لیں۔ آئندہ جو شخص مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آئے گا، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی طرف ایک والا نامہ ارسال فرمایا۔ جب آپ کا یہ والا نامہ پہنچا تو حضرت ابوبصیر پر نزع کی کیفیت طاری تھی۔ آپ حضورؐ اکرم کا والا نامہ پڑھتے جاتے تھے اور خوش ہوتے جاتے تھے۔ والا نامہ پڑھنے سے فارغ ہوتے ہی روح جسد عنصری سے اس حال میں پرواز کرگئی کہ آپ کا والا نامہ مبارک آپ کے سینہ پر رکھا ہوا تھا۔ حضرت ابوجندل وغیرہ نے حضرت ابوبصیر کو وہیں دفن کردیا اور خود واپس مدینہ منورہ چلے گئے۔ اصل میں معاہدہ کی یہ شق شروع ہی سے بے معنی اور ظالمانہ تھی۔ اس میں مسلمانوں کے حق میں کوئی بات نہ تھی۔ یہ بات سراسر مشرکین مکہ کے حق میں تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے بہت جلد وہ شق ختم کرادی اور کچھ عرصہ کے بعد مشرکین نے تمام شرطیں عملی طور پر ختم کردیں۔ آخر یہ ہوا کہ قدم قدم پر معاہدہ کی شرطوں کی

مخالفت کر کے قصہ ہی ختم کر دیا گیا۔

عورت جب نبیہ نہیں ہو سکتی تو والیہ اور سربراہ مملکت کیسے ہو سکتی ہے؟

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا الخ

اس آیت سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ انبیاء مرد ہی گزرے ہیں کوئی عورت نبیہ نہیں ہوئی۔ عورت اپنی جنس کے اعتبار سے ان ذمہ داریوں کو قبول نہیں کر سکتی جو انبیاء کو سونپی جاتی ہیں۔ خسرو پرویز کسریٰ ایران کی بیٹی جب ایران کی والیہ بنی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لن یفلح قوم ولوا امرھم امراۃ یعنی وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جو اپنے معاملات عورت کے سپرد کر دے۔ کسریٰ کو اندیشہ ہوا کہ اُس کا بیٹا حکومت اور اقتدار کے حصول کے نشہ میں مست کہیں اسے قتل ہی نہ کر دے اور خود حکومت پر قبضہ کر لے۔ اس کو یہ تدبیر سوجھی کہ اس نے ایک چھوٹی سی شیشی میں انتہائی خطرناک زہر ڈال کر اس کے لیے اوپر چٹ لگادی۔ اکسیر برائے قوت باہ۔ اس نے وہ بوتل اپنی خاص الماری میں رکھ دی۔ جب حصول اقتدار کے لیے بیٹے نے باپ کو قتل کر دیا اور چابیاں لے کر اس کے خفیہ اور خاص اشیاء کو تلاش کیا تو الماری سے وہ شیشی بھی ہاتھ لگ گئی۔ اس نے بڑے شوق سے وہ زہر پی لیا وہ چند گھنٹے برسر اقتدار رہنے کے بعد چل بسا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ کسریٰ پرویز پہلا شخص ہے جس نے مرنے کے بعد اپنا انتقام لیا۔ باپ اور بیٹے کے چلے جانے کے بعد اور لوگوں کو اور کوئی اہل نظر نہیں آیا۔ ویسے بھی اس خاندان سے باہر کسی کو سربراہ بنانے کو لوگ بدفالی خیال کرتے تھے، لہٰذا لوگوں نے کسریٰ پرویز کی بیٹی کو مملکت ایران کا سربراہ بنا دیا۔

ایوب خاں کے الیکشن کے زمانے میں مولانا مودودی نے فاطمہ جناح کی حمایت کی۔ ان دنوں مولانا مودودی نے لکھا کہ عورت سربراہ بن سکتی ہے۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی مساوات کا درس دیا لیکن بعض مصلحتوں کی وجہ سے عورت کو آگے نہیں بڑھایا اور امیر نہیں بنایا لیکن اس وقت صورتحال کچھ اور ہے۔ لہٰذا اسلامی اخوت اور مساوات کا تقاضا یہ ہے کہ عورت کی سربراہی جائز ہو، لیکن مودودی صاحب کی یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ مساوات کا مقصد یہ ہے کہ ہر صاحب حق کو حق ملے اور نفاذ حدود وتعزیرات میں ہرگز یہ فرق روا نہ رکھا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ امیر جرم کرے تو اسے سزا نہ ملے اور غریب جرم کرے تو سزا پائے۔ وزراء وافسران شاہی کے اقرباء کو تو کسی جرم کی سزا نہ ملے اور جن کا کوئی پرسان حال نہ ہو وہ ناکردہ گناہوں کی سزا بھگتتے پھریں۔ یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ہاتھی اور چیونٹی کو ایک ہی ترازو سے تولا جائے۔ لہٰذا ہم نے پوری طاقت سے اس کی مخالفت کی۔ حتیٰ کہ فاطمہ جناح اور اس کے تمام کارندے ناکام ہوگئے۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا

اللہ نے کہا ہے — دو معبود نہ بناؤ — وہ

هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ایک ہی معبود ہے — پھر مجھی سے ڈرو ۞ — اور اسی کا ہے — جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ

اور عبادت اسی کی لازم ہے — پھر کیا اللہ کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو ۞ — اور تمہارے پاس جو نعمت بھی ہے — سو

اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔــرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ۚ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ

اللہ کی طرف سے ہے — پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے — تو اسی سے فریاد کرتے ہو ۞ — پھر جب تم سے تکلیف دور — کر دیتا ہے

اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ ۙ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ

تو فوراً تم میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شریک بنانے لگتی ہے ۞ تاکہ جو نعمتیں ہم نے انہیں دی تھیں ان کی ناشکری کریں

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ

خیر نفع اٹھا لو آگے چل کر معلوم کر لو گے ۞ اور جنہیں وہ جانتے بھی نہیں ان کے لئے ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے ایک حصہ مقرر کرتے ہیں

تَاللّٰهِ لَتُسْــَٔــلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ

اللہ کی قسم — البتہ تم سے ان بہتانوں کی ضرور باز پرس ہوگی ۞ — اور اللہ کے لئے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں — وہ اس سے پاک ہے

وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا

اور اپنے لئے جو دل چاہتا ہے ۞ — اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جائے — اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے

وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ ۚ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي

اور وہ غمگین ہوتا ہے ۞ — اس خوشخبری کی برائی کے باعث لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے — آیا اسے ذلت قبول کر کے رہنے دے

هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

یا اس کو مٹی میں دفن کر دے — دیکھو کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں ۞ — جو آخرت کو نہیں مانتے

بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَوْ ع

ان کی بری مثال ہے — اور اللہ کی شان سب سے بلند ہے — اور وہی زبردست حکمت والا ہے ۞ — اور اگر

يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ

اللہ لوگوں کو ان کی بے انصافی پر پکڑ لے تو زمین پر کسی جاندار کو نہ چھوڑے لیکن

يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا

ایک مدت مقرر تک انہیں مہلت دیتا ہے پھر جب ان کا وقت آتا ہے تو نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ

يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ

آگے بڑھ سکتے ہیں۝ اور اللہ کے لئے وہ چیزیں تجویز کرتے ہیں جنہیں آپ بھی پسند نہیں کرتے اور زبان سے جھوٹے دعوے کرتے ہیں کہ

اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ

آخرت کی بھلائی انہیں کے لئے ہے اس میں شک نہیں کہ ان کے لئے آگ ہے اور بے شک وہ سب سے پہلے دوزخ میں بھیجے جائیں گے۝ اللہ کی قسم!

اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ

ہم نے تجھ سے پہلے بھی قوموں میں رسول بھیجے تھے پھر شیطان نے لوگوں کو ان کی بداعمالیاں اچھی کر دکھائیں سو آج بھی ان کا

الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ

وہی دوست ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۝ اور ہم نے اسی لئے تجھ پر کتاب اتاری ہے کہ تو انہیں وہ چیز کھول کر سنا دے

الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ

جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں اور ایمانداروں کے لئے ہدایت اور رحمت بھی ہے۝ اور اللہ نے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دیا اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے

يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ ع

جو سنتے ہیں۝ اور بے شک تمہارے لئے چارپایوں میں سوچنے کی جگہ ہے ہم ان کے جسم سے خون اور گوبر کے

مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَاۗىِٕغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ

درمیان خالص دودھ پیدا کر دیتے ہیں جو پینے والوں کے لئے خوشگوار ہے۝ اور کھجور

وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

اور انگور کے پھلوں سے نشہ اور اچھی غذا بھی بناتے ہو اس میں لوگوں کے لئے

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا
نشانی ہے جو سمجھتے ہیں ○ اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو حکم دیا کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں
وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِىْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِىْ
اوران چھتوں میں گھر بنائے جو اس کے لئے بناتے ہیں ○ پھر ہر قسم کے میووں سے کھا پھر اپنے رب کی
سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ
تجویز کردہ آسان راہوں پر چل ان کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اس میں
شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ
لوگوں کے لئے شفا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو سوچتے ہیں ○ اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا
ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَىْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ
پھر وہی تمہیں مارتا ہے اور کوئی تم میں سے نکمی عمر تک پہنچایا جاتا ہے جو سمجھدار ہونے کے بعد نادان
شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ ع
ہو جاتا ہے بے شک اللہ جاننے والا قدرت والا ہے ○

افاداتِ محمود:

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ الخ وحی الی النحل سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ تمام مکھیاں ایک سربراہ (یعسوب) کی قیادت میں خوبصورت چھتہ بناتی ہیں جو مسدس مساوی الاضلاع ہوتا ہے۔ محققین نے لکھاہے کہ مکھیاں مسدس کے علاوہ جو بھی شکل اختیار کرتیں تو کوئی نہ کوئی جگہ بیچ میں فالتو رہ جاتی۔

فَاسْلُكِىْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا الخ یہاں دو ترکیبیں ہیں۔ایک یہ ہے کہ ''ذُلُلًا'' کو فَاسْلُكِىْ کی ضمیر سے حال بنایا جائے۔مقصد یہ ہوگا کہ مکھیو تم اللہ کے حکم کے منقاد ہو کر زمین پر چلتی رہو یعنی پاکیزہ پھلوں اور پھولوں سے رس چوس کر شہد تیار کیا کرو اور اس میں کوئی گند اور فاسد مادہ شامل نہ کرنا۔دوسری ترکیب یہ ہے کہ سبل ربک مضاف و مضاف الیہ مل کر موصوف اور ذللاً اس کی صفت۔اس صورت میں مفہوم یہ ہوگا کہ جب تم اپنے چھتے اور گھر سے شہد کی تلاش میں نکلتی ہو تو اپنے رب کے صاف اور واضح راستوں پر چل دیا کرو۔تمہارے لیے جانا بھی آسان اور واپس آنا بھی آسان۔ذلة اسی راستہ کو کہتے ہیں جس پر چل چل کر لوگوں نے روند دیا ہو اور اس پر چلنے کے آثار خوب نمایاں ہوں۔چنانچہ شہد کی مکھیاں کتنی دور چلی جائیں،لیکن آسانی سے واپس اپنے چھتے میں پہنچ جاتی ہیں۔

فِيْهِ شِفَاۤءٌ لِّلنَّاسِؕ

شہد میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی بیماریوں کے لیے شفاء رکھی ہے۔ کبھی صرف شہد ہی استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی دوسری ادویہ میں شامل کر کے دیا جاتا ہے۔ بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ فیہ شفاء لکل داء۔ یعنی شہد میں ہر بیماری سے شفاء ہے۔ ہر بیماری کے لیے شہد کو بطور دوا استعمال کیا جائے گا اور شفاء کی امید اللہ تعالیٰ سے رکھنی چاہیے، لیکن بظاہر یہ عموم مشکل نظر آتا ہے۔ موسموں اور مزاجوں کا فرق سرد اور گرم ہونے کی وجہ سے اثر انداز ہوتا ہے، للہذا عام لوگوں کے لیے عموم نہیں ہے۔ البتہ بعض خواص کے لیے اس کو عام رکھنا درست ہے۔ جن کا عقیدہ اس بات پر مضبوط ہو کہ یہ حکم ربی ہے اور اس میں ہر مرض سے شفاء ہے۔ بعض دوسرے مفسرین کا خیال یہ ہے کہ شہد میں جو شفاء رکھی گئی ہے، یہ عام نہیں ہے بلکہ موسم اور مزاج کے اعتبار سے ہے۔ جن بیماریوں میں شہد مفید ہوگا، ان میں استعمال کیا جائے گا اور جن میں مفید نہ ہوگا، ان میں استعمال نہیں کیا جائے گا۔ خواہ مفید نہ ہونا موسم کی وجہ سے ہو یا مزاج کی وجہ سے۔ اور یہی بات قرین قیاس ہے۔ '' فِيْهِ شِفَاۤءٌ '' یہ قضیہ موجبہ ہے اور شفاء نکرہ ہے۔ قانون یہ ہے کہ نکرہ جب قضیہ موجبہ اور کلام مثبت میں ہوتا ہے تو خاص ہوتا ہے اور جب قضیہ سالبہ و کلام منفی میں ہوتا ہے تو عام ہوتا ہے جیسے فی الدار رجل سے مراد ایک مرد ہے اور ما فی الدار رجل سے نفی استغراق مراد ہے۔ للہذا آیت میں شفاء نکرہ ہے اور کلام مثبت میں ہے تو خاص بیماریوں کے لیے شفاء ہے اور فیہ شفاء لکل داء کا عموم آیت سے ثابت نہیں ہوتا۔ یہاں حافظ عماد الدین ابن کثیر نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میرے بھائی کو دست لگے ہوئے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اسے شہد پلا دو۔ اس نے جا کر شہد پلایا۔ واپس آ کر کہا یا رسول اللہ اس کے اسہال اور زیادہ ہو گئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اور پلا دو۔ اس نے جا کر اور پلایا۔ واپس آ کر کہا کہ یا رسول اللہ اس کے اسہال اور زیادہ ہو گئے۔ حضورؐ نے فرمایا '' صدق اللہ و کذب بطن اخیک اذھب فاسقه عسلا '' یعنی اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ جا اسے اور شہد پلا دو۔ اس نے جا کر شہد پلایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ بعض اطباء کہتے ہیں کہ شاید اس کے پیٹ میں فاسد مادہ زیادہ تھا۔ شہد چونکہ گرم ہے، اس وجہ سے شہد پینے سے وہ فاسد مادہ خارج ہوتا رہا تو اسہال میں اضافہ ہوا۔ دوسری بار بھی ایسا ہی ہوا جب وہ فاسد مادہ نکل گیا تو پیٹ ٹھیک ہو گیا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الشفاء فی ثلاثة شرطة لحجم او شربة عسل او کیة بنار وانھی امتی عن الکی

تین چیزوں میں شفاء ہے۔ پچھنے لگوانے، شہد پینے اور آگ سے داغنے میں اور میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔

اس روایت میں اگرچہ داغنے کو ناپسند فرمایا گیا ہے، لیکن دوسری روایات سے جواز معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال اتنی بات معلوم ہوگئی کہ علاج کرنا اور کروانا سنت ہے، توکل کے خلاف نہیں ہے، البتہ اگر کسی کا عقیدہ اتنا مضبوط ہے کہ اللہ کی ذات پر یقین محکم رکھتا ہے کہ بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے اور اسی کے حکم ومنشا سے جائے گی۔ وہ علاج نہیں کرواتا تو یہ خودکشی نہیں ہوگی۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ جنت میں بغیر حساب وکتاب کے داخل کیے جائیں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے نہ تو تعویذ کروایا ہوگا اور نہ داغ کے ذریعہ علاج کروایا ہوگا۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي

اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر روزی میں

الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ

فضیلت دی پھر جنہیں فضیلت دی گئی ہے وہ اپنے حصہ کا مال اپنے غلاموں کو دینے والے نہیں کہ وہ اس میں

فِيْهِ سَوَآءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

برابر ہو جائیں پھر کیا اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں ○ اور اللہ نے تمہارے واسطے تمہاری ہی قسم سے

اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ

عورتیں پیدا کیں اور تمہیں تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے دیئے اور تمہیں کھانے کے لئے اچھی چیزیں دیں

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ

پھر کیا جھوٹی باتیں تو مان لیتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں ○ اور اللہ کے سوا ان کی

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا

عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین سے انہیں رزق پہنچانے میں کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ

يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾

رکھ سکتے ہیں ○ پس اللہ کے لئے مثالیں نہ گھڑو بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ○

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا

اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے ایک غلام ہے کسی دوسرے کی مِلک میں جو کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک دوسرا آدمی ہے جسے ہم نے

رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ

اچھی روزی دے رکھی ہے اور وہ ظاہر اور پوشیدہ اسے خرچ کرتا ہے کیا دونوں برابر ہیں سب تعریف اللہ کے لئے ہے

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ

مگر اکثر ان میں سے نہیں جانتے ○ اور اللہ ایک اور مثال دو آدمیوں کی بیان فرماتا ہے ایک ان میں سے گونگا ہے

لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ

کچھ بھی نہیں کر سکتا اپنے آقا پر ایک بوجھ ہے جہاں کہیں اسے بھیجے اس سے کوئی خوبی کی بات بن نہ آئے کیا یہ

يَسْتَوِىْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّأْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾		
اور وہ برابر ہے	جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتا ہے	اور وہ خود بھی سیدھے راستے پر قائم ہے ○

ع ۱۶

افاداتِ محمود:

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ الخ

مساوات کا یہ مقصد نہیں ہے کہ سب لوگ رزق میں برابر ہو جائیں۔ جو لوگ اس طرح کی مساوات کے علمبردار بنے ہوئے ہیں اس مساوات پر خود بھی عمل پیرا نہیں ہیں۔ اسلامی مساوات کا یہ مقصد ہے کہ سب کو پورے حقوق ملیں۔ سرمایہ داروں کی طرح غریبوں کے بچوں کو بھی ملازمتیں ملیں۔ وعلی ھذا القیاس۔

وَلِلّٰهِ

اور

غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ

آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں تو اللہ ہی کو معلوم ہیں اور قیامت کا معاملہ تو ایسا ہے جیسا آنکھ کا جھپکنا یا اس سے بھی قریب تر

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۷۷﴾ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○ اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا تم کسی چیز کو نہ

شَیْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾

جانتے تھے اور تمہیں کان اور آنکھیں اور دل دیئے تا کہ تم شکر کرو ○

اَلَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

کیا پرندوں کو نہیں دیکھتے کہ آسمان کی فضا میں تھمے ہوئے ہیں انہیں اللہ کے سوا کون تھامے ہوئے ہے

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُیُوْتِكُمْ

بے شک اس میں بھی ایمانداروں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں ○ اور اللہ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لئے

سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا یَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَیَوْمَ

آرام کی جگہ بنایا ہے اور تمہارے لئے چارپویوں کی کھالوں سے خیمے بنائے جنہیں تم اپنے سفر اور قیام کے دن ہلکے

اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِیْنٍ ﴿۸۰﴾

پاتے ہو اور بھیڑوں کی اون سے اونٹوں کے روؤں سے اور بکریوں کے بالوں سے کتنے ہی سامان اور مفید چیزیں وقت مقرر تک کے لئے بنادیں ○

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ

اور اللہ نے تمہارے لئے اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے سائے بنادیئے اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں بنادیں اور

لَكُمْ سَرَابِیْلَ تَقِیْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِیْلَ تَقِیْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ

تمہارے لئے کرتے بنادیئے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور زرہیں جو تمہیں لڑائی میں بچاتی ہیں اسی طرح اللہ اپنا احسان تم پر

عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۸۲﴾ یَعْرِفُوْنَ

پورا کرتا ہے تا کہ تم فرمانبردار ہو جاؤ ○ پھر بھی اگر نہ مانیں تو تم پر صاف صاف پیغام پہنچا دینا ہی ہے ○ وہ اللہ

نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ

نعمتیں پہچانتے ہیں پھر منکر ہو جاتے ہیں اور اکثر ان میں ناشکرگزار ہیں ○ اور جس دن ہم ہر قوم میں سے

اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾

ایک گواہ کھڑا کریں گے پھر نہ کافروں کو اجازت دی جائے گی اور نہ ان کا کوئی عذر قبول کیا جائے گا ○

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾

اور جب ظالم عذاب دیکھیں گے پھر نہ ان سے ہلکا کیا جائے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی ○

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ

اور جب مشرک اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب! یہی ہمارے شریک ہیں جنہیں

كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا

ہم تیرے سوا پکارتے تھے پھر وہ انہیں جواب دیں گے کہ تم سراسر جھوٹے ہو ○ اور وہ

اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ

اس دن اللہ کے سامنے سر جھکا دیں گے اور بھول جائیں گے وہ جو جھوٹ بناتے تھے ○ جو لوگ

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا

منکر ہوئے اور اللہ کی راہ سے روکتے رہے ہم ان پر عذاب پر عذاب بڑھاتے جائیں گے بسبب اس کے کہ

كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

وہ فساد کرتے تھے ○ اور جس دن ہر ایک گروہ میں سے ان پر انہیں میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے

وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

اور تجھے ان پر گواہ بنائیں گے اور ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا کافی بیان ہے

وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ

اور وہ مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے ○ بے شک اللہ انصاف کرنے کا اور

الْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ

بھلائی کرنے کا رشتہ داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے اور بے حیائی اور بری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے

يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝٩٠ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا

تمہیں سمجھاتا ہے تاکہ تم سمجھو ○ اور اللہ کا عہد پورا کرو جب آپس میں عہد کرو اور قسموں کو

الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ

پکا کرنے کے بعد نہ توڑو حالانکہ تم نے اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنایا ہے بے شک اللہ

يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝٩١ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ

جانتا ہے جو تم کرتے ہو ○ اور اس عورت جیسے نہ بنو جو اپنا سوت محنت کے بعد کات کر

أَنْكَاثًا ۚ تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ

توڑ ڈالے کہ تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد کا ذریعہ بنانے لگو محض اس لئے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے

مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ

بڑھ جائے اللہ اس میں تمہاری آزمائش کرتا ہے اور جس چیز میں تم اختلاف کرتے ہو اللہ اسے ضرور

فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝٩٢ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ

قیامت کے دن ظاہر کردے گا ○ اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا اور لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں

يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٩٣ وَلَا تَتَّخِذُوا

پڑا رہنے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور البتہ تم سے پوچھا جائے گا کہ کیا کرتے تھے ○ اور تم اپنی قسموں کو

أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا

آپس میں فساد کا ذریعہ نہ بناؤ کبھی قدم جمنے کے بعد پھسل نہ جائے پھر تمہیں اس سبب سے کہ تم نے راہ خدا سے روکا ہے

صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝٩٤ وَلَا تَشْتَرُوا

تکلیف اٹھانی پڑے اور تمہیں بڑا عذاب ہو ○ اور اللہ کے

بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝٩٥

عہد کو تھوڑے سے داموں پر نہ بیچو جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو ○

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ ۖ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ

جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا اور ہم صبر کرنے والوں کو ان کے اچھے کاموں کا

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى

جو کرتے تھے ضرور بدلہ دیں گے ○ جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ

اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے ان کے اچھے کاموں کے

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٩٨﴾

عوض میں جو کرتے تھے ○ سو جب تو قرآن پڑھنے لگے تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ لے ○

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٩٩﴾ اِنَّمَا

اس کا زور ان پر نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب بھروسہ کرتے ہیں ○ اس کا

سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿١٠٠﴾ ع ۱۹

زور تو انہیں پر ہے جو اسے دوست بناتے ہیں اور جو اللہ کے ساتھ شریک مانتے ہیں ○

افاداتِ محمود:

اَصْوَافِهَا بھیڑوں کی اون اَوْبَارِهَا اونٹوں کے بال اَشْعَارِهَا بکریوں کے بال وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ہر انسان میں اللہ تعالیٰ نے تین قوتیں ودیعت فرمائی ہیں جو درجہ بدرجہ ظہور پذیر ہوتی ہیں۔قوت ملکیہ یا عقلیہ، قوت شہویہ، قوت غضبیہ، قوت شہویہ یہ چاہت والی قوت ہے۔ ہر انسان کو ہر اچھی چیز کی چاہت ہوتی ہے۔ اچھی سواری، اچھا مکان، اچھی بیوی وغیرہ اور قوت غضبیہ، یہ حقیقت میں ایک مدافعانہ قوت ہے۔ جب انسان کی چاہت میں کوئی رکاوٹ پڑتی ہے کوئی خلل ڈالتا ہے تو انسان قوت غضبیہ کے ذریعہ اس رکاوٹ کا ازالہ کرتا ہے۔ یہ دونوں قوتیں جب تک حدود شرعیہ کے دوائر میں رہتی ہیں تو محبوب و مطلوب ہیں، لیکن ذرا برابر حدود شرعیہ سے تجاوز کرتی ہیں تو مذموم و مردود ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قوتوں کو اعتدال میں رکھنے کے لیے قوت عقلیہ اور ملکیہ کو ان دونوں پر نگران بنایا تاکہ وہ ان دونوں قوتوں کو حدود شرعیہ کے اندر رکھے۔قوت ملکیہ اس شخص کی غالب رہتی ہے جو ملکوتی صفات کو اپناتا ہے۔ اوامر کو بجالاتا ہے اور نواہی سے بچتا ہے۔ اگر کوئی شخص ملکوتی صفات کو نہیں اپناتا تو اس کی قوت عقلیہ اور قوت ملکیہ مغلوب و کمزور ہو جاتی ہیں۔قوت شہویہ اور قوت غضبیہ دونوں غالب ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اگر کسی شخص کے دل میں یہ بات آ جائے کہ فلاں شخص کے پاس بڑی خوبصورت کار ہے، اس کو چھین کر یا چوری کر کے میں استعمال کروں گا تو یہ قوت شہویہ کا تقاضا ہے۔ اگر قوت عقلیہ کو پروان چڑھایا ہو گا تو وہ فوراً اسے روک دے گی کہ یہ سوچ غلط ہے۔ کسی کی کار کو قیمت ادا کیے بغیر لینا اور استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی

نوکر یا ملازم سے ذرا سی غلطی ہوگئی تو قوت غضبیہ جوش مارنے لگی کہ اسے بہت کچھ سزا ہونی چاہیے، لیکن قوت ملکیہ فوراً ٹوک دے گی کہ جرم سے زیادہ سزا دینا ظلم ہے اور معاف کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اگر قوت عقلیہ سلجھی ہوئی نہ ہو اور اس پر محنت نہ ہوئی ہو تو پھر یہ دونوں قوتیں شتر بے مہار بن کر انسان کو ہلاک کر دیتی ہیں، لیکن حدود شرعیہ میں رہتے ہوئے یہ تینوں قوتیں پسندیدہ ہیں۔ قوت شہویہ اور قوت غضبیہ کو قابو میں رکھنے کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ان دونوں کی بیخ کنی کی جائے۔ اگر انسان میں چاہت والی قوت نہ ہو تو وہ جنت اور اس کی نعمتوں کو کیونکر طلب کرے گا؟ اسی طرح اگر قوت غضبیہ نہ ہو تو اسے اعداء اللہ اور اعدائے دین پر اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر غصہ کیسے آئے گا؟ اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ اسلام امالہ چاہتا ہے، ازالہ نہیں چاہتا۔ الْفَحْشَآءِ سے مراد قوت شہویہ ہے اور البغی سے مراد قوت غضبیہ ہے۔

وَإِذَا

اور ہم

بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ

جب ایک آیت کی جگہ دوسری بدلتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے تو کہتے ہیں کہ تو بنالاتا ہے یہ بات نہیں

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ

لیکن اکثر ان میں سے نہیں سمجھتے ○ تو کہہ دے اسے تیرے رب کی طرف سے پاک فرشتے نے سچائی کے ساتھ اتارا ہے

لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٠٢﴾ وَلَقَدْ

تاکہ ایمان والوں کے دل جما دے اور فرمانبرداروں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے ○ اور ہمیں

نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ

خوب معلوم ہے وہ کہتے ہیں اسے تو ایک آدمی سکھاتا ہے حالانکہ جس کی طرف نسبت کرتے ہیں اس کی زبان

اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٠٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ

عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے ○ وہ لوگ جنہیں اللہ کی باتوں پر

اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ

یقین نہیں اللہ بھی انہیں ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ○ جھوٹ تو وہ لوگ بناتے ہیں

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٥﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ

جنہیں اللہ کی باتوں پر یقین نہیں اور وہی لوگ جھوٹے ہیں ○ جو کوئی ایمان

مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ

لانے کے بعد اللہ سے منکر ہوا مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور لیکن وہ

شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٦﴾

جو دل کھول کر منکر ہوا تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے ○

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَي الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت پر محبوب بنایا اور نیز اس لئے کہ اللہ کافروں کو

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ

ہدایت نہیں دیتا ○ یہ وہی ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر مہر کردی

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

اور وہی غافل بھی ہیں ○ ضرور وہی لوگ آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں ○

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا

پھر بے شک تیرا رب ان کے لئے جنہوں نے مصیبت میں پڑنے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا

وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ يَوْمَ تَاْتِىْ كُلُّ نَفْسٍ

ع

اور صبر کیا بے شک تیرا رب ان باتوں کے بعد بخشنے والا مہربان ہے ○ جس دن ہر شخص اپنے ہی لئے

تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

جھگڑتا ہوا آئے گا اور ہر شخص کو اس کے عمل کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا ○

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا

اور اللہ ایک ایسی بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جہاں ہر طرح کا امن چین تھا اس کی روزی

رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ

بافراغت ہر جگہ سے چلی آتی تھی پھر اللہ کے احسانوں کی ناشکری کی پھر اللہ نے ان کے ان برے کاموں کے سبب سے

وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ

جو وہ کیا کرتے تھے یہ مزہ چکھایا کہ ان پر فاقہ اور خوف چھا گیا ○ اور البتہ ان کے پاس انہیں میں سے رسول بھی آیا مگر انہوں نے اسے

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا

جھٹلایا پھر انہیں عذاب نے آ پکڑا ایسے حال میں کہ وہ ظالم تھے ○ پھر تمہیں اللہ نے جو کچھ حلال طیب روزی دی ہے کھاؤ

وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ

اور اللہ کے احسان کا شکر کرو اگر تم صرف اسی کو پوجتے ہو ○ تم پر صرف

الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ

مردار اور خون اور سؤر کا گوشت حرام کیا ہے اور وہ چیز بھی جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام سے پکاری گئی ہو پھر جو بھوک کے مارے

غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٥﴾ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ

بیتاب ہوجائے نہ وہ باغی ہو اور نہ حد سے گزرنے والا تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے○ اور اپنی زبانوں سے

أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَّهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ

جھوٹ بنا کر نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تا کہ اللہ پر

الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿١١٦﴾ مَتَاعٌ

بہتان باندھو بے شک جو اللہ پر بہتان باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا○ تھوڑا سا

قَلِيلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١١٧﴾ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا

فائدہ اٹھالیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے○ اور جو لوگ یہودی ہیں ہم نے ان پر حرام کی جو تجھے

عَلَيْكَ مِن قَبْلُ ۖ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١١٨﴾ ثُمَّ

پہلے سنا چکے ہیں اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے○ پھر

إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا

تیرا رب ان کے لئے جو جہالت سے برے کام کرتے رہے پھر اس کے بعد انہوں نے توبہ کر لی اور سدھر گئے

إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٩﴾ ع ۱۵

بے شک تیرا رب اس کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے○

افاداتِ محمود:

إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ الخ

آیت کے اس درمیانی حصہ کے سیاق وسباق میں تو اللہ تعالیٰ نے یہ بات فرمادی کہ کفر بہت بڑی بغاوت ہے۔ اس کی سزا بھی ہے اور اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ کسی شخص کا دل نورِ اسلام سے منور ہوجائے اور وہ دوبارہ مرتد ہوجائے (العیاذ باللہ) اس کی سزا اور زیادہ سخت ہے درمیان میں اللہ تعالیٰ نے اضطراری حالت کو مستثنیٰ فرمادیا جیسا کہ بعض صحابہ کرام کو ایسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑا کہ حضرت عمارؓ ان کے والد حضرت یاسرؓ اور والدہ حضرت سمیہؓ کو کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا جاتا رہا تو حضرت عمارؓ نے صرف زبان سے کوئی بات کہی ہوگی اور والدین نے اپنی جانیں قربان کردیں، لیکن زبان سے کلمہ کفر ادا کرنا گوارا نہیں فرمایا۔ چونکہ عمارؓ کا دل مطمئن تھا۔ اس لیے بعد میں روتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس حادثہ فاجعہ کی خبر دی۔ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمادی کہ ایسی

صورت میں رخصت پر عمل کرنے کی اجازت ہے۔ کلمہ کفر کہنا اگرچہ حالت اضطرار میں بھی حرام ہے، لیکن یہ فعل جائز ہے۔ جیسا کہ بھوکے کے لیے حالت اضطرار میں میتہ وغیرہ کا گوشت جائز ہے۔ گوشت بدستور حرام رہتا ہے، لیکن مضطر پر گناہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ''فلا اثم علیہ'' سے اس طرف اشارہ فرمایا ہے اور دوسری صورت عزیمت کی ہے، جس پر حضرت عمار کے والدین اور دیگر بہت سے صحابہ کرام نے عمل فرمایا کہ اپنی جان دے دی جائے، لیکن کلمہ کفر نہ کہا جائے۔ اگرچہ دل میں کفر نہ ہو۔ یہ صورت پہلے کی بنسبت زیادہ افضل ہے۔ واللہ اعلم

إِنَّ إِبْرٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا

بے شک ابراہیم ایک پوری امت تھا اللہ کا

لِّلّٰهِ حَنِيفًا ۖ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ

فرمانبردار تمام راہوں سے ہٹا ہوا اور مشرکوں میں سے نہ تھا ○ اس کی نعمتوں کا شکر کرنیوالا اسے اللہ نے چن لیا اور اسے

إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٢١﴾ وَآتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ

سیدھی راہ پر چلایا ○ اور ہم نے اسے دنیا میں بھی خوبی دی تھی اور آخرت میں بھی

الصّٰلِحِينَ ﴿١٢٢﴾ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا

اچھے لوگوں میں ہوگا ○ پھر ہم نے تیرے پاس وحی بھیجی کہ تمام راہوں سے ہٹنے والے ابراہیم کے دین پر چل اور

كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ

وہ مشرکوں میں سے نہ تھا ○ ہفتہ کا دن انہیں پر مقرر کیا گیا تھا جو اس میں اختلاف کرتے تھے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٢٤﴾

اور تیرا رب ان میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے ○

ادْعُ إِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي

اپنے رب کے راستہ کی طرف دانشمندی اور عمدہ نصیحت سے بلا اور ان سے پسندیدہ

هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ

طریقہ سے بحث کر بے شک تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ سے بھٹکا ہوا ہے اور ہدایت یافتہ کو بھی

بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١٢٥﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَ

خوب جانتا ہے ○ اور اگر بدلہ لو تو اتنا بدلہ لو جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اور

لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِينَ ﴿١٢٦﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ

اگر صبر کرو تو یہ صبر والوں کے لئے بہتر ہے ○ اور صبر کر اور تیرا صبر کرنا اللہ کی توفیق سے ہے

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٧﴾ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ

اور ان پر غم نہ کھا اور ان کے مکروں سے تنگ دل نہ ہو ○ بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے

الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ ع
جو پرہیز گار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں ○

(۱۷) سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَكِّیَّةٌ (۵۰)

سورہ بنی اسرائیل مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ

وہ پاک ہے جس نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱

سیر کرائی جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۝

وَاٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا کہ میرے سوا کسی کو کارساز

وَكِیْلًا ۝۲ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝۳ وَقَضَیْنَآ

نہ بناؤ۝ اے ان کی نسل جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا بیشک وہ شکر گزار بندہ تھا۝ اور ہم نے

اِلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا

بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات بتلا دی تھی کہ تم ضرور ملک میں دو مرتبہ خرابی کرو گے اور بڑی سرکشی

كَبِیْرًا ۝۴ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ

کرو گے۝ پھر جب پہلا وعدہ آیا تو ہم نے تم پر اپنے بندے سخت لڑائی والے بھیجے

فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝۵ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ

پھر وہ تمہارے گھروں میں گھس گئے اور اللہ کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا۝ پھر ہم نے تمہیں دشمن پر

عَلَیْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِیْرًا ۝۶ اِنْ

غلبہ دیا اور تمہیں مال اور اولاد میں ترقی دی اور تمہیں بڑی جماعت والا بنا دیا۝ اگر

اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ

تم نے بھلائی کی تو اپنے ہی لیے کی اور اگر برائی کی تو بھی اپنے ہی لیے کی پھر جب دوسرا وعدہ آیا تاکہ

لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا

تمہارے چہروں پر رسوائی پھیر دیں اور مسجد میں گھس جائیں جس طرح پہلی بار گھس گئے تھے اور جس چیز پر قابو پائیں

مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ﴿۷﴾ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا

اس کا ستیاناس کر دیں ○ تمہارا رب قریب ہے کہ تم پر رحم کرے اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کرینگے اور

جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ﴿۸﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ

ہم نے دوزخ کو کافروں کے لیے قید خانہ بنایا ہے ○ بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور

الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ﴿۹﴾ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ

ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا ثواب ہے ○ اور یہ بھی بتاتا ہے کہ

ع لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۰﴾ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کیا ہے ○ اور انسان برائی مانگتا ہے جس طرح وہ

دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ

بھلائی مانگتا ہے اور انسان جلد باز ہے ○ اور ہم نے رات اور دن کے دو نمونے بنا دیے

فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ

پھر رات کے نمونے کو دھندلا کر دیا اور دن کا نمونہ نظر آنے کے لیے روشن کر دیا تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو

وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾ وَكُلَّ

اور تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو اور ہم نے ہر چیز کی تفصیل کر دی ○ اور ہم نے

اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ

ہر آدمی نامہ اعمال اس کی گردن کے ساتھ لگا دیا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کا نامہ اعمال نکال کر سامنے

مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ مَنِ اهْتَدٰى

کر دیں گے ○ اپنا نامہ اعمال پڑھ لے آج اپنا حساب لینے کے لیے تو ہی کافی ہے ○ جو سیدھے رستہ پر چلا

فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

تو اپنے ہی لیے چلا اور جو بھٹک گیا تو بھٹکنے کا نقصان بھی وہی اٹھائے گا اور کوئی بوجھ اٹھانے والا

وِّزْرَ اُخْرٰی ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ

دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور ہم سزا نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو نہیں بھیج لیتے ○ اور جب ہم کسی بستی کو

نُّهْلِكَ قَرْیَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِیْهَا فَفَسَقُوْا فِیْهَا فَحَقَّ عَلَیْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا

ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولتمندوں کو کوئی حکم دیتے ہیں پھر وہ وہاں نافرمانی کرتے ہیں تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے اور

تَدْمِیْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰی بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ

ہم اسے برباد کر دیتے ہیں ○ اور نوح کے بعد ہم نے قوموں کے کئی دور ہلاک کر دیے ہیں اور تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں کا

عِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ﴿۱۷﴾ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِیْهَا مَا نَشَآءُ

جاننے والا دیکھنے والا کافی ہے ○ جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسے سردست دنیا میں سے جس قدر چاہتے ہیں

لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ یَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ

دیتے ہیں پھر ہم نے اس کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ذلیل وخوار ہو کر گرے گا ○ اور جو

اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعْیَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾

آخرت چاہتا ہے اور اس کے لیے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی ○

كُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَهٰۤؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ

ہم ہر فریق کو اپنی پروردگاری بخششوں سے مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور اُن کو بھی اور تیرے رب کی بخشش کسی پر

مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ

بند نہیں ○ دیکھو ہم نے ایک دوسرے پر کیسی فضیلت دی ہے اور آخرت کے تو بڑے درجے

وَّاَكْبَرُ تَفْضِیْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ ع

اور بڑی فضیلت ہے ○ اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود نہ بنا ورنہ تو ذلیل بے کس ہو کر بیٹھے گا ○

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ

اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے کہ اسکے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کیساتھ نیکی کرو اور اگر تیرے

عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ

سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو نہیں اف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے

لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ

ادب سے بات کرو○ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو اور کہو اے میرے رب

ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ ۚ إِن تَكُونُوا

جس طرح انہوں نے مجھے بچپن سے پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما○ جو تمہارے دلوں میں ہے تمہارا رب خوب جانتا ہے اگر تم

صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا ﴿٢٥﴾ وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ

نیک ہو گے تو وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے○ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو

وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ﴿٢٦﴾ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ

اس کا حق دے دو اور مال کو بیجا خرچ نہ کرو○ بے شک بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے

الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿٢٧﴾ وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ

بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے○ اور اگر تجھے اپنے رب کے فضل کے

رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ﴿٢٨﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ

انتظار میں کہ جس کی تجھے امید ہے منہ پھیرنا پڑے تو ان سے نرم بات کہہ دے○ اور اپنا ہاتھ اپنی

مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ

گردن کے ساتھ بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے کھول دے بالکل ہی کھول دینا پھر تو پشیمان تہی دست ہو کر بیٹھ رہے گا○ بے شک

رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿٣٠﴾ ع ۴

تیرا رب جس کے لیے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے○

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ

اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی بیشک ان کا قتل کرنا

خِطْئًا كَبِيرًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا

بڑا گناہ ہے○ اور زنا کے قریب نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے○ اور

تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَمَن قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا

جس جان کو قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرنا اور جو کوئی ظلم سے مارا جائے تو ہم نے

لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ

اس کے ولی کے واسطے اختیار دے دیا ہے لہٰذا قصاص میں زیادتی نہ کرے بیشک اس کی مدد کی گئی ہے○ اور یتیم کے مال کے

الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ

پاس نہ جاؤ مگر جس طریقہ سے کہ بہتر ہو جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور عہد کو پورا کرو

اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ

بیشک عہد کی بازپرس ہوگی○ اور ناپ تول کر دو تو پورا ناپو اور صحیح ترازو سے

الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ

تول کر دو یہ بہتر ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے○ اور جس بات کی تجھے خبر نہیں اس کے پیچھے

عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾ وَلَا

نہ پڑ بے شک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے بازپرس ہوگی○ اور

تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾

زمین پر اتراتا ہوا نہ چل بیشک تو نہ زمین کو پھاڑ ڈالے گا اور نہ لمبائی میں پہاڑوں تک پہنچے گا○

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ

ان میں سے ہر ایک بات تیرے رب کے ہاں ناپسند ہے○ یہ اس حکمت میں سے ہے کہ جسے تیرے رب نے

مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾

تیری طرف وحی کیا ہے اور اللہ کے ساتھ اور کسی کو معبود نہ بنا ورنہ تو ملزم مردود بنا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا○

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ

کیا تمہارے رب نے تمہیں چن کر بیٹے دے دیے اور اپنے لیے فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا تم بڑی بات

ع قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ

کہتے ہو○ اور ہم نے اس قرآن میں کئی طرح سے بیان کیا تاکہ وہ سمجھیں حالانکہ اس سے انہیں

اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي

نفرت ہی بڑھتی جاتی ہے○ کہہ دو اگر اس کے ساتھ اور بھی معبود ہوتے جیسا وہ کہتے ہیں تب تو انہوں نے عرش والے تک

الْعَرْشِ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ﴿٤٣﴾ تُسَبِّحُ

کوئی راستہ نکال لیا ہوتا ○ وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے وہ بہت ہی بلند ہے ○ ساتوں

لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ

آسمان اور زمین اور جو ان میں ہے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور ایسی کوئی چیز نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح

بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤٤﴾

نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے بیشک وہ بردبار بخشنے والا ہے ○

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

اور جب تو قرآن پڑھتا ہے ہم تیرے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت کو نہیں مانتے ایک چھپا ہوا

حِجَابًا مَّسْتُورًا ﴿٤٥﴾ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ

پردہ کر دیتے ہیں ○ اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے کر دیے ہیں تاکہ اسے نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرانی

وَقْرًا ۚ وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا ﴿٤٦﴾

ڈال دی ہے اور جب تو قرآن میں صرف اپنے رب ہی کا ذکر کرتا ہے تو پیٹھ پھیر کر کفرت سے بھاگتے ہیں ○

نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ

ہم خوب جانتے ہیں جس غرض سے یہ سنتے ہیں جب یہ لوگ تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جس وقت آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں

الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ﴿٤٧﴾ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ

جب یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم محض ایسے شخص کا ساتھ دیتے ہو جس پر جادو کیا گیا ہے ○ دیکھ تیرے لیے کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں

فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٤٨﴾ وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا

سو گمراہ ہو گئے پھر وہ راستہ نہیں پا سکتے ○ اور کہتے ہیں کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے

لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٤٩﴾ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ﴿٥٠﴾ أَوْ خَلْقًا

پھر نئے بن کر اٹھیں گے ○ کہہ دو تم پتھر یا لوہا ہو جاؤ ○ یا کوئی اور چیز

مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ

جسے تم اپنے دلوں میں مشکل سمجھتے ہو پھر وہ کہیں گے ہمیں دوبارہ کون لوٹائیگا کہہ دو وہی جس نے تمہیں

اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰۤى اَنْ
پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے پھر تمہارے سامنے سروں کو ہلا کر کہیں گے کہ وہ کب ہوگا کہہ دو شاید وہ
يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَ تَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ
وقت بھی قریب آ گیا ہو ○ جس دن تمہیں پکارے گا پھر اس کی تعریف کرتے ہوئے چلے آؤ گے اور خیال کرو گے کہ بہت ہی
اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ ع
کم ٹھہرے تھے ○

افاداتِ محمود:

اس سورت کی ابتداء لفظ سُبْحٰنَ سے ہے۔ تاکہ شروع ہی سے لوگوں کو باور کرا دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر تقصیر اور ہر کمزوری سے پاک اور قادر علی الاطلاق ہے۔ چشم زدن میں خاصہ خاصان رسل کو آسمانوں کی سیر کرانا اس کی قدرت کاملہ سے ذرہ برابر بعید نہیں ہے۔ معراج کے سفر کے تین حصے ہیں۔ ایک مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ یہ سفر براق کے ذریعہ ہوا۔ بیت القدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک۔ یہ سفر معراج یعنی سیڑھی کے ذریعہ ہوا۔ سدرۃ المنتہیٰ سے عرش بریں تک یہ سفر رَف رَف (جھولے) کے ذریعہ ہوا۔ اس عظیم الشان اور بے مثال سفر کے پہلے حصے کو جو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہے اسراء اور دوسرے حصہ کو جو کہ بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ یا عرش تک ہے معراج کہا جاتا ہے۔ بسا اوقات تمام سفر کے مجموعہ کو اسراء یا معراج کہہ دیتے ہیں۔

جمہور سلف و خلف کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت بیداری بجسدہ الشریف جسم عنصری کے ساتھ معراج کرایا گیا ہے۔ صرف دو تین صحابہ کرام سے منقول ہے کہ معراج کا واقعہ حالت خواب میں تھا، بیداری کی حالت میں نہیں ہوا۔ وہ حضرت آگے آنے والی آیت ''وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ'' سے استدلال کرتے ہیں۔ اس کا جواب بھی آگے آئے گا اور بعض صوفیاء کا خیال ہے کہ واقعہ معراج بحالت بیداری، مگر روحانی طور پر ہوا ہے۔ علامہ ابن قیم نے بھی اس کو نقل فرمایا ہے، لیکن اس پر کوئی دلیل پیش نہیں کی اور نہ کوئی دلیل اس مدعی پر ہے۔ علامہ آلوسی صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ بحالت بیداری محض روحانی طور پر معراج کے واقعہ کی توجیہ کرنا اس وجہ سے درست نہیں ہے کہ اس بات کو عرب بالکل نہیں جانتے تھے، نہ اس طرح کے خیالات سے واقف تھے۔

واقعہ معراج کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے اس واقعہ کا ایک ایک جزو بتلاتا ہے کہ یہ واقعہ جسم اطہر کے ساتھ بحالت بیداری پیش آیا۔ (۱) اگر یہ واقعہ جسد اطہر کے ساتھ اور بحالت بیداری نہ ہوتا تو مشرکین مکہ اس قدر نہ مذاق اڑاتے، نہ تمسخر کرتے۔ (۲) نہ آپؐ سے بیت المقدس کی علامتیں پوچھتے۔ (۳) ابوجہل نے یہاں تک تعجب کا اظہار کیا کہ حضورؐ سے کہنے لگا: کیا آپ لوگوں کے سامنے یہ بات یوں ہی کہہ دیں گے؟ (۴) یہاں لفظ

اسریٰ استعمال کیا گیا ہے۔ بعینہ یہی لفظ اس وقت استعمال کیا گیا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لے جانے کے لیے حکم ہوا چنانچہ ارشاد ہے **فاسر بعبادی**۔ ان ہی الفاظ کے ذریعہ حضرت لوط علیہ السلام کو بھی حکم دیا گیا تھا **فاسر باھلک بقطع من اللیل** ان دونوں مقامات میں کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں ہے کہ یہاں روحانی سیر مراد ہے یا خواب میں سیر مراد ہے۔ واقعہ معراج میں لفظ کے مدلول مطابقی سے انحراف اور اعراض کی کیا ضرورت ہے۔ (۵) خواب میں آسمانوں کی سیر تو عام لوگ بھی کر سکتے ہیں حتیٰ کہ غیر مسلم بھی۔ کیونکہ غیر مسلم کو سچا خواب آ سکتا ہے۔ جیسا کہ فرعون کو اور دیگر کفار کو آتے رہے۔

(۶) نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء پر بہت سی فضیلتیں حاصل ہیں۔ ان میں سے دنیا میں واقعہ معراج اور آخرت میں مقام شفاعت کبریٰ شامل ہیں۔ (۷) یہ واقعہ اگر خواب کا ہے تو پھر کوئی بڑی فضیلت والی بات نہیں۔ اگر یہ واقعہ روحانی یا منامی ہوتا تو اس کو سننے کے بعد لوگ گمراہ اور مرتد نہ ہوتے العیاذ باللہ۔ (۸) ابن کثیر لکھتے ہیں ''**العبد عبارۃ عن مجموع الروح والجسد**'' یعنی عبد کا اطلاق روح اور جسم دونوں کے مجموعہ پر ہوتا ہے۔

(۹) ہرقل نے (حضرت) ابوسفیان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو سوالات پوچھے تھے، ان میں یہ بھی ہے کہ (حضرت) ابوسفیان نے ہرقل سے کہا کہ میں آپ کو ان (محمدؐ) کی ایک بات بتاتا ہوں۔ آپ کو یقین ہو جائے گا کہ انہوں نے جھوٹ کہا تھا اور وہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک ہی رات میں مسجد حرام سے اس مسجد یعنی بیت المقدس تک آئے تھے اور آسمانوں سے ہوتے ہوئے واپس گئے تھے۔ اس وقت قیصر ہرقل (روم) کے پاس ایلیا کا جرنیل موجود تھا۔ اس نے کہا کہ جس رات کو یہ واقعہ (حضرت محمدؐ کی تشریف آوری بیت المقدس میں) پیش آیا، میں اس رات کو جانتا ہوں۔ قیصر نے کہا کہ وہ کیسے؟ کہنے لگا کہ روزانہ میرا یہ معمول ہے کہ میں اس وقت تک نہیں سوتا جب تک مسجد کے تمام دروازوں کو بند نہیں کر لیتا۔ اس رات جب میں دروازے بند کرنے لگا اور تمام دروازے بند کر دیے، مگر ایک دروازہ باوجود انتھک کوشش کے بند نہ ہو سکا، یہاں تک کہ میں نے تمام ملازموں اور آس پاس کے لوگوں کو بھی بلا لیا، لیکن ہم اسے بند نہ کر سکے۔ پھر میں نے ترکھان بلا لیے۔ انہوں نے چیک کرنے کے بعد کہا کہ شاید اس کی چوکھٹ پر دیوار بیٹھ گئی ہے۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ صبح ہی درست کریں گے۔ جب صبح ہم مسجد میں آ گئے تو صحن کے کونے میں جو پتھر پڑا ہوا تھا اس میں سوراخ تھا اور جانور کے قدموں کے نشانات بھی تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ رات کو یہ دروازہ کسی نبی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کھول رکھا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہاں آ کر نماز پڑھی ہے۔ اب یہ تمام باتیں کیا محض خواب میں ہیں؟ (۱۰) رہی بات افلاک کے وجود اور عدم وجود، بالتام اور عدم التام کی سو یہ مسئلہ بھی آج کل حل ہو گیا ہے۔ کیونکہ اطلاعات آ رہی ہیں کہ لوگ چاند پر پہنچ گئے اور مریخ پر پہنچ رہے ہیں۔ اس سے جو عقلی بعد سمجھا جاتا تھا اس کا بھی ازالہ ہو گیا۔ بعض علماء چاند وغیرہ پر پہنچنے کی مخالفت کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کو جشن منانا چاہیے تھا کہ اس سے تو علماء کا ایک دیرینہ مسئلہ حل ہو گیا اور ان

لوگوں کے منہ بند ہو گئے جو یہ سمجھتے تھے کہ اس جسم عنصری کے لیے آسمانوں پر جانا محال ہے۔

(۱۱) حضرت فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں صحابہ کرامؓ ملک شام میں جنگ لڑ رہے تھے کہ دشمن پہاڑ کے پیچھے سے حملہ کرنا چاہتے تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ مسجد نبوی میں منبر رسولؐ پر خطبہ دے رہے تھے۔ بطور کرامت اور خرق عادت وہ سارا منظر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھا دیا۔ خطبہ ہی میں حضرت فاروق اعظمؓ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے "یا ساریة الجبل الجبل" حضرت ساریہؓ سے فرمایا کہ پہاڑ پر نظر رکھے۔ پہاڑ پر نظر رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ سے فاروق اعظمؓ کی آواز ملک شام میں حضرت ساریہ کو سنوائی۔ حضرت ساریہؓ صحابہ کرام سے کہنے لگے کہ میں حضرت فاروقؓ کی آواز سن رہا ہوں۔ وہ آواز سنتے ہی آپ نے پہاڑ کے پیچھے سے ہونے والے حملے کو ناکام بنا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم اور غلام کا اگر یہ حال ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کے لیے ممکن نہیں کہ اپنے بندہ خاص کو اپنی قدرت کاملہ سے عرش تک پہنچائے؟ (۱۲) رہی یہ بات دو یا تین صحابہ کرام سے منقول ہے کہ واقعہ معراج منام میں پیش آیا تھا اور یہ واقعہ منامی ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ منام کا انکار نہیں، لیکن پہلے آپ نے خواب دیکھا تھا اور بعد میں بحالت بیداری جسم عنصری کے ساتھ یہ سارا واقعہ وقوع پذیر ہوا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ رؤیا کا اطلاق جیسے خواب اور منام پر ہوتا ہے۔ اس طرح رویت بصری پر بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ الفیہ بن مالک میں رویا کا اطلاق بصری رویت پر کیا گیا ہے۔ فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

وَقَضَيْنَآ إِلَىٰ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ فِى ٱلْكِتَٰبِ الخ

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کی طرف نازل کردہ کتابوں میں یہ بتلا دیا تھا کہ تم زمین میں دوبارہ فساد کرو گے۔ اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی اور انبیاء کے ساتھ دشمنی کرو گے۔ پھر اس کا رد عمل یہ ہوگا کہ میں اپنے زبردست بندے تمہارے اوپر مسلط کروں گا۔ وہ تمہارے گھروں تک پہنچ جائیں گے اور تمہاری آبادی کو تہہ و بالا کر دیں گے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ پہلے فساد سے مراد بخت نصر کا زمانہ مراد ہے۔ یہ واقعہ ۵۸۷ قبل از مسیح میں پیش آیا تھا۔ یہ ایک غریب شخص تھا۔ اس نے ترقی رفتہ رفتہ کر لی۔ پھر دمشق اور آس پاس علاقوں میں اس نے بنی اسرائیل میں بڑی تباہی مچائی اور لوگوں کو بے دردی سے قتل کیا۔ یہاں تک کہ تورات کا کوئی بھی حافظ زندہ نہ بچا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ظالموں اور جابروں کو عباد النا سے تعبیر فرمایا۔ یہ اصل میں شکوہ آمیز جملہ ہے اور مسلمانوں اور ایمان والوں کو جھنجھوڑا گیا ہے کہ جب تم اپنے ایمان کے تقاضوں کو پورا نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ نے اظہار ناراضگی کے لیے ایمان والوں کے دشمنوں کو اپنے بندے کہہ کر ذکر فرمایا کہ "عبادالنا" کے مصداق اور مظہر اصل میں ایمان والے تھے، لیکن جب انہوں نے اپنے آپ کو اس قابل ہی نہیں چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو ان الفاظ سے یاد فرمایا تاکہ ایمان والوں کو خوب جھنجھوڑا جائے دوسرا وعدہ طیطوس رومی کے زمانہ میں پورا ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے ۷۰ سال بعد۔

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ

اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ وہی بات کہیں جو بہتر ہو بیشک شیطان آپس میں

بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝٥٣ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ

لڑا دیتا ہے بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے ○ تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے

اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝٥٤

اگر چاہے تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تمہیں عذاب دے اور ہم نے تجھے ان پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا○

وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ

اور تیرا رب خوب جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر

عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝٥٥ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

فضیلت دی ہے اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی ○ کہہ دو انہیں پکارو جنہیں تم اس کے سوا سمجھتے ہو وہ نہ تمہاری

فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝٥٦ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

تکلیف دور کر سکیں گے اور نہ اسے بدلیں گے ○ وہ لوگ جنہیں یہ پکارتے ہیں

يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ

جو ان میں سے زیادہ مقرب ہیں وہ بھی اپنے رب کی طرف نیکیوں کا ذریعہ تلاش کرتے ہیں اور اس کی مہربانی کی امید رکھتے ہیں اور اس کے

عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝٥٧ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا

عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے○ اور ایسی کوئی بستی نہیں جسے ہم قیامت سے پہلے

قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝٥٨

ہلاک نہ کریں یا اسے سخت عذاب نہ دیں یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے ○

وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ

اور ہم نے اس لیے معجزات بھیجنے موقوف کر دیے کہ پہلوں نے انہیں جھٹلایا تھا اور ہم نے ثمود کو

النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝٥٩ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ

اونٹنی کا کھلا ہوا معجزہ دیا تھا پھر بھی انہوں نے اس پر ظلم کیا اور یہ معجزات تو ہم محض ڈرانے کے لیے بھیجتے ہیں○ اور جب ہم نے تم سے

اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ
کہہ دیا تھا کہ تیرے رب نے سب کو قابو میں رکھا ہے اور وہ خواب جو ہم نے تمہیں دکھایا اور وہ خبیث درخت جس کا
وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا
ذکر قرآن میں ہے ان سب کو ان لوگوں کے لیے فتنہ بنا دیا اور ہم تو انہیں ڈراتے ہیں سو اس سے انکی شرارت اور بھی بڑھتی
كَبِيْرًا ۝۶۰
جاتی ہے ۝

ع

افاداتِ محمود:

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ الخ

شانِ نزول

بعض لوگوں نے ایک صحابیؓ کو گالیاں دیں اور برا بھلا کہا۔ وہ سخت مزاج تھے۔ اندیشہ تھا کہ قتل و غارت گری تک نوبت پہنچے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ میرے بندوں کی شان یہ ہونی چاہیے کہ حلم و بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے لوگوں سے بھلی بات کرتے رہا کریں۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام نے کفار مکہ کی اذیتوں اور تکالیف سے تنگ آ کر حضور سے قتال کی اجازت چاہی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ فی الحال صبر کا مظاہرہ کریں۔ بسا اوقات بدکلامی سے شیطان کو لڑائی کی آگ بھڑکانے کا خوب موقع ملتا ہے۔ خاندانوں کے خاندان چشمِ زدن میں فنا ہو جاتے ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ ''عبادی'' سے مراد مشرکین مکہ ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خالقیت کے قائل تھے، مگر شرک بھی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کی زبانی ان کو یہ پیغام دیا کہ ایک ہی اللہ پر ایمان رکھیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ احسن بات یہی ہے کہ بندہ شرک کا مرتکب نہ ہو۔ یہ بھی تعبیر ہے کہ اس آیت میں ایمان والوں کو یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کے معبودوں کو برا بھلا نہ کہیں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی نہ کریں۔ افراط و تفریط سے ہٹ کر اعتدال کا یہ راستہ بہتر ہے کہ دین کو صحیح صحیح بیان کیا جائے اور کسی بھی قوم کے معبود کو نہ چھیڑا جائے۔

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ الخ

بعض مفسرین کے ہاں ''کُمْ'' کا خطاب مومنین سے ہے اور اگلے جملے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو کفار مکہ کے شر سے تمہیں محفوظ رکھ کر تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تو ان کو تم پر مسلط کر کے ان کے ہاتھوں تمہیں عذاب دے۔

وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۞

زبور حضرت داؤد کو عطا کی گئی تھی۔اس میں حلال وحرام کے احکام نہ تھے۔فرائض وحدود نہ تھے، بلکہ تحمید، تسبیح اور تمجید وغیرہ تھیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ الخ

مشرکین جنات کی پرستش کرتے تھے۔ان میں سے بہت سے جن مسلمان ہو گئے۔اس آیت میں یہ بتلایا گیا کہ جن کو تم پکارتے ہو اوران کی پرستش کرتے ہو، وہ تو خود اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ تلاش کر رہے ہیں۔تم ان کو کیسے معبود بناتے ہو۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا الخ

قریے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک وہ قریہ جس میں آباد لوگ مسلمان ہوں اور دوسرا وہ قریہ جس کے رہنے والے باغی ہوں۔دونوں قریوں کو یعنی بستیوں کو ختم کرنا ہے تو صالحین کی جو بستی ہوگی وہ مدت پوری ہونے پر خراب ہوگی اور باغیوں اور منکرین کی بستی کو عذاب سے ختم کیا جائے گا۔یہاں تقابل ہے **اهلاک بالعذاب** اور اور **اهلاک بدون العذاب** کا۔اہلاک بالعذاب یہ خاص ہے اور اہلاک بدون العذاب یہ عام ہے۔

وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ الخ

اس سے مراد حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت کاملہ سے پتھر سے ایک اونٹنی پیدا فرمادی۔**مبصرة** یہ بصیرت سے بھی ہوسکتا ہے اور بصارت سے بھی۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ الخ

واقعہ معراج ایک بہت بڑی آزمائش تھا جس کی وجہ سے بعض لوگ مرتد ہو گئے (العیاذ باللہ) اور لوگ طرح طرح کی باتیں کرنے لگے۔بہرحال اس آیت کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ حضورؐ نے واقعہ معراج کو خواب میں دیکھا تھا، لیکن یہ اور موقع ہے اور جس رات آپ کو بحالت بیداری جسد عنصری کے ساتھ آسمانوں کی سیر کرائی گئی، وہ اور موقع ہے۔جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔خواب لوگوں کے لیے فتنے کا باعث نہیں بن سکتا۔اگر آپ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھ لیتے ہیں تو یہ کوئی آزمائش نہیں ہے اور نہ ہی اذہان متوسطہ کے فہم سے کوئی بعید ہے۔فِتْنَةً لِّلنَّاسِ اگر کوئی رویا ہوسکتا ہے تو وہ حالت یقظہ یعنی بیداری میں دیدارِ الٰہی ہی ہوسکتا ہے۔

بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہاں "رؤیا" سے مراد وہی خواب ہے جس کی تعبیر کے نتیجے میں آپؐ مع صحابہؓ کرام سامان سفر باندھ کر عمرہ کی نیت سے عازم مکہ ہوئے، لیکن حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر مشرکین مکہ نے آپؐ کو اور صحابہؓ کرام کو روک دیا۔پھر اس بات پہ صلح ہوگئی کہ یہ حضرات آئندہ سال عمرہ کریں گے۔

بعض لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہوا کہ کیا آپؐ کا خواب سچا نہیں تھا؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق بتادیا

کہ یہ ایک آزمائش تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی تعبیر آئندہ سال پوری ہونے والی تھی اور حضورؐ نے اپنا خواب بیان فرمایا تھا تو اس میں وقت کی کوئی قید نہیں تھی۔ مطلق خواب آپؐ نے بیان فرمایا تھا، لیکن عشاق حرم صحابہ کرام کی یہ رائے ہوئی تھی کہ ہمیں اسی وقت چلے جانا چاہیے۔ چنانچہ آپؐ صحابہ کرامؓ کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے عازم سفر مکہ ہوئے۔ باقی خواب تو آپؐ کا سچا تھا جو اگلے سال پورا ہوا۔

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِى الْقُرْاٰنِ الخ

اس سے مراد زقوم کا درخت ہے۔ یہ جہنم میں ہوگا۔ یہ بھی آزمائش کا سبب بنا۔ ابوجہل اور اس کے ساتھی مذاق اُڑاتے تھے کہ جہنم میں کیسے درخت ہوگا؟ ابوجہل نے اس سے زقوم یمنی مراد لیا کیونکہ یمن والے کھجور اور ایک اور پھل ملا کر دونوں کے خلطے کو زقوم کہتے ہیں۔ لہٰذا ابوجہل نے زقوم یمنی بنوا کر لوگوں کو کھلایا اور کہا کہ یہ تو بڑی اچھی چیز ہے اور یوں آیت کا مذاق اُڑایا اور کبھی اعتراض کرتا تھا کہ آگ میں درخت ہرا کیونکر رہ سکتا ہے؟ حالانکہ اس قادر مطلق کی قدرت کاملہ سے کچھ بھی بعید نہیں ہے۔ اُس کی رضا سے خواہ کسی درخت کو بطور غذا پانی ملے یا آگ۔ آج کل سرکاری باغوں میں بہت سے ایسے پودے پائے جاتے ہیں جن کی پرورش وزیبائش آگ سے کی جاتی ہے۔ آخر کتنی مخلوقات ہیں کہ جو ایک گھنٹہ بلکہ گھنٹہ سے بھی کم وقت پانی میں رکھنے سے مرجاتی ہیں اور ایسی بھی بہت سی مخلوق ہے جو پانی سے باہر نکال لینے سے تھوڑی دیر بعد مرجاتی ہے۔ بہر حال یہ ساری باتیں آزمائش تھیں۔ اس وجہ سے بہت سے لوگوں نے انکار کیا اور کچھ مرتد بھی ہو گئے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ اس بات کی تصدیق کریں گے؟ تو حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو پھر یقیناً سچ ہے۔ اس وقت سے آپ کو صدیق کا لقب ملا۔ یہاں یہ بھی واضح کر دیا جائے کہ معراج کے واقعہ کی نہ صحیح تاریخ متعین ہے اور نہ مہینہ۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ قَالَ ءَاَسْجُدُ

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب سجدہ میں گر پڑے کہا کیا میں ایسے شخص کو

لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝۶۱ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ

سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے ۝ کہا بھلا دیکھ تو یہ شخص جسے تو نے مجھ سے بڑھایا اگر تو مجھے قیامت کے

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۶۲ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ

دن تک مہلت دے تو میں بھی سوائے چند لوگوں کے اسکی نسل کو قابو میں کر کے رہونگا ۝ فرمایا جا پھر ان میں سے جو کوئی

مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاۗؤُكُمْ جَزَاۗءً مَّوْفُوْرًا ۝۶۳ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ

تیرے ساتھ ہوا تو جہنم تم سب کی پوری سزا ہے ۝ ان میں سے جسے تو اپنی آواز سنا کر بہکا سکتا ہے

بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ

بہکا لے اور ان پر اپنے سوار اور پیادے بھی چڑھا دے اور ان کے مال اور اولاد میں بھی

وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۶۴ اِنَّ عِبَادِيْ

شریک ہو جا اور ان سے وعدے کر اور شیطان کے وعدے بھی محض فریب ہی تو ہیں ۝ بے شک میرے بندوں پر

لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝۶۵ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ

تیرا غلبہ نہیں ہوگا اور تیرا رب کافی کارساز ہے ۝ تمہارا رب وہ ہے جو تمہارے لیے

الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝۶۶ وَاِذَا مَسَّكُمُ

دریا میں کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو بیشک وہی تم پر بڑا مہربان ہے ۝ اور جب تم پر

الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ

دریا میں کوئی مصیبت آتی ہے تو بھول جاتے ہو جنہیں اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو تم اس سے

وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝۶۷ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ

منہ موڑ لیتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے ۝ پھر کیا تم اس بات سے نڈر ہو گئے کہ وہ تمہیں خشکی کی طرف لا کر زمین میں دھنسا دے یا تم پر

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۝۶۸ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً

پتھر برسانے والی آندھی بھیجدے پھر تم کسی کو اپنا مددگار نہ پاؤ ۝ یا تم اس بات سے بالکل نڈر ہو گئے ہو کہ وہ دوبارہ

اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ
تمہیں پھر دریا میں لوٹا لائے پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیج دے پھر تمہاری ناشکری سے تمہیں غرق کردے
ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ
پھر اپنی طرف سے ہم پر کوئی بازپرس کرنے والا بھی نہ پاؤ ○ اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے اور خشکی
فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا
اور دریا میں اسے سوار کیا اور ہم نے انہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں
تَفْضِيْلًا ﴿٧٠﴾ ع
فضیلت عطا کی ○

افاداتِ محمود:

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ الخ

صوت شیطان سے مراد یا تو آلات لہو ولعب مراد ہیں یا شیطان کی دعوت الی العذاب والنار (عذاب اور دوزخ کی طرف اُس کی دعوت) مراد ہے۔ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ الخ شیطان کی شرکت فی الاموال یا تو یہ ہے کہ انفاق المال فی المعاصی (گناہ کے کام میں مال کا خرچ کرنا) ہے یا جانوروں کو غیر اللہ کے نام کی نذر کرنا اور انھیں غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا ہے۔ جیسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام وغیرہ۔ کیونکہ یہ بھی شیطان کی مرضی ہے۔ اس طرح شرکتہ فی الاولاد یہ ہے کہ جو اولاد زنا کے نتیجہ میں پیدا ہو وہ شیطانی اولاد ہے۔

تَبِيْعًا ﴿٦٩﴾

اس سے مراد یہ ہے کہ جیسے دُنیا میں اگر کسی کو مارا جائے قتل کیا جائے تو مقتول کے وارث و اقارب قاتل کا پیچھا کرتے ہیں۔ کبھی قصاص لیتے ہیں اور کبھی دیت لیتے ہیں لیکن، اللہ تعالیٰ جسے سزا دیں گے تو اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال تک نہیں کرسکتا۔ رہا اُس کا پکڑنا تو وہ نہ کسی پر ظلم کرتا ہے، نہ زیادتی۔ اس لیے کسی کے پوچھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ
جس دن ہم ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ بلائیں گے سو جسے اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا
فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى
سو وہ لوگ اپنا اعمالنامہ پڑھیں گے اور وہ تاگے کے برابر ظلم نہیں کیے جائینگے ۞ اور جو کوئی اس جہان میں اندھا رہا
فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ
تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور راستہ سے بہت دور ہٹا ہوا ۞ اور بیشک وہ قریب تھے کہ تجھے اس چیز سے بہکا دیں
الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْ
جو ہم نے تجھ پر بذریعہ وحی بھیجی ہے تاکہ تو اس کے سوا ہم پر بہتان باندھنے لگے اور پھر تجھے اپنا دوست بنا لیں ۞ اور اگر
لَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ
ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو تو کچھ تھوڑا سا ان کی طرف جھکنے کے قریب تھا ۞ اس وقت ہم تجھے
الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا
زندگی میں اور موت کے بعد دوہرا عذاب چکھاتے پھر تو اپنے واسطے ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار نہ پاتا ۞ اور وہ تو تجھے
لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾
اس زمین سے ڈھکیل دینے کو تھے تاکہ تجھے اس سے نکال دیں پھر وہ بھی تیرے بعد بہت ہی کم ٹھہرتے ۞
سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ ع ۸
تم سے پہلے جتنے رسول ہم نے بھیجے ہیں ان کا یہی دستور رہا ہے اور ہمارے دستور میں تم تبدیلی نہیں پاؤ گے ۞

افاداتِ محمود:

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ۚ الخ

قیامت کے دن اماموں کے ساتھ اٹھائے جانے کا مطلب

۱- امام سے مراد نامہ ہائے اعمال ہیں کیونکہ امام کتاب کو بھی کہا جاتا ہے اور آیت کے اگلے حصے فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ سے اس تفسیر کی تائید ہوتی ہے۔

۲- یا امام سے مراد کتاب خداوندی ہے جو لوگوں کو ہدایت کے واسطے ملی تھی۔ لہٰذا زبور والوں کو زبور کے ساتھ، تورات والوں کو تورات کے ساتھ، انجیل والوں کو انجیل کے ساتھ اور قرآن والوں کو قرآن کے ساتھ پکارا

جائے گا۔

۳- یا امام سے مراد نبی ہے یعنی ہر اُمت کو ان کے نبی کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔ جن لوگوں نے انبیاء کو دوست بنایا ہوگا وہ انبیاء کے ساتھ اٹھائے جائیں گے اور جن لوگوں نے شیطان کو دوست بنایا ہوگا وہ شیطان کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔

۴- یا امام سے مراد پیشوا ہے کہ لوگوں کو اپنے اپنے پیشواؤں کے ساتھ بلایا جائے گا۔ جنہوں نے بتوں کو پیشوا بنایا ہوگا ان کو بتوں کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔

۵- حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ **یوم ندعو کل انسان با مام عصر** یعنی تمام لوگوں کو اُن کے زمانہ کے اماموں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ (تفسیر مظہری ج ۵ ص ۴۶۰)

۶- بعض نے کہا کہ اپنے اپنے قائدین کے ساتھ لوگوں کو بلایا جائے گا جیسے بعض لوگوں نے کسی بڑے محدث اور مجتہد کو امام و قائد بنایا ہوا ہے۔ بعض لوگوں نے رئیس الفلاسفہ کو قائد بنایا ہوا ہے۔ بعض لوگوں نے شیطان کو قائد تسلیم کیا ہوا ہے۔ مختصر یہ کہ لوگوں کو اپنے قائدین کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

۷- بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ احناف کو امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ، شوافع کو امام شافعیؒ کے ساتھ، حنابلہ کو امام احمدؒ کے ساتھ اور مالکیہ کو امام مالکؒ کے ساتھ بلایا جائے گا۔

۸- یا عقائد کے باب میں جو مشہور ائمہ ہیں، وہ مراد ہیں جیسے امام ابومنصور ماتریدیؒ اور امام ابوالحسن اشعریؒ وغیرہ۔ یعنی خوارج کو اپنے قائد کے ساتھ اُٹھایا جائے گا اور معتزلہ کو اپنے قائد کے ساتھ قادیانیوں کو مرزا کے ساتھ اور پرویزیوں کو غلام احمد پرویز کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔

۹- یا سیاسی امام بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ مسلم لیگ کو مسٹر جناح کے ساتھ جمعیت علماء اسلام کو مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ساتھ اور پیپلز پارٹی والوں کو ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ بلایا جائے گا اور جو غیر مقلد ہیں ان کا ہر آدمی امام ہے۔ اگرچہ بظاہر اب یہ ایک فرقہ بن گیا ہے اور ان کے عبادات اور مسائل ایک طرح کے ہیں۔ ان سب میں لازماً کوئی رابطہ اور قدر مشترک ضرور ہے۔ یہ لوگ اسی قدر مشترک کے ساتھ وابستہ ہیں۔ بظاہر یہ لوگ قرآن وسنت پر عمل کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے اکثر عربی بالکل نہیں جانتے۔ ان کے لیے براہِ راست قرآن وسنت سے مسائل کا استنباط کرنا اور احکام اخذ کرنا ناممکن ہے۔ لامحالہ یہ کسی سے پوچھ کر عمل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی مسائل بتاتے ہیں۔ ان میں قدر مشترک کیا ہے؟ خواہ مسجد کا عام مولوی ہو یا بڑا عالم، یہ تو سب سے بڑے مقلد ہیں، لیکن مانتے نہیں ہیں۔ کیا انوکھا فلسفہ ہے کہ تراویح سب آٹھ رکعتیں پڑھتے ہیں۔ اگر سب کے سب براہ راست حدیث سے فیض حاصل کرتے اور کسی کے مقلد نہ ہوتے تو کچھ نہ کچھ دیگر روایات اور اجماع صحابہ سے مستفید ہوتے۔ بعض بیس رکعتیں پڑھتے، بعض آٹھ پڑھتے، مگر ایسا نہیں

ہے۔سب کا ایک سا عمل ہے۔درحقیقت یہ لوگ اپنے مولویوں کے مقلد ہیں۔جبکہ ہم لوگ ایک جلیل القدر تابعی امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں۔جنھیں فقہ کا عام طالب علم ہو یا بڑا فقیہ ہو امام اعظم تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى الخ

اس آیت کی تفسیر یوں منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس یمن کے کچھ لوگ آئے اور آپؓ سے پوچھا کہ اس کا معنی و مفہوم کیا ہے؟

آپؓ نے فرمایا ''ربکم الذی یزجی لکم الفلک الخ سے قرآن پڑھو'' کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کھول کھول کر اپنی قدرت و وحدانیت کے دلائل صاف صاف بیان فرمادیے ہیں۔جو کہ نفوس انسانیت میں بھی ہیں اور آفاق میں بھی ہیں۔اگر کوئی دنیا میں ان دلائل کو نہیں دیکھتا تو وہ آخرت میں بھی نابینا اٹھے گا۔باقی یہاں اعمیٰ سے مراد وہ نابینا نہیں جن کی بصارت موجود نہ ہو۔کیونکہ اس نابینا کے لیے آخرت میں بڑے اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے جس سے آنکھیں لے لیں اس کا بدلہ جنت ہے۔

وَاِنْ كَادُوْا الخ یہاں **وَاِنْ** مخفف من المثقل ہے۔**وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ الخ**

شان نزول

۱- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طواف کے دوران میں حجر اسود کا استلام فرماتے تھے تو مشرکین مکہ نے آپ سے کہا کہ ہم اس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجر اسود کا استلام نہ کرنے دیں گے، جب تک آپ ہمارے بتوں کا استلام نہ کریں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ بات آئی کہ اگر قلب مطمئن بالایمان ہو اور بتوں پر ہاتھ رکھ دیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔خصوصاً جبکہ اس کی وجہ سے یہ لوگ اسلام کے قریب ہو جائیں،لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع فرما دیا اور آپ کی دستگیری فرماتے ہوئے آپ کی ذات کو بھی اور آپ کے اعمال کو بھی ناروا فعل کی آلودگی سے محفوظ و مصئون رکھا۔

۲- بنو ثقیف کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی تھی کہ ہمیں ہمارے بتوں سے بہت آمدنی حاصل ہوتی ہے۔آپ ہمیں ایک سال کی مہلت دے دیں تاکہ ہم رقوم و تبرکات اکٹھی کرلیں۔ہم بعد میں خود ہی انھیں توڑ دیں گے۔دوسری بات یہ ہے کہ آپ ہماری وادی کو بھی حرم بنا دیں جیسا کہ آپ نے قریش کی وادی کو حرم قرار دے دیا ہے تاکہ اس فضیلت میں ہم بھی ان کے برابر ہو جائیں۔اس سے پہلے کہ آپ کوئی جواب ارشاد فرماتے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور بتلا دیا کہ آپ ان کے جال اور چال میں پھنسنے سے بچیں۔

وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ الخ

اگر مکے والے آپ کو مکے سے نکالیں گے تو یہ لوگ بھی زیادہ عرصہ وہاں نہ رہ سکیں گے۔ یہاں ایک بات تو یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو ہجرت کی اجازت مرحمت فرمادی اور اذن خداوندی سے آپؐ نے ہجرت فرمائی تو مکے والے عذاب سے بچ گئے اور اگر مکے والے ہی آپؐ کو نکال دیتے تو ان پر عذابِ خداوندی نازل ہو جاتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ وقتی طور پر تو مکے والے عذاب سے بچ گئے، لیکن ڈیڑھ سال بعد ان کے بڑے بڑے سردار بدر میں مارے گئے اور کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مکہ مکرمہ کی سیادت و قیادت اپنے نبیؐ کے ہاتھ میں دے دی۔

أَقِمِ

آفتاب کے

الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ

ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز پڑھا کرو اور صبح کی نماز بھی بیشک صبح کی نماز میں

كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ

مجمع ہوتا ہے ○ اور کسی وقت رات میں تہجد پڑھا کرو جو تیرے لیے زائد چیز ہے قریب ہے کہ تیرا رب

مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ

مقام محمود میں پہنچا دے ○ اور کہہ اے میرے رب مجھے خوبی کے ساتھ پہنچا دے اور مجھے خوبی کے ساتھ

صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ

نکال لے اور میرے لیے اپنی طرف سے غلبہ دے جس کے ساتھ نصرت ہو ○ اور کہہ دو کہ حق آیا اور باطل

الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ

مٹ گیا بیشک باطل مٹنے ہی والا تھا ○ اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمانداروں کے

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ

حق میں شفا اور رحمت ہیں اور ظالموں کو اس سے اور زیادہ نقصان پہنچتا ہے ○ اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں

اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ

تو منہ پھیر لیتا ہے اور پہلوتہی کرتا ہے اور جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو نا امید ہو جاتا ہے ○ کہہ دو کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر کام کرتا ہے

فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ ع

پھر تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ سب سے زیادہ ٹھیک راہ پر کون ہے ○

افاداتِ محمود:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ الخ

اب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی طرف متوجہ فرمایا کہ جب مصائب اور تکلیفیں آئیں تو نماز کے ذریعہ مدد حاصل کیا کرو۔ اس آیت میں اجمالاً واشارۃً پانچوں نمازوں کا ذکر ہے۔ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ الخ میں ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں آگئیں اور غَسَقِ الَّيْلِ الخ میں مغرب وعشاء کی نمازیں آگئیں اور وَقُرْاٰنَ

الْفَجْرِ الخ میں فجر کی نماز آ گئی۔ مَشْهُوْدًا۝ حدیث میں ہے کہ فجر اور عصر کی نمازوں کے دوران فرشتوں کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں۔ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا۝ آپ جہاں داخل ہوں گے وہاں عزت سے رہیں گے یعنی مدینہ منورہ میں آپ کو عزت وسیادت ملے گی۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ الخ یہ عظیم الشان خوشخبری مکہ مکرمہ میں دی گئی جہاں بظاہر غلبہ کا کوئی سامان مہیا نہ تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ خوش خبری اس وقت پوری فرمائی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ آپ اس آیت کی تلاوت فرماتے جاتے تھے اور ہر بت کے اوپر ہلکی سی ضرب لگاتے چلے جاتے تھے۔ اس تلاوت اور ہلکی سی ضرب سے ہی ہر بت اوندھے منہ گر جاتا تھا۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ

اور یہ لوگ تجھ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں کہہ دو روح

مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٨٥﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ

میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ بہت ہی تھوڑا ہے○ اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے

بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ﴿٨٦﴾ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ ۚ

تیری طرف وحی کی ہے اسے اٹھا لیں پھر تجھے اس کے لیے ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایتی نہ ملے○ مگر یہ صرف تیرے رب کی رحمت ہے

إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ﴿٨٧﴾ قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا

بے شک تجھ پر اس کی بڑی عنایت ہے○ کہہ دو اگر سب آدمی اور سب جن مل کر بھی ایسا

بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿٨٨﴾ وَلَقَدْ

قرآن لانا چاہیں تو ایسا نہیں لا سکتے اگرچہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا مددگار کیوں نہ ہو○ اور

صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴿٨٩﴾

ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر ایک قسم کی مثال بھی کھول کر بیان کر دی ہے پھر بھی اکثر لوگ انکار کیے بغیر نہ رہے○

وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ﴿٩٠﴾ أَوْ تَكُونَ لَكَ

اور کہا ہم تمہیں ہرگز نہ مانیں گے یہاں تک کہ تو ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ جاری کر دے○ یا تیرے لیے

جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ﴿٩١﴾ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا

کھجور اور انگور کا کوئی باغ ہو پھر تو اس باغ میں بہت سی نہریں جاری کر دے○ یا جیسا تو خیال کرتا ہے

زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ﴿٩٢﴾ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ

ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دے یا تو اللہ اور فرشتوں کو روبرو لے آ○ یا تیرے پاس کوئی سونے کا

مِنْ زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا

گھر ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور ہم تو تیرے چڑھنے کا بھی یقین نہیں کریں گے یہاں تک کہ تو ہمارے پاس ایسی

ع كِتَابًا نَقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا ﴿٩٣﴾

کتاب لائے جسے ہم بھی پڑھ سکیں کہہ دو میرا رب پاک ہے میں تو فقط ایک بھیجا ہوا انسان ہوں○

افاداتِ محمود:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ الخ

اس آیت کے متعلق مفسرین حضرات کے تین اقوال ہیں۔

۱- ایک یہ کہ یہ مدنی آیت ہے کیونکہ یہ سوال یہود نے کیا تھا۔

۲- یہ مکی آیت ہے اور سوال کرنے والے اہل مکہ ہیں۔ اہل مکہ نے یہود سے مشورہ کیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے ساکت اور خاموش کیا جا سکتا ہے۔ یہود نے ان کو اس طرح کے لاحاصل سوال سمجھائے کہ ان سوالات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم لاجواب ہو جائیں گے۔

۳- تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت مکرر نازل ہوئی اور اس قول سے بقیہ دونوں اقوال سے تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔

رُوح کی حقیقت

محققین متکلمین اور فلاسفہ نے روح کے متعلق بہت سی بحثیں کی ہیں۔ مثلاً روح جوہر ہے یا عرض۔ مجرد ہے یا مادی۔ بسیط ہے یا مرکب، مگر یہ ایسے مباحث ہیں کہ ان سے ایمان کا ذرہ برابر تعلق نہیں ہے، لہٰذا ان کے پیچھے پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی تک فلاسفہ مادہ کی حقیقت کو ہی صحیح طرح نہ جان سکے، روح تو اس سے بہت زیادہ لطیف ہے، لہٰذا اس کی حقیقت اور کنہ تک رسائی اتنی آسان نہیں ہے اور نہ حقیقی صورت حال کو معلوم کرنے کے لیے کوئی یقینی ذرائع موجود ہیں۔ بہرحال اس آیت کے ظاہر سے چند مسائل معلوم ہو جاتے ہیں۔

۱- اس مادی جسم کے علاوہ بھی انسان میں ایک لطیف چیز موجود ہے جسے روح کہتے ہیں اور وہ عالم امر میں سے ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ **خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون**

۲- روح میں بھی علم، شعور، اخلاق وغیرہ صفات موجود ہیں۔ ان صفات میں بتدریج ترقی ہوتی رہتی ہے۔ روحوں کی صلاحیتوں میں بھی فرق ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہر روح کی پرواز الگ الگ ہے اور ان میں علم و شعور کے اعتبار سے بہت تفاوت ہے۔ جیسا کہ آپ سوچیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کی طرح کسی کی روح نہیں ہو سکتی۔

۳- خواہ کتنی بڑی روح ہو، لیکن جن صفات سے وہ موصوف ہے اللہ تعالیٰ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ تمام صفات اس سے سلب کر لے۔ کیونکہ سب کچھ اس کے قبضہ واختیار میں ہے اور تمام مخلوقات اُس کی محتاج ہیں۔

۴- روح کا تعلق عالم امر سے ہے۔ سورہ اعراف میں ارشاد خداوندی ہے کہ ''**اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْر**'' خلق بمنزلہ ایک مشین فٹ کرنے کے ہے اور امر بمنزلہ کرنٹ کے ہے۔ جب ایک مشین کے تمام پرزے مکمل ہو گئے اور مشین فٹ ہو گئی۔ اب اس کے چلنے کی دیر ہے۔ جب بجلی کا کنکشن دے دیا اور بٹن دبا دیا تو چل پڑی۔ اسی طرح

حضرت انسان کا ڈھانچہ مکمل ہوا اور پھر روح کا کنکشن دے دیا گیا تو یہ جیتا جاگتا انسان بن گیا۔ بہرحال انسان اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کن سے چلتا ہے۔

وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ الخ

شان نزول:

حافظ ابن کثیرؒ نے حضرت ابن عباسؓ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ خانہ کعبہ کے پاس عتبہ، شیبہ، ابوسفیان بن حرب، ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن امیہ، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ، زمعہ بن اسود اور عاص بن وائل جمع ہو گئے اور ایک شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آپ باہر تشریف لے آئیں۔ آپ سے کوئی بات کرنی ہے۔ جب آپ کو اطلاع ہوئی تو آپ فوراً باہر تشریف لے آئے۔ آپؐ رحمتوں وشفقتوں بھرے سینہ میں یہ تمنا لیے ہوئے تھے کہ شاید یہ لوگ آج مسلمان ہو جائیں گے۔ جب آپؐ ان کے پاس آ گئے تو وہ لوگ آپ سے یوں گویا ہوئے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آج تک عرب میں ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے اپنی قوم کا وہ حشر کیا ہو جو آپ نے کیا ہے۔ آپ ہمارے آباء واجداد کو غلط کہتے ہیں اور ہمارے دین میں نقص بتلاتے ہیں اور ہمارے حساب سے سمجھدار لوگوں کو بے عقل بتلاتے ہیں اور ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہیں اور آپ نے شیرازۂ قوم منتشر کر دیا ہے۔ الغرض ایسی کوئی برائی نہیں ہے جو آپ نے اپنی قوم میں نہ پھیلائی ہو (العیاذ باللہ) اگر اس تحریک سے آپ کا مقصد مال اکٹھا کرنا ہے تو ہم آپؐ کے لیے اتنا مال جمع کر دیں گے کہ آپؐ ہم سب سے زیادہ مال دار ہو جائیں گے، اگر آپ کا مقصد قوم کی بزرگی یا سرداری حاصل کرنا ہے تو ہم آپ کو سردار بنا دیتے ہیں، اور اگر آپ کا مقصد حکومت کا حصول ہے تو ہم آپ کو اپنا حاکم بنا لیتے ہیں اور اگر آپ پر جنات کے اثرات ہیں تو ہم خطیر رقم خرچ کر کے آپ کا علاج کروا دیتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو نہ مال کی ضرورت ہے، نہ قیادت کی طلب، نہ سرداری مطلوب ہے، نہ بیماری کا عارضہ لاحق ہے، بلکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ اس نے مجھ کو کتاب دی ہے۔ میں بشیر بھی ہوں اور نذیر بھی۔ میں نے تم لوگوں کو نصیحت کر کے اللہ تعالیٰ کے تمام پیغامات پہنچا دیے ہیں۔ اگر تم مان جاؤ تو تمھارے لیے دین ودنیا دونوں اعتبار سے خیر وفلاح ہے اور اگر تم قبول نہیں کرتے تو میں اللہ کے حکم تک صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرما دے۔

ان لوگوں نے کہا کہ اگر آپ ہماری ان پیش کردہ باتوں میں سے کوئی ایک بات قبول نہیں کرتے جو ہم نے آپ کے سامنے رکھی ہیں تو پھر آپ دیکھتے ہیں کہ ہمارا شہر انتہائی تنگ اور پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے۔ ہمارے پاس مال بھی نہیں ہے۔ آپ اس اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں، جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے، کہ وہ مکہ کے اردگرد

سے پہاڑوں کو ہٹا لے تا کہ آس پاس ماحول خوب کشادہ ہو جائے اور یہاں ایسی نہریں جاری ہو جائیں جیسی شام اور عراق میں ہیں اور ہمارے آباء واجداد میں سے کسی کو زندہ کر دے اور قصی بن کلاب کو بھی زندہ کر دے کیونکہ وہ آدمی سچا تھا تا کہ ہم ان سے پوچھیں کہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں، یہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر آپ نے ہماری یہ بات مان لی اور ہمارے آباء واجداد نے زندہ ہو کر آپ کی صداقت کی گواہی دے دی تو ہم بھی آپ کو نبی تسلیم کر لیں گے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ان فضولیات ولغویات کے ساتھ مبعوث نہیں فرمایا ہے، بلکہ مجھ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے۔ اگر قبول کر لو تو دُنیا وآخرت کے بہت بڑے حصے کے مالک بن جاؤ گے اور اگر رد کر دو گے تو میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ وہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے۔

ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ ہمارے اس مطالبے کو نہیں مانتے تو کم از کم اپنے لیے دعاء کیجیے کہ کوئی فرشتہ آپ کے حق وصداقت کی گواہی دے اور آپ اللہ تعالیٰ سے یہ بھی مانگیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مال کی فراوانی نصیب فرمائے۔ آپ کے باغات ہوں، سونے چاندی کے بڑے بڑے محل ہوں تا کہ اس معاشی کمزوری سے آپ کی جان چھوٹے۔ کیونکہ ہم بھی کسب معاش کے لیے بازاروں میں چلے جاتے ہیں اور آپ بھی چلے جاتے ہیں۔ پھر آپ میں اور ہم میں فرق ہی کیا رہ گیا، لہٰذا آپ کے پاس یہ ساری آسائشیں ہونی چاہئیں تا کہ آپ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہ میرے رب نے ان فضول باتوں کے ساتھ مجھ کو مبعوث فرمایا ہے اور نہ ہی میں اپنے رب سے یہ بے ہودہ سوالات کروں گا، بلکہ اس نے مجھ کو نبی برحق بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اگر قبول کر لو گے تو دنیا وآخرت میں بہت بڑے حصے کے مالک بن جاؤ گے اور اگر انکار کر دو گے تو میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے۔

اِن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ اپنے رب سے دعا کیجیے کہ آسمان کا ٹکڑا (بطورِ عذاب) ہم پر گرا دے۔ کیونکہ آپ کا خیال ہے کہ اگر آپ کا رب چاہے تو ایسا کر سکتا ہے، لہٰذا ہم اس وقت تک آپ پر ایمان نہ لائیں گے، جب تک کہ آپ کی درخواست پر ہم پر عذاب کا ٹکڑا آسمان سے نہ آ گرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ عذاب نازل کرے یا نہ کرے۔ اُن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا آپ کے رب کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ ہم آپ کے پاس بیٹھ کر آپ سے فلاں فلاں سوالات کریں گے۔ تا کہ وہ آپ کو یہ سب کچھ بتا دے اور اُن سوالات کے جوابات بھی بتا دے۔ نیز یہ بھی بتا دے کہ اگر آپ کی بات کوئی تسلیم نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے کیا سزا دیں گے؟ ہمارے علم میں تو یہ بات آئی ہے کہ یمامہ کا ایک شخص ''رحمٰن'' نامی آپ کو یہ سب کچھ سکھاتا ہے۔ اللہ کی قسم ہم تو رحمٰن پر ایمان نہ لائیں گے اور آپ کو

اس طرح چھوڑیں گے بھی نہیں۔ یہاں تک کہ ہم آپ کو ہلاک کر دیں یا آپ ہمیں ہلاک کر دیں۔ ایک نے ان میں سے کہا کہ ہم فرشتوں کی عبادت کریں گے جو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ (العیاذ باللہ)

بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی دل سوز باتیں سن کر وہاں سے تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ عبداللہ بن ابی امیہ بھی کھڑے ہو گئے جو کہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ یہ کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی قوم نے آپ پر بہت سی باتیں پیش کیں، لیکن آپ نے کوئی بات قبول نہیں کی۔ پھر انہوں نے اپنے واسطے کچھ چیزیں مانگیں کہ آپ وہ اشیاء ان کو دلوا کر اللہ تعالیٰ کے ہاں جو آپ کی عظمت ہے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دیں، لیکن آپ نے ایسا بھی نہ کیا۔ پھر انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ جس عذاب سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا فرما دیں کہ وہ عذاب نازل کر دے تو آپ نے یہ بھی نہیں کیا۔ اُس نے کہا کہ اب میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہ لاؤں گا جب تک آپ سیڑھی لگا کر آسمان پر نہیں چڑھتے اور اپنے ساتھ کھلی ہوئی کتاب نہیں لے آتے جس میں یہ ساری باتیں ہوں جو آپ بیان کرتے رہتے ہیں اور آپ کے ساتھ چار فرشتے ہوں جو اس بات کی گواہی بھی دیں اور اللہ کی قسم اگر آپ یہ کام کر دیں تو ممکن ہے کہ میں پھر بھی آپ کی تصدیق نہ کروں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے انتہائی حزن و ملال کے ساتھ گھر تشریف لے گئے۔ عبداللہ بن ابی امیہ بھی چلا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے لیے مندرجہ بالا آیتیں نازل فرمائیں۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ

اور لوگوں کو

اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ

ایمان لانے سے جب کہ ان کے پاس ہدایت آگئی صرف اسی چیز نے روکا ہے کہ کہنے لگے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے○ کہہ دو

لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے تو ہم آسمان سے ان پر فرشتہ ہی

مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا

رسول بنا کر بھیجتے○ کہہ دو کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے بیشک وہ اپنے بندوں سے خبردار

بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ

دیکھنے والا ہے○ اور جسے اللہ راہ دکھا دے وہی راہ پانے والا ہے اور جسے گمراہ کردے پھر تو ان کے لیے اللہ کے سوا

مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ

کوئی دوست نہیں پائے گا اور ہم انہیں قیامت کے دن مونہوں کے بل اندھے گونگے بہرے کر کے اٹھائیں گے

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا

ان کا ٹھکانا دوزخ ہے جب بجھنے لگے گی تو ان پر اور بھڑکا دینگے○ یہ ان کی سزا اس لیے ہے کہ انہوں نے

بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ

ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے تو پھر نئے سرے سے بنا کر اٹھائے جائیں گے○ کیا انہوں نے

يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ

نہیں دیکھا کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے وہ ان جیسے اور بھی بنا سکتا ہے

وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ

اور اس نے ان کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جس میں کوئی شک نہیں اس پر بھی ظالم انکار کیے بغیر نہ رہے○ کہہ دو اگر

تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ

میرے رب کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ میں ہوتے تو تم انہیں خرچ ہو جانے کے ڈر سے بند ہی کر رکھتے اور انسان بڑا ہی

قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْــَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِذْ جَاۗءَهُمْ ع

تنگ دل ہے○ اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ کو نو کھلی نشانیاں دی تھیں پھر بنی اسرائیل سے بھی پوچھ لو

فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ

موسیٰ انکے پاس آئے تو فرعون نے اسے کہا اے موسیٰ میں تو تجھے جادو کیا ہوا خیال کرتا ہوں○ کہا یہ تو تجھے معلوم ہے کہ یہ آسمانوں

هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَاۗىِٕرَ ۚ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾

اور زمین کے مالک ہی نے لوگوں کو سوجھانے کے لیے نازل کی ہیں اور بیشک میں تجھے اے فرعون ہلاک کیا ہوا خیال کرتا ہوں○

فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ

پھر اس نے ارادہ کیا کہ انہیں اس زمین سے نکال دے تب ہم نے اسے اور اس کے سب ساتھیوں کو غرق کر دیا○ اور اس کے بعد

لِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ ط

ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس زمین میں آباد رہو پھر جب آخرت کا وعدہ آئیگا ہم تمہیں سمیٹ کر لے آئیں گے○

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا

اور ہم نے اس قرآن کو سچائی سے نازل کیا اور وہ سچائی سے ہی نازل ہوا اور ہم نے تجھے صرف خوشی سنانیوالا بنا کر بھیجا ہے○ اور ہم نے

فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَي النَّاسِ عَلٰي مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ

قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا تا کہ تو مہلت کے ساتھ اسے لوگوں کو پڑھ کر سنائے اور ہم نے اسے آہستہ آہستہ اتارا ہے○ کہہ دو تم

اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ

اسے مانو یا نہ مانو بیشک وہ لوگ جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے جب ان پر پڑھا جاتا ہے تو

لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾

ٹھوڑیوں پر سجدہ میں گرتے ہیں○ اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے بے شک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہے گا○

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ السجدة قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا

اور ٹھوڑیوں پر روتے ہوئے گرتے ہیں اور ان میں عاجزی زیادہ کر دیتا ہے○ کہہ دو اللہ کہہ کر یا رحمٰن

الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا

کہہ کر پکارو جس نام سے پکارو سب اسی کے عمدہ نام ہیں اور اپنی نماز میں نہ چلا کر پڑھ اور نہ

تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿١١٠﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ			
بالکل ہی آہستہ پڑھ	اور اس کے درمیان راستہ اختیار کر ○	اور کہہ دو سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں	جس کی
وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ			
نہ کوئی اولاد ہے	اور نہ کوئی اس کا سلطنت میں شریک ہے	اور نہ کوئی کمزوری کی وجہ سے	اس کا مددگار
وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿١١١﴾ ع			
اور اس کی بڑائی بیان کرتے رہو ○			

افاداتِ محمود:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا الخ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تلاوت فرماتے تھے تو عجیب صورت پیش آتی۔ اگر تلاوت میں آپ کی آواز ذرا بلند ہوتی اور مشرکین سن لیتے تو قران کریم اور اس کے لانے والے کی شان میں گستاخی اور بدتمیزی کرتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس اندیشہ کے پیش نظر آہستہ تلاوت فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں رہنمائی فرمائی کہ تلاوت بہت بلند آواز سے بھی نہ ہو اور اتنی پست آواز سے بھی نہ ہو کہ نجوم ہدایت مستفید نہ ہوں، بلکہ افراط تفریط چھوڑ کر میانہ روی ہونی چاہیے۔ چنانچہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ کے گھر کے پاس سے گزرے تو سنا کہ وہ قرآن پاک بہت آہستہ پڑھ رہے ہیں اور حضرت فاروق اعظمؓ کے پاس سے گزرے تو وہ اُونچی آواز سے پڑھ رہے تھے۔ جب آپؐ نے صدیق اکبرؓ سے پوچھا کہ اتنا آہستہ کیوں پڑھ رہے ہو؟ وہ عرض کرنے لگے کہ انا جی ربی عزوجل وھو یعلم حاجتی یعنی میں اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوں اور وہ مجھے جانتا ہے۔ جب فاروق اعظمؓ سے استفسار فرمایا کہ اتنا اونچا کیوں پڑھتے ہو؟ وہ عرض کرنے لگے کہ میں شیطان کو بھگاتا اور غافلین و نائمین کو جگاتا ہوں تو آپؐ نے صدیق اکبرؓ سے فرمایا ذرا اونچا پڑھا کرو اور فاروق اعظمؓ سے فرمایا ذرا آہستہ پڑھا کرو۔

شبینہ کی حقیقت و حیثیت

آج کل لوگوں نے جو شبینہ شروع کر رکھا ہے یہ بالکل ناجائز ہے۔ کیونکہ اس میں بہت سے مفاسد ہیں:

۱- ایک شخص تلاوت کر رہا ہوتا ہے اس کے ارد گرد بعض لوگ لیٹے اور بعض بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔

۲- کئی بار یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ سامع بیٹھا یا لیٹا ہوتا ہے جب حافظ صاحب کی غلطی آ رہی ہوتی ہے یا متشابہ لگ جاتا ہے تو وہ اٹھ کر غلطی بتا دیتا ہے۔ کبھی نماز میں شامل ہو کر اور کبھی نماز میں شمولیت کے بغیر اور پھر

لیٹ یا بیٹھ جاتا ہے۔

۳- لاؤڈ اسپیکر کو اس کا لازمی حصہ اور جزو لاینفک قرار دے دیا گیا ہے۔ سپیکر کے بغیر تو شبینہ ہوتا ہی نہیں۔

۴- ساری رات لاؤڈ سپیکر بلا ضرورت چلائے جاتے ہیں اور خلق خدا کو اذیت دی جاتی ہے۔ ان کے آرام میں برابر خلل انداز ہوتے ہیں، لہٰذا مروجہ شبینہ بالکل ناجائز ہے۔ اگر شبینہ کی یہ مرّوجہ شکل نہ ہو اور نفلوں میں کوئی شخص قرآن کریم ختم کرے تو جائز ہے۔

لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی شرعی حیثیت:

لاؤڈ اسپیکر کے جواز اور عدم جواز کا دارومدار اس بات پر ہے کہ سپیکر کے ذریعہ جو آواز لوگوں کے کانوں تک پہنچتی ہے آیا یہ عین الصوت ہے یا حکایۃ الصوت ہے۔ ابتدا میں سائنس دانوں میں بھی یہ اختلاف تھا۔ بعض کا خیال تھا کہ یہ عین الصوت ہے اور بعض کا خیال تھا کہ یہ حکایت الصوت ہے۔ عین الصوت نہیں ہے، لہٰذا ہمارے اکابر میں سے مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ عدم جواز کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔ یہ احتیاط پر مبنی تھا۔ کیونکہ اگر حکایت الصوت ثابت ہو جاتی اور اسی پر سب متفق ہو جاتے تو پھر امام کی نماز تو صحیح رہتی کیونکہ وہ خود قاری وتالی ہے، لیکن مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جاتی کیونکہ **تلقی عن الغیر فی الصلوٰۃ** مفسد صلوٰۃ ہے اور اگر عین الصوت پر سب متفق ہو جاتے تو جواز میں کوئی شبہ نہ تھا، لہٰذا جو امر دائر ہو **بین الجواز وعدم الجواز** (جواز اور عدم جواز میں) تو اس کا ترک افضل ہے اور احتیاطاً عدم جواز والا پہلو غالب ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے کہ

دع ما یریبک الی مالا یریبک

چھوڑ دے اس شے کو جو تجھے شک میں ڈالے اور وہ کام کر جو تجھے شک میں نہ ڈالے۔

اس اصل پر بہت سے مسائل متفرع ہوتے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے **الاشباہ والنظائر**

بعد میں تمام سائنس دان اس بات پر متفق ہو گئے کہ سپیکر کے ذریعہ جو آواز لوگوں کے کانوں تک پہنچتی ہے وہ عین الصوت ہے، نہ کہ حکایت الصوت، لہٰذا عدم جواز والا شبہ جاتا رہا اور عرف عام بھی یہی ہے کہ اگر آپ لاؤڈ سپیکر پر تلاوت وغیرہ سنتے ہیں جیسے آج کل مصر سے قراء کرام تشریف لائے ہوئے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ میں نے فلاں کو سنا فلاں کی آواز سنی اور سپیکر کے ذریعہ اگر آپ آیت سجدہ سنتے ہیں تو سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ جبکہ ٹیپ ریکارڈر اور صدائے بازگشت سے اگر آیت سجدہ سنی تو سجدہ واجب نہیں ہوتا اور اس کے ذریعہ نماز بھی جائز نہیں۔

(١٨) سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ (٦٩)

اٰیَاتُهَا ١١٠ — رُكُوْعَاتُهَا ١٢

سورہ کہف مکے میں اتری اس میں ایک سو دس ١١٠ آیتیں اور بارہ ١٢ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ﴿١﴾ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندہ پر کتاب اتاری اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی ○ ٹھیک اتاری تاکہ

بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ

اس سخت عذاب سے ڈراوے جو اس کے ہاں ہے اور ایمان داروں کو خوش خبری دے جو اچھے کام کرتے ہیں کہ

لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿٢﴾ مّٰكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا ﴿٣﴾ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿٤﴾

ان کے لیے اچھا بدلہ ہے ○ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ○ اور انہیں بھی ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے ○

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآىِٕهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ

ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ان کے باپ دادا کے پاس تھی کیسی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے

اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ﴿٥﴾ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا

وہ لوگ بالکل جھوٹ کہتے ہیں ○ پھر شاید تو ان کے پیچھے افسوس سے اپنی جان ہلاک کر دیگا اگر یہ لوگ اس بات پر

الْحَدِیْثِ اَسَفًا ﴿٦﴾ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَیُّهُمْ اَحْسَنُ

ایمان نہ لائے ○ جو کچھ زمین پر ہے بیشک ہم نے اسے زمین کی زینت بنا دیا ہے تا کہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں کون اچھے کام

عَمَلًا ﴿٧﴾ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْهَا صَعِیْدًا جُرُزًا ﴿٨﴾ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ

کرتا ہے ○ اور جو کچھ اس پر ہے بیشک ہم سب کو چٹیل میدان کر دیں گے ○ کیا تم خیال کرتے ہو کہ غار

وَالرَّقِیْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ﴿٩﴾ اِذْ اَوَی الْفِتْیَةُ اِلَی الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا

اور کتبہ والے ہماری نشانیوں والے عجیب چیز تھے ○ جب کہ چند جوان اس غار میں آ بیٹھے پھر کہا اے ہمارے رب ہم پر

مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿١٠﴾ فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ

اپنی طرف سے رحمت نازل فرما اور ہمارے اس کام کے لیے کامیابی کا سامان کر دے ○ پھر ہم نے کئی سال تک غار میں ان کے

سِنِيْنَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ﴿۱۲﴾ ع

کان بند کر دیے ○ پھر ہم نے انہیں اٹھایا تا کہ معلوم کریں کہ دونوں جماعتوں میں سے کس نے یاد رکھی ہے جتنی مدت وہ رہے ○

افاداتِ محمود:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ الخ

یہود نے مشرکین کو اُکسایا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوالات کریں کہ روح کیا ہے۔ اصحاب کہف کا کیا قصہ ہے اور ذوالقرنین کی سرگزشت کیا ہے؟ یہود اور مشرکین دونوں طبقے اصحاب کہف کے قصے کو نہایت ہی عجیب خیال کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس واقعہ کو عجیب سمجھتے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں۔ جیسے آسمان، زمین، چاند، سورج، ستارے وغیرہ۔ اصحاب کہف کا واقعہ بھی عجیب ہے، لیکن اتنا بھی عجیب نہیں جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ایک تفسیر کے مطابق کہف اور رقیم غار کو کہا جاتا ہے اور ''کہف'' الغار فی الجبل یعنی پہاڑ میں جو غار ہو اُسے کہف کہا جاتا ہے اور اسی کو رقیم بھی کہا جاتا ہے۔ دوسری تفسیر کے مطابق ''رقیم'' بمعنی مرقوم ہے یعنی لکھی ہوئی چیز مراد ہے۔ چونکہ اصحاب کہف کے نام پتھر یا سیسہ کی تختی پر لکھے ہوئے تھے۔ اس لیے ان کو اصحاب الرقیم کہا جاتا ہے۔

اصحاب کہف کا قصہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے قبل دقیانوس نامی ایک ظالم و جابر بادشاہ تھا جو لوگوں کو کفر و شرک پر مجبور کرتا تھا۔ چند نوجوانوں کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایمان و توحید کی محبت ڈال دی۔ انہوں نے بادشاہ کے دربار میں پیش ہو کر شرک سے انکار کر دیا۔ بادشاہ کو ان کی جوانیوں پر ترس آیا۔ اس لیے ان کو فی الفور قتل نہ کروایا۔ ان کو کچھ مہلت دے دی تا کہ وہ اپنے ایمان کو ترک کر دیں۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس وقت شہر میں رہ کر ایمان کو بچانا مشکل ہے، لہٰذا قریب کسی پہاڑ میں جا کر غار میں چھپ جائیں اور دوبارہ شہر میں آنے کے لیے کسی مناسب وقت کا انتظار کریں۔ راستے میں جاتے ہوئے ایک چرواہا بھی اپنے ایمان کو بچانے کی غرض سے ان کے ساتھ ہو لیا اور اس کا کتا بھی ساتھ چل پڑا۔ یہ تمام حضرات جا کر ایک غار میں چھپ گئے اور کتا بھی اپنے اگلے دونوں پاؤں پر سر رکھ کر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دفعۃً سب پر نیند طاری فرما دی۔ یہ سب سو گئے، لیکن ان کی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔ دیکھنے میں ایسا لگتا تھا گویا کہ یہ جاگ رہے ہیں۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد بادشاہ نے ان سب کے نام کسی پتھر یا سیسہ کی تختی پر کندہ کروا کر وہ تختی سرکاری خزانہ میں ڈال دی تا کہ آئندہ ان لوگوں کا کوئی پتا چلے تو ریکارڈ موجود رہے۔ یہ حضرات ۳۰۹ تین صد نو سال تک سوتے رہے۔ کروٹیں بھی بدلتے رہے یہ لوگ جس غار

میں تھے اس کا منہ شمال کو تھا۔ضرورت کے لیے دھوپ بھی لگتی رہی، لیکن یہ دھوپ تکلیف دیے بغیر آتی اور پھر ہٹ جاتی تھی۔ ۳۰۹ سال کا طویل عرصہ گزرنے کے بعد اس ملک پر ایک عادل اور خدا ترس بادشاہ حاکم مقرر ہوا، جو لوگوں کو قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے ڈراتا رہتا تھا، لیکن بہت سے لوگ قیامت اور حشر نشر کے منکر تھے۔ بادشاہ کی بڑی خواہش تھی کہ کوئی ایسی نظیر سامنے آ جائے جو آخرت اور دوبارہ جی اٹھنے پر حجت قاطعہ ہو۔ چنانچہ ۳۰۹ سال کے بعد جب یہ لوگ جاگے تو ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ ہم کتنی مدت تک سوتے رہے ہیں؟ بعض نے کہا کہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ دوسرے کہنے لگے کہ حقیقت حال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ ہمیں اس فضول بحث وتمحیص میں نہ پڑنا چاہیے، پھر یہ فیصلہ ہوا کہ ایک ساتھی کو روپے دے کر شہر بھیج دیا جائے تا کہ وہ ان کیلیے پاکیزہ کھانا لے آئے۔ چنانچہ ایک ساتھی ۳۰۰ سال پرانا سکہ لے کر شہر گیا۔ جب کھانا خریدنے لگا تو پرانا سکہ دیکھ کر لوگوں نے سمجھا کہ شاید اسے کوئی پرانا مدفون خزانہ ہاتھ لگا ہے۔ لوگوں کی ان کے ساتھ یہ بحث ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ بات بادشاہ تک پہنچ گئی۔ ریکارڈ میں سے وہ تختی نکالی گئی جس پر ان سب کے نام اور کیفیت درج تھی۔ چنانچہ بادشاہ بڑا خوش ہوا اور ان لوگوں کو سرکاری اعزاز سے شہر لایا گیا اور اس عجیب واقعہ کو دیکھ کر وہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ جو بعث بعد الموت کے منکر تھے۔ یہ لوگ چند دن شہر میں رہ کر دوبارہ اسی غار میں چلے گئے اور وہاں لیٹ گئے۔ وہاں ایک مسجد بھی بنائی گئی۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾
ہم تمہیں ان کا صحیح حال سناتے ہیں بیشک وہ کئی جوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے انہیں اور زیادہ ہدایت دی ○
وَّ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَنْ
اور ہم نے ان کے دل مضبوط کر دیے جب وہ یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم اس کے
نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ
سوا کسی معبود کو ہرگز نہ پکاریں گے ورنہ ہم نے بڑی ہی بیجا بات کہی ○ یہ ہماری قوم ہے انہوں نے اللہ کے سوا
دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى
اور معبود بنالیے ہیں ان پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے پھر اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جس نے اللہ پر
اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ
جھوٹ باندھا ○ اور جب تم ان سے الگ ہو گئے ہو اور اللہ کے سوا جنہیں وہ معبود بناتے ہیں تب غار میں چل کر پناہ لو تم پر
رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ
تمہارا رب اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے لیے تمہارے اس کام میں آرام کا سامان کر دیگا ○ اور تو سورج کو دیکھے گا جب وہ نکلتا ہے
تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ
تو ان کی غار کے دائیں طرف سے ہٹا ہوا رہتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو ان کی بائیں طرف سے کتراتا ہوا گزر جاتا ہے اور وہ اس کے
فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ
میدان میں ہیں یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانیوالا ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے
فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ ع
پھر اس کیلئے تمہیں کوئی بھی کارساز راہ پر لانیوالا نہیں ملیگا ○

افاداتِ محمود:

وَتَرَى الشَّمْسَ الخ

چونکہ غار کا منہ شمال کی طرف تھا، اس وجہ سے بقدر ضرورت دھوپ لگ جاتی تھی، لیکن یہ اذیت رساں نہ ہوتی تھی۔ اگر غار کا منہ شرقاً یا غرباً ہوتا تو دھوپ زیادہ پڑتی۔ رہا یہ سوال کہ اگر غار کا منہ ہی شمالاً تھا تو ان پر احسان کیا رہا؟ جواب یہ ہے کہ پہاڑوں میں ایسے غار کا میسر آنا ہی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔ وَكَلْبُهُمْ ۭ حافظ ابن کثیرؒ نے اصحاب کہف کے کتے کا نام قطمیر نقل کیا ہے۔

وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ

اور تو انہیں جاگتا ہوا خیال کرے گا حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم انہیں

الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ

دائیں بائیں پلٹتے رہتے ہیں اور ان کا کتا چوکھٹ کی جگہ اپنے دونوں بازو پھیلائے بیٹھا ہے اگر تم انہیں جھانک کر دیکھو تو

لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾ وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا

الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہو اور البتہ تم پر ان کی دہشت چھا جائے ○ اور اسی طرح ہم نے انہیں جگا دیا تاکہ ایک

بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ

دوسرے سے پوچھیں ان میں سے ایک نے کہا تم کتنی دیر ٹھہرے ہو انہوں نے کہا ہم ایک دن یا دن سے کم ٹھہرے ہیں کہا تمہارا رب

أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ

خوب جانتا ہے جتنی دیر تم ٹھہرے ہو اب اپنے میں سے ایک کو یہ اپنا روپیہ دے کر اس شہر میں بھیجو پھر دیکھے کون سا کھانا ستھرا ہے

طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ﴿١٩﴾ إِنَّهُمْ إِنْ

پھر تمہارے پاس اس میں سے کھانا لائے اور نرمی سے جائے اور تمہارے متعلق کسی کو نہ بتائے ○ بیشک اگر

يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾

وہ لوگ تمہاری اطلاع پائیں گے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا اپنے دین میں لوٹا لیں گے پھر تم کبھی فلاح نہیں پا سکو گے ○

وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ

اور اسی طرح ہم نے ان کی خبر ظاہر کر دی تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک

فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ ۖ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۖ رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ

نہیں جبکہ لوگ ان کے معاملہ میں جھگڑ رہے تھے پھر کہا ان پر ایک عمارت بنا دو ان کا رب ان کا حال خوب جانتا ہے

قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَابِعُهُمْ

ان لوگوں نے کہا جو اپنے معاملہ میں غالب آ گئے تھے کہ ہم ان پر ضرور ایک مسجد بنائیں گے ○ بعض کہیں گے تین ہیں چوتھا ان کا

كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ

کتا ہے اور بعض اٹکل پچو سے کہیں گے پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے اور بعض کہیں گے

نصف القرآن بالحروف بان التاء بعد الباء من النصف الاول واللام الثانية من النصف الآخر ۱۲

سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۬ فَلَا تُمَارِ
سات ہیں آٹھواں ان کا کتا ہے کہہ دو ان کی گنتی میرا رب ہی خوب جانتا ہے ان کا اصلی حال تو بہت کم لوگ جانتے ہیں سو تو
فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾
ان کے بارے میں سرسری گفتگو کے سوا جھگڑا نہ کر اور ان میں سے کسی سے بھی انکا حال دریافت نہ کر ○

ع ۱۵

افاداتِ محمود:

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ الخ

اصحاب کہف کی صحیح تعداد قرآن کریم میں مذکور نہیں ہے۔ تاہم مفسرین کے ہاں سات کا قول زیادہ راجح ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ تین اور چار والا قول نقل کر کے آگے اللہ تعالیٰ نے رَجْمًا بِالْغَيْبِ فرمایا ہے۔ جو کہ یقیناً ان دونوں قولوں کے ضعیف ہونے کی دلیل ہے اور سات والا قول نقل کر کے اس پر سکوت فرمایا گیا ہے۔ دوسرا اس وجہ سے کہ قال قائل سے ایک مراد ہے کیونکہ صیغہ مفرد مذکر ہے اور پہلا ''قالوا'' چونکہ جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اور اقل جمع تین ہیں تو اس سے کم از کم تین مراد ہوں گے اور دوسرے ''قالوا'' سے تین دوسرے لوگ مراد ہوں گے یوں اصحاب کہف کی تعداد سات قرار پائی۔ یہ ایک عمدہ استدلال ہے۔

اصحاب کہف کے اسماء مبارکہ:

۱- یملیخا (یہ کھانا خریدنے کے لیے گیا تھا) ۲- مکسلمینا ۳- کشفوطط

۴- طبیونس ۵- کشافطیونس ۶- اذرفطیونس ۷- یوانس بوس

بعض لوگ ان اسماء کو تعویذات میں لکھتے ہیں۔ مختلف مقاصد کے لیے یہ تعویذ مجرب بھی ہے۔

اصحاب کہف اور اصحاب الرقیم

۱- بعض مفسرین کے ہاں اصحاب کہف اور اصحاب الرقیم دونوں کا مصداق اصحاب الکہف ہی ہیں۔

۲- بعض مفسرین کے ہاں اصحاب الکہف تو یہی ہیں جو سورۂ کہف میں مذکور ہیں اور اصحاب الرقیم سے مراد وہ لوگ ہیں جو غار میں پھنس گئے تھے اور ان کی تعداد تین تھی۔ ان کا واقعہ قرآن کریم نے اصحاب کہف کی طرح مفصل تو بیان نہیں فرمایا، لیکن عجیب و غریب ہونے کی وجہ سے اس کی طرف اشارہ فرما دیا۔

دوسرے قول کے مطابق اصحاب الرقیم کا قصہ کچھ یوں ہے کہ تین آدمی سفر پر جا رہے تھے۔ بارش شروع ہو گئی۔ ان تینوں نے ایک غار میں جا کر بارش سے بچنے کے لیے پناہ لے لی۔ اتفاق سے ایک بڑی چٹان غار کے دہانے پر آ گری جس نے غار کا منہ مکمل طور پر بند کر دیا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم نے زندگی میں جو اچھے اعمال

کیے ہیں، ان اعمال کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں تا کہ یہ بلا ٹل جائے۔

۱- ان میں سے ایک کا طریقہ کار یہ تھا کہ رات کو جانور سے دودھ دوہ کر پہلے اپنے والدین کو پلاتا اور بعد میں اپنے بچوں کو پلاتا۔ ایک رات اس شخص کو دیر ہوگئی اور والدین سو گئے۔ اس نے جب دودھ دوہا تو دودھ کا پیالہ لے کر والدین کے سرہانے آ کھڑا ہوا۔ بچوں کو بھی نہیں پلایا اور والدین کو جگایا بھی نہیں کہ ان کو جگانا ان کے لیے باعث مشقت سمجھا۔ خیال یہ تھا کہ اگر وہ خود جاگ گئے تو دودھ پلا دوں گا۔ وہ ساری رات ان کے سرہانے کھڑا رہا۔ بچے بھی بھوکے رہے اور والدین بھی نہ جاگے۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ اگر میں نے یہ نیک عمل خالصتاً تیری رضا کے حصول کے لیے کیا ہے تو اس چٹان کو دور فرما دے۔ چٹان ایک تہائی ہٹ گئی۔

۲- دوسرے شخص کے پاس ایک بار اس کی چچازاد بہن کسی کام سے آئی تھی۔ اس نے اُس لڑکی کو گناہ پر مجبور کیا۔ جب اس کے دونوں رانوں کے درمیان بیٹھ گیا اور وہ گناہ کرنے کے لیے پورا تیار تھا تو اس عورت نے اس سے کہا کہ خدا سے ڈر اور ناحق یہ حرکت نہ کر۔ یہ الفاظ کہنے تھے کہ اس کی دنیا ہی بدل گئی اور یہ شخص روتا ہوا استغفار کرتا ہوا الگ ہوگیا۔ اس نے کہا کہ یا باری تعالیٰ اگر میں نے گناہ سے باز رہنے کا یہ عمل تری رضا کے لیے کیا ہے تو اس چٹان کو دور فرما دے تو وہ چٹان دو تہائی کھل گئی۔

۳- تیسرے شخص کے پاس ایک مزدور کام کرتا تھا۔ وہ اپنا حق وصول کیے بغیر چلا گیا۔ اب یہ اس مزدور کے مال سے تجارت کرتا رہا یہاں تک کہ وہ مال بہت زیادہ بڑھ گیا۔ جب کچھ عرصہ کے بعد وہ شخص آیا اور اس مالک سے اپنے حق کا مطالبہ کیا تو اس نے ایک پورا گاؤں اس کے حوالہ کر دیا جو کہ اس کے مال سے تجارت کے نتیجہ میں حاصل ہوا تھا۔

اس شخص نے کہا کہ یا باری تعالیٰ اگر میں نے یہ عمل خالصتاً تیری رضا کے لیے کیا ہے تو اس چٹان کو دور فرما۔ چنانچہ چٹان مکمل طور پر ہٹ گئی۔ بعض مفسرین کے ہاں اصحاب الرقیم سے مذکورہ بالا تینوں افراد مراد ہیں۔ (بخاری)

امام بخاریؒ نے ایک باب تو اصحاب کہف کے اسماء کا باندھا ہے اور اس کے بعد ''باب حدیث الغار'' کے عنوان سے ایک اور باب باندھا ہے جس سے بظاہر یہ مترشح ہوتا ہے کہ ان دونوں میں تعلق ہے، لیکن دونوں کا مصداق الگ الگ ہیں۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ

اور کسی چیز کے متعلق

إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ

یہ ہرگز نہ کہو کہ میں کل اسے کر ہی دوں گا ○ مگر یہ کہ اللہ چاہے اور اپنے رب کو یاد کرلے جب بھول جائے اور کہہ دو

عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ

امید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے بھی بہتر راستہ دکھائے ○ اور وہ اپنے غار میں

ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ

تین سو سے زائد نو برس رہے ہیں ○ کہہ دو اللہ بہتر جانتا ہے کہ کتنی مدت رہے تمام آسمانوں

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا

اور زمین کا علم غیب اسی کو ہے کیا عجیب دیکھتا اور سنتا ہے ان کا اللہ کے سوا کوئی بھی مددگار نہیں اور نہ ہی

يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا

وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک کرتا ہے ○ اور اپنے رب کی کتاب سے جو تیری طرف وحی کی گئی ہے پڑھا کرو اس کی

مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ

باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور تو اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہیں پائیگا ○ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو

يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ

صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ

تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ

تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا نہ مان جسکے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا اور اپنی خواہش کے

هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ﴿٢٨﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ

تابع ہوگیا ہے اور اسکا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے ○ اور کہہ دو سچی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے پھر جو چاہے مان لے اور

شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا

جو چاہے انکار کردے بے شک ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے انہیں اس کی قناتیں گھیر لیں گی اور اگر فریاد کریں گے

يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ

تو ایسے پانی سے فریادرسی کیے جائیں گے جو تانبے کی طرح پگھلا ہوا ہوگا موہنوں کو جھلس دیگا کیا ہی برا پانی ہوگا اور کیا ہی بری آرامگاہ ہوگی ○

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ﴿٣٠﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم بھی اس کا اجر ضائع نہیں کریں گے جس نے اچھے کام کئے ○ وہی لوگ ہیں

جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

جن کے لیے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی انہیں وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے

وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ

اور باریک اور موٹے ریشم کا سبز لباس پہنیں گے وہاں تختوں پر تکئے لگانے والے ہوں گے

نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٣١﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَجُلَيْنِ جَعَلْنَا

کیا ہی اچھا بدلہ ہے اور کیا ہی اچھی آرامگاہ ہے ○ اور انہیں دو شخصوں کی مثال سنا دو ان دونوں میں سے

لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾

ایک کے لیے ہم نے انگور کے دو باغ تیار کیے اور انکے گرداگرد کھجوریں لگائیں اور ان دونوں کے درمیان کھیتی بھی لگا رکھی تھی ○

كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾

دونوں باغ اپنا پھل لاتے ہیں اور پھل لانے میں کچھ کمی نہیں کرتے اور ان دونوں کے درمیان ہم نے ایک نہر بھی جاری کر دی ہے ○

وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾

اور اسے پھل مل گیا پھر اس نے اپنے ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور جماعت کے لحاظ سے بھی زیادہ معزز ہوں ○

وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ﴿٣٥﴾

اور اپنے باغ میں داخل ہوا ایسے حال میں کہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنیوالا تھا کہا میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی برباد ہوگا ○

وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُدِدْتُ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿٣٦﴾

اور میں قیامت کو ہونے والی خیال نہیں کرتا اور البتہ اگر میں اپنے رب کے ہاں لوٹایا بھی گیا تو اس سے بہتر جگہ پاؤں گا ○

قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

اسے اس کے ساتھی نے گفتگو کے دوران میں کہا کیا تو اس کا منکر ہو گیا ہے جس نے تجھے مٹی سے پھر

نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾

نطفہ سے بنایا پھر تجھے پورا آدمی بنا دیا○ لیکن میرا تو اللہ ہی رب ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروں گا○

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ

اور جب تو اپنے باغ میں آیا تھا تو تو نے کیوں نہ کہا جو اللہ چاہے تو ہوتا ہے اور اللہ کی مدد کے سوا کوئی طاقت نہیں اگر تو

اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ

مجھے دیکھتا ہے کہ میں تجھ سے مال اور اولاد میں کم ہوں○ پھر امید ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر دے

وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاۗءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَاۗؤُهَا

اور اس پر لوکا ایک جھونکا آسمان سے بھیج دے پھر وہ چٹیل میدان ہو جائے○ یا اس کا پانی خشک

غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰي

ہو جائے پھر تو اسے ہرگز تلاش کر کے نہ لا سکے گا○ اور اس کا پھل سمیٹ لیا گیا پھر وہ اپنے ہاتھ ہی ملتا رہ گیا

مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰي عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ

اس پر جو اس نے اس باغ میں خرچ کیا تھا اور وہ اپنی چھتریوں پر گرا پڑا تھا اور کہا کاش میں اپنے رب کے ساتھ

بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ

کسی کو شریک نہ کرتا○ اور اس کی کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ کے سوا اس کی مدد کرتے اور نہ وہ خود ہی

مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ ھُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ وَاضْرِبْ ع

بدلہ لے سکا○ یہاں سب اختیار اللہ سچے ہی کا ہے اسی کا انعام بہتر ہے اور اسی کا دیا ہوا بدلہ اچھا ہے○ اور ان سے

لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ

دنیا کی زندگی کی مثال بیان کرو مثل ایک پانی کے ہے جسے ہم نے آسمان سے برسایا پھر زمین کی روئیدگی پانی کے ساتھ مل گئی

فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ

پھر وہ ریزہ ریزہ ہو گئی کہ اسے ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے○ مال

وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا

اور اولاد تو دنیا کی زندگی کی رونق ہیں اور تیرے رب کے ہاں باقی رہنے والی نیکیاں ثواب اور آخرت کی

وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿٤٦﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ

امید کے لحاظ سے بہتر ہیں ○ اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تو زمین کو صاف میدان دیکھے گا اور سب کو جمع کرینگے

فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿٤٧﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا

اوران میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑینگے ○ اور سب تیرے رب کے سامنے صف باندھ کر پیش کئے جائیں گے البتہ تحقیق تم

خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿٤٨﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ

ہمارے پاس آئے ہو جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا بلکہ تم نے خیال کیا تھا کہ ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ مقرر نہ کریں گے ○ اور اعمالنامہ

فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ

رکھ دیا جائے گا پھر تو مجرموں کو دیکھے گا اس چیز سے ڈرنے والے ہوں گے جو اس میں ہے اور کہیں گے افسوس ہم پر یہ کیسا اعمالنامہ ہے کہ

لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ

اس نے کوئی چھوٹی یا بڑی بات نہیں چھوڑی مگر سب کو محفوظ کیا ہوا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب کو موجود پائیں گے

وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿٤٩﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ ع ۱۸

اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا ○ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے

اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ

سجدہ کیا وہ جنوں میں سے تھا سو اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی پھر کیا تم مجھے چھوڑ کر اسے اور اس کی

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿٥٠﴾ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ

اولاد کو کارساز بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں بے انصافوں کو برا بدل ملا ○ نہ تو آسمان اور زمین کے

خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ

بناتے وقت اور نہ انہیں بناتے وقت میں نے انہیں بلایا اور میں گمراہ کرنے والوں کو اپنا مددگار بنانے والا

عَضُدًا ﴿٥١﴾ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ

نہ تھا ○ اور جس دن فرمائے گا میرے شریکوں کو پکارو جنہیں تم مانتے تھے پھر وہ انہیں پکارینگے سو وہ

يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿٥٢﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

انہیں جواب نہیں دینگے اور ہم نے انکے درمیان ہلاکت کی جگہ بنا دی ہے ○ اور گنہگار آگ کو دیکھیں گے اور سمجھیں گے کہ

مُّوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ ع ۷ ۳ ۱۹

وہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے ○ اور البتہ تحقیق ہم نے اس قرآن میں

لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ

لوگوں کے لیے ہر ایک مثال کو کئی طرح سے بیان کیا ہے اور انسان بڑا ہی جھگڑالو ہے ○ اور جب ان کے پاس

أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ

ہدایت آئی تو انہیں ایمان لانے اور اپنے رب سے معافی مانگنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ

الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿٥٥﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ

انہیں پہلی امتوں کا سا معاملہ پیش آئے یا عذاب انکے سامنے آجائے ○ اور ہم رسولوں کو صرف خوشخبری دینے

وَمُنْذِرِينَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ ۖ وَاتَّخَذُوا

اور ڈرانے والا بنا کر بھیجتے ہیں اور کافر ناحق جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس سے سچی بات کو ٹلا دیں اور انہوں نے میری آیتوں کو

آيَاتِي وَمَا أُنْذِرُوا هُزُوًا ﴿٥٦﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ

اور جس سے انہیں ڈرایا گیا ہے مذاق بنا لیا ہے ○ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے پھر ان سے

عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ۚ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ

منہ پھیر لے اور جو کچھ ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے بھول جائے بیشک ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ اسے نہ سمجھیں

وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۖ وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٥٧﴾

اور انکے کانوں میں گرانی ہے اور اگر تو انہیں ہدایت کی طرف بلائے تو بھی وہ ہرگز کبھی راہ پر نہ آئیں گے ○

وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ ۖ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ

اور تیرا رب بڑا بخشنے والا رحمت والا ہے اگر ان کے کیے پر انہیں پکڑنا چاہتا تو فوراً ہی عذاب بھیج دیتا

بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْئِلًا ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ

بلکہ ان کے لیے ایک میعاد مقرر ہے اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہیں پائیں گے ○ اور یہ بستیاں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کیا ہے

لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَوْعِدًا ﴿٥٩﴾ ع ۸ ۲ ۲۰

جب انہوں نے ظلم کیا تھا اور ہم نے ان کی ہلاکت کا بھی ایک وقت مقرر کیا تھا ○

افاداتِ محمود:

وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ الخ

شمسی سال کے حساب سے پورے ۳۰۰ سال بنتے ہیں جبکہ قمری سال کے اعتبار سے (۳۰۹) تین سونو سال بنتے ہیں۔ شمسی اور قمری سال میں ۱۱ دن کا فرق ہوتا ہے۔ قمری سال میں ۳۵۴ اور شمسی سال میں ۳۶۵ دن ہوتے ہیں۔ سو سال میں شمسی سال کے گیارہ سو دن بڑھ گئے اور تین سو سال میں ۳۳۰۰ دنوں کا اضافہ ہو گیا۔ یہ ۹ سال اور کچھ مہینے بنتے ہیں۔

مُهْلِ کے معنی تل چھٹ کے ہیں۔ مراد جہنمیوں کی پیپ وغیرہ ہے۔ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ موٹا اور باریک ریشم۔ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا۝ میرے پاس مال بھی زیادہ ہے اور ہماری نفری بھی زیادہ ہے۔

دوسرے جز کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ میں بہت ہی معزز فرد ہوں۔ لٰكِنَّا یہ جمع متکلم کا صیغہ نہیں ہے بلکہ اصل میں ہے لکن انا۔ یہ حرف استدراک کے ساتھ واحد متکلم کا صیغہ ہے۔ اس وجہ سے اس کو الف کے ساتھ نہیں پڑھا جاتا۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَآ

اور جب موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ

أَبْرَحُ حَتَّىٰٓ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا

میں نہ ہٹوں گا یہاں تک کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچ جاؤں یا سالہا سال چلتا جاؤں ○ پھر جب وہ دو دریاؤں کے جمع

نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ

ہونے کی جگہ پر پہنچے دونوں اپنی مچھلی کو بھول گئے پھر مچھلی نے دریا میں سرنگ کی طرح راستہ بنالیا ○ پھر جب وہ دونوں آگے بڑھ گئے

آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَآ

تو اپنے جوان سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لے آ البتہ تحقیق ہم نے اس سفر میں تکلیف اٹھائی ہے ○ کہا کیا تو نے دیکھا جب

إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَآ أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَٰنُ أَنْ أَذْكُرَهُ ۚ

ہم اس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کو وہیں بھول آیا اور مجھے شیطان ہی نے بھلایا ہے کہ اس کا ذکر کروں

وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلَىٰٓ آثَارِهِمَا

اور اس نے اپنی راہ سمندر میں عجیب طرح سے بنالی ○ کہا یہی ہے جو ہم چاہتے تھے پھر اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہی

قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَآ آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ

الٹے پھرے ○ پھر ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ کو پایا جسے ہم نے اپنے ہاں سے رحمت دی تھی اور اسے ہم نے

مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰٓ أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا

اپنے پاس سے ایک علم سکھایا تھا ○ اسے موسیٰ نے کہا کیا میں تیرے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تو مجھے سکھائے اسمیں سے جو تجھے

عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ

ہدایت کا طریقہ سکھایا گیا ہے ○ کہا بیشک تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکے گا ○ اور تو کیسے صبر کریگا

عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيٓ إِنْ شَآءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَآ أَعْصِي

اس بات پر جو تیری سمجھ نہیں آئے گی ○ کہا انشاء اللہ تو مجھے صابر ہی پائے گا اور میں کسی بات میں بھی تیری مخالفت

لَكَ أَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰٓ أُحْدِثَ لَكَ

نہیں کرونگا ○ کہا پس اگر تو میرے ساتھ رہے تو مجھ سے کسی بات کا سوال نہ کر یہاں تک کہ میں تیرے سامنے اس کا ذکر کروں

ع مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ

پس دونوں چلے○ یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو اسے پھاڑ دیا کہا کیا تو نے اسے اس لئے پھاڑا ہے کہ

أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾

کشتی کے لوگوں کو غرق کر دے البتہ تو نے خطرناک بات کی ہے○ کہا کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا○

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ﴿٧٣﴾ فَانْطَلَقَا

کہا میرے بھول جانے پر گرفت نہ کر اور میرے معاملہ میں سختی نہ کر○ پھر دونوں چلے

حَتّٰٓى إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا

یہاں تک کہ انہیں ایک لڑکا ملا تو اسے مار ڈالا کہا تو نے ایک بے گناہ کو ناحق مار ڈالا البتہ تو نے بری

نُكْرًا ﴿٧٤﴾

بات کی○

افاداتِ محمود:

وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِفَتٰهُ الخ

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن بڑے مؤثر و بلیغ انداز میں بنی اسرائیل کو اسرار شریعت سمجھا رہے تھے کہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ کوئی آپ سے بڑا عالم بھی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ یہ جواب فی الحقیقت درست تھا کیونکہ اتنے بڑے الوالعزم نبی و رسول سے بڑا عالم کون ہوسکتا ہے، مگر مقربین بارگاہ خداوندی کے شایانِ شان یہی ہے کہ دربار خداوندی کے آداب کا دوسروں کی بنسبت زیادہ خیال رکھیں اور یہ کہنا زیادہ مناسب تھا کہ واللہ اعلم۔ اب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ مجمع البحرین پر جاؤ، وہاں میرا ایک بندہ موجود ہے۔ اس کے پاس آپ سے زیادہ علم ہے۔ مراد حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

کیا حضرت خضر نبی تھے؟

حضرت خضرؑ کے متعلق ہمیشہ یہ بحث رہی ہے کہ وہ نبی تھے یا نہیں؟ اسی طرح لقمان حکیم کے متعلق بھی حضرت عکرمہؒ سے منقول ہے کہ وہ نبی تھے، جبکہ اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ نبی نہیں تھے۔ حضرت خضرؑ کے متعلق فیصلہ کن بات یہ ہے کہ یہ تکوینیات کے پیغمبر تھے۔ تشریعی نبی نہیں تھے اور امور تکوینیہ قانون نہیں بنتے، نہ ان کی تبلیغ کی جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ امور تشریعیہ کے نبی تھے اور امور تشریعیہ قانون بھی ہوتے ہیں اور ان کی تبلیغ بھی کی جاتی ہے۔ حضرت موسیٰؑ کو ان تکوینیات کی تعلیم کی ضرورت نہ تھی۔ صرف اللہ تعالیٰ انہیں یہ بتلانا چاہتے تھے کہ دنیا

میں ایسے بندے بھی موجود ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت خضر اب بھی حیات ہیں اور بہت سے لوگوں سے ان کی ملاقات ہوئی ہے، لیکن یہ بات اس مشہور حدیث کے خلاف ہے، جس میں ارشاد مبارک ہے کہ اب جو لوگ موجود ہیں سو سال کے بعد ان میں کوئی بھی نہ ہوگا۔ بعض لوگوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ حدیث میں ''علی وجه الارض'' کا لفظ موجود ہے۔ جبکہ حضرت خضر سمندر میں تھے، لہٰذا وہ مستثنیٰ ہیں، لیکن ہمیں اس قصہ کی باتوں کی کھوج میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کوئی عقیدے کا مسئلہ نہیں ہے۔

مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ الخ اس سے یا تو بحر فارس اور بحر روم مراد ہیں۔ بعض کے نزدیک دجلہ و فرات مراد ہیں اور بعض کے نزدیک اس سے افریقہ کا کوئی مقام ہے۔ جہاں دو دریا ملتے ہیں۔ اگرچہ حقیقت میں دو دریا نہیں ملتے لیکن جہاں کم سے کم فاصلہ ہوگا وہی مراد ہو سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ مجمع البحرین چونکہ بڑا وسیع علاقہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بطور نشانی کے اپنے پاس ایک بھنی ہوئی مچھلی زنبیل میں رکھو جہاں وہ پانی میں اُتر جائے، وہیں تمہاری منزل مقصود ہے۔ یعنی وہاں حضرت خضر سے ملاقات ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت یوشع بن نون کو ساتھ لے کر اور زنبیل میں مچھلی لے کر قاصد سفر ہوئے۔ چلتے چلتے مچھلی پانی میں کود پڑی لیکن حضرت یوشع بن نون حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتلانا بھول گئے۔ انہوں نے جب آگے سفر جاری رکھا تو فرمایا کہ میں تھکاوٹ محسوس کر رہا ہوں۔ تب اُسے یاد آیا اور وہ کہنے لگا جہاں ایک پتھر کے پاس ہم آرام کر رہے تھے وہیں مچھلی پانی میں اُتر گئی تھی لیکن شیطان نے مجھ سے بھلا دیا اور میں آپ کو بتلا نہ سکا۔ خیر تلاش کرنے سے حضرت خضر مل گئے اور امور تکوینیہ میں سے تین باتیں اُن کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علم میں آ گئیں جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔

جس لڑکے کو حضرت خضرؑ نے قتل کیا تھا اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے اس کے والدین کو ایک لڑکی عطا فرمائی جس کے بطن سے نبی پیدا ہوئے۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝۷۵ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ

کہا کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا○ کہا اگر اس کے بعد میں آپ سے

شَيْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝۷۶ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى

کسی چیز کا سوال کروں تو مجھے ساتھ نہ رکھیں آپ میری طرف سے معذوری تک پہنچ جائیں گے○ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ

اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ۣاسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا

جب ایک گاؤں والوں پر گزرے تو ان سے کھانا مانگا انہوں نے مہمان نوازی سے انکار کر دیا پھر انہوں نے وہاں ایک دیوار پائی جو

يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝۷۷ قَالَ هٰذَا

گرنے ہی والی تھی تب اسے سیدھا کر دیا کہا اگر آپ چاہتے تو اس کام پر کوئی اجرت ہی لے لیتے ○ کہا اب

فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝۷۸

میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے اب میں تجھے ان باتوں کا راز بتاتا ہوں جن پر تو صبر نہ کر سکا○

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ

جو کشتی تھی سو وہ محتاج لوگوں کی تھی جو دریا میں مزدوری کرتے تھے پھر میں نے اس میں عیب کر دینا چاہا اور ان کے

وَرَاۗءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۝۷۹ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ

آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر ایک کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا○ اور رہا لڑکا سو اس کے ماں باپ ایمان دار تھے سو ہم ڈرے کہ

فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝۸۰ۚ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ

انہیں بھی سرکشی اور کفر میں مبتلا نہ کرے○ پھر ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے بدلہ میں انہیں ایسی اولاد دے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر

زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝۸۱ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ

اور محبت میں اس سے بڑھ کر ہو○ اور جو دیوار تھی سو وہ اس شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے

تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا

ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا پس تیرے رب نے چاہا کہ وہ جوان ہو کر

وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ڰ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ

اپنا خزانہ تیرے رب کی مہربانی سے نکال لیں اور یہ کام میں نے اپنے ارادے سے نہیں کیا یہ حقیقت ہے اس کی

مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾
جس پر تو صبر نہیں کر سکا ○

ع

افاداتِ محمود:

وَاَمَّا الْغُلٰمُ الخ

یہاں متعدد سوالات پیدا ہوتے ہیں ایک یہ ہے کہ اگر یہ لڑکا مستقبل میں والدین کے لیے خطرہ تھا تو اللہ تعالیٰ اسے پیدا ہی نہ کرتا یا اس کو اتنا شریر و خطرناک ہی نہ بناتا۔ مزید یہ کہ دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں کفار رہ رہے ہیں۔ اگر اس لڑکے کے والدین کافر ہو جاتے تو کیا نقصان تھا یا پھر یہ قانون ہی بنا دیا جاتا کہ جو بھی بچے والدین کے لیے مستقبل میں اس طرح خطرہ ہوں ان سب کو ہلاک کیا جائے؟ اہل سنت والجماعت کے ہاں تو ان تمام سوالوں کا سہل اور بے غبار جواب یہ ہے کہ "لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون" اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ کے ذریعہ اس نظام کو چلا رہا ہے وہی بہتر جانتا ہے اور وہ شہنشاہ کائنات ہے۔ کسی بندے اور غلام کو اس کے احکام کے سامنے دم مارنے یا حکمتیں تلاش کرنے یا معلوم کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ معتزلہ نے اس کا جواب بھی دیا ہے کہ ماھو الا صلح للعبد یجب علی اللہ یعنی بندوں کے لیے جو چیز زیادہ مفید ہو تو اللہ تعالیٰ کے لیے وہ کچھ کرنا واجب ہے۔ یہ معتزلہ کا خود تراشیدہ ضابطہ ہے جو کہ ہر اعتبار سے ناقص و نا تمام ہے۔ چنانچہ شرح للعقائد النسفی میں ہے کہ امام المتکلمین ابوالحسن اشعریؒ نے اپنے استاذ ابوعلی جبائی سے پوچھا کہ ان تین بھائیوں کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کہ ایک مسلمان مرا، دوسرا کافر مرا اور تیسرا صغر سنی میں ہی مر گیا۔ وہ کہنے لگا جو مسلمان ہے اس کو ثواب ملے گا، کافر کو سزا ملے گی اور جو صغر سن مرا ہے اسے نہ سزا ہوگی نہ ثواب۔ حضرت ابوالحسن اشعریؒ نے پھر پوچھا کہ اگر یہ چھوٹا بھائی اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ آپ نے مجھ کو صغیر سن ہی کیوں اٹھایا۔ میں بڑا ہو جاتا، مسلمان ہو کر جنت میں چلا جاتا۔ ابوعلی جبائی کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ میرے علم میں تھا کہ اگر تو بڑا ہو جاتا تو کافر بنتا۔ ابوالحسن نے دوبارہ پوچھا کہ وہ جو کافر مرا ہے اگر وہ کہے کہ باری تعالیٰ آپ نے مجھ کو بچپن ہی میں کیوں نہ اٹھایا تاکہ میں کفر کا مرتکب ہو کر جہنم میں نہ جاتا فبھت الجبائی یعنی جبائی چپ ہو گیا۔ بہر حال معتزلہ کا یہ نظریہ اصول دین کے خلاف ہے، لہٰذا ہم اسے تسلیم ہی نہیں کرتے۔ اس نوعیت کی باتیں سراسر فساد ہیں۔ جیسا آج کل لوگوں نے حیات برزخیہ کے متعلق طرح طرح کی باتیں شروع کر رکھی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات مانتے ہو تو اس سے شرک لازم آئے گا۔ حالانکہ ابدی حیات آگے سب کو ملنے والی ہے۔ اہل جنت کو بھی اور اہل جہنم کو بھی۔ تو وہاں اگر حیات ابدیہ سے شرک لازم نہیں آتا تو قبر کی حیات سے یہاں شرک کیا لازم آئے گا؟

اگر آپ کو کسی شیخ سے محبت ہو اور اس کے متعلق کوئی شخص ایسی بات کہے جو ذو معنیین ہو۔ ایک معنی کے اعتبار سے اُس کی امتیازی شان معلوم ہوتی ہے اور دوسرے معنی کے اعتبار سے وہ عام انسان معلوم ہوتا ہے تو آپ کو چاہیے کہ آپ دونوں معنوں میں سے وہ معنی لے لیں اور اس معنی پر بات کو محمول کریں جس میں شیخ کی عظمت و وقار میں زیادت ہو۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات برزخیہ کے ساتھ اگر ''کامل'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو یہ مزید اعزاز و اکرام ہے اور کچھ نہیں ہے۔ موت نے تو ''**کل نفس ذائقة الموت** ''اور **کل من علیها فان** کے دستور کے مطابق ہر ایک جاندار پر طاری ہونا ہے۔ اگر موت نہیں آئے گی تو سب خدا بن جائیں گے۔

سر تا پا عاجزی نے بندہ کر دیا ہم کو
وگرنہ ہم خدا ہوتے جو دل بے آرزو ہوتا

پھر تو بہت سے خدا جنت میں اور بہت سے جہنم میں چلے جائیں گے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعاء مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا

اور آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں کہہ دو کہ اب میں تمہیں

عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝۸۳ۭ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝۸۴ۙ

اس کا حال سناتا ہوں ○ ہم نے اسے زمین میں حکمرانی دی تھی اور اسے ہر طرح کا ساز و سامان دیا تھا ○

فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝۸۵ حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ

تو اس نے ایک ساز و سامان تیار کیا ○ یہاں تک کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچا تو اسے ایک گرم چشمے میں ڈوبتا ہوا پایا

وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ڛ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ

اور وہاں ایک قوم بھی پائی ہم نے کہا اے ذوالقرنین یا انہیں سزا دے یا ان سے

تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝۸۶ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ

نیک سلوک کر ○ کہا جو ان میں ظالم ہے اسے تو سزا ہی دیں گے پھر وہ اپنے رب کے ہاں لوٹایا جائے گا

فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝۸۷ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَاۗءَۨ الْحُسْنٰى ۚ

پھر وہ اسے اور بھی سخت سزا دے گا ○ اور جو کوئی ایمان لائے گا اور نیکی کرے گا تو اسے نیک بدلہ ملے گا

وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝۸۸ۭ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝۸۹ حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ

اور ہم بھی اپنے معاملہ میں آسان ہی حکم دیں گے ○ پھر اس نے ایک ساز و سامان تیار کیا ○ یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہنچا

وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰي قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝۹۰ۙ كَذٰلِكَ ۭ وَقَدْ اَحَطْنَا

تو اس نے سورج کو ایک ایسی قوم پر نکلتے ہوئے پایا کہ جس کے لئے ہم نے سورج کے ادھر کوئی آڑ نہیں رکھی تھی ○ اسی طرح ہی ہے اور اس کے

بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝۹۱ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝۹۲ حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ

حال کی پوری خبر ہمارے ہی پاس ہے ○ پھر اس نے ایک ساز و سامان تیار کیا ○ یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا ان

دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝۹۳ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ

دونوں سے اس طرف ایک ایسی قوم کو دیکھا جو بات نہیں سمجھ سکتی تھی ○ انہوں نے کہا اے ذوالقرنین بے شک یاجوج ماجوج

وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓي اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا

اس ملک میں فساد کرنے والے ہیں پھر کیا ہم آپ کے لئے کچھ محصول مقرر کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان

وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ
ایک دیوار بنادیں ○ کہا جو میرے رب نے مجھے قدرت دی ہے کافی ہے سو طاقت سے میری مدد کرو کہ میں تمہارے اور ان کے درمیان
رَدْمًا ﴿٩٥﴾ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا حَتَّىٰ
ایک مضبوط دیوار بنادوں ○ مجھے لوہے کے تختے لادو یہاں تک کہ جب دونوں سروں کے بیچ کو برابر کردیا تو کہا کہ دھونکو یہاں تک کہ
إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ
جب اسے آگ کردیا تو کہا کہ تم میرے پاس تانبا لاؤ کہ اس پر ڈال دوں ○ پھر وہ نہ اس پر چڑھ سکتے تھے
وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هَٰذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي ۖ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي
اور نہ اس میں نقب لگا سکتے تھے ○ کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا
جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ﴿٩٨﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ ۖ وَنُفِخَ
تو اسے ریزہ ریزہ کردے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے ○ اور ہم چھوڑ دیں گے بعض ان کے اس دن بعض میں گھسیں گے اور صور میں
فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا ﴿١٠٠﴾
پھونکا جائے گا پھر ہم ان سب کو جمع کریں گے ○ اور ہم دوزخ کو اس دن کافروں کے سامنے پیش کریں گے ○
الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ ع
جن کی آنکھوں پر ہماری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ سن بھی نہ سکتے تھے ○

افاداتِ محمود:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۖ الخ اس بادشاہ کو ذوالقرنین اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس نے مشرق سے مغرب تک کا سفر کیا تھا۔ حضرت خضر اس کے وزیر تھے غالباً حضرت خضر کے واقعہ کے بعد ذوالقرنین کے قصہ بیان کرنے کی وجہ یہی ہے۔ ذوالقرنین اللہ تعالیٰ کا نہایت ہی مقرب بندہ تھا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا ہے۔ اُن کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اس کو محیر العقول کارناموں سے سرفراز فرمایا تھا۔ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ الخ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یاجوج وماجوج ماں کے اعتبار سے اولاد آدم ہیں اور باپ ان کا کوئی جن ہے، لہٰذا اپنی ماں کے اعتبار سے ان کا سلسلہ نسب حضرت آدمؑ تک پہنچتا ہے، نہ کہ باپ کے اعتبار سے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو محض اپنی قدرت سے حضرت مریم صدیقہ کے بطن سے پیدا فرمایا اور باپ آپ کا کوئی نہیں ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سلسلہ نسب والدہ کی وساطت سے حضرت آدمؑ تک پہنچ جاتا ہے۔ شاید اس مناسبت کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یاجوج وماجوج ایک زمانہ میں آئیں گے اور دجال بھی بقول بعض

کے یاجوج و ماجوج میں سے ہوگا۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ اور دجال کا آمنا سامنا اس مناسبت سے ہوگا۔

قَالَ اٰتُوْنِیْٓ اُفْرِغْ عَلَیْهِ الخ

ذوالقرنین نے ایک مضبوط اور آہنی دیوار کھڑی کر دی جو کہ قرب قیامت میں اپنے وقت مقرر پر گر جائے گی۔ روایات میں ہے کہ یاجوج و ماجوج روزانہ اس دیوار میں سوراخ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب تھوڑی جگہ باقی رہتی ہے تو رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ بقیہ حصہ میں کل سوراخ کر دیں گے لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ کہنا بھول جاتے ہیں۔ جب صبح پھر سوراخ کرنا شروع کرتے ہیں تو دیوار ویسی کی ویسی ہوتی ہے لیکن قرب قیامت میں جب اس کا وقت پورا ہوگا تو یہ رات کو کام بند کرتے وقت انشاء کہہ دیں گے اور اگلے دن تو وہ آہنی دیوار توڑ کر باہر آ ہی جائیں گے۔ اس دیوار کے محل وقوع سے متعلق قرآن کریم میں کوئی تصریح موجود نہیں ہے۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ آسٹریلیا کے ساحل پر ایک دیوار ہے جو تقریباً ہزار میل لمبی ہے۔ بعض نے اور جگہ کا پتا بتلایا ہے۔ بہرحال یاجوج و ماجوج قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور حکومت میں اس آہنی دیوار کو توڑ کر باہر آئیں گے روئے زمین سے پانی اور سبزہ ختم کر دیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ کی دعا سے ان پر ایک وبائی بیماری مسلط ہو جائے گی تو چشم زدن میں یہ سب کے سب لوگ ختم ہو جائیں گے۔ پھر بڑے بڑے پرندے ان کی نعشوں کو اٹھا کر سمندروں میں پھینک دیں گے اور زوردار قسم کی بارش ہوگی۔ پانی اور سیلابوں کے ذریعہ زمین صاف ہو جائے گی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پائیں گے۔

سورۂ کہف کی ابتدا بھی حمد و ثنا و توحید باری تعالیٰ سے ہوئی تھی اور انتہا بھی ان دونوں مضمونوں پر ہے۔ واللہ اعلم

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا

پھر کافر کیا خیال کرتے ہیں کہ میرے سوا میرے بندوں کو اپنا کارساز بنالیں گے بے شک ہم نے

جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ

کافروں کے لئے دوزخ کو مہمانی بنایا ہے ○ کہہ دو کیا میں تمہیں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں ○ وہ جن کی ساری

سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

کوشش دنیا کی زندگی میں کھوئی گئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بیشک وہ اچھے کام کر رہے ہیں ○ یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾

نشانیوں کا اور اس کے روبرو جانے کا انکار کیا ہے پھر انکے سارے اعمال ضائع ہو گئے سو ہم ان کیلئے قیامت کے دن کوئی وزن قائم

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

نہیں کریں گے ○ یہ سزا ان کی جہنم ہے اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق بنایا تھا ○ بیشک جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کی مہمانی کے لئے فردوس کے باغ ہوں گے ○ ان میں ہمیشہ رہیں گے

لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ

وہاں سے جگہ بدلنی نہ چاہیں گے ○ کہہ دو اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے سمندر سیاہی بن جائے تو میرے

الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ

رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے اور اگرچہ اس کی مدد کے لئے ہم ایسا ہی اور سمندر لائیں ○ کہہ دو کہ میں بھی

اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ

تمہارے جیسا آدمی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی

رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ ع

امید رکھے تو اسے چاہئے کہ اچھے کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے ○

آیاتها ۹۸ (۱۹) سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ (۴۴) رکوعاتها ۶

آیتیں ۹۸ سورۂ مریم مکی ہے رکوع ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝١ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝٢ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝٣

یہ تیرے رب کی مہربانی کا ذکر ہے جو اس کے بندے زکریا پر ہوئی ۝ جب اس نے اپنے رب کو خفیہ آواز میں پکارا ۝

قَالَ رَبِّ إِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَّلَمْ أَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ

کہا اے میرے رب میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر میں بڑھاپا چمکنے لگا ہے اور میرے رب تجھ سے مانگ کر میں کبھی

شَقِيًّا ۝٤ وَإِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَأَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ

محروم نہیں ہوا ۝ اور بیشک میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے پس تو

مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝٥ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝٦

اپنے ہاں سے ایک وارث عطا کر ۝ جو میرا اور یعقوب کے خاندان کا بھی وارث ہو اور اے میرے رب اسے پسندیدہ بنا ۝

يٰزَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝٧ قَالَ

اے زکریا بیشک ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی پیدا نہیں کیا ۝ کہا

رَبِّ أَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَأَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ

اے میرے رب میرے لئے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے میں انتہائی درجہ کو

عِتِيًّا ۝٨ قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ

پہنچ گیا ہوں ۝ کہا ایسا ہی ہوگا تیرے رب نے کہا ہے وہ مجھ پر آسان ہے اور میں نے تجھے اس سے پہلے پیدا کیا حالانکہ تو

تَكُ شَيْئًا ۝٩ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ

کوئی چیز نہ تھا ۝ کہا اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر کہا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین رات تک مسلسل لوگوں سے

لَيَالٍ سَوِيًّا ۝١٠ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحٰى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً

بات نہیں کر سکے گا ۝ پھر حجرہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور انہیں اشارہ سے کہا کہ تم صبح و شام خدا کی

وَعَشِيًّا ﴿١١﴾ يَٰيَحْيَىٰ خُذِ ٱلْكِتَٰبَ بِقُوَّةٍ ۖ وَءَاتَيْنَٰهُ ٱلْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿١٢﴾ وَحَنَانًا

تسبیح کیا کرو○ اے یحییٰ کتاب کو مضبوطی سے پکڑ اور ہم نے اسے بچپن ہی میں حکمت عطا کی○ اور اسے

مِّن لَّدُنَّا وَزَكَوٰةً ۖ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿١٣﴾ وَبَرًّۢا بِوَٰلِدَيْهِ وَلَمْ يَكُن جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٤﴾

اپنے ہاں سے رحم دلی اور پاکیزگی عنایت کی اور وہ پرہیزگار تھا○ اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنیوالا اور سرکش نافرمان نہ تھا○

ع وَسَلَٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٥﴾ وَٱذْكُرْ فِى ٱلْكِتَٰبِ

اور اس پر سلام ہو جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا○ اور اس کتاب میں

وقف لازم مَرْيَمَ إِذِ ٱنتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَٱتَّخَذَتْ مِن دُونِهِمْ

مریم کا ذکر کر جب کہ وہ اپنے لوگوں سے علیحدہ ہو کر مشرقی مقام میں جا بیٹھی○ پھر لوگوں کے سامنے سے

حِجَابًا فَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ إِنِّىٓ أَعُوذُ

پردہ ڈال لیا پھر ہم نے اس کے پاس اپنے فرشتے کو بھیجا پھر وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا○ کہا بے شک میں تجھ سے

بِٱلرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ إِنَّمَآ أَنَا۠ رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ

اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے○ کہا میں تو بس تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ تجھے پاکیزہ

نصف غُلَٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِى غُلَٰمٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِى بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾

لڑکا دوں○ کہا میرے لئے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ مجھے کسی آدمی نے ہاتھ نہیں لگایا اور نہ میں بدکار رہوں○

قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ ۖ وَلِنَجْعَلَهُۥٓ ءَايَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ

کہا ایسا ہی ہوگا تیرے رب نے کہا ہے وہ مجھ پر آسان ہے اور تا کہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشانی اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں

وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ فَٱنتَبَذَتْ بِهِۦ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾ فَأَجَآءَهَا ٱلْمَخَاضُ

اور یہ بات طے ہو چکی ہے○ پھر اس (بچہ کے ساتھ) حاملہ ہوئی پھر اسے لے کر کسی دور جگہ میں چلی گئی○ پھر اسے دردِ زہ ایک

إِلَىٰ جِذْعِ ٱلنَّخْلَةِ قَالَتْ يَٰلَيْتَنِى مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا ﴿٢٣﴾

کھجور کی جڑ میں لے آیا کہا اے افسوس میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور میں بھول بھلائی ہوتی○

فَنَادَىٰهَا مِن تَحْتِهَآ أَلَّا تَحْزَنِى قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَهُزِّىٓ إِلَيْكِ

پھر اسے اس کے نیچے سے پکارا کہ غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے سے ایک چشمہ پیدا کر دیا○ اور تو کھجور کے

بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا

تنہ کو پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر پکی تازہ کھجوریں گریں گی ○ سو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی کر

فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُوْلِيْ إِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ

پھر اگر تو کوئی آدمی دیکھے تو کہہ دے کہ میں نے رحمٰن کے لئے روزہ کی نذر مانی ہے سو آج میں کسی انسان سے

الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾ فَأَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا

بات نہیں کروں گی ○ پھر وہ اسے قوم کے پاس اٹھا کر لائی انہوں نے کہا اے مریم البتہ تو نے عجیب بات

فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يٰأُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ أَبُوْكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾

کر دکھائی ○ اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ ہی برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی ○

فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ إِنِّيْ عَبْدُ

تب اس نے لڑکے کی طرف اشارہ کیا انہوں نے کہا ہم پنگھوڑے والے بچے سے کیسے بات کریں ○ کہا بیشک میں اللہ کا

اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصٰنِيْ

بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے ○ اور مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں کہیں ہوں اور مجھے

بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا

نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے جب تک میں زندہ ہوں ○ اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنے والا اور مجھے سرکش بد بخت

شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ أَمُوْتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾

نہیں بنایا ○ اور مجھ پر سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا ○

ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ

یہ عیسیٰ مریم کا بیٹا ہے سچی بات جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں ○ اللہ کی شان نہیں کہ

أَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ إِذَا قَضٰى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٣٥﴾

وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک ہے جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو صرف اسے کن کہتا ہے پھر وہ ہو جاتا ہے ○

وَإِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ

اور بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے سو اسی کی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے ○ پھر جماعتیں آپس میں

مِنْ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٣٧﴾ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ

مختلف ہو گئیں سو کافروں کے لئے ایک بڑے دن کے آنے سے خرابی ہے ○ کیا خوب سنتے اور دیکھتے ہوں گے

يَوْمَ يَأْتُونَنَا ۖ لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ

جس دن ہمارے پاس آئینگے لیکن ظالم آج صریح گمراہی میں ہیں ○ اور انہیں حسرت کے دن سے ڈرا

إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ

جس دن سارے معاملہ کا فیصلہ ہوگا اور وہ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے ○ بے شک ہم ہی زمین کے وارث ہوں گے

وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا

اور ان کے بھی جو اس پر ہیں اور ہماری طرف لوٹائے جائیں گے ○ اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کر بے شک وہ سچا

نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي

نبی تھا ○ جب اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ تو کیوں پوجتا ہے ایسے کو جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ تیرے کچھ

عَنكَ شَيْئًا ﴿٤٢﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي

کام آسکے ○ اے میرے باپ بیشک مجھے وہ علم حاصل ہوا ہے جو تمہیں حاصل نہیں تو آپ میری تابعداری کریں

أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ

میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاؤں گا ○ اے میرے باپ شیطان کی عبادت نہ کر بے شک شیطان اللہ کا

لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ

نافرمان ہے ○ اے میرے باپ بیشک مجھے خوف ہے کہ تم پر اللہ کا عذاب آئے پھر تم

لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ

شیطان کے ساتھی ہو جاؤ ○ کہا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے البتہ اگر تو باز نہ آیا میں تجھے

لَأَرْجُمَنَّكَ ۖ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ ۖ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي ۖ إِنَّهُ

سنگسار کر دوں گا اور مجھ سے ایک مدت تک دور ہو جا ○ کہا تیری سلامتی رہے اب میں اپنے رب سے تیری بخشش کی دعا کرونگا بیشک

كَانَ بِي حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُو رَبِّي عَسَىٰ

وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے ○ اور میں تمہیں چھوڑتا ہوں اور جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اور میں اپنے رب ہی کو پکاروں گا امید ہے کہ

أَلَّآ أَكُونَ بِدُعَآءِ رَبِّي شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا ○ پھر جب ان سے علیحدہ ہوا اور اس چیز سے جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے

وَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا

ہم نے اسے اسحٰق اور یعقوب عطا کیا اور ہم نے ہر ایک کو نبی بنایا ○ اور ہم نے ان سب کو اپنی رحمت سے حصہ دیا

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَٰبِ مُوسَىٰٓ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ مُخْلَصًا ع

اور ہم نے ان کا نیک نام بلند کیا ○ اور کتاب میں موسیٰ کا ذکر کر بے شک وہ خاص بندے

وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾ وَنَٰدَيْنَٰهُ مِن جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَٰهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾

اور بھیجے ہوئے پیغمبر تھے ○ اور ہم نے اسے کوہ طور کے دائیں طرف سے پکارا اور اسے راز کی بات کہنے کیلئے قریب بلایا ○

وَوَهَبْنَا لَهُۥ مِن رَّحْمَتِنَآ أَخَاهُ هَٰرُونَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَٰبِ إِسْمَٰعِيلَ ۚ إِنَّهُۥ

اور ہم نے اسے اپنی رحمت سے اس کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر عطا کیا ○ اور کتاب میں اسمٰعیل کا بھی ذکر کر بے شک

كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴿٥٤﴾ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُۥ بِالصَّلَوٰةِ وَالزَّكَوٰةِ

وہ وعدہ کا سچا اور بھیجا ہوا پیغمبر تھا ○ اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتا تھا

وَكَانَ عِندَ رَبِّهِۦ مَرْضِيًّا ﴿٥٥﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَٰبِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿٥٦﴾

اور وہ اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھا ○ اور کتاب میں ادریس کا ذکر کر بے شک وہ سچا نبی تھا ○

وَرَفَعْنَٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٧﴾ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّـۧنَ مِن

اور ہم نے اسے بلند مرتبہ پر پہنچایا ○ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا پیغمبروں میں اور آدم کی

ذُرِّيَّةِ ءَادَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْرَٰٓءِيلَ

اولاد میں سے اور ان میں سے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا اور ابراہیم اور اسرائیل کی اولاد میں سے

وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَآ ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا۟ سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩ ﴿٥٨﴾

اور ان میں سے جنہیں ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا جب ان پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو روتے ہوئے سجدہ میں گرتے ہیں ○

فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا۟ الصَّلَوٰةَ وَاتَّبَعُوا۟ الشَّهَوَٰتِ ۖ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ

پھر ان کی جگہ ایسے ناخلف آئے جنہوں نے نماز ضائع کی اور خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے پھر عنقریب گمراہی کی

غَيًّا ﴿٥٩﴾ إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ

سزا پائیں گے ○ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیے سو وہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا

شَيْئًا ﴿٦٠﴾ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ

جائے گا ○ ہمیشگی کے باغوں میں جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے جو ان کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے بیشک اس کا وعدہ پورا

مَأْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا ۖ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً

ہونے والا ہے ○ اس میں سوائے سلام کے کوئی فضول بات نہ سنیں گے اور انہیں وہاں صبح و شام کھانا

وَعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَن كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ

ملے گا ○ یہ وہ جنت ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے اس کو وارث بنائیں گے جو پرہیزگار ہوگا ○ اور ہم تیرے رب کے

إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ

حکم کے سوا نہیں اترتے اسی کا ہے جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے اور تیرا رب

نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۚ هَلْ

بھولنے والا نہیں ○ آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو چیز ان دونوں کے درمیان ہے سو اسی کی عبادت کر اور اسی کی عبادت پر قائم رہ کیا

تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ ع

تیرے علم میں اس جیسا کوئی اور ہے ○ اور انسان کہتا ہے جب میں مر جاؤں گا تو کیا پھر زندہ کر کے نکالا جاؤں گا ○

أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ

کیا انسان کو یاد نہیں ہے کہ اس سے پہلے ہم نے اسے بنایا تھا اور وہ کوئی چیز بھی نہ تھا ○ سو تیرے رب کی قسم ہے ہم انہیں

وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ

اور ان کے شیطانوں کو ضرور جمع کریں گے پھر ہم انہیں گھٹنوں پر گرے ہوئے دوزخ کے گرد حاضر کریں گے ○ پھر ہر گروہ میں سے ان

أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾

لوگوں کو الگ کر لیں گے جو اللہ سے بہت ہی سرکش تھے ○ پھر ہم ان لوگوں کو خوب جانتے ہیں جو دوزخ میں جانے کے زیادہ مستحق ہیں ○

وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا

اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا اس پر گذر نہ ہو یہ تیرے رب پر لازم مقرر کیا ہوا ہے ○ پھر ہم انہیں بچا لیں گے جو ڈرتے ہیں

وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا ﴿۷۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں پر گرے ہوئے چھوڑ دیں گے ۞ اور جب انہیں ہماری کھلی ہوئی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کافر

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِیًّا ﴿۷۳﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

ایمان داروں سے کہتے ہیں دونوں فریقوں میں سے کس کا مرتبہ بہتر ہے اور محفل کس کی اچھی ہے ۞ اور ہم ان سے پہلے کتنی جماعتیں

مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْیًا ﴿۷۴﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِی الضَّلٰلَةِ فَلْیَمْدُدْ لَهُ

ہلاک کر چکے ہیں وہ سامان اور نمود میں بہتر تھے ۞ کہہ دو جو شخص گمراہی میں پڑا ہوا ہو سو اللہ بھی اسے

الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰۤی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ

ڈھیل دیتا ہے یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھیں گے جس کا انہیں وعدہ کیا گیا تھا یا عذاب یا قیامت تب معلوم کر لیں گے

فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾ وَیَزِیْدُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا

مرتبے میں کون برا ہے اور لشکر کس کا کمزور ہے ۞ اور جو لوگ ہدایت پر ہیں اللہ انہیں زیادہ

هُدًی ؕ وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ اَفَرَءَیْتَ

ہدایت دیتا ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب اور انجام کے لحاظ سے بہت ہی بہتر ہیں ۞ کیا تو نے اس

الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ ؕ اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ

شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہتا ہے کہ مجھے ضرور مال اور اولاد ملے گی ۞ کیا اس نے غیب پر اطلاع پائی ہے یا

الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ؕ سَنَكْتُبُ مَا یَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ

اس نے اللہ سے اقرار لے رکھا ہے ۞ ہرگز نہیں ہم لکھ لیتے ہیں جو کچھ وہ کہتا ہے اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے جاتے ہیں ۞ اور ہم

مَا یَقُوْلُ وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّیَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾

اس کے وارث ہوں گے جو کچھ وہ کہتا ہے اور ہمارے پاس تنہا آئے گا ۞ اور انہوں نے اللہ کے سوا معبود بنا لئے ہیں تاکہ وہ ان کے مددگار ہوں ۞

كَلَّا ؕ سَیَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَیَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ ع ۸

ہرگز نہیں وہ جلد ہی ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے ۞ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو

عَلَی الْكٰفِرِیْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ یَوْمَ

کافروں پر چھوڑ رکھا ہے وہ انہیں ابھارتے رہتے ہیں ۞ سو تو ان کے لئے عذاب کی جلدی نہ کر ہم خود ان کے دن گن رہے ہیں ۞ جس دن

نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾

ہم پرہیزگاروں کے رحمٰن کے پاس مہمان بنا کر جمع کریں گے○ اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے○

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ

کسی کو سفارش کا اختیار نہیں ہوگا مگر جس نے رحمان کے ہاں سے اجازت لی ہو○ اور کہتے ہیں کہ

الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ

رحمٰن نے بیٹا بنالیا○ البتہ تحقیق تم سخت بات زبان پر لائے ہو○ کہ جس سے ابھی آسمان پھٹ جائیں اور زمین

الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْبَغِيْ

چر جائے اور پہاڑ ٹکڑے ہو کر گر پڑیں○ اس لئے کہ انہوں نے رحمٰن کے لئے بیٹا تجویز کیا○ اور رحمٰن کی

لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِى الرَّحْمٰنِ

یہ شان نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے○ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے ایسا کوئی نہیں جو رحمٰن کا بندہ

عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾

بن کر نہ آئے○ البتہ تحقیق اس نے انہیں شمار کر رکھا ہے اور انکی گنتی گن رکھی ہے○ اور ہر ایک ان میں سے اس کے ہاں اکیلا آئے گا○

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ

بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کئے عنقریب رحمٰن ان کے لئے محبت پیدا کرے گا○ سو ہم نے فرمان کو تیری زبان میں

بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ

اس لئے آسان کیا ہے کہ تو اس سے پرہیزگاروں کو خوشخبری سنادے اور جھگڑنے والوں کو ڈرادے○ اور ہم ان سے پہلے کئی جماعتیں

هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

ہلاک کر چکے ہیں کیا تو کسی کی ان میں سے آہٹ پاتا ہے یا ان کی بھنک سنتا ہے○

افاداتِ محمود:

مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ بیت اللحم بیت المقدس کے جنوب میں ایک بستی ہے۔ فاصلہ تقریباً ۳۰ میل ہے۔ اس سے آگے الخلیل ہے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام پیدائش و مقام وفات ہے۔ عیسائی آج کل بیت اللحم میں جا کر میلہ کراتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ۲۵ دسمبر کو ہوئی تھی۔ اگرچہ یہ کھجور کا زمانہ نہ تھا، لیکن بطور خرق عادت حضرت مریم علیہا السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے درخت پر کھجوریں لگائیں۔ ''سَرِيًّا''، بعض مفسرین

نے لکھا ہے کہ سریا سردار کے معنی میں ہے اور سری اس کی جمع ہے يَاُخْتَ هٰرُوْنَ الخ ہارون یا تو حضرت مریم کے بھائی کا نام ہے یہ بڑا متقی و پرہیز گار تھا یا حضرت مریم کے خاندان کا کوئی بڑا آدمی تھا جیسے قبائل کے سرکردہ و شہرت یافتہ لوگ۔ عام قاعدہ ہے کہ کسی کو نامناسب کام پر عار دلانے کے لیے اُس کے برگزیدہ آباء کی طرف نسبت یاد دلائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ تم فلاں قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو فلاں فلاں بزرگ سے تمہارا تعلق ہے، لہٰذا تمہیں یہ کام زیب نہیں دیتا۔

اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا الخ

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عاص بن وائل کے ہاں مکہ مکرمہ میں ملازم تھا۔ میری تنخواہ کی کافی رقم اُس کے پاس جمع ہوگئی۔ جب میں نے اس سے مطالبہ کیا تو وہ کہنے لگا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کردو تب روپے دوں گا ورنہ نہ دوں گا۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر تو مر کر دوبارہ زندہ ہو جائے تب بھی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کروں گا۔ وہ کہنے لگا جب میں مر کر دوبارہ اُٹھایا جاؤں گا تو اس وقت میرے پاس بہت سا مال ہوگا اور لڑکے ہوں گے۔ لہٰذا میں وہاں آپ کو ادائیگی کردوں گا۔ جب میں نے اس واقعہ کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت نازل فرمائی۔

رکوعاتھا ۸ — سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ ۲۰ ۴۵ — آیاتھا ۱۳۵

آیتیں ۱۳۵ سورۂ طٰہٰ مکی ہے رکوع ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰهٰ ۝۱ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝۲ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝۳ تَنْزِيْلًا

ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف اٹھاؤ ۝ بلکہ اس شخص کے لئے نصیحت ہے جو ڈرتا ہے ۝ اس کی طرف سے

مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝۴ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝۵ لَهٗ مَا فِى

نازل ہوا ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا ۝ رحمٰن جو عرش پر جلوہ گر ہے ۝ اسی کا ہے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝۶ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اور جو کچھ گیلی زمین کے نیچے ہے ۝ اور اگر تو پکار کر بات کہے

فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝۷ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝۸ وَهَلْ

تو وہ پوشیدہ اور اس سے بھی زیادہ پوشیدہ کو جانتا ہے ۝ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے سب نام اچھے ہیں ۝ اور کیا

اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۹ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا وقف لازم

تجھے موسیٰ کی بات پہنچی ہے ۝ جب اس نے آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے

لَّعَلِّىْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝۱۰ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِىَ

شاید کہ میں اس سے تمہارے پاس کوئی چنگاری لاؤں یا وہاں کوئی رہبر پاؤں ۝ پھر جب وہ اس کے پاس آئے تو آواز آئی کہ

يٰمُوْسٰى ۝۱۱ اِنِّىْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝۱۲

اے موسیٰ ۝ میں تمہارا رب ہوں سو تم اپنی جوتیاں اتار دو بے شک تم پاک وادی طوٰی میں ہو ۝

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝۱۳ اِنَّنِىْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِىْ ۙ وَاَقِمِ

اور میں نے تجھے پسند کیا ہے جو کچھ وحی کی جا رہی ہے اسے سن لو ۝ بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی بندگی کر اور

الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ ۝۱۴ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ۝۱۵

میری ہی یاد کے لئے نماز پڑھا کر ۝ بیشک قیامت آنے والی ہے میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جائے

فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿١٦﴾ وَمَا تِلْكَ
سو تمہیں قیامت سے ایسا شخص باز نہ رکھنے پائے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہشوں پر چلتا ہے پھر تم تباہ ہو جاؤ ○ اور اے موسیٰ
بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿١٧﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ
تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے ○ کہا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں
وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿١٨﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿١٩﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿٢٠﴾
اور اس میں میرے لئے اور بھی فائدے ہیں ○ فرمایا اے موسیٰ اسے ڈال دو ○ پھر اسے ڈال دیا تو اسی وقت وہ دوڑتا ہوا سانپ ہو گیا ○
قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ٞ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿٢١﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى
فرمایا اسے پکڑ لے اور نہ ڈر ہم ابھی اسے پہلی حالت پر پھیر دیں گے ○ اور اپنا ہاتھ اپنی بغل سے ملا دے
جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿٢٢﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿٢٣﴾
بلا عیب سفید ہو کر نکلے گا یہ دوسری نشانی ہے ○ تاکہ ہم تجھے اپنی بڑی نشانیوں میں سے بعض دکھائیں ○
اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٢٤﴾ ع
فرعون کے پاس جا بے شک وہ سرکش ہو گیا ہے ○

افاداتِ محمود:

یہ سورت مکی ہے اس میں ۱۳۵ آیات اور آٹھ رکوع ہیں۔ یہ حضرت فاروق اعظمؓ کے ایمان لانے سے قبل نازل ہو چکی تھی۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کے ایمان لے آنے کا ایمان افروز واقعہ:

سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ کی بہن حضرت فاطمہؓ حضرت سعید بن زید کے نکاح میں تھیں۔ یہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے، لیکن اپنے اسلام اور ایمان کو چھپائے رہتے تھے اور حضرت خباب بن ارتؓ ان کے گھر میں ان کو قرآن کریم پڑھاتے تھے اور حضرت نعیم بن عبداللہ النحامؓ بھی اسلام لا چکے تھے اور اپنے اسلام کو چھپائے رہتے تھے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً چالیس صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے جن میں حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ وغیرہ موجود تھے۔ حضرت نعیم کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظمؓ ننگی تلوار لیے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت نعیمؓ نے پوچھا کہ عمر کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت عمر نے کہا:

اريد محمدا هٰذا الصابى الذى فرق امر قريش وسفه احلامها وعاب دينها وسب

الهتها فاقتله

میں اس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلاش میں جارہا ہوں جس نے اپنا آبائی دین چھوڑ دیا ہے اور قریش کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ ان کو بے عقل بتلاتا ہے اور ان کے دین میں عیب نکالتا ہے اور ان کے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے، لہٰذا میں اسے قتل کرنا چاہتا ہوں (العیاذ باللہ)

حضرت نعیم بن عبداللہؓ نے کہا، عمر تو اپنے متعلق دھوکے میں پڑا ہوا ہے۔ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے بعد بنی عبد مناف تجھ کو زندہ چھوڑ دیں گے اور تو روئے زمین پر چلتا پھرتا نظر آئے گا؟ پہلے اپنے گھر کی خبر تو لے۔ حضرت عمر نے کہا، میرے گھر کا کیا مطلب؟ حضرت نعیمؓ نے کہا کہ تیری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں اور محمد عربیؐ کے غلاموں میں شامل ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ اپنی تلوار لے کر بہن کے گھر پہنچ گئے۔ حضرت خبابؓ ان دونوں یعنی میاں بیوی کو سورہ طٰہٰ پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کچھ بھنبھناہٹ سنی اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ دروازہ پر عمر ہیں تو حضرت خبابؓ گھر کے کسی کونے یا غسل خانے میں چھپ گئے اور حضرت عمرؓ کے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ انھوں نے اندر داخل ہوتے ہی مختصر سوال و جواب کے بعد حضرت سعیدؓ کو مارنا شروع کر دیا۔ جب بہن شوہر کو بچانے کے لیے آگے بڑھی تو اسے بھی زور سے ایک طمانچہ رسید کیا جس سے وہ زخمی ہو گئی۔ اب ان دونوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ ''فاصنع ما بدالک'' تو جو کرنا چاہتا ہے کر لے۔

حضرت عمرؓ اپنی بہن کا خون آلود جسم دیکھ کر نادم ہوئے اور کہنے لگے جو صحیفہ تم پڑھ رہے تھے، مجھ کو دکھلاؤ کہ دیکھوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون سا کلام لے کر آئے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ کہنے لگی کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ تو کہیں اسے ضائع نہ کر دے۔ حضرت عمرؓ نے قسم کھا کر کہا کہ دیکھ کر اسی طرح واپس کر دوں گا۔ حضرت عمرؓ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ جب بہن نے دیکھا کہ عمر کے دل کی دنیا بدل چکی ہے اور سچی طلب پیدا ہو گئی ہے تو بھائی سے کہنے لگی کہ آپ کا جسم ناپاک ہے اور اس صحیفہ کو ناپاک لوگ ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ حضرت عمرؓ نے غسل کر کے صحیفہ ہاتھ میں لیا اور جب سورۂ طٰہٰ کو پڑھنا شروع کیا تو کہنے لگا ''ما احسن ھٰذا الکلام واکرمہ'' کیا ہی خوبصورت اور عمدہ کلام ہے۔ جب حضرت خبابؓ نے عمر کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو باہر آئے اور کہنے لگے کہ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء آپ کے حق میں قبول ہو چکی ہے۔ کیونکہ میں نے رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعاء فرماتے ہوئے سنا تھا۔

اللھم ايد الاسلام بابی الحکم بن ھشام او بعمر بن الخطاب

اے اللہ ابوجہل یا عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کو تقویت نصیب فرما۔

اس وقت حضرت عمرؓ نے حضرت خبابؓ سے کہا کہ مجھ کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پتا سمجھا دو تا کہ میں وہاں

جا کر ایمان لے آؤں۔ حضرت خبابؓ نے کہا کہ وہ صفا کے قریب صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنی تلوار لٹکائی اور چل دیے۔ جب دروازہ پر دستک دی کسی نے دروازہ کی دراڑ سے دیکھا کہ عمرؓ تلوار لٹکائے دروازہ پر کھڑے ہیں تو پریشان ہو گئے۔ حضورؐ سے کہا کہ عمرؓ باہر تلوار لٹکائے کھڑے ہیں۔ حضرت حمزہؓ نے فرمایا کہ آنے دو اگر نیک ارادے سے آئیں گے تو ہم اس کی خدمت کے لیے حاضر ہیں اور اگر برے ارادے سے آئیں گے تو ہم اس کا کام اسی کی تلوار سے تمام کردیں گے۔ حضورؐ نے بھی اجازت دے دی۔ جب حضرت عمرؓ اندر آ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور فرمایا کہ اس وقت کیسے آنا ہوا۔ کیا اپنی کرتوتوں سے باز نہیں آؤ گے؟ حضرت عمرؓ نے کہا کہ حضور ایمان لانے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اللہ اکبر'' کا نعرہ بلند فرمایا۔ تمام لوگ سمجھ گئے کہ حضرت عمرؓ مسلمان ہو گئے ہیں۔ صحابہ اس حال میں وہاں سے منتشر ہو گئے کہ وہ اپنے آپ کو محفوظ و مضبوط محسوس کر رہے تھے اور یہ سمجھ رہے تھے کہ اب حضرت عمرؓ و حمزہؓ دونوں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے رہیں گے۔

طٰہٰ سے کیا مراد ہے؟

حروف مقطعات کے لیے اصل قانون تو یہی ہے کہ ان کی مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، لیکن یہاں بعض مفسرین نے تاویلیں کی ہیں۔

(۱) خواجہ حسن بصریؒ اور بعض دیگر مفسرین کے ہاں طٰہٰ یا رجل کے معنی میں ہے۔ (۲) بعض کے ہاں یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ (۳) بعض کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی ہے۔ (۴) بعض کے ہاں طا صیغہ امر ہے اور ھا حرف تنبیہ ہے۔ طا کا مادہ و ط ء ہے۔ وطأ یطأ سمع یسمع سے معتل الفا اور مھموز اللام ہے ''طا'' اصل میں طأ فعل امر کا صیغہ ہے۔ ہمزہ ساکنہ کے متعلق یہ مشہور قانون ہے کہ ماقبل کی حرکت کے مطابق تبدیل ہو جاتا ہے۔ اگر ہمزہ ساکن ماقبل مضموم ہو تو واو سے بدل جاتا ہے جیسے نؤمن سے نومن اور اگر ہمزہ ساکن ماقبل مکسور ہو تو یا سے بدل جاتا ہے جیسے اِئْمَانٌ سے اِیْمَانٌ اور اگر ہمزہ ساکن ماقبل مفتوح ہو تو ہمزہ الف سے بدل جاتا ہے۔ جیسے طأ سے طا اور ھا حرف تنبیہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ پاؤں زمین پر رکھیے۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر پڑھتے تھے اور مشقت اٹھاتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ پاؤں زمین پر رکھیں اور زیادہ مشقت میں اپنے آپ کو نہ ڈالیے۔ (تفسیر ابن کثیر) امام اعظم ابوحنیفہؒ کے متعلق بھی منقول ہے کہ قرآن کریم ایک رات میں ختم کرتے تھے۔ ۱۵ پارے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر پڑھتے تھے اور ۱۵ پارے دوسرے پاؤں پر کھڑے ہو کر پڑھتے تھے۔

لِتَشْقٰٓى آپ کو تھکاوٹ میں ڈالنا مقصود نہیں ہے۔ الْعُلٰى اس کی جمع علیا ہے۔ جیسے کبریٰ اور کبر۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ یہاں ذکر لازم مراد ملزوم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا کنٹرول مراد ہے۔ اس کی تفصیل پیچھے گزر

چکی ہے کہ باری تعالیٰ کا استواء علی العرش من غیر تکیف ولا تشبیہ ولا تحریف ولا تمثیل ہے۔

تحت الثریٰ ثریٰ سے مراد زمین کا نچلا طبقہ ہے۔ مندرجہ بالا آیات میں بہت سی صفات خداوندی بیان ہوگئیں۔ مثلاً خالق کل شئی مالک الکل اور اس کا علم کائنات کے ہر ہر ذرے کو محیط ہے اور وہ قادر مطلق ہے تو ان سب کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت اس ایک خدا کی کی جائے۔ وہی عبادت کرنے اور معبود بنانے کے لائق ہے اور کوئی نہیں ہے۔

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۹ اس سورۃ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ نہایت ہی بسط وتفصیل سے بیان ہوا ہے۔ یہاں اس واقعہ کے ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے اہل کتاب کو اور خصوصاً بنی اسرائیل کو یہ تنبیہ کرنا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی طرح وحی اترتی ہے جیسے حضرت موسیٰؑ پر اُترتی رہی ہے اور تمھیں یہ دعویٰ ہے کہ تم حضرت موسیٰؑ کو نبی مانتے ہو تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت سے کیوں انکار کرتے ہو؟ حالانکہ یہ بھی اللہ کے رسول ہیں اور ان پر بھی وحی نازل ہوتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قبل ہی فرعون نے خواب دیکھا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہے جو قبطیوں کے گھروں کو جلا رہی ہے اور بنی اسرائیل کے گھروں کو چھوڑ رہی ہے۔ جب اس نے معبرین سے تعبیر پوچھی تو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری حکومت وسلطنت کے زوال کا سبب بنے گا۔ کرسی اور اقتدار کا عجیب نشہ ہے۔ فرعون نے اپنا اقتدار بچانے کے لیے ہزاروں معصوم بچوں کا خون بہایا اور حاملہ عورتوں کو تہہ تیغ کیا، لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ حضرت موسیٰؑ کی پرورش فرعون کے گھر میں ہوئی اور پھر آپ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جا کر آٹھ یا دس سال بکریاں چرائیں اور حضرت شعیبؑ نے اپنی ایک صاحبزادی بھی آپ کے نکاح میں دے دی۔ آپ گھر والوں کو لے کر واپس آرہے تھے کہ راستہ میں رات کا وقت ہوگیا۔ سردی کا موسم تھا کہ حضرت موسیٰؑ کو دور سے کچھ روشنی نظر آئی۔ گھر والوں سے فرمایا کہ یہیں ٹھہرے رہو، میں وہاں جا کر آپ کے لیے آگ لے کر آؤں یا شاید وہاں کوئی راستہ بتانے والا مل جائے۔ وہاں پہنچ کر تجلیات خداوندی کا مشاہدہ فرمایا اور نبوت سے سرفراز ہوگئے۔

بِقَبَسٍ آگ کی مشعل فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ الخ حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ یہ جوتے گدھے کے چمڑے کے تھے۔

حضرت موسیٰ کو جوتا نکالنے کے لیے کیوں کہا گیا؟

(۱) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کا جوتا چونکہ حمار میت کے چمڑے سے بنا ہوا تھا، لہٰذا اسے اس وجہ سے اتارنے کا حکم دیا گیا، لیکن یہ بات اس وجہ سے زیادہ وزنی معلوم نہیں ہوتی کہ حدیث میں ہے کہ **کل اھاب دبغ فقد طھر** الخ یعنی جس کھال کو دباغت دی جائے وہ پاک ہوجاتی ہے۔

(۲) بعض نے کہا ہے کہ جوتا ناپاک تھا، اس وجہ سے نکالنے کا حکم دیا گیا۔ پاک جوتے میں نماز جائز ہے، لیکن ایسا کم ہوتا ہے۔ عموماً ناپاکی کا شبہ رہتا ہی ہے۔ اس وجہ سے عام طور پر جوتوں میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کے لیے تیار تھے جبکہ جوتے ابھی آپؐ کے پاؤں میں تھے۔ صحابہ کرامؓ کے پاؤں میں بھی جوتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے اتار دیے تو صحابہ کرامؓ نے بھی اتار دیے۔ حضور نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ جوتے کیوں اتارے ہیں؟ انہوں نے عرض کی آپ کی اتباع میں۔ آپؐ نے فرمایا، میں نے تو اس وجہ سے اتار دیے ہیں کہ ابھی جبریلؑ نے آ کر مجھ کو بتلایا کہ آپ کے جوتے ناپاک ہیں۔ آپ لوگوں کو نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال صحابہ کرام اطاعت وتقلید کے جذبہ میں کمال رکھتے تھے کہ نماز کے اندر بھی اُنہوں نے اللہ کے رسول کی اطاعت کی۔

(۳) اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جوتے اس وجہ سے اتروائے گئے کہ وادیٔ مقدس کی فیوض وبرکات سے مستفید ہوسکیں اور پاؤں بلاواسطہ اس مقدس سرزمین کو چھوئیں۔

إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾ طوی یہ لپیٹنے اور طے کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے چونکہ وہ راستہ طے فرمایا تھا اس وجہ سے اس وادی کو طوی کہا گیا اور پہلے سے بھی یہ وادی مقدس تھی۔ اب اور زیادہ مقدس ہوگئی۔ ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰؑ جب وادیِ مقدس میں تشریف لے گئے تھے آپ نے اون کے موٹے کپڑے پہن رکھے تھے۔ ایک جبہ تھا، ایک قمیض تھی اور ایک چادر تھی۔ وکان نعلاه من جلد حمار میت اس حدیث کو ترمذی نے غریب کہا ہے۔

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ﴿۱۴﴾ اقامت صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی یاد کا بہترین ذریعہ ہے۔ ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناسی ونائم کی نماز کا وقت بتلاتے ہوئے اس آیت سے استدلال فرمایا تھا۔

عن انس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا رقد احدكم عن الصلوٰة او غفل عنها فليصلها اذا ذكرها فان الله تعالىٰ قال واقم الصلوٰة لذكرى (مسند احمد)

حضرت انسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے وقت سوتا رہے یا نماز کو بھول جائے تو اس وقت پھر پڑھے جب جاگ جائے یا یاد آ جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نماز قائم کرو میری یاد کے واسطے۔

أَكَادُ أُخْفِيهَا الخ أُخْفِيهَا یا (۱) تو اظہرھا کے معنی میں ہے کیونکہ یہ لفظ من الاضداد ہے۔

(۲) یا باب افعال کا ہمزہ کبھی کبھی سلب ماخذ کے لیے استعمال ہوتا ہے لہٰذا اخفیھا ازالۃ الخفا کے معنی میں ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں۔ حتیٰ کہ اگر اپنے آپ سے چھپانا ممکن ہوتا تو چھپا دیتا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اچھا صدقہ وہ ہے کہ جب دایاں ہاتھ خرچ کرے تو بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے۔ اس صورت میں مبالغہ فی الاخفا مراد ہے۔

فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا الخ ماقبل میں تین باتیں ذکر ہوئی تھیں۔(۱) فَاعْبُدْنِيْ (۲) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (۳) اور اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ الخ یہاں فرمایا کہ مذکورہ بالا تینوں باتوں پہ نا قابل شکست یقین رکھو اور ان باتوں کے متعلق کوئی تمہیں شک اور تردد میں نہ ڈالے۔ فتردیٰ تردا کا معنی اوپر سے نیچے گرنے کا ہے جس سے مراد منصب سے گرنا ہے اور یہ ہلاک ہونے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ کیونکہ جس شخص کا ایمان مندرجہ بالا باتوں پر نہ ہوگا تو وہ یقیناً ہلاک ہوجائے گا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ﴿۱۱﴾ اور اس کا مال اسے فائدہ نہیں پہنچا سکے گا جب وہ ہلاک ہوجائے گا۔

(سورۃ اللیل)

قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا الخ

سوال تو نہایت ہی مختصر تھا کہ موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب ذرا مفصل دے دیا۔ جواب میں اگر صرف ''عصا'' ہی کہہ دیتے تو کافی تھا۔ یٰ کی بھی ضرورت نہ تھی۔ یعنی ضمیر متکلم کی ضرورت نہ تھی۔ یہاں بظاہر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ سے مختصر سوال کیا گیا تھا۔ انھوں نے مختصر جواب کیوں نہ دیا؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خوب علم تھا کہ موسیٰ کے ہاتھ میں کیا ہے، مگر پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھنا یہ مانوس کرنے کے لیے تھا تو حضرت موسیٰ نے بھی خوب دل کھول کر باتیں کر دیں۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ جب انسان کسی پسندیدہ شخص اور دوست سے گفتگو کرتا ہے تو اس سے کلام میں اس کو ایک خاص لذت محسوس ہوتی ہے، لہٰذا حضرت موسیٰ نے بقدر گنجائش ذرا زیادہ گفتگو فرمائی تاکہ ہم کلام ہونے کا جو شرف نصیب ہوا ہے، اس سعادت سے خوب بہرہ ور ہوا اور آگے '' وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾'' فرما کر متعدد فوائد کی طرف اشارہ کر کے بات مختصر کر دی۔ وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ الخ تمام انبیاء علیہم السلام نے بکریاں چرائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی حضرت شعیب کے ہاں دس سال بکریاں چرائیں۔ حکمت اس میں یہ تھی کہ بکری فطری طور پر ایک شریر جانور ہے۔ خواہ کتنا ہی سبزہ ہو، لیکن بکری نے ادھر ادھر ضرور منہ مارنا ہوتا ہے۔ کسی کے باغ میں چلی گئی تو مصیبت، کسی کے کھیت میں چلی گئی تو لوگوں کی اُلٹی سیدھی باتیں سننی پڑتی ہیں۔ وہ دور دراز جگہوں میں غائب ہوجاتی ہے۔ اگر سزا دو تو نقصان کا اندیشہ۔ الغرض چرواہا قدم قدم پر اپنا غصہ پیتا ہے اور بکریوں کی خدمت اور نگرانی کرتا ہے۔ جن حضرات نے آئندہ انسانوں کے ریوڑ کو سنبھالنا اور اس کی نگرانی کرنی ہو ان کی تربیت یوں بھی کی جاتی تھی۔ بکریاں چرانے سے حضرات انبیاء کی شان میں کچھ کمی نہیں ہوئی اور نہ ہی بکریاں چرانا حضرات انبیاء کی شان اور قدر و منزلت کے خلاف ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام دربار خداوندی میں سب سے زیادہ عاجزی کرنے والے تھے۔

قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ الخ حافظ ابن کثیرؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب

عصا زمین پر پھینکا اور وہ اژدہا بن گیا پھر پکڑنے کا حکم ہوا اور پکڑنا بھی تھا جبڑوں میں ہاتھ ڈال کر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کپڑے سے پکڑنے لگے تو فرشتے نے کہا، اے موسیٰؑ اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہو کہ یہ اژدھا آپ کو نقصان پہنچائے تو کیا کپڑے سے آپ بچ جائیں گے؟ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کپڑے سے بچ تو نہیں سکتے لیکن ہم کمزور مخلوق ہیں اس وجہ سے بظاہر بچاؤ کا سامان کر رہے ہیں۔ جب مانوس ہو گئے تو پھر کپڑا ڈالنا چھوڑ دیا۔ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوٓءٍ یعنی ہاتھ کا سفید ہونا معجزہ ہے۔ کسی بیماری کی وجہ سے ایسا نہ ہوگا جیسے کوڑھ اور برص کے بیمار کی کھال سفید ہو جاتی ہے۔ عقدة من لساني بچپن میں زبان جل گئی تھی جس کی وجہ سے زبان مبارک میں لکنت آ گئی تھی۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِي

کہا اے میرے رب میرا سینہ کھول دے ○ اور میرا کام

أَمْرِي ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿٢٨﴾ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ

آسان کر ○ اور میری زبان سے گرہ کھول دے ○ کہ میری بات سمجھ لیں ○ اور میرے لئے میرے کنبہ میں سے ایک معاون

أَهْلِي ﴿٢٩﴾ هَارُونَ أَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ﴿٣١﴾ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ

بنا دے ○ ہاروں کو جو میرا بھائی ہے ○ اس سے میری کمر مضبوط کر دے ○ اور اسے میرے کام میں شریک کر دے ○ تا کہ ہم تیری پاک ذات کا

كَثِيرًا ﴿٣٣﴾ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ﴿٣٤﴾ إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ

بہت بیان کریں ○ اور تجھے بہت یاد کریں ○ بیشک تو ہمیں خوب دیکھتا ہے ○ فرمایا اے موسیٰ تیری درخواست

يَا مُوسَىٰ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ﴿٣٧﴾ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ﴿٣٨﴾

منظور ہے ○ اور البتہ تحقیق ہم نے تجھ پر ایک دفعہ اور بھی احسان کیا ہے ○ جب ہم نے تیری ماں کے دل میں بات ڈال دی تھی ○

أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ

کہ اسے صندوق میں ڈال دے پھر اسے دریا میں ڈال دے پھر اسے دریا کنارے پر ڈال دے گا

عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ﴿٣٩﴾ وقف لازم

اسے میرا دشمن اور اس کا دشمن اٹھا لے گا اور میں نے تجھ پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی اور تا کہ تو میرے سامنے پرورش پائے ○

إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ

جب تیری بہن کہتی جا رہی تھی کیا تمہیں ایسی عورت بتاؤں جو اسے اچھی طرح پالے پھر ہم نے تجھے تیری

أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ

ماں کے پاس پہنچا دیا کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے اور تو نے ایک شخص کو مار ڈالا پھر ہم نے تجھے اس غم سے نکالا اور ہم نے تجھے

فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ﴿٤٠﴾

کئی مرتبہ آزمائش میں ڈالا پھر تو مدین والوں میں کئی برس رہا پھر تو اے موسیٰ تقدیر سے یہاں آیا ○

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ﴿٤١﴾ اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ﴿٤٢﴾

اور میں نے تجھے خاص اپنے واسطے بنایا ہے ○ تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں کوتاہی نہ کرو ○

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾

فرعون کے پاس جاؤ بے شک وہ سرکش ہو گیا ہے ○ سو اس سے نرمی سے بات کرو شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے ○

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِىْ مَعَكُمَآ

کہا اے ہمارے رب ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا یہ کہ زیادہ سرکشی کرے ○ فرمایا ڈرو مت میں تمہارے ساتھ

اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬

سنتا اور دیکھتا ہوں ○ سو تم دونوں اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ بیشک ہم تیرے رب کی طرف سے پیغام لے کر آئے ہیں کہ بنی اسرائیل کو ہمارے

وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾

ساتھ بھیج دے اور انہیں تکلیف نہ دے ہم تیرے پاس رب کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں اور سلامتی اس کے لئے ہے جو سیدھی راہ چلے ○

اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۴۸﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾

بیشک ہمیں وحی سے بتایا گیا ہے کہ عذاب اسی پر ہوگا جو جھٹلائے اور منہ پھیرے ○ کہا اے موسیٰ پھر تمہارا رب کون ہے ○

قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ

کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی صورت عطا کی پھر راہ دکھائی ○ کہا پھر پہلی جماعتوں کا کیا

الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿۵۲﴾ الَّذِيْ

حال ہے ○ کہا ان کا علم میرے رب کے ہاں کتاب میں ہے میرا رب نہ غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے ○ جس نے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ

تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے لئے اس میں راستے بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا

فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

پھر ہم نے اس سے طرح طرح کی مختلف سبزیاں نکالیں ○ کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو چراؤ بیشک اس میں

لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۵۴﴾ ع

عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں ○

افاداتِ محمود:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا الخ

مبلغ کی تبلیغ اس وقت اثر انداز ہوتی ہے جب وہ نرمی کے ساتھ بات کرتا ہو۔ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ الخ اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ نہ بھولنے کا علاج لکھنا اور تحریر کرنا ہے جیسا کہ قول مشہور ہے۔ العلم صید والکتابة قید یعنی علم شکار کی مانند ہے۔ اس کو محفوظ کرنے کے لیے اسے لکھنا پڑے گا، تب آپ کی قید میں آئے گا۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾

اسی زمین سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں لوٹائیں گے اور دوبارہ اسی سے نکالیں گے ○

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا

اور ہم نے فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھادیں پھر اس نے جھٹلایا اور انکار کیا ○ کہا اے موسیٰ کیا تو ہمیں اپنے جادو سے ہمارے ملک سے

بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا

نکالنے کے لیے آیا ہے ○ سو ہم بھی تیرے مقابلہ میں ایک ایسا ہی جادو لائیں گے سو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدہ مقرر کردے

لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ

نہ ہم اس کے خلاف کریں اور نہ تو کسی صاف میدان میں ○ کہا تمہارا وعدہ جشن کا دن ہے اور

يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى

دن چڑھے لوگ اکٹھے کیے جائیں ○ پھر فرعون لوٹ گیا اور اپنے مکر کا سامان جمع کیا پھر آیا ○ موسیٰ نے کہا

وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾

افسوس تم اللہ پر بہتان نہ باندھو ورنہ وہ کسی عذاب سے تمہیں ہلاک کردے گا اور بیشک کس نے جھوٹ بنایا وہ غارت ہوا ○

فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ

پھر ان کا آپس میں اختلاف ہوگیا اور خفیہ گفتگو کرتے رہے ○ کہا بیشک یہ دونوں جادوگر ہیں

اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا

چاہتے ہیں کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں ملک سے نکال دیں اور تمہارے عمدہ طریقہ کو موقوف کردیں ○ پھر تم اپنی

كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى

تدبیر جمع کرکے صف باندھ کر آؤ اور تحقیق آج جیت گیا جو غالب رہا ○ کہا اے موسیٰ

اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ

یا تو ڈال اور یا ہم پہلے ڈالنے والے ہوں ○ کہا بلکہ تم ڈالو پس اچانک ان کی رسیاں

وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً

اور لاٹھیاں ان کے جادو سے اس کے خیال میں آئیں کہ دوڑ رہی ہیں ○ پھر موسیٰ نے اپنے دل میں ڈر

مُوْسٰى ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿٦٨﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا

محسوس کیا○ ہم نے کہا ڈرومت بیشک تو ہی غالب ہوگا○ اور جو تیرے دائیں ہاتھ میں ہے ڈال دے کہ نگل جائے

صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ

جو کچھ انہوں نے بنایا ہے جو کچھ کہ انہوں نے بنایا ہے صرف جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کا بھلا نہیں ہوتا جہاں بھی ہو○ پھر جادوگر

سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ

سجدہ میں گر پڑے کہا ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے○ کہا تم میری اجازت سے پہلے ہی اس پر ایمان لے آئے

اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ

بیشک یہ تمہارا سردار ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا سو اب میں تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤں گا

وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿٧١﴾

اور تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی دوں گا اور تمہیں معلوم ہو جائے گا ہم میں سے کس کا عذاب سخت اور دیر تک رہنے والا ہے○

قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰي مَا جَاۗءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ

کہا ہم تجھے ہرگز ترجیح نہ دیں گے ان کھلی ہوئی نشانیوں کے مقابلہ میں جو ہمارے پاس آچکی ہیں اور نہ اسکے مقابلہ میں جس نے ہمیں

قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ

پیدا کیا ہے سو تو کر گزر جو تجھے کرنا ہے تو صرف اس دنیا کی زندگی پر حکم چلا سکتا ہے○ بیشک ہم اپنے رب پر ایمان لائے ہیں تا کہ ہمارے

اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿٧٣﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا النصف

گناہ معاف کرے اور جو تو نے ہم سے زبردستی جادو کرایا اور اللہ بہتر اور سدا باقی رہنے والا ہے○ بیشک جو شخص اپنے رب کے پاس

فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰي ﴿٧٤﴾ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ

مجرم ہو کر آئے گا سو اس کے لئے دوزخ ہے جس میں نہ مرے گا اور نہ جیے گا○ اور جو اس کے پاس مومن ہو کر آئے گا حالانکہ

الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿٧٥﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اس نے اچھے کام بھی کئے ہوں تو ان کے لئے بلند مرتبے ہوں گے○ ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿٧٦﴾ ع

وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ اس کی جزا ہے جو گناہ سے پاک ہوا○

افاداتِ محمود:

مَكَانًا سُوًى اس کے دو معنی ہیں۔(۱) ایک یہ ہے کہ ایسی جگہ مقرر کریں گے کہ دونوں طرف سے پیائش میں برابر ہو اور دونوں فریق کے لیے آنا آسان ہو، کسی کی طرف کم اور کسی کی طرف زیادہ نہ ہو۔(۲) اور دوسرا معنی یہ ہے کہ مقابلہ کرنے کے لیے ایسی ہموار زمین کا انتخاب کریں گے کہ اس میں اونچ نیچ نہ ہوتا کہ لوگ آسانی سے مقابلہ دیکھ سکیں۔

تعداد ساحرین

(۱) حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ یہ ۷۰ یا ۷۲ تھے۔(۲) محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ (۸۰۰۰۰) اسی ہزار تھے۔(۳) قاسم بن ابی برہ کے نزدیک (۷۰۰۰۰) ستر ہزار تھے۔(۴) سدی فرماتے ہیں (۳۰۰۰۰) تیس ہزار سے کچھ زیادہ تھے (۵) ابو ثمامہ کہتے ہیں (۱۹۰۰۰) انیس ہزار تھے (۶) بقول محمد بن اسحاق کے (۱۵۰۰۰) پندرہ ہزار تھے (۷) اور حضرت کعب احبار کہتے ہیں (۱۲۰۰۰) بارہ ہزار تھے۔(۸) ایک اور قول کے مطابق (۲۴۰۰۰۰) دو لاکھ چالیس ہزار تھے کیونکہ شمعون سب جادوگروں کا رئیس و سرِ گروہ تھا۔ اس کے ۱۲ نقیب تھے اور ہر نقیب کے ساتھ ۲۰ عریف تھے۔۲۰×۱۲ کل ۲۴۰ دو سو چالیس بن گئے۔ پھر ہر عریف کے ساتھ ایک ہزار ساحر تھے۔ ۱۰۰۰×۲۴۰ کل ۲۴۰۰۰۰ دو لاکھ چالیس ہزار ہو گئے۔ بہر حال تعداد جتنی بھی ہو، لیکن مقام حیرت ہے کہ صبح کے وقت یہ لوگ جادوگر و ساحر تھے اور شام کو شہادت کے اعلیٰ و ارفع منصب پر فائز ہو گئے۔ **فذالک فضل الله یوتیه من یشاء**۔ وَأَسَرُّوا النَّجْوَىٰ ﴿۶۲﴾ آپس میں ساحروں نے مشورہ کیا تھا کہ اگر واقعی حضرت موسیٰؑ کے پاس جادو ہے تو ہم غالب آجائیں گے اور اگر من عند اللہ کوئی اور معاملہ ہے تو پھر موسیٰؑ غالب آجائیں گے اور اگر یہ غالب آگئے تو پھر ہم ان کی اتباع کریں گے۔

إِنَّ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ یہاں ''ان'' مخفف من المثقل ہے۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان حرف مشبہ بالفعل ہے قانون یہ ہے کہ حروف مشبہ بالفعل کا اسم منصوب اور خبر مرفوع ہوتی ہے تو یہاں ہٰذان کے بجائے ہٰذین منصوب ہونا چاہیے تھا۔ مرفوع کیوں ہے؟ (۱) اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ دوسری قرأت میں **هذین** ہی ہے لیکن مشہور قرأۃ حالت رفع والی ہے۔(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ انسانوں کے بنائے ہوئے ضابطے اور قاعدے اکثر جگہ نافذ ہوتے ہیں، لیکن ہر جگہ نافذ نہیں ہوتے۔ جیسے اصول فقہ میں یہ ضابطہ اکثر بیان ہوا ہے کہ نکرہ جب مکرر آتا ہے تو نکرۂ ثانیہ غیر اولیٰ ہوتا ہے اور اس کی بہت سی مثالیں بھی بیان کی گئی ہیں لیکن صاحب تلویح نے قرآن کریم ہی سے ایک ایسی مثال پیش کی ہے جس سے یہ ضابطہ ٹوٹتا نظر آتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ **وهو الذی فی السماء اله وفی الارض اله** اب اس آیت میں الٰہ مکرر آیا ہے لیکن **نکرہ ثانیہ عین اولیٰ** ہے

کما لا یخفی علی من له ادنیٰ ممارسة فی الفن اسی طرح یہاں حرف مشبہ بالفعل موجود ہے لیکن وہ عمل نہیں کرتا جیسا کہ ایک شاعر کا شعر ہے۔

ان اباھا وابا اباھا قد بلغا فی المجد منتہا ھا

یعنی اس کے باپ دادا بزرگی کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔

یہاں ابا ھا حالت رفع میں ہے۔ حالانکہ قانوناً اس کو ابیھا ہونا چاہیے تھا لیکن بنو کنانہ کی لغت میں کبھی وہ حرف مشبہ بالفعل کے بعد بھی مرفوع پڑھتے ہیں۔ منصوب نہیں پڑھتے۔ بعض لوگوں نے اور بھی جوابات دیے ہیں مثلاً ان نعم کے معنی میں ہے یا ملغاعن العمل ہے لیکن یہ جوابات چونکہ کمزور اور عام نحو کے قواعد کے خلاف ہیں لہٰذا ہم پہلے دو جوابوں پر اکتفا کرتے ہیں اور لسٰحران پر لام تاکید اس وجہ سے داخل کیا گیا ہے کہ ان مخفف من المثقل اور ان نافیہ میں فرق واضح ہو۔

امام ابو حنیفہؒ سے پوچھا گیا کہ اگر کسی کو مارنے کی غرض سے بڑا پتھر پھینکا جائے تو اس صورت میں بھی شبہ عمد ہے؟ امام صاحبؒ نے فرمایا ولو بابا قبیس۔ یعنی کعبہ کے مشرقی جانب کو ایک پہاڑ ہے جسے جبل ابی قبیس کہا جاتا ہے اگر اس سے بھی پتھر پھینکا جائے پھر بھی شبہ عمد ہے۔

یہاں امام اعظمؒ کے کلام میں بھی ولو بابا قبیس ہے۔ حالانکہ قانوناً ''ولو بابی قبیس'' ہونا چاہیے تھا۔ معلوم ہوا کہ بعض لغات میں اس قانون کا تخلف موجود ہے۔ (۳) ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ ان جب مخفف من المثقل ہو تو وہ عمل نہیں کرتا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ الخ

جادوگر بھی پیغمبر کا احترام کرتے تھے۔ اس وجہ سے انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے عرض کیا کہ آپ پہل کریں۔ اس مقابلے کی کیفیت یہ تھی کہ رسیوں اور لکڑیوں کی تعداد جادوگروں کی تعداد سے دوگنی تھی۔ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خوف کا ایک سبب یہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ لاٹھی زمین پر ڈالنے سے پہلے ہی لوگ جادوگروں کے جال میں پھنس جائیں اور معجزہ دیکھنے اور سمجھنے کا موقع نہ ملے (۲) بے وقوف اور ناسمجھ لوگ معجزہ اور سحر میں فرق نہ کر پائیں اور کسی فتنے کا شکار ہو جائیں۔ جیسا کہ '' لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى۝ '' سے مفہوم ہوتا ہے۔

سحر اور معجزہ میں فرق

جادو سے درحقیقت کسی چیز کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلتی۔ جب جادو کا اثر ختم ہو جاتا ہے تو چیز اپنی اصلی ہیئت پر آ جاتی ہے۔ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے لاکھوں سانپ جو کہ رسیوں اور لکڑیوں سے بنائے گئے

تھے، ہڑپ کر لیے، حتیٰ کہ وہ بڑے بڑے پتھر بھی کھا گیا، لیکن جب حضرت موسیٰؑ نے عصا ہاتھ میں لیا تو اس نے نہ کوئی رسی اُگلی اور نہ ذرا برابر اس کا حجم بڑا ہوا۔ اس عجوبہ قدرت کو دیکھ کر تمام جادوگر سجدہ میں گر گئے اور باری تعالیٰ کی توحید کا ڈنکے کی چوٹ اعلان کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر اپنی رحمت کے دروازے ایسے کھول دیے کہ اس حالتِ سجدہ میں جنت ان کے سامنے کر دی گئی اور وہ اس وقت اپنی منازل ومحلات کا نظارہ ومشاہدہ کرنے لگے۔

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ
اور البتہ ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ میرے بندوں کو
بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾
راتوں رات لے جا پھر ان کے لئے دریا میں خشک راستہ بنادے پکڑے جانے سے نہ ڈر اور نہ کسی خطرہ کا خوف کھا○
فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ
پھر فرعون نے اپنے لشکر کو لے کر ان کا پیچھا کیا پھر انہیں دریا نے ڈھانپ لیا جیسا ڈھانپا○ اور فرعون نے
فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَ
اپنی قوم کو بہکایا اور راہ پر نہ لایا○ اے بنی اسرائیل ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور
وٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾ كُلُوْا
تم سے طور کی دائیں طرف کا وعدہ کیا اور تم پر من وسلویٰ اتارا○ کھاؤ
مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ
جو ستھری چیز ہم نے تمہیں دی ہیں اور اس میں حد سے نہ گزرو پھر تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا
عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ
غضب نازل ہوا سو وہ گڑھے میں جا گرا○ اور بیشک میں بڑا بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے
صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ
کام کرے پھر ہدایت پر قائم رہے○ اور اے موسیٰ تجھے اپنی قوم سے پہلے جلدی آنے کا کیا سبب ہوا○ کہا وہ بھی
اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ
میرے پیچھے یہ آرہے ہیں اور اے میرے رب میں جلدی تیری طرف آیا ہوں تا کہ تو خوش ہو○ فرمایا تیری قوم کو تیرے بعد ہم نے
مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ
آزمائش میں ڈال دیا ہے اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا ہے○ پھر موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرے ہوئے
اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ
افسوس کرتے ہوئے لوٹے کہا اے میری قوم کیا تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا پھر کیا تم پر بہت زمانہ

الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ أَنْ يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُمْ مَوْعِدِي ﴿٨٦﴾

گزر گیا تھا یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے رب کا غصہ نازل ہو تب تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی ۝

قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ

کہا ہم نے اپنے اختیار سے آپ سے وعدہ خلافی نہیں کی لیکن ہم سے اس قوم کے زیور کا بوجھ اٹھوایا گیا تھا

فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ

سو ہم نے اسے ڈال دیا پھر اسی طرح سامری نے ڈال دیا ۝ پھر ان کے لئے ایک بچھڑا نکال لایا ایک جسم جس میں گائے کی آواز تھی

فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَى فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾ أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ

پھر کہا یہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے سو وہ بھول گیا ہے ۝ کیا پس وہ نہیں دیکھتے کہ وہ انہیں کسی بات کا جواب

قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾

نہیں دیتا اور ان کے نقصان اور نفع کا بھی اسے اختیار نہیں ۝

افاداتِ محمود:

طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا الخ

بحر قلزم میں بنی اسرائیل کے (۱۲) بارہ قبائل کے لیے بارہ راستے بنا دیے گئے تھے یہ راستے ایسے خشک ہو گئے تھے جیسے سطح زمین میں عام راستے ہوتے ہیں۔ وہاں کیچڑ تک نہ تھی۔

وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ الخ بعض اسرائیلی روایات میں ہے کہ سامری کا نام ہارون تھا اور بعض روایات میں ہے کہ سامری کا نام موسیٰ تھا اور اس کو اس کی ماں نے کسی غار میں بچپن میں پھینک دیا تھا۔ حضرت جبریل اپنی انگلی اس کے منہ میں رکھتے تھے اور باذن خداوندی اس سے دودھ نکلتا تھا۔ گویا اس کی پرورش جبرئیلؑ نے کی تھی۔

صاحب روح البیان نے یہاں ایک شعر نقل کیا ہے، جو درج ذیل ہے:

فموسیٰ الذی رباہ فرعون مرسل

وموسیٰ الذی رباہ جبریل کافر

یعنی جس موسیٰ کی پرورش فرعون نے کی وہ تو اللہ کا رسول بنا اور جس موسیٰ کی پرورش جبریل نے کی وہ کافر بن گیا۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ

اور انہیں ہارون نے اس سے پہلے کہہ دیا تھا اے میری قوم

اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝۹۰

اس سے تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور بیشک تمہارا رب رحمٰن ہے سو میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو ۝

قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝۹۱ قَالَ يٰهٰرُوْنُ

کہا ہم برابر اسی پر جمے بیٹھے رہیں گے یہاں تک کہ موسیٰ ہمارے پاس لوٹ کر آئے ۝ کہا اے ہارون

مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝۹۲ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝۹۳ قَالَ يَبْنَؤُمَّ

تمہیں کس چیز نے روکا جب تم نے دیکھا تھا کہ وہ گمراہ ہوگئے ہیں ۝ کہ تو میرے پیچھے نہ آیا کیا پھر تو نے بھی میری حکم عدولی کی ۝ کہا

لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ

اے میری ماں کے بیٹے میری داڑھی اور سر نہ پکڑ بیشک میں ڈرا اس سے کہ تو کہے گا تو نے بنی اسرائیل میں پھوٹ

اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝۹۴ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝۹۵ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا

ڈال دی اور میرے فیصلہ کا انتظار نہ کیا ۝ کہا اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے ۝ کہا میں نے وہ چیز دیکھی تھی

لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ

جو دوسروں نے نہ دیکھی پھر میں نے رسول کے نقش قدم کی ایک مٹھی مٹی کی لے کر ڈال دی اور میرے دل نے مجھے ایسی ہی

نَفْسِيْ ۝۹۶ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ

بات سوجھائی ۝ کہا بس چلا جا تیرے لئے زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو کہے گا ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لئے ایک

مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ

اور وعدہ ہے جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں اور تو اپنے معبود کو دیکھ جس پر تو جما بیٹھا تھا ہم اسے ضرور جلا دیں گے

ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝۹۷ اِنَّمَآ اِلٰـهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ

پھر اسے دریا میں بکھیر کر بہا دیں گے ۝ تمہارا معبود وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے علم میں

كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝۹۸ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ

سب چیز سما گئی ہے ۝ ہم اسی طرح سے تجھے گذشتہ لوگوں کی کچھ خبریں سناتے ہیں اور ہم نے تجھے اپنے ہاں سے

مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝٩٩ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝١٠٠

ایک نصیحت نامہ دیا ہے ○ جس نے اس سے منہ پھیرا سو وہ قیامت کے دن بوجھ اٹھائے گا ○

خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَاۗءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝١٠١ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ

اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے لئے قیامت کے دن برا بوجھ ہوگا ○ جس دن صور پھونکا جائے گا اور

نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ۝١٠٢ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۝١٠٣

ہم اس دن مجرموں کو نیلی آنکھوں والے جمع کردینگے ○ چپکے چپکے آپس میں باتیں کہتے ہوں گے کہ تم صرف دس دن ہی ٹھہرے ہو ○

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝١٠٤ ع ۱۵

ہم خوب جان لیں گے جو کچھ وہ کہیں گے جب ان میں سے بڑا سمجھدار کہے گا کہ تم ایک ہی دن ٹھہرے ہو ○

وَيَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝١٠٥ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝١٠٦

اور تجھ سے پہاڑوں کا حال پوچھتے ہیں سو کہہ دے میرا رب انہیں بالکل اڑا دے گا ○ پھر زمین کو چٹیل میدان کر کے چھوڑے گا ○

لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝١٠٧ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ

تو اس میں کجی اور ٹیلا نہیں دیکھے گا ○ اس دن پکارنے والے کا اتباع کریں گے اس میں کوئی کجی نہیں ہوگی

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝١٠٨ يَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ

اور رحمٰن کے ڈر سے آوازیں دب جائیں گی پھر تو پاؤں کی آہٹ کے سوا کچھ نہیں سنے گا ○ اس دن سفارش کام نہیں آئے گی

اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝١٠٩ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا

مگر جسے رحمٰن نے اجازت دی اور اس کی بات پسند کی ○ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے اور پیچھے ہے اور

خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝١١٠ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ

ان کا علم اسے احاطہ نہیں کر سکتا ○ اور سب منہ حی و قیوم کے سامنے جھک جائیں گے اور تحقیق نامراد ہوا

مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝١١١ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا

جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا ○ اور جو نیک کام کرے گا اور وہ مومن بھی ہو تو اسے ظلم اور حق تلفی کا کوئی

وَّلَا هَضْمًا ۝١١٢ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ

خوف نہیں ہوگا ○ اور اسی طرح ہم نے اسے عربی قرآن نازل کیا ہے اور ہم نے اس میں طرح طرح سے ڈرانے کی

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۗ وَلَا

باتیں سنائیں تاکہ وہ ڈریں یا ان میں سمجھ پیدا کردے ○ سو اللہ بادشاہ حقیقی بلند مرتبے والا ہے اور تو

تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ ۖ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴿١١٤﴾

قرآن کے لینے میں جلدی نہ کر جب تک اس کا اترنا پورا نہ ہو جائے اور کہہ اے میرے رب مجھے اور زیادہ علم دے ○

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَإِذْ قُلْنَا ع

اور ہم نے اس سے پہلے آدم سے بھی عہد لیا تھا پھر وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں پختگی نہ پائی ○ اور جب ہم نے

لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَٰذَا

فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا اس نے انکار کیا ○ پھر ہم نے کہا اے آدم بے شک یہ

عَدُوٌّ لَكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰ ﴿١١٧﴾ إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ

تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے سو تمہیں جنت سے نہ نکلوا دے پھر تو تکلیف میں پڑ جائے ○ بے شک تو اس میں بھوکا

فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ ﴿١١٨﴾ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ ﴿١١٩﴾ فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ

اور ننگا نہیں ہوگا ○ اور بیشک تو اس میں نہ پیاسا ہوگا اور نہ تجھے دھوپ لگے گی ○ پھر شیطان نے اس کے

الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَا يَبْلَىٰ ﴿١٢٠﴾ فَأَكَلَا

دل میں خیال ڈالا کہا اے آدم کیا میں تجھے ہمیشگی کا درخت بتاؤں اور ایسی بادشاہی جس میں ضعف نہ آئے ○ پھر دونوں نے

مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ ۚ وَعَصَىٰ

اس درخت سے کھایا تب ان پر ان کی برہنگی ظاہر ہوگئی اور اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے اور آدم نے

آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ﴿١٢١﴾ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ ﴿١٢٢﴾ قَالَ اهْبِطَا

اپنے رب کی نافرمانی کی پھر بھٹک گیا ○ پھر اس کے رب نے اسے سرفراز کیا پھر اس کی توبہ قبول کی اور راہ دکھائی ○ فرمایا تم دونوں

مِنْهَا جَمِيعًا ۖ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ

یہاں سے نکل جاؤ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے پھر اگر تمہیں میری طرف سے ہدایت پہنچے پھر جو میری ہدایت

هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً

پر چلے گا تو گمراہ نہیں ہوگا اور نہ تکلیف اٹھائے گا ○ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا تو اس کی زندگی بھی

ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ

تنگ ہوگی اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے ○ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ

كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ

میں بینا تھا ○ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں پھر تو نے انہیں بھلا دیا تھا اور اسی طرح آج تو بھی

تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ

بھلایا گیا ہے ○ اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے جو حد سے نکلا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لایا اور البتہ آخرت کا

الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ

عذاب بڑا سخت اور دیرپا ہے ○ سو کیا انہیں اس بات سے بھی سمجھ نہیں آئی کہ ہم نے ان سے پہلے کئی جماعتیں ہلاک کر دی ہیں یہ لوگ

فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ ع ۱۱

ان کی جگہوں میں پھرتے ہیں بیشک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں ○ اور اگر تیرے رب کی طرف سے

مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ ۭ فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ

ایک بات پہلے طے شدہ نہ ہوتی اور میعاد معین نہ ہوتی تو عذاب لازمی طور پر ہوتا ○ پس صبر کر اس پر جو کہتے ہیں اور سورج کے

بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَاۗئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ

نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کر اور رات کی کچھ گھڑیوں میں اور دن کے

وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا

اول اور آخر میں بھی تسبیح کر تاکہ تجھے خوشی حاصل ہو ○ اور تو اپنی نظر ان چیزوں کی طرف نہ دوڑا جو ہم نے مختلف

بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ڏ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ

قسم کے لوگوں کو دنیاوی زندگی کی رونق کے سامان دے رکھے ہیں تاکہ ہم انہیں اس میں آزمائیں اور تیرے رب کا رزق بہتر

وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْــَٔــلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ

اور دیرپا ہے ○ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی اس پر قائم رہ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے

نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ

روزی دیتے ہیں اور پرہیزگاری کا انجام اچھا ہے ○ اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے پاس اپنے رب سے کوئی نشانی کیوں نہیں لے آتا

تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ
کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کی شہادت نہیں پہنچی ○ اور اگر ہم انہیں اس سے پہلے کسی عذاب سے ہلاک
قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ
کر دیتے تو کہتے اے ہمارے رب تو نے ہمارے پس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا تا کہ ہم ذلیل وخوار ہونے سے پہلے
اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ
تیرے حکموں پر چلتے ○ کہہ دو ہر ایک انتظار کرنے والا ہے سو تم بھی انتظار کرو آئندہ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ
اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾
سیدھی راہ پر کون ہے اور ہدایت پانے والا کون ہے ○

ع ۷

افاداتِ محمود:

زرقا اس سے معلوم ہوا کہ نیلی آنکھوں والا ہونا کوئی خوبصورتی کی بات نہیں ہے۔ لہٰذا انگریزوں کے مقابلہ میں ہمارا حسن فائق ہے۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ الخ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ ہے جس کا ذکر سورۂ انفال میں گزر چکا ہے یعنی ''وما کان الله ليعذبهم وانت فيهم''۔

رکوعاتہا ۷ (۲۱) سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَآءِ مَکِّیَّۃٌ (۷۳) اٰیاتہا ۱۱۲

آیتیں ۱۱۲ سورۃ انبیاء مکی ہے رکوع ۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِىْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝۱ مَا يَاْتِيْهِمْ

لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا ہے اور وہ غفلت میں پڑ کر منہ پھیرنے والے ہیں۝ ان کے رب کی

مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۲ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ

طرف سے سمجھانے کے لئے کوئی ایسی نئی بات انکے پاس نہیں آتی کہ جسے سن کر ہنسی میں نہ ٹال دیتے ہوں۝ ان کے دل کھیل میں

وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ

لگے ہوئے ہیں اور ظالم پوشیدہ سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ تمہاری طرح ایک انسان ہی تو ہے پھر کیا تم

السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝۳ قٰلَ رَبِّىْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

دیدہ دانستہ جادو کی باتیں سننے جاتے ہو۝ رسول نے کہا کہ میرا رب آسمان اور زمین کی سب باتیں جانتا ہے

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۴ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ

اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۝ بلکہ کہتے ہیں کہ یہ بیہودہ خواب ہیں بلکہ اس نے جھوٹ بنایا ہے بلکہ

هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۵ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ

وہ شاعر ہے پھر چاہیئے کہ ہمارے پاس کوئی نشانی لائے جس طرح پہلے پیغمبر بھیجے گئے تھے۝ ان سے پہلے کوئی بستی

قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِىْٓ

ایمان نہیں لائی تھی جسے ہم نے ہلاک کیا کیا اب یہ ایمان لائیں گے۝ اور ہم نے تم سے پہلے بھی تو آدمیوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا

اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۷ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ

ان کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھ لو۝ اور ہم نے ان کے

جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝۸ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ

ایسے بدن بھی نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۝ پھر ہم نے ان سے وعدہ سچا کر دیا

فَاَنۡجَیۡنٰهُمۡ وَمَنۡ نَّشَآءُ وَاَهۡلَكۡنَا الۡمُسۡرِفِيۡنَ ۝۹ لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ كِتٰبًا فِيۡهِ
تب انہیں اور جسے ہم نے چاہا نجات دی اور ہم نے حد سے بڑھنے والوں کو ہلاک کر دیا○ البتہ تحقیق ہم نے تمہارے پاس ایک ایسی
ذِكۡرُكُمۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝۱۰ ع
کتاب بھیجی ہے جس میں تمہاری نصیحت ہے کیا پس تم نہیں سمجھتے○

افاداتِ محمود:

بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی تو صنادید قریش مثل ابوجہل وغیرہ نے آپ کے گلے میں چادر ڈال دی اور آپ کو لے جانے لگے تو ابوبکرؓ نے فرمایا:

اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ

اس روایت سے یہ بات متبادر ہوتی ہے کہ

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ الخ

اسی سوال کے جواب میں نازل ہوئی ہے۔

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً

اور ہم نے بہت سی بستیوں کو   جو ظالم تھیں   غارت کر دیا ہے

وَّأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ﴿١١﴾ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ ﴿١٢﴾

اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں ○   پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو وہ فوراً وہاں سے بھاگنے لگے ○

لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ﴿١٣﴾

مت بھاگو   اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش کیا تھا   اور اپنے گھروں میں جاؤ   تاکہ تم سے پوچھا جائے ○

قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿١٤﴾ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ

کہنے لگے ہائے ہماری کم بختی   بیشک ہم ہی ظالم تھے ○   سو ان کی یہی پکار رہی یہاں تک کہ   ہم نے انہیں ایسا کر دیا جس طرح

حَصِيدًا خَامِدِينَ ﴿١٥﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

کھیتی کٹی ہوئی ہو اور وہ بجھ کر رہ گئے ○   اور ہم نے آسمان اور زمین کو   اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے   کھیلتے ہوئے

لَاعِبِينَ ﴿١٦﴾ لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهْوًا لَاتَّخَذْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا ۖ إِنْ كُنَّا

نہیں بنایا ○   اور اگر ہم کھیل ہی بنانا چاہتے   تو اپنے پاس کی چیزوں کو بناتے   اگر ہمیں

فَاعِلِينَ ﴿١٧﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ

یہی کرنا ہوتا ○   بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں   پھر وہ باطل کا سر توڑ دیتا ہے   پھر وہ مٹنے والا ہوتا ہے

وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَنْ

اور تم پر افسوس ہے ان باتوں سے جو تم بناتے ہو ○   اور اسی کا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے   اور جو اس کے

عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ﴿١٩﴾ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ

پاس ہے   اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے   اور نہ تھکتے ہیں ○   رات اور دن

وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ﴿٢٠﴾ أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنْشِرُونَ ﴿٢١﴾

تسبیح کرتے ہیں سستی نہیں کرتے ○   کیا انہوں نے زمین کی چیزوں سے   ایسے معبود بنا رکھے ہیں   جو زندہ کریں گے ○

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا

اگر ان دونوں میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو دونوں خراب ہو جاتے   سو اللہ عرش کا مالک   ان باتوں سے پاک ہے   جو یہ

يَصِفُونَ ﴿٢٢﴾ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ﴿٢٣﴾ أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ

بیان کرتے ہیں ۝ جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے پوچھا نہیں جاتا اور وہ پوچھے جاتے ہیں ۝ کیا انہوں نے اس کے سوا اور بھی معبود

آلِهَةً ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَن مَّعِيَ وَذِكْرُ مَن قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ

بنا رکھے ہیں کہہ دو اپنی دلیل لاؤ یہ میرے ساتھ والوں کی کتاب اور مجھ سے پہلے لوگوں کی کتابیں موجود ہیں بلکہ اکثر

لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ ۖ فَهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٢٤﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ

ان میں سے حق جانتے ہی نہیں اس لئے منہ پھیرے ہوئے ہیں ۝ اور ہم نے تم سے پہلے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا

إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿٢٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ

جس کی طرف یہ وحی نہ کی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں سو میری ہی عبادت کرو ۝ اور کہتے ہیں کہ اللہ نے

وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ

اولاد بنا رکھی ہے وہ پاک ہے لیکن وہ معزز بندے ہیں ۝ بات کرنے میں اس سے پیش قدمی نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر

يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ

کام کرتے ہیں ۝ وہ جانتا ہے جو ان کے آگے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ شفاعت بھی نہیں کرتے مگر اسی کے لئے

ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿٢٨﴾ وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن

جس سے وہ خوش ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں ۝ اور جو کوئی ان میں سے یہ کہے کہ بیشک میں اس کے سوا

دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٢٩﴾ أَوَلَمْ يَرَ ع

خدا ہوں تو اسی پر ہم اسے جہنم کی سزا دیں گے ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیا کرتے ہیں ۝ کیا منکروں نے

الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا

نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین جڑے ہوئے تھے پھر ہم نے انہیں جدا جدا کر دیا اور ہم نے

مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٠﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ

ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا کیا پھر بھی یقین نہیں کرتے ۝ اور ہم نے زمین میں بھاری پہاڑ رکھ دیئے

أَن تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٣١﴾ وَجَعَلْنَا

تا کہ انہیں لے کر اِدھر اُدھر نہ جھکنے پائے اور ہم نے اس میں کشادہ راہیں بنا دی ہیں تا کہ وہ راہ پائیں ۝ اور ہم نے

السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا اور وہ آسمان کی نشانیوں سے منہ موڑنے والے ہیں ○ اور وہی ہے جس نے

خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾

رات اور دن اور سورج اور چاند بنائے سب اپنے اپنے چکر میں پھرتے ہیں ○

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾

اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کے لئے زندہ رہنے نہیں دیا پھر کیا اگر تو مر گیا تو وہ رہ جائیں گے ○

كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا

ہر ایک جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی سے آزمانے کے لئے جانچتے ہیں اور ہماری طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا

لوٹائے جاؤ گے ○ اور جہاں تمہیں کافر دیکھتے ہیں تو انہیں تجھ سے سوائے ٹھٹھا کرنے کے اور کوئی کام نہیں کیا یہی

الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ

شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا نام لیتا ہے اور وہ رحمٰن کے نام سے منکر ہیں ○ آدمی جلد باز

مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا

بنایا گیا ہے میں تمہیں اپنی نشانیاں ابھی دکھاتا ہوں سو جلدی مت کرو ○ اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب

الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ

ہوگا اگر تم سچے ہو ○ کاش یہ منکر اس وقت کو جان لیں کہ اپنے مونہوں

عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ

اور اپنی پیٹھوں سے آگ کو روک نہیں سکیں گے اور نہ مدد کئے جائیں گے ○ بلکہ وہ ان پر

بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ

ناگہاں آئے گی پھر وہ ان کے ہوش کھو دے گی پھر نہ اسے ٹال سکیں گے اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی ○ اور تجھ سے

اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا

پہلے بھی رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا ہے پھر جس عذاب کی بابت وہ ہنسی کیا کرتے تھے ان

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۴۱ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ بَلْ

ٹھٹھا کرنے والوں پر وہی آپڑا○ کہہ دو تمہاری رات اور دن میں رحمان سے کون نگہبانی کرتا ہے بلکہ

هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۴۲ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۭ

وہ اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑنے والے ہیں○ کیا ہم سے ان کے معبود انہیں بچائے رکھتے ہیں

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ۝۴۳ بَلْ مَتَّعْنَا

وہ تو خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں ان کا کوئی ساتھ دے گا○ بلکہ ہم نے

هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۭ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ

ان کو اور ان کے باپ دادا کو خوب سامان دیا یہاں تک کہ ان پر ایک عرصہ دراز گزر گیا کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ بیشک ہم زمین کو

نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝۴۴ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ڮ

ہر طرف سے گھٹاتے چلے جاتے ہیں سو کیا یہ لوگ غالب آنے والے ہیں○ کہہ دو کہ میں تو صرف وحی کے ذریعہ سے تمہیں ڈراتا ہوں

وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاۗءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ۝۴۵ وَلَىِٕنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ

اور یہ بہرے جس وقت ڈرائے جاتے ہیں سنتے ہی نہیں○ اور البتہ اگر انہیں تیرے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی

عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۴۶ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ

لگ جائے تو ضرور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی بیشک ہم ظالم تھے○ اور قیامت کے دن ہم انصاف کی

لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَـيْــــًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ

ترازو قائم کریں گے پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا

خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝۴۷ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ

تو اسے بھی ہم لے آئیں گے اور ہم ہی حساب لینے کے لئے کافی ہیں○ اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ اور ہارون کو

الْفُرْقَانَ وَضِيَاۗءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۴۸ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ

فیصلہ کرنے والی اور روشنی دینے والی اور پرہیزگاروں کو نصیحت کرنے والی کتاب دی تھی○ جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں

وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝۴۹ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ

اور قیامت کا بھی خوف رکھنے والے ہیں○ اور یہ ایک مبارک نصیحت ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے پھر کیا تم

لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ ع

اس کے بھی منکر ہو○ اور ہم نے پہلے ہی سے ابراہیم کو اس کی صلاحیت عطا کی تھی اور ہم اس سے واقف تھے○

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾

جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ کیسی مورتیں ہیں جن پر تم مجاور بنے بیٹھے ہو○

قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

انہوں نے کہا ہم نے اپنے باپ دادا کو انہیں کی پوجا کرتے پایا ہے○ کہا البتہ تحقیق تم اور تمہارے باپ دادا

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ

صریح گمراہی میں رہے ہو○ انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس سچی بات لایا ہے یا تو دل لگی کرتا ہے○ کہا بلکہ

رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ

تمہارا رب تو آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے انہیں بنایا ہے اور میں اسی بات کا

مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾

قائل ہوں○ اور اللہ کی قسم میں تمہارے بتوں کا علاج کروں گا جب تم پیٹھ پھیر کر جا چکو گے○

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ

پھر ان کے بڑے کے سوا سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تاکہ اس کی طرف رجوع کریں○ انہوں نے کہا

فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ

ہمارے معبودوں کے ساتھ کس نے یہ کیا بیشک وہ ظالموں میں سے ہے○ انہوں نے کہا ہم نے سنا ہے کہ ایک جوان بتوں کو

يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓي اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ

کچھ کہا کرتا ہے اسے ابراہیم کہتے ہیں○ کہنے لگے اس کو لوگوں کے سامنے لے آؤ

يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ

تاکہ وہ دیکھیں○ کہنے لگے اے ابراہیم کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کیا ہے○ کہا بلکہ

فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْٓا

ان کے اس بڑے نے یہ کیا ہے سو ان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں○ پھر وہ اپنے

إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ

دل میں سوچ کر کہنے لگے بے شک تم ہی بے انصاف ہو ○ پھر انہوں نے سر نیچا کر کے کہا

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا

تو جانتا ہے کہ یہ بولا نہیں کرتے ○ کہا پھر کیا تم اللہ کے سوا اس چیز کی پوجا کرتے ہو

لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ

جو نہ تمہیں کچھ نفع دے سکے اور نہ نقصان پہنچا سکے ○ میں تم سے اور جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو بیزار ہوں

اللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ﴿٦٨﴾

پھر کیا تمہیں عقل نہیں ہے ○ انہوں نے کہا اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو اسے جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو ○

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ

ہم نے کہا اے آگ ابراہیم پر سرد اور راحت ہو جا ○ اور انہوں نے اس کی برائی چاہی سو ہم نے

الْأَخْسَرِينَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ﴿٧١﴾

انہیں ناکام کر دیا ○ اور ہم اسے اور لوط کو بچا کر اس زمین کی طرف لے آئے جس میں ہم نے جہان کے لئے برکت رکھی ہے ○

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنَاهُمْ

اور ہم نے اسے اسحٰق بخشا اور انعام میں یعقوب دیا اور سب کو نیک بخت کیا ○ اور ہم نے

أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ

انہیں پیشوا بنایا جو ہمارے حکم سے رہنمائی کیا کرتے تھے اور ہم نے انہیں اچھے کام کرنے اور نماز قائم کرنے

وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ

اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے ○ اور لوط کو ہم نے حکمت اور علم عطا کیا تھا اور ہم

مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَت تَّعْمَلُ الْخَبَائِثَ ۗ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ ﴿٧٤﴾

اسے اس بستی سے جو گندے کام کیا کرتی تھی بچا کر لے آئے بیشک وہ لوگ برے نافرمانی کرنے والے تھے ○

وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا ۖ إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٧٥﴾ ع ۵

اور اسے ہم نے اپنی رحمت میں لے لیا بیشک وہ نیک بختوں میں سے تھا ○

افاداتِ محمود:

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ الخ

اگر دو خدا ہوں اور ایک دوسرے کا محتاج ہو کہ ایک اکیلا نظام نہ چلا سکتا ہو تو جو محتاج ہے وہ خدا نہیں ہے اور اگر ایک نظام چلا رہا ہے دوسرے کی ضرورت نہیں ہے تو وہ بیکار ہے۔ لہٰذا کسی صورت میں دو خدا نہیں ہو سکتے۔

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ الخ

صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ میدان حشر میں لوگ جب کھڑے کھڑے تنگ آ جائیں گے اور چاہیں گے کہ حساب کتاب شروع ہو تو سب سے پہلے حضرت آدمؑ کے پاس جائیں گے اور ان سے کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے درخواست فرمائیں کہ وہ حساب کتاب شروع فرما دے۔ حضرت آدمؑ فرمائیں گے مجھ کو اللہ کے سامنے جانے کی ہمت نہیں ہے۔ پھر اسی طرح حضرت نوحؑ کے پاس جائیں گے، وہ بھی اسی طرح جواب دیں گے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے اور دربار خداوندی میں درخواست کرنے کے لیے عرض کریں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں نے دنیا میں تین باتیں ایسی کہی تھیں جن کی ظاہری صورت جھوٹ کی تھی۔ لہٰذا مجھ کو دربار خداوندی میں درخواست پیش کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ کیونکہ شفاعت کبریٰ کا منصب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ اسی وجہ سے سب سے آخر میں جب لوگ آپ کے پاس جمع ہوں گے تو آپ دربار خداوندی میں لوگوں کی یہ درخواست پیش فرمائیں گے اور وہ درخواست قبول ہوگی۔

بہر حال اس حدیث میں بھی کذبات ثلاثہ کا ذکر ہے اور ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین بظاہر خلاف واقعہ باتوں کے سوا حضرت ابراہیم نے اور کبھی کوئی جھوٹ نہیں کہا۔ اور وہ یہ ہیں۔

ایک تو یہی آیت ہے کہ بت تو حضرت ابراہیمؑ نے توڑے تھے لیکن فرمایا "بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ" بت توڑنے کی نسبت بڑے بت کی طرف کر دی۔

(۲) جب لوگ عید کے میلے میں جا رہے تھے اور حضرت ابراہیمؑ کو دعوت دی کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں تو حضرت ابراہیم نے فرمایا تھا "انی سقیم" کہ میں بیمار ہوں۔

(۳) اور جب حضرت ابراہیمؑ مصر گئے اور حضرت سارہؓ آپ کے ہمراہ تھیں۔ وہاں ایک جابر و ظالم شخص تھا۔ کسی شخص کے ساتھ اس کی بیوی ہوتی اور وہ وہاں چلا جاتا تو وہ شخص اس کی بیوی کی بے عزتی کرتا تھا۔ اگر جب بہن ساتھ ہوتی تو بے عزتی نہ کرتا تھا۔ اس اندیشہ کے پیش نظر حضرت ابراہیمؑ نے حضرت سارہؓ سے فرمایا کہ تو میری دینی بہن ہے اور اگر کوئی پوچھے تو ہم یہی کہیں گے کہ ہم بہن بھائی ہیں۔ الغرض یہ تین باتیں ہو گئیں جو بظاہر خلاف واقعہ معلوم ہوتی ہیں، جن کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ قیامت کے دن حساب شروع کرنے کے لیے دربار خداوندی میں درخواست پیش نہ فرمائیں گے اور ان پر کذبات ثلاثہ کا اطلاق بھی کیا گیا ہے؟

جواب ان باتوں کا یہ ہے کہ (۱) حضرت ابراہیمؑ کا بیوی کے متعلق یہ کہنا کہ ہم دونوں دینی بہن بھائی ہیں۔ یہ بات دراصل واقعہ کے عین مطابق ہے۔ ظاہری صورت اس کی جھوٹ کی ہے، لیکن یہ جھوٹ نہیں ہے اور اسی ظاہری صورت کی وجہ سے اس پر حدیث میں کذب کا اطلاق کیا گیا ہے۔

(۲) اسی طرح مذکورہ بالا آیت میں بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ (۱) کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو تبکیت اور خاموش کرنے کے لیے حضرت ابراہیمؑ نے یہ بات فرمائی تاکہ ان بتوں کا عجز اور بے کسی ان لوگوں پر خوب واضح ہو جائے اور یہ لوگ خدائے وحدہ لاشریک لہ کی بندگی اختیار کرلیں اور شرک سے تائب ہو جائیں۔ اس طرح کا کلام عام طور پر تقریباً ہر قوم اور لغت میں شائع و ذائع ہے کہ مدمقابل کو خاموش کرنے کے لیے الزامی جوابات دیے جاتے ہیں۔

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ بل فعلہ الگ کلام ہے اور فعل کا فاعل حضرت ابراہیمؑ ہی ہیں۔ آگے ''كَبِيْرُهُمْ هٰذَا الخ'' یہ الگ کلام ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ یہ کام ابراہیمؑ نے ہی سرانجام دیا ہے، لیکن پھر بھی ان سے پوچھ تو لو کہ یہ بھی تو اپنا حال بیان کریں کہ سب چھوٹے زیر و زبر ہو گئے، لیکن یہ بڑا صحیح سالم ہے۔

(۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ نسبت مجازی ہے۔ حقیقت میں بتوں کے توڑنے کا کام تو حضرت ابراہیمؑ نے کیا تھا، لیکن اس توڑنے کا سبب ان بتوں کی ناروا عبادت و پرستش بنی۔ لہٰذا مجازاً توڑنے کی نسبت ان بتوں کی طرف کی گئی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ وقال فرعون یا ھامان ابن لی صرحا الخ یہاں تعمیر و بناء مکان کی نسبت ہامان کی طرف کرنا مجازی ہے حقیقی نہیں ہے۔ کما ھو الظاھر یا جیسے آپ لوگ مزدور مستری لگا کر کوئی مکان تعمیر کروا دیتے ہیں پھر کہتے ہیں میں نے مکان بنایا۔ میں نے دکان بنائی وغیرہ وغیرہ۔

(۳) تیسری بات جو حضرت ابراہیمؑ نے فرمائی تھی۔ جیسا کہ سورۂ الصّٰفّٰت میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ستاروں پر نظر ڈالی اور فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔ جہاں تک ستاروں کی طرف دیکھنے کا تعلق ہے تو یہ ان لوگوں کے خیال کے مطابق تھا کیونکہ ستاروں کے ذریعہ اگر کسی بیماری اور مستقبل کے کام کا پتا چلایا جاتا تو وہ لوگ بہت یقین کرتے تھے اور اپنے آپ کو ''سقیم'' کہنا اس وجہ سے درست تھا کہ حضرت ابراہیمؑ کی طبیعت میں بڑی پریشانی اور بڑا ملال تھا کہ ان کے والد سمیت پوری قوم شرک میں مبتلا تھی پھر اس بہانے سے پیچھے رہ کر انھوں نے قوم پر بتوں کی کمزوری و بے اختیاری بھی ظاہر فرمائی تھی۔ لہٰذا یہ قول و فعل درست تھا، لیکن بظاہر تو ریہ تھا اور ابراہیم کی شان رفیع و منصب اعلیٰ کے اعتبار سے غیر اولیٰ تھا۔ اس وجہ سے اس پر حدیث میں کذب کا اطلاق وارد ہوا ہے۔

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن

اور نوح کو جب اس نے اس سے پہلے

قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾ وَنَصَرْنَاهُ

پکارا پھر ہم نے اس کی دعا قبول کر لی پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے بچا لیا○ اور ہم نے اس کی

مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ

مدد کی ان لوگوں پر جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے بیشک وہ وہ برے لوگ تھے پھر ہم نے ان سب کو

أَجْمَعِينَ ﴿٧٧﴾ وَدَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ

غرق کر دیا○ اور داؤد اور سلیمان کو جب وہ کھیتی کے جھگڑا میں فیصلہ کرنے لگے جب کہ اس میں کچھ لوگوں کی بکریاں

الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ﴿٧٨﴾ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۚ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا

رات کے وقت جا پڑیں اور ہم اس فیصلہ کو دیکھ رہے تھے○ پھر ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا اور ہر ایک کو ہم نے حکمت

وَعِلْمًا ۚ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ﴿٧٩﴾

اور علم دیا تھا اور ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑ اور پرندے تابع کئے جو تسبیح کیا کرتے تھے اور یہ سب کچھ ہم ہی کرنے والے تھے○

وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ ﴿٨٠﴾

اور ہم نے اسے تمہارے لئے زرہیں بنانا بھی سکھایا تاکہ تمہیں لڑائی میں محفوظ رکھیں پھر کیا تم شکر کرتے ہو○

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ

اور زور سے چلنے والی ہوا سلیمان کے تابع کی جو اس کے حکم سے اس زمین کی طرف چلتی جہاں ہم نے برکت دی ہے

وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ ﴿٨١﴾ وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَن يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ

اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں○ اور کچھ تو ایسے جن تھے جو دریا میں اس کے واسطے غوطہ لگاتے تھے اور اس کے سوا

عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ﴿٨٢﴾ وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ

اور کام بھی کرتے تھے اور ہم ان کی حفاظت کرنے والے تھے○ اور جب کہ ایوب نے اپنے رب کو پکارا کہ

أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٨٣﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا

مجھے روگ لگ گیا ہے حالانکہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے○ پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی

بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى

اور جو اسے تکلیف تھی ہم نے دور کر دی اور اسے اس کے گھر والے دیئے اور اتنا ہی ان کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بھی دیا اور عبادت

لِلْعٰبِدِيْنَ ۝۸۴ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۸۵

کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۝ اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یہ سب صبر کرنے والے تھے۝

وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۸۶ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ

اور ہم نے انہیں اپنی رحمت میں داخل کر لیا بیشک وہ نیک بختوں میں سے تھے۝ اور مچھلی والے کو جب

مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

غصہ ہو کر چلا گیا پھر خیال کیا کہ ہم اسے نہیں پکڑیں گے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو

سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۸۷ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ

بے عیب ہے بیشک میں بے انصافوں میں سے تھا۝ پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم سے نجات دی

وَكَذٰلِكَ نُـنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۸۸ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا

اور ہم ایمانداروں کو یونہی نجات دیا کرتے ہیں۝ اور زکریا کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا اے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ

وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۸۹ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ

اور تو سب سے بہتر وارث ہے۝ پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا کیا اور اس کے لئے اس کی بیوی کو

زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ

درست کر دیا بیشک یہ لوگ نیک کاموں میں دوڑ پڑتے تھے اور ہمیں امید اور ڈر سے پکارا کرتے تھے

وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝۹۰ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا

اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۝ اور وہ عورت جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی

وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۹۱ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ

اور اسے اور اس کے بیٹے کو جہان کے لئے نشانی بنایا۝ یہ لوگ تمہارے گروہ کے ہیں جو ایک ہی گروہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں

فَاعْبُدُوْنِ ۝۹۲ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝۹۳ ع

پھر میری ہی عبادت کرو۝ اور ان لوگوں نے اپنے دین میں اختلاف پیدا کر لیا سب ہمارے پاس ہی آنے والے ہیں۝

افاداتِ محمود:

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ الخ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں کسی قوم کی بکریاں کسی کے کھیت میں چلی گئیں اور کھیت کو بہت نقصان پہنچا۔ جب یہ قضیہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس پیش ہوا تو انہوں نے وہ تمام بکریاں کھیت والے کو دینے کا حکم صادر فرمایا کہ کھیت والوں کے نقصان کی تلافی یوں ہی ہو جائے گی۔ جب حضرت سلیمان کو پتا چلا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر یہ قضیہ میرے ہاں پیش ہوتا تو میں کوئی اور فیصلہ کرتا۔ حضرت داؤد نے پوچھا: وہ کون سا؟ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میرے خیال میں بکریاں کھیت والوں کے سپرد کی جائیں۔ وہ بکریوں کے دودھ اون وغیرہ سے استفادہ کرتے رہیں اور خراب کھیت بکریوں کے مالکوں کے حوالہ کیا جائے کہ وہ اس کھیتی کی دیکھ بھال کریں۔ پانی دیں اور جو خدمت وہاں درکار ہے وہ سرانجام دیتے رہیں۔ جب کھیتی اپنی اصلی ہیئت پر ہو جائے گی تو کھیتی مالک کو اور بکریاں اپنے مالکوں کے حوالہ کی جائیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جو فیصلہ کیا تھا وہ اجتہاد پر مبنی تھا۔ انہوں نے قیاس کر کے فیصلہ صادر فرمایا تھا۔ جبکہ حضرت سلیمانؑ کا فیصلہ استحسان پر مبنی تھا۔ حضرت داؤدؑ نے استحسان کے مقابلہ میں قیاس سے رجوع فرمایا اور فقہاء نے بھی یہ اصول لکھا ہے کہ قیاس کے مقابلہ میں استحسان کو ترجیح دی جائے گی سوائے چھ مسائل یا گیارہ یا بائیس مسائل کے۔ عقود رسم المفتی میں آخری دونوں قول مذکور ہیں۔

ذَا الْكِفْلِ الخ یہ حضرت حزقیل علیہ السلام کا نام تھا۔ ترمذی اور مسند احمد میں یہ روایت مذکور ہے کہ ایک شخص فاجر و فاسق تھا، لیکن اس کے کسی نیک عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے جنت کی بشارت دی تھی۔ اس کا نام بھی کفل تھا لیکن وہ نبی نہ تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام نبوت ملنے سے قبل اور نبوت ملنے کے بعد صغائر و کبائر سے محفوظ رہتے ہیں۔ حضرت ذوالکفل کے متعلق مفسرین کے اقوال مختلف ہیں۔

(۱) ایک قول تو یہ ہے کہ چونکہ ان کا نام نامی انبیاء کی فہرست میں شامل ہے، لہٰذا یہ نبی ہیں اور اکثر تابعینؒ سے منقول یہ ہے کہ نبی نہ تھے، بلکہ ایک مرد صالح تھے اور حضرت الیسعؑ نے لوگوں کو جمع فرمایا تھا۔ کہ ان میں سے کسی کو خلیفہ بناؤں گا۔ ان میں سے اس شخص کو خلیفہ بناؤں گا جس میں صفات ثلاثہ ہوں گی۔ (۱) جو دن کو روزہ رکھتا ہو (۲) جو رات کا قیام کرتا ہو (۳) اور غصہ نہ کرتا ہو۔ چنانچہ یہی حضرت ذوالکفل کھڑے ہو گئے کہ میں ان تین باتوں کا اہتمام کروں گا۔ پھر دوسرے دن بھی لوگوں کو جمع کیا گیا اور یہی بات ہوئی۔ ذوالکفل کے سوا اور کوئی کھڑا نہ ہوا۔ پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ جب حضرت ذوالکفل کو خلیفہ مقرر کیا گیا تو شیطان نے ان کو غصہ دلانے کے لیے بڑے داؤ اپنائے، لیکن شیطان ناکام رہا اور حضرت ذوالکفل کامیاب رہے۔ اسی وجہ سے ان کو ذوالکفل کہا جاتا ہے یا ذوالکفل اس وجہ سے ان کو کہا جاتا ہے کہ یہ کسی کی ضمانت میں قید ہو گئے تھے۔

ومن شاء التفصيل فليراجع الى ابن کثیر (جو تفصیلی مطالعہ کرنا چاہتا ہے، وہ ابن کثیر کی طرف رجوع کرے)

فَظَنَّ اَنۡ لَّنۡ نَّقۡدِرَ عَلَيۡهِ الخ

حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نینوا کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔ وہ مسلسل لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراتے رہے، لیکن جب لوگوں کی نافرمانی وطغیانی انتہا کو پہنچ گئی تو حضرت یونسؑ نے بددعا فرمائی اور ساتھ ہی ان لوگوں سے فرمایا کہ تین دن کے اندر اندر عذاب آ جائے گا اور مزید حکم الٰہی کا انتظار کیے بغیر بستی سے باہر تشریف لے گئے۔ لوگوں نے جب عذاب کے آثار دیکھے اور حضرت یونس کو بستی میں نہ پایا تو سچی توبہ کی جس کا تذکرہ سورۂ یونس میں گزر چکا ہے۔ ادھر حضرت یونسؑ جا کر کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی زیادہ بوجھ کی وجہ سے ڈوبنے لگی۔ ان لوگوں کے ہاں یہ مفروضہ مشہور تھا کہ اس کشتی میں اگر کوئی بھاگا ہوا غلام بیٹھ جائے تو یہ پھر نہیں چلتی، لہٰذا حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میں ہی ہوں اور دریا میں چھلانگ لگا دی اور مچھلی نے ان کو لقمہ بنا لیا، لیکن حکم خداوندی سے وہ مچھلی ان کو لیے دریا میں گھومتی رہی۔ مچھلی کو حکم یہی تھا کہ یہ تیری غذا نہیں ہے۔ بلکہ تیرا پیٹ اس کے لیے قید خانہ ہے۔ اس کا ایک بال بیکا نہ ہونے پائے۔ ایک وقت مقرر تک مچھلی کے پیٹ میں رہے اس کے بعد مچھلی نے آپ کو اُگل دیا۔ آپؑ کا جسم نہایت ہی نحیف اور ملائم ہو چکا تھا۔ کدو کے درخت کے نیچے رہے۔ کوئی ہرن یا بکری آ کر آپؑ کو دودھ پلاتی رہی اور جب آپؑ کا جسم مبارک بالکل ٹھیک ہو گیا تو آپ صحیح سالم واپس اپنی قوم کی طرف آ گئے۔

اب یہاں جو الفاظ کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے خیال کیا کہ ہم اس پر قادر نہیں ہیں۔ ان الفاظ کے مفسرین نے متعدد جوابات دیے ہیں۔ مرجع ومآل سب کا ایک ہے۔ (۱) ایک تو یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے ہماری رحمت کے زاویہ سے دیکھا کہ یہ تو طے شدہ بات ہے کہ جب کبھی نافرمانوں پر عذاب آیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کی حفاظت فرمائی اور ان کو چلے جانے کا حکم فرمایا۔ میں بستی سے باہر تو اسی دستور کے مطابق گیا ہوں لیکن مجھ کو ابھی جانے کا حکم نہیں ملا تھا۔ لہٰذا یہ معمولی بات ہے۔ اس کی رحمت کا تقاضا ہے کہ وہ میرا مواخذہ نہ فرمائیں گے۔

(۲) یہ الفاظ از قبیل الزام المخاطب بمالم یلزم علیہ یعنی حقیقت میں تو ایسا نہ ہوا کہ حضرت یونسؑ کا یہ خیال ہو کہ وہ اب اللہ کے قبضۂ قدرت میں نہیں ہیں۔ کیونکہ ایسا خیال تو ایک ادنیٰ مومن بھی نہیں کر سکتا چہ جائے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک برگزیدہ فرستادہ ایسا خیال کرے، بلکہ بستی سے باہر تشریف لے جانے کا انداز کچھ ایسا تھا کہ جو کیفیت مذکور فی الآیت مترشح ہو رہی تھی اور عام لوگوں کے مقابلہ میں حضرات انبیاء کی جلالت شان اللہ کے ہاں بہت بلند و بالا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ذرا سخت الفاظ کے ساتھ اس معمولی خطائے اجتہادی کا تذکرہ فرمایا ہے۔ دربار خداوندی کے آداب سے ناواقف لوگ اگر اس طرح کی غلطی کریں تو عام لوگوں پر گرفت نہیں ہوتی، لیکن مقربین دربار خداوندی جو ہمہ تن ادب ہوتے ہیں، ان کی معمولی لغزش بھی اس ارفع مقام کے مناسب نہیں ہے

لیکن اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت کم نہیں ہوتی بلکہ اس طرح کے واقعات تو انبیاء کے مزید قرب اور انتہائی عقیدت کا پتا دیتے ہیں اور ایسے واقعات کے بعد جب انبیاءؑ توبہ واستغفار کی کثرت کرتے ہیں تو ان کی عظمت ومنزلت اور بڑھ جاتی ہے۔

(۳) بعض مفسرین نے یہ جواب دیا ہے کہ یہاں ''قدر'' تنگی کے معنی میں ہے جیسا کہ ایک اور جگہ ارشاد ہے ''اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر الخ گویا آیت کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت یونسؑ نے یہ گمان کیا کہ ان کے نکلنے کے اس طرز وانداز پر ہم اس پر کوئی تنگی نہ کریں گے اور درگزر کریں گے۔ مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ پیغمبر بھی غلطی کر لیتے ہیں اور مقصد ان کا یہی تھا کہ یہ آیت اپنے ظاہر پر محمول ہے کہ حضرت یونسؑ نے یہ گمان کیا تھا کہ اب وہ قدرت میں نہیں ہے یعنی ان کا مواخذہ کرنا ممکن نہیں ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ

پھر جو کوئی اچھے

الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ

کام کرے گا اور وہ مومن بھی ہوگا تو اس کی کوشش رائگان نہ جائے گی اور بیشک ہم اس کے لکھنے والے ہیں ○ اور جن

عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ

بستیوں کو ہم فنا کر چکے ہیں ان کے لئے ناممکن ہے کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں ○ یہاں تک جب یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں گے

وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ

اور وہ ہر بلندی سے دڑتے چلے آئیں گے ○ اور سچا وعدہ نزدیک آ پہنچے گا پھر اس وقت

شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا

منکروں کی آنکھیں اوپر لگی رہ جائیں گی ہائے کم بختی ہماری بیشک ہم تو اس سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ

ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا

ہم ہی ظالم تھے ○ بے شک تم اور اللہ کے سوا جو کچھ پوجتے ہو دوزخ کا ایندھن ہے تم سب

وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ

اس میں داخل ہوگے ○ اگر یہ معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے اور سب اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ○ ان کے لئے

فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا

دوزخ میں چیخیں ہوں گی اور وہ اس میں کچھ نہیں سنیں گے ○ بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی

الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ

مقدر ہو چکی ہے وہ اس سے دور رکھے جائیں گے ○ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنی

مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ

من مانی مرادوں میں ہمیشہ رہیں گے ○ اور انہیں بڑا بھاری خوف بھی پریشان نہیں کرے گا اور ان سے فرشتے آملیں گے

هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ

یہی وہ تمہارا دن ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ○ جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹیں گے جیسے خطوں کا طومار

السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَٰعِلِينَ ۝١٠٤

لپیٹا جاتا ہے جس طرح ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا دوبارہ بھی پیدا کریں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے بیشک ہم پورا کرنے والے ہیں۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِى ٱلزَّبُورِ مِنۢ بَعْدِ ٱلذِّكْرِ أَنَّ ٱلْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ ٱلصَّٰلِحُونَ ۝١٠٥

اور البتہ تحقیق ہم نصیحت کے بعد زبور میں لکھ چکے ہیں کہ بے شک زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے۔

إِنَّ فِى هَٰذَا لَبَلَٰغًا لِّقَوْمٍ عَٰبِدِينَ ۝١٠٦ وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَٰلَمِينَ ۝١٠٧

بے شک اس میں خدا پرستوں کے لئے ایک پیغام ہے۔ اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰٓ إِلَىَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝١٠٨ فَإِن

کہہ دو مجھے تو یہی حکم آیا ہے کہ تمہارا معبود ایک معبود ہے پھر کیا اس کے آگے سر جھکاتے ہو۔ پھر اگر

تَوَلَّوْا۟ فَقُلْ ءَاذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَآءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِىٓ أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ ۝١٠٩

وہ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ میں نے یکساں طور پر خبر دے دی ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ نزدیک ہے یا دور ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

إِنَّهُۥ يَعْلَمُ ٱلْجَهْرَ مِنَ ٱلْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۝١١٠ وَإِنْ أَدْرِى لَعَلَّهُۥ

بے شک وہ جانتا ہے جو بات پکار کر کہو اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو۔ اور میں نہیں جانتا شاید وہ تمہارے لئے امتحان ہو

فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَٰعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝١١١ قَٰلَ رَبِّ ٱحْكُم بِٱلْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا ٱلرَّحْمَٰنُ

اور ایک وقت تک دنیا کا فائدہ پہنچانا منظور ہو۔ کہا اے رب انصاف کا فیصلہ کر دے اور ہمارا رب بڑا مہربان ہے

ٱلْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۝١١٢

اسی سے مدد مانگتے ہیں ان باتوں پر جو تم بیان کرتے ہو۔

افاداتِ محمود:

كَطَىِّ ٱلسِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ الخ ابوداؤد و نسائی وغیرہ میں ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کاتب تھا اس کا نام سجل تھا، لیکن یہ روایت درست نہیں ہے۔

آیاتہا ۷۸ (۲۲) سورۃ الحج مدنیۃ (۱۰۳) رکوعاتہا ۱۰

آیتیں ۷۸ سورۂ حج مدنی ہے رکوع ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① يَوْمَ
اے لوگو اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے ○ جس دن

تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ
اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل

حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ
ڈال دے گی اور تجھے لوگ مدہوش نظر آئیں گے اور وہ مدہوش نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب

شَدِيْدٌ ② وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ
سخت ہوگا ○ اور بعضے وہ لوگ ہیں جو اللہ کے معاملہ میں بے سمجھی سے جھگڑتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کے کہنے پر

مَّرِيْدٍ ③ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ
چلتے ہیں ○ جس کے حق میں لکھا جا چکا ہے کہ جو اسے یار بنائے گا تو وہ اسے گمراہ کر کے رہے گا اور اسے دوزخ کے عذاب کا

السَّعِيْرِ ④ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ
راستہ دکھائے گا ○ اے لوگو اگر تمہیں دوبارہ زندہ ہونے میں شک ہے تو ہم نے تمہیں

مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ
مٹی سے پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی

وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِى الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۤءُ اِلٰۤى اَجَلٍ
اور بغیر نقشہ بنی ہوئی سے بنایا تا کہ ہم تمہارے سامنے ظاہر کر دیں اور ہم رحم میں جس کو چاہتے ہیں ایک مدت معین تک

مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى
ٹھہراتے ہیں پھر ہم تمہیں بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں پھر تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور کچھ تم میں سے مرجاتے ہیں

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ

اور کچھ تم میں سے نکمی عمر تک پہنچائے جاتے ہیں کہ سمجھ بوجھ کا درجہ پا کر پھر نا سمجھی کی حالت میں جا پڑتا ہے

وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ

اور تم زمین کو سوکھی دیکھتے ہو پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو ترو تازہ ہو جاتی ہے اور ہر قسم کے

مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝۵ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ

خوش نما نباتات اُگ آتے ہیں۝ یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی برحق ہے اور مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ ۙ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ

ہر بات پر قادر ہے۝ اور بیشک قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں اور بیشک اللہ قبروں والوں کو

مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝۷ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا

دوبارہ اٹھائے گا۝ اور بعضا وہ شخص ہے جو اللہ کے معاملہ میں بے سمجھی اور دلیل اور

هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝۸ ۙ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

روشن کتاب کے بغیر تکبر سے جھگڑتا ہے۝ تا کہ اللہ کی راہ سے بہکائے

لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝۹ ذٰلِكَ

اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے دن بھی ہم اسے دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۝ یہ

ع ۸ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۱۰ ع

تیرے ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ ہے اور بیشک اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۝

افاداتِ محمود:

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ دو زلزلے ہوں گے۔ایک زلزلہ تو قیامت کے قیام سے قبل ہوگا، جس سے لوگ اور تمام جاندار مر جائیں گے۔ دوسرا جب لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا یہ نفخہ ثانیہ کے بعد ہوگا۔حافظ ابن کثیرؒ نے ایک روایت تین نفخات والی نقل کی ہے۔ دو نفخے تو اوپر مذکور ہوئے اور تیسرے نفخے کے بعد لوگ اپنی اپنی قیام گاہوں سے دربار خداوندی میں حاضری کے لیے چل پڑیں گے۔

وَمِنَ النَّاسِ

اور بعض وہ لوگ ہیں کہ

مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ

اللہ کی بندگی کنارے پر ہو کر کرتے ہیں پھر اگر اسے کچھ فائدہ پہنچ گیا تو اس عبادت پر قائم ہو گیا اور اگر تکلیف

فِتْنَةُ ِۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾

پہنچ گئی تو منہ کے بل پھر گیا دنیا اور آخرت گنوائی یہی وہ صریح خسارا ہے ○

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ

اللہ کے سوا ایسی چیز کو پکارتا ہے جو نہ اسے ضرر دے سکے اور نہ اسے فائدہ پہنچا سکے یہی وہ پرلے درجہ کی

الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى

گمراہی ہے ○ ایسے کو پکارتا ہے جس کا ضرر اس کے نفع سے نزدیک تر ہے ایسا کارساز بھی برا

وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ

اور ایسا رفیق بھی برا ہے ○ بیشک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ایسے باغوں میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ

داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ○ جسے یہ

يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ

خیال ہو کہ اللہ دنیا اور آخرت میں اس کی ہرگز مدد نہ کرے گا اسے چاہیے کہ چھت میں ایک رسی لٹکائے

ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ

پھر اسے کاٹ دے پھر دیکھے کہ اس کی تدبیر اس کے غصہ کو دور کرتی ہے ○ اور اسی طرح ہم نے

اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ

اس قرآن کو واضح آیتیں بنا کر نازل کیا ہے اور بیشک اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ○ بے شک اللہ مسلمانوں اور

هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا ۖ اِنَّ اللّٰهَ

یہودیوں اور صابیوں اور عیسائیوں اور مجوسیوں اور مشرکوں میں قیامت کے

يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝١٧ اَلَمْ تَرَ

دن فیصلہ کرے گا بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے ۝ کیا تم نے

اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

نہیں دیکھا کہ جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند

وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ

اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے اور بہت سے آدمی اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور بہت سے ہیں کہ

عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ

جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے اور جسے اللہ ذلیل کرتا ہے پھر اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا بے شک اللہ جو چاہتا ہے

مَا يَشَاۗءُ ۝١٨ ۧ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ

کرتا ہے ۝ یہ دونوں فریق ہیں جو اپنے رب کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں پھر جو منکر ہیں ان کے لئے

لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۭ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝١٩ ۚ يُصْهَرُ

آگ کے کپڑے قطع کیے گئے ہیں اور ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا ۝ جس سے

بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝٢٠ ۭ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝٢١ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا

جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اور کھالیں جھلس دی جائیں گی ۝ اور ان پر لوہے کے گرز پڑیں گے ۝ جب گھبرا کر وہاں سے

اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۤ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝٢٢ ع

نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیے جائیں گے اور دوزخ کا عذاب چکھتے رہو ۝

افاداتِ محمود:

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ

یہاں اللہ تعالیٰ نے ایک ضابطہ بیان فرمادیا کہ قیامت کے دن دو قسم کے فریق اللہ تعالیٰ کے ہاں جھگڑا کریں گے۔ جو کافر ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایمان والوں کا ٹھکانا جنت اور اس کی تمام آسائشیں ہیں۔ قیامت کے روز یہ صورت حال پیش آئے گی۔ خواہ آپ اس کو کسی خاص جماعت پر منطبق کریں یا نہ کریں، لیکن یہ قانون عام ہے۔ اگر آپ اس کو کسی خاص فرد یا جماعت پر منطبق کریں گے تو تاریخ اسلام میں اس کی ان گنت مثالیں ہیں۔ من جملہ ان میں سے بدر والوں کی مثال واضح ہے۔ جب لڑائی کے لیے صفیں بن گئیں تو حضرات مہاجرین میں سے حضرت

حمزہؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبیدہ بن حارثؓ اور کفار میں سے عتبۃ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ سامنے آئے تو جس طرح قیامت کے دن مجادلہ ومباحثہ میں یہ لوگ آمنے سامنے ہوں گے اسی طرح دُنیا میں بھی ایک دوسرے کے آمنے سامنے رہتے ہیں جیسا کہ مذکورہ مثال سے واضح ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

بے شک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے

الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا

نہریں بہتی ہوں گی وہاں انہیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس

حَرِيرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ﴿٢٤﴾

ریشمی ہوگا ○ اور انہوں نے عمدہ بات کی راہ پائی اور تعریف والے اللہ کی راہ پائی ○

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ

بے شک جو منکر ہوئے اور لوگوں کو اللہ کے راستہ اور مسجد حرام سے روکتے ہیں جسے ہم نے

لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ

سب لوگوں کے لئے بنایا ہے وہاں اس جگہ کا رہنے والا اور باہر والا دونوں برابر ہیں اور جو وہاں ظلم سے کجروی کرنا چاہے

نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٥﴾ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ ع

تو ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے ○ اور جب ہم نے ابراہیم کے لئے کعبہ کی جگہ معین کردی کہ

أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ

میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع سجود کرنے والوں کے لئے

السُّجُودِ ﴿٢٦﴾ وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ

پاک رکھ ○ اور لوگوں میں حج کا اعلان کردے کہ تیرے پاس پاپیادہ اور پتلے دبلے اونٹوں پر

مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿٢٧﴾ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي

دور دراز راستوں سے آئیں ○ تاکہ اپنے فائدوں کے لئے آموجود ہوں اور تاکہ جو چارپائے اللہ نے

أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا

انہیں دیئے ہیں ان پر مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں پھر ان میں سے خود بھی کھاؤ

وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ﴿٢٨﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ

اور محتاج فقیر کو بھی کھلاؤ ○ پھر چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ ق وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ

اور قدیم گھر کا طواف کریں ○ یہی حکم ہے اور جو اللہ کی معزز چیزوں کی تعظیم کرے گا سو یہ اس کے لئے

لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ط وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا

اس کے رب کے ہاں بہتر ہے اور تمہارے لئے مویشی حلال کردیئے گئے ہیں مگر وہ جو تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں پھر

الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ

بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بھی پرہیز کرو ○ خاص اللہ کے رہو اس کے ساتھ کسی کو شریک

بِهٖ ط وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ

نہ کرو اور جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر اسے پرندے اچک لیتے ہیں یا اسے ہوا

بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ ق وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا

اڑا کر کسی دور جگہ میں پھینک دیتی ہے ○ بات یہی ہے اور جو شخص اللہ کی نامزد چیزوں کی تعظیم کرتا ہے

مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ

یہ دل کی پرہیزگاری ہے ○ تمہارے لئے ان میں ایک وقت معین تک فائدے ہیں پھر اس کے ذبح

اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ ع

ہونے کی جگہ قدیم گھر کے قریب ہے ○

افاداتِ محمود:

وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا الخ

جنت میں ریشم کا لباس ان لوگوں کو نصیب ہوگا جو دنیا میں ریشم استعمال نہیں کریں گے اور اور جو دنیا میں استعمال کریں گے تو آخرت میں محروم رہیں گے۔ جیسا کہ یہ مضمون ایک صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے۔

وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ الخ

عام حالات میں جب تک انسان بالفعل گناہ کا مرتکب نہ ہو تو محض ارادۂ گناہ سے وہ گناہگار نہیں بنتا لیکن حرم پاک کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ گناہ کا ارادہ کرنے والا بھی پورا پورا مجرم اور یہ بدخیالی بھی قابل گرفت گناہ ہے۔

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ الخ

حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام جب تعمیر بیت اللہ سے فارغ ہو گئے تو حضرت ابراہیمؑ نے باذن

خداوندی جبل ابی قبیس پر چڑھ کر آواز لگائی کہ اس گھر کا حج تم لوگوں پر فرض قرار دیا گیا ہے، لہٰذا حج کے لیے آؤ۔ عالم ارواح میں ارواح نے، بطون امہات میں اور اصلاب اباء میں بھی بچوں اور روحوں نے لبیک، اللھم لبیک کہا اور اسی حساب سے اب لوگ آفاق سے حج کے لیے آتے رہتے ہیں جس روح نے جتنی مرتبہ لبیک کہا، اتنی بار اس کو حج نصیب ہوگا۔

بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (۱) عتیق کا ایک معنی یہ ہے کہ یہ قدیم اور پرانا گھر ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے **ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة** الخ (۲) دوسرا معنی یہ ہے کہ عتیق بمعنی آزاد ہے۔ اس گھر کو اللہ تعالیٰ نے آزاد بنایا ہے (۳) اور تیسرا معنی یہ ہے کہ عتیق بمعنی شریف ہے۔

شَعَآئِرَ اللّٰهِ الخ یہاں شعائر اللہ سے خصوصاً ''بدنہ'' مراد ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰۰/ اونٹوں کی قربانی دی تھی۔ ۶۰ آپ نے خود ذبح کیے تھے اور ۴۰ حضرت علیؓ نے نحر کیے تھے۔

النحر هو الذبح فی اللبة قائما والذبح فی الحلق اضطجاعاً

نحر یہ ہے کہ جانور کھڑا ہو اور حلق کے قریب سینہ پر (برچھی وغیرہ) سے نحر کیا جائے اور ذبح حلق میں جانور کو لٹا کر کیا جاتا ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ

اور ہرامت کے لئے ہم نے قربانی مقرر کردی تھی تا کہ اللہ نے جو

عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ

چارپائے انہیں دیئے ہیں ان پر اللہ کا نام یاد کیا کریں پھر تم سب کا معبود تو ایک اللہ ہی ہے پس اسی کے فرمانبردار رہو

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ

اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنادو ○ وہ لوگ جب اللہ کا نام لیا جائے توان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر مصیبت آئے تو

مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ

صبر کرنے والے ہیں اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ○ اور ہم نے تمہارے لئے

جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا

قربانی کے اونٹ کو اللہ کی نشانیوں میں سے بنایا ہے تمہارے لئے ان میں فائدے بھی ہیں پھر ان پر اللہ کا نام کھڑا

صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ

کر کے لو پھر جب وہ کسی پہلو پر گر پڑیں تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور سائل کو بھی کھلاؤ

كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٦﴾ لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا

اللہ نے انہیں تمہارے لئے ایسا مسخر کردیا تا کہ تم شکر کرو ○ اللہ کو نہ ان کا گوشت اور نہ ان کا خون

دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا

پہنچتا ہے البتہ تمہاری پرہیزگاری اس کے ہاں پہنچتی ہے اسی طرح انہیں تمہارے تابع کردیا تا کہ تم اللہ کی

اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ

بزرگی بیان کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور نیکوں کو خوشخبری سنادو ○ بیشک اللہ ایمان والوں سے دشمنوں کو

آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ

ہٹادے گا اللہ کسی دغاباز ناشکر گزار کو پسند نہیں کرتا ○ جن سے کافر لڑتے ہیں انہیں بھی لڑنے کی اجازت دی گئی ہے اس لئے کہ

ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم

ان پر ظلم کیا گیا اور بیشک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے ○ وہ لوگ جنہیں ناحق ان کے گھروں سے

بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ

نکال دیا گیا ہے صرف اس کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا

بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا

تو تکیئے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں ڈھادی جاتیں جن میں اللہ کا

اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾

نام کثرت سے لیا جاتا ہے اور اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا بیشک اللہ زبردست غالب ہے ○

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا

وہ لوگ اگر ہم انہیں دنیا میں حکومت دے دیں تو نماز کی پابندی کریں اور زکوۃ دیں اور نیک کام کا

بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٤١﴾ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ

حکم کریں اور برے کاموں سے روکیں اور ہر کام کا انجام تو اللہ کے ہی ہاتھ میں ہے ○ اور اگر تمہیں جھٹلائیں

فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ

تو ان سے پہلے نوح کو قوم اور عاد اور ثمود ○ اور ابراہیم کی قوم

وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿٤٣﴾ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۖ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ

اور لوط کی قوم ○ اور مدین والے اپنے اپنے نبی کو جھٹلا چکے ہیں اور موسیٰ کو بھی جھٹلایا گیا پھر میں نے منکروں کو مہلت دی

ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٤﴾ فَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَ

پھر میں نے انہیں پکڑا پھر میری پکڑ کیسی تھی ○ سو کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کردیں اور

هِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ

وہ گنہگار تھیں اب وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور کتنے کنوئیں نکمے اور کتنے پکے محل

مَشِيدٍ ﴿٤٥﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ

اجڑے پڑے ہیں ○ کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی پھر ان کے ایسے دل ہو جاتے جن سے سمجھتے

بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ

یا ایسے کان ہو جاتے جن سے سنتے پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں

الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ			
اندھے ہو جاتے ہیں○	اور تجھ سے عذاب جلدی مانگتے ہیں	اور اللہ اپنے وعدہ کا ہرگز خلاف نہیں کرے گا	
وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ			
اور ایک دن تیرے رب کے ہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے	جو تم گنتے ہو○	اور کتنی بستیوں کو میں نے	
اَمْلَیْتُ لَهَا وَهِیَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَیَّ الْمَصِیْرُ ﴿۴۸﴾			ع ۱۱
مہلت دی حالانکہ وہ ظالم تھیں	پھر میں نے انہیں پکڑا	اور میری طرف ہی پھر کر آنا ہے○	

افاداتِ محمود:

لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا الخ

جہلاء عرب نحر کے دن جانوروں کو ذبح کر کے خون بیت اللہ کی دیواروں اور چٹانوں کے ساتھ ملتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تک حقیقت میں تمہارا تقویٰ اور پرہیزگاری پہنچتی ہے جس کا مدار اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اخلاص نیت پر ہے۔ چٹانوں پر خون ملنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اِلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ یعنی جنگیں اس وجہ سے ہوتی ہیں کہ زمین میں اور اللہ کے ملک میں اللہ تعالیٰ کا نظام قائم ہو اور طاغوتی طاقتیں اسلام کے راستہ میں جو روڑے اٹکاتی ہیں، ان کا قلع قمع ہو۔ لہٰذا ان جنگوں کی ابتدا اور انتظام وانصرام ان مراکز سے ہوتا ہے جن کا اوپر ذکر ہوا۔ المعترای الذی یعرض نفسه یعنی قریب آ کر بیٹھ جاتا ہے لیکن مانگتا نہیں۔

صَوَامِعُ یہ صومعة کی جمع ہے۔ وھو موضع یتعبد فیه الرھبان وینفر دون فیه لأجل العبادة یعنی وہ جگہ جو خصوصی طور پر راہبوں کی عبادت کے لیے تیار کی جاتی تھی۔ وَبِیَعٌ یہ بیعۃ کی جمع ہے، نصاریٰ کا کنیسہ۔ صَلَوٰتٌ یہ صلوٰۃ کی جمع ہے عبرانی زبان میں یہود کی عبادت گاہ کو کہا جاتا ہے۔ مَسٰجِدُ یہ مسجد کی جمع ہے مسلمانوں کی عبادت گاہ کو کہا جاتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ الخ

اس آیت میں اسلامی حکومت کی تعریف اس کے مقاصد اور طریقہ کار کا ذکر ہے۔ لہٰذا جہاں مساجد کو مضبوط کرنا ضروری ہے، وہاں بیت المال کے نظام کو اور دیگر احکام کو نافذ کرنا بھی ازحد ضروری ہے۔ آج بیت المال کے نظام کو قائم نہ رکھنے کی وجہ سے مسلمانوں کی زبوں حالی قابل دید ہے۔ پاکستان کی ۱۲ کروڑ آبادی ہے یہ سب کے سب مقروض ہیں۔ ۳۰٪ فیصد وصول کرنے سے قرضہ کا سود ادا نہیں ہوتا تو قرضہ کب اتارا جائے گا جبکہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ نصاب اڑھائی فیصد ہے، لیکن اس کی برکت کا اندازہ لگایئے کہ قرون اولیٰ میں اسلامی ملک کس قدر ترقی

یافتہ اور ہر میدان میں خود کفیل تھے۔

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَهِيَ خَاوِيَةٌ الخ دوسری قرأۃ میں وخاویۃ ہے وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ الخ اس کا قریہ پر عطف ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے لوگوں کے کفر اور نافرمانیوں کی وجہ سے بہت سی بستیاں اور کنویں تباہ کر دیے۔ بستیاں اُجڑیں اور کنویں ویران پڑے ہیں۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا

کہہ دو اے لوگو

النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

میں تو صرف تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں ○ پھر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ

ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے ○ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کے پست کرنے کی کوشش کی

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا

وہی دوزخی ہیں ○ اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی بھی ایسا رسول اور نبی

نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي

نہیں بھیجا کہ جس نے جب کوئی تمنا کی ہو اور شیطان نے اس کی تمنا میں کچھ آمیزش نہ کی ہو پھر اللہ شیطان کی آمیزش کو

الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي

دور کر کے اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○ تاکہ شیطان کی آمیزش کو

الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۗ

ان لوگوں کے لئے آزمائش بنا دے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں

وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

اور بے شک ظالم بڑی ضد میں پڑے ہوئے ہیں ○ اور تاکہ علم والے اسے تیرے

اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ

رب کی طرف سے حق سمجھ کر ایمان لے آئیں پھر ان کے دل اس کے لئے جھک جائیں اور بیشک اللہ ایمان داروں کو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ

سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرنے والا ہے ○ اور منکر قرآن کی طرف سے ہمیشہ شک میں رہیں گے

مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾

یہاں تک کہ قیامت یکایک ان پر آموجود ہو یا منحوس دن کا عذاب ان پر نازل ہو ○

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ		
اس دن اللہ ہی کی حکومت ہوگی وہی ان میں فیصلہ کرے گا	پھر جو ایمان لائے	اور اچھے کام کئے وہ
جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝		
نعمت کے باغوں میں ہوں گے ۝ اور جو منکر ہوئے	اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا سو ان کے لئے	ذلت کا عذاب ہے ۝

افاداتِ محمود:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ الخ

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ (۱) بعض مفسرین نے یہاں ایک قصہ نقل کیا ہے جیسے صاحب جلالین وغیرہ نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سورۂ نجم کی تلاوت فرما رہے تھے جب آپؐ نے یہ آیتیں پڑھیں تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ جاری کر دیا۔ **تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجی** یعنی یہ خوبصورت مورتیاں ہیں اور ان کی سفارش کی امید کی جاسکتی ہے۔ لہٰذا حضورؐ کی زبان سے بتوں کی تعریف پر مشتمل جملے سن کر مشرکین مکہ بہت خوش ہو گئے اور آپؐ نے سورۂ نجم کے آخر میں سجدہ کیا تو تمام کفار نے آپ کے ساتھ سجدہ ادا کیا سوائے ایک کے کہ اس نے مٹھی بھر مٹی اٹھا کر چہرہ کے ساتھ لگالی، لیکن اس قصے کی کوئی حقیقت نہیں ہے کیونکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اگر حضورؐ کی زبان ہی شیطان کے اثر سے محفوظ نہیں رہی تو آپ کے لائے ہوئے دین پر اعتماد کیونکر ہوگا۔ لہٰذا صاحب جلالین کی یہ تفسیر لغو اور فضول ہے۔

مولانا مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ انبیاء سے جو اس طرح کے واقعات سرزد ہوئے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ لوگوں کو باور کرایا جاسکے کہ انبیاء بشری کمزوریوں سے پاک اور بالاتر نہیں ہوتے، لیکن مودودی صاحب کی یہ بات بھی غلط ہے۔ اگر عصمت انبیاء کو تسلیم نہ کیا جائے تو پورے دین کی بنیادیں کمزور ہو جاتی ہیں۔

مذکورہ بالا آیت کی سہل تفسیر یہ ہے کہ یہاں القاء شیطان سے مراد **القا وسوسة فی صدور الناس** ہے یعنی بعض آیات کے متعلق شیطان نے لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالے۔ جیسے جب **حرمت علیکم المیتة الخ** والی آیت نازل ہوئی تو شیطان نے لوگوں کے قلوب میں یہ وسوسہ ڈالا کہ مرا ہوا جانور اللہ کا مارا ہوا ہوتا ہے، اُسے مسلمان حرام کہتے ہیں اور ذبح شدہ جانوران کے اپنے ہاتھ کا مارا ہوا ہوتا ہے اسے حلال کہتے ہیں۔ اسی طرح جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ بیت اللہ کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہیں اور ہم احرام باندھ کر عمرہ کر رہے ہیں۔ چونکہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے خواب ہی کی بنیاد پر حضرت اسماعیلؑ کی گردن پر چھری چلائی تھی تو حضورؐ صحابہ کرامؓ سمیت تشریف لے گئے، لیکن مکہ والوں نے حدیبیہ کے مقام پر آپ کو اور صحابہ کو روکا اور یہ حضرات اس سال عمرہ نہ کر سکے۔ اس کے متعلق بھی شیطان نے

لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ دیکھئے ان کی بات صحیح ثابت نہیں ہوئی۔ حالانکہ سال کا تعین اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوا تھا۔ اگلے سال اس خواب کی تعبیر من وعن پوری ہوگئی۔ اسی طرح جب آیت۔ **انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم** الخ نازل ہوئی تو شیطان نے لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اللہ کے سوا تو انبیاء کی بھی پرستش کی گئی جیسے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت عزیرؑ وغیرہ کی تو اس آیت کے عموم میں وہ بھی داخل ہیں (العیاذ باللہ)۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے مثال سمجھانے کے لیے قرآن کریم میں مکڑی اور مکھی کا ذکر فرمایا تو شیطان نے بعض لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ ڈالا کہ دیکھئے اگر قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے تو پھر اس میں ایسی خفیف اور بیکار چیزوں کا ذکر کیوں ہوتا؟ حالانکہ ان احمقوں کو یہ دیکھنا چاہیے تھا کہ مثال مخاطب کو سمجھانے اور کسی بات کی وضاحت کے لیے ہوتی ہے مثال اور ممثل لہ میں مناسبت ہونی چاہیے۔ وجہ اشتراک ہونا چاہیے۔ ایسا بلغاء کے کلام میں اکثر ہوتا ہے۔

الغرض شیطان بعض آیات کے متعلق اسی طرح وسوسے ڈالتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی ذریعہ سے اس کا ازالہ فرما دیتے تھے اور اصل مضمون کو جو من جانب اللہ ہوتا تھا باقی رکھ لیتے تھے۔ یہی مطلب ہے مندرجہ بالا آیت کا واللہ اعلم۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ

اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر قتل کیے گئے یا مر گئے البتہ انہیں اللہ

رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٥٨﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُدْخَلًا

اچھا رزق دے گا اور بے شک اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے ○ البتہ انہیں ایسی جگہ پہنچائے گا

يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿٥٩﴾ ذَٰلِكَ ۖ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ

جسے پسند کریں گے اور بیشک اللہ جاننے والا بردبار ہے ○ بات یہ ہے اور جس نے اسی قدر بدلہ لیا جس قدر اسے تکلیف

بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴿٦٠﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ

دی گئی تھی پھر اس پر زیادتی کی گئی تو اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا بے شک اللہ درگزر کرنے والا معاف کرنے والا ہے ○ یہ اس لئے کہ

اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ

اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کیا کرتا ہے اور بیشک اللہ سننے والا

بَصِيرٌ ﴿٦١﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ

دیکھنے والا ہے ○ یہ اس لئے کہ حق اللہ ہی کی ہستی ہے اور جنہیں اس کے سوا پکارتے ہیں باطل ہیں

وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

اور بیشک اللہ ہی بلند مرتبہ بڑائی والا ہے ○ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی

مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۗ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿٦٣﴾ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

نازل کیا پھر زمین سرسبز ہو جاتی ہے بے شک اللہ مہربان خبردار ہے ○ جو کچھ آسمانوں

وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٦٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ ع ۱۵

اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور بے شک اللہ وہی بے نیاز قابل تعریف ہے ○ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے

لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ

زمین کی سب چیزوں اور کشتیوں کو تمہارے تابع کر دیا ہے جو دریا میں اس کے حکم سے چلتی ہیں اور آسمان کو

أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿٦٥﴾ وَهُوَ

زمین پر گرنے سے تھامے ہوئے ہے مگر اس کے حکم سے بیشک اللہ لوگوں پر نرمی کرنے والا نہایت رحم والا ہے ○ اور وہ

الَّذِیْٓ اَحْیَاكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ

وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا بیشک انسان البتہ بڑا ہی ناشکرا ہے ○ ہم نے

اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا یُنَازِعُنَّكَ فِی الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰی

ہر قوم کے لئے ایک دستور مقرر کر دیا ہے جس پر وہ چلتے ہیں پھر انہیں تمہارے ساتھ اس معاملہ میں جھگڑنا نہ چاہئے اور اپنے

رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰی هُدًی مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ

رب کی طرف بلا بے شک تو البتہ سیدھے راستہ پر ہے ○ اور اگر تجھ سے جھگڑا کریں تو کہہ دے اللہ بہتر جانتا ہے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾

جو تم کرتے ہو ○ اللہ قیامت کے دن تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا جس چیز میں تم اختلاف کرتے تھے ○

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِیْ كِتٰبٍ ؕ

کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے یہ سب کتاب میں لکھا ہوا ہے

اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿۷۰﴾ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ

یہ اللہ پر آسان ہے ○ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو پوجتے ہیں جس پر اس نے کوئی

بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَیْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ﴿۷۱﴾

سند نہیں اتاری اور نہ ان کے پاس کوئی اس کا علم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا ○

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا

اور جب انہیں ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جائیں تو تم منکروں کے چہروں میں ناراضگی

الْمُنْكَرَ ؕ یَكَادُوْنَ یَسْطُوْنَ بِالَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ؕ قُلْ

دیکھو گے قریب ہوتے ہیں کہ جو لوگ انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں ان پر حملہ کر دیں کہدو

اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ

کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر بات بتاؤں آگ ہے کہ جس کا اللہ نے منکروں سے وعدہ کیا ہے

وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۷۲﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ ع

اور وہ بری جگہ ہے ○ اے لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو جنہیں

الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ط

تم اللہ کے سوا پکارتے ہو — وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے — اگرچہ وہ سب اس کے لئے جمع ہو جائیں

وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ط ضَعُفَ الطَّالِبُ

اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے — تو اسے مکھی سے چھڑا نہیں سکتے — عابد اور معبود دونوں ہی

وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾

عاجز ہیں ○ — انہوں نے اللہ کی کچھ بھی قدر نہ کی — بے شک — اللہ زور والا غالب ہے ○

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ

فرشتوں — اور آدمیوں میں سے — اللہ ہی پیغام پہنچانے کے لئے چن لیتا ہے — بیشک اللہ سننے والا

بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ط وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

دیکھنے والا ہے ○ — وہ ان کے اگلے — اور پچھلے حالات جانتا ہے — اور سب کاموں کا مدار

الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ

اللہ پر ہے ○ — اے ایمان والو — رکوع اور سجدہ کرو — اور اپنے رب کی بندگی کرو

(السجدۃ عند الامام الشافعی)

وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ (السجدۃ) وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط

اور بھلائی کرو — تاکہ تمہارا بھلا ہو ○ — اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو جیسا کوشش کرنے کا حق ہے

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ

اس نے تمہیں پسند کیا ہے — اور دین میں تم پر — کسی طرح کی سختی نہیں کی — تمہارے باپ

اِبْرٰهِيْمَ ط هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۵ لا مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ

ابراہیم کا دین ہے — اسی نے تمہارا نام پہلے سے مسلمان رکھا تھا — اور اس قرآن میں بھی تاکہ

الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ج فَاَقِيْمُوا

رسول تم پر گواہ بنے — اور تم لوگوں پر گواہ بنو — پس نماز

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ط هُوَ مَوْلٰىكُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰى

قائم کرو — اور زکوٰۃ دو — اور اللہ کو مضبوط ہو کر پکڑو — وہی تمہارا مولیٰ ہے — پھر کیا ہی

وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿٧٨﴾ ع
اچھا مددگار ہے ○

افاداتِ محمود:

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ الخ

حضرت ابراہیمؑ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے جس کا معنی ہے حکم بردار، وفا شعار اور حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر کعبہ سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا فرمائی تھی ''وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ الخ'' ہمارے لیے یہ بات باعث فخر اور صد اعزاز ہے کہ ہمارا نام ایک جلیل القدر پیغمبر نے تجویز فرمایا۔ حالانکہ ہم ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج ہماری عملی زندگی کی حالت زار اور اعتقادی کمزوریاں قابل دید وشنید ہیں۔ اگر آج وہ تشریف فرما ہوتے ہمارے ان اعمال کو دیکھ کر جانے اُن پر کیا گزرتی کہ یہ وہ بندے ہیں جن کا نام ہم نے مسلمان تجویز کیا تھا۔

وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ الخ

اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے یہ بات باعث فخر واعزاز ہے کہ قیامت کے دن جب کفار لوگ حضرات انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کا انکار کریں گے تو اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود حضرات انبیاءؑ کی طرف متوجہ ہوں گے تو انبیاء علیہم السلام اُمت محمدیہ کو گواہ بنائیں گے۔ وہ لوگ مسلمانوں پر جرح کریں گے کہ یہ تو اس وقت پیدا ہی نہیں ہوئے تھے تو ان کی شہادت کیا معنی رکھتی ہے؟ مسلمان کہیں گے کہ حضرات انبیاء کی تبلیغ کا ذکر ایک تو کلام اللہ میں ہے۔ وھو اصدق القائلین اور یہ بات ہمیں ہمارے اور اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بتلائی تھی۔ لہٰذا ان دو ٹھوس اور مضبوط بنیادوں پر ہماری شہادت کا ڈھانچہ قائم ہے جو کہ کذب اور خلاف واقعہ کلام سے کوسوں دور ہے۔ واللہ اعلم

۲۳ سورۃ المؤمنون مکیۃ ۷۴

سورت مومنون مکی ہے اس میں ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲ وَالَّذِيْنَ

بے شک ایمان والے کامیاب ہوگئے ۝ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں ۝ اور جو

هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝۴ وَالَّذِيْنَ

بے ہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں ۝ اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں ۝ اور جو اپنی

هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ۝ مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ

فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷

ان میں کوئی الزام نہیں ۝ پس جو شخص اس کے علاوہ طلب گار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں ۝

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ

اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں ۝ اور جو اپنی نمازوں کی

يُحَافِظُوْنَ ۝۹ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا

حفاظت کرتے ہیں ۝ وہی وارث ہیں ۝ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ

خٰلِدُوْنَ ۝۱۱ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝۱۲ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً

رہنے والے ہوں گے ۝ اور البتہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا ۝ پھر ہم نے اسے حفاظت کی

فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝۱۳ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً

جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا ۝ پھر ہم نے نطفہ کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی

فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ

پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے ایک نئی صورت میں بنا دیا سو اللہ بڑی

اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿١٤﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ
برکت والا سب سے بہتر بنانے والا ہے ○ پھر تم اس کے بعد مرنے والے ہو ○ پھر تم قیامت کے دن
الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ
اٹھائے جاؤ گے ○ اور ہم ہی نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے ہیں اور ہم بنانے میں
الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿١٧﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ
بے خبر نہ تھے ○ اور ہم نے ایک اندازہ کے ساتھ آسمان سے پانی نازل کیا پھر اسے زمین میں ٹھہرایا
وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ
اور ہم اس کے لے جانے پر بھی قادر ہیں ○ پھر ہم نے اس سے تمہارے لئے کھجور اور انگور کے
وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ
باغ اگا دیئے جن میں تمہارے لئے بہت سے میوے ہیں اور انہی میں سے کھاتے ہو ○ اور وہ درخت جو طور سینا سے
طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ
نکلتا ہے جو کھانے والوں کے لئے روغن اور سالن لے کر اگتا ہے ○ اور بے شک تمہارے لئے چار پایوں میں بھی عبرت ہے کہ ہم تمہیں
لَعِبْرَةً ۖ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٢١﴾
ان کے پیٹ کی چیزوں میں سے پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو کھاتے ہو ○
وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ ع
اور ان پر اور کشتیوں پر سوار بھی کئے جاتے ہو ○

افاداتِ محمود:

احادیث میں سورۂ مومنون کی ابتدائی دس آیات کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ابن کثیرؒ نے حضرت عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر دس آیتیں نازل فرمائی ہیں جو ان کا حق ادا کرے گا، جنت میں چلا جائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت عدن پیدا فرمائی جس کی ایک اینٹ سونے اور ایک اینٹ چاندی کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا تکلمی یعنی کچھ بول تو جنت عدن نے ان دس آیات کی تلاوت فرمائی۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴿٢﴾

یعنی وہی ایمان والے کامیاب ہیں جو اپنی نمازیں خشوع خضوع کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ خشوع کی تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے خائفون' ساکنون کے ساتھ منقول ہے۔ امام راغب لکھتے ہیں:

الخشوع الضراعة، واكثر ما يستعمل الخشوع فيما يوجد على الجوارح' والضراعة اكثر ما تستعمل فيما يوجد فى القلب (المفردات)

یعنی خشوع بمعنی ضراعت یعنی عاجزی کے ہے۔خشوع کا استعمال اکثر ان افعال میں ہوتا ہے جو جوارح سے متعلق ہیں اور ضراعت کا استعمال اکثر ان افعال میں ہوتا ہے جو قلب سے متعلق ہیں۔

خشوع کی نسبت قرآن کریم میں زمین کی طرف بھی ہوئی ہے۔ارشاد ہے وترى الارض خاشعة الخ یعنی دبی ہوئی ذلیل وخوار۔اس کی نسبت اصوات کی طرف بھی ہوئی ہے۔چنانچہ ارشاد ہے۔وخشعت الاصوات للرحمن الخ یعنی رحمٰن کے سامنے (قیامت کے دن) آوازیں پست ہوجائیں گی اس کی نسبت وُجُوْہٌ کی طرف بھی ہوئی ہے۔ارشاد ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ﴿۲﴾ الخ اور قیامت کے دن ہیبت سے چہرے ڈرے ہوئے ہوں گے اور ابصار کی طرف بھی ہوئی ہے۔ارشاد ہے خاشعة ابصارهم'' ان کی آنکھیں جھکی پڑتی ہوں گی۔قلوب کی طرف بھی ہوئی ہے۔ارشاد ہے الم يان للذين امنوا ان تخشع قلوبهم یہاں خشیت قلب کی صفت ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ اصل خشیت قلب کی ہے اور اعضاء وجوارح اس کے تابع ہیں۔جب نماز میں قلب خاشع وساکن ہوگا تو اس کا اثر اعضاء وجوارح پر نمودار ہوگا۔اس طور پر کہ نہ آدمی ڈاڑھی سے کھیلے گا، نہ کپڑوں سے، نہ انگلیوں کو چٹخائے گا۔احادیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت صدیق اکبر نماز میں ایسے کھڑے ہوتے تھے جیسے بے جان لکڑی ہوتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ﴿۴﴾

یہاں اللہ تعالیٰ نے ادائے زکوٰۃ کا حکم ایک انوکھے انداز سے دیا ہے۔عام طور پر تو ایتاء کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے، لیکن یہاں ''فٰعِلُوْنَ'' میں شاید استمرار اور دوام کی طرف اشارہ ہے۔ادائے زکوٰۃ اور ایتاءِ زکوٰۃ میں استمرار نہیں ہے۔بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ زکوٰۃ سے صرف فرض زکوٰۃ مراد نہیں ہے، بلکہ عام ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴿۱۴﴾ اور قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا﴿۹﴾ بھی اس میں شامل ہے اور مالی زکوٰۃ بھی اس میں شامل ہے۔جیسا کہ سورہ توبہ والی آیت ''خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها گزر چکی ہے۔یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ سورۃ مکی ہے اور زکوٰۃ کی فرضیت مدینہ منورہ میں ہوئی ہے، فكيف التوفيق؟ جواب اس کا یہ ہے کہ مطلق زکوٰۃ کی فرضیت مکہ مکرمہ میں ہوگئی تھی جیسا کہ سورۂ مزمل میں ہے، لیکن زکوٰۃ کی مقادیر تفاصیل اور نصاب کے مفصل احکام مدینہ منورہ میں آئے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ﴿۵﴾

حفاظت فرج بھی فرض ہے۔حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ کو اس چیز کی ضمانت دے دے جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) اور اس چیز کی جو اس کی دو ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی شرم گاہ) تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔(الترغیب)

حرمت زنا، حرمت متعہ وغیرہ کا ثبوت

مذکورہ بالا آیت کے بعد اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوصورتوں کا استثناء فرمایا ہے۔ (۱) اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ (۲) اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ یعنی اپنی منکوحہ بیوی سے خواہش پوری کرنا یا لونڈی سے خواہش پوری کرنا حرمت کے حکم سے مستثنیٰ اور عبادت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے شادی کر لی اس نے اپنا آدھا ایمان محفوظ کر لیا۔ فليتق الله في النصف الباقي تو بقیہ آدھے ایمان میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اس کی بھی حفاظت کرے۔

مذکورہ بالا آیت میں دوصورتیں حلال قرار دے دی گئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان دوصورتوں کے سوا جو بھی صورت ہوگی وہ حرام اور ناجائز ہوگی، لہٰذا زنا بھی حرام ہے جو اس کے سوا ہے جیسا کہ دیگر نصوص سے مفصل و مجمل ثابت ہے اور متعہ بھی حرام ہے۔ کیونکہ متعہ ان دونوں صورتوں کے علاوہ ہے۔ اس پر ازدواج کی تعریف صادق نہیں آتی۔ کیونکہ شادی تو ہمیشہ کے لیے ہوتی ہے اور متعہ چند دن یا چند گھڑیوں کے لیے ہوتا ہے۔ حدیث میں بھی ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے متعہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا ہے۔ اسی طرح لواطت بھی مذکورہ دونوں مستثنیٰ صورتوں کے علاوہ ہے اور احادیث میں بھی اس کی حرمت وارد ہوئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اسی طرح استمتاع بالید بھی مذکورہ بالا دونوں جائز صورتوں کے علاوہ ہے۔ لہٰذا یہ بھی حرام و ناجائز ہے۔

عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ ابتداء میں نماز میں خشوع و خضوع کا ذکر تھا۔ اب نماز کی حفاظت کا ذکر ہے۔ وہاں مقصود خشوع فی الصلوٰۃ تھا۔ یہاں مقصود بالذات حفاظت صلوٰۃ ہے یعنی قضا نہ ہو گویا آداب نماز کے ساتھ ساتھ پابندی صلوٰۃ مطلوب ہے۔

مومن کی صفات ستہ

خلاصہ یہ ہے کہ کامیابی و کامرانی کے لیے یہاں مومن کی صفات ستہ ذکر کی گئی ہیں۔ خشوع فی الصلوٰۃ (۲) لغو اور لایعنی باتوں سے بچنا (۳) مالی حقوق ادا کرنا (۴) شہوات نفسانیہ پر قابو پانا (۵) عہد و پیمان اور امانت کی حفاظت کرنا (۶) نمازوں کو سنن و آداب سمیت پابندی سے ادا کرنا۔ آج جتنی خرابیاں ہیں ان چھ صفات کے مفقود اور معدوم ہونے کی وجہ سے ہیں۔ نمازوں میں خشوع ہے، نہ پابندی نہ انفاق ہے نہ فرج کی حفاظت۔ لغویات اور فضول باتوں میں زندگیاں بیت جاتی ہوں تو مسلمان کیسے کامیاب ہوں گے؟

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ الخ

یہاں سے تذکیر بالاء اللہ ہے۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ مرنا بھی انعامات میں سے ہے۔ بعض

لوگ ایسے ہوتے ہیں اگر موت نہیں آتی تو مرنے کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ اے اللہ اب اُٹھا لے۔ نیند اور موت ابدی زندگی اور ابدی نعمتوں کے لیے واسطہ ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ''الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب ''موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتا ہے۔ **سبع طرائق** اس سے مراد آسمانوں کے راستے ہیں اور فرشتوں کی گزرگاہیں ہونے کی وجہ سے طرائق سے تعبیر فرمایا ہے۔

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ الخ

یعنی زیتون کے درخت سے تیل نکلتا ہے جو مالش وغیرہ کے کام آتا ہے اور بہت سے لوگ اس کو بطور سالن استعمال کرتے ہیں۔ صِبْغٍ سے اسی کی طرف اشارہ ہے کہ روٹی کے ساتھ جب سالن استعمال ہو تو روٹی رنگین ہو جاتی ہے۔ یہ مبارک درخت ہے سورۃ التین میں اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ہے۔ کوہ طور کی طرف اس کی نسبت کرنے سے بھی اس کے مبارک ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ قدرتی طور پر اس پہاڑ پر یہ درخت بہت زیادہ اُگتے ہیں اور اس پہاڑ کا تجلیات ربانیہ سے منور ہونا اس کے مبارک ہونے کے لیے کافی ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ

اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کے پاس بھیجا پھر اس نے کہا

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ

اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں پھر تم کیوں نہیں ڈرتے ○ سو اس کی قوم کے کافر

كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ

سرداروں نے کہا کہ یہ بس تم ہی جیسا آدمی ہے تم پر بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے اور اگر

شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ

اللہ چاہتا تو فرشتے بھیج دیتا ہم نے اپنے پہلے باپ دادا سے یہ بات کبھی نہیں سنی ○ یہ تو بس ایک دیوانہ

بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾

آدمی ہے پس اس کا ایک وقت تک انتظار کرو ○ کہا اے میرے رب تو میری مدد کر کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے ○

فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ

پھر ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا پھر جب ہمارا حکم آ پہنچے اور تنور ابلنے لگے

فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

پس تو کشتی میں ہر چیز کا جوڑا نر مادہ اور اپنے گھر والوں کو بٹھا لے مگر ان میں سے وہ شخص جس کے لئے پہلے

مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ

فیصلہ ہو چکا ہے اور ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے بات نہ کر بے شک وہ غرق کئے جائیں گے ○ پھر جب

اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَي الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ

تو اور تیرے ساتھ ہے کشتی پر چڑھ بیٹھو تو کہہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں ظالموں سے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ

چھوڑایا ○ اور کہہ اے میرے رب مجھے برکت کے ساتھ اتار اور تو بہتر اتارنے والا ہے ○ اس

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾

واقعہ میں بہت سی نشانیاں ہیں بیشک ہم تو آزمائش کرنے والے تھے ○ پھر ہم نے ان کے بعد ایک دوسرا دور پیدا کیا ○

فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ ع

پھر ان میں بھی انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں پھر تم کیوں نہیں ڈرتے ○

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِی

اور اس کی قوم کے سرداروں نے کہا جنہوں نے کفر کیا تھا اور قیامت کی آمد کو جھٹلاتے تھے اور جنہیں ہم نے دنیا کی

الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَیَشْرَبُ

زندگی میں آسودہ کر رکھا تھا کہ یہ بس تمہیں جیسا آدمی ہے وہی کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتا ہے

مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَیَعِدُكُمْ

جو تم پیتے ہو ○ اور اگر تم نے اپنے جیسے آدمی کی فرمانبرداری کی تو بے شک تم گھاٹے میں پڑ گئے ○ کیا تمہیں

اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ

وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو تم نکالے جاؤ گے ○ بہت ہی بعید بات ہے

لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ﴿۳۷﴾

جو تم سے کہی جاتی ہے ○ ہماری صرف یہی دنیا کی زندگی ہے مرتے اور جیتے ہیں اور ہم اٹھائے نہیں جائیں گے ○

اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ۨافْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ

بس یہ ایک ایسا شخص ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے اور ہم اسے ماننے والے نہیں ہیں ○ کہا

رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِیْلٍ لَّیُصْبِحُنَّ نٰدِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

اے میرے رب میری مدد کر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے ○ فرمایا تھوڑی دیر کے بعد یہ خود نادم ہوں گے ○ پھر انہیں

الصَّیْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ

ایک سخت آواز نے سچے وعدہ کے موافق آ پکڑا پھر ہم نے انہیں خس و خاشاک کر دیا پھر ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے ○ پھر ہم نے

بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿۴۲﴾ ؕ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا یَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ؕ ثُمَّ اَرْسَلْنَا

ان کے بعد اور بہت سے دور پیدا کئے ○ کوئی جماعت نہ اپنے وقت سے آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے ○ پھر ہم اپنے رسول

رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ

لگاتار بھیجتے رہے جب کوئی رسول اپنی قوم کے پاس آیا وہ اسے جھٹلاتی ہی رہی پھر ہم بھی ایک کے بعد دوسری کو ہلاک کرتے گئے اور ہم نے

أَحَادِيثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٤٤﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ

ان کوافسانے بنادیئے پھران لوگوں پر پھٹکار ہے جو ایمان نہیں لاتے ○ پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو

بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٤٥﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا

اپنی نشانیاں اور کھلی سند دے کر ○ فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا پھرانہوں نے تکبر کیا اور وہ سرکش

عَالِينَ ﴿٤٦﴾ فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ ﴿٤٧﴾ فَكَذَّبُوهُمَا

لوگ تھے ○ پھر کہا کیا ہم اپنے جیسے دو شخصوں پر ایمان لائیں جن کی قوم ہماری غلامی کر رہی ہو ○ پھران دونوں کو جھٹلایا

فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٤٩﴾

پھر ہلاک کردئے گئے ○ اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی تاکہ وہ ہدایت پائیں ○

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿٥٠﴾ ع

اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو نشانی بنایا تھا اور انہیں ایک ٹیلہ پر جگہ دی جہاں ٹھہرنے کا موقع اور پانی جاری تھا ○

افاداتِ محمود:

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ الخ

ربوہ سے اکثر مفسرین کے ہاں وہی اونچی جگہ اور ٹیلہ مراد ہے جہاں حضرت مریم صدیقہؓ وضع حمل کے وقت تشریف رکھتی تھیں اور بعض مفسرین کے ہاں شام یا فلسطین کی کوئی اونچی جگہ مراد ہے، لیکن کسی مفسر نے ربوہ سے کشمیر مراد نہیں لیا۔ سوائے مرزائیوں کے کہ ان کے ہاں ربوہ سے مراد کشمیر ہے۔ وہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود بتلاتے ہیں۔ اسی وجہ سے جس جگہ مرزا کے جانشینوں کی رہائش تھی، اس جگہ کا نام بھی انہوں نے ربوہ رکھ دیا۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝۵۱ۭ

اے رسولو! ستھری چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو بے شک میں جانتا ہوں جو تم کرتے ہو ○

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝۵۲ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ

اور بے شک یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تم سب کا رب ہوں پس مجھ سے ڈرو ○ پھر انہوں نے اپنے دین کو

بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝۵۳ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى

آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کرلیا ہر ایک جماعت اس ٹکڑے پر جو ان کے پاس ہے خوش ہونے والے ہیں ○ پھر ایک وقت تک انہیں

حِيْنٍ ۝۵۴ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝۵۵ۙ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي

اپنے نشہ میں پڑا رہنے دو ○ کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انہیں مال اور اولاد میں ترقی دے رہے ہیں ○ انہیں فائدہ پہنچانے میں

الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝۵۶ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝۵۷ۙ

جلدی کر رہے ہیں بلکہ یہ نہیں سمجھتے ○ بے شک جو اپنے رب کی ہیبت سے ڈرنے والے ہیں ○

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۸ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝۵۹ۙ

اور جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ○ اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے ○

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝۶۰ۙ

اور جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل اس سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں ○

اُولٰۗىِٕكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝۶۱ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا

یہی لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور وہی نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں ○ اور ہم کسی پر اس کی طاقت سے

وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۶۲ بَلْ قُلُوْبُهُمْ

بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سچ بولے گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا ○ بلکہ ان کے دل

فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝۶۳

اس سے بے ہوشی میں پڑے ہوئے ہیں اور اس کے سوا ان کے اور بھی کام ہیں کہ جنہیں وہ کیا کرتے ہیں ○

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْــَٔــرُوْنَ ۝۶۴ۭ لَا تَجْــَٔرُوا الْيَوْمَ

یہاں تک کہ جب ہم ان میں سے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں پکڑیں گے فوراً وہ چلائیں گے ○ آج کے دن مت چلاؤ

إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ

بے شک تم ہم سے چھڑائے نہ جاؤ گے ○ تمہیں میری آیتیں سنائی جاتی تھیں پھر تم ایڑیوں پر الٹے

تَنكِصُونَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ

بھاگتے تھے ○ غرور میں آ کر اسے کہانی سمجھ کر چلے جایا کرتے تھے ○ کیا انہوں نے اس ارشاد میں غور ہی نہیں کیا

جَاءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ

یا ان کے پاس ایسی بات آئی ہے جو ان کے پہلے باپ دادا کے پاس نہیں آئی تھی ○ یا یہ لوگ اپنے رسول کو پہچانتے نہیں

لَهُ مُنكِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ

تب یہ اس کے منکر ہیں ○ یا کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے بلکہ رسول ان کے پاس حق بات لے کر آیا ہے اور ان میں سے اکثر

لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ

حق کو ناپسند کرنے والے ہیں ○ اور اگر حق ان کی خواہش کے مطابق ہوتا تو آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے درہم برہم

وَمَن فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ ﴿٧١﴾ أَمْ

ہو گیا ہوتا بلکہ ہم نے ان کی نصیحت انہیں پہنچا دی ہے سو وہ اپنی نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں ○ کیا

تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ

تو ان سے اجرت مانگتا ہے سو تیرے رب کی اجرت بہتر ہے اور وہی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے ○ اور بے شک تو انہیں

إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ

سیدھے راستہ کی طرف بلاتا ہے ○ اور جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے سیدھے راستہ سے

لَنَاكِبُونَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِم مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ

ہٹنے والے ہیں ○ اور اگر ہم ان پر رحم کر کے ان کی تکلیف کو دور کر دیں تو بھی وہ اپنی سرکشی میں گمراہ ہی

يَعْمَهُونَ ﴿٧٥﴾ وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ﴿٧٦﴾

پڑے رہیں گے ○ اور البتہ ہم نے انہیں عذاب میں مبتلا بھی کیا پھر بھی اپنے رب کے سامنے عاجزی نہ کی اور نہ گڑگڑائے ○

حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٧﴾

یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھولا تو فوراً اس میں ناامید ہو گئے ○

افاداتِ محمود:

سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ﴿۶۷﴾ سمر اصل میں ضیاء القمر یعنی چاند کی روشنی کو کہا جاتا ہے۔ پھر اس میں توسیع کر کے فاطلق علی حلقة الاحباء فی ضوء القمر یعنی سمر دوستوں کے اس حلقے کو کہا جاتا ہے جو رات کو چاند کی روشنی میں بیٹھ کر قصہ گوئی کرے۔ آیت کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ قیامت کے دن کفار کو الزام دیا جائے گا کہ تم ہماری آیات سے اعراض کر کے ایسے دوڑتے تھے جیسے کسی قصہ گوئی کی مجلس سے بھاگتے ہوں۔ (۲) اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ تم رات کی قصہ گوئی میں طرح طرح کی نسبتیں کرتے ہو، مشرکین مکہ رات کو چاندنی میں بیت اللہ کے قریب بیٹھ کر اس طرح کی باتیں کرتے تھے۔ کوئی حضورؐ کو جادوگر کہتا تھا، کوئی قصہ گو کہتا تھا، کوئی کاہن و کذاب کہتا تھا (العیاذ باللہ) سٰمِرًا مفرد ہے اور تَهْجُرُوْنَ جمع ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سامراً سے جنس مراد ہے۔ بہر حال اس آیت میں مشرکین کی مذمت کی گئی ہے۔

وَهُوَ

اور اسی نے

الَّذِيٓ أَنْشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ

تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے ہیں تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو ○ اور اسی نے

الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَ

تمہیں زمین میں پھیلا رکھا ہے اور اسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے ○ اور وہی زندہ کرتا ہے اور

يُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ

مارتا ہے اور رات اور دن کا بدلنا اسی کے اختیار میں ہے سو کیا تم نہیں سمجھتے ○ بلکہ وہی کہتے ہیں جو پہلے لوگ

الْأَوَّلُونَ ﴿۸۱﴾ قَالُوٓا أَءِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَءِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿۸۲﴾

کہتے تھے ○ کہتے ہیں کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے ○

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَٰذَا مِنْ قَبْلُ إِنْ هَٰذَآ إِلَّآ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۸۳﴾

اس کا تو ہم سے اور اس سے پہلے ہمارے باپ دادا سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ صرف اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ○

قُلْ لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَآ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا

ان سے پوچھو یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے کس کا ہے اگر تم جانتے ہو ○ وہ فوراً کہیں گے اللہ کا ہے کہہ دو پھر تم

تَذَكَّرُونَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُولُونَ

کیوں نہیں سمجھتے ○ ان سے پوچھو ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے ○ وہ فوراً کہیں گے

لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيرُ وَلَا

اللہ ہے کہہ دو کیا پھر تم اللہ سے نہیں ڈرتے ○ ان سے پوچھو کہ ہر چیز کی حکومت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ بچا لیتا ہے اور

يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنّٰى تُسْحَرُونَ ﴿۸۹﴾ بَلْ

اس سے کوئی نہیں بچا سکتا اگر تم جانتے ہو ○ وہ فوراً کہیں گے اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے کہہ دو پھر تم کیسے دیوانے ہو رہے ہو ○ بلکہ

أَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكٰذِبُونَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ

ہم نے تو ان کے پاس حق بات پہنچا دی اور بیشک وہ البتہ جھوٹے ہیں ○ اللہ نے کوئی بھی بیٹا نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ

مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ

کوئی معبود ہی ہے اگر ہوتا تو ہر خدا اپنی بنائی ہوئی چیز کو الگ لے جاتا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا

اللہ پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں ○ غائب اور حاضر سب کا جاننے والا ہے وہ بہت بلند ہے اس سے

يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ ع

جسے یہ شریک بناتے ہیں ○ کہہ دو اے میرے رب اگر تو مجھے دکھائے وہ چیز جس کا انہیں وعدہ دیا جارہا ہے ○ تو اے میرے رب مجھے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ

ظالموں میں شامل نہ کر ○ اور ہم اس پر قادر ہیں کہ تجھے دکھادیں جو ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے ○ بری بات کے جواب میں

هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ

وہ کہو جو بہتر ہے ہم خوب جانتے ہیں جو یہ بیان کرتے ہیں ○ اور کہو اے میرے رب میں شیطانی

هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ

خطرات سے تیری پناہ مانگتا ہوں ○ اور اے میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس آئیں ○ یہاں تک کہ

الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا

جب ان میں سے کسی کو موت آئے گی تو کہے گا اے میرے رب مجھے پھر بھیج دے ○ تاکہ جسے میں چھوڑ آیا ہوں اس میں نیک کام کرلوں

كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ

ہرگز نہیں ایک بات ہی بات ہے جسے یہ کہہ رہا ہے اور ان کے آگے قیامت تک ایک پردہ پڑا ہوا ہے ○ پھر جب صور

فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ

پھونکا جائے گا تو اس دن ان میں نہ رشتہ داریاں رہیں گی اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا ○ پھر جن کا پلہ بھاری ہوا

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

تو وہی فلاح پائیں گے ○ اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا تو وہی یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا

اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ

ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے ○ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے ○ کیا تمہیں

اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا

ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے ○ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی

وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْھَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ

اور ہم لوگ گمراہ تھے ○ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے اگر پھر کریں گے تو بے شک ہم ظالم ہوں گے ○ فرمائے گا

اخْسَئُوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ

اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو ○ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے اے ہمارے رب

اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْھُمْ سِخْرِیًّا

ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے ○ سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی

حَتّٰٓی اَنْسَوْکُمْ ذِکْرِیْ وَکُنْتُمْ مِّنْھُمْ تَضْحَکُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّیْ جَزَیْتُھُمُ الْیَوْمَ

یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے ○ آج میں نے انہیں

بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّھُمْ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ کَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾

ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے ○ فرمائے گا تم زمین پر گنتی کے کتنے برس رہے ○

قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّیْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا

کہیں گے ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں پس آپ گنتی کرنیوالوں سے پوچھ لیں ○ فرمائے گا تم اس میں بہت نہیں

قَلِیْلًا لَّوْ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ

تھوڑا ہی رہے ہو کاش کہ تم سمجھ لیتے ○ سو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا کیا ہے اور یہ کہ

اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے ○ سو اللہ بہت ہی عالیشان ہے جو حقیقی بادشاہ ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں عرش عظیم کا

الْکَرِیْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ لَا بُرْھَانَ لَہٗ بِہٖ فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ

مالک ہے ○ اور جس نے اللہ کے ساتھ اور معبود کو پکارا جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں تو اس کا حساب

عِنْدَ رَبِّہٖ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ

اسی کے رب کے ہاں ہوگا بے شک کافر نجات نہیں پائیں گے ○ اور کہو اے میرے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب سے بہتر

الرّٰحِمِيْنَ ﴿١١٨﴾
رحم کرنے والا ہے○

ع

افاداتِ محمود:

قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۔ ارْجِعُوْنِ ۔ یہ جمع مذکر حاضر فعل امر کا صیغہ ہے اور خطاب اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اللہ تعالیٰ خود تو کبھی کبھی اپنا غلبہ وقدرت تامہ بتلانے کے لیے جمع کا صیغہ اپنے لیے استعمال فرماتے ہیں، لیکن بندے عام طور پر مفرد کا صیغہ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کرتے ہیں، لیکن یہاں جمع کا صیغہ ہے اور قیامت کے دن بندے یوں کہیں گے؟ جواب اس کا یہ ہے گویا مکرر بندے تین بار اس طرح کہتے رہیں گے۔ تین مرتبہ کی تکرار کو بصیغہ جمع لایا گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ ق میں ''القیا فی جهنم'' تثنیہ کے ساتھ وارد ہوا ہے۔ یہاں بھی دو بار کی تکرار کو بصیغہ تثنیہ لایا گیا ہے۔ واللہ اعلم

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ

سورۂ نور مدنی ہے اور اس میں ۶۴ آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۱)

یہ ایک سورت ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور اس کے احکام ہم نے ہی فرض کیے ہیں اور ہم نے اس میں صاف صاف آیتیں نازل کی ہیں تا کہ تم سمجھو○

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا

بدکار عورت اور بدکار مرد سو دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو درّے مارو اور تمہیں اللہ کے معاملہ میں

رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا

ان پر ذرا رحم نہ آنا چاہئے اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت

طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۲) اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ

مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہئے○ بدکار مرد سوائے بدکار عورت یا مشرکہ کے نکاح نہیں کرے گا اور بدکار عورت سے

لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (۳) وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ

سوائے بدکار مرد یا مشرک کے اور کوئی نکاح نہیں کرے گا اور ایمان والوں پر یہ حرام کیا گیا ہے○ اور جو لوگ پاک دامن

الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا

عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور پھر چار گواہ نہیں لاتے تو انہیں اسی درے مارو اور کبھی ان کی

لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۴) اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

گواہی قبول نہ کرو اور وہی لوگ نافرمان ہیں○ مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کر لی

وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۵) وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ

اور درست ہو گئے تو بے شک اللہ بھی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے○ اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے لئے

لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ
اور کوئی گواہ نہیں سوائے اپنے تو ایسے شخص کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ بے شک وہ
الصّٰدِقِيْنَ ۞ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۞
سچا ہے ○ اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہے ○
وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۞
اور عورت کی سزا کو یہ بات دور کر دے گی کہ اللہ کو گواہ کر کے چار مرتبہ یہ کہے کہ بے شک وہ سراسر جھوٹا ہے ○
وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۞ وَلَوْلَا
اور پانچویں مرتبہ کہے کہ بے شک اس پر اللہ کا غضب پڑے اگر وہ سچا ہے ○ اور اگر تم پر
فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۞ ع
اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ توبہ قبول کرنے والا حکمت والا ہے (تو کیا کچھ نہ ہوتا) ○

افاداتِ محمود:

اس سورت میں حدود، عفت وعصمت اور توحید ورسالت سے متعلق بہت سے مضامین بیان کیے گئے ہیں، سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا سے اس کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے لیکن اہم حصہ واقعہ افک ہے جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی سیرت وکردار اور برأت من جانب اللہ سے متعلق ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے شروع ہی میں فرمادیا کہ اس سورت کے تمام مضامین ہماری طرف سے ہیں اور ہمارے نازل کردہ ہیں تاکہ کوئی بدباطن وکینہ پرور اس میں چوں وچرا نہ کرسکے۔ ورنہ تمام قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

زنا کی تعریف اور اس کی سزا

اس شنیع فعل سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت سی حدیں مقرر فرمائی ہیں اور مختلف زاویوں سے حضرت انسان کو سمجھایا ہے کہ اس بے حیائی سے محفوظ رہ سکے، لہٰذا نگاہیں نیچے رکھنے کا، بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہونے اور حجاب وپردہ کے تمام احکام پر عمل درآمد کا پابند بنایا ہے، لیکن جب ایک انسان ان تمام حدود کو پھلانگ کر کسی کی عصمت دری کا مرتکب ہوتا ہے تو جتنا یہ فعل سخت ہے اس حساب سے اس کی سزا بھی سخت ہے۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا الخ زنا کی تعریف اسم لوطی رجل بالنساء بغیر النکاح بمطاوعتھا یعنی کسی بالغ مرد کا عورت کی مرضی سے، اُس سے بغیر نکاح کے مباشرت کرنا (یہ زنا ہے)

نابالغ کے لیے کوئی حد نہیں ہے اور غلام کے لیے ۵۰ کوڑے ہیں اور اگر شادی شدہ مرد عورت زنا کا ارتکاب کریں تو ان کے لیے رجم ہے کوڑے نہیں ہیں۔

مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ کا طرز بیان عام طریقہ سے ذرا جدا ہے۔ عام طور پر تو جمع مذکر کے صیغوں کے ذریعہ احکام کو بیان کیا جاتا ہے اور عورتیں خود بخود ان میں شامل ہو جاتی ہیں یہاں ایک تبدیلی یہ ہے کہ صیغہ مونث الگ اور صیغہ مذکر الگ بیان فرمایا گیا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ صیغہ تانیث کو صیغہ تذکیر پر مقدم رکھا گیا ہے۔ اس طرز بیان میں چند حکمتیں ہیں۔ (۱) تاکہ لوگوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ حدود اور سزاؤں کا تعلق صرف مردوں سے ہے۔ عورتیں مستثنیٰ ہیں۔ (۲) عورتیں تکوینی طور پر صنف نازک ہیں۔ ان پر شفقت و مہربانی اللہ کی حد قائم کرنے سے رکاوٹ نہ بنے۔ (۳) عورتوں میں اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر وصف حیا ودیعت فرمائی ہے۔ مردوں کی نسبت وہ بے حیائی کی باتوں سے زیادہ بچتی اور شرم محسوس کرتی ہیں تو ان کا تذکرہ مقدم کر کے ان کے ضمیر کو جھنجھوڑا گیا ہے۔ جیسا کہ مرد اپنی خداداد جرأت و طبعی بسالت سے عورت کے مقابلہ میں رزق حلال کمانے کی ہر طرح صلاحیت رکھتا ہے۔ خواہ ہوا بازی ہو یا کاندھوں پر بوجھ اٹھانا ہو۔ اعلیٰ سے اعلیٰ اور اسفل سے اسفل محنت و مزدوری کرنا اس کے لیے نہ تو باعث عار ہے، نہ کوئی مشکل۔ پھر چوری ڈکیتی جیسی نازیبا حرکتیں کرنا اس کے لیے باعث صد ننگ ہیں۔ گو عورتوں کے لیے بھی نامناسب ہیں، مگر مردوں کے لیے بہت زیادہ مکروہ ہیں۔ لہٰذا وہاں السارق و السارقۃ میں سارق مرد کو شرم دلانے کے لیے مقدم کیا گیا ہے اور سارقہ عورت کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے اور یہاں اس کا عکس ہے۔

فَاجْلِدُوْا الخ کا مخاطب امیر المومنین اور اس کے نائبین ہیں۔ لہٰذا امام اور اس کے نائبین کے بغیر نفاذ حدود جائز نہیں ہے۔ اگرچہ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ مالک اپنے غلام پر حد جاری کر سکتا ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ نفاذ حدود من دون الامام جائز نہیں ہے۔ حدود ثلاثہ یعنی حد زنا، حد قذف اور حد شرب خمر میں سزا کوڑوں کے ساتھ دی جائے گی۔ ۴۰ چالیس سے کم کوڑے تعزیر کہلائیں گے حد نہیں کہلائیں گے۔ خدا نے تعزیر کا اختیار انسان کو دیا ہے کہ حاکم وقت تعزیر میں جتنے عدد کو مناسب سمجھے وہی درست ہے۔ عام طور پر کوڑا چونکہ جلد سے بنایا جاتا ہے، اس وجہ سے ''فاجلدوا'' کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے۔ کوڑوں کی سزا میں اعتدال کو پسند فرمایا گیا۔ نہ اتنی سخت سزا دی جائے کہ کھال سے تجاوز کر کے گوشت ادھڑ جائے۔ ہڈیاں متاثر ہو جائیں، ورنہ دیت لازم آئے گی۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعتدال کا خیال رکھا ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور نہ سزا میں اتنی نرمی کی جائے کہ سزا برائے نام ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ حضرت ایوب علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ قسم پوری کرنے کے لیے جھاڑو لے کر، جس میں سو تنکے ہوں، اس کے ذریعہ بیوی کو سزا دو تاکہ حانث نہ ہو، لیکن وہ خاص معاملہ تھا عام لوگوں کے لیے یہ ضابطہ نہیں ہے اور کوڑے لگاتے وقت بغل کو زیادہ نہ کھولنا چاہیے۔

حد زنا کے متعلق پہلا حکم، جیسا کہ سورۂ نساء میں گزر چکا ہے کہ مردوں کی سزا کو حاکم وقت کی صوابدید پر چھوڑ

دیا گیا تھا۔ جو سزا وہ مناسب سمجھے وہ دے دے اور عورتوں کے متعلق یہ حکم تھا کہ ان کو گھروں میں قید کر کے رکھو۔ یہاں تک کہ وفات پا جائیں یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی راستہ بتلا دیں۔ چنانچہ جب سورۂ نور نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خذوا عنی خذوا عنی قد جعل اللہ لھن سبیلا البکر بالبکر جلدمأۃ وتغریب عام والثیب بالثیب جلد مأۃ والرجم (ابن کثیر)

مجھ سے علم حاصل کرو مجھ سے علم حاصل کرو تحقیق اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے (جس راستے کا وعدہ سورہ نساء میں فرمایا تھا) وہ راستہ اب (سورۂ نور میں) بتلا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ غیر شادی شدہ مرد اور عورت اگر زنا کا ارتکاب کریں تو ان کی سزا سو کوڑے اور سال بھر کے لیے ان کو جلاوطن کرنا ہے اور شادی شدہ مرد اور عورت اگر زنا کا ارتکاب کریں تو ان کی سزا سو کوڑے اور سنگسار کرنا ہے۔ اس حدیث میں کوڑوں کے ساتھ جو جلاوطنی کا ذکر ہے یہ قاضی کی رائے پر موقوف ہے۔ اگر وہ مناسب سمجھے تو یہ سزا بھی دے دے اور اگر سو کوڑوں سے ہی اس کا درست ہونا قرین قیاس ہو تو صرف سو کوڑوں کی سزا کافی ہے۔ جلاوطنی اس کا جزو لازم نہیں ہے۔ جیسا کہ تعامل صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے۔ اسی طرح حدیث کے دوسرے جز میں رجم کے ساتھ سو کوڑوں کا ذکر اگرچہ موجود ہے لیکن خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف رجم والی سزا پر اکتفا فرمایا ہے۔ لہٰذا صرف رجم کی سزا کافی ہے۔

شادی شدہ مرد و عورت اگر زنا کا ارتکاب کریں تو سزا رجم ہے

آیت مذکورہ میں زانی اور زانیہ کی سزا جو سو کوڑے مذکور ہے، یہ حکم غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے لیے ہے۔ خدانخواستہ اگر شادی شدہ مرد و عورت اس فعل قبیح کے مرتکب ہوں تو ان کی سزا رجم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ایک شادی شدہ عورت نے اپنے گھریلو ملازم کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "**والذی نفسی بیدہ اقضی بینکما بکتاب اللہ**" قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں تم دونوں کے درمیان کتاب اللہ کے ذریعہ فیصلہ کروں گا۔ پھر اس شخص سے فرمایا کہ تیرے بیٹے کو (بوجہ غیر شادی شدہ ہونے کے سو کوڑے لگیں گے اور ایک سال کے لیے اسے جلاوطن کیا جائے گا اور حضرت انسؓ سے فرمایا کہ جا کے عورت سے پوچھ لے۔ اگر وہ اقبال جرم کر لیتی ہے تو (چونکہ شادی شدہ ہے لہٰذا) اسے رجم کیا جائے گا۔ چنانچہ اس نے اعتراف جرم کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے رجم کی گئی۔

(۲) اسی طرح حضرت ماعز بن مالک اسلمیؓ نے جب بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اعتراف جرم کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی کچھ استفسارات کے بعد مزید پوچھا تھا۔ ابک جنون؟ کہ کیا تو پاگل تو نہیں ہے۔ حضرت ماعزؓ نے فرمایا نہیں اور پھر حضورؐ کے ارشاد پر صحابہ کرامؓ نے اسے رجم کر دیا۔

(۳) اسی طرح غامدیہ عورت نے جب آپؐ کے پاس حاضر ہو کر اعتراف جرم کر لیا تو وہ بھی رجم کی گئی۔

(۴) حضرت فاروق اعظمؓ نے مستقبل میں آیت رجم کے متعلق کسی بھی ممکنہ غلط فہمی یا کجروی سے متعلق ایک مفصل خطبہ ارشاد فرمایا تھا جو کتب احادیث میں مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہے۔

اِنَّ اللہ بعث محمد ابالحق و انزل علیه الکتاب فکان مما انزل اللہ آیة الرجم فقرأناها و عقلنا ها ووعینا ها رجم رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ورجمنا بعده فأخشی ان طال بالناس زمان ان یقول قائل واللہ مانجد اٰیة الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضة انزلها اللہ والرجم فی کتاب اللہ حق علٰی من زنٰی اذا احصن من الرجال والنساء اذا قامت البینة او کان الحبل اوالاعتراف ثم انا کنا نقرأ من کتاب اللہ الا ترغبوا عن اٰبائکم فانه کفربکم (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا اور آپؐ پر کتاب نازل فرمائی اور جو کچھ آپ پر نازل فرمایا اس میں آیت رجم بھی تھی۔ ہم نے اس کو پڑھا سمجھا اور محفوظ کیا۔ حضورؐ نے بھی رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ اب مجھ کو اندیشہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ زمانہ گزرنے پر لوگ کہنا شروع کر دیں کہ ہم رجم کا حکم کتاب اللہ میں نہیں پاتے تو اللہ تعالیٰ کے ایک نازل کردہ فریضہ کو چھوڑنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے۔ رجم کا حکم کتاب اللہ میں حق ہے۔ ان مردوں اور عورتوں کے لیے جو زنا کا ارتکاب کریں اور شادی شدہ ہوں جبکہ زنا کا ثبوت گواہوں سے ہو یا اقرار سے یا عورت کو حمل ہو اور ہم یہ بھی کتاب اللہ میں پڑھتے ہیں کہ اپنے باپوں سے (اپنے نسب کو کسی اور کی طرف منسوب کر کے) اعراض نہ کرو کیونکہ یہ کفر ہے اور مسلم شریف کی ایک روایت میں کچھ الفاظ یوں ہیں۔

ولولا ان یقول قائلون ان عمر زاد فی کتاب اللہ مالیس فیه لکتبت فی ناحیة المصحف

اور اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ کہنے والے کہیں گے کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں اس چیز کا اضافہ کیا ہے جو اس میں سے نہیں ہے تو میں اس کو (یعنی آیت رجم کو) قرآن کریم کے حاشیہ پر لکھ دیتا۔

بہر حال رجم کا حکم قطعی ہے اور یہ تواتر سے ثابت ہے۔ ہر زمانہ میں اس پر امت کا اجماع رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کتاب اللہ ہی کا حکم قرار دیا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ آیا رجم کا حکم جن الفاظ کے ساتھ منقول ہے، یہ واقعی کوئی قرآنی آیت تھی جو اب منسوخ التلاوت اور باقی الحکم ہے یا صرف سورۂ نور کی تشریح ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے بعض سنن کے حوالہ سے اُس آیت کے الفاظ بھی نقل فرمائے ہیں، لیکن حضرت فاروق اعظمؓ کی مذکورہ بالا تقریر سے یہی بات مترشح ہوتی ہے کہ یہ مستقل آیت نہ تھی۔ بلکہ سورۂ نور کی تشریح تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جو کتاب اللہ سے تعبیر فرمایا وہ اس وجہ سے کہ نبی جو بھی ارشاد فرماتا ہے وہ وحی خداوندی ہوتی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے۔

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ

الغرض کوڑے لگانا اور رجم کرنا دونوں الگ الگ سزائیں ہیں اور یہ الگ الگ محل پر محمول ہوں گی۔ کوڑے لگاتے وقت امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے ہاں مجرد عن الثیاب ہونا چاہیے اور ستر پر کپڑا ہونا چاہیے۔ البتہ جو زائد کپڑا بدن پر ہو، خصوصاً جس کی وجہ سے سزا صحیح نہ دی جاسکتی ہو، وہ نکلوا دینے چاہئیں جیسے کوٹ جرسی وغیرہ۔ کوڑے مجرم کی پیٹھ پر مارنے چاہئیں اور کوڑے لگاتے وقت ہاتھ بغل سے زیادہ اونچا نہ ہونے پائے۔

تنبیہ

لواطت کی سزا یا کسی جانور سے فعل بد کی سزا مفوض الی رائی الحاکم ہے۔ کیونکہ اس پر زنا کی تعریف صادق نہیں آتی۔ لہٰذا اس کو قسم زنا سمجھ کر حد زنا تو قائم نہیں کی جائے گی، لیکن یہ فعل اشد من الزنا ہے۔ لہٰذا سخت سے سخت سزا دی جائے گی۔ صحابہ کرامؓ نے ایسے شخص کو زندہ جلانے کی سزا دی ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ہاں ایسے شخص کو خواہ قتل کیا جائے یا سنگسار کیا جائے یا پہاڑ سے نیچے گرا دیا جائے۔ وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ الخ یعنی مجرم پر ترس کھا کر اس اہم فریضہ کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا الخ سزا کے ساتھ ساتھ بوقت سزا مسلمانوں کا ایک جم غفیر ہونا چاہیے تاکہ مجرم خوب شرم سار ہو اور دیکھنے والوں کے لیے باعث عبرت ہو۔

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً الخ زانی کا زانیہ اور مشرکہ کے نکاح میں رغبت کرنا اور زانیہ کے نکاح میں زانی و مشرک کی جستجو یہ تکوینی و تجرباتی مسئلہ ہے۔ تشریعی مسئلہ نہیں ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے "کند ہم جنس با ہم جنس پرواز، کبوتر با کبوتر باز با باز" یعنی جس شخص کا مزاج بے حیائی پر ہی ڈھل گیا ہو، وہ اپنی ہم جنس عورتوں کا متلاشی رہتا ہے۔ اصل مقصد شہوت رانی ہے، خواہ اس کے لیے اسے نکاح کا لیبل لگانا پڑے اور وہ اپنی اس قبیح حاجت کے لیے کسی مشرکہ کو بھی پاس رکھنے سے دریغ نہیں کرتا۔ یہی حال ان عورتوں کا ہے جنہوں نے فطری و جبلی حیا کی چادر اتار دی ہو اور غلط ماحول میں رہ رہ کر ان کی فطرتیں مسخ ہو چکی ہوں۔ انہیں بھی ایسے مردوں کی تلاش رہتی ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ نکاح اور زنا دونوں کے مقاصد جدا جدا ہیں اور وہ دونوں ایک دوسرے کے بالکل ضد ہیں۔ نکاح سے مقصود ایمان کی حفاظت، نگاہ کی حفاظت، اولاد صالح کے ذریعہ امت محمدیہ میں اضافہ، اولاد کی اچھی تربیت کر کے اپنے لیے صدقہ جاریہ بنانا۔ بچیوں کی پرورش کر کے حدیث کے مطابق انسان کے لیے جہنم کی آگ سے آڑ بننا۔ بچوں کو کھلانا پلانا اور پہنانا انسان کے لیے عمدہ ترین صدقہ شمار کیا گیا ہے۔ جبکہ زنا میں نقصان ہی نقصان ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۝ کا مشار الیہ بعض مفسرین نے زنا کو قرار دیا ہے، لیکن یہ سیاق و سباق سے بعید ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ذالک کا مشار الیہ نکاح ہے۔ مسلمان کا نکاح مشرکہ سے ہونا تو اس کی حرمت میں تو کوئی کلام و ابہام ہی نہیں، لیکن زانی کا نکاح زانیہ سے جبکہ دونوں مسلمان ہوں جائز تو ہے۔ پھر اس حرمت سے

کیا مراد ہے؟ جواب یہ ہے کہ حرمت کے شریعت مطہرہ میں دو معنی ہیں۔ایک یہ ہے کہ ایک کام قطعی طور پر حرام ہو، وہ تو کالعدم ہوتا ہے جیسا کہ محرمات نسبیہ یا رضاعیہ میں سے کسی کے ساتھ اگر کسی محرم نے نکاح کر لیا تو وہ نکاح کالعدم ہے۔(۲) دوسرا معنی حرمت کا یہ ہے کہ وہ فعل تو حرام ہے، لیکن اس پر ثمرات مرتب ہوتے ہیں جیسے ایک فاحشہ عورت اگر اپنی عادت قبیحہ سے باز نہیں آتی اور مسلسل اس گناہ کا ارتکاب کرتی جارہی ہے۔مرد کو علم ہے اور وہ اس کے باوجود وہ ایسی ناپاک عورت سے نکاح رچاتا ہے تو یقیناً جو فوائد نکاح سے مطلوب ہیں وہ کبھی حاصل نہ ہو سکیں گے۔لہٰذا اس صورت میں فعل نکاح تو حرام ہے، لیکن نکاح کر لینے کی صورت میں نکاح منعقد ہو جائے گا اور احکام شرعیہ مثل نسب وراثت وغیرہ کے مرتب ہوں گے اور زانیہ عورت کے اس قبیح فعل پر راضی ہونے والا حکماً زانی ہے۔چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔

فان زوجها والحالة هذه يكون ديوثا یعنی اگر عورت فسق وفحش عادت سے باز نہیں آتی تو اس کے ساتھ جو شخص نکاح کرے گا وہ دیوث ہوگا اور دوسری حدیث میں وارد ہے کہ دیوث جنت میں نہیں جائے گا۔اسی طرح کسی پاک دامن وعفیفہ کے لیے کسی بد سے نکاح اس صورت میں جائز نہیں ہے جب کہ وہ اپنی بدکاری سے توبہ نہ کرتا ہو (۲) اور بعض تابعین سے منقول ہے کہ حرمت کا حکم عام اور مطلق تھا، لیکن آگے آنے والی آیت "**وانكحوا الايامى منكم** الخ" سے منسوخ ہو چکا ہے۔واللہ اعلم۔بہر حال زانی کا نکاح زانیہ عورت سے جائز ہے۔حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت میں ایک دفعہ ایک زانی وزانیہ کو سزا دی گئی پھر ان کا آپس میں نکاح کرایا گیا۔اسی طرح حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ زانی اور زانیہ کے نکاح کی مثال یہ ہے کہ زانی قبل از نکاح ایسا تھا جیسا کہ کوئی کسی کے باغ سے پھل چوری کرے اور بعد از نکاح ایسا ہے جیسا کہ وہی باغ خرید کر اس سے فائدہ اُٹھائے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الخ

زنا کے متعلق تیسرا حکم حد قذف کا ہے۔جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ زنا تمام جرائم سے زیادہ بگاڑ کا سبب ہے۔اس لیے شریعت اسلامیہ میں اس کی سزا بھی سخت رکھی گئی ہے اور ثبوت زنا کے لیے شرائط بھی کڑی رکھی گئی ہیں تاکہ بغیر شرعی ثبوت کے کوئی کسی پر الزام تراشی کی جرات نہ کرے۔اگر کسی نے شرعی شہادت کے بغیر، جو کہ چار عادل گواہ مردوں میں سے ہیں، کسی پر زنا کی صریح تہمت لگائی تو تہمت لگانے والوں پر حد قذف جاری کی جائے گی جو ۸۰ اسی کوڑے ہیں۔اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ کوئی شخص اکیلا یا ایک دو مل کر کسی کے زنا کے متعلق گواہی نہیں دیں گے۔شریعت کی روح بھی یہی ہے کہ حتیٰ الامکان کسی کی طرف اس قبیح فعل کی نسبت نہ ہو۔جیسا کہ حضرت ماعز اسلمیؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف امکانات کے ذریعہ واپس کرنے کی کوشش فرمائی تھی۔**لعلک قبلت** وغیرہ آخر میں فرمایا **ابک جنون**، لیکن جب وہ مسلسل گناہ کا اقرار ہی کرتے رہے تب ان کو سزا دی گئی۔اسی طرح حضرت مریم صدیقہ کے لیے قوم کے لوگوں نے کچھ کنایات استعمال کیے جیسے **لقد جئت شيأ فريا**" یا

اخت هارون ما كان ابوك امرأ سوء وما كانت امك بغياً لیکن صراحۃ زنا کی نسبت اس کی طرف نہیں کی۔ الغرض شہادت لثبوت الزنا کو سخت رکھا گیا ہے تا کہ ذرا برابر کوتاہی کی صورت میں کسی کی عصمت دری نہ ہو اور کسی پر ناحق حد جاری نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک چودہ سو سال گزر گئے لیکن کسی پر گواہوں کی گواہی کی وجہ سے حد جاری نہیں ہوئی بلکہ جب بھی حد جاری ہوئی ہے تو اپنے اعتراف سے ہوئی ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ حدود کا رعب قائم رہے اور کسی پر ظلم نہ ہو۔ مقصد لوگوں کی زبانیں بند کرنا ہے اور عزت و ناموس کی حفاظت کرنا ہے۔

رہی یہ بات کہ جب زنا کے لیے گواہوں کی اتنی بڑی تعداد اور ان کا مشاہدہ شرط گردانا گیا تو لوگوں کو گویا کھلی چھٹی مل گئی۔ وہ گناہ کرتے رہیں گے۔ گویا اتنی بڑی شہادت میسر ہوگی، نہ ان کو سزا ملے گی۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ چار گواہوں سے کم تعداد کے لوگ صریح زنا کی شہادت شرعی نہیں دے سکتے۔ البتہ اگر دو آدمی بھی قابل اعتراض حالت میں مرد و عورت کو دیکھ لیتے ہیں تو وہ ان کی حرکات قبیحہ کی شہادت دے سکتے ہیں۔ اس پر کوئی پابندی نہیں ہے اور جرم ثابت ہونے پر ان کو تعزیر کی جا سکے گی۔

حد قذف تین باتوں پر مشتمل ہے۔ (۱) ان کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے (۲) ان کی شہادت کبھی بھی قبول نہیں کی جائے گی اور وہ فاسق ہیں۔ ولا تقبلوا لهم شهادة ابداً یہ دوسری سزا ہے یعنی اسی کوڑوں کے ساتھ ساتھ ایسے شخص کی شہادت کبھی بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ کسی بھی معاملہ میں اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا الخ اِلَّا الَّذِيْنَ الخ یہ مستثنیٰ ہے ماقبل سے، ماقبل میں تین سزاؤں کا ذکر تھا تو اس پر سب کا اتفاق ہے کہ الا کے ذریعہ جو استثناء ہوا ہے اس کا تعلق حد قذف سے نہیں ہے۔ حد قذف تو جاری ہو چکی ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ اگر قاذف نے سچی توبہ کر لی اور مقذوف سے معافی مانگ لی تو اس کا فسق بھی زائل ہو جائے گا اور اخروی سزا معاف ہو جائے گی۔ اب ایک بات یہ رہ گئی کہ محدود فی القذف مردود الشہادت ہے، لیکن توبہ کرنے اور مقذوف سے معافی مانگ لینے کے بعد اس کی شہادت قبول کی جائے گی یا نہیں؟ امام شافعیؒ اور دیگر ائمہ کے ہاں الا کے استثناء کا تعلق قبول شہادت اور فسق دونوں سے ہے۔ یعنی بعد التوبہ اس کا فسق بھی ختم ہے اور اس کی شہادت بھی بحال ہو جائے گی۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر بعد التوبہ اس کی شہادت کی صلاحیت بحال ہو جاتی ہے تو نہی عن القبول میں جو ابداً کی قید ہے اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ لہٰذا محدود فی القذف ہمیشہ کے لیے مردود الشہادت رہے گا۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ الخ زنا سے متعلق چوتھا حکم لعان کا ہے۔ لعان کا معنی ایک دوسرے پر لعنت کرنے اور بددعا کرنے کے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ گزشتہ آیات میں بتلایا جا چکا ہے کہ اثبات زنا کے لیے چار گواہ ہونے چاہئیں اور اگر چار کی تعداد پوری نہ ہو پھر بھی کسی نے زنا کی شہادت دے دی تو اس پر حد قذف جاری ہوگی۔ خدانخواستہ اگر یہ معاملہ گھر میں پیش آ جائے تو انسان کے لیے چار کی تعداد پورا کرنا بہت مشکل ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرامؓ کے خدشات سے بھی آگے واضح ہو جائے گا تو اس کا حل اللہ تعالیٰ نے یہ بتلا دیا ہے کہ اگر کوئی شخص

بیوی کے خلاف یہ دعویٰ کرے کہ میں نے اسے اس گناہ میں مبتلا دیکھا ہے تو دونوں کو قاضی کے ہاں پیش کر کے دونوں سے قسمیں لی جائیں گی۔ پانچ قسمیں مرد کھائے گا اس طور پر کہ پہلی چار قسموں میں کہے گا کہ میں سچا ہوں اور پانچویں قسم میں یہ کہے گا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پہ خدا کی لعنت ہو۔ پھر عورت چار قسمیں کھائے گی اور کہے گی کہ میرا شوہر جھوٹا ہے پانچویں قسم میں کہے گی اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو۔ قسمیں دلوانے سے قبل ہر ایک کو جھوٹی شہادت اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا جائے گا۔ اگر کوئی اپنے جھوٹے ہونے کا اعتراف کرے تو اس پر حد قذف جاری کی جائے گی اور اگر اپنے جرم کا اعتراف کرے تو اس پر حد زنا جاری کی جائے گی۔ اور نکاح قائم رہے گا۔ اگر وہ دونوں اپنی اپنی بات پر قائم رہتے ہیں تو پھر لعان ہوگا اور لعان کی قسمیں مکمل ہونے کے بعد دونوں میاں بیوی میں ہمیشہ کے لیے تفریق کر دی جائے گی۔ اب وہ ہمیشہ ایک دوسرے پر حرام ہیں ان کا دوبارہ آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا۔

آیات لعان کا پس منظر اور شان نزول

تفسیر ابن کثیر میں ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حد قذف کے متعلق آیت نازل ہوئی تو انصار کے سردار حضرت سعد بن عبادہؓ حضورؐ سے پوچھنے لگے کہ کیا یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انصار کی جماعت کیا تم سنتے نہیں کہ تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے۔ انصار عرض کرنے لگے کہ اے اللہ کے رسول اسے ملامت نہ فرمائیے۔ یہ شخص بہت زیادہ غیور ہے۔ اس نے جب بھی شادی کی ہے تو کنواری لڑکی سے کی ہے اور جب بھی اس نے کسی عورت کو طلاق دی تو اس کی غیرت کی پاسداری کرتے ہوئے اس عورت سے کسی اور نے شادی نہیں کی۔ حضرت سعدؓ عرض کرنے لگے کہ اے اللہ کے رسول میں خوب سمجھ رہا ہوں کہ یہ آیتیں حق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں، لیکن مجھے تعجب اس بات پر ہو رہا ہے کہ اگر میں دیکھوں کہ کوئی شخص میری بیوی کے ساتھ گناہ میں مبتلا ہے، کیا میں اسے ڈانٹ بھی نہ سکوں گا اور دور بھی نہ کر سکوں گا تاوقتیکہ چار گواہ اکٹھے نہ کروں اور اللہ کی قسم گواہ لاتے لاتے وہ اپنا کام کر کے چلا بھی جائے گا۔ کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ حضرت ہلال بن امیہؓ شام کے وقت جب اپنے باغ سے گھر آ گئے اور یہ ان میں سے تیسرے تھے جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تینوں کی توبہ قبول فرمائی تھی۔ خیر باغ سے آ کر انہوں نے اپنی بیوی کو قابل اعتراض حالت میں کسی کے ساتھ دیکھا اور اپنے کانوں سے ان کی باتیں سنیں، لیکن اس وقت کچھ نہیں کیا۔ صبح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور یہ قصہ بیان کر دیا جس کا حضورؐ پر بھی گہرا اثر ہوا۔ آپؐ رنجیدہ ہو گئے۔ انصار اس کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر آپس میں کہنے لگے کہ جو بات ہمارے سردار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تھی ہم ہی پہلے اس میں مبتلا ہو گئے۔ پھر کہنے لگے کہ اگر ہلالؓ اس بات کا اظہار کرتا ہے تو حضورؐ اس پر قذف کی حد جاری فرما کر اس کو ہمیشہ مردود الشہادت قرار دیں گے۔ تو حضرت ہلالؓ نے فرمایا:

والله انی لا رجو ان یجعل الله لی منها مخرجا

اللہ کی قسم میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے لیے خلاصی کا راستہ بنا دیں گے۔

اور حضورؐ سے بھی کہنے لگے کہ حضورؐ آپ میری بات کی وجہ سے پریشان ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں سچا ہوں۔ حضورؐ کا ارادہ ہو رہا تھا کہ اس پر حد قذف جاری فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ نے لعان والی آیت نازل فرمائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہلالؓ سے فرمایا:

ابشر یا هلال قد جعل الله لک فرجا و مخرجا

اے ہلال تجھ کو خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے اس مشکل سے نکلنے کا راستہ بنا دیا ہے۔

حضرت ہلالؓ نے کہا میں اپنے رب سے یہی آس لگائے بیٹھا تھا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو بلاؤ۔ وہ بھی آ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے سامنے آیات لعان کی تلاوت فرمائی اور دونوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرایا۔ تا کہ کوئی ایک دوسرے پر جھوٹ نہ بولے، لیکن حضرت ہلالؓ نے فرمایا کہ میں سچا ہوں اور اس کی بیوی کہنے لگی کہ یہ جھوٹا ہے۔ پھر حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اب ان دونوں سے لعان کی قسمیں لے لو۔ چنانچہ قرآنی دستور کے مطابق حضرت ہلالؓ نے بھی پانچ قسمیں کھائیں اور اس کی بیوی نے بھی پانچ قسمیں کھائیں۔ پھر حضورؐ نے دونوں کے درمیان تفریق فرمائی۔ (ابن کثیر)

دوسرا واقعہ ابن کثیرؒ نے مسند احمد کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ

احدنا اذا وجد مع امرأته رجلا ان قتله قتلتموه وان تکلم جلد تموه وان سکت سکت علی غیظ.

اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو مبتلائے گناہ دیکھے تو اگر اُسے قتل کرے تو آپ لوگ اسے (قصاص میں) قتل کرو گے اور اگر زبان سے کوئی بات اس کے متعلق کرے گا تو آپ لوگ اس پر حد قذف جاری کریں گے اور اگر خاموش رہے گا تو زندگی بھر یہ کڑوا گھونٹ پیتا رہے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عویمر عجلانیؓ نے حضرت عاصم بن عدیؓ کو کہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو مبتلائے گناہ دیکھے تو کیا اسے قتل کرے گا یا کیا کرے گا؟ جب حضرت عاصمؓ نے پوچھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عاصمؓ نے حضرت عویمرؓ سے کہا کہ مجھ کو تو دربار رسالت سے کوئی جواب نہیں ملا تو حضرت عویمرؓ نے کہا کہ میں ضرور جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھوں گا۔ چنانچہ جب خود جا کر حضورؐ سے پوچھا تو حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے متعلق حکم نازل فرما دیا ہے۔ جاؤ اس کو لے کر آؤ جب دونوں آ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں لعان کروائی۔ لعان کی قسمیں مکمل ہونے کے بعد حضرت عویمرؓ نے کہا کہ حضورؐ اب اگر میں اس کو رکھوں تو اس کا مقصد

یہ ہوگا کہ میں نے اس پر ویسے الزام تراشی کی تھی، لہٰذا حضورؐ کے کچھ فرمانے سے قبل ہی تین طلاقیں دے دیں اور حضورؐ نے اُن دونوں میں تفریق فرمائی۔ (بخاری) اس سے صاف معلوم ہوا کہ تین طلاقیں ایک مجلس میں واقعہ ہو جاتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ آیات لعان کا پس منظر یہ دو واقعات ہیں۔ نصوص سے تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اصل شان نزول پہلا والا واقعہ ہے اور دوسرا واقعہ جب پیش آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے متعلق حکم آ چکا ہے جن میاں بیوی میں لعان ہو جائے، وہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد عورت کے ہاں جو بچہ پیدا ہوگا اس کو برا بھلا کہنے سے حضورؐ نے منع فرمایا ہے۔ وہ اپنی ماں کا وارث ہوگا۔ ماں اس کی وارث ہوگی۔ عورتیں چونکہ لعنت کا لفظ زیادہ استعمال کرتی ہیں، لہٰذا اس کی قسم میں لفظ ''غضب'' کو رکھا گیا ہے۔ تاکہ ڈریں اور مرد کی قسم میں لفظ ''لعنت'' کو رکھا گیا ہے کیونکہ جو لفظ روزمرہ استعمال ہوتا ہے اس سے پھر اتنا اندیشہ نہیں ہوتا۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ

بے شک جو لوگ یہ طوفان لائے ہیں

عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا

تم ہی میں سے ایک گروہ ہے تم اسے اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے ان میں سے ہر ایک کے لئے

اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾ لَّوْلَا إِذْ

بقدر عمل گناہ ہے اور جس نے ان میں سے سب سے زیادہ حصہ لیا اس کے لئے بڑا عذاب ہے ○ جب تم نے

سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿١٢﴾

یہ بات سنی تھی تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے لوگوں کے ساتھ نیک گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے ○

لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ

یہ لوگ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے پھر جب وہ گواہ نہ لائے تو اللہ کے نزدیک وہی

الْكَاذِبُونَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا

جھوٹے ہیں ○ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور دنیا اور آخرت میں اس کی رحمت نہ ہوتی تو

أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٤﴾ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ

اس چرچا کرنے میں تم پر کوئی بڑی آفت پڑتی ○ جب تم اسے اپنی زبانوں سے نکالنے لگے اور اپنے مونہوں سے وہ بات کہنی شروع کردی

لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ

جس کا تمہیں علم بھی نہ تھا اور تم نے اسے ہلکی بات سمجھ لیا تھا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے ○ اور جب تم نے اسے سنا تھا

قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ

تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں تو اس کا منہ سے نکالنا بھی لائق نہیں سبحان اللہ یہ بڑا بہتان ہے ○ اللہ تمہیں

اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۚ وَاللَّهُ

نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا اگر تم ایمان دار ہو ○ اور اللہ تمہارے لئے آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ

عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ

جاننے والا حکمت والا ہے ○ بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان داروں میں بدکاری کا چرچا ہو

عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۙ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ‌ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوۡلَا
ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ○ اور اگر تم پر
فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۰﴾
اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ نرمی کرنے والا مہربان ہے (تو کیا کچھ نہ ہوتا) ○

ع ۸

افاداتِ محمود:

واقعہ افک

اِنَّ الَّذِيۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡكِ عُصۡبَةٌ مِّنۡكُمۡ‌ؕ الخ جیسا کہ پیچھے بیان کیا جاچکا ہے کہ سورۂ نور کا اکثر حصہ عفت، عصمت اور کسی کی عصمت دری اور اس کی سزا اور احکام حجاب وغیرہ پر مشتمل ہے اور اس سورۃ کا اہم ترین رکن برأت عائشہؓ ہے کہ ۶ ھ میں بعض منافقین نے حضرت صدیقہؓ پر الزام تراشی کی اور بعض سادہ لوح مسلمان بھی اس سیلاب میں بہہ گئے۔ لہٰذا اب وہ قصہ بیان کیا جاتا ہے جس میں بہت سے احکامات، عبرتیں اور فضائل ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جب آپ کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے اور ازواج مطہرات میں سے کسی کو ساتھ لے جانے کا ارادہ ہوتا تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈال دیتے تھے جس کے نام قرعہ نکلتا تھا اس کو ساتھ لے جاتے تھے۔ ۶ ھ میں جب آپ غزوۂ بنی المصطلق یا غزوۂ مریسیع پر تشریف لے جانے لگے اور ازواج مطہرات میں قرعہ ڈالا۔ قرعہ میرے نام نکل آیا۔ میں آپ کے ساتھ چلی گئی۔ جب غزوہ سے واپس آرہے تھے تو ایک مقام پر قافلہ نے پڑاؤ ڈالا اور آرام کیا۔ صبح صادق سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کے لیے تیاری کا حکم دے دیا تو میں قضائے حاجت کے لیے ذرا دور چلی گئی۔ جب واپس آنے لگی تو میرے گلے میں ایک ہار تھا جو میں گم کر بیٹھی تھی۔ میں نے دوبارہ جا کر اس کو تلاش کیا تو ہار مجھ کو مل گیا، لیکن جب واپس وہاں آئی جہاں قافلہ ٹھہرا ہوا تھا تو قافلہ چل چکا تھا اور حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد طریقہ کار یہ تھا کہ میں ہودج میں بیٹھ جاتی تھی اور صحابہ کرامؓ اس کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیتے تھے۔ اس زمانہ میں چونکہ چکنی اور عمدہ غذائیں نہیں تھیں، لہٰذا عورتیں دبلی اور نحیف ہوا کرتی تھیں، صحابہ کرامؓ نے میرا خالی ہودج اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا اور یہ نہ سمجھ سکے کہ میں اس میں موجود نہیں ہوں۔ جب میں نے دیکھا کہ قافلہ جا چکا ہے تو جسم سے چادر لپیٹ کر وہیں راستہ کے کنارے بیٹھ گئی۔ خیال تھا کہ راستہ میں جیسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگا کہ میں پیچھے رہ گئی ہوں تو آپ لوگ مجھ کو تلاش کریں گے اور اس جگہ آئیں گے۔ چنانچہ بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی۔ اتنے میں حضرت صفوان بن المعطل السلمیؓ آگئے اور مجھ کو چونکہ پہلے سے جانتے تھے تو انہوں نے اونچی آواز سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ میں سمجھ گئی کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ سے کچھ فاصلے پر

چلنے کا حکم دیا ہے تا کہ کوئی گری پڑی چیز اٹھا سکیں۔ اللہ کی قسم سوائے انا للہ پڑھنے کے اور کوئی بات انہوں نے مجھ سے نہیں کی اور اونٹ میرے آگے بٹھایا۔ میں اونٹ پر بیٹھ گئی۔ حضرت صفوانؓ نکیل پکڑ کر چلنے لگے۔ یہاں تک کہ ہم قافلہ سے مل گئے۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد میرے متعلق غلط بیانی کر کے وہ لوگ ہلاک ہو گئے جن کی قسمت میں ہلاک ہونا لکھا ہوا تھا اور اس جھوٹ اور بہتان کا بیڑہ عبداللہ بن ابی بن سلول نے اٹھایا تھا۔

مجھ کو تو کچھ علم نہ تھا کہ میرے متعلق کیا طوفان بدتمیزی برپا ہے۔ میری طبیعت ان دنوں میں کچھ خراب تھی اور اس خرابی کی وجہ بھی یہ تھی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو میں وہ حلاوت اور مٹھاس محسوس نہیں کرتی تھی جو یہ طوفان برپا ہونے سے پہلے پاتی تھی۔ جب آپ گھر میں تشریف لے آتے تھے تو صرف یہ جملہ ارشاد فرماتے تھے۔

کیف تیکم فذالک الذی یریبنی ولا اشعر بالشر

یعنی آپؐ کے اس انداز سے مجھے آپؐ کی ناراضی کا شک گزرتا تھا لیکن میں سمجھ نہ پا رہی تھی کہ حضرت رنجیدہ طبع کیوں ہیں۔ یہاں تک کہ میں رات کے وقت حضرت ام مسطحؓ کے ساتھ قضائے حاجت کے لیے جانے لگی۔ یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خالہ زاد بہن تھیں، واضح رہے ہمارے ہاں بیت الخلاء گھروں میں بنانے کا رواج نہ تھا۔ راستے میں جاتی دفعہ حضرت ام مسطحؓ کو کوئی ٹھوکر لگی تو کہنے لگی "تعس مسطح"، یعنی مسطح ہلاک ہو۔ حضرت عائشہؓ کہنے لگی۔ اماں کیا تو اپنے اس بیٹے کو برا کہتی ہے جو بدر میں شریک ہوا تھا؟ حضرت ام مسطحؓ کہنے لگی کہ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ مسطح آپ کے متعلق کیا کچھ کہتا پھر رہا ہے؟ میں نے کہا مجھ کو تو کوئی علم نہیں ہے۔ تب انہوں نے مجھے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ اس واقعہ کو سنتے ہی میری بیماری میں شدت آ گئی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر آ گئے اور میری طبیعت کا حال پوچھا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ میں والدین کے ہاں جانا چاہتی ہوں۔ میرا مقصد یہ تھا کہ والدین سے اس واقعہ کے متعلق تفصیل معلوم کروں گی کہ یہ واقعہ واقعی لوگوں میں پھیلا ہوا ہے؟ آپؐ نے اجازت مرحمت فرما دی۔ میں والدین کے ہاں پہنچتے ہی والدہ سے پوچھنے لگی کہ امی یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ والدہ کہنے لگی بیٹی اپنے اوپر رحم کھانا اور کوئی سختی نہ کرنا۔ کیونکہ جب ایک عورت کا مقام شوہر کے ہاں یہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نصیب کیا ہے تو لوگ حسد کر جاتے ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ کیا لوگ آج کل یہی بات کرتے پھرتے ہیں؟ پھر ساری رات مجھ پر اس حال میں گزری کہ میں مسلسل روتی رہی اور نیند بھی نہ آئی۔ صبح بھی روتی رہی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مشورہ لیا کہ یہ پریشان کن صورت حال ہے۔ آپ لوگوں کی رائے کیا ہے؟ حضرت اسامہؓ نے کہا "**یا رسول اللہ اھلک ولا نعلم الا خیرا**" اے اللہ کے رسول! آپؐ کے اہل خانہ کے متعلق ہم خیر کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حضور عورتیں تو حضرت عائشہؓ کے سوا اور بھی ہیں، لیکن آپ حضرت بریرہؓ جو حضرت عائشہ کی

لونڈی ہے سے پوچھ لیجیے (صاحب البیت ادری بما فیہ) کہ وہ کیا کہتی ہے۔ حضورؐ نے حضرت بریرہؓ کو بلوا کر اس سے پوچھا کہ تو حضرت عائشہؓ کے متعلق کیا جانتی ہے؟ حضرت بریرہؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو رسول برحق بنا کر بھیجا ہے، میں نے ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جو آپ سے چھپاؤں سوائے اس بات کے کہ یہ نوعمر ہیں۔ آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور بکری کا بچہ آ کے اُسے کھا لیتا ہے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین سے فرمایا کہ اس غلط بیانی کو چھوڑ دو اور منبر پر آپؐ نے خطبہ دیا اور مسلمانوں سے فرمایا کہ کچھ لوگ خواہ مخواہ مجھ کو اذیت پہنچا رہے ہیں۔ اللہ کی قسم میں اپنے گھر والوں میں سوائے خیر کے اور کچھ نہیں دیکھتا اور جس شخص کو یہ لوگ ملوث کر رہے ہیں اس میں بھی مجھ کو خیر کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور وہ میرے گھر میں میری عدم موجودگی میں کبھی آیا بھی نہیں ہے۔ انصار مدینہ کے سرداروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ اگر جناب کی طرف سے اشارہ مل گیا تو ہم وہ سر تن سے جدا کر دیں گے جن میں ایسی زبانیں ہیں جو جناب کو اذیت پہنچاتی ہیں۔ (حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں) میں مسلسل روتی رہی اور والدین کہتے رہے کہ رونے سے کلیجہ پھٹ جائے گا۔ میں روتی ہی رہی اور والدین پاس رہے اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ جب سے یہ طوفان برپا ہوا تھا، اس کے بعد پہلی بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس جلوہ افروز ہوئے۔ تقریباً ایک ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے متعلق کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ عائشہؓ مجھ کو تیرے متعلق کچھ باتیں پہنچی ہیں۔ اگر تو ان باتوں سے بری ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو عنقریب بری کر دیں گے اور خدانخواستہ اگر تجھ سے کوئی لغزش ہو گئی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ۔ کیونکہ جب بندہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔

میرے آنسو تھم گئے۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ حضورؐ کو جواب دو۔ وہ فرمانے لگے کہ مجھ سے بن نہیں پڑتا کہ کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ تم جواب دو۔ اس سے بھی کوئی جواب بن نہیں پڑا۔ میں نے کہا کہ آپ لوگوں نے ایک بات سنی اور وہ آپ لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی۔ اب اگر میں کہوں کہ میں اس جرم سے بری ہوں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو آپ لوگوں کو یقین نہیں آئے گا اور اگر میں کہوں کہ میں نے یہ گناہ کیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے یہ گناہ نہیں کیا ہے تو آپ لوگ تصدیق کر دیں گے۔ اللہ کی قسم میں اپنے اور آپ لوگوں۔ کے لیے اس کے سوا کچھ نہیں پاتی کہ وہی کہوں جو حضرت یعقوبؑ نے کہا تھا۔ **فصبر جمیل واللہ المستعان علی ماتصفون** پھر جا کر میں اپنے بستر پر لیٹ گئی اور مجھے یقین تھا کہ جب میں اس جرم سے بری ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پر میری براءت ضرور عیاں فرمائیں گے، لیکن میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ میرے متعلق وحی نازل ہو گی۔ جس کی ہمیشہ تلاوت کی جاتی رہے گی۔

حضورؐ ابھی وہیں تشریف فرما تھے کہ نزول وحی کی کیفیت شروع ہو گئی اور آپؐ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو

سخت سردی میں بھی آپؐ کی پیشانی سے پسینہ ٹپک جاتا تھا۔ جب نزول وحی کی کیفیت ختم ہوگئی اور آپؐ نے ہم لوگوں کی طرف دیکھا تو آپؐ بہت خوش نظر آرہے تھے اور آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔

ابشری یا عائشۃ اما للہ فقد برآک

عائشہ تجھ کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تو تجھے بری کر دیا ہے۔ میری والدہ نے مجھ سے کہا اٹھ کھڑی ہو اور حضورؐ کا شکریہ ادا کر۔ میں نے کہا نہیں، بلکہ میں اس اللہ کی حمد وثنا کرتی ہوں جس نے میری براءت نازل فرمائی ہے۔ یہ شکوے کا انداز ہے۔ جہاں سچی محبت ہو، وہاں اس طرح شکوے ہوتے رہتے ہیں اور اس طرح کے شکوے ہی حقیقت میں سچی محبت کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ بات بآسانی سمجھی جاسکتی ہے، بشرطیکہ فہم سلیم ہو فہم سقیم نہ ہو۔ ایسے ہی طبیعت سلیم ہی سمجھ سکتی ہے کہ ناراضی کے آنسو کیسے ہوتے ہیں اور خوشی کے آنسو کیسے ہوتے ہیں۔ حضرت عائشہ کی برأت کے نزول کے بعد تین مسلمانوں پر حد قذف جاری کی گئی جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) مسطح بن اثاثہ (۲) حسان بن ثابتؓ (۳) حمنہ بنت جحشؓ یہ ام المومنین حضرت زینبؓ کی بہن تھیں۔ یہ سیدھے سادے مسلمان منافقین کے کہنے میں آگئے تھے، لیکن بعد میں سچی توبہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرمادیا۔ عبداللہ بن ابی کے متعلق کوئی تصریح نہیں ملی کہ اس پر حد جاری ہوئی ہو۔ البتہ دیگر منافقین پر حد قذف جاری کر دی گئی تھی۔

خصوصیات حضرت سیدہ عائشہؓ اور واقعہ افک پر ایک نظر

(۱) حضرت مریم صدیقہؓ پر جب بہتان بازی کی گئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام، جو اس وقت ننھے سے تھے، نے اپنی والدہ کی برأت بیان کی اور حضرت یوسف علیہ السلام پر جب الزام تراشی کی گئی تو بھی ایک چھوٹے بچے نے حضرت یوسفؑ کی براءت ظاہر کی، لیکن جب ام المومنین حضرت عائشہؓ پر افتراء باندھا گیا تو خود خدا نے آپ کی برأت بیان فرمائی

(۲) عورتوں میں احادیث کی سب سے بڑی تعداد حضرت اماں عائشہؓ سے ہی منقول ہے جو کہ ۲۲۱۰ ہے۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوا اور کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں فرمائی۔

(۴) ازواج مطہرات میں سے صرف حضرت سیدہ عائشہؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت جبرئیلؑ ان کے حجرہ میں تشریف لایا کرتے تھے۔

(۵) شادی ہونے سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل نے ریشمی کپڑے میں حضرت سیدہ عائشہؓ کی تصویر دکھائی تھی۔

(۶) وہ خلیفہ رسول اللہ کی بیٹی ہیں۔

(۷) بے مثال فصاحت اور بلاغت کی مالکہ تھیں۔

(۸) اس کی جرأت و بہادری خراج تحسین کے قابل ہے کہ ایک نوعمر خاتون ہونے کے باوجود بیابان میں تن تنہا رہ جانے پر انہوں نے کوئی واویلا نہیں کیا، بلکہ اس جگہ استقامت سے بیٹھی رہیں۔

(۹) ان کی فہم اور امور کے منطقی انجام تک پہنچنا بھی قابل ستائش ہے کہ اگر میں اس جگہ سے ادھر ادھر ہوگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو تلاش کرنے میں مشکل ہوگی۔

(۱۰) جو جو لوگ اس واقعہ میں ملوث تھے، باوجود اکثر کے متعلق علم ہو جانے کے کسی کو ذرا برابر برا نہیں کہا تاہم اللہ تعالیٰ کے دامن عدل کو تھامے رکھا۔

(۱۱) بار بار فرماتی رہیں کہ میں اپنے آپ کو اس سے کمتر سمجھتی تھی کہ میری برأت کے متعلق وحی نازل ہوگی جو ہمیشہ تلاوت کی جائے گی۔

(۱۲) اس غم والم کے عالم میں بھی جب والدین کے ہاں جانے لگیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باقاعدہ اجازت لی، ورنہ اچھے خاصے لوگ ایسے موقعوں پر حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔

(۱۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار تھے تو حضرت سیدہ عائشہؓ مسواک اپنے منہ میں نرم کر کے دیتی تھیں اور پھر حضورؐ اس سے مسواک فرماتے تھے۔

(۱۵) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو آپ کا سر مبارک حضرت سیدہؓ کی گود میں تھا۔
واقعہ افک اور خصوصیات سیدہ عائشہ کا بیان یہاں تک مکمل ہوا آگے چیدہ چیدہ آیات کی تشریح ہے۔

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ الخ

یہاں خطاب تمام مومنین سے ہے، خصوصاً ان لوگوں سے جو اس واقعہ میں ملوث تھے۔ مراد یہ ہے کہ تم لوگوں کو اپنی ماں کے دامن عصمت کو داغدار کرتے ہوئے شرم نہیں آئی؟

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ الخ

اب اللہ تعالیٰ تمہیں یہ نصیحت فرمارہے ہیں کہ آئندہ اس طرح کی الزام تراشی و بہتان بازی سے عام لوگوں کے متعلق عموماً اور ازواج مطہرات کے متعلق خصوصاً باز رہنا۔ یہ غلطی پھر نہ دہرانا، اگر تم مومنین ہو۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ جو روافض اب بھی افک علیٰ سیدۃ عائشہؓ کے قائل ہیں وہ خارج از اسلام ہیں۔ ایران میں جب کسی عورت کو برا بھلا کہنا مقصود ہوتا ہے تو اس کو کہتے ہیں تو عائشہ ہے۔ (العیاذ باللہ)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا

اے ایمان والو شیطان کے

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ

قدموں پر نہ چلو اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلے گا سو وہ تو اسے بے حیائی اور بری باتیں ہی بتائے گا

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰي مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ

اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا اور لیکن اللہ جسے چاہتا ہے

مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۱ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ

پاک کر دیتا ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے ۝ اور تم میں سے بزرگی اور کشائش والے اس بات پر

يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ڝ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ

قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیا کرینگے اور انہیں معاف کرنا اور درگذر کرنا چاہئے

اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ

کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ۝ جو لوگ پاک دامنوں

الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۲۳ۙ

بے خبر ایمان والیوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے ۝

يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲۴ يَوْمَىِٕذٍ

جس دن ان پر ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دینگے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ۝ اس دن

يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝۲۵

اللہ انہیں انصاف سے پوری جزا دے گا اور جان لیں گے بے شک اللہ ہی حق بیان کرنے والا ہے ۝

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ

ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں

اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۲۶ۧ ع

وہ لوگ اس سے پاک ہیں جو یہ کہتے ہیں ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے ۝

افاداتِ محمود:

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ الخ

حضرت مسطحؓ کے متعلق گزشتہ سطور میں معلوم ہو چکا ہے کہ وہ بھی منافقین کی بدخوئی اور بدگوئی کے شکار ہو گئے تھے۔ یہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے خالہ زاد بھائی تھے اور مسکین تھے۔ صدیق اکبرؓ سال بھر اس پر مال خرچ کرتے تھے، لیکن واقعہ افک میں ملوث ہونے کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے فرما دیا تھا کہ اب میں ایسے شخص پر کبھی خرچ نہیں کروں گا۔ نہ ہی اسے کوئی نفع پہنچاؤں گا۔ سبحان اللہ مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے براہ راست صدیق اکبرؓ سے خطاب فرمایا کہ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہوا ہے کہ وہ منصب صدیقیت پر فائز ہوں اور مال و وسعت بھی اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہو، ان کو یہ قسم نہ کھانی چاہیے کہ ہم مستحق لوگوں پر خرچ نہیں کریں گے۔ وہ معاف کریں اور درگزر کریں۔ کیا تمہیں پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی تمہاری بخشش فرما دے؟ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا 'والله انی لاحب ان يغفر الله لی' اور فرمایا کہ اب تا دم حیات مسطحؓ کا وظیفہ جاری رہے گا۔ کبھی بند نہ کروں گا۔ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش دلا دے تو وہ یہ کہے کہ میں نے سب کچھ اللہ کے لیے معاف کر دیا۔ (ابن کثیر)

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اے ایمان والو

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ

اپنے گھروں کے سوا اور کسی کے گھروں میں نہ جایا کرو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کرلو یہ تمہارے لئے

لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ

بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو○ پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ جب تک تمہیں اجازت نہ

لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾

دی جائے اور اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو واپس چلے جاؤ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے○

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جہاں کوئی نہیں بستا ان میں تمہارا سامان ہے اور اللہ

يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو○ ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں

وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ

اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ ہے بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں○ اور

لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ

ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ

ظاہر نہ کریں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے اور اپنے ڈوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ

ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں

اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ

یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں پر

أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ

یا ان خدمتگاروں پر جنہیں عورت کی حاجت نہیں یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی

يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ

پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کو مخفی زیور

زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾ وَأَنْكِحُوا

معلوم ہو جائے اور اے مسلمانو تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تا کہ تم نجات پاؤ ○ اور جو تم میں

الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ

مجرد ہوں اور جو تمہارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں سب کے نکاح کرادو اگر وہ مفلس ہوں گے

يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٢﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ

تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کردے گا اور اللہ کشائش والا سب کچھ جاننے والا ہے ○ اور چاہئے کہ پاک دامن رہیں وہ جو نکاح کی

نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ

توفیق نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کردے اور تمہارے غلاموں میں سے جو لوگ مال دے کر آزادی کی

أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۖ وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي

تحریر چاہیں تو انہیں لکھ دو بشرطیکہ ان میں بہتری کے آثار پاؤ اور انہیں اللہ کے مال میں سے دو جو اس نے

آتَاكُمْ ۚ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ

تمہیں دیا ہے اور تمہاری لونڈیاں جو پاک دامن رہنا چاہتی ہیں انہیں دنیا کی زندگی کے فائدہ کی غرض سے

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣٣﴾

زنا پر مجبور نہ کرو اور جو انہیں مجبور کرے گا تو اللہ ان کے مجبور ہونے کے بعد بخشنے والا مہربان ہے ○

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُبَيِّنَاتٍ وَمَثَلًا مِنَ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ

اور البتہ ہم نے تمہارے پاس روشن آیتیں بھیج دی ہیں اور جن میں تم سے پہلوں کے حالات ہیں

وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ﴿٣٤﴾ ع

اور جو پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہیں ○

افاداتِ محمود:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا الخ

ماقبل میں زنا اور حد قذف کے احکام بیان ہو چکے۔ اب اس رکوع میں پردہ اور اجازت لینے کے احکام بیان کیے جاتے ہیں کیونکہ بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونا انسان کے لیے حد قذف کا سبب بن سکتا ہے۔ مذکورہ بالا آیت اور اس کے بعد والی آیت میں نہایت ہی حکیمانہ باتیں مذکور ہیں کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے قبل اجازت لینی چاہیے اور اجازت کی بہترین صورت سلام ہے۔ حدیث میں ہے کہ کسی کے دروازہ پر جا کر تین بار سلام کہو۔ اگر تیسری بار سلام کرنے تک اندر سے اجازت نہ ملے تو خوشی خوشی واپس چلے جاؤ۔ کیونکہ معلوم نہیں کہ اس وقت انسان کس حال میں ہو اور وہ اس وقت کسی سے ملنا گوارا کرتا ہے یا نہیں۔ لہٰذا واپس چلے جانے میں متعدد فائدے اور حکمتیں ہیں۔ ایک صحابی کے دروازہ پر ایک بار امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ ایک بار سلام ارشاد فرمایا کوئی جواب نہیں آیا۔ دوسری بار ارشاد فرمایا پھر کوئی جواب نہ آیا۔ تیسری بار سلام فرمایا اور جب جواب نہ ملا تو چل پڑے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ صاحب خانہ پیچھے پیچھے دوڑ رہا ہے اور حضرتؐ کو آوازیں دے رہا ہے۔ آپؐ نے پوچھا کہ جب میں نے تین بار سلام کیا تو آپ نے جواب تو کوئی دیا نہیں اور اب پیچھے بھاگے آ رہے ہو؟ وہ صحابی فرمانے لگے کہ یارسول اللہ آپ کا سلام سرتاپا خیر و برکت ہے۔ میں جان بوجھ کر خاموش رہا کہ جناب کے تکرار سلام سے زیادہ سے زیادہ برکتیں اور دعائیں سمیٹ لوں۔ پھر آپؐ کو لا کر گھر بٹھایا۔ سبحان اللہ عشق کا کیا نرالا انداز ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امتثال بالا وامر کی کیا اعلیٰ مثال ہے۔ آپؐ نے واپس جانے کو ارتفاع شان کے ذرہ برابر خلاف نہ سمجھا۔ **فصلی اللہ علیہ بعد د کل معلوم لہ**

اپنے گھر میں بھی جاتے ہوئے کم از کم گھر والوں کو آہٹ محسوس ہونی چاہیے۔ اجازت اور اطلاع زیادہ بہتر ہے۔

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا الخ

یہاں سے اب محارم اور غیر محارم کے درمیان بعض مسائل میں جو فرق ہے۔ وہ بیان کیا جاتا ہے اگر ہر وقت ہر فرد سے مکمل حجاب کا حکم دیا جاتا تو یہ بات عورتوں کے لیے شاق تھی کیونکہ کام کاج کے وقت مکمل باپردہ ہونا متعذر ہے۔ کچھ حدیں متعین ہیں تاکہ احکام حجاب پر آسانی سے عمل درآمد ہو سکے اور حرج لازم نہ ہو۔ عورت کفین، چہرہ اور قدمین غیر محرم کے سامنے کھول سکتی ہے۔ بشرطیکہ خوف فتنہ نہ ہو اور محارم کے لیے چہرہ، منہ پنڈلی تک دیکھنا جائز ہے۔ سینہ، پیٹ، کمر اور گھٹنوں کو محارم بھی نہیں دیکھ سکتے۔ دوسری بات قابل لحاظ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو غض بصر کا حکم دیا ہے تو عورت اگر اپنی کسی مجبوری سے چہرہ اور قدمین وغیرہ کھول دیتی ہے تو اس جواز کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مردان جگہوں کو دیکھتے رہیں۔ عورت کے لیے کھول کر رکھنے کی اجازت تو اضطراری حالت میں ہے، لیکن مردوں کے لیے دیکھنا جائز نہیں ہے۔ اس وجہ سے حدیث میں فرمایا گیا ''الاولی لک والثانیۃ

علیک ''یعنی پہلی بار جونظر غیرارادی طور پر پڑی وہ معاف ہے اور دوبارہ بالقصد دیکھنا گناہ ہے۔اسی طرح آگے جو بیان ہے کہ محارم زینت کی جگہوں کو بھی دیکھ سکتے ہیں۔ان سب میں فرق مراتب بھی ہے اور یہ بھی ہے کہ جس محرم سے کوئی اندیشہ ہو اور وہ بدکردار ہو تو اس سے بھی عورت کو پردہ کرنا چاہیے۔ بے پردگی اور کشف عورت بے حیائی کی بنیاد ہے۔ یورپ میں تو اب توالد وتناسل کا جو فطری طریقہ ہے اس کے ختم ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ یورپ والے دن بدن عورت کو ننگا کرتے جارہے ہیں۔ تا کہ لوگوں کی خواہشات وجذبات میں اُبھار پیدا ہو۔ کیونکہ فطرتی قانون ہے''الانسان حریص علیٰ ما منع '' تمہارے گھروں میں جو نحیف اور کمزور عورتیں اور غیر تعلیم یافتہ عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں ان کی ناقدری نہ کرنا نہ اُن کو اپنے پر بوجھ سمجھنا اور نہ یہ سمجھنا کہ یہ کماتی نہیں ہیں۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ''انما ترزقون بضعفائکم ''یعنی تمہارے کمزور اور بے سہارا لوگوں کی وجہ اور برکت سے تمہیں روزی ملتی ہے۔رازق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے لہٰذا رزق کے انتقال سے ڈر کر شادی کا ارادہ ترک نہ کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

مزید تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ حرہ یعنی آزاد عورت کو عام حالات میں مکمل حجاب کا حکم ہے۔ جبکہ امۃ یعنی لونڈی کے لیے جسم کے ان حصوں کا پردہ لازم ہے جو آزاد عورت کے لیے محارم سے چھپانا لازم ہے۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا الخ

یعنی جس شخص کو فی الحال اس قدر مقدور نہیں کہ حق مہر اور واجبات نکاح ادا کر سکے تو ایسا شخص عفت کی زندگی گزارتا رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو اس کو غنی کر دے اور پھر نکاح کر دے۔ حدیث میں ایسے لوگوں کے لیے روزہ رکھنے کی فضیلت آئی ہے۔ بہرحال وَلْيَسْتَعْفِفِ جو صیغہ امر ہے۔ استحبابی ہے وجوبی نہیں ہے۔ کیونکہ ایک بار حضور کی مجلس میں ایک عورت آئی تھی جو آپؐ سے نکاح کرنا چاہتی تھی تو آپؐ نے اس کا نکاح ایک صحابیؓ سے کر دیا تھا جو لوہے کی ایک انگوٹھی کے بھی مالک نہ تھے۔ آپؐ نے اُن سے فرمایا کہ قرآن کریم کا جو بھی حصہ تجھ کو یاد ہے اُسے پڑھا دینا۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ	
اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے	اس کے نور کی مثال ایسی ہے
فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ	
جیسے کسی طاق میں چراغ ہو چراغ شیشے کی قندیل میں ہے	قندیل گویا کہ موتی کی طرح چمکتا ہوا ستارا ہے
شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ	
زیتون کے مبارک درخت سے روشن کیا جاتا ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف	اس کا تیل قریب ہے کہ روشن ہو جائے اگرچہ اسے
تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ	
آگ نے نہ چھوا ہو روشنی پر روشنی ہے	اللہ جسے چاہتا ہے اپنی روشنی کی راہ دیکھاتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے
الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝٣٥ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ	
مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ۝	ان گھروں میں جن کی تعظیم کرنے اور ان میں
وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝٣٦ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ	
اس کا نام یاد کرنے کا اللہ نے حکم دیا ان میں صبح اور شام اللہ کی تسبیح پڑھتے ہیں ۝	ایسے آدمی جنہیں
تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا	
سوداگری اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر اور نماز کے پڑھنے اور زکوٰۃ کے دینے سے غافل نہیں کرتی	اس دن سے ڈرتے ہیں
تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝٣٧ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ	
جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی ۝	تاکہ اللہ انہیں ان کے عمل کا اچھا بدلہ دے اور انہیں اپنے فضل سے
مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝٣٨ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ	
اور بھی دے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے ۝	اور جو کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں
كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ	
جیسے جنگل میں چمکتی ہوئی ریت ہو جسے پیاسا پانی سمجھتا ہے	یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے اسے کچھ بھی نہیں پاتا اور
اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝٣٩ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ	
اللہ ہی کو اپنے پاس پاتا ہے پھر اللہ نے اس کا حساب پورا کر دیا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۝	یا جیسے گہرے دریا میں

يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ
اندھیرے ہوں اس پر ایک لہر چڑھ آتی ہے اس پر ایک اور لہر ہے اس کے اوپر بادل ہے اوپر تلے بہت سے اندھیرے ہیں
اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۗ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ ع
جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے کچھ بھی دیکھ نہ سکے اور جسے اللہ ہی نے نور نہ دیا ہو اس کے لئے کہیں نور نہیں ہے○

افاداتِ محمود:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ الخ

سارا جہاں اللہ تعالیٰ کے نور سے منور اور آباد ہے۔ اگر ایک گھڑی کے لیے اس جہان سے اللہ تعالیٰ کا نور ہٹ جائے تو سب کچھ اُجڑ جائے۔ سورج کی روشنی، چاند کی روشنی، سیاروں کی روشنی، حضرات انبیاء کو جو روشنی نصیب ہوئی، یہ سب عطیہ خداوندی ہیں۔ چنانچہ اب ایمان والوں کو جو نور ملا ہے، اس کی مثال بیان کی جاتی ہے۔ مسلمان کا جسم بمنزلہ طاق کے ہے اور اس کا دل چراغ وقندیل کی مانند ہے اور وحی خداوندی کے ذریعہ اس کو روشن کیا گیا ہے۔ نور علیٰ نور ایک زیتون کے تیل کی روشنی ہے۔ ایک آگ کی روشنی ہے۔ مسلمان میں ایک فطری استعداد ہے۔ پھر مزید روشنی وحی الٰہی سے حاصل ہوگئی۔

لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ الخ درخت اگر مغرب کی حدود کے بالکل قریب ہوتو اس پر جلدی سایہ آ جاتا ہے اور اگر مشرق کی حدود کے قریب ہوتو اس پر دھوپ جلدی نہیں لگتی۔ لہٰذا درمیان میں ہونے کی وجہ سے اس کو آفتاب کی حرارت زیادہ ملتی ہے۔ جس کی وجہ سے درخت بھی پائیدار ہوتا ہے اور اس کا تیل بھی زیادہ اچھا ہوتا ہے۔

فِيْ بُيُوْتٍ الخ بیوت سے یہاں مراد مساجد ہیں ان کی تطہیر اور ان میں عبادات کا اہتمام صبح وشام کرنا چاہیے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ الخ

یہاں سے کفار کی دو مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔ (۱) پہلی مثال یہ ہے کہ کفار جو دنیا میں کچھ اچھے کام کرتے ہیں یا برے کام، لیکن ان کو اچھا سمجھ کر کرتے ہیں تو گناہ والے اعمال تو ہوتے ہی مردود ہیں اور قیامت کے دن کے لیے بوجھ ہیں اور جو اچھے اعمال ہیں وہ بوجہ ایمان نہ ہونے کے قابل قبول نہیں ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کو شدید پیاس لگی ہو۔ دور سے اُسے چمکیلی ریت نظر آئے اور وہ دوڑتا ہانپتا وہاں پہنچ جائے اور وہاں ریت کے سوا کچھ بھی نہ ہو۔ پانی کا کوئی قطرہ نہ ہو۔ قیامت کے دن کفار کے اعمال کا یہی حشر ہوگا۔ (۲) اور دوسری مثال ان کی جہالت کی ہے کہ وہ جہالت کے ایسے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں پڑے ہوئے ہیں جیسے سمندر کی تہہ میں ہو، رات کا وقت ہو، اوپر سے بادل اور بخارات چھائے ہوئے ہوں تو ایسی صورت میں وہاں کچھ بھی نظر نہیں آ سکتا حتیٰ کہ اپنا ہاتھ جو آنکھوں کے قریب تر ہوتا ہے، وہ بھی نہیں نظر آتا۔ یہ لوگ کفر، شرک اور ظلم کے ایسے اندھیروں میں ہیں کہ ان کو حق بات نظر ہی نہیں آتی۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰفّٰتٍ ۖ كُلٌّ قَدْ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین کے رہنے والے اور پرند جو پر پھیلائے اڑتے ہیں سب اللہ کی

عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٤١﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

تسبیح کرتے ہیں ہر ایک نے اپنی تسبیح سمجھ رکھی ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ○ اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی

وَالْأَرْضِ ۖ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ﴿٤٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ

اللہ ہی کی ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ○ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادل کو چلاتا ہے پھر اسے ملاتا ہے

ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهِ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ

پھر اسے تہ بر تہ کرتا ہے پھر تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس کے بیچ میں سے نکلتی ہے اور آسمان سے جو ان میں اولوں کے

جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ ۖ يَكَادُ

پہاڑ ہیں ان میں سے اولے برساتا ہے پھر انہیں جس پر چاہتا ہے گراتا ہے اور جس سے چاہتا ہے روک لیتا ہے قریب ہے کہ

سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ﴿٤٣﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَعِبْرَةً

اس کی بجلی کی چمک آنکھوں کے لے جائے ○ اللہ ہی رات اور دن کو بدلتا ہے بیشک اس میں آنکھوں

لِأُولِي الْأَبْصَارِ ﴿٤٤﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَاءٍ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلٰى بَطْنِهِ ۚ

والوں کے لئے عبرت ہے ○ اور اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے بنایا ہے سو بعض ان میں سے اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں

وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلٰى أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللّٰهُ

اور بعض ان میں سے دو پاؤں پر چلتے ہیں اور بعض ان میں سے چار پاؤں پر چلتے ہیں اللہ جو چاہتا ہے

مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٥﴾ لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيٰتٍ مُبَيِّنٰتٍ ۚ وَاللّٰهُ

پیدا کرتا ہے بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○ البتہ ہم نے کھلی کھلی آیتیں نازل کر دی ہیں اور اللہ

يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٤٦﴾ وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُولِ

جسے چاہے سیدھے راستہ پر چلاتا ہے ○ اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے

وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيقٌ مِنْهُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ وَمَا أُولٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾

اور ہم فرمانبردار ہوگئے پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں ○

وَإِذَا دُعُوٓا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ﴿۴۸﴾ وَإِن يَكُن

اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تا کہ ان میں فیصلہ کرے تبھی ایک گروہ ان میں سے منہ موڑنے والے ہیں ○ اور اگر

لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوٓا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿۴۹﴾ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوٓا أَمْ يَخَافُونَ

انہیں حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف گردن جھکائے آتے ہیں ○ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں یا ڈرتے ہیں

أَن يَحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ ﴿۵۰﴾ إِنَّمَا كَانَ

اس سے کہ ان پر اللہ اور اس کا رسول ظلم کرے گا بلکہ وہی ظالم ہیں ○ مومنوں کی

قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوٓا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا

بات تو یہی ہوتی ہے جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ ان کے درمیان فیصلہ کرے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا

وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۵۱﴾ وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ

اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں ○ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے

فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُونَ ﴿۵۲﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ

بس وہی کامیاب ہونے والے ہیں ○ اور اللہ کی پکی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آپ انہیں حکم دیں تو سب کچھ چھوڑ کر نکل جائیں

قُل لَّا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۵۳﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ

کہہ دو قسمیں نہ کھاؤ دستور کے موافق فرمانبرداری چاہیئے بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہے ○ کہہ دو اللہ اور اس کے

وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن

رسول کی فرمانبرداری کرو پھر اگر منہ پھیرو گے تو پیغمبر پر تو وہی ہے جس کا وہ ذمہ دار ہے اور تم پر وہ ہے جو تمہارے ذمہ لازم کیا گیا ہے اور

تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِينُ ﴿۵۴﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ

اگر اس کی فرمانبرداری کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے ○ اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے

آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ

جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ انہیں ضرور ملک کی حکومت عطا کرے گا جیسا کہ ان سے

مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ

پہلوں کو عطا کی تھی اور ان کے لئے جس دین کو پسند کیا ہے اسے ضرور مستحکم کر دے گا اور البتہ ان کے خوف کو امن سے

اَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
بدل دے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے وہی
الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ
فاسق ہوں گے ○ اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر
تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۖ
رحم کیا جائے ○ کافروں کی نسبت یہ خیال نہ کر کہ ملک میں عاجز کر دیں گے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے
ع وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾
اور بہت ہی برا ٹھکانا ہے ○

افاداتِ محمود:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ الخ یہ وعدہ خلفاء راشدین کے دور میں پورا ہوا اور ایک ایک پیش گوئی حرف بہ حرف سچی ثابت ہوئی اور آئندہ امام مہدی اسی نہج پر حکومت کریں گے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

اے ایمان والو تمہارے غلام اور تمہارے وہ لڑکے جو ابھی بالغ نہیں ہوئے

وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ

تم سے ان تین وقتوں میں اجازت لے کر آیا کریں صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے

تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ ۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۛ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ

وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تین وقت تمہارے

لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ ۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ

پردوں کے ہیں ان کے بعد تم پر اور نہ ان پر کوئی الزام ہے تم آپس میں ایک دوسرے کے پاس

عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۵۸ وَاِذَا بَلَغَ

آنے جانے والے ہو اسی طرح اللہ تمہارے لئے آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے○ اور جب

الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ

تمہارے لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں انہیں بھی اجازت لے کر آنا چاہئے جس طرح کہ ان سے پہلے لوگ اجازت لے کر آتے ہیں اللہ

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۵۹ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ

اس طرح تمہارے لئے کھول کر احکام بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے○ اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں جو نکاح کی رغبت

نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ ۢ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ

نہیں رکھتیں ان پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ اپنے کپڑے اتار رکھیں بشرطیکہ زینت کا اظہار نہ کریں اور اس سے

يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۶۰ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى

بھی بچیں تو ان کے لئے بہتر ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے○ اندھے پر اور

الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ

لنگڑے پر اور بیمار پر اور خود تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ

بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

یا اپنے باپ کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے

اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
گھروں سے اور اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے
خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا
گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے تم پر کوئی گناہ نہیں کہ
جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ
مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ پھر جب گھروں میں داخل ہونا چاہو تو اپنے لوگوں پر سلام کیا کرو جو اللہ کی طرف سے
اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦١﴾ اِنَّمَا ع
مبارک اور عمدہ دعا ہے اسی طرح اللہ تمہارے لئے احکام بیان فرماتا ہے تا کہ تم سمجھو ○ مومن تو
الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ
وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور جب وہ اس کے ساتھ کسی جمع ہونے کے کام میں
لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
ہوتے ہیں تو چلے نہیں جاتے جب تک اس سے اجازت نہ لیں جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے
يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ
رسول پر ایمان لائے ہیں پھر جب تجھ سے اپنے کسی کام کے لئے اجازت مانگیں تو ان میں سے جسے تو چاہے
مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٢﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ
اجازت دے اور ان کے لئے اللہ سے بخشش کی دعا کر اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ○ رسول کے بلانے کو
الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ
آپس میں ایک دوسرے کے بلانے جیسا نہ سمجھو اللہ انہیں جانتا ہے جو تم میں سے چھپ کر
مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ
کھسک جاتے ہیں سو جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس سے ڈرنا چاہئے کہ ان پر کوئی آفت آئے
اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ
یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے ○ خبردار اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اسے معلوم ہے

مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ
جس حال پر تم ہو اور جس دن اس کی طرف پھیر لائے جائیں گے تو انہیں بتائے گا جو کچھ وہ کرتے تھے اور اللہ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾ ع ۱۵
ہر چیز کو جاننے والا ہے ○

آیاتها ۷۷ ۲۵ سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ۴۲ رکوعاتها ۶

سورۂ فرقان مکی ہے اور اس میں ۷۷ ستتر آیتیں اور ۶ چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ﴿١﴾ الَّذِيْ

وہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تا کہ تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو ○ وہ جس کی

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ

آسمانوں اور زمین میں سلطنت ہے اور اس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ کوئی سلطنت میں اس کا شریک ہے

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿٢﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ

اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اندازہ پر قائم کر دیا ○ اور انہوں نے اللہ کے سوا ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں

شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ

کر سکتے حالانکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور وہ اپنی ذات کے لئے نقصان اور نفع کے مالک نہیں اور موت

مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿٣﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ۨافْتَرٰىهُ

اور زندگی اور دوبارہ اٹھنے کے بھی مالک نہیں ○ اور کافر کہتے ہیں کہ یہ تو محض جھوٹ ہے جسے اس نے بنا لیا ہے

وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ﴿٤﴾ۚ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ

اور دوسرے لوگوں نے اس میں اس کی مدد کی ہے پس وہ بڑے ظلم اور جھوٹ پر اتر آئے ہیں ○ اور کہتے ہیں کہ پہلوں کی

الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٥﴾ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ

کہانیاں ہیں کہ جنہیں اس نے لکھ رکھا ہے پس وہی اس پر صبح اور شام پڑھی جاتی ہیں کہہ دو کہ اسے تو اس نے نازل کیا ہے جو

السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٦﴾ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ

آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں جانتا ہے بے شک وہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ○ اور کہتے ہیں اس رسول کو کیا

يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ

ہو گیا کہ کھانا کھاتا اور بازاروں میں پھرتا ہے اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا ہے کہ اس کے ساتھ وہ بھی

نَذِيرًا ۝۷ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ

ڈرانے والا ہوتا۞ یا اس کے پاس کوئی خزانہ آجاتا یا اس کے لئے باغ ہوتا جس میں سے کھاتا اور بے انصافوں نے کہا کہ

إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ۝۸ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ

تم تو بس ایک ایسے شخص کے تابع ہو گئے جس پر جادو کیا گیا ہے۞ دیکھو تو تمہارے لئے کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں

فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝۹ تَبَارَكَ الَّذِي إِن شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا ع

پس وہ ایسے گمراہ ہوئے کہ راستہ بھی نہیں پاسکتے۞ بڑی برکت ہے اس کی جو چاہے تو تیرے لئے اس سے بہتر

مِّن ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًا ۝۱۰ بَلْ كَذَّبُوا

باغ بنادے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں اور تیرے لئے محل بنادے۞ بلکہ انہوں نے تو

بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِمَن كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ۝۱۱ إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ

قیامت کو جھٹ سمجھ لیا ہے اور ہم نے اس کے لئے آگ تیار کی ہے جو قیامت کو جھٹلاتا ہے۞ جب وہ انہیں دور سے

بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ۝۱۲ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ

دیکھے گی تو اس کے جوش و خروش کی آواز سنیں گے۞ اور جب وہ اس کے کسی تنگ مکان میں جکڑ کر ڈال دیئے جائیں گے

دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝۱۳ لَّا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝۱۴

تو وہاں موت کو پکاریں گے۞ آج ایک موت کو نہ پکارو اور بہت سی موتوں کو پکارو۞

قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً

کہہ دو کیا یہ بہتر ہے یا وہ بہشت جو کہ پرہیزگاروں کے لئے وعدہ کیا گیا ہے جو ان کا بدلہ

وَمَصِيرًا ۝۱۵ لَّهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُولًا ۝۱۶

اور ٹھکانا ہوگی۞ وہاں انہیں جو چاہیں گے ملے گا وہ اسمیں ہمیشہ رہیں گے یہ وعدہ تیرے رب کے ذمہ ہے جو قابل درخواست ہے۞

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي

اور جس دن انہیں اور ان کے معبودوں کو جمع کرے گا جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے تو فرمائے گا کیا تم ہی نے میرے

هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ۝۱۷ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا أَن

ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا وہ خود راستہ بھول گئے تھے۞ کہیں گے تو پاک ہے ہمیں یہ کب لائق تھا کہ

نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا

تیرے سوا کسی اور کو کارساز بناتے لیکن تو نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو یہاں تک آسودگی دی تھی

الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ

وہ یاد کرنا بھول گئے اور یہ لوگ تباہ ہونیوالے تھے ○ سو تمہارے معبودوں نے تمہاری باتوں میں تمہیں جھٹلا دیا سو تم نہ تو

صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

ٹال سکتے ہو اور نہ مدد دے سکتے ہو اور جو تم میں سے ظلم کرے گا ہم اسے بڑا عذاب چکھائیں گے ○ اور ہم نے

قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِى الْاَسْوَاقِ ؕ

تجھ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾ ع ۲

اور ہم نے تمہیں ایک دوسرے کے لئے آزمائش بنایا کیا تم ثابت قدم رہتے ہو اور تیرا رب سب کچھ دیکھنے والا ہے ○

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ أَوْ نَرٰى

اور ان لوگوں نے کہا جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہ بھیجے گئے یا ہم اپنے رب کو

رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيرًا ﴿٢١﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى

دیکھ لیتے البتہ انہوں نے اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھ لیا ہے اور بہت بڑی سرکشی کی ہے ۝ جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے

يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا ﴿٢٢﴾ وَقَدِمْنَا إِلٰى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ

اس دن مجرموں کے لئے کوئی خوشی نہیں ہوگی اور کہیں گے آڑ کر دی جائے ۝ اور جو عمل انہوں نے کئے تھے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے

فَجَعَلْنٰهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا ﴿٢٣﴾ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّأَحْسَنُ

پھر انہیں اڑتی ہوئی خاک کر دیں گے ۝ اس دن بہشتیوں کا ٹھکانا بہتر ہوگا اور دوپہر کی آرامگاہ بھی عمدہ

مَقِيلًا ﴿٢٤﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيلًا ﴿٢٥﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذِ

ہوگی ۝ اور جس دن آسمان بادل سے پھٹ جائے گا اور فرشتے بکثرت اتارے جائیں گے ۝ اس دن کی حقیقی

الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِينَ عَسِيرًا ﴿٢٦﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ

حکومت رحمٰن ہی کی ہوگی اور وہ دن کافروں پر بڑا سخت ہوگا ۝ اور اس دن ظالم اپنے

عَلٰى يَدَيْهِ يَقُولُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿٢٧﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي

ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا کہے گا اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا ۝ ہائے میری شامت کاش میں نے

لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ

فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا ۝ اسی نے تو نصیحت کے آنے کے بعد مجھے بہکا دیا اور

الشَّيْطٰنُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُولُ يٰرَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا

شیطان تو انسان کو رسوا کرنے والا ہی ہے ۝ اور رسول کہے گا اے میرے رب بیشک میری قوم نے اس

الْقُرْاٰنَ مَهْجُورًا ﴿٣٠﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ وَكَفٰى

قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا ۝ اور ہم اسی طرح مجرموں کو ہر ایک نبی کا دشمن بناتے رہے ہیں اور ہدایت کرنے

بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيرًا ﴿٣١﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً

اور مدد کرنے کے لئے تیرا رب کافی ہے ۝ اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر یکبارگی قرآن کیوں نازل نہیں

وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ

کیا گیا اسی طرح اتارا گیا تا کہ ہم اس سے تیرے دل کو اطمینان دیں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھ سنایا۔ اور جو انوکھی بات

اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿٣٣﴾ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ

تیرے سامنے لائیں گے ہم بھی تمہیں اس کا بہت ٹھیک جواب اور بہت عمدہ حل بتائیں گے۔ جو لوگ مونہوں کے بل گھسیٹ کر جہنم میں

اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

ڈالے جائیں گے یہی برے درجے والے ہیں اور بہت ہی بڑے گمراہ ہیں۔ اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب دی

وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿٣٥﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

اور ہم نے اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو وزیر بنایا۔ پھر ہم نے کہا تم دونوں ان لوگوں کی طرف جاؤ جنہوں نے ہماری آیتیں

بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿٣٦﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ

جھٹلائی ہیں پھر ہم نے انہیں جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اور نوح کی قوم کو بھی جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور ہم نے

لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٣٧﴾ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ

انہیں لوگوں کے لئے نشانی بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔ اور عاد اور ثمود اور کنوئیں

الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿٣٨﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا

والوں کو بھی اور بہت سے دور جو ان کے درمیان تھے۔ اور ہم نے ہر ایک کو مثالیں دے کر سمجھایا تھا اور سب کو ہم نے

تَتْبِيْرًا ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا

ہلاک کر دیا۔ اور یہ اس بستی پر بھی گزرے ہیں جس پر بری طرح پتھر برسائے گئے سو کیا یہ لوگ اسے

يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿٤٠﴾ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا

دیکھتے نہیں رہتے بلکہ یہ لوگ مر کر زندہ ہونے کی امید ہی نہیں رکھتے۔ اور جب یہ لوگ تمہیں دیکھتے ہیں تو بس تم سے مذاق کرنے لگتے ہیں

اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿٤١﴾ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا

کیا یہی ہے جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا۔ اس نے تو ہمیں ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر

عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٤٢﴾ اَرَءَيْتَ مَنِ

قائم نہ رہتے اور انہیں جلدی معلوم ہو جائے گا جب عذاب دیکھیں گے کہ کون شخص گمراہ تھا۔ کیا تم نے اس

اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوٰىهُ ؕ أَفَأَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ

شخص کو دیکھا جس نے اپنا خدا خواہشات نفسانی کو بنا رکھا ہے پھر کیا تو اس کا ذمہ دار ہو سکتا ہے ○ یا تو خیال کرتا ہے کہ اکثر ان میں سے

أَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ أَلَمْ تَرَ إِلٰى رَبِّكَ ع

سنتے یا سمجھتے ہیں یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں ○ کیا تو نے اپنے رب کی طرف

كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾

نہیں دیکھا کہ اس نے سایہ کو کیسے پھیلایا ہے اور اگر چاہتا تو اسے ٹھہرا رکھتا پھر ہم نے سورج کو اس کا سبب بنا دیا ہے ○

ثُمَّ قَبَضْنٰهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ

پھر ہم اسے آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹتے ہیں ○ اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو اوڑھنا اور نیند کو

سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ

راحت بنا دیا اور دن چلنے پھرنے کے لئے بنایا ○ اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری لانے والی ہوائیں

رَحْمَتِهٖ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِيَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا

چلاتا ہے اور ہم نے آسمان سے پاک پانی نازل فرمایا ○ تاکہ ہم اس سے مرے ہوئے شہر کو زندہ کریں اور اسے اپنی

خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَّأَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَأَبٰى أَكْثَرُ

پیدا کی ہوئی چیزوں، چارپایوں اور بہت سے آدمیوں کو پلائیں ○ اور ہم نے اسے لوگوں میں بانٹ دیا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں پس

النَّاسِ إِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ

بہت سے آدمی ناشکری کئے بغیر نہ رہے ○ اور اگر ہم چاہتے تو ہر گاؤں میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتے ○ پس کافروں کا

الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ

کہا نہ مان اور اس کے ساتھ بڑے زور سے ان کا مقابلہ کر ○ اور وہی ہے جس نے دریاؤں کو آپس میں ملا دیا یہ میٹھا

فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

خوشگوار ہے اور یہ کھاری کڑوا ہے اور ان دونوں میں ایک پردہ اور مستحکم آڑ بنا دی ○ اور وہی ہے جس نے

خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ وَيَعْبُدُوْنَ

انسان کو پانی سے پیدا کیا پھر اس کے لئے رشتہ نسب اور دامادی قائم کیا اور تیرا رب ہر چیز پر قادر ہے ○ اور وہ اللہ کے سوا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ

ایسے کو پوجتے ہیں جو انہیں نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور کافر اپنے رب کی طرف

ظَهِيْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

پیٹھ پھیرنے والا ہے○ اور ہم نے تمہیں محض خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے○ کہہ دو میں اس پر تم سے کوئی مزدوری

اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ

نہیں مانگتا مگر جو شخص اپنے رب کی طرف راستہ معلوم کرنا چاہے○ اور تم اس زندہ خدا پر بھروسہ رکھو جو کبھی نہ مرے گا

وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۗ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور اس کی تسبیح اور حمد کرتے رہو اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے○ جس نے آسمان

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۛ اَلرَّحْمٰنُ

اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے چھ دن میں بنایا پھر عرش پر قائم ہوا وہ رحمٰن ہے

فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ

پس اس کی شان کسی خبردار سے پوچھو○ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں رحمٰن کیا ہے کہ ہم اسے سجدہ کریں جس کے لئے

لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ

تو کہہ دے اور اس سے انہیں اور زیادہ نفرت ہوتی ہے○ بڑا برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں ستارے بنائے اور اس میں

فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿۶۱﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ

چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا○ اور وہی ہے جس نے رات اور دن کیے دیگرے آنے والے بنائے

اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ

یہ اس کے لئے ہے جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے○ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں

هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا

چلتے ہیں اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں سلام ہے○ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر

وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا

رات گزارتے ہیں○ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے بے شک اس کا عذاب

كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَالَّذِيْنَ إِذَآ أَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا

پوری تباہی ہے ○ بے شک وہ برا ٹھکانا اور بری قیام گاہ ہے ○ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے

وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا

اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے ○ اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں

اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ

پکارتے اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے اور زنا نہیں کرتے اور جس

يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ

شخص نے یہ کیا وہ گناہ میں جا پڑا ○ قیامت کے دن اسے دگنا عذاب ہوگا اور اس میں ذلیل ہو کر

مُهَانًا ﴿۶۹﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ

پڑا رہے گا ○ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیے سو انہیں اللہ برائیوں کی جگہ

حَسَنٰتٍ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهٗ يَتُوْبُ

بھلائیاں بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کیے تو وہ اللہ کی طرف

إِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾

رجوع کرتا ہے ○ اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گزریں تو شریفانہ طور سے گزرتے ہیں ○

وَالَّذِيْنَ إِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ

اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے ○ اور وہ جو

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا ﴿۷۴﴾

کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے ○

أُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ

یہی لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالاخانے دیئے جائیں گے اور ان کا وہاں دعا اور سلام سے استقبال کیا جائے گا ○ اس میں

فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ

ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ٹھہرنے اور رہنے کی خوب جگہ ہے ○ کہہ دو میرا رب تمہاری پروا نہیں کرتا اگر تم اسے نہ پکارو سو تم

كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝ ع

جھٹلا تو چکے ہو پھر اب تو اس کا وبال پڑ کر رہے گا ۝

افاداتِ محمود:

یہ مکی سورت ہے ۷۷ آیات اور ۶ رکوع ہیں۔ اس سورت میں تذکیر بالاء اللہ ہے۔ بعض اقوام کے عذاب کا ذکر ہے اور بعض لوگوں کے وجوہ کفر کو بھی ذکر فرمایا گیا جن میں نبی کی بشریت کا انکار بھی شامل ہے۔ اَصْحٰبَ الرَّسِّ یہ ایک قوم تھی ان کی طرف رسول کو بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے اس رسولؑ کو کنویں میں بند کر دیا جس کی وجہ سے عذاب خداوندی کے مستحق ہوئے اور عذاب نے ان کو آلیا۔ اسی وقت رسولؑ کو خلاصی نصیب ہوئی۔

جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوْجًا الخ

بروج سے یا فرشتوں کے راستے مراد ہیں یا ستارے مراد ہیں۔ رہی یہ بات کہ علم ہیئت والوں نے جو ۱۲ برج لکھے ہیں سو ان کا اسلام اور عقائد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ واللہ اعلم

رکوعاتہا ۱۱ (۲۶) سُورَةُ الشُّعَرَاءِ مَكِّيَّةٌ (۴۷) آیاتہا ۲۲۷

آیتیں ۲۲۷ سورۃ شعرا مکی ہے رکوع ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾

یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں ○ شاید تو اپنی جان ہلاک کرنے والا ہے اس لئے کہ وہ ایمان نہیں لاتے ○

اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿۴﴾ وَمَا

اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایسی نشانی نازل کریں کہ اس کے آگے ان کی گردنیں جھک جائیں ○ اور

يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ﴿۵﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْا

ان کے پاس رحمٰن کی طرف سے کوئی نئی بات نصیحت کی ایسی نہیں آئی کہ وہ اس سے منہ نہ موڑ لیتے ہوں ○ سو یہ جھٹلا تو چکے

فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا

اب ان کے پاس اس چیز کی حقیقت آئے گی جس پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے ○ کیا وہ زمین کو نہیں دیکھتے ہم نے اس میں

فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

ہر ایک قسم کی کتنی عمدہ چیزیں اگائی ہیں ○ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان

ع مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۹﴾ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ

لانے والے نہیں ○ اور بیشک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے ○ اور جب تیرے رب نے موسیٰ کو پکارا کہ

ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۭ اَلَا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ

اس ظالم قوم کے پاس جا ○ فرعون کی قوم کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں ○ عرض کی اے میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ مجھے

يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۱۲﴾ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَهُمْ

جھٹلا دیں ○ اور میرا سینہ تنگ ہو جائے اور میری زبان نہ چلے پس ہارون کو پیغام دے ○ اور میرے ذمہ ان کا

عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾

ایک گناہ بھی ہے سو میں ڈرتا ہوں کہ مجھے مار نہ ڈالیں ○ فرمایا ہرگز نہیں تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ سننے والے ہیں ○

فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿۱۶﴾ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيٓ

سو فرعون کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم پروردگار عالم کا پیغام لے کر آئے ہیں○ یہ کہ ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو

إِسْرَآءِيلَ ﴿۱۷﴾ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَّلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ﴿۱۸﴾

بھیج دے○ کہا کیا ہم نے تمہیں بچپن میں پرورش نہیں کیا اور تو نے ہم میں اپنی عمر کے کئی سال گزارے○

وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَآ إِذًا وَّأَنَا

اور تو اپنا وہ کرتوت کر گیا جو کر گیا اور تو ناشکروں میں سے ہے○ کہا جب میں نے وہ کام کیا تھا تو میں

مِنَ الضَّآلِّينَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَّجَعَلَنِي مِنَ

بے خبر تھا○ پھر میں تم سے تمہارے ڈر کے مارے بھاگ گیا تب مجھے میرے رب نے دانائی عطا کی اور مجھے

الْمُرْسَلِينَ ﴿۲۱﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ﴿۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ

رسول بنایا○ اور یہ احسان جو تو مجھ پر رکھتا ہے اسی لئے تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے○ فرعون نے کہا

وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِينَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ

رب العلمین کیا چیز ہے○ فرمایا آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے اگر تمہیں

مُّوقِنِينَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُٓ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَآئِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿۲۶﴾

یقین آئے○ اپنے گرد والوں سے کہا کیا تم سنتے نہیں ہو○ فرمایا تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے○

قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِيٓ أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

کہا بے شک تمہارا رسول جو تمہارے پاس بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے○ فرمایا مشرق اور مغرب اور جو ان کے

وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ

درمیان ہے سب کا پروردگار ہے اگر تم عقل رکھتے ہو○ کہا اگر تو نے میرے سوا اور کوئی معبود بنایا تو تمہیں

مِنَ الْمَسْجُونِينَ ﴿۲۹﴾ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِينٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَأْتِ بِهِٓ إِنْ كُنْتَ

قید میں ڈال دوں گا○ فرمایا اگرچہ میں تیرے پاس ایک روشن چیز لے آؤں○ کہا اگر تو سچا ہے

مِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿۳۱﴾ فَأَلْقٰى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ

تو وہ چیز لا○ پھر اس نے اپنا عصا ڈال دیا سو اسی وقت وہ صریح اژدہا ہو گیا○ اور اپنا ہاتھ نکالا سو اسی وقت

ع بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ

وہ دیکھنے والوں کو چمکتا ہوا دکھائی دیا ○ اپنے گرد کے سرداروں سے کہا کہ بیشک یہ بڑا ماہر جادوگر ہے ○ چاہتا ہے کہ تمہیں تمہارے

مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِى الْمَدَآئِنِ

دیس سے اپنے جادو کے زور سے نکال دے پھر تم کیا رائے دیتے ہو ○ کہا اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دو اور شہروں میں چپڑاسیوں کو

حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ

بھیج دیجئے ○ کہ تیرے پاس بڑے ماہر جادوگروں کو لے آئیں ○ پھر سب جادوگر ایک مقرر دن پر جمع کئے گئے ○ اور لوگوں سے

لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾

کہا گیا کیا تم بھی اکٹھے ہوتے ہو ○ تاکہ اگر جادوگر غالب آجائیں تو ہم انہیں کی راہ پر رہیں ○

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾

پھر جب جادوگر آئے تو فرعون سے کہا کہ اگر ہم غالب آگئے تو کیا ہمیں کوئی بڑا انعام ملے گا ○

قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ

کہا ہاں اور بیشک تم اس وقت مقربوں میں داخل ہو جاؤ گے ○ موسیٰ نے ان سے کہا ڈالو جو تم

مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾

ڈالتے ہو ○ پھر انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈال دیں اور کہا فرعون کے اقبال سے ہماری فتح ہے ○

فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾

پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا پھر وہ فوراً ہی نگلنے لگا جو انہوں نے جھوٹ بنایا تھا ○ پھر جادوگر سجدے میں گر پڑے ○

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ

کہا ہم رب العالمین پر ایمان لائے ○ جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے ○ کہا کیا تم میری اجازت سے پہلے ہی ایمان

اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ لَاُقَطِّعَنَّ

لے آئے بیشک وہ تمہارا استاد ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے سو تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا البتہ میں تمہارا ایک

اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ اِنَّآ

طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ دوں گا اور تم سب کو سولی پر چڑھا دوں گا ○ کہا کچھ حرج نہیں بیشک

اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَآ اَنْ کُنَّآ اَوَّلَ

ہم اپنے رب کے پاس پہنچنے والے ہوں گے ○ ہمیں امید ہے کہ ہمارا رب ہمارے گناہوں کو معاف کر دے گا اس لئے کہ ہم سب سے پہلے

الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۱﴾ وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ ع ۱۸

ایمان لانے والے ہیں ○ اور ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو رات کو لے نکل البتہ پیچھا کیا جائے گا ○

فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِیْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ اِنَّهُمْ

پھر فرعون نے شہروں میں چپڑاسی بھیجے ○ کہ یہ ایک تھوڑی سی جماعت ہے ○ اور انہوں نے

لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ اِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّ كُنُوْزٍ

ہمیں بہت غصہ دلایا ہے ○ اور بیشک ہم سب ہتھیار بند ہیں ○ پھر ہم نے انہیں باغوں اور چشموں سے نکال باہر کیا ○ اور خزانوں

وَّ مَقَامٍ كَرِیْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ وَ اَوْرَثْنٰهَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِیْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا

اور عمدہ مکانوں سے ○ اسی طرح ہوا اور ہم نے ان چیزوں کا بنی اسرائیل کو وارث بنایا ○ پھر سورج نکلنے کے وقت ان کے پیچھے پڑے ○ پھر جب

تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓی اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ

دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا ہم تو پکڑے گئے ○ کہا ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے

سَیَهْدِیْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ

وہ مجھے راہ بتائے گا ○ پھر ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ اپنی لاٹھی کو دریا پر مار پھر پھٹ گیا پھر ہر ٹکڑا

كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ﴿۶۳﴾ وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۴﴾ وَ اَنْجَیْنَا مُوْسٰی

بڑے ٹیلے کی طرح ہو گیا ○ اور ہم نے اس جگہ دوسروں کو پہنچا دیا ○ اور ہم نے موسیٰ کو سے

وَ مَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِیْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ

اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو نجات دی ○ پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا ○ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں

اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۶۷﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۶۸﴾ وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ ﴿۶۹﴾ ع ۱۷

اکثر ایمان لانے والے نہیں ○ اور بے شک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے ○ اور انہیں ابراہیم کی خبر سنا دے ○

اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا

جب اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس کو پوجتے ہو ○ کہنے لگے ہم بتوں کو پوجتے ہیں پھر انہیں کے

عٰكِفِيْنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾

گرد رہا کرتے ہیں ○ کہا کیا وہ تمہاری بات سنتے ہیں جب تم پکارتے ہو ○ یا تمہیں کچھ نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں ○

قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾

کہنے لگے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا کرتے پایا ہے ○ کہا کیا تمہیں خبر ہے جنہیں تم پوجتے ہو ○

اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۷﴾ الَّذِيْ

تم اور تمہارے پہلے باپ دادا جنہیں پوجتے تھے ○ سو وہ سوائے رب العالمین کے میرے دشمن ہیں ○ جس نے

خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ

مجھے پیدا کیا پھر وہی مجھے راستہ دکھاتا ہے ○ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے ○ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی

يَشْفِيْنِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ

مجھے شفا دیتا ہے ○ اور وہ جو مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا ○ اور وہ جو مجھے امید ہے کہ میرے گناہ قیامت کے دن مجھے

يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ

بخش دے گا ○ اے میرے رب مجھے کمال علم عطا فرما اور مجھے نیکوں کے ساتھ شامل کر ○ اور آیندہ آنے والی نسلوں میں

صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ

میرا ذکر خیر باقی رکھ ○ اور مجھے نعمت کے باغ کے وارثوں میں کر دے ○ اور میرے باپ کو بخش دے کہ

مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾

وہ گمراہوں میں سے تھا ○ اور مجھے ذلیل نہ کر جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے ○ جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دے گی ○

اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ

مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آیا ○ اور پرہیزگاروں کے لئے جنت قریب لائی جائے گی ○ اور دوزخ سرکشوں کے لئے

لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ

ظاہر کی جائے گی ○ اور انہیں کہا جائے گا کہاں ہیں جنہیں تم پوجتے تھے ○ اللہ کے سوا کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں

اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾

یا بدلہ لے سکتے ہیں ○ پھر وہ اور سب گمراہ اس میں اوندھے ڈال دیئے جائیں گے ○ اور شیطان کے سارے لشکروں کو بھی ○

قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ

اور وہ وہاں آپس میں جھگڑتے ہوئے کہیں گے ○ اللہ کی قسم بیشک ہم صریح گمراہی میں تھے ○ جب ہم تمہیں رب العالمین کے

بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيْقٍ

برابر کیا کرتے تھے ○ اور ہمیں ان بدکاروں کے سوا کسی نے گمراہ نہیں کیا ○ پھر کوئی ہماری سفارش کرنے والا نہیں ○ اور نہ کوئی مخلص

حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا

دوست ہے ○ پھر اگر ہمیں دوبارہ جانا ملے تو ہم ایمان والوں میں شامل ہوں ○ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں

كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ع

اکثر ایمان لانے والے نہیں ○ اور بیشک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے ○ نوح کی قوم نے

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾

پیغمبروں کو جھٹلایا ○ جب ان کے بھائی نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ○ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں ○

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ

پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس رب العالمین کے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

ذمہ ہے ○ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○ انہوں نے کہا کیا ہم تجھ پر ایمان لائیں حالانکہ تیرے تابع تو کمینے لوگ ہوئے ہیں ○

قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

کہا اور مجھے کیا خبر کہ وہ کیا کرتے تھے ○ ان کا حساب تو میرے رب ہی کے ذمہ ہے کاش کہ تم سمجھتے ○

وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ

اور ایمان والوں کو دور کرنے والا نہیں ہوں ○ میں تو بس کھول کر ڈرانے والا ہوں ○ کہنے لگے اے نوح اگر تو

يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ النصف فَافْتَحْ بَيْنِيْ

باز نہ آیا تو ضرور سنگسار کیا جائے گا ○ کہا اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے ○ پس تو میرے

وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ

اور ان کے درمیان فیصلہ ہی کر دے اور مجھے اور جو میرے ساتھ ایمان والے ہیں نجات دے ○ پھر ہم نے اسے اور جو

فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ﴿۱۲۰﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا

اس کے ساتھ بھری کشتی میں تھے بچالیا ○ پھر ہم نے اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کردیا ○ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور

كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۱﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۲۳﴾ ع

ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ○ اور بیشک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے ○ قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا ○

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۲۴﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا

جب ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا کہ تم کیوں نہیں ڈرتے ○ البتہ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں ○ پس اللہ سے

اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۲۷﴾

ڈرو اور میرا کہا مانو ○ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے ○

أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿۱۲۹﴾

کیا تم ہر اونچی زمین پر کھیلنے کے لئے ایک نشان بناتے ہو ○ اور بڑے بڑے محل بناتے ہو شاید کہ تم ہمیشہ رہو گے ○

وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ

اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو بڑی سختی سے پکڑتے ہو ○ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○ اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی ہے

بِمَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۳۲﴾ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ﴿۱۳۳﴾ وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۱۳۴﴾ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ

جنہیں تم بھی جانتے ہو ○ چارپایوں اور اولاد سے ○ اور باغوں اور چشموں سے تمہیں مدد دی ○ میں تم پر ایک بڑے دن کے

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِينَ ﴿۱۳۶﴾

عذاب سے ڈرتا ہوں ○ کہنے لگے تو نصیحت کر یا نہ کر ہمارے لئے سب برابر ہے ○

إِنْ هَٰذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۗ إِنَّ

یہ تو بس پہلے لوگوں کی ایک عادت ہے ○ اور ہمیں عذاب نہیں ہوگا ○ پھر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا تب ہم نے انہیں ہلاک کردیا البتہ

فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۹﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۴۰﴾ ع

اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان والے نہیں ○ اور بیشک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے ○

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۴۱﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۴۲﴾ إِنِّي

قوم ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا ○ جب ان سے ان کے بھائی صالح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ○ میں

لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں○ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو○ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِيْ جَنّٰتٍ

میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے○ کیا تمہیں ان چیزوں میں یہاں بے فکری سے رہنے دیا جائے گا○ یعنی باغوں

وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا

اور چشموں میں○ اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا خوشہ ملائم ہے○ اور تم پہاڑوں کو تراش کر تکلف کے گھر

فٰرِهِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا تُطِيْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِيْنَ

بناتے ہو○ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو○ اور ان حد سے نکلنے والوں کا کہا مت مانو○ جو

يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے○ کہنے لگے تم پر تو کسی نے جادو کیا ہے○

مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هٰذِهٖ

تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے سو کوئی نشانی لے کر آ اگر تو سچا ہے○ کہا یہ

نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ

اونٹنی ہے اس کے پینے کا ایک دن ہے اور ایک دن معین تمہارے پینے کے لئے ہے○ اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگا ورنہ تمہیں

عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ

بڑے دن کا عذاب آ پکڑے گا○ سو انہوں نے اس کے پاؤں کاٹ ڈالے پھر پشیمان ہوئے○ پھر انہیں عذاب نے آ پکڑا

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۚ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں○ اور بے شک تیرا رب زبردست

الرَّحِيْمُ ﴿۱۵۹﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ ع

رحم کرنے والا ہے○ لوط کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا○ جب انہیں ان کے بھائی لوط نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں○

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں○ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو○ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُونَ

میری مزدوری تو بس اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے○ کیا تم دنیا کے لوگوں میں لڑکوں پر گرے پڑتے ہو○ اور تمہارے رب نے

مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ

جو تمہارے لئے بیویاں پیدا کردی ہیں انہیں چھوڑ دیتے ہو بلکہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو○ کہنے لگے

تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ

اے لوط اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو ضرور تو نکال دیا جائے گا○ کہا میں تو تمہارے کام سے سخت بیزار ہوں○ اے میرے رب

نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي

مجھے اور میرے گھر والوں کو اس کے وبال سے نجات دے جو وہ کرتے ہیں○ پھر ہم نے اسے اور اس کے سارے کنبے کو بچالیا○ مگر ایک بڑھیا

الْغَابِرِينَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٧٢﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ

جو پیچھے رہ گئی تھی○ پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کردیا○ اور ہم نے ان مینہ برسایا پھر ڈرائے ہوؤں پر

الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ

برا مینہ برسا○ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں○ اور بیشک

رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ ع

تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے○ بن والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا○ جب ان سے شعیب نے کہا

أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

کیا تم ڈرتے نہیں○ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں○ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو○ اور میں تم سے اس پر کوئی

مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٠﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ

مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے○ پیمانہ پورا دو اور نقصان دینے والے

الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ

نہ بنو○ اور صحیح ترازو سے تولا کرو○ اور لوگوں کو ان کی چیز کم کرکے نہ دو

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾

اور ملک میں فساد مچاتے نہ پھرو○ اور اس سے ڈرو جس نے تمہیں اور پہلی خلقت کو بنایا○

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ

کہنے لگے تم پر تو کسی نے جادو کر دیا ○ اور تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے اور ہمارے خیال میں

لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾

تو تو جھوٹا ہے ○ سو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے اگر تو سچا ہے ○

قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ

کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ○ پھر اسے جھٹلایا پھر انہیں سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا بیشک

كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۰﴾

وہ بڑے دن کا عذاب تھا ○ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ○

ع وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۹۱﴾ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ

اور بے شک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے ○ اور یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے ○ اسے امانت دار

الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰي قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾

فرشتہ لے کر آیا ہے ○ تیرے دل پر تاکہ تو ڈرانے والوں میں سے ہو ○ صاف عربی زبان میں ○

وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰۗؤُا

اور البتہ اس کی خبر پہلوں کی کتابوں میں بھی ہے ○ کیا ان کے لئے نشانی کافی نہیں کہ اسے بنی اسرائیل کے علماء بھی

بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰي بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا

جانتے ہیں ○ اور اگر ہم اسے کسی عجمی پر نازل کرتے ○ پھر وہ اسے ان کے سامنے پڑھتا

كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

تو بھی ایمان نہ لاتے ○ اسی طرح ہم نے اس انکار کو گنہگاروں کے دل میں ڈال رکھا ہے ○ وہ دردناک عذاب

حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ

دیکھے بغیر اس پر ایمان نہیں لائیں گے ○ پھر وہ ان پر اچانک آئے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی ○ پھر کہیں گے کیا

نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ

ہمیں مہلت مل سکتی ہے ○ کیا ہمارے عذاب کو جلد چاہتے ہیں ○ بھلا دیکھ اگر ہم انہیں چند سال فائدہ اٹھانے دیں ○ پھر

جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا

ان کے پاس وہ عذاب آئے جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں○ تو جو انہوں نے فائدہ اٹھایا ہے کیا انکے کچھ کام بھی آئے گا○ اور ہم نے ایسی

مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ

کوئی بستی ہلاک نہیں کی جس کے لئے ڈرانے والے نہ آئے ہوں○ نصیحت دینے کے لئے اور ہم ظالم نہیں تھے○ اور قرآن کو شیطان

الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾

لے کر نہیں نازل ہوئے○ اور نہ یہ ان کا کام ہے اور نہ وہ اسے کر سکتے ہیں○ وہ تو سننے کی جگہ سے بھی دور کر دیئے گئے ہیں○

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ

سو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار ورنہ تو بھی عذاب میں مبتلا ہو جائے گا○ اور اپنے قریب کے

الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ

رشتہ داروں کو ڈرا○ اور جو ایمان لانے والے تیرے ساتھ ہیں ان کے لئے اپنا بازو جھکائے رکھ○ پھر اگر

عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ

تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے میں تمہارے کام سے بیزار ہوں○ اور زبردست رحم والے پر بھروسہ کر○ جو

يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ

تجھے دیکھتا ہے جب تو اٹھتا ہے○ اور نمازیوں میں تیری نشست و برخاست دیکھتا ہے○ بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے○ کیا

اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ

میں تمہیں بتاؤں شیطان کس پر اترتے ہیں○ ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں○ وہ سنی ہوئی باتیں پہنچاتے ہیں

وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ

اور اکثر ان میں سے جھوٹے ہوتے ہیں○ اور شاعروں کی پیروی تو گمراہ ہی کرتے ہیں○ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر

يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

میدان میں بھٹکتے پھرتے ہیں○ اور وہ جو کہتے ہیں کرتے نہیں○ مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک

الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۭ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ

کام کئے اور اللہ کو بہت یاد کیا اور مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا اور ظالموں کو

ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ ع ۱۵

ابھی معلوم ہو جائے گا کہ کس کروٹ پر پڑتے ہیں○

افاداتِ محمود:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر فرعون کے پاس بھیجا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی خدائی جھٹلائی تو فرعون کو غصہ آیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگا کہ کیا آپ کی پرورش میرے گھر میں نہیں ہوئی اور تو ہمارے گھر میں پلا بڑھا نہیں ہے؟ کہ اب مجھ کو سمجھانے آیا جبکہ تو ہماری قوم کا ایک شخص بھی قتل کر چکا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں باتوں کا الگ الگ جواب دیا ہے۔ (۱) قتل خطاء کا جواب تو یہ دیا کہ جس وقت مجھ سے یہ غلطی سرزد ہوگئی تھی اس وقت میں امور تشریعیہ سے بالکل ناواقف تھا اور مجھ کو نبوت کی نعمت ہنوز عطا نہ ہوئی تھی اور جب غلطی کا احساس ہوا تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی۔ قال رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی فغفرله الخ اللہ تعالیٰ نے وہ غلطی معاف فرمائی (۲) اور فرعون کے گھر میں پرورش پانے، بڑھنے اور پلنے کے متعلق بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے الزامی جواب دیا کہ عجیب بات ہے کہ تیرے گھر میں میری پرورش اور چند روٹیاں جو تیرے گھر میں میں نے کھائی ہیں وہ تجھ کو یاد ہیں لیکن تو نے جو میری پوری قوم بنی اسرائیل کو غلام بنایا اور ہزاروں معصوم بچوں کو تہ تیغ کیا ان کو بھول گیا؟ اور ہزاروں مردوں عورتوں کو رات دن ظلم کا تختہ مشق بنائے رکھا۔ ان کا تجھے خیال نہیں آیا؟

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾ لفظ ما کے ذریعہ کسی چیز کی حقیقت و ماہیت کا سوال ہوتا ہے۔ فرعون نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ذات خداوند کے متعلق سوال کیا لیکن انبیاءؑ کا جواب ہمیشہ حکمت و تدبر، دین و دنیا کے اعتبار سے بہتر بات پر مشتمل ہوتا ہے۔ لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگے جواب میں اوصاف خداوندی کو بیان فرمایا جو ربوبیت رب کی علامات و علل ہیں۔

وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ بعض مفسرین کے ہاں اس آیت سے مراد یہ ہے کہ آپ نمازیوں میں الٹتے پلٹتے ہیں یعنی نمازیوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور ان کے ارکان نماز کی نگرانی فرماتے ہیں۔ بعض مفسرینؒ نے ساجدین سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد مراد لیے ہیں یعنی آپ کا نور ایک صلب سے دوسرے صلب میں جب منتقل ہو رہا تھا تو اللہ تعالیٰ اس بات کو دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا فرمایا اور بعد میں آپ رسول و نبی بنائے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جن جن واسطوں اور پشتوں سے منتقل ہوتا چلا آیا ان میں کسی نے زنا کا ارتکاب نہیں کیا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لیس فی اٰبائی من لدن اٰدم سفاح بل کلنا نکاح (ابن مردویہ)

حضرت آدمؑ سے لے کر میرے والد تک میرے آباء واجداد میں کسی نے زنا کا ارتکاب نہیں کیا، بلکہ سب

نکاح کیا کرتے تھے۔

بعض لوگوں نے مندرجہ بالا آیت سے حضورؐ کے والدین کے مسلمان ہونے پر استدلال کیا ہے، لیکن ضابطہ یہ ہے کہ نبی کی نبوت کے لیے والدین کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے۔

وَالشُّعَرَاۗءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾

اکثر و بیشتر شعراء کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ تخیلات کی دنیا آباد کر کے اور جھوٹ کے فسانے لوگوں کو سنا کر اور تخیل کے عجائبات دکھا کر لوگوں سے خوب داد وصول کریں اور محفل گرم رکھیں۔ اکثر مضامین مبنی پر کذب و تخیلات ہوتے ہیں جن کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے شعر کے متعلق مشہور ہے کہ اکذبہ احسنہ یعنی جو شعر جتنا جھوٹا ہوگا اتنا ہی زیادہ خوبصورت ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لبید شاعر نے یہ ایک بات بالکل سچ کہی ہے۔

الا کل شی ماخلا الله باطل

سن رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے وہ ختم ہونے والا ہے۔

شاعر بزدل ہوتا ہے۔ کبھی لڑ نہیں سکتا۔ الغرض شعر و شاعری میں بہت سے مضرات ہیں اور اللہ کے رسول کی تمام باتیں مبنی بر حقیقت ہوتی ہیں۔ لہٰذا اللہ کے رسول کو شاعر کہنا یا سمجھنا پرلے درجہ کی نادانی ہے۔

تفسیرِ محمود

جلد سوم

افادات:

فقیہِ ملت مفکرِ اسلام حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔

تفسیر محمود

جلد سوم

سورہ نمل تا سورہ ناس

افادات:

فقیہ ملت مفکر اسلام حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ
شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔

ترجمہ:

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ لاہوری

جمعیۃ پبلیکیشنز
رحمان پلازہ مچھلی منڈی اُردو بازار، لاہور فون : 042-37361339
E-Mail: jamiatbooks@gmail.com

Tafseere Mahmood
by
Maulana Mufti Mahmood
ISB No: 969-8793-57-7

ضابطہ

نام کتاب	:	تفسیر محمودؒ (جلد سوم)
افادات	:	مولانا مفتی محمودؒ
اشاعت اوّل	:	جولائی ۲۰۰۶ء
اشاعتِ چہارم	:	مارچ ۲۰۱۱ء
سرورق	:	جمیل حسین
ناشر	:	محمد ریاض درانی
کمپوزنگ	:	التمش مبین
مطبع	:	اشتیاق اے مشتاق پرنٹنگ پریس
بہ اہتمام	:	محمد بلال درانی
قانونی مشیر	:	سید طارق ہمدانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
زیرسرپرستی	:	مفتی محمود اکیڈمی پاکستان

ضبط واملاء

مولانا محمد یوسف خان استاذ الحدیث (جامعہ اشرفیہ لاہور)

مولانا حفیظ الرحمٰن بن مولانا صدر الشہید بنوں

مرتبین

مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان گورمانی (جامعہ فتاح العلوم گوجرانوالہ)

مولانا عبد الرحمٰن (خطیب جامع مسجد عالی موڑ سمن آباد لاہور)

پروفیسر امجد علی شاکر (پرنسپل گورنمنٹ کالج قصور)

حافظ محمد ریاض درانی (خطیب جامع مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ لاہور)

تصحیح

قاری محمد یوسف احرار

رجسٹرڈ پروف ریڈر، حکومت پنجاب

مولانا محمد عارف

اُستاذ جامعہ مدنیہ کریم پارک، راوی روڈ، لاہور

فہرست

سورۃ النمل مکیۃ

آیتیں ۹۳ سورۃ نمل مکی ہے رکوع ۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
طٰسٓ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَ کِتَابٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱﴾ ہُدًی وَّ بُشۡرٰی لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲﴾
یہ آیتیں قرآن کی اور کتاب روشن کی ہیں ایمانداروں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے ٥
الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۳﴾
جو نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں ٥
اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ زَیَّنَّا لَہُمۡ اَعۡمَالَہُمۡ فَہُمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِکَ
البتہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے انکے اعمال ان کے لئے اچھے کر دکھائے ہیں پس وہ سرگردان پھرتے ہیں ٥ وہی ہیں
الَّذِیۡنَ لَہُمۡ سُوۡٓءُ الۡعَذَابِ وَ ہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ ہُمُ الۡاَخۡسَرُوۡنَ ﴿۵﴾ وَ اِنَّکَ لَتُلَقَّی
جنہیں برا عذاب ہونا ہے اور وہ آخرت میں بڑے ہی خسارہ میں ہوں گے ٥ اور تجھے بڑے
الۡقُرۡاٰنَ مِنۡ لَّدُنۡ حَکِیۡمٍ عَلِیۡمٍ ﴿۶﴾ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِاَہۡلِہٖۤ اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا ؕ سَاٰتِیۡکُمۡ
حکمت والے علم والے کی طرف سے قرآن دیا جارہا ہے ٥ جب موسیٰ نے اپنے گھروالوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے میں ابھی
مِّنۡہَا بِخَبَرٍ اَوۡ اٰتِیۡکُمۡ بِشِہَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّکُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ ﴿۷﴾ فَلَمَّا جَآءَہَا نُوۡدِیَ
وہاں سے تمہارے پاس کوئی خبر لاتا ہوں یا کوئی انگارا سلگا کر لاتا ہوں تا کہ تم سینکو ٥ پھر جب موسیٰ وہاں آئے تو آواز آئی کہ
اَنۡۢ بُوۡرِکَ مَنۡ فِی النَّارِ وَ مَنۡ حَوۡلَہَا ؕ وَ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۸﴾ یٰمُوۡسٰۤی
جو آگ میں اور اس کے پاس ہے وہ بابرکت ہے اور اللہ پاک ہے جو تمام جہان کا رب ہے ٥ اے موسیٰ
اِنَّہٗۤ اَنَا اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۹﴾ وَ اَلۡقِ عَصَاکَ ؕ فَلَمَّا رَاٰہَا تَہۡتَزُّ کَاَنَّہَا جَآنٌّ
وہ میں اللہ ہوں زبردست حکمت والا ٥ اور اپنی لاٹھی ڈال دے پھر جب اسے دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح چل رہی ہے
وَّلّٰی مُدۡبِرًا وَّ لَمۡ یُعَقِّبۡ ؕ یٰمُوۡسٰی لَا تَخَفۡ ۟ اِنِّیۡ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۱۰﴾
تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا اے موسیٰ ڈرومت کیونکہ میرے حضور میں رسول ڈرا نہیں کرتے ٥

اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱﴾ وَ اَدْخِلْ
مگر جس نے ظلم کیا پھر برائی کے بعد اسے نیکی سے بدل دیا ہو تو میں بخشنے والا مہربان ہوں ○ اور اپنا ہاتھ اپنے
یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ
گریبان میں ڈال دے وہ سفید بے عیب نکلے گا یہ دونوں ملا کر نو نشانیاں فرعون اور اس کی قوم کی طرف لے کر جا
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۳﴾
کیونکہ وہ بدکار لوگ ہیں ○ پھر جب ان کے پاس آنکھیں کھولنے والی ہماری نشانیاں آئیں تو کہنے لگے یہ تو صاف جادو ہے ○
وَ جَحَدُوْا بِهَا وَ اسْتَیْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
اور انہوں نے ان کا ظلم اور تکبر سے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے پھر دیکھ مفسدوں کا انجام
الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۱۴﴾ ع
کیسا ہوا ○

افاداتِ محمود:

اس سورت کی ابتدائی آیتیں سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات سے بہت مشابہت رکھتی ہیں۔ کیونکہ وہاں حقانیت قرآن کریم، اقامت صلوٰۃ اور ایمان والوں کا ذکر تھا۔ اسی طرح یہاں بھی تینوں چیزوں کا ذکر ہے۔

بِشِهَابٍ قَبَسٍ الخ انگارہ سلگایا ہوا۔ پہلے انگارہ ہوتا ہے پھر اسے سلگا کر اس سے آگ روشن کی جاتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ سورۂ طٰہٰ کی تفسیر میں گزر چکا ہے۔ یٰمُوْسٰٓی اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الخ اِنَّهٗ میں جو ضمیر ہے یہ ضمیر شان ہے یعنی اے موسیٰ شان یہ ہے کہ میں ہی وہ اللہ ہوں جو تجھ سے ہم کلام ہوا ہوں۔ کانها جان۔ لغت عربی میں جان اس چھوٹے سے سانپ کو کہتے ہیں جو بہت زیادہ تیز چلتا ہے اور ثعبان اس بڑے جسامت والے سانپ کو کہتے ہیں جو بھاری پن کی وجہ سے تیز نہ چل سکتا ہو۔ یہاں عصائے موسیٰ پر ان دونوں متضاد صفات کا اطلاق ہوا ہے اور یہی اعجاز و معجزہ ہے کہ جسامت میں اژدھا تھا اور سرعت حرکت و سبک رفتاری میں چھوٹے سانپوں سے زیادہ تیز تھا۔ ورنہ عام طور پر بڑے سانپ تیز نہیں چل سکتے اور سانپ کو جان اس وجہ سے کہتے ہیں کہ جنات اکثر جب کبھی غیر شکل میں متشکل ہوتے ہیں تو سانپ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا اور کہنے لگے اللہ کا شکر ہے جس نے

فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا

ہمیں اپنے بہت سے ایمان دار بندوں پر فضیلت دی ○ اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا اور کہا اے

النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ

لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر قسم کے ساز و سامان دیئے گئے ہیں بے شک یہ صریح

الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

فضیلت ہے ○ اور سلیمان کے پاس اس کے لشکر جن اور انسان اور پرندے جمع کیے جاتے پھر اس کی جماعتیں بنائی جاتیں ○

حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰي وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ

یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے میدان پر پہنچے ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیوں اپنے گھروں میں گھس جاؤ

لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ

تمہیں سلیمان اور اس کی فوجیں نہ پیس ڈالیں اور انہیں خبر بھی نہ ہو ○ پھر اس کی بات سے مسکرا کے

قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ

ہنس پڑا اور کہا اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسان کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا

وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَتَفَقَّدَ

اور یہ کہ میں نیک کام کروں جو تو پسند کرے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کرلے ○ اور پرندوں کی

الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ڮ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَاۗىِٕبِيْنَ ﴿۲۰﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ

حاضری لی تو کہا کیا بات ہے جو میں ہد ہد کو نہیں دیکھتا کیا وہ غیر حاضر ہے ○ میں اسے سخت

عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ

سزا دوں گا یا اسے ذبح کر دوں گا یا وہ میرے پاس کوئی صاف دلیل بیان کرے ○ پھر تھوڑی دیر کے بعد ہد ہد حاضر ہوا

فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ

اور کہا کہ میں حضور کے پاس وہ خبر لایا ہوں جو حضور کو معلوم نہیں اور سبا سے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں ○ میں نے ایک

امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝٢٣ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا

عورت کو پایا جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اسے ہر چیز دی گئی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے ○ میں نے پایا کہ وہ اور اس کی قوم

يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ

اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو انہیں آراستہ کر دکھایا ہے اور انہیں راستہ سے

عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝٢٤ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي

روک دیا ہے سو وہ راہ پر نہیں چلتے ○ اللہ ہی کو کیوں نہ سجدہ کریں جو آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝٢٥ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا

چیزوں کو ظاہر کرتا ہے اور جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو سب کو جانتا ہے ○ اللہ ہی ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی

هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝٢٦ السجدة قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٢٧

معبود نہیں ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے ○ کہا ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے ○

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝٢٨ قَالَتْ

میرا یہ خط لے جا اور ان کی طرف ڈال دے پھر ان کے ہاں سے واپس آجا پھر دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں ○ کہنے لگی

يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝٢٩ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ

اے دربار والو میرے پاس ایک معزز خط ڈالا گیا ہے ○ وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٣٠ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝٣١ ع

جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ○ میرے سامنے تکبر نہ کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلی آؤ ○

افاداتِ محمود:

عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ الخ حضرات انبیاء علیہم السلام کو جو معجزے دیے جاتے تھے وہ ممکنات میں سے ہوتے تھے۔ محال نہیں ہوتے تھے۔

معجزہ کی تعریف

کوئی امر جو خرق عادت ہو اور مباشرت اسباب کے بغیر اس کا ظہور ہو۔ یہ ظہور اگر ایسے شخص کے ہاتھ پر ہو جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو اور اپنی نبوت دلائل و براہین سے مبرہن کی ہو تو معجزہ ہے اور اگر امر خرق عادت کا ظہور

ایسے شخص کے ہاتھ پر ہو جو نبی نہ ہو، لیکن نبی کا سچا اور پکا پیروکار ہو تو یہ کرامت ہے۔ جیسے حضرت فاروق اعظمؓ اور بہت سے صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کے ہاتھوں کرامات کا ظہور ہوا ہے اور اگر امر خرق عادت کا ظہور کسی کافر و فاجر کے ہاتھ پر ہو تو وہ استدراج ہے اور ڈھیل ہے جیسے دجال کے متعلق احادیث میں آیا ہے کہ وہ ۴۰ دن میں پوری دنیا کو چھان مارے گا۔ لوگوں کو مار کر زندہ کرے گا وغیرہ وغیرہ۔ الغرض حضرت سلیمانؑ کو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی بولی سمجھا دی تھی۔ کیونکہ تمام جانور آپس میں ایک دوسرے سے اپنی اپنی زبانوں میں باتیں کرتے ہیں اور صاف نظر آ رہا ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھا رہے ہیں۔ کبھی اڑ کر چلے جاتے ہیں۔ کبھی دانہ چگنا شروع کر دیتے ہیں۔ بچوں کو کھلانے کے لیے اور طرح کی آواز نکالتے ہیں۔ خطرے سے آگاہ کرنے کے لیے اور طرح کی آواز نکالتے ہیں۔ یہ حضرت سلیمانؑ کا ایک عظیم الشان معجزہ تھا۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کا ہوا میں اڑنا بغیر کسی انجن اور پیٹرول کے یہ بھی معجزہ تھا۔ آپ لوگ بھی ہوائی جہاز میں جاتے ہیں، لیکن انجن تیل وغیرہ تمام مادی اسباب و وسائل اپنا کر پھر جاتے ہیں۔ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آج کل یورپی محققین بھی پرندوں کی بولی کو سمجھنے اور کنٹرول کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کسی حد تک اس میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں تو پھر حضرت سلیمانؑ کا معجزہ کیسے ہوا؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ معجزہ ممکنات میں سے ہوتا ہے ناممکنات اور محالات میں سے نہیں ہوتا لیکن عام خلق وعرف میں اس کا استعمال نہیں ہوتا۔ لہٰذا جزوی طور پر کسی خرق عادت چیز کا پایا جانا معجزہ کے اعجازی شان پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ (۲) اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرات انبیاءؑ کا معجزہ محض قدرت خداوندی کا کرشمہ ہوتا ہے۔ من دون مباشرۃ الاسباب اور عام لوگوں کے پاس اگر وہ چیز مباشرۃ اسباب سے میسر ہو جائے تو اس سے معجزہ کی تخصیص بالنبی کے ضابطہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا بدون باپ کے محض قدرت خداوندی سے پیدا ہونا یہ معجزہ ہے۔ عام لوگ ظاہری اسباب کے ملاپ کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝۱۸ چیونٹی نے بڑی سمجھداری کی بات کی کہ ان کو علم نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ سے ہم پاؤں تلے روندی جائیں گی۔ اِس سے ایک تو یہ بات معلوم ہوگئی کہ چیونٹیاں مان گئیں کہ پیغمبر عالم الغیب نہیں ہوتے، لیکن بعض لوگ نہیں مانتے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ چیونٹی نے بڑی عقل مندی کی بات کہی کہ حضرت سلیمانؑ اور ان کے لشکر کا قصور نہ ہوگا، بلکہ قصور ہمارا ہوگا کیونکہ ہم جو راستہ میں ہوں گی تو روندی جائیں گی۔

وادی النمل الخ یہ چیونٹیوں کی بستی کا نام ہے جس کو قریۃ النمل بھی کہا جاتا ہے۔ چیونٹیوں کا نظام انسان کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے کہ ملک کا ایک بادشاہ بھی ہوتا ہے اور ملک (بل) کے محافظ بھی ہوتے ہیں۔ ان میں سی آئی ڈی اور انٹیلی جنس کا بھی معقول انتظام ہے۔ اگر کوئی ان کے گھر پر حملہ کرے تو سب مل کر اُسے مارتی ہیں اور کسی شکار کو پائے جانے کی صورت میں ایک چیونٹی اپنی بل میں داخل ہوتے ہی اطلاع کر دیتی ہے اور ایک

عظیم الشان لشکر عین اس اطلاع دینے والی چیونٹی کے نشان قدم پر چل پڑتا ہے اور سیدھا ہی شکار تک پہنچ جاتا ہے۔

چیونٹی نہایت ہی مستقل مزاج، جفاکش، محنت کش اور عظیم قربانی دینے والا کیڑا ہے۔ چنانچہ محمود غزنویؒ نے جب ایک دفعہ ہندوستان پر حملہ کیا اور ناکام لوٹنے لگا تو راستہ میں دن کے وقت ایک غار میں چھپ گئے تو دیکھا کہ ایک چیونٹی منہ میں دانہ لیے کسی جگہ چڑھتی ہے اور گر جاتی ہے۔ بار بار یہ کچھ ہو رہا تھا لیکن آخرکار وہ چیونٹی کامیاب ہوگئی اور چڑھ گئی۔ لہٰذا محمود غزنویؒ کے دل میں خیال آیا کہ اگر چیونٹی بار بار محنت کرنے سے کامیاب ہوسکتی ہے تو میں کیوں نہیں ہوسکتا۔ جب دوبارہ حملہ کیا تو کامیاب ہوگئے اور ہندوستان پر اسلام کا جھنڈا لہرایا۔ گویا چیونٹی ہندوستان کی فتح کا سبب بنی۔

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ الخ حضرت سلیمانؑ چونکہ پرندوں سے مختلف خدمات لیتے تھے۔ مثلاً حضرت سلیمانؑ کے تخت پر سایہ کرنا' کسی جگہ پیغام پہنچانا وغیرہ۔ حضرت سلیمانؑ کو کسی ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ہدہد موجود نہیں ہے۔ پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ ہدہد نظر نہیں آتا؟ اور ساتھ ہی فرمایا کہ یا تو وہ اپنی غیر حاضری کا کوئی معقول عذر پیش کردے گا یا پھر میں اسے سخت سزا دوں گا۔

ہدہد زمین کے اندر پانی کو دیکھ لیتا ہے جیسا کہ آج کل سائنس دان آلات جدیدہ کے ذریعہ معلوم کرتے ہیں۔ ہدہد دانے نہیں کھاتا بلکہ زمین سے کیڑے نکال کر کھاتا ہے اور زمین میں ۳ ر۴ فٹ لمبا سوراخ کر دیتا ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے چونکہ ہدہد کو سخت دھمکی دی تھی جیسا کہ بادشاہ رعایا کو تنبیہ کے لیے دیتا ہے تو ہدہد نے اس کے جواب میں کہا کہ میں ایک ملک کی خبر آپ کے پاس لایا ہوں جس کے متعلق آپ کو علم نہیں ہے۔ جو لوگ حضرات انبیاء کو عالم الغیب جانتے ہیں وہ اس آیت سے استدلال کر کے کہتے ہیں کہ جو لوگ نبی کو عالم الغیب نہیں مانتے وہ چیونٹی اور ہدہد کی مانند ہیں لیکن اُن کا یہ استدلال بالکل باطل ہے۔ کیونکہ اگر ہدہد کی یہ بات سچی ثابت نہ ہوتی تو استدلال درست تھا لیکن جب ہدہد کی بات سچی ثابت ہوگئی اور نبی نے تصدیق بھی کر دی تو ان کا استدلال ہباء منثوراً اور ورقاً غیر منثوراً ہوگیا۔

فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ الخ

ہدہد نے کہا میں نے وہ کچھ پا لیا ہے جو آپ کے علم میں نہیں ہے یعنی ایک پرندہ اور جانور بھی اس بات کو سمجھتا ہے کہ نبی کا علم کائنات کے ہر ذرے کو محیط نہیں ہوتا۔ فاصلہ بھی کوئی زیادہ نہ تھا، لیکن جب تک اللہ تعالیٰ نے اطلاع نہیں فرمائی تو حضرت سلیمانؑ کو پورے ملک کا پتا نہ چل سکا کہ اتنا بڑا ملک ہے اور ایک عورت کے زیرنگیں بڑے منظم انداز سے چل رہا ہے۔ رہا یہ سوال کہ یہ تو ایک حیوان کا قول ہے خواہ چیونٹی ہو یا ہدہد سو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تصدیق فرماتے ہوئے ان کے قول کو نقل کیا ہے۔ انھیں اللہ تعالیٰ کی تصدیق میسر آگئی، اس لیے اُن کی بات سند ہے۔

هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ ہدہد نے ملکہ سبا کا تعارف کراتے ہوئے ولها عرش عظيم کہا تھا اور دوبارہ اللہ تعالیٰ کا تذکرہ کرتے ہوئے "رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾" کہا۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ اصل میں عرش وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا ہے اور باقی تو کائنات کے ذرات ہیں۔ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾

اس سے معلوم ہوا کہ مرسل (خط بھیجنے والا) کو اپنا نام شروع میں لکھنا چاہیے تا کہ مرسل الیہ (جس کی طرف خط بھیجا گیا ہے) پریشان نہ ہو اور تعارف آسان ہو۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والا ناموں کی ابتدا میں "من محمد بن عبدالله ورسوله" تحریر فرماتے تھے۔ حضرات صحابہ کرامؓ میں بھی تقریباً یہی طریقہ رائج رہا، مگر یہ کوئی امر لازم نہیں۔ بعض صحابہ کرامؓ جیسے حضرت معاویہؓ وغیرہ خطوط میں آخر میں نام لکھتے تھے۔

یہاں ایک شبہ ہوسکتا ہے جو بظاہر قوی اور عقل کو لگنے والا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر حضرت سلیمانؑ نے اپنا نام مبارک خط کی ابتداء میں اور مرسل الیہا کا نام نیچے کر کے لکھا تھا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی خط میں اوپر اور مرسل الیہ کا نام نیچے ہوتا تھا تو اس وجہ سے کہ انبیاء کا مقام عام لوگوں سے اور خصوصاً غیر مسلموں سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے لہٰذا ان کے نام کا اوپر ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن عام لوگ اپنا نام اوپر لکھیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کیونکہ کوئی علت مرجحہ یہاں موجود نہیں ہے؟ یا اگر برعکس صورت ہو کہ آپ کسی معزز شخصیت کو خط لکھ رہے ہیں تو وہاں اپنا نام مقدم لکھنے سے بظاہر بے ادبی ہوگی یا نہ ہوگی؟ جواب اس کا یہ ہے کہ اعتراض و شبہ اپنی جگہ پر درست ہے اسی وجہ سے حضرت امیر معاویہؓ نے مکتوب الیہ کا نام پہلے اور اپنا نام بعد میں لکھ کر اس کی عظمت و شرافت منصبی کو برقرار رکھا۔ گو اُوپر والا طریقہ بھی جائز ہے۔

خط میں بسم اللہ لکھنا

دارالحرب میں چونکہ قرآن کریم لے جانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اکثر و بیشتر توہین و بے حرمتی کا اندیشہ رہتا ہے۔ لہٰذا جو خط دارالحرب جا رہا ہو اس میں بسم اللہ نہیں لکھنی چاہیے اور دوسرے خطوں میں لکھنی چاہیے کیونکہ خلفاء کے مکاتیب میں بسم اللہ لکھی ہوئی ملتی ہے۔ باقی آج کل عام طور پر جو ۷۸۶ کے عدد لکھنے کا سلسلہ چل پڑا ہے، یہ غلط ہے۔ اس سے بسم اللہ ادا نہیں ہوتی۔ بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ صرف ؐ لکھ دیتے ہیں، لیکن اس سے بھی درود کا حق ادا نہیں ہوتا۔ یہ کیسی محبت ہے کہ انسان پورا درود آپ پر نہ بھیجے اور نہ لکھے اسی طرح اگر کسی کا نام محمد ہو یا محمد سے شروع ہوتا ہو تو بہت سے لوگ اس کے ساتھ بھی ؐ لکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ اگرچہ فی الحقیقت اس سے درود کا حق ادا نہیں ہوتا، لیکن عرف عام میں اس کو درود کی علامت سمجھا جاتا ہے، لہٰذا یہ نشان لکھنا بے موقع، بے محل اور سوءِ ادب ہے۔ کیونکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آتا ہے تو اس لفظ "محمد" کا مدلول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اور جب کسی اور کا نام محمد ہو تو اس وقت اسم "محمد" کا مدلول وہی شخص ہوگا جس کا یہ نام ہے تو وہاں درود کی علامت لگانا بے تکی بات ہے۔

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ

کہنے لگی اے درباروالو مجھے میرے

فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿٣٢﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا

کام میں مشورہ دو میں کوئی بات تمہارے حاضر ہوئے بغیر طے نہیں کرتی ○ کہنے لگے ہم بڑے طاقتور اور بڑے

بَاْسٍ شَدِيْدٍ ڏ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا

لڑنے والے ہیں اور کام تیرے اختیار میں ہے سو دیکھ لے جو حکم دینا ہے ○ کہنے لگی بادشاہ جب کسی بستی میں

دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٤﴾

داخل ہوتے ہیں اسے خراب کردیتے ہیں اور وہاں کے سرداروں کے بے عزت کرتے ہیں اور ایسا ہی کریں گے ○

وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَاۗءَ

اور میں ان کی طرف کچھ تحفہ بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ ایلچی کیا جواب لے کر آتے ہیں ○ پھر جب

سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۡ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ

سلیمان کے پاس آیا فرمایا کیا تم میری مال سے مدد کرنا چاہتے ہو سو جو کچھ مجھے اللہ نے دیا ہے اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے بلکہ تم ہی

بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿٣٦﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا

اپنے تحفہ سے خوش رہو ○ ان کی طرف واپس جاؤ ہم ان پر ایسے لشکر لے کر پہنچیں گے جن کا وہ مقابلہ نہ

وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ

کرسکیں گے اور ہم انہیں وہاں سے ذلیل کر کے نکال دیں گے ○ کہا اے درباروالو تم میں کوئی ہے کہ میرے پاس اس کا

بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ

تخت لے آئے اس سے پہلے کہ وہ میرے پاس فرمانبردار ہو کر آئیں ○ جنوں میں سے ایک دیو نے کہا میں تمہیں

بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ الَّذِيْ

وہ لا دیتا ہوں اس سے پہلے کہ تو اپنی جگہ سے اٹھے اور میں اس کے لئے طاقتور امانت دار ہوں ○ اس شخص نے کہا

عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ

جس کے پاس کتاب کا علم تھا میں اسے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لا دیتا ہوں

فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۖ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ

پھر جب اسے اپنے روبرو رکھا دیکھا تو کہنے لگے یہ میرے رب کا ایک فضل ہے تاکہ میری آزمائش کرے کیا میں شکر کرتا ہوں

اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ﴿۴۰﴾

یا ناشکری اور جو شخص شکر کرتا ہے اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بھی بے پرواہ عزت والا ہے ○

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾

کہا اس کے لئے اس کے تخت کی صورت بدل دو ہم دیکھیں کیا اسے پتہ لگتا ہے یا انہیں میں ہوتی ہے جنہیں پتہ نہیں لگتا ○

فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ

پھر جب آئی کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے کہنے لگی گویا کہ یہ وہی ہے اور ہمیں تو پہلے ہی معلوم

قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا

ہو گیا تھا اور ہم فرمانبردار ہو چکے ہیں ○ اور اسے ان چیزوں سے روک دیا جنہیں اللہ کے سوا پوجتی تھی بے شک

كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ﴿۴۳﴾ قِیْلَ لَهَا ادْخُلِی الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ

وہ کافروں میں سے تھی ○ اسے کہا گیا اس محل میں داخل ہو پھر جب اسے دیکھا خیال کیا کہ

لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَیْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِیْرَ ؕ۬ قَالَتْ

وہ گہرا پانی ہے اور اپنی پنڈلیاں کھولیں کہا یہ تو ایسا محل ہے جس میں شیشے جڑے ہوئے ہیں کہنے لگی

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۴۳ ۱۸

اے میرے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ کی فرمانبردار ہوئی جو سارے جہان کا رب ہے ○

افاداتِ محمود:

وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ الخ

ملکہ سبا کے پاس جب خط پہنچا تو اس نے پارلیمنٹ کا اجلاس طلب کر لیا اور لوگوں سے رائے طلب کی۔ لوگوں نے کہا کہ ہم بڑی قوت وطاقت والے ہیں۔ کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ملکہ نے کہا کہ بادشاہ جب فاتحانہ انداز سے کسی ملک میں داخل ہوتے ہیں تو اس ملک کو زیروزبر کر لیتے ہیں۔ لہٰذا جلد بازی مناسب نہیں ہے۔ ملکہ سبا نے عقلمندی کا ثبوت دیتے ہوئے تحقیق حال کے لیے مزید معلومات حاصل کیں کہ جنگوں کی وجہ سے ہمیشہ تباہی مچتی ہے۔ لہٰذا اگر ہم دنیا کی چیزوں کے کچھ تحفے تحائف، سیم وزر دے کر جنگ کو ٹال سکیں تو یہ مہنگا

سودا نہیں ہے۔ ورنہ درباریوں اور حاشیہ نشینوں نے تو کہہ دیا تھا کہ ہم بڑی طاقت وشوکت والے ہیں۔ اگر لڑنا پڑ گیا تو ہم ضرور جوہر شجاعت دکھائیں گے۔ روایات میں ہے کہ بلقیس نے غلاموں کو لڑکیوں کے لباس میں اور باندیوں کو لڑکوں کے لباس میں بھیجا تھا۔ ساتھ کچھ تحفے تحائف تھے کہ دیکھتے ہیں کہ خط بھیجنے والا کتنا سمجھدار ہے اور دنیا کے ساز وسامان سے مرعوب ہوتا ہے یا نہیں؟ حضرت سلیمانؑ نے ان کے پہنچنے سے قبل ہی دور تک جو فرش بنوایا اور محل تیار کرائے تھے اس میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگوائی تھی اور بیچ میں حضرت سلیمانؑ کا تخت تھا، آس پاس سلیقے سے کرسیاں لگوائی گئیں۔ ان انتظامات اور مادی اسباب کو دیکھ کر ملکہ سبا کے بھیجے ہوئے کارندے دنگ رہ گئے اور تمام تحفے تحائف حضرت سلیمانؑ نے واپس کر دیے۔ اس سے ملکہ سبا سمجھ گئی کہ یہ محض بادشاہ نہیں، بلکہ کوئی غیبی طاقت بھی اس کے ساتھ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لیے انہوں نے دنیاوی سامانِ زینت کو لات ماردی اور ہمیں بھی مطیع اور فرمان بردار ہونے کا جو پیغام دیا ہے وہ صرف اسی کی خوشنودی کے لیے ہے۔ دنیوی بادشاہوں کی طرح محض توسیع سلطنت ومملکت مقصود نہیں ہے اور نہ ہمیں غلام بنانا مقصود ہے۔

چنانچہ ملکہ سبا نے اپنے مشیروں اور درباریوں سے کہا کہ اب میں خود حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتی ہوں۔ وہ ۱۲ ہزار افراد سمیت وہاں سے چل پڑی۔ جب بیت المقدس سے کچھ فاصلے پر پہنچ گئی تو حضرت سلیمانؑ نے اپنے دربار میں اعلان کر دیا کہ کون ہے جو بلقیس کا تخت فوراً میرے پاس لے آئے؟ ادھر بلقیس نے آتے وقت اپنا تخت یکے بعد دیگرے سات کمروں میں بند کر کے تالے لگوا دیے تھے اور محافظ کھڑے کر دیے تھے کہ کوئی تخت کے قریب نہ آسکے۔ حضرت سلیمانؑ کو جواب دیتے ہوئے ایک جن نے کہا کہ میں تو اتنی دیر میں اس تخت کو حاضر کر سکتا ہوں جتنی دیر میں آپ مجلس قضا اور محاکمات سے اٹھتے ہیں جو کہ چار پانچ گھنٹے کا وقت ہو سکتا ہے۔ اشارہ اس طرف تھا کہ چند گھنٹے لگ سکتے ہیں، لیکن حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ جلدی آنا چاہیے۔ چنانچہ جس شخص کے پاس کتاب کا علم تھا وہ کہنے لگا کہ میں پلک جھپکنے سے قبل ہی حاضر کر دوں گا۔ حضرت ابن عباسؓ کے بقول اس شخص کا نام آصف بن برخیا ہے۔ یہ حضرت سلیمانؑ کے کاتب تھے اور بقول مجاہد کے اس کا نام اسطوم تھا اور بقول قتادہ کے اس کا نام بلیخا تھا اور بقول زہیر کے اس کا نام ذوالنور تھا۔ ایک قول کے مطابق یہ شخص حضرت خضرؑ تھے۔ الغرض یہ شخص اسم اعظم جانتا تھا جس کی برکت سے یہ دعا مانگی یا ذا الجلال والاکرام اور بقول زہری کے یہ دعا مانگی تھی۔

یا الٰھنا والہ کل شی الھا واحدا لا الہ الا انت ائتنی بعرشھا

اے ہمارے معبود اور ہر شے کے معبود جو کہ ایک ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کا (بلقیس کا) تخت میرے پاس لا دیجیے۔ اس دعاء کا اثر فی الفور ظاہر ہوا اور تخت حضرت سلیمانؑ کے سامنے پایا گیا۔ یہ اس شخص کی کرامت تھی اور معجزہ وکرامت میں فعل اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے، لیکن باری تعالیٰ کے فعل کا ظہور کسی برگزیدہ و

پسندیدہ شخص کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ تخت لانے والے حضرت سلیمانؑ خود ہیں، لیکن یہ بات سیاقِ کلام کے بالکل منافی ہے۔ جیسا کہ مخاطب کے صیغوں سے واضح ہوتا ہے۔ بہرحال حضرت سلیمانؑ نے تخت کو سامنے دیکھ کر فرمایا "هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ" آج کل لوگ اس آیت کو نئی نئی اور زیرِ تعمیر کوٹھیوں پر اور عمارتوں پر لکھتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ حلال ہے یا حرام ہے۔ بس "هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ" لکھ دیتے ہیں۔

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا الخ بلقیس کے تخت منگوانے سے حضرت سلیمانؑ کا مقصد یہ تھا کہ یہ ملکہ ہے اور اسی طرح خرق عادت چیزوں سے اس کے متاثر ہونے کے چانس زیادہ ہیں اور اس کے تخت میں معمولی ردوبدل سے اس کی عقل و فہم کا مزید امتحان ہو جائے گا۔ چنانچہ تخت میں جو موتی اور جواہرات وغیرہ جڑے ہوئے تھے ان کی رنگتیں تبدیل کر دی گئیں اور بعض دیگر مقامات میں بھی ردوبدل کر دیا گیا۔ اسی طرح شیشے کا فرش بنایا گیا۔ نیچے پانی کی گزرگاہ بنائی گئی اور شیشہ اتنا شفاف تھا کہ اس پر قدم رکھنے سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ قدم پانی ہی میں پڑ رہے ہیں۔ اس وجہ سے ملکہ سبا نے وہاں عام دستور کے مطابق پائنچے اوپر کر لیے کہ پانی سے گزرنے کے وقت ایسے ہی کیا جاتا ہے۔ پھر اُسے بتایا گیا کہ پانی کے اوپر شیشہ ہے۔ لہٰذا کپڑے چڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ملکہ سمجھ گئی کہ حضرت سلیمانؑ محض دنیوی بادشاہ نہیں ہیں، بلکہ روحانی قوت کے مالک ہیں اور جس ذات سے حضرت سلیمانؑ کا ربط و تعلق ہے، وہی معبود برحق ہے اور ہم نے آفتاب عالم تاب کی پوجا کر کے اُسے معبود و مخدوم بنا دیا۔ حالانکہ وہ انسانیت کا خادم ہے، لہٰذا قلب موضوع کر کے ہم نے واقعی اپنے اوپر بڑا ظلم کیا ہے۔

غیر ہم جنس سے نکاح کی شرعی حیثیت

ملکہ سبا کے متعلق کتابوں میں منقول ہے کہ اس کے والدین میں سے ایک جن تھا۔ اس کے کچھ اثرات اس کے بدن پر محسوس ہوتے تھے۔ ممکن ہے کہ ایسا ہوا ہو، لیکن فتاویٰ شامی اور سراجیہ میں لکھا ہوا ہے کہ غیر ہم جنس سے نکاح جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ہم جنس ہونا صحت نکاح کے لیے شرط ہے۔ قاضی بدرالدین احکام المرجان میں لکھتے ہیں کہ شیخ عمادالدین یونسؒ انسان اور جنیہ کے درمیان نکاح کو منع فرماتے تھے اور قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال فرماتے تھے " وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا " یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تم میں سے جوڑے بنائے ہیں۔ (سورۃ نحل ۷۲) اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے کہ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (سورۃ روم ۲۱)

اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے پیدا کیں تمہارے واسطے تمہاری جنس سے بیویاں تا کہ تم سکون حاصل کرو ان کے پاس اور ڈال دی تمہارے درمیان محبت و رحمت۔

اور حنابلہ کی ایک جماعت نے بھی انسان اور جنیہ کے نکاح کو سختی سے منع فرمایا ہے۔ حسن بصریؒ کا ایک قول ہے کہ گواہوں کی موجودگی میں جائز ہے۔ واللہ اعلم

وَلَقَدْ
اور ہم نے
اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾
ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا تھا کہ اللہ کی بندگی کرو پھر وہ دو فریق ہو کر آپس میں جھگڑنے لگے ○
قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ
کہا اے میری قوم بھلائی سے پہلے برائی کو کیوں جلدی مانگتے ہو اللہ سے گناہ کیوں نہیں
اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ
بخشواتے تا کہ تم پر رحم کیا جائے ○ کہنے لگے ہمیں تو تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے نحوست معلوم ہوئی کہا تمہاری نحوست اللہ کی
اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِى الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ
طرف سے ہے بلکہ تم لوگ آزمائش میں ڈالے گئے ہو ○ اور اس شہر میں نو آدمی ایسے تھے جو زمین میں
فِى الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ
فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے ○ کہنے لگے آپس میں اللہ کی قسم کھاؤ کہ صالح اور اس کے گھر والوں پر شبخون ماریں پھر اس کے
لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا
وارث سے کہہ دیں ہم تو اس کے کنبہ کی ہلاکت کو وقت موجود ہی نہ تھے اور بیشک ہم سچے ہیں ○ اور انہوں نے ایک داؤ کیا اور ہم نے بھی
مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ
ایسا داؤ کیا کہ انہیں خبر بھی نہ ہوئی ○ پھر دیکھو ان کے داؤ کا کیا انجام ہوا کہ ہم نے انہیں
وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
اور ان کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا ○ سو یہ ان کے گھر ہیں جو ان کے ظلم کے سبب سے ویران پڑے ہیں بیشک اس میں دانشمندوں کے لئے
يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ
عبرت ہے ○ اور ہم نے ایمان اور تقویٰ والوں کو نجات دی ○ اور لوط کو جب اس نے اپنی قوم کو کہا
اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ
کیا تم بے حیائی کرتے ہو حالانکہ تم سمجھدار ہو ○ کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر خواہش کرکے

دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ
آتے ہو بلکہ تم لوگ جاہل ہو○ پھر اس کی قوم کا اور کوئی جواب نہ تھا سوائے اس کے کہ
قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ
یہ کہا لوط کے گھر والوں کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے پاک بنتے ہیں○ پھر ہم نے
وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ
لوط اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی بیوی کے بچالیا ہم اس کو پیچھے رہنے والوں میں ٹھہرا چکے تھے○ اور ہم نے ان پر مینہ برسایا پھر
الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا (ع ۱۹)
ڈرائے ہوؤں کا مینہ برا تھا○ کہہ دے سب تعریف اللہ کے لئے ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہے بھلا اللہ بہتر ہے یا
يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾
جنہیں وہ شریک بناتے ہیں○

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَنْۢبَتْنَا

بھلا کس نے آسمان اور زمین بنائے اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے

بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ

اس سے رونق والے باغ اگائے تمہارا کام نہ تھا کہ ان کے درخت اگاتے کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے

بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا

بلکہ یہ لوگ کجروی کر رہے ہیں○ بھلا زمین کو ٹھہرنے کی جگہ کس نے بنایا اور اس میں ندیاں جاری کیں

وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ

اور زمین کے لنگر بنائے اور دو دریاؤں میں پردہ رکھا کیا اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہے بلکہ

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ

اکثر ان میں بے سمجھ ہیں○ بھلا کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے اور برائی کو دور کرتا ہے

وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ أَمَّنْ

اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے تم بہت ہی کم سمجھتے ہو○ بھلا

يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ

کون ہے جو تمہیں جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راستہ بتاتا ہے اور اپنی رحمت سے پہلے کون خوشخبری کی ہوائیں

رَحْمَتِهٖ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ أَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ

چلاتا ہے کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے اللہ ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے○ بھلا کون ہے جو از سر نو خلقت کو پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ

پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے کہہ دے

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو○ کہہ دے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں

وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ أَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ

کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا اور انہیں اس کی بھی خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے○ بلکہ آخرت کے معاملہ میں تو ان کی

فِي الْآخِرَةِ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُونَ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

سمجھ گئی گزری ہے بلکہ وہ اس سے شک میں ہیں بلکہ وہ اس سے اندھے ہی ہیں ○ اور کافر کہتے ہیں کہ

كَفَرُوا أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاؤُنَا أَئِنَّا لَمُخْرَجُونَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هَٰذَا

کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو گئے کیا ہم زمین سے نکالے جائیں گے ○ اس کا تو ہم سے اور ہمارے

نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِن قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيرُوا فِي

پہلے باپ دادا سے وعدہ ہوتا آیا ہے یہ تو صرف پہلوں کی کہانیاں ہیں ○ کہہ دے تم زمین میں

الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

چل پھر کر دیکھو کہ گنہگاروں کا کیا انجام ہوا ○ اور ان پر غم نہ کر

وَلَا تَكُن فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ

اور ان کے فریب کرنے سے تنگ دل نہ ہو ○ اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم

صَادِقِينَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ رَدِفَ لَكُم بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٧٢﴾

سچے ہو ○ کہہ دے شاید بعض وہ چیزیں جن کی تم جلدی کرتے ہو تمہاری پیٹھ کے پیچھے آ لگی ہوں ○

وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ

اور بے شک تیرا رب تو لوگوں پر فضل کرتا ہے لیکن ان میں سے اکثر شکر نہیں کرتے ○ اور بے شک

رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ

تیرا رب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں ○ اور آسمان اور زمین میں

فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿٧٥﴾ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ

ایسی کوئی پوشیدہ بات نہیں جو روشن کتاب میں نہ ہو ○ بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل پر

عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٧٦﴾ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ

اکثر ان باتوں کو ظاہر کرتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں ○ اور بے شک وہ ایمانداروں کے لئے

لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٧٨﴾

ہدایت اور رحمت ہے ○ بے شک تیرا رب ان کے درمیان اپنے حکم سے فیصلہ کرے گا اور وہ غالب علم والا ہے ○

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا
سو اللہ پر بھروسہ کر بے شک تو صریح حق پر ہے ○ البتہ تو مُردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ
تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ
بہروں کو اپنی پکار سنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر لوٹیں ○ اور نہ تو اندھوں کو ان کی گمراہی دور کر کے
عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا
ہدایت کر سکتا ہے تو ان ہی کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں سو وہی مان بھی لیتے ہیں ○ اور جب
وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ
ان پر وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا کہ لوگ ہماری
كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع
آیتوں پر یقین نہیں لاتے تھے ○

افاداتِ محمود:

اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ الخ

خروج دابۃ کا جو مضمون اس آیت میں مذکور ہے اس سے زیادہ وضاحت سے صحیح احادیث میں آیا ہے کہ جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس سے پہلے یا اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے صفا پہاڑی سے ایک عجیب الخلقت جانور پیدا فرمائیں گے۔ وہ مختلف سمتوں کی طرف منہ کر کے چلائے گا اور لوگوں سے ہم کلام ہوگا کہ قیامت اب بالکل قریب ہے اور ایمان والوں کی پیشانیوں پر ایک نورانی نشان لگائے گا اور ان کو جنت کی بشارت دے گا اور کفار کی پیشانیوں پر بھی ایک خاص نشان لگائے گا اور ان کو جہنمی ہونے کی خبر دے گا۔ یہ جانور بالکل اسی طرح پہاڑی سے پیدا ہوگا جیسے پتھر سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پیدا کی گئی تھی اور حکمت شاید اس کے پیدا کرنے اور لوگوں سے بات کرانے میں یہ ہو کہ جو باتیں حضرات انبیاء علیہم السلام شب و روز محنت کر کے بتلاتے تھے اور تم انکار کرتے تھے آج ایک جانور کے کہنے سے مان رہے ہو۔ واللہ اعلم

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ الخ

لَا تُسْمِعُ باب افعال سے مہموز الفا فعل مضارع منفی واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے۔ اسی طرح ایک آیت سورۃ روم میں بھی ہے اور ایک سورۃ فاطر میں ہے۔ اس میں بھی مسمع صیغہ اسم فاعل باب افعال ہی سے آیا ہے۔ ان آیات کے ذیل میں بعض مفسرین نے سماع الموتی کا مسئلہ چھیڑا ہے اور مختلف انداز سے روشنی ڈالی ہے خلاصہ ان اقوال کا یہ ہے۔

(۱)ان آیات میں اسماع کی نفی ہے۔ سماع کی نفی نہیں ہے۔ (۲) منطوق کلام سے واضح ہوتا ہے کہ ان آیات میں تشبیہ ہے۔ مدلول مطابقی نفی اسماع الموتی نہیں ہے۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ یہ کفار بمنزلہ اموات ہیں کیونکہ یہ کسی بات کا اثر نہیں لیتے۔ (۳) مُردوں کا سننا یا نہ سننا تو الگ بات ہے، لیکن یہ تشبیہ عدم قبول قول وعدم انفعال میں ہے۔ یہاں کفار مشبہ ہیں اور موتی مشبہ بہ ہیں اور اور قانون تشبیہ یہ ہے کہ تشبیہ کسی وصف مشترک کی وجہ سے ہوتی ہے اور وصف مشبہ بہ میں اشد ہوتا ہے بنسبت مشبہ کے۔ جیسے زید کا لاسد صفت شجاعت کی وجہ سے زید کی تشبیہ اسد کے ساتھ دی گئی ہے اور وصف شجاعت اسد میں جو کہ مشبہ بہ ہے زیادہ ہے زید کے بنسبت جو کہ مشبہ ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

اب سماع موتیٰ کے متعلق صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے یہ اختلاف چلا آ رہا ہے کہ مُردے سنتے ہیں یا نہیں۔ دونوں طرف صحابہ اور بعد کے بڑے بڑے علماء کا میلان پایا جاتا ہے۔

ومن عادتی حب الدیار لأھلھا ولـلـنـاس فيما يعشقون مذاهب

بعض لوگ اس معاملہ میں حد سے اور ضرورت سے بڑھ کر شدت اختیار کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ انصاف کے خلاف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان آیات کے منطوق اور مدلول مطابقی اسی کو سمجھتے ہیں کہ ان آیات سے صراحۃً سماع موتیٰ کی نفی ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ آیات کا مدلول مطابقی نفی سماع موتیٰ اس وجہ سے نہیں ہوسکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی مردہ فرد کو یا قوم کو دین کی دعوت تو نہیں دی کہ قبرستان میں کھڑے ہو کر آپ نے قبرستان والوں سے فرمایا ہو کہ کلمہ پڑھو اور دین اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ جب آپؐ نے پوری زندگی میں ایک بار بھی ایسا نہیں کیا ہے تو پھر آپ کو یہ کہنا کہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے یہ بات لاحاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ آیت میں تشبیہ ہے اور یہی اس کا مدلول مطابقی ہے کہ یہ لوگ جن کے قلوب مر چکے ہیں، آپ کی بات سن کر بھی ان سنے بن جاتے ہیں۔ اس کو قبول نہیں کرتے جو سننے سے اصل مقصد ہوتا ہے یہ مردوں کی مانند ہیں۔ یہاں محض سننے کی نفی نہیں۔ ورنہ ابوجہل اور ابولہب اور دیگر مشرکین مکہ و کفار کے کانوں میں نہ جانے کتنی بار آپ کی آواز پڑی ہوگی۔ سنتے تو صبح و شام تھے، لیکن مانتے نہ تھے اور اسی اسماع کی نفی مقصود ہے کہ آپ ان لوگوں کو سنا کر منوا نہیں سکتے۔ یہ لوگ سن کر قبول نہیں کرتے۔ یہ تو ایسے ہیں جیسے مُردے ہوتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ تشبیہ میں تو پھر مشبہ بہ میں وہ وصف زیادہ اشد ہوتا ہے مشبہ سے تو اس سے مردوں کا نہ سننا معلوم ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تشبیہ عدم قبول قول نبی اور عدم تاثیر میں ہے جیسے کوئی امیدوار قبرستان کے قریب جلسے کا اہتمام کرے اور تمام قبرستان والوں کو خطاب کرے کہ میری پارٹی میں شامل ہو جاؤ اور ووٹ مجھ کو دینا۔ یہ تقریر ایک گھنٹہ کرے یا مہینہ بھر کرے، لیکن اس کا اثر ان لوگوں پر کچھ بھی نہ ہوگا۔

کفار سب کے سب اگرچہ ایسے نہ تھے لیکن بہت سارے ایسے تھے کہ حضورؐ کی بات ماننے کے لیے تیار نہ تھے اور حضورؐ ان کے ایمان قبول نہ کرنے اور حالت کفر پر قائم رہنے کی وجہ سے ہر وقت پریشان اور غمگین رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے ذریعہ آپؐ کو تسلی دے دی کہ آپ غمگین نہ ہوں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

انک لا تسمع الموتیٰ الخ ای لا تسمعهم شیئاً ینفعهم فکذالک هئولاء علی قلوبهم غشاوة وفی اٰذانهم وقر الکفر (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۷۴)

آپ مردوں کو ایسی کوئی بات نہیں پہنچا سکتے جو ان کو نفع دے۔ اسی طرح ان کفار کے دلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور کانوں میں کفر کا بوجھ اور ثقل ہے۔ آیت کا اصل مفہوم حافظؒ کی اس تفسیر سے بالکل واضح ہو کر سامنے آ جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ افراط و تفریط سے ہٹ کر جہاں جہاں صراحۃً قول و دلیل سے مردوں کا سننا ثابت ہو وہ بطیب خاطر تسلیم کر لینا چاہیے۔ جیسے قلیب بدر میں ڈالے گئے کفار سے حضورؐ کی گفتگو اور پھر صحابہ سے آپ کا یہ فرمانا کہ یہ لوگ تم سے زیادہ سنتے ہیں۔ اسی طرح بخاری کی حدیث کہ جب لوگ مردے کو دفن کر کے واپس جاتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ اس طرح کی اسماع خلاف عادت اور مافوق الاسباب ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو بطور خرق عادت مردوں کے کانوں تک یہ آواز پہنچا سکتا ہے اور اگر وہ نہ چاہے تو اور کسی کی قدرت نہیں کہ مردوں کو سنا سکے۔

سماع الموتی کا مسئلہ الگ ہے اور حیات برزخیہ کا مسئلہ الگ ہے:

یہاں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ سماع موتی یا نفی سماع موتی الگ مسئلہ ہے اور حیات برزخ کا مسئلہ الگ ہے۔ بعض لوگ سماع موتی کے ساتھ حیات برزخیہ کا بھی انکار کر بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ سماع موتی کا قائل ہونا یا سوائے چند خاص مقامات کے عام طور پر قائل نہ ہونا یہ گمراہی نہیں ہے، لیکن حیات برزخیہ کا انکار کرنا جرم ہے اور اس عقیدہ سے بہت سی قرآنی آیات اور متواتر احادیث کی تکذیب لازم آتی ہے۔ آج کل بعض لوگ سطحی علم حاصل کر کے مسجدوں میں امام بن جاتے ہیں۔ لوگوں پر کفر اور شرک کے فتوے لگاتے ہیں۔ سپیکروں میں دوسرے فرقوں کو سخت الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور بہت اخلاق سوز باتیں کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک معیار از خود مقرر کر لیا ہے۔ اس معیار پر پرکھتے ہوئے وہ اچھے بھلے مسلمانوں کو مشرک کہہ دیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں جو فلاں کو مشرک نہ مانے وہ بھی مشرک ہے۔ کلمہ گو اور ضروریات دین پر ایمان رکھنے والوں کی تشبیہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کے ساتھ دیتے ہیں۔ شرک والی آیات ان لوگوں پر منطبق کرتے ہیں۔ پھر ان کی نماز جنازہ بھی پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ بعض شدت پسند تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ یہ لوگ ابوجہل سے ہزار درجہ بدتر ہیں (العیاذ باللہ) خواہ مخواہ اختلافی مسائل چھیڑ کر وحدت امت کو پارہ پارہ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ امام مسجد کا یہ فرض ہے کہ ”**ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة**“ کے ضابطہ کے مطابق لوگوں کو دین کی تعلیم دے۔ ان کے عقائد، اعمال، عبادات، اخلاق، معاملات درست کرنے کی پوری سعی و کوشش علی منہاج النبوت کرے۔ ان کے بچوں کو

دین سکھائے۔ان کو صحیح عقائد کی تعلیم دے۔قرآن پڑھائے اسی طرح ایک جگہ قدم بھی جم جائیں گے۔ پھر اگر سختی سے بھی بات کرو گے تو لوگ سنیں گے، لیکن اگر مسجد میں امام بنتے ہی کفر اور شرک کے فتوے لگاؤ گے تو وہ مسجد سے ہی نکال باہر کریں گے۔ یوں ہی تم اس منصب کو ضائع کر دو گے۔ جس پلیٹ فارم سے دین کی بہت بڑی خدمت کر سکتے تھے کھو بیٹھو گے۔

آج کل جو جماعتیں اور تنظیمیں بنتی ہیں وہ عموماً ایک دوسرے کے مقابل بنتی ہیں۔ انسان کمزور ہے جب تقابل پر اتر آتا ہے تو اس کے ہاتھ سے انصاف کا دامن چھوٹ جاتا ہے۔ پھر وہ غلط بیانی بھی کرتا ہے۔ خلاف شرع باتیں منہ سے بھی نکالتا ہے اور قلم سے بھی۔ صرف ایک تبلیغی جماعت ہے جو کہ کسی جماعت کے مقابل نہیں بنی ہے اور ان کے کام میں تقابل کا بھی کوئی شائبہ نہیں۔ جس کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں انسانوں کی اصلاح ہو گئی اور بہت سے لوگ جو دربار خداوندی کے باغی تھے، اب پانچ وقت کے نمازی اور تہجد گزار بن گئے۔ جو جماعتیں تقابل میں کام کر رہی ہیں، ان سے پوچھئے کہ انہوں نے کتنے لوگوں کی اصلاح کی ہے۔ لہٰذا اگر کچھ لوگ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں، قبروں کو چومتے ہیں تو ان کو مشرکین مکہ کی طرح مشرک نہ سمجھو اور نہ کہو کیونکہ وہ وحی کے منکر تھے۔ حضورؐ کی رسالت کے منکر تھے۔ الغرض اسلام کے تمام عقائد وشعائر اللہ کے منکر تھے۔ کیا یہ دونوں جماعتیں برابر ہو سکتی ہیں؟ ان لوگوں کو ان کے ساتھ کیوں ملاتے ہو؟

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكَذِّبُ

اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گروہ ان لوگوں کا جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کو

بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰٓى إِذَا جَآءُوْ قَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِىْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا

جھٹلاتے تھے پھر ان کی جماعت بندی ہو گی ○ یہاں تک کہ جب سب حاضر ہوں گے کہے گا کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا

بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ

حالانکہ تم انہیں سمجھے بھی نہ تھے یا کیا کرتے رہے ہو ○ اور ان کے ظلم سے ان پر الزام قائم ہو جائے گا پھر وہ

لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ

بول بھی نہیں سکیں گے ○ کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے رات بنائی تا کہ اس میں چین حاصل کریں اور دیکھنے کو دن بنایا

إِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ

البتہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں ○ اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو کوئی

فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾

آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے سب ہی گھبرائیں گے مگر جسے اللہ چاہے اور سب اس کے پاس عاجز ہو کر چلے آئیں گے ○

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِىَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِىْٓ

اور تو جو پہاڑوں کو جمے ہوئے دیکھ رہا ہے یہ تو بادلوں کی طرح اڑتے پھریں گے اس اللہ کی کاریگری سے

أَتْقَنَ كُلَّ شَىْءٍ ؕ إِنَّهٗ خَبِيْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ

جس نے ہر چیز کو مضبوط بنا رکھا ہے اسے خبر ہے جو تم کرتے ہو ○ جو نیکی لائے گا سو اسے اس سے بہتر

خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ

بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں ہوں گے ○ اور جو برائی لائے گا

فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾

سو ان کے منہ آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے تمہیں وہی بدلہ مل رہا ہے جو تم کرتے تھے ○

إِنَّمَآ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِىْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ

مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ اس شہر کے مالک کی بندگی کروں جس نے اسے عزت دی ہے اور ہر ایک

شَيْءٍ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ لا وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ

چیز اسی کی ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں رہوں ○ اور یہ بھی کہ قرآن سنادوں

فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا

پھر جوکوئی راہ پر آگیا تو وہ اپنے بھلے کو راہ پر آتا ہے اور جو گمراہ ہوا تو کہہ دو میں تو صرف

مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ط

ڈرانے والوں میں سے ہوں ○ اور کہہ دو سب تعریف اللہ کے لئے ہے تمہیں عنقریب اپنی نشانیاں دکھادے گا پھر تم انہیں پہچان لوگے

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع ۱۱ ۲

اور تیرا رب اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو ○

رکوعاتها ٩ ﴿۲۸ سورۃ القصص مکیۃ ۴۹﴾ آیاتها ٨٨

سورۂ قصص مکی ہے   اس میں اٹھاسی آیتیں   اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
طسٓمٓ ﴿١﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ
یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں ○ ہم تجھے ایمان داروں کے فائدے کے لئے موسیٰ اور فرعون کا
بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٣﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا
کچھ صحیح حال سناتے ہیں ○ بے شک فرعون زمین پر سرکش ہو گیا تھا اور وہاں کے لوگوں کے
شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ
کئی گروہ کر دیئے تھے ان میں سے ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا ان کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا
اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٤﴾ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی
بے شک وہ مفسدوں میں سے تھا ○ اور ہم چاہتے تھے کہ ان پر احسان کریں جو ملک میں کمزور
الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٥﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ
کئے گئے تھے اور انہیں سردار بنا دیں اور انہیں وارث کریں ○ اور انہیں ملک پر قابض کریں
وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ﴿٦﴾
اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ چیز دکھا دیں جس کا وہ خطرہ کرتے تھے ○
وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِی الْيَمِّ
اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو حکم بھیجا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس کا خوف ہو تو اسے دریا میں ڈال دے
وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٧﴾
اور کچھ خوف اور غم نہ کر بے شک ہم اسے تیرے پاس واپس پہنچا دیں گے اور اسے رسولوں میں سے بنانے والے ہیں ○
فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ
پھر اسے فرعون کے گھر والوں نے اٹھا لیا تاکہ بالآخر وہ ان کا دشمن اور غم کا باعث بنے بے شک فرعون اور ہامان

وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ﴿٨﴾ وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي

اور ان کے لشکر خطا کار تھے ○ اور فرعون کی عورت نے کہا یہ تو میرے اور تیرے لئے آنکھوں کی

وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾

ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو شاید ہمارے کام آئے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور انہیں کچھ خبر نہ تھی ○

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا ۖ إِن كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَن رَّبَطْنَا

اور صبح کو موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہوگیا قریب تھی کہ بے قراری کو ظاہر کردے اگر ہم اس کے دل کو صبر نہ دیتے

عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠﴾ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ ۖ فَبَصُرَتْ

تا کہ اسے ہمارے وعدے کا یقین رہے ○ اور اس کی بہن سے کہا اس کے پیچھے چلی جا پھر اسے

بِهِ عَن جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١١﴾ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِن

اجنبی ہو کر دیکھتی رہی اور انہیں خبر نہ ہوئی ○ اور ہم نے پہلے سے اس پر دائیوں کو دودھ حرام

قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ

کر دیا تھا پھر بولی میں تمہیں ایسے گھر والے بتاؤں جو اس کی تمہارے لئے پرورش کریں اور وہ اس کے

نَاصِحُونَ ﴿١٢﴾ فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ

خیر خواہ ہوں ○ پھر ہم نے اسے اس کی ماں کے پاس پہنچا دیا تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور غمگین نہ ہو اور جان لے کہ

وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ ع

اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ○ اور جب اپنی جوانی کو پہنچا اور پورا توانا ہوا

آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٤﴾ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ

تو ہم نے اسے حکمت اور علم دیا اور ہم نیکوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں ○ اور شہر میں لوگوں کی

عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِن شِيعَتِهِ

بے خبری کے وقت داخل ہوا پھر وہاں دو شخصوں کو لڑتے ہوئے پایا یہ ایک اس کی جماعت کا تھا

وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ

اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں میں سے تھا پھر اس نے جو اس کی جماعت کا تھا اپنے دشمن پر اس سے مدد چاہی

فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ

تب موسیٰ نے اسے مکا مارا پس اس کا کام تمام کر دیا کہا یہ تو شیطانی حرکت ہے بے شک وہ کھلا دشمن

مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۵ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ

اور گمراہ کرنے والا ہے ○ کہا اے میرے رب! بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا سو مجھے بخش دے پھر اسے بخش دیا

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۱۶ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا

بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے ○ کہا اے میرے رب! جیسا تو نے مجھ پر فضل کیا ہے پھر میں گنہگاروں کا کبھی

لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۷ فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ

مددگار نہیں ہوں گا ○ پھر شہر میں ڈرتا انتظار کرتا ہوا صبح کو گیا پھر وہی شخص جس نے کل اس سے مدد مانگی تھی

بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۸ فَلَمَّآ

اسے پکار رہا ہے موسیٰ نے اس سے کہا کہ بیشک تو صریح گمراہ ہے ○ پھر جب

اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ

ارادہ کیا کہ اس پر ہاتھ ڈالے جو ان دونوں کا دشمن تھا کہا اے موسیٰ! کیا تو چاہتا ہے کہ

اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا

مجھے مار ڈالے جیسا تو نے کل ایک آدمی کو مار ڈالا ہے تو یہی چاہتا ہے کہ ملک میں زبردستی

فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝۱۹ وَجَآءَ رَجُلٌ

کرتا پھرے اور تو نہیں چاہتا کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو ○ اور شہر کے پرلے

مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ

سرے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہا اے موسیٰ! دربار والے تیرے متعلق مشورہ کرتے ہیں کہ تجھ کو

لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝۲۰ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ

مار ڈالیں سو نکل بے شک میں تیرا بھلا چاہنے والا ہوں ○ پھر وہاں سے ڈرتا انتظار کرتا ہوا نکلا

قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۱ ع

کہا اے میرے رب! مجھے ظالم قوم سے بچا لے ○

افاداتِ محمود:

فرعون نے اپنی حکومت اور ربوبیت کو دوام دینے کے لیے لوگوں کے فرقے بنائے اور ان کو آپس میں گروہ در گروہ تقسیم کیا۔ پھر ایک فرقہ کچھ کمزور اور ضعیف کیا۔ اُن کے لڑکے کو قتل کرتے تھے اور لڑکیوں کو لونڈیاں بنائے جاتے تھے۔ یعنی بنی اسرائیل اور بعد میں انگریز نے تقلید فرعون میں اس کو قاعدہ کلیہ اور اصول بنایا کہ ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' اور آج انگریز کی تقلید میں ہماری تمام حکومتوں نے اس کو اپنا وظیفہ اور وطیرہ بنایا ہے۔ بہرحال فرعون بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرتے تھے اور لڑکیوں کو چھوڑ دیتے تھے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ فرعون نے جو خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر اس کو یہی بتلائی گئی تھی کہ بنی اسرائیل کا کوئی لڑکا تیری سلطنت کے زوال کا سبب بنے گا اور دوسرا اس وجہ سے کہ لڑکوں سے سقوطِ حکومت کا جتنا اندیشہ ہوتا ہے اتنا لڑکیوں سے نہیں ہوتا۔ نہ تو وہ حکومت کو کنٹرول کرسکتی ہے اور نہ انقلاب لاسکتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جس قوم نے عورت کو اپنا سربراہ بنایا ہو وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہوگی۔

عورت کی حکمرانی پر شبہ اور اس کا جواب:

اب رہا یہ سوال کہ اگر حضور کے گزشتہ ارشاد کے مطابق کوئی عورت کامیاب حکمران نہیں بن سکتی تو پھر ملکہ الزبتھ اور دیگر ممالک کی عورتیں بڑی کامیاب حکومت کیوں چلارہی ہیں؟ جواب اس کا یہ ہے کہ ملکہ الزبتھ بااختیار حکمران نہیں ہے۔ بلکہ بے دست و پا و بے اختیار مجسمہ ہے۔ کیونکہ اختیارات کا مکمل کنٹرول پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔ لہٰذا ملکہ الزبتھ برائے نام حکمران ہے۔ حقیقت میں اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ (۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں کی کامیاب حکومت کی بات کرنا غلط ہے کیونکہ ایک وقت ایسا گزرا ہے کہ انگلینڈ کی حکومت کے پاس اتنا بڑا رقبہ تھا کہ جس پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا لیکن اب دیکھو تو حالات بدلے ہوئے ہیں اور برطانیہ سلطنت سے بہت سے حصے اپنی خود مختاری کے ساتھ آزاد ہوچکے ہیں۔ لہٰذا جب سے ان لوگوں نے عورت کو حکمران بنایا ہے تو وہ قوم تنزل کا شکار ہے جیسا کہ حالات سے بالکل ظاہر ہے اور اگر کسی ملک میں عورت حکمران ہو اور وہ حکومت کامیابی سے چل رہی ہو تو پھر یہ شاذ و نادر ہوگا۔ اس سے قرآن کریم اور مرفوع احادیث کے ضابطے متاثر نہیں ہوں گے۔

اب یہاں عورتوں کی حکومت ہے۔ انڈیا میں اندرا گاندھی کی ہے اور بعض دیگر ممالک میں بھی ہے۔ اس کے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ اگر پارلیمنٹ نہ ہو اور صرف عورت فیصلے کرتی ہو تو پھر یقیناً فساد ہوگا اور اگر عورت خود فیصلے نہ کرتی ہو، بلکہ پارلیمنٹ کرتی ہو تو پھر کوئی خاص خطرہ نہیں ہے۔ کیونکہ اب عورت کی حکومت نہیں ہے، بلکہ پارلیمنٹ کی ہے۔

فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ الخ

ایک قبطی جو کہ فرعون کا باورچی تھا وہ اور ایک اسرائیلی دونوں لڑ رہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مظلوم اسرائیلی کی مدد فرماتے ہوئے قبطی کو ایک مکا رسید کیا۔ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک پیغمبر نے قتل ناحق کا ارتکاب کیوں کیا جس کو وہ خود عمل شیطان کہہ رہا ہے؟ جواب اس کا ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء نبوت ملنے سے قبل بھی معصوم و مصئون ہوتے ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا متفق علیہ عقیدہ ہے، لیکن یہاں دو باتیں الگ الگ ہیں ایک معیار گناہ دوسرا وہ الفاظ جو اس گناہ پر دلیل ہیں۔ ان کا مفہوم و حقیقت۔

جہاں تک قتل قبطی کا تعلق ہے تو اس کے جواز کے کئی وجوہ ہیں۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ قتل خطا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قبطی کافر حربی تھا۔ کیونکہ اس وقت تمام قبطی بنی اسرائیل سے برسرپیکار تھے۔ (۲) دوسری بات یہاں جو سمجھنے کی ہے جس کی بنا پر مذکورہ سوال پیدا ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ حضرات انبیاء نبوت ملنے سے قبل اعلیٰ درجہ کے ولی ہوتے ہیں اُن کا کوئی فعل اگر غیر اولیٰ بھی ہو، جیسا کہ یہاں ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو قتال کا حکم نہ ملا تھا اور نہ انہوں نے اس سے قبل کوئی اعلان کیا تھا تاکہ ایک دوسرے سے بچے رہتے ؛ وہ اس کو بھی کبھی اللہ تعالیٰ اور کبھی وہ خود گناہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس سے انبیاء کی شان گھٹتی نہیں ہے، بلکہ ان کی قدر و منزلت، علو شان اور علو فکر نکھر کر سامنے آتی ہے کہ غیر اولیٰ فعل بھی مقربین دربار خداوندی کے شایاں شان نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مقام عالی کے اعتبار سے اسے عمل شیطان سے تعبیر فرمایا ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ہذا کا مشار الیہ غضب اور غصہ ہے اور غصہ کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ غصہ شیطان کے اثر سے آتا ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی سے بجھتی ہے، لہٰذا تم میں سے اگر کسی کو غصہ آ جائے تو وضو کر لیا کرے اور ہیئت تبدیل کر دیا کرے۔ کیونکہ اس سے غصہ فرو ہو جاتا ہے۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ

اور جب مدین کی طرف رخ کیا تو کہا

عَسٰى رَبِّىٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ

امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھا راستہ بتادے گا ○ اور جب مدین کے پانی پر پہنچا وہاں لوگوں کی

اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ قَالَ

ایک جماعت کو پانی پلاتے ہوئے پایا اوران سے ورے دو عورتوں کو پایا جو اپنے جانور روکے ہوئے کھڑی تھیں کہا

مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِىْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾

تمہارا کیا حال ہے بولیں جب تک چرواہے نہیں ہٹ جاتے ہم نہیں پلاتیں اور ہمارا باپ بوڑھا بڑی عمر کا ہے ○

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰىٓ اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ

پھران جانوروں کو پانی پلادیا پھر سایہ کی طرف ہٹ کر آیا کہا اے میرے رب تو میری طرف جو اچھی چیز اتارے میں

خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِىْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِىْ

اس کا محتاج ہوں ○ پھران دونوں میں سے ایک اس کے پاس شرم سے چلتی ہوئی آئی کہا میرے باپ نے

يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ

تمہیں بلایا ہے کہ تمہیں پلائی کی اجرت دے پھر جب اس کے پاس پہنچا اور اس سے تمام

الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ

حال بیان کیا کہا خوف نہ کر تو اس بے انصاف قوم سے بچ آیا ہے ○ ان دونوں میں سے ایک بولی اے باپ!

اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِىُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ

اسے نوکر رکھ لے بے شک بہتر نوکر جسے تو رکھنا چاہے وہ ہے جو زور آور اور امانت دار ہو ○ کہا میں چاہتا ہوں کہ

اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَىَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِىْ ثَمٰنِىَ حِجَجٍ فَاِنْ

اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا تجھ سے نکاح کردوں اس شرط پر کہ تو آٹھ برس تک میری نوکری کرے پھر اگر

اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ

تو دس پورے کردے تو تیری طرف سے احسان ہے اور میں نہیں چاہتا کہ تجھے تکلیف میں ڈالوں اگر اللہ نے چاہا

شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ

تو مجھے نیک بختوں سے پائے گا ○ کہا میرے اور تیرے درمیان یہ وعدہ ہو چکا ان دونوں مدتوں میں سے

فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾ ع فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ

جونسی پوری کردوں تو مجھ پر زیادتی نہ ہو اور اللہ ہمارے قول پر گواہ ہے ○ پھر جب موسیٰ وہ مدت پوری کر چکا

وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ

اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلا کوہ طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی اپنے گھر والوں سے کہا ٹھیرو میں نے ایک آگ

نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

دیکھی ہے شاید تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا آگ کا انگارہ لے آؤں تاکہ تم سینکو ○

فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ

پھر جب اس کے پاس پہنچا تو میدان کے داہنے کنارے سے برکت والی جگہ میں ایک درخت سے

الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰۤى اِنِّيْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا

آواز آئی کہ اے موسیٰ! میں اللہ جہان کا رب ہوں ○ اور یہ کہ اپنی لاٹھی ڈال دے پھر جب

رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَلَا

اسے دیکھا کہ سانپ کی طرح لہرا رہا ہے تو منہ پھیر کر الٹا بھاگا اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا اے موسیٰ! سامنے آ اور

تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ

ڈر نہیں بے شک تو امن والوں سے ہے ○ اپنے گریبان میں اپنا ہاتھ ڈال وہ بغیر کسی عیب کے چمکتا ہوا

سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى

نکلے گا اور رفع خوف کے لئے اپنا بازو اپنی طرف ملا سو تیرے رب کی طرف سے فرعون اور

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ

اس کے سرداروں کے لئے یہ دو سندیں ہیں بے شک وہ نافرمان لوگ ہیں ○ کہا اے میرے رب! میں نے ان کے ایک

نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ

آدمی کو قتل کیا ہے پس میں ڈرتا ہوں کہ مجھے مار ڈالیں گے ○ اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے اسے

مَعِيَ رِدْءًا يُّصَدِّقُنِيْٓ ۡ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ

میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج کہ میری تصدیق کرے کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے ○ فرمایا ہم تیرے بازو کو

عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ

تیرے بھائی سے مضبوط کر دیں گے اور تمہیں غلبہ دیں گے پھر وہ تم تک پہنچ نہیں سکیں گے ہماری نشانیوں کے سبب سے

اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ

تم اور تمہارے تابعدار غالب رہیں گے ○ پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آیا

قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾

تو کہنے لگے کہ یہ تو محض ایک بنایا ہوا جادو ہے اور ہم نے اسے اپنے پہلے باپ دادا سے سنا ہی نہیں ہے ○

وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ

اور موسیٰ نے کہا کہ میرا رب خوب جانتا ہے جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہے اور جس کے لئے

لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ

آخرت کا گھر ہے بے شک ظالم نجات نہیں پائیں گے ○ اور فرعون نے کہا اے سردارو!

مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ

میں نہیں جانتا کہ میرے سوا تمہارا کوئی اور معبود ہے پس اے ہامان! تو میرے لئے گارا پکوا پھر میرے لئے

لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾

ایک بلند محل بنوا کہ میں موسیٰ کے خدا کو جھانکوں اور بے شک میں اسے جھوٹا سمجھتا ہوں ○

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا

اور اس نے اور اس کے لشکروں نے زمین پر ناحق تکبر کیا اور خیال کیا کہ وہ ہماری طرف

لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

لوٹ کر نہیں آئیں گے ○ پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا پھر انہیں دریا میں پھینک دیا سو دیکھ لو

عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ظالموں کا کیا انجام ہوا ○ اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا وہ دوزخ کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے دن

لَا يُنْصَرُوْنَ ۝	وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ	وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ
انہیں مدد نہیں ملے گی ۝	اور ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی	اور وہ قیامت کے دن بھی
	الْمَقْبُوْحِيْنَ ۝ ع	
	بدحالوں میں ہوں گے ۝	

افاداتِ محمود:

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ الخ

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدین تشریف لے گئے تو وہاں دیکھا کہ ایک کنواں ہے جس سے لوگ جانوروں کو سیراب کر رہے ہیں اور دو لڑکیاں اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں تا کہ نامحرم لوگوں سے اختلاط نہ ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان پر ترس آیا اور پوچھا کہ ایسا کیوں ہے؟ وہ کہنے لگی کہ ہمارے والد بزرگ، حضرت شعیبؑ بہت ضعیف ہیں خود نہیں آسکتے اور ہم غیر محرم لوگوں کے ساتھ اختلاط کو مناسب نہیں سمجھتیں۔ لہٰذا ان لوگوں کے جانور جب سیراب ہو کر فارغ ہو جاتے ہیں تو ہم پھر اپنے جانوروں کو سیراب کرتی ہیں۔ جب لوگ فارغ ہو گئے تو انہوں نے کنویں کے اوپر پتھر رکھ دیا جو اتنا وزنی تھا کہ دس آدمی اس کو کنویں سے ہٹاتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے بڑھے اور اس پتھر کو کنویں سے ہٹا کر جلدی جلدی ان کے جانوروں کو سیراب فرمایا۔ آج دوسرے دنوں کی نسبت یہ دونوں بہنیں جلدی گھر چلی گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما ہوئے۔ بقول حضرت ابن عباسؓ کے درختوں کے پتے اور خودرو سبزی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غذا تھا۔ بھوک سے نڈھال تھے لیکن اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ رسول ہونے کی وجہ سے اس حال میں بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرما رہے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس درخت کو دیکھنے کے لیے سفر کیا۔ جب وہاں پہنچا اور اونٹ نے اس کے کچھ پتے چبائے تو کافی دیر چبانے کے بعد اُسے اُگال کر باہر پھینکا اور اُسے نگل نہ سکا۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے وہاں دعا مانگی اور واپس لوٹا۔ خیر حضرت شعیبؑ نے بچیوں سے جلدی آنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت شعیبؑ نے اپنی ایک صاحب زادی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا تا کہ آپ کو ساتھ گھر لے آئے۔ وہ باپردہ آئی اور ساتھ جانے کی وضاحت بھی کر دی کہ ایک تو ہمارے ابا جان آپ کو بلا رہے ہیں اور اس غرض سے بلا رہے ہیں تا کہ آپ کو کچھ حق الخدمت پیش کرے تا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں ایک اجنبی گھر میں جانے سے متعلق کوئی تردد نہ ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صاحبزادی سے فرمایا کہ راستہ میں میرے پیچھے پیچھے چلنا تا کہ میری نظر تجھ پر نہ پڑے اور میں اجنبی و نووارد مسافر ہوں یہاں کے راستوں سے واقف نہیں ہوں۔ تاہم اگر چلتے ہوئے غلط

راستے پر چل پڑوں تو تو درست اور صحیح راستے پر کنکری پھینکنا تو میں اس راستے پر چل پڑوں گا۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیبؑ کے گھر پہنچ گئے اور اُن سے مکالمہ ہوا۔ انہوں نے تسلی دے دی کہ آپ بے فکر رہیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظالم لوگوں سے نجات عطا فرمائی ہے۔ پھر حضرت شعیبؑ کی ایک صاحبزادی نے اپنے والد سے کہا کہ ابا جی آپ کو چونکہ اس وقت گھریلو ملازم کی ضرورت ہے لہٰذا اسے گھر میں ملازم رکھ لیجیے۔ کیونکہ یہ قوی بھی ہے جیسا کہ کنویں سے پتھر ہٹاتے ہوئے معلوم ہوا اور امین ہے جیسا کہ راستہ چلتے وقت معلوم ہوا۔ روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت شعیبؑ کی چھوٹی صاحبزادی تھی۔ یہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لینے گئی تھی اور پھر اسی کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سے تین آدمی عقلمند ہوئے ہیں (۱) حضرت صدیق اکبرؓ جب انہوں نے اپنے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب فرمایا (۲) اور عزیز مصر جب اس نے اپنی بیوی سے حضرت یوسفؑ کے متعلق کہا ''اکرمی مثواہ'' (۳) اور حضرت شعیبؑ کی یہ صاحبزادی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گھر میں رکھنے کی صلاح اپنے والد کو دی۔ واللہ اعلم

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ الخ حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ میرے ہاں آٹھ سال کے عرصے تک بکریاں چراتے رہو گے اور اگر آپ اپنی خوشی سے دس سال پورے کرو گے تو آپ کی مرضی۔ حضرات انبیاء چونکہ عام لوگوں سے زیادہ دیانتدار اور زیادہ قوی کامل و مکمل ہوتے ہیں، لہٰذا احادیث میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے دس سال والی مدت پوری کی کیونکہ آٹھ سال کے بجائے دس سال کی مدت پوری کرنا افضل تھا۔ ایسے مقامات پر تو حضرات انبیاء عزیمت پر عمل کر گزرتے ہیں اور جہاں ایسا عمل کرنا ہو جو امت نے بھی کرنا ہو تو وہاں عزیمت اور رخصت، تندرستی و صحت، حضر و مسافرت وغیرہ دونوں پہلو بتا دیتے ہیں تاکہ امت مشقت میں نہ پڑے۔ جیسے مغرب کی نماز میں حضورؐ کا سورۃ اعراف پڑھنا اور بوقت ضرورت فجر کی نماز قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ سے پڑھانا۔ بیماری کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا، تیمم، قصر نمازیں وغیرہ یہ تمام احکام مذکورہ بالا ضابطہ کے تحت وجود میں آتے ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَکْنَا الْقُرُوْنَ

اور ہم نے موسیٰ کو پہلی امتوں کے ہلاک کرنے کے بعد کتاب دی تھی

الْاُوْلٰی بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًی وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَمَا کُنْتَ

جو لوگوں کے لئے بینائی اور ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ سمجھیں ○ اور تم

بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ اِذْ قَضَیْنَآ اِلٰی مُوْسَی الْاَمْرَ وَمَا کُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۴۴﴾ لا

غربی جانب نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا اور نہ اس واقعہ کو دیکھنے والے تھے ○

وَلٰکِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ ج وَمَا کُنْتَ ثَاوِیًا فِیْۤ اَهْلِ

لیکن ہم نے بہت سی نسلیں پیدا کیں پھر ان پر مدت دراز گزاری اور تو مدین والوں میں نہیں

مَدْیَنَ تَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا لا وَلٰکِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا کُنْتَ بِجَانِبِ

رہتا تھا کہ انہیں ہماری آیتیں سناتا لیکن ہم رسول بھیجتے رہے ○ اور تو طور کے کنارے پر

الطُّوْرِ اِذْ نَادَیْنَا وَلٰکِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰهُمْ

نہ تھا جب ہم نے آواز دی لیکن تیرے رب کا یہ انعام ہے تاکہ ان لوگوں کو ڈرائے جن کے پاس

مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِیْبَهُمْ مُّصِیْبَةٌۢ

تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں ○ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان کے اپنے ہی اعمال کے

بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ

سبب سے ان پر مصیبت نازل ہو جائے پھر کہتے اے ہمارے رب! تو نے ہمارے پاس رسول کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم تیرے حکموں کی

وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ

تابعداری کرتے اور ایمان والوں میں ہوتے ○ پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آپہنچا تو کہنے لگے کیوں نہیں

اُوْتِیَ مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی ط اَوَلَمْ یَکْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ ج قَالُوْا

دیا گیا جیسا موسیٰ کو دیا گیا تھا کیا انہوں نے اس چیز کا انکار نہیں کیا تھا جو موسیٰ کو اس سے پہلے دی گئی تھی کہنے لگے

سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا وقفة وَقَالُوْآ اِنَّا بِکُلٍّ کٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِکِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ

دونوں جادوگر آپس میں موافق ہیں اور کہا ہم کسی کو بھی نہیں مانتے ○ کہہ دو پس اللہ کے ہاں سے کوئی ایسی

اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ

کتاب لاؤ جو ان دونوں سے ہدایت میں بڑھ کر ہو کہ میں اس پر چلوں اگر تم سچے ہو○ پھر اگر تمہارا کہنا نہ مانیں

فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ۗ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ

تو جان لو کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کے تابع ہیں اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جس اللہ کی ہدایت چھوڑ کر

ع ۸ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ ع وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ

اپنی خواہشوں پر چلتا ہو بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا○ اور البتہ ہم ان کے پاس

الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۗ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ

ہدایت بھیجتے رہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں○ جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی ہے وہ اس پر

النصف يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا

ایمان لاتے ہیں○ اور جب ان پر پڑھا جاتا ہے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے ہمارے رب کی طرف سے یہ حق ہے

كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا

ہم تو اسے پہلے ہی مانتے تھے○ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کی وجہ سے دوگنا بدلہ ملے گا

وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِذَا سَمِعُوا

اور بھلائی سے برائی کو دور کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں○ اور جب بے ہودہ بات

اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۫ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫

سنتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال تم پر سلام ہو

لَا نَبْتَغِى الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ

ہم بے سمجھوں کو نہیں چاہتے○ بے شک تو ہدایت نہیں کر سکتا جسے تو چاہے لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے

يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ

جسے چاہے اور وہ ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے○ اور کہتے ہیں اگر ہم تیرے ساتھ ہدایت پر چلیں تو اپنے ملک سے

مِنْ اَرْضِنَا ۗ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَىْءٍ رِّزْقًا

اچک لئے جائیں کیا ہم نے انہیں حرم میں جگہ نہیں دی جو امن کا مقام ہے جہاں ہر قسم کے میووں کا رزق

مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ
ہماری طرف سے پہنچایا جاتا ہے لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے ○ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جو اپنے
مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَكُنَّا
سامانِ عیش پر نازاں تھے سو یہ ان کے گھر ہیں کہ ان کے بعد آباد نہیں ہوئے مگر بہت کم اور
نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا
ہم ہی وارث ہوئے ○ اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک ان کے بڑے شہر میں
رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝
پیغمبر نہ بھیج لے جو انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے مگر اس حال میں کہ وہاں کے باشندے ظالم ہوں ○
وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ
اور جو چیز تمہیں دی گئی ہے وہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور اس کی زینت ہے جو چیز اللہ کے
اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ع
ہاں ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے کیا تم نہیں سمجھتے ○

افاداتِ محمود:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ الخ

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ یہ بات تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ کون راہ راست پر آئے گا اور کون نہیں آئے گا۔ کیونکہ ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ نے استعدادوں کا فرق رکھا ہے۔ اسی پر اسلام میں داخل ہونے یا نہ ہونے کا مدار ہے۔ یہ بات نہ تو آپ کے علم میں، اور نہ اختیار میں۔ آپ اپنا فرض منصبی خوش اسلوبی سے ادا کیا کیجیے۔ ایسے لوگوں کے مسلمان ہونے نہ ہونے کے متعلق آپ سے سوال نہ کیا جائے گا۔

صحیحین میں ہے کہ یہ آیت حضورؐ کے چچا ابو طالب بن عبدالمطلب کے متعلق نازل ہوئی۔ جب وہ قریب المرگ ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم آ کر ان کے پاس بیٹھ گئے۔ دیکھا کہ ابو جہل بن ہشام اور عبداللہ بن امیہ دونوں عبد مناف کے سرہانے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا سے فرمایا کہ کلمہ پڑھ لو تا کہ میں قیامت کے دن آپ کی سفارش کر سکوں، لیکن ابو جہل اور عبداللہ بن امیہ دونوں ابو طالب کو مسلسل تلقین کرتے رہے کہ اپنے والد عبدالمطلب کی ملت پر قائم رہنا اور اس سے انحراف نہ کرنا۔ چنانچہ ابو طالب کے آخری الفاظ یہ

تھے۔

علی ملة عبدالمطلب یعنی میں عبدالمطلب کے دین پر مر رہا ہوں۔ ابو طالب کے دل میں ایمان کی حقانیت اور محمد عربیؐ کی رسالت کی صداقت تقریباً بیٹھ چکی تھی، لیکن وہ کچھ غلط مشیروں کے مشوروں کے باعث اور کچھ خود بھی اس بات کو باعث عار سمجھ رہے تھے کہ لوگ کہیں گے جہنم کی آگ سے ڈر کر اسلام قبول کیا۔ اس لیے اسلام قبول کرنے سے تو انکار کر دیا اور کہا کہ زندگی بھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خدمت کی، ان کا ساتھ دیا، ان سے دشمنوں کے وار روکے تو وہ اس وجہ سے کیا کہ یہ بھائی عبداللہ کی نشانی اور در یتیم ہیں۔ ان کا ساتھ دینا ہمارا خاندانی ونسبی فریضہ تھا (نہ کہ شرعی)۔ بعض لوگ حضرت عباسؓ کا قول نقل کر کے اس سے ابو طالب کے مسلمان ہونے پر استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عباسؓ نے فرمایا ہے کہ میرا بھائی مسلمان ہو گیا تھا؟ لیکن حضرت عباسؓ کے قول سے یہ استدلال درست نہیں ہے۔ کیونکہ اصول حدیث کا یہ مشہور ضابطہ ہے کہ راوی تحمل حدیث کے وقت اور ادا حدیث کے وقت مسلمان ہونا چاہیے۔ بعض محدثین کے ہاں تحمل حدیث کے وقت تو ایمان شرط نہیں ہے لیکن ادا حدیث کے وقت ایمان شرط ہے اور یہی قول درست ہے۔ کیونکہ بہت سے صحابہ کرام سے بہت سی روایتیں ایسی ملتی ہیں کہ تحمل حدیث حالت کفر میں اور اداء حدیث حالت ایمان میں ہے اور اگر پہلے والے ضابطے پر عمل کیا جائے تو احادیث کا ایک بڑا حصہ رد اور ضائع ہو جائے گا لیکن اس بات پر تمام محدثین متفق ہیں کہ اگر کوئی روایت ایسی ہے کہ اس کا راوی بوقت تحمل حدیث اور بوقت ادا حدیث کافر ہو تو وہ روایت قابل قبول نہیں ہے اور حضرت عباسؓ مذکورہ بالا قول کی یہی پوزیشن ہے کہ حضرت عباسؓ نے ایمان لانے سے قبل اس کو سنا اور بیان کیا لیکن ایمان لانے کے بعد انہوں نے کبھی یہ روایت بیان نہیں فرمائی لہٰذا یہ قابل قبول نہیں ہے۔ پھر جب ابو طالب فوت ہو گئے تو حضرت علیؓ نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا عمک الضال قدمات یعنی تیرے گمراہ چچا کا انتقال ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''فواریہ'' یعنی اس کو مٹی میں چھپا دو۔ حضورؐ نے اس کے لیے دفن کا لفظ استعمال نہیں فرمایا جو عام طور پر عربی زبان اور احادیث میں استعمال کیا گیا ہے اور نہ ہی غسل، جنازہ وغیرہ کا ذکر ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضور کے الفاظ سے یہ صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ابو طالب مسلمان نہیں ہوا تھا، بلکہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوا تھا۔ جیسا کہ اس کے اپنے آخری الفاظ بھی بتا رہے ہیں۔ حضورؐ چچا کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے بہت پریشان ہو رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی کہ آپ اپنے فرائض منصبی ادا کرتے رہیے اور بعض لوگوں کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے گھل گھل کر اپنی جان نہ کھپایئے۔

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا

پھر کیا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہو

فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ

سو وہ اسے پانے والا بھی ہو اس کے برابر ہے جسے ہم نے دنیا کی زندگی کا فائدہ دیا پھر وہ قیامت کے دن پکڑا ہوا

الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٦١﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

آئے گا○ اور جس دن انہیں پکارے گا پھر کہے گا میرے شریک کہاں ہیں جن کا تم

تَزْعُمُوْنَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا

دعوی کرتے تھے جن پر الزام قائم ہوگا وہ کہیں گے اے رب ہمارے! وہ یہی ہیں جنہیں ہم نے بہکایا تھا

اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقِيْلَ

انہیں ہم نے گمراہ کیا تھا جیسا کہ ہم گمراہ تھے ہم تیرے روبرو بیزار ہوتے ہیں یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے○ اور کہا جائے گا

ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ لَوْ اَنَّهُمْ

اپنے شریکوں کو پکارو پھر انہیں پکاریں گے تو وہ انہیں جواب نہ دیں گے اور عذاب دیکھیں گے کاش یہ

كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ

لوگ ہدایت پر ہوتے○ اور جس دن انہیں پکارے گا پھر کہے گا تم نے پیغام پہنچانے والوں کو کیا جواب دیا تھا○ پھر

عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

اس دن انہیں کوئی بات نہیں سوجھے گی پھر وہ آپس میں بھی نہیں پوچھ سکیں گے○ پھر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے

فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿٦٧﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ

سو امید ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں سے ہوگا○ اور تیرا رب جو چاہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہے پسند کرے انہیں

لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ

کوئی اختیار نہیں ہے اللہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے○ اور تیرا رب جانتا ہے جو ان کے

صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى

سینوں میں پوشیدہ ہے اور جو ظاہر کرتے ہیں○ اور وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں دنیا اور آخرت میں اسی کی

وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۷۰ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ

تعریف ہے اور اسی کی حکومت ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ○ کہہ دو بھلا یہ تو بتاؤ اگر اللہ تم پر ہمیشہ کے لئے

الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ۭ اَفَلَا

قیامت تک رات ہی رہنے دے تو اللہ کے سوا کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے روشنی لائے کیا

تَسْمَعُوْنَ ۝۷۱ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ

تم سنتے نہیں ہو○ کہہ دو بھلا یہ تو بتاؤ اگر اللہ تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت تک دن ہی

الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝۷۲

رہنے دے تو اللہ کے سوا کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے رات لائے جس میں آرام پاؤ کیا تم دیکھتے نہیں ہو○

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم اس میں آرام پاؤ اور اپنے رب کا فضل تلاش کرو

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۷۳ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ

اور تاکہ تم شکر کرو○ اور جس دن انہیں پکارے گا پھر کہے گا وہ کہاں ہیں جنہیں تم میرا شریک

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝۷۴ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ

سمجھتے تھے○ اور ہر امت میں سے ایک گواہ نکال کر لائیں گے پھر کہیں گے کہ اپنی دلیل پیش کرو

فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۷۵ ۧ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ ع

تب جان لیں گے کہ سچی بات اللہ ہی کی تھی اور جو جھوٹ بنایا کرتے تھے ان سے جاتا رہے گا○ بے شک قارون

مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ

موسیٰ کی قوم میں سے تھا پھر ان پر اکڑنے لگا اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیئے تھے کہ اس کی کنجیاں

لَتَنُوْۗاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۤ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

ایک طاقت ور جماعت کو اٹھانی مشکل ہوتیں جب اس سے اس کی قوم نے کہا اترا مت بے شک اللہ اترانے والوں کو

الْفَرِحِيْنَ ۝۷۶ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ

پسند نہیں کرتا○ اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر حاصل کر اور اپنا حصہ دنیا میں سے

مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ ؕ

نہ بھول — اور بھلائی کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے — اور ملک میں — فساد کا خواہاں نہ ہو

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِىْ ؕ اَوَلَمْ

بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ○ — کہا یہ تو مجھے ایک ہنر سے ملا ہے — جو میرے پاس ہے — کیا اسے

يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ

معلوم نہیں کہ — اللہ نے اس سے پہلے — بہت سی امتیں — جو اس سے قوت میں

مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾

بڑھ کر — اور جمعیت میں زیادہ تھیں ہلاک کر ڈالی ہیں — اور گنہگاروں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا ○

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ

اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے نکلا جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے — کہنے لگے — اے کاش ہمارے لئے بھی ویسا ہی ہوتا

لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

جیسا کہ قارون کو دیا گیا ہے — بے شک وہ بڑے نصیب والا ہے ○ — اور علم والوں نے

اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ

کہا تم پر افسوس ہے — اللہ کا ثواب بہتر ہے — اس کے لئے جو ایمان لایا — اور نیک کام کیا

لَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ

مگر صبر کرنے والوں کے سوا نہیں ملا کرتا ○ — پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا — پھر اس کی ایسی

مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ

کوئی جماعت نہ تھی — جو اسے اللہ سے بچا لیتی — اور نہ وہ خود بچ سکا ○ — اور وہ

الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

لوگ جو کل اس کے مرتبہ کی تمنا کرتے تھے — آج صبح کو کہنے لگے کہ ہائے شامت — اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ

روزی کشادہ کر دیتا ہے — اور تنگ کر دیتا ہے — اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا — تو ہمیں بھی دھنسا دیتا

وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾
ہائے کافر نجات نہیں پا سکتے ○

ع

افاداتِ محمود:

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى الخ

قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا، لیکن اس کو ایمان نصیب نہ ہوا۔ وہ نظریاتی طور پر فرعونیوں کا ساتھ دے رہا تھا۔ ظالمانہ حکومتوں کی ہمیشہ یہ روش رہی ہے کہ جن لوگوں کو دبانا اور ان کا خون چوسنا مقصد ہوتا ہے تو وہ ان ہی کے رشتہ داروں کو اپنے ساتھ ملا کر انھیں استعمال کرتی رہتی ہیں۔ قارون، حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارون کی عزت و عظمت کو دیکھ کر جلتا رہتا تھا۔ کبھی کہتا کہ چونکہ میں سرمایہ دار ہوں، لہٰذا میری قدر و منزلت ان کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔ آخر کار اسے حضرت موسیٰؑ کے خلاف یہ تدبیر سوجھی کہ ایک فاحشہ عورت کو بڑی رقم کا لالچ دے کر تیار کیا کہ جب حضرت موسیٰؑ کسی مجلس میں زنا کے مفاسد اور سزا وغیرہ کا تذکرہ کریں تو لوگوں کے سامنے کہنا کہ حضرت موسیٰؑ نے میرے ساتھ گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰؑ کسی مجمع میں دیگر گناہوں کے ساتھ زنا کی قباحتیں بیان فرما رہے تھے کہ اس عورت نے آگے بڑھ کر حضرت موسیٰؑ پر الزام تراشی کی۔ حضرت موسیٰؑ نے اس کو شدید اور مضبوط قسمیں دے کر پوچھا جس میں اللہ تعالیٰ کے غضب کا بھی ذکر تھا تو وہ عورت گھبرا گئی اور اس نے حقیقت اور صحیح صورت حال بیان کر دی کہ یہ سب کچھ مجھ کو قارون نے پیسہ دے کر سکھایا تھا۔ یہ سب حضرت موسیٰؑ کو بدنام کرنے کے لیے تھا، ورنہ اس بات کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے اس کے لیے بددعا کی۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اسے مال سمیت زمین میں دھنسا دیا اور زمین اسے برابر کھینچتی چلی جا رہی ہے۔ (العیاذ باللہ)

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ

یہ آخرت کا گھر ہم انہیں کو دیتے ہیں جو ملک میں ظلم

عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ

اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور نیک انجام تو پرہیزگاروں ہی کا ہے ○ جو بھلائی لے کر آیا اسے

خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا

اس سے بہتر ملے گا اور جو برائی لے کر آیا پس برائیاں کرنے والوں کو وہی سزا ملے گی

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَاۗدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۭ

جو کچھ وہ کرتے تھے ○ جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں لوٹنے کی جگہ پھیر لائے گا

قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَاۗءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ

کہہ دو میرا رب خوب جانتا ہے کہ ہدایت کون لے کر آیا ہے اور کون صریح گمراہی میں پڑا ہوا ہے ○ اور تمہیں

تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا

امید نہ تھی کہ تم پر کتاب اتاری جائے گی مگر تمہارے رب کی مہربانی ہوئی پھر تم کافروں کی

لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ

طرفداری نہ کرنا ○ اور وہ تمہیں اللہ کی آیتوں سے بعد اس کے کہ تم پر نازل ہو چکی ہیں

اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ

روک نہ دیں اور اپنے رب کی طرف بلا اور مشرکوں میں ہرگز شامل نہ ہو ○ اور اللہ کے ساتھ اور کسی معبود کو نہ پکار

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾ ع

اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے ○

آیاتہا ۶۹ (۲۹) سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوتِ مَكِّيَّةٌ (۸۵) رکوعاتہا ۷

سورۂ عنکبوت مکی ہے اور اس میں انہتر آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ۝١ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝٢

کیا لوگ خیال کرتے ہیں یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی ۝

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ

اور جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ہم نے انہیں بھی آزمایا تھا سو اللہ انہیں ضرور معلوم کرے گا جو سچے ہیں اور

لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝٣ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ط

ان کو بھی جو جھوٹے ہیں ۝ کیا وہ لوگ جو برے کام کرتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝٤ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ

برا ہے جو فیصلہ کرتے ہیں ۝ جو شخص اللہ سے ملنے کی امید رکھتا ہو سو اللہ کا وعدہ

لَاٰتٍ ط وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٥ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ط

آرہا ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے ۝ اور جو شخص کوشش کرتا ہے تو اپنے ہی بھلے کے لئے کرتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

بے شک اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے ۝ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے

لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٧

ہم ان کے گناہوں کو ان سے دور کر دیں گے اور انہیں ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے ۝

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ط وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ اسے

بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ط اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٨

شریک بنائے جسے تو جانتا بھی نہیں تو ان کا کہنا نہ مان تم سب نے لوٹ کر میرے ہاں ہی آنا ہے تب میں تمہیں بتا دوں گا جو کچھ تم کرتے تھے ۝

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ﴿٩﴾ وَمِنَ

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم انہیں ضرور نیک بندوں میں داخل کریں گے○ اور کچھ

النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ

ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب انہیں اللہ کی راہ میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے لوگوں کی تکلیف کو

كَعَذَابِ اللَّهِ ۖ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۚ

اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں اور اگر تیرے رب کی طرف سے مدد پہنچے تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ تھے

أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾ وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ

اور کیا اللہ جہان والوں کے دلوں کی باتوں سے اچھی طرح واقف نہیں ہے○ اور البتہ اللہ انہیں ضرور معلوم کرے گا

آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ ﴿١١﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا

جو ایمان لائے اور البتہ منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہے گا○ اور کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں تم ہمارے طریقہ پر

سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُمْ مِنْ شَيْءٍ ۖ

چلو اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی اٹھانے والے نہیں

إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٢﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ ۖ وَ

بے شک وہ جھوٹے ہیں○ اور البتہ اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھ کے ساتھ اور کتنے بوجھ اور

لَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٣﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ ع

البتہ قیامت کے دن ان سے ضرور پوچھا جائے گا ان باتوں کے متعلق جو وہ بناتے تھے○ اور ہم نے نوح کو اس کی

قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ

قوم کی طرف بھیجا پھر وہ ان میں پچاس برس کم ہزار برس رہے پھر انہیں طوفان نے آ پکڑا

وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٤﴾ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ﴿١٥﴾

اور وہ ظالم تھے○ پھر ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو نجات دی اور ہم نے کشتی کو جہان والوں کے لئے نشانی بنا دیا○

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ۖ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ

اور ابراہیم کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۱۶) اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ط

تمہارے لئے یہی بہتر ہے ○ تم اللہ کے سوا بتوں ہی کی عبادت کرتے ہو اور جھوٹ بناتے ہو

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا

جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں سو تم

عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ط اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۱۷) وَاِنْ

اللہ ہی سے روزی مانگو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اسی کے پاس لوٹائے جاؤ گے ○ اور اگر

تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ط وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

تم جھٹلاؤ تو تم سے پہلے بہت سی جماعتیں جھٹلا چکی ہیں اور رسول کے ذمہ تو بس کھول کر

الْمُبِيْنُ (۱۸) اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ط اِنَّ ذٰلِكَ

پہنچا دینا ہی ہے ○ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ کس طرح پہلی دفعہ مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا بے شک یہ

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ (۱۹) قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ

اللہ پر آسان ہے ○ کہہ دو ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ اس نے کس طرح مخلوق کو پہلی دفعہ پیدا کیا پھر

اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۲۰) يُعَذِّبُ

اللہ آخری دفعہ بھی پیدا کرے گا بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○ جسے چاہے گا

مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ج وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ (۲۱) وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ

عذاب دے گا اور جس پر چاہے رحم کرے گا اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ○ اور تم زمین

فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ز وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (۲۲) ع

اور آسمان میں عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے ○

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ

اور جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں اور اس کے ملنے سے انکار کیا وہ میری رحمت سے ناامید ہو گئے ہیں اور ان کے لئے

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۲۳) فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ

دردناک عذاب ہے ○ پھر اس کی قوم کا اس کے سوا اور کوئی جواب نہ تھا کہ اسے مار ڈالو یا

حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾

جلا ڈالو پھر اللہ نے اسے آگ سے نجات دی بے شک اس میں ان کے لئے نشانیاں ہیں جو ایماندار ہیں ○

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ

اور کہا تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو لئے بیٹھے ہو تمہاری آپس کی محبت دنیا کی

الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ

زندگی میں ہے پھر قیامت کے دن ایک دوسرے کا انکار کرے گا اور ایک دوسرے پر

بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ

لعنت کرے گا اور تمہارا ٹھکانا آگ ہوگا اور تمہارے لئے کوئی بھی مددگار نہ ہوگا ○ پھر اس پر لوط ایمان لایا

وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ

اور ابراہیم نے کہا بے شک میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں بے شک وہ غالب حکمت والا ہے ○ اور ہم نے اسے

اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ

اسحٰق اور یعقوب عطا کیا اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب مقرر کردی اور ہم نے

اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا اِذْ

اسے اس کا بدلہ دنیا میں دیا اور وہ آخرت میں بھی البتہ نیکوں سے ہوگا ○ اور لوط کو بھیجا جب

قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ

اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم وہ بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے کسی نے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ڏ وَتَاْتُوْنَ

نہیں کی ○ کیا تم مردوں کے پاس جاتے ہو اور تم ڈاکے ڈالتے ہو اور اپنی مجلس میں

فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ

برا کام کرتے ہو پھر اس کی قوم کے پاس اس کے سوا کوئی جواب نہ تھا کہ تو ہم پر اللہ کا عذاب

اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾

لے آ اگر تو سچا ہے ○ کہا اے میرے رب ان شریر لوگوں پر میری مدد کر ○

افاداتِ محمود:

اس سورۃ کے پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات بیان فرمائی کہ محض ایمان کا دعویٰ کرنا کافی نہیں ہے، بلکہ ایمان والوں کو آزمایا جائے گا۔ کیونکہ انسان جب مٹی کا برتن خرید تا ہے تو اسے ٹھونک بجا کر دیکھتا ہے کہ کہیں ٹوٹا ہوا تو نہیں ہے اور پانی تو لیک نہیں ہوتا۔ لہٰذا جس ایمان کے عوض اتنی بڑی جنت ملنے کا وعدہ ہے، جس کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے اور لمبائی تو اللہ ہی بہتر جانتے ہیں، اس ایمان کی بھی جانچ یقیناً ہوگی کہ کتنا مضبوط ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے سخت امتحان انبیاء علیہم السلام کا ہوتا ہے اور پھر درجہ بدرجہ، جو انبیاء کے جتنے قریبی ہوتے ہیں، اس حساب سے ان کا امتحان ہوتا ہے۔ آگے پھر ایمان والوں کو تسلی دی ہے کہ ان پر جو سختیاں ہو رہی ہیں انھیں یقین دلایا جا رہا ہے کہ ان کے عوض اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بہت کچھ تیار کر رکھا ہے۔

اس کی مزید وضاحت کے لیے آگے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ مختصراً بیان فرمایا ہے کہ حضرت نوح نے اللہ کے دین کی کتنی مدت تبلیغ فرمائی، لیکن وہ نافہم و نااہل قوم نہ مانی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو طوفان سے ہلاک کر دیا اور حضرت نوحؑ کی شان کو اور بلند فرمایا۔ اس طرح حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے اللہ کے دین کی وجہ سے بے مثال مشقتیں اٹھائیں، لیکن ان کے پائے استقلال کو ذرہ برابر جنبش نہ ہوئی۔

وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ مفسرین نے اس کے متعدد معانی لکھے ہیں۔ (۱) ایک یہ ہے کہ راہ زنی اور ڈاکے ڈالتے ہو (۲) دوسرا یہ ہے کہ لوگوں کو پکڑ کر ان سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو۔ (۳) اور تیسرا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر مرد اور عورت کا جوڑا پیدا فرمایا اور وہ شرائط عدیدہ کے ساتھ ایک دوسرے سے مستفید ہوتے ہیں اور فطرت سلیمہ کے بھی یہی بات قریب تر ہے، لیکن قوم لوط نے عورت کو چھوڑ کر مردوں سے خواہش پوری کی تو مندرجہ بالا آیت کا یہی مطلب ہے کہ صحیح و راست راستہ چھوڑ کر غلط راہ پر چلتے ہو۔

وَتَأْتُوْنَ فِىْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ''اَلْمُنْكَرْ'' سے مراد یا تو عام بری باتیں ہیں جو عام طور پر مجلسوں میں کی جاتی ہیں یا کفار کی بری مجالس کی باتیں کہ وہ نبی کے خلاف مشورے، جھوٹ، غیبت اور چغلی وغیرہ کرتے تھے۔ منکر سے مراد ہوا زور سے خارج کر کے گوز مارنا بھی ہے اور قوم لوط کے لوگ محفلوں میں ہوا زور سے خارج کرتے تھے، جس کی آواز لوگ سنتے تھے۔ لہٰذا زور سے ہوا خارج کرنا کہ اس کی آواز لوگوں تک پہنچ جائے جائز نہیں ہے۔

ایک طالب علم نے اس کے عدم جواز پر یوں استدلال کیا کہ اخراج الریح بالصوت حرام ہے۔ چونکہ یہ صوت عورت ہے اور صوت عورت حرام ہے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے یہ استدلال سن کر اس طالب علم کو پانچ روپے انعام دیا تھا۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ إِبْرٰهِيمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوٓا إِنَّا مُهْلِكُوٓا أَهْلِ

اور جب ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے کہنے لگے ہم اس بستی کے لوگوں کو

هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظٰلِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا ۚ

ہلاک کرنے والے ہیں یہاں کے لوگ بڑے ظالم ہیں○ کہا اس میں لوط بھی ہے

قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا ۖ لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ ۫ كَانَتْ

کہنے لگے ہم خوب جانتے ہیں جو اس میں ہے ہم لوط اور اس کے کنبہ کو بچالیں گے مگر اس کی بیوی وہ

مِنَ الْغٰبِرِينَ ﴿٣٢﴾ وَلَمَّآ أَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ

پیچھے رہ جانے والوں میں ہوگی○ اور جب ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس آئے تو اسے اس کا آنا برا معلوم ہوا اور تنگ

ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۖ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ

دل ہوئے فرشتوں نے کہا خوف نہ کر اور غم نہ کھا بے شک ہم تجھے اور تیرے کنبہ کو بچالیں گے مگر تیری بیوی

كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِينَ ﴿٣٣﴾ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلٰىٓ أَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ

پیچھے رہنے والوں میں ہوگی○ ہم اس بستی والوں پر اس لئے کہ بدکاری کرتے رہے ہیں

السَّمَآءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ

آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں○ اور ہم نے عقلمندوں کے لئے اس بستی کا نشان نظر آتا ہوا

يَّعْقِلُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

چھوڑ دیا○ اور مدین کے پاس ان کے بھائی شعیب کو بھیجا پس کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو

وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾ فَكَذَّبُوهُ

اور قیامت کے دن کی امید رکھو اور ملک میں فساد نہ مچاؤ○ سو انہوں نے

فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جٰثِمِينَ ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَّثَمُودَا۠

اسے جھٹلایا تب انہیں زلزلہ نے آ پکڑا پھر وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے○ اور ہم نے عاد اور ثمود کو

وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۖ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ

ہلاک کیا اور تمہیں ان کے کچھ مکانات بھی دکھائی دیتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال انہیں آراستہ کر دکھائے

فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ

اور انہیں راہ سے روک دیا حالانکہ وہ سمجھ دار تھے ○ اور قارون اور فرعون

وَهَامَانَ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُم مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا

اور ہامان کو ہلاک کیا اور البتہ ان کے پاس موسیٰ نشانیاں بھی لے کر آئے تھے پھر انہوں نے ملک میں سرکشی کی اور

كَانُوا سَابِقِينَ ﴿٣٩﴾ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا

وہ بھاگ کر نہ جا سکے ○ پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا پھر کسی پر تو ہم نے

عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ

پتھروں کا مینہ برسایا اور ان میں سے کسی کو کڑک نے آ پکڑا اور کسی کو ان میں سے زمین میں

الْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا

دھنسا دیا اور کسی کو ان میں سے غرق کر دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے لیکن وہی

أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٠﴾ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ

اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے ○ ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا حمایتی بنا رکھے ہیں

كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ ۘ وقف لازم

مکڑی کی سی مثال ہے جس نے گھر بنایا اور بے شک سب گھروں سے کمزور گھر مکڑی کا ہے

لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ

کاش وہ جانتے ○ بے شک اللہ جانتا ہے جسے وہ اس کے سوا پکارتے ہیں

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٤٢﴾ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا

اور وہ غالب حکمت والا ہے ○ اور یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور انہیں وہی سمجھتے ہیں

إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿٤٣﴾ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

جو علم والے ہیں ○ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو مناسب طور پر بنایا ہے بے شک اس میں

ع ۴ ۱۶ ۱۲ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٤﴾

ایمان والوں کے لئے بڑی نشانی ہے ○

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ

جو کتاب تیری طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو بیشک نماز بے حیائی

الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰهِ اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَا تُجَادِلُوْٓا

اور بری بات سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو○ اور اہل کتاب سے

اَهْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا

نہ جھگڑو مگر ایسے طریقہ سے جو عمدہ ہو مگر جو ان میں بے انصاف ہیں اور کہہ دو ہم اس پر ایمان لائے

بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُکُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾

جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور تمہاری طرف نازل کیا گیا اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہونے والے ہیں○

وَکَذٰلِکَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ

اور اسی طرح ہم نے تیری طرف کتاب نازل کی ہے پھر جنہیں ہم نے کتاب دی تھی وہ تو اس پر ایمان لائے ہیں اور

هٰٓؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الْکٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا

ان میں سے بھی کچھ لوگ اس پر ایمان لائے ہیں اور ہماری آیتوں کا کافر ہی انکار کیا کرتے ہیں○ اور اس سے پہلے نہ تو

مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ کِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِکَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ

کوئی کتاب پڑھتا تھا اور نہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتا تھا اس وقت البتہ باطل پرست شک کرتے○ بلکہ وہ

اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

روشن آیتیں ہیں ان کے دلوں میں جنہیں علم دیا گیا ہے اور ہماری آیتوں کا صرف ظالم ہی انکار کرتے ہیں○

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ

اور کہتے ہیں اس پر اس کے رب کی طرف سے نشانیاں کیوں نہ اتریں کہہ دو نشانیاں تو اللہ ہی کے اختیار میں ہیں اور میں تو بس

اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ

کھول کر سنا دینے والا ہوں○ کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر کتاب نازل کی جو ان پر پڑھی جاتی ہے بیشک

فِیْ ذٰلِکَ لَرَحْمَةً وَّذِکْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

اس میں رحمت ہے اور ایمان والوں کے لئے نصیحت ہے○

افاداتِ محمود:

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ الخ بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو نماز انسان کو بے حیائی اور بری باتوں سے نہ روکے وہ نماز انسان کو اللہ تعالیٰ سے اور زیادہ دور کر دیتی ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ پانچوں نمازیں ان گناہوں کے لیے کفارہ بنتی ہیں۔ جو گناہ ان نمازوں کے درمیانی اوقات میں کیے جاتے ہیں۔ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ تم میں سے اگر کسی کے دروازہ پر نہر ہو اور وہ پانچ وقت اس میں غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بدن پر میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا نہیں۔آپؐ نے فرمایا یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔حضرت ابوالعالیہ فرماتے ہیں کہ نماز میں تین چیزیں ہونی چاہئیں، یہ تب نماز کہلائے گی۔ اخلاص، خشیت اور اللہ تعالیٰ کا ذکر۔

فالا خلاص يامره بالمعروف والخشية تنهاه عن المنكر وذكر الله القران يامره وينهاه

(ابن کثیر)

پس اخلاص انسان کو بھلائیوں پر برانگیختہ کرتا ہے اور خشیت اسے برائیوں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر قرآن کریم ہے جو انسان کو اچھائیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے منع کرتا ہے۔

یہاں عام طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ نماز تو پڑھتے ہیں، لیکن بے حیائی اور بری باتوں سے باز نہیں آتے؟ اس کے قریب قریب وہ سوال ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تھا کہ حضورؐ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے، لیکن صبح کو چوری کرتا ہے یعنی نمازی ہونے کے باوجود چور ہے۔کیا نماز اسے چوری سے نہیں روکتی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب وہ اس گناہ سے رک جائے گا۔ محققین نے اس سوال کے کئی جوابات دیے ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔نماز کی صفت مذکورہ مشروط ہے اہتمام صلوٰۃ کے ساتھ۔جیسا کہ متعدد احادیث میں ترک صلوٰۃ اور ترک جماعت پر متعدد اور مختلف النوع وعیدات وارد ہوئی ہیں۔لہٰذا جو لوگ اہتمام نہیں کریں گے، وہ نماز سے پوری طرح مستفید نہیں ہوسکیں گے۔دوسری بات یہ ہے کہ نماز کی ہیئت کذائیہ ابتداء میں محدود وقت تک اور بعد میں زندگی کی ہر گھڑی میں انسان کو اعمال سیئہ سے روکتی ہے۔یعنی ابتداء میں تو جتنا وقت نماز میں گزرتا ہے، اس وقت انسان اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔قیام، قرأۃ، رکوع، سجدہ اور ذکر وغیرہ میں مشغول رہتا ہے اور ہر طرح گناہ سے محفوظ رہتا ہے۔پھر وقت کے ساتھ ساتھ اقامت صلوٰۃ انسان کی طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے اور انسان کے قلب کا آئینہ اس قدر صاف وشفاف ہوتا ہے کہ اس میں چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی نظر آتا اور محسوس ہوتا ہے۔انسان اس سے بچنے کی سعی بلیغ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی توفیق مانگتا ہے۔اس طرح نمازی گناہوں سے بچا رہتا ہے۔

نماز کی تاثیر جن باتوں کی وجہ سے ختم ہوتی ہے، ان سے بچنا بھی ضروری ہے۔ جیسے حدیث میں ہے کہ حرام لقمہ جب پیٹ میں پڑ جاتا ہے تو چالیس دن تک عبادت قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح دیگر اسباب وعلل کو بھی سمجھ لینا چاہیے۔ دیکھئے کہ ایک افسر ہم جیسا انسان ہوتا ہے، لیکن اس کے دفتر میں لوگ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ کھجلی تک نہیں کرتے۔ اب سوچیے شہنشاہ علی الاطلاق کے دربار میں حاضری کے کتنے آداب درکار ہوں گے۔ کیا ہم نمازوں میں وہ آداب بجالاتے ہیں؟ حضرت گنگوہیؒ کے ہاں ایک دیہاتی بیعت ہونے کے لیے آیا اور کہا کہ میں بیعت ہونا چاہتا ہوں، لیکن کسی عمل کی پابندی نہیں کروں گا۔ حضرت نے فرمایا فقط ایک کام کرنا یعنی نماز پڑھنا۔ اس نے تسلیم کر لیا اور نماز پڑھنے لگا۔ چند دن میں تمام گناہ چھوٹ گئے اور تمام اعمال پابندی سے کرنے لگا۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے۔ ذکر سے مراد ذکر باللسان بھی ہوسکتا ہے اور ذکر بالجنان بھی مراد ہوسکتا ہے۔ ذکر باللسان تو جیسے سبحان اللہ، الحمدللہ وغیرہ مختلف اذکار ہیں۔ بعض مخصوص بالاوقات (یعنی مخصوص اوقات کے اذکار) بعض علی الاطلاق من دون وقت وعدد (وقت اور عدد کی پابندی سے آزاد) ہیں اور ذکر بالجنان سے مراد دھیان ہے کہ ہر وقت انسان کو اللہ کا دھیان نصیب ہو۔ اس صورت میں نہ تو جھوٹ بولے گا، نہ غیبت کرے گا، نہ کم تولے گا وغیرہ وغیرہ۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کرنا بندے کے لیے بہت بڑی بات ہے۔ حضرت عبداللہ بن ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباس نے پوچھا کیا تو "وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ" کا مفہوم سمجھتا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! حضرت کے استفسار پر میں نے کہا کہ اس سے مراد تسبیح، تحمید اور تلاوت کلام پاک ہے تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم نے درست کہا، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے، بلکہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب تم لوگوں کو کسی بات کا حکم دیتے ہیں یا تمہیں کسی بات سے منع فرماتے ہیں تو تمہیں یاد کرتے ہیں۔ بس تو اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا بہت بڑا اعزاز ہے، بنسبت اس کے کہ تم اللہ کو یاد کرو۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ الخ

دعوت دینے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کی بات دلیل کے ساتھ رد کرو اور اُمید رکھو کہ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت دے دے گا۔ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ظالم وہ لوگ ہیں جنہوں نے معاہدہ توڑا تھا۔ جیسے بنو قریظہ اور بنو نضیر۔ لہٰذا بنو نضیر نے عہد شکنی کی تو بنو نضیر کو جلاوطن کر دیا گیا اور بنو قریظہ کے ساتھ معاملہ دوسرے طریقے سے ہوا، کیونکہ وہ دغابازی کر کے انسانیت کے مقام سے گر گئے تھے۔

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِىْ وَ بَيْنَكُمْ
کہہ دو اللہ میرے اور تمہارے درمیان

شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا
گواہ کافی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جانتا ہے اور جو لوگ جھوٹ پر ایمان لائے اور اللہ کا

بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى
انکار کیا وہی نقصان پانے والے ہیں○ اور تجھ سے عذاب جلدی مانگتے ہیں اور اگر ایک وعدہ مقرر نہ ہوتا

لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ
تو ان پر عذاب آجاتا اور البتہ ان پر اچانک آئے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی○ تجھ سے عذاب

بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ
جلدی مانگتے ہیں اور بیشک دوزخ کافروں کو گھیر لینے والی ہے○ جس دن عذاب انہیں ان کے

فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ يٰعِبَادِىَ
اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے گھیر لے گا اور کہے گا جو تم کیا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو○ اے میرے بندو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِىْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّاىَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ
جو ایمان لائے ہو میری زمین کشادہ ہے پس میری ہی عبادت کرو○ ہر جاندار موت کا مزہ

الْمَوْتِ ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ
چکھنے والا ہے پھر ہمارے ہی پاس پھر کر آؤ گے○ اور جو ایمان لائے اور نیک کام کیے البتہ ہم انہیں

مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ
جنت کے بالا خانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہاں ہمیشہ رہیں گے عمل کرنے والوں کا

الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ ۖ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ
کیا اچھا بدلہ ہے○ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں○ اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے

رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ
نہیں پھرتے اللہ ہی انہیں اور تمہیں رزق دیتا ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے○ اور البتہ اگر تو

مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ
ان سے پوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے کام میں لگایا تو ضرور کہیں گے اللہ نے
فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ لَهٗ ؕ
پھر کہاں الٹے جارہے ہیں○ اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے
اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٢﴾ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے○ اور البتہ اگر تو ان سے پوچھے آسمان سے کس نے پانی اتارا
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ
پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا کہیں گے اللہ نے کہہ وسب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہے لیکن
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٣﴾ ع
ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے○

افاداتِ محمود:

يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ الخ

اس سے مراد آخرت کا عذاب ہے جو انسان کو ہر طرف سے گھیر لے گا، جیسے حدیث میں ہے کہ جس مال سے زکوۃ ادا نہ کی جائے وہ مال قیامت کے دن سانپ بن جائے گا اور صاحب مال کو ڈستا جائے گا اور کہے گا کہ میں تمہارا وہ مال ہوں جس سے تم نے حقوق واجبہ ادا نہیں کیے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہے

سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیامۃ عنقریب بطور طوق وہ مال ان کے گلوں میں ڈالا جائے گا جس کے دینے میں بخل کرتے تھے۔ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ پاؤں میں آگ کی بیڑیاں پہنائی جائیں گی اور جہنم کا عذاب تو ویسے بھی چاروں طرف سے انسان کو ہوتا رہے گا جیسا کہ ظاہر ہے (اعاذنا اللہ منہا)

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا الخ

یعنی میرے بندو اگر چہ کسی جگہ لوگ تمہیں تنگ کرتے ہیں اور یکسوئی سے عبادت نہیں کرنے دیتے تو میری زمین بڑی فراخ ہے۔ کسی اور جگہ چلے جاؤ اور وہاں عبادت کرو۔ رہی یہ بات کہ وطن اور خانہ کعبہ وغیرہ کو چھوڑ دو گے تو ان کے چھوٹنے کا غم ہوگا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک نہ ایک دن موت نے آلینا ہے اور یہ سب کچھ ویسے بھی چھوٹ جانا ہے، لیکن اس میں تو شان بندگی نہیں ہے۔ پھر تو مجبوراً سب کچھ چھوڑنا پڑے گا، لیکن مزہ تو یہ ہے کہ اپنی مرضی سے اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے عزیز واقارب جائیدادیں، رفقاء اور بچوں کو خیر باد کہہ دیا جائے۔ جیسا کہ صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت نے حبشہ کی طرف اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔

وَمَا هٰذِهِ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَآ اِلَّا لَهۡوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَاِنَّ
اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے اور
الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ لَهِىَ الۡحَـيَوَانُ ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۴﴾ فَاِذَا رَكِبُوۡا فِى الۡفُلۡكِ دَعَوُا
اصل زندگی عالم آخرت کی ہے کاش وہ سمجھتے○ پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خاص اعتقاد سے
اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰٮهُمۡ اِلَى الۡبَرِّ اِذَا هُمۡ يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكۡفُرُوۡا
اللہ ہی کو پکارتے ہیں پھر جب انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے فوراً ہی شرک کرنے لگتے ہیں○ تا کہ ناشکری کریں
بِمَاۤ اٰتَيۡنٰهُمۡ ۚۙ وَلِيَتَمَتَّعُوۡا ۚ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۶﴾ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا حَرَمًا اٰمِنًا
اس نعمت کی جو ہم نے انہیں دی تھی اور مزے اڑاتے ہیں عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا○ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو امن کی جگہ بنا دیا ہے
وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنۡ حَوۡلِهِمۡ ؕ اَفَبِالۡبَاطِلِ يُؤۡمِنُوۡنَ وَبِنِعۡمَةِ اللّٰهِ يَكۡفُرُوۡنَ ﴿۶۷﴾
اور لوگ ان کے آس پاس سے اچک لئے جاتے ہیں کیا یہ لوگ جھوٹ پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں○
وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَـرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوۡ كَذَّبَ بِالۡحَـقِّ لَـمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيۡسَ
اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے جب اس کے پاس آئے کیا
فِىۡ جَهَنَّمَ مَثۡوًى لِّلۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ
دوزخ میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ہے○ اور جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سُجھا دیں گے
وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۶۹﴾
اور بیشک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے○

افاداتِ محمود:

وَاِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ لَهِىَ الۡحَـيَوَانُ الخ یعنی دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ یہ تو ہر طرح گزر سکتی ہے۔ خواہ دُکھ ہو یا سکھ، لیکن آخرت کی ابدی و دائمی زندگی کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ وہاں سکھ کے بغیر گزارہ دشوار ہے۔

اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا الخ بیت اللہ اور خانہ کعبہ کے مجاور ہونے کی وجہ سے قریش مکہ جہاں جاتے تھے ان کی عزت و تکریم ہوتی تھی اور ہر قسم کے بیرونی خطرات کے مامون و محفوظ تھے۔ کوئی ان کو بری نظر سے نہیں دیکھ سکتا تھا مگر پھر بھی گمراہ تھے۔ بتوں کے نام کی نذریں اور منتیں مانتے تھے۔ اگر اتفاق سے وہ کام ہو جاتا تو بتوں کے احسان

مند اور شکر گزار ہوتے تھے اور اُن سے ان کی محبت اور زیادہ ہو جاتی تھی مگر اللہ تعالیٰ کے اتنے بڑے بڑے احسانات کو فراموش کیے ہوئے تھے۔

سُبُلَنَا سبل سبیل کی جمع ہے۔ مراد تمام راستے ہیں یعنی ہدایت کے تمام راستے سمجھا دیں گے۔ واللہ اعلم

آیاتها ٦٠ (٣٠) سورۃ الروم مکیۃ (٨٤) رکوعاتها ٦

آیتیں ٦٠ سورۃ روم مکی ہے رکوع ٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿١﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿٢﴾ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ﴿٣﴾

روم مغلوب ہوگئے ○ نزدیک کے ملک میں اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے ○

فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ۬ۗ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَیَوْمَىِٕذٍ یَّفْرَحُ

چند ہی سال میں سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں پہلے اور پیچھلے اور اس دن مسلمان

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿٤﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿٥﴾ وَعْدَ

خوش ہوں گے ○ اللہ کی مدد سے مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہ غالب رحم والا ہے ○ اللہ کا

اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿٦﴾ یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا

وعدہ ہو چکا اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ○ دنیا کی

مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۖۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٧﴾ اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا

زندگی کی ظاہر باتیں جانتے ہیں اور وہ آخرت سے غافل ہی ہیں ○ کیا وہ اپنے

فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ ۫ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

دل میں خیال نہیں کرتے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے عمدگی سے

وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ﴿٨﴾ اَوَلَمْ

اور وقت مقرر تک کے لئے بنایا ہے اور بیشک بہت سے لوگ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں ○ کیا

یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا

انہوں نے ملک میں پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلوں کو کیسا انجام ہوا وہ ان سے

اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ

بھی بڑھ کر قوت والے تھے اور انہوں نے زمین کو جوتا تھا اور ان سے بہت زیادہ آباد کیا تھا اور ان کے پاس

رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَٰتِ ۖ فَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾
ان کے رسول معجزات لے کر بھی آئے تھے پھر اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہی اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے ۝
ثُمَّ كَانَ عَٰقِبَةَ ٱلَّذِينَ أَسَٰٓـُٔوا۟ ٱلسُّوٓأَىٰٓ أَن كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ وَكَانُوا۟
پھر برا کرنے والوں کا انجام بھی برا ہی ہوا اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور ان کی
بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ﴿١٠﴾ ع
ہنسی اڑاتے رہے ۝

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ سے قبل دو طاقتیں مشہور اور قوی تھیں۔ رومیوں کی طاقت اور ایرانیوں یعنی مجوسیوں کی طاقت۔ یہ دونوں ملک ایک دوسرے کے حریف تھے۔ باقی چھوٹی چھوٹی سلطنتیں ان دونوں کے رحم وکرم پر ہوتی تھیں۔ بعض سلطنتیں قیصر روم سے منسلک تھیں اور بعض کسریٰ سے منسلک تھیں۔ ان دو بڑی طاقتوں کا آپس میں جنگ کا تبادلہ رہتا تھا۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے۔ روم میں چونکہ نصاریٰ رہتے تھے وہ اہل کتاب تھے، لہٰذا مذہباً اور طبعاً مسلمان انھیں اپنے قریب سمجھتے تھے اور ایران میں مجوسی آباد تھے جو کہ مشرک تھے، لہٰذا مشرکین مکہ ان کو اپنا حلیف اور قریبی خیال کرتے تھے۔ نتیجہ یہ تھا کہ اگر رومی کسی محاذ پر مغلوب ہو جاتے تو مشرکین مکہ مسلمانوں کو طعنہ دیتے اور ڈراتے دھمکاتے کہ جس طرح ایرانیوں سے رومی ہار گئے ہیں اور ان کے مقابلہ میں کمزور پڑ گئے ہیں، اسی طرح تم لوگ ہمارے مقابلہ میں کمزور پڑ جاؤ گے اور مغلوب ہو جاؤ گے اور اگر ایرانی کسی جگہ مغلوب ہوتے اور رومی غالب آ جاتے تو مسلمان خوش ہوتے اور اس کو اپنے لیے نیک فال قرار دیتے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے چند سال بعد رومیوں اور ایرانیوں میں شدید جنگ ہوئی جس میں ایرانی غالب اور رومی مغلوب ہو گئے اور مصر وغیرہ بڑے بڑے علاقے نصاریٰ کے ہاتھ سے نکل گئے اور بیت المقدس میں نصاریٰ کی سب سے بڑی صلیب کو توڑ دیا اور بے شمار پادریوں کو قتل کیا اور بادی النظر میں قیصر کی طاقت مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔ حتیٰ کہ خود اس کو قسطنطنیہ میں پناہ لینا پڑی اور ظاہری اسباب بالکل ایسے نہ تھے کہ دوبارہ وہ جمع خاطر ہو کر ایرانیوں پر حملہ کر سکے۔ اس واقعہ پر مشرکین مکہ نے خوب خوشی کے شادیانے بجائے اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ جو حشر رومیوں کا ایرانیوں نے کیا ہے، وہی حشر ہم بھی تمہارا کریں گے۔ عین اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورہ روم نازل کر کے مسلمانوں کو خوش خبری دی کہ اگرچہ اس وقت رومی مغلوب ہو گئے ہیں، لیکن آئندہ چند سال میں وہ دوبارہ غالب ہو جائیں گے۔ اس پیش گوئی کے نتیجے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب

مشرکین مکہ سے کہا کہ رومی مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہو جائیں گے۔ چونکہ ظاہری اسباب رومی سلطنت کے حق میں بالکل نہ تھے، اس وجہ سے مشرکین مکہ اس بات کو نہایت بعید از فہم خیال کر رہے تھے۔ وہ صدیق اکبرؓ سے کہنے لگے کہ اگر واقعی مستقبل قریب میں رومی جیتیں گے تو آپ ہمارے ساتھ شرط لگا لیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تین اونٹوں کی شرط لگا لی لیکن بیچ میں جو وقت مقرر کیا گیا وہ تین یا پانچ سال کا تھا۔ شرط مقرر کرنے کے بعد آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلا دیا کہ میں نے مشرکین مکہ کے ساتھ مذکورہ شرط باندھ لی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کی اس صورت کے متعلق حرمت یا کراہت کے حوالہ سے تو کچھ ارشاد نہیں فرمایا کیونکہ اس وقت شرط باندھنا حرام نہیں ٹھہرا تھا، لیکن یہ ارشاد فرمایا کہ اونٹوں کی تعداد بے شک تین سے بڑھا دو، لیکن وقت بھی بڑھا دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ؕ یعنی رومی چند سال میں غالب ہوں گے۔ یہاں وقت کا تعین نہیں ہے، لہٰذا حضرت صدیق اکبرؓ نے اونٹوں کی بھی تعداد بڑھائی اور وقت بھی بڑھا دیا۔ مدت ۵ سال کے بجائے ۹ سال کر دی گئی۔

لفظ ''بِضْعَ'' ''بِضْعٌ'' سے بنایا ہے اور ''بضع'' جمله من اللحم تبضع یعنی گوشت سے جو ٹکڑا الگ کیا جائے اسے بضع کہا جاتا ہے اور بضع کے متعلق امام راغب المفردات میں لکھتے ہیں:

والبضع بالکسر المنقطع من العشر ویقال ذالک لما بین الثلاث الی العشرة وقیل بل هو فوق الخمس دون العشرة (المفردات)

اور ''بضع'' بالمکسوہ کے ساتھ اس عدد کو کہا جاتا ہے جو دس سے الگ کیا گیا ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''بضع'' کا اطلاق تین سے دس تک پر ہوتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''بضع'' پانچ سے اوپر اور دس سے نیچے عدد کو کہا جاتا ہے۔

اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ ''بضع'' کا اطلاق دس سے کم عدد پر ہوتا ہے۔ لہٰذا حضورؐ کے ارشاد پر صدیق اکبرؓ نے وقت بڑھا دیا اور یہ پیش گوئی بدر کے معرکہ کے وقت پوری ہوئی۔ ایک طرف تو مسلمان غزوۂ بدر کی کامیابیوں کی خوشیاں منا رہے تھے کہ اُسی وقت یہ اطلاع بھی آ گئی کہ رومی بھی خدائی پیش گوئی کے مطابق ایرانیوں پر غالب ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں کی خوشی میں اور اضافہ ہوا۔ شرط میں اونٹوں کی تعداد چونکہ ایک سو کر دی گئی تھی اور مشرکین میں سے ابی ابن خلف سے یہ شرط لگائی گئی تھی اور وہ جنگ بدر میں حضور کے ہاتھ سے زخمی ہو گیا تھا تو کسی ضامن کے ذریعہ اس سے لیے گئے۔ لہٰذا سو اونٹ حضرت صدیق اکبرؓ کو اس شرط سے حاصل ہوئے۔ جب آپ سو اونٹ لے کر آ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو صدقہ کر دو۔ اس وقت اگرچہ شرط حرام نہ تھی، لیکن حضرات انبیاء کو فطرت سلیمہ عطا ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ نبوت ملنے سے قبل اور نبوت ملنے کے بعد راست فیصلے کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نبوت ملنے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں شراب نوشی اور بت

پرستی جیسی آلودگیوں کی نفرت ڈال دی تھی۔ ایک دو دفعہ رضاعی والدہ حضرت حلیمہؓ کے ہاں سے آ کر مکہ شہر میں شادی میں شریک ہوا جس میں ڈھول باجے بجائے جا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر زبردست نیند طاری فرما دی۔ صبح سورج کی تپش نے مجھے جگایا، جبکہ وہ محفل برخاست ہوگئی اور میرے کانوں میں قطعی طور پر کوئی ڈھول باجے کی آواز نہیں پڑی۔

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾
اللہ ہی مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہ اسے دوبارہ پیدا کرے گا پھر اس کے پاس لوٹ کر آؤ گے ○
وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ
اور جس دن قیامت قائم ہوگی گنہگار ناامید ہو جائیں گے ○ اور ان کے معبودوں میں سے کوئی ان کی
شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾
سفارش کرنے والا نہ ہوگا اور اپنے معبودوں سے منکر ہو جائیں گے ○ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن لوگ جدا جدا ہو جائیں گے ○
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا
پھر جو ایمان لائے اور نیک کام کیے سو وہ بہشت میں خوش حال ہوں گے ○ اور
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ
جنہوں نے انکار کیا اور ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا وہ عذاب میں
مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ
ڈالے جائیں گے ○ پھر اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو ○ اور
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ
آسمانوں اور زمین میں اسی کی تعریف ہے اور پچھلے پہر بھی اور جب دوپہر ہو ○ زندہ کو مردہ سے
وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ ع
اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے ○

افاداتِ محمود:

حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ بعد والی آیت میں ارشاد ہے کہ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ تو معلوم ہوا کہ امساء بعد الزوال وقبل المغرب سے الی طلوع الفجر ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہیں مٹی سے بنایا پھر تم انسان بن کر پھیل رہے ہو○ اور

اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً

اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لئے تمہیں میں سے بیویاں پیدا کیں تا کہ ان کے پاس

وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ

چین سے رہو اور تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں○ اور اس کی

وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾

نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا مختلف ہونا ہے بیشک اس میں علم والوں کے لئے نشانیاں ہیں○

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن میں سونا اور اس کے فضل کا تلاش کرنا ہے بیشک اس میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ

سننے والوں کے لئے نشانیاں ہیں○ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تمہیں خوف اور امید دلانے کو بجلی دکھاتا ہے اور

مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

اوپر سے پانی برساتا ہے پھر اس سے زمین کو خشک ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے بے شک اس میں عقلمندوں کے لئے

يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ

نشانیاں ہیں○ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب تمہیں

دَعْوَةً ڰ مِّنَ الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ

پکار کر زمین میں سے بلائے گا اسی وقت تم نکل آؤ گے○ اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کے

لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ

حکم کے تابع ہیں○ اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے پھر اسے لوٹائے گا اور وہ اس پر آسان ہے اور

الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ لَكُمْ ع

آسمانوں اور زمین میں اس کی شان نہایت بلند ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے○ وہ تمہارے لئے تمہارے ہی

مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا

حال کی ایک مثال بیان فرماتا ہے کیا جن کے تم مالک ہو وہ اس میں جو ہم نے تمہیں دیا ہے تمہارے

رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

شریک ہیں پھر اس میں تم برابر ہو تم ان سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح اپنوں سے ڈرتے ہو اس طرح ہم

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ

عقل والوں کے لئے آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں ○ بلکہ یہ بے انصاف بے سمجھے اپنی خواہشوں پر چلتے ہیں پھر کون

يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ

ہدایت کر سکتا ہے جسے اللہ نے گمراہ کر دیا اور ان کا کوئی بھی مددگار نہیں ○ سو تو ایک طرف کا ہو کر دین پر سیدھا منہ کئے

حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ

چلا جا اللہ کی دی ہوئی قابلیت پر جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی بناوٹ میں ردوبدل نہیں یہی

الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ

سیدھا دین ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ○ اسی کی طرف رجوع کئے رہو

وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ

اور اس سے ڈرو اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ جنہوں نے

فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاِذَا مَسَّ

اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کئی فرقے ہو گئے سب فرقے اسی سے خوش ہیں جو ان کے پاس ہے ○ اور لوگوں کو

النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً

جب کوئی دکھ پہنچتا ہے تو اپنے رب کی طرف رجوع ہو کر اسے پکارتے ہیں پھر جب وہ انہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھاتا ہے

اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ

تو ایک گروہ ان میں سے اپنے رب سے شرک کرنے لگتا ہے ○ تا کہ جو ہم نے انہیں دیا ہے اس کی ناشکری کریں سو فائدہ اٹھالو عنقریب

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾

تمہیں معلوم ہو جائے گا ○ کیا ہم نے ان کے لئے کوئی سند بھیجی ہے کہ وہ انہیں شرک کرنا بتا رہی ہے ○

وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ
اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو اس پر خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں ان کے گذشتہ اعمال کے سبب سے
أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿٣٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن
دکھ پہنچتا ہے تو فوراً نا امید ہو جاتے ہیں ○ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے
يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٣٧﴾ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ
رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں ○ پھر رشتہ دار
حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ
اور محتاج اور مسافر کو اس کا حق دے یہ بہتر ہے ان کے لئے جو اللہ کی رضا
اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾ وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ
چاہتے ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں ○ اور جو سود پر تم دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے
فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ ۖ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ
سو اللہ کے ہاں وہ نہیں بڑھتا اور جو زکوٰۃ دیتے ہو جس سے اللہ کی رضا چاہتے ہو سو یہ وہی لوگ ہیں
هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿٣٩﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ
جن کے دُونے ہوئے ○ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا
هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَفْعَلُ مِن ذَٰلِكُم مِّن شَيْءٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا
کیا تمہارے معبودوں میں سے کبھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے وہ پاک ہے اور ان کے شریکوں سے
يُشْرِكُونَ ﴿٤٠﴾ ع
بلند ہے ○

افاداتِ محمود:

وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ الخ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جب بادل آتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر پریشانی اور غم کے آثار نمودار ہو جاتے تھے آپ مسجد تشریف لے جاتے اور نماز پڑھ کر دعا میں مشغول ہو جاتے۔ بادلوں کی خیریں اللہ تعالیٰ سے مانگتے اور شرور سے پناہ مانگتے۔

ضَرَبَ لَكُم مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ ۖ الخ اب اللہ تعالیٰ ایک مثال کے ذریعہ مشرکین کو سمجھاتے ہیں کہ تم اپنے اموال و

کپڑوں وغیرہ میں کسی کو شریک کرنا مناسب نہیں سمجھتے ہو حالانکہ تمہارے اموال' جائیدادیں بھی عارضی ہیں اور اُن پر تمہاری ملکیت بھی عارضی ہے۔تو پھر میرے بندوں کو میری خدائی میں اور میری عبادات میں کیوں شریک کرتے ہو؟ جبکہ آسمان زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کو میں نے پیدا کیا ہے اور ان پر ہمیشہ میری ملکیت رہے گی۔ایسے لوگ بڑے ظالم ہیں یہ انصاف نہیں کرتے ہیں۔

فِطْرَتَ اللّٰہِ الخ یہ مضاف ومضاف الیہ مل کر مفعول بہ ہے فعل محذوف کے لیے جو کہ اتبع فعل امر کا صیغہ ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب سے فساد پھیل گیا ہے تا کہ اللہ انہیں ان کے

بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝۴۱ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا

بعض اعمال کا مزہ چکھائے تا کہ وہ باز آجائیں ۝ کہہ دو ملک میں چلو پھرو اور دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ۚ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ۝۴۲ فَأَقِمْ

جو لوگ پہلے گزرے ہیں ان کا کیسا انجام ہوا ان میں سے اکثر مشرک ہی تھے ۝ سو تو اپنا

وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ

منہ سیدھی راہ پر سیدھا رکھ اس سے پہلے کہ وہ دن آپہنچے جسے اللہ کی طرف سے پھرنا نہیں اس دن لوگ

يَصَّدَّعُونَ ۝۴۳ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ ۝۴۴

جدا جدا ہوں گے ۝ جس نے کفر کیا سو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور جس نے اچھے کام کئے تو وہ اپنے لئے سامان کر رہے ہیں ۝

لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝۴۵

تا کہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اللہ انہیں اپنے فضل سے بدلہ دے بیشک اللہ ناشکروں کو پسند نہیں کرتا ۝

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ خوشخبری لانے والی ہوائیں چلاتا ہے اور تا کہ تمہیں اپنی مہربانی کا کچھ مزہ چکھا دے اور تا کہ

الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝۴٦ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تا کہ اس کے فضل سے تلاش کرو اور تا کہ تم شکر کرو ۝ اور ہم تم سے پہلے کتنے رسول

مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ

اپنی اپنی قوم کے پاس بھیج چکے ہیں سو ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا جو

أَجْرَمُوا ۖ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۝۴۷ اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ

گنہگار تھے اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی ۝ اللہ وہ ہے جو ہوائیں چلاتا ہے

فَتُثِيرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسَفًا فَتَرَى

پھر وہ بادل کو اٹھاتی ہیں پھر اسے آسمان میں جس طرح چاہے پھیلا دیتا ہے اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے

الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ

پھر تو مینہ کو دیکھے گا کہ اس کے اندر سے نکلتا ہے پھر جب اسے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے پہنچاتا ہے تو وہ

يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾

خوش ہو جاتے ہیں ○ اور اگرچہ ان پر برسنے سے پہلے وہ ناامید تھے ○

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ

پھر تو اللہ کی رحمت کی نشانیوں کو دیکھ کہ زمین کو خشک ہونے کے بعد کس طرح سرسبز کرتا ہے بیشک وہی مردوں کو پھر

الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا

زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ○ اور اگر ہم ایسی ہوا چلائیں کہ جس سے وہ کھیتی کو

لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ

زرد دیکھیں تو اس کے بعد وہ ناشکری کرنے لگ جائیں ○ بے شک تو مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو آواز سنا سکتا ہے

اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ

جب وہ پیٹھ پھیر کر پھر جائیں ○ اور تم اندھوں کو ان کے الٹے راستے سے سیدھے راستہ پر نہیں لا سکتے تم تو بس انہیں لوگوں کو سنا سکتے ہو

يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ ع

جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں سو وہی ماننے والے ہیں ○ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں کمزوری کی حالت سے پیدا کیا پھر

مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا

کمزوری کے بعد قوت عطا کی پھر قوت کے بعد ضعف اور بڑھاپا بنایا جو چاہتا ہے

يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿۵۴﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۵

پیدا کرتا ہے اور وہی جاننے والا قدرت والا ہے ○ اور جس دن قیامت قائم ہوگی گنہگار قسمیں کھائیں گے کہ

مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

ہم ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے تھے اسی طرح وہ الٹے جاتے تھے ○ اور جن لوگوں کو علم اور ایمان

وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ

دیا گیا تھا کہیں گے کہ اللہ کی کتاب کے مطابق تم قیامت تک رہے ہو سو یہ قیامت کا ہی دن ہے

وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ

لیکن تمہیں اس کا یقین ہی نہ تھا○ تو اس دن ظالموں کو ان کا عذر کچھ فائدہ نہ دے گا اور نہ ان سے

يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ

توبہ قبول کی جائے گی○ اور ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے اور اگر تم ان کے سامنے

بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿٥٨﴾ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي

کوئی نشانی پیش کرو تو یہ کافر کہہ دیں گے کہ تم تو جھوٹے ہو○ جو لوگ یقین نہیں کرتے اللہ

قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٩﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ

ان کے دلوں پر یونہی مہر کر دیتا ہے○ سو تو صبر کر بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے

الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٦٠﴾ ع

وہ تجھے بے برداشت نہ بنا دیں○

افاداتِ محمود:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ الخ قرآن کریم میں جہاں جہاں ریاح کا لفظ آیا ہے تو اس سے مراد رحمت و برکت والی ہوائیں ہیں اور ریح کا لفظ زیادہ تر عذاب کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ جو ادنیٰ تامل اور تدبر سے معلوم ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم

رکوعاتہا ۴ (۳۱ سُورَةُ لُقْمَانَ مَكِّيَّةٌ ۵۷) آیاتہا ۳۴

آیتیں ۳۴ سورۃ لقمان مکی ہے رکوع ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ۞۱ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۞۲ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۞۳ الَّذِيْنَ

یہ آیتیں حکمت والی کتاب کی ہیں ۞ جو نیک بختوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے ۞ وہ جو

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۞۴ اُولٰٓئِكَ عَلٰى

نماز ادا کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں ۞ یہی لوگ اپنے

هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞۵ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ

رب کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں ۞ اور بعض ایسے آدمی بھی ہیں جو کھیل کی

لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ

باتوں کے خریدار ہیں تاکہ بن سمجھے اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اس کی ہنسی اڑائیں ایسے لوگوں کے لئے

لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۞۶ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا

ذلت کا عذاب ہے ۞ اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہیں

كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞۷ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں سو اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دے ۞ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۞۸ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

کام کئے ان کے لئے نعمت کے باغ ہیں ۞ جہاں ہمیشہ رہیں گے اللہ کا سچا وعدہ ہو چکا اور وہ زبردست

الْحَكِيْمُ ۞۹ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ

حکمت والا ہے ۞ آسمانوں کو بے ستون بنایا تم انہیں دیکھ رہے ہو اور زمین میں مضبوط پہاڑ رکھ دیئے تاکہ

اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا

تمہیں لے کر اِدھر اُدھر نہ جھکے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور ہم نے آسمان سے مینہ برسایا پھر ہم نے

فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ⑩	هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ	فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ
زمین میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں اگائیں ۞	یہ تو اللہ کی ساخت ہے	پھر مجھے دکھاؤ کہ اس کے سوا غیر نے کیا
دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ⑪ ع		
پیدا کیا ہے بلکہ ظالم صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں ۞		

افاداتِ محمود:

سورۂ نمل کی طرح سورۂ لقمان کی ابتدائی آیتیں بھی سورۂ بقرہ کی مشابہہ ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ الخ سورت کی ابتداء میں محسنین و متقین کی صفات بیان کرنے کے بعد اب اشقیاء و عصاۃ کی کچھ علامتیں بتلائی جاتی ہیں۔ لہٰذا ارشاد ہوتا ہے کہ بعض لوگ ایسے شقی اور ازلی بدبخت ہیں کہ قرآن اور رسول کی ہدایات کے مقابلہ میں لوگوں کو فضول گوئی اور لہو و لعب میں مبتلا کرتے رہتے ہیں اور قرآن سے ان کو باز رکھنے کی سعی نامشکور کرتے ہیں لیکن ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو تھوک آسمان کی طرف پھینکی جاتی ہے وہ پھینکنے اور تھوکنے والے کے منہ پر آپڑتی ہے۔

شانِ نزول

مذکورہ آیت کے شانِ نزول کا واقعہ صحیح روایات سے یہ ثابت ہے کہ رؤسائے کفار میں سے نضر بن حارث بغرض تجارت فارس جاتا۔ وہاں سے قصوں اور کہانیوں پر مشتمل کتب خرید کر لاتا اور پھر لوگوں کو قرآن کریم سے دور رکھنے کے لیے ان کو شاہانِ عجم کے قصے سناتا اور کہتا دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو قرآن میں قوم عاد و ثمود کے قصے سناتے ہیں۔ پھر نماز پڑھنے کا بھی کہتے ہیں۔ صدقہ و زکوٰۃ کا بھی حکم کرتے ہیں۔ کبھی (جہاد میں) جانیں قربان کرنے کا حکم دیتے ہیں اور میں تم لوگوں کو رستم و اسفندیار کے قصے سناتا ہوں جس میں سننے کے سوا کچھ نہیں کرنا پڑتا۔

نیز اس نے ایک لونڈی خرید رکھی تھی۔ یہ لوگوں کو حضورؐ کی پرنور مجالس سے دور رکھنے کے لیے اس کا ناچ گانا سنواتا تھا اور تماش بینی کی مجلسیں منعقد کرتا تھا۔

قرآنی ہدایات عام ہیں۔ یہ شانِ نزول کے ساتھ مختص نہیں ہیں۔ لہٰذا جو عمل انسان کو اعمالِ صالحہ سے باز رکھے اور ان میں رکاوٹ بنے۔ وہ جائز نہیں ہے۔ چنانچہ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں:

کل ما اشغلک عن عبادۃ اللہ و ذکرہٖ من السمر والاضاحیک والخرافات والغناء ونحوھا

ہر وہ کام جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر سے غافل کر دے جیسے قصہ گوئی، ہنسانے کے لیے باتیں کرنا، گانے اور دیگر خرافات تو یہ سب لہو الحدیث میں شامل و داخل ہیں۔ حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرد کے لیے تین قسم کا کھیل جائز ہے۔ گھوڑ دوڑ (۲) تیراندازی اور نشانہ بازی (۳) اور بیوی سے ملاعبت۔ یہ تینوں کام لہو ولعب سے مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ ان میں مصالح متعدد اور فوائد عدیدہ ہیں جو کہ ادنیٰ تامل اور غور وفکر کرنے والوں پر عیاں ہیں۔

اس زمانہ میں تو گانے والی لونڈیاں اور فضول قصوں اور کہانیوں پر مشتمل کتب لہو الحدیث کا مصداق تھیں، لیکن آج کل اگر کوئی شخص ریڈیو خرید لیتا ہے تو گویا اس نے ان تمام خرافات کا سامان کر لیا۔ اب کسی لونڈی وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کوئی ٹی وی اور کیبل وغیرہ لگوا دے تو ظلمات بعضھا فوق بعض کے مصداق ہیں۔ اب تو گویا پوری بے حیائی اور تمام خرافات گھر کی چار دیواری کے اندر میسر ہیں۔ (العیاذ باللہ)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ

اور ہم نے لقمان کو دانائی عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر

لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾

کرتے رہو اور جو شخص شکر کرے گا وہ اپنے ذاتی نفع کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے ○

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ

اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ بیٹا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا بیشک شرک کرنا

لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ

بڑا بھاری ظلم ہے ○ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دو

وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ النصف

برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکرگزاری کرے میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے ○ اور اگر تجھ پر اس بات کا

عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي

زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اس کو شریک بنائے جس کو تو جانتا بھی نہ ہو تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں ان کے ساتھ

الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ

نیکی سے پیش آ اور ان لوگوں کی راہ پر چل جو میری طرف رجوع ہو گئے پھر تمہیں لوٹ کر میرے ہی پاس آنا ہے پھر میں

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ

تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیا کیا کرتے تھے ○ بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو

فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾

یا وہ آسمان کے اندر ہو یا وہ زمین کے اندر ہو تب بھی اللہ اس کو حاضر کردے گا بے شک اللہ بڑا باریک بین (اور) باخبر ہے ○

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ

بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت آئے اس پر صبر کیا کر

اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي

بیشک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہیں ○ اور لوگوں سے اپنا رخ نہ پھیر اور زمین میں

الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ		
اترا کر نہ چل	بیشک اللہ کسی تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا ○	اور اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کر
وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ ع ۸		
اور اپنی آواز کو پست کر	بیشک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی ہے ○	

افاداتِ محمود:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ الخ

حضرت لقمانؒ کے متعلق اختلاف ہے کہ نبی تھے یا نہیں؟ سوائے ایک قول کے باقی جمہور امت اس بات پر متفق ہے کہ وہ نبی نہ تھے۔ وہ اعلیٰ درجہ کے ولی تھے۔ نیز حضرت لقمان حکیم کا زمانہ بھی کسی صحیح روایت کے مطابق متعین نہیں۔ اکثر حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں ہوئے ہیں۔ حضرت لقمان پیغمبر تو نہ تھے لیکن پاکیزہ نفس اور صالح وخدا ترس آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو غیر معمولی عقل وفہم، دانش وفراست عطا فرمائی تھی۔ انہوں نے عقل کے ذریعہ ایسی باتیں کھولیں جو حضرات انبیاء کی وحی اور احکام خداوندی کے عین مطابق تھیں۔ جیسا کہ اُمت مسلمہ میں موافقات عمرؓ ہیں۔ حضرت لقمان حبشی غلام تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ یہ بے مثال عقل وشعور آپ کو کیونکر نصیب ہوا؟ تو فرمایا خاموشی کی وجہ سے۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ الخ ظلم کی تعریف علماء نے لکھی ہے:

وضع الشئ في غير محله یعنی کسی چیز کو اُس کے مقام سے مختلف مقام پر رکھنا ظلم ہے اور شرک سب سے بڑا ظلم اس وجہ سے ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے **ولقد کرمنا بنی ادم** الخ یعنی ہم نے بنی آدم کو شرافت بخشی اور تمام چیزوں کو ان کے کام پر لگا دیا۔ کوئی روشنی فراہم کر رہا ہے۔ کوئی فصلوں میں رنگ بھر رہا ہے۔ کوئی ذائقہ پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ اس کے باوجود اس خادم کو مخدوم اور اس ساجد وعابد کو معبود بنانا یقیناً بڑا ظلم اور پرلے درجہ کی نادانی ہے۔ انسان اگر مقصد زندگی کو پورا کرے تو فرشتوں سے افضل ہے۔ عقائد اسلام کی کتابوں میں لکھا ہے کہ انسان دو قسم کے ہیں (۱) خواص جیسے انبیاء ورسل (۲) اور عام انسان۔ اسی طرح فرشتے بھی دو قسم کے ہیں (۱) خواص جیسے جبریلؑ، عزرائیلؑ، اسرافیلؑ وغیرہ (۲) اور عام فرشتے۔ ضابطہ یہ ہے کہ انبیاء ورسل خواص فرشتوں سے افضل ہیں اور خاص فرشتے عام انسانوں سے افضل ہیں اور عام انسان اگر مقصد زندگی کو پورا کرتے ہیں تو وہ عام فرشتوں سے افضل ہیں اور اگر مقصد زندگی کو پورا نہیں کرتے تو پھر جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے **اولئک کالانعام بل هم اضل** الخ

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ الخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ **لا طاعة**

لمخلوق فی معصية الخالق یعنی مخلوق کوخوش کرنے کے لیے خالق کوناراض کرنا معصیت وعصیان ہے جوکہ جائز نہیں ہے۔خواہ ماں باپ کیوں نہ ہوں۔ چنانچہ ابن کثیرؒ نے طبرانی کے حوالہ سے یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ جب میں مسلمان ہوا تو میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ سعد یہ تم کیا کررہے ہو۔کیا اپنا پرانا دین چھوڑ دو گے؟ اللہ کی قسم میں نہ کھاؤں گی، نہ پیوں گی، یہاں تک کہ مجھ کوموت آجائے یاتم اپنا پرانا دین اپنا کرنیا مذہب چھوڑ دو گے۔حضرت سعدؓ فرماتے ہیں میں نے ایک دن بڑی کوشش کی، لیکن اس نے کچھ نہیں کھایا پھر دوسرے دن کوشش کی، لیکن پھر بھی اس نے کچھ نہ کھایا تیسرے دن بھی وہی کیفیت رہی پھر میں نے کہا کہ امی جان اگر تیری سوروحیں ہوں اور تجھ کو بھوک پیاس کی وجہ سے سو بار موت آجائے تو میں پھر بھی آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا دین نہیں چھوڑ سکتا۔سبحان اللہ بڑی دانش اور ہمت کی بات ہے۔ایک طرف ممتا کی محبت کی آگ سینہ میں شعلہ زن ہے۔دوسری طرف ایمان کے بجائے کفر اور بغاوت کی ترغیب ہے یا قاتل امہ کی صدائیں بلند کی جارہی ہیں لیکن کروڑوں جانیں قربان ہوں استقامت صحابہ کرام پر کہ ان حضرات کے پائے ثبات کو ذرہ برابر لغزش نہ ہوئی۔فرضی اللہ عنهم وارضاهم واحشرنا معهم فی مأواهم۔

مولانا عبیداللہ سندھیؒ سکھ سے مسلمان ہوئے تھے،ان کی والدہ سکھ تھیں۔تمام عمر مسلمان نہیں ہوئیں۔مولانا نے مسلمان ہونے کے بعد تعلیم پائی پھر مدرس ہوگئے اور مدرس بننے کے بعد بھی والدہ کو اپنے ساتھ رکھا۔یہ بڑے انقلابی آدمی تھے، والدہ کی بڑی خدمت کی اور دین کی بھی بڑی خدمت کی۔ایک دن والدہ نے کچھ سودا منگایا، مسجد میں جماعت ہورہی تھی۔مولانا سودا لانے کی بجائے جماعت میں شامل ہوگئے۔پہلے نماز پڑھی پھر جاکر سودا لے آئے تو والدہ نے کہا کہ تو نے بڑی دیر کردی اور غصہ ہوکر حضرت کے سر پر جوتے مارتی رہیں، لیکن حضرت نے اُف تک نہیں کی۔باوجودیکہ والدہ سکھنی تھیں اور کفر کی حالت میں مری اور مسلمان نہیں ہوئی لیکن ان حضرات نے ''وصاحبهما فی الدنيا معروفا'' کی صحیح مثال قائم کی۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ

اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً

جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اللہ نے تمہارے کام پر لگا رکھا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں

وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا

پوری کر دی ہیں اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں نہ انہیں علم ہے اور نہ ہدایت ہے اور نہ

كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا

روشنی بخشنے والی کتاب ہے ○ اور جب ان سے کہا جاتا ہے اس پر چلو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس پر چلیں گے

وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾

جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا اگرچہ شیطان ان کے بڑوں کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا رہا ہو ○

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى

اور جس نے نیک ہو کر اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا تو اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا

وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

اور آخر کار ہر معاملہ اللہ ہی کے حضور میں پیش ہونا ہے ○ اور جس نے انکار کیا پس تو اس کے انکار سے غم نہ کھا انہیں ہمارے پاس آنا ہے

فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ

پھر ہم انہیں بتا دینگے کہ انہوں نے کیا کیا ہے بیشک اللہ دلوں کے راز جانتا ہے ○ ہم انہیں تھوڑا سا عیش دے رہے ہیں پھر

نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

ہم انہیں سخت عذاب کی طرف گھسیٹ کر لے جائیں گے ○ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا ہے

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے کہہ دو الحمد للہ بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے ○ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ

اور زمین میں ہے بیشک اللہ بے نیاز سب خوبیوں والا ہے ○ اور اگر وہ جو زمین میں درخت ہیں سب قلم ہو جائیں اور

الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾

دریا سیاہی اس کے بعد اس دریا میں سات اور دریا سیاہی کے آملیں تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے○

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ

تم سب کا پیدا کرنا اور مرنے کے بعد زندہ کرنا ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے○ کیا تو نے

اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

نہیں دیکھا کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور سورج اور چاند کو

وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ

کام پر لگا رکھا ہے ہر ایک وقت مقرر تک چلتا رہے گا اور یہ کہ اللہ تمہارے کام سے خبردار ہے○ یہ اس لئے کہ

بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ

اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جس کو وہ پکارتے ہیں جھوٹ ہے اور اللہ ہی

هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ ع

بلند مرتبہ بزرگ ہے○ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کے فضل سے دریا میں کشتیاں چلتی ہیں تا کہ تمہیں اپنی

مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ

نشانیاں دکھائے بے شک اس میں ہر ایک صابر شاکر کے لئے نشانیاں ہیں○ اور جب انہیں سائبانوں کی طرح موج ڈھانک لیتی ہے

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ

تو خاص اعتقاد سے اللہ ہی کو پکارتے ہیں پھر جب انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو بعض ان میں سے راہ راست پر رہتے ہیں

وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ

اور ہماری نشانیوں سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو بدعہد ناشکرگزار ہیں○ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو

وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ

اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ باپ اپنے بیٹے کے کام آئے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام

شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ

آئے گا اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر دنیا کی زندگی تمہیں دھوکا میں نہ ڈال دے اور نہ دغا باز تمہیں اللہ سے

الْغَرُوْرُ ﴿٣٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي
دھوکہ میں رکھیں۰ بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ
الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ
ماؤں کے پیٹوں میں ہوتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس
اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿٣٤﴾
زمین پر مرے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۰

ع

افاداتِ محمود:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ الخ اللہ تعالیٰ نے کشتی کے ذریعہ ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ جس طرح کشتی سمندر میں چلتی ہے اور مختلف موجوں اور حالات کا سامنا کرتی ہے کبھی تو سخت موجوں کی وجہ سے کشتی میں آہ وفغاں ہوتا ہے نہ باپ کو بیٹے اور نہ بیٹے کو باپ کا خیال ہوتا ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن کے مناظر المناک اور شدید ہوں گے۔ جہاں بیٹا باپ سے اور باپ بیٹے سے اور دیگر رشتہ دار بھی ایک دوسرے سے بھاگیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ الخ

شانِ نزول

جلالین کے حاشیہ میں یہ روایت موجود ہے کہ حارث بن عمرو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ قیامت کب آئے گی۔ میں نے بیج زمین میں ڈال دیا ہے، بارش کب آئے گی؟ اور میری بیوی حاملہ ہے۔ آیا وہ بچہ جنے گی یا بچی؟ اور میں آئندہ کل کیا کام کروں گا۔ یہ تو مجھ کو معلوم ہے کہ میری پیدائش فلاں جگہ ہوئی ہے، لیکن یہ ارشاد فرمائیے کہ میری موت کس جگہ اور کس سرزمین پر واقعہ ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے سوالوں کے جوابات کے طور پر یہ آیت نازل فرمادی۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے ''**مفاتیح الغیب خمس**'' کے عنوان سے اس کو نقل فرمایا ہے۔

خلاصہ اس آیت کا یہ ہے کہ مغیبات میں دو طرح کے امور ہوتے ہیں۔ امور تکوینیہ اور امور تشریعیہ۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کو امور تشریعیہ کا علم دیا جاتا ہے۔ پبلک کو ان ہی علوم کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ اخلاقیات، عبادات، معاملات وغیرہ پر مشتمل ہوتے ہیں اور تکوینیات کی ضرورت انسان کو اس وجہ سے نہیں ہے کہ انسان مادی اسباب کے ذریعہ تکوینیات پر اثر انداز نہیں ہوسکتا۔ مثلاً کسی شخص کو اگر معلوم ہوجائے کہ فلاں وقت اور فلاں گھڑی

میں اس کی موت آئے گی، اب نہ تو وہ اسے ٹال سکتا ہے، نہ ہی اُسے ٹالنے کا حکم ہے، لہٰذا انبیاءؑ کو تکوینیات کا علم نہیں دیا جاتا۔ اگر کسی ایک آدھ جزئیہ کا علم نبی کو بطور خرق عادت دیا جائے تو یہ معجزہ ہوگا اور اگر نبی رسول کے علاوہ کسی ایسے شخص کو دیا جائے جو صحیح اور حقیقی معنوں میں انبیاء کے نقش قدم پر چلنے والا ہو تو یہ کرامت ہوگی۔ البتہ امور تشریعیہ کی طرف انسان ہر وقت محتاج رہتا ہے کہ اللہ کے متعلق اور انبیاء کے متعلق کیا عقیدہ رکھیں گے۔ جنت، جہنم، جن، فرشتے، قبر، حساب کتاب، قرآن کریم، کتب سابقہ وغیرہ کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ نماز کیسے پڑھنی ہے، نکاح کیسے کرنا چاہیے۔ خرید فروخت سے متعلقہ مسائل یہ سب امور تشریعیہ ہیں جن کے بغیر انسان ایک قدم نہیں چل سکتا۔

آیت بالا میں اگرچہ صرف پانچ چیزوں کا ذکر ہے، لیکن اس سے مراد وہی تکوینیات والا ضابطہ ہے۔ یہاں خاص طور پر پانچ کا عدد مراد نہیں ہے۔ آیت میں سب سے پہلے قیامت کے متعلق بتلایا گیا کہ وقوع قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے کہ کب آئے گی؟ احادیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ دس محرم الحرام کو قیامت آئے گی، لیکن کس سن میں آئے گی یہ علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث، حدیث جبرئیل ہے اس میں حضرت جبریل علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال جواب بایں الفاظ منقول ہیں۔

فاخبرنی عن الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من السائل قال فاخبرنی عن اماراتها قال ان تلد الامة ربتها وان ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء يتطاولون فی البنيان.

(مشکوٰۃ)

تو مجھ کو قیامت کے متعلق بتلایئے کہ (کب آئے گی) آپ نے فرمایا جس سے پوچھا گیا وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ جبریلؑ نے کہا تو اس کی علامات کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا لونڈی اپنے مالک یا آقا کو جنے گی اور یہ ہے کہ آپ برہنہ پا، برہنہ جسم، مفلس، فقیر اور بکریاں چرانے والوں کو عالی شان مکانات وعمارات میں زندگی بسر کرتے ہوئے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہوئے دیکھو گے۔ دوسری چیز بارش ہے جس کے متعلق فرمایا کہ بارش کس وقت آئے گی اور کس جگہ آئے گی۔ کس زمانہ میں اور مکان میں کتنی ضرورت ہے پھر کون سی بارش نافع اور کون سی ضار ہوگی۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ رہی یہ بات کہ محکمہ موسمیات والے جو پیش گوئی کرتے ہیں اس کی کیا حیثیت ہے؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ مادی اور مصنوعی اسباب کے ذریعہ اگر سمندر میں سے ایک قطرہ کا علم ہو جائے تو یہ اس کے منافی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم بارش کے ایک ایک قطرہ کو محیط ہے۔ اس کے زمان اور مکان کو محیط ہے اور بارش ہونے سے ہزاروں سال قبل اللہ کے علم میں تھا کہ فلاں جگہ اور فلاں وقت بارش ہوگی۔ یہ بھی اللہ کے علم میں تھا کہ اس سے لوگوں کو فائدہ ہوگا یا نقصان۔ جبکہ انسانی علوم یکسر ان صفات سے خالی، عاری، بلکہ عاجز ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم سورہ دہر میں انسان

کو سمیع اور بصیر قرار دے دیا گیا ہے اور یہ دونوں لفظ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے بھی ہیں، لیکن اس لفظی اشتراک سے کوئی، باشعور انسان یہ کبھی تصور بھی نہیں کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اور انسان کا سمیع اور بصیر ہونا برابر ہے۔ اسی طرح تیسری چیز جو آیت بالا میں مذکور ہے، وہ یہ ہے کہ ارحام امہات میں جو کچھ ہے وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ انسان نہیں جانتے۔ یہاں بھی بظاہر یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ جب عورت حاملہ ہوتی ہے تو ایک خاص مدت کے بعد بذریعہ الٹرا ساؤنڈ پتا چل جاتا ہے کہ یہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ پھر یہ علم اللہ کے ساتھ کیسے مختص ہوا؟ اس سوال کا جواب بھی مذکورہ بالا جواب کی طرح سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا علم کلی ہے اور کامل ہے۔ ہر طرف سے احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نطفہ بننے سے قبل اور پھر نطفہ ہی کو علی وجہ البصیرۃ والکمال جانتے ہیں کہ اس سے بچہ بنے گا بھی یا ضائع ہوگا۔ بننے کی صورت میں وہ کامل ہوگا یا ناقص؟ مردہ پیدا ہوگا یا زندہ؟ لڑکا ہوگا یا لڑکی؟ شقی ہوگا یا سعید۔ پھر اس کی دنیا میں رہنے کی مدت اور زندگی گزارنے کی پوری تفصیل سمیت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ لہٰذا ایسا علم نہ انسانوں کے پاس آسکا ہے، نہ آسکے گا۔ (۴) چوتھی چیز یہ ہے کہ انسان کو یہ علم نہیں ہے کہ وہ کل کیا کرے گا۔ اگرچہ انسان کا عموماً کچھ نہ کچھ ارادہ تو ہوتا ہے، لیکن پہلا قضیہ یہ ہے کہ یہ یقینی نہیں ہے کہ اس نے کل جس کام کو کرنے کا ارادہ کیا ہے، وہی کرے گا یا کوئی اور کام سامنے آتا ہے۔ جیسا کہ حضرت علی کا قول ہے **عرفت ربی بفسخ العزائم** یعنی میں نے اپنے رب کو وہاں جانا جہاں وہ انسانوں کے ارادے بدل دیتا ہے۔ وہ اگر وہی کام کر رہا ہے جس کا اس نے ارادہ کیا تھا تو پھر بھی اس کی تفصیل نہیں جانتا۔ مثلاً ایک دکاندار کا ارادہ یہی ہے کہ کل بھی دکان پر جاؤں گا اور چلا بھی جاتا ہے، لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ آج اس کا کن کن لوگوں سے پالا پڑے گا۔ گاہک آئے گا یا نہیں۔ وہ دیگر تمام تفصیلات سے بے خبر ہے۔ (۵) پانچویں چیز یہ ہے کہ انسان نہیں جانتا کہ اس کی موت کس جگہ اور کس سرزمین پر واقع ہوگی اور کس حال میں موت آئے گی۔ یہ فقط اللہ ہی جانتے ہیں۔

آیاتہا ۳۰ (۳۲) سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ (۷۵) رکوعاتہا ۳

آیتیں ۳۰ سورۃ سجدہ مکی ہے رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ کتاب جہان کے پالنے والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے ۝ کیا وہ کہتے ہیں کہ

افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ

اس نے خود بنائی ہے بلکہ یہ سچی کتاب تیرے رب کی طرف سے ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈرائے جن کے پاس

قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝۳ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ راہ پر آئیں ۝ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور

بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ

جو کچھ ان میں ہے چھ روز میں بنایا پھر عرش پر قائم ہوا تمہارے لئے اس کے سوا نہ کوئی

وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ

کارساز ہے نہ سفارشی پھر کیا تم نہیں سمجھتے ۝ وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے

ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۵ ذٰلِكَ

پھر اس دن بھی جس کی مقدار تمہاری گنتی سے ہزار برس ہوگی وہ انتظام اس کی طرف رجوع کرے گا ۝ وہی

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۶ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ

چھپی اور کھلی بات کا جاننے والا زبردست مہربان ہے ۝ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی

وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝۷ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ

اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی ۝ پھر اس کی اولاد نچڑے ہوئے حقیر پانی سے

مَّهِيْنٍ ۝۸ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

بنائی ۝ پھر اس کے اعضاء درست کئے اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں

وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝٩ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا

اور دل بنایا تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو○ اور کہتے ہیں کہ جب ہم زمین میں نیست و نابود ہو گئے تو کیا

لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝١٠ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ

پھر نئے سرے سے پیدا ہوں گے بلکہ وہ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں○ کہہ دو تمہاری جان موت کا وہ فرشتہ قبض کرے گا

الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝١١ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ ع

جو تم پر مقرر کیا گیا ہے پھر تم اپنے رب کے پاس لوٹائے جاؤ گے○ اور کبھی تو دیکھے جس وقت منکر

نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا

اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں گے اے رب ہمارے ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں پھر بھیج دے کہ اچھے کام کریں

اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝١٢ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ

ہمیں یقین آ گیا ہے○ اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت پر لے آتے ولیکن ہماری بات پوری

مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝١٣ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ

ہو کر رہی کہ ہم جنوں اور آدمیوں سے جہنم بھر کر رہیں گے○ تو اب اس کا مزہ چکھو کہ تم اپنے اس دن کے آنے کو

يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝١٤ اِنَّمَا

بھول گئے تھے ہم نے تمہیں بھلا دیا اور اپنے کئے کے بدلہ میں ہمیشہ کا عذاب چکھو○ بس ہماری

يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

آیتوں پر تو وہ ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح

وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝١٥ السجدة تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا

بیان کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے○ اپنے بستروں سے اٹھ کر اپنے رب کو خوف اور امید سے

وَّطَمَعًا ؗ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝١٦ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ

پکارتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے کچھ خرچ بھی کرتے ہیں○ پھر کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے عمل کے بدلہ میں ان کی

اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٧ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا

آنکھوں کی کیا ٹھنڈک چھپا رکھی ہے○ کیا مومن اس کے برابر ہے جو نافرمان ہو

يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى

برابر نہیں ہو سکتے○ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے تو ان کے ان کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے

نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا

مہمانی میں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں○ اور جنہوں نے نافرمانی کی ان کا ٹھکانا آگ ہے جب وہاں سے

اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ

نکلنے کا ارادہ کریں گے تو اس میں پھر لوٹا دیئے جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا آگ کا وہ عذاب چکھو جسے تم

بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ

جھٹلایا کرتے تھے○ اور ہم انہیں قریب کا عذاب بھی اس بڑے عذاب سے پہلے چکھائیں گے

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۭ

تاکہ وہ باز آجائیں○ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جسے اس کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جائے پھر وہ ان سے منہ موڑے

اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ ع ۱۵

ہمیں تو گنہگاروں سے بدلہ لینا ہے○ اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی پھر آپ اس کے

مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗىِٕهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿۲۳﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ

ملنے میں شک نہ کریں اور ہم نے ہی اسے بنی اسرائیل کے لئے راہ نما بنایا تھا○ اور ہم نے ان میں سے

اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ڜ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

پیشوا بنائے تھے جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے جب انہوں نے صبر کیا تھا اور وہ ہماری آیتوں پر یقین بھی رکھتے تھے○ بے شک تیرا رب ہی

يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ

قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے○ کیا انہیں اس سے بھی رہنمائی نہ ہوئی کہ

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ

ان سے پہلے ہم نے کتنی جماعتیں ہلاک کردی ہیں جن کے گھروں میں یہ چلتے پھرتے ہیں بیشک اس میں بڑی نشانیاں ہیں

اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَاۗءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ

پھر کیا وہ سنتے بھی نہیں○ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی کو خشک زمین کی طرف رواں کر کے اس سے کھیتی

زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ ۖ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ﴿٢٧﴾ وَيَقُولُونَ				
نکالتے ہیں	جس سے ان کے چار پائے اور وہ خود بھی کھاتے ہیں	پھر کیا وہ دیکھتے نہیں؟	اور کہتے ہیں کہ	
مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٨﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ				
اگر تم سچے ہو	تو یہ فیصلہ کب ہوگا؟	کہہ دو کہ	فیصلہ کے دن	
الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٢٩﴾ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ				
کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا	اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی؟	سو ان سے کنارہ کر	اور انتظار کر	
إِنَّهُمْ مُنْتَظِرُونَ ﴿٣٠﴾				
وہ بھی انتظار کر رہے ہیں؟				

افاداتِ محمود:

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ؁

روئے زمین پر جو بھی کام ہو رہے ہیں، چھوٹے ہوں یا بڑے، عرش عظیم سے اس سلسلہ کی ابتدا ہوتی ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر زمین پر اترتے ہیں اور پھر وہ کام اللہ کی طرف سے کرتے ہیں اس دن جس کی مقدار ۱۰۰۰ ہزار سال ہے۔ مفسرین نے اس آیت کے مختلف مطلب بیان کیے ہیں۔ جن کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) یہ ہے کہ فرشتے ایک ہی دن میں اللہ کا حکم لے کر آسمانوں سے زمین پر اترتے ہیں اور اسی دن پھر آسمانوں پر چلے جاتے ہیں۔ فرشتے یہ کام اگرچہ ایک دن میں کرتے ہیں لیکن تمہاری گنتی کے اعتبار سے اس کی مقدار ایک ہزار سال ہے کیونکہ آسمان و زمین کے درمیان مسافت ایک طرف سے پانچ سو برس کی ہے۔ تو یہ آنا جانا اگر انسان کرتا تو دنیا کے دنوں اور مہینوں کے اعتبار سے ہزار سال لگ جاتے۔ جیسا کہ قصر صلوٰۃ کے لیے تین دن کا سفر اور مسافت شرط ہے، لیکن آج کل ہوائی جہاز اور دیگر تیز رو سواریاں اسے چند گھنٹوں میں طے کرتی ہیں۔ چنانچہ تفسیر روح البیان (در لغت فارسی) میں ہے۔

پس عروج میکند سوئے آسماں در روزے کہ ہست اندازہ او ہزار سال از انچہ شما شمار میکنید سالے دوازدہ ماہ و ماہی سی روز یعنی فرشتہ فرومی آید از آسمان و بالا میرو در مدتی کہ اگر آدمی رود و آید جزء ہزار سال میسر نشود زیرا کہ از زمین تا آسمان پانچ صد راہ است پس مقدار نزول و عروج ہزار سال بود (انتہی)

فرشتے آسمانوں پر جتنی مدت میں جاتے ہیں تمہاری گنتی کے مطابق وہ ہزار سال کی مدت ہے جو سال کے ۱۲ مہینے اور مہینہ کے ۳۰ دن ہیں، یعنی فرشتوں کا آسمان سے نیچے آنا اور پھر آسمان پر جانا اتنی مدت میں ہے کہ انسان

آئے جائے تو ہزار سال سے کم مدت میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ کیونکہ زمین اور آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے تو آمد و رفت والی مدت کی مقدار ہزار سال ہوئی۔

(۲) بعض مفسرین کے ہاں ایک ہزار سال کے لیے دنیا کے کاموں کے انتظامات اور نقشے اللہ تعالیٰ فرشتوں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ہزار سال تک وہی کام اوامر نواہی وغیرہ چلتے ہیں۔ پھر ہزار سال کے بعد اللہ تعالیٰ اور نظام دے دیتے ہیں۔

(۳) بعض مفسرین کے ہاں اللہ تعالیٰ جو احکام فرشتوں کے حوالہ کرتے ہیں تو سپرد کرنے سے قبل اس انتظام وانصرام میں ایک ہزار سال کا عرصہ گزر جاتا ہے۔

(۴) بعض مفسرین کے ہاں ''یوم'' سے قیامت کا دن مراد ہے یعنی جب سے اللہ تعالیٰ نے کائنات کو وجود بخشا اس وقت سے قیامت کے دن تک یہ دنیا کا نظام چلتا رہے گا پھر قیامت کے دن یہ سارا قصہ ختم ہو کر سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ جائے گا۔ لہٰذا عروج سے مراد رجوع الی اللہ ہے۔ رہی یہ بات کہ یہاں تو ''اَلْفَ سَنَةٍ'' ہے اور دوسری آیت میں ''خمسین اَلْفَ سَنَةٍ'' ہے۔ بظاہر دونوں میں تضاد ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ احوال واہوال قیامت کے اعتبار سے ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ قیامت کا یہ نہایت ہی طویل دن ایمان والوں کو اتنا محسوس ہوگا جتنا ایک فرض نماز کا وقت ہوتا ہے۔ بعض مفسرین کے ہاں ''الف سنة'' سے مدت مدید مراد ہے۔ لمبی مدت بتلانا مقصود ہے۔ اس لیے کہ عقود میں الف سے زیادہ کوئی عدد نہیں ہے۔ باقی جو کچھ ہے وہ اسی کا ہیر پھیر ہے۔ اسی وجہ سے یہاں الف اور دوسری جگہ خمسین الف آیا ہے۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ الخ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی وشفقت کا اظہار فرمایا ہے۔ یہ بھی محبت کا ایک خاص انداز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے کچھ نعمتیں چھپا کر رکھی ہیں نہ آنکھ نے دیکھی ہیں نہ انسانی قلب پر اس کا خیال گزرا ہے۔ جب انسان دربار خداوندی میں حاضر ہوں گے تو یہ نعمتیں ان کو پیش کی جائیں گی۔ کچھ جھلکیاں تو میدانِ حشر میں دیکھیں گے اور اصل نظارہ جنت میں دیکھیں گے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک بچہ سکول جاتا ہے تو جو چیزیں اس کی عدم موجودگی میں گھر آجاتی ہیں ماں وہ چیزیں چھپا کر بچے کے لیے رکھ دیتی ہے اور جب بچہ واپس آتا ہے تو ایک ایک چیز اس کو پیش کرتی ہے اور وہ خوش ہوتا رہتا ہے جس کی خوشی کو دیکھ کر ماں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ واللہ اعلم

رکوعاتہا ۹ ﴿۳۳ سُوْرَةُ الْأَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ ۹۰﴾ آیاتہا ۷۳

آیتیں ۷۳ سورۂ احزاب مدنی ہے رکوع ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اے نبی اللہ سے ڈر اور کافروں اور منافقوں کو کہنا نہ مان بیشک اللہ

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

جاننے والا حکمت والا ہے ○ اور اس کی تابعداری کر جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف بھیجا گیا ہے بیشک اللہ تمہارے کاموں سے

خَبِيْرًا ۙ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۳﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ

خبردار ہے ○ اور اللہ پر بھروسہ کر اور اللہ ہی کارساز کافی ہے ○ اللہ نے کسی شخص کے سینہ میں

قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـئِْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ

دو دل نہیں بنائے اور نہ اللہ نے تمہاری ان بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری ماں بنایا ہے اور نہ تمہارے

اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي

منہ بولے بیٹوں کو تمہارا بیٹا بنایا ہے یہ تمہارے منہ کی بات ہے اور اللہ سچ فرماتا ہے اور وہی سیدھا راستہ

السَّبِيْلَ ﴿۴﴾ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ

بتاتا ہے ○ انہیں ان کے اصلی باپوں کے نام سے پکارو اللہ کے ہاں یہی پورا انصاف ہے سو اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں

فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ

تو تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں اور تمہیں اس میں بھول چوک ہوئے تو تم پر کچھ گناہ نہیں لیکن

مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵﴾ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ

وہ جو تم دل کے ارادہ سے کرو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ نبی مسلمانوں کے معاملہ میں ان سے بھی زیادہ

مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ

دخل دینے کا حقدار ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور رشتہ دار اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں

اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ
بہ نسبت دوسرے مومنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے کچھ سلوک کرنا چاہو یہ
ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۶﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ
بات لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہے ○ اور جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور آپ سے اور نوح
وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۷﴾
اور ابراہیم اور موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے بھی اور ان سے ہم نے پکا عہد لیا تھا ○
لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۸﴾ ع
تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا حال دریافت کرے اور کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہے ○

افاداتِ محمود:

اس سورت میں حلال وحرام سے متعلق متعدد احکام بیان ہوئے ہیں۔ یہ بالترتیب درج ذیل ہیں۔

(۱) مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِىْ جَوْفِهٖ ۚ الخ جہالت کے زمانہ میں لوگوں کا ایک خیال تو یہ تھا کہ جو بھی شخص عجیب اور غریب باتیں کرتا ہے اس کے دو دل ہوتے ہیں جیسا کہ ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے، آپ نے کوئی خطرہ محسوس فرمایا۔ منافقین کہنے لگے کہ آپ کے دو دل ہیں۔ ایک یہاں پر موجود لوگوں کی طرف متوجہ ہے اور دوسرا کہیں دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہے۔

(۲) دوسری بات لوگوں میں یہ مروج تھی کہ جس کسی کو منہ بولا بیٹا بنا لیتے تھے، پھر اس کو حقیقی بیٹا ہی سمجھتے تھے اور اُسے حقیقی بیٹوں والے تمام حقوق بھی دیتے تھے۔ (۳) تیسری بات یہ تھی کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ماں کہہ دیتا تو وہ ہمیشہ کے لیے شوہر پر حرام ہو جاتی۔ دوبارہ نکاح کی کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ اس تیسری صورت کی تفصیل تو سورہ مجادلہ پارہ ۲۸ میں آئے گی۔ بقیہ دونوں باتوں کے متعلق یہاں قدرے تفصیل سے کلام فرمایا گیا ہے۔

شانِ نزول

حضرت زیدؓ کو لوگوں نے غلام بنا لیا تھا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے اسے خرید کر پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیۃً پیش فرما دیا۔ ان کی مکمل پرورش حضورؐ کے گھر میں ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے متبنیٰ یعنی منہ بولا بیٹا بنایا۔ تمام لوگ اسے زید بن محمد کہا کرتے تھے۔ جب حضرت زیدؓ کے عزیز و اقارب کو معلوم ہوا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے تو اسے لینے کے لیے آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عزیزوں کے ساتھ جانے کی اجازت بھی مرحمت فرما دی، مگر کاتب ازل نے زیدؓ کی قسمت میں محمد عربیؐ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دینا لکھ دیا

تھا۔ اُنھوں نے باوجود اجازت کے ان حقیقی رشتہ داروں کی رشتہ داری کو محمد رسول اللہ کی روحانی رشتہ داری اور آپ کی غلامی پر قربان کر دیا اور وہ حضور ہی کے پاس رہ گئے۔

مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے تینوں رسمی خیالات کی تردید فرمادی۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کے بطن میں دو دل نہیں رکھے۔ ہر شخص کا ایک ہی دل ہوتا ہے۔ رہی یہ بات کہ بعض لوگوں میں کمالات موجود ہیں، جیسے حضورؐ اور دیگر انبیاءؑ میں تو وہ تمام کمالات نبی میں من جانب اللہ ہوتے ہیں۔ ان میں ان کمالات کی اہلیت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں یہ کمال نصیب فرماتے ہیں۔ جیسے کسی کے لیے دو دل ممکن نہیں۔ اسی طرح ایک بچے کے دو حقیقی باپ اور حقیقی مائیں ممکن نہیں۔ حقیقی باپ وہ ہے جس سے یہ پیدا ہوا ہے۔ اب اگر کسی نے اس کو بیٹا کہنا شروع کیا ہو تو وہ مصنوعی ولفظی باپ تو ہو سکتا ہے لیکن حقیقی نہیں۔ اسی طرح بچے کی حقیقی ماں وہ ہے جس نے بچے کو جنم دیا ہو۔ اب اگر کسی نے بیوی کو ماں کہہ دیا تو کیا وہ بھی حقیقی ماں بن جائے گی؟ ہرگز نہیں۔ بعض لوگ کسی عورت کو بہن کہنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اب یہ حقیقی بہنوں کی طرح ہے اس سے پردہ نہ کرنا حتیٰ کہ اس نوعیت کی بعض منہ بولی بہنیں وصیت کر جاتی ہیں کہ جو منہ بولا بھائی بنا ہوا ہے وہی مجھے قبر میں اُتارے۔ حالانکہ یہ کام جائز نہیں، بلکہ ایک سنگین اور بدترین جرم ہے۔ قرآن کریم نے ایک تو یہ ہدایت کر دی کہ ایسے بچوں کو اپنے حقیقی والدین کی طرف منسوب کرو۔ یہی بات انصاف کی ہے تا کہ انساب اور احکام میراث میں خلل نہ پڑے۔ منہ بولا بیٹا یا بیٹی یا بہن ایسے شخص کے وارث نہیں بن سکتے۔ اس لیے ہر سرکاری و غیر سرکاری کاغذ اور ڈاکومنٹس میں بچے کے حقیقی والد کا نام لکھنا چاہیے۔

ورنہ گناہ گار اور مجرم ہوں گے۔ اسی طرح منہ بولی اولاد کو میراث دینا اور حقیقی وارثوں کو محروم کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

حضورؐ کے منہ بولے بیٹے زید کی شادی اور پھر طلاق:

جیسا کہ گزشتہ سطور میں لکھا جا چکا ہے کہ جہالت کے زمانہ میں لوگ منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا سمجھتے تھے اور اس کی بیوی کو ہمیشہ کے لیے غیر حقیقی والد کے لیے حرام سمجھتے تھے۔ اس قبیح رسم کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر حضرت زیدؓ کے نکاح اور پھر طلاق کا سامان فراہم فرمادیا۔ قصہ یہ ہوا کہ حضرت زینب بنت اُمیمہ حضورؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ خاندانی شرافت وحرمت کی حامل تھیں۔ اِدھر حضرت زیدؓ، باوجودیکہ جدی پشتی حر اور آزاد تھے، لیکن آپ پر وقتی طور پر غلامی کا داغ لگ چکا تھا۔ حضورؐ نے زیدؓ کے نکاح کا پیغام حضرت زینبؓ کے رشتہ داروں کو دیا تو وہ اس رشتہ پر راضی نہ ہوئے۔ جیسا کہ اسی سورت میں آگے متناً مذکور ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے زینبؓ کے گھر والوں کو تنبیہ فرمائی کہ جب اللہ اور اس کے رسول کو اس جگہ زید کا رشتہ پسند ہے تو ان کے حکم کے آگے کسی کو

دم مارنے کی کیا مجال ہے؟ لہٰذا حضرت زینبؓ کے اعزہ نے اپنی مرضی اللہ اور اس کے رسولؐ کی مرضی پر قربان کر دی اور یہ شادی ہوگئی۔

حضرت زیدؓ اور زینبؓ کی شادی ہو جانے کے بعد رفتہ رفتہ حالات خراب ہونا شروع ہو گئے۔ آئے دن حضرت زیدؓ حضورؐ سے شکایت کرتے۔ حضورؐ صبر کی تلقین فرماتے تھے۔ آخر کار حضرت زیدؓ نے حضور سے کہہ ہی دیا کہ حضور میں اس کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔ حضورؐ نے پھر سمجھایا کہ بندۂ خدا وہ لوگ اس رشتہ پر راضی نہ تھے، لیکن میری بھی چاہت تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی مرضی یہی ظاہر فرمائی تو اب اللہ کے نام کی لاج رکھ اور صبر سے کام لے، لیکن حالات جوں کے توں رہے۔ ادھر حضورؐ یہ سوچ رہے تھے کہ خدانہ خواستہ اگر زید طلاق دے دیتا ہے تو اس کا ازالہ پھر اسی صورت میں ہوسکتا ہے اور ان لوگوں کا دل رکھا جا سکتا ہے کہ میں خود زینبؓ سے شادی کرلوں کیونکہ یہ ان کے لیے بہت بڑا اعزاز ہوگا۔ اس سے سابقہ غلام سے نکاح کا دھبہ بھی ڈھل جائے گا، لیکن سوچا عام لوگ، خصوصاً منافقین چرچا کریں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہو سے نکاح کرلیا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس رسم کی تردید آ چکی ہے، لیکن لوگوں کی زبانیں کون روکے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ اس رسم کی عملی طور پر بیخ کنی کا ارادہ کر چکے ہیں۔ یہ بات اب ہو کر رہے گی، لہٰذا آپ منافقین و مخالفین کی باتوں کی پروانہ کیجیے۔ کیا اب تک آپ کی نبوت و رسالت کے متعلق وہ تھوڑی باتیں کر چکے ہیں۔ آخر کار حضرت زیدؓ نے طلاق دے دی اور عدت گزرنے کے بعد خود اللہ تعالیٰ نے حضرت زینبؓ کا نکاح آپؐ سے کر دیا۔ بظاہر تو حضرت زینبؓ اور اس کے عزیز و اقارب کی دل جوئی بھی ہوگئی اور باطنی طور پر قیامت تک آنے والے انسانوں کو زندگی کے اس شعبہ میں ہدایت اور راستہ بھی مل گیا کہ منہ بولا بیٹا لفظی اور مصنوعی بیٹا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کی بیوی بھی لفظی اور غیر حقیقی بہو ہوتی ہے اور متبنیٰ بنانے والا غیر حقیقی سسر ہوتا ہے، لہٰذا مطلقہ یا بیوہ ہونے کی صورت میں اس کا نکاح اُس غیر حقیقی سسر سے جائز ہوگا۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً کر کے دکھا دیا۔

حافظ ابن کثیرؒ نے مسند احمد کے حوالہ سے ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب حضرت زینب کی عدت گزر گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہؓ سے فرمایا کہ جا کر زینب کو بتا دو کہ شاید اسے حرم نبوی میں جگہ نصیب ہو۔ حضرت زیدؓ نے جب آپؐ کا پیغام پہنچایا تو حضرت زینبؓ نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گی کہ جو صورت بہتر ہو وہی پیدا فرما دے۔ یہ کہہ کر آپ مصلے پر تشریف لے گئیں۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم ہی میں اطلاع فرما دی کہ میں نے زینب کا نکاح آپ سے کر دیا ہے۔ اس حکم ربانی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ فرمایا اور بغیر اجازت طلب کیے حضرت زینبؓ کے گھر میں داخل ہو گئے۔ ایک جگہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وكان الذی ولّٰی تزویجها منه هو الله تعالٰی بمعنی انه اوحی ان یدخل علیها بلا ولی ولا عقد ولا مهر ولا شهود من البشر (ابن کثیر)

یعنی حضورؐ کے ساتھ حضرت زینبؓ کے نکاح کے ولی خود اللہ تعالیٰ تھے اور اللہ تعالیٰ کے ولی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ اب حضرت زینبؓ کے ہاں بغیر کسی ولی سے بات چیت کیے، بغیر کوئی نیا عقد کیے، بغیر مہر کے اور بغیر انسانی گواہوں کے تشریف لے جائیں گے اور حضرت زینبؓ ان ظاہری لوازمات وآداب کے بغیر آپ کے نکاح میں آچکی ہیں۔

حضرت زینبؓ کا اصل نام برہ تھا، لیکن حضورؐ نے تبدیل کر کے زینب رکھ لیا تھا۔ آپ تقریباً ایک سال حضرت زید کے نکاح میں رہی تھیں اور ایک سال بعد پھر حضورؐ کے عقد میں آ گئی تھیں۔ یہ دستکاری جانتی تھیں اور اس محنت و مشقت سے جو رقم مل جاتی، وہ اللہ کی راہ میں خوب خرچ کر دیتی تھیں۔ ایک دفعہ ازواج مطہرات نے حضورؐ سے پوچھا تھا کہ آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے کون رحلت فرمائے گی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ ازواج مطہرات نے یہی سمجھا کہ واقعی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے وہی دنیا سے پہلے رخصت ہوگی۔ لہٰذا ہاتھوں کو ناپا تو حضرت سودہؓ کے ہاتھ زیادہ لمبے تھے، لیکن جب حضرت زینبؓ بنت جحش کا انتقال پہلے ہوا تو اس وقت ازواج مطہرات سمجھ پائیں کہ ہاتھوں کے لمبے ہونے سے مراد ان کی سخاوت تھی، نہ کہ ہاتھوں کی ظاہری لمبائی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت زینبؓ کی شادی جب حضورؐ سے ہوئی تو ہم نے ولیمہ کے کھانا میں گوشت اور روٹی کھائی تھی۔

حضرت زینبؓ سے متعلق ایک اور اہم واقعہ بھی ہے جو آگے سورۂ احزاب میں بھی آ رہا ہے۔ یہ واقعہ بھی اس شادی کا تسلسل ہے، لہٰذا میں یہیں بیان کر دیتا ہوں۔ واقعہ یہ ہوا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ پر لوگوں کو بلوایا تو آپؐ نے لوگوں کو ہدایات دیں کہ دس دس آدمیوں پر مشتمل حلقہ بناؤ، بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ' لوگ آتے رہے اور کھا کر جاتے رہے، لیکن آخر میں کچھ لوگ آپؐ کے گھر میں کھانا کھانے کے بعد بیٹھ کر باتیں کرتے رہے اور آپ کی نوبیاہتی دلہن حضرت زینبؓ دیوار کی طرف منہ کر کے بیٹھی رہیں۔ آپؐ پر لوگوں کی یہ باتیں اور گھر میں بغیر ضرورت بیٹھنا نہایت شاق گزرا، مگر آپ پر صفت حیا کا غلبہ تھا۔ مہمانوں سے جانے کے لیے کہنا آپ کے کریمانہ اخلاق نے گوارا نہیں فرمایا، لیکن آپ بے چینی کے عالم میں کبھی باہر تشریف لے جاتے، کبھی اندر آ جاتے۔ دیگر ازواج مطہرات کے حجروں میں بھی جا کر ان کا سرسری طور پر حال بھی پوچھا۔ آخر میں لوگوں کو کچھ محسوس ہوا تو وہ چلے گئے۔ حضورؐ نے گھر میں داخل ہوتے ہی دروازہ پر پردہ لٹکا دیا اور تھوڑی دیر کے بعد آیت ''**یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی** الخ نازل ہوئی جب حضورؐ گھر سے باہر آئے تو اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے۔

حضرت زینبؓ بطور فخر دیگر ازواج مطہرات کے سامنے یہ بیان فرماتیں کہ آپ لوگوں کے نکاح تو زمین پر

آپ کے ولیوں نے کرائے اور میرا نکاح خود اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے کرایا۔

جیسا کہ گزشتہ سطور میں بتلایا جا چکا ہے کہ حضرت زید بن حارثہؓ پہلے آزاد تھے۔ایک بار انھیں اُن کی والدہ ساتھ لے کر کہیں جا رہی تھیں کہ زید بن حارثہؓ کو لوگوں نے زبردستی اغوا کر کے غلام بنالیا اور مشہور بازار سوق عکاظ میں بیچ دیا۔ پھر بذریعہ حضرت خدیجہؓ یہ حضورؐ کے پاس پہنچے اور جب انہوں نے اپنے والد اور دیگر اقرباء کے مقابلہ میں حضورؐ کے پاس رہنے کو ترجیح دی اور ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تو حضورؐ نے ان کو متبنیٰ بنالیا۔ یہ زید بن محمد کے نام سے پکارے جانے لگے، لیکن جب اسلام نے '' اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ '' کا ضابطہ نافذ کر دیا تو یہ زید بن حارثہ کے نام سے پکارے جانے لگے۔ حضورؐ کی طرف جو نسبت تھی وہ کٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زیدؓ کا نام قرآن کریم میں ذکر فرما دیا تا کہ اگر زید بن محمد کہلانے کی منقبت نہ رہی تو یہ عظمت نصیب ہو جائے۔ یہ بھی بہت بڑی منقبت وعظمت ہے۔ کیونکہ سوائے حضرت زیدؓ کے کسی اور صحابی کا نام قرآن کریم میں مذکور نہیں ہے۔

عرب تو یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جس شخص پر غلامی کا داغ لگ چکا ہو اس کو بھی کسی جماعت کا امیر بنایا جا سکتا ہے، لیکن قربان جایئے اسلام کے سنہری اصولوں اور ضابطوں کے کہ غلامی اور آزادی کا فرق مٹا دیا گیا۔ غزوۂ موتہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ ہی کو امیر لشکر بنا کر روانہ فرمایا اور اس جنگ میں حضرت زیدؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اس لشکر میں حضرت جعفرؓ جیسے جلیل القدر جاں نثار صحابہ موجود تھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الوفات میں جو لشکر تشکیل دیا، اس پر حضرت اسامہ بن زیدؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ لوگوں نے کچھ طعن وتشنیع کی تو حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تم آج اسامہ کی امارت کے متعلق طعن وتشنیع کرتے ہو تو اس کے والد حضرت زیدؓ کی امارت کے متعلق بھی طعن وتشنیع کر چکے ہو، لیکن اللہ کی قسم کہ زید بھی امارت کے اہل تھے اور لوگوں میں مجھ کو پسند تھے اور یہ اسامہ بھی۔ ان کے بعد میری نظر میں یہ پسندیدہ شخصیت ہے۔

حضرت اُسامہؓ کی والدہ حبشیہ تھیں۔ اس لیے حضرت اُسامہ کی رنگت سیاہ تھی، جبکہ حضرت زید گورے رنگ کے تھے۔ بعض جاہل لوگ حضرت اسامہؓ کے نسب کے متعلق لب کشائی کرتے تھے جس سے حضورؐ کو تکلیف ہوتی تھی۔ بنو مدلج کے ایک قیافہ شناس شخص ایک دن اتفاق سے آ گئے۔ حضرت زید و اُسامہ دونوں ایک ہی چادر کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ دونوں کے قدم باہر تھے۔ مدلجی قیافہ شناس نے کہا کہ ان دونوں کے قدم بعض بعض سے ہیں یعنی ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ جیسے عموماً ماں باپ اور اولاد کے درمیان صورت وسیرت میں مشابہت ہوتی ہے۔ یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

عن عائشةؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل عليها مسرور التبرق اسارية وجهه فقال الم تسمعي الى ما قال المدلجي لزيد واسامة ورأى اقد امهما ان بعض هذه الاقدام من بعض.

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو خوشی کی وجہ سے آپ کا چہرہ کھل رہا تھا۔ پھر فرمایا کیا تو نے سنا نہیں کہ مدلجی (قیافہ شناس) نے حضرت زیدؓ اور اُسامہؓ کے متعلق کیا کہا ہے۔ جب اُن دونوں کے قدموں کو دیکھا تو کہا کہ بے شک یہ قدم ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔

کیا قیافہ شناسی حجت شرعیہ ہے؟

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ قیافہ شناسی حجت شرعیہ تو ہے نہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قائف کے کہنے پر کیونکر خوش ہوئے؟ اس سوال کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ بات درست ہے کہ قیافہ شناسی حجت شرعیہ نہیں ہے، لیکن عرب لوگ اس کو دلیل مانتے تھے اور قائف کے کہنے پر اعتماد کرتے تھے، لہٰذا یہاں قائف کا قول ان لوگوں کے خلاف حجت تھا۔ گویا جو لوگ حضرت اُسامہ کے نسب میں شکوک وشبہات کرتے تھے، وہ اپنی ہی دلیل کی روشنی میں مغلوب اور لاجواب ہو گئے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ قیافہ شناسی اگرچہ عند الاحناف حجت نہیں ہے، لیکن شوافع کے ہاں حجت ہے۔ چنانچہ علامہ عسقلانی نے لکھا ہے کہ (۱) قیافہ شناسی شوافع کے نزدیک حجت ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قائف کے قول سے خوشی وتسلی ہوئی ہے اور اگر قیافہ شناسی حجت نہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کیونکر خوش ہو سکتے تھے؟ (۲) عند الاحناف قیافہ شناسی اور قول القائف حجت شرعیہ نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے **ولا تقف ما لیس لک بہ علم** یعنی جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ۔ رہی یہ بات کہ حضورؐ قائف کی بات پر خوش ہوئے، سو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ الزامی جواب تھا۔ خصم کے لیے قائف کے قول سے معترضین اور طعنہ زنی کرنے والوں کی زبانیں بند ہو گئیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو الزام دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ''**فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل ان کنتم مؤمنین**'' حالانکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی کہ یہ لوگ سابقہ انبیاء پر بھی ایمان نہ رکھتے تھے، لیکن اب دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم تو سابقہ انبیاء پر ایمان رکھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو قائف کے قول سے قبل ہی معلوم تھا کہ محض والد کے رنگ کے ساتھ بچے کے رنگ کا نہ ملنا بچے کے حرامی ہونے کی علامت نہیں ہے۔ کئی دفعہ بچے دادا، دادی، نانا اور نانی وغیرہ کے رنگ ڈھنگ پر ہوتے ہیں، جیسا کہ تجربہ شاہد ہے۔ حضورؐ کو حضرت اسامہؓ کے نسب کے متعلق قطعاً کوئی شک وشبہ نہ تھا، لیکن جو لوگ لعن طعن کرنے والے تھے، ان کے ہاں قول القائف حجت تھا۔ لہٰذا ان کی زبانیں بند ہونے کی وجہ سے حضورؐ خوش ہو گئے تھے۔

(۳) امام مالک کے ہاں قیافہ شناس کا قول غلاموں اور لونڈیوں میں حجت ہے اور ازادلوگوں میں حجت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ الخ ایمان والوں سے نبی قریب تر ہوتا ہے، حتیٰ کہ ان کے نفسوں سے بھی زیادہ قریب ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کے لیے بمنزلہ

والد ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ انسان کا والد اس کے ظاہری وجود اور حیات کا سبب ہوتا ہے، جبکہ نبی امت کی روحانی اور پھر ابدی زندگی کا سبب ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا نبی کا اُمتی پر حق اور اس سے تعلق امتی کے باپ کے تعلق سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک میں تمہیں تمہاری جانوں اور تمہاری اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ اور نبی کی بیویاں امت کی مائیں ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آگے اسی سورت میں ارشاد فرمایا ''ولا ان تنكحوا ازواجه من بعده ابدا الخ یعنی نبی کی کسی بیوی سے کسی امتی کے لیے کبھی بھی نکاح جائز نہیں ہے۔ اس ضابطہ اور ہدایت پر عمل کرتے ہوئے آپ ؐ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات میں سے کسی نے کوئی اور نکاح نہیں کیا، لہٰذا ازواج مطہرات کا امت کے لیے مائیں ہونا محض فضیلت ہی نہیں حقیقت بھی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

اے ایمان والو اللہ کے احسان کو یاد کرو جو تم پر ہوا جب تم پر کئی لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے ان پر

رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۟ۚ اِذْ جَآءُوْكُمْ

ایک آندھی بھیجی اور وہ لشکر بھیجے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ دیکھ رہا تھا○ جب وہ لوگ

مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ

تم پر تمہارے اوپر کی طرف اور نیچے کی طرف سے چڑھ آئے اور جب آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے

وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۟ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۟

اور تم اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کر رہے تھے○ اس موقع پر ایماندار آزمائے گئے اور سخت ہلا دیئے گئے○

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا

اور جبکہ منافق اور جن کے دلوں میں شک تھا کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو ہم سے وعدہ کیا تھا

غُرُوْرًا ۟ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ

صرف دھوکا ہی تھا○ اور جبکہ ان میں سے ایک جماعت کہنے لگی اے مدینہ والو تمہارے لئے ٹھہرنے کا موقع نہیں سو لوٹ چلو

وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ مع

اور ان میں سے کچھ لوگ نبی سے رخصت مانگنے لگے کہنے لگے کہ ہمارے گھر اکیلے ہیں اور حالانکہ وہ اکیلے نہ تھے

اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۟ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا

وہ صرف بھاگنا چاہتے تھے○ اور اگر کسی طرف سے کوئی ان پر گھس آتا پھر ان سے

الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۟ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ

فساد کی درخواست کی جاتی تو فساد پر آمادہ ہو جاتے اور دیر نہ کرتے مگر بہت ہی کم○ حالانکہ اس سے پہلے اللہ سے

مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ۟ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ

عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ سے عہد کرنے کی باز پرس ہوگی○ کہہ دو اگر تم

الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۟

موت یا قتل سے بھاگو گے تو تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور اس وقت سوائے تھوڑے دنوں کے نفع نہیں اٹھاؤ گے○

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ

کہہ دو کون ہے — جو تمہیں اللہ سے بچا سکے — اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کرنا چاہے — یا تم پر مہربانی

رَحْمَةً ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٧﴾ قَدْ يَعْلَمُ

کرنا چاہے — اور اللہ کے سوا — نہ کوئی اپنا حمایتی پائیں گے — اور نہ کوئی مددگار ○ — تحقیق اللہ

اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَاۗىِٕلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ

تم میں سے روکنے والوں کو جانتا ہے — اور جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ — ہمارے پاس آ جاؤ — اور لڑائی میں

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٨﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ښ فَاِذَا جَاۗءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ

بہت ہی کم آتے ہیں ○ تم سے ہمدردی کرتے ہوئے — پھر جب ڈر کا وقت آ جائے — تو تو انہیں دیکھے گا کہ — تیری طرف دیکھتے ہیں

اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ

ان کی آنکھیں پھرتی ہیں — جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی آئے — پھر جب ڈر جاتا رہے — تو تمہیں تیز زبانوں سے

بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ

طعنہ دیتے ہیں — مال کے لالچی ہیں — یہ لوگ ایمان نہیں لائے — تو اللہ نے ان کے تمام

اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿١٩﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ

اعمال ضائع کر دیئے — اور یہ بات اللہ پر بالکل آسان ہے ○ — خیال کرتے ہیں کہ — فوجیں نہیں گئیں

وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ

اور اگر فوجیں آ جائیں — تو آرزو کریں کہ — کاش ہم باہر گاؤں میں جا رہیں — تمہاری خبریں

اَنْۢبَاۗىِٕكُمْ ۭ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٢٠﴾ ع ۱۸

پوچھا کریں — اور اگر تم میں بھی رہیں — تو بہت ہی کم لڑیں ○

افاداتِ محمود:

غزوۂ خندق یا احزاب:

احزاب حِزْبٌ کی جمع ہے بمعنی جماعت، گروہ اور قبیلہ۔ چونکہ اس جنگ کے لیے مسلمانوں کے خلاف کفار کے بہت سے قبائل جمع ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے اس کو غزوۂ احزاب کہا جاتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَاۗءَتْكُمْ جُنُوْدٌ الخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

بنی نضیر کو، جو یہود کا قبیلہ تھا، جلاوطن کر دیا۔ ان میں سے کچھ لوگ مکہ مکرمہ چلے گئے کیونکہ اسلام اور مسلمانوں کے مخالفین کی وہیں دال گل سکتی تھی۔ لہٰذا اُن یہودیوں نے مکہ والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا اور اپنی نصرت و مدد کی یقین دہائی کرائی۔ پھر بنی غطفان اور بنی فزارہ وغیرہ کے پاس جا کر ان کو بھی مدینہ منورہ پر چڑھائی کے لیے تیار کیا۔ ان سب قبائل نے مل کر مدینہ منورہ پر ایک فیصلہ کن حملہ کی تیاری کی اور کہا کہ سارے قبائل و عشائر مل کر مدینہ منورہ پر ایسا حملہ کریں کہ مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دیں (العیاذ باللہ) چنانچہ حضرت ابو سفیان جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے کی سرکردگی میں تقریباً ۱۲۰۰۰ بارہ ہزار افراد پر مشتمل لشکر جرار، جو ہر طرح کے اسلحہ اور سامان جنگ سے لیس تھا، شوال ۵ ھ میں مکہ مکرمہ سے روانہ ہوا۔

ادھر مدینہ منورہ میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے یہ رائے دی کہ حضور ہمارے ہاں تو یہ طریقہ کار ہے کہ جب دشمن کی تعداد زیادہ ہو تو جہاں سے حملے اور چڑھائی کا اندیشہ ہوتا ہے، ہم اس راستہ میں خندقیں کھود کر دشمن کا راستہ روک لیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ رائے پسند آئی۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو خندقیں کھودنے کا حکم دیا اور صحابہؓ کے لیے خندق کھودنے کے حصے متعین فرما کر مع تفصیل طول و عرض نشان دہی فرما دی۔ صحابہ کرامؓ نے خندقیں کھودنا شروع کر دیں۔ حضورؐ خود بنفس نفیس خندق میں اُتر کر کھدائی فرماتے رہے اور مٹی بھی منتقل فرماتے رہے۔ صحابہ کرامؓ یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

نحن الذین بایعوا محمداً   علی الجهاد ما بقینا ابدا

ہم وہ لوگ ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مرتے دم تک جہاد پر بیعت کر چکے ہیں۔

اور حضور فرماتے جاتے تھے **اللھم لا عیش الا عیش الأخرة فاغفر الانصار والمهاجرة**

اے اللہ زندگی تو حقیقت میں آخرت ہی کی زندگی ہے۔ انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

خندقیں کھودنے کے دوران میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجیب عجیب دلائل اور حضورؐ کے بہت سے معجزے ظاہر ہوئے، لیکن اس مختصر وقت میں زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں۔ صرف ایک واقعہ بیان کر دیتا ہوں۔ خندقیں کھودنے کے دوران مسلمان بھوک سے نڈھال تھے اور پیٹوں پر پتھر باندھ کر کھدائی جاری رکھے ہوئے تھے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پیٹ مبارک پر پتھر باندھے ہوئے تھے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ کی یہ حالت مجھ سے دیکھی نہ جاتی تھی۔ لہٰذا میں نے جا کر گھر والوں سے مشورہ کیا اور بات طے ہوگئی کہ بکری کا چھوٹا سا بچہ جو گھر میں موجود ہے اسے ذبح کیا جائے اور ایک صاع جَو جو گھر میں موجود تھی کو پیس کر آٹا بنا دیا جائے۔ چنانچہ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کر کے گوشت بنانا شروع کیا اور میری اہلیہ نے چکی پیسنا شروع کیا۔ جب سالن اور روٹی تیار ہو گئے تو میری اہلیہ نے مجھ سے کہا کہ دیکھئے یہ کھانا چھ سات لوگوں کے لیے کافی ہے لہٰذا حضور کے ہمراہ اتنے ہی آدمی آسکتے ہیں زیادہ نہیں۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک میں یہ بات کہہ دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اُونچے ٹیلے پر تشریف لے گئے اور اعلان فرمایا کہ جابر کے گھر تم سب لوگوں کی دعوت ہے۔ اب سارا لشکر میرے گھر کی طرف اُمنڈ پڑا اور مجھے شرمندگی محسوس ہو رہی ہے کہ چھ سات آدمیوں کے لیے بنائے گئے کھانے کے لیے سارا لشکر چل پڑا ہے۔ حضور نے مجھے انتظام کرنے کی غرض سے لشکر سے آگے بھیج دیا۔ جب گھر والوں نے دیکھا کہ سارا لشکر آ رہا ہے تو پریشان ہو گئے اور مجھ سے کہا کہ آپ کو تو چھ سات آدمی کا کہا تھا۔ میں نے اللہ کے رسول سے یہ بات کہہ دی تھی لیکن انہوں نے خود ہی تمام لشکر کو آنے کے لیے فرمایا ہے۔ گھر والے کہنے لگے کہ اگر اللہ کے رسول نے ہی زیادہ لوگوں کو بلایا ہے تو پھر خیر ہے۔ جب یہ تمام حضرات گھر پہنچ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے سالن تقسیم کرنا شروع فرمایا۔ روٹیوں پر کپڑا ڈالا گیا تھا وہ بھی آپؐ خود ہی تقسیم فرماتے رہے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ پورے لشکر نے خوب سیر ہو کر کھایا لیکن جب ہم نے سالن، روٹی کو چیک کیا تو ہمیں اتنی بھی کمی محسوس نہیں ہو رہی تھی جتنی ایک شخص کے کھانے سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر پڑوسیوں کو بھی دیا اور ہم نے بھی سیر ہو کر کھایا۔ جب کفار خندق کے کنارے پہنچ گئے جو مدینہ منورہ کی مشرقی جانب ہے تو وہاں ٹھہر گئے۔ وہ خندق کو پھلانگ نہ سکے۔ دست بدست لڑائی ممکن نہ تھی۔ طرفین آر پار سے تیروں کے ذریعہ ایک دوسرے پر حملہ کرتے رہے۔ البتہ ایک دفعہ عمرو بن عبدود نے، جو کفار کے لشکر میں ایک جنگجو سپاہی تھا، نے چند سواروں سمیت خندق کو کسی طرف سے پار کر لیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مقابلہ کے لیے نکلے اور پلک جھپکنے میں اس کا کام تمام کر دیا۔

یہود کا ایک قبیلہ بنو قریظہ مدینہ منورہ میں آباد تھا۔ ان کا مسلمانوں سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ہم نہ مسلمانوں کا ساتھ دیں گے اور نہ ہی مسلمانوں کے خلاف لڑنے والوں کا ساتھ دیں گے، بلکہ فریق ثالث بن کر لاتعلق رہیں گے۔ اس معاہدہ کے تحت ان کو مدینہ منورہ میں رہنے کی اجازت مل گئی تھی۔

جب کفار نے دیکھا کہ کوئی بات بنتی نظر نہیں آتی تو آخر کار انہوں نے بنو قریظہ کو بھی ساتھ شامل کرنے اور اتحادی بنانے کی کوششیں شروع کر دیں اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو گئے۔ بنو قریظہ نے عہد شکنی کر کے باہر سے آنے والے احزاب میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ ادھر تین ہزار جاں نثار صحابہؓ ہیں، وہ اُدھر خندق کے پار کنارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ گھروں میں خواتین اور بچے ہیں۔ آستین کا سانپ بنو قریظہ کی صورت میں نکل آیا۔ اس سے صحابہ کرام کے قلوب پر جو لرزہ خیز عالم برپا ہوا ہوگا اس کا اندازہ آپ قرآن کریم کے ان جملوں ''**اذ جاؤكم من فوقكم ومن اسفل منكم واذ زاغت الابصار و بلغت القلوب الحناجر وتظنون باالله الظنونا ○ هنالك ابتلي المومنون وزلزلوا زلزالاً شديدا ○**'' پر غور کرنے سے بخوبی کر سکتے ہیں، لیکن قربان جائیے صحابہ کرامؓ کی استقامت واستقلال کے کہ ان کے ثبات قدم کو ذرا برابر جنبش نہ ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی حالت دیکھ کر صلح کا ارادہ فرمایا کہ اگر یہ قبائل اس بات پر صلح پر آمادہ ہو جائیں کہ خیبر کی کھجور کی سالانہ

آدھی فصل ہم ان کو دیا کریں گے۔ وہ جنگ کیے بغیر چلے جائیں۔قریب تھا کہ صلح نامہ لکھا جاتا، صحابہ کرامؓ نے حضورؐ سے کہا کہ حضورؐ اگر یہ اللہ کا حکم ہے تب تو کر گزریے اور اگر اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہے صرف اس وجہ سے کہ آپ ہماری پریشانی دور کرنا چاہتے ہیں تو ہم کفار کو کھجور کا ایک دانہ دینے کے روادار نہیں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ فتح ہمارے قدم چومے گی۔حضور بہت خوش ہوئے اور صحابہ کرام کے ایمان کی پختگی کو سراہتے ہوئے صلح کا ارادہ ترک فرمالیا۔

اب اللہ تعالیٰ کی مدد یوں آئی کہ حضرت نعیم ابن مسعود اشجعیؓ مسلمان ہو گئے اور حضورؐ سے پوچھا کہ میں اس وقت کیا خدمت کر سکتا ہوں۔آپؐ نے فرمایا، حالات تمہارے سامنے ہیں۔مسلمانوں کی طرف سے جو تمہارے لیے ممکن ہو کر گزرو۔انہوں نے حضورؐ سے اجازت مانگی کہ کفار میں پھوٹ ڈالنے کے لیے مجھ کو بظاہر اگر کوئی بات خلاف واقعہ کرنی پڑے تو کیا اس کی گنجائش ہے؟ آپؐ نے اجازت مرحمت فرمادی تو یہ سب سے پہلے بنو قریظہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ تم نے عہد شکنی کر کے کیا حماقت کی ہے۔اگر تم لوگ جنگ ہار گئے تو باہر سے آنے والے لوگ تو چلے جائیں گے، لیکن تم مسلمانوں کے پڑوس میں رہتے ہو، کیا تم ان کی جنگ و جدل اور حملوں کی تاب لا سکتے ہو؟ ان لوگوں کو حضرت نعیم کے مسلمان ہونے کی خبر نہ تھی۔لہٰذا انھوں نے حضرت نعیم پر پورا اعتماد اور بھروسا کرتے ہوئے اُن سے پوچھا کہ اب اس مسئلے کا حل کیا ہے؟ حضرت نعیم نے کہا کہ اس کا حل یہ ہے کہ باہر سے آنے والے قبائل سے کہو کہ وہ اپنے ستر ۷۰ آدمی بطور امانت تمہارے حوالے کر دیں تا کہ بھاگنے کی صورت میں ان کے آدمی تمہارے ساتھ ہوں۔تم اکیلے نہ ہو گے اور اگر وہ لوگ اس بات کے لیے تیار نہ ہوں تو پھر ان سے معاہدہ توڑ دو اور جنگ میں شرکت سے گریز کرو۔ان لوگوں نے کہا آپ کا مشورہ نہایت درست اور صائب ہے۔

پھر حضرت نعیم فوراً دیگر قبائل کے ہاں تشریف لے گئے۔ان کو بھی ان کے اسلام کی خبر نہ تھی۔ وہ لوگ بھی آپ کو قابل اعتماد خیال کرتے تھے۔ان لوگوں سے کہا کہ بنو قریظہ اپنی عہد شکنی پر پشیمان ہو چکے ہیں۔اب وہ مسلمانوں سے صلح کرنے کے لیے تمہارے ستر آدمی مسلمانوں کو زندہ دینا چاہتے ہیں۔تم لوگ میری بات پر اعتماد کرو اور اپنے آدمی ان کے حوالے نہ کرنا اور ان سے میرا ذکر بھی نہ کرنا۔ چنانچہ جب بنو قریظہ نے ان سے ستر آدمی مانگے تو وہ آپس میں کہنے لگے واقعی نعیم نے ہم سے سچ کہا تھا۔نتیجتاً انھوں نے آدمی دینے سے انکار کر دیا۔اس پر بنو قریظہ نے احزاب کے ساتھ شمولیت سے انکار کر دیا۔اس طرح میں ان میں پھوٹ پڑ گئی۔دوسری بات یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر زبردست قسم کی ہوا بھیج دی۔ان کے خیمے اکھڑ گئے۔وہ سالن جن دیگچوں اور دیگوں میں پکاتے تھے وہ بھی ہوا میں اڑ گئیں۔

اس رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ میں اعلان فرمایا کہ کون ہے تم میں سے جو جا کر کفار کا حال دیکھے اور پھر ہمیں بتائے، وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔اس حدیث کے راوی حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے یہ کلمات تین بار دہرائے، لیکن شدید سردی اور اندھیرے کی وجہ سے کوئی بھی نہ اُٹھا۔آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام لے کر ارشاد فرمایا کہ حذیفہؓ تم جاؤ۔فرمایا جاتے ہوئے حضورؐ نے میرے جسم پر ہاتھ مبارک

پھیر دیا۔اس کی برکت یہ ہوئی کہ مجھ کو جاتے ہوئے اور پھر آتے ہوئے مطلقاً کوئی سردی محسوس نہیں ہوئی۔ جاتے ہوئے حضورؐ نے یہ ہدایت فرمائی کہ حذیفہ وہاں جا کر کرنا کچھ نہیں ہے، صرف حالت دیکھ کر آنا اور مجھ کو رپورٹ کرنا ہے۔ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں جب کفار کے مجمع میں پہنچا ہوں تو دیکھا کہ کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ ہر چہرہ بے چین ہے، سخت اور تند ہوا چل رہی ہے۔ حضرت ابوسفیان، جو کفار کی کمان کر رہے تھے، (اسلام لانے سے قبل کا واقعہ ہے) نے اعلان کیا کہ ہر شخص اپنے ساتھ والے ساتھی کو ٹٹولے کہ ہمارے مجمع میں کوئی غیر شخص نہ ہو۔ میں ایک اہم اعلان کرنے والا ہوں۔ میں نے ساتھ والے ایک ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کیا آپ مجھے جانتے نہیں ہیں۔ میں فلاں قبیلے کا فلاں شخص ہوں اور پھر حضرت ابوسفیان نے اعلان کیا کہ حالات انتہائی گھمبیر ہیں۔ شدید اور تند ہوا کی وجہ سے ہمارے خیمے اُکھڑ گئے ہیں دیگچیاں بھی اڑ گئی ہیں۔ لہٰذا ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیے۔ ابوسفیانؓ آگ کے سامنے بیٹھے مجھے صاف صاف دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے ابو سفیان کو نشانہ بنانے کے لیے تیر کش سے تیر نکال کر کمان میں رکھا، لیکن پھر حضورؐ کی وہ ہدایت یاد آ گئی جو جاتے وقت آپؐ نے مجھے ارشاد فرمائی تھی۔ میں نے تیر واپس ترکش میں رکھ دیا اور واپس چلا آیا۔ حضورؐ نماز میں مشغول تھے۔ آپؐ نے چادر کا ایک کنارہ مجھ پر ڈال دیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو میں نے کفار کے حالات سے آپ کو آگاہ کیا۔ آپؐ بہت خوش ہوئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو ناکام فرما دیا جو خائب و خاسر اور بے نیل مرام واپس چلے گئے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ

البتہ تمہارے لئے رسول

اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ

اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو

كَثِيْرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ

بہت یاد کرتا ہے ○ اور جب مومنوں نے فوجوں کو دیکھا تو کہا یہ وہ ہے جس کا ہم سے اللہ

وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿٢٢﴾ ؕ

اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں ترقی ہوگئی ○

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ

ایمان والوں میں سے ایسے آدمی بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا پھر ان میں سے

قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾ ۙ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ

بعض تو اپنا کام پورا کر چکے اور بعض منتظر ہیں اور عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی ○ تا کہ اللہ

الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ

سچوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے اور اگر چاہے تو منافقوں کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرے

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٢٤﴾ ۚ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ اور اللہ نے کافروں کو ان کے غصہ میں بھرا ہوا لوٹایا انہیں کچھ بھی

يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿٢٥﴾ ۚ

ہاتھ نہ آیا اور اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اپنے ذمہ لے لی اور اللہ طاقت ور غالب ہے ○

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ

اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی انہیں ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے

فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿٢٦﴾ ۚ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ

دلوں میں خوف ڈال دیا بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید کر لیا ○ اور ان کی زمین اور ان کے

ع ۱۹ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿۲۷﴾
گھروں اور ان کے مالوں کا تمہیں مالک بنادیا اور اس زمین کا جس پر تم نے کبھی قدم نہیں رکھا تھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا
اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش منظور ہے
فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿۲۸﴾ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ
تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح سے رخصت کر دوں ○ اور اگر تم
اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا
اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیک بختوں کے لئے بڑا اجر
عَظِيمًا ﴿۲۹﴾ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا
تیار کیا ہے ○ اے نبی کی بیویو تم میں سے جو کوئی کھلی ہوئی بدکاری کرے تو اسے
الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ﴿۳۰﴾
دگنا عذاب دیا جائے گا اور یہ اللہ پر آسان ہے ○

افاداتِ محمود:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ الخ ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں فقیرانہ زندگیاں گزار رہی تھیں، جس فقر پر کروڑوں بادشاہتیں قربان ہوں، لیکن جب ماحول میں عام مسلمان آسودہ حال ہو گئے، مال غنیمت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ضروریات کی کفایت فرمائی تو ازواج مطہرات نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی ہمارے گھروں میں کئی کئی دن تک آگ نہیں جلتی۔ بقدر کفایت ہمارے نان ونفقہ میں اضافہ ہونا چاہیے۔ یہ بات حضرت کی نازک طبع پر نہایت ہی شاق گزری کہ کاشانہ نبوت میں ان باتوں کا کیا کام اور ازواج مطہرات کے دلوں میں ایسی بات کیوں آئی؟ آپؐ مسجد کے قریب ایک حجرہ میں تشریف فرما ہوئے اور قسم کھائی کہ ایک ماہ کے لیے گھر والوں سے الگ رہوں گا۔ جب لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کو بہت زیادہ پریشانی ہوئی۔ ایک تو حضورؐ کی ناراضی کی وجہ سے، دوسرا اس وجہ سے کہ کہیں ان کی بیٹیوں نے اللہ کے رسولؐ کی دل آزاری کر کے اپنی عاقبت نہ خراب کر لی ہو۔ ان دونوں حضرات نے حضورؐ کے ہاں داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ جب اجازت مل گئی تو حضورؐ کے ہاں تشریف لے گئے۔ ازواج مطہرات بھی پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضورؐ خاموش تھے۔ مزاج شناس

رسالت نے سوچا کہ مجلس پر خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ ناراضی کے اثرات حضرت کے چہرہ انور پر عیاں ہیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے کہا کہ حضورؐ اگر مجھ سے زیدؓ کی بیٹی یعنی میری بیوی نان نفقہ کا مطالبہ کرتی تو میں اس کی گردن دبا دیتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر اتنے ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔ پھر ان دونوں حضرات نے ارادہ کیا کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہ کی کچھ سرزنش کریں لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔ پھر ایک ماہ بعد آیت تخییر نازل ہوئی تو سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی ہے۔ آپ سے میں ایک بات کرنے لگا ہوں، لیکن جلد بازی سے کام نہ لینا۔ پہلے والدین سے مشورہ کرنا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ خوب جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے کبھی حضور سے جدائی کا مشورہ نہیں دیں گے، لیکن جب حضورؐ نے مجھ سے بات کی کہ میرے گھر میں تو ٹھاٹ اور امیرانہ زندگی کی گنجائش نہیں ہے۔ جو اس زندگی پر خوش ہیں، وہ میرے گھر میں رہ سکتی ہیں اور جو اس فقیرانہ اور قناعت والی زندگی پر راضی نہیں ہیں میں ان کو دستور کے مطابق رخصت کردوں گا۔ وہ میرے گھر سے چلی جائیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں آپؐ کے متعلق والدین سے مشورہ کروں گی؟ ہرگز نہیں، بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو چاہتی اور پسند کرتی ہوں۔ پھر یکے بعد دیگرے تمام ازواج مطہرات نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہؓ نے دیا تھا اور سب نے عہد کرلیا کہ آئندہ ہم اس طرح کی کوئی بات نہیں کریں گی۔ حرم نبوی میں ہونا ہمارے لیے دنیا و آخرت کا سرمایہ گراں مایہ ہے۔ لہٰذا اللہ کے رسولؐ نے سب کو برقرار رکھا۔ اس وقت حرم نبوی میں ۹/ازواج مطہرات تھیں جن کے اسماء یہ ہیں۔

حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت سودہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت جویریہ رضی اللہ عنھن وارضاھن وجزاھن اللہ تعالیٰ عنا وعن جمیع المسلمین واحشرنا معھن برحمتک یاارحم الراحمین

الجزء ۲۲

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ

اور جو تم میں سے اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اسے اس کا دہرا اجر دیں گے

وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝۳۱ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ

اور ہم نے اس کے لئے عزت کا رزق بھی تیار کر رکھا ہے ○ اے نبی کی بیویو تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ سے ڈرتی رہو

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۳۲

تو دبی زبان سے بات نہ کہو کیونکہ جس کے دل میں مرض ہے وہ طمع کرے گا اور بات معقول کہو ○

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ

اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور گذشتہ زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو اور نماز پڑھو

وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ

اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے اس

عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝۳۳ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ

گھر والو تم سے ناپاکی دور کرے اور تمہیں خوب پاک کرے ○ اور تمہارے گھروں میں

ع بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝۳۴

جو اللہ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں پڑھی جاتی ہیں انہیں یاد رکھو بیشک اللہ راز دان خبردار ہے ○

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ

بیشک اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں اور ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں اور فرمانبردار مردوں اور فرمانبردار عورتوں

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ

اور سچے مردوں اور سچی عورتوں اور صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں اور عاجزی کرنے والے مردوں اور عاجزی کرنے والی عورتوں

وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ

اور خیرات کرنے والے مردوں اور خیرات کرنے والی عورتوں اور روزہ دار مردوں اور روزہ دار عورتوں اور پاک دامن مردوں اور پاک دامن عورتوں

وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً

اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنے والی عورتوں کے لئے بخشش

وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ

اور بڑا اجر تیار کیا ہے ۝ اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو لائق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا

اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

حکم دے تو انہیں اپنے کام میں اختیار باقی رہے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ

نافرمانی کی تو وہ صریح گمراہ ہوا ۝ اور جب تو نے اس شخص سے کہا جس پر اللہ نے احسان کیا

عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ

اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر اور تو اپنے دل میں ایک چیز چھپاتا تھا جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا

وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا

اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا حالانکہ اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ تو اس سے ڈرے پھر جب زید اس سے حاجت

زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ

پوری کر چکا تو ہم نے تجھ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی گناہ نہ ہو

اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ

جب کہ وہ ان سے حاجت پوری کر لیں اور اللہ کا حکم ہو کر رہنے والا ہے ۝ نبی پر اس بات میں کوئی

مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ

گناہ نہیں ہے جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کر دی ہے جیسا کہ اللہ کا پہلے لوگوں میں دستور تھا اور

اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۙ ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ

اللہ کا کام اندازے پر مقرر کیا ہوا ہے ۝ جو لوگ اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے اور اللہ سے ڈرتے رہے اور اللہ کے سوا

اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

اور کسی سے نہ ڈرتے تھے اور اللہ حساب لینے والا کافی ہے ۝ محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع

لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتمے پر ہیں اور اللہ ہر بات جانتا ہے ۝

افاداتِ محمود:

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ الخ مسند احمد میں ہے کہ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ قرآن کریم میں مردوں کی طرح ہم عورتوں کا ذکر نہیں ہوتا تو ایک ہی دن گزرا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگلے دن کچھ فرمانے کے لیے مسجد نبوی میں منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ جب میں نے کان لگا کر سنا تو آپ لوگوں کے سامنے مندرجہ بالا آیت کی تلاوت فرما رہے تھے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ کچھ عورتوں نے حضورؐ سے کہا تھا کہ اس سورت میں خصوصیت سے ازواج مطہرات کا ذکر ہے، لیکن عام عورتوں کا ذکر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت نازل فرمائی۔ عورتیں چونکہ مردوں کے تابع ہیں لہٰذا جہاں مردوں کو خطاب ہے، اس میں عورتیں خود بخود داخل ہیں اور اس خطاب میں عورتیں بھی شامل ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی دلجوئی کے لیے مذکورہ بالا آیت نازل فرمادی۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ

رجال چونکہ بالغ مردوں کو کہا جاتا ہے، لہٰذا مراد یہ ہے کہ آپ لوگوں کے جسمانی باپ نہیں ہیں۔ آگے لکن حرف استدراک ہے ماقبل سے استدراک مقصود ہے کہ ابوت جسمانیہ کی نفی ہے، لیکن ابوت روحانیہ ثابت ہے۔ جیسا کہ ''وَاَزْوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمْ ؕ'' کے ساتھ دوسری قراۃ میں ''والنبی ابو ھم'' آیا ہے۔ حضورؐ کے تمام لڑکے بچپن ہی میں انتقال فرما چکے تھے۔ رضی اللہ عنہم۔ حضرت ابراہیم کا انتقال جس دن ہوا تھا اتفاق سے اس دن سورج گرہن تھا۔ بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ شاید حضورؐ کے صاحبزادے کے انتقال کی وجہ سے سورج کو گرہن لگ گیا ہو۔ جب یہ بات آپ کے علم میں آئی تو آپؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا ''ان الشمس والقمر ایتان من ایات اللہ لا ینکسفان لموت احد ولا لحیاتہ الخ یعنی چاند وسورج اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے دونشانیاں ہیں۔ ان کو گرہن نہ کسی کی موت کی وجہ سے لگتا ہے، نہ کسی کے پیدا ہونے کی وجہ سے، اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تنبیہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی چاروں صاحبزادیاں بڑی تھیں۔ حضرت زینبؓ کا نکاح عمرو بن العاص سے، حضرت فاطمہؓ کا حضرت علیؓ سے، حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ کا یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ سے ہوا تھا۔

خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ الخ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اب کسی کو نئی نبوت قیامت تک نہیں ملے گی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت قیامت تک کے لیے ہے۔ یہاں تک کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر میں تشریف لائیں گے تو وہ بھی شریعت محمدیہ کی پیروی کریں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے لیے بھی میری اتباع کیے بغیر چارہ نہ تھا۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے قبل انبیاء کی مثال ایسی

ہے جیسے ایک دیوار تعمیر ہو رہی ہو اور آخر میں صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ جائے تو فرمایا میں وہ آخری اینٹ ہوں۔ اور بھی متواتر احادیث سے حضور کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہے جو اس عقیدہ میں تردد کرے یا تاویلات کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرے۔ وہ شخص گمراہ اور دائرہ اسلام سے صریحاً خارج ہے۔

مرزائیوں کا ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

مرزائی عام طور پر ایک شبہ پیش کرتے ہیں کہ اگر کسی کو شیخ الحدیث کو خاتم المحدثین کہا جائے یا کسی متکلم کو خاتم المتکلمین کہا جائے تو کیا اب کسی اور محدث اور متکلم کا پایا جانا ممنوع ہے؟ لہٰذا جیسے یہ ممنوع نہیں ہیں، اسی طرح خاتم النبیین کے بعد کسی اور کا نبی ہونا بھی ممنوع نہیں ہے، لیکن جواب اس شبہ کا ایک تو یہ ہے کہ انسان کے علم کو اللہ کے علم پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے یعنی انسان اگر کسی کو خاتم المحدثین یا خاتم المتکلمین وغیرہ کہتا ہے تو فی الحال اس کے علم میں یہی شخص خاتم المحدثین یا خاتم المتکلمین ہوتا ہے، لیکن انسان کا علم قلیل اور محدود ہے، لہٰذا کل کو کسی اور جگہ کوئی اچھا اور ماہر شیخ الحدیث یا متکلم پایا جائے تو ایسا ہونا ممکن ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کا علم تو کائنات کے ذرے ذرے کو محیط ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو خاتم النبیین فرمایا اور اس کے بعد بھی نبوت ملنے اور دینے کا سلسلہ جاری رہا تو کذب فی کلام اللہ لازم آئے گا۔ (۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ محدث یا متکلم ہونا، ڈاکٹر یا انجینئر ہونا یہ سب باتیں کسب سے متعلق ہیں۔ ان کے متعلق اگر کسی شخص کے لیے لفظ خاتم استعمال کیا جائے تو وہ مبالغہ پر محمول ہوگا۔ اس سے ماعدا کی نفی لازم نہیں آئے گی۔ جبکہ نبوت وہبی ہے۔ اس کا کسب اور محنت سے کوئی تعلق نہیں ہے، لہٰذا لفظ خاتم النبیین معنی حقیقی پر محمول ہوگا اور سیاق وسباق کا تقاضا بھی یہی ہے۔ (۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم نبوت ہونا متواتر احادیث سے بھی ثابت ہے اور نص قرآن سے بھی ثابت ہے۔ اب جو لوگ ان متواتر روایات کا انکار کر کے اس چکر میں ہیں کہ ہم حضورؐ کے بعد کسی کو حقیقی نبی تو نہیں مانتے، لیکن ظلی نبی یا بروزی نبی مانتے ہیں تو ان کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متواتر ارشادات سے انکار کر کے ان لوگوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور پس پردہ آپؐ کی رسالت ہی سے انکار کر دیا۔ تو پھر ظلی نبی یا بروزی نبی چہ معنی دارد۔ جب ان لوگوں نے ذی ظل کا ہی انکار کر دیا تو ظل کہاں ہوگا؟ نبی کی نبوت و رسالت کا انکار کر کے بھی اس کے فیض سے دوسروں کو نبی بناتے ہو۔ یہ فلسفہ عیسائیوں کے تثلیث کے عقیدہ سے زیادہ باریک ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۴۲﴾

اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کیا کرو○ اور اس کی صبح وشام پاکی بیان کرو○

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ كَانَ

وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تمہیں اندھیروں سے روشنی کے طرف نکالے اور

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۖۚ وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾

وہ ایمان والوں پر نہایت رحم والا ہے○ جس دن وہ اس سے ملیں گے ان کے لئے سلام کا تحفہ ہوگا اور ان کے لئے عزت کا اجر تیار کر رکھا ہے○

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ

اے نبی ہم نے آپ کو بلاشبہ گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے○ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے

بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا

بلانے والا اور چراغ روشن بنایا ہے○ اور ایمان والوں کو خوشخبری دے اس بات کی کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے

كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ دَعْ اَذٰىهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى

بہت بڑا فضل ہے○ اور کفار اور منافقین کا کہنا نہ مانیے اور ان کی ایذا رسانی کی پروا نہ کیجئے اور اللہ پر بھروسہ کیجئے اور

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ

اللہ کارساز کافی ہے○ اے ایمان والو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں طلاق دے دو

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ

اس سے پہلے کہ تم انہیں چھوؤ تو تمہارے لئے ان پر کوئی عدت نہیں ہے کہ تم ان کی گنتی پوری کرنے لگو سو انہیں کچھ فائدہ دو

وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ

اور انہیں اچھی طرح سے رخصت کر دو○ اے نبی ہم نے آپ کے لئے آپ کی بیویاں حلال کر دیں

الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ بَنٰتِ

جن کے آپ مہر ادا کر چکے ہیں اور وہ عورتیں جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ نے آپ کو غنیمت میں دلوا دی ہیں اور آپ کے

عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫

چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ق

اور اس مسلمان عورت کو بھی جو بلا عوض اپنے کو پیغمبر کو دے دے بشرطیکہ پیغمبر اس کو نکاح میں لانا چاہے

خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ط قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ

یہ خالص آپ کے لئے ہے نہ اور مسلمانوں کے لئے ہمیں معلوم ہے جو کچھ ہم نے مسلمانوں پر

اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ط وَكَانَ

ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کیا ہے تا کہ آپ پر کوئی دقت نہ رہے اور

اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۰﴾ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ط

اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔ آپ ان میں سے جسے چاہیں چھوڑ دیں اور جسے چاہیں اپنے پاس جگہ دیں

وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ط ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ

اور ان میں سے جسے آپ چاہیں جنہیں آپ نے علیحدہ کر دیا تھا تو آپ پر کوئی گناہ نہیں یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ

اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ

ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غمزدہ نہ ہوں اور ان سب کو جو آپ دیں اس پر راضی ہوں اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے

قُلُوْبِكُمْ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ

اللہ جانتا ہے اور اللہ جاننے والا بردبار ہے۔ اس کے بعد آپ کے لئے عورتیں حلال نہیں اور نہ

اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ

یہ کہ آپ ان سے اور عورتیں تبدیل کریں اگرچہ آپ کو ان کا حسن پسند آئے مگر جو آپ کی

يَمِيْنُكَ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ع

مملوکہ ہوں اور اللہ ہر ایک چیز پر نگران ہے۔ اے ایمان والو

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ

نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر اس وقت کہ تمہیں کھانے کے لئے اجازت دی جائے نہ اس کی تیاری کا انتظار

اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ

کرتے ہوئے لیکن جب تمہیں بلایا جائے تب داخل ہو پھر جب تم کھا چکو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں کے لئے

لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي

جم کر نہ بیٹھو کیونکہ اس سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتا ہے اور حق بات کہنے سے

مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ

اللہ شرم نہیں کرتا اور جب نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو اس میں

أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا

تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے بہت پاکیزگی ہے اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ

أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمًا ﴿٥٣﴾

یہ کہ تم آپ کی بیویوں سے آپ کے بعد کبھی بھی نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے○

إِن تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٥٤﴾ لَّا جُنَاحَ

اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ تو بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ان پر اپنے

عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ

باپوں کے سامنے ہونے میں کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے

وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ ۗ وَاتَّقِينَ

اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی عورتوں کے اور نہ اپنے غلاموں کے اور اللہ سے

اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿٥٥﴾ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ

ڈرتی رہو بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے○ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر

عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٥٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ

درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو○ جو لوگ

يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ

اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے .اور ان کے لئے

عَذَابًا مُّهِينًا ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا

ذلت کو عذاب تیار کیا ہے○ اور جو ایماندار مردوں اور عورتوں کو ناکردہ گناہوں پر ستاتے ہیں سو

اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ ع	
وہ اپنے سر بہتان	اور صریح گناہ لیتے ہیں ○

افاداتِ محمود:

اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں مہر میں مال دینا لازم ہے۔ جبکہ دیگر ائمہ کے ہاں تعلیم وتعلم وغیرہ مہر میں شمار ہوسکتے ہیں۔ اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اگر کسی شخص کے ہاں ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو رہن سہن میں ان کے لیے وقت مقرر کرنا شوہر کے لیے واجب ہے تا کہ کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہو، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عورتوں کے مابین وقت مقرر کرنا واجب نہ تھا۔ آپؐ اس قانون سے مستثنیٰ تھے۔ وجہ یہ تھی کہ اگر آپ کو اس قانون کا پابند کیا جاتا تو بہت سی مصالح شرعیہ تعطل کا شکار ہو جاتیں۔ آپؐ کو اس ضابطہ کا پابند نہیں فرمایا گیا لیکن اس کے باوجود آپؐ خود بہت خیال فرماتے تھے تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو۔ آپ اگر سفر پر تشریف لے جاتے تو ازواج مطہرات میں قرعہ ڈالتے۔ جس کا نام قرعہ میں نکل آتا اس کو سفر میں ساتھ رکھتے۔ اسی طرح گھر کے رہن سہن کے متعلق آپؐ ارشاد فرماتے:

اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك ولا املك (ابن کثیر)

اے اللہ یہ میری تقسیم ہے جو مرے اختیار میں ہے۔ تو میرا مواخذہ نہ فرما اس بات پر جس کا تو مالک ہے میں مالک نہیں۔ (یعنی قلبی میلان)

تعدد ازواج پر بعض مستشرقین کا شبہ اور اس کا جواب:

بعض مستشرقین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو متعدد ازواج مطہرات کے حوالہ سے اپنی احمقانہ باتوں کا نشانہ بنایا ہے۔ اگر چہ ان احمقوں کی بات اس قابل نہیں کہ اس کی طرف التفات کیا جائے۔ کیونکہ جس قوم نے باہم جنس پرستی کو قانونی تحفظ فراہم کیا ہو۔ زنا ان کا عزیز ولذیذ مشغلہ ہو۔ ان کی بہن بیٹیوں نے سینکڑوں لوگوں سے دوستی کر کے اپنی حیا کی چادر سر سے اتار لی ہو۔ جس معاشرہ میں بیوی کا بہن بیٹی نہ ہونا یا بھانجی بھتیجی نہ ہونا یقینی نہ ہو۔ بھلا ایسے معاشرے کے افراد محمد عربیؐ جیسی پاک ہستیوں کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے۔ ایسے لوگوں کے اعتراضات اس قابل تو نہیں کہ ان کے جواب دیئے جائیں، لیکن بسا اوقات اپنے خالی الذہن بھی بیگانے اور بدگماں ہو جاتے ہیں، لہٰذا چند سطریں ان کے جواب میں پیش خدمت ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد ازواج میں دینی وسیاسی دونوں طرح کی مصلحتیں ہیں جیسا کہ آنے والی سطروں سے معلوم ہو جائے گا۔

ہر انسان کی زندگی دو حصوں پر منقسم ہے ایک بیرونی زندگی اور ایک گھریلو اور اندرونی زندگی۔ نبی کی زندگی

کے ہر دو پہلو امت کی ضرورت اور ان کے لیے مشعل راہ ہیں۔ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا وہ حصہ جو گھر سے باہر گزر رہا تھا، اس کو صحابہ کرامؓ نے علی وجہ الکمال لوگوں کے سامنے نقل فرمایا۔ خواہ وہ مسجد نبوی میں ہونے والے اعمال ہوں یا میدان کارزار کا حال ہو۔ اخلاقیات، معاملات، عبادات وغیرہ کے متعلق آپ کی تمام ہدایات وارشادات صرف ان کے الفاظ ہی نہیں، بلکہ کیفیات بھی ساتھ بیان فرمادیں۔ فرضی اللہ عنھم وارضاھم۔ اب امت کے لیے آپ کی گھر سے باہر والی زندگی جتنی اہم ہے، اتنی ہی آپ کی گھریلو اور خانگی زندگی اہم ہے۔ بیرونی زندگی کے اعمال امت تک پہنچانے کے لیے تو صحابہ کرام کی جماعت موجود تھی جو تقریباً ڈیڑھ لاکھ افراد پر مشتمل تھی۔ آپؐ کی گھریلو زندگی کے اعمال کو امت تک پہنچانے کے لیے عورتوں کی ایک جماعت کی ضرورت تھی۔ کیونکہ اتنے اعمال من وعن محفوظ کر کے امت تک پہنچانا ایک دو عورتوں کے بس کی بات نہ تھی۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سبب سے متعدد شادیاں فرمائی ہیں۔

(۲) مرد کی گھریلو زندگی کی رازدان عورت ہی ہو سکتی ہے۔ یہاں مرد کے مقابلہ میں عورت کی بات زیادہ باوثوق معلوم ہوتی ہے۔ پھر جب چند عورتیں ہوں اور سب اِسی ایک بات پر متفق ہوں تو وہ بات زیادہ مضبوط اور بلا ریب قابل تقلید ہوگی تاکہ کوئی بد باطن یہ نہ کہہ سکے کہ مرد کی بیوی نے اس کی بڑائی تو کرنی ہی کرنی ہے۔ کیونکہ جب مختلف قبائل کے مختلف مزاج کی عورتیں ہوں، پھر ان میں سرداروں کی بیٹیاں بھی ہوں اور غریبوں کی بیٹیاں بھی ہوں، لیکن اس انصاف کے علمبردار کے انصاف میں فرق نہ آیا ہو تو یقیناً یہ کمالِ نبوت ہے۔ اس کو باور کرانے کی یہی صورت تھی جو وجود میں آئی۔

(۳) ایک ایک زوجہ مطہرہ سے جو آپ کا عقد ہوا اس میں امت کے لیے بہت سی ہدایتیں، بہت سی دینی مصلحتیں اور بہت سی حکمتیں موجود ہیں۔ یہ باتیں تاریخ اسلام کی کتابوں میں مفصل مل سکتی ہیں۔ بطور نمونہ حضرت زینبؓ بنت جحش ہی کے نکاح پر غائرانہ نظر ڈالیے کہ اس میں کتنے احکام اور ہدایتیں ہیں۔ اس نکاح سے کتنی بڑی رسم کا قلع قمع ہوا۔ اسی طرح کی مصلحتیں اور ہدایات دیگر ازواج مطہرات کے نکاحوں میں ہیں۔ ''قیاس کن ز گلستان من بہارِ مارا۔''

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعدد ازواج پر اعتراض کرنے والے اگر عقل ودانش سے کام لیتے ہوئے آپ کی حیات طیبہ وطاہرہ کا مطالعہ کر لیتے اور پھر ذرا انصاف بھی کرتے تو یہ اعتراض کبھی نہ کرتے۔ دیکھئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۵ سال کی عمر میں، جو ہر شخص کے لیے عین شباب کا زمانہ ہوتا ہے، ایک ایسی خاتون سے نکاح فرمایا جو دو بار بیوہ ہو چکی تھیں۔ ۵۳ سال کی عمر تک آپ نے اور کوئی شادی نہیں فرمائی۔ آپ نے تمام شادیاں ۵۳ سال سے ۶۳ سال کے درمیان عرصہ یعنی کل دس سال کے عرصہ میں فرمائی ہیں۔ کیا کوئی ذی شعور، جس کے دماغ میں فتور نہ ہو، یہ کہہ سکتا ہے کہ ایک شخص کو ۵۳ سال تک تو کوئی خواہش یاد نہ آئی اور جب بڑھاپا شروع ہوا تو ساری

خواہشیں یاد آ گئیں، لہٰذا شادی پر شادی ہو رہی ہے (العیاذ باللہ)۔ اصل بات یہ ہے کہ بھینگی آنکھ کو ایک کا دو نظر آتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وعین الرضاء کلیلة عن کل عیب　　　کما ان عین السخط تبدی المساوی

خوشی کی آنکھ ہر عیب سے بند ہوتی ہے اور ناراضگی کی آنکھ کو تو عیب ہی عیب نظر آتا ہے۔

(۵) اور سیاسی مصلحت یہ تھی جو سرکردہ افراد تھے ان کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلقات اور زیادہ اچھے و مستحکم ہو گئے۔ جیسے حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابوسفیانؓ اور بعض رؤساء یہود وغیرہ۔ لہٰذا یہ دین کا ایک اہم باب اور مہتم بالشان معاملہ تھا جس کے بغیر چارہ نہ تھا۔ واللہ اعلم

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ

اے نبی   اپنی بیویوں

وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ

اور بیٹیوں   اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ   اپنے مونہوں پر نقاب ڈالا کریں   یہ

اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ

اس سے زیادہ قریب ہے کہ پہچانی جائیں   پھر نہ ستائی جائیں   اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ○   اگر منافق

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ

اور وہ   جن کے دلوں میں مرض ہے   اور مدینہ میں غلط خبریں اڑانے والے   باز نہ آئیں گے

لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَاۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۛۚ اَيْنَمَا

تو آپ کو ہم ان کے پیچھے لگا دیں گے   پھر وہ اس شہر میں تیرے پاس نہ ٹھہریں گے   مگر بہت کم ○   لعنت کئے گئے ہیں   جہاں کہیں

ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ

پائے جائینگے   پکڑے جائیں گے   اور قتل کئے جائیں گے ○   یہی اللہ کا قانون ہے   ان لوگوں میں جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾ يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا

اور آپ اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی ہرگز نہ پائیں گے ○   آپ سے لوگ قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں   کہہ دو

عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ

اس کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے   اور آپ کو کیا خبر کہ   شاید قیامت قریب ہی ہو ○   بیشک اللہ نے

لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ

کافروں پر لعنت کی ہے   اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے ○   وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے   نہ کوئی دوست

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَاۤ اَطَعْنَا

پائیں گے اور نہ کوئی مددگار ○   جس دن ان کے منہ آگ میں الٹ دیئے جائیں گے   کہیں گے   اے کاش ہم نے

اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا

اللہ   اور رسول کا کہا مانا ہوتا ○   اور کہیں گے   اے ہمارے رب   ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے

السَّبِيلَا ۝	رَبَّنَآ	اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ	وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۝ ۶۸ ع	
ہمیں گمراہ کیا۝	اے ہمارے رب	انہیں دگنا عذاب دے	اور ان پر بڑی لعنت کر۝	

افاداتِ محمود:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ الخ

مسلمان عورتیں جب گھروں سے باہر نکلتی تھیں تو بسااوقات منافق وغیرہ کچھ شرارت کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا کہ ایمان والیوں سے فرمادیں کہ باہر نکلتے وقت اپنی چادریں اوپر لیا کریں تا کہ معلوم ہو کہ یہ آزاد عورت ہے اور لونڈیوں کے لیے اگر چہ مکمل پردہ کی پابندی نہیں ہے لیکن آخر وہ بھی عورت ہی ہے۔ لہٰذا اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے وعید شدید سنائی کہ اگر یہ منافقین اپنی کرتوتوں اور نازیبا حرکتوں سے باز نہیں آئیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو رسوا اور ذلیل کر دیں گے۔ چنانچہ منافق باز نہ آئے تو تھوڑے ہی عرصہ میں رسوا و ذلیل ہو کر مدینہ منورہ سے نکل گئے۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا الخ

دنیا میں بہت سے لوگ قوم کا سردار یا مذہبی پیشوا بن کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ قیامت کے روز ان کے پیروکاروں اور اطاعت گزاروں کو سزا ملے گی تو وہ دربار خداوندی میں استدعا کریں گے کہ جن لوگوں نے ہمیں راہ حق سے ہٹائے رکھا اے اللہ ان کو ہماری نسبت دوگنی سزا دیجیے کہ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ مودودی صاحب نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے تقلید پر تنقید کی تھی اور لکھا تھا کہ ان مقلدین کو قیامت کے دن شرح وقایہ، کنز الدقائق اور بدائع الصنائع کے مصنفین کے دامن تلے جگہ نہیں ملے گی، لیکن بعد میں ان لوگوں پر اس مضمون کا غلط انطباق ہونا عیاں ہوا تو دوسرے ایڈیشن سے اس مضمون کو خارج کر دیا۔ اس لیے اب ہمیں اس کے رد میں زیادہ دلائل کی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ احکام شرعیہ مفصل مع جزئیات خالیہ و جزئیات موجودہ و جزئیات تالیہ قرآن کریم و احادیث میں موجود نہیں ہیں، بلکہ وہاں صرف اصول و مبادی موجود ہیں۔ حضرات فقہاء نے ان اصول و مبادی کی تشریح فرمائی ہے اور ان اصول سے آئندہ کے لیے جزئیات کا استنباط فرمایا ہے جو صرف مجتہدین امت ہی کر سکتے ہیں۔ یہ ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ہے۔ ان پر تنقید کرنے والے ان ہی فقہاء کی تحقیقات کی روشنی میں فیصلے کرتے ہیں، لیکن زبانوں پر یہ ہے کہ ''میں نہ مانوں''۔ یہ ضد اور ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آئمہ فقہ، امت مسلمہ اور پوری انسانیت کے محسن ہیں۔ ان کی تقلید سے حقیقۃً اور عملاً کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ زبانی دعاوی کیے جاسکتے ہیں۔ علمائے امت نے اپنے راسخ علم کے باوجود تقلید سے گریز نہ کیا اور یہ اپنی جہالت اور کم علمی پر اس قدر نازاں ہیں کہ پناہ بخدا۔ واللہ اعلم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ

اے ایمان والو تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو ستایا پھر اللہ نے موسیٰ کو ان کی باتوں سے بری کر دیا

وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا ﴿٦٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾

اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی عزت والا تھا ○ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو ○

يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

تاکہ وہ تمہارے اعمال کو درست کرے اور تمہارے گناہ معاف کر دے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا

فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

سو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی ○ ہم نے آسمانوں اور زمین

وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ

اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی پھر انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور اسے انسان نے اٹھا لیا بیشک

ظَلُومًا جَهُولًا ﴿٧٢﴾ لِّيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ

وہ بڑا ظالم بڑا نادان تھا ○ تاکہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے

وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٧٣﴾ ع

اور مومن مردوں اور عورتوں پر مہربانی کرے اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے ○

افاداتِ محمود:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الخ بنی اسرائیل نے چونکہ حضرت موسیٰ کو طرح طرح کی اذیتیں دی تھیں۔ لہٰذا اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو تنبیہ کی گئی کہ نبی کو اذیت دینی دنیا و آخرت کے نقصان و خسران کا باعث ہے۔ اس سے بچتے رہو۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر نے یہاں تین قول نقل کیے ہیں جو درج ذیل ہیں۔ (۱) حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ دونوں کسی پہاڑ پر چڑھ گئے۔ جہاں حضرت ہارونؑ کا انتقال ہو گیا تو بنی اسرائیل نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ (العیاذ باللہ) حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارون کو قتل کر دیا۔ ظاہر بات ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو اس بات سے کتنی تکلیف پہنچی ہوگی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طریقے سے اس الزام کی تردید فرمائی اور الزام لگانے والوں کے منہ بند ہو گئے۔ (۲) دوسرا قول یہ ہے کہ قارون نے ایک عورت کو رشوت دے کر تیار کیا تھا کہ لوگوں کے مجمع میں حضرت موسیٰؑ پر الزام لگائے کہ یہ میرے ساتھ گناہ میں مبتلا ہیں۔ جب عورت نے مجمع میں یہ بات کر دی تو

حضرت موسیٰؑ نے خدا کے غضب وقہر سے اُسے ڈرایا تو اُس نے سچی بات بتلادی اور حضرت موسیٰؑ کی برأیت ظاہر ہو گئی۔(۳) صحیحین میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حیاء کا غلبہ تھا۔ زمانے کے دستور ورواج کے مطابق برہنہ جسم لوگوں کے سامنے نہ نہاتے تھے۔ جبکہ عام لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ برہنہ جسم مل جل کر نہاتے تھے اور ایک دوسرے سے ذرا برابر حیاء محسوس نہیں کرتے تھے۔ تو بنی اسرائیل نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ حضرت موسیٰؑ کو کوئی جسمانی بیماری لاحق ہے جس کی وجہ سے یہ ہمارے ساتھ نہیں نہاتے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت موسیٰؑ نہانے لگے کپڑے اُتار کر ایک پتھر پر رکھ دیے جب نہانے سے فارغ ہو گئے اور کپڑے لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو پتھر نے بھاگنا شروع کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ پیچھے پیچھے دوڑ رہے ہیں یہاں تک کہ پتھر ایک مجمع میں جا کر رُک گیا۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی سے تین یا پانچ وار کیے جس کے نشان پتھر پر پڑ گئے تھے۔ خیر حضرت موسیٰؑ نے کپڑے پہن لیے اور بنی اسرائیل نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حضرت موسیٰؑ کے جسم میں کوئی عیب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس انداز سے ان کو بے عیب ثابت کر دیا لیکن اذیت اور تکلیف تو یقیناً پہنچی ہو گی۔

بہر حال ایمان والوں کو یہ ہدایت کی گئی کہ تم بنی اسرائیل کی طرح اپنے رسول کو اذیت نے پہنچانا۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے کچھ تقسیم فرمایا تو کسی نے کہا کہ اس تقسیم سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مطلوب نہ تھی۔ جب حضورؐ کو اس بات کا علم ہوا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ پر رحم فرمائے ان کو اس سے زیادہ تکلیفیں دی گئیں مگر انہوں نے صبر کیا۔(ابن کثیر)

آیاتہا ۵۴ (۳۴) سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ (۵۸) رکوعاتہا ۶

آیتیں ۵۴ سورہ سبا مکی ہے رکوع ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ ط

سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی اسی کے لئے سب تعریف ہے

وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝۱ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا

اور وہ حکمت والا خبردار ہے ○ وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے

یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ط وَهُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ۝۲ وَقَالَ الَّذِیْنَ

نکلتا ہے اور جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہ نہایت رحم والا بخشنے والا ہے ○ اور کافر کہتے ہیں کہ

كَفَرُوْا لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَةُ ط قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّكُمْ لا عٰلِمِ الْغَیْبِ ج لَا یَعْزُبُ

ہم پر قیامت نہیں آئے گی کہہ دو ہاں (آئے گی) قسم ہے میرے رب غائب کے جاننے والے کی البتہ

عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ

تم پر ضرور آئے گی جس سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز ذرہ کے برابر بھی غائب نہیں اور نہ ذرہ سے چھوٹی اور نہ بڑی

اَكْبَرُ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝۳ قلے لِّیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ط اُولٰٓئِكَ

کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو ○ تاکہ اللہ ان لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے انہیں کے لئے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ۝۴ وَالَّذِیْنَ سَعَوْ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِكَ

بخشش اور عزت والا رزق ہے ○ اور جو ہماری آیتوں کے رد کرنے میں کوشش کرتے پھرتے ہیں ان کے لئے

لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ۝۵ وَیَرَی الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكَ

ذلت کا عذاب ہے ○ اور جنہیں علم دیا گیا ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ جو کچھ آپ کی طرف

مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ لا وَیَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۝۶ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے ٹھیک ہے اور وہ غالب تعریف کئے ہوئے کی راہ دکھاتا ہے ○ اور کافر کہتے ہیں

هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝٧

کیا ہم تمہیں وہ آدمی بتائیں جو تمہیں خبر دیتا ہے کہ جب تم پورے طور پر ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو پھر نئے سرے سے پیدا کئے جاؤ گے۝

اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي

کیا اس نے اللہ پر جھوٹ بنا لیا ہے یا اسے جنون ہے نہیں بلکہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے

الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝٨ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

وہ عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۝ کیا وہ آسمان اور زمین کو نہیں دیکھتے جو ان کے

مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا

آگے اور پیچھے ہے اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر کوئی آسمان کا

مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝٩ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ ع

ٹکڑا گرا دیں اللہ کی طرف رجوع کرنے والے بندے کے لئے اس میں بڑی نشانیاں ہیں۝ اور بیشک ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے

مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝١٠ اَنِ اعْمَلْ

بزرگی دی تھی اے پہاڑو ان کی تسبیح کی آواز کا جواب دیا کرو اور پرندوں کو تابع کر دیا تھا اور ہم نے ان کے لئے لوہا نرم کر دیا تھا۝ کہ

سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝١١ وَلِسُلَيْمٰنَ

کشادہ زرہیں بنا اور اندازے سے کڑیاں جوڑ اور تم سب نیک کام کرو بیشک میں جو تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہوں۝ اور ہوا کو سلیمان کے

الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ

تابع کر دیا تھا جس کی صبح کی منزل مہینے بھر کی راہ تھی اور شام کی منزل مہینے بھر کی راہ تھی اور ہم نے اس کے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا تھا اور کچھ جن

مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ

اس کے آگے اس کے رب کے حکم سے کام کیا کرتے تھے اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم سے پھر جاتا تھا

مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝١٢ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ

تو ہم اسے آگ کا عذاب چکھاتے تھے۝ جو وہ چاہتا اس کے لئے بناتے تھے قلعے اور تصویریں اور حوض

كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ

جیسے لگن اور جمی رہنے والی دیگیں اے داؤد والو تم شکریہ میں نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں سے

الشَّكُوْرُ ﴿١٣﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ

شکر گزار تھوڑے ہیں ○ پھر جب ہم نے اس پر موت کا حکم کیا تو انہیں اس کی موت کا پتہ نہ دیا مگر گھن کے کیڑے نے جو اس کے

تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا

عصا کو کھا رہا تھا پھر جب گر پڑا تو جنوں نے معلوم کیا کہ اگر وہ غیب کو جانتے ہوتے تو اس ذلت میں

فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿١٤﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ

نہ پڑے رہتے ○ بیشک قوم سبا کے لئے ان کی بستی میں ایک نشان تھا دائیں اور بائیں

وَّشِمَالٍ ۬ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ

دو باغ اپنے رب کی روزی کھاؤ اور اس کا شکر کرو عمدہ شہر رہنے کو اور بخشنے والا

غَفُوْرٌ ﴿١٥﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ

رب ○ پھر انہوں نے نافرمانی کی پھر ہم نے ان پر سخت سیلاب بھیج دیا اور ہم نے ان کے دونوں باغوں کے

ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿١٦﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا

بدلے میں دو باغ بدمزہ پھل کے اور جھاؤ کے اور کچھ تھوڑی سی بیریوں کے بدل دیئے ○ یہ ہم نے ان کی ناشکری کا

كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿١٧﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا

بدلہ دیا اور ہم ناشکروں ہی کو برا بدلہ دیا کرتے ہیں ○ اور ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں

فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا

ہم نے برکت رکھی تھی بہت سے گاؤں آباد کر رکھے تھے جو نظر آتے تھے اور ہم نے ان میں منزلیں مقرر کر دی تھیں ان میں راتوں اور دنوں

اٰمِنِيْنَ ﴿١٨﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ

کو امن سے چلو ○ پھر انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہماری منزلوں کو دور دور کر دے اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا سو ہم نے انہیں کہانیاں بنا دیا

وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿١٩﴾ وَلَقَدْ

اور ہم نے انہیں پورے طور پر پارہ پارہ کر دیا بیشک اس میں ہر ایک صبر شکر کرنے والے کے لئے نشانیاں ہیں ○ اور البتہ

صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَمَا

شیطان نے ان پر اپنا گمان سچ کر دکھایا سوائے ایمانداروں کے ایک گروہ کے سب اس کے تابع ہو گئے ○ حالانکہ

كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي

ان پر اس کا کوئی زور بھی نہیں تھا مگر یہی کہ ہم نے ظاہر کرنا تھا کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس سے شک میں

شَكٍّ وَرَبُّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٢١﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ ع ۸

پڑا ہوا ہے اور تیرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے ○ کہہ دو اللہ کے سوا جن کا تمہیں گھمنڈ ہے

اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا

انہیں پکارو وہ نہ تو آسمان ہی میں ذرہ بھر اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان میں

مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ

کچھ حصہ ہے اور نہ ان میں سے اللہ کا کوئی مددگار ہے ○ اور اس کے ہاں سفارش نفع نہ دے گی مگر اسی کو جس کے لئے

أَذِنَ لَهُ حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ

وہ اجازت دے گا یہاں تک کہ جب ان کے دل سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا وہ کہتے ہیں سچی بات فرمائی

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٢٣﴾ قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللَّهُ وَإِنَّا

اور وہی عالی شان سب سے بڑا ہے ○ کہہ دو تمہیں آسمانوں اور زمین سے کون رزق دیتا ہے کہو اللہ اور بیشک ہم

أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَى هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٢٤﴾ قُلْ لَا تُسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرَمْنَا

یا تم ہدایت پر ہیں یا صریح گمراہی میں ○ کہہ دو نہ تم پوچھے جاؤ گے اس کی نسبت جو ہم نے جرم کیا

وَلَا نُسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٥﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ

اور نہ ہم ہی پوچھے جائیں گے اس کی بابت جو تم کرتے ہو ○ کہہ دو ہم سب کو ہمارا رب جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کرے گا اور وہی

الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ﴿٢٦﴾ قُلْ أَرُونِيَ الَّذِينَ أَلْحَقْتُمْ بِهِ شُرَكَاءَ كَلَّا بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ

فیصلہ کرنے والا جاننے والا ہے ○ کہہ دو جنہیں تم نے اس سے شریک بنا کر ملا رکھا ہے مجھے بھی تو دکھاؤ بلکہ وہی اللہ غالب

الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

حکمت والا ہے ○ اور ہم نے آپ کو جو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کے لئے لیکن اکثر لوگ

لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ وَيَقُولُونَ مَتَى هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٩﴾ قُلْ لَكُمْ مِيعَادُ

نہیں جانتے ○ اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو ○ کہہ دو تمہارے لئے

يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ

ایک دن کا وعدہ ہے کہ جس سے نہ ایک گھڑی پیچھے ہو سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو○ اور کافر کہتے ہیں ہم

نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ

اس قرآن پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اس پر جو اس سے پہلے موجود ہے اور کاش آپ دیکھتے جب کہ ظالم اپنے رب کے

عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨالْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ

حضور میں کھڑے کئے جائیں گے ایک ان میں سے دوسرے کی بات کو رد کر رہا ہو گا جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ ان سے کہیں گے

اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ

جو بڑے بنتے تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے○ جو لوگ بڑے بنتے تھے ان سے کہیں گے جو

اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَاۗءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾

کمزور سمجھے جاتے تھے کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا بعد اس کے کہ وہ تمہارے پاس آ چکی تھی بلکہ تم خود ہی مجرم تھے○

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ

اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ ان سے کہیں گے جو متکبر تھے بلکہ (تمہارے) رات اور دن کے فریب نے جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ

اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا

ہم اللہ کا انکار کر دیں اور اس کے لئے شریک ٹھہرائیں اور دل میں بڑے پشیمان ہوں گے جب عذاب کو سامنے دیکھے گے اور

الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَآ

کافروں کی گردنوں میں ہم طوق ڈالیں گے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اسی کا تو بدلہ پا رہے ہیں○ اور

اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾

ہم نے جس کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے دولتمندوں نے یہی کہا کہ تم جو لے کر آئے ہو ہم نہیں مانتے○

وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ

اور یہ بھی کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے بڑھ کر ہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہ دیا جائے گا○ کہہ دو میرا رب

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

جس کے لئے چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور کم کر دیتا ہے اور لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے○

افاداتِ محمود:

محراب یعنی جائے حرب، مراد قلعے ہیں۔ مسجد کے محراب کو محراب اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس میں بھی شیطان سے لڑائی ہوتی ہے۔ امام سالار ہے اور مقتدی فوج ہیں یا محراب کو محراب اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں انسان دنیا کی مشاغل و مصروفیات سے الگ تھلگ ہو کر یک سوئی کے ساتھ عبادت کرتا ہے۔ امام راغبؒ لکھتے ہیں

وقیل الاصل فیه ان محراب البیت صدر المجلس ثم اتخذت المساجد فسمی صدره به

یعنی محراب میں اصل یہ ہے کہ گھر کے صدر مجلس کو محراب کہا جاتا تھا۔ پھر جب مسجدیں بن گئیں تو مسجدوں کے حصہء صدر کو محراب کہا جانے لگا۔

تماثیل یعنی مجسمے بناتے تھے یہ حضرت سلیمانؑ کے دین میں جائز تھے بعد میں شریعت محمدیہ میں حرام قرار دے دیے گئے۔ سورۂ سبا میں اہم واقعہ حضرت سلیمانؑ کا ہے۔ یہ بیت المقدس کی تعمیر کرار ہے تھے تمام جنات کو کام پر لگایا ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ کو اُن سے کام لینا منظور تھا۔ حضرت سلیمانؑ لاٹھی کے سہارے کھڑے ہو کر نگرانی فرما رہے تھے۔ چونکہ کام ابھی نامکمل تھا اور حضرت سلیمانؑ کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو اسی حالت میں لاٹھی کے سہارے کھڑے کھڑے وفات پا گئے اور شیشہ میں بند تھے۔ جنات کو وفات کا علم نہ ہو سکا اور یہی سمجھ کر کام کرتے رہے کہ حضرت سلیمانؑ کھڑے ہیں اور نگرانی فرما رہے ہیں۔ جب کام مکمل ہو گیا تو اُس لاٹھی کو دیمک لگ گئی اور اندر سے کھوکھلی ہونے سے حضرت سلیمانؑ زمین پر گرے۔ جنات نے جب دیکھا کہ یہ تو پرانی لاش معلوم ہوتی ہے تو پکار اُٹھے کہ اگر ہم غیب کا علم جانتے ہوتے تو پھر اس مشقت میں نہ رہتے۔ بلکہ حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد فوراً کام چھوڑ دیتے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ الخ قوم سباء پر اللہ تعالیٰ نے بہت سے احسانات فرمائے تھے اور نعمتیں عطا فرمائی تھیں۔ ملک عرب میں کوئی مستقل دریا و نہریں نہیں ہوتی بلکہ سیلابی ریلے آ کر ریگستان میں جذب ہو جاتے تھے۔ زراعت اور کاشتکاری بڑی مشکل سے ہوتی تھی۔ سباء نے سب سے بڑا ڈیم سوفارب یا عزم فارب کے نام سے بنایا تھا اور چھوٹے چھوٹے ڈیم سینکڑوں کی تعداد میں بنائے گئے تھے جہاں تقریباً ۳۰۰ مربع میل زمین سیراب ہوتی تھی۔ سو فارب کے مشرق و مغرب میں دروازے تھے۔ جہاں سے پانی تقسیم ہو کر مطلوبہ مقامات میں پہنچتا تھا اور کھڑکیاں تھیں جو بوقت ضرورت کھول دی جاتی تھیں اور نہروں کے اطراف میں پھلوں کے درخت لگے ہوئے تھے۔ دائیں بائیں اتنے پھل اور فصلیں پیدا ہوتی تھیں کہ سنبھالی نہیں جا سکتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کو یہ حکم تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا کرو اور صرف اُس کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو لیکن جب انہوں نے احکام خداوندی کو پسِ پشت ڈال دیا اور ناشکری کی تو وہی پانی جس سے سینکڑوں میل زمین سیراب ہوتی تھی اُس نے طوفان اور عذاب کی شکل اختیار کی اور تمام باغات صفحہ ہستی

سے مٹ گئے اور وہ زمین جس پر سرسبزی وشادابی کی سیاہ چادر بچھی رہتی تھی بالکل بنجر بن گئی اور بہترین پھلوں کے درختوں کی جگہ بدمزہ پھلوں کے درخت اُگ گئے اور منزل بہ منزل جو قریب قریب مکانات ہوتے تھے جن سے مسافروں کو سفر نہایت آسان وخوش گوار ہوتا تھا وہ سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔ الغرض کفر اور ناشکری جیسے جرائم کے پاداش میں تمام نعمتوں سے محروم ہو گئے۔ اُمت محمدیہ کو بھی تنبیہ ہے کہ جن اعمال کی وجہ سے نعمتیں سلب ہوتی ہیں ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ الخ

اہل کتاب کو تو یہ الزام دیا جاتا ہے کہ تم جب پہلی کتابوں کو مانتے تھے تو اس کتاب کو کیوں نہیں مانتے ہو۔ جب کہ تمہاری کتابیں اس کتاب کی تصدیق بھی کرتی رہیں، لیکن یہ الزام مشرکین کو نہیں دیا جا سکتا تھا۔ وہ تو اہل کتاب نہ تھے، بلکہ وہ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ سابقہ کتب کا بھی انکار کرتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا الخ

اب قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ایک دوسرے کو الزام دیں گے۔ جیسا کہ دنیا میں دستور ہے کہ جب کوئی تحریک ناکام ہوتی ہے تو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں بعض بڑے طبقے کے ہوتے ہیں اور بعض چھوٹے طبقے کے۔ چھوٹے طبقے والے بڑے طبقے والوں کو الزام دیتے ہیں کہ تم لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا اور بڑے طبقے والے چھوٹوں اور ماتحتوں کو کہتے ہیں کہ یہ تمہاری اپنی غلطی اور نادانی ہے۔ لہٰذا ہم قصوروار نہیں ہیں لیکن، ایک دوسرے کو الزام دینے سے قطعاً کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ

اور تمہارے مال اور اولاد ایسی چیز نہیں جو تمہیں مرتبہ میں ہمارے قریب کردے مگر جو ایمان لایا اور نیک

صَالِحًا ز فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾

کام کئے پس وہی لوگ ہیں جن کے لئے دگنا بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا اور وہی بالاخانوں میں امن سے ہوں گے ○

وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور وہ جو ہماری آیتوں کے رد کرنے میں کوشش کرتے ہیں وہ عذاب میں پکڑ کر حاضر کئے جائیں گے ○

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ط وَمَآ اَنْفَقْتُمْ

کہہ دو بیشک میرا رب ہی اپنے بندوں میں سے جسے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور جسے چاہے تنگ کر دیتا ہے اور جو کوئی چیز بھی

مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ج وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ

تم خرچ کرتے ہو سو وہی اس کا عوض دیتا ہے اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے ○ اور جس دن وہ ان سب کو جمع کریگا پھر

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ج

فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہی ہیں جو تمہاری عبادت کیا کرتے تھے ○ وہ عرض کریں گے تو پاک ہے ہمارا تو تجھ سے ہی تعلق ہے نہ ان سے

بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ج اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ

بلکہ یہ شیطانوں کی عبادت کرتے تھے ان میں سے اکثر انہیں کے معتقد تھے ○ پھر آج تم میں سے کوئی کسی کے

لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ط وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ

نفع اور نقصان کا مالک نہیں اور ہم ظالموں سے کہیں گے تم اس آگ کا عذاب چکھو

الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا

جسے تم جھٹلایا کرتے تھے ○ اور جب انہیں ہماری واضح آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ محض ایسا

رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ج وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ

شخص ہے جو چاہتا ہے کہ تمہیں ان چیزوں سے روک دے جنہیں تمہارے باپ دادا پوجتے تھے اور (قرآن کی نسبت) کہتے ہیں کہ

اِفْكٌ مُّفْتَرًى ط وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ

یہ محض ایک تراشا ہوا جھوٹ ہے اور کافروں نے حق کے متعلق کہا جب ان کے پاس آیا کہ یہ محض ایک صریح

مُّبِينٌ ﴿٤٣﴾ وَمَآ ءَاتَيْنَٰهُم مِّن كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا ۖ وَمَآ أَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِن

جادو ہے ○ اور ہم نے انہیں کوئی کتاب نہیں دی کہ وہ اسے پڑھتے ہوں اور ہم نے ان کی طرف آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا

نَّذِيرٍ ﴿٤٤﴾ وَكَذَّبَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا۟ مِعْشَارَ مَآ ءَاتَيْنَٰهُمْ فَكَذَّبُوا۟ رُسُلِى ۖ

نہیں بھیجا ○ اور ان لوگوں نے بھی جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے اور یہ لوگ اس کے دسویں حصہ کو نہیں پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا پس انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا

ع فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٥﴾ قُلْ إِنَّمَآ أَعِظُكُم بِوَٰحِدَةٍ ۖ أَن تَقُومُوا۟ لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَٰدَىٰ

پھر میرا کیسا عذاب ہوا ○ کہہ دو میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لئے دو دو ایک ایک کھڑے ہو کر

ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا۟ ۚ مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَىْ

غور کرو کہ تمہارے اس ساتھی کو جنون تو نہیں ہے وہ تمہیں ایک سخت عذاب آنے سے پہلے

عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴿٤٦﴾ قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَى

ڈرانے والا ہے ○ کہہ دو اس پر جو اجرت میں نے تم سے مانگی ہو وہ تمہارے ہی پاس رہے میری مزدوری تو

ٱللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ ﴿٤٧﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّى يَقْذِفُ بِٱلْحَقِّ عَلَّٰمُ

اللہ ہی پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے ○ کہہ دو میرا رب سچا دین برسا رہا ہے اور وہ چھپی ہوئی

ٱلْغُيُوبِ ﴿٤٨﴾ قُلْ جَآءَ ٱلْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ ٱلْبَٰطِلُ وَمَا يُعِيدُ ﴿٤٩﴾ قُلْ إِن ضَلَلْتُ

چیزوں کو خوب جانتا ہے ○ کہہ دو حق آ گیا اور جھوٹے معبود نہ پہلی بار پیدا کرتے ہیں اور نہ دوبارہ پیدا کریں گے ○ کہہ دو اگر میں

فَإِنَّمَآ أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِى ۖ وَإِنِ ٱهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِىٓ إِلَىَّ رَبِّىٓ ۚ إِنَّهُۥ سَمِيعٌ

غلط راستہ پر ہوں تو میری غلطی کا وبال مجھ ہی پر ہوگا اور اگر میں سیدھی راہ پر ہوں تو اس لئے کہ میرا رب میری طرف وحی کرتا ہے بیشک وہ

قَرِيبٌ ﴿٥٠﴾ وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ فَزِعُوا۟ فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا۟ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٥١﴾ وَ

سننے والا قریب ہے ○ اور کاش آپ دیکھیں جبکہ وہ گھبرائے ہوئے ہونگے پس نہ بچ سکیں گے اور پاس ہی سے پکڑ لئے جائیں گے ○ اور

قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا بِهِۦ وَأَنَّىٰ لَهُمُ ٱلتَّنَاوُشُ مِن مَّكَانٍۭ بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ وَقَدْ كَفَرُوا۟ بِهِۦ

کہیں گے ہم اس قرآن پر ایمان لے آئے ہیں اور اتنی دور سے (ایمان کا) ان کے ہاتھ آنا کہاں ممکن ہے ○ حالانکہ پہلے تو اس کا انکار

مِن قَبْلُ ۖ وَيَقْذِفُونَ بِٱلْغَيْبِ مِن مَّكَانٍۭ بَعِيدٍ ﴿٥٣﴾ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ

کرتے رہے اور بے تحقیق باتیں دور ہی دور سے ہانکا کرتے تھے ○ اور ان میں اور ان کی

وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ	كَمَا فُعِلَ	بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ	اِنَّهُمْ كَانُوْا
خواہش میں آڑ کردی جائے گی	جیسا کہ	ان کے ہم خیال لوگوں کے ساتھ اس سے پہلے کیا گیا	بیشک وہ بھی حیرت انگیز
فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿۵۴﴾			
شک میں پڑے ہوئے تھے ○			

ع

افاداتِ محمود:

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ الخ

اے محمدؐ! ان لوگوں سے فرمایئے کہ میں تمہیں ایک بات بتا رہا ہوں تخلیہ میں بھی اور دو دو ہو کر بھی اس بات پر غور کرو کہ میری سابقہ زندگی تم لوگوں میں کس طرح گزری ہے؟ کیا تم لوگ مجھ کو صادق امین نہیں سمجھتے تھے؟ کیا میں نے اپنی ذات کے لیے تم لوگوں سے کوئی چیز مانگی ہے؟ یا میں نے اپنے آپ کو پوجنے اور اپنی عبادت کا کسی کو حکم دیا ہے؟ کیا تم لوگ یہ تمنا نہیں کرتے تھے کہ کاش ہمیں بھی یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب مل جاتی اور ہم اُن کی طرح اہل کتاب کہلاتے اور ملتِ ابراہیمی کے قریب ہوتے اور کوئی نبی اگر ہم میں سے مبعوث ہوتا تو یہ بات ہمارے لیے سرمایہ فخر ہوتی؟ لیکن اب ان تمام باتوں سے پھر گئے ہو۔ واللہ اعلم

رکوعاتھا ۵ — سورۃ فاطر مکیۃ ۴۳ — ۳۵ آیاتھا ۴۵

آیتیں ۴۵ — سورۂ فاطر مکی ہے — رکوع ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین کو بنانے والا ہے فرشتوں کو رسول بنانے والا ہے جن کے دو دو

وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① مَا

تین تین چار چار پر ہیں وہ پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○

يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ

اللہ بندوں کے لئے جو رحمت کھولتا ہے اسے کوئی بند نہیں کر سکتا اور جسے وہ بند کر دے تو اس کے بعد

مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ② يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ

کوئی کھولنے والا نہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے ○ اے لوگو اللہ کے احسان کو یاد کرو جو تم پر ہے

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ

بھلا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہو اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں

فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ③ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَاِلَى

پھر کہاں الٹے جا رہے ہو○ اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے بھی کئی رسول جھٹلائے گئے اور اللہ ہی کی

اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ④ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ

طرف سب کام لوٹائے جاتے ہیں○ اے لوگو بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں

الدُّنْيَا ٝ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ⑤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ

نہ ڈالے اور تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ باز دھوکا نہ دے ○ بیشک شیطان تو تمہارا دشمن ہے سو تم بھی اسے

عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ⑥ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ

دشمن سمجھو وہ تو اپنی جماعت کو بلاتا ہے تا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہو جائیں○ جن لوگوں نے انکار کیا ان کے لئے سخت

شَدِيدٌ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿٧﴾ أَفَمَن ع

عذاب ہے اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے انہیں کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے ۝ بھلا جس کے

زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا ۖ فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن

برے کام بھلے کر دکھائے ہوں پھر وہ ان کو اچھا بھی جانتا ہو (نیک کے برابر ہو سکتا ہے) پھر اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے

يَشَاءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا

ہدایت کرتا ہے پھر آپ ان پر افسوس کھا کھا کر ہلاک نہ ہو جائیں کیونکہ اللہ خوب جانتا ہے

يَصْنَعُونَ ﴿٨﴾ وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَسُقْنَاهُ إِلَىٰ بَلَدٍ مَّيِّتٍ

جو وہ کر رہے ہیں ۝ اور اللہ ہی وہ ہے جو ہوائیں چلاتا ہے پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں پھر ہم اسے مرے ہوئے شہروں کی طرف چلاتے ہیں

فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ كَذَٰلِكَ النُّشُورُ ﴿٩﴾ مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ

پھر ہم اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ کرتے ہیں اسی طرح دوبارہ اٹھایا جانا ہے ۝ جو شخص عزت چاہتا ہو

فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۚ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ

سو اللہ ہی کے لئے سب عزت ہے اسی کی طرف سب پاکیزہ باتیں چڑھتی ہیں اور نیک عمل اس کو بلند کرتا ہے اور جو لوگ

يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ ﴿١٠﴾ وَاللَّهُ

بری تدبیریں کرتے ہیں انہی کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کی بری تدبیر ہی برباد ہوگی ۝ اور اللہ

خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ

ہی نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تمہیں جوڑے بنایا اور کوئی مادہ حاملہ نہیں ہوتی

وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَمَا يُعَمَّرُ مِن مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ۚ

اور نہ وہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے اور نہ کوئی بڑی عمر والا عمر دیا جاتا ہے اور نہ اس کی عمر کم کی جاتی ہے مگر وہ کتاب میں درج ہے

إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ

بیشک یہ بات اللہ پر آسان ہے ۝ اور دو سمندر برابر نہیں ہوتے یہ ایک میٹھا پیاس بجھانے والا ہے کہ اس کا پینا

شَرَابُهُ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۖ وَمِن كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً

خوشگوار ہے اور یہ دوسرا کھاری کڑوا ہے اور ہر ایک میں سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو جو تم

تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾
پہنتے ہو اور تو جہازوں کو دیکھتا ہے کہ اس میں پانی کو پھاڑتے جاتے ہیں تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ اس کا شکر کرو○
يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ
وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے
كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ
ہر ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے یہی اللہ تمہارا رب ہے اسی کی بادشاہی ہے اور جنہیں تم اس کے سوا
مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ۭ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ ۚ وَ
پکارتے ہو وہ ایک گٹھلی کے چھلکے کے مالک نہیں○ اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار کو نہیں سنتے اور
لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ
اگر وہ سن بھی لیں تو تمہیں جواب نہیں دیتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور تمہیں خبر رکھنے والے کی طرح
خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ۧ
کوئی نہیں بتائے گا○

افاداتِ محمود:

مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾

(۱) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں **هو اللفافة على النواة** یعنی کھجور کی گٹھلی کے اوپر جو باریک سی جھلی ہوتی ہے وہ مراد ہے اور قطمیر گٹھلی کے شگاف کو بھی کہا جاتا ہے۔ بہر حال یہاں مراد شئی قلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کو تم پکار رہے ہو وہ نفع نقصان اور خیر و شر کے مالک نہیں ہیں لہٰذا ان کو پکارنا یا معبود بنانا بے سود ہے۔

(۲) فتیل کے متعلق امام راغب المفردات میں لکھتے ہیں "**وسمی ما فی شق النواة فتيلاً لكونه على هيئته**" یعنی کھجور کی گٹھلی کی شگاف کی باریک بتی کو فتیل اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ دھاگے کی طرح ہوتی ہے۔

(۳) اور "نقیر" کے متعلق امام مذکور لکھتے ہیں "**والنقير وقبة فى ظهر النواة**" یعنی کھجور کی گٹھلی کا گڑھا یا شگاف مقصد کسی کی قلت کو بیان کرنا ہوتا ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ أَنتُمُ ٱلْفُقَرَآءُ إِلَى ٱللَّهِ ۖ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلْغَنِىُّ ٱلْحَمِيدُ ﴿۱۵﴾

اے لوگو تم اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ بے نیاز تعریف کیا ہوا ہے ○

إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿۱۷﴾

اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے ○ اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں ○

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَىْءٌ

اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور اگر کوئی بوجھ والا اپنے بوجھ کی طرف بلائے گا تو اس کے بوجھ میں سے کچھ بھی اٹھایا نہ جائے گا

وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰٓ ۗ إِنَّمَا تُنذِرُ ٱلَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِٱلْغَيْبِ وَأَقَامُوا۟

اگرچہ قریبی رشتہ دار ہی ہو بیشک آپ انہیں لوگوں کو ڈراتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم

ٱلصَّلَوٰةَ ۚ وَمَن تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِۦ ۚ وَإِلَى ٱللَّهِ ٱلْمَصِيرُ ﴿۱۸﴾ وَمَا يَسْتَوِى

کرتے ہیں اور جو پاک ہوتا ہے سو وہ اپنے ہی لئے پاک ہوتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ○ اور اندھا

ٱلْأَعْمَىٰ وَٱلْبَصِيرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا ٱلظُّلُمَٰتُ وَلَا ٱلنُّورُ ﴿۲۰﴾ وَلَا ٱلظِّلُّ وَلَا ٱلْحَرُورُ ﴿۲۱﴾

اور دیکھنے والا برابر نہیں ہے ○ اور نہ اندھیرے اور نہ روشنی ○ اور نہ سایا اور نہ دھوپ ○

وَمَا يَسْتَوِى ٱلْأَحْيَآءُ وَلَا ٱلْأَمْوَٰتُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَآءُ ۖ وَمَآ أَنتَ

اور زندے اور مردے برابر نہیں ہیں بیشک اللہ سناتا ہے جسے چاہے اور آپ انہیں

بِمُسْمِعٍ مَّن فِى ٱلْقُبُورِ ﴿۲۲﴾ إِنْ أَنتَ إِلَّا نَذِيرٌ ﴿۲۳﴾ إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ بِٱلْحَقِّ بَشِيرًا

سنانے والے نہیں جو قبروں میں ہیں نہیں ہیں ○ آپ مگر ڈرانے والے ○ بیشک ہم نے آپ کو سچا دین دے کر خوشخبری

وَنَذِيرًا ۚ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿۲۴﴾ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ

اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت نہیں گزری مگر اس میں ایک ڈرانے والا گزر چکا ہے ○ اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو ان لوگوں نے بھی جھٹلایا ہے

ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ وَبِٱلزُّبُرِ وَبِٱلْكِتَٰبِ

جو ان سے پہلے ہوئے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلیلیں اور صحیفے اور کتاب روشن

ٱلْمُنِيرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ أَخَذْتُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿۲۶﴾ ع ۳ ۱۵

لے کر آئے ○ پھر میں نے انہیں پکڑا جو منکر ہوئے پھر میرا عذاب کیسا ہوا ○

افاداتِ محمود:

وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾

یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو مردوں کو بھی سنا دے، لیکن آپ کا کام تبلیغ کرنا اور دین کی بات لوگوں تک پہنچا دینا ہے۔ اگر کوئی مردہ دل کافر آپ کی بات کو نہیں سنتے اور نہیں مانتے تو ان کو منوانا آپ کے قبضہ قدرت میں نہیں ہے۔ خواہ آپ کتنی ہی آرزو کیوں نہ کریں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی

أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۚ فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ

آسمان سے پانی اتارتا ہے پھر ہم اس کے ذریعہ سے پھل نکالتے ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اور پہاڑوں میں

بِيضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ﴿٢٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ

مختلف رنگوں کے کچھ تو سفید اور کچھ سرخ اور بہت سیاہ بھی ہیں○ اور اسی طرح آدمیوں اور زمین پر

وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۗ

چلنے والے جانوروں اور چوپایوں کے بھی مختلف رنگ ہیں بے شک اللہ سے اس کے بندوں میں سے عالم ہی ڈرتے ہیں

إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ

بیشک اللہ غالب بخشنے والا ہے○ بیشک جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں

وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُونَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُورَ ﴿٢٩﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ

اور پوشیدہ اور ظاہر اس میں سے خرچ کرتے ہیں جو ہم نے انہیں دیا ہے وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں کہ اس میں خسارہ نہیں○ تاکہ اللہ انہیں

أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ ۗ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٠﴾ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا

ان کے اجر پورے دے اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دے بیشک وہ بخشنے والا قدردان ہے○ اور وہ کتاب جو ہم نے

إِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهِ

آپ کی طرف وحی کی ہے وہ ٹھیک ہے اس کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے آچکی بیشک اللہ اپنے بندوں سے

لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿٣١﴾ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ

باخبر دیکھنے والا ہے○ پھر ہم نے اپنی کتاب کا ان کو وارث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا پس بعض ان میں سے

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۗ

اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض ان میں سے میانہ رو ہیں اور بعض ان میں سے اللہ کے حکم سے نیکیوں میں پیش قدمی کرنے والے ہیں

ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿٣٢﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ

یہی تو اللہ کا بڑا فضل ہے○ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں وہ ان میں داخل ہونگے انہیں وہاں

أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٣٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ

سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور اس میں ان کا لباس ریشم کا ہوگا○ اور وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے

الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۖ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٤﴾ الَّذِي أَحَلَّنَا

جس نے ہم سے غم دور کر دیا بیشک ہمارا رب بخشنے والا قدر دان ہے○ وہ جس نے

دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ﴿٣٥﴾

اپنے فضل سے ہمیں سدا رہنے کی جگہ میں اتارا جہاں ہمیں نہ کوئی رنج پہنچتا ہے اور نہ کوئی تکلیف○

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ

اور جو منکر ہوگئے ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ ان پر قضا آئے گی کہ مر جائیں اور نہ ہی ان سے اس کا

عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا ۚ

عذاب ہلکا کیا جائے گا اس طرح ہم ہر ناشکرے کو سزا دیا کرتے ہیں○ اور وہ اس میں چلائیں گے کہ

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ

اے ہمارے رب ہمیں نکال ہم نیک کام کریں برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی

فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ﴿٣٧﴾ ع ١٦

جس میں سمجھنے والا سمجھ سکتا تھا اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا تھا پس مزہ چکھو پس ظالموں کا کوئی مددگار نہیں○

افاداتِ محمود:

جُدَدٌ یہ جدۃ کی جمع ہے۔ جدہ لکھیر کو کہا جاتا ہے بعض پہاڑوں میں سرخ، سفید اور دیگر رنگتوں کا ایک سلسلہ چلا ہوا ہوتا ہے جو دور دور تک چلتا ہے۔ یہ قدرت خداوندی کا شاہکار ہے اور بعض مفسرین کے ہاں ان لکھیروں سے وہ راستے اور نشانات مراد ہیں جو کہ لوگوں کے چلنے سے بن جاتے ہیں وَغَرَابِيبُ سُودٌ اور بعض پہاڑ کالے بھجنگے ہوتے ہیں۔ شدید السواد، یعنی سخت سیاہ ہوتے ہیں جیسے انسانوں میں مختلف رنگتوں والے ہوتے ہیں۔ اس طرح پہاڑوں میں مختلف رنگ ہوتے ہیں اور انسان چونکہ مخلوق عن التراب ہے لہٰذا مناسبت ظاہر ہے۔ واللہ اعلم

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ

اللہ تعالیٰ سے حقیقت میں ڈرنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو علماء ہیں۔ یہاں علماء سے مراد محض سند یافتہ اور اصطلاحی علماء نہیں ہیں، بلکہ جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ اور اس کی قدرت تامہ پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ علم کے بغیر اس کی قدرت کی حقیقی معرفت نصیب نہیں ہوتی اور اگر علم کے ہوتے ہوئے خوف اور خشیت خداوندی

نہ ہوتو وہ علم نہیں ہے۔علم تو اس لیے ضروری ہے کہ علم کے بغیر اس کی قدرت تامہ کو جانا نہیں جاسکتا۔لہٰذا جوخوف و خشیت علم پر مرتب ہوتے ہیں وہ نہ پائے جاسکیں گے۔جیسے چھوٹا بچہ زہریلے سانپ کو پکڑنے اور اس کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کرتا ہے۔کیونکہ وہ اس کی حقیقت واصلیت سے نابلد ہے۔جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں انگارہ منہ میں ڈال لیا تھا۔آپ ایک لوڈ ڈ پستول کسی بچے یا پاگل کے ہاتھ میں دے دیں وہ فوراً چلا کر اپنا یا کسی اور کا نقصان کردے گا۔امام مسروق فرماتے ہیں ''**کفی بالعلم الخشیة و کفیٰ بالجھل العجب**'' یعنی اگر ایک انسان کو خشیت خداوندی نصیب ہوئی ہے تو اس کے لیے یہی علم کافی ہے اور اگر کوئی شخص عجب نفس،غرور وتکبر میں مبتلا ہے تو وہ جاہل ہے،خواہ وہ کثرت روایت اور مسائل کا علم رکھتا ہو۔اس آیت میں دوسری شاذ قرأۃ جولفظ اللہ کے رفع اور علماء کے نصب کے ساتھ ہے یعنی'' اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا الخ خشیت جب منسوب الی اللہ ہو تو اس سے مراد تعظیم وتکریم ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جن کی زیادہ تعظیم وتکریم کرتے ہیں وہ علماء ہیں یعنی خشیت کا انجام وعاقبت مراد ہے جو کہ تعظیم ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس شاذ قرأۃ کو بعض لوگوں نے کفر لکھا ہے تو پھر یہ کیسے جائز ہوگی؟ جواب یہ ہے کہ جو اس کو قرأۃ شاذہ سمجھ کر پڑھے اور اس کی تاویل پر نظر ہو تو اس کے لیے کفر نہیں ہے،لیکن جو شخص بغیر تاویل کے پڑھے اس کے لیے جائز نہیں ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ''**انا اعلمکم باللہ واتقاکم بہ**'' میں تم لوگوں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ جانتا ہوں اور تم لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ حاصل یہ ہوا کہ زیادہ عالم وہ کہلائے گا جس کے علم کا نتیجہ وثمرہ کثرت تقویٰ وکثرت خشیت ہو۔اگر تقویٰ ساتھ نہیں ہے تو پھر وہ علم نہیں ہے۔حضرت ملا علی قاریؒ نے بڑے پتے کی بات کہی ہے۔وہ فرماتے ہیں۔

من تفقه ولم یتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم یتفقه فقد تزندق ومن جمع بینهما فقد تحقق (مرقاۃ)

جو صرف فقہی مسائل سیکھے اور اس کو عملی جامہ نہ پہنائے تو وہ فاسق بن جاتا ہے اور جو صرف تصوف کی لائن پر چلے اور علم نہ سیکھے تو وہ زندیق بن جاتا ہے اور جو دونوں (علم وتصوف) کو جمع کرلے وہ حقیقت کی بلندیوں کو چھولیتا ہے۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا الخ

یعنی ہم نے نبی کے بعد اس کتاب کا وارث امت کو بنایا اور ان کو کتاب کی خدمت کے لیے چن لیا،لیکن سب انسان یکساں اور برابر نہیں ہوتے۔بعض ان میں سے وہ ہیں جو گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔یہ ظالم ہیں اور بعض وہ ہیں جو اعمال صالحہ اور اعمال سیہء کے اعتبار سے بین بین ہیں۔وہ گناہ بھی کرتے ہیں اور نیک اعمال بھی کرتے ہیں۔یہ درمیانی قسم کے لوگ ہیں۔ایک طبقہ ان میں سے ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل ومہربانی سے وہ ہر

نیک عمل میں پیش پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی وخوشنودی حاصل کرنے کے لیے وہ کسی مستحب عمل کو بھی نہیں چھوڑتے۔ ان پر خوف وخشیت اتنا غالب ہے کہ حرام تو کجا، مکروہ تنزیہی کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ الخ اگر کوئی شخص نسلاً کافر ہو اور بلوغ کے ایک دن بعد بھی انتقال کر جائے تو اس کو وہ تمام سزائیں ملیں گی جو ۸۰ سال کے کافر کے لیے ہیں۔ کیونکہ بلوغ نقطہ تکمیل ہے اور بلوغ سے قبل عقل بالکل معدوم نہیں ہوتی بلکہ تدریجاً تدریجاً سفل سے علو کی طرف ترقی کرتی رہتی ہے اور بعد از بلوغ مکمل ہو جاتی ہے اور انسان حق کی تلاش میں سوچتا رہتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾

بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کے غیب جانتا ہے بیشک وہ سینوں کے بھید خوب جانتا ہے ○

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا

وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں قائم مقام بنایا پس جو کفر کرے گا اس کے کفر کا وبال اسی پر ہوگا اور

يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ

کافروں کا کفران کے رب کے ہاں ناراضگی کے سوا اور کچھ نہیں زیادہ کرتا اور کافروں کا کفر بجز نقصان کے اور کچھ

إِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي

نہیں زیادہ کرتا ○ کہہ دو کیا تم نے اپنے ان معبودوں کو بھی دیکھا جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ مجھے

مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا

دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے یا ان کا کچھ حصہ آسمانوں میں بھی ہے یا انہیں ہم نے کوئی کتاب دی ہے کہ

فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِنْهُ ۚ بَلْ إِنْ يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا

وہ اس کی سند رکھتے ہیں (نہیں) بلکہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کو

غُرُورًا ﴿٤٠﴾ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا

دھوکا دیتے ہیں ○ بیشک اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے اس سے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل جائیں اور اگر وہ

إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤١﴾ وَأَقْسَمُوا

دونوں اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو ان کو کوئی بھی اس کے بعد روک نہیں سکتا بیشک وہ بردبار بخشنے والا ہے ○ اور وہ اللہ کی

بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى

پختہ قسمیں کھاتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی بھی ڈرانے والا آیا تو ہر ایک امت سے زیادہ ہدایت پر

الْأُمَمِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤٢﴾ اسْتِكْبَارًا

ہوں گے پھر جب ان کے پاس ڈرانے والا آیا تو اس سے ان کو اور بھی نفرت بڑھ گئی ○ کہ ملک میں

فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ فَهَلْ

سرکشی اور بری تدبیریں کرنے لگ گئے اور بری تدبیر تو تدبیر کرنے والے ہی پر الٹ پڑتی ہے پھر کیا

يَنظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَن

وہ اسی برتاؤ کے منتظر ہیں جو پہلے لوگوں سے برتا گیا پس تو اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا اور تو

تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ﴿٤٣﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ

اللہ کے قانون میں کوئی تغیر نہیں پائے گا○ کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی کہ وہ دیکھتے ان لوگوں کا

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَمَا كَانَ

کیسا برا انجام ہوا جو ان سے پہلے تھے اور وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے اور اللہ

اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِن شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا

ایسا نہیں ہے کہ اسے کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں عاجز کر دے بیشک وہ جاننے والا

قَدِيرًا ﴿٤٤﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ

قدرت والا ہے○ اور اگر اللہ لوگوں سے ان کے اعمال پر گرفت کرتا تو سطح زمین پر کوئی جاندار نہ چھوڑتا

وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ

لیکن وہ انہیں ایک وقت مقرر تک ڈھیل دیتا ہے پس جب ان کا وقت مقرر آ جائے گا تو بیشک اللہ اپنے

بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ﴿٤٥﴾ ع

بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے○

آیاتہا ۸۳ (۳۶) سُوْرَۃُ یٰسٓ مَکِّیَّۃٌ (۴۱) رکوعاتہا ۵

آیتیں ۸۳ سورۂ یٰسین مکی ہے رکوع ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

یٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ﴿۲﴾ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳﴾ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۴﴾

قرآن حکمت والے کی قسم ہے○ بیشک آپ رسولوں میں سے ہیں○ سیدھے راستہ پر○

تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ﴿۵﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾

غالب رحمت والے کا اتارا ہوا ہے○ تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے سو وہ غافل ہیں○

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ

ان میں سے اکثر پر خدا کا فرمان پورا ہو چکا ہے پس وہ ایمان نہیں لائیں گے○ بیشک ہم نے ان کی گردنوں میں

اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿۸﴾ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ

طوق ڈال دیئے ہیں پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں سو وہ اوپر کو سر اٹھائے ہوئے ہیں○ اور ہم نے ان کے سامنے ایک دیوار

سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۹﴾ وَسَوَآءٌ

بنادی ہے اور ان کے پیچھے بھی ایک دیوار ہے پھر ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے کہ وہ دیکھ نہیں سکتے○ اور ان پر

عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ

برابر ہے کیا آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے○ بیشک آپ اسی کو ڈرا سکتے ہیں

اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ کَرِیْمٍ ﴿۱۱﴾ اِنَّا

جو نصیحت کی پیروی کرے اور بن دیکھے رحمٰن سے ڈرے پس خوشخبری دے دو اس کو بخشش اور اجر کی جو عزت والا ہے○ بیشک

نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۚ وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ

ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے اور جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا اس کو لکھتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو کتاب واضح

فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۲﴾

(لوح محفوظ) میں محفوظ کر رکھا ہے○

افاداتِ محمود:

لِتُنْذِرَ قَوْمًا الخ یہ بات درست ہے کہ جس قوم کی اصلاح آپ کے ذمے لگائی گئی ہے اور ابتدائی طور پر جس قوم سے آپ کا پالا پڑا ہے صدیوں سے ان کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا ہے۔ یہ بھی غافل ہیں اور ان کے آباء واجداد بھی غافل تھے۔ ان کی اصلاح اور ان کو کفر وشرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر توحید وسنت کی صاف شفاف شاہراہ پر لاکھڑا کرنا یقیناً **من عزم الامور** اور نہایت ہی مشکل کام ہے۔ اس راستے میں مشکلیں پیش آئیں گی لیکن آپ ملول وغمگین نہ ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائیں گے اور آپ کا یہ سچا اور صاف ستھرا دین ہر کچے پکے مکان تک پہنچ کر رہے گا۔

اَغْلٰلًا الخ

یعنی جاہلانہ رسمیں، آباؤ اجداد کے طور وطریق اور غلط عقائد واعمال وغیرہ کے طوق جوان کے گلوں میں ڈال دیے گئے۔

واضرب لهم مثلا اصحب القرية اذ جاءها المرسلون (۱۳)

اور ان سے بستی والوں کا حال مثال کے طور پر بیان کر جبکہ ان کے پاس رسول آئے ○

اذ ارسلنا اليهم اثنين فكذبوهما فعززنا بثالث فقالوا انا اليكم

جب ہم نے ان کے پاس دو کو بھیجا انہوں نے ان کو جھٹلایا پھر ہم نے تیسرے سے مدد کی پھر انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف

مرسلون (۱۴) قالوا ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمن من شيء

بھیجے گئے ہیں ○ انہوں نے کہا تم کچھ اور نہیں ہو مگر ہماری طرح انسان ہو اور رحمٰن نے کوئی چیز نہیں اتاری

ان انتم الا تكذبون (۱۵) قالوا ربنا يعلم انا اليكم لمرسلون (۱۶) وما علينا

تم اور کچھ نہیں ہو مگر جھوٹ بول رہے ہو ○ انہوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں ○ اور ہمارے ذمہ

الا البلغ المبين (۱۷) قالوا انا تطيرنا بكم لئن لم تنتهوا لنرجمنكم

کھلم کھلا پہنچا دینا ہی ہے ○ انہوں نے کہا ہم نے تو تمہیں منحوس سمجھا ہے اگر تم باز نہ آؤ گے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے

وليمسنكم منا عذاب اليم (۱۸) قالوا طائركم معكم ائن ذكرتم بل

اور تمہیں ہمارے ہاتھ سے ضرور دردناک عذاب پہنچے گا ○ انہوں نے کہا تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہے کیا اگر تمہیں نصیحت کی جائے (تو اسے نحوست

انتم قوم مسرفون (۱۹) وجاء من اقصا المدينة رجل يسعى قال يقوم

سمجھتے ہو) بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو ○ اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہا اے میری قوم

اتبعوا المرسلين (۲۰) اتبعوا من لا يسئلكم اجرا وهم مهتدون (۲۱)

رسولوں کی پیروی کرو ○ ان کی پیروی کرو جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ ہدایت پانے والے ہیں ○

افاداتِ محمود:

اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ اس بستی سے مراد انطاکیہ ہے۔ یہ وہ بستی ہے جہاں حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام تشریف لے گئے تھے۔ انھوں نے وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا تھا، لیکن انہوں نے کھانا دینے سے انکار کر دیا تھا۔ کما مر فی سورۃ الکھف

اِذْ جَاۤءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ (۱۳) مرسلون سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ہیں۔ پہلے دو حواری تھے۔ پھر تیسرا بھی ان کی تائید و تعاون کے لیے روانہ کر دیا، تاکہ لوگوں کو صحیح راہ حق سمجھائیں۔ چنانچہ لوگوں نے ان سے کہا کہ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم پیغمبر کی طرف سے بھیجے ہوئے ہو اور تم لوگوں کی کیا فضیلت اور کیا

خصوصیت ہے کہ اس منصب کے لیے تم ہی لوگ متعین ہوئے ہو؟ ان تین بزرگوں نے جن کے نام شمعون، یوحنا اور بولص ہیں، کہا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایلچی ہیں، جو باذن اللہ بیماروں کو صحت مند کر دیتے ہیں۔ شہر کے دور افتادہ علاقہ سے ایک شخص جس کا نام حبیب نجار تھا ان لوگوں کے پاس آیا۔ یہ شخص فطری طور پر نیک اور کثرت سے صدقہ کرنے والا تھا، لیکن جذام کی بیماری اس میں سرایت کر گئی تھی۔ وہ شدید بیمار تھا۔ ان بزرگوں کے پاس آنے سے اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت عطا فرمائی۔ وہ ان کی وساطت اور ترغیب سے ایمان لے آیا اور اپنی بستی والوں کو بھی اس بات کی تبلیغ کرنے لگا کہ ایسے نیک اور بے غرض لوگوں کی بات مان جاؤ۔ یہ تمہاری بھلائی چاہتے ہیں۔ خود ہدایت یافتہ ہیں اور تم سے کسی قسم کی اجرت وغیرہ بھی طلب نہیں کرتے۔ عربی کا ایک مقولہ ہے کہ "الناس علی دین ملوکھم"، یعنی لوگ اپنے اپنے بادشاہوں کے مذہب پر ہوتے ہیں۔ انطاکیہ کا بادشاہ انطیخش ایک مشرک شخص تھا۔ بتوں کی پرستش کرتا تھا۔ دوسرے لوگوں کا بھی یہی حال تھا۔ ان لوگوں نے مل کر حبیب نجار کو پتھروں سے رجم کرنا شروع کر دیا۔ ایک بھی شخص اس کو چھڑوانے نہیں آیا۔ آخر کار لوگوں نے اسے شہید کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض اسے جنت نصیب فرمادی (قیل ادخل الجنة) شہید ہوتے ہی جنت میں داخل کر دیا گیا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ مجاہدین کی روحیں دن بھر جنت کی نعمتوں سے محظوظ و مستفید ہوتی رہتی ہیں۔ رات کو عرش کے نیچے آکر قندیلوں میں محو آرام ہوتی ہیں۔

وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ الجزء ۲۳

اور میرے لئے کیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ○ کیا میں

دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا

اس کے سوا اوروں کو معبود بناؤں کہ اگر رحمٰن مجھے تکلیف دینے کا ارادہ کرے تو ان کی سفارش کچھ بھی میرے کام نہ آئے اور نہ

يُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِيْلَ

وہ مجھے چھڑا سکیں ○ بے شک تب میں صریح گمراہی میں ہوں گا ○ بے شک میں تمہارے رب پر ایمان لایا پس میری بات سنو ○ کہا گیا

ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ

جنت میں داخل ہو جا اس نے کہا اے کاش! میری قوم بھی جان لیتی ○ کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے

الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰي قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَمَا كُنَّا

عزت والوں میں کر دیا ○ اور ہم نے اس کی قوم پر اس کے بعد کوئی فوج آسمان سے نہ اتاری اور نہ ہم

وقف غفران مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ يٰحَسْرَةً عَلَي الْعِبَادِ ۚ

اتارنے والے تھے ○ صرف ایک ہی چیخ تھی کہ جس سے وہ بجھ کر رہ گئے ○ کیا افسوس ہے بندوں پر

مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

ان کے پاس ایسا کوئی بھی رسول نہیں آیا جس سے انہوں نے ہنسی نہ کی ہو ○ کیا یہ نہیں دیکھ چکے کہ ہم نے ان سے پہلے

مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا

کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا وہ ان کے پاس لوٹ کر نہیں آئے ○ اور سب کے سب ہمارے پاس

ع مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ښ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ

حاضر ہیں ○ اور ان کے لئے خشک زمین بھی ایک نشانی ہے جسے ہم نے زندہ کیا اور اس سے اناج نکالا جس سے

يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ

وہ کھاتے ہیں ○ اور اس میں ہم نے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے اور ان میں

الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ

چشمے جاری کئے ○ تاکہ وہ اس کے پھل کھائیں اور یہ چیزیں ان کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی نہیں ہیں پھر کیوں شکر نہیں کرتے ○ وہ ذات پاک ہے

الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ۳۶

جس نے زمین سے اگنے والی چیزوں کو گونا گوں بنایا اور خود ان میں سے بھی اور ان چیزوں میں سے بھی جنہیں وہ نہیں جانتے ○

وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۳۷ وَالشَّمْسُ

اور ان کے لئے رات بھی ایک نشانی ہے کہ ہم اس کے اوپر سے دن کو اتار دیتے ہیں پھر ناگہاں وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں○ اور سورج

تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۳۸ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ

اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے یہ زبردست خبردار کا اندازہ کیا ہوا ہے○ اور ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کر دی ہیں

حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ۳۹ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ

یہاں تک کہ پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے○ نہ سورج کی مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے

وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۴۰ وَاٰیَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا

اور نہ رات ہی دن سے پہلے آ سکتی ہے اور ہر ایک ایک آسمان میں تیرتا پھرتا ہے○ اور ان کے لئے یہ بھی نشانی ہے ہم نے

ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۴۱ۙ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ ۴۲

ان کی نسل کو بھری کشتی میں سوار کیا○ اور ان کے لئے اسی طرح کی اور بھی چیزیں بنائی ہیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں○

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ یُنْقَذُوْنَ ۴۳ۙ اِلَّا رَحْمَةً

اور اگر ہم چاہتے تو انہیں ڈبو دیتے پھر نہ ان کا کوئی فریاد رس ہوتا اور نہ وہ بچائے جاتے○ مگر یہ ہماری

مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ۴۴ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ

مہربانی ہے اور انہیں ایک مدت تک فائدہ دینا ہے○ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اپنے سامنے اور پیچھے آنے والے عذاب سے ڈرو

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۴۵ وَمَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا

تا کہ تم پر رحم کیا جائے○ اور ان کے پاس ان کے رب کی نشانیوں میں سے ایسی کوئی بھی نشانی نہیں آتی کہ جس سے وہ منہ نہ

مُعْرِضِیْنَ ۴۶ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ

موڑ لیتے ہوں○ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے رزق میں سے کچھ خرچ کیا کرو تو کافر ایمانداروں سے کہتے ہیں

اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۴۷ وَیَقُوْلُوْنَ

کیا ہم اسے کھلائیں کہ اگر اللہ چاہتا تو خود اسے کھلا سکتا تھا تم جو ہو تو صاف گمراہی میں پڑے ہوئے ہو○ اور کہتے ہیں

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً
یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو ○ وہ صرف ایک چیخ ہی کا انتظار کر رہے ہیں
تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ
جوانہیں آ لے گی اور وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے ○ پس نہ تو وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف
يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع ۳
واپس جا سکیں گے ○

افاداتِ محمود:

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا

چاند اور سورج اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے بڑی نشانیاں ہیں۔ ان کے ذمہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی جو خدمت مقرر فرمائی ہے، وہ برابر سرانجام دے رہے ہیں۔ کیا مجال کہ ایک منٹ کے لیے ان میں سے کوئی آگے پیچھے ہو جائے۔ رات دن کے بڑھنے اور گھٹنے کا سسٹم آفتاب سے وابستہ ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کب سے ان سیاروں کو خلق کر کے متحرک کیا گیا ہے اور یہ کب تک چلتے رہیں گے۔ سبحان اللہ چاند، سورج اور دیگر سیارے جس نظم و نسق سے چل رہے ہیں، واقعی ان سے اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت نصیب ہوتی ہے۔ یہاں قرأۃ مشہورہ و متواترہ تو وہی ہے جو قرآن کریم میں لکھی ہوئی ہے اور دوسری قرأۃ جو حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے، وہ یہ ہے " وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا " یعنی سورج چل رہا ہے اور اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، بلکہ مسلسل چل رہا ہے۔ اس قرأۃ کے متعلق تو کوئی اشکال والی بات نہیں ہے، لیکن یہاں اکثر مفسرین نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔ اس پر کچھ اشکال پیدا ہوتا ہے، لہٰذا حدیث اور اشکال کا جواب درج ذیل ہیں۔ حدیث یہ ہے۔

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لأبی ذر حین غربت الشمس اتدری این تذهب؟ قلت اللہ ورسولہ اعلم قال صلی اللہ علیہ وسلم فانها تذهب حتی تسجد تحت العرش فتستاذن فیوذن لها ویوشک ان تسجد فلا یقبل منها وتستأذن فلا یوذن لها ویقال لها ارجعی من حیث جئت فتطلع من مغربها فذالک قولہ تعالٰی والشمس تجری لمستقر لها (تفسیر ابن کثیر ج ۳)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج غروب ہوتے وقت مجھ سے پوچھا کہ ابوذر تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا

رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا بے شک یہ جاتے جاتے عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے پھر (اگلے دن طلوع کے لیے) اجازت طلب کرتا ہے تو اس کو اجازت مل جاتی ہے اور عنقریب وہ وقت بھی آنے والا ہے کہ جب یہ سجدہ کرے گا تو اس کا سجدہ قبول نہ ہوگا اور (اگلے دن طلوع کے لیے) اجازت طلب کرے گا تو اس کو اجازت نہیں ملے گی، بلکہ اس سے کہا جائے گا جس راستہ سے آیا ہے، اسی پر لوٹ جا۔ چنانچہ اس دن غروب کے تھوڑی دیر بعد یہ مغرب ہی سے طلوع ہو جائے گا یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا۔

اس حدیث پر ایک مشہور اشکال یہ ہے کہ جس وقت سورج سجدہ کرتا ہے تو بادی النظر میں سورج کو توقف کرنا چاہیے وہ وقفہ خواہ طویل ہو یا مختصر، لیکن سجدہ کی مناسبت سے کچھ دیر اس کو رک جانا چاہیے۔ خصوصاً جتنی دیر وہ سجدہ میں صرف کرتا ہے، لیکن مشاہدہ گواہ ہے کہ آج تک کسی کو سورج کا توقف محسوس نہیں ہوا۔ کیونکہ سورج جب مشرق سے طلوع ہوتا ہے تو مغرب کی طرف درختوں اور ٹیلوں کے سائے لمبے لمبے ہوتے ہیں جو بتدریج کم ہوتے جاتے ہیں۔ پھر زوال کے بعد مشرق کی طرف سائے ڈھل جاتے ہیں اور بتدریج لمبے ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جاتا ہے اور پھر سایہ ہی سایہ ہوتا ہے۔ لہٰذا سورج کا جتنا دورانیہ ہے طلوع سے غروب تک اس دوران میں اس کا سفر مسلسل ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ سجدہ کس وقت کرتا ہے یا سجدہ کی کوئی خاص کیفیت ہے جس کے لیے توقف اور ٹھہرنے کی ضرورت نہیں ہے؟ قدیم اور جدید مفسرین حضرات نے اپنے اپنے انداز سے اس سوال کو حل کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ بعض لوگوں نے حدیث ہی میں کلام کیا ہے کہ سورج کا سجدہ کرنا بظاہر سمجھ میں نہیں آتا لہٰذا حدیث کی سند یا متن میں کلام کر کے اپنے آپ کو اس ذمہ داری سے عہدہ برآء ہونے کی کوشش کی ہے، لیکن یہ جواب کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ اب میں جو جواب دینا چاہتا ہوں اس کا سمجھنا دو مقدمات پر موقوف ہے۔ پہلے دو باتیں بطور مقدمہ سمجھ لو پھر سوال اور جواب کو سمجھنا ان شاء اللہ آسان ہو جائے گا۔

پہلا مقدمہ یہ ہے کہ الشمس ''نفوس مدرکہ میں سے ہے۔ الشمس لہا ادراک جیسے انسان کا نفس مدرکہ ہے اسی طرح شمس بھی نفس مدرک ہے کیونکہ شمس کا سجدہ کرنا اور اگلے دن طلوع ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کرنا اس کے نفس مدرکہ ہونے کی بین دلیل ہے، دوسری بات یہ ہے کہ آگے ارشاد ہوتا ہے '' وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ۝ '' يَّسْبَحُوْنَ صیغہ جمع مذکر سالم ہے اور واو، نون کے ساتھ جو جمع آتی ہے وہ ذوی العقول کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ شمس بالکل بے شعور نہیں ہے، ورنہ ''تسبح'' صیغہ واحد مونث غائب استعمال ہوتا جو کہ غیر ذوی العقول کی جمع کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نفس ذی نفس سے الگ اور مجرد ہو کر کوئی اور صورت مثالیہ اختیار

کر لیتا ہے۔ نیز یہ نفس صور متعددہ اختیار کر سکتا ہے اس کے متعدد شواہد موجود ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں حضرات انبیاء علیہم السلام کو شب معراج میں جو جماعت کرائی تھی تو اُس موقع پر انبیاء علیہم السلام مثالی صورتوں میں بیت المقدس میں موجود ہوئے تھے ورنہ ان کے دھڑ اور جسم یعنی اجسامِ مبارکہ تو قبروں میں ودیعت تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثالی صورت تھی اور فرمایا کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کا قد لمبا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ اُن کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا گویا کہ وہ ابھی حمام سے باہر آئے ہیں اور حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھا کہ اونٹنی کا مہار پکڑے ہوئے پہاڑ پر سے نیچے اتر رہے ہیں اور تلبیہ پڑھ رہے ہیں ''وزمام الابل من اللیف'' یعنی اونٹنی کے مہار کی جو رسی تھی وہ کھجور کے پتوں ے یا درختوں کے اندر کی باریک غلاف سے بنی ہوئی تھی۔ اور بھی روایتیں ہیں۔ یہ بخاری و مسلم یعنی صحاح کی روایتیں ہیں ان روایات کی تاویل صور مثالیہ کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتے، ورنہ ان تمام اور صحیح احادیث کا انکار کرو گے۔

آمدم برسر مطلب

مذکورہ بالا دونوں مقدموں کی تفصیل کو سامنے رکھتے ہوئے حدیث ابی ذر میں شمس کے سجدہ کا جو ذکر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ سورج صورت مثالیہ کے ساتھ تحت العرش سجدہ کرتا ہے۔ لہٰذا نہ اس کو توقف کی ضرورت ہے نہ سکون کی۔ اب اگر کوئی یہ اشکال پیش کرے کہ یہ تو عقل کے خلاف ہے یا یہ بات عقل میں آتی نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو سب لوگ ایک جیسے نہیں کہ یہ بات کسی کی بھی سمجھ میں نہ آئے، بلکہ اکثر لوگوں کو تو سمجھ آ ہی جاتی ہے اور اگر بعض لوگوں کو سمجھ نہیں بھی آتی تو یہ بات چنداں مضر نہیں ہے۔ کیونکہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اگر کوئی اسے یہ باور کرانا چاہے کہ باہر اتنی بڑی دنیا موجود ہے تو وہ یقین نہیں کرے گا۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ کنویں میں مینڈک نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ کیا اس سے زیادہ پانی ہو سکتا ہے؟ نیز ''تحت العرش'' سے عرش کا کوئی خاص مقام مراد ہے ورنہ تمام آسمان پورے طور پر عرش کے نیچے ہیں۔

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾

اور چاند کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں وہ اپنی منزلیں ۲۸ دن میں طے کر کے پھر نئے سفر کا آغاز کرتا ہے اور آخر میں خشک ٹہنی کی طرح باریک ہو جاتا ہے خواہ کھجور کا خوشہ ہو یا انگور وغیرہ کا۔

اختلاف مطالع متحقق ہے:

اختلاف مطالع خواہ چاند کا ہو یا سورج کا متحقق ہے۔ کیونکہ اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ چاند اور

سورج اگر ایک جگہ غروب ہوتے ہیں تو دوسری جگہ طلوع ہوتے ہیں۔ خصوصاً ان ممالک میں جہاں رات دن کا فرق ہے؟ یعنی ایک جگہ رات ہے تو دوسری جگہ دن ہے۔ اتنے دور افتادہ ممالک میں اختلاف مطالع یقیناً متحقق ہے۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ اب چاند سورج کے ساتھ غروب ہو جائے تو اس کے دیکھنے کے امکانات نہیں ہیں۔ اگر کچھ فاصلے پر ہو تو پھر نظر آ سکتا ہے۔ چاند سورج کے بالعکس ہے یعنی سورج مشرقی ممالک اور مشرقی علاقوں میں پہلے نظر آتا ہے اور چاند مغربی ممالک اور مغربی علاقوں میں پہلے نظر آتا ہے۔ مثلاً سورج غروب ہوتے وقت چاند اور سورج میں ۱۲ بارہ درجہ کا فرق نہ ہو تو ہم پاکستانیوں کو چاند نظر نہیں آ سکتا، لیکن سعودی عرب اور پاکستان کا چار گھنٹے کا فرق ہے۔ لہٰذا چاند آہستہ آہستہ سورج کے بعد نمودار ہوا اور سعودی عرب میں نظر آ گیا۔ معلوم ہوا کہ اختلاف مطالع متحقق ہے۔

آیا اختلافِ مطالع چاند کا معتبر ہے یا نہیں؟

چاند کا اختلاف مطالع اگر معتبر قرار نہ مانا جائے تو پھر مشرق والوں کو چاند نظر آ جائے تو مغرب والوں پر صوم اور عیدین لازم ہوں گی اور اگر مغرب والوں کو نظر آ جائے تو مشرق والوں پر صوم اور عیدین لازم ہوں گی اور اگر اختلاف فی المطالع معتبر قرار دے دیا جائے تو پھر نہ مشرق والوں کی رؤیت مغرب والوں کے لیے حجت ہے اور نہ مغرب والوں کی رؤیت مشرق والوں کے لیے حجت بلکہ ''لکل اھل بلدة رؤيتهم'' کے قانون پر عمل ہوگا، تو امام شافعیؒ کے ہاں اختلاف مطالع معتبر ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں معتبر نہیں ہے۔ لہٰذا احناف کے مذہب کے مطابق مغرب والوں کے رؤیت سے مشرق والوں پر روزہ واجب ہوگا۔

اختلاف مطالع الشّمس بالاتفاق معتبر ہے

صلوٰت خمسہ میں تو بالاتفاق اختلاف مطالع شمس معتبر ہے یعنی نمازیں اپنے اپنے ملک اور اپنے اپنے علاقہ کے اعتبار سے پڑھی جائیں گی۔ اگر ایک جگہ زوال ہو گیا ہے تو ان کے لیے ظہر کی نماز پڑھنا اس وقت میں جائز ہے اور جہاں زوال نہیں ہوا وہاں ابھی نمازِ ظہر نہیں پڑھی جاسکتی۔ وقس علی هذا. اسی طرح سحری اور افطار صوم میں بھی معتبر ہے۔ علامہ شامی نے ایک جزئیہ لکھا ہے کہ اگر کوئی بلند و بالا منار ہے اس پر کوئی شخص چڑھا ہوا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ مجھ کو سورج نظر آ رہا ہے ابھی غروب نہیں ہوا، لیکن زمین پر جو لوگ ہیں ان کو نظر آ رہا ہے کہ سورج غروب ہو چکا ہے اور انہوں نے روزہ افطار کر لیا ہے تو ان کا افطار کرنا درست ہے اور جو شخص منار پر ہے اس کے لیے ہنوز افطار درست نہیں۔ تاوقتیکہ سورج غروب ہوتا اُسے نظر نہ آ جائے۔ آج کل جہازوں میں یہ غلطی ہو رہی ہے کہ جہاز فضا میں ہزاروں فٹ بلندی پر محوِ پرواز ہوتا ہے تو کپتان اُس ملک کے اس شہر کے وقت کے مطابق افطار صوم کا اعلان کرتا ہے جس شہر اور ملک سے انہوں نے سفر کا آغاز کیا تھا۔ حالانکہ یہ غلط اور جہالت کی بات

ہے۔ کیونکہ جہاز میں سوار تمام افراد کو سورج نظر آ رہا ہوتا ہے کہ ابھی غروب نہیں ہوا۔ ان کے لیے افطاری کیسے جائز ہو سکتی ہے۔ میری موجودگی میں کئی بار یہ واقعہ پیش آیا۔ میں نے جہاز میں کھڑے ہو کر اس بات کی مخالفت کی اور لوگوں کو منع کیا کہ جب سورج سامنے نظر آ رہا ہے تو ان حالات میں غروب آفتاب تک افطاری جائز نہیں۔

ایک دفعہ ہم ڈھاکا جا رہے تھے۔ لاہور میں افطاری کر کے جب جہاز پر بیٹھ گئے اور وہ بلند ہوا تو سورج نظر آنے لگا۔ ہمارا روزہ صحیح ہو گیا تھا، لیکن اب جہاز میں ہمارے لیے کچھ کھانا جائز نہیں تھا۔ کیونکہ سورج نظر آ رہا تھا۔ رمضان کا دن تھا تو میں نے اس وقت کہا کہ کیا عجیب مسئلہ ہے صحیح افطاری کے بعد کھانا پینا بھی جائز نہیں ہے اور نماز پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔ باقی اختلاف مطالع ۵۰۰ سو میل کے اندر معتبر نہیں ہے اگر پانچ سو میل سے فاصلہ زیادہ ہو تو پھر معتبر ہے۔ لہٰذا پاکستان کے اندر اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ پورے ملک میں روزہ اور عیدین کا ایک ہی حکم ہے۔ اگر کسی ملک میں ۲۳ گھنٹے دن اور ایک گھنٹہ رات ہو تو ۲۳ گھنٹے روزہ ہوگا اور افطاری و سحری کے لیے وہی ایک گھنٹہ ہوگا اور اگر ۲۳ گھنٹے رات اور ایک گھنٹہ دن ہو تو ایک گھنٹہ روزہ ہوگا اور ۲۳ گھنٹے رات کے ہوں گے جس میں کھانا پینا جائز ہوگا۔

ثبوتِ رمضان اور دیگر مہینوں کے ثبوت میں فرق ہے

ثبوت رمضان اور گیارہ مہینوں کے ثبوت میں فرق ہے۔ ثبوت رمضان کے لیے اگر مطلع ابر آلود ہو تو ایک گواہ کافی ہے اور بقیہ گیارہ مہینوں کے ثبوت کے لیے دو گواہ ضروری ہیں۔ اگر مطلع ابر آلود نہ ہو تو پھر جمع عظیم ہونا چاہیے جس سے پورا پورا اعتماد حاصل ہو۔ نیز گواہوں میں عدالت بھی شرط ہے اور حضور الشاہد عند القاضی بھی، لہٰذا اگر شہادت دینے والی عورت ہو تو قاضی کے سامنے وہ حجاب میں نہیں رہے گی اور ٹیلیفون، خطوط اور تار وغیرہ بھی معتبر نہیں ہیں۔ کیونکہ ان سے مکمل طور پر معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ صرف یہ نہیں کہ اسلامی قوانین میں یہ چیزیں غیر معتبر ہیں، بلکہ دنیا کی تمام عدالتوں میں ٹیلیفون اور تار وغیرہ غیر معتبر ہیں۔ نیز شہادۃ عند الحاکم شرط ہے یعنی مجاز اتھارٹی کے پاس شہادت دینا شرط ہے۔ اگر مسجد کے امام صاحب کے پاس شہادت دیں تو کافی نہیں، نیز ایک ضلع کا حاکم صرف اپنے ضلع کا حاکم ہوتا ہے۔ رؤیت ہلال میں کتاب القاضی الی القاضی بھی جائز نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مرکزی حکومت کی طرف سے جو اعلان ہوگا وہ پورے ملک کے لیے ہوگا۔ خواہ صوم یا عید اور جو اعلان صرف صوبائی سطح پر کیا جائے اور مرکز کی تائید حاصل نہ ہو تو وہ قول دوسرے صوبے میں حجت نہیں ہے۔

رؤیت ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت

اس وقت جو رؤیت ہلال کمیٹی ہے چونکہ گورنمنٹ نے اس کو مکمل اختیارات دے دیے ہیں، لہٰذا وہ مجاز اتھارٹی ہے۔ اگر قواعد شرعیہ کے موافق صاف صاف گواہی لے لے اور فیصلہ کرے تو درست ہوگا اور اس فیصلہ کو

عوام تک پہنچانے کے لیے شہادت شرط نہیں ہے۔ لہٰذا ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ اگر رؤیت یا عدم رؤیت کی خبر نشر ہو جاتی ہے تو وہ قابل قبول ہوگی۔ اب موجودہ کمیٹی میں چونکہ سب علماء ہیں، لہٰذا اس کمیٹی کا فیصلہ نافذ ہوگا اور ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اس کمیٹی کے فیصلے کی جو خبر شائع ہوگی وہ درست ہوگی۔

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

اور صور پھونکا جائے گا تو وہ فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں آئیں گے ○

قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ

کہیں گے کہ ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اٹھایا یہی ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے

الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾

سچ کہا تھا ○ وہ تو صرف ایک ہی زور کی آواز ہوگی پھر وہ سب ہمارے سامنے حاضر کئے جائیں گے ○

فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ

پھر اس دن کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور تم اسی کا بدلہ پاؤ گے جو کیا کرتے تھے ○ بے شک

اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَی

بہشتی اس دن مزہ سے دل بہلا رہے ہوں گے ○ وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر

الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِیْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا

تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے ○ ان کے لئے وہاں میوہ ہوگا اور انہیں ملے گا جو وہ مانگیں گے ○ پروردگار نہایت رحم والے کی طرف سے

مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ﴿۵۸﴾ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ

انہیں سلام فرمایا جاوے گا ○ اے مجرمو! آج الگ ہو جاؤ ○ اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تمہیں

اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ؕ هٰذَا

تاکید نہ کر دی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے ○ اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہ

صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا

سیدھا راستہ ہے ○ اور البتہ اس نے تم میں سے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تھا کیا پس تم

تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ

نہیں سمجھتے تھے ○ یہی دوزخ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ○ آج اس میں داخل ہو جاؤ اس کے بدلے جو تم

تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ

کفر کیا کرتے تھے ○ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے

بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ
اس پر جو وہ کیا کرتے تھے○ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھیں مٹا ڈالیں پس وہ راستہ کی طرف دوڑیں
فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ ﴿٦٦﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا
پھر وہ کیونکر دیکھ سکیں○ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی صورتیں ان کی جگہوں پر مسخ کر دیں پس نہ وہ آگے چل سکیں اور نہ ہی
يَرْجِعُونَ ﴿٦٧﴾ ع
واپس لوٹ سکیں○

افاداتِ محمود:

فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ﴿۵۵﴾ اس شغل سے یا تو مراد آپس کی ملاقاتیں ہیں کہ گول میز کانفرنس کی طرح تمام جنتی اپنے اپنے حلقوں میں آمنے سامنے ہوں گے۔ ملاقاتیں کرتے رہیں گے یا یہ مراد ہے کہ دیدار خداوندی میں مصروف ہوں گے۔ جو ہر جمعہ کو ہوا کرے گی۔

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ

اور ہم جس کی عمر زیادہ کرتے ہیں بناوٹ میں اسے الٹا گھٹاتے چلے جاتے ہیں کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے○ اور ہم نے

الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶۹﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ

نبی کو شعر نہیں سکھایا اور نہ یہ ان کے مناسب ہی تھا یہ تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے○ تا کہ جو زندہ ہے

حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا

اسے ڈرائے اور کافروں پر الزام ثابت ہو جائے○ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان کے لئے اپنے ہاتھوں سے

اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾

چارپائے بنائے جن کے وہ مالک ہیں○ اور انہیں ان کے بس میں کر دیا ہے پھر ان میں سے کسی پر چڑھتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں○

وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور ان کے لئے ان میں بہت سے فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں پھر کیوں شکر نہیں کرتے○ اور اللہ کے سوا انہوں نے اور معبود

اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾

بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کی مدد کریں○ وہ ان کی مدد نہیں کر سکیں گے اور وہ ان کے حق میں ایک فریق (مخالف) ہوں گے جو حاضر کئے جائیں گے○

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ

پھر آپ ان کی بات سے غمزدہ نہ ہوں بے شک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں○ کیا آدمی نہیں جانتا کہ

اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ

ہم نے اسے منی کے ایک قطرہ سے بنایا ہے پھر وہ کھلم کھلا دشمن بن کر جھگڑنے لگا○ اور ہماری نسبت باتیں بنانے لگا اور

نَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ

اپنا پیدا ہونا بھول گیا کہنے لگا بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے○ کہہ دو انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے

اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ۙ ﴿۷۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ

انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ سب کچھ بنانا جانتا ہے○ وہ جس نے تمہارے لئے سبز درخت سے

الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

آگ پیدا کر دی کہ تم جھٹ پٹ اس سے آگ سلگا لیتے ہو○ کیا وہ جس نے آسمانوں اور

وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰی ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۱﴾
زمین کو بنا دیا اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے اور بنائے کیوں نہیں وہ بہت کچھ بنانے والا ماہر ہے ○
اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ
اس کی تو یہ شان ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے کہ ہو سو وہ ہو جاتی ہے ○ پس وہ ذات پاک ہے
بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾
جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا کامل اختیار ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ○

افاداتِ محمود:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ شعر کہنے کی نہ تھی۔ اگر آپ نے کوئی مقفیٰ یا مسجع کلام ارشاد فرمایا بھی ہے تو وہ ایک اتفاقی بات تھی۔ بالا رادہ آپ شعر نہ کہتے تھے، بلکہ شعر کو بھی آپ چند الفاظ آگے پیچھے کر کے نثر کی شکل میں کہا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ شعر

ستبدی لک الا یام ما کنت جاهلا

ویاتیک بالاخبار مالم تزودی

یعنی زمانہ تمہیں ان باتوں کا تعارف کرا دے گا جو تم نہیں جانتے تھے اور آئندہ ایسی باتوں کا انکشاف تمہارے سامنے کرے گا جو تمہارے پاس پہلے سے نہ ہوں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شعر کے دوسرے مصرع کو قلب موضوع کر کے یوں پڑھا ویاتیک مالم تزودی بالاخبار تا کہ کوئی شاعر ہونے کا شبہ نہ کرے۔ واللہ اعلم

آیاتہا ۱۸۲ ﴿۳۷ سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰتِ مَكِّيَّةٌ ۵۶﴾ رکوعاتہا ۵

سورۂ الصّٰفّٰت مکی ہے اور اس میں ایک سو بیاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ
صف باندھ کر کھڑے ہونے والوں کی قسم ہے۝ پھر جھڑک کر ڈانٹنے والوں کی۝ پھر ذکر الٰہی کے تلاوت کرنے والوں کی۝ البتہ تمہارا معبود

لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿۵﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ
ایک ہی ہے۝ آسمانوں اور زمین اور اس کے اندر کی سب چیزوں کا اور مشرقوں کا رب ہے۝ ہم نے نیچے کے آسمان کو

الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ﴿۶﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى
ستاروں سے سجایا ہے۝ اور اسے ہر ایک سرکش شیطان سے محفوظ رکھا ہے۝ وہ عالم بالا کی باتیں

الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿۸﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾
نہیں سن سکتے اور ان پر ہر طرف سے (انگارے) پھینکے جاتے ہیں۝ بھگانے کے لئے اور ان پر ہمیشہ کا عذاب ہے۝

اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا
مگر جو کوئی اچک لے جائے تو اس کے پیچھے دہکتا ہوا انگارہ پڑتا ہے۝ پس ان سے پوچھئے کیا ان کا بنانا زیادہ مشکل ہے

اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾
یا ان کا جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے بے شک ہم نے انہیں لیسدار مٹی سے پیدا کیا ہے۝ بلکہ آپ نے تو تعجب کیا اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں۝

وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا
اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو قبول نہیں کرتے۝ اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو ہنسی کرتے ہیں۝ اور کہتے ہیں یہ تو محض

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا
صریح جادو ہے۝ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے۝ اور کیا ہمارے پہلے

الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ
باپ دادا بھی۝ کہہ دو ہاں اور تم ذلیل ہونے والے ہو گے۝ پس وہ تو ایک زور کی آواز ہوگی پس ناگہاں وہ

يَنظُرُونَ ﴿١٩﴾ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿٢٠﴾ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنتُم بِهِ

دیکھنے لگیں گے○ اور کہیں گے ہائے ہماری کمبختی! جزا کا دن یہی ہے○ یہی فیصلے کا دن ہے جسے تم

ع تُكَذِّبُونَ ﴿٢١﴾ احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿٢٢﴾ مِن دُونِ

جھٹلایا کرتے تھے○ انہیں جمع کردو جنہوں نے ظلم کیا اور ان کی بیویوں کو اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے○ سوائے

اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ﴿٢٣﴾ وَقِفُوهُمْ ۖ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ ﴿٢٤﴾ مَا لَكُمْ لَا

اللہ کے پھر انہیں جہنم کے راستہ کی طرف ہانک کر لے جاؤ○ اور انہیں کھڑا کرو ان سے دریافت کرنا ہے○ تمہیں کیا ہوا کہ

تَنَاصَرُونَ ﴿٢٥﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ﴿٢٦﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے○ بلکہ آج کے دن وہ سر جھکائے کھڑے ہوں گے○ اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر

يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٧﴾ قَالُوا إِنَّكُمْ كُنتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ﴿٢٨﴾ قَالُوا بَل لَّمْ تَكُونُوا

پوچھے گا○ کہیں گے بے شک تم ہمارے پاس دائیں طرف سے آتے تھے○ کہیں گے بلکہ تم خود ہی

مُؤْمِنِينَ ﴿٢٩﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ ۖ بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ ﴿٣٠﴾

ایمان والے نہیں تھے○ اور ہمیں تم پر کوئی زور نہیں تھا بلکہ تم ہی سرکش لوگ تھے○

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ إِنَّا لَذَائِقُونَ ﴿٣١﴾ فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ ﴿٣٢﴾ فَإِنَّهُمْ

پھر ہم سب پر ہمارے رب کا قول پورا ہو گیا کہ ہم سب عذاب چکھنے والے ہیں○ پھر ہم نے تمہیں بھی گمراہ کیا ہم خود بھی گمراہ تھے○ پھر

يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿٣٣﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿٣٤﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا

اس دن عذاب میں وہ سب یکساں ہوں گے○ بے شک ہم مجرموں سے ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں○ بے شک وہ ایسے تھے کہ

إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا

جب ان سے کہا جاتا تھا کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کیا کرتے تھے○ اور وہ کہتے تھے کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک

لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ﴿٣٦﴾ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّكُمْ لَذَائِقُو

شاعر دیوانہ کے کہنے سے چھوڑ دیں گے○ بلکہ وہ حق لایا ہے اور اس نے سب رسولوں کی تصدیق کی ہے○ بے شک اب تم

الْعَذَابِ الْأَلِيمِ ﴿٣٨﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾

دردناک عذاب چکھو گے○ اور تمہیں وہی بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے○ مگر جو اللہ کے خالص بندے ہیں○

أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ﴿٤١﴾ فَوَاكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ﴿٤٢﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٤٣﴾ عَلَىٰ
یہی لوگ ہیں جن کے لئے رزق معلوم ہے○ میوے اور انہیں کو عزت دی جائے گی○ نعمتوں کے باغوں میں○ ایک
سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٤٤﴾ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿٤٥﴾ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ﴿٤٦﴾
دوسرے کے سامنے تختوں پر○ ان میں صاف شراب کا دور چل رہا ہوگا○ سفید پینے والوں کے لئے لذیذ ہوگی○
لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنزَفُونَ ﴿٤٧﴾ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ ﴿٤٨﴾
نہ اس میں درد سر ہوگا اور نہ انہیں اس سے نشہ ہوگا○ اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی بڑی آنکھوں والی ہوں گی○
كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ﴿٤٩﴾ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٥٠﴾
گویا کہ وہ پردے میں رکھے ہوئے انڈے ہیں○ پس وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں سوال کریں گے○
قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ﴿٥١﴾ يَقُولُ أَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ﴿٥٢﴾
ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ساتھی تھا○ وہ کہا کرتا تھا کہ کیا تو تصدیق کرنے والوں میں ہے○
أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَدِينُونَ ﴿٥٣﴾ قَالَ هَلْ أَنتُم مُّطَّلِعُونَ ﴿٥٤﴾
کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں بدلہ دیا جائے گا○ کہے گا کیا تم بھی دیکھنا چاہتے ہو○
فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿٥٥﴾ قَالَ تَاللَّهِ إِن كِدتَّ لَتُرْدِينِ ﴿٥٦﴾ وَلَوْلَا
پس وہ جھانکے گا تو اسے دوزخ کے درمیان دیکھے گا○ کہے گا اللہ کی قسم! تو تو قریب تھا کہ مجھے ہلاک ہی کر دے○ اور اگر
نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ﴿٥٧﴾ أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ﴿٥٨﴾ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ
میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی حاضر کئے ہوئے مجرموں میں ہوتا○ پس کیا اب ہم مرنے والے نہیں○ مگر ہمارا پہلی بار کا مرنا
وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿٥٩﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٦٠﴾ لِمِثْلِ هَٰذَا فَلْيَعْمَلِ
اور ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا○ بے شک یہی بڑی کامیابی ہے○ ایسی ہی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو
الْعَامِلُونَ ﴿٦١﴾ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ﴿٦٢﴾ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِّلظَّالِمِينَ ﴿٦٣﴾
عمل کرنا چاہئے○ کیا یہ اچھی مہمانی ہے یا تھوہر کا درخت○ بے شک ہم نے اسے ظالموں کے لئے آزمائش بنایا ہے○
إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ﴿٦٤﴾ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ﴿٦٥﴾
بے شک وہ ایک درخت ہے جو دوزخ کی جڑ میں اُگتا ہے○ اس کا پھل گویا کہ سانپوں کے پھن ہیں○

فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ

پس بے شک وہ اس میں سے کھائیں گے پھر اس سے اپنے پیٹ بھر لیں گے○ پھر اس پر ان کو کھولتا ہوا پانی (پیپ وغیرہ سے) ملا کر

حَمِيمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ﴿٦٨﴾ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ﴿٦٩﴾

دیا جائے گا○ پھر بے شک دوزخ کی طرف ان کا لوٹنا ہوگا○ کیونکہ انہوں نے اپنے باپ دادوں کو گمراہ پایا تھا○

فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

پھر وہ ان کے پیچھے دوڑتے چلے گئے○ اور البتہ ان سے پہلے بہت سے اگلے لوگ گمراہ ہو چکے ہیں○ اور البتہ ہم نے ان میں

فِيهِمْ مُّنذِرِينَ ﴿٧٢﴾ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنذَرِينَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ

ڈرانے والے بھیجے تھے○ پھر دیکھ جنہیں ڈرایا گیا تھا ان کا کیا انجام ہوا○ مگر اللہ کے

الْمُخْلَصِينَ ﴿٧٤﴾ وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿٧٥﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ ع

خالص بندے○ اور ہمیں نوح نے پکارا پس ہم کیا خوب جواب دینے والے ہیں○ اور ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو

الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ﴿٧٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿٧٨﴾

بڑی مصیبت سے نجات دی○ اور ہم نے اس کی اولاد ہی کو باقی رہنے والی کر دیا○ اور ہم نے ان کے لیے پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی○

سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ﴿٧٩﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٠﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا

کہ سارے جہاں میں نوح پر سلام ہو○ بے شک ہم نیکو کاروں کو ایسا بدلہ دیا کرتے ہیں○ بے شک وہ ہمارے ایماندار

الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨١﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٨٢﴾ وَإِنَّ مِن شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ ﴿٨٣﴾ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ وقف لازم

بندوں میں تھے○ پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا○ اور بے شک اسی کے طریق پر چلنے والوں میں ابراہیم بھی تھا○ جبکہ وہ پاک دل سے

بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٤﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ﴿٨٥﴾ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ

اپنے رب کی طرف رجوع ہوا○ جبکہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو○ کیا تم جھوٹے معبودوں کو

اللَّهِ تُرِيدُونَ ﴿٨٦﴾ فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ﴿٨٨﴾

اللہ کے سوا چاہتے ہو○ پھر تمہارا پروردگارِ عالم کی نسبت کیا خیال ہے○ پھر اس نے ایک بار ستاروں میں غور سے دیکھا○

فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ﴿٨٩﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ﴿٩٠﴾ فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا

پھر کہا بے شک میں بیمار ہوں○ پس وہ لوگ اس کے ہاں سے پیٹھ پھیر کر واپس پھرے○ پس وہ چپکے سے ان کے معبودوں کے پاس گیا پھر کہا

تَأْكُلُونَ ﴿٩١﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنطِقُونَ ﴿٩٢﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ﴿٩٣﴾ فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ

کیا تم کھاتے نہیں○ تمہیں کیا ہوا کہ تم بولتے نہیں○ پھر وہ بڑے زور کے ساتھ دائیں ہاتھ سے ان کے توڑنے پر پل پڑا○ پھر وہ اس کی طرف

يَزِفُّونَ ﴿٩٤﴾ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ﴿٩٥﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾

دوڑتے ہوئے بڑھے○ کہا کیا تم پوجتے ہو جنہیں تم خود تراشتے ہو○ حالانکہ اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا اور جو تم بناتے ہو○

قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ﴿٩٧﴾ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ﴿٩٨﴾

انہوں نے کہا اس کے لئے ایک مکان بناؤ پھر اس کو آگ میں ڈال دو○ پس انہوں نے اس سے داؤ کرنے کا ارادہ کیا سو ہم نے انہیں ذلیل کر دیا○

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٩٩﴾ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠٠﴾

اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے راہ بتائے گا○ اے میرے رب! مجھے ایک صالح (لڑکا) عطا کر○

فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ

پس ہم نے اسے ایک لڑکے حلم والے کی خوشخبری دی○ پھر جب وہ اس کے ہمراہ چلنے پھرنے لگا کہا اے بیٹا! بے شک میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ

أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِن

میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس دیکھ تیری کیا رائے ہے کہا اے ابا! جو حکم آپ کو ہوا ہے کر دیجئے آپ مجھے انشاء اللہ

شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ﴿١٠٢﴾ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ﴿١٠٣﴾ وَنَادَيْنَاهُ أَن

صبر کرنے والوں میں پائیں گے○ پس جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا○ اور ہم نے اسے پکارا کہ

يَا إِبْرَاهِيمُ ﴿١٠٤﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ

اے ابراہیم!○ تو نے خواب سچا کر دکھایا بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں○ البتہ یہ

الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ﴿١٠٦﴾ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ﴿١٠٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿١٠٨﴾

صریح آزمائش ہے○ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیا○ اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات ان کے لئے رہنے دی○

سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿١٠٩﴾ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١١٠﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١١﴾

ابراہیم پر سلام ہو○ اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں○ بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے○

وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿١١٢﴾ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ ۚ وَمِن

اور ہم نے اسے اسحٰق کی بشارت دی کہ وہ نبی (اور) نیک لوگوں میں سے ہوگا○ اور ہم نے ابراہیم اور اسحٰق پر برکتیں نازل کیں اور

ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ ع

ان کی اولاد میں سے کوئی نیک بھی ہیں اور کوئی اپنے آپ پر کھلم کھلا ظلم کرنے والے ہیں۞

افاداتِ محمود:

وَالصّٰٓفّٰتِ سے یا تو فرشتوں کی صفیں مراد ہیں یا طیور مراد ہیں جب وہ ہوا میں اڑتے اور پر کھولتے ہیں ایک دوسرے کے قریب آ جاتے ہیں۔ ان کی بھی صفیں نظر آتی ہیں۔ نمازیوں کی صفیں بھی مراد ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ جب نمازی لوگ صفیں بنا کر نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ کر خوشی کا اظہار فرماتے ہیں۔ یا مجاہدین کی صفیں مراد ہو سکتی ہیں کیونکہ مجاہدین جب صفیں بناتے ہیں تو بھی اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ کر خوشی کا اظہار فرماتے ہیں۔

يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ الخ

اس بات میں اختلاف ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیلؑ ہیں یا حضرت اسحاقؑ۔ حضرت ابن مسعودؓ کی ایک روایت میں ہے کہ یوسف بن یعقوب بن اسحاق ذبیح الله بن ابراهیم۔ اس روایت کے مطابق تو ذبیح حضرت اسحاقؑ ٹھہرتے ہیں، لیکن اکثر روایات کے مطابق ذبیح حضرت اسماعیلؑ ہیں۔ حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آیا تو آپ کو خطاب کر کے کہا ''السلام علیک یا بن الذبیحین'' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ بعد میں جب حضرت معاویہؓ سے پوچھا گیا کہ اس کا کیا مطلب ہے تو حضرت معاویہؓ نے کہا کہ حضورؐ چونکہ اولاد اسماعیل میں سے ہیں، لہٰذا ایک ذبیح تو وہ ہوئے۔ دوسرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی کے نام ذبح کا قرعہ نکل آیا تھا، لہٰذا آپ دو ذبیح کے بیٹے ہوئے۔

حضور کے والد گرامی کے ذبیح ہونے کا قصہ یوں ہے کہ آپ کے دادا خواجہ عبدالمطلب نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ کوئی ان سے کہہ رہا ہے؟ ''احفر برة'' انھوں نے پوچھا کہ برہ کیا ہے تو وہ صاحب جواب دیے بغیر چلے گئے۔ پھر دوسرے دن خواب میں وہی صاحب ان سے کہہ رہا ہے ''احفر طيبة'' انھوں نے پوچھا طیبہ کیا ہے؟ تو وہ صاحب حسب سابق بغیر جواب دیے چلے گئے۔ پھر تیسرے دن خواب میں اُس نے پھر کہا احفر مضنونة انھوں نے پوچھا مضنونہ کیا ہے؟ وہ پھر بغیر جواب کے چلے گئے پھر چوتھے روز خواب میں کہا احفر زم زم یعنی زم زم کا کنواں کھودیے۔ انھوں نے پوچھا زم زم کیا ہے؟ اس شخص نے کہا:

قلت وما زم زم قال لا تنزف ابدا ولا تذم تسقى الحجيج الأعظم وهى بين الفرث والدم عند نقرة الغراب الأعصم (سیرۃ ابن ہشام)

میں نے پوچھا زم زم کیا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ نہ تو اس کا پانی خشک ہوگا اور نہ کم۔ وہ

حاجیوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو سیراب کرے گا اور (علامت اس کی یہ ہے کہ) وہ گوبر اور خون کے درمیان ہے جہاں سرخ چونچ والے کوے ٹھونگیں مارتے ہیں۔

لوگ بتوں کی نذر کے جانوروں کو جہاں ذبح کرتے تھے وہاں گوبر اور خون بھی ہوتا تھا اور کوے وغیرہ بھی آتے جاتے تھے۔ جیسا کہ ایسی جگہوں پر کووں کا آنا عمومی مشاہدہ ہے۔

یہ خواب دیکھنے کے بعد خواجہ عبدالمطلب نے بھائیوں اور عزیز و اقارب سے کہا کہ میرے دست و بازو بن کر زم زم کا کنواں کھودنے میں میری مدد کرو، لیکن لوگوں نے ان کی بات سنی ان سنی کر دی اور بات ٹال دی۔ کہنے لگے کہ اس ریگستان میں بغیر کسی ظاہری سبب کے کھدائی کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ خواجہ عبدالمطلب کا اس وقت ایک ہی بیٹا حارث تھا۔ خواجہ عبدالمطلب نے اس وقت یہ نذر مانی تھی کہ اگر میرے ہاں دس بیٹے ہوئے اور میری زندگی میں جوانی کو پہنچ گئے تو ایک بیٹے کو اللہ کے نام پر ذبح کروں گا۔ یہ کہہ کر باپ بیٹے نے کھدائی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ زم زم کا کنواں نمودار ہوا۔ یہ بہت خوش ہوگئے۔ پھر جب دس بیٹے پیدا ہو کر جوانی کو پہنچ گئے تو عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ ''اوف بنذرک''۔ اپنی نذر کو پورا کر۔ جب وہ نیند سے بیدار ہوئے اور بات بھی سمجھ میں آگئی تو دسوں بیٹوں کو جمع کر کے اپنی نذر کا سارا واقعہ ان سے بیان کیا۔ ان سب نے یک زبان ہو کر آمادگی ظاہر کر دی کہ ابا جان ہم میں سے آپ جس کو چاہیں خوشی سے ذبح کر دیں۔ عبدالمطلب نے بیٹوں کے نام قرعہ ڈالا تو قرعہ حضرت عبداللہ کے نام کا نکلا۔ عبدالمطلب اس کو خوشی خوشی ذبح کے لیے لے جانے لگے تو تمام عزیز و اقارب نے مشورہ دیا کہ فلاں کاہنہ سے اس معاملہ میں رائے لی جائے۔ اس کی رائے یہ ہوئی کہ ایک طرف حضرت عبداللہ ہوں اور ایک طرف دس اونٹ ہوں۔ پھر قرعہ ڈالا جائے۔ اگر قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکل آئے تو دس کا مزید اضافہ کیا جائے۔ اسی طرح دس دس اونٹ بڑھاتے جاؤ۔ یہاں تک کہ قرعہ اونٹوں کے نام نکل آئے۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت عبداللہ کا نام نکلنے پر اونٹوں کی تعداد بڑھاتے گئے۔ یہاں تک کہ جب اونٹوں کی تعداد سو ہوگئی تو قرعہ اونٹوں کے نام کا نکل آیا۔ اس وقت خواجہ عبدالمطلب نے سو اونٹ قربان کر دیے۔ اس وقت سے انسانی دیت سو اونٹ مقرر ہوئی۔ اسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا۔ لہٰذا اس واقعہ کے بعد حضرت عبداللہ ذبیح کہلاتے تھے۔

دوسری دلیل حضرت اسماعیلؑ کے ذبیح ہونے کی یہ ہے کہ ذبح کا واقعہ حرم میں پیش آیا تھا اور حجاز مقدس کی طرف حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ ہجرت کرنے والے فرزند اسماعیلؑ ہیں نہ کہ حضرت اسحاقؑ۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ حضرت اسحاقؑ کی بشارت کے ساتھ ان کی نبوت کا بھی ذکر ہے اور نبوت عام طور پر بلوغت کے بعد ملتی ہے گویا نبوت ملنے سے قبل ذبح کا حکم ممکن نہیں۔ اُس وقت حضرت اسماعیلؑ ہی بالغ تھے۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ یہ بشارت موجود تھی۔ حضرت اسحاقؑ کے ہاں ایک بیٹے کی پیدائش ہوگی جس کا نام

یعقوب ہوگا، اُس وقت تو ان کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی تو ذبح کا حکم کیونکر دیا جا سکتا تھا، لہٰذا ان سب حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ذبیح اسماعیلؑ تھے، نہ کہ حضرت اسحاقؑ ۔ رہا یہ سوال کہ اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ ممکن ہے کہ اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو بتا دیا ہو کہ ذبح نہیں ہونے دوں گا۔ سو یہ شبہ غلط اور ناشی لاعن دلیل ہے کیونکہ یہ بات شان امتحان کے بالکل خلاف ہے کہ اتنا بڑا واقعہ محض ایک لاحاصل کھیل اور فعل عبث بن جائے۔ یہ نہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اور نہ انبیاء علیہم السلام کے۔ واللہ اعلم

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿۱۱۴﴾

اور البتہ ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا ○

وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ

اور ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑی مصیبت سے نجات دی ○ اور ہم نے ان کی مدد کی پس وہی

الْغَالِبِينَ ﴿۱۱۶﴾ وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿۱۱۸﴾

غالب رہے ○ اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی ○ اور ہم نے دونوں کو راہ راست پر چلایا ○

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۱۹﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿۱۲۰﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي

اور ان کے لئے آئندہ نسلوں میں یہ باقی رکھا ○ کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو ○ بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو

الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۲۱﴾ إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۲﴾ وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۲۳﴾

بدلہ دیا کرتے ہیں ○ بے شک وہ دونوں ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے ○ اور بے شک الیاس رسولوں میں سے تھا ○

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۲۴﴾ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿۱۲۵﴾

جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ○ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر بنانے والے کو چھوڑ دیتے ہو ○

اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿۱۲۷﴾ إِلَّا عِبَادَ

اللہ کو جو تمہارا رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا رب ہے ○ پس انہوں نے اسے جھٹلایا پس بے شک وہ حاضر کئے جائیں گے ○ مگر جو

اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۲۹﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ ﴿۱۳۰﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ

اللہ کے خالص بندے ہیں ○ اور ہم نے اس پر پچھلے لوگوں میں چھوڑا ○ کہا الیاس پر سلام ہو ○ بے شک ہم اسی طرح

نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۱﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۲﴾ وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۳۳﴾

نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں ○ بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا ○ اور بے شک لوط بھی رسولوں میں سے تھا ○

إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿۱۳۴﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿۱۳۶﴾

جبکہ ہم نے اس کو اور اس کے سب گھر والوں کو نجات دی ○ مگر ایک بڑھیا کو جو عذاب پانے والوں میں رہ گئی ○ پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا ○

وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُصْبِحِينَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِاللَّيْلِ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۱۳۸﴾ وَإِنَّ يُونُسَ

اور بے شک تم ان کے پاس سے صبح کے وقت گزرتے ہو ○ اور رات میں بھی پس کیا تم عقل نہیں رکھتے ○ اور بے شک یونس بھی

لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ

رسولوں میں سے تھا۞ جبکہ وہ بھاگ گیا اس کشتی کی طرف جو بھری ہوئی تھی۞ پھر قرعہ ڈالا تو وہی

الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

خطا کاروں میں تھا۞ پھر اسے مچھلی نے لقمہ بنالیا اور وہ پشیمان تھا۞ پس اگر یہ بات نہ ہوتی کہ وہ تسبیح کرنے والوں میں سے تھا۞

لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا

تو وہ اس کے پیٹ میں اس دن تک رہتا جس میں لوگ اٹھائے جائیں گے۞ پھر ہم نے اسے میدان میں ڈال دیا اور وہ بیمار تھا۞ اور ہم نے

عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا

اس پر ایک درخت بیلدار اگا دیا۞ اور ہم نے اس کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کے پاس بھیجا۞ پس وہ لوگ ایمان لائے

فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ

پھر ہم نے انہیں ایک وقت تک فائدہ اٹھانے دیا۞ پس ان سے پوچھیے کیا آپ کے رب کے لئے تو لڑکیاں ہیں اور ان کے لئے لڑکے۞ کیا

خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا ہے اور وہ دیکھ رہے تھے۞ خبردار! بے شک وہ اپنے جھوٹ سے کہتے ہیں۞

وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

کہ اللہ کی اولاد ہے اور بے شک وہ جھوٹے ہیں۞ کیا اس نے بیٹیوں کو بیٹوں سے زیادہ پسند کیا ہے۞ تمہیں کیا ہوا کیسا فیصلہ کرتے ہو۞

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

پس کیا تم غور نہیں کرتے۞ یا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے۞ پس اپنی کتاب لے آؤ اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ

سچے ہو۞ اور انہوں نے اس کے اور جنوں کے درمیان رشتہ قائم کر دیا ہے اور جنوں کو معلوم ہے کہ وہ ضرور

لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّكُمْ

حاضر کئے جائیں گے۞ اللہ پاک ہے ان باتوں سے جو وہ بناتے ہیں۞ مگر اللہ کے خاص بندے۞ پس بے شک تم

وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا مِنَّآ

اور جنہیں تم پوجتے ہو۞ کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے۞ مگر اسی کو جو خود دوزخ میں جانے والا ہے۞ اور ہم میں سے

اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾
کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کے لئے ایک درجہ معین نہ ہو○ اور بے شک ہم صف باندھے کھڑے رہنے والے ہیں○ اور بے شک ہم ہی تسبیح کرنے والے ہیں○
وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ
اور وہ تو کہا کرتے تھے○ اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں کی کوئی کتاب ہوتی○ تو ہم اللہ کے خاص
الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا
بندے ہوتے○ پس انہوں نے اس کا انکار کیا سو وہ جان لیں گے○ اور ہمارا حکم ہمارے بندوں کے حق میں جو رسول ہیں
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ
پہلے سے ہو چکا ہے○ بے شک وہی مدد دیئے جائیں گے○ اور بے شک ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا○ پھر آپ ان سے
حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۴﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا
کچھ مدت تک منہ موڑ لیجئے○ اور انہیں دیکھتے رہیے پس وہ بھی دیکھ لیں گے○ کیا وہ ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں○ پس جب
نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾
ان کے میدان میں آنازل ہوگا تو کیسی بری صبح ہوگی ان کی جو ڈرائے گئے○ اور ان سے کچھ مدت منہ موڑ لیجئے○
وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾
اور دیکھتے رہیے سو وہ بھی دیکھ لیں گے○ آپ کا رب پاک ہے عزت کا مالک ہے ان باتوں سے جو بیان کرتے ہیں○
وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾
اور رسولوں پر سلام ہو○ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے○

آیاتہا ۸۸ — سورۃ ص مکیۃ ۳۸ — رکوعاتہا ۵

سورۂ ص مکی ہے اور اس میں اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۝۱ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝۲ کَمْ اَهْلَکْنَا

قرآن کی قسم ہے جو سراسر نصیحت ہے۝ بلکہ جو لوگ منکر ہیں وہ محض تکبر اور مخالفت میں پڑے ہیں۝ ہم نے

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ۝۳ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ

ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کر دی ہیں سو انہوں نے بڑی ہائے پکار کی اور وہ وقت خلاصی کا نہ تھا۝ اور انہوں نے تعجب کیا کہ

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ۝۴ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا

ان کے پاس انہیں میں سے ڈرانے والا آیا اور منکروں نے کہا کہ یہ تو ایک بڑا جھوٹا جادوگر ہے۝ کیا اس نے کئی معبودوں کو صرف ایک

وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝۵ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی

معبود بنا دیا بے شک یہ بڑی عجیب بات ہے۝ اور ان میں سے سردار یہ کہتے ہوئے چل پڑے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر

اٰلِهَتِکُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝۶ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ

جمے رہو بے شک اس میں کچھ غرض ہے۝ ہم نے یہ بات اپنے پچھلے دین میں نہیں سنی یہ تو ایک

اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝۷ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّکْرُ مِنْ بَیْنِنَا ۭ بَلْ هُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ ذِکْرِیْ ۚ

بنائی ہوئی بات ہے۝ کیا ہم میں سے اسی پر نصیحت اتاری گئی بلکہ انہیں تو میری نصیحت میں بھی شک ہے

بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝۸ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّکَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ ۝۹

بلکہ انہوں نے میرا ابھی عذاب بھی نہیں چکھا۝ کیا ان کے پاس تیرے خدائے غالب فیاض کی رحمت کے خزانے ہیں۝

اَمْ لَهُمْ مُّلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۟ فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ ۝۱۰ جُنْدٌ مَّا

یا انہیں آسمانوں اور زمین کی حکومت اور جو کچھ ان کے درمیان ہے حاصل ہے تو سیڑھیاں لگا کر چڑھ جائیں۝ وہاں

هُنَالِکَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝۱۱ کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ

ان کے لشکر شکست پائیں گے۝ ان سے پہلے قوم نوح اور عاد اور میخوں والا

ذُو الْاَوْتَادِ ﴿۱۲﴾ وَ ثَمُوْدُ وَ قَوْمُ لُوْطٍ وَّ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ﴿۱۳﴾ اِنْ

فرعون○ اور ثمود اور لوط کی قوم اور بن والے بھی جھٹلا چکے ہیں یہی وہ لشکر ہیں○ ان

كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا

سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا پس میرا عذاب آموجود ہوا○ اور یہ ایک ہی چیخ کے منتظر ہیں جسے

لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾ اِصْبِرْ

کچھ دیر نہیں لگے گی○ اور کہتے ہیں اے رب ہمارے! ہمارا حصہ ہمیں حساب کے دن سے پہلے ہی دے دے○ ان کی

عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ

ان باتوں پر صبر کر اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کر جو بڑا طاقتور تھا بے شک وہ رجوع کرنے والا تھا○ بے شک ہم نے پہاڑوں کو

مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾

اس کے تابع کر دیا تھا کہ وہ شام اور صبح کو تسبیح کرتے تھے○ اور پرندوں کو بھی جو جمع ہو جاتے تھے ہر ایک اس کے تابع تھا○

وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ

اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا اور ہم نے اسے نبوت دی تھی اور مقدمات کے فیصلے کرنے کا سلیقہ (دیا تھا)○ اور کیا آپ کو جھگڑنے والوں کی خبر پہنچی

اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ

جب وہ عبادت خانہ کی دیوار پھاند کر آئے○ جب وہ داؤد کے پاس آئے تو وہ ان سے گھبرایا کہا ڈر نہیں دو جھگڑنے والے ہیں

بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ

ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے پس آپ ہمارے درمیان فیصلہ کیجئے اور بات کو دور نہ ڈالئے اور ہمیں سیدھی راہ پر

الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ

چلائیے○ بے شک یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دُنبی ہے پس اس نے کہا

اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ

مجھے وہ بھی دے دے اور اس نے مجھے گفتگو میں دبا لیا ہے○ کہا البتہ اس نے تجھ پر ظلم کیا جو تیری دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملانے کا سوال کیا

وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں مگر جو ایماندار ہیں

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ

اور انہوں نے نیک کام بھی کیے اور وہ بہت ہی کم ہیں اور داؤد سمجھ گیا کہ ہم نے اسے آزمایا ہے پھر اس نے اپنے رب سے معافی مانگی

وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۗ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ

اور سجدہ میں گر پڑا اور توبہ کی ○ پھر ہم نے اس کی یہ غلطی معاف کر دی اور اس کے لئے ہمارے ہاں مرتبہ اور اچھا

مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا

ٹھکانا ہے ○ اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں بادشاہ بنایا ہے پس تم لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کیا کرو اور

تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

نفس کی خواہش کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ کی راہ ہٹا دے گی بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے گمراہ ہوتے ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ ع

ان کے لئے سخت عذاب ہے اس لئے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے ○

افاداتِ محمود:

وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ بعض مفسرین کے ہاں تا زائدہ ہے۔ بعض کے ہاں لا نافیہ کے ساتھ کبھی کبھی تا مل جاتی ہے جیسے لیت ہے۔ لا نافیہ اور تا زائدہ جیسے جب ثم کے ساتھ درج ذیل شعر میں آیا ہے۔

ولقد امر علی اللیئم یسبنی

فمضیت ثمہ قلت لا یعنینی

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۗ الخ

اس آیت کی تشریح میں بعض مفسرین نے بہت سے رطب و یابس واقعات اکٹھے کر دیے ہیں، لیکن نہ ان باتوں کی کوئی اصل ہے اور نہ ہی آیت کی تشریح میں ایسی بے سروپا روایات کی ضرورت ہے، بلکہ من گھڑت روایات کی انبیاء علیہم السلام کی طرف نسبت کرنا ہے خصوصاً بعض ایسی روایتیں جو کسی طرح بھی حضرات انبیاء کی شایان شان نہیں ہیں۔ یہ سب روایات کسی طور بھی مناسب نہیں۔ حافظ ابن کثیر اور دیگر محققین نے یہی لکھا ہے کہ ایسی روایات کو نقل کرنے سے مکمل اجتناب ہونا چاہیے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی آزمائش کی نوعیت

اصل صورت حال جو مستدرک حاکم وغیرہ میں منقول ہے یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے گھر میں عبادت کے لیے ایک خاص اور انوکھا طریقہ کار وضع فرمایا تھا کہ چوبیس گھنٹوں میں سے کوئی گھڑی ایسی نہ گزرتی تھی جس

میں حضرت داؤدؑ کے گھر کا کوئی فرد عبادت نہ کرتا ہو۔ ہر گھڑی گھر کا کوئی نہ کوئی فرد مصلے پر عبادت میں مشغول و مصروف ہوتا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل پر ایک خیال گزرا کہ ہم لوگوں نے عبادت کا خوب طریقہ اپنا رکھا ہے جس کی برکت سے ہر وقت کوئی نہ کوئی بندہ مصلے پر مشغول فی العبادۃ ہوتا ہے۔ گو یہ بات درست اور واقعہ کے مطابق تھی، لیکن اللہ تعالیٰ کو نا گوار گزری یہ بات مسلمہ ہے کہ مقربین کا ایسی باتوں پر بھی مواخذہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ تمہارے پاس جو بھی کچھ ہے ہماری توفیق سے ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ سے کسی نے پوچھا تھا کہ کیا آپ سے کوئی بڑا عالم ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ تو یہ بات اللہ تعالیٰ کو نا گوار گزری۔ اس کے نتیجہ میں آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس جانا پڑا اور وہاں آپ کو امور تکوینیہ میں سے چند چیزیں معلوم ہوئیں۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو آزمائش میں مبتلا کیا تا کہ وہ جان لے کہ ان کی عبادت کا یہ طور و طریق اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فضل و مہربانی سے ہے، ان کا ذاتی کمال نہیں ہے۔ آزمائش کی نوعیت یہ تھی کہ جس وقت خود حضرت داؤد کی عبادت کا وقت تھا اور وہ عبادت میں مشغول تھے، اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے بھیج دیے جو مکان کو پھلانگتے ہوئے اندر آ گئے۔ ان میں سے ایک نے اپنا دعویٰ بیان کیا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس ۹۹ دنبے ہیں اور میرے پاس ایک دنبہ ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ یہ ایک دنبہ مجھے دے دو اور یہ باتوں میں مجھ پر غالب ہے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے فوراً فیصلہ سنا دیا کہ یہ شخص ظالم ہے اور تجھ سے ایک دنبہ مانگتے ہوئے ظلم کا مرتکب ہو رہا ہے۔ جتنی دیر میں حضرت داؤدؑ نے مدعی کا بیان سنا اور پھر فیصلہ کیا، اتنی دیر عبادت میں خلل تو پڑ ہی گیا۔ لہٰذا حضرت داؤدؑ سمجھ گئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آزمائش تھی۔ پیغمبرانہ شان کے مطابق آپ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گئے اور معذرت کر لی۔ یہ مضمون پیچھے مفصل گزر چکا ہے کہ اس نوعیت کے واقعات ''حسنات الابرار سیئات المقربین'' کے قبیل سے ہوتے ہیں۔ ایسے واقعات سے حضرات انبیاء کی عظمت اور قرب خداوندی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ دربار خداوندی کے کتنے قریب تر ہیں جہاں ذرا برابر سہو بھی برداشت نہیں۔

وَخَرَّ رَاكِعًا الخ سجدہ تلاوت واجب ہے اور اس کی وہی شرائط ہیں جو نماز کی ہیں۔ لہٰذا سجدہ تلاوت بلا وضو جائز نہیں ہے۔ بخاری شریف میں باب سجود القرآن میں ایک جگہ ترجمۃ الباب میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی طرف یہ نسبت کی گئی ہے کہ وہ بے وضو سجدۂ تلاوت ادا کرتے تھے لیکن اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی گئی۔ صرف اس باب میں اس کو ذکر کیا گیا ہے جہاں مشرکین اور مسلمانوں کے مشترکہ سجدے کا بیان ہے۔ غالباً اس روایت سے بایں طور استدلال مطلوب ہے کہ مشرکین کا وضو نہیں ہوتا اور نہ وہ وضو کے اہل ہیں۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ بے وضو سجدہ تلاوت جائز ہے۔

(۱) لیکن یہ دلیل نہایت ہی رکیک اور کمزور ہے کیونکہ مشرکین کا تو سجدہ ہی نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ ان کے بے وضو سجدہ کرنے سے بلاوضو جواز سجدہ پر استدلال کیا جائے۔

(۲) اور اگر مشرکین نے بے وضو سجدہ کیا بھی تھا تو شارع علیہ السلام نے کب ان سے فرمایا تھا کہ بے وضو تمہارا سجدہ جائز ہے؟

(۳) بخاری ج ا ص ۱۴۶ پر حضرت امام زہری کا یہ قول منقول ہے کہ

وقال الزهری لا تسجد الا ان تکون طاهرا فاذا سجدت وانت فی حضر فاستقبل القبلة فان کنت راکباً فلا علیک حیث کان وجهک الخ

اور زہریؒ نے کہا ہے کہ تیرے لیے سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ جب تک کہ تو پاک نہ ہو اور اگر تو اس حال میں سجدہ تلاوت کرے کہ تو شہر میں ہے تو قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے اور اگر تو اس حال میں سجدہ کرے کہ تو سفر پر ہو تو پھر قبلے کی طرف منہ کرنا تجھ پر لازم نہیں ہے۔ تو جس طرف متوجہ ہو اس طرف کو کرلیا کر۔

حضرت امام زہریؒ کے قول سے وضو اور استقبال قبلہ دونوں کا شرط ہونا واضح ہوتا ہے۔ لہٰذا سجدۂ تلاوۃ مثل سجدہ الصلوٰۃ ہے بلاوضو جائز نہیں ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ

اور ہم نے آسمان اور زمین

وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ؕ۝٢٧

اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بیکار تو پیدا نہیں کیا یہ تو ان کا خیال ہے جو کافر ہیں پھر کافروں کے لئے ہلاکت ہے جو آگ ہے ○

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ

کیا ہم کر دیں گے ان کو جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کی طرح جو زمین میں فساد کرتے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو

الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝٢٨ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ

بدکاروں کی طرح کر دیں گے ○ ایک کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی بڑی برکت والی تاکہ وہ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ

اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝٢٩ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ؕ۝٣٠ اِذْ عُرِضَ

عقلمند نصیحت حاصل کریں ○ اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا کیسا اچھا بندہ تھا بے شک وہ رجوع کرنے والا تھا ○ جب اس کے سامنے

عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝٣١ۙ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ

شام کے وقت تیز رو گھوڑے حاضر کئے گئے ○ تو کہا میں نے مال کی محبت کو یاد الٰہی سے

رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝٣٢ وقفة رُدُّوْهَا عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًاۢ بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝٣٣

عزیز سمجھا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا ○ ان کو میرے پاس لوٹا لاؤ پس پنڈلیوں اور گردنوں پر (تلوار) پھیرنے لگا ○

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝٣٤ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ

اور ہم نے سلیمان کو آزمایا تھا اور اس کی کرسی پر ایک دھڑ ڈال دیا تھا پھر وہ رجوع ہوا ○ کہا اے میرے رب! مجھے معاف کر

وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝٣٥ فَسَخَّرْنَا

اور مجھے ایسی حکومت عنایت فرما کہ کسی کو میرے بعد شایاں نہ ہو بے شک تو بہت بڑا عنایت کرنے والا ہے ○ پھر ہم نے ہوا کو

لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ۝٣٦ۙ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ

اس کے تابع کر دیا کہ وہ اس کے حکم سے بڑی نرمی سے چلتی تھی جہاں اسے پہنچنا ہوتا تھا ○ اور شیطانوں کو جو سب معمار

وَّغَوَّاصٍ ۝٣٧ۙ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝٣٨ هٰذَا عَطَاۗؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ

اور غوطہ زن تھے ○ اور دوسروں کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ○ یہ ہماری بخشش ہے پس احسان کر یا

ع	أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٩﴾ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٠﴾
	اپنے پاس رکھ کوئی حساب نہیں○ اور البتہ (سلیمان) کے لئے ہمارے پاس مرتبہ اور عمدہ مقام ہے○

افاداتِ محمود:

رَبِّي حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾ الخ

تقریباً بیس ہزار عمدہ نسل کے گھوڑے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دکھلائے گئے۔ ان کا معاینہ فرماتے ہوئے دیر ہوگئی۔ عام طور پر انبیاء علیہم السلام ایسی چیزوں کی طرف التفات نہ فرماتے تھے، لیکن یہ گھوڑے چونکہ جہاد کے لیے تیار کیے گئے تھے، اس لیے حضرت سلیمانؑ کو محبوب تھے۔ جب ان کی وجہ سے نماز کا حرج ہوا تو سب کو سامنے کر کے سب کے یا بعض کے کھونچے کاٹ ڈالے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منقش چادر کو دروازہ پر سے ہٹانے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ مجھ کو نماز میں اس کا خیال آیا ہے۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ﴿٣٤﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک دفعہ قسم کھائی تھی کہ آج رات تمام بیویوں کے پاس جاؤں گا اور اس نتیجہ میں جو بچے پیدا ہوں گے وہ سب مجاہد ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کریں گے۔ اس وقت حضرت سلیمانؑ کی بیویوں کی تعداد ۷۰، ۹۰ یا ۱۰۰ تھی۔ آپ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے تھے۔ ان شاء اللہ نہ کہنے کا اثر یہ ہوا کہ تمام عورتوں میں سے صرف ایک بیوی کے ہاں ایک ادھورا بچہ پیدا ہوا اور کسی بیوی کے ہاں بچہ پیدا نہ ہوا۔ وہ بھی ناتمام بچہ۔ جب دایہ نے یہ بچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے کرسی پر ڈال دیا کہ یہی ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو ناتمام ہے۔ اس پر حضرت سلیمانؑ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے کہ ان شاء اللہ نہ کہنے کی مجھ سے کوتاہی ہوئی۔ مجھے بخش دیجیے اور ساتھ ہی ایک اور دعاء فرمائی کہ مجاہد تو پیدا نہ ہوئے جو دین کی تقویت اور نشر و اشاعت کا سبب بنتے۔ اب مجھے ایک بے مثال حکومت نصیب فرما تا کہ تیری اطاعت اور غلبہ دین کا خوب چرچا ہو۔

حضرت سلیمان کی قسم کا واقعہ بخاری و مسلم میں موجود ہے، لیکن مودودی صاحب نے انکار کر کے اس واقعہ کا مذاق اڑایا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ اگر رات کو منٹوں پر تقسیم کریں اور متعدد بیویوں پر تقسیم کریں تو عشاء کے بعد کوئی شخص مقاربت شروع کردے تو بھی صبح تک یہ فعل بیویوں کے ساتھ ممکن نہیں۔ دراصل یہ مودودی صاحب کا علمی انحطاط اور اعتقادی تزلزل ہے۔ انھیں یہ استبعاد اس وجہ سے محسوس ہوا کہ انھوں نے نبی کو عام لوگوں پر قیاس کیا۔ حالانکہ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ انبیاء علیہم السّلام عام لوگوں کی نسبت علمی، عملی اور جسمانی لحاظ سے انتہائی بلند و بالا اور ممتاز مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ مولانا روم نے خوب کہا ہے: کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ

اور ہمارے بندے

أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُۥٓ أَنِّى مَسَّنِىَ ٱلشَّيْطَٰنُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ﴿٤١﴾ ٱرْكُضْ بِرِجْلِكَ

ایوب کو یاد کر جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف اور عذاب پہنچایا ہے ○ اپنا پاؤں (زمین پر) مار

هَٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ﴿٤٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ أَهْلَهُۥ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا

یہ ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو ہے ○ اور ہم نے ان کو ان کے اہل و عیال اور کتنے ہی اور بھی اپنی مہربانی سے عنایت فرمائے

وَذِكْرَىٰ لِأُولِى ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿٤٣﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَٱضْرِب بِّهِۦ وَلَا تَحْنَثْ ۗ إِنَّا وَجَدْنَٰهُ

اور عقلمندوں کے لئے نصیحت ہے ○ اور اپنے ہاتھ میں جھاڑو کا مٹھا لے کر مارے اور قسم نہ توڑ بے شک ہم نے ایوب کو

صَابِرًا ۚ نِّعْمَ ٱلْعَبْدُ ۖ إِنَّهُۥٓ أَوَّابٌ ﴿٤٤﴾ وَٱذْكُرْ عِبَٰدَنَآ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ

صابر پایا وہ بڑے اچھے بندے اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے ○ اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو

أُولِى ٱلْأَيْدِى وَٱلْأَبْصَٰرِ ﴿٤٥﴾ إِنَّآ أَخْلَصْنَٰهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى ٱلدَّارِ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّهُمْ عِندَنَا

یاد کر جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے ○ بے شک ہم نے انہیں ایک خاص فضیلت دی یعنی ذکر آخرت کے لئے چن لیا تھا ○ اور بے شک

لَمِنَ ٱلْمُصْطَفَيْنَ ٱلْأَخْيَارِ ﴿٤٧﴾ وَٱذْكُرْ إِسْمَٰعِيلَ وَٱلْيَسَعَ وَذَا ٱلْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ

وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ نیک بندوں میں سے تھے ○ اور اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو بھی یاد کر اور یہ سب نیک

ٱلْأَخْيَارِ ﴿٤٨﴾ هَٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَـَٔابٍ ﴿٤٩﴾ جَنَّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ

لوگوں میں سے تھے ○ یہ نصیحت ہے اور بے شک پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے ○ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے لئے ان کے دروازے

ٱلْأَبْوَٰبُ ﴿٥٠﴾ مُتَّكِـِٔينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَٰكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ﴿٥١﴾ وَعِندَهُمْ

کھولے جائیں گے ○ وہاں تکیہ لگا کر بیٹھیں گے وہاں بہت سے میوے اور شراب طلب کریں گے ○ اور ان کے پاس

قَٰصِرَٰتُ ٱلطَّرْفِ أَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ ٱلْحِسَابِ ﴿٥٣﴾ إِنَّ هَٰذَا لَرِزْقُنَا

نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہوں گی ○ یہی ہے جس کا تم سے حساب کے دن کے لئے وعدہ کیا جاتا ہے ○ بے شک یہ ہمارا رزق ہے

مَا لَهُۥ مِن نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾ هَٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّٰغِينَ لَشَرَّ مَـَٔابٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ

جو کبھی ختم نہیں ہوگا ○ یہی بات ہے اور بے شک سرکشوں کے لئے برا ٹھکانا ہے ○ یعنی دوزخ جس میں وہ گریں گے پس وہ کیسی

الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّآخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ أَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ هٰذَا

بری جگہ ہے ۝ یہ ہے پھر وہ اس کو چکھیں جو کھولتا ہوا پانی اور پیپ ہے ۝ اور اس شکل کی اور بھی کئی طرح کی چیزیں ہوں گی ۝ یہ ایک

فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا

جماعت ہے جو تمہارے ساتھ دوزخ میں داخل ہونے والی ہے (متبوع کہیں گے) ان پر خدا کی مار یہ بھی دوزخ ہی میں آ رہے ہیں ۝ (تابع ہونے والے)

بِكُمْ ۖ أَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ

کہیں گے بلکہ تم پر خدا کی مار تم ہی تو اس بلا کو ہمارے سامنے لائے جو بہت ہی برا ٹھکانا ہے ۝ تابع کہیں گے اے ہمارے رب! جو اس بلا کو

عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿۶۱﴾ وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَىٰ رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْأَشْرَارِ ﴿۶۲﴾

ہمارے آگے لایا اسے آگ میں دگنا عذاب دے ۝ اور کہیں گے کہ جن لوگوں کو ہم دنیا میں برا سمجھتے تھے ہمیں دکھائی کیوں نہیں دیتے ۝

أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ ع

کیا ہم ان سے (ناحق) تمسخر کرتے تھے یا ان سے ہماری نگاہیں پھر گئی ہیں ۝ بے شک یہ دوزخیوں کا آپس میں جھگڑنا بالکل سچی بات ہے ۝

افاداتِ محمود:

ارْكُضْ بِرِجْلِكَ

اس سے بعض لوگوں نے بعض صوفیاء کے رقص پر استدلال کیا ہے، لیکن یہ درست نہیں۔ واللہ اعلم

قُلْ إِنَّمَآ أَنَا مُنذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

کہہ دو میں تو ایک ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ایک ہے بڑا غالب ○ آسمانوں اور زمین کا

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ ﴿٦٧﴾ أَنتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ﴿٦٨﴾

پروردگار اور جو کچھ ان کے درمیان ہے غالب بڑا معاف کرنے والا ہے○ کہہ دو ایک بڑی خبر ہے○ تم اس سے منہ پھیرنے والے ہو○

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٦٩﴾ إِن يُوحَىٰ إِلَيَّ إِلَّا أَنَّمَآ أَنَا نَذِيرٌ

مجھے فرشتوں سے متعلق کوئی علم نہیں تھا جب کہ وہ جھگڑ رہے تھے○ مجھے تو یہی وحی کیا گیا ہے کہ میں تمہیں صاف صاف

مُّبِينٌ ﴿٧٠﴾ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّن طِينٍ ﴿٧١﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ

ڈراؤں○ جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان مٹی سے بنانے والا ہوں○ پھر جب میں اسے پورے طور پر بنالوں

فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُۥ سَٰجِدِينَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلَٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٧٣﴾ إِلَّآ

اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا○ پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا○ مگر

إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَٰفِرِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ يَٰٓإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا

ابلیس نے نہ کیا تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوگیا○ فرمایا اے ابلیس! تمہیں اس کے سجدہ کرنے سے کس نے منع کیا کہ

خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي

جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا کیا تو نے تکبر کیا یا تو بڑوں میں سے تھا○ اس نے عرض کی میں اس سے بہتر ہوں مجھے تو نے

مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُۥ مِن طِينٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ

آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا○ فرمایا پھر تو یہاں سے نکل جا کیونکہ تو راندہ گیا ہے○ اور تجھ پر

لَعْنَتِيٓ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِيٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٧٩﴾ قَالَ فَإِنَّكَ

قیامت تک میری لعنت ہے○ عرض کی اے میرے رب! پھر مجھے مردوں کے زندہ ہونے تک مہلت دے○ فرمایا پس تمہیں

مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿٨٠﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾

مہلت ہے○ وقت معین کے دن تک○ عرض کی تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو گمراہ کردوں گا○

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ

مگر ان میں جو تیرے خالص بندے ہوں گے○ فرمایا حق بات یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں○ میں تجھ سے

مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۸۵ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا

اور ان میں سے جو تیرے تابع ہوں گے سب سے جہنم بھر دوں گا ۝ کہہ دو میں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا اور نہ میں

مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ۝۸۶ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۸۷ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ۝۸۸ ع

تکلف کرنے والوں میں ہوں ۝ یہ قرآن تو تمام جہان کے لئے نصیحت ہے ۝ اور تم کچھ مدت کے بعد اس کا حال ضرور جان لو گے ۝

رکوعاتہا ۸ (۳۹) سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ (۵۹) آیاتہا ۷۵

سورۂ زمر مکی ہے اس میں پچھتر آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ

یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہے جو غالب حکمت والا ہے ۝ بے شک ہم نے یہ کتاب ٹھیک طور پر آپ کی طرف نازل کی ہے پس تو خالص

اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۲﴾ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

اللہ ہی کی فرمانبرداری مدنظر رکھ کر اسی کی عبادت کر ۝ خبردار! خالص فرمانبرداری اللہ ہی کے لئے ہے اور جنہوں نے اس کے سوا اور کارساز

اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ

بنا لئے ہیں، ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لئے کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کردیں بے شک اللہ ان کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرے گا

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴿۳﴾ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ

جن میں وہ اختلاف کرتے تھے بے شک اللہ اسے ہدایت نہیں کرتا جو جھوٹا ناشکر گزار ہو ۝ اگر اللہ چاہتا کہ

يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۴﴾ خَلَقَ

کسی کو فرزند بنائے تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا وہ پاک ہے وہ اللہ ایک بڑا غالب ہے ۝ اس نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ

آسمانوں اور زمین کو حکمت سے پیدا کیا وہ رات کو دن پر لپیٹ دیتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۵﴾ خَلَقَكُمْ

اور اس نے سورج اور چاند کو تابع کر دیا ہے ہر ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے خبردار! وہی غالب بخشنے والا ہے ۝ اس نے

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ

تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس نے اس سے اس کی بیوی بنائی اور تمہارے لئے آٹھ نر اور مادہ چارپایوں کے

اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ

پیدا کئے وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر تین اندھیروں میں بناتا ہے یہی

اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝۶ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۟ وقف

اللہ تمہارا رب ہے اسی کی بادشاہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں پھرے جا رہے ہو○ اگر تم انکار کرو تو بے شک اللہ تم سے بے نیاز ہے

وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۗ

اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷

پھر اپنے رب ہی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے سو وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو بے شک وہ سینوں کے بھید جاننے والا ہے○

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا

اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اس کی طرف رجوع کر کے پکارتا ہے پھر جب وہ اسے کوئی نعمت اپنی طرف سے

كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۗ قُلْ تَمَتَّعْ

عطا کرتا ہے تو جس کے لئے پہلے پکارا تھا اسے بھول جاتا ہے اور اس کے لئے شریک بناتا ہے تا کہ اس کی راہ سے گمراہ کرے کہہ دو اپنے

بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝۸ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا

کفر میں تھوڑی مدت فائدہ اٹھا لے بے شک تو دوزخیوں میں سے ہے○ (کیا کافر بہتر ہے) یا وہ جو رات کے اوقات میں سجدہ اور

يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ

قیام کی حالت میں عبادت کر رہا ہو آخرت سے ڈر رہا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید کر رہا ہو کہہ دو کیا علم والے اور بے علم

لَا يَعْلَمُوْنَ ۗ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۹ ع ۱۵

برابر ہو سکتے ہیں سمجھتے وہی ہیں جو عقل والے ہیں○

افاداتِ محمود:

فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ

ماں کے پیٹ کا اندھیرا، بچہ دانی کا اندھیرا، تیسری وہ جھلی جس میں بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے اور ولادت کے وقت وہ بچے کے ساتھ باہر آ جاتی ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ

کہہ دو اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو اپنے رب سے ڈرو

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ

ان کے لئے جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کی ہے اچھا بدلہ ہے اور اللہ کی زمین کشادہ ہے بے شک صبر کرنے والوں کو

اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۱﴾ وَاُمِرْتُ

ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا○ کہہ دو مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اس کیلئے خاص رکھوں○ اور

لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ

مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلا فرمانبردار بنوں○ کہہ دو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں اگر اپنے رب کی

عَظِيْمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِيْنِيْ ﴿۱۴﴾ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ

نافرمانی کروں○ کہہ دو میں خالص اللہ ہی کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتا ہوں○ پھر تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو کہہ دو

الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

خسارہ اٹھانے والے وہ ہیں جنہوں نے اپنے جان اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے روز خسارہ میں ڈال دیا یاد رکھو! یہ صریح

الْمُبِيْنُ ﴿۱۵﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ

خسارہ ہے○ ان کے اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور ان کے نیچے بھی سائبان ہوں گے یہی بات ہے جس کا اللہ

بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا

اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے ڈرتے رہو○ اور جو لوگ شیطانوں کو پوجنے سے بچتے رہے اور اللہ کی طرف

اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

رجوع ہوئے ان کے لئے خوشخبری ہے پس میرے بندوں کو خوشخبری دے دو○ جو توجہ سے بات کو سنتے ہیں پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں یہی ہیں

الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ

جنہیں اللہ نے ہدایت کی ہے اور یہی عقل والے ہیں○ پس کیا جسے عذاب کا حکم ہو چکا ہے (نجات والے کے لئے برابر ہے)

اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ

کیا آپ اسے چھوڑا سکتے ہیں جو آگ میں ہے○ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے بالاخانے ہیں جن کے اوپر اور بالاخانے

مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَعْدَ اللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيعَادَ ﴿٢٠﴾ أَلَمْ تَرَ

بنے ہوئے ہیں ان کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۝ کیا آپ نے

أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا

نہیں دیکھا کہ اللہ ہی آسمان سے پانی اتارتا ہے پھر اسے چشمے بنا کر زمین میں چلا دیتا ہے پھر اس کے ذریعے سے کھیتی مختلف

مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ

رنگوں میں اگاتا ہے پھر خوب ابھرتی ہے پھر آپ اسے زرد شدہ دیکھتے ہیں پھر اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے بے شک اس میں

لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٢١﴾ أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ ع

عقلمندوں کے لئے عبرت ہے۝ بھلا جس کا سینہ اللہ نے دین اسلام کے لئے کھول دیا ہے سو وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی میں ہے

فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٢﴾ اللَّهُ نَزَّلَ

سو جن لوگوں کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے ان کے لئے بڑی خرابی ہے یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۝ اللہ ہی نے

أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ

بہترین کلام نازل کیا ہے یعنی کتاب باہم ملتی جلتی ہے (اس کی آیات) دہرائی جاتی ہیں جس سے خدا ترس لوگوں کے رونگٹے کھڑے

رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ

ہو جاتے ہیں پھر ان کھالیں نرم ہو جاتی ہیں اور دل یاد الٰہی کی طرف راغب ہوتے ہیں یہی اللہ کی ہدایت ہے اس کے ذریعے سے

مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٢٣﴾ أَفَمَن يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ

جسے چاہے راہ پر لے آتا ہے اور جسے اللہ چاہے گمراہ کر دے اسے راہ پر لانے والا کوئی نہیں۝ بھلا جو شخص اپنے منہ کو قیامت کے دن

الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٢٤﴾ كَذَّبَ الَّذِينَ

برے عذاب کی سپر بنائے گا اور ایسے ظالموں کو حکم ہوگا جو کچھ تم کیا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو۝ ان سے پہلے لوگوں نے بھی

مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٥﴾ فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ

جھٹلایا تھا پھر ان پر اس طرح عذاب آیا کہ ان کو خبر بھی نہ ہوئی۝ پھر اللہ نے ان کو دنیا ہی کی

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا

زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب تو اور بھی زیادہ ہے کاش وہ جانتے۝ اور ہم نے

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا
لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان کردی ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں ○ وہ عربی زبان کا
غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ
بے عیب قرآن ہے تاکہ یہ لوگ ڈریں ○ اللہ نے ایک مثال بیان کی ہے ایک غلام ہے جس میں
مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ
کئی ضدی شریک ہیں اور ایک غلام سالم ایک ہی شخص کا ہے کیا دونوں کی حالت برابر ہے سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے مگر ان
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ
میں سے اکثر نہیں سمجھتے ○ بے شک آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے ○ پھر بے شک تم قیامت کے دن اپنے رب کے ہاں
تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ ع
آپس میں جھگڑو گے ○

افاداتِ محمود:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا الخ

یہ شرک کی تردید میں عقلی دلیل ہے یعنی ایک غلام ایسا ہے جس کا صرف ایک مالک ہے۔ جب اس کو مالک کسی خدمت کے لیے کہے گا تو وہ بسہولت یہ کام سرانجام دے سکے گا، لیکن جس کے بہت سارے آقا ہوں، وہ کس کس کی خدمت سرانجام دے گا۔ وہ ہر وقت حیران و پریشان ہوگا کہ ایک کو خوش کرتا ہوں تو دوسرا ناراض ہوتا ہے۔ یہی حالت مشرک کی ہے۔ کبھی ایک در پر جھکتا ہے، کبھی دوسرے پر مارا مارا پھرتا ہے۔ نہ ذہنی سکون، نہ قلبی اطمینان اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی ان سب سے جدا اور مستزاد۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾

اس موت سے دنیوی موت مراد ہے اور پھر برزخ کی زندگی انبیاء علیہم السلام سمیت سب انسانوں کو ملتی ہے۔ یہ انسان چاہے مسلمان ہوں یا غیر مسلم کوئی اس سے محروم نہیں رہتا۔ بعض لوگ اس آیت سے حیات برزخی نہ ہونے پر استدلال کرتے ہیں، جو کسی طرح بھی درست نہیں ہے، ورنہ عذاب قبر عبث ہونا معلوم ہوگا۔ یہ درپردہ اس عقیدے کے انکار کی شروعات ہے اس لیے اس قسم کی باتوں کا بطلان ظاہر و باہر ہے۔ یہ مسلمات کے انکار کے مترادف ہے۔ مثانی جس کے مضمون کو بار بار دہرایا جائے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ

پھر اس سے کون زیادہ ظالم ہے جس نے اللہ پر جھوٹ بولا اور سچی بات کو جھٹلایا جب اس کے پاس آئی کیا

فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ

دوزخ میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ہے○ اور جو سچی بات لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی

الْمُتَّقُوْنَ ﴿٣٣﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٤﴾

پرہیزگار ہیں○ ان کے لئے جو کچھ وہ چاہیں گے ان کے رب کے پاس موجود ہوگا نیکوکاروں کا یہی بدلہ ہے○

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ

تا کہ اللہ ان سے وہ برائیاں دور کردے جو انہوں نے کی تھیں اور اللہ ان کو ان کا اجر دے ان نیک کاموں کے بدلہ میں جو

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٣٥﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ

وہ کیا کرتے تھے○ کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں اور وہ آپ کو ان لوگوں سے ڈراتے ہیں جو اس کے سوا ہیں

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٦﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ

اور جسے اللہ گمراہ کردے تو اسے راہ پر لانے والا کوئی نہیں○ اور جسے اللہ راہ پر لے آئے تو اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿٣٧﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

کیا اللہ غالب بدلہ لینے والا نہیں ہے○ اور اگر آپ ان سے پوچھیں آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ

تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے کہہ دو بھلا دیکھو تو سہی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف دینا چاہے

هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ

تو کیا وہ اس کی تکلیف کو دور کرسکتے ہیں یا وہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں کہہ دو

حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٣٨﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ

مجھے اللہ کافی ہے توکل کرنے والے اسی پر توکل کیا کرتے ہیں○ کہہ دو اے میری قوم تم اپنی جگہ پر کام کئے جاؤ

اِنِّيْ عٰمِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ

میں بھی کررہا ہوں پھر تمہیں معلوم ہوجائے گا○ کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کردے اور کس پر دائمی عذاب

مُّقِيمٌ ﴿۴۰﴾ إِنَّآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ لِلنَّاسِ بِٱلْحَقِّ ۖ فَمَنِ ٱهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن

اترتا ہے○ بیشک ہم نے آپ پر یہ کتاب سچی لوگوں کے لئے اتاری ہے پھر جو راہ پر آیا سو اپنے لئے اور جو

ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿۴۱﴾ ع ۱۸

گمراہ ہوا سو وہ گمراہ ہوتا ہے اپنے برے کو اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں○

افاداتِ محمود:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ الخ

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور وصدق بہ سے مراد بعض مفسرین کے ہاں حضرت صدیق اکبرؓ ہیں، لیکن یہ تشریح درست نہیں کیونکہ آگے صیغہ جمع وارد ہوا ہے ''اولئک هم المتقون'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں دو سے زیادہ لوگ مراد ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ متقین کو تین میں منحصر کرنا بھی مناسب نہیں ہے، لہٰذا افضل تفسیر یہ ہے کہ ''وصدق بہ'' سے عام مومنین مراد لیے جائیں۔ جمع میں واحد شامل ہوگا۔ اس میں تمام مومنین شامل ہو جائیں گے۔

اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ الخ

عبدہ سے مراد یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کیونکہ مشرکین آپ کو بتوں کے شر سے ڈراتے تھے۔ وہ کہتے کہ اگر ان کی توہین کرو گے تو یہ بت آپ کو نقصان پہنچا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اپنے بندے کی نصرت و مدد کو کافی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا تھا ''ولا تخافون انکم اشرکتم بالله'' اور علامہ جرجانی وغیرہ نے اس طرح تفسیر کی ہے ''اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ'' ای عبدہ المومن وعبدہ الکافر یعنی اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندہ کو کافی ہے بایں طور کہ اُسے انعام و اکرام سے نوازے گا اور اپنے کافر بندہ کو بھی کافی ہے بایں معنی کہ اسے عذاب و سزا دے گا۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ

اللہ ہی جانوں کو ان کی

حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا

موت کے وقت قبض کرتا ہے اور ان جانوں کو بھی جن کی موت ان کے سونے کے وقت نہیں آئی پھر ان جانوں کو روک لیتا ہے جن پر

الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک بھیج دیتا ہے بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں ○

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْــــًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾

کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور حمایتی بنا رکھے ہیں کہہ دو کیا اگر چہ وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں ○

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾

کہہ دو ہر طرح کی حمایت اللہ ہی کے اختیار میں ہے آسمانوں اور زمین میں اسی کی حکومت ہے پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ○

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ

اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کے دل نفرت کرتے ہیں اور جب اس کے سوا اوروں کا

مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ

ذکر کیا جاتا ہے تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں ○ کہہ دو اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہر

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾

چھپی اور کھلی بات کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں فیصلہ کرے گا اس بات میں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں ○

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ

اور اگر ظالموں کے پاس جو کچھ زمین میں ہے سب ہو اور اسی قدر اس کے ساتھ اور بھی ہو

مِنْ سُوْۗءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾

تو قیامت کے بڑے عذاب کے معاوضہ میں دے کر چھوٹنا چاہیں گے اور اللہ کی طرف سے انہیں وہ پیش آئے گا کہ جس کا انہیں گمان بھی نہ تھا ○

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور برے کاموں کی برائی ان پر ظاہر ہو جائے گی اور ان کو وہ عذاب کہ جس پر ہنسی کیا کرتے تھے پکڑ لے گا ○

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ
پھر جب آدمی پر کوئی مصیبت آتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اسے اپنی نعمت عطا کرتے ہیں تو کہتا ہے یہ تو مجھے
اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٤٩ قَدْ قَالَهَا
میری عقل سے ملی ہے بلکہ یہ نعمت آزمائش ہے ولیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے○ بے شک یہی
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝٥٠ فَاَصَابَهُمْ
بات وہی لوگ کہہ چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے پس ان کے نہ کام آیا جو کچھ وہ کماتے رہے○ پھر ان پر ان کے
سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ
اعمال کی برائی آ پڑی اور ان میں سے جو لوگ ظلم کر رہے ہیں عنقریب ان کو بھی برے نتائج ان برے عملوں کے پہنچیں گے
وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝٥١ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ
اور وہ عاجز کرنے والے نہیں ہیں○ اور کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ہی روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے
وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝٥٢ ع
اور تنگ کرتا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں○

افاداتِ محمود:

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا الخ

یعنی میت کی روح کو تو اللہ تعالیٰ مکمل طور پر قبض کر لیتے ہیں اور نائم جو سویا ہوا شخص ہے وہ بھی مثل میت کے ہے، مگر روح کا ایک گونہ تعلق جسم کے ساتھ رہتا ہے۔ لہٰذا نبض چل رہی ہوتی ہے اور روٹی ہضم ہوتی رہتی ہے۔ سو جس کی اجل آ چکی ہے، نیند ہی کی حالت میں اللہ تعالیٰ اس کی روح مکمل قبض کر لیتے ہیں اور اس شخص کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اگر ابھی موت کا وقت معین نہ آ پہنچا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو زندہ رکھتے ہیں اور وہ صبح بیدار اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا

کہہ دو اے میرے بندو جنہوں نے اپنی

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ

جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دے گا

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ

بیشک وہ بخشنے والا رحم والا ہے○ اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کا حکم مانو اس سے پہلے کہ تم پر

يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ

عذاب آئے پھر تمہیں مدد بھی نہ مل سکے گی○ اور ان کی اچھی باتوں کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلَ

تمہاری طرف نازل کی گئی ہیں اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آجائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو○ کہیں کوئی نفس

نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

کہنے لگے ہائے افسوس اس پر جو میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی اور میں تو ہنسی ہی کرتا رہ گیا○

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى

یا کہنے لگے اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں پرہیزگاروں میں ہوتا○ یا کہنے لگے جس وقت عذاب کو

الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ

دیکھے گا کہ کاش مجھے میسر ہو واپس لوٹنا تو میں نیکوکاروں میں سے ہو جاؤں○ ہاں تیرے پاس میری آیتیں آچکی تھیں سو تو نے

بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا

انہیں جھٹلایا اور تو نے تکبر کیا اور تو منکروں میں سے تھا○ اور قیامت کے دن آپ ان لوگوں کو دیکھیں گے جو اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَيُنَجِّي

جھوٹے الزام لگاتے ہیں کہ ان کے منہ سیاہ ہوں گے کیا دوزخ میں تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا نہیں ہے○ اور

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۫ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ

اللہ ان لوگوں کو کامیابی کے ساتھ نجات دیگا جو (شرک وکفر سے) بچتے تھے انہیں تکلیف نہیں پہنچے گی اور نہ وہ غمگین ہوں گے○ اللہ ہی

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ	وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿٦٢﴾	لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے	اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے○	آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٣﴾ ع	
اور جو اللہ کی آیتوں کے منکر ہوئے	وہی نقصان اٹھانے والے ہیں○	

افاداتِ محمود:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

شانِ نزول

غزوہ احد میں وحشی نے بڑی بے دردی سے حضرت حمزہؓ کو شہید کر دیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ غزوۂ بدر میں مطعم بن عدی کے بہت سے عزیز و اقارب مارے گئے تھے۔ اس نے اپنی خفت اور غم کو مٹانے کے لیے بنی عدی کے وحشی کو، جوان کے غلام تھے، اس انعام کا لالچ دیا کہ اگر تو نے حضرت حمزہؓ کو شہید کر دیا تو تو ہمیشہ کے لیے غلامی سے آزاد ہو جائے گا۔ وحشی زبردست نیزہ باز تھا۔ اس کے پاس ایک چھوٹا سا نیزہ تھا۔ یہ بڑی مہارت سے اس سے وار کرتا تھا۔ یہ کسی پتھر کے پیچھے چھپا حضرت حمزہ کا انتظار کر رہا تھا۔ جب حضرت حمزہؓ سامنے سے گزرے وحشی نے حملہ کر کے نیزہ ان کے پیٹ پر مارا جو آر پار ہو گیا۔ حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے۔ اب حضرت ابوسفیان کی بیوی حضرت ہند کو بھی (یہ دونوں حضرات اس وقت مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے) سخت غصہ تھا۔ کیونکہ بدر کی جنگ میں اس کا والد عتبہ بن ربیعہ اور چچا شیبہ بن ربیعہ، بھائی ولید بن عتبہ تینوں مارے گئے تھے۔ حضرت ہند نے غصہ کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے قسم کھائی کہ جب تک اپنے والد اور بھائی کا انتقام نہیں لوں گی، اس وقت تک نہ سر میں تیل ڈالوں گی، نہ آنکھ میں سرمہ لگاؤں گی۔ جب حضرت حمزہؓ شہید کر دیے گئے تو ہند نے آپؓ کا کلیجہ اور جگر نکال کر چبایا اور بعد میں آپؓ کا مثلہ کیا۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوسفیان اور ان کی بیوی ہند مسلمان ہو گئے۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ لغزش معاف فرمائی ہو گی۔

جب اللہ تعالیٰ نے وحشی کو ہدایت دینے کا ارادہ فرمایا تو اس کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو اور مسلمان ہو جائے۔ وحشی حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا کہ **یا محمد اتیتک مستجیرا فأجرني حتى اسمع كلام الله** اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے پاس بطور پناہ گزیں حاضر ہوا ہوں۔ لہٰذا مجھ کو پناہ دیجیے تاکہ میں قرآن کریم سن سکوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری چاہت تو یہ تھی کہ تو مجھ کو بغیر پناہ لیے ملتا یعنی اگر تو بغیر پناہ لیے آتا تو ہم تجھے حضرت حمزہؓ کے قصاص میں قتل کر دیتے، لیکن جب تو پناہ لے کر آیا ہے تو اب تو پناہ میں ہے۔ وہ دیر تک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سنتا رہا۔ بعد میں کہنے لگا کہ میں نے شرک بھی کیا ہے، زنا کا مرتکب بھی ہوا ہوں اور قتل ناحق بھی کیا ہے۔ کیا میری بخشش ممکن ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان کی آیتیں "والذین لایدعون مع اللہ تا فاؤلئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات الخ نازل فرمادی۔ وحشی کو اس سے بھی تسلی نہ ہوئی وہ کہنے لگا کہ اس میں مغفرت مشروط ہے، مشیت خداوندی سے، تو مجھے کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میری مغفرت سے متعلق ہے یا نہیں؟ تب اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت نازل فرما دی قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الخ تو اس آیت سے وحشی کو تسلی ہوگئی اور کہا الآن لا اری شرطاً کہ اس آیت میں چونکہ کوئی شرط مذکور نہیں ہے، لہٰذا اب میں ایمان لے آتا ہوں۔ وہ مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھ کر دین سیکھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ذرا سا ہٹ کے بیٹھا کرو، بالکل سامنے نہ بیٹھا کرو۔ کیونکہ مجھ کو میرے چچا یاد آتے ہیں۔ اس بات کا احساس کرتے ہوئے یہ ملک شام چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کے دوران ہی فوج کا ایک دستہ رومیوں کے خلاف مہم پر روانہ فرمایا تھا اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کو امیر قافلہ مقرر فرمایا تھا۔ یہ حضرات جا ہی رہے تھے کہ حضرت اسامہ کی والدہ نے جا کر اسامہ کو بتادیا کہ حضورؐ حالت نزع میں ہیں۔ یہ حضرات واپس آ گئے۔ حضورؐ کی تجہیز و تدفین کے بعد حضرت صدیق اکبر نے اس لشکر کو دوبارہ روانہ فرمایا۔ کچھ لوگوں کو اس لشکر کے انفاذ وارسال پر تامل ہوا، لیکن صدیقؓ اکبر نے فرمایا کہ اگر میں مدینہ منورہ میں بالکل اکیلا رہ جاؤں۔ کتے اور درندے میرا گوشت نوچ نوچ کر کھا جائیں تب بھی میں اس لشکر کے روانہ کرنے سے باز نہ آؤں گا۔ لشکر جس کے امیر کو خود آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان دے کر روانہ فرمایا تھا اور مدینہ منورہ سے باہر مقام جرف تک پا پیادہ ساتھ رخصت کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے تھے۔ چالیس دن کے بعد یہ لشکر منصور و مظفر واپس آ گیا۔

اس کے ساتھ ساتھ حضرت صدیقؓ اکبر نے ایک لشکر مسیلمہ کذاب اور اس کے حواریوں کو ختم کرنے کے لیے روانہ فرمایا جس میں حضرت عکرمہ بن ابی جہل اور بڑے بڑے صحابہ کرام تھے۔ حضرت وحشی بھی جا کے ان سے مل گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسیلمہ کذاب کو بلا کر اس کے سامنے چند باتیں پیش کیں، لیکن مسیلمہ اپنے شیطان سے میدان جنگ میں بھی سلیم نہ رہ سکا۔ وہ مسیلمہ کے سامنے نمودار ہوا اور وہ اس شیطان کے کہنے پر حضرت خالدؓ کی ہر بات ٹھکراتا رہا۔ جب لڑائی خوب تیز ہوگئی تو ان کفار میں سے کسی نے کہا کہ قلعہ نما باغ کے اندر چلے جاؤ۔ سارے اندر چلے گئے اور دروازہ بند کر دیا۔ سبحان اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی کیا کیا شان ہے حضرت برا بن مالکؓ نے فرمایا: مسلمانو مجھے اٹھا کر قلعہ کے اندر پھینک دو۔ لوگوں نے کچھ تامل کیا کہ ہم آپ کو دشمنوں کے درمیان کیسے پھینکیں؟ مگر آپ کے قلب میں ایمان کا سمندر موجزن تھا۔ آپ انتہائی بے چین تھے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے آپ کے اصرار پر آپ کو اٹھا کر اندر پھینک دیا۔ قلعہ کے دروازہ کے قریب لڑتے لڑتے آپ

نے قلعہ کا دروازہ ساتھیوں کے لیے کھول دیا۔ صحابہ کرام اندر داخل ہو گئے اور اپنی شجاعت و بسالت کی ایک نئی تاریخ رقم کی۔ حضرت وحشی نے قلعہ کی دیوار کے سوراخ سے دیکھا تو مسیلمہ کذاب نظر آیا۔ وہی نیزہ اس وقت ہاتھ میں تھا جس سے اس نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ اس قلعہ کی دیوار کے سوراخ سے مسیلمہ کو نشانہ بنایا۔ نیزہ سیدھا اس کے پیٹ پر لگا اور وہ زمین پر گر گیا۔ بعد میں ایک اور انصاری نے تلوار سے وار کر کے اُس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت وحشی فرماتے تھے کہ حالت کفر میں میں نے ایک عظیم مسلمان کو شہید کیا تھا، لیکن اب اسلام لانے کے بعد میں نے اُسی نیزے سے ایک بدترین کافر کا خاتمہ کیا۔ فتلک بتلک

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ

کہہ دو اے جاہلو کیا مجھے

تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ

اللہ کے سوا اور کی عبادت کرنے کا حکم دیتے ہو○ اور بیشک آپ کی طرف اور ان کی طرف وحی کیا جا چکا ہے جو

مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾

آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں کہ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گے○

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ

بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے شکر گزار رہو○ اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے

وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ

اور یہ زمین قیامت کے دن سب اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

وہ پاک اور برتر ہے اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں○ اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائے گا جو کوئی آسمانوں

وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ

اور جو کوئی زمین میں ہے مگر جسے اللہ چاہے پھر وہ دوسری دفعہ پھونکا جائے گا تو یکایک وہ کھڑے

يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ

دیکھ رہے ہوں گے○ اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی اور کتاب رکھ دی جاوے گی اور نبی اور گواہ لائے جاویں گے

وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا

اور ان میں انصاف سے فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا○ اور ہر شخص کو جو کچھ اس نے کیا تھا پورا پورا

عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع

بدلہ دیا جائے گا اور وہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں○

افاداتِ محمود:

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ الخ

اس آیت میں قیامت کے دن کی ہولناکی کا ذکر ہے کہ سب کے سب بے ہوش ہو جائیں گے، مگر جن کو اللہ

تعالیٰ بچائے رکھیں گے، وہ بے ہوش ہونے سے بچ جائیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ استثناء کن لوگوں سے متعلق ہے۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اس کا تعلق حضرت جبریلؑ عزرائیل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام سے ہے۔ یہ چار بزرگ فرشتے ابتدا میں بے ہوشی سے بچ جائیں گے۔ پھر حضرت جبرئیلؑ بقیہ تین فرشتوں کو ماردیں گے اور حضرت جبریلؑ کو خود اللہ تعالیٰ ختم کریں گے۔ تاکہ ''کل نفس ذائقة الموت'' کا کلیہ صادق آجائے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس کا تعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک یہودی نے یوں قسم اٹھائی ''والذی اصطفیٰ موسیٰ علی البشر'' ایک انصاری صحابیؓ نے اس کو ایک تھپڑ رسید کیا اور کہا کہ کیا تمام انسانوں سے حضرت موسیٰؑ افضل ہیں۔ پھر تو گویا وہ محمد رسول اللہ سے بھی افضل ہوں گے۔ وہ یہودی بھاگا بھاگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انصاری صحابی کو تنبیہ فرمائی اور پھر فرمایا:

لا تخیر و نی علی الانبیاء فان الناس یصعقون یوم القیامة فاکون اول من یفیق فاذا انا بموسیٰ اخذ بقائمة من قوائم العرش فلا ادری افاق قبلی ام جوزی بصعقة الطور (ابن کثیر)

''مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت مت دو کیونکہ قیامت کے دن جب لوگ بے ہوش ہوجائیں گے تو سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا تو میں دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰؑ عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ میں یہ نہیں جانتا کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آئے ہوں گے یا کوہ طور پر بے ہوش ہوجانے کی وجہ سے ان سے یہ خاص معاملہ کیا جائے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جس نے میرے متعلق کہا کہ میں یونسؑ بن متی سے افضل ہوں تو اس نے جھوٹ کہا۔ یعنی کسی نبی کا نام لے کر اس کے مقابلہ میں میری فضیلت مت جتلاؤ تاکہ سننے والوں کے ذہن میں حقارت یا ان انبیاء کی شان میں کمی کا شائبہ اور وہم پیدا نہ ہو۔ مندرجہ بالا بیان سے ایک تو یہ بات معلوم ہوگئی کہ یہودی بھی انبیاء کو بشر مانتے تھے اور اس انصاری صحابیؓ نے بھی حضورؐ کو بشر تسلیم کرتے ہوئے یہودی کو تھپڑ مارا تھا۔ تیسری بات یہ معلوم ہوگئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انبیاء سے افضل ہونا اجماعی اور متفق علیہ عقیدہ ہے، لیکن حضورؐ نے امت کو یہ ہدایت فرمائی کہ کسی نبی کا نام لے کر میرا ان سے تقابل نہ کرو تاکہ تقصیر شان کا خیال پیدا نہ ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوش میں آتے ہیں تو یہ ایک جزوی فضیلت ہے، اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الرسل ہونے پر اثر نہیں پڑتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث ہونا اور آپ کا خاتم النبیین ہونا یہ باتیں مسلمات میں سے ہیں۔ پانچویں بات یہ معلوم ہوگئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بالخصوص حضرت یونسؑ کا نام لے کر یہ قانون بتلا دیا اور ہدایت فرمائی کہ

کسی نبی کا نام لے کر مجھ سے اس کا تقابل مت کرو۔ اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ قلم پارہ ۲۹ میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ الخ کہ (اے محمد) آپ مچھلی والے کی طرح نہ ہونا، لہٰذا حضور نے خصوصیت سے حضرت یونسؑ کا نام اس وجہ سے ذکر فرمایا۔ ورنہ قانون عام تمام انبیاء کے اسمائے گرامی سے متعلق ہے:

حسن یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری ۔۔۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ

اور جو کافر ہیں دوزخ کی طرف گروہ گروہ ہانکے جائیں گے

حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَٰبُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ

یہانتک کہ جب اس کے پاس آئینگے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان سے اس کے داروغہ کہیں گے کیا تمہارے پاس

مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا

تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سناتے تھے اور آج کے دن کے پیش آنے سے تمہیں ڈراتے تھے کہیں گے

بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ ٱلْعَذَابِ عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿٧١﴾ قِيلَ ٱدْخُلُوٓا أَبْوَٰبَ

ہاں لیکن عذاب کا حکم (علم ازلی میں) منکروں پر ہو چکا تھا○ کہا جائے گا دوزخ کے دروازوں میں

جَهَنَّمَ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى ٱلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٢﴾ وَسِيقَ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْا

داخل ہو جاؤ اس میں سدا رہو گے پس وہ تکبر کرنے والوں کے لئے کیسا برا ٹھکانا ہے○ اور وہ لوگ جو اپنے

رَبَّهُمْ إِلَى ٱلْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَٰبُهَا وَقَالَ

رب سے ڈرتے رہے جنت کی طرف گروہ گروہ لے جائے جائیں گے یہانتک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے

لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَٱدْخُلُوهَا خَٰلِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا ٱلْحَمْدُ

دروازے کھلے ہوئے ہونگے اور ان سے اس کے داروغہ کہیں گے تم پر سلام ہو تم اچھے لوگ ہو پس اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ○ اور وہ

لِلَّهِ ٱلَّذِى صَدَقَنَا وَعْدَهُۥ وَأَوْرَثَنَا ٱلْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ ٱلْجَنَّةِ حَيْثُ

کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کر دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں

نَشَآءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ ٱلْعَٰمِلِينَ ﴿٧٤﴾ وَتَرَى ٱلْمَلَٰٓئِكَةَ حَآفِّينَ مِنْ حَوْلِ ٱلْعَرْشِ

رہیں پھر کیا خوب بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا○ اور آپ فرشتوں کو حلقہ باندھے ہوئے عرش کے گرد دیکھیں گے اپنے رب کی

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۖ وَقُضِىَ بَيْنَهُم بِٱلْحَقِّ وَقِيلَ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ

حمد کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہیں اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور سب کہیں گے سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے

رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٧٥﴾ ع

جو سارے جہانوں کا رب ہے○

افاداتِ محمود:

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا الخ

جب اللہ تعالیٰ نے کفار کا تذکرہ فرمایا تو وہاں پر فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا فرمایا یعنی کفار کے لیے جہنم کے دروازے اس وقت کھولے جائیں گے جب وہ دروازوں پر پہنچیں گے اور اہل جنت کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد ہوا'' وفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا '' پہلا تذکرہ بغیر واؤ کے ہے اور دوسری جگہ واو ہے یعنی اہل جنت جب جنت کے دروازوں پر پہنچیں گے تو ان کے لیے دروازے پہلے سے کھلے ہوئے ہوں گے۔ دونوں صورتوں میں فرق واضح ہے کہ اگر کوئی مہمان آ کر کافی دیر بند دروازے کا انتظار کرے۔ پھر دروازہ کھلے تو یہ عزت کی بات نہیں ہے، بلکہ بادی النظر میں یہ مترشح ہوتا ہے کہ مہمان کی آمد کا اہتمام نہیں۔ اگر مہمان کی آمد سے قبل ہی دروازے کھول دیے گئے ہوں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کے لیے خاصا اہتمام کیا گیا ہے۔ ہر چیز سلیقے سے رکھی ہوئی تیار موجود ہے۔ یہی بات جنت اور اہل جنت کے شایان شان ہے۔ واللہ اعلم۔

رکوعاتہا ۹ | ۴۰ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ ۶۰ | آیاتہا ۸۵

آیتیں ۸۵ سورۂ مومن مکی ہے رکوع ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۲ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ

یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو غالب ہر چیز کا جاننے والا ہے ۝ گناہ بخشنے والا اور توبہ

التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۳ مَا

قبول کرنے والا سخت عذاب دینے والا قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ۝

يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝۴

اللہ کی آیتوں میں نہیں جھگڑتے مگر وہ لوگ جو کافر ہیں پس ان کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکا نہ دے ۝

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ

ان سے پہلے قوم نوح اور ان کے بعد اور فرقے بھی جھٹلا چکے ہیں اور ہر ایک امت نے اپنے رسول کو

بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ

پکڑنے کا ارادہ کیا اور غلط باتوں کے ساتھ بحث کرتے رہے تا کہ اس سے دین حق کو مٹا دیں پھر ہم نے انہیں پکڑ لیا

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۵ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

پھر کیسی سزا ہوئی ۝ اور اسی طرح منکروں پر اللہ کا کلام پورا ہوا کہ

اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝۶ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ

وہ دوزخی ہیں ۝ جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ

تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور ایمانداروں کے لئے بخشش مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب تیری رحمت

شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝۷

اور تیرا علم سب پر حاوی ہے پھر جن لوگوں نے توبہ کی ہے اور تیرے راستہ پر چلتے ہیں انہیں بخش دے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے ۝

رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨ الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ
اے ہمارے رب اور انہیں بہشتوں میں داخل کر جو ہمیشہ رہیں گی جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کو جوان کے باپ دادوں
وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۸ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ
اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے نیک ہیں بیشک تو غالب حکمت والا ہے○ اور انہیں برائیوں سے بچا
وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝۹ ع
اور جس کو تو اس دن برائیوں سے بچائے گا سو اس پر تو نے رحم کر دیا اور یہ بڑی کامیابی ہے○

افاداتِ محمود:

حٰمٓ ۝۱

یہ حروف مقطعات میں سے ہے۔ آگے متعدد سورتوں کے شروع میں یہ لفظ آیا ہے۔ اس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ (۱) یہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ ''حم اسم من اسماء اللہ تعالیٰ وھو مفاتیح خزائن ربی ''یعنی ''حم'' اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور میرے رب کے تمام خزانے اس میں مضمر ہیں۔ یعنی اس اسم کی برکت سے تمام خزانے نصیب ہوسکتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ''حم اسم اللہ اعظم الذی اذا دعی بہ اجاب ''یعنی حم اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم ہے جس کے ذریعہ دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ یہ قرآن کریم کا نام ہے۔ بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ جس سورۃ کی ابتداء میں ''حم'' آیا ہے یہ اسی سورت کا نام ہے۔

إِنَّ

بے شک

الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِن مَّقْتِكُمْ أَنفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ

جو لوگ کافر ہیں انہیں پکار کر کہا جائے گا کہ جیسی تمہیں (اس وقت) اپنے سے نفرت ہے اس سے بڑھ کر اللہ کو (تم سے) نفرت تھی جبکہ تم

إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ۝١٠ قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ

ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر نہیں مانا کرتے تھے ۝ وہ کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو بار موت دی اور تو نے ہمیں دو بار زندہ کیا

فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ۝١١ ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ

پس ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کرلیا پس کیا نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے ۝ یہ عذاب اس لئے ہے کہ جب تمہیں اکیلے اللہ کی طرف

اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ۝١٢

بلایا جاتا تھا تو انکار کرتے تھے اور جب اس کے ساتھ شریک کیا جاتا تھا تو مان لیتے تھے سو یہ فیصلہ اللہ کا ہے جو عالی شان بڑے رتبہ والا ہے ۝

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا

وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے رزق نازل کرتا ہے اور سمجھتا وہی ہے جو (اللہ کی طرف)

مَن يُنِيبُ ۝١٣ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝١٤

رجوع کرتا ہے ۝ پس اللہ کو پکارو اس کے لئے عبادت کو خالص کرتے ہوئے اگرچہ کافر برا منائیں ۝

رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ

وہ اونچے درجوں والا عرش کا مالک ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے

عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝١٥ يَوْمَ هُم بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ

وحی بھیجتا ہے تاکہ وہ ملاقات (قیامت) کے دن سے ڈرائے ۝ جس دن وہ سب نکل کھڑے ہونگے اللہ پر ان کی کوئی بات

مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝١٦ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ

چھپی نہ رہے گی آج کس کی حکومت ہے اللہ ہی کی جو ایک ہے بڑا غالب ۝ آج کے دن

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝١٧ وَأَنذِرْهُمْ

ہر شخص اپنے کئے کا بدلہ پائے گا آج کچھ ظلم نہ ہوگا بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۝ اور انہیں قریب

يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۬ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ

آنے والی (مصیبت) کے دن سے ڈرا جبکہ غم کے مارے کلیجے منہ کو آرہے ہوں گے ظالموں کا کوئی حمایتی نہیں ہوگا

وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ؕ ۱۸ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۱۹ وَاللّٰهُ

اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جائے ○ وہ آنکھوں کی خیانت اور دل کے بھید جانتا ہے ○ اور اللہ ہی

يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور جنہیں وہ اس کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی فیصلہ نہیں کر سکتے بیشک اللہ ہی

هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۲۰ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ ع

سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے ○ کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی کہ وہ دیکھتے ان لوگوں کا انجام کیسا تھا

الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي

جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں وہ قوت میں ان سے بڑھ کر تھے اور زمین میں

الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ

آثار کے اعتبار سے بھی پھر اللہ نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب سے پکڑ لیا اور ان کے لئے اللہ سے کوئی بچانے والا

وَّاقٍ ۲۱ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا

نہ تھا ○ یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آتے تھے تو وہ انکار کرتے تھے

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۲۲ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا

پس انہیں اللہ نے پکڑ لیا بیشک وہ بڑا قوت والا سخت عذاب دینے والا ہے ○ اور ہم نے موسیٰ کو اپنے معجزات

وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۲۳ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۲۴

اور واضح دلیل دے کر بھیجا تھا ○ فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف تو وہ کہنے لگے بڑا جھوٹا جادوگر ہے ○

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

پس جب وہ ان کے پاس ہماری طرف سے سچا دین لائے تو کہنے لگے ان لوگوں کے بیٹوں کو قتل کر دو جو موسیٰ پر ایمان لائے ہیں

وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دو اور کافروں کے داؤ تو محض غلط ہوا کرتے ہیں ○ اور فرعون نے کہا

ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ

مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کردوں اور وہ اپنے رب کو پکارے میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو بدل ڈالے گا یا

اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ

یہ کہ زمین میں فساد پھیلائے گا ○ اور موسیٰ نے کہا میں تو اپنی اور تمہارے رب کی پناہ لے چکا ہوں

مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ ق ع ۸

ہر ایک متکبر سے جو حساب کے دن پر یقین نہیں رکھتا ○ اور فرعون کی قوم میں سے ایک

مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ

ایماندار آدمی نے کہا جو اپنا ایمان چھپاتا تھا کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب

اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ

اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس وہ روشن دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے لایا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اسی پر اس کے جھوٹ کا وبال ہے

وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ

اور اگر وہ سچا ہے تو تمہیں کچھ نہ کچھ وہ (عذاب) جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے پہنچے گا اور اللہ اس کو راہ پر نہیں لاتا جو حد سے

هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ

بڑھنے والا بڑا جھوٹا ہے ○ اے میری قوم آج تو تمہاری حکومت ہے تم ملک میں غالب ہو ہماری

يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ

کون مدد کرے گا اگر ہم پر اللہ کا عذاب آگیا فرعون نے کہا میں تو تمہیں وہی سوجھاتا ہوں جو مجھے سوجھی ہے اور

اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ

میں تمہیں سیدھا ہی راستہ بتاتا ہوں ○ اور اس شخص نے کہا جو ایمان لایا تھا کہ اے میری قوم مجھے تو

عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ

تمہاری نسبت (پہلی) امتوں جیسے دن کا اندیشہ ہو رہا ہے ○ جیسا کہ قوم نوح اور عاد اور ثمود اور ان سے

وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ

پچھلوں کا حال ہوا اور اللہ تو بندوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرنا چاہتا ○ اور اے میری قوم مجھے تم پر چیخ و پکار

عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿٣٢﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ

(قیامت) کے دن کا اندیشہ ہے ○ جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے اللہ سے تمہیں کوئی بچانے والا

عَاصِمٍ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ

نہیں ہوگا اور جسے اللہ گمراہ کردے پھر اسے کوئی راہ بتانے والا نہیں ○ اور تمہارے پاس یوسف بھی

مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ

اس سے پہلے واضح دلیلیں لے کر آچکا پس تم ہمیشہ اس سے شک میں رہے جو وہ تمہارے پاس لایا یہاں تک کہ جب وہ

قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ

فوت ہوگیا تو تم نے کہا کہ اللہ اس کے بعد کوئی رسول ہرگز نہیں بھیجے گا اسی طرح اللہ گمراہ کرتا ہے اس کو جو حد سے بڑھنے والا

مُّرْتَابُ ﴿٣٤﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ

شک کرنے والا ہے ○ جو لوگ اللہ کی آیتوں میں کسی دلیل کے سوا جو ان کے پاس پہنچی ہو جھگڑتے ہیں اللہ

مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ

اور ایمان والوں کے نزدیک (یہ) بڑی نازیبا بات ہے اللہ ہر ایک متکبر سرکش کے دل پر اسی طرح مہر

مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿٣٦﴾

کردیا کرتا ہے ○ اور فرعون نے کہا اے ہامان میرے لئے ایک محل بنا تا کہ میں راستوں پر پہنچوں ○

اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ

یعنی آسمان کے راستوں پر پھر موسیٰ کے خدا کی طرف جھانک کر دیکھوں اور میں تو اسے جھوٹا خیال کرتا ہوں اور اسی طرح

زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا

فرعون کو اس کا برا عمل اچھا معلوم ہوا اور وہ راستہ سے روکا گیا تھا اور فرعون کی ہر تدبیر

ع فِيْ تَبَابٍ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾ يٰقَوْمِ

غارت ہی گئی ○ اور اس شخص نے کہا جو ایمان لایا تھا اے میری قوم تم میری پیروی کرو میں تمہیں نیکی کی راہ بتاؤں گا ○ اے میری قوم

اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ؗ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿٣٩﴾ مَنْ عَمِلَ

دنیا کی زندگی بس (چندروزہ) فائدے ہیں اور آخرت کا گھر ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے ○ جس نے

سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ

برا کام کیا | تو اتنی ہی سزا پائے گا | اور جس نے نیک کام کیا | خواہ وہ مرد ہو | یا عورت | اور

هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٤٠﴾

وہ ایماندار بھی ہو | سو وہ جنت میں داخل ہوں گے | جہاں انہیں | بے حساب روزی ملے گی ○

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿٤١﴾ تَدْعُوْنَنِيْ

اور اے میری قوم کیا بات ہے میں تو تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو ○ تم مجھے اس بات کی طرف

لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ

بلاتے ہو کہ میں اللہ کا منکر ہو جاؤں اور اس کے ساتھ اسے شریک کروں جسے میں جانتا بھی نہیں اور میں تمہیں غالب بخشنے والے کی طرف

الْغَفَّارِ ﴿٤٢﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي

بلاتا ہوں ○ | بے شک تم مجھے جس کی طرف بلاتے ہو | وہ نہ دنیا میں بلانے کے قابل ہے | اور نہ

الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٤٣﴾

آخرت میں | اور بیشک ہمیں اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے | اور بے شک حد سے بڑھنے والے ہی | دوزخی ہیں ○

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ

پھر تم میری بات کو یاد کرو گے | اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں | بیشک اللہ بندوں کو

بِالْعِبَادِ ﴿٤٤﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿٤٥﴾

دیکھ رہا ہے ○ | پھر اللہ نے اسے تو | ان کے فریبوں کی برائی سے بچایا | اور خود فرعونیوں پر سخت عذاب آپڑا ○

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ

وہ صبح اور شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں | اور جس دن قیامت قائم ہوگی | (حکم ہوگا) فرعونیوں کو

اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿٤٦﴾ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ

سخت عذاب میں لے جاؤ ○ | اور جب دوزخی آپس میں جھگڑیں گے | پھر کمزور سرکشوں سے | کہیں گے کہ

اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ

ہم تمہارے پیرو تھے | پھر کیا | تم ہم سے | کچھ بھی آگ دور

النَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ
کر سکتے ہو○ سرکش کہیں گے ہم تم سبھی اس میں پڑے ہوئے ہیں بیشک اللہ اپنے بندوں میں فیصلہ
الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ
کر چکا ہے○ اور دوزخی جہنم کے داروغہ سے کہیں گے کہ تم اپنے رب سے عرض کرو کہ وہ ہم سے کسی روز تو
عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ
عذاب ہلکا کر دیا کرے○ وہ کہیں گے کیا تمہارے رسول نشانیاں لے کر نہ آئے تھے
قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿٥٠﴾ ع
کہیں گے ہاں (آئے تھے) کہیں گے پس پکارو اور کافروں کا پکارنا محض بے سود ہوگا○

افاداتِ محمود:

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ

اس آیت میں دو دفعہ موت اور دو زندگیوں کا ذکر ہے۔ اس طور پر ذکر کہ جب انسان پیدا ہی نہیں ہوا تھا تو وہ حالت بھی موت سے مشابہ تھی اور جب پیدا ہو کر طبعی موت مرا تو یہ دوسری موت ہے۔ اسی طرح ایک حیات تو دینوی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتم عدم سے عالم وجود میں لایا اور وہ مرنے کے بعد جب دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو یہ دوسری حیات ہوگی۔ واللہ اعلم

فَوَقٰهُ اللّٰهُ الخ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پروانوں کی طرح آگ میں گرتے ہو اور میں تمہیں پیچھے سے پکڑ پکڑ کر آگ سے بچاتا ہوں۔

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ الخ یہ عذاب قبر کی دلیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عذاب قبر حق ہے اور قبر کے عذاب سے آپؐ کثرت سے پناہ مانگتے تھے۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ
ہم اپنے
رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾
رسولوں اور ایمانداروں کے دنیا کی زندگی میں بھی مددگار ہیں اور اس دن بھی جب کہ گواہ کھڑے ہوں گے ○
يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾
جس دن ظالموں کو ان کا عذر کرنا کچھ بھی نفع نہ دے گا اور ان پر پھٹکار پڑے گی اور ان کے لئے برا گھر ہوگا ○
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّذِكْرٰى
اور ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی تھی اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کر دیا تھا ○ جو عقلمندوں کے لئے
لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ
ہدایت اور نصیحت تھی ○ پس صبر کر بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہ کی معافی مانگ
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ
اور شام اور صبح اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کر ○ بیشک جو لوگ
اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ
اللہ کی آیتوں میں بغیر اس کے کہ ان کے پاس کوئی دلیل آئی ہو جھگڑتے ہیں اور کچھ نہیں بس ان کے دل میں بڑائی ہے کہ وہ اس تک کبھی
بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ
پہنچنے والے نہیں سو اللہ سے پناہ مانگو کیونکہ وہ سننے والا دیکھنے والا ہے ○ البتہ آسمانوں
وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا
اور زمین کا پیدا کرنا آدمیوں کے پیدا کرنے کی نسبت بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ○ اور
يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۥ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ
اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور وہ بدکار برابر نہیں
قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
تم بہت ہی کم سمجھتے ہو ○ بے شک قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر

النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٩﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ

لوگ یقین نہیں کرتے○ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بیشک جو لوگ

ع يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ

میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہوکر دوزخ میں داخل ہوں گے○ اللہ ہی ہے جس نے

لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى

تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن کو ہر چیز دکھانے والا بنایا بیشک اللہ لوگوں پر بڑے

النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٦١﴾ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ

فضل والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے○ یہی اللہ تمہارا رب ہے ہر چیز کا

كُلِّ شَيْءٍ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٦٢﴾ كَذَٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا

پیدا کرنے والا اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر کہاں الٹے جا رہے ہو○ اسی طرح وہ لوگ بھی الٹے چلا کرتے تھے

بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿٦٣﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ

جو اللہ کی نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے○ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو آرام گاہ بنایا اور آسمان کو

بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ ذَٰلِكُمُ

چھت اور تمہاری صورتیں بنائیں پھر تمہاری اچھی صورتیں بنائیں اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں رزق دیا وہی

اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٤﴾ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ

اللہ تمہارا پالنے والا ہے پس سارے جہانوں کا پالنے والا اللہ بابرکت ہے○ وہی ہمیشہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٥﴾ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ

پس اسی کو پکارو خاص اسی کی بندگی کرتے ہوئے سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے○ کہہ دو مجھے تو

أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ مِنْ

ان چیزوں کی عبادت سے منع کیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو جبکہ میرے رب کی طرف سے میرے پاس کھلی نشانیاں

رَبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ

آچکی ہیں اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کے سامنے سر جھکاؤں○ وہی ہے جس نے تمہیں

تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا

مٹی سے پھر نطفہ سے پھر خون بستہ سے پیدا کیا پھر وہ تمہیں بچہ بنا کر نکالتا ہے پھر باقی رکھتا ہے

اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا

تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو پھر یہاں تک کہ تم بوڑھے ہو جاتے ہو کچھ تم میں اس سے پہلے مر جاتے ہیں (بعض کو زندہ رکھتا ہے) اور تاکہ

اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى

تم وقت مقرر تک پہنچو اور تاکہ تم سمجھو○ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پس جب وہ کسی

اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٦٨﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ ع ۷

امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو صرف اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے○ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں

اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿٦٩﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۫

جھگڑتے ہیں وہ کہاں پھرے چلے جا رہے ہیں○ وہ لوگ جنہوں نے کتاب کو اور جو کچھ ہم نے رسولوں کو دے کر بھیجا تھا سب کو جھٹلا دیا

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٠﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ﴿٧١﴾

پس انہیں معلوم ہو جائے گا○ جبکہ طوق اور زنجیریں ان کے گلے میں ڈال کر گھسیٹے جائیں گے○

فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

کھولتے پانی میں پھر آگ میں جھونکے جائیں گے○ پھر ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں جنہیں تم

تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٣﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ

شریک بتاتے تھے○ اللہ کے سوا وہ کہیں گے ہم سے وہ کھوئے گئے بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی چیز کو بھی

قَبْلُ شَيْـًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٤﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي

نہیں پکارتے تھے اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے○ یہ عذاب تمہیں اس لئے ہوا کہ

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿٧٥﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

تم ملک میں ناحق خوشیاں مناتے تھے اور اس لئے بھی کہ تم اترایا کرتے تھے○ جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ رہنے کے لئے

فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ

داخل ہو جاؤ پھر تکبر کرنے والوں کا کیا ہی برا ٹھکانا ہے○ پھر صبر کر بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر جس (عذاب) کا ہم ان سے

بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ فَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

وعدہ کر رہے ہیں کچھ تھوڑا سا ہم آپ کو دکھا دیں یا ہم آپ کو وفات دے دیں تو ہماری طرف ہی سب لوٹائے جائیں گے○ اور ہم نے

رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ

آپ سے پہلے کئی رسول بھیجے تھے بعض ان میں سے وہ ہیں جن کا حال ہم نے آپ پر بیان کر دیا اور بعض وہ ہیں کہ ہم نے آپ پر ان کا حال

عَلَیْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ

بیان نہیں کیا اور کسی رسول سے یہ نہ ہو سکا کہ کوئی معجزہ اذن الٰہی کے سوا ظاہر کر سکے پھر جس وقت اللہ کا حکم

اللّٰهِ قُضِیَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ ع اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ

آئے گا ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہو جائے گا اور اس وقت باطل پرست نقصان اٹھائیں گے○ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے

الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا

چوپائے بنائے تاکہ ان میں سے بعض پر سوار ہو اور بعض کو تم کھاتے ہو○ اور تمہارے لئے ان میں بہت سے فوائد ہیں اور تاکہ تم ان پر

حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَیْهَا وَعَلَی الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ ۖ

سوار ہو کر اپنی حاجت کو پہنچو جو تمہارے سینوں میں ہے اور ان پر اور نیز کشتیوں پر تم سوار کئے جاتے ہو○ اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے

فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ

پس تم اللہ کی کون کون سی نشانیوں کا انکار کرو گے○ پس کیا انہوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو لوگ

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا

ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا کیا انجام ہوا وہ لوگ ان سے زیادہ تھے اور قوت اور نشانیوں میں (بھی)

فِی الْاَرْضِ فَمَاۤ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں بڑھے ہوئے تھے پس ان کے نہ کام آیا جو کچھ وہ کماتے تھے○ پس جب ان کے رسول ان کے پاس

بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

کھلی دلیلیں لائے تو وہ اپنے علم و دانش پر اترانے لگے اور جس پر وہ ہنسی کرتے تھے

یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا

وہ ان پر الٹ پڑا○ پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے جو ایک ہے اور ہم نے ان

بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ
چیزوں کا انکار کیا جنہیں ہم اس کا شریک ٹھہراتے تھے○ پس انہیں ان کے ایمان نے نفع نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا
سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ ع
یہ سنت الٰہی ہے جو اس کے بندوں میں گزر چکی ہے اور اس وقت کافر خسارہ میں رہ گئے○

(۴۱) سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ (۶۱)

آیتیں ۵۴ سورۂ حم سجدہ مکی ہے رکوع ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا

(یہ کتاب) بڑے مہربان نہایت رحم والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے○ کہ جس کی آیتیں عربی زبان میں

عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ

علم والوں کے لئے واضح ہیں○ خوشخبری دینے والی اور ڈرانے والی ہے پھر ان میں سے اکثر نے تو منہ ہی پھیر لیا

لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ

پھر وہ سنتے بھی نہیں○ اور کہتے ہیں ہمارے دل اس بات سے کہ جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے پردوں میں ہیں اور ہمارے

اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾

کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان پردہ پڑا ہوا ہے پھر آپ اپنا کام کئے جائیں ہم بھی اپنا کام کر رہے ہیں○

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا

آپ ان سے کہہ دیں کہ میں بھی تم جیسا ایک آدمی ہوں میری طرف یہی حکم آتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے پھر اس کی طرف سیدھے

اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶﴾ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

چلے جاؤ اور اس سے معافی مانگو اور مشرکوں کے لئے ہلاکت ہے○ جو زکوٰۃ نہیں دیتے

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ

اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں○ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام بھی کئے ان کے لئے

غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۸﴾

بے انتہا اجر ہے○

افاداتِ محمود:

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ الخ

حضرت ابن عباسؓ وعکرمہؓ سے منقول ہے ای الذین لا یشهدون ان لا الٰه الا اللّٰه یعنی لا یؤتون الزکوٰۃ سے مراد کفر اور کلمہ شہادت نہ پڑھنا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر یہ لفظ اسی طرح استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۞ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۞ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۞ وغیرہ

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ

کہہ دو کیا تم اس کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی

وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۹ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ

تم اس کے لئے شریک ٹھہراتے ہو وہی سب جہانوں کا پروردگار ہے○ اور اس نے زمین میں اوپر سے

فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝۱۰

پہاڑ رکھے اور اس میں برکت دی اور چار دن میں اس کی غذاؤں کا اندازہ کیا (یہ جواب) پوچھنے والوں کے لئے پورا ہے○

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا

پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا پس اس کو اور زمین کو فرمایا کہ خوشی سے آؤ

اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ۝۱۱ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ

یا جبر سے دونوں نے کہا کہ ہم خوشی سے آئے ہیں○ پھر انہیں دو دن میں سات آسمان بنا دیا

وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ

اور اس نے ہر ایک آسمان میں اس کا کام القا کیا اور ہم نے پہلے آسمان کو چراغوں سے زینت دی اور حفاظت کے لئے بھی

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۱۲ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً

یہ زبردست ہر چیز کے جاننے والے کا اندازہ ہے○ پس اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو میں تمہیں کڑک سے ڈراتا ہوں

مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝۱۳ ۭ اِذْ جَاۗءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ

جیسا کہ قوم عاد اور ثمود پر کڑک آئی تھی○ جب ان کے پاس رسول آئے ان کے سامنے سے

وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ قَالُوْا لَوْ شَاۗءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً

اور ان کے پیچھے سے کہ سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کرو تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا رب چاہتا تو فرشتے نازل کر دیتا

فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝۱۴ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ

پس ہم تو اس چیز سے جو تم دے کر بھیجے گئے ہو منکر ہیں○ پس قوم عاد نے زمین میں ناحق

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ

تکبر کیا اور کہا ہم سے طاقت میں کون زیادہ ہے کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس نے

خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا	
انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے طاقت میں کہیں بڑھ کر ہے اور وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے ○ پس ہم نے	
عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ	
ان پر منحوس دنوں میں تیز آندھی بھیجی تاکہ انہیں ذلت کے عذاب کا مزہ دنیا کی	
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَاَمَّا	
زندگی میں چکھادیں اور آخرت کا عذاب تو اور بھی ذلت کا ہے اور ان کی مدد نہ کی جائے گی ○ اور وہ	
ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ	
جو قوم ثمود تھی ہم نے انہیں ہدایت کی سوانہوں نے گمراہی کو بمقابلہ ہدایت کے پسند کیا پھر انہیں کڑاکے کے	
الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا	
ذلیل کرنے والے عذاب نے آلیا ان کے اعمال کے سبب سے ○ اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہتے تھے ہم نے انہیں	
يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ ع	ع ۱۶
بچالیا ○	

افاداتِ محمود:

خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ الخ اللہ تعالیٰ نے دو دن میں زمین کو پیدا فرمایا، پھر دو دن میں آسمانوں کو پیدا فرمایا اور پھر دو دن میں اس کے دیگر متعلقات پیدا فرمائے۔ جیسے پہاڑ، چشمے، سمندر، فصلیں اور پھل وغیرہ۔ یوں مجموعی طور پر چھ دن ہو گئے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس وقت جب چاند سورج کا یہ مروجہ وموجودہ نظام نہ تھا تو ایام سے کون سے ایام مراد ہیں؟ ایک جواب تو یہ ہے کہ جتنا وقت خلق السموات والارض میں صرف ہوا تھا اگر اُس کا اندازہ لگایا جائے تو چھ دن کے برابر کا عرصہ بنتا ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ایام سے وان یوماً عند ربک کالف سنة مماتعدون مراد ہے۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾ حَتّٰٓى
اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے تو وہ روک لئے جائیں گے ○ یہاں تک کہ
اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ
جب وہ اس کے پاس آ پہنچیں گے تو ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں گواہی دیں گی
بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ
جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ○ اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی
قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ
وہ کہیں گے کہ ہمیں اللہ نے گویائی دی جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ہے اور اسی نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا
وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ
اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ○ اور تم اپنے کانوں اور آنکھوں اور چمڑوں کی
وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا
اپنے اوپر گواہی دینے سے پردہ نہ کرتے تھے لیکن تم نے یہ گمان کیا تھا جو کچھ تم کرتے ہو اس میں سے بہت سی چیزوں کو اللہ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ
نہیں جانتا ○ اور تمہارے اسی خیال نے جو تم نے اپنے رب کے حق میں کیا تھا تمہیں برباد کیا پھر تم
مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا
نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے ○ پس اگر وہ صبر کریں تو بھی ان کا ٹھکانا آگ ہی ہے اور اگر وہ معافی چاہیں گے
فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ
تو انہیں معافی نہیں دی جائے گی ○ اور ہم نے ان کے لئے کچھ ہمنشین مقرر کر دیئے پس انہوں نے ان کو وہ (برے کام) اچھے کر دکھائے
اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ
جو پہلے کر چکے تھے اور جو پیچھے کریں گے اور ان پر حکم الٰہی ثابت ہو چکا تھا پہلی امتوں کے ضمن میں جو
ع قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
ان سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے گزر چکی تھیں بیشک وہ نقصان اٹھانے والے تھے ○ اور کافروں نے کہا کہ

لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ﴿٢٦﴾ فَلَنُذِيقَنَّ

تم اس قرآن کو نہ سنو — اور اس میں غل مچاؤ — تا کہ تم غالب ہو جاؤ ○ — پس ہم ضرور

الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ

کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے — اور ہم انہیں ان کے بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے — جو وہ کیا کرتے تھے ○ — اللہ کے

جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ۖ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا

دشمنوں کی یہی سزا آگ ہی ہے — ان کے لئے اس میں ہمیشہ رہنے کا گھر ہے — اس کا بدلہ جو ہماری آیتوں کا

يَجْحَدُونَ ﴿٢٨﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ

انکار کیا کرتے تھے ○ — اور کافر کہیں گے — اے ہمارے رب — ہمیں وہ لوگ دکھا — جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا — جنوں

وَالْإِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ

اور انسانوں میں سے — ہم انہیں اپنے قدموں کے نیچے ڈال دیں — تا کہ وہ بہت ہی ذلیل ہوں ○ — بے شک

الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا

جنہوں نے کہا تھا کہ — ہمارا رب اللہ ہے — پھر اس پر قائم رہے — ان پر فرشتے اتریں گے کہ — تم خوف نہ کرو

وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ

اور نہ غم کرو — اور جنت میں خوش رہو — جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ○ — ہم تمہارے

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ

دنیا میں بھی دوست تھے اور آخرت میں بھی — اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے — جس کو تمہارا دل چاہے — اور تم

فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا ع ۱۸

جو وہاں مانگو گے ملے گا ○ — بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے ○ — اور — اس سے بہتر کس کی بات ہے

مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾ وَلَا

جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا — اور خود بھی اچھے کام کئے — اور کہا بیشک میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں ○ — اور

تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ

نیکی — اور بدی برابر نہیں ہوتی — (برائی کا) دفعیہ اس بات سے کیجئے — جو اچھی ہو — پھر ناگہاں وہ شخص جو تیرے

وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ

اور اس کے درمیان دشمنی تھی ایسا ہوگا گویا کہ وہ مخلص دوست ہے ○ اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر انہیں جو صابر ہوتے ہیں

وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ

اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر اس کو جو بڑا بخت والا ہے ○ اور اگر آپ کو شیطان سے کوئی وسوسہ آنے لگے تو

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ

اللہ کی پناہ مانگیئے بیشک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے ○ اور اس کی نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج

وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ

اور چاند ہیں سورج کو سجدہ نہ کرو اور نہ چاند کو اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے

اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ

اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو ○ پھر اگر وہ تکبر کریں تو وہ لوگ جو آپ کے رب کے پاس ہیں

يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ﴿۳۸﴾ السجدۃ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى السجدۃ ۱۱

رات دن اس کی تسبیح کرتے ہیں اور تھکتے نہیں ○ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ

الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ

تو زمین کو دبی ہوئی دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو ابھرتی اور پھولتی ہے بیشک جس نے

اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا

اسے زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کرے گا بیشک وہی ہر چیز پر قادر ہے ○ بیشک جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں

لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

وہ ہم سے چھپے نہیں رہتے کیا وہ شخص جو آگ میں ڈالا جائے گا بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن سے آئے گا

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ

جو چاہو کرو جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھ رہا ہے ○ بیشک وہ لوگ جنہوں نے نصیحت سے انکار کیا

لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ

جبکہ وہ ان کے پاس آئی اور تحقیق وہ البتہ عزت والی کتاب ہے ○ جس میں نہ آگے اور نہ پیچھے سے غلطی کا

خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ

دخل ہے حکمت والے تعریف کئے ہوئے کی طرف سے نازل کی گئی ہے○ آپ سے وہی بات کہی جاتی ہے جو آپ سے پہلے رسولوں سے

مِنْ قَبْلِكَ ؕ إِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ أَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا

کہی گئی تھی بے شک آپ کا رب بخشنے والا اور دردناک عذاب دینے والا بھی ہے○ اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا

أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ

قرآن بنادیتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں کیا عجمی کتاب اور عربی رسول؟ کہہ دو یہ

اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ

ایمان داروں کے لئے ہدایت اور شفا ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے کان بہرے ہیں اور وہ قرآن ان کے

عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ أُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى ع

حق میں نابینائی ہے وہ لوگ (گویا کہ) دور جگہ سے پکارے جارہے ہیں○ اور ہم نے موسیٰ کو

الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ

کتاب دی تھی پھر اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات صادر نہ ہو چکی ہوتی تو ان کا فیصلہ ہی ہو چکا ہوتا

وَإِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ أَسَآءَ

اور انہیں تو قرآن میں قوی شک ہے○ جو کوئی نیک کام کرتا ہے تو اپنے لئے اور برائی کرتا ہے تو

فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

اپنے سر پر اور آپ کا رب تو بندوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا○

افاداتِ محمود:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ ایک جن اور شیطان کو مقرر فرمایا ہے جو کہ انسان کو گناہ پر اُکساتا ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا کہ حضور کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہاں لیکن اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی ہے۔ وہ میرا مطیع وفرمانبردار ہو گیا ہے اور میں اس کے شر سے بچ گیا ہوں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ الفاظ نہ سننا بھی مراد ہے اور قرآن کریم کے اوامر میں عیوب اور غلطیاں نکالنا بھی مراد ہے۔ تاکہ کسی طرح جو لوگ قرآن کریم کے الفاظ ومعانی سے متاثر ہوتے ہیں اور مسلمان ہوتے ہیں یہ سلسلہ رک جائے۔ (العیاذ باللہ)

ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ الخ

یعنی کتاب تو عجمی ہو اور جس نبی پر اتری ہو اور جس نبی نے سمجھانی پڑھانی ہو وہ عربی ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ لہٰذا عربی رسول پر کتاب بھی عربی میں نازل ہونی چاہیے تھی۔

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهَا

قیامت کی خبر کا اسی کی طرف حوالہ دیا جاتا ہے اور کوئی پھل اپنے غلافوں سے نہیں نکلتا

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي

اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ وضع حمل کرتی ہے مگر اس کے علم سے اور جس دن انہیں پکارے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں

قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ ﴿٤٧﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ

کہیں گے ہم نے آپ سے عرض کر دیا کہ ہم میں سے کسی کو بھی خبر نہیں ○ اور ان سے وہ کھوئے جائیں گے جنہیں اس سے پہلے پکارتے تھے

وَظَنُّوا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ﴿٤٨﴾ لَا يَسْأَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ

اور یقین کر لیں گے کہ انہیں کسی طرح بھی چھٹکارا نہیں ○ انسان بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا اور اگر

مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ﴿٤٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ

اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے ○ اور اگر ہم اسے اس مصیبت کے بعد جو اس پر آئی تھی اپنی رحمت کا مزہ

مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُجِعْتُ

چکھاتے ہیں تو کہتا ہے یہ میرا حق تھا اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت قائم ہوگی اور اگر میں اپنے

إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا

رب کے پاس گیا بھی تو بے شک میرے لئے اس کے ہاں بھلائی ہی ہوگی ہم کافروں کو ضرور بتائیں گے جو کچھ وہ کرتے رہے

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٠﴾ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ

اور ہم ضرور انہیں سخت عذاب چکھائیں گے ○ اور جب ہم نے انسان پر انعام کیا تو اس نے منہ پھیر لیا

وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ ﴿٥١﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ

اور کنارہ کش ہو گیا اور جب اس کو تکلیف پہنچی تو لمبی چوڑی دعا کرنے لگا ○ کہہ دو بھلا دیکھو تو سہی اگر

كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾

یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہو پھر تم اس کا انکار کر بیٹھے تو ایسے پرلے درجہ کے ضدی سے کون زیادہ گمراہ ہوگا ○

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ

عنقریب ہم اپنی نشانیاں انہیں دنیا میں دکھائیں گے اور خود ان کے نفس میں یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ وہی حق ہے کیا

يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ
ان کے رب کی یہ بات کافی نہیں کہ وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے ○ خبردار انہیں اپنے رب کے پاس حاضر ہونے میں
رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾ ع
شک ہے خبردار بیشک وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے ○

(۴۲) سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ (۶۲)

آیتیں ۵۳ سورۂ شوریٰ مکی ہے رکوع ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
حٰمٓ ۝۱ عٓسٓقٓ ۝۲ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ
اسی طرح سے اللہ زبردست حکمت والا آپ کی طرف وحی کرتا ہے اور ان کی طرف بھی (کرتا تھا) جو
الْحَكِيْمُ ۝۳ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝۴ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ
آپ سے پہلے تھے ۝ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ بلند مرتبہ بزرگی والا ہے ۝ قریب ہے کہ آسمان
يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ
اوپر سے پھٹ جائیں اور سب فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور ان کے لئے جو زمین میں ہیں
فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ
مغفرت مانگتے ہیں خبردار بیشک اللہ ہی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ۝ اور وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا اور کارساز
اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۶ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
بنا رکھے ہیں اللہ ان کا حال دیکھ رہا ہے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں ۝ اور اسی طرح ہم نے آپ پر
قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ
عربی زبان میں قرآن نازل کیا تاکہ آپ مکہ والوں اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائیں اور قیامت کے دن سے بھی ڈرائیں جس میں
فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝۷ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً
کوئی شبہ نہیں (اس روز) ایک جماعت جنت میں اور ایک جماعت جہنم میں ہوگی ۝ اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی جماعت
وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ
کر دیتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست ہے
وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۸ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُـحْيِ
اور نہ کوئی مددگار ۝ کیا انہوں نے اس کے سوا اور بھی مددگار بنا رکھے ہیں پھر اللہ ہی مددگار ہے اور وہی مردوں کو

الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۹﴾ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ

زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ○ اور جس بات میں بھی تم اختلاف کرتے ہو سو اس کا فیصلہ اللہ کے

إِلَى اللّٰهِ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿۱۰﴾ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ

سپرد ہے وہی اللہ میرا رب ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں ○ وہ آسمانوں اور زمین کا

وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ يَذْرَؤُكُمْ

پیدا کرنے والا ہے اسی نے تمہاری جنس سے تمہارے لئے جوڑے بنائے اور چارپایوں کے بھی جوڑے بنائے تمہیں زمین میں

فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ

پھیلاتا ہے کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے ○ اس کے ہاتھ میں آسمانوں اور

وَالْأَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۱۲﴾

زمین کی کنجیاں ہیں روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کر دیتا ہے بے شک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ○

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوحًا وَالَّذِيٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ وَمَا

تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا کہ جس کا نوح کو حکم دیا تھا اور اسی راستہ کی ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے

وَصَّيْنَا بِهٖٓ إِبْرٰهِيمَ وَمُوسٰى وَعِيسٰىٓ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ

اسی کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ اسی دین پر قائم رہو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۚ اللّٰهُ يَجْتَبِيٓ إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِيٓ

جس چیز کی طرف آپ مشرکوں کو بلاتے ہیں وہ ان پر گراں گزرتی ہے اللہ جسے چاہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے

إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوٓا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ

اسے راہ دکھاتا ہے ○ اور (اہل کتاب جو) جدا جدا فرقے ہوئے تو علم آنے کے بعد اپنی باہمی ضد سے ہوئے

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلٰىٓ أَجَلٍ مُسَمًّى لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّ

اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک وقت مقرر (قیامت) تک کا وعدہ نہ ہوتا تو ان میں فیصلہ ہو گیا ہوتا اور جو ان کے بعد

الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ ﴿۱۴﴾ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ

کتاب کے وارث بنائے گئے ہیں (زمانہ نبوی کے اہل کتاب) وہ اس (دین) کی نسبت حیرت انگیز شک میں ہیں ○ تو آپ اسی دین کی طرف بلایئے

وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ
اور قائم رہئے جیسا آپ کو حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشوں پر نہ چلئے اور کہہ دو کہ میں اس پر یقین لایا ہوں جو اللہ نے کتاب نازل کی ہے

كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۗ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۗ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۗ
اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں اللہ ہی ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال

لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۗ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٥﴾ وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ
ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ○ اور جو لوگ اللہ (کے دین)

فِى اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ
کے بارے میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ وہ مان لیا گیا ان لوگوں کی حجت ان کے رب کے ہاں باطل ہے اور ان پر غضب ہے

وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿١٦﴾ اَللّٰهُ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۗ وَمَا
اور ان کے لئے سخت عذاب ہے ○ اللہ ہی ہے جس نے سچی کتاب اور ترازو نازل کی اور

يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿١٧﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ
آپ کو کیا معلوم شاید قیامت قریب ہو ○ اس کی جلدی تو وہی کرتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جو

اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۗ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِى
ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے خبردار بیشک جو لوگ قیامت کے بارہ میں جھگڑتے ہیں

السَّاعَةِ لَفِىْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿١٨﴾ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ
وہ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں ○ اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے جسے (جس قدر) چاہے روزی دیتا ہے اور وہ

الْقَوِىُّ الْعَزِيْزُ ﴿١٩﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِىْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ ع
بڑا طاقتور زبردست ہے ○ جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں برکت دیں گے اور

كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿٢٠﴾ اَمْ
جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو اسے (بقدر مناسب) دنیا میں دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہوگا ○ کیا

لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۗ وَلَوْلَا كَلِمَةُ
ان کے اور شریک ہیں جنہوں نے انکے لئے دین کا وہ طریقہ نکالا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی اور اگر فیصلہ کا

الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظّٰلِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢١﴾ تَرَى الظّٰلِمِينَ

وعدہ نہ ہوا ہوتا تو ان کا دنیا ہی میں فیصلہ ہو گیا ہوتا اور بیشک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے ○ آپ ظالموں کو (قیامت کے دن)

مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

دیکھیں گے کہ اپنے اعمال (کے وبال) سے ڈر رہے ہوں گے اور وہ ان پر پڑنے والا ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے

فِي رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿٢٢﴾

وہ بہشت کے باغوں میں ہوں گے انہیں جو چاہیں گے اپنے رب کے ہاں سے ملے گا یہی وہ بڑا فضل ہے ○

ذٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۗ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ

یہی وہ (فضل) ہے جس کی اللہ اپنے بندوں کو خوشخبری دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے کہہ دو میں تم سے اس پر

عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۗ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا

کوئی اجرت نہیں مانگتا بجز رشتہ داری کی محبت کے اور جو نیکی کمائے گا تو ہم اس میں اس کے لئے بھلائی

حُسْنًا ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٢٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۖ فَإِنْ

زیادہ کر دیں گے بیشک اللہ بخشنے والا قدردان ہے ○ کیا وہ کہتے ہیں کہ آپ نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے پس اگر

يَشَإِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهِ ۚ

اللہ چاہے تو آپ کے دل پر مہر کر دے اور اللہ باطل کو مٹا دیتا ہے اور سچ کو اپنی کلام سے ثابت کر دیتا ہے

إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٤﴾ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ

بیشک وہ سینوں کے بھید کو خوب جانتا ہے ○ اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے

وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا

اور ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو ○ اور ان کی دعا قبول کرتا ہے جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَالْكٰفِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿٢٦﴾

اور نیک کام کئے اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دیتا ہے اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہے ○

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلٰكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَا

اور اگر اللہ اپنے بندوں کی روزی کشادہ کر دے تو زمین پر سرکشی کرنے لگیں لیکن وہ ایک اندازے سے اتارتا ہے

يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ

جتنی چاہتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں سے خوب خبردار دیکھنے والا ہے○ اور وہی ہے جو نا امید ہو جانے کے بعد

مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ

مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے اور وہی کارساز حمد کے لائق ہے○ اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَاۗءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ع

اور زمین کو بنایا اور اس پر ہر قسم کے چلنے والے جانور پھیلائے اور وہ جب چاہے گا ان کے جمع کرنے پر قادر ہے○

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾ ۭ وَمَآ

اور تم پر جو مصیبت آتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں سے آتی ہے اور وہ بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے○ اور

اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ښ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۱﴾

تم زمین میں عاجز کرنے والے نہیں اور سوائے اللہ کے نہ کوئی تمہارا کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار○

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ

اور اس کی نشانیوں میں سے سمندر میں پہاڑوں جیسے جہاز ہیں○ اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے پس وہ اس کی سطح پر

رَوَاكِدَ عَلٰي ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾ ۙ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا

کھڑے رہ جائیں بیشک اس میں صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے نشانیاں ہیں○ یا ان کے برے اعمال کے سبب سے

كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۴﴾ ۡ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ

نہیں تباہ کر دے اور بہتوں کو معاف بھی کر دیتا ہے○ اور جان لیں وہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں کہ ان کے لئے پناہ کی

مَّحِيْصٍ ﴿۳۵﴾ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ

کوئی جگہ نہیں○ پھر جو کچھ بھی تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر

وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾ ۚ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ

اور سدا رہنے والا ہے یہ ان کے لئے ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں○ اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں

وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ ۚ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا

اور بے حیائی سے بچتے ہیں اور جب غصہ ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں○ اور وہ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز

الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ

اداکرتے ہیں اور ان کا کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ دیا بھی کرتے ہیں ○ اور وہ لوگ جب

الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ

ان پر ظلم ہوتا ہے تو بدلہ لیتے ہیں ○ اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے پس جس نے معاف کردیا اور صلح کرلی

فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ

تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے بیشک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا ○ اور جو کوئی ظلم اٹھانے کے بعد بدلہ لے

مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ

تو ان پر کوئی الزام نہیں ○ الزام تو ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں

فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ

ناحق سرکشی کرتے ہیں یہی ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے ○ اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کردیا

اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ع

بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے ○ اور جسے اللہ گمراہ کردے سو اس کے بعد اس کا کوئی کارساز نہیں

وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾

اور ظالموں کو دیکھیں گے جب وہ عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے کیا واپس جانے کا بھی کوئی راستہ ہے ○

وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ

اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ دوزخ کے سامنے لائیں جائیں گے ایسے حال میں کہ ذلت کے مارے جھکے ہوئے ہوں گے چھپی نگاہ سے دیکھ رہے ہوں گے

وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ

اور وہ لوگ کہیں گے جو ایمان لائے تھے بیشک خسارہ اٹھانے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ

قیامت کے دن خسارہ میں رکھا خبردار بیشک ظالم ہی ہمیشہ کے عذاب میں ہوں گے ○ اور ان کا اللہ کے سوا کوئی بھی

يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا

حمایتی نہ ہوگا کہ ان کو بچائے اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لئے کوئی بھی راستہ نہیں ○ اس سے پہلے

لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ

اپنے رب کا حکم مان لو کہ وہ دن آجائے جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں اس دن تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی

وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ

اور نہ تم انکار کر سکو گے ○ پھر بھی اگر نہ مانیں تو ہم نے آپ کو ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا ہے آپ پر

عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ

تو صرف پہنچا دینا ہے اور جب ہم انسان کو اپنی کوئی رحمت چکھاتے ہیں تو اس سے خوش ہو جاتا ہے اور اگر

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

اس پر اس کے اعمال سے کوئی مصیبت پڑ جاتی ہے تو انسان بڑا ہی ناشکرا ہے ○ آسمانوں اور زمین پر

وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ

اللہ ہی کی بادشاہی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے

الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ

بخشتا ہے ○ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے بے شک وہ

عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاۗئِ حِجَابٍ

خبردار قدرت والا ہے ○ اور کسی انسان کا حق نہیں کہ اس سے اللہ کلام کرے مگر بذریعہ وحی یا پردے کے پیچھے سے

اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَكَذٰلِكَ

یا کوئی فرشتہ بھیج دے کہ وہ اس کے حکم سے القا کرے جو وہ چاہے بیشک وہ بڑا عالیشان حکمت والا ہے ○ اور اسی طرح

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ

ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے قرآن نازل کیا آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے

وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ

اور لیکن ہم نے قرآن کو ایسا نور بنایا ہے کہ ہم اس کے ذریعہ سے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور بیشک آپ

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

سیدھا راستہ بتاتے ہیں ○ اس اللہ کا راستہ جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں ہیں

اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾
خبردار اللہ ہی کی طرف سب کام رجوع کرتے ہیں ۝

ع ۵

افاداتِ محمود:

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ الخ یا تو یہ مقصد ہے کہ مشرکین فرشتوں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ خدا کی بیٹیاں ہیں (العیاذ باللہ) تو یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔

(۲) دوسرا مقصد یہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آسمان میں انگشت برابر کوئی جگہ خالی نہیں ہے بلکہ تمام آسمان فرشتوں سے پر ہیں۔ کوئی قیام میں، کوئی رکوع میں اور بعض سجدہ میں ہیں۔ تو اگر اللہ تعالیٰ آسمانوں کو تھامے نہ رکھتا اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ان کو سہارا نہ دیتا تو ممکن تھا کہ فرشتوں کی ثقل کی وجہ سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ

یہاں چار قسم کے بندوں کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ ایک قسم تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو صرف بیٹیاں عطا فرماتے ہیں، ان کے بیٹے نہیں ہوتے۔ جیسے حضرت لوط علیہ السلام وامثالہ۔ بعض کو صرف بیٹے عطا فرما دیتے ہیں ان کے ہاں بیٹیاں نہیں ہوتیں، جیسے حضرت ابراہیمؑ وامثالہ۔ بعض کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں قسم کی اولاد سے نوازا جاتا ہے۔ جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر بعض کو لاولد بنا دیتے ہیں اور ان کے ہاں اولاد نہیں ہوتی جیسے حضرت یحییٰؑ وغیرہ۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا الخ

اس آیت میں وحی کی اقسام ثلاثہ کو بیان فرمایا گیا ہے۔

وحی کی لغوی واصطلاحی تحقیق اور قسمیں

امام راغب لکھتے ہیں ''اصل الوحی الاشارۃ السریعۃ'' یعنی جلد اشارہ کرنا۔ یہ اشارہ کبھی کلام کے ذریعہ ہوتا ہے، کبھی کتابت اور کبھی اعضاء وجوارح سے ہوتا ہے۔ اصطلاح میں ''الکلمۃ الالٰھیۃ تلقٰی الٰی انبیائہ'' یعنی اللہ تعالیٰ کا جو حکم حضرات انبیاء کو تلقین کیا جاتا ہے اُسے وحی کہا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں وحی کی ان تین اقسام کی نشان دہی فرمائی گئی ہے جن صورتوں میں انبیاء علیہم السلام پر وحی نازل ہوتی رہی۔ ایک صورت یہ ہے کہ بلاواسطہ اللہ تعالیٰ نبی سے ہم کلام ہو، لیکن بالمشافہہ نہ ہو، بلکہ پس پردہ وحجاب۔ اس صورت میں نبی کے کان سنتے ہیں اور آنکھوں سے اللہ تعالیٰ نظر نہیں آتے۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شب معراج میں ہوا۔ دوسری صورت یہ ہوتی ہے بواسطہ فرشتہ وحی کی جاتی ہے، لیکن فرشتہ انسانی شکل میں متشکل ہو کر سامنے نہیں آتا، بلکہ

براہ راست وہ نبی کے قلب پر القاء کرتا ہے اور نبی فرشتہ کے اس خاص انداز کو سمجھتا ہے۔ اس کی صوت اور الفاظ کو اخذ کر لیتا ہے۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ تار گھر میں مشین کی ٹک ٹک کی آواز سنائی دیتی ہے اور آپریٹر اس سے حاصل کردہ مضمون و مفہوم لکھتا رہتا ہے، لیکن عام لوگوں کو وہ آواز سمجھ میں نہیں آتی اور غالباً وحی کی یہی قسم ہے جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قسم زیادہ سخت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ کبھی کبھی حضور پر جو وحی آتی تھی کصلصة الجرس میں یعنی گھنٹی کی آواز کی مانند اس کی بھنبھناہٹ محسوس ہوتی تھی۔ اس صورت میں حواس ظاہرہ کا کوئی دخل نہ ہوتا تھا۔ آیت مذکورہ میں ''وحیاً'' سے اس دوسری قسم کی طرف اشارہ ہے اور تیسری صورت یہ ہے کہ فرشتہ سامنے آ کر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیتا تھا۔ کبھی اپنی اصلی صورت وشکل میں جیسے حضرت جبریلؑ ایک دو دفعہ اپنی اصلی صورت میں حضور کے سامنے آئے ہیں اور کبھی کسی غیر معروف شخص کی صورت میں جیسے حدیث جبریلؑ میں ہے اور عموماً حضرت جبریلؑ حضرت دحیہ کلبیؓ کی شکل میں متشکل ہو کر تشریف لے آتے تھے۔ مذکورہ بالا تینوں قسموں کا تعلق انبیاء کے ساتھ ہے۔ کبھی وحی بالالہام ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد ہے واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضیعه الخ اور کبھی وحی بالتسخیر ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ ''واوحی ربک الی النحل'' واللہ اعلم

سورۃ الزخرف مکیۃ ۴۳

آیتیں ۸۹ سورۂ زخرف مکی ہے رکوع ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ① وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ③ وَاِنَّهٗ

روشن کتاب کی قسم ہے○ ہم نے اسے عربی زبان میں قرآن بنایا ہے تاکہ تم سمجھو○ اور

فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ④ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ

یہ کتاب لوح محفوظ میں ہمارے نزدیک بلند مرتبہ حکمت والی ہے○ کیا تمہارے سمجھانے سے ہم اس لئے منہ پھیر لیں گے کہ

كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ⑤ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ⑥ وَمَا يَاْتِيْهِمْ

تم بے ہودہ لوگ ہو○ اور پہلے لوگوں میں بھی ہم نے بہت سے نبی بھیجے ہیں○ اور ان کے پاس

مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑦ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى

ایسا کوئی نبی نہ آتا تھا کہ جس سے وہ ٹھٹھا نہ کرتے تھے○ پھر ہم نے ان میں بڑے زور والوں کو ہلاک کر دیا اور

مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ⑧ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ

پہلوں کی مثال گزر چکی ہے○ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور کہیں گے کہ انہیں

الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ⑨ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا

بڑے زبردست جاننے والے نے پیدا کیا ہے○ وہ جس نے زمین کو تمہارا بچھونا بنایا اور تمہارے لئے اس میں راستے بنائے

لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ⑩ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً

تاکہ تم راہ پاؤ○ اور وہ جس نے آسمان سے اندازے کے ساتھ پانی اتارا پھر ہم نے اس سے مردہ بستی کو

مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ⑪ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ

زندہ کیا تم بھی اسی طرح (قبروں سے) نکالے جاؤ گے○ اور وہ جس نے ہر قسم کے جوڑے بنائے اور تمہارے لئے وہ کشتیاں

وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ⑫ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ

اور چارپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو○ تاکہ ان کی پیٹھ پر چڑھ کر اپنے رب کا احسان یاد کرو

إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحٰنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿١٣﴾
جبکہ تم ان پر خوب بیٹھ جاؤ اور کہو وہ ذات پاک ہے جس نے ہمارے لئے اسے مطیع کر دیا اور ہم اسے قابو میں لانے والے نہ تھے○
وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ﴿١٤﴾ وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ
اور بیشک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں○ اور لوگوں نے اس کے بندوں کو اس کی اولاد بنا دیا بیشک انسان صریح
مُبِينٌ ﴿١٥﴾
ناشکرا ہے○

ع ۱۵

افاداتِ محمود:

إِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا الخ

قرآن کریم کو عربی میں اس وجہ سے نازل کیا گیا ہے کہ ایک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک عربی تھی اور دوسرا اس وجہ سے کہ قرآن کریم کے پہلے مخاطب عرب تھے۔

أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَّأَصْفَاكُم بِالْبَنِينَ ۝١٦ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم

کیا اس نے اپنی مخلوقات میں سے بیٹیاں لے لیں اور تمہیں بیٹے چن کر دیئے ○ اور جب ان میں سے کسی کو

بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝١٧ أَوَمَن يُنَشَّأُ

اس چیز کی خوشخبری دی جائے جسے رحمان کے لئے ٹھیراتا ہے تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ دل میں کڑھتا رہتا ہے ○ کیا اس کے لئے وہ ہے جو

فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ۝١٨ وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ

زیور میں پلتی ہے اور وہ جھگڑے میں بات نہیں کر سکتی ○ اور فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں

الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ ۝١٩ وَقَالُوا لَوْ

عورتیں فرض کر لیا کیا انہوں نے پیدا ہوتے دیکھا ہے ان کی گواہی لکھی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا ○ اور کہتے ہیں

شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُم ۗ مَّا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝٢٠

اگر رحمٰن چاہتا تو ہم انہیں نہ پوجتے انہیں اس کی کچھ خبر نہیں وہ محض انکل دوڑاتے ہیں ○

أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِّن قَبْلِهِ فَهُم بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ۝٢١ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا

کیا ہم نے انہیں اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس پر قائم ہیں ○ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو

عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّهْتَدُونَ ۝٢٢ وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ

ایک طریقہ پر پایا اور انہیں کے ہم پیرو ہیں ○ اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی

فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ

گاؤں میں بھی کوئی ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے دولت مندوں نے (یہی) کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم

آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ ۝٢٣ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكُم بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدتُّمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ ۖ

انہیں کے پیرو ہیں ○ رسول نے کہا اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے بھی بہتر طریقہ لاؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا

قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ۝٢٤ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

انہوں نے کہا جو کچھ تو لایا ہے ہم اس کے منکر ہیں ○ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا پھر دیکھ جھٹلانے والوں کا

الْمُكَذِّبِينَ ۝٢٥ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ۝٢٦

انجام کیا ہوا ○ اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ بیشک میں ان سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو ○

إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ﴿٢٧﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ

سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا سو بیشک وہی مجھے راہ دکھائے گا○ اور یہی بات اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گیا تا کہ وہ

يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُبِينٌ ﴿٢٩﴾

رجوع کریں○ بلکہ میں نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو خوب سامان دیا یہاں تک کہ ان کے پاس سچا قرآن اور صاف بتانے والا رسول آیا○

وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ﴿٣٠﴾ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ

اور جب ان کے پاس سچا قرآن پہنچا تو کہا یہ تو جادو ہے اور ہم اسے نہیں مانتے○ اور کہا کیوں یہ قرآن ان دونوں بستیوں کے

عَلَىٰ رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ﴿٣١﴾ أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا

کسی سردار پر نازل نہیں کیا گیا○ کیا وہ اپنے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں ان کی روزی تو ہم نے

بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ

ان کے درمیان دنیا کی زندگی میں تقسیم کی ہے اور ہم نے بعض کے بعض پر درجے بلند کئے تا کہ ایک

بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٣٢﴾ وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ

دوسرے کو محکوم بنا کر رکھے اور آپ کے رب کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں○ اور اگر یہ نہ ہو

النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ

تا کہ سب لوگ ایک طریقہ کے ہو جائیں گے (کافر) تو جو اللہ کے منکر ہیں ان کے گھروں کی چھت اور ان پر

وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ﴿٣٣﴾ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ ﴿٣٤﴾ وَزُخْرُفًا ۚ

چڑھنے کی سیڑھیاں چاندی کی کر دیتے○ اور ان کے گھروں کے دروازے اور وہ تخت بھی چاندی کے کر دیتے جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں○

ع وَإِنْ كُلُّ ذَٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٣٥﴾

اور سونے کے بھی اور یہ سب کچھ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور دار آخرت آپ کے رب کے ہاں پرہیزگاروں کے لئے ہے○

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ﴿٣٦﴾ وَإِنَّهُمْ

اور جو اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے تو ہم اس پر ایک شیطان متعین کرتے ہیں پھر وہ اس کا ساتھی رہتا ہے○ اور شیاطین

لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ ﴿٣٧﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَنَا قَالَ

آدمیوں کو راستے سے روکتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ راست پر ہیں○ یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئیگا تو کہے گا

يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ

اے کاش میرے تیرے درمیان مشرق اور مغرب کی دوری ہوتی پس کیسا برا ساتھی ہے ○ اور آج تمہیں یہ بات

الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي

ہرگز نفع نہ دے گی چونکہ تم نے ظلم کیا تھا بیشک تم سب عذاب میں شریک ہو ○ پس کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں یا اندھوں کو راہ

الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾

دکھا سکتے ہیں اور انہیں جو صریح گمراہی میں ہیں ○ پس اگر ہم آپ کو (دنیا سے) اٹھالیں تو بھی ہم ان سے بدلہ لیں گے ○

اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ

یا اگر ہم آپ کو وہ دکھا بھی دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے تو ہم ان پر قادر ہیں ○ پھر آپ مضبوطی سے پکڑیں اسے جو آپ کی طرف وحی

اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ

کیا گیا ہے بیشک آپ سیدھے راستہ پر ہیں ○ اور بیشک وہ (قرآن) آپ کے لئے اور آپکی قوم کے لئے ایک نصیحت ہے اور تم سب سے اس کی

تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ

باز پرس ہوگی ○ اور آپ ان سب پیغمبروں سے جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھ لیجئے کیا ہم نے رحمان کے سوا

ع الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

دوسرے معبود ٹھہرالئے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے ○ اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے امرائے دربار کی طرف بھیجا تھا

فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾

سو اس نے کہا کہ میں پروردگا عالم کا رسول ہوں ○ پس جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیاں لایا تو وہ اس کی ہنسی اڑانے لگے ○

وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۫ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ

اور ہم ان کو جو کوئی نشانی دکھاتے تھے تو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوتی تھی اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تا کہ وہ

يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا

باز آجائیں ○ اور انہوں نے کہا اے جادوگر اپنے رب سے ہمارے لئے اس عہد سے جو تجھ سے اس نے کیا ہے دعا کر ہم ضرور

لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ

راہ پر آجائیں گے ○ پھر جب ہم ان سے عذاب ہٹا لیتے تو اسی وقت عہد کو توڑ دیتے ○ اور فرعون نے

فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَ هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ۚ اَفَلَا
اپنی قوم میں منادی کر کے کہہ دیا اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہہ رہی ہیں
تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ ۙ وَّ لَا یَكَادُ یُبِیْنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْلَآ
پھر کیا تم نہیں دیکھتے ○ کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں جو ذلیل ہے اور صاف بات بھی نہیں کر سکتا ○ پھر اس کے لئے
اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِیْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ
سونے کے کنگن کیوں نہیں اتارے گئے یا اس کے ہمراہ فرشتے پرے باندھے ہوئے آئے ہوتے ○ پس اس نے
قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ
اپنی قوم کو احمق بنا دیا پھر اس کے کہنے میں آ گئے کیونکہ وہ بدکار لوگ تھے ○ پس جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا
فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّ مَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ ﴿۵۶﴾ ع
پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا ○ پھر ہم نے انہیں گئے گزرے اور پیچھے آنے والوں کے لئے کہاوت بنا دیا ○

افاداتِ محمود:

وَ قَالُوْا یٰٓاَیُّهَ السّٰحِرُ یہاں ساحر بمعنی عالم ہے کیونکہ ان لوگوں کی لغت میں ساحر بڑے عالم اور زیرک شخص کو کہا جاتا تھا، لہٰذا یہ حضرت موسیٰؑ کی مدح ہے، ذم نہیں ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ بنی اسرائیل کا اشارہ اس طرف ہو کہ آپ اگرچہ مستجاب الدعوات ہیں۔ ہم آپ سے دعاء بھی کرواتے ہیں، لیکن سمجھتے ہیں آپ کو ساحر ہی ہیں۔ (العیاذ باللہ) بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ''الساحر الذی غلب سحره'' یقال ساحرته فسحرت یعنی میں نے جادوگری میں مقابلہ کیا تو میں اس پر غالب آیا۔ لہٰذا اس صورت میں ساحر کا معنی یہ ہوگا ''یاایها الذی غلبنا بسحره

جب فرعون نے دیکھا کہ لوگ میری خدائی سے متنفر ہوتے جا رہے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے قائل بنتے جا رہے ہیں تو لوگوں سے کہا کہ تم لوگوں پر میرے احسانات ہیں کہ ملک مصر میرے کنٹرول میں ہے اور میرے زیر تصرف یہ نہریں بہتی ہیں۔ پھر بھی تم موسیٰؑ کی طرف داری کرتے ہو۔

وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ الخ ایشیا میں دو بڑے دریا ہیں۔ ایک دریا نیل دوسرا دریا سندھ اور تیسرے نمبر پر بنگال کا دریا ہے۔ مِنْ تَحْتِیْ کا ایک مقصد یہ ہے کہ میرے محل کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ نہریں میرے زیر تصرف ہیں اور تیسرا مطلب یہ ہے کہ یہ نہریں میرے تخت کے نیچے بہتی ہیں۔

مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ الخ حدیث میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی انکم وما

تعبدون من دون الله حصب جهنم تو مشرکین مکہ نے خوب شور مچایا۔ وہ کہنے لگے کہ آیت کے عموم میں تو حضرت عیسیٰؑ بھی داخل ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے سوا جس چیز کی عبادت کی جاتی ہے، اس میں خیر نہیں ہوتی تو مشرکین مکہ نے کہا کہ پھر تو حضرت عیسیٰ میں بھی کوئی خیر نہیں ہوگی۔ (العیاذ باللہ) کیونکہ عیسائی ان کی پرستش کرتے ہیں۔ اسی طرح اور الٹی سیدھی باتیں کرتے تھے۔ اس آیت میں ان سب کا جواب دیا گیا کہ بتوں کو اور شیاطین کو حضرات انبیاء کے نفوس قدسیہ پر قیاس کرنا پرلے درجہ کی نادانی و حماقت ہے۔ کہاں وہ شیاطین جو انسانیت کو دھکیل کر جہنم کی دہلیز پر پہنچانا چاہتے ہیں اور کہاں وہ انبیاء علیہم السلام جن کی نظر میں ایک انسان کا جہنم سے بچ کر جنت میں جانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہو۔ کیا یہ برابر ہو سکتے ہیں، مگر بھینگی آنکھ کو ایک کے دو ہی نظر آتے ہیں:

گر نہ بیند در روز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ

اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی

مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ۝۵۷ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ

تو اسی وقت آپ کی قوم کے لوگ کھلکھلا کر ہنسنے لگے ۝ اور کہا کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ یہ ذکر صرف آپ سے

اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝۵۸ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا

جھگڑنے کے لئے کرتے ہیں بلکہ وہ تو جھگڑالو ہی ہیں ۝ وہ تو ہمارا ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لئے

لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝۵۹ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰۗىِٕكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ۝۶۰ وَاِنَّهٗ

نمونہ بنادیا تھا ۝ اور اگر ہم چاہیں تم میں سے فرشتے پیدا کریں جو زمین میں تمہاری جگہ رہیں ۝ اور البتہ

لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۶۱ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ

عیسیٰ قیامت کی ایک نشانی ہے پس تم اس میں شبہ نہ کرو اور میری تابعداری کرو یہی سیدھا راستہ ہے ۝ اور تمہیں شیطان نہ

الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۶۲ وَلَمَّا جَاۗءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ

روکنے پائے کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے ۝ اور جب عیسیٰ واضح دلیلیں لے کر آیا تھا تو اس نے کہا تھا کہ میں تمہارے پاس

بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝۶۳

دانائی کی باتیں لایا ہوں اور تاکہ تم پر بعض وہ باتیں واضح کردوں جن میں تم اختلاف کرتے تھے پس اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ۝

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۶۴ فَاخْتَلَفَ

بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے ۝ پھر لوگ ایک

الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝۶۵ هَلْ

دوسرے سے مختلف ہوگئے پس جنہوں نے ظلم کیا ان کے لئے دردناک دن کے عذاب سے تباہی ہے ۝ کیا

يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۶۶ اَلْاَخِلَّاۗءُ

وہ قیامت کے ہی منتظر ہیں کہ ان پر یکایک آجائے اور ان کو خبر بھی نہ ہو ۝ اس دن

ع يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝۶۷ ع

دوست بھی آپس میں دشمن ہوجائیں گے مگر پرہیزگار لوگ ۝

افاداتِ محمود:

مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا الخ

مسند احمد میں حضرت ابوامامہؓ سے یہ روایت منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **ما ضل قوم بعد هدی کانوا علیہ الا او رربوا الجدل** یعنی ہدایت ملنے کے بعد جو بھی قوم گمراہ ہوئی ہے آپس کے بے جا اختلافات اور لڑائی کی وجہ سے گمراہ ہوئی ہے۔ اسی طرح ابن جریرؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ہاں تشریف لائے اور لوگ قرآن کریم کی کسی آیت کے متعلق جھگڑ رہے تھے۔ تو آپؐ کے چہرہ انور پر شدید غصے کے آثار نمودار ہو گئے اور فرمایا کہ قرآن کریم کے متعلق اس طرح مباحثے نہ کرو کیونکہ گزشتہ قومیں اسی طرح اختلافات کی وجہ سے گمراہ ہوئیں اور پھر آپؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ الخ

ایک توجیہ یہ ہے کہ علم متواتر و مشہور قرأۃ میں **بکسر العین و سکون اللام** ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی تشریف آوری قیامت کی پہچان ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ بن مریم حضرت امام مہدی (محمد) کی موجودگی میں تشریف لائیں گے۔ اس طور پر کہ فرشتے ان کو دمشق کی جامع مسجد کے منار پر لا چھوڑیں گے۔ مسلمان سیڑھی لگا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زمین پر اتاریں گے۔ ان کو نماز پڑھانے کی دعوت دی جائے گی، لیکن وہ فرمائیں گے کہ امام مہدی ہی امامت کے فرائض سرانجام دیں گے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب عیسیٰ بن مریم تم میں نازل ہوں گے۔ "**و امامكم منكم**" یعنی اس وقت امام تم ہی لوگوں میں سے کوئی ہوگا۔

اور دوسری توجیہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے ایک شاذ قرأۃ میں **لعلم للساعة** منقول ہے۔ یعنی عین اور لام دونوں کے زبر کے ساتھ جو کہ علامت کے معنی میں ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰؑ کا اُترنا قربِ قیامت کی علامت ہے۔ بعض مفسرین کے ہاں "**انـــه**" کی ضمیر قرآن کریم کی طرف راجع ہے یعنی یہ قرآن کریم قیامت کی علامت ہے۔ کیونکہ یہ آخری کتاب ہے اور آخری نبی پر نازل ہوئی ہے۔

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ الخ

امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کی بڑی دوستی تھی اور یہ دونوں ہی بڑے متشدد قسم کے کافر تھے۔ عقبہ بن ابی معیط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا۔ اگر چہ وہ مسلمان نہ ہوا تھا، لیکن مجلس میں جایا کرتا تھا۔ لوگوں میں یہ مشہور ہو گیا کہ عقبہ صابی ہو گیا۔ امیہ بن خلف نے عقبہ سے کہا کہ میرا اور آپ کا ایک دوسرے کو دیکھنا اس وقت تک حرام ہے کہ اگر تیری ملاقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر تھوک نہیں دیتا (العیاذ باللہ) اس پر عقبہ نے کہا کلا یعنی ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پھر امیہ نے حضورؐ کو شہید کرنے کی دھمکی دی۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں اسے حضور کے ہاتھوں مروایا۔ **والتفصیل فی کتب التاریخ**۔

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ

(کہا جائے گا) اے میرے بندو تم پر آج نہ کوئی خوف ہے

وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝۶۸ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝۶۹ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ

اور نہ تم غمگین ہو گے ۝ جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور فرمانبردار تھے ۝ تم اور تمہاری بیویاں

اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۝۷۰ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ

خوشیاں کرتے ہوئے جنت میں داخل ہو جاؤ ۝ ان کے سامنے سونے کے پیالے پیش کئے جائیں گے اور آبخورے بھی

وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۷۱ وَتِلْكَ

اور وہاں جس چیز کو دل چاہے گا اور جس سے آنکھیں خوش ہونگی موجود ہوگی اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے ۝ اور یہی وہ

الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۷۲ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ

جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو ان اعمال کے بدلہ میں جو تم کرتے تھے ۝ تمہارے لئے وہاں بہت سے میوے ہیں

مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۷۳ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝۷۴ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ

جن میں سے کھایا کرو گے ۝ بیشک گنہگار عذاب دوزخ ہی میں ہمیشہ رہیں گے ۝ ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا

وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝۷۵ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ۝۷۶ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ

اور وہ اسی میں مایوس پڑے رہیں گے ۝ اور ہم نے تو ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی ظالم تھے ۝ اور وہ پکاریں گے اے مالک

لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝۷۷ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ

تیرا پروردگار ہمارا کام تمام کر دے وہ کہے گا بیشک تمہیں تو ہمیشہ رہنا ہے ۝ ہم تو تمہارے پاس سچا دین لا چکے اور لیکن تم میں سے اکثر

لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝۷۸ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۝۷۹ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ

دین حق سے نفرت کرتے ہیں ۝ کیا انہوں نے کوئی بات طے کر لی ہے تو ہم بھی طے کرنے والے ہیں ۝ کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم

سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ۝۸۰ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ

ان کا بھید اور مشورہ نہیں سنتے کیوں نہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں ۝ کہہ دو اگر اللہ کا بیٹا ہوتا

فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۝۸۱ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا

تو سب سے پہلے میں عبادت کرتا ۝ آسمانوں اور زمین اور عرش کا رب پاک ہے ان باتوں سے

يَصِفُونَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٨٣﴾
جو وہ بناتے ہیں○ پھر انہیں چھوڑ دو بک بک اور کھیل کود میں لگے رہیں یہانتک کہ وہ دن دیکھ لیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے○
وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَآءِ إِلٰهٌ وَّفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٨٤﴾ وَ
اور وہی ہے جو آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے اور وہی حکمت والا جاننے والا ہے○ اور
تَبٰرَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهُ عِلْمُ
وہ بڑا بابرکت ہے جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو ان دونوں کے درمیان موجود ہے اور اسی کے پاس قیامت کا علم ہے
السَّاعَةِ ۚ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٥﴾ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ
اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے○ اور جنہیں وہ اس کے سوا پکارتے ہیں انہیں تو شفاعت کا بھی اختیار نہیں
إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ
ہاں جن لوگوں نے حق بات کا اقرار کیا تھا اور وہ تصدیق بھی کرتے تھے○ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور
اللّٰهُ فَأَنّٰى يُؤْفَكُونَ ﴿٨٧﴾ وَقِيلِهِ يٰرَبِّ إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ فَاصْفَحْ
کہیں گے اللہ نے پھر کہاں بہکے جارہے ہیں○ اور قسم ہے رسول کے یارب پکارنے کی بیشک یہ ایسے لوگ ہیں کہ ایمان نہ لائیں گے○ پس آپ بھی
عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾ ع
ان سے منہ پھیر لیں اور سلام کہہ دیں پس انہیں خود معلوم ہو جائے گا○

افاداتِ محمود:

أَزْوَاجُكُمْ الخ ازواج سے یا تو دوست مراد ہیں یا حوریں یا دنیا کی یہ عورتیں جو نکاح میں ہیں۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ الخ صحاف سے مراد کھانے کے برتن ہیں۔ یہاں برتنوں کا ذکر کیا گیا، لیکن ماکولات ومشروبات کا ذکر نہیں ہوا کیونکہ ان کی فہرست بہت طویل ہے۔

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ الخ جب اہل جہنم داروغہ جہنم کو پکاریں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں موت دے دے تا کہ اس مصیبت سے جان چھوٹے تو ایک ہزار سال گزر جائیں گے اور ان کی طرف کوئی التفات نہ ہوگا۔ پھر ایک ہزار سال کے بعد یہ جواب ملے گا۔ إِنَّكُمْ مّٰكِثُونَ یعنی تم ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہو گے نکلنے کی کوئی صورت نہیں۔

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَأَنَا أَوَّلُ الْعٰبِدِينَ ﴿٨١﴾ یہ قضیہ شرطیہ ہے اور قضیہ شرطیہ میں امکان مقدم شرط نہیں ہے۔ اس آیت کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اگر تمہارے خیال کے مطابق اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں ہی

سب سے پہلے اس کی عبادت کرتا۔ کیونکہ جیسا مجھ کو قرب خداوندی حاصل ہے اور سب سے زیادہ احسن طریقہ سے حقوق اللہ بجالاتا ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ کے بیٹے کے حقوق بھی میں ہی سب سے زیادہ اور سب سے اچھے طریقے پر بجالاتا، لیکن اس کا بیٹا ہے ہی نہیں تو میں عبادت بھی اللہ کے سوا کسی اور کی نہیں کرتا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ان نافیہ ہے معنی یہ ہے کہ رحمٰن کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ فَاَنَا سے آگے جملہ مستانفہ ہے یعنی میں اسی اللہ کی عبادت کرتا ہوں، لیکن پہلی توجیہ اقرب الی الصواب والسیاق ہے کیونکہ اس میں الزام ظاہر ہے۔ واللہ اعلم

سورۃ الدخان مکیۃ

آیتیں ۵۹ سورۃ دخان مکی ہے رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝١ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝٢ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝٣ فِيْهَا

روشن کتاب کی قسم ہے۝ ہم نے اسے مبارک رات میں نازل کیا ہے بیشک ہمیں ڈرانا مقصود تھا۝ سارے کام

يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝٤ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝٥ رَحْمَةً

جو حکمت پر مبنی ہیں اسی رات تصفیہ پاتے ہیں۝ ہمارے خاص حکم سے کیونکہ ہمیں رسول بھیجنا منظور تھا آپ کے پروردگار کی

مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٦ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

رحمت سے بیشک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۝ آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے

اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝٧ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٨

اگر تم یقین کرنے والے ہو۝ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تمہارا بھی رب اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی۝

بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝٩ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاۗءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝١٠ يَّغْشَى

بلکہ وہ تو شک میں کھیل رہے ہیں۝ سو اس دن کا انتظار کیجئے کہ آسمان دھواں ظاہر لائے۝ جو لوگوں کو

النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝١١ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝١٢ اَنّٰى لَهُمُ

ڈھانپ لے یہی دردناک عذاب ہے۝ اے ہمارے رب ہم سے یہ عذاب دور کر دے بیشک ہم ایمان لانے والے ہیں۝ وہ کہاں

الذِّكْرٰى وَقَدْ جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝١٣ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝١٤

سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے پاس کھول کر سنانے والا رسول بھی آچکا ہے۝ پھر اس سے بھی پھر گئے اور کہا کہ سکھایا ہوا دیوانہ ہے۝

اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَاۗىِٕدُوْنَ ۝١٥ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ

ہم اس عذاب کو تھوڑی دیر کے لئے ہٹا دیں گے تم پھر وہی کرنے والے ہو۝ جس دن ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے

اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۝١٦ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۝١٧

بیشک ہم بدلہ لینے والے ہیں۝ اور ان سے پہلے ہم فرعون کی قوم کو آزما چکے ہیں اور ان کے پاس ایک عزت والا رسول بھی آیا تھا۝

أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۸﴾ وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ۖ

کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالہ کردو بیشک میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں○ اور یہ کہ اللہ کے خلاف سرکشی نہ کرو

إِنِّي آتِيكُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿۱۹﴾ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ ﴿۲۰﴾ وَإِنْ

میں تمہارے پاس کھلی ہوئی دلیل لایا ہوں○ اور بیشک میں نے اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لی ہے اس واسطے کہ تم مجھے سنگسار کرو○ اور اگر

لَمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ﴿۲۱﴾ فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُجْرِمُونَ ﴿۲۲﴾ فَأَسْرِ بِعِبَادِي

تم میری بات پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ○ پس اس نے اپنے رب کو پکارا کہ یہ تو مجرم لوگ ہیں○ حکم ہوا پس میرے بندوں کو

لَيْلًا إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُغْرَقُونَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوا

رات کے وقت لے چل کیونکہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا○ اور سمندر کو ٹھہرا ہوا چھوڑ دے بیشک وہ لشکر ڈوبنے والے ہیں○ کتنے انہوں نے

مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۲۵﴾ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿۲۶﴾ وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ ﴿۲۷﴾

باغات اور چشمے چھوڑے ہیں○ اور کھیتیاں اور مقام عمدہ○ اور نعمت کے ساز و سامان جس میں وہ مزے کیا کرتے تھے○

كَذَٰلِكَ ۖ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا

اسی طرح ہوا اور ہم نے ان کا ایک دوسری قوم کو وارث کر دیا○ پس ان پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین اور

ع ۱۴ كَانُوا مُنْظَرِينَ ﴿۲۹﴾

نہ ان کو مہلت دی گئی○

افاداتِ محمود:

سوائے ایک آیت کے تمام سورت مکی ہے۔ إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيلًا الخ

مسند دارمی میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

من قرأ سورة الدخان ليلة الجمعة اصبح مغفورا له وزوج من الحور العين.

جس شخص نے جمعہ کی رات سورہ دخان کی تلاوت کی وہ اس حال میں صبح کرے گا کہ وہ مغفور ہوگا اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے اس کی شادی کی جائے گی۔

ایک اور روایت میں ہے جو شخص جمعہ کی رات سورہ دخان پڑھ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل تیار فرما دیتے ہیں۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ الخ حضرت عکرمہؓ سے منقول ہے کہ اس سے وہ شب برأت مراد ہے جو کہ شعبان کی پندرہویں رات کو ہوتی ہے۔ شب برأت کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ امام منذری نے

الترغیب والترہیب میں حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتو قوموا لیلها و صوموا نهارها یعنی رات کو قیام کرواور اگلے دن کا روزہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ غروب آفتاب کے بعد آسمان دُنیا پر نزول فرماتے ہیں اور ندا دیتے ہیں کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ اس کو معاف کردوں؟ ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ اُسے رزق عطا کردوں وغیرہ وغیرہ، لیکن آیت مبارکہ میں ''لیلہ مبارکہ'' سے لیلۃ القدر مراد لینا جو کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔ یہ اقرب الی سیاق الکلام ہے یعنی کلام کے سیاق وسباق سے قریب تر ہے اور یہی جمہور کا مسلک ہے کیونکہ قرآن کریم یک لخت پورا کا پورا لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر لیلۃ القدر میں نازل ہوا تھا اور وہاں سے ۲۳ سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا حسب موقع نازل ہوتا رہا۔ لیلۃ القدر کو لیلۃ القدر اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ قدر کے معنی اندازہ کے ہیں اور اسی رات میں آئندہ سال کا میزان اور بجٹ تیار کیا جاتا ہے یا اس وجہ سے کہ قدر کے معنی کسی چیز کی قدر دانی کے ہیں۔ اس رات کی اللہ کے ہاں بڑی قدر ومنزلت ہے۔ یہ اس وجہ سے بھی ہوسکتا ہے کہ قدر کے معنی تنگی کے ہیں۔ اس رات اتنے فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ زمین پر پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں ہوتی۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝ الخ

اس آیت کے متعلق صحابہ کرامؓ کے دوقول مشہور ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ یہ دخان قرب قیامت میں ہوگا۔ ایک صحیح حدیث میں جن دس علامات قیامت کو بیان فرمایا گیا ہے۔ ان میں دخان بھی ہے اور ایک ضعیف روایت میں ہے کہ یہ دھواں چالیس دن تک رہے گا۔ حضرت ابن مسعودؓ اور بہت سے تابعین کی رائے یہ ہے کہ دخان کا قصہ ماضی میں گزر چکا ہے۔ چنانچہ امام مسروقؒ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ ہم کوفہ کی جامع مسجد میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک شخص سورۂ دخان کی مذکورہ آیت کے متعلق لوگوں کو بتا رہا تھا کہ یہ دخان قرب قیامت میں نمودار ہوگا۔ واپسی پر ہم نے حضرت ابن مسعودؓ سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ وہ لیٹے ہوئے تھے۔ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا ہے ''**قل ما اسئلكم عليه من اجرو ما انا من المتكلفين** ''اے نبیؐ کہہ دیجیے کہ میں تم لوگوں سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت نہیں مانگتا اور میں تو تکلف کرنے والوں سے نہیں ہوں۔ اور یہ بھی علم ہے کہ اگر انسان کسی چیز کو نہ جانتا ہو تو کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔ اصل بات یہ ہے کہ جب قریش اسلام لانے میں سبقت کرنے کی بجائے پیچھے رہ گئے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی پر اُتر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بددعاء کی **اللهم عليك بالسنين كسني يوسف** یعنی اے اللہ ان اہل مکہ پر ایسا قحط مسلط کردے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں سات سال پڑا تھا۔ چنانچہ بارشیں بند ہوگئیں اور باہر سے غلہ سپلائی کرنے والا بھی مسلمان ہوگیا۔ اس نے بھی غلہ کی سپلائی بند کردی۔ اہل مکہ اس قدر محتاج اور بے بس ہوگئے کہ ہڈیاں اور مردار کھاتے رہے۔ پھر ان لوگوں کی الحاح وزاری کی

وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو بارش ہوگئی، لیکن وہ لوگ جوں کے توں رہے۔ مسلمان نہ ہوئے۔ جب بارش بھی بند ہو اور انسان شدت بھوک سے نڈھال ہو تو جب آسمان کی طرف دیکھتا ہے تو اسے دھواں ہی دھواں نظر آتا ہے جیسا کہ مشاہدہ و تجربہ ہے۔ لہٰذا آیت میں دخان سے یہی دھواں مراد ہے۔

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ الخ فرعونیوں کا کوئی نیک عمل نہ تھا جس کے فراق میں آسمان اور زمین روئیں۔ حضرت ابن عباسؓ ومجاہد وغیرہ سے منقول ہے کہ مسلمان کے مرنے پر آسمان وزمین چالیس دن تک روتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر شخص کے لیے آسمان میں دو دروازے ہیں۔ ایک سے اس کا رزق اترتا ہے اور دوسرے سے اس کے اعمال جاتے ہیں۔ جب یہ فوت ہو جاتا ہے تو وہ دروازے روتے ہیں اور اسی طرح زمین کے جن ٹکڑوں کو اس نے اپنی عبادت سے آباد کر دیا تھا جیسے سجود، قعود اور ذکر اللہ وغیرہ، الغرض جو بھی عبادت کی جاتی تھی۔ اس کے مرنے پر وہ عبادات چھوٹ جاتی ہیں تو زمین کے وہ حصے روتے ہیں جہاں وہ شخص عبادت کرتا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ آسمان کا رونا یہ ہے کہ وہ غیر معتاد طور پر سرخ ہو جاتا ہے۔

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿۳۰﴾ مِن فِرْعَوْنَ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو اس ذلت کے عذاب سے نجات دی ○ (یعنی) فرعون سے

إِنَّهُ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿۳۲﴾

بیشک ایک سرکش حد سے بڑھنے والا تھا ○ اور ہم نے اپنے علم سے ان کو جہان والوں پر چن لیا تھا ○

وَآتَيْنَاهُم مِّنَ الْآيَاتِ مَا فِيهِ بَلَاءٌ مُّبِينٌ ﴿۳۳﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ﴿۳۴﴾ إِنْ هِيَ

اور ہم نے ان کو نشانیاں دی تھیں جن میں صریح آزمائش تھی ○ بے شک یہ لوگ کہتے ہیں کہ ○ اور مرنا نہیں ہے

إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ﴿۳۵﴾ فَأْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۶﴾

مگر یہی ہمارا پہلی بار کا مرنا اور ہم دوبارہ اٹھائے جانے والے نہیں ○ پس ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو ○

أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ أَهْلَكْنَاهُمْ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿۳۷﴾

کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور وہ لوگ جو ان سے پہلے ہوئے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا کیونکہ وہ مجرم تھے ○

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اس کے درمیان میں ہے کھیل کے لئے نہیں بنایا ○ ہم نے انہیں بہت ہی مصلحت سے بنایا ہے

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۹﴾ إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۴۰﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي

لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے ○ بے شک فیصلہ کا دن ان سب کے لئے مقرر ہو چکا ہے ○ جس دن کوئی دوست

مَوْلًى عَن مَّوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۴۱﴾ إِلَّا مَن رَّحِمَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ

کسی دوست کے کچھ بھی کام نہیں آئے گا اور نہ انہیں مدد ملے گی ○ مگر جس پر اللہ نے رحم کیا بیشک زبردست نہایت

الرَّحِيمُ ﴿۴۲﴾ ع ۱۵

رحم والا ہے ○

افاداتِ محمود:

أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ

یمن کے بادشاہ کو تبع کہا جاتا تھا جیسا کہ حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی، مصر کے بادشاہ کو فرعون، ایران کے بادشاہ کو کسریٰ اور روم کے بادشاہ کو قیصر کہا جاتا تھا۔ ہمارے ہاں صدر اور وزیر اعظم وغیرہ کے الفاظ بھی اس نوعیت کے ہیں۔ جس تبع کا ذکر اس آیت میں ہے اس کا نام اسعد تھا اور یہ واقعی سعید یعنی اسم با مسمیٰ تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ

سے منقول ہے لا تسبو اتبعاً فانه رجل صالح یعنی تبع کو برامت کہو کیونکہ وہ نیک آدمی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص پہلے کافر تھا، لیکن بعد میں حضرت موسیٰؑ کے دین کو تسلیم کرتے ہوئے مسلمان ہوگیا تھا کیونکہ جب یہود کے علماء نے اس کو مدینہ منورہ کے فضائل بتلائے اور یہ ذکر کیا کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ہجرت فرمائیں گے تو تبع نے اس وقت دو شعر کہے تھے اور مدینہ والوں کے حوالہ کیے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر ان کو نَسْلاً بعد نَسْلٍ محفوظ رکھا جائے وہ شعر یہ ہیں:

شهدت على احمد انه رسول من الله بارى النسم

فلو مد عمرى الى عمره لكنت وزير اله وابن عم

وجاهدت بالسيف اعدائه

وفجرت عن صدره كل غم

میں نے گواہی دی حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہ وہ اس اللہ کے رسول ہیں جو مخلوق کو پیدا کرنے والا ہے۔ اگر میری عمر آپ کی تشریف آوری کے زمانہ تک رہی تو میں آپ کا وزیر اور بھائی بنوں گا اور آپ کے دشمنوں کے ساتھ تلوار سے جہاد کروں گا اور آپ کے سینہ مبارک سے ہر غم کو دور کروں گا۔

تبع نے اپنی قوم پر ۳۲۰ سال حکومت کی۔ اتنی طویل مدت اور کسی تبع کے دور اقتدار کی نہیں ہے۔ یہود شروع میں اس آیت کو سن کر بہت خوش ہوئے تھے کہ قرآن کریم میں ہمارے بادشاہ اور قوم کا ذکر آیا ہے، لیکن ان لوگوں نے ''اَهْلَكْنٰهُمْ'' پر نظر نہیں رکھی۔ یاد رہے کہ اس آیت میں قوم کی نافرمانی و ہلاکت کا ذکر ہے، لیکن خود تبع کو معذب لوگوں میں شامل نہیں کیا گیا۔ یمن کے لوگ بہت نرم دل تھے قبول حق میں بہت جلدی اور سبقت کرتے تھے۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الايمان يماني والحكمة يمانية الخ یعنی ایمان حقیقت میں یمن والوں کا ایمان ہے اور حکمت بھی یمن والوں کی حکمت ہے۔ واللہ اعلم

ع ۱۴ إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْأَثِيمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ﴿۴۵﴾

بے شک تھوہر کا درخت○ گنہگاروں کا کھانا ہے○ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں کھولے گا○

كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ

جیسے پکتا ہوا پانی کھولتا ہے○ اسے پکڑ لو پس اسے دوزخ کے درمیان دھکیل کر لے جاؤ○ پھر اس کے سر پر عذاب کا

عَذَابِ الْحَمِيمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴿۴۹﴾ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ

کھولتا ہوا پانی ڈالو○ چکھ بیشک تُو تو بڑا عزت والا بزرگی والا ہے○ بے شک یہی ہے جس کی نسبت تم

تَمْتَرُونَ ﴿۵۰﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿۵۱﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۵۲﴾ يَلْبَسُونَ

شک کیا کرتے تھے○ بیشک پرہیزگار ہی امن کی جگہ میں ہونگے○ باغوں اور چشموں میں○ باریک ریشم

مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿۵۳﴾ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ﴿۵۴﴾ يَدْعُونَ

اور گاڑھا پہن کر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے○ یونہی ہوگا اور ہم ان کا نکاح بڑی آنکھوں والی حوروں سے کردیں گے○ وہ اس میں

فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿۵۵﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ

ہر قسم کا میوہ امن و اطمینان سے طلب کریں گے○ وہاں پہلی موت کے سوا اور موت کا مزہ نہ چکھیں گے

وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِنْ رَبِّكَ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۵۷﴾ فَإِنَّمَا

اور انہیں اللہ دوزخ کے عذاب سے بچالے گا○ یہ آپ کے رب کا فضل ہوگا یہی وہ بڑی کامیابی ہے○ اس

ع ۱۶ يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۵۸﴾ فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُرْتَقِبُونَ ﴿۵۹﴾

قرآن کو ہم نے آپ کی زبان میں آسان کردیا تاکہ وہ سمجھیں○ پس آپ انتظار کیجئے بیشک وہ بھی انتظار کررہے ہیں○

افاداتِ محمود:

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ﴿۴۳﴾

زقوم کا اصل حال تو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں لیکن ظاہر نصوص سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہنم میں ایک درخت ہوگا جس سے جہنمی لوگ کھائیں گے۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ جب زقوم کا تذکرہ آیا تو بہت سے لوگ گمراہ ہوگئے اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تمہارا ساتھی (حضرت محمدؐ) تو کہہ رہے ہیں کہ جہنم میں درخت ہوگا حالانکہ آگ تو درختوں کو جلا کر خاکستر کردیتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "انها شجرة تخرج فی اصل الجحیم" یعنی اس کی تخلیق آگ سے ہوگی اور اس کی پرورش بھی آگ سے ہوگی اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ذرا

برابر بعید نہیں ہے کہ درخت کی خوراک آگ ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس درخت کی شاخیں تمام جہنم میں پھیلی ہوئی ہوں گی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جنت میں طوبیٰ نامی درخت ہوگا اور اس کی شاخیں جنت کے تمام حجروں و بالا خانوں میں ہوں گی۔

حضرت سعید ابن جبیرؒ سے منقول ہے کہ جب جہنمیوں کو بھوک لگے گی اور بھوک کی شکایت کریں گے تو انہیں زقوم کھلایا جائے گا جس سے ان کے چہرے مسخ ہو جائیں گے۔ پھر جب ان کو پیاس لگے گی تو کھولتا ہوا پانی ان کو دیا جائے گا جس کی تپش سے ان کے چہروں کا گوشت اُتر جائے گا اور جب پیٹ میں اُترے گا تو انتڑیاں باہر آ جائیں گی۔ (العیاذ باللہ)

بہر حال زقوم نہایت ہی کڑوا درخت ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس آیت کی تلاوت فرمائی تو فرمایا خدا سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ زقوم اتنا کڑوا ہے کہ اس کا ایک قطرہ اگر دنیا کے سمندروں میں ڈال دیا جائے تو لوگوں کی زندگی اجیرن ہو جائے گی تو جن لوگوں کو غذا ہی یہی ملے گی ان کے متعلق آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟

كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِىْ فِى الْبُطُوْنِ ۙ﴿۴۵﴾

بعض نے کہا ہے کہ یہ سزا ابوجہل کو ملی ہے۔

اٰيَاتُهَا ۳۷ ۝ ۴۵ سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۵ ۝ رُكُوْعَاتُهَا ۴

آیتیں ۳۰ سورۂ جاثیہ مکی ہے رکوع ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝١ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝٢ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے۝ بیشک آسمانوں اور زمین میں

لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٣ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝٤

ایمان داروں کے لئے نشانیاں ہیں۝ اور (نیز) تمہارے پیدا کرنے میں اور جانوروں کے پھیلانے میں یقین والوں کے لئے نشانیاں ہیں۝

وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ

اور (نیز) رات اور دن کے بدل کر آنے میں اور اس میں جو اللہ نے آسمان سے رزق (پانی) نازل کیا پھر اس کے

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝٥ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ

ذریعے سے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد زندہ کیا اور ہواؤں کے بدل کرلانے میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۝ یہ اللہ کی آیات ہیں

نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝٦ وَيْلٌ

جو ہم آپ کو بالکل سچی پڑھ کر سناتے ہیں پس اللہ اور اس کی آیات کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے۝ ہر سخت

لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝٧ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ

جھوٹے گنہگار کے لئے تباہی ہے۝ جو آیات الٰہی سنتا ہے جو اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر ناحق تکبر کی وجہ سے اصرار کرتا ہے گویا کہ اس نے

يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٨ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۭ

سنا ہی نہیں پس اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو۝ اور جب ہماری آیتوں میں سے کسی کو سن لیتا ہے تو اس کی ہنسی اڑاتا ہے

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝٩ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا

ایسوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۝ ان کے سامنے جہنم ہے اور جو کچھ انہوں نے کمایا تھا ان کے کچھ بھی کام

شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝١٠ هٰذَا

نہ آئے گا اور نہ وہ معبود کام آئیں گے جنہیں اللہ کے سوا حمایتی بنا رکھا تھا اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۝ یہ (قرآن)

هُدًى ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّن رِّجْزٍ أَلِيمٌ ﴿١١﴾ اللَّهُ الَّذِي

تو ہدایت ہے اور جو اپنے رب کی آیتوں کے منکر ہیں ان کے لئے سخت دردناک عذاب ہے○ اللہ ہی ہے جس نے

سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ

تمہارے لئے سمندر کو تابع کر دیا تا کہ اس میں اس کے حکم سے جہاز چلیں اور تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تا کہ تم اس کا

تَشْكُرُونَ ﴿١٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

شکر کرو○ اور اس نے آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کو اپنے فضل سے تمہارے کام پر لگا دیا ہے بیشک اس میں

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٣﴾ قُل لِّلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ

فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں○ ان سے کہہ دو جو ایمان لائے کہ انہیں معاف کر دیں جو ایام الٰہی (عذاب) کی

أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ

امید نہیں رکھتے تا کہ وہ ایک قوم کو بدلہ دے اس کا جو وہ کرتے رہے○ جو کوئی نیک کام کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے کرتا ہے

وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

اور جو کوئی برا کرتا ہے تو اپنے سر پر وبال لیتا ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے○ اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو

الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾

کتاب اور حکومت اور نبوت دی تھی اور ہم نے پاکیزہ چیزوں سے روزی دی اور ہم نے انہیں جہان والوں پر بزرگی دی○

وَآتَيْنَاهُم بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ ۖ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا

اور انہیں دین کے کھلے کھلے احکام بھی دیئے پھر انہوں نے اختلاف کیا تو علم آنے کے بعد صرف آپس کی

بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٧﴾ ثُمَّ

ضد سے بیشک آپ کا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا جس چیز میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے○ پھر

جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨﴾

ہم نے آپ کو دین کے ایک طریقہ پر مقرر کر دیا پس آپ اسی کی پیروی کیجئے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے جو علم نہیں رکھتے○

إِنَّهُمْ لَن يُغْنُوا عَنكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۖ

کیونکہ وہ اللہ کے سامنے آپ کے کچھ بھی کام نہ آئیں گے اور بیشک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾

اور اللہ ہی پرہیزگاروں کا دوست ہے○ یہ قرآن لوگوں کے لئے بصیرت اور ہدایت ہے اور یقین کرنے والوں کے لئے رحمت ہے○

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم ان کو ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے برابر

ع ۱۸ الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ

کردیں گے ان کا جینا اور مرنا برابر ہے وہ بہت ہی برا فیصلہ کرتے ہیں○ اور اللہ نے آسمانوں

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ اَفَرَءَيْتَ

اور زمین کے جسے چاہئیں بنایا ہے اور تاکہ ہر نفس کو اس کا بدلہ دیا جائے جو اس نے کمایا ہے اور ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا○ بھلا آپ نے

مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ

اس کو بھی دیکھا جو اپنی خواہش کا بندہ بن گیا اور اللہ نے باوجود سمجھ کے اسے گمراہ کردیا اور اس کے کان اور دل پر مہر کردی اور اس کی

عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَقَالُوْا

آنکھوں پر پردہ ڈال دیا پھر اللہ کے بعد اسے کون ہدایت کرسکتا ہے پھر تم کیوں نہیں سمجھتے○ اور کہتے ہیں

مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ

ہمارا یہی دنیا کا جینا ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہمیں ہلاک کرتا ہے حالانکہ انہیں

بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا

اس کی کچھ بھی حقیقت معلوم نہیں محض اٹکلیں دوڑاتے ہیں○ اور جب انہیں ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں

كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ

تو سوائے اس کے ان کی اور کوئی دلیل نہیں ہوتی کہتے ہیں ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو○ کہہ دو اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

پھر تمہیں مارتا ہے پھر وہی تم سب کو قیامت میں جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر آدمی

ع ۱۹ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ

نہیں جانتے○ اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن

يَخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً قف كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ط

جھٹلانے والے نقصان اٹھائیں گے○ اور آپ ہر ایک جماعت کو گھٹنے ٹیکے ہوئے دیکھیں گے ہر ایک جماعت اپنے نامہ اعمال کی طرف بلائی جائے گی

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ط

(کہا جائے گا) آج تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا○ یہ ہمارا دفتر تم پر سچ سچ بول رہا ہے

اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کیونکہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے اسے ہم لکھ لیا کرتے تھے○ پس جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے

فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قف

انہیں ان کا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کرے گا یہ صریح کامیابی ہے○ اور وہ جنہوں نے کفر کیا (انہیں کہا جائے گا)

اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ

کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں پھر تم نے غرور کیا اور تم نافرمان لوگ تھے○ اور جب کہا جاتا تھا کہ

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ لا

اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے

اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا

ہم تو اس کو محض خیالی بات جانتے ہیں اور ہمیں یقین نہیں○ اور ان پر ان کے اعمال کی برائی ظاہر ہو جائے گی

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ

اور ان پر وہ آفت آ پڑے گی جس سے ٹھٹھا کرتے تھے○ اور کہا جائے گا آج ہم تمہیں فراموش کر دیں گے جیسا تم نے

لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ

اپنے اس دن کے ملنے کو فراموش کر دیا تھا اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں○ یہ اس لئے کہ

بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ج فَالْيَوْمَ لَا

تم اللہ کی آیتوں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے اور تمہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا تھا پس آج وہ

يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ

اس سے نہ نکالے جائیں گے اور نہ ان سے توبہ طلب کی جائے گی○ پس سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں کا رب اور

الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾	وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ		وَهُوَ الْعَزِيْزُ
زمین کا رب سارے جہانوں کا رب ہے○	اور آسمانوں اور زمین میں	اسی کی عزت ہے	اور وہی زبردست
الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾ ع			
حکمت والا ہے○			

ع

افاداتِ محمود:

وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ الخ

دہری بھی ایک نظریاتی قوم ہیں۔ان کا نظریہ یہ ہے کہ کائنات میں جو تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، یہ رات اور دن کے اتفاقی رفتار و جریان کا نتیجہ اور بے جان مادہ کی اضطراری حرکت کا شاخسانہ ہے، لیکن یہ رائے نہایت ہی کمزور ہے۔ کیونکہ یہی مادہ پرست احمق اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ چھوٹے سے چھوٹا مکان بغیر کسی معمار کے تیار ہوسکتا ہے تو اتنا بڑا آسمان اور اتنی بڑی زمین پھر ساری کائنات خود بخود کیسے وجود میں آ گئی۔ چونکہ یہ لوگ ہر کام زمانہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔اس وجہ سے دہری کہلاتے ہیں۔ بعض لوگ انسانوں کے برے اعمال دیکھ کر یا دہریوں کی طرح اعتقادی طور پر زمانہ کو برا کہتے ہیں۔ حدیث قدسی ہے کہ زمانہ کو برا مت کہو میں خود زمانہ ہوں۔ یعنی رات کو دن سے اور دن کو رات سے تبدیل کرنے والا تو میں ہی ہوں۔ لہٰذا زمانہ کو برا کہنا حقیقت میں مجھ کو برا کہنا ہے۔ (العیاذ باللہ)

ان لوگوں کا ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ موت کے بعد حیات اور بعث نہیں ہے۔ وہ مرنے کے بعد جس زندگی کا تصور کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ انسان مرتا ہے تو اس کی جگہ اس کی اولاد لے لیتی ہے اور اسی طرح گویا اولاد اور پھر اولادوں کی اولاد کے روپ میں وہ بھی زندہ رہتا ہے لیکن یہ نظریہ تمام آسمانی مذاہب کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی نامعقول ہے۔

رکوعاتہا ۴ ﴿۳۶ سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ ۶۶﴾ آیاتہا ۳۵

آیتیں ۳۵ سورۂ احقاف مکی ہے رکوع ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۲ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

یہ کتاب اللہ کی طرف سے اتاری گئی ہے جو غالب حکمت والا ہے ۝ ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو ان دونوں کے

وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝۳

درمیان ہے کسی مصلحت ہی سے اور ایک خاص وقت تک کے لئے پیدا کیا ہے اور کافروں کو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں ۝

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ

کہہ دو بھلا بتاؤ تو سہی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کونسی چیز پیدا کی ہے یا

لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ

آسمانوں میں ان کا کوئی حصہ ہے میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کوئی علم چلا آتا ہو وہ لاؤ اگر تم

صٰدِقِيْنَ ۝۴ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى

سچے ہو ۝ اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا اسے پکارتا ہے جو قیامت تک اس کے

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً

پکارنے کا جواب نہ دے سکے اور انہیں ان کے پکارنے کی خبر بھی نہ ہو ۝ اور جب لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے

وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۶ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے ۝ اور جب ان پر ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کافر حق کو کہتے ہیں

لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا

جب وہ ان کے پاس آچکا کہ یہ تو کھلم کھلا جادو ہے ۝ کیا وہ کہتے ہیں کہ آپ نے اسے خود بنالیا ہے کہہ دو اگر میں نے اسے خود بنالیا ہے

تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْــــًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا

تو تم مجھے اللہ سے بچانے کی کچھ بھی طاقت نہیں رکھتے وہی بہتر جانتا ہے جو باتیں تم اس میں بناتے ہو میرے اور تمہارے درمیان

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝٨ قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا

وہی گواہ کافی ہے اور وہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۝ کہہ دو میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ

أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ

میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ تمہارے ساتھ میں نہیں پیروی کرتا مگر اسی کی جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ میں کھلم کھلا

مُّبِينٌ ۝٩ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَكَفَرْتُم بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ

ڈرانے والا ہوں۝ کہہ دو بتاؤ تو سہی اگر یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کے منکر ہو اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ

مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

ایک ایسی کتاب پر گواہی دے کر ایمان بھی لے آیا اور تم اکڑے ہی رہے بیشک اللہ ظالموں کو

الظَّالِمِينَ ۝١٠ ع

ہدایت نہیں کرتا۝

افاداتِ محمود:

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ الخ

مشرکین مکہ نے حضور کی راستی وصدق کے متعلق بنی اسرائیل سے پوچھا تھا کہ اگر بنی اسرائیل آپ کی رسالت وراستی کا انکار کریں تو بطور حجت ہم اس بات کو لوگوں کے سامنے پیش کریں گے کہ جب اہل علم لوگوں نے آپ کی رسالت کا انکار کیا تو ہم لوگوں کو سہارا مل جائے گا اور انکار کرنا آسان ہو جائے گا، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت سے بنی اسرائیل نے آپ کی نبوت ورسالت کی نہ صرف گواہی دی، بلکہ خود مشرف باسلام ہو گئے۔ پھر بنیادی بات یہ ہے کہ خود حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی حضورؐ کی رسالت کی گواہی دی تھی اور آپ کے بھیجے جانے کی بشارت دی تھی۔

(۱) بہر حال مذکورہ بالا آیت میں شاہد سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰؑ بھی ہو سکتے ہیں۔

(۲) یا بعض یہود مراد ہیں جنہوں نے ابتدائی طور پر حق کو پہچانا اور اس کی حقانیت کا اعتراف کیا لیکن مدینہ منورہ میں جب دیکھا کہ مستقبل کے مفادات متاثر ہوں گے تب انکار کیا۔

(۳) یا علماء یہود مراد ہیں کیونکہ ایک دفعہ حضورؐ کے پاس یہود علماء کی جماعت آئی تھی جن میں حضرت عبداللہ ابن سلام بھی تھے۔ انہوں نے حضورؐ کو دیکھتے ہی کہا تھا کہ یہ چہرہ جھوٹا نہیں ہو سکتا اور پھر حضرت عبداللہ مسلمان بھی ہو گئے تھے اور آپؐ کی رسالت ونبوت کی کچھ دیگر علامتیں بھی لوگوں کو بتلائی تھیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ

اور کافروں نے ایمانداروں سے کہا اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ اس پر ہم سے پہلے نہ

اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ

دوڑ کر جاتے اور جب انہوں نے اس کے ذریعے سے ہدایت نہیں پائی تو کہیں گے یہ تو پرانا جھوٹ ہے○ اور اس سے پہلے

مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ

موسیٰ کی کتاب ہے جو رہنما اور رحمت تھی اور یہ کتاب ہے جو اسے سچی کرتی ہے عربی زبان میں ظالموں کو

ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

ڈرانے کے لئے اور نیکوں کو خوشخبری دینے کے لئے○ بیشک جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اسی پر جمے رہے

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ

پس ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے○ یہی بہشتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ

بدلے ان کاموں کے جو وہ کیا کرتے تھے○ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی تاکید کی کہ اسے اس کی

اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ

ماں نے تکلیف سے اٹھائے رکھا اور اسے تکلیف سے جنا اور اس کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینے ہیں یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا

وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ

اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو اس نے کہا اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر انعام کی

وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚؕ اِنِّيْ تُبْتُ

اور میرے والدین پر اور میں نیک عمل کروں جسے تو پسند کرے اور میرے لئے میری اولاد میں اصلاح کر بیشک میں تیری طرف

اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا

رجوع کرتا ہوں اور بیشک میں فرمانبرداروں میں ہوں○ یہی وہ لوگ ہیں جن سے ہم وہ نیک عمل قبول کرتے ہیں جو انہوں نے کئے

وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور بہشتیوں میں شامل کر کے ان کے گناہوں سے درگزر کرتے ہیں یہ اس سچے وعدے کے مطابق ہے جو ان سے کیا گیا تھا○

وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ

اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تم پر تُف ہے کیا تم مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ میں قبر سے نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی امتیں

قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ

گزر گئیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کر رہے ہیں کہ ارے تیرا ناس ہو ایمان لا بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر وہ کہتا ہے یہ ہے کیا

اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۷ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ

مگر پہلوں کے افسانے ۝ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے حق میں بھی ان لوگوں کے ساتھ اللہ کا قول پورا ہو کر رہا

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۝۱۸ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا

جو ان سے پہلے جن اور انسان ہو گزرے ہیں بیشک وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں ۝ اور ہر ایک کے لئے اپنے اپنے

عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۱۹ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اعمال کے مطابق درجے ہیں تا کہ اللہ انکے اعمال کا انہیں پورا عوض دے اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا ۝ اور جس دن کافر آگ کے روبرو

عَلَى النَّارِ ۭ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ

لائے جائیں گے ان سے (کہا جائے گا) تم (اپنا حصہ) پاک چیزوں میں سے اپنی دنیا کی زندگی میں لے چکے اور تم ان سے فائدہ اٹھا چکے پس

عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝۲۰ ع

آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا بدلے اس کے جو تم زمین میں ناحق اکڑا کرتے تھے اور بدلے اس کے جو تم نافرمانی کیا کرتے تھے ۝

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

اور قوم عاد کے بھائی کا ذکر کر جب اس نے اپنی قوم کو (وادی) احقاف میں ڈرایا اور اس سے پہلے اور پیچھے کئی

وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۲۱

ڈرانے والے گزرے کہ سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کرو بیشک میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۝

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۲۲

انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ تو ہمیں ہمارے معبودوں سے بہکا دے پس ہم پر وہ (عذاب) لے آ جس کا تو ہم سے وعدہ کرتا ہے اگر تو سچا ہے ۝

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ڮ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝۲۳

اس نے کہا کہ اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے اور میں تمہیں وہ (پیغام) پہنچاتا ہوں جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں لیکن میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایک جاہل قوم ہو ۝

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا
پھر جب انہوں نے اسے دیکھا کہ وہ ایک ابر ہے جو ان کے میدانوں کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے کہنے لگے کہ یہ تو ابر ہے جو ہم پر برسے گا (نہیں)
اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا
بلکہ یہ وہی ہے جسے تم جلدی چاہتے تھے یعنی آندھی جس میں دردناک عذاب ہے۝ وہ اپنے رب کے حکم سے ہر ایک چیز کو برباد کر دے گی پس وہ صبح کو
لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ
ایسے ہو گئے کہ سوائے انکے گھروں کے کچھ نظر نہ آتا تھا ہم اسی طرح مجرم لوگوں کو سزا دیا کرتے ہیں۝ اور ہم نے ان لوگوں کو
مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ
ان باتوں میں قدرت دی تھی کہ تمہیں ان باتوں میں قدرت نہیں دی اور ہم نے انہیں کان اور آنکھیں اور دل دیئے تھے پھر نہ تو ان کے کان ہی کام آئے
وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ
اور نہ ان کی آنکھیں ہی کام آئیں اور نہ ان کے دل ہی کچھ کام آئے کیونکہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے اور جس
بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ ع
عذاب کا وہ ٹھٹھا اڑایا کرتے تھے ان پر آن پڑا۝

افاداتِ محمود:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ الخ

جب ایک صحابی نے حضورؐ سے پوچھا تھا کہ میرے احسان کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا تیری والدہ۔ دوبارہ اور سہ بارہ بھی آپؐ نے یہی جواب ارشاد فرمایا اور چوتھی بار والد کا ذکر فرمایا۔ اسی طرح مذکورہ آیت میں والد کا ذکر ایک جگہ اور والدہ کا ذکر تین بار آیا ہے۔ بایں طور کہ بِوَالِدَيْهِ میں والد اور والدہ دونوں کا ذکر ہے۔ پھر حَمَلَتْهُ میں صرف والدہ کا ذکر ہے۔ پھر وَضَعَتْهُ میں بھی صرف والدہ کا ذکر ہے۔ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ الخ صحابہ کرامؓ میں سے یہ خصوصیت صرف صدیق اکبرؓ کو ہی حاصل ہے کہ خود میاں بیوی مسلمان، والدین مسلمان اور بچے بھی مسلمان تھے اور شان صدیقیت کے شایان شان بھی یہی تھا۔

بِالْاَحْقَافِ یعنی حضرت ہودؑ نے اپنی قوم کو جو تبلیغ فرمائی تھی وہ یمامہ، بحرین حضر موت اور مغربی یمن کے علاقے تھے۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا
اور ہم ہلاک کر چکے ہیں جو تمہارے آس پاس بستیاں ہیں اور طرح طرح کے

الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اپنے نشانِ قدرت بھی دکھائے تا کہ وہ باز آ جائیں○ پھر ان معبودوں نے کیوں نہ مدد کی جن کو انہوں نے اللہ کے سوا

قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَاِذْ
مرتبہ حاصل کرنے کے لیے معبود بنا رکھا تھا بلکہ وہ تو ان سے کھوئے گئے تھے اور یہ ان کا جھوٹ تھا اور جو کچھ وہ ڈھکوسلے بنایا کرتے تھے○ اور جب

صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ
ہم نے آپ کی طرف چند ایک جنوں کو پھیر دیا جو قرآن سن رہے تھے پس جب وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے چپ رہو

فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا
پھر جب ختم ہوا تو اپنی قوم کی طرف واپس لوٹے ایسے حال میں کہ ڈرانے والے تھے○ کہنے لگے اے ہماری قوم بیشک ہم نے ایک کتاب سنی ہے

اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى
جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے ان کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے ہو چکیں حق کی طرف اور سیدھے راستہ کی طرف

طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ
راہنمائی کرتی ہے○ اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والے کو مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا

وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي
تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے گا○ اور جو اللہ کی طرف بلانے والے کو نہ مانے گا تو وہ زمین میں

الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا
اسے عاجز نہیں کر سکے گا اور اللہ کے سوا اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا یہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں○ کیا انہوں نے

اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى
نہیں دیکھا کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے میں نہیں تھکا وہ اس پر قادر ہے کہ

اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ
مردوں کو زندہ کر دے کیوں نہیں وہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے○ اور جس دن کافر آگ کے سامنے

كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

لائے جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا یہ امر واقعی نہیں ہے کہیں گے ہمیں اپنے رب کی قسم ضرور امر واقعی ہے ارشاد ہوگا تو اپنے

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٤﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ

کفر کے بدلہ میں اس کا عذاب چکھو○ پھر صبر کر جیسا کہ عالی ہمت رسولوں نے کیا ہے اور ان کے لئے جلدی نہ کر

لَّهُمْ ۭ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۭ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ

گویا کہ وہ جس دن عذاب دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (تو انہیں ایسا معلوم ہوگا) کہ ایک دن میں سے ایک گھڑی بھر رہے تھے

اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ ع

آپ کا کام پہنچا دینا تھا سو کیا نافرمان لوگوں کے سوا اور کوئی ہلاک ہوگا○

افاداتِ محمود:

فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا

قرآن کریم کے نزول سے پہلے جن ایک دوسرے کے اوپر بیٹھتے اور یہ لڑی اور سلسلہ آسمان تک پہنچا دیتے تھے۔ وہاں مستقبل میں پیش آنے والے امور سے متعلق فرشتوں کی کوئی ایک آدھ بات سن لیتے تھے جو صحیح اور واقع کے موافق ہوتی تھی۔ لیکن ساتھ ہی وہ دس جھوٹ بھی ملا لیتے تھے۔ پھر نجومیوں اور کاہنوں کی حیثیت سے لوگوں کو مستقبل کے متعلق پیشگوئیاں کرتے تھے اور لوگ اعتماد کر لیتے تھے۔ جب نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو وحی کو ملاوٹ کے تردد اور شک سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنوں کے آسمانوں پر آمد و رفت کا سلسلہ ختم کر دیا۔ ان لوگوں نے ابلیس سے سوال کیا کہ آسمانوں پر ہماری آمد و رفت ختم کر دی گئی ہے۔ اس کا کیا سبب ہو سکتا ہے۔ ابلیس نے جنوں کے مختلف گروہ اور جماعتیں آفاق میں روانہ کر دیے کہ پابندی کا سبب معلوم ہو سکے۔ بقول حضرت ابن عباسؓ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوق عکاظ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ آپؐ نے ایک جگہ صحابہ کرامؓ کو فجر کی نماز پڑھائی۔ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن کریم سن لیا اور آپس میں کہنے لگے کہ یہی وہ کلام ہے جس کی وجہ سے ہم لوگوں پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ یہ جن قرآن کریم سن کر واپس چلے گئے۔ حضورؐ سے کوئی ملاقات یا گفتگو نہیں ہوئی، لیکن حضورؐ کو ایک درخت نے بتلا دیا کہ آج جنوں نے آپ سے قرآن سنا ہے۔ اس کے بعد وہ آپ کے پاس آتے رہے۔ وہ خود بھی مسلمان ہو گئے اور ہزاروں جنوں اور بعض انسانوں کو بھی جنات ہی کے ذریعہ اسلام نصیب ہوا۔

اب رہی یہ بات کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنوں سے ملاقات فرمائی اور ان کو دین اسلام کی دعوت

بھی دی تو یہاں روایات میں یہ تضاد کیوں پایا جاتا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ حضورؐ اکیلے تھے۔ آپؐ کے ساتھ صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی نہ تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے ساتھ تھا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنوں کے پاس جانا اور ان کو دعوت دینا، یہ واقعہ تقریباً چھ بار پیش آیا ہے لہٰذا کوئی تضاد نہیں۔ تمام قسم کی روایتیں اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ واللہ اعلم

رکوعاتها ۴ ﴿٤٧ سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ ٩٥﴾ اٰیاتها ۳۸

آیتیں ۳۸ سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مدنی ہے رکوع ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ① وَالَّذِيْنَ

وہ لوگ جو منکر ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو بھی اللہ کے راستہ سے روکا تو اللہ نے ان کے اعمال برباد کردیئے ○ اور وہ جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ

ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام بھی کیے اور جو کچھ محمد پر نازل کیا گیا اس پر بھی ایمان لائے حالانکہ وہ ان کے رب کی طرف سے حق بھی ہے

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ② ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ

تو اللہ ان کی برائیوں کو مٹادیگا اور ان کا حال درست کرے گا ○ یہ اس لئے کہ جو لوگ منکر ہیں انہوں نے جھوٹ کی پیروی کی

وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ③

اور جو لوگ ایمان لائے انہوں نے اپنے رب کی طرف سے حق کی پیروی کی اسی طرح اللہ لوگوں کے لئے ان کی مثالیں بیان کرتا ہے ○

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا

پس جب تم ان کے مقابل ہو جو کافر ہیں تو ان کی گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب مغلوب کرلو تو ان کی مشکیں

الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ذٰلِكَ

کس لو پھر یا تو اس کے بعد احسان کرو یا تاوان لے لو یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے یہی (حکم) ہے

[illegible] وقف لازم [illegible] ۱۲

وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا

اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے خود ہی بدلہ لے لیتا لیکن وہ تمہارا ایک دوسرے کے ساتھ امتحان کرنا چاہتا ہے اور جو اللہ کی راہ میں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ④ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ⑤ وَيُدْخِلُهُمُ

مارے گئے ہیں اللہ ان کے اعمال برباد نہیں کرے گا ○ جلدی انہیں راہ دکھائے گا اور ان کا حال درست کردے گا ○ اور انہیں بہشت میں

الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ⑥ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ

داخل کردے گا جس کی حقیقت انہیں بتادی ہے ○ اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کروگے وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم

اَقْدَامَكُمْ ۞ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۞ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا

جمائے رکھے گا۞ اور جو منکر ہیں سوان کے لئے تباہی ہے اور وہ ان کے اعمال اکارت کر دے گا۞ یہ اس لئے کہ انہوں نے ناپسند کیا

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۞ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

جو اللہ نے اتارا ہے سو اس نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۞ کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی وہ دیکھتے ان کا

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؗ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۞ ذٰلِكَ

انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے تھے اللہ نے انہیں ہلاک کر دیا اور منکروں کے لئے ایسی ہی (سزائیں) ہیں۞ یہ اس لئے ہے کہ

بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۞ ع اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ

اللہ ان کا حامی ہے جو ایمان لائے اور کفار کا کوئی بھی حامی نہیں۞ بیشک اللہ انہیں داخل کریگا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

جو ایمان لائے اور نیک کام کئے بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جو کافر ہیں

يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۞ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

وہ عیش کر رہے ہیں اور اس طرح کھاتے ہیں جس طرح چار پائے کھاتے ہیں اور دوزخ ان کا ٹھکانا ہے۞ اور کتنی ہی بستیاں تھیں جو

هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۞

آپ کی اس بستی سے طاقت میں بڑھ کر تھیں جس کے رہنے والوں نے آپ کو نکال دیا ہے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا تو ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوا۞

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ۞

پس کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر ہو اس جیسا ہو سکتا ہے جسے اس کے برے عمل اچھے کر دکھائے گئے ہوں اور انہوں نے اپنی ہی خواہشوں کی پیروی کی۞

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ

اس جنت کی کیفیت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے (یہ ہے) کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہوں گی جو بگڑنے والا نہیں اور کچھ دودھ کی

لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ

نہریں جن کا مزہ کبھی نہیں بدلے گا اور کچھ نہریں ایسے شراب کی جو پینے والوں کے لئے خوش ذائقہ ہوگا اور کچھ نہریں صاف

مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِى

شہد کی اور ان کے لئے وہاں ہر قسم کے میوے ہوں گے اور اپنے رب کی بخشش (کیا وہ) ان جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں

النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ حَتّٰى

رہیں گے اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا سو وہ ان کی آنتوں کے ٹکڑے کر ڈالے گا○ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپکی بات سنتے ہیں یہاں تک

اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۫ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

جب آپ کے ہاں سے نکل جاتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں جنہیں علم دیا گیا ہے اس نے ابھی ابھی کیا کہا یہی لوگ ہیں کہ

طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ

اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے اور انہوں نے اپنی خواہشوں کی پیروی کی ہے○ اور جو راستہ پر آ گئے ہیں اللہ انہیں اور زیادہ ہدایت دیتا اور انہیں

تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ

پرہیزگاری عطا کرتا ہے○ پھر کیا وہ اس گھڑی کا انتظار کرتے ہیں کہ ان پر ناگہاں آئے پس تحقیق اس کی علامتیں تو ظاہر ہو چکی ہیں

فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ

پھر جب وہ آ گئی تو ان کا سمجھنا کیا فائدہ دے گا○ پس جان لو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور اپنے

لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ ع

اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگیئے اور اللہ ہی تمہارے لوٹنے اور آرام کرنے کی جگہ کو جانتا ہے○

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ

اور کہتے ہیں وہ لوگ جو ایمان لائے کوئی سورت کیوں نہیں نازل ہوئی سو جس وقت کوئی صاف (مضمون کی) سورت نازل ہوتی ہے

فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ

اور اس میں جہاد کا بھی ذکر ہوتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں بیماری (نفاق) ہے آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپکی طرف دیکھتے ہیں

الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۫ فَاِذَا

جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو پس ایسے لوگوں کے لئے تباہی ہے○ حکم ماننا اور نیک بات کہنا (لازم ہے) پس جب

عَزَمَ الْاَمْرُ ۫ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ

بات قرار پا جائے تو اگر وہ اللہ سے سچے رہے تو ان کے لئے بہتر ہے○ پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم ملک کے

اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ

حاکم ہو جاؤ تو ملک میں فساد مچانے اور قطع رحمی کرنے لگو○ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے

فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾

پھر انہیں بہرہ اور اندھا بھی کر دیا ہے○ پھر کیوں قرآن میں غور نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں○

اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ

بیشک جو لوگ پیچھے کی طرف الٹے پھر گئے بعد اس کے کہ ان پر سیدھا راستہ ظاہر ہو چکا شیطان نے ان کے سامنے برے کاموں کو

سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ

بھلا کر دکھایا اور انہیں آرزو دلائی○ یہ اس لئے کہ وہ ان لوگوں سے کہنے لگے جنہوں نے اسے ناپسند کیا اس کو

سَنُطِيْعُكُمْ فِىْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ

جو اللہ نے نازل کیا ہے کہ بعض باتوں میں ہم تمہارا کہا مانیں گے اور اللہ ان کی رازداری کو جانتا ہے○ پھر کیا حال ہوگا جب ان کی (روحیں)

الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ

فرشتے قبض کریں گے ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر مار رہے ہوں گے○ یہ اس لئے کہ یہ اس پر چلے جس پر اللہ ناراض ہے

ع وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

اور انہوں نے اللہ کی رضامندی کو برا جانا پھر اس نے بھی انکے اعمال اکارت کر دیئے○ کیا وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں مرض (نفاق) ہے

اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ

یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اللہ ان کی دبی دشمنی ظاہر نہ کرے گا○ اور اگر ہم چاہتے تو آپکو وہ لوگ دکھا دیتے پس آپ اچھی طرح سے انہیں

فِىْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ

انکے نشان سے پہچان لیتے اور آپ انہیں طرز کلام سے پہچان لیں گے اور اللہ تمہارے اعمال کو جانتا ہے○ اور ہم تمہیں آزمائیں گے یہاں تک کہ

مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ

ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں کو اور صبر کرنے والوں کو معلوم کر لیں اور تمہارے حالات کو جانچ لیں○ بیشک جنہوں نے انکار کیا اور اللہ کی راہ سے

اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ؕ

روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ان پر سیدھا راستہ واضح ہو چکا وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے

وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ

اور وہ ان کے اعمال کو اکارت کر دے گا○ اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور اس کے رسول کا حکم مانو اور

لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا

اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو○ بیشک جنہوں نے انکار کیا اور اللہ کی راہ سے روکا پھر مر گئے

وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ

درآنحالیکہ وہ کافر تھے سو اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا○ پس تم سست نہ ہو اور نہ صلح کی طرف بلاؤ اور تم ہی غالب رہو گے

وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ

اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں نقصان نہیں دیگا○ بلاشبہ دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشہ ہے اور اگر

تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔــلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾ اِنْ يَّسْـَٔــلْكُمُوْهَا

تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری اختیار کرو تو تمہیں تمہارے اجر دے گا اور تم سے تمہارے مال نہیں مانگے گا○ اور اگر وہ تم سے وہ (مال) مانگے

فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ

پھر تمہیں تنگ کرے تو تم بخل کرنے لگو اور تمہارے دلی کینے ظاہر کر دے○ خبردار تم وہ لوگ ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو بلائے جاتے ہو

اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ

تو کوئی تم میں سے وہ ہے جو بخل کرتا ہے سو وہ اپنی ہی ذات سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے پرواہ ہے

وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾ ع ٨

اور تم ہی محتاج ہو اور اگر تم نہ مانو گے تو وہ اور قوم سوائے تمہارے بدل دے گا پھر وہ تمہاری طرح نہ ہوں گے○

افاداتِ محمود:

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ الخ

اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو جس طرح ایمان، انفاق فی سبیل اللہ اور جہاد کا حکم دیا ہے، ان تمام اعمال پر اسی طرح عمل پیرا رہو۔ اگر سستی کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس دین کی خدمت کے لیے کوئی اور قوم کھڑی کر دیں گے۔ صحابہ کرامؓ نے حضورؐ سے پوچھا کہ حضور وہ کون سی قوم ہوتی جو ہماری جگہ لے لیتی؟ حضورؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے ران پر ہاتھ مار کر فرمایا اس کی قوم ہوتی۔ بحمد للہ صحابہ کرام نے ہجرت، نصرت، میزبانی، مہمان نوازی، جہاد بالسیف، جہاد بالنفس اور جہاد باللسان کی ایسی مثالیں رقم فرمائیں جو رہتی دنیا تک یادگار اور مذکور رہیں گی۔ بایں ہمہ فارس والے جب دین اسلام میں داخل ہو گئے تو انہوں نے اس اعتبار سے اسلام کے اس سرسبز وشاداب باغ کی آبیاری فرمائی۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان اگر ثریا ستارے کے پاس ہوتا تو فارس والے وہاں سے اُسے اتار کر لے آتے۔ اس کا مصداق امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ ہیں۔ امام اعظم تمام فقہا کے سرتاج اور محدثین کے سرخیل ہیں۔ آپ حدیث، فقہ اور علم کلام میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔

(۴۸) سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ (۱۱۱)

آیتیں ۲۹ سورۂ فتح مدنی ہے رکوع ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝۱ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ

بیشک ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح دی ۝ تا کہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دے اور اپنی

وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۲ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ

نعمت آپ پر تمام کر دے اور تا کہ آپ کو سیدھے راستہ پر چلائے ۝ اور تا کہ اللہ آپ کی

نَصْرًا عَزِيْزًا ۝۳ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ

زبردست مدد کرے ۝ وہی تو ہے جس نے ایمانداروں کے دلوں میں اطمینان اتارا تا کہ ان کا

لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

ایمان اور زیادہ ہو جائے اور آسمانوں اور زمین کے لشکر کے سب اللہ ہی کے ہیں اور اللہ خبردار

حَكِيْمًا ۝۴ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

حکمت والا ہے ۝ تا کہ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۵

ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ان پر سے ان کے گناہ دور کر دے گا اور اللہ کے ہاں یہ بڑی کامیابی ہے ۝

وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ

اور تا کہ منافق مردوں اور عورتوں کو اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے جو اللہ کے بارے میں

السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ

برا گمان رکھتے ہیں انہیں پر بری گردش ہے اور اللہ نے ان پر غضب نازل کیا اور ان پر لعنت کی اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے

وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝۶ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۷

اور وہ برا ٹھکانا ہے ۝ اور اللہ ہی کے سب لشکر آسمانوں اور زمین میں ہیں اور اللہ بڑا غالب حکمت والا ہے ۝

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٨﴾ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ

بیشک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا○ تاکہ تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو

وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ

اور اس کی عزت کرو اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرو○ بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ ہی سے

اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ

بیعت کر رہے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے پس (جو اس عہد کو) توڑ دے گا سو توڑنے کا وبال خود اسی پر ہوگا اور جو وہ عہد

بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٠﴾ سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ ع

پورا کرے گا جو اس نے اللہ سے کیا ہے سو عنقریب وہ اسے بہت بڑا اجر دے گا○ عنقریب آپ سے وہ لوگ کہیں گے جو بدویوں میں سے

الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ

پیچھے رہ گئے تھے کہ ہمیں ہمارے مالوں اور اہل وعیال نے مشغول رکھا سو آپ ہمارے لئے مغفرت مانگیئے وہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو

فِي قُلُوبِهِمْ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ

ان کے دلوں میں نہیں ہے کہہ دو وہ کون ہے جو اللہ کے سامنے تمہارے لئے کسی چیز کا (کچھ بھی) اختیار رکھتا ہو اگر اللہ تمہیں کوئی نقصان یا

أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١١﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ

کوئی نفع پہنچانا چاہے بلکہ اللہ تمہارے سب اعمال پر خبردار ہے○ بلکہ تم نے خیال کیا تھا کہ رسول اللہ

الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ

اور مسلمان اپنے گھر والوں کی طرف کبھی بھی واپس نہ لوٹیں گے اور تمہارے دلوں میں یہ بات اچھی معلوم ہوئی اور تم نے بہت

ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا ﴿١٢﴾ وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا

برا گمان کیا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے○ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لائے سو ہم نے ایسے کافروں کے لئے

لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ﴿١٣﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ

بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے○ اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کے لئے ہے وہ جسے چاہے بخشے

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٤﴾ سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا

اور جسے چاہے عذاب دے اور اللہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے○ عنقریب کہیں گے وہ لوگ جو

انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا

پیچھے رہ گئے تھے جب تم غنیمتوں کی طرف ان کے لینے کے لئے جانے لگو گے کہ ہمیں چھوڑو ہم تمہارے ساتھ چلیں وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا حکم

كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ

بدل دیں کہہ دو کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ چلو گے اللہ نے اس سے پہلے ہی ایسا فرمایا ہے پس وہ کہیں گے کہ (نہیں) بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو

بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥﴾ قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ

بلکہ وہ لوگ بات ہی کم سمجھتے ہیں○ ان پیچھے رہ جانے والے بدوؤں سے کہہ دو کہ بہت جلد تمہیں ایک

قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۖ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ

سخت جنگجو قوم سے لڑنے کے لئے بلایا جائے گا تم ان سے لڑو گے یا وہ اطاعت قبول کر لے گی پھر اگر تم نے حکم مان لیا تو اللہ تمہیں

أَجْرًا حَسَنًا ۖ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٦﴾ لَيْسَ

بہت ہی اچھا انعام دے گا اور اگر تم پھر گئے جیسا کہ پہلے پھر گئے تھے تو تمہیں سخت عذاب دے گا○ نہ

عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُطِعِ

اندھے پر کچھ گناہ ہے اور نہ لنگڑے ہی پر کچھ گناہ ہے اور نہ بیمار ہی پر کچھ گناہ ہے اور جو کوئی

اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اسے ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جو نافرمانی کرے گا اسے

أَلِيمًا ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا ع

سخت سزا دے گا○ بے شک اللہ مسلمانوں سے راضی ہوا جب وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اس نے جان لیا جو کچھ

فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿١٨﴾ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً

ان کے دلوں میں تھا پس اس نے ان پر اطمینان نازل کر دیا اور انہیں جلدی ہی فتح دے دی○ اور بہت سی غنیمتیں بھی دے گا

يَأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٩﴾ وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا

جنہیں وہ لیں گے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے○ اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے

فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ

پھر تمہیں اس نے یہ جلدی دے دی اور اس نے تم سے لوگوں کے ہاتھ روک دیئے اور تاکہ ایمان والوں کے لئے یہ ایک نشان ہو اور تاکہ تمہیں

صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿٢٠﴾ وَّأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ

سیدھے راستہ پر چلائے○ اور بھی فتوحات ہیں کہ جو (اب تک) تمہارے بس میں نہیں آئیں البتہ اللہ کے بس میں ہیں اور اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ

ہر چیز پر قادر ہے○ اور اگر کافر تم سے لڑتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ پڑتے پھر نہ کوئی

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ

حمایتی پاتے نہ کوئی مددگار○ اللہ کا قدیم دستور پہلے سے یونہی چلا آتا ہے اور تو اس کے دستور کو

اللَّهِ تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ

بدلا ہوا نہ پائے گا○ اور وہی ہے جس نے وادی مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے

مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٢٤﴾ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اس کے بعد کہ اس نے تمہیں ان پر غالب کر دیا تھا اور اللہ ان سب باتوں کو جو تم کر رہے تھے دیکھ رہا تھا○ وہ تو وہی ہیں جنہوں نے انکار کیا

وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَن يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ

اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو روکے رکھا اس سے کہ وہ اپنی قربانگاہ تک پہنچیں اور اگر کچھ مرد

مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ

ایمان والے اور عورتیں ایمان والی نہ ہوتیں جنہیں تم نہیں جانتے تھے کہ تم انہیں پامال کر دیتے پھر ان کی طرف سے تم پر نادانستگی سے

عِلْمٍ ۖ لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا

الزام آتا (تو تمہیں لڑنے سے نہ روکا جاتا) تاکہ اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے داخل کرے اگر وہ ٹل گئے ہوتے تو ہم ان میں سے جو کافر ہیں

مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٢٥﴾ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ

انہیں دردناک عذاب دیتے○ جب کہ کافروں نے اپنے دل سخت جوش پیدا کیا تھا جہالت کا جوش تھا

الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ

پھر اللہ نے بھی اپنی تسکین اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر نازل کر دی اور ان کو پرہیزگاری کی

كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٢٦﴾ ع

بات پر قائم رکھا اور وہ اسی کے لائق اور قابل بھی تھے اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے○

لَقَدۡ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوۡلَهُ الرُّءۡيَا بِالۡحَـقِّ‌ ۚ لَتَدۡخُلُنَّ الۡمَسۡجِدَ الۡحَـرَامَ اِنۡ شَآءَ
بے شک اللہ نے اپنے رسول کا خواب سچا کر دکھایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو تم امن کے ساتھ مسجد حرام میں
اللّٰهُ اٰمِنِيۡنَ ۙ مُحَلِّقِيۡنَ رُءُوۡسَكُمۡ وَمُقَصِّرِيۡنَ ۙ لَا تَخَافُوۡنَ‌ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمۡ تَعۡلَمُوۡا
ضرور داخل ہو گے اپنے سر منڈاتے ہوئے اور بال کتراتے ہوئے بے خوف وخطر ہونگے پس جس بات کو تم نہ جانتے تھے
فَجَعَلَ مِنۡ دُوۡنِ ذٰ لِكَ فَتۡحًا قَرِيۡبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى
اس نے اسے جان لیا تھا پھر اس نے اس سے پہلے ہی ایک فتح بہت جلدی کر دی ○ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت
وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ‌ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ؕ ﴿۲۸﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ
اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اسے ہر ایک دین پر غالب کرے اور اللہ کی شہادت کافی ہے ○ محمد اللہ کے
اللّٰهِ‌ ؕ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الۡكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡ‌ تَرٰٮهُمۡ رُكَّعًا سُجَّدًا
رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع وسجود کر رہے ہیں
يَّبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانًا‌ سِيۡمَاهُمۡ فِىۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ اَثَرِ
اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں ان کی شناخت ان کے چہروں میں سجدہ کا
السُّجُوۡدِ‌ ؕ ذٰ لِكَ مَثَلُهُمۡ فِى التَّوۡرٰٮةِ ۛۖ ‌ۚ وَمَثَلُهُمۡ فِى الۡاِنۡجِيۡلِ ۛۚ كَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطْئَهٗ
نشان ہے یہی وصف ان کا تورات میں ہے اور انجیل میں ان کا وصف ہے مثل اس کھیتی کے جس نے اپنی
فَاٰزَرَهٗ فَاسۡتَغۡلَظَ فَاسۡتَوٰى عَلٰى سُوۡقِهٖ يُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَـغِيۡظَ بِهِمُ الۡكُفَّارَ‌ ؕ وَعَدَ
سوئی نکالی پھر اسے قوی کر دیا پھر موٹی ہو گئی پھر اپنے تنہ پر کھڑی ہو گئی کسانوں کو خوش کرنے لگی تا کہ اللہ ان کی وجہ سے کفار کو غصہ دلائے اللہ نے
اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنۡهُمۡ مَّغۡفِرَةً وَّاَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۲۹﴾ ع
ان میں سے ایمان داروں اور نیک کام کرنے والوں کے لئے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے ○

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

۶ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا تھا کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت میرے ساتھ ہے اور ہم سکون واطمینان سے عمرہ ادا کر رہے ہیں۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے یہ خواب بیان فرمایا۔ اگر چہ اس خواب

میں وقت متعین نہ تھا، لیکن صحابہ کرامؓ نے فرطِ عشق میں اسی سال عمرہ کے لیے جانے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ حضورؐ نے بھی ارادہ فرمالیا۔ سب لوگ ہدی کے جانور ساتھ لے کر چلے۔ راستہ میں حدیبیہ کے مقام پر حضورؐ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ یہ آگے چلنے کا نام نہ لیتی تھی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا حبسها حابس الفيل ۔ یعنی جس اللہ نے ہاتھی کو خانہ کعبہ کے قریب آنے سے منع فرمایا تھا، اسی اللہ نے یہاں اس کو روک دیا ہے۔ پھر مشرکین مکہ سے مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوا۔ کافی بحث مباحثہ کے بعد ایک معاہدہ ہوا۔ اس کی بعض شقیں بادیٔ النظر میں بالکل مسلمانوں کے خلاف تھیں۔ حضرت عمرؓ اور بعض دیگر صحابہ ان شرائط کی وجہ سے بے حد مضطرب اور پریشان تھے۔ الغرض معاہدہ مکمل ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور ذبح کر کے احرام کھول دیے اور واپس مدینہ منورہ جانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے راستہ میں یہ سورت نازل فرمادی کہ یہ صلح فتح مبین ہے۔ اس صلح کی برکت سے آپس میں تجارتی اور دیگر مہمات کے ذریعہ لوگوں میں اختلاط ہوا۔ اس کے نتیجہ میں لوگوں کو مسلمانوں کی ملی و معاشرتی زندگی سمجھنے میں مدد ملی۔ اس معاہدہ میں دس سال کے لیے جنگ بندی کی شق شامل تھی، مگر کفار نے خود عہد شکنی کی اور ۸ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر چڑھائی کر کے مکہ فتح فرمالیا۔ واللہ اعلم

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ

آیتیں ۱۸ سورۂ حجرات مدنی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پہلے نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سب کچھ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

سننے والا جاننے والا ہے۝ اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ

اور نہ بلند آواز سے رسول سے بات کیا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے سے کیا کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں

لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

خبر بھی نہ ہو۝ بیشک جو لوگ اپنی آوازیں رسول اللہ کے حضور میں دھیمی کر لیتے ہیں یہی لوگ ہیں کہ

امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۳ اِنَّ الَّذِيْنَ

اللہ نے ان کے دلوں کو پرہیزگاری کے لئے جانچ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے۝ بیشک جو لوگ

يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۴ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى

آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے۝ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ

تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ

آپ ان کے پاس نکل کر آتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۝ اے ایمان والو اگر

جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ

کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی سی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کیا کرو کہ کہیں کسی قوم پر بیخبری سے نہ جا پڑو پھر اپنے کئے پر

نٰدِمِيْنَ ۝۶ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ

پشیمان ہونے لگو۝ اور جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول موجود ہے اگر وہ بہت سی باتوں میں تمہارا کہا مانے تو تم پر

لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ
مشکل پڑ جائے لیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں اچھا کر دکھایا ہے اور تمہارے دل میں
الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝٧ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ
کفر اور گناہ اور نافرمانی کی نفرت ڈال دی ہے یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں ۝ اللہ کے فضل
وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝٨ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا
اور احسان سے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۝ اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان
بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ
صلح کرادو پس اگر ایک ان میں دوسرے پر ظلم کرے تو اس سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے
اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
حکم کی طرف رجوع کرے پھر اگر وہ رجوع کرے تو ان دونوں میں انصاف سے صلح کرادو اور انصاف کرو بیشک اللہ
يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝٩ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا
انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۝ بیشک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں سو اپنے بھائیوں میں صلح کرادو اور اللہ سے
اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝١٠ ع
تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۝

افاداتِ محمود:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا الخ

شانِ نزول

صحیح بخاریؒ میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنو تمیم کا وفد آیا اور کسی کو امیر مقرر کرنے کی درخواست کی تو حضرات ابوبکر صدیقؓ نے فعقاع ابن معبد کے متعلق رائے دی کہ ان کو بنو تمیم کا امیر مقرر کیا جائے اور حضرت فاروق اعظمؓ نے اقرع ابن حابسؓ کے متعلق رائے دی کہ ان کو بنو تمیم کا امیر مقرر کیا جائے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ ناراض ہونے لگے اور حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ نے میری مخالفت کی۔ حضرت فاروق اعظمؓ اپنی صفائی پیش فرما رہے تھے کہ میرا مقصد اختلاف برائے اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ میں نے اس منصب کے لیے جس کو اہل جانا اور سمجھا اس کے متعلق رائے دی۔ خیر یہ باتیں کرتے کرتے ان دونوں بزرگوں کی آوازیں بلند ہوگئیں اور اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر قیامت تک آنے والے انسانوں کو یہ ادب بتا دیا اور سکھا دیا کہ اللہ کے

رسول اور آپ کے نائبین کے سامنے اُونچی آواز سے بولنا دنیا و آخرت کے نقصان وخسران کا سبب ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ یاد رہے کہ یہ حکم جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں تھا اسی طرح آپ کی وفات کے بعد آپ ؐ کے روضۂ اطہر کا بھی یہی حکم ہے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ **وقال العلماء یکرہ رفع الصوت عند قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم کما کان یکرہ فی حیاتہ علیہ السلام لانہ محترم حیاً وفی قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم دائما** علماء نے کہا ہے کہ آپ ؐ کے روضہ اقدس کے سامنے آواز کو بلند کرنا ویسا ہی ناجائز ہے جیسا کہ آپ کی زندگی میں تھا کیونکہ آپ ؐ خواہ حیات ہوں خواہ روضے میں ہوں ہر حال میں ہمیشہ کے لیے قابل احترام ہیں۔

میں نے ایک دفعہ ایک شخص کو دیکھا کہ حضور ؐ کے روضہ اقدس کے سامنے یہ آیت ''**انک میت وانھم میتون**'' پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ خدا کے بندے تو اپنے عقیدہ کی خود تردید کر رہا ہے۔ کیونکہ تو یہ آیت اس نیت سے پڑھ رہا ہے کہ حضور ؐ کو سنانا مقصود ہے اور سننا تسلیم کر رہے ہو۔ کیونکہ اگر عقیدہ یہ ہو کہ نہیں سنتے تو پھر سنانا لایعنی اور فعل عبث ٹھہرتا ہے اور جب سننا تسلیم کر لیا تو تمہارا مدعا ہی نہ رہا۔ بہرحال بعض گستاخ ایسی حرکتوں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ حضرت ثابت ابن قیس ؓ فطرتی طور پر رفیع الصوت تھے جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو وہ غمگین گھر میں بیٹھ گئے اور کہتے رہے کہ شاید میری آواز اللہ کے رسول کے مقابلہ میں اُونچی ہوئی ہے اور میرے اعمال ضبط ہو گئے ہیں اور میں جہنمی بن گیا ہوں۔ جب کئی دن سے حضور ؐ کو نظر نہیں آئے تو آپ ؐ کے استفسار پر صحابہ کرام ؓ نے مذکورہ بالا باتیں حضور ؐ کو بتلائیں تو آپ ؐ نے ارشاد فرمایا **بل ھو من اھل الجنۃ**۔ صحابہ کرام ؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس بات سے بڑی خوشی ہوتی تھی کہ جب ہم حضرت ثابت ؓ کے ساتھ چل رہے ہوتے تھے کہ ہم ایک جنتی شخص کے ساتھ چل رہے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ الخ

شانِ نزول

حافظ ابن کثیر نے بروایت مسند احمد یہ تفصیل نقل کی ہے کہ حضور ؐ کے سسر اور ام المؤمنین حضرت میمونہ ؓ کے والد حضرت حارث خزاعی ؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ؐ نے مجھ پر اسلام کو پیش فرمایا۔ میں نے قبول کیا پھر آپ ؐ نے مجھے زکوٰۃ کی ادائیگی وفرضیت کے متعلق بتایا۔ میں نے اس کا بھی اقرار کیا۔ پھر میں نے آپ ؐ کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ میں اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلاؤں گا اور زکوٰۃ کی فرضیت سے آگاہ کروں گا۔ ان میں سے جو لوگ مسلمان ہو جائیں گے، میں ان سے زکوٰۃ وصول کر لوں گا، لہٰذا فلاں فلاں وقت تک آپ اپنا کوئی ایلچی میری طرف بھیج دیجیے تاکہ جو جمع شدہ زکوٰۃ ہو، اسے ہم آپ ؐ کی خدمت

میں پیش کر دیں۔ حضورؐ نے حسب وعدہ مقررہ وقت پر ولید بن عقبہ کو حضرت حارثؓ کے پاس بھیجا تا کہ زکوٰۃ لے کر آئے، ان کو جاتے ہوئے اپنی جان کا اندیشہ ہوا کہ مبادا کہ لوگ مجھ کو قتل نہ کر ڈالیں۔ آپ راستہ میں سے واپس آ گئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب ولید اس بستی کے قریب پہنچ گئے تو لوگ اس کو حضورؐ کا ایلچی وفرستادہ سمجھ کر اس کے استقبال کے لیے بہت بڑی تعداد میں نکل آئے، لیکن ولید کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ شاید یہ لوگ میرے قتل کی غرض سے نکل آئے ہیں، لہٰذا وہ راستہ ہی سے واپس آ گئے اور یہاں آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ حارث نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور مجھے قتل کرنا چاہا۔ حضورؐ نے حارث کے قبیلہ کی طرف حملہ کرنے کی غرض سے لشکر بھیج دیا جو مدینہ سے روانہ ہو گیا۔

ادھر یہ ہوا کہ حضرت حارثؓ نے ایک میعاد حضور کو بتلائی تھی۔ اس میعاد پر حضور کا فرستادہ نہ پہنچا تو حضرت حارثؓ نے اپنی قوم کے سرکردہ افراد کو بلوا کر ان سے مشورہ کیا کہ حضورؐ کی عادت شریفہ نقض عہد کی نہیں ہے، مگر اب تک آپؐ کا آدمی نہیں پہنچا۔ مجھے لگتا ہے ہم لوگوں سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ اور اس کا رسولؐ ہم سے ناراض ہیں۔ وہاں جا کر پتا کرنا چاہیے، لہٰذا حضرت حارثؓ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ حضورؐ کا بھیجا ہوا لشکر سامنے سے آ رہا تھا۔ صحابہ کرام نے حضرت حارثؓ کو دیکھتے ہی گھیر لیا۔ حضرت حارثؓ نے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے؟ کہنے لگے۔ اللہ کے رسول نے ہمیں آپ کی طرف بھیجا ہے۔ پوچھا کیوں؟ صحابہ کرام کہنے لگے کہ تو نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے اور حضورؐ کے ایلچی کے قتل کا پروگرام بھی بنا رکھا تھا۔

حضرت حارثؓ فرمانے لگے: ''قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ نہ میرے پاس کوئی آیا ہے اور نہ ہی میں نے کسی کو دیکھا ہے۔ حضرت حارثؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت نازل فرمادی (ابن کثیر)

مذکورہ بالا آیت میں یہ ضابطہ بتلایا گیا کہ بغیر تحقیق کے کسی فرد یا قوم پر حملہ کرنا جائز نہیں ہے۔ دنیا میں بہت سارے جھگڑے اور واقعات اس طرح رونما ہوتے ہیں کہ کسی نے غلط اطلاع فراہم کر دی۔ کسی نے غلط چغلی کھائی اور اس کے کہنے پر کسی نے کسی قوم یا کسی فرد کے خلاف کوئی کارروائی کی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اطلاع غلط تھی تو کس قدر پشیمانی ہوگی۔ مذکوہ بالا واقعہ میں خدانخواستہ اگر حضرت حارثؓ خود چل کر نہ آتے اور مسلمان وہاں پہنچ کر حملہ کر دیتے تو مسلمانوں کا بہت بڑا نقصان ہو جاتا اور متعدد مسلمان تہہ تیغ ہو جاتے۔ یہ تو بعد میں پتا چلتا کہ جو کچھ ہوا صحیح ہوا یا غلط۔ ''چوں تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود''۔

آیت کا صرف یہ مطلب نہیں کہ کوئی فاسق خبر دے تو اعتبار نہ کرو اور صوفی خبر دے تو اعتبار کرو کیونکہ غیبت کرنے سے انسان فاسق بن جاتا ہے، خواہ وہ صوفی ہی کیوں نہ ہو، لہٰذا یہاں فاسق کا مقابلہ صوفی سے نہیں ہے، بلکہ غیر فاسق سے ہے۔ کیونکہ جھوٹ بولنے اور چغلی کھانے سے بھی آدمی فاسق بن جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں

ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو نئی قبروں پر سے ہوا تو فرمایا کہ ان دو قبروں میں جو لوگ دفن ہیں ان کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی ایسی بڑی بات کی وجہ سے ان کو عذاب نہیں ہو رہا جس سے بچنا مشکل ہو۔ پھر فرمایا کہ ان دونوں میں سے ایک چغلی کھاتا پھرتا تھا اور دوسرا اپنے آپ کو پیشاب سے نہ بچاتا تھا۔ واللہ اعلم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى

اے ایمان والو ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے

اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا

عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے

مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ

بہتر ہوں اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو فسق کے نام لینے ایمان لانے کے بعد

بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

بہت برے ہیں اور جو باز نہ آئیں سو وہی ظالم ہیں○ اے ایمان والو

اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ

بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی

بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ

غیبت کیا کرے کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ

اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے○ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے

وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ

اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو بیشک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا

بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے○ بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے ہیں کہہ دو تم ایمان نہیں لائے لیکن تم کہو کہ

اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو

لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

تو تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا بیشک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے○ بیشک سچے مسلمان تو وہی ہیں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے   پھر انہوں نے شک نہ کیا   اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے

وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۱۵ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۭ

اللہ کی راہ میں جہاد کیا   وہی سچے (مسلمان) ہیں ○   کہہ دو   کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتاتے ہو

وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۶

اور اللہ جانتا ہے   جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے   اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ○

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ

آپ پر اپنے اسلام لانے کا احسان جتاتے ہیں   کہہ دو مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ جتلاؤ   بلکہ تم پر احسان

عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۷ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ

رکھتا ہے کہ اس نے ایمان کی طرف تمہاری رہنمائی کی   اگر تم سچے ہو ○   بیشک اللہ آسمانوں اور

ع ۲ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۸ ع

زمین کی سب مخفی چیزیں جانتا ہے   اور اللہ دیکھ رہا ہے   جو تم کر رہے ہو ○

افاداتِ محمود:

وَلَا تَجَسَّسُوْا الخ اگر کچھ لوگ آپس میں باتیں کر رہے ہوں اور کوئی شخص دیوار کے پیچھے سے سنے تو یہ حرام ہے اور قیامت کے دن ایسے لوگوں کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص سویا ہوا ہو اور اس کے پاس دو آدمی باتیں کرتے ہوں اس خیال سے کہ یہ سویا ہوا ہے اور پھر اس سوئے ہوئے شخص کو جاگ آ جائے لیکن اپنے جاگنے کو ظاہر نہ کرے اور یوں ظاہر کرے کہ گویا سویا ہوا ہے تو یہ بھی تجسس میں داخل ہے اور اس شخص کو ایسا ہی گناہ ملے گا۔ اسلامی مملکت اور مسلمانوں سے کسی بھی مضرت کو دور کرنے کے لیے سی آئی ڈی کرنا جائز ہے اور کفار کے لیے یا دارالکفر کے لیے سی آئی ڈی کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح کسی سیاسی شخصیت کی ذاتی و نجی امور میں سی آئی ڈی کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ الخ

اگر منادی انسان ہو یعنی یا ایھا الانسان ارشاد ہو تو اس سے مراد کافر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

رکوعاتہا ۳ — ۵۰ سُوْرَۃُ قٓ مَکِّیَّۃٌ ۳۴ — آیاتہا ۴۵

آیتیں ۴۵ سورۂ قٓ مکی ہے رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ① بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا

اس قرآن کی قسم جو بڑا شان والا ہے ○ بلکہ وہ تعجب کرتے ہیں کہ ان کے پاس انہیں میں سے ایک ڈرانے والا آیا پس کافروں نے کہا کہ

شَیْءٌ عَجِیْبٌ ② ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ ③ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ

یہ تو ایک عجیب بات ہے ○ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے یہ دوبارہ زندگی بعید از قیاس ہے ○ ہمیں معلوم ہے جو زمین

الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ ④ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ

ان میں سے کم کرتی ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے ○ بلکہ انہوں نے حق کو جھٹلایا جب وہ انکے پاس آیا پس وہ ایک

فِیْٓ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ ⑤ اَفَلَمْ یَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَزَیَّنّٰهَا وَمَا لَهَا

الجھی ہوئی بات میں پڑے ہوئے ہیں ○ پس کیا انہوں نے غور سے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے کس طرح اسے بنایا اور آراستہ کیا ہے

مِنْ فُرُوْجٍ ⑥ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ

اور اس میں کوئی بھی شگاف نہیں ○ اور ہم نے زمین کو بچھایا اور اس میں مضبوط پہاڑ ڈال دیئے اور اس میں ہر قسم کی خوشنما

زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ ⑦ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ⑧ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

چیزیں اگائیں ○ ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے بصیرت اور نصیحت ہے ○ اور ہم نے آسمان سے برکت والا

مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِیْدِ ⑨ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ ⑩

پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعے سے باغ اگائے اور اناج جن کے کھیت کاٹے جاتے ہیں ○ اور لمبی لمبی کھجوریں جن کے خوشے تہ بہ تہ ہیں ○

رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ۚ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ⑪ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ

بندوں کے لئے روزی اور ہم نے اس سے ایک مردہ بستی کو زندہ کیا دوبارہ نکلنا اسی طرح ہے ○ ان سے پہلے قوم

نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ⑫ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ⑬ وَّاَصْحٰبُ

نوح اور کنوئیں والوں نے اور قوم ثمود نے جھٹلایا ○ اور قوم عاد اور فرعون اور قوم لوط نے ○ اور بن والوں

وَّ اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ
اور قوم تبع نے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہمارا وعدہ عذاب ثابت ہوا○ کیا ہم پہلی بار پیدا کرنے میں

الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۵﴾ ع۱۵ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ
تھک گئے ہیں (نہیں) بلکہ وہ از سرنو پیدا کرنے کے متعلق شک میں ہیں○ اور بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں

مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ اِذْ یَتَلَقَّى
جو وسوسہ اس کے دل میں گزرتا ہے اور ہم اس سے اس کی رگ گلو سے بھی زیادہ قریب ہیں○ جب کہ

الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ
ضبط کرنے والے دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے ضبط کرتے جاتے ہیں○ وہ منہ سے کوئی بات نہیں نکالتا مگر اس کے پاس

رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ﴿۱۸﴾ وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِیْدُ ﴿۱۹﴾
ہوشیار محافظ ہوتا ہے○ اور موت کی بے ہوشی تو ضرور آکر رہے گی یہی ہے وہ جس سے تو گریز کرتا تھا○

وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ یَوْمُ الْوَعِیْدِ ﴿۲۰﴾ وَ جَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ
اور صور میں پھونکا جائے گا وعدہ عذاب کا دن یہی ہے○ اور ہر ایک شخص آئے گا اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور

شَهِیْدٌ ﴿۲۱﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ
ایک گواہی دینے والا ہوگا○ بیشک تو تو اس دن سے غفلت میں رہا پس ہم نے تجھ سے تیرا پردہ دور کردیا پس تیری نگاہ آج

حَدِیْدٌ ﴿۲۲﴾ وَ قَالَ قَرِیْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَیَّ عَتِیْدٌ ﴿۲۳﴾ؕ اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ
بڑی تیز ہے○ اور اس کا ساتھی کہے گا یہ ہے جو میرے پاس تیار ہے○ (حکم ہوگا) تم دونوں ہر کافر سرکش کو دوزخ میں

عَنِیْدٍ ﴿۲۴﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ مُّرِیْبِ ﴿۲۵﴾ الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰهُ
ڈال دو○ جو نیکی سے روکنے والا حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ہے○ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ٹھہرایا پس اسے

فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ ﴿۲۶﴾ قَالَ قَرِیْنُهٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطْغَیْتُهٗ وَ لٰكِنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍۭ
سخت عذاب میں ڈال دو○ اس کا ہم نشین کہے گا اے ہمارے رب میں نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ وہ خود ہی بڑی گمراہی میں

بَعِیْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَ قَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْكُمْ بِالْوَعِیْدِ ﴿۲۸﴾ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ
پڑا ہوا تھا○ فرمائے گا تم میرے پاس مت جھگڑو اور میں تو پہلے تمہاری طرف اپنے عذاب کا وعدہ بھیج چکا تھا○ میرے ہاں کی بات

لَدَيَّ وَمَآ أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٢٩﴾ يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ ع ۱۶

بدلی نہیں جاتی اور نہ ہی میں بندوں کے لئے ظالم ہوں○ جس دن ہم جہنم سے کہیں گے کیا تو بھر چکی اور وہ کہے گی

هَلْ مِن مَّزِيدٍ ﴿٣٠﴾ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ﴿٣١﴾ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ

کیا کچھ اور بھی ہے○ اور بہشت پرہیزگاروں کے قریب لائی جائے گی کہ کچھ فاصلہ نہ ہوگا○ یہی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا

لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ﴿٣٢﴾ مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ﴿٣٣﴾

ہر رجوع کرنے والے اور حفاظت کرنے والے کے لئے○ جو کوئی اللہ سے بن دیکھے ڈرا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا○

ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ﴿٣٤﴾ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴿٣٥﴾

اس میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ ہمیشہ رہنے کا دن یہی ہے○ انہیں جو کچھ وہ چاہیں گے وہاں ملے گا اور ہمارے پاس اور بھی زیادہ ہے○

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ

اور ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کر دیں جو قوت میں ان سے بڑھ کر تھیں پھر (عذاب کے وقت) شہروں میں دوڑنے پھرنے لگے کہ

مِن مَّحِيصٍ ﴿٣٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ

کوئی پناہ کی جگہ بھی ہے○ بیشک اس میں اس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جس کے پاس (فہیم) دل ہو یا وہ متوجہ ہو کر (بات کی طرف)

وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ

کان ہی لگا دیتا ہو○ اور بیشک ہم نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے چھ دن میں

وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ﴿٣٨﴾ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ

اور ہمیں کچھ بھی تکان نہ ہوئی○ پس ان باتوں پر صبر کر جو وہ کہتے ہیں اور اپنے رب کی پاکیزگی بیان کر تعریف کے ساتھ

طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ﴿٣٩﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ﴿٤٠﴾

دن نکلنے سے پہلے اور دن چھپنے سے پہلے○ اور کچھ رات میں بھی اسکی تسبیح کر اور نماز کے بعد بھی○

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ

اور توجہ سے سنئے جس دن پکارنے والا پاس سے پکارے گا○ جس دن وہ ایک چیخ کو بخوبی

بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ﴿٤٢﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿٤٣﴾

سنیں گے یہ دن قبروں سے نکلنے کا ہوگا○ بیشک ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے○

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا
جس دن ان پر سے زمین پھٹ جائے گی لوگ دوڑتے ہوئے نکل آئینگے یہ لوگوں کا جمع کرنا ہمیں بہت آسان ہے ۞ ہم جانتے ہیں
يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۟ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾ ع
جو کچھ وہ کہتے ہیں اور آپ ان پر کچھ بھی زیادتی کرنے والے نہیں پھر آپ قرآن سے اس کو نصیحت کیجئے جو میرے عذاب سے ڈرتا ہو ۞

افاداتِ محمود:

اس سورت کے پہلے رکوع میں الوہیت وتوحید باری تعالیٰ پر عقلی دلائل ہیں۔ پھر منکرین قیامت کو یہ مثال دے کر سمجھایا گیا ہے کہ بلد میت کو اور ارضِ میتہ کو دیکھو کہ ہم دوبارہ اسے کیسے تروتازہ کر کے زندگی بخشتے ہیں تو انسان کا دوبارہ زندہ کرنا کون سا مشکل ہے۔ دوسرے رکوع میں حضرت انسان کو یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ انسان دنیا میں چوری چھپے بہت سے جرائم کر کے سزا سے بچ جاتا ہے۔ کوئی انسان عالم الغیب نہیں ہے۔ انسان کا علم محدود اور ذرائع علم کمزور ہیں، لیکن قیامت کے دن جس اللہ کے سامنے کھڑا ہونا اور جس ذات ستودہ صفات کو حساب دینا ہے۔ اول تو وہ ذات خود انسان کے قریب تر ہے۔ دوسرے اس نے انسان کے اعمال محفوظ کرنے اور نوٹ کرنے کے لیے ایسا محیر العقول نظام فراہم فرمایا ہے کہ وہاں انسانی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں، لہٰذا اس کے پاس انسان کا ایک ایک بول، ایک ایک لفظ اور چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا عمل محفوظ ہے۔ آگے تیسرے رکوع میں پھر کچھ قیامت کے حالات وواقعات ہیں۔ واللہ اعلم

سورۃ الذاریات مکیۃ ۵۱ ۶۷ ۔ رکوعاتہا ۳ آیاتہا ۶۰

آیتیں ۶۰ سورۃ الذٰریٰت مکی ہے رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝۱ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝۲ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝۳ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝۴

قسم ہے ان ہواؤں کی جو (غبار وغیرہ) اڑانے والی ہیں۝ پھران بادلوں کی جو بوجھ (بارش کا) اٹھانیوالے ہیں۝ پھران کشتیوں کی جو نرمی سے چلنے والی ہیں۝ پھران فرشتوں کی

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝۵ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝۶ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝۷

جو حکم کے موافق چیزیں تقسیم کرنے والے ہیں۝ بیشک جس قیامت کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۝ اور بیشک اعمال کی جزا ضرور ہونے والی ہے۝ آسمان جالی دار کی قسم ہے

اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝۸ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝۹ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝۱۰

البتہ تم پیچیدہ بات میں پڑے ہوئے ہو۝ قرآن سے وہی روکا جاتا ہے جو ازل سے گمراہ ہے۝ اٹکل پچو باتیں بنانے والے غارت ہوں۝

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝۱۱ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۝۱۲ يَوْمَ

وہ جو غفلت میں بھولے ہوئے ہیں۝ پوچھتے ہیں فیصلہ کا دن کب ہوگا۝ جس دن

هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝۱۳ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝۱۴

وہ آگ پر عذاب دیئے جائیں گے۝ اپنی شرارت کو مزہ چکھو یہی ہے وہ (عذاب) جس کی تم جلدی کرتے تھے۝

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝۱۵ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا

بیشک پرہیزگار باغات اور چشموں میں ہوں گے۝ لے رہے ہونگے جو کچھ انہیں ان کا رب عطا کرے گا بیشک وہ

قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝۱۶ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝۱۷ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ

اس سے پہلے نیکوکار تھے۝ وہ رات کے وقت تھوڑا عرصہ سویا کرتے تھے۝ اور آخر رات میں

يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۱۸ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝۱۹ وَفِي الْاَرْضِ

مغفرت مانگا کرتے تھے۝ اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور محتاج کا حق ہوتا تھا۝ اور زمین میں یقین کرنے

اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ۝۲۰ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝۲۱ وَفِي السَّمَاۗءِ رِزْقُكُمْ

والوں کے لئے نشانیاں ہیں۝ اور خود تمہارے نفسوں میں بھی پس کیا تم غور سے نہیں دیکھتے۝ اور تمہاری روزی آسمان میں ہے۝

وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ ع ۱۸
اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے ○ پس آسمان اور زمین کے مالک کی قسم ہے بیشک یہ (قرآن) برحق ہے جیسا تم باتیں کرتے ہو ○
هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا
کیا آپ کو ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات پہنچی ہے ○ جب کہ وہ اس پر داخل ہوئے پھر انہوں نے
سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗٓ
سلام کیا ابراہیم نے سلام کا جواب دیا (خیال کیا) کچھ اجنبی سے لوگ ہیں ○ پس چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور ایک موٹا بچھڑا (تلا ہوا) لایا ○ پھر
اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ
ان کے سامنے لا رکھا فرمایا کیا تم کھاتے نہیں ○ پھر ان سے خوف محسوس کیا انہوں نے کہا تم ڈرو نہیں اور انہوں نے اسے ایک دانشمند لڑکے کی
عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾
خوشخبری دی ○ پھر ان کی بیوی شور مچاتی ہوئی آگے بڑھی اور اپنا ماتھا پیٹ کر کہنے لگی کیا بڑھیا بانجھ جنے گی ○
قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾
انہوں نے کہا تیرے رب نے یونہی فرمایا ہے بیشک وہ حکمت والا دانا ہے ○

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿۳۱﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ

فرمایا اے رسولو! تمہارا کیا مطلب ہے○ انہوں نے کہا ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں○ تا کہ ہم ان پر

عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ ﴿۳۳﴾ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ﴿۳۴﴾ فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ

مٹی کے پتھر برسائیں○ وہ آپ کے رب کی طرف سے حد سے بڑھنے والوں کے لئے مقرر ہو چکے ہیں○ پھر ہم نے نکال لیا

فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيهَا

جو بھی وہاں ایمان دار تھا○ پھر ہم نے وہاں سوائے مسلمانوں کے ایک گھر نہ پایا○ اور ہم نے اس واقعہ میں ایسے لوگوں کیلئے

آيَةً لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۳۷﴾ وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

ایک عبرت رہنے دی جو دردناک عذاب سے ڈراتے ہیں○ اور موسیٰ کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے اس کو فرعون کے پاس ایک کھلی ہوئی دلیل

بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿۳۹﴾ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ

دے کر بھیجا○ سو اس نے مع اپنے ارکان سلطنت کے سرتابی کی اور کہا یہ جادوگر یا دیوانہ ہے○ پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا پھر ہم نے انہیں

فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ

سمندر میں پھینک دیا اور اس نے کام ہی ملامت کا کیا تھا○ اور قوم عاد میں بھی (عبرت ہے) جب ہم نے ان پر سخت آندھی بھیجی○ جو کسی

شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ﴿۴۲﴾ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ

چیز کو نہ چھوڑتی جس پر سے وہ گزرتی مگر اسے بوسیدہ ہڈیوں کی طرح کر دیتی○ اور قوم ثمود میں بھی (عبرت ہے) جبکہ ان سے کہا گیا ایک وقت معین تک

حِينٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا

فائدہ اٹھاؤ○ پھر انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی تو ان کو بجلی نے آ پکڑا اور وہ دیکھ رہے تھے○ پھر نہ تو وہ

مِنْ قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِنْ قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۴۶﴾ ع

اٹھ ہی سکے اور نہ وہ بدلہ ہی لے سکے○ اور قوم نوح کو اس سے پہلے (ہلاک کر دیا) بے شک وہ نافرمان لوگ تھے○

وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ﴿۴۷﴾ وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ﴿۴۸﴾

اور ہم نے آسمان کو قدرت سے بنایا اور ہم وسیع قدرت والے ہیں○ اور ہم نے ہی زمین کو بچھایا پھر ہم کیا خوب بچھانے والے ہیں○

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ

اور ہم نے ہی ہر چیز کا جوڑا جوڑا پیدا کیا تا کہ تم غور کرو○ پھر اللہ کی طرف دوڑو بے شک میں تمہارے لئے اللہ کی طرف سے

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۱﴾ كَذٰلِكَ
کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں○ اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ٹھیراؤ بے شک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں○ اسی طرح
مَاۤ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ
ان سے پہلوں کے پاس بھی جب کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہی کہا کہ یہ جادوگر یا دیوانہ ہے○ کیا ایک دوسرے سے یہی کہہ مرے تھے نہیں بلکہ
هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَاۤ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ
وہ خود ہی سرکش ہیں○ پس آپ ان کی پرواہ نہ کیجئے آپ پر کوئی الزام نہیں○ اور نصیحت کرتے رہئے بے شک ایمان والوں کو نصیحت
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَاۤ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ
نفع دیتی ہے○ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے○ میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا ہوں
وَّمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ
اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں○ بے شک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے○ پس بے شک ان کے لئے
ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
جو ظالم ہیں حصہ ہے جیسا کہ ان کے ساتھیوں کا حصہ تھا تو وہ مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کریں○ پس ہلاکت ہے ان کے لئے جو کافر ہیں
مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِیْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع
اس دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے○

افاداتِ محمود:

قرآن کریم کی مختلف سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے مختلف چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں۔ قسم کے ذریعہ مضمون اور مدعیٰ کو موکد و مبرہن کیا جاتا ہے۔ عام انسانوں کے محاورہ میں بھی یہی طریقہ کار ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ چونکہ انسانوں سے ہم کلام ہے، اس وجہ سے بعض مضامین کو بذریعہ قسم مؤکد فرمایا گیا ہے، ورنہ اس کی ہر بات بغیر قسم کے اتنی ہی سچی و مؤکد ہے جتنی قسم کے ساتھ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کی قسم کھائی ہے، عموماً مقسم بہ کو بطور شاہد پیش فرمایا ہے۔ جیسا کہ تامل سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کی قسم کھائی ہے۔ وہ چار ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر حضرت علیؓ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔

انه صعد منبر الكوفة فقال لا تسئلونی عن اية فی كتاب الله ولا عن سنة رسول الله

صلى الله عليه وسلم الا انبأتكم بذالك. فقام اليه ابن الكواء فقال يا امير المومنين ما معنى "والذاريات ذروا" قال على الريح، قال فالمقسمات امرا قال رضى الله عنه السحاب قال "فالجاريات يسرا" قالؓ السفن قال "فالمقسمات امرا" قال رضى الله عنه الملائكة (ابن کثیر)

حضرت علیؓ کوفہ کی جامع مسجد کے منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ قرآن کریم کی جس آیت اور نبیؐ کی جس سنت کے متعلق پوچھو گے جواب دوں گا۔ تو ایک شخص ابن الکواء کھڑا ہوا اور پوچھا ''والذاریات ذروا'' کا کیا معنی ہے۔ آپ نے فرمایا ہوائیں، پھر سوال کیا کہ ''فالحملات وقرا'' کا کیا معنی ہے آپؓ نے فرمایا بادل، پھر کہا ''فالجاریات یُسرا'' کا کیا معنی ہے حضرت علیؓ نے فرمایا کشتیاں پھر کہا ''فالمقسمات امرا'' کا کیا معنی ہے؟ آپ نے فرمایا فرشتے۔ واللہ اعلم

(۵۲) سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ (۷۶)

آیاتہا ۴۹ — رکوعاتہا ۲

سورۂ طور مکی ہے — اور اس میں انچاس آیتیں — اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالطُّوْرِ ۝١ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝٢ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝٣ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝٤ وَالسَّقْفِ

قسم ہے طور کی ۝ اور اس کتاب کی جو لکھی گئی ہے ۝ کشادہ ورقوں میں ۝ اور آباد گھر کی قسم ہے ۝ اور اونچی

الْمَرْفُوْعِ ۝٥ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝٦ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝٧ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝٨ يَّوْمَ تَمُوْرُ

چھت کی ۝ اور جوش مارتے ہوئے سمندر کی ۝ بے شک آپ کے رب کا عذاب واقع ہوکر رہے گا ۝ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں ہے ۝ جس دن

السَّمَآءُ مَوْرًا ۝٩ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝١٠ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١١ الَّذِيْنَ هُمْ

آسمان تھرتھرا کر لرزنے لگے گا ۝ اور پہاڑ تیزی سے چلنے لگیں گے ۝ پس اس دن جھٹلانے والوں کے لئے ہلاکت ہے ۝ جو جھوٹی باتوں میں

فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝١٢ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝١٣ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ (وقف لازم)

لگے ہوئے کھیل رہے ہیں ۝ جس دن وہ دوزخ کی آگ کی طرف بری طرح سے دھکیلے جائیں گے ۝ یہی وہ آگ ہے جسے تم

بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝١٤ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝١٥ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا

دنیا میں جھٹلاتے تھے ۝ پس کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے نہیں ۝ اس میں داخل ہو جاؤ پس تم صبر کرو یا

تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝١٦ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ

نہ کرو تم پر برابر ہے تمہیں تو ویسا ہی بدلہ دیا جائے جیسا تم کرتے تھے ۝ بے شک پرہیزگار باغوں اور نعمتوں میں

وَّنَعِيْمٍ ۝١٧ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝١٨ كُلُوْا

ہوں گے ۝ محفوظ ہو رہے ہوں گے اس سے جو انہیں ان کے رب نے عطا کی ہے اور ان کو ان کے رب نے عذاب دوزخ سے بچا دیا ہے ۝ مزے سے

وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝١٩ مُتَّكِـِٔيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ

کھاؤ اور پیو بدلے ان (اعمال) کے جو تم کیا کرتے تھے ۝ تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے جو قطاروں میں بچھے ہوئے ہیں اور ہم ان کا نکاح بڑی بڑی

بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝٢٠ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ

آنکھوں والی حوروں سے کردیں گے ۝ اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی (جنت میں)

اَلَتۡنٰهُمۡ مِّنۡ عَمَلِهِمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ ؕ كُلُّ امۡرِیٴٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِیۡنٌ ﴿۲۱﴾ وَ اَمۡدَدۡنٰهُمۡ بِفَاكِهَةٍ
ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے○ اور ہم انہیں اور زیادہ میوے دیں گے
وَّ لَحۡمٍ مِّمَّا یَشۡتَهُوۡنَ ﴿۲۲﴾ یَتَنَازَعُوۡنَ فِیۡهَا كَاۡسًا لَّا لَغۡوٌ فِیۡهَا وَ لَا تَاۡثِیۡمٌ ﴿۲۳﴾ وَ یَطُوۡفُ
اور گوشت جو وہ چاہیں گے○ وہاں ایک دوسرے سے شراب کا پیالہ لیں گے جس میں نہ بکواس ہوگی نہ گناہ کا کام○ اور ان کے پاس
عَلَیۡهِمۡ غِلۡمَانٌ لَّهُمۡ كَاَنَّهُمۡ لُؤۡلُؤٌ مَّكۡنُوۡنٌ ﴿۲۴﴾ وَ اَقۡبَلَ بَعۡضُهُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ
لڑکے ان کی خدمت کے لئے پھر رہے ہوں گے گویا وہ غلافوں میں رکھے ہوئے موتی ہیں○ اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر
یَّتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوۡۤا اِنَّا كُنَّا قَبۡلُ فِیۡۤ اَهۡلِنَا مُشۡفِقِیۡنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیۡنَا وَ وَقٰىنَا
آپس میں پوچھیں گے○ کہیں گے ہم تو اس سے پہلے اپنے گھروں میں ڈرا کرتے تھے○ پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں
عَذَابَ السَّمُوۡمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنۡ قَبۡلُ نَدۡعُوۡهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡبَرُّ الرَّحِیۡمُ ﴿۲۸﴾ ع
لُو کے عذاب سے بچا لیا○ بے شک ہم اس سے پہلے اسے پکارا کرتے تھے بے شک وہ بڑا ہی احسان کرنے والا نہایت رحم والا ہے○

افادات محمود:

وَالطُّوۡرِ ﴿۱﴾ طور سُریانی زبان میں مطلق پہاڑ کو کہتے ہیں لیکن یہاں خاص طور سیناء وہ پہاڑ مراد ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تجلیات ربانیہ کا مشاہدہ فرمایا تھا اور نبوت سے سرفراز ہو گئے تھے۔ حدیث میں ہے چار پہاڑ جنت میں جائیں گے (۱) جبل طور (۲) جبل اُحد (۳) جبل لبنان (۴) اور جبل جودی

وَكِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ ﴿۲﴾ (۱) کتاب مسطور سے مراد یا تو قرآن کریم ہے (۲) یا تورات ہے اور یہ مفہوم طور پہاڑ کی مناسبت سے اقرب الی الفہم ہے۔ (۳) یا تمام کتب سماویہ مراد ہیں (۴) یا مطلق کتب اور علم تحریر مراد ہیں (۵) یا نامہائے اعمال مراد ہیں۔

وَّالۡبَیۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ ﴿۴﴾

بیت معمور سے مراد فرشتوں کا کعبہ ہے جو ساتویں آسمان کے اوپر ہے اور ٹھیک بیت اللہ کے محاذات پر واقع ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں میں نے حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا ''مسند الی بیت المعمور'' کہ وہ بیت العمور کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ السقف المرفوع سے مراد آسمان ہے۔ وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ ﴿۶﴾ یعنی ابلتا ہوا سمندر۔ قیامت کے دن سمندروں کو آگ لگ جائے گی اور پانی ختم ہو کر زمین مکمل طور پر خشک ہو جائے گی۔

حضرت جبیر بن مطعمؓ اسلام لانے سے قبل اُساراء بدر کے متعلق گفتگو کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ تشریف

لے گئے تھے۔ فرماتے ہیں کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھی تھی۔ فاکھین اسم فاعل جمع مذکر کا صیغہ ہے۔ مراد صاحب الفا کہتہ ہے جیسے لابن بمعنی صاحب اللبن یعنی دودھ والا اور تامر بمعنی صاحب التمر یعنی کھجور والا۔ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۲۰﴾ تزویج کا جملہ با کے ساتھ بالکل نہیں آتا، لیکن یہاں آیا ہے۔ لہٰذا لفظی ترجمہ کریں گے یعنی جوڑ دیا ہم نے ان اہل جنت کو بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ اور سورۂ صافات والی آیت ''احشروا الذین ظلموا وازواجھم'' میں ازواج سے دوست اور متعلقین مراد ہیں۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ الخ بعض صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ اگر ہماری اولاد جنت میں ہمارے ساتھ نہ ہوگی تو مزہ نہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ اولاد اگر صاحب ایمان ہوگی تو ضرور ساتھ ہوگی اور ایک دوسرے کی ملاقات سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی رہیں گی۔ بعض انصار نے حضورؐ سے کہا تھا کہ دعاء فرمایئے کہ ہماری اولادیں جنت میں ہمارے ساتھ ہوں۔ خلاصہ تمام روایات کا ایک ہے۔

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ

بعض مفسرین کے ہاں یہ کفار کے وہ بچے ہوں گے جو نابالغ فوت ہوئے ہوں گے اور بعض کے ہاں کوئی جنتی مخلوق ہوگی۔

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اس آیت کو ساری رات پڑھتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک دفعہ آیت ''ان تعذبھم فانھم عبادک الخ ساری رات پڑھتے رہے۔

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ

پس نصیحت کرتے رہئے کہ آپ اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہیں نہ دیوانہ ہیں○ کیا وہ کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے

نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾

ہم اس پر گردش زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں○ کہہ دو تم انتظار کرتے رہو بے شک میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں○

اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ بَلْ

کیا ان کی عقلیں انہیں اس بات کا حکم دیتی ہیں یا وہ خود ہی سرکش ہیں○ یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے خود بنالیا ہے بلکہ

لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ

وہ ایمان ہی نہیں لاتے○ پس کوئی کلام اس جیسا لے آئیں اگر وہ سچے ہیں○ کیا وہ بغیر کسی خالق کے

غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿۳۶﴾

پیدا ہو گئے ہیں یا وہ خود خالق ہیں○ یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے نہیں بلکہ وہ یقین ہی نہیں کرتے○

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ

کیا ان کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں یا وہ داروغہ ہیں○ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ وہ اس پر چڑھ کر سن آتے ہیں

فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ

تو لے آئے ان میں سے سننے والا کوئی دلیل واضح○ کیا اس کے لئے تو بیٹیاں ہیں اور تمہارے لئے بیٹے○ کیا آپ ان سے

اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَمْ يُرِيْدُوْنَ

کوئی صلہ مانگتے ہیں کہ وہ تاوان سے دبے جا رہے ہیں○ یا ان کے پاس علم غیب ہے کہ وہ اسے لکھتے رہتے ہیں○ کیا وہ کوئی داؤ

كَيْدًا فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا

کرنا چاہتے ہیں پس جو منکر ہیں وہی داؤ میں آئے ہوئے ہیں○ کیا سوائے اللہ کے ان کا کوئی اور معبود ہے اللہ اس سے پاک ہے جو وہ

يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿۴۴﴾ فَذَرْهُمْ

شریک ٹھہراتے ہیں○ اگر وہ ایک ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا دیکھ لیں تو کہہ دیں گے کہ تہ بہ تہ جما ہوا بادل ہے○ پس آپ انہیں چھوڑ دیجئے

حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿۴۵﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا

یہاں تک کہ وہ اپنا وہ دن دیکھ لیں جس میں وہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے○ جس دن ان کا داؤ ان کے کچھ بھی کام نہ آئے گا

وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَإِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا
اور نہ انہیں مدد دی جائے گی اور بے شک ان ظالموں کو علاوہ اس کے ایک عذاب (دنیا میں) ہوگا لیکن اکثر ان میں سے نہیں
يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۴۸﴾
جانتے○ اور اپنے رب کا حکم آنے تک صبر کر کیونکہ بے شک آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے جب آپ اٹھا کریں○
وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾
اور کچھ حصہ رات میں بھی اس کی تسبیح کیا کیجئے اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی○

ع۲

افاداتِ محمود:

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۴۸﴾

ایک مطلب تو یہ ہے کہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیا کریں۔ بعض مفسرین کے ہاں قیام من المجلس مراد ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مجلس میں بیٹھا ہو اور وہاں کافی دیر تک بات چیت کرتا رہا ہو۔ وہ اگر اس مجلس سے اٹھنے سے قبل درج ذیل دعاء پڑھ لے تو اس مجلس کی کمی کوتاہی اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے۔

سبحنک اللھم وبحمدک اشھد ان الا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک

تو پاک ہے اے اللہ اور تعریف تیرے لیے ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔ (الترغیب)

اس سے مراد قیام من النوم بھی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت عباسؓ نے مجھے حضور کی خدمت میں بھیجا کہ رات کو وہیں رہنا اور حضورؐ کے اعمال محفوظ کرنا۔ اس رات کو آپؐ میری خالہ ام المومنین حضرت میمونہؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ رات کے ابتدائی حصہ میں آپؐ نے آرام فرمایا اور سونے سے قبل حضرت میمونہؓ سے پوچھا ''انام الغلیمی'' یعنی وہ بچونگڑا سو گیا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر رات کے آخری حصہ میں آپ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس موقع پر آپؐ سے احادیث میں مختلف دعائیں منقول ہیں۔ ایک دعاء آپ نے یہ بھی فرمائی تھی۔

اللھم لک اسلمت وعلیک توکلت وبک امنت والیک انبت وبک خاصمت والیک حاکمت فاغفرلی ما قدمت وما أخرت وما اسررت وما اعلنت الخ

اے اللہ میں تیرے لیے اسلام لے آیا اور تجھ پر بھروسا کیا اور تجھ پر ایمان لے آیا اور تیری طرف متوجہ ہوا اور تیری قوت وطاقت کے ذریعہ (لوگوں سے) مخاصمہ کرتا ہوں اور فیصلے تجھ پر چھوڑتا ہوں۔ آپ معاف فرمادیجیے

میری اگلی اور پچھلی اور ظاہری پوشیدہ خطاؤں کوالخ۔

اور بعض کے ہاں حِيْنَ تَقُوْمُ سے مراد قیام من القیلولہ ہے یعنی آپؐ جب قیلولہ سے بیدار ہوں تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کیا کریں۔ بہرحال یہ تمام مواقع ذکر کے اعتبار سے مشترک ہیں۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم

رکوعاتہا ۳ — سُوْرَۃُ النَّجْمِ مَکِّیَّۃٌ ۵۳ — آیاتہا ۶۲

سورۃ النجم مکی ہے اور اس میں باسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝۱ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝۲ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳

ستاروں کی قسم ہے جب وہ ڈوبنے لگے ۝ تمہارا رفیق نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا ہے ۝ اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے ۝

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝۵ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۝۶ وَهُوَ

یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے ۝ بڑے طاقتور (جبرائیل) نے اسے سکھایا ہے ۝ جو بڑا زور آور ہے پس وہ قائم ہوا (اصلی صورت میں) اور وہ

بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝۷ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝۸ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝۹ فَاَوْحٰى

(آسمان کے) اونچے کنارے پر تھا ۝ پھر نزدیک ہوا پھر اور بھی قریب ہوا ۝ پھر فاصلہ دو کمان کے برابر تھا یا اس سے بھی کم ۝ پھر اس نے

اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝۱۰ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝۱۱ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝۱۲

اللہ کے بندے کے دل میں القا کیا جو کچھ القا کیا ۝ دل نے جھوٹ نہیں کہا تھا جو دیکھا تھا ۝ پھر جو کچھ اس نے دیکھا تم اس میں جھگڑتے ہو ۝

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝۱۳ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝۱۴ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝۱۵ اِذْ يَغْشَى

اور اس نے اس کو ایک بار اور بھی دیکھا ہے ۝ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ۝ جس کے پاس جنت الماویٰ ہے ۝ جبکہ اس سدرۃ پر

السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝۱۶ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝۱۷ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝۱۸

چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا (یعنی نور) ۝ نہ تو نظر بہکی نہ حد سے بڑھی ۝ بے شک اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں ۝

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝۱۹ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝۲۰ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝۲۱ تِلْكَ

پھر کیا تم نے لات اور عزیٰ کو بھی دیکھا ہے ۝ اور تیسرے منات گھٹیا کو (دیکھا ہے) ۝ کیا تمہارے لئے بیٹے اور اس کے لئے بیٹیاں ہیں ۝ تب تو

اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۝۲۲ اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَاۤءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَاۤؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ

یہ بہت ہی بری تقسیم ہے ۝ یہ تو صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لئے ہیں جن پر خدا نے

اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ

کوئی سند بھی نہیں اتاری وہ محض وہم اور اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس ان کے

مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ وَكَمْ مِّنْ

رب کے ہاں سے ہدایت آچکی ہے○ پھر کیا انسان کو وہی مل جاتا ہے جس کی تمنا کرتا ہے○ پس آخرت اور دنیا اللہ ہی کے اختیار میں ہے○ اور

مَّلَكٍ فِى السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِىْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ

بہت سے فرشتے آسمان میں ہیں کہ جن کی شفاعت کسی کے کچھ بھی کام نہیں آتی مگر اس کے بعد کہ اللہ جس کے لئے چاہے

يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾

اجازت دے اور پسند کرے○ بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ فرشتوں کے عورتوں کے سے نام رکھتے ہیں○

وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ

اور اس بات کو کچھ بھی نہیں جانتے محض وہم پر چلتے ہیں اور وہم حق بات کی جگہ کچھ بھی کام

شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾

نہیں آتا○ پھر تم اس کی پروانہ کرو جس نے ہماری یاد سے منہ پھیر لیا ہے اور صرف دنیا ہی کی زندگی چاہتا ہے○

ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ

ان کی سمجھ کی یہیں تک رسائی ہے بے شک آپ کا رب اس کو خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بہکا

وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِىَ

اور اس کو بھی خوب جانتا ہے جو راہ پر آیا○ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تاکہ برا کرنے

الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ

والوں کو ان کے کام کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو نیک بدلہ دے○ وہ جو بڑے گناہوں

كَبٰۗئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ

اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں مگر صغیرہ گناہوں سے بے شک آپ کا رب بڑی وسیع بخشش والا ہے وہ تمہیں خوب جانتا ہے

بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِىْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا

جبکہ تمہیں زمین سے پیدا کیا تھا اور جبکہ تم اپنی ماں کے پیٹ میں بچے تھے پس

تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا

اپنے آپ کو پاک نہ سمجھو وہ پرہیزگار کو خوب جانتا ہے○ بھلا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے منہ پھیر لیا○ اور تھوڑا سا دیا

وَاَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِىْ صُحُفِ

اور سخت دل ہو گیا○ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے○ کیا اسے ان (باتوں) کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے

مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنْ

صحیفوں میں ہیں○ اور ابراہیم کے جس نے (اپنا عہد) پورا کیا○ وہ یہ کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا○ اور یہ کہ

لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾

انسان کو وہی ملتا ہے جو کرتا ہے○ اور یہ کہ اس کی کوشش جلد دیکھی جائے گی○ پھر اسے پورا بدلہ دیا جائے گا○

وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾

اور یہ کہ سب کو آپ کے رب ہی کی طرف پہنچنا ہے○ اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے○ اور یہ کہ وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے○

وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ

اور یہ کہ اسی نے جوڑا نر اور مادہ کا پیدا کیا ہے○ ایک بوند سے جبکہ وہ ٹپکائی جائے○ اور یہ کہ دوسری بار

النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗٓ

زندہ کر کے اٹھانا اسی کے ذمہ ہے○ اور یہ کہ وہی غنی اور سرمایہ دار کرتا ہے○ اور یہ کہ وہی شعریٰ کا رب ہے○ اور یہ کہ

اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَاۡ فَمَآ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ

اسی نے عادِ اولیٰ کو ہلاک کیا تھا○ اور ثمود کو پس اسے باقی نہ چھوڑا○ اور اس سے پہلے نوح کی قوم کو بے شک وہ

كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَىِّ

زیادہ ظالم اور زیادہ سرکش تھے○ اور الٹی بستی کو اس نے دے ٹپکا○ پس اس پر وہ (تباہی) چھا گئی جو چھا گئی○ پس اپنے رب کی

اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ

کون کون سی نعمت میں تو شک کرے گا○ یہ بھی ایک ڈرانے والا ہے پہلے ڈرانے والوں میں سے○ آنے والی قریب آ پہنچی○ سوائے

لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ

اللہ کے اسے کوئی ہٹانے والا نہیں○ پس کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو○ اور ہنستے ہو

وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدۃ ع ۳

اور روتے نہیں○ اور تم کھیل رہے ہو○ پس اللہ کے آگے سجدہ کرو اور اس کی عبادت کرو○

افاداتِ محمود:

سوائے ایک آیت الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ الخ کے باقی تمام سورت مکی ہے۔ اس میں ۶۲ آیات اور ۳ رکوع ہیں۔ اس سورت کے آخر میں سجدۂ تلاوت والی آیت ہے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مخلوط مجمع میں اس سورت کی تلاوت فرمائی جس میں مسلمان اور مشرکین دونوں قسم کے لوگ تھے تو سب لوگوں نے حضوؐر کے ساتھ سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے بھی اور مشرکین نے بھی، سوائے امیہ بن خلف کے۔ اس نے ہاتھ میں تھوڑی سی مٹی لی اور پیشانی پر لگا لی۔ یہ شخص غزوۂ بدر میں حضرت بلالؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ یہی حضرت بلالؓ کا پہلا مالک تھا۔ یہ شخص بڑا قسی القلب تھا' اس دوران سورۂ غاشیہ بھی نازل ہوئی جس میں جنت اور جہنم کا تذکرہ بڑے بلیغ انداز میں کیا گیا ہے، لیکن پھر بھی اس کے دل پر ذرہ برابر اثر نہ ہوا۔

بعض لوگوں نے اس عمومی سجدہ سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ سجدۂ تلاوت بغیر وضو کے جائز ہے۔ کیونکہ مشرکین نے بھی مسلمانوں کے ساتھ سجدہ کیا تھا، حالانکہ ان کا نہ ایمان تھا، نہ وضو، لیکن یہ استدلال کسی بھی صورت میں درست نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا سجدہ اختیاری تھا جبکہ مشرکین کا سجدہ اضطراری و غیر اختیاری تھا۔ اگر مشرکین کا سجدہ اختیاری ہوتا تو وہ مسلمان ہو جاتے۔ وہ اسلام اور حضوؐر کی رسالت کی تصدیق اور اعتراف کر لیتے۔ جیسے مشرک کا وضو غیر معتبر ہے، اسی طرح اس کا سجدہ بھی غیر معتبر ہے۔ یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ سجدہ کرنا اور چیز ہے اور سجدہ کی قبولیت اور چیز ہے۔

مشرکین مکہ کے سجدہ کی وجہ

یہاں بعض مفسرین نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ نجم کی تلاوت فرماتے ہوئے جب أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ۝۱۹ پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ شعر بھی جاری کر دیا:

تلک الغرانیق العلیٰ　　　　وان شفاعتھن لترجٰی

اس شعر میں چونکہ ان بتوں کی صفات اور خوبیوں کا بیان ہے، لہٰذا جب آپ نے سجدہ والی آیت پڑھی اور سجدہ میں چلے گئے تو مشرکین بھی آپؐ کے ساتھ سجدہ ریز ہو گئے، لیکن یہ واقعہ روایۃً و درایۃً ہر دو اعتبار سے غلط ہے۔ وحی کو شکوک و شبہات سے پاک رکھنے کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اُمی محض بنایا تا کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ وحی اور کتاب اللہ کے متعلق لب کشائی نہ کر سکیں۔ ایک طرف سے غیر معمولی حفاظت اور دوسری طرف شیطان کو آپ کی زبان مبارک پر تسلط دینا کہ وہ غیر قرآن کو قرآن کریم کے ساتھ خلط ملط کرے یہ ممکن نہیں ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ مشرکین کی زبانوں پر بتوں کی صفات سے متعلق مذکورہ بالا جملے چڑھے ہوئے تھے۔ جب ان بتوں کے نام اُن کے سامنے لیے جاتے تھے تو کبھی بالارادہ، کبھی بے ساختہ اُن کی زبانوں سے اس طرح الفاظ

نکلتے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ حضورؐ کی تلاوت کے دوران اُن مشرکین نے بتوں کے نام سن کر یہ الفاظ کہے ہوں جیسا کہ ظاہر ہے۔

'' فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝ ''

یہاں تین لفظوں کا مفہوم سمجھنا چاہیے۔ دو لفظ تو یہاں قرآن کریم میں موجود ہیں اور تیسرا لفظ یہاں موجود نہیں ہے۔ قاب بمعنی مقدار اس کا معنی تو مطلق مقدار کا ہے، لیکن اکثر استعمال کمان کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ قوسین، یہ قوس کا تثنیہ ہے بمعنی کمان اور کمان کے ساتھ جو تانت باندھا جاتا ہے جس سے تیر پھینکا جاتا ہے وہ تانت کبھی چمڑے کا کبھی باریک رسی کا بنایا جاتا ہے۔ اسے عربی میں وتر یا وتیرہ کہا جاتا ہے۔ اب قاب قوسین کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ سب سے اچھی اور بے غبار تشریح یہ ہے کہ ''قاب قوسین'' قلت فاصلہ کے لیے آتا ہے۔ لہٰذا اس سے زیادہ واضح بات اگر کوئی سمجھ میں نہ آئے تو اس کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ بعض کے ہاں اس میں قلب ہے اصل میں ''قابی قوس'' کیونکہ قانون یہ ہے کہ جب مضاف تشبیہ پر مشتمل ہو تو مضاف الیہ تثنیہ نہیں آتا۔ اس صورت میں مراد یہ ہوگی کہ کمان کا قبضہ اور تانت کے درمیان کے فاصلہ کی بقدر فاصلہ تھا حضور اور جبریل میں یا اس سے بھی کم۔ اس صورت میں مضاف اور مضاف الیہ الگ الگ شمار ہوتے ہیں، لیکن اس کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ترکیب اضافی کو ایک ہی چیز شمار کر کے مضاف الیہ کو تثنیہ بنانا ہی قانوناً درست ہے۔ امام مجاہدؒ سے منقول ہے کہ ان الفاظ کے ذریعہ دو کمانوں کے کی قرب کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جیسا کہ عربوں میں دستور تھا کہ جب ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا حلیف بن جاتا تو اُن قبیلوں کے دو بڑے آدمی اپنی اپنی کمان لے کر دونوں کو بالکل متصل کر دیتے تھے۔ پھر دونوں کی تانت سے ایک ہی تیر پھینک دیتے تھے جس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اب مستقبل میں ایک قبیلہ کی خوشی دوسرے قبیلہ کی خوشی اور ایک کی ناراضگی دوسرے قبیلہ کی ناراضگی ہوگی اور دیگر قبائل سے ان میں سے کسی ایک کی جنگ یا صلح دونوں قبیلوں کی جنگ و صلح شمار ہوگی۔ (۴) یا قوسین سے ذراعین مراد ہے۔ جیسا کہ ایک مرفوع روایت سے ثابت ہے تو اس صورت میں قوس سے مایقاس بہ الشیٔ مراد ہوگا۔ ای ما یقدر بہ ۔

یعنی حضور اور جبریل کے درمیان دو ذراع یا اس سے بھی کم فاصلہ تھا۔

أَفَرَءَيْتُمُ اللَّٰتَ وَالْعُزَّىٰ ۝ لات یہ طائف میں تھا طائف والے اس کی عبادت کرتے تھے۔ منات اوس و خزرج والے اس کی پرستش کرتے تھے۔ یہ مدینہ منورہ کے قریب تھا۔ عُزّیٰ اس کی عبادت قریش اور بنو کنانہ کرتے تھے۔ یہ مکہ مکرمہ کے قریب بطن نخلہ مقام میں رکھا ہوا تھا۔

الا اللمم ان سے یا مراد صغیرہ گناہ ہیں یا وہ بڑے گناہ جس سے توبہ کی جا چکی ہو۔

أَفَرَءَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ ۝ تفسیر بیضاوی اور ابی سعود وغیرہ میں ہے کہ یہ آیت ولید ابن مغیرہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اس کا کچھ میلان اسلام کی طرف ہو گیا تھا تو ایک کافر نے اس سے کہا کہ تمہارے اسلام میں داخل

ہونے اور کفار سے الگ ہونے سے بڑا نقصان ہوگا۔ لہٰذا آپ مجھے کچھ رقم دے دیں میں تمہارے گناہوں کا بوجھ اُٹھاؤں گا۔ ولید ابن مغیرہ اس پر آمادہ ہوگیا اور صرف ایک قسط ادا کی تھی کہ پھر رُک گیا اور کچھ نہ دیا۔ حالانکہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا جیسا کہ اگلی آیت میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے بھی اپنے زمانے میں یہ بات سمجھائی تھی کہ باپ کو بیٹے کی جگہ یا بیٹے کو باپ کی جگہ قصاص میں قتل نہ کیا جائے کیونکہ ایک آدمی دوسرے کے بوجھ کا ذمہ دار نہیں ہے نہ اس دُنیا میں اور نہ آخرت میں۔

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ الخ اس سے مراد ایک تو ایمان ہے کہ ایک شخص کا ایمان دوسروں کے لیے کارآمد نہیں ہے۔ جب تک اُن کے پاس اپنا ایمان نہ ہو اور دوسرا یہ ہے کہ بلاوجہ ایک آدمی کا گناہ دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا۔ تاکہ کسی کے جرم کی پاداش میں اُسے سزا دی جائے۔ امام شافعیؒ نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب کسی کو ایصال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس تلاوت وقراءۃ میں کسی طرح بھی میت کا دخل نہیں ہے اور نہ یہ عمل صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے۔ احناف کے ہاں ایصال ثواب کے لیے قرآن کریم کی تلاوت جائز ہے۔ جیسا کہ صدقات وادعیہ کے ذریعہ ایصال ثواب جائز ہے۔ ایصال ثواب میں قانون یہ ہے کہ اس کا دارومدار اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی اُمید پر ہے۔ جیسا کہ فدیہ فی الصوم عاجز عن الصوم کے لیے منصوص ہے لیکن فدیہ فی الصلوٰۃ منصوص نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی اُمید پر فدیہ دیا جاتا ہے۔ کیونکہ فرضیت ورکن اسلام ہونے کی حیثیت سے صوم وصلوٰۃ دونوں میں مشترک ہے اور مالی فدیہ صوم کا نہ مثل صوری ہے، نہ مثل معنوی ہے۔

رکوعاتها ۳ ﴿۵۴ سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ ۳۷﴾ آیاتها ۵۵

سورۂ قمر مکی ہے اور اس میں پچپن آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ① وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ

قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا○ اور اگر وہ کوئی معجزہ دیکھ لیں تو اس سے منہ موڑ لیں اور کہیں یہ تو ہمیشہ سے چلا آتا

مُّسْتَمِرٌّ ② وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ③ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ

جادو ہے○ اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر بات کے لئے ایک وقت مقرر ہے○ اور ان کے پاس

مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ④ حِكْمَةٌ ۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ⑤ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ

وہ خبریں آ چکی ہیں جن میں کافی تنبیہ ہے○ اور پوری دانائی بھی ہے پر ان کو ڈرانے والوں سے فائدہ نہیں پہنچا○ پس ان سے منہ موڑ لے جس دن

يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ⑥ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ

پکارنے والا ایک ناپسند چیز کے لئے پکارے گا○ اپنی آنکھیں نیچی کیئے ہوئے قبروں سے نکل پڑیں گے

كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ⑦ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ⑧

جیسے ٹڈیاں پھیل پڑی ہوں○ بلانے والے کی طرف بھاگے جا رہے ہوں گے یہ کافر یہ کہہ رہے ہوں گے یہ تو بڑا ہی سخت دن ہے○

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ⑨ فَدَعَا

ان سے پہلے قوم نوح نے بھی جھٹلایا تھا پس انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور کہا دیوانہ ہے اور اسے جھڑک دیا گیا○ پھر نوح نے

رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ⑩ فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ⑪ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ

اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہو گیا تو میری مدد کر○ پھر ہم نے موسلا دھار پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے○ اور ہم نے زمین سے

عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ⑫ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ⑬ تَجْرِيْ

چشمے جاری کر دیئے پھر جہاں تک پانی کا چڑھاؤ چڑھنا ٹھہر چکا تھا چڑھ آیا○ اور ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کیا○ جو ہماری

بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ⑭ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَاۤ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ⑮ فَكَيْفَ

عنایت سے چلتی تھی یہ اس کا بدلہ تھا کہ جس کا انکار کیا گیا تھا○ اور ہم نے اس کو ایک نشان بنا کر چھوڑ دیا پس کیا کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے○ پھر (دیکھا)

كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾ كَذَّبَتْ

ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا تھا○ اور البتہ ہم نے تو سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کر دیا پھر کوئی ہے کہ سمجھے○ قوم عاد نے بھی

عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿١٨﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ

جھٹلایا تھا پھر (دیکھا) ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا تھا○ بے شک ہم نے ان پر ایک دن سخت آندھی بھیجی تھی جس کی نحوست

مُّسْتَمِرٍّ ﴿١٩﴾ تَنزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ ﴿٢٠﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي

دائمی تھی○ جو لوگوں کو ایسا پھینک رہی تھی کہ گویا وہ کھجور کے جڑ سے اکھڑے ہوئے پیڑ ہیں○ پھر (دیکھا) ہمارا عذاب

وَنُذُرِ ﴿٢١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٢٢﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ ع ۸

اور ڈرانا کیسا تھا○ اور البتہ ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے پھر ہے کوئی کہ سمجھے○ قوم ثمود نے بھی ڈرانے والوں کو

بِالنُّذُرِ ﴿٢٣﴾ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٢٤﴾ أَأُلْقِيَ

جھٹلایا تھا○ پس کہا کیا ہم اپنے میں سے ایک آدمی کے کہنے پر چلیں گے تب تو ہم ضرور گمراہی اور دیوانگی میں جا پڑیں گے○ کیا ہم

الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ﴿٢٥﴾ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ

میں سے اسی پر وحی بھیجی گئی بلکہ وہ بڑا جھوٹا (اور) شیخی خورہ ہے○ عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون

الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ﴿٢٦﴾ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿٢٧﴾

بڑا جھوٹا (اور) شیخی خورہ ہے○ بے شک ہم ان کی آزمائش کے لئے اونٹنی بھیجنے والے ہیں پس (اے صالح) ان کا انتظار کر اور صبر کر○

وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿٢٨﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ

اور ان سے کہہ دو کہ پانی ان میں بٹ گیا ہے ہر ایک اپنی باری سے پانی پلایا کرے○ پھر انہوں نے اپنے رفیق کو بلایا تب اس نے ہاتھ بڑھایا اور

فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً

(اس کی) کونچیں کاٹ ڈالیں○ پھر (دیکھا) ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا تھا○ بے شک ہم نے ان پر ایک زور کی چیخ کا عذاب بھیجا

فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٣٢﴾

پھر وہ ایسے ہو گئے کہ جیسا کانٹوں کی باڑ کا چورا○ اور البتہ ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے پھر ہے کوئی سمجھنے والا○

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ﴿٣٣﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ نَّجَّيْنَاهُم

قوم لوط نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا تھا○ بے شک ہم نے ان پر پتھر برسائے سوائے لوط کے گھر والوں کے ہم نے انہیں پچھلی رات

بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ
نجات دی ○ یہ ہماری طرف سے فضل ہے جو شکر کرتا ہے ہم اسے ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ○ اور وہ انہیں ہماری پکڑ سے
بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ
ڈرا چکا تھا پس وہ ڈرانے میں شک کرنے لگے ○ اور البتہ اس سے اس کے مہمانوں کا مطالبہ کرنے لگے تو ہم نے ان کی آنکھیں مٹا دیں
فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا
پس (کہا) میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو ○ اور بے شک صبح کو ان پر ایک عذاب نہ ٹلنے والا آ پڑا ○ پس میرے عذاب
عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ ع
اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو ○ اور البتہ ہم نے سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کر دیا ہے پھر ہے کوئی سمجھنے والا ○

افاداتِ محمود:

سورۃ قمر میں اللہ تعالیٰ نے قرب قیامت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ پھر گزشتہ قوموں مثل عاد، ثمود اور قوم فرعون کا تذکرہ فرمایا کہ بہت لوگوں کو اپنی قوت، سلطنت اور جتھے کے اوپر ناز تھا، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے دنیا میں بھی ناکام ہو گئے اور آخرت میں بھی ناکام رہیں گے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾

مشرکین مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شق قمر کا معجزہ طلب کیا۔ آپؐ کے اشارہ سے اللہ تعالیٰ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے۔ ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر نظر آتا تھا اور دوسرا ٹکڑا دوسری پہاڑی پر نظر آتا تھا، لیکن مشرکین نے بجائے ایمان لانے کے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم پر جادو کر دیا ہے (العیاذ باللہ) پھر خود ہی کہنے لگے کہ چلو اگر ہم پر جادو کیا ہے تو ٹھیک ہے، لیکن باہر سے آنے والے مسافروں سے ہم چاند کے متعلق پوچھیں گے کہ کیا انہوں نے بھی چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تھا؟ کیونکہ وہ لوگ مکہ سے باہر تھے اُن پر محمد کا جادو نہیں ہوا ہوگا۔ جب باہر سے قافلے آئے تو ان لوگوں نے بھی کہا کہ ہم نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تھا۔ پھر وہ دونوں ٹکڑے جڑ گئے تھے، لیکن زنگی کو کافور کہنے والے کافور کہنے ہی پر ڈٹے رہے اور کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جادو تو مکہ کے باہر بھی چل گیا (العیاذ باللہ) حضورؐ کی تشریف آوری اور اس آخری اُمت کا آنا بذات خود قرب قیامت کی دلیل ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَ

اور البتہ فرعون کے

اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾

خاندان کے پاس بھی ڈرانے والے آئے تھے ○ انہوں نے ہماری سب نشانیوں کو جھٹلایا پھر ہم نے انہیں بڑی زبردست پکڑ سے پکڑا ○

اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ

کیا تمہارے منکران لوگوں سے اچھے ہیں یا تمہارے لئے کتابوں میں نجات لکھی ہے ○ کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ

جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ

ہم زبردست جماعت ہیں ○ عنقریب یہ جماعت بھی شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے ○ بلکہ قیامت ان کے وعدے کا وقت ہے

وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ

اور قیامت زیادہ دہشت ناک اور تلخ تر ہے ○ بے شک مجرم گمراہی اور جنون میں ہیں ○ جس دن اپنے منہ کے بل

فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾

دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے (کہا جائے گا) آگ لگنے کا مزہ چکھو ○ بے شک ہم نے ہر چیز اندازے سے بنائی ہے ○

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾

اور ہمارا حکم تو ایک ہی بات ہوتی ہے جیسا کہ پلک کا جھپکنا ○ اور البتہ ہم تمہارے جیسوں کو غارت کر چکے ہیں پھر کیا کوئی سمجھنے والا ہے ○

وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ

اور پھر جو کچھ بھی انہوں نے کیا ہے وہ اعمالناموں میں موجود ہے ○ اور ہر چھوٹا اور بڑا کام لکھا ہوا ہے ○ بے شک پرہیزگار

جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

باغوں اور نہروں میں ہوں گے ○ عزت کے مقام میں قادر مطلق بادشاہ کے حضور میں ○

افاداتِ محمود:

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾

قضاوقدر پر ایمان لانا فرض ہے۔ جیسا کہ ''والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ'' میں ہے۔ قدر کا لغوی معنی اندازہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کے مطابق کائنات کا ایک اندازہ لگایا۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ آسمان وزمین کی تخلیق سے چالیس ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ نے کائنات کا ایک اندازہ لگایا پھر اس تقدیر

کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو بنایا اور قیامت تک جو کچھ رونما ہوگا یا قیامت کے بعد یہ سب کچھ اس کی شان بے چون و چگوں کا کرشمہ اور اس کی قدرت کی نیرنگیاں ہیں۔ لفظ اندازہ اور قدر سے کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ اندازہ میں شک اور تردد نیز خطا کا امکان ہوتا ہے۔ چونکہ خالق کا اندازہ اس کے علم ازلی کی روشنی کے احاطہ میں ہے جس میں سرمو کے بقدر کسی قسم کی خطا و خلاف واقع کا امکان نہیں ہے۔ اس کے برعکس مخلوق کا علم ناقص وغیر محیط ہے۔ لہٰذا انسانی اندازہ میں ہر وقت امکان خطا موجود اور وقوع خطا رونما رہتے ہیں۔ جیسا کہ تجربہ شاہد ہے۔ اس لیے قضا و قدر پر ایمان لانا فرض اور اس کا انکار کفر ہے۔ فرق ضالہ میں سے ایک فرقہ قدریہ ہے۔ انھوں نے تقدیر خداوندی کا انکار کیا اور کہا کہ وقت کے ساتھ ساتھ اتفاقی طور پر جو کچھ ہو رہا ہے۔ یہ ریکارڈ تو اب بنتا چلا جاتا ہے۔ پہلے سے کوئی شئ موجود نہیں ہے۔ کیونکہ تقدیر کو تسلیم کرنے سے طرح طرح کے سوال جنم لیتے ہیں۔ لہٰذا تقدیر ہی کا انکار کیا جائے ''تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بار اس فرقہ کے شر سے بچنے کے لیے امت کو ہدایت فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کا ارشاد ہے ہر امت میں کچھ مجوسی ہوتے ہیں اور میری امت کے مجوسی وہ لوگ ہوں گے جو تقدیر کا انکار کریں گے، لہٰذا اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرنا اور اگر مر جائیں تو ان کے ہاں (نماز جنازہ کے لیے) مت جانا۔ مسند احمد اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ اس امت میں بعض لوگوں کی شکلیں مسخ ہوں گی۔ یہ لوگ منکرین تقدیر و زندیق ہوں گے۔ حضرت ابن عباسؓ کا موقف منکرین تقدیر کے متعلق بڑا سخت ہے۔ چنانچہ حضرت عطاء بن ابی رباحؒ سے منقول ہے کہ میں حضرت ابن عباسؓ کے ہاں گیا۔ حضرت زمزم کے کنواں سے پانی نکال رہے تھے اور کپڑوں کا نچلا حصہ کافی بھیگ گیا تھا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ کچھ لوگ تقدیر کے متعلق باتیں کر رہے ہیں۔ حضرت نے تعجب سے پوچھا کہ کیا لوگ واقعی تقدیر کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ فرمانے لگے! اللہ کی قسم یہ آیتیں '' ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ '' ایسے ہی لوگوں کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ یہ لوگ امت کے بدترین لوگ ہیں۔ تم نہ تو ان کے بیماروں کی عیادت کرو اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھو۔ اگر میں نے ان میں سے کسی ایک کو دیکھ لیا تو ان کی آنکھیں پھوڑ ڈالوں گا۔ (ابن کثیر) الغرض تقدیر بھلی بری سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ انسان کو دم مارنے کی مجال نہیں ہے۔ تقدیر نوشتہ ہونے سے انسان عاجز نہیں بنتا، بلکہ جتنا اختیار اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیا ہے وہ برقرار رہتا ہے۔ فعل خیر اور فعل شر حضرت انسان اپنے اختیار سے کسب کرتا ہے۔ جس کے متعلق اس سے باز پرس ہوگی۔ اپنے گناہ اور جرم پر کوئی شخص نوشتہ تقدیر کو حجت اس وجہ سے نہیں بنا سکتا کہ تقدیر کا پتا کسب خیر یا کسب شر کے بعد چلتا ہے۔ پہلے سے کسی کو معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

۵۵ سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ ۹۷

سورہ رحمٰن مدنی ہے اور اس میں اٹھتر آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ۝۱ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝۲ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝۳ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝۴ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

رحمٰن ہی نے ۝ قرآن سکھایا ۝ اس نے انسان کو پیدا کیا ۝ اسے بولنا سکھایا ۝ سورج اور چاند ایک حساب سے

بِحُسْبَانٍ ۝۵ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝۶ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝۷

چل رہے ہیں ۝ اور بیلیں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں ۝ اور آسمان کو اس نے بلند کر دیا اور ترازو قائم کی ۝

اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝۸ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝۹

تاکہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو ۝ اور انصاف سے تولو اور تول نہ گھٹاؤ ۝

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝۱۰ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝۱۱ وَالْحَبُّ

اور اس نے خلقت کے لئے زمین کو بچھا دیا ۝ اس میں میوے اور غلافوں والی کھجوریں ہیں ۝ اور بھوسے دار

ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝۱۲ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۱۳ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ

اناج اور پھول خوشبودار ہیں ۝ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ۝ اس نے انسان کو ٹھیکری کی طرح بجتی ہوئی مٹی سے

كَالْفَخَّارِ ۝۱۴ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝۱۵ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۱۶

پیدا کیا ۝ اور اس نے جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا ۝ پھر تم (اے جن وانس) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ۝

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝۱۷ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۱۸ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ

وہ دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک ہے ۝ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ۝ اس نے دو سمندر ملا دیئے

يَلْتَقِيٰنِ ۝۱۹ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝۲۰ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۲۱ يَخْرُجُ مِنْهُمَا

جو باہم ملتے ہیں ۝ ان دونوں میں پردہ ہے کہ وہ حد سے تجاوز نہیں کر سکتے ۝ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ۝ ان دونوں میں سے

اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝۲۲ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۲۳ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي

موتی اور مونگا نکلتا ہے ۝ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ۝ اور سمندر میں پہاڑوں کی طرح کھڑے ہوئے

الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾

جہاز اسی کے ہیں ۝ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ۝ جو کوئی زمین میں ہے فنا ہو جانے والا ہے ۝

وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٨﴾

اور آپ کے پروردگار کی ذات باقی رہے گی جو بڑی شان اور عظمت والا ہے ۝ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ۝

يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴿٢٩﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ

اس سے مانگتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں ہر روز وہ ایک کام میں ہے ۝ پھر تم اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٠﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلَانِ ﴿٣١﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٢﴾

کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ۝ اے جن و انس ہم تمہارے لئے جلدی ہی فارغ ہو جائیں گے ۝ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ۝

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ

اے جنوں اور انسانوں کے گروہ اگر تم آسمانوں اور زمین کی حدود سے باہر نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ

وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۚ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ﴿٣٣﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٤﴾

تم بغیر زور کے نہ نکل سکو گے (اور وہ ہے نہیں) ۝ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ۝

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ﴿٣٥﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑا جائے گا پھر تم بچ نہ سکو گے پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو

تُكَذِّبَانِ ﴿٣٦﴾ فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

جھٹلاؤ گے ۝ پھر جب آسمان پھٹ جائے گا اور پھٹ کر گلابی تیل کی طرح سرخ ہو جائے گا ۝ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو

تُكَذِّبَانِ ﴿٣٨﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ ﴿٣٩﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

جھٹلاؤ گے ۝ پس اس دن اپنے گناہ کی بابت نہ کوئی انسان اور نہ کوئی جن پوچھا جائے گا ۝ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو

تُكَذِّبَانِ ﴿٤٠﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ﴿٤١﴾

جھٹلاؤ گے ۝ مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے پس پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑے جائیں گے ۝

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٢﴾ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٤٣﴾ يَطُوفُونَ

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ۝ یہی وہ دوزخ ہے جسے مجرم جھٹلاتے تھے ۝ گناہ گار جہنم میں

بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ ع

اور کھولتے ہوئے پانی میں تڑپتے پھریں گے ○ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ○ اور اس کے لئے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے

رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا

ڈرتا ہے دو باغ ہوں گے ○ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ○ جن میں بہت سی شاخیں ہوں گی پھر تم اپنے رب کی کس کس

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِيْهِمَا مِنْ

نعمت کو جھٹلاؤ گے ○ ان دونوں میں دو چشمے جاری ہوں گے ○ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ○ ان دونوں میں

كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۢ

ہر میوہ کی دو قسمیں ہوں گی ○ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ○ ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے کہ

بَطَاۗىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ۭ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾

جن کا استر مخملی ہوگا اور دونوں باغوں کا میوہ جھک رہا ہوگا ○ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ○

فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَاۗنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا

ان میں نیچی نگاہوں والی عورتیں ہوں گی نہ تو انہیں ان سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے چھوا ہوگا ○ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو

تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ

جھٹلاؤ گے ○ گویا کہ وہ یاقوت اور مونگا ہیں ○ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ○ نیکی کا

جَزَاۗءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ دُوْنِهِمَا

بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہے ○ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ○ اور ان دو کے علاوہ

جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْهَاۗمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾

اور دو باغ ہوں گے ○ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ○ وہ دونوں بہت ہی سبز ہوں گے ○ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ○

فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ

ان دونوں میں دو چشمے ابلتے ہوئے ہوں گے ○ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ○ ان دونوں میں میوے اور

نَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَيِّ

کھجوریں اور انار ہوں گے ○ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ○ ان میں نیک خوبصورت عورتیں ہوں گی ○ پھر تم اپنے

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦١﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِيَامِ ﴿٦٢﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٣﴾
رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ○ وہ حوریں جو خیموں میں بند ہوں گی ○ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ○
لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٦٤﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٥﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ
نہ انہیں ان سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے چھوا ہوگا ○ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ○ قالینوں پر
عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿٦٦﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٧﴾
تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جو سبز اور نہایت قیمتی نفیس ہوں گے ○ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ○
تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٦٨﴾
آپ کے رب کا نام بابرکت ہے جو بڑی شان اور عظمت والا ہے ○

افاداتِ محمود:

وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ﴿٧﴾ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اعمال وزن کرنے کے لیے ایک ترازو رکھی جائے گی جس کو عدل کہتے ہیں۔ اعمال تولنے کے بعد جس شخص کی نیکیوں کا پلڑا جھک جائے گا تو فرشتہ اعلان کرے گا کہ فلاں کامیاب ہوگیا جواب کبھی ناکام نہ ہوگا اور جس کا پلڑا ہلکا ہوگا تو فرشتہ اعلان کرے گا فلاں شخص ناکام و نامراد ہوا اب کبھی سعید و بامراد نہ ہوگا۔ ''فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٥﴾'' اس سورت میں اللہ جل شانہ وعلی نے جو سوال جواب کا طریقہ رکھا ہے یہ اتمام حجت کے لیے ہے۔ ورنہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ دنیا کی عدالتیں بھی مجرم کو سزا دینے سے قبل شہادتیں اور پھر بار بار جرح کر کے مجرم کی تسلی کرا دیتی ہیں لہٰذا قیامت کے دن بھی ایسے مناظر ہوں گے جن کی وجہ کوئی یہ نہ کہہ سکے گا کہ مجھ کو بلا وجہ سزا دی جا رہی ہے۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ الخ ظاہر آیت سے تو یہی مترشح ہوتا ہے کہ ہمیشہ احسان کا بدلہ احسان سے دیا جائے گا لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سے احسانات کیے اُن کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ جنت میں چلے جاتے لیکن وہ مسلمان نہ ہو سکے جو جنت میں جاتے تو وہ اس احسان سے محروم کیوں رہ گئے؟ (۱) اس سوال کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ابو طالب نے بوقت نزع خود یہ اعتراف کیا تھا کہ میں نے جو احسانات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کیے تھے چچا ہونے اور خونی رشتہ کے ناطے کیے تھے۔ دین الٰہی اور دین اسلام کی وجہ سے نہیں کیے تھے۔ لہٰذا ابو طالب کا احسان حضور پر من حیث النسب ہوا من حیث الرسول نہ ہوا۔ لہٰذا اس احسان کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ تو بالکل نہ رہا اور حضور کا رشتہ ابو طالب سے اگرچہ چچا بھتیجے کا تھا لیکن ایمان کے بغیر حضورؐ بھی کسی کو جنت میں نہیں لے جا سکتے۔ کیونکہ کلی اختیار کے مالک صرف اللہ تعالیٰ ہیں۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ ہر قسم کے نیک عمل کی قبولیت کے لیے اوّلین شرط ایمان ہے جب ایمان کسی محل

میں نہ ہوتو وہاں دوسری نیکیاں کارآمد نہیں ہوسکتیں۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ اگرچہ ایمان نہ ہونے کی وجہ سے پورا فائدہ تو ابوطالب کو نہ ہوا لیکن اس کو جہنم میں تمام جہنمیوں سے ہلکی سزا ملے گی جیسا کہ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن ابوطالب کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے باقی جسم آگ سے محفوظ ہوگا لیکن ان جوتوں میں اتنی حرارت ہوگی جس کی وجہ سے اس کا دماغ ابل رہا ہوگا (العیاذ باللہ) حاصل یہ ہے کہ اُن احسانات کا کچھ نہ کچھ فائدہ ابوطالب کو ہوگا۔ واللہ اعلم

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے سامنے سورۂ رحمٰن کی تلاوت فرمائی اور پوری سورت پڑھ لی۔ صحابہ کرام خاموش ہوکر سنتے رہے۔ حضورؐ جب تلاوت سے فارغ ہوگئے تو صحابہ کرامؓ سے فرمانے لگے کہ تم سے تو تمہارے ان بھائیوں نے اچھا جواب دیا تھا۔ جب میں نے ان کے سامنے سورۂ رحمٰن کی تلاوت کی تو جب ''فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴿﴾'' پڑھتا وہ جواب میں کہتے ''ولا بشیء من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد'' (ترمذی) لہٰذا اب بھی سورۂ رحمٰن کی تلاوت کے اختتام پر مندرجہ بالا الفاظ کہنے چاہئیں۔

رکوعاتہا ۳ — ۵۶ سُوْرَۃُ الْوَاقِعَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۴۶ — آیاتہا ۹۶

سورۂ واقعہ مکی ہے اور اس میں چھیانویں آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝۱ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝۲ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝۳ اِذَا

جب واقع ہونے والی واقع ہوگی۝ جس کے واقع ہونے میں کچھ بھی جھوٹ نہیں۝ پست کرنے والی اور بلند کرنے والی۝ جبکہ

رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝۴ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝۵ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝۶ وَّكُنْتُمْ

زمین بڑے زور سے ہلائی جائے گی۝ اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر چورا ہوجائیں گے۝ سو وہ غبار ہوکر اڑتے پھریں گے۝ اور (اس وقت) تمہاری

اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝۷ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝۸ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ

تین جماعتیں ہوجائیں گی۝ پھر داہنے والے کیا ہی خوب ہیں داہنے والے۝ اور بائیں والے کیسے برے ہیں

اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝۹ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝۱۰ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝۱۱ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۱۲

بائیں والے۝ اور سب سے اول ایمان لانے والے سب سے اول داخل ہونے والے ہیں۝ وہ اللہ کے ساتھ خاص قرب رکھنے والے ہیں۝ نعمت کے

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۳ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝۱۴ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝۱۵ مُّتَّكِـِٕيْنَ

باغات میں ہوں گے۝ پہلوں میں سے بہت سے۝ اور پچھلوں میں سے تھوڑے سے۝ تختوں پر جو جڑاؤ ہوں گے۝ آمنے سامنے تکیہ

عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۝۱۶ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝۱۷ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ

لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے۝ ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے آمدورفت کیا کریں گے۝ آبخورے اور آفتابے

وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝۱۸ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۝۱۹ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا

اور ایسا جام شراب لے کر جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائے گا۝ نہ اس سے ان کو دردسر ہوگا اور نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا۝ اور میوے جنہیں

يَتَخَيَّرُوْنَ ۝۲۰ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝۲۱ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۝۲۲ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُـُٔو

وہ پسند کریں گے۝ اور پرندوں کا گوشت جو ان کو مرغوب ہوگا۝ اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۝ جیسے موتی کی تہوں میں

الْمَكْنُوْنِ ۝۲۳ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲۴ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۝۲۵

رکھے ہوئے ہوں۝ بدلے اس کے جو وہ کیا کرتے تھے۝ وہ وہاں کوئی لغو اور گناہ کی بات نہیں سنیں گے۝

فِىْ سِدْرٍ ﴿۲۷﴾	وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ	﴿۲۶﴾	اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا
وہ بے کانٹے کی	کیسے اچھے ہوں گے داہنے والے ○	اور داہنے والے	مگر سلام سلام کہنا ○

وَّ فَاكِهَةٍ	وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿۳۱﴾	وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾	وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾	مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾
اور با افراط	اور پانی کی آبشاروں میں ○	اور لمبے سایوں میں ○	اور گتھے ہوئے کیلوں میں ○	بیریوں میں ہوں گے ○

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ	وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾	وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾	لَّا مَقْطُوْعَةٍ	كَثِيْرَةٍ ﴿۳۲﴾
بے شک ہم نے انہیں (حوروں کو) ایک عجیب انداز سے	اور اونچے فرشوں میں ○	اور نہ ان میں روک ٹوک ہوگی ○	جو نہ کبھی منقطع ہوں گے	میووں میں ○

لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾ ع	عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾	فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾	اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾
داہنے والوں کے لئے ○	دل لبھانے والی ہم عمر بنایا ہے ○	پس ہم نے انہیں کنواریاں بنادیا ہے ○	پیدا کیا ہے ○

افاداتِ محمود:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جب اس بیماری میں مبتلا ہو گئے، جس میں آپ کا انتقال ہوا ہے تو حضرت عثمان غنیؓ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت عبداللہ سے پوچھا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ فرمانے لگے ذنوبی یعنی مجھے اپنے گناہوں کا غم ہے۔ پھر حضرت عثمانؓ کہنے لگے کہ آپ کو کس چیز کی ضرورت ہے؟ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی۔ پھر حضرت عثمانؓ فرمانے لگے کیا میں اپنے کارندوں سے کہوں کہ آپ کو کچھ عطا یا لا کر دے دیں تا کہ آپ کام میں لاویں؟ کہنے لگے مجھ کو ضرورت نہیں ہے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ چلو آپ کے بچوں کے کام آ جائیں گے۔ عرض کرنے لگے کہ امیر المومنین کیا آپ کو میری بچیوں کے متعلق احتیاج وفقر کا اندیشہ ہے؟ حالانکہ میں نے سب کو کہا ہوا ہے کہ رات کو سورۂ واقعہ پڑھ لیا کریں۔ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو رات کو بلا ناغہ سورۂ واقعہ پڑھتا ہے۔ اسے کبھی فاقہ کشی کی نوبت نہیں آتی۔ (ابن عساکر)

وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ○

قیامت کے دن لوگ تین حصوں میں بٹ جائیں گے۔ اصحاب الیمین یعنی وہ لوگ جو عرش کے دائیں جانب ہوں گے اور ان کو نامہء اعمال دائیں ہاتھ میں مل چکے ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو حضرت آدم کی دائیں پسلی سے پیدا ہوئے تھے۔ اصحاب الشمال یعنی وہ لوگ جو عرش کے بائیں جانب ہوں گے اور یہ کافر لوگ ہوں گے جن کے نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھوں میں ہوں گے اور یہ وہی لوگ ہوں گے جو حضرت آدمؑ کے بائیں جانب سے پیدا ہوئے تھے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت تک آنے والے اہل جنت کی ارواح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کے دائیں جانب سے پیدا فرمائیں اور حضرت آدم سے فرمایا اپنی دائیں جانب کو دیکھو۔ جب حضرت آدمؑ نے دیکھا تو یہ روحیں کیڑوں کی طرح رینگ رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''خلقتهم للجنة

ولا ابالی"

یعنی ان سب کو میں نے جنت کے لیے پیدا کیا ہے اور مجھے کسی کی کوئی پروا نہیں ہے کہ یہ کس ملک کے رہنے والے ہیں، کون سی بولی بولنے والے ہیں؟ ان کی رنگتیں کیسی ہیں؟ کس خاندان اور حسب نسب سے ان کا تعلق ہے؟ پھر حضرت آدم کے بائیں جانب سے اہل جہنم کی روحوں کو پیدا فرمایا اور حضرت آدم کو کہا کہ بائیں جانب کو دیکھو۔ جب حضرت آدم نے دیکھا تو اہل جہنم کی روحیں زمین پر رینگ رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "خلقتهم للنار ولا ابالی" ان سب کو میں نے جہنم کے لیے پیدا کیا ہے اور مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں۔ اہل جنت کو دیکھ کر تو حضرت آدمؑ خوش ہو گئے تھے۔ اب کی بار اہل جہنم کو دیکھ کر رنجیدہ ہو گئے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ یہ تیسرا فریق ہے۔ یہ سبقت کرنے والے لوگ ہیں۔ ای السابقون الی ظل اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے سایہ عاطفت کی طرف آگے بڑھنے والے لوگ ہیں ان سے مراد انبیاء، شہداء اور صالحین ہیں۔

ثُلَّةٌ مِّنَ

بہت سے پہلوں میں سے

الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿٤٠﴾ وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾

ہوں گے ○ اور بہت سے پچھلوں میں سے ○ اور بائیں والے کیسے برے ہیں بائیں والے ○

فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ ﴿٤٢﴾ وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ﴿٤٤﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا

وہ لوؤں اور کھولتے پانی میں ہوں گے ○ اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں ○ جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ راحت بخش ○ بے شک وہ

قَبْلَ ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ ﴿٤٥﴾ وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنثِ الْعَظِيمِ ﴿٤٦﴾ وَكَانُوا

اس سے پہلے خوش حال تھے ○ اور بڑے گناہ (شرک) پر اصرار کیا کرتے تھے ○ اور کہا

يَقُولُونَ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿٤٨﴾

کرتے تھے کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے ○ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی ○

قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ﴿٤٩﴾ لَمَجْمُوعُونَ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٥٠﴾

کہہ دو بے شک پہلے بھی اور پچھلے بھی ○ ایک معین تاریخ کے وقت پر جمع کیے جاویں گے ○

ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ﴿٥١﴾ لَآكِلُونَ مِن شَجَرٍ مِّن زَقُّومٍ ﴿٥٢﴾ فَمَالِئُونَ

پھر بے شک تمہیں اے گمراہو جھٹلانے والو ○ البتہ تھوہر کا درخت کھانا ہوگا ○ پھر اس سے پیٹ

مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٥٣﴾ فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ﴿٥٤﴾ فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ ﴿٥٥﴾

بھرنے ہوں گے ○ پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا ○ پھر پینا ہوگا پیاسے اونٹوں کا سا پینا ○

هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ﴿٥٦﴾ نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ ﴿٥٧﴾ أَفَرَأَيْتُم مَّا تُمْنُونَ ﴿٥٨﴾

قیامت کے دن یہ ان کی مہمانی ہوگی ○ ہم نے ہی تمہیں پیدا کیا ہے پس کیوں تم تصدیق نہیں کرتے ○ بھلا دیکھو تو (منی) جو تم ٹپکاتے ہو ○

أَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ

کیا تم اسے پیدا کرتے ہو یا ہم ہی پیدا کرنے والے ہیں ○ ہم نے ہی تمہارے درمیان موت مقرر کردی ہے اور ہم

بِمَسْبُوقِينَ ﴿٦٠﴾ عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ

عاجز نہیں ہیں ○ اس بات سے کہ ہم تم جیسے لوگ بدل لائیں اور تمہیں ایسی صورت میں بنا کھڑا کریں جو تم نہیں جانتے ○ اور تم

عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ

پہلی پیدائش کو جان چکے ہو پھر کیوں تم غور نہیں کرتے ○ بھلا دیکھو جو کچھ تم بوتے ہو ○ کیا تم اسے اگاتے ہو

اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

یا ہم اگانے والے ہیں ○ اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر دیں پھر تم تعجب کرتے رہ جاؤ ○ کہ بے شک ہم پر تو تاوان پڑ گیا ○

بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ

بلکہ ہم بے نصیب ہو گئے ○ بھلا دیکھو تو سہی وہ پانی جو تم پیتے ہو ○ کیا تم نے اسے بادل سے اتارا ہے

الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

یا ہم اتارنے والے ہیں ○ اگر ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں پس کیوں تم شکر نہیں کرتے ○

اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ﴿۷۲﴾

بھلا دیکھو تو سہی وہ آگ جو تم سلگاتے ہو ○ کیا تم نے اس کا درخت پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ○

نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ ع

ہم نے اسے یادگار اور مسافروں کے لئے فائدہ کی چیز بنا دیا ہے ○ پس اپنے رب کے نام کی تسبیح کر جو بڑا عظمت والا ہے ○

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ

پھر میں تاروں کے ڈوبنے کی قسم کھاتا ہوں ○ اور بے شک اگر سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے ○ کہ بے شک یہ قرآن

كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾

بڑی شان والا ہے ○ ایک پوشیدہ کتاب میں لکھا ہوا ہے ○ جسے بغیر پاکوں کے اور کوئی نہیں چھوتا ○ پروردگار عالم کی طرف سے نازل ہوا ہے ○

اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَآ

سو کیا تم اس کلام کو سرسری بات سمجھتے ہو ○ اور اپنا حصہ تم یہی لیتے ہو کہ اسے جھٹلاتے ہو ○ پھر کس لئے روح کو

اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا

روک نہیں لیتے جبکہ وہ گلے تک آجاتی ہے ○ اور تم اس وقت دیکھا کرتے ہو ○ اور تم سے زیادہ ہم اس کے قریب ہوتے ہیں لیکن تم

تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾

نہیں دیکھتے ○ پس اگر تمہارا حساب کتاب ہونے والا نہیں ہے ○ تو تم اس روح کو کیوں نہیں لوٹا دیتے اگر تم سچے ہو ○

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ
پھر (جب قیامت آئے گی) اگر وہ مقربین میں سے ہے○ تو (اس کے لئے) راحت اور خوشبو میں اور عیش کے باغ ہیں○ اور
اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَاَمَّآ
اگر وہ داہنے والوں میں سے ہے○ تو اے شخص تو جو داہنے والوں میں سے ہے تجھ پر سلام ہو○ اور
اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾
اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہے○ تو کھولتا ہوا پانی مہمانی ہے○ اور دوزخ میں داخل ہونا ہے○
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾ ع ۲۲ / ۱۶
بے شک یہ تحقیقی یقینی بات ہے○ پس اپنے رب کے نام کی تسبیح کر جو بڑا عظمت والا ہے○

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ ۵۷ — ۹۴ — رکوعاتہا ۴

سورۂ حدید مدنی ہے اور اس میں انتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے○ آسمانوں اور زمین کی

وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲﴾ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَ

بادشاہت اسی کے لئے ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے○ وہی سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور

الظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

ظاہر اور پوشیدہ ہے اور وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے○ وہی ہے جس نے آسمانوں اور

وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ

زمین کو چھ دن میں بنایا پھر وہ عرش پر قائم ہوا وہ جانتا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے

وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ

اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اترتی ہے اور جو اس میں اوپر چڑھتی ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے

اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴﴾ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

جہاں کہیں تم ہو اور اللہ اس کو جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے○ آسمانوں اور زمین کی حکومت اسی کے لئے ہے

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۵﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ

اور سب امور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں○ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے

وَهُوَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۶﴾ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا

اور وہ سینوں کے بھید خوب جانتا ہے○ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس میں سے خرچ کرو

جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۷﴾

جس میں اس نے تمہیں پہلوں کا جانشین بنایا ہے پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے خرچ کیا ان کے لئے بڑا اجر ہے○

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۚ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ
اور تمہیں کیا ہوا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور رسول تمہیں تمہارے رب پر ایمان لانے کے لئے بلا رہا ہے اور تم سے
أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ
عہد بھی لے چکا ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو○ وہی ہے جو اپنے بندے پر کھلی کھلی آیتیں نازل کر رہا ہے
بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿٩﴾
تا کہ تمہیں اندھیروں میں سے نکال کر روشنی میں لائے اور بے شک اللہ تم پر بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○
وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا
اور تمہیں کیا ہو گیا جو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کا ورثہ تو اللہ ہی کے لئے ہے تم
يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً
میں سے اور کوئی اس کے برابر ہو نہیں سکتا جس نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا یہ ہیں کہ اللہ کے نزدیک جن کا بڑا درجہ ہے
مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا
ان لوگوں پر جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور جہاد کیا اور اللہ نے ہر ایک سے نیک جزا کا وعدہ کیا ہے اور اللہ تمہارے
تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١٠﴾ ع
کاموں سے خبردار ہے○

افاداتِ محمود:

سورۂ حدید کی ابتدائی آیات میں اثبات الوہیت پر دلائل ہیں۔ آگے پھر اثبات رسالت و ترغیب الی الایمان ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ الخ

فتح سے مراد یا تو فتح مکہ ہے یا صلح حدیبیہ ہے اور مقصد یہ ہے کہ جن صحابہ کرامؓ نے صلح حدیبیہ سے قبل اپنی جانوں اور مالوں سے گلستانِ اسلام کی آبیاری فرمائی ہے، وہ اور بعد والے برابر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس وقت مسلمان ہر اعتبار سے کمزور تھے۔ اس وقت کی قربانی کی نوعیت اور ہے۔ وہ قربانی نہایت ہی تنگ دستی میں کی گئی۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ نصیب فرمایا۔ مالی اعتبار سے بھی لوگوں کی پوزیشن مضبوط ہو گئی تھی، لہٰذا دونوں صورتوں میں بڑا فرق ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَ

ایسا کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے پھر وہ اس کو اس کے لئے دگنا کردے اور

لَهٗٓ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۱﴾ یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَیْنَ

اس کے لئے عمدہ بدلہ ہے۝ جس دن آپ ایماندار مردوں اور عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے سامنے

اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ

اور ان کے داہنے دوڑ رہا ہوگا تمہیں آج ایسے باغوں کی خوشخبری ہے کہ ان کے نیچے نہریں چلتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ

فِیْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۲﴾ یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ

رہیں گے یہی وہ بڑی کامیابی ہے۝ جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ان سے کہیں گے جو

اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا

ایمان لائے ہیں کہ ہمارا انتظار کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی لے لیں کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر روشنی

نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ

تلاش کرو پس ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا اس کے اندر تو رحمت ہوگی اور اس کے

مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ یُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ لٰكِنَّكُمْ

باہر کی طرف عذاب ہوگا۝ وہ انہیں پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں لیکن تم نے

فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَ تَرَبَّصْتُمْ وَ ارْتَبْتُمْ وَ غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِیُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ

اپنے آپ کو فتنہ میں ڈالا اور راہ دیکھتے اور شک کرتے رہے اور تمہیں آرزوؤں نے دھوکہ دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم

اللّٰهِ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْیَوْمَ لَا یُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْیَةٌ وَّ لَا مِنَ الَّذِیْنَ

آپہنچا اور تمہیں اللہ کے بارے میں شیطان نے دھوکہ دیا۝ پس آج نہ تم سے کوئی تاوان لیا جائے گا اور نہ ان سے جنہوں نے

كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِیَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ

انکار کیا تھا تمہارا سب کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی تمہارا رفیق ہے اور بہت ہی بری جگہ ہے۝ کیا ایمان والوں کے لئے

اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ لَا یَكُوْنُوْا

اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی نصیحت اور جو دین حق نازل ہوا ہے اس کے سامنے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح

كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ
نہ ہو جائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب (آسمانی) ملی تھی پھر ان پر مدت لمبی ہوگئی تو ان کے دل سخت ہو گئے
وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝١٦ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا
اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۝ اور جان لو کہ اللہ ہی زمین کو اس کے مرنے پیچھے زندہ کرتا ہے ہم نے تو تمہارے لئے
لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝١٧ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ
کھول کھول کر نشانیاں بیان کر دی ہیں تا کہ تم سمجھو۝ بے شک خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور جنہوں نے اللہ کو
قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝١٨ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اچھا قرض دیا ان کے لئے دگنا کیا جائے گا اور انہیں عمدہ بدلہ ملے گا۝ اور جو لوگ اللہ اور
بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ
اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں ان کے لئے
اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝١٩ ع ۱۸
ان کا اجر اور ان کی روشنی ملے گی اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں۝

افاداتِ محمود:

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ الخ

قیامت کے دن جب لوگوں سے کہا جائے گا کہ پل صراط پر چڑھ جاؤ تو ایمان والوں کے ساتھ ایمان کی ایک خاص روشنی ہوگی اور امتِ محمدیہ کے مسلمانوں کی روشنی دیگر مسلم امتوں سے زیادہ اُجلی اور تیز ہوگی۔ منافقین بھی مسلمانوں کے ایمان کی روشنی میں چلیں گے۔ جیسے جیسے مسلمان آگے نکلیں گے تو منافق اندھیرے میں رہ جائیں گے۔ مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہم بھی دنیا میں تمھارے ساتھ تھے۔ ذرا ٹھہر جاؤ کہ ہم بھی تمھاری روشنی سے مستفید ہوسکیں، لیکن جواب ملے گا کہ پیچھے کی طرف پلٹ کر روشنی تلاش کرو۔ جیسے ہی پیچھے کی طرف متوجہ ہوں گے۔ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ایک دیوار حائل ہو جائے گی اور پھر مسلمانوں کے گزرنے کے بعد یہ لوگ کٹ کٹ کر جہنم کی تہہ میں پہنچ جائیں گے۔ **اعاذ نا الله منها**

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ

جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زیبائش اور ایک دوسرے پر آپس میں فخر کرنا اور ایک دوسرے پر

فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِؕ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ

مال اور اولاد میں زیادتی چاہنا ہے جیسے بارش کی حالت کہ اس کی سبزی نے کسانوں کو خوش کر دیا پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو تو اسے

مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطٰمًاؕ وَفِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌۙ وَّمَغْفِرَةٌ

زرد شدہ دیکھتا ہے پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی مغفرت

مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ سَابِقُوْٓا اِلٰى

اور اس کی خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی سوائے دھوکے کے اسباب کے اور کیا ہے○ اپنے رب کی

مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ

مغفرت کی طرف دوڑو اور جنت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے ان کے لئے تیار کی گئی ہے

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے دیتا ہے اور اللہ بڑے

الْعَظِیْمِ ﴿۲۱﴾ مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ

فضل والا ہے○ جو کوئی مصیبت زمین پر یا خود تم پر پڑتی ہے وہ اس سے پیشتر کہ ہم اسے

كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَاؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿۲۲﴾ لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا

پیدا کریں کتاب میں لکھی ہوتی ہے بے شک یہ اللہ کے نزدیک آسان بات ہے○ تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے

فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ﴿۲۳﴾ ۙالَّذِیْنَ

اس پر رنج نہ کرو اور جو تمہیں دے اس پر اتراؤ نہیں اور اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا○ جو خود بھی

یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۴﴾

بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور جو کوئی منہ موڑے تو اللہ بھی بے پروا خوبیوں والا ہے○

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ

البتہ ہم نے اپنے رسولوں کو نشانیاں دے کر بھیجا اور ان کے ہمراہ ہم نے کتاب اور ترازو (عدل) بھی بھیجی تاکہ لوگ

النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ
انصاف کو قائم رکھیں اور ہم نے لوہا بھی اتارا جس میں سخت جنگ کے سامان اور لوگوں کے فائدے بھی ہیں اور تاکہ اللہ
اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ ع
معلوم کرے کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی غائبانہ مدد کرتا ہے بے شک اللہ بڑا زور آور اور غالب ہے ○

افاداتِ محمود:

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ الخ

اپنی قدرت سے زمین میں لوہے کی کانیں بنائیں۔ اس لوہے سے آج ہزاروں چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔ یہ بلڈنگوں میں استعمال ہوتا ہے۔ برتن' اسلحہ اور گاڑیاں وغیرہ بے شمار چیزیں ہیں جن سے انسان کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ واللہ اعلم

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

اور ہم نے نوح

نُوْحًا وَّاِبْرٰهِیْمَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ج

اور ابراہیم کو بھیجا تھا اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی تھی پس بعض تو ان میں راہ راست پر رہے

وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّیْنَا بِعِیْسَى

اور بہت سے ان میں سے نافرمان ہیں ○ پھر ان کے بعد ہم نے اپنے اور رسول بھیجے اور عیسیٰ ابن مریم کو

ابْنِ مَرْیَمَ وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً

بعد میں بھیجا اور اسے ہم نے انجیل دی اور اس کے ماننے والوں کے دلوں میں ہم نے نرمی اور

وَّرَحْمَةً ط وَرَهْبَانِیَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ

مہربانی رکھ دی اور ترک دنیا جو انہوں نے خود ایجاد کی ہم نے وہ ان پر فرض نہیں کی تھی مگر انہوں نے رضائے الٰہی

اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَایَتِهَا ۚ فَاٰتَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ج

حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا پس اسے نباہ نہ سکے جیسا نباہنا چاہئے تھا تو ہم نے انہیں جو ان میں سے ایمان لائے ان کا اجر دے دیا

وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ

اور بہت سے تو ان میں سے بدکار ہی ہیں ○ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ

یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ط

وہ تمہیں اپنی رحمت سے دوہرا حصہ دے گا اور تمہیں ایسا نور عطا کرے گا کہ تم اس کے ذریعہ سے چلو اور تمہیں معاف کردے گا

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا یَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ

اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ○ تاکہ اہل کتاب یہ نہ سمجھیں کہ (مسلمان) اللہ کے فضل میں سے

مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

کچھ بھی حاصل نہیں کرسکتے اور یہ کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے دے اور اللہ بڑا فضل

الْعَظِیْمِ ﴿۲۹﴾ ع

کرنے والا ہے ○

آیاتها ۲۲ ﴿۵۸ سورۃ المجادلۃ مدنیۃ ۱۰۵﴾ رکوعاتها ۳

آیتیں ۲۲ سورۂ مجادلہ مدنی ہے رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ

بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑتی تھی اور اللہ کی جناب میں شکایت کرتی تھی اور اللہ تم دونوں کی

اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۱﴾ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ

گفتگو سن رہا تھا بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا دیکھنے والا ہے ۝ جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ

ان کی مائیں تو وہی ہیں جنھوں نے انہیں جنا ہے اور بیشک انہوں نے ایک بیہودہ اور جھوٹی بات منہ سے نکالی ہے

وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۲﴾ وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا

اور بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے ۝ اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں پھر اس کہی ہوئی بات سے پھرنا چاہیں

فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۳﴾

تو ایک غلام ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے آزاد کریں یہ اس لئے کہ اس سے تمہیں نصیحت ہو اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس کی خبر رکھتا ہے ۝

فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ

پس جو شخص نہ پائے تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو چھوئیں پس جو کوئی

یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ

ایسا نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں

اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا

اور منکروں کے لئے دردناک عذاب ہے ۝ بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل کئے جائیں گے جس طرح

كُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۵﴾ یَوْمَ

ذلیل کئے گئے وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے اور ہم نے تو صاف صاف آیتیں نازل کردی ہیں اور منکروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے ۝ جس دن

يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

ان سب کو اللہ قبروں سے اٹھائے گا پھر ان کو بتائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے جس کو اللہ نے یاد رکھا ہے اور وہ بھول گئے ہیں اور اللہ کے سامنے

شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۶ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ ع

ہر چیز موجود ہے ۝ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (یہاں تک) کہ جو کوئی

مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَاۤ اَدْنٰى مِنْ

مشورہ تین آدمیوں میں ہوتا ہے تو وہ چوتھا ہوتا ہے اور جو پانچ میں ہوتا ہے تو وہ چھٹا ہوتا ہے اور خواہ اس سے کم کی

ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

سرگوشی ہو یا زیادہ کی مگر وہ ہر جگہ ان کے ساتھ ہوتا ہے پھر انہیں قیامت کے دن بتائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ

بیشک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ۝ کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جو سرگوشی کرنے سے روکے گئے تھے پھر

يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ يَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۫ وَ

وہ اسی بات کی طرف لوٹتے ہیں جس سے انہیں روکا گیا تھا اور گناہ اور سرکشی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشی کرتے ہیں اور جب وہ آپ کے پاس

اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَ يَقُوْلُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ

آتے ہیں تو آپ کو ایسے لفظوں میں سلام کرتے ہیں جن سے اللہ نے آپکو سلام نہیں دیا اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ اس پر کیوں عذاب نہیں دیتا

بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا

جو ہم کہہ رہے ہیں ان کے لئے دوزخ کافی ہے وہ اس میں داخل ہونگے پس وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے ۝ اے ایمان والو

اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَ تَنَاجَوْا

جب تم آپس میں سرگوشی کرو تو گناہ اور سرکشی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشی نہ کرو اور نیکی

بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۹ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ

اور پرہیزگاری کی سرگوشی کرو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تم جمع کئے جاؤ گے ۝ (یہ) سرگوشی تو صرف شیطانی بات ہے

لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

تاکہ ایمان داروں کو غمناک کردے حالانکہ بغیر حکم اللہ کے کچھ بھی ضرر نہیں دے سکتی اور ایمان والے تو اللہ ہی پر

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا

بھروسہ رکھتے ہیں ○ اے ایمان والو جب تمہیں مجلسوں میں کھل کر بیٹھنے کو کہا جائے تو کھل کر بیٹھو

يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

اللہ تمہیں فراخی دے گا اور جب کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جاؤ تم میں سے اللہ ایمان داروں کے

وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا

اور ان کے جنہیں علم دیا گیا ہے درجے بلند کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے ○ اے ایمان والو

اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ

جب تم رسول سے سرگوشی کرو تو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ دے لیا کرو یہ تمہارے لئے بہتر اور زیادہ

وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ

پاکیزہ بات ہے پس اگر نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ○ کیا تم اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ

نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

دینے سے ڈر گئے پھر جب تم نے نہ کیا اور اللہ نے تمہیں معاف بھی کر دیا تو (بس) نماز ادا کرو اور

الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ ع

زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے ○ کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جنہوں نے

تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ

اس قوم سے دوستی رکھی ہے جن پر اللہ کا غضب ہے نہ وہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے اور وہ جان بوجھ کر جھوٹ پر

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

قسمیں کھاتے ہیں ○ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بیشک وہ بہت ہی برا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ○

اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا ہے پس وہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں تو ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے ○ اللہ کے

تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ

مقابلہ میں نہ تو ان کے مال ہی کچھ کام آئیں گے اور نہ ان کی اولاد کچھ کام آئے گی یہ دوزخی لوگ ہیں وہ

فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿١٧﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ

اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں○ جس دن اللہ ان سب کو قبروں سے اٹھائے گا تو اس کے سامنے بھی ایسی ہی قسمیں کھائیں گے جیسی کہ تمہارے سامنے کھاتے ہیں

وَيَحْسَبُونَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُونَ ﴿١٨﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ

اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم رستے پر ہیں خبردار بیشک وہی جھوٹے ہیں○ ان پر شیطان نے غلبہ پالیا ہے

فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿١٩﴾

پس اس نے انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے یہی شیطان کا گروہ ہے خبردار بیشک شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے○

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰۗىِٕكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ﴿٢٠﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ

بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہی لوگ ذلیلوں میں ہیں○ اللہ نے لکھ دیا ہے کہ

اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٢١﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے بیشک اللہ زور آور زبردست ہے○ آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے

الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ

دن پر ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا

اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ

بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کو اپنے فیض سے

مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ

قوت دی ہے اور وہ انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے

ع عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٢٢﴾

راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہی اللہ کا گروہ ہے خبردار بیشک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے○

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

اسلام سے قبل عربوں میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو یہ کہہ دیتا ''انت علی کظھر امی'' یعنی تو میرے لیے میری ماں کی مانند ہے۔ تو وہ عورت ہمیشہ کے لیے شوہر پر حرام سمجھی جاتی۔ اسلام میں اس کے متعلق ابھی کوئی ہدایت یا ضابطہ نہیں آیا تھا کہ حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ کو یہی الفاظ کہہ

دیے۔ صحابی بھی بزرگ ہیں اور بیوی بھی بوڑھی ہیں۔ حضرت خولہ کو اس بات کا بڑا غم ہوا کہ اب اس بڑھاپے میں میں کہاں جاؤں گی؟ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور مسلسل شکایت کرتی رہیں۔ اپنا بڑھاپا اور اپنی بے کسی، عجز وانکساری کا اظہار کرتی رہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نقل فرماتی ہیں کہ خولہ کہنے لگی:

یا رسول اللہ اکل مالی وافنٰی شبابی ونثر لہ بطنی حتّٰی اذا کبرت سنی وانقطع ولدی ظاھر منی (ابن کثیر)

یارسول اللہ میرے پاس جو مال تھا وہ میرے میاں کے ہاں خرچ ہوگیا اور میری جوانی بھی اس کے پاس ختم ہوگئی اور اس کے ہاں میری اولاد ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ جب میں عمر رسیدہ ہوگئی اور (سن یاس کو پہنچ کر) لاولد ہوگئی تو اس نے مجھ سے ظہار کرلیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ابھی وہ مجلس سے اٹھی بھی نہ تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مجادلہ کی یہ چند آیتیں نازل فرمائیں جن میں ظہار کے کفارے کا بیان ہے کہ ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ غلام کو آزاد کیا جائے یا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے جائیں یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلایا جائے۔ یاد رہے کہ یہ صرف ظہار کا کفارہ ہے۔ طلاق کے احکام اور ہیں، وہاں کفارہ نہیں ہوتا، بلکہ طلاق کی نوعیت کا جائزہ لیا جائے گا کہ رجعی ہے، بائنہ ہے یا مغلظہ ہے۔ پھر احکام صادر فرمائے جائیں گے۔

مسند احمد میں حضرت سلمۃ ابن صخر انصاریؓ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رمضان المبارک کے مہینے میں اپنی بیوی سے ظہار کرلیا اور پھر اس سے مباشرت کرلی۔ صبح مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور میں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ حضورؐ کے پاس چلو تاکہ میں حضورؐ سے اپنی اس غلطی کے متعلق پوچھ سکوں تو لوگوں نے میرے ساتھ جانے سے انکار کردیا اور کہنے لگے کہ ایسا نہ ہو کہ ہماری قوم کے متعلق کوئی ایسا حکم نازل ہو کہ پوری قوم کے لیے باعث ننگ و عار ہو۔ لہٰذا تو اکیلا ہی چلا جا ہم ساتھ نہیں جاسکتے۔ تو میں اکیلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ آپؐ سے کہہ سنایا۔ آپؐ نے بار بار پوچھا کہ کیا واقعی تو نے یہ غلطی کی ہے؟ میں نے اعتراف جرم کرتے ہوئے عرض کی کہ ہاں جی مجھ سے غلطی سرزد ہوئی ہے۔ لہٰذا جو اللہ کا حکم ہو وہ میرے متعلق نافذ فرمایئے۔ میں اس پر صبر کروں گا۔ حضورؐ نے فرمایا غلام آزاد کر میں نے اپنی گردن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھا کر کہا کہ میں سوائے اپنی گردن کے اور کسی گردن کا مالک نہیں ہوں۔ پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ۔ میں نے عرض کیا کہ حضور روزوں ہی کی وجہ سے تو اس معاملے میں مبتلا ہوگیا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پھر صدقہ کر۔ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبیٔ برحق بنا کر بھیجا ہے ہم نے رات اس حال میں گزاری ہے کہ رات کا کھانا ہمارے پاس نہ تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بنی زریق میں جو صاحب استطاعت و ثروت لوگ ہیں ان کے ہاں چلا جا اور اُن سے کہہ دیں کہ آپ کو صدقات دے دیں ان میں سے کچھ تو ساٹھ

مسکینوں کو دے دینا اور باقی اپنے اہل وعیال پر خرچ کر دینا۔ میں جب اپنی قوم کی طرف لوٹا تو میں نے اُن سے کہا کہ تم لوگوں نے تو مجھے تنگی میں ڈال دیا تھا لیکن میں نے اللہ کے رسول کے ہاں بڑی وسعت پائی ہے۔ آپ ؐ نے حکم دیا کہ تم لوگ اپنے صدقات مجھے دے دو تو انہوں نے اپنے صدقات مجھے دے دیے۔ واللہ اعلم (ابوداوٗد وابن ماجۃ)

۵۹ سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۱

آیتیں ۲۴ سورت حشر مدنی ہے رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① هُوَ الَّذِيْٓ

جو مخلوقات آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے○ وہی ہے جس نے

اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ

اہل کتاب کے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلا لشکر جمع کرنے کے وقت نکال دیا حالانکہ تمہیں ان کے

يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ

نکلنے کا گمان بھی نہ تھا اور وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے پھر اللہ کا عذاب ان پر وہاں سے آیا کہ جہاں ان کو

يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي

گمان بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں ہیبت ڈال دی کہ اپنے گھروں کو اپنے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے آپ

الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ② وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ

اجاڑنے لگے پس اے آنکھوں والوں عبرت حاصل کرو○ اور اگر اللہ نے ان کے لئے دیس نکالا نہ لکھ دیا ہوتا تو انہیں دنیا ہی میں

فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ③ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ

سزا دیتا اور آخرت میں تو ان کے لئے آگ کا عذاب ہے○ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی

وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ④ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا

اور جو اللہ کی مخالفت کرے تو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے○ مسلمانوں تم نے جو کھجور کا پیڑ کاٹ ڈالا یا اس کو اس کی

قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي

جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب اللہ کے حکم سے ہوا اور تاکہ وہ نافرمانوں کو ذلیل کرے○ اور جو کچھ اللہ نے اپنے

رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ

رسول کو ان سے مفت دلا دیا سو تم نے اس پر گھوڑے نہیں دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ اپنے

رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

رسولوں کو غالب کر دیتا ہے جس پر چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۝ جو مال اللہ نے اپنے رسول کو

مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ

دیہات والوں سے مفت دلایا سو وہ اللہ اور رسول اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور

السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ

مسافروں کے لئے ہے تاکہ وہ تمہارے دولتمندوں میں نہ پھرتا رہے اور جو کچھ تمہیں رسول دے

فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷ لِلْفُقَرَاۗءِ

اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ۝ وہ مال

الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ

وطن چھوڑنے والے مفلسوں کے لئے بھی ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل

وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ

اور اس کی رضامندی چاہتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی سچے (مسلمان) ہیں ۝ اور وہ (مال)

تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ

ان کے لئے بھی ہے کہ جنہوں نے ان سے پہلے (مدینہ میں) گھر اور ایمان حاصل کر رکھا ہے جو ان کے پاس وطن چھوڑ کر آتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں

صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ڵ

اور اپنے سینوں میں اس کی نسبت کوئی خلش نہیں پاتے جو مہاجرین کو دیا جائے اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہو

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۹ وَالَّذِيْنَ جَاۗءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا جائے پس وہی لوگ کامیاب ہیں ۝ اور ان کے لئے بھی جو مہاجرین کے بعد آئے (اور)

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا

دعا مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں

غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۰ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا

ایمانداروں کی طرف سے کینہ قائم نہ ہونے پائے اے ہمارے رب بیشک تو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝ کیا آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا

يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ

جو اپنے اہل کتاب کے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے تو ضرور

لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَ

ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے معاملہ میں کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی ہوگی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور

اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ⑪ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا

اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ سراسر جھوٹے ہیں○ اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی

يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ⑫ لَاَانْتُمْ

مدد بھی نہ کریں گے اور اگر ان کی مدد کریں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ان کو مدد نہ دی جائے گی○ البتہ تمہارا

اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ⑬ لَا

خوف ان کے دلوں میں اللہ (کے خوف) سے زیادہ ہے یہ اس لئے کہ وہ لوگ سمجھتے نہیں○ وہ

يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَاۗءِ جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ

تم سے سب مل کر بھی نہیں لڑ سکتے مگر محفوظ بستیوں میں یا دیواروں کی آڑ میں ان کی لڑائی تو آپس میں

شَدِيْدٌ ۭ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ⑭

سخت ہے آپ ان کو متفق سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے دل الگ الگ ہیں یہ اس لئے کہ وہ لوگ عقل نہیں رکھتے○

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑮

ان کا حال تو پہلوں جیسا ہے کہ جنہوں نے ابھی کام کی سزا پائی ہے اور ان کے لئے (آخرت میں) دردناک عذاب ہے○

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكَ

(اور) مثال شیطان کی سی ہے کہ وہ آدمی سے کہتا ہے کہ تو منکر ہو جا پھر جب وہ منکر ہو جاتا ہے تو کہتا ہے بیشک میں تم سے بری ہوں

اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ⑯ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ

کیونکہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے○ پس ان دونوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ دونوں دوزخ میں ہونگے اس میں ہمیشہ رہیں گے

ع
وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ⑰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ

اور ظالموں کی یہی سزا ہے○ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لئے کیا

لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا
آگے بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ○ اور ان کی طرح نہ ہو جنہوں نے اللہ کو
اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ
بھلا دیا پھر اللہ نے بھی ان کو (ایسا کر دیا) کہ وہ اپنے آپ ہی کو بھول گئے یہی لوگ نافرمان ہیں ○ دوزخی اور جنتی برابر
وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي
نہیں ہو سکتے جنتی ہی بامراد ہیں ○ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر
جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا
نازل کرتے تو آپ اسے دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے جھک کر پھٹ جاتا اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے
لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ
بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور کریں ○ وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں سب چھپی اور کھلی
وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ
باتوں کا جاننے والا ہے وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○ وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ
الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ
پاک ذات سلامتی دینے والا امن دینے ولا نگہبان زبردست خرابی کا درست کرنیوالا بڑی عظمت والا ہے اللہ پاک ہے
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ
اس سے جو اس کے شریک ٹھہراتے ہیں ○ وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا ٹھیک بنانے والا صورت دینے والا اسی کے اچھے اچھے نام ہیں سب چیزیں
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾ ع
اس کی تسبیح کرتی ہیں جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے ○

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو مدینہ منورہ کے قریب ہی بنونضیر یہودی آباد تھے۔ ان کا مسلمانوں کے ساتھ غیر جانبدار رہنے کا معاہدہ ہوا کہ نہ ہم آپ لوگوں کا ساتھ دیں گے اور نہ ہی آپ لوگوں کے خلاف لڑیں گے، لیکن ان لوگوں نے عہد شکنی کرتے ہوئے مسلمانوں کو کئی اطراف سے نقصان پہنچانے

کی کوشش کی جس کے سبب غزوہ بنی نضیر وقوع پذیر ہوا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی عامر کا ایک شخص ابو ابرا آیا تو حضورؐ نے اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے نہ تو اسلام قبول کیا اور نہ ہی رد کیا، لیکن حضورؐ سے کہا کہ اگر آپ چند باخبر اور سمجھدار آدمی میرے ساتھ بھیج دیں تو امید ہے کہ ان کی محنت سے ہماری قوم میں اسلام پھیل جائے گا اور لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ حضورؐ نے ستر صحابہ کرام، جو کہ قراء تھے، ان کے ساتھ بھیج دیے اور قبیلہ کے رئیس عامر بن طفیل کے نام خط بھی ارسال فرمایا۔ یہ حضرات جب بیر معونہ کے مقام پر پہنچے تو جو حامل خط تھا سب سے پہلے اس کو شہید کیا گیا اور پھر ان لوگوں نے بنی عامر سے مدد مانگی کہ ہم ان تمام صحابہ کرامؓ کو شہید کرنا چاہتے ہیں۔ آپ لوگ مدد کریں، لیکن بنو عامر نے کہا کہ ہمارے چچا ابو ابراء نے چونکہ ان کو پناہ دی ہے، لہٰذا ہم ان کو ضائع کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔ پھر ان لوگوں نے دیگر قبائل رعل اور ذکوان وغیرہ سے مدد مانگی اور ان سب نے مل کر سوائے چند ایک کے باقی تمام صحابہ کرامؓ کو شہید کر دیا۔ زندہ بچ کر جانے والے ایک حضرت عمرو بن اُمیہ ضمریؓ تھے اور دوسرے حضرت منذر تھے۔ حضرت منذر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے اور حضرت عمروؓ جب واپس مدینہ منورہ جانے لگے تو بنی عامر کے دو مشرک بھی ساتھ ہو گئے۔ راستہ میں حضرت عمرو نے ان کو قتل کر دیا اور مدینہ پہنچ کر حضورؐ کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ بنی عامر کے ساتھ چونکہ ہمارا عہد و پیمان تھا، لہٰذا ان دو مقتولین کی دیت ہمیں دینی پڑے گی۔ حضورؐ کو صحابہ کی شہادت کا بے حد غم ہوا۔ پورا ایک ماہ آپؐ فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھتے ہوئے رعل و ذکوان وغیرہ کے لیے بددعا کرتے رہے۔ (بخاری) ادھر بنو عامر اور بنو نضیر بھی آپس میں ایک دوسرے کے حلیف تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیت کی رقم میں حلفیانہ حصہ دلوانے کی غرض سے بنی نضیر کے ہاں تشریف لے گئے۔ بظاہر تو وہ بڑے خندہ پیشانی سے پیش آئے، لیکن آپس میں مشورہ کیا کہ یہ وقت سب سے بہتر ہے کہ کوئی شخص اوپر سے جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر چکی کا پاٹ یا کوئی وزنی پتھر گرا دے تا کہ یہ قصہ ہی ختم ہو جائے (العیاذ باللہ) ایک بدبخت اس کام کے لیے تیار ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دی۔ آپ وہاں سے اٹھ کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور صحابہ کرامؓ کو بنو نضیر پر حملہ کی تیاری کا حکم دے دیا۔ بنو نضیر کو جب معلوم ہوا تو قلعوں میں محصور ہو گئے، لیکن صحابہ کرام نے ان کو میدان کارزار میں لانے کے لیے ان کے کچھ درخت جلائے اور کچھ باغات کو نقصان پہنچایا۔ یہودی چیخ اٹھے کہ آپ لوگ فساد فی الارض سے لوگوں کو منع کرتے ہیں اور خود فساد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ یہ اللہ کے رسول کے قاصد ہیں۔ یہ جو کچھ کر رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کر رہے ہیں۔ یہ فساد نہیں ہے، بلکہ خدا کے باغیوں اور نافرمانوں کا یہی علاج ہے۔ چنانچہ اس منظر کو دیکھ کر یہودی اس بات پر راضی ہو گئے کہ وہ جو کچھ مال اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں سوائے اسلحہ کے وہ لے جائیں اور مدینہ کے قریب اپنے مکانات خالی کر دیں۔

چنانچہ بنو نضیر اونٹوں پر سامان لادتے رہے حتیٰ کہ غیظ و غضب میں آ کر دروازے اور کواڑ تک اُکھاڑ اُکھاڑ

کراونٹوں پر لادتے رہے۔اس دوران عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کا پیام بھی بنونضیر کو پہنچ گیا کہ تم ڈٹے رہو،ہم تمھارا ساتھ دیں گے۔اگر تم قتل ہوگئے تو ہم بھی تمھارے ساتھ قتل ہوں گے اور اگر تم باہر نکالے گئے تو ہم بھی تمھارے ساتھ نکل کھڑے ہوں گے،لیکن منافقین کے جیسے عقائد ونظریات کے سر پیر نہیں ہوتے۔اسی طرح نہ ان کی کوئی زبان ہوتی ہے،نہ عہدو پیمان۔انھوں نے بنی نضیر کی مدد کے لیے نہ تو کوئی آدمی بھیجا،نہ ان کی مدد کی۔ان کی رُسوائی اور ذلت وخواری کو دیکھ کر کف افسوس ملتے اور خود بھی جھوٹ اور بدعہدی کے مرتکب ہوکر رُسوا ہوتے رہے۔

بنونضیر نے مدینہ مکمل طور پر خالی کردیا۔بعض ملک شام چلے گئے اور بعض خیبر چلے گئے۔حضرت فاروق اعظمؓ کے دور میں خیبر والے یہودی بھی ملک شام چلے گئے۔اسی طرح وہ مقدس زمین ان ناپاک لوگوں سے پاک ہوگئی جنھوں نے اسے ظاہری وباطنی نجاستوں سے آلودہ کررکھا تھا۔

یہاں جو مال مسلمانوں کے ہاتھ لگا تھا وہ کسی خاص مزاحمت کے بغیر ہاتھ آیا تھا،اس لیے اس میں تصرف کا کلی اختیار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔یہ مال فئی تھا مال غنیمت نہ تھا۔حضورؐ نے وہ مال مہاجرین میں تقسیم فرمادیا تاکہ انصار،جواب تک مہاجرین کی نصرت بصورتِ مال ادا کرتے رہے،ان پر بوجھ کم ہوجائے۔ اس سورت میں چونکہ پہلے دورکوع بنی نضیر کے اسی واقعہ پر مشتمل ہیں۔اسی وجہ سے حضرت ابن عباس اس سورت کو ''سورۂ بنی نضیر'' کہا کرتے تھے۔

سورۂ حشر کی آخری تین آیات کی فضیلت

ترمذی شریف میں بروایت حضرت ابوہریرہ یہ حدیث موجود ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تین بار اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھ لیتا ہے۔وہ اگر صبح یہ عمل کرتا ہے تو صبح سے شام تک ستر ہزار فرشتے اس کی مغفرت کے لیے دعا کرتے ہیں اور اگر دن میں اس کی موت واقع ہوگئی تو شہادت کی موت نصیب ہوگی اور اگر وہ شام کو یہ عمل کرتا ہے تو صبح تک اسی طرح ہوگا۔یعنی ستر ہزار فرشتے ساری رات اس کی مغفرت کے لیے دعاء کریں گے اور اگر اس رات کو اس کی موت واقع ہوگئی تو شہادت کی موت نصیب ہوگی۔واللہ اعلم

سُوۡرَةُ الۡمُمۡتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ ٦٠ — ٩١

آیتیں ۱۳ سورت ممتحنہ مدنی ہے رکوع ۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّىۡ وَعَدُوَّكُمۡ اَوۡلِيَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَيۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ

اے ایمان والو میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ ان کے پاس دوستی کے پیغام بھیجتے ہو

وَقَدۡ كَفَرُوۡا بِمَا جَآءَكُمۡ مِّنَ الۡحَـقِّ‌ ۚ يُخۡرِجُوۡنَ الرَّسُوۡلَ وَاِيَّاكُمۡ‌ اَنۡ تُؤۡمِنُوۡا

حالانکہ تمہارے پاس جو سچا دین آیا ہے اس کے یہ منکر ہو چکے ہیں رسول کو اور تمہیں اس بات پر نکالتے ہیں کہ تم اللہ اپنے رب پر

بِاللّٰهِ رَبِّكُمۡ ؕ اِنۡ كُنۡتُمۡ خَرَجۡتُمۡ جِهَادًا فِىۡ سَبِيۡلِىۡ وَابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِىۡ‌ ۖ تُسِرُّوۡنَ

ایمان لائے ہو اگر تم جہاد کے لئے میری راہ میں اور میری رضا جوئی کے لئے نکلے ہو تو ان کو دوست نہ بناؤ تم ان کے پاس

اِلَيۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعۡلَمُ بِمَاۤ اَخۡفَيۡتُمۡ وَمَاۤ اَعۡلَنۡتُمۡ‌ ؕ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡهُ مِنۡكُمۡ

پوشیدہ دوستی کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم مخفی اور ظاہر کرتے ہو اور جس نے تم میں سے یہ کام کیا

فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ﴿۱﴾ اِنۡ يَّثۡقَفُوۡكُمۡ يَكُوۡنُوۡا لَـكُمۡ اَعۡدَآءً وَّيَبۡسُطُوۡۤا

تو وہ سیدھے راستہ سے بہک گیا○ اگر وہ تم پر قابو پائیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں اور تم پر اپنے

اِلَيۡكُمۡ اَيۡدِيَهُمۡ وَاَلۡسِنَتَهُمۡ بِالسُّوۡٓءِ وَوَدُّوۡا لَوۡ تَكۡفُرُوۡنَ ﴿۲﴾ لَنۡ تَنۡفَعَكُمۡ

ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی سے دراز کریں اور چاہتے ہیں کہ کہیں تم کافر ہو جاؤ○ نہ تمہیں تمہارے

اَرۡحَامُكُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ‌ ۛۚ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ‌ۛۚ يَفۡصِلُ بَيۡنَكُمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ﴿۳﴾

رشتے ناطے اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن نفع دیں گے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور جو تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھتا ہے○

قَدۡ كَانَتۡ لَـكُمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ فِىۡۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗ‌ ۚ اِذۡ قَالُوۡا لِقَوۡمِهِمۡ اِنَّا

بیشک تمہارے لئے ابراہیم میں اچھا نمونہ ہے اور ان لوگوں میں جو اس کے ہمراہ تھے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ بیشک

بُرَءٰٓؤُا مِنۡكُمۡ وَمِمَّا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ كَفَرۡنَا بِكُمۡ وَبَدَا بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمُ

ہم تم سے بیزار ہیں اور ان سے جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم نے تمہارا انکار کر دیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان

الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ

دشمنی اور بیر ہمیشہ کے لئے ظاہر ہوگیا یہاں تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان لاؤ مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے کہنا کہ میں تمہارے لئے

لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ

معافی مانگوں گا اور میں اللہ کی طرف سے تمہارے لئے کسی بات کا مالک بھی نہیں ہوں اے ہمارے رب ہم نے تجھ پر ہی بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف

اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ

ہم رجوع ہوئے اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے ۝ اے ہمارے رب ہمیں ان کا تختہ مشق نہ بنا جو کافر ہیں اور اے ہمارے رب ہمیں معاف کر

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۵ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ

بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے ۝ البتہ تمہارے لئے ان میں ایک نیک نمونہ ہے اس کے لئے

يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۶ ع عَسَى

جو اللہ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو اور جو کوئی منہ موڑے تو بیشک اللہ بھی بے پرواہ خوبیوں والا ہے ۝ شاید کہ

اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ

اللہ تم میں اور ان میں کہ جن سے تمہیں دشمنی ہے دوستی قائم کردے اور اللہ قادر ہے

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ

اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ۝ اللہ تمہیں ان لوگوں سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑتے اور نہ

يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

انہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اس بات سے کہ تم ان سے بھلائی کرو اور ان کے حق میں انصاف کرو بیشک اللہ انصاف کرنے

الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ

والوں کو پسند کرتا ہے ۝ تمہیں اللہ انہیں سے منع کرتا ہے کہ جو دین میں تم سے لڑے اور انہوں نے تمہیں تمہارے

مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ

گھروں سے نکال دیا اور تمہارے نکالنے پر (لوگوں کی) مدد بھی کی کہ ان سے دوستی کرو اور جس نے ان سے دوستی کی تو پھر وہی

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ

ظالم بھی ہیں ۝ اے ایمان والو جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کی جانچ کرلو

اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ

اللہ ہی ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے پس اگر تم انہیں مومن معلوم کرو تو انہیں کفار کی طرف نہ لوٹاؤ

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

نہ وہ (عورتیں) ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) ان کے لئے حلال ہیں اور ان کفار کو دے دو جو کچھ انہوں نے خرچ کیا اور تم پر گناہ نہیں کہ

اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا

تم ان سے نکاح کرلو جب تم انہیں ان کے مہر دے دو کافرعورتوں کے ناموس کو قبضہ میں نہ رکھو اور جو تم نے ان عورتوں پر خرچ کیا تھا

مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

مانگ لو اور جو انہوں نے خرچ کیا وہ مانگ لیں اللہ کا یہی حکم ہے جو تمہارے لئے صادر فرمایا اور اللہ سب کچھ جاننے والا

حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ

حکمت والا ہے۔ اور اگر کوئی عورت تمہاری عورتوں میں سے کفار کے پاس نکل گئی ہے پھر تمہاری باری آجائے تو تم ان

ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا

مسلمانوں کو دے دو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں جتنا کہ انہوں نے دیا تھا اور اس اللہ سے ڈرو کہ جس پر تم ایمان لائے ہو۔ اے

النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ

نبی جب آپ کے پاس ایمان والی عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرینگی اور نہ چوری کریں گی

وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ

اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ بہتان کی اولاد لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان

وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ

(نطفہ شوہر سے جنی ہوئی) بنالیں اور نہ کسی نیک بات میں آپ کی نافرمانی کریں گی تو ان کی بیعت قبول کرا اور ان کے لئے اللہ سے بخشش مانگ بیشک

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ اے ایمان والو اس قوم سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہوا

قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾

وہ تو آخرت سے ایسے ناامید ہوگئے کہ جیسے کافر اہل قبور سے ناامید ہوگئے۔

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

۸ھ میں اہل مکہ کی عہد شکنی کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ پر حملہ کی تیاری کا پروگرام بنایا اور صحابہ کرام کو بھی تیاری کا حکم دے دیا۔ ساتھ ہی آپؐ نے دعاء فرمائی ''اللهم عم عليهم خبرنا ''اے اللہ ہماری تیاری کی خبر ان سے پوشیدہ رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعاء قبول فرمائی۔ ادھر واقعہ یہ ہوا کہ جو حضرات مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما چکے تھے اور ان کے اہل وعیال میں سے کوئی نہ کوئی مکہ میں ہی رہ گیا تھا۔ اس طرح اکثر مہاجرین کے بعض عزیز واقارب مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے، لیکن قریش سے رشتہ داری کی وجہ سے عام مہاجرین اہل وعیال کے حوالہ سے چنداں فکرمند نہ ہوتے تھے، لیکن حضرت حاطب بن ابی بلتعہ ایسے شخص تھے جن کا قومی و نسلی حوالے سے قریش سے کوئی تعلق نہ تھا، بلکہ وہ حضرت عثمان کے حلیف تھے۔ حضرت حاطب نے جب ہجرت فرمائی تو بچوں کے متعلق بہت پریشان تھے، لہٰذا عین اس وقت جب حضورؐ جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے، حضرت حاطب نے سوچا کہ اہل مکہ میرے اسلام و ہجرت کی وجہ سے میرے بچوں پر ظلم کے پہاڑ ڈھا رہے ہوں گے۔ کیوں نہ میں اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو جنگ کی تیاری اور حضورؐ کے پروگرام سے آگاہ کردوں۔ وہ لوگ بروئے قاعدہ ''ان الانسان عبد الاحسان'' میرے اس احسان کے عوض میرے بچوں پر ظلم نہ کریں گے۔ باقی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فتح ونصرت کے جو وعدے فرمائے ہیں وہ تو پورے ہو کر رہیں گے، خواہ اہل مکہ جنگ سے باخبر ہوں یا بےخبر۔

مکہ مکرمہ سے ایک عورت مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے پاس یہ آس لے کر آئی تھی کہ مسلمان میرے ساتھ کچھ تعاون کریں اور بحمد للہ مسلمانوں نے تعاون کیا۔ جب وہ واپس مکہ مکرمہ جانے لگی تو حضرت حاطبؓ نے خط لکھ کر اس کے حوالہ کر دیا کہ یہ خط فلاں فلاں آدمی کو دینا، لیکن زبانی اسے خط کے مضمون سے آگاہ نہیں کیا۔ جب وہ خط لے کر مدینہ سے روانہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضورؐ کو اطلاع کر دی کہ آپ کا راز فاش ہو رہا ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت مقداد بن اسودؓ کو فرمایا کہ جاؤ روضہ خاخ کے مقام پر وہ عورت تم لوگوں کو ملے گی۔ اس سے خط لے آنا۔ یہ حضرات گھوڑوں پر اس کے تعاقب میں چلے گئے اور بالکل اسی مقام پر اُسے پالیا جو مقام حضور نے نامزد فرمایا تھا۔ ان حضرات نے کہا کہ خط دے دو۔ پہلے تو اس نے انکار کیا، لیکن صحابہ کرامؓ نے کہا کہ اللہ کے رسول کی بات غلط نہیں ہوسکتی۔ یا تو خط دے دو ورنہ ہم تیری جامہ تلاشی لیں گے۔ پھر اس نے بالوں کی چوٹی یا سرین کے نیچے سے خط نکال کر دے دیا۔ یہ حضرات خط لے کر حضورؐ کے پاس پہنچ گئے تو حضرت فاروق اعظم کی ایمانی غیرت جوش میں آ گئی۔ فرمایا حضورؐ مجھے اجازت دیجیے کہ جس شخص نے خدا اور اس کے رسول سے خیانت کی ہے، میں اس منافق کی گردن مار دوں۔

حضورؐ نے فرمایا عمر جلد بازی مت کرنا۔ یہ بدری صحابی ہیں۔ حضرت حاطبؓ سے جب حضورؐ نے پوچھا کہ حاطب یہ آپ نے کیا کیا تو وہ عرض کرنے لگے "مافعلت ذالک نفاقاً ولا ارتداداً عن دینی ولا رضابا لکفر بعد الاسلام" نہ تو میں نے منافق ہو کر یہ کام (خط ارسال) کیا ہے نہ ہی اپنے دین سے مرتد ہوا ہوں (العیاذ باللہ) اور نہ ہی کفر کی طرف داری اور ساتھ دینے کی وجہ سے۔ پھر مذکورہ بالا تفصیل خود ہی بیان فرمائی تو حضورؐ نے فرمایا اس کو کچھ نہ کہو۔ اس نے سچ کہا ہے۔ (ابن کثیر)

سورۂ ممتحنہ کی ابتدا میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔

حضرت حاطب کو ان کی غلطی پر تنبیہ کی گئی کہ جو اللہ کے دین اور اللہ کے رسول کے دشمن ہیں، ان کی طرف اس انداز میں بھی دوستی کا ہاتھ بڑھانا، گو حقیقت میں دوستی نہ ہو اور بظاہر اس میں تمھارا کوئی فائدہ بھی ہو، مگر اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں ہے۔ آئندہ محتاط رہنا۔

اس کے بعد آگے چند آیات میں پھر یہی مضمون بیان فرمایا گیا ہے کہ تم ایسے لوگوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہو جنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ زبان، ہاتھ، قول وفعل الغرض جس طرح بھی مسلمانوں کو کوئی تکلیف پہنچانی ممکن تھی اس میں انہوں نے کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی تھی۔ نیز اگر اللہ تعالیٰ آپ کے بیوی بچوں کو کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو اس کو کون روک سکتا ہے؟ اور حضورؐ کا راز فاش کرنے کی پاداش میں آخرت میں اگر سزا ہو گئی تو کیا بیوی بچے اس سزا سے بچا سکیں گے؟ آگے حضرت ابراہیمؑ کی برأت کا ذکر فرمایا کہ دیکھو جب اللہ کے پیغمبر نے بھانپ لیا کہ یہ لوگ شرک سے باز نہیں آتے تو صاف صاف اعلان فرمادیا کہ "انا براء منکم ومما تعبدون من دون اللہ" یعنی میں تم سے اور تمہارے شرک سے برأت کا اعلان کرتا ہوں۔ لہٰذا ایمان والوں کو بھی یہی روش اپنانی چاہیے کفر سے مکمل برأت کا اظہار کریں اور ان سے کسی قسم کے دوستانہ تعلقات نہ رکھیں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُؤْمِنَٰتُ الخ

اس آیت میں رسوم جاہلیت کی مکمل تردید ہے۔ جب عورتیں مسلمان ہو کر آتی تھیں، ان کے سامنے یہ آیت پڑھی جاتی تھی۔ کبھی خود حضورؐ یہ آیات پڑھتے اور کبھی آپؐ کی طرف سے صحابہ کرام پڑھتے اور ان خواتین اسلام سے اعتراف اور اقرار کرالیا جاتا تھا کہ جاہلیت کی جو رسمیں اس آیت میں مذکور ہیں، وہ ان سے باز رہیں گی۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ کا بیان ہے کہ حضورؐ عورتوں سے زبانی کلامی بیعت فرماتے تھے، لیکن کبھی آپ کے ہاتھ نے کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا۔ جب غیر محرم عورتوں سے اختلاط کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک عمل یہ ہے جو اوپر ذکر ہوا ہے، حالانکہ آپ بالاتفاق پوری امت کے روحانی باپ ہیں، تو آج کے نام نہاد پیروں عاملوں کا کیا حشر ہوگا۔ یہ لوگ بے تکلف غیر محرم عورتوں کے ساتھ مجلس میں جاتے ہیں۔ کبھی خود ان کے ہاں ٹھہرتے ہیں۔ کبھی غیر محرم عورتوں کی میزبانی کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق سوائے حسرت اور افسوس کے کیا کہا جائے؟ واللہ اعلم

سُوْرَۃُ الصَّفِّ مَدَنِیَّۃٌ

آیتیں ۱۴ سورت صف مدنی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝۱ یٰۤاَیُّهَا

جو مخلوقات آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے ○ اے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا

ایمان والو کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ○ اللہ کے نزدیک بڑی ناپسند بات ہے جو کہو

مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا کَاَنَّهُمْ

اس کو کرو نہیں ○ بیشک اللہ تو ان کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ

بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَقَدْ

سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے ○ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ

تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ ۖ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۖ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی

تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں پس جب وہ پھر گئے تو اللہ نے ان کے دل پھیر دیئے اور اللہ نافرمان

الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝۵ وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ

لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ○ اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل بیشک میں

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ

اللہ کا تمہاری طرف رسول ہوں تورات جو مجھ سے پہلے ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں

مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۶

جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا پس جب وہ واضح دلیلیں لے کر ان کے پاس آگیا تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے ○

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ وَهُوَ یُدْعٰۤی اِلَی الْاِسْلَامِ ۖ وَاللّٰهُ

اور اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسلام کی طرف اسے بلایا جارہا ہو اور اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷﴾	يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ	وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ
ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا○	وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھادیں	اور اللہ اپنا نور پورا کر کے رہے گا
وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾	هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ	لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ
اگرچہ کافر برا مانیں○	وہی تو ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا	تا کہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے
كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۹﴾		
اگرچہ مشرک ناپسند کریں○		

ع

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

غزوۂ بدر کے بعد بعض مسلمان آپس میں کہنے لگے کہ اگر آئندہ کوئی جنگ ہوگئی تو ہم خوب جوان مردی و پامردی کا مظاہرہ کریں گے اور بہادری کے جوہر دکھائیں گے، لیکن غزوۂ احد میں وہ معیار قائم نہ رہ سکا۔ بعض مسلمان آپس میں یہ گفتگو کر رہے تھے کہ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر عمل کون سا ہے تو ہم پوری قوت کے ساتھ وہ عمل سرانجام دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا سورت کی ابتدائی آیات میں بتلا دیا کہ بلند بانگ دعوے کرنا اور پھر اس کے مطابق عمل نہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے اعمال سے بیزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پسندیدہ و محبوب ترین عمل بتلا ہی دیا کہ اس کے راستہ میں ایسا جہاد کیا جائے کہ صفیں سیسہ پلائی دیوار معلوم ہوتی ہوں، لیکن اب دیکھنا ہے کہ تم اس تمنا میں کس حد تک سچے ثابت ہوتے ہو؟ الغرض اللہ تعالیٰ نے ضابطہ بتلا دیا کہ ایک تو اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگنی چاہیے کہ انسان کسی آزمائش میں مبتلا ہی نہ ہو کیونکہ بعد از ابتلاء معلوم نہیں کہ اس کا نتیجہ مبتلا ہونے والے کے حق میں نکلتا ہے یا خلاف نکلتا ہے؟ دوسرا یہ ہے کہ بندہ کمزور ہے۔ کسی بھی موقع پر کوئی بلند بانگ دعویٰ نہ کرے۔ اللہ رب العزت کے سامنے اپنی عاجزی و بے کسی کا اظہار کرتا رہے۔ پھر اگر اسلام کی کوئی ایسی خدمت سامنے آجائے تو انسان پوری قوت سے وہ خدمت سرانجام دیتے ہوئے ہر فتنہ کی سرکوبی اور اسے کچلنے کے لیے تیار رہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ الخ

بنی اسرائیل نے بھی بڑے بڑے دعوے کیے تھے، لیکن جب قتال کا حکم ہوا تو انہوں نے اللہ کے نبی کے سامنے نہایت ہی بے باک ہو کر کہا تھا کہ آپ اور آپ کا رب جا کر دونوں لڑیں۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں، لہٰذا مذکورہ بالا واقعہ کی مناسبت سے بنی اسرائیل کا بھی ذکر فرما دیا۔

يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ أَحْمَدُ الخ

ویسے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیش گوئیاں سابقہ کتب میں موجود تھیں، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آپ کے زمانے سے قریب تر ہے، لہٰذا انہوں نے آپ کا نام بھی بتلا دیا۔ احمد صیغہ اسم تفضیل ہے یعنی سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والا اور کبھی اسم مفعول کے معنی میں ہوتا ہے یعنی بہت زیادہ تعریف کیا ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرات انبیاء میں سے جتنی مدح وثنا آپ کی ہوئی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی، اتنی مدح کسی کی نہیں ہوئی۔ آپ کے دادا خواجہ عبدالمطلب نے آپ کا نام نامی ''محمد'' تجویز کیا، حالانکہ اس وقت عربوں میں ایسے نام رکھنے کا رواج بھی نہ تھا۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے پوتے کے لیے ایک ایسا نام تجویز کیا ہے جو ہماری قوم کے عرف عام میں نہیں ہے۔ وہ کہنے لگے میں یہ چاہتا ہوں اس پوتے کی تعریف آسمان والے بھی کریں اور زمین والے بھی کریں۔ حضور کے چچا ابوطالب کے قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے۔

وشق لہ من اسمہ لیجلہ

فذو العرش محمود و ھذا محمد

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کا نام نامی اپنے ہی نام سے الگ کر کے منتخب کیا ہے تا کہ اس کی عزت ہو، لہٰذا عرش والے کا نام محمود ہے اور یہ محمد ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قرآن کریم میں دوسری جگہ آپ کا نام محمد آیا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ وما محمد الا رسول۔

دہقان قادیان مرزا قادیانی نے جہاں اپنے متعلق اور بہت سے دعوے کیے تھے، ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ میرے آنے سے قبل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور محمدیت تھا اور میرے آنے کے بعد حضرت کا دور احمدیت شروع ہو چکا ہے (العیاذ باللہ) اور میں ہی وہ احمد ہوں۔ یہ دعویٰ عقلی نقلی ہر لحاظ سے خرافات کی ذیل میں آتا ہے۔ اُس کے بیٹے نے ایک کتاب لکھ کر اُسے اس آیت کا مصداق بنانے کی کوشش کی، مگر ان لوگوں کے پاس سوائے لاف گزاف کے کوئی دلیل نہیں ہے۔

لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ الخ

نور سے مراد یا تو قرآن کریم ہے یا نور اسلام اور نورِ حق سے مراد خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس تاویل سے کم علم لوگ اپنے خیال کی حمایت میں غلط استدلال کرتے ہیں، لیکن وہ جس دعوے کو ثابت کرنا چاہتے ہیں اگر ذرا برابر دعویٰ و دلیل کے ضابطوں کے متعلق علم رکھتے تو یہ بات کبھی نہ کہتے، یہاں انبیاء کا نور کی نوع سے ہونا مراد نہیں، بلکہ نور ہونا مراد ہے۔ نور سے مراد یہ ہے کہ آپ وہ ذات ہیں جس سے کفر وشرک کے اندھیرے ختم ہو جاتے ہیں، لیکن ایسے نور کے اثبات سے انبیاء بشر ہونے یا بنی نوع انسان کی نوعیت سے الگ تھلگ نہیں ہوتے، بلکہ انسانیت کو تو انبیاء پر ہی فخر ہے۔ اگر حضرات انبیاء انسانوں ہی میں سے مبعوث نہ ہوتے تو انسانیت ادھوری

ہوتی۔ ایک روایت میں ہے کہ مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر چند دن وحی نہ آئی تو کعب بن اشرف یہودی نے دیگر یہودیوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ روشنی بجھادی ہے جو اُس پر آسمان سے اُترتی تھی، لہٰذا اب ان کی بات پوری نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر بتلا دیا کہ جیسے آفتاب و ماہتاب کی روشنی کو پھونکوں سے بجھایا نہیں جاسکتا، اسی طرح حضور کے لائے ہوئے حق کو تم مغلوب اور کمزور نہیں کر سکتے ہو۔

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ الخ

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اسلام کے بالمقابل کوئی اور مذہب بالکل نہیں رہے گا یا بے دینی بالکل ختم ہو جائے گی۔

در کارخانہ قدرت کفر ناگزیر است
دوزخ کرا سوزد گر بولہب نہ باشد

جس زمانہ میں بھی اسلام کا غلبہ ہو جائے، قرآن کی آیت سچی ثابت ہو جائے گی۔ بعض مفسرین کے ہاں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں تشریف لے آئیں گے تو وہ وقت مراد ہے۔ جیسا کہ سورۂ نساء میں گزر چکا ہے کہ اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس وقت ایمان نہ لائے گا۔ اگر کسی درخت، ٹیلے اور پتھر کے پیچھے کوئی کافر چھپا ہوا ہوگا تو وہ اس وقت آواز دیں گے کہ یہ کافر چھپا ہوا ہے۔ اس وقت صورت یہ ہوگی کہ یا تو وہ کلمہ پڑھ لے گا یا پھر اسے قتل کیا جائے گا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔

لینزلن ابن مریم حکماً وعدأ فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیة الخ

بلاشبہ حضرت (عیسیٰ) ابن مریم اُتریں گے عدل کے ساتھ فیصلے کریں گے۔ پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ

اے ایمان والو   کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں   جو تمہیں

مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿١٠﴾ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ

دردناک عذاب سے نجات دے○ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ   اور تم اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے

وَأَنْفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ

جہاد کرو   یہی تمہارے لئے بہتر ہے   اگر تم جانتے ہو   وہ تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دے گا   اور تمہیں

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ

بہشتوں میں داخل کریگا   جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی   اور پاکیزہ مکانوں میں ہمیشہ رہنے کے باغوں میں   یہ بڑی

الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ۖ نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾

کامیابی ہے○   اور دوسری بات جو تم پسند کرتے ہو   اللہ کی طرف سے مدد ہے   اور جلدی فتح   اور ایمان والوں کو خوشخبری دے دے○

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ

اے ایمان والو   اللہ کے مددگار ہو جاؤ   جیسا کہ   عیسیٰ ابن مریم نے   حواریوں سے کہا تھا کہ

أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ ۖ فَآمَنَتْ طَائِفَةٌ مِنْ

اللہ کی راہ میں میرا مددگار کون ہے   حواریوں نے کہا   ہم اللہ کے مددگار ہیں   پھر ایک گروہ بنی اسرائیل کا

بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَتْ طَائِفَةٌ ۖ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا

ایمان لایا   اور ایک گروہ کافر ہو گیا   پھر ہم نے ایمان داروں کو ان کے دشمنوں پر غالب کر دیا   پھر تو وہی غالب

ظَاهِرِينَ ﴿١٤﴾ ع

ہو کر رہے○

افاداتِ محمود:

وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا الخ

اس کا عطف تجارۃ پر ہے یعنی دوسری بات جو تمہیں بتلاتا ہوں جسے تم پسند کرتے ہو وہ فتح و نصرت خداوندی ہے۔ فتح سے مراد فتح مکہ ہے۔ تجارۃ جس تجارت کی ترغیب اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس سے جو مفہوم مراد ہے اس کی تفسیر خود اللہ تعالیٰ نے آگے بیان فرمائی ہے کہ ایمان باللہ والرسول اور جہاد فی سبیل اللہ بالاموال والانفس، لہٰذا جو

چیز ایمان میں رکاوٹ بنے اور جو جہاد میں رکاوٹ بنے وہ تمام موانع دور ہونے چاہئیں۔ حضرت عثمان بن مظعون نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ وہ اپنی بیوی خولہ کو طلاق دے دیں، گوشت اپنے اوپر حرام کرلیں اور اپنے آپ کو راہب بنالیں۔ رات کو بالکل نہ سوئیں۔ قیام اللیل کرتے رہیں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھیں۔ بعض روایات میں ہے کہ خصی ہونے کی بھی اجازت چاہی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی حکیمانہ جواب مرحمت فرمایا کہ اول تو نکاح کرنے کی کوشش وسعی کرنی چاہیے۔ کیونکہ نکاح کرنے سے آدھا ایمان محفوظ ہو جاتا ہے اور اگر نکاح کی استطاعت نہ ہو تو روزے رکھے جائیں۔ ''فانہ وجاء'' یعنی روزہ کی برکت سے انسان نفسی خواہشات کی بھڑکاؤ کو کم کرسکتا ہے اور خصی ہونے کی بجائے اسلام نے یہی طریقہ بتلایا ہے اور فرمایا ''**ولا رھبانیة فی الاسلام ورھبانیة امتی الجھاد فی سبیل اللہ**'' یعنی اسلام میں رہبانیت (رائج فی اہل الکتاب) کی گنجائش نہیں ہے۔ میری امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے لیے حلال کردی ہیں، ان کو حرام مت گردانو اور میری سنت یہ ہے کہ میں سوتا بھی ہوں اور رات کا قیام بھی کرلیتا ہوں۔ روزہ بھی رکھتا ہوں اور بغیر روزے کے بھی رہتا ہوں، لہٰذا جس نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ یعنی مذکورہ امور واعمال جہاد سے روکنے والے تھے کیونکہ کمزور اور ناتواں شخص کے لیے جہاد مشکل ہے اور جہاد خیر الاعمال ہے۔ لہٰذا حضورؐ نے حضرت عثمان کو ایسے اعمال سے منع فرمایا واللہ اعلم

آیاتها ۱۱ ﴿ ۶۲ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۰ ﴾ رکوعاتها ۲

آیتیں ۱۱ سورت جمعہ مدنی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۱

جو مخلوقات آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے وہ بادشاہ پاک ذات غالب حکمت والا ہے ۝

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲ وَّاٰخَرِيْنَ

اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور بیشک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے ۝ اور

مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۳ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

دوسروں کے لئے بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے اور وہ زبردست حکمت والا ہے ۝ یہ اللہ کا فضل ہے جسے

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۴ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ

چاہے دے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے ۝ ان لوگوں کی مثال جنہیں تورات اٹھوائی گئی

ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ

پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا گدھے کی سی مثال ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے ان لوگوں کی بہت بری مثال ہے جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ۝ کہہ دو اے لوگو جو

هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ

یہودی ہو اگر تم خیال کرتے ہو کہ تم ہی اللہ کے دوست ہو سوائے دوسرے لوگوں کے تو موت کی آرزو کرو اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۶ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ

تم سچے ہو ۝ اور وہ لوگ اس کی کبھی بھی تمنا نہ کریں گے بسبب ان (عملوں) کے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے اور اللہ

عَلِيمٌۢ بِالظّٰلِمِينَ ۝٧ قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلٰقِيكُمْ

ظالموں کو خوب جانتا ہے○ کہہ دو بیشک وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو سو وہ تو ضرور تمہیں ملنے والی ہے

ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٨ ع

پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو ہر چھپی اور کھلی بات کا جاننے والا ہے پھر وہ تمہیں بتائے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے○

افاداتِ محمود:

اسلام سے قبل جہالت کے زمانہ میں جمعہ کو یوم العروبہ کہا جاتا تھا۔ اسلام کے بعد اس کا نام یوم الجمعۃ رکھا گیا کیونکہ اس میں لوگ جمع ہوتے ہیں۔

جمعہ کے فضائل

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص غسل کر کے جمعہ کی نماز کو چلے تو ایک قدم پر ۲۰ بیس نیکیاں ملتی ہیں اور جب واپس ہوتا ہے تو اس کو دو سو سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

(۲) ایک روایت میں ہے کہ ایک ایک قدم پر ایک سال کے قیام اور ایک سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ (الترغیب)

(۳) مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام دنوں سے افضل دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے، کیونکہ اسی دن حضرت آدم کی تخلیق ہوئی تھی۔ اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے تھے اور اسی دن جنت سے باہر کیے گئے اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔

(۴) مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ہم سب سے آخر میں آنے والے ہیں اور جنت میں داخل ہوتے وقت سب سے پہلے ہوں گے۔ البتہ اتنی بات ہے کہ تمام امتوں کو ہم سے پہلے کتابیں دی گئیں اور ہم کو کتاب سب سے بعد میں ملی ہے اور جمعہ کے دن میں یہود کل ہمارے پیروکار ہوں گے اور نصاریٰ پرسوں۔ چونکہ حضورؐ نے یہ ارشاد جمعہ کے دن فرمایا تو مقصد یہ ہوا کہ ہم آج جمعہ کو عبادت کا اہتمام کر رہے ہیں، یہودی آئندہ کل بروز ہفتہ اہتمام کریں گے اور نصاریٰ پرسوں بروزِ اتوار اہتمام کریں گے۔

(۵) مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن کے انتخاب سے یہود و نصاریٰ کو غافل کیے رکھا۔ پس یہود نے عبادت کے لیے ہفتے

کا اور نصاریٰ نے اتوار کا دن منتخب کیا، لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ نے جمعہ کو منتخب کرنے کی ہدایت و توفیق نصیب فرمائی۔ اس معاملہ میں یہود و نصاریٰ ہمارے تابع ہیں۔

(۶) ایک روایت میں ہے کہ فرشتے جمعہ کے دن رجسٹر لے کر مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں ہر آنے والے کے نام و اوقات لکھتے رہتے ہیں۔ پہلی گھڑی میں آنے والا ایسا ہے جیسا کہ گویا کوئی اونٹ کو قربان کرے اور دوسری گھڑی میں آنے والا ایسا ہے، گویا وہ گائے کو قربان کر رہا ہے اور اس کے بعد آنے والا گویا مینڈھے کی قربانی کر رہا ہے اور اس کے بعد آنے والا گویا مرغی کو قربان کر رہا ہے اور اس کے بعد آنے والا گویا انڈا قربان کر رہا ہے اور جب امام منبر پر خطبہ کے لیے آتا ہے تو فرشتے رجسٹر بند کر دیتے ہیں۔

(۷) ایک روایت میں ہے کہ جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگی جائے تو قبول ہو جاتی ہے۔

(۸) جب کوئی شخص جمعہ کی نماز میں یوں شریک ہو کہ وضو کر کے آیا ہو۔ پھر خاموشی سے خطبہ سنا ہو تو دونوں جمعوں کے درمیان کے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود شریف بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

(۱۰) ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی شخص جمعہ میں تاخیر سے آتا ہے تو فرشتے ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ فلاں شخص کو کس چیز نے روکا؟ پھر دعاء کرتے ہیں۔ اے اللہ اگر یہ شخص گمراہ ہے تو اسے ہدایت نصیب فرما اور اگر بیمار ہے تو اسے صحت و تندرستی کی نعمت سے مالا مال فرما اور اگر غریب ہے تو اسے غنی و مالدار فرما۔ (صحیح ابن خزیمۃ)

یہ تمام روایتیں تفسیر ابن کثیر اور الترغیب والترھیب سے نقل کی گئی ہیں۔

جمعہ کے دن تعطیل کا مسئلہ

قرآن کریم کے الفاظ ''وذرو البیع'' اور ''فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ'' سے تو یہی مترشح ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن بازار کھلے رکھے جائیں اور خرید و فروخت ہونی چاہیے۔ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے بعد خرید و فروخت کو زیادہ باعث برکت بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے بعد جو خرید و فروخت کرے گا اُسے ستر گنا زیادہ نفع ہوگا، (ابن کثیر) لہٰذا جمعہ کے دن چھٹی کرنا کوئی شرعی حکم نہیں ہے، نہ بنفسہٖ کوئی عبادت ہے۔ اب رہی یہ بات کہ علماء کرام پھر جمعہ کے دن چھٹی پر کیوں زور دیتے ہیں؟

سو اس کی وجہ اتوار کا تقابل ہے نہ کہ جمعہ کے دن چھٹی کا مشروع و محکوم بہ ہونا، یعنی شرعاً جمعہ کے دن کی چھٹی تو مطلوب نہیں ہے، لیکن اگر آپ لوگوں نے چھٹی کرنی ہی ہے تو پھر اتوار کی بجائے جمعہ کے دن چھٹی کرو تا کہ لوگوں کے ذہنوں سے اتوار کا تقدس نکل جائے اور جمعہ کا احترام واہتمام دلوں میں جاگزیں ہو۔ اتوار کے دن چھٹی کی وجہ سے آپ غیر کی مشابہت کے بوجھ سے آزاد رہیں گے۔ مدارس میں بھی تعطیل عموماً جمعہ کے دن ہی ہوتی ہے۔ یہ اس وجہ سے نہیں کہ جمعہ کے دن کی چھٹی کا حکم ہے، بلکہ اس وجہ سے کہ طلباء کپڑے وغیرہ دھوتے ہیں۔ اساتذہ بھی خطابت وغیرہ کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ الخ

اُمّی یعنی ان پڑھ، جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو اور انسانوں سے تعلیم نہ پائی ہو، اُمی میں ''یا'' نسبت کے لیے ہے۔ جیسے بخارا کی طرف نسبت کرنے کے لیے بخاری، لاہور کی طرف نسبت کرنے کے لیے لاہوری، اُمی کا لفظی معنی ہے ماں والا، منسوب الی الام یعنی اس شخص کو جسے ماں نے جنا تھا، یہ اسی طرح ہے۔ اس میں کوئی تعلیمی تبدیلی نہیں آئی۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز تھا کہ اُمی ہونے کے باوجود آپ نے علوم ومعارف کے وہ دریا بہائے جو ''الفضل ما شهدت به الاعداء'' کا مصداق اتم واکمل ہے۔ یہاں بظاہر یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ اُمّی ہونا تو کوئی تعریفی جملہ نہیں ہے تو پھر آپ کا تذکرہ اس شان سے کیوں کیا گیا؟

اس کے متعدد جوابات ہیں۔ بظاہر تو یہ لقب اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ اگر کسی سے کہا جائے کہ تم اُمی ہو اور وہ اس کا مفہوم سمجھتا ہو تو ناراض ہو جائے گا، لیکن کتب سابقہ میں آپ کا لقب یہی لکھا ہوا تھا، لہٰذا اس پیش گوئی کے مطابق آپ کو اس لقب سے یاد کیا جاتا ہے تا کہ حکایت ومحکی عنہ میں اتفاق ہو۔

(۲) جب نبی اور قوم کی حالت ایک جیسی ہو (لکھنا پڑھنا نہ جاننے کے اعتبار سے) تو پھر بات قبول کرنے میں قوم کو زیادہ دقت محسوس نہیں ہوگی (۳) آپ کا اُمی ہونا اسلام کی حقانیت کی دلیل وبرہان ہے۔ کیونکہ کسی اُمی کو جب منصب رسالت پر فائز نہ کیا گیا، نصرت خداوندی وتائید غیبی شامل حال نہ ہو تو وہ دنیا کے سامنے ایسا محیر العقول والفحول نظام کب پیش کرسکتا ہے جس کو اپنا کر جہلائے عرب میں سے کوئی صدیقؓ بنا، کوئی فاروقؓ، کوئی سید الشہداءؓ بنا اور کسی کو زبان نبوت سے ''فداک ابی و امی'' یعنی میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں کا مژدہ سنایا جا رہا ہے۔ لہٰذا آپ کا اُمی ہونا کمالِ اعجاز ہے اور دوسروں کا اُمی ہونا عیب ہے۔

وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ الخ

صحیح بخاری ومسلم کے مطابق جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ واخرین کا مصداق کون لوگ ہیں۔ اتفاق سے آپ کے ہاں حضرت سلمان فارسیؓ تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے حضرت سلمانؓ کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس کی قوم مراد ہے۔ مزید فرمایا ''لو كان الدين عند الثريا لكان يحصل رجال من

الفارس یعنی اگر دین ثریا ستارہ کے پاس بھی (دور) ہوگا تو کچھ فارسی لوگ اسے حاصل کرلیں گے۔ علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ اس ارشاد کا مظہر امام اعظم امام ابوحنیفہؒ ہیں۔ اُن کا علمی شغف اور رسوخ فی العلم سوائے چند لوگوں کے تمام امت تسلیم کرتی ہے۔ آج کل کے جہلاء امام کے علم حدیث، علم فقہ اور علم کلام کی گرد کو بھی نہیں چھو سکتے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

حضرات مہاجرینؓ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے تو انصار مدینہ میں سے بعض حضرات صاحب استطاعت واہل ثروت تھے۔ وہ نماز روزہ وغیرہ عبادات کے ساتھ صدقہ خیرات کیا کرتے تھے۔ مہاجرین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یہ انصار دیگر اعمال تو ہم جیسے کرتے ہیں، لیکن یہ صدقہ خیرات بھی کرتے ہیں اور ہمارے پاس صدقہ کرنے کے لیے کچھ ہے نہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمھیں ایسا عمل نہ بتلاؤں جس کے ذریعے تم پہلوں کو بھی پاؤ گے اور بعد والوں سے بھی سبقت لے جاؤ گے اور تم سے افضل کوئی عمل کرنے والا نہ ہوگا الا یہ کہ وہ تم جیسا عمل کرے۔ حضرات مہاجرین نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ ضرور بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا ہر نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمدللہ ۳۳،۳۳ اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ لیا کرو، جب انصار کو معلوم ہوا تو انہوں نے دیگر اعمال کے ساتھ ساتھ یہ عمل بھی شروع کرلیا تو مہاجرین نے پھر حضورؐ سے کہا کہ اب انصار ہمارے ساتھ یہ عمل بھی کرنے لگے ہیں تو آپؐ نے فرمایا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ یہ سِفْرٌ کی جمع ہے۔ امام راغب المفردات میں رقم طراز ہیں۔

وَالسِّفْر الکتاب الذی یسفر عن الحقائق یعنی سفر اس کتاب کو کہا جاتا ہے جو حقائق و معارف کو خوب کھول کھول بیان کردے۔ اسی سے کتاب ''شرح سِفْر السعادۃ '' (بکسر السین) عام طور پر لوگ شرح سَفَرُ السعادۃ کہتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ الخ

ہر جاندار کا آخری فیصلہ موت پر ہی ہے۔ موت سے فرار اور مخلص کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ طبرانی میں مرفوع روایت ہے کہ موت سے بھاگنے والے کی مثال اس لومڑی کی سی ہے جس سے زمین قرض کا مطالبہ کر رہی ہو اور وہ بھاگ رہی ہو۔ آخر کب تک لومڑی بھاگے گی۔ تھک کر کسی جگہ کھڑی ہوگئی تو زمین نے پھر اس سے اپنے دَین یعنی قرض کا مطالبہ کردیا یعنی لومڑی زمین پر جس قدر بھی چلے بھاگے دوڑے، لیکن رہے گی تو زمین ہی پر۔ زمین سے باہر تو نکل نہیں سکتی۔ اسی طرح موت سے بھاگنے والا انسان اپنے ظن و گمان کے مطابق تو بھاگتا ہوگا، لیکن آخر کہاں اور کب تک بھاگے گا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ
اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو ذکر الٰہی کی
اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ
طرف لپکو اور خرید وفروخت چھوڑ دو تمہارے لئے یہی بات بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو○ پس جب نماز
الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ
ادا ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو
كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَۨا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا
تا کہ تم فلاح پاؤ○ اور جب وہ لوگ تجارت یا تماشہ دیکھتے ہیں تو اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں
وَتَرَكُوْكَ قَاۗىِٕمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ
اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں کہہ دو جو اللہ کے پاس ہے وہ تماشہ اور تجارت سے کہیں بہتر ہے اور اللہ
خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ (ع۲)
بہتر روزی دینے والا ہے○

افاداتِ محمود:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ الخ

ذکر اللہ سے مراد خطبہ ہے۔

شرائط جمعہ

جمعہ کی نماز فرض ہے۔ (۱) آزاد پر نہ کہ غلام پر (۲) مقیم پر نہ کہ مسافر پر (۳) مرد پر نہ کہ عورت پر (۴) صحیح و تندرست پر نہ کہ بیمار پر۔ یہ مذکورہ بالا شرائط شرائط وجوب ہیں، اور شرائط اداء میں سے شہر کا ہونا، پھر سلطان یا نائب سلطان کا ہونا اور قاضی کا ہونا کہ احکام نافذ کرتا رہے۔ فَاسْعَوْا جہاں بھی لفظ ''سعی'' آیا ہے خواتین اس سے مستثنیٰ ہوتی ہیں۔ سعی الی الجمعہ سے بھی عورتیں مستثنیٰ ہیں۔ جیسا کہ **سعی بین المیلین الاخضرین** سے عورتیں مستثنیٰ ہیں اور رمل سے بھی۔

تعریفات مصر میں اختلاف کی وجہ اور تعریفاتِ مختلفہ میں تطبیق

مصر کی متعدد تعریفیں کی گئی ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔

(۱) **المصر موضع له امیر او قاضی ینفذ الاحکام** یعنی مصر وہ ہے جس کا کوئی امیر یا قاضی ہو جو احکام کو نافذ کرتا ہو۔

(۲) مصر وہ ہے جہاں سب سے بڑی مسجد میں بھی وہاں کے سارے لوگ نہ آ سکیں۔

(۳) **مافیه اسواق و سکک** یعنی جہاں بازار اور گلیاں کوچے ہوں۔

(۴) **الذی یولد فیه المولود کل یوم** یعنی جہاں روزانہ ایک بچہ پیدا ہوتا ہو۔

(۵) **موضع یموت فیه احد کل یوم** یعنی جہاں روزانہ کوئی نہ کوئی مرتا ہو۔

(۶) **فیه اهل الصنائع و اهل الحرف** یعنی جہاں مختلف صنعت کار اور مختلف پیشوں والے لوگ ہوں۔

حضرت علیؓ کی اس روایت ''**لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع**'' کے مطابق مصر ادائے جمعہ کے لیے شرط ہے، نہ کہ وجوب جمعہ کے لیے۔ جیسا کہ پیچھے بتلایا جا چکا ہے، لہٰذا قریہ میں جمعہ جائز نہیں ہے۔ یہی امام اعظمؒ کا مسلک ہے، لیکن افسوس کہ آج ہم لوگوں نے امام اعظمؒ کا مسلک ترک کر دیا ہے۔ اسی طرح امام اعظمؒ کے ہاں ہر شہر میں بلاضرورت تعدد جمعہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کی قوت وشوکت، اتفاق واتحاد کا مظہر ہے۔ کم سے کم مقامات میں نماز جمعہ ادا کرنے سے ہی یہ باتیں نمایاں ہو سکتی ہیں، ورنہ اگر ہر جگہ اور ہر مسجد میں نماز جمعہ ادا کی جائے گی تو ان چھوٹی چھوٹی جگہوں اور چند آدمیوں کو دیکھنے سے وہ منظر نظر نہیں آئے گا جو نظر آنا چاہیے۔ البتہ ضرورت کے وقت امام صاحب بھی تعدد کی اجازت دیتے ہیں جیسا کہ انہوں نے بغداد کی مثال دی ہے کہ وسط شہر میں دجلہ ہے لہٰذا وہاں دونوں اطراف میں جمعہ جائز ہے۔ اسی طرح امام محمدؒ نے تعدد جمعہ کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، لیکن امام محمدؒ کے حاشیہ خیال میں بھی یہ تعدد نہ ہوگا جس کا آج ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ بالکل چھوٹی مساجد میں جبکہ وہ جامع مساجد کے قریب بھی ہوتی ہیں۔ جمعہ کی نماز پڑھائی جاتی ہے اور بڑی مسجدیں خالی پڑی رہتی ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ مصر کی تو مختلف تعریفیں ہیں۔ کس پر عمل کیا جائے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ مصر اور قریہ کا اصل دارومدار عرف پر ہے جو عرفاً مصر ہے۔ وہ مصر شمار ہوگا اور جو عرفاً قریہ ہے وہ قریہ شمار ہوگا۔ ورنہ بعض تعریفات کی رو سے تو کراچی اور لاہور بھی قریہ بن جائیں گے۔ اب چونکہ سستی وکاہلی کا زمانہ ہے اس لیے لوگوں کو سہولتیں دینی چاہئیں تاکہ فرض کے تارک نہ بنیں۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''**یسروا ولا تعسروا بشروا ولا تنفروا**'' یعنی لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرو مشکلات پیدا نہ کرو اور لوگوں کو خوش خبریاں سناؤ

نفرتیں مت دلاؤ۔ اسی طرح بانی مسجد قاضی پر مقدم ہے کیونکہ بانی مسجد کو ولایت خاصہ اور قاضی کو ولایت عامہ حاصل ہے اور ولایت خاصہ مقدم ہوتی ہے ولایت عامہ پر (کذافی الشامی) اور مصر کی تعریف میں جو مختلف النوع یا مختلف الحقیقت باتیں کہی گئیں ہیں، ان کو آپ منطقی تعریف نہ سمجھیں کہ **جامع للافراد اور مانع ہو عن دخول المغیر** بلکہ یہ جو کچھ تعریفات میں فرمایا گیا ہے یہ مصر کی علامتیں ہیں اور علامت کے لیے تخلف جائز ہے۔ جیسا کہ کوئی آپ سے مسجد کی تعریف پوچھے۔ آپ جواب میں کہیں کہ جس کے مینار ہوں جس کا محراب ہو، لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسی مسجد بنائی گئی ہو جس کے مینار و محراب نہ ہوں۔ تو کیا وہ مسجد نہیں کہلائے گی؟ یقیناً وہ بھی مسجد ہے۔ اب یہاں پاکستان میں سوائے چند جگہوں کے اور کہیں جمعہ کی نماز جائز نہیں ہے، لیکن جو لمبی لمبی تقریریں کرنے والے لوگ ہیں وہ نہ تو اس موضوع پر سوچتے ہیں اور نہ ہی تحقیق کرتے ہیں، بلکہ پر تکلف خطبات اور لفاظی کے کمزور سہاروں کا سہارا لے کر یہ بلند و بانگ دعوے کرتے ہیں کہ ''ہمچو ما دیگرے نیست''۔ بہت سے مقامات میں نماز جمعہ تو نہیں پڑھاتے کہ شرائط مفقود ہیں، لیکن وہی حضرات عیدین کی نمازیں پڑھاتے ہیں تاکہ صدقۃ الفطر اور کھالوں سے مستفید ہوسکیں۔ حالانکہ جب شرائط کے مفقود ہونے سے جمعہ جائز نہیں ہے تو عیدین کہاں جائز ہوں گی؟ **فالی اللہ اشتکی لعلہ یحدث بعد ذالک امرا**

احتیاطاً نماز ظہر پڑھنے کا مسئلہ اور اسباب

جیسا کہ سابق تفصیل سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ ایک تو امام اعظمؒ کے ہاں بلاضرورت شدیدہ تعدد جمعہ جائز نہیں ہے اور دوسری یہ ہے کہ مصر، جو ادائے جمعہ کے لیے شرط ہے، کی تعریف میں بڑا اختلاف ہے۔ لہٰذا ان دونوں کی روشنی میں بطور فرع احتیاطاً جمعہ کے بعد ظہر کی نماز پڑھنے کا مسئلہ سامنے آتا ہے۔ احتیاطاً ظہر کی نماز بعد از جمعہ دو وجوہ سے پڑھی جاسکتی ہے۔ (۱) ایک تو اس صورت میں کہ بلاضرورت شدیدہ متعدد مقامات میں نماز جمعہ ادا کی جارہی ہو ''**فوقع الشک فی اداء الجمعۃ عند ابی حنیفۃ**'' یعنی مذکورہ صورت میں امام اعظمؒ کے مذہب کے مطابق ادائے جمعہ و تعدد میں شک واقع ہوا ہے، لہٰذا رفع شک کے لیے احتیاطاً ظہر کی نماز پڑھنی چاہیے۔ (۲) جہاں چھوٹا سا شہر یا قصبہ ہو اور بعض وجوہات کی بنا پر شہر معلوم ہوتا ہو، لیکن بعض دیگر وجوہات کے باعث قریہ معلوم ہوتا ہو، وہاں نماز جمعہ ادا کی گئی تو جیسے اس جگہ کے مصر ہونے میں تردد ہے، اسی طرح نماز جمعہ کے ادا ہونے اور نہ ہونے میں تردد ہے، لہٰذا احتیاطاً جمعہ کے دن بھی نماز ظہر پڑھنی چاہیے۔

مجتہدین اُمت کا فیصلہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں احتیاطاً ظہر کی نماز ایک تو خواص پڑھیں گے۔ جن کا عقیدہ و نظریہ فاسد ہونے کا کوئی اندیشہ نہ ہو اور دوسرا یہ ہے کہ ظہر کی نماز کو گھر میں یا مسجد میں سراً وخفیۃً پڑھیں گے۔ عام لوگوں پر یہ بات آشکارا نہیں کریں گے۔ کیونکہ تجربہ گواہ ہے کہ جب جاہل لوگوں کے سامنے اس طرح کی کوئی بات آئی ہے تو وہ اس باریکی کی تہہ تک تو پہنچ نہیں سکتے، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ نماز جمعہ یہاں فرض ہی نہیں ہے

اور پھر بہت سے علم کے تہی دست جمعہ پڑھنا ہی چھوڑ جاتے ہیں کہ جب جمعہ کے بعد ظہر ہی پڑھنی ہے تو جمعہ پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ لہٰذا عام لوگوں کو احتیاطاً ظہر پڑھنے کی تلقین نہ کی جائے تاکہ وہ شوق سے حسن اعتقاد کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کریں اور کاہلی وسستی کے مرتکب نہ ہوں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے (شامی، بحرالرائق، فتح القدیر)

اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ الخ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اذان اس وقت ہوتی تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم، یا جو بھی امام ہوتے تھے، منبر پر بیٹھ جاتے تھے۔ ان کے سامنے اذان دی جاتی تھی۔ یہ اذان اول تھی اور بعض روایات میں چونکہ اقامت کو بھی اذان کہا گیا ہے، لہٰذا یہ اذان ثانی کہلاتی تھی۔ پھر اسی طرح ایک ہی اذان حضرت صدیق اکبرؓ پھر فاروق اعظمؓ کے دور میں ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں مدینہ منورہ کی آبادی بڑھ گئی اور اذان اول (قبل الخطبۃ) کے بعد جمعہ کے لیے اہتمام سے تیاری ممکن نہ رہی تو حضرت عثمانؓ نے ایک اور اذان کا اضافہ کر دیا جو مطلق تعداد کے اعتبار سے اذان ثالث اور وقوع کے اعتبار سے اذان اول ہے تاکہ لوگ آسانی سے تیاری کر سکیں۔ بعض لوگوں نے اس اذان ثالث کو بدعت حسنہ کہا ہے، لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین** الخ تم پر میری اور میرے خلفا راشدین کی سنت لازم ہے، لہٰذا یہ اذان بھی سنت ہی کہلائے گی اور حرمت بیع کا تعلق بھی اب اسی اذان سے ہوگا۔ یعنی اذان اول کے بعد تا اختتام نمازِ جمعہ خرید وفروخت جائز نہ ہوگی۔

جمعہ کی نماز زوال سے پہلے پڑھنا

حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ فرماتے ہیں کہ "**لا نقیل ولا نتغدی الا بعد الجمعۃ**" یعنی ہمارا قیلولہ اور صبح کا کھانا جمعہ کے بعد ہوتے تھے۔ (۲) اور حضرت سلمہ بن اکوعؓ کی روایت میں ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ پڑھ لیتے تھے اور جب فارغ ہوتے تو دیواروں کا سایہ نہیں ہوتا تھا۔ ان دونوں روایات کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کی نماز زوال سے قبل ہوتی تھی کیونکہ "**تغدی**" صبح کے ناشتہ کو لغت میں کہا جاتا ہے اور قیلولہ بھی عموماً دوپہر کے وقت ظہر کی نماز سے قبل ہی کیا جاتا ہے۔ لہٰذا امام احمد بن حنبلؒ کا یہی مسلک ہے کہ نماز جمعہ قبل الزوال جائز ہے، لیکن امام اعظم ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ اور جمہور اہل سنت والجماعت کا یہ مسلک ہے کہ جمعہ قبل الزوال جائز نہیں اور نہ ہی کسی روایت میں جمعہ قبل الزوال کی تصریح موجود ہے، بلکہ ظہر کی نماز کی طرح زوال کے بعد ہی نماز جمعہ ادا کی جائے گی۔ کیونکہ اوقات کی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ کو بھیجا اور دو دن تک انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (۱۰) دس نمازوں کی امامت کرائی تاکہ آپ کو اچھی طرح اوقات کا

علم ہو جائے اور کسی دن کوئی نماز وقت سے پہلے یا وقت کے بعد نہیں پڑھائی، بلکہ اوقات کے اندر ہی تمام نمازیں پڑھائیں اور پھر فرمایا آپ کے لیے اور آپ کی امت کے لیے یہ نمازوں کے اوقات ہیں۔

رہیں مذکورہ بالا دونوں حدیثیں، سوان کا جواب (لف ونشر مرتب کے طریق پر) یہ ہے کہ حدیث میں جمعہ کے بعد والے کھانے پر جو تغدی کا اطلاق کیا گیا ہے یہ مجازاً ہے کیونکہ اصل لغت میں تغدی ناشتہ کے کھانے کو کہا جاتا ہے لیکن بہت سے صحابہ کرامؓ پہلی ساعت میں جمعہ کے لیے چلے جاتے تھے۔ جیسا کہ حدیث میں اس کی فضیلت بیان ہو چکی ہے۔ وہ صبح والا کھانا جمعہ کے بعد کھاتے تھے۔ جیسا کہ آج بھی عرف عام میں ہے کہ بھائی آج مجھ کو اتنی مصروفیت رہی کہ صبح کا یا دوپہر کا کھانا چار بجے کھایا۔ حالانکہ چار بجے تو کسی بھی صورت میں وہ صبح کا کھانا نہیں ہے، لیکن مجازاً کہہ دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ حضورؐ سحری کا کھانا تناول فرما رہے تھے تو آپؐ نے ایک صحابیؓ سے فرمایا ھلم الی الغداء المبارک آیئے مبارک و بابرکت کھانا کھایئے۔ یہاں سحری کے کھانے کو غداء کہا گیا ہے۔

اسی طرح اصطلاحی قیلولہ تو عین دوپہر کے وقت ہوتا ہے، لیکن مسجد میں بہت جلد جانے کی وجہ سے جن حضرات کو آرام کا موقع نہ ملتا تھا وہ جمعہ کے بعد آرام کرتے تھے۔ اسے بھی مجازاً قیلولہ کہا گیا ہے۔ اسی طرح جس روایت میں ہے کہ نماز جمعہ کے بعد بھی دیواروں کا سایہ نہیں ہوتا تھا اس میں آگے "نستظل بہ" کے الفاظ ہیں یعنی اتنا زیادہ سایہ نہیں ہوتا تھا جس سے ہم متمتع ہوں مطلق سایہ کی نفی نہیں ہے۔

عید و جمعہ کا ایک دن میں جمع ہونا

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا مسلک یہ ہے کہ اگر اتفاق سے جمعہ کے دن عید ہو تو صرف عید کی نماز پڑھائی جائے گی کیونکہ بعض احادیث سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز سال میں ایک بار پڑھی جاتی ہے۔ جبکہ نماز جمعہ ہر ہفتہ میں پڑھی جاتی ہے، لیکن احناف کے ہاں جمعہ کے دن عید ہونے کی صورت میں نماز عید بھی پڑھائی جائے گی اور نمازِ جمعہ بھی۔ احناف کا مستدل مسلم شریف کی حدیث ہے کہ جس کے راوی حضرت نعمان بن بشیرؓ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ اور عیدین کی پہلی رکعت میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝" اور دوسری رکعت میں "هَلْ أَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝" پڑھا کرتے تھے اور اگر کسی دن دونوں نمازیں (جمعہ اور عید) جمع ہو جائیں تو آپ دونوں نمازوں میں یہی دو سورتیں تلاوت فرماتے تھے۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن عید ہونے کی صورت میں جمعہ اور عید دونوں پڑھاتے تھے۔

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا الخ

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ دے رہے تھے کہ حضرت دحیہ کلبیؓ، جن کی شکل میں حضرت

جبریلؑ آیا کرتے تھے، باہر سے کچھ اناج اور اشیائے ضرورت لے کر آ گئے تو اکثر لوگ خطبہ چھوڑ کر چلے گئے تا کہ اناج وغیرہ میں سے حصہ لے سکیں۔ شاید بعد میں نہ مل سکے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف ۱۲ نفوس رہ گئے۔ جن میں حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ بھی موجود تھے۔ یاد رہے کہ یہ اس زمانے کی بات ہے جب نماز جمعہ خطبہ سے پہلے ہوتی تھی اور خطبہ بعد میں ہوتا تھا (ابن کثیر)۔ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت نازل فرما کر تنبیہ فرمائی کہ اللہ کے رسول خطبہ دے رہے ہوں تو ان کو چھوڑ کر دنیا کے ساز و سامان کی طلب میں جانا کسی طرح درست نہیں۔ گویا یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ تم محمد عربیؐ کی غلامی میں بھوک، پیاس اور ثروت کے باوجود افلاس کی زندگیاں گزار رہے ہو۔ اندریں حالات فی نفسہ یہ بات اگرچہ بعید نہ تھی، لیکن تمھاری شان رفیع کے یقیناً منافی تھی کہ وہاں ظاہری مال و متاع کا مسئلہ تھا اور نبیؐ کی مجلس مقدس میں ہوتے ہوئے ایمان و اعمال کی فراوانی اور فلاح دنیوی و اخروی کا سامان تھا۔ ''بہ بیں تفاوتِ راکجا است تا بہ کجا''

مذکورہ روایت سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ ابتداء میں جمعہ کی نماز پہلے اور خطبہ بعد میں ہوتا تھا، لیکن اس واقعہ کے بعد آپؐ نے خطبہ نماز پر مقدم فرما دیا اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آپؐ خطبہ کھڑے ہو کر دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ '' وَتَرَكُوكَ قَآئِمًا '' کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت کعب بن عجرہؓ مسجد میں داخل ہو گئے تو ایک صاحب بیٹھ کر خطبہ دے رہے تھے۔ حضرت کعبؓ نے فرمایا اُنظروا الی ھذا الخبیث یعنی اس خبیث کو دیکھو کہ یہ بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے، جبکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ (۳) ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ دوران خطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں مبارک سرخ ہو جاتی تھیں اور جلالی کیفیت آپ پر طاری ہوتی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمانؓ جب منبر پر خطبہ دینے لگے تو شدت حیاء کی وجہ سے جھجک رہے تھے، لیکن آج کے مقررین و خطباء میں وصف حیاء نہیں ہے جس کی وجہ سے عجیب وغریب انداز سے تقریر کیا کرتے ہیں۔ ان کا عجیب سٹائل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بھی صفت حیا نصیب فرمائے۔ آمین

(۶۳) سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۴)

آیتیں ۱۱ سورۃ منافقون مدنی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ

جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک

لَرَسُوْلُهٗ ۗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ① اِتَّخَذُوْا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق جھوٹے ہیں○ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ إِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ② ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ

پھر (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں بیشک کیسا برا کام ہے جو وہ کر رہے ہیں○ یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر

كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ③ وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ

منکر ہو گئے پس ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی پس وہ نہیں سمجھتے○ اور جب آپ ان کو دیکھیں تو آپ کو ان کے ڈیل ڈول اچھے لگیں

وَإِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ

اور اگر وہ بات کریں تو آپ ان کی بات سن لیں گویا کہ وہ دیوار سے لگی ہوئی لکڑیاں ہیں وہ ہر آواز کو اپنے ہی اوپر خیال

عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۖ أَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ④ وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ

کرتے ہیں وہی دشمن ہیں پس ان سے ہوشیار رہیے اللہ انہیں غارت کرے کہاں وہ بہکے جا رہے ہیں○ اور جب ان سے کہا جائے کہ

تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ

آؤ تمہارے لئے رسول اللہ مغفرت طلب کریں تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ رکتے ہیں ایسے حال میں کہ وہ

مُّسْتَكْبِرُوْنَ ⑤ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۗ لَنْ

تکبر کرنے والے ہیں○ برابر ہے خواہ آپ ان کے لئے معافی مانگیں یا نہ مانگیں اللہ

يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑥ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا

انہیں ہرگز نہیں بخشے گا بیشک اللہ بدکار قوم کو ہدایت نہیں کرتا○ یہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ

تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ
ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں یہاںتک کہ وہ تتر بتر ہو جائیں اور آسمانوں اور زمین کے
وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۞ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ
خزانے اللہ ہی کے لئے ہیں لیکن منافق نہیں سمجھتے۝ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے
لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ
تو اس میں سے عزت والا ذلیل کو ضرور نکال دے گا اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین ہی کے لئے ہے لیکن
الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ ع
منافق نہیں جانتے۝ اے ایمان والو تمہیں تمہارے مال اور
اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۞
تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو کوئی ایسا کرے گا سو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۝
وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ
اور اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے اس سے پہلے کہ کسی کو تم میں سے موت آ جائے تو کہے اے میرے رب
لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۞
تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لئے ڈھیل کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں ہو جاتا۝
وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۞ ع
اور اللہ کسی نفس کو ہرگز مہلت نہیں دیگا جب اس کی اجل آ جائے گی اور اللہ اس سے خبردار ہے جو تم کرتے ہو۝

افادات محمود:

شان نزول

۵ھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ قبیلہ بنو خزاعہ کی شاخ بنی المصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے بہت بڑی فوج جمع کر رکھی ہے۔ حضورؐ نے حضرت بریدہؓ کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا۔ واپسی پر انہوں نے اپنا مشاہدہ بیان کیا کہ واقعہ بالکل درست ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو فوراً خروج کا حکم دیا اور مدینہ منورہ میں حضرت زید بن حارثہ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ ازواجِ مطہرات میں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ و حضرت ام سلمہؓ کو ساتھ لیا اور صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف

لے گئے۔ جس وقت مسلمان ان کے قریب پہنچے تو صبح کا وقت تھا۔ وہ اپنے جانوروں کو سیراب کر رہے تھے۔ مسلمانوں نے ان پر اچانک حملہ کر دیا۔ حملہ کی تاب نہ لاتے ہوئے کچھ تو بھاگ گئے اور بہت سے گرفتار ہوئے۔

گرفتار شدگان میں حارث بن ابی ضرار سردار بنی المصطلق کی بیٹی حضرت جویریہؓ بھی تھیں۔ یہ بعد میں حرم نبویؐ میں شامل ہو کر ام المومنین بنیں۔ یہ ایک صحابی کے حصہ میں آئی تھیں۔ انہوں نے اس کو مکاتبہ بنا دیا۔ یہ بدل کتابت ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں کہ آپ میرے ساتھ بدل کتابت کے سلسلہ میں تعاون فرمائیں۔ آپؐ نے وعدہ فرمایا۔ اتنے میں حضرت جویریہؓ کے والد حارث ابن ابی ضرار بہت سے اونٹ لے کر اپنی بیٹی جویریہؓ کو چھڑانے کی غرض سے مدینہ منورہ چلے آئے، لیکن عمدہ قسم کے دو اونٹ راستہ میں ایک گھاٹی میں چھپا لیے کہ ان کو واپسی پر لیتا جاؤں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ آپ جانتے ہیں کہ جویریہ میری بیٹی ہے اور میں اپنی قوم کا سردار ہوں، لہٰذا وہ کسی کی باندی نہیں رہ سکتی۔ میں اس کا فدیہ دے کر اس کو چھڑوانا چاہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ معاملہ تو میں جویریہؓ پر چھوڑتا ہوں، لیکن تم نے راستہ میں جو دو اونٹ چھپا رکھے ہیں، وہ کیا ہے؟ حضرت حارث سمجھ گئے کہ میں نے تو اونٹ گھاٹی میں چھپائے تھے۔ ظاہری ذرائع ابلاغ کے ذریعہ آپ کو اطلاع نہیں ہوئی، بلکہ صرف عالم الغیب اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو اطلاع دی ہوگی۔ یہ معجزہ ہے۔ وہ فوراً بول پڑے ''اشھد انک رسول اللہ ''یعنی میں آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ حضرت حارثؓ تو مسلمان ہو گئے۔ اُدھر حضرت جویریہؓ سے جب اس کے والد نے پوچھا کہ میں تمہارا فدیہ ادا کر کے تمہیں ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔ اس سے قبل حضورؐ نے یہ رائے دی تھی کہ تم ایک سردار کی بیٹی ہو۔ لہٰذا میں بدل کتابت ادا کر کے تجھ کو نکاح میں لے لوں گا۔ دنیوی واخروی اعتبار سے یہ بہت بڑا اعزاز تھا۔ حضرت جویریہؓ اپنے والد سے کہنے لگیں کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں۔ یوں ان کو ام المومنین ہونے کا شرف نصیب ہوا۔

حضرت جویریہؓ سے حضور کے نکاح کا صحابہ کرامؓ پر یہ اثر ہوا کہ سب کہنے لگے کہ یہ لوگ تو اب حضورؐ کے سسرال والے ہوئے۔ اب اس قبیلے کے غلاموں اور باندیوں کو آزاد کر دینا چاہیے۔ اس طرح ایک سو خاندانوں کو حضرت جویریہؓ کی برکت سے آزادی نصیب ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ صداقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرماتی تھیں کہ میں نے حضرت جویریہؓ سے اپنی قوم کے لیے زیادہ کسی اور کو بابرکت نہیں دیکھا۔ اس کے نکاح کی برکت سے سینکڑوں لوگوں کو آزادی نصیب ہوئی۔

اس غزوہ میں مسلمانوں کے ساتھ منافقین کی ایک بڑی جماعت بھی مال ومتاع کے لالچ میں شامل ہو گئی تھی۔ غزوہ سے واپسی پر رستے میں مریسیع نامی چشمے پر ایک مہاجر اور ایک انصاری صحابی کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہو گئی۔ اس کے نتیجہ میں مہاجر نے اپنی مدد کے لیے جماعت مہاجرین کو اور انصاری نے جماعت انصار کو آواز دی۔

ایام جہالت کا یہ نعرہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں پڑا تو آپ ؐ نے صحابہ کرام ؓ سے فرمایا ''دعوھا فانھا منتنة '' آپ لوگوں نے جو قومیت کا نعرہ لگایا ہے، اس سے مجھے بدبو آرہی ہے۔ اس کو چھوڑ دو کہ ایمان لانے کے بعد پھر یہ جہالت والی باتیں ایمان کے شایانِ شان نہیں ہیں۔ ادھر عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین کو بولنے کا موقع مل گیا۔ اپنے ہم خیال لوگوں سے کہنے لگا کہ تم لوگوں نے ان لوگوں (صحابہ کرام) کو مدینہ میں ٹھکانہ دیا۔ ان کو اپنے ساتھ شریک کیا۔ اس کا نتیجہ آج تم دیکھ رہے ہو کہ مہاجرین اہل مدینہ کے بالمقابل کھڑے ہو گئے ہیں اور اپنی قوت کا مظاہرہ کرنے لگے ہیں۔ لہٰذا اس مرتبہ جب ہم اس غزوہ سے واپس مدینہ لوٹیں گے تو جو عزت والے ہیں (منافقین) وہ ذلیل لوگوں (مسلمانوں) کو مدینہ منورہ سے نکال باہر کریں گے۔ حضرت زید ابن ارقم ؓ کم سن صحابی تھے۔ آپ منافقین کی یہ گفتگو سن رہے تھے۔ آپ نے اپنے چچا کو اور انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دی۔ آپ ؐ کو اس بات سے بڑی تکلیف محسوس ہوئی اور قافلہ کو ایسے وقت میں چلنے کے لیے کہا جس وقت میں آپ عموماً نہیں چلا کرتے تھے۔

حضرت اُسیدابن حضیر ؓ نے حضور سے پوچھا کہ آپ عموماً اس وقت سفر نہیں کیا کرتے، لیکن آج آپ خلاف معمول اس وقت میں چل دیے؟ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ عبداللہ ابن ابی نے یہ کہا ہے کہ مدینہ جا کر عزت والے ذلیل لوگوں کو نکال باہر کریں گے؟ حضرت اُسید ؓ نے فرمایا: درست ہے حضور ؐ آپ عزت والے ہیں اور وہ ذلیل ہے۔ گویا مستقبل قریب میں جو کچھ منافقین کے ساتھ ہونے والا تھا اس کا فتویٰ عبداللہ ابن ابی نے خود ہی صادر کر دیا تھا۔ حضرت زید ابن ارقم ؓ فرماتے ہیں کہ راستہ میں جب عبداللہ ابن ابی کو معلوم ہوا کہ حضور ؐ کو اس بات کی اطلاع ہو گئی ہے تو اس نے حضور ؐ کے پاس جھوٹی قسمیں کھائیں۔ کچھ دوسرے لوگ بھی لاعلمی سے اس کی طرف داری کرتے ہوئے کہنے لگے کہ زید نو عمر ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے سننے میں غلطی کی ہو۔ حضور ؐ نے اس کا عذر قبول فرما کر اس کی تصدیق فرمائی اور مان لیا کہ حضرت زید ؓ گویا غلطی کا شکار ہو گئے ہیں۔ حضرت زید ؓ فرماتے ہیں مجھے چچا نے ڈانٹا اور مجھے اتنی شرمندگی محسوس ہوئی کہ میں حضور ؐ کو آنکھ اُٹھا کے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ یہاں تک کہ راستہ ہی میں اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقون نازل فرمائی۔ اس سورۃ سے میری تصدیق اور عبداللہ ابن ابی کی تکذیب ہو گئی۔ حضور ؐ نے میرا کان پکڑ کر مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق فرمائی ہے۔ حضرت زید ؓ فرماتے ہیں وہ گھڑی میرے لیے دُنیا و مافیہا سے بہتر تھی۔ (ابن کثیر) اس واقعہ میں بہت سے احکام کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں، لیکن تفصیل کا وقت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

سورۃ التغابن مدنیۃ ۱۰۸ ۶۴

آیتیں ۱۸ سورۃ تغابن مدنی ہے رکوع ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ لَہُ الۡمُلۡکُ وَلَہُ الۡحَمۡدُ ۫ وَہُوَ

جو مخلوقات آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اسی کی حکومت ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ

عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱﴾ ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ فَمِنۡکُمۡ کَافِرٌ وَّمِنۡکُمۡ مُّؤۡمِنٌ ؕ وَاللّٰہُ

ہر چیز پر قادر ہے۞ اسی نے تو تمہیں پیدا کیا پھر کوئی تم میں سے کافر ہے اور کوئی مومن اور جو کچھ

بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۲﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَصَوَّرَکُمۡ فَاَحۡسَنَ

تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے۞ اسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے اور تمہاری صورت بنائی پھر تمہاری صورتیں

صُوَرَکُمۡ ۚ وَاِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ﴿۳﴾ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَیَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَمَا

اچھی بنائیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۞ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور

تُعۡلِنُوۡنَ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۴﴾ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَبَؤُا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ۫

جو تم ظاہر کرتے ہو اور اللہ ہی سینوں کے بھید جانتا ہے۞ کیا تمہارے ہاں ان کی خبر نہیں پہنچی جو اس سے پہلے منکر ہوئے

فَذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِہِمۡ وَلَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۵﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّہٗ کَانَتۡ تَّاۡتِیۡہِمۡ رُسُلُہُمۡ

پس انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۞ یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلیلیں لے کر آتے تھے

بِالۡبَیِّنٰتِ فَقَالُوۡۤا اَبَشَرٌ یَّہۡدُوۡنَنَا ۫ فَکَفَرُوۡا وَتَوَلَّوۡا وَّاسۡتَغۡنَی اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ﴿۶﴾

تو وہ کہا کرتے تھے کہ کیا آدمی ہم کو راہ دکھائیں گے پس انہوں نے انکار کیا اور منہ موڑ لیا اور اللہ نے پروانہ کی اور اللہ بے نیاز تعریف کیا ہوا ہے۞

زَعَمَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ لَّنۡ یُّبۡعَثُوۡا ؕ قُلۡ بَلٰی وَرَبِّیۡ لَتُبۡعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا

کافروں نے سمجھ لیا کہ قبروں سے اٹھائے نہ جائیں گے کہہ دو کیوں نہیں مجھے اپنے رب کی قسم ہے ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہیں بتلایا جائے گا جو کچھ

عَمِلۡتُمۡ ؕ وَذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرٌ ﴿۷﴾ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَالنُّوۡرِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلۡنَا ؕ وَاللّٰہُ

تم نے کیا تھا اور یہ بات اللہ پر آسان ہے۞ پس اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝٨ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ

اس سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے○ جس دن تمہیں جمع ہونے کے دن جمع کریگا وہ دن ہار جیت کا ہے اور جو کوئی

يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے اللہ اس سے اس کی برائیاں دور کردے گا اور اسے بہشتوں میں داخل کریگا

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝٩ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے○ اور جنہوں نے انکار کیا

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝١٠ ع

اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ بری جگہ ہے○

افاداتِ محمود:

فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا الخ

ایک دفعہ ایک بڑے مشہور پیر صاحب نے تقریر کے دوران یہ آیت پڑھی اور کہا کہ دیکھو بشر کہنے والے کافر ہیں (العیاذ باللہ) یہ کھلی ہوئی تحریف ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۗ وَاللّٰهُ

اللہ کے حکم کے بغیر کوئی مصیبت بھی نہیں آتی اور جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى

ہر چیز جاننے والا ہے○ اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو پھر اگر تم نے منہ موڑ لیا تو ہمارے

رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَيُّهَا

رسول پر بھی صرف کھول کر پہنچا دینا ہی ہے○ اللہ ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ ہی پر ایمانداروں کو بھروسہ رکھنا چاہیے○ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ

ایمان والو بیشک تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن بھی ہیں سو ان سے بچتے رہو اور اگر

تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ

تم معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بھی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے○ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے محض

فِتْنَةٌ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا

آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس تو بڑا اجر ہے○ پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرو اور سنو اور حکم مانو

وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور اپنے بھلے کے لئے خرچ کرو اور جو شخص اپنے دل کے لالچ سے محفوظ رکھا گیا سو وہی فلاح بھی پانے والے ہیں○

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾

اگر تم اللہ کو نیک قرض دو تو وہ اسے تمہارے لئے دگنا کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑا قدردان حلم والا ہے○

ع ۲ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

سب چھپی اور کھلی کا جاننے والا غالب حکمت والا ہے○

افاداتِ محمود:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ الخ

بیوی بچے انسان کے لیے ایک بہت بڑا امتحان ہیں۔ ان کی فرمائش، پرورش اور ان کی رضا جوئی کے لیے بسا اوقات انسان ہلاکت کی وادی میں قدم رکھتا ہے۔ دُنیا و آخرت دونوں میں ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے۔ بیوی بچوں کی ناروا خواہش پوری کرنے کے لیے رشوت' ملاوٹ' چوری اور خیانت جیسے اخلاق سوز افعال کا مرتکب ہوتا ہے۔ جس

کا نتیجہ دنیا میں ناکامی اور آخرت کی تباہی کے سوا کچھ نہیں۔خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو بیوی بچوں کی کفالت، مال حلال ورزق طیب سے کرتے ہیں۔قناعت پسند زندگی گزارتے ہیں۔پھر ان کی اولادیں ان کے لیے باقیات صالحات بنتی ہیں۔واللہ اعلم

(۶۵) سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ (۹۹)

آیتیں ۱۲ سورۃ طلاق مدنی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا
اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے موقع پر طلاق دو اور عدت گنتے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو
اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ
جو تمہارا رب ہے نہ تم ہی ان کو ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود ہی نکلیں مگر جب کھلم کھلا کوئی بے حیائی کا کام کریں
وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ
اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے بڑھا تو اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا آپ کو کیا
لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ① فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ
معلوم کہ شاید اللہ اس کے بعد اور کوئی نئی بات پیدا کر دے○ پس جب اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں دستور سے رکھ لو
اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ
یا انہیں دستور سے چھوڑ دو اور دو معتبر آدمی اپنے میں سے گواہ کر لو اور اللہ کے لیے گواہی پوری دو
ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ڛ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ
یہ نصیحت کی باتیں انہیں سمجھائی جاتی ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے نجات کی صورت
مَخْرَجًا ② وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ
نکال دیتا ہے○ اور اسے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے سو وہی اس کو کافی ہے
اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ③ وَالّٰۗـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ
بیشک اللہ اپنا حکم پورا کرنے والا ہے اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے○ اور تمہاری عورتوں میں سے
الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰۗـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ
جن کو حیض کی اُمید نہیں رہی ہے اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہیں اور ان کی بھی جنہیں ابھی حیض نہیں آیا

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ط وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ
اور حمل والیوں کی عدت ان کے بچے جننے تک ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے کام
اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝۴ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ط وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ
آسان کر دیتا ہے۝ یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دیتا ہے
وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝۵ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ
اور اسے بڑا اجر بھی دیتا ہے۝ طلاق دی ہوئی عورتوں کو وہیں رکھو جہاں تم اپنے مقدور کے موافق رہتے ہو اور انہیں ایذا نہ دو
لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ط وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ
انہیں تنگ کرنے کے لئے اور اگر وہ حاملہ ہوں تو انہیں نان ونفقہ دو جب تک وہ وضع
حَمْلَهُنَّ ج فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ج وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ج
حمل کریں پس اگر پلائیں دودھ تمہارے لئے تو دو ان کو ان کی اجرت دو اور آپس میں دستور کے مطابق مشورہ کر لو
وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝۶ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ط
اور اگر تم آپس میں تنگی کرو تو اس کے لئے دوسری عورت دودھ پلائے گی۝ مقدور والا اپنے مقدور کے موافق خرچ کرے
وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ط لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ
اور اگر تنگ دست ہو تو جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے اس میں سے خرچ کرے اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسی قدر جو اسے
اٰتٰىهَا ط سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝۷ ع
دے رکھا ہے عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی کر دے گا۝

افاداتِ محمود:

وَالّٰٓئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ الخ حضرت ابی ابن کعبؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قرآن کریم میں عورتوں کا ذکر ہے، لیکن بعض احکام نہیں ہیں۔ جیسے عدت حاملہ عدت صغیرہ وغیرہ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی جس میں بتلایا گیا کہ جو عورتیں سن یاس کو پہنچ جائیں اور حیض آنا بند ہو جائے، ان کی عدت تین ماہ ہے۔ اسی طرح جن لڑکیوں کو ابھی حیض شروع نہ ہوا ہو ان کی عدت بھی تین ماہ ہے۔

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ الخ

سورہ بقرہ کی آیت میں متوفی عنہا زوجہا کی عدت چار ماہ دس دن بیان ہوئی ہے اور یہاں یہ ارشاد ہے کہ

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے، خواہ شوہر کی وفات یا طلاق کے بعد تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہو۔ بظاہر اب ان دو آیات میں تعارض نظر آتا ہے۔ جواب اس تعارض کا یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے مسئلہ پوچھا گیا تھا کہ ایک حاملہ عورت کا شوہر فوت ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد اس کے ہاں بچے کی ولادت ہو گئی تو اب وہ کیا کرے گی؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ابعد الاجلین یعنی دونوں عدتوں میں سے جس عدت کی مدت زیادہ بنتی ہوگی وہ گزارے گی۔ یہی حضرت ابن عباسؓ کا مذہب رہا ہے، لیکن ائمہ اربعہ نے اس قول کو قبول نہیں فرمایا ہے، بلکہ ان حضرات کا تعامل حضرت ابن مسعودؓ کے قول کے مطابق ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سورۂ طلاق والی آیت ناسخ ہے اور سورہ بقرہ والی آیت منسوخ ہے۔ یہاں نسخ کلی مراد نہیں ہے، بلکہ مطلق کو مقید کرنا مراد ہے۔ یعنی جب تک سورہ طلاق والی آیت نازل نہیں ہوئی تھی تو سورہ بقرہ کی آیت عام تھی کہ متوفی عنہا زوجہا کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو، لیکن سورہ طلاق والی آیت نے اس مطلق کو مقید کر دیا کہ متوفی عنہا زوجہا اگر غیر حاملہ ہے تب تو اس کی عدت وہی ہے جو سورہ بقرہ میں مذکور ہے اور اگر حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اسی طرح اگر مطلقہ بھی حاملہ ہے تو اس کی عدت بھی وضع حمل ہے۔ صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے کہ حضرت سبیعہ اسلمیہؓ کے شوہر فوت ہو گئے۔ چالیس دن کے بعد اُس نے بچے کو جنم دیا۔ جب نفاس کے دن گزر گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نکاح کی اجازت دے دی اور دوسرے نکاح کے لیے حضرت سُبیعہؓ کو پیغام دینے والے صحابی حضرت ابوسنابلؓ تھے۔ واللہ اعلم

وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ

اور کتنی ہی بستیاں اپنے رب اور اس کے

أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨﴾

رسولوں کے حکم سے سرکش ہو گئیں پھر ہم نے بھی ان سے سخت حساب لیا اور ان کو بری سزا دی○

فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ﴿٩﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا

پس ان بستیوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کا انجام کار بربادی ہوئی○ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب

شَدِيدًا فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ آمَنُوا قَدْ أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿١٠﴾

تیار کر رکھا ہے پھر اے عقل والو اللہ سے ڈرتے رہو جو ایمان لا چکے ہو بیشک اللہ نے تمہاری طرف نصیحت نازل کی ہے○

رَّسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ

یعنی ایک رسول جو تمہیں اللہ کی واضح آیتیں پڑھ کر سناتا ہے تاکہ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام بھی کئے

الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي

انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے جائے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اس نے نیک کام بھی کئے تو اسے ایسے باغوں میں داخل کریگا

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ﴿١١﴾ اللَّهُ الَّذِي

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں سدا رہیں گے اللہ نے اس کو بہت اچھی روزی دی ہے○ اللہ ہی ہے جس نے

خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا

سات آسمان پیدا کئے اور زمینیں بھی اتنی ہی ان میں حکم نازل ہوا کرتا ہے تاکہ تم جان لو کہ

أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿١٢﴾

اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ نے ہر چیز کو علم سے احاطہ کر رکھا ہے○

سورۃ التحریم مدنیۃ ۱۰۷ (۶۶)

آیتیں ۱۲ سورۃ تحریم مدنی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ

اے نبی آپ کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱﴾ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ

بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۝ اللہ نے تمہارے لئے اپنی قسموں کا توڑ دینا فرض کر دیا ہے اور اللہ ہی تمہارا مالک ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا

الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ

حکمت والا ہے۝ اور جب نبی نے چھپا کر اپنی کسی بیوی سے ایک بات کہہ دی اور پھر جب اس بیوی نے وہ بات بتا دی اور

اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ

اللہ نے اس کو نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اس میں سے کچھ بات جتلا دی اور کچھ ٹال دی پس جب پیغمبر نے اسکو وہ بات جتلا دی تو بولی آپکو

اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۳﴾ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ

کس نے یہ بات بتا دی آپ نے فرمایا مجھے خدائے علیم وخبیر نے بتلائی۝ اگر تم دونوں اللہ کی جناب میں توبہ کر و تو (بہتر) ورنہ تمہارے دل تو مائل

قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ

ہو ہی چکے ہیں اور اگر تم آپ کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو گی تو بیشک اللہ آپ کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک بخت

الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ﴿۴﴾ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ

ایمان والے بھی اور سب فرشتے اس کے بعد آپ کے حامی ہیں۝ اگر نبی تمہیں طلاق دے دے تو بہت جلد اس کا رب

يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ

اس کے بدلے میں تم سے اچھی بیویاں دے دے گا فرمانبردار ایمان والیاں نمازی توبہ کرنے والی عبادت گزار

سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

روزہ دار بیوائیں اور کنواریاں۝ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ

وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ
جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر فرشتے سخت دل قوی ہیکل مقرر ہیں وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انہیں حکم دے
وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝۶ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ
اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے ○ اے کافرو آج بہانے نہ بناؤ تمہیں وہی بدلہ دیا جائے گا
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۷ ع
جو تم کیا کرتے تھے ○

ع ۱۹

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

(۱) حضرت ماریہ قبطیہؓ جو حضورؐ کے حرم میں تھیں۔ آپ حضرت ابراہیمؑ کی والدہ ہیں۔ ان کے متعلق حضورؐ نے فرمایا تھا کہ میں اس کو اپنے اوپر حرام کر دیتا ہوں، لیکن حضرت حفصہؓ سے فرمایا کہ کسی کو نہ بتانا۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ کو بتا دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرما کر ایک تو آپؐ کو یہ ہدایت فرمائی کہ قسم کا کفارہ ادا کریں اور فیصلہ دیا کہ حضرت ماریہ آپ کے لیے بدستور حلال ہیں اور حضرت حفصہؓ نے جو آپ کا راز فاش کیا تھا اس کی اطلاع بھی حضرت کو کر دی گئی۔ (۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے تھے اور جس زوجہ مطہرہ کے ہاں کوئی کھانے پینے کی چیز پیش کی جاتی تھی، آپؐ تناول یا نوش فرما لیتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق ایک دن آپؐ نے حضرت زینبؓ کے ہاں شہد پیا تو معمول سے ذرا زیادہ دیر ہو گئی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ نے آپس میں مشورہ کیا کہ جب حضورؐ تشریف لے آئیں گے تو ہم کہیں گی کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے تا کہ آپؐ زیادہ دیر حضرت زینبؓ کے ہاں نہ ٹھہریں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا میں آئندہ وہاں شہد نہیں پیوں گا، لیکن تم زینبؓ کو یہ بات نہ بتانا تا کہ اس کی دل شکنی نہ ہو، لیکن وہ بات باہر نکل گئی جس کی وجہ سے حضورؐ کبیدۂ خاطر ہو گئے اور دوسری روایت کے مطابق شہد پلانے والی حضرت حفصہؓ تھیں اور مشورہ کرنے والی حضرت عائشہؓ و حضرت سودہؓ تھیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا کہ گھر والوں کو خوش اور راضی رکھنے کے لیے حلال چیز کو حرام قرار دینا مناسب نہیں ہے۔ حلال چیز کے ساتھ حلال چیزوں والا معاملہ ہونا چاہیے۔ ازواج مطہرات میں سے جو اس مشورہ میں شامل تھیں ان کو تنبیہ کی گئی کہ اللہ کے رسولؐ کے گھر میں رہتے ہوئے تمہارا رویہ درست ہونا چاہیے۔ بصورت دیگر تمہیں تمہارے عمل کے نتیجہ میں اللہ کے رسول کے گھر اور حرم سے محروم کیا جا سکتا ہے۔

وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ الخ

بعض ضعیف روایات سے ثابت ہے کہ حضور نے جو بات نہیں بتلائی وہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت سے متعلق تھی۔

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ الخ

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بڑے عرصے سے میری چاہت تھی کہ حضرت فاروق اعظمؓ سے پوچھوں کہ ''تَظٰهَرَا'' کا مصداق کون ہے، لیکن ان کی ہیبت کی وجہ سے میں نہ پوچھ سکا۔ پھر میں حج میں حضرت فاروق اعظمؓ کے ساتھ شریک سفر تھا کہ میں نے پوچھ ہی لیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا ''واعجباً لک یا بن عباس''یعنی اے ابن عباس تجھ پر تعجب ہے کہ تجھ کو اس کا مصداق معلوم نہیں پھر فرمایا عائشہؓ اور حفصہؓ ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى

اے ایمان والو اللہ کے سامنے خالص توبہ کرو کچھ بعید نہیں کہ

رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ

تمہارا رب تم سے تمہارے گناہ دور کردے اور تمہیں بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

جس دن اللہ اپنے نبی کو اوران کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے رسوانہیں کریگا ان کا نور ان کے آگے اوران کے دائیں

وَ بِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۸﴾

دوڑ رہا ہوگا وہ کہہ رہے ہوں گے اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر اور ہمیں بخش دے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے○

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ اغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ

اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور ان پر سختی کر اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی

الْمَصِيْرُ ﴿۹﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ

بری جگہ ہے○ اللہ کافروں کے لئے ایک مثال بیان کرتا ہے نوح اور لوط کی بیوی کی وہ ہمارے دو

عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا

نیک بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان دونوں نے ان کی خیانت کی سو وہ اللہ کے غضب سے بچانے میں انکے کچھ بھی کام نہ آئے

وَّ قِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ

اور کہا جائے گا دونوں دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ○ اور اللہ ایمانداروں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال

فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ

بیان کرتا ہے جب اس نے کہا کہ اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے

وَ عَمَلِهٖ وَ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَ مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْۤ

کام سے نجات دے اور مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے○ اور مریم عمران کی بیٹی (کی مثال بیان کرتا ہے) جس نے

اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَ صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَ كُتُبِهٖ

اپنی عصمت کو محفوظ رکھا پھر ہم نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں کو اور اس کی کتابوں کو سچ جانا

وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾ ع

اور وہ عبادت کرنے والوں میں سے تھی○

افاداتِ محمود:

تَوْبَةً نَّصُوْحًا یعنی خالص توبہ، اور خالص توبہ وہ ہے جس کے بعد عود الی الاثم نہ ہو۔

علاماتِ توبہ

توبہ کی چار علامتیں ہیں۔(۱)القلۃ (۲)العلۃ (۳)الذلۃ (۴)العزلۃ

(۱) قلت سے مراد قلت طعام، قلت منام، قلت کلام۔

(۲)علت سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی عیوب اور بیماری پر نظر رکھے۔ جب اُسے یقین ہو جائے کہ میں بیمار ہوں تو پھر علاج و پرہیز کی طرف متوجہ ہو جائے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل اور کمزور سمجھے۔ اس کے سامنے خوب عاجزی و انکساری سے پیش آئے۔

(۴)عزلت کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں سے الگ تھلگ رہے۔ غیر ضروری ملاقاتیں ختم کر دے۔ واللہ اعلم

رکوعاتها ۲ ﴿ سُوۡرَةُ الۡمُلۡكِ مَكِّيَّةٌ ﴾ آیاتها ۳۰

آیتیں ۳۰ سورۃ ملک مکی ہے رکوع ۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِىۡ بِيَدِهِ الۡمُلۡكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرُ ۙ۝۱ الَّذِىۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ

وہ ذات بابرکت ہے جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۝ جس نے موت اور

وَالۡحَيٰوةَ لِيَبۡلُوَكُمۡ اَيُّكُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ‌ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡغَفُوۡرُۙ۝۲ الَّذِىۡ خَلَقَ سَبۡعَ

زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں اور وہ غالب بخشنے والا ہے۝ جس نے سات آسمان

سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ‌ؕ مَا تَرٰى فِىۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ‌ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰى مِنۡ

اوپر تلے بنائے تو رحمٰن کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا تو پھر نگاہ دوڑا کیا تجھے کوئی شگاف دکھائی

فُطُوۡرٍ‏ ۝۳ ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ كَرَّتَيۡنِ يَنۡقَلِبۡ اِلَيۡكَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيۡرٌ‏ ۝۴

دیتا ہے۝ پھر دوبارہ نگاہ کر تیری طرف نگاہ ناکام لوٹ آئے گی اور وہ تھکی ہوئی ہوگی۝

وَلَقَدۡ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِمَصَابِيۡحَ وَجَعَلۡنٰهَا رُجُوۡمًا لِّلشَّيٰطِيۡنِ وَاَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ

اور ہم نے دنیا کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور ہم نے انہیں شیطانوں کو مارنے کیلئے آلہ بنا دیا ہے اور ہم نے ان کیلئے

عَذَابَ السَّعِيۡرِ‏ ۝۵ وَلِلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِرَبِّهِمۡ عَذَابُ جَهَنَّمَ‌ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ‏ ۝۶ اِذَاۤ

بھڑکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۝ اور جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا ہے ان کیلئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۝ جب

اُلۡقُوۡا فِيۡهَا سَمِعُوۡا لَهَا شَهِيۡقًا وَّهِىَ تَفُوۡرُ ۙ‏ ۝۷ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الۡغَيۡظِ‌ ؕ كُلَّمَاۤ اُلۡقِىَ فِيۡهَا

اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کے شور کی آواز سنیں گے اور وہ جوش مارتی ہوگی۝ ایسا معلوم ہوگا کہ جوش کی وجہ سے ابھی پھٹ پڑے گی جب اس میں ایک

فَوۡجٌ سَاَلَهُمۡ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ نَذِيۡرٌ‏ ۝۸ قَالُوۡا بَلٰى قَدۡ جَآءَنَا نَذِيۡرٌ ۙ فَكَذَّبۡنَا وَقُلۡنَا

گروہ ڈالا جائیگا تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۝ وہ کہیں گے ہاں بیشک ہمارے پاس ڈرانے والا

مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنۡ شَىۡءٍ ۖۚ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ كَبِيۡرٍ‏ ۝۹ وَقَالُوۡا لَوۡ كُنَّا نَسۡمَعُ اَوۡ نَعۡقِلُ

آیا تھا پر ہم نے جھٹلا دیا اور کہہ دیا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۝ اور کہیں گے کہ اگر ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا

مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۱۰﴾ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۱۱﴾ اِنَّ

تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے○ پھر وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے سو دوزخیوں پر پھٹکار ہے○ بیشک

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۲﴾ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ

جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے○ اور تم اپنی بات کو چھپاؤ یا

اجْهَرُوْا بِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۴﴾ ع

ظاہر کرو بیشک وہ سینوں کے بھید خوب جانتا ہے○ بھلا وہ نہیں جانتا جس نے (سب کو) پیدا کیا اور وہ بڑا باریک بین خبردار ہے○

افاداتِ محمود:

حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم میں ۳۰ آیات والی ایک سورت ہے جو اپنے پڑھنے والے کو بخشوائے گی۔ وہ سورہ تبارک الذی ہے۔ (ترمذی) دوسری روایت میں ہے کہ حضوؐر نے فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ سورۂ ملک میرے ہر امتی کے دل میں ہونی چاہیے۔ (طبرانی)

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ الخ

یہاں بظاہر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ اگر موت عدم ہو تو پھر خلق الموت کے کیا معنی ہوں گے؟

جواب اس کا یہ ہے کہ موت کی دو تفسیریں اور دو مفہوم ہیں۔

ایک یہ ہے کہ موت حیاۃ کی ضد ہے۔ اس صورت میں موت شئ موجود ہوگی اور موت وحیاۃ میں تقابل تضاد ہوگا اور اگر موت سے مراد عدم الحیاۃ ہے تو پھر موت عدمی ہے۔ اس صورت میں موت وحیاۃ میں تقابل عدم وملکہ ہوگا۔ عدم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک عدم اصلی، دوسرا عدم عارضی، لہٰذا یہ عدم عارضی ہے، اصلی نہیں ہے۔ لہٰذا خلق کی نسبت اس کی طرف درست ہے۔ واللہ اعلم

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَیْهِ

وہی تو ہے کہ جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم کر دیا سو تم اس کے راستوں میں چلو پھرو اور اللہ کے رزق میں سے کھاؤ اور اسی کے پاس

النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾

پھر کر جانا ہے○ کیا تم اس سے ڈرتے نہیں جو آسمان میں ہے کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے پس یکا یک وہ لرزنے لگے○

اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَیْفَ نَذِیْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدْ

کیا تم اس سے نڈر ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ وہ تم پر پتھر برسا دے پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا ہے○ اور ان سے

كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ

پہلے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں پھر ہماری ناراضگی کا کیا نتیجہ ہوا○ اور کیا انہوں نے اپنے اوپر پرندوں کو پر کھولتے اور

وَّیَقْبِضْنَ ؕۘ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ

سکیڑتے ہوئے نہیں دیکھا جنہیں رحمن کے سوا کوئی نہیں تھام رہا بیشک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے○ بھلا وہ تمہارا کونسا

هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا

لشکر ہے جو رحمن کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا کچھ نہیں کافر تو دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں○ بھلا وہ

الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰى

کون ہے جو تم کو روزی دے گا اگر وہ اپنی روزی بند کر لے کچھ نہیں بلکہ وہ سرکشی اور نفرت میں اڑتے بیٹھے ہیں○ پس کیا وہ شخص جو

وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤى اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ

اپنے منہ کے بل اوندھا چلتا ہے وہ زیادہ راہ راست پر ہے یا وہ جو سیدھے راستہ پر سیدھا چلا جاتا ہے○ کہہ دو اسی نے تو تمہیں

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِیْ

پیدا کیا ہے اور تمہارے لئے کان اور آنکھ اور دل بھی بنائے ہیں (مگر) تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو○ کہہ دو اسی نے

ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

تمہیں زمین میں پھیلایا ہے اور اسی کے پاس جمع کر کے لائے جاؤ گے○ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم

صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ

سچے ہو○ کہہ دو اس کی خبر تو اللہ ہی کو ہے اور میں تو صاف صاف ڈرانے والا ہوں○ پھر جب وہ اسے

زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾

بالکل قریب دیکھیں گے تو ان کی صورتیں بگڑ جائیں گی جو کافر ہیں اور کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جسے تم دنیا میں مانگا کرتے تھے○

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ

کہہ دو بھلا دیکھو تو سہی اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کرے یا ہم پر رحم کرے پھر وہ کون ہے جو منکروں کو دردناک

عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ

عذاب سے بچا سکے○ کہہ دو وہی رحمان ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اسی پر ہم نے بھروسہ بھی کر رکھا ہے پس عنقریب تم جان لو گے کہ

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ع۲

کون صریح گمراہی میں ہے○ کہہ دو بھلا دیکھو تو سہی اگر تمہارا پانی خشک ہو جائے تو وہ کون ہے جو تمہارے پاس صاف پانی لے آئے گا○

رکوعاتها ۲ ﴿سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ ۶۸﴾ آیاتها ۵۲

آیتیں ۵۲ سورت قلم مکی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ① مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ② وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا

قلم کی قسم ہے اور اس کی جو اس سے لکھتے ہیں○ آپ اللہ کے فضل سے دیوانہ نہیں ہیں○ اور آپ کے لئے تو

غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ③ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ④ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ⑤ بِاَيِّكُمُ

بے شمار اجر ہے○ اور بیشک آپ تو بڑے ہی خوش خلق ہیں○ پس عنقریب آپ بھی دیکھ لینگے اور وہ بھی دیکھ لیں گے○ کہ تم میں سے

الْمَفْتُوْنُ ⑥ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ⑦

کون دیوانہ ہے○ بیشک آپ کا رب ہی خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بہکا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے○

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ⑧ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ⑨ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ⑩

پس آپ جھٹلانے والوں کا کہنا نہ مانیں○ وہ تو چاہتے ہیں کہ کہیں آپ نرمی کریں تو وہ بھی نرمی کریں○ اور ہر قسمیں کھانے والے ذلیل کا کہنا نہ مان○

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ⑪ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ⑫ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ⑬ اَنْ

جو طعنے دینے والا چغلی کھانے والا ہے○ نیکی سے روکنے والا حد سے بڑھا ہوا گنہگار ہے○ بڑا اجڈ اس کے بعد بداصل بھی ہے○ اس لئے کہ

كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ⑭ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ⑮ سَنَسِمُهٗ

وہ مال اور اولاد والا ہے○ جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے پہلوں کی کہانیاں ہیں○ عنقریب ہم اس کی ناک پر

عَلَى الْخُرْطُوْمِ ⑯ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ⑰

داغ لگائیں گے○ بیشک ہم نے ان کو آزمایا ہے جیسا کہ ہم نے باغ والوں کو آزمایا تھا جب انہوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور صبح ہوتے ہی اس کا پھل توڑ لیں گے○

وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ⑱ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ⑲ فَاَصْبَحَتْ

اور انشاء اللہ بھی نہ کہا تھا○ پھر تو اس پر رات ہی میں آپ کے رب کی طرف سے ایک جھونکا چل گیا درآنحالیکہ وہ سونے والے تھے○ پھر وہ کٹی ہوئی

كَالصَّرِيْمِ ⑳ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ㉑ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ㉒ فَانْطَلَقُوْا

کھیتی کی طرح ہو گیا○ پھر وہ صبح کو پکارنے لگے○ کہ پانے کھیت پر سویرے چلو اگر تم نے پھل توڑنا ہے○ پھر وہ آپس میں

وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ﴿٢٣﴾ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ﴿٢٤﴾ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ

چپکے چپکے یہ کہتے ہوئے چلے○ کہ تمہارے باغ میں آج کوئی محتاج نہ آنے پائے○ اور وہ سویرے ہی بڑے اہتمام سے پھل توڑنے کی قدرت کا

قَادِرِينَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٢٧﴾ قَالَ أَوْسَطُهُمْ

خیال کر کے چل پڑے○ پس جب انہوں نے اسے دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم تو راہ بھول گئے ہیں○ بلکہ ہم تو بدنصیب ہیں○ پھر ان میں سے اچھے آدمی نے کہا

أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ﴿٢٨﴾ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٩﴾ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ تم کس لئے تسبیح نہیں کرتے○ انہوں نے کہا ہمارا رب پاک ہے بیشک ہم ظالم تھے○ پھر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر

عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ ﴿٣٠﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا طَاغِينَ ﴿٣١﴾ عَسَىٰ رَبُّنَا أَن يُبْدِلَنَا

آپس میں ملامت کرنے لگے○ انہوں نے کہا ہائے افسوس بیشک ہم سرکش تھے○ شاید ہمارا رب ہمارے لئے اس سے بہتر

وقف لازم خَيْرًا مِّنْهَا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا رَاغِبُونَ ﴿٣٢﴾ كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ

باغ بدل دے بیشک ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والے ہیں○ عذاب یونہی ہوا کرتا ہے اور البتہ آخرت کا عذاب تو کہیں بڑھ کر ہے

ع كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٣٣﴾

کاش وہ جانتے○

افاداتِ محمود:

نٓ یہ حروف مقطعات میں سے ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ن سے مراد دوات ہے اور قلم کے ساتھ بھی یہی زیادہ مناسب ہے۔ (ابن کثیر) یہاں قلم کے ساتھ قسم کھائے جانے کی وجہ یہ ہے کہ سامعین کو معلوم ہو جائے کہ تاریخ گواہ ہے کہ آپؐ سے قبل بھی انبیاء کو مجنون کہا گیا۔ جیسے انہوں نے صبر کیا آپ بھی قریش اور دیگر اہل کتاب کی ان ایذا رسانیوں پر صبر فرمایا کریں۔ العیاذ باللہ آپ مجنون نہیں ہیں، بلکہ اخلاق حسنہ کے عظیم منصب پر فائز ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ''کان خلقه القران'' اگر نبیؐ کے اخلاق کا مطالعہ کرنا ہے تو قرآن پڑھو۔ نبی کے اخلاق اس کے عین مطابق ہیں۔ (مسلم)

(۱) ایک حدیث میں ہے ''بعثت لا تمم مکارم الاخلاق'' میں اس لیے مبعوث ہوا ہوں کہ مکارم اخلاق کی تکمیل کروں۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور ہر گناہ کے بعد نیکی کر لیا کرو اور لوگوں سے اخلاق حسنہ کے ساتھ پیش آیا کرو۔ (ترمذی)

(۳) ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن رحمٰن کے میزان میں اخلاق حسنہ سے زیادہ کوئی

عمل وزنی نہ ہوگا۔ (الترغیب)

(۴) ایک اور حدیث میں ہے کہ انسان اخلاق حسنہ سے وہ مقام حاصل کرسکتا ہے جو دن کا روزہ دار اور رات کا شب بیدار نہیں کرسکتا۔ (الترغیب)

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ

اکثر روایات کے مطابق آگے آنے والی تمام صفات ذمیمہ ولید بن مغیرہ کی ہیں۔ ولید بن مغیرہ نے حضورؐ کے سامنے قسمیں کھائی تھیں کہ آپ دین کا یہ کام چھوڑ دیں، ہم آپؐ کو مال ومنال سے نواز دیں گے۔ ضمیر فروش لوگوں کا وتیرہ ہمیشہ یہی رہا ہے کہ دولت کے مقابلہ میں دین و مذہب اور سب کچھ چھوڑ بیٹھتے ہیں، لیکن انبیاء کی عصمت سے یہ بعید تر ہے کہ وہ دنیا کے جاہ و جمال کے لیے حکم خداوندی سے منہ موڑیں یا اللہ تعالیٰ کے کسی حکم میں سستی یا حکم عدولی کا مظاہرہ کریں۔ ''زَنِيْمٍ'' زَنِيْمٍ کا معنی حضرت ابن عباسؓ سے تو یہ منقول ہے ''الذی یعرف بالا بنة ''یعنی جو بڑھاپے میں لواطت کرتا ہے اور مفعول بھی ہو۔ (۲) اور ''زَنِيْمٍ'' کا دوسرا معنی ولد الزنا ہے یعنی حرام زادہ۔ ولید بن مغیرہ کے متعلق منقول ہے کہ اس کی عمر ۱۸ سال تھی اور اس وقت تک اس کا نسب معلوم نہ تھا۔ پھر اس کے باپ نے دعویٰ کر دیا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب مندرجہ بالا آیتیں نازل ہوئیں تو ولید بن مغیرہ نے اپنی والدہ سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے متعلق ۹ صفات ذمیمہ بیان کی ہیں۔ سب سے آخر میں لفظ زَنِيْمٍ ہے۔ لہٰذا مجھ کو سچ سچ بتا کہ کیا قصہ ہے؟ وہ کہنے لگی کہ تمہارا ابا نامرد تھا۔ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ اگر ہمارے ہاں اولاد نہ ہوئی تو آپ کے والد کی میراث چچا زاد بھائی لے جائیں گے، اس لیے میں اپنے غلام سے ملوث ہوئی۔ اُسی کے نتیجہ میں تم تولد ہوئے۔ آج بھی دعویٰ نسب میں یہ شرط ہے کہ دعویٰ ایسے بچے کے متعلق کیا جائے جو معروف النسب نہ ہو ورنہ جو بچہ معروف النسب ہوگا، اس کے متعلق کسی کا دعویٰ قابل سماعت نہ ہوگا۔

عَلَى الْخُرْطُوْمِ

خرطوم اصل میں جانوروں کا ہوتا ہے جس کو اردو میں سونڈ کہتے ہیں جیسے ہاتھی اور خنزیر وغیرہ کا، لیکن ولید بن مغیرہ کے لیے یہ لفظ استہزاءً واھانۃً کہا گیا جیسے کسی ابلہ انسان کو گدھا کہا جائے، یا تو اس کی ناک پر تل کا نشان تھا، یا غزوۂ بدر میں تلوار لگنے سے ایسا نشان پڑ گیا تھا جو مرتے دم تک رہا۔

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٣٤﴾ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ

بیشک پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے ہاں نعمت کے باغ ہیں۔ پس کیا ہم فرمانبرداروں کو

كَالْمُجْرِمِينَ ﴿٣٥﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ

مجرموں کی طرح کر دیں گے۔ تمہیں کیا ہو گیا کیسا فیصلہ کر رہے ہو۔ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو۔ کہ بیشک

لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِنَّ لَكُمْ

تمہیں آخرت میں ملے گا جو تم پسند کرتے ہو۔ کیا تمہارے لئے ہم نے قسمیں کھالی ہیں جو قیامت تک چلی جائیں گی کہ بیشک تمہیں

لَمَا تَحْكُمُونَ ﴿٣٩﴾ سَلْهُمْ أَيُّهُم بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ﴿٤٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا ع ۱۵

وہی ملے گا جو تم حکم کرو گے۔ ان سے پوچھئے کونسا ان میں اس بات کا ذمہ دار ہے۔ کیا ان کے معبود ہیں پھر اپنے

بِشُرَكَائِهِمْ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا

معبودوں کو لے آئیں اگر وہ سچے ہیں۔ جس دن پنڈلی کھولی جائے گی اور وہ سجدہ کرنے کو بلائے جائیں تو

يَسْتَطِيعُونَ ﴿٤٢﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى

وہ نہ کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی ان پر ذلت چھا رہی ہوگی اور وہ پہلے (دنیا میں) سجدہ کے لئے

السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ﴿٤٣﴾ فَذَرْنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ سَنَسْتَدْرِجُهُم

بلائے جاتے تھے حالانکہ وہ صحیح سالم ہوتے تھے۔ پس مجھے اور اس کلام کے جھٹلانے والوں کو چھوڑ دو ہم انہیں بتدریج (جہنم کی طرف) لے جائیں گے

مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٤﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿٤٥﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم

اس طور پر کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوگی۔ اور ہم انکو ڈھیل دیتے ہیں بیشک ہماری تدبیر زبردست ہے۔ کیا آپ ان سے کچھ اجرت مانگتے ہیں کہ

مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٦﴾ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤٧﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

جس کے تاوان کا ان پر بوجھ پڑ رہا ہے۔ یا ان کے پاس غیب کی خبر ہے کہ وہ اسے لکھ لیتے ہیں۔ پھر آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کریں

وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿٤٨﴾ لَّوْلَا أَن تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِّن رَّبِّهِ

اور مچھلی والے جیسے نہ ہو جائیں جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا اور وہ بہت ہی غمگین تھا۔ اگر اس کے رب کی رحمت اسے نہ سنبھال لیتی

لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٥٠﴾ وَإِن يَكَادُ

تو وہ برے حال سے چٹیل میدان میں پھینکا جاتا۔ پس اسے اس کے رب نے نوازا پھر اسے نیک بختوں میں کر دیا۔ اور بالکل

الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَیُزۡلِقُوۡنَکَ بِاَبۡصَارِہِمۡ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکۡرَ وَ یَقُوۡلُوۡنَ اِنَّہٗ لَمَجۡنُوۡنٌ ﴿۵۱﴾
قریب تھا کہ کافر آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا دیں جبکہ انہوں نے قرآن سنا اور کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے○
وَ مَا ہُوَ اِلَّا ذِکۡرٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۵۲﴾
اور حالانکہ یہ قرآن تمام دنیا کے لئے صرف نصیحت ہے○

افاداتِ محمود:

یَوۡمَ یُکۡشَفُ عَنۡ سَاقٍ الخ

قیامت کے دن لوگوں کو سجدہ کرانے کے لیے تدبیر کی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ اپنی ٹانگ سے پردہ اٹھالیں گے تو جو ایمان والے ہوں گے وہ سب سجدہ میں گر پڑیں گے۔ جو لوگ منافق ہیں یا کافر یا وہ لوگ جو دنیا میں ریا کاری اور شہرت کی غرض سے سجدہ کرتے تھے، ان کی پیٹھ ایک پلین تختہ کی طرح ہو جائے گی اور جھکنے کی صلاحیت ختم ہو جائے گی۔ گویا اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا ہی نہیں ہوگا کہ ایسے ناشکرے اور باغی اس کے آگے سجدہ ریز ہوں اور وہ لوگ ساری زندگی بے ایمان رہنے کے باوجود اب ایمان والوں میں شامل ہوں۔

کشف ساق جو اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہو وہی مراد ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جسم اور جسمیات سے منزہ ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا ایک قول ہے کہ لوگ ایک خاص قسم کے نور کے آگے سجدہ ریز ہوں گے۔

وَ اِنۡ یَّکَادُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا الخ

کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تیز نگاہوں سے دیکھتے تھے اور چاہتے تھے آپ کے منصوبے ناکام ہو جائیں (العیاذ باللہ) لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ حدیث میں ہے (العین حق) یعنی نظر بد کا لگ جانا حق ہے۔ اس سے تکلیف پہنچ سکتی ہے۔ لہٰذا یہ دونوں آیتیں اور اسی طرح کے بعض کلمات احادیث میں بھی وارد ہوئے ہیں۔ جس پر نظر کا شبہ ہو اس کو ان دونوں آیتوں سے اور احادیث میں جو کلمات ارشاد ہوئے ہیں، ان کے ذریعہ دم کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

سُوْرَۃُ الْحَاقَّۃِ مَکِّیَّۃٌ

آیتیں ۵۲ سورۃ حاقہ مکی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
اَلْحَآقَّةُ ۝١ مَا الْحَآقَّةُ ۝٢ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝٣ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝٤
قیامت ۝ قیامت کیا چیز ہے ۝ اور تمہیں کس چیز نے بتایا کہ قیامت کیا ہے ۝ ثمود اور عاد نے قیامت کو جھٹلایا تھا ۝
فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝٥ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ
سو ثمود تو سخت ہیبت ناک چیخ سے ہلاک کیے گئے ۝ اور لیکن قوم عاد سو وہ ایک سخت آندھی سے
عَاتِيَةٍ ۝٦ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا
ہلاک کیے گئے ۝ وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی (اگر تو موجود ہوتا) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا
صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝٧ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝٨ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ
دیکھتا کہ گویا گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں ۝ سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے ۝ اور فرعون اور اس سے
وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝٩ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝١٠
پہلے کے لوگ اور الٹی ہوئی بستیوں والے گناہ کے مرتکب ہوئے ۝ پس انہوں نے اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی تو اللہ نے انہیں سخت پکڑ لیا ۝
اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ۝١١ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝١٢
بیشک ہم نے جب پانی حد سے گزر گیا تھا تو تمہیں کشتی میں سوار کر لیا تھا ۝ تاکہ ہم سے تمہارے لیے ایک یادگار بنائیں اور اس کو کان یاد رکھنے والے یاد رکھیں ۝
فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝١٣ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً
پھر جب صور میں پھونکا جائے گا ایک بار پھونکا جانا ۝ اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائیں گے پس وہ دونوں ریزہ ریزہ
وَّاحِدَةً ۝١٤ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝١٥ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِىَ يَوْمَئِذٍ
کر دیئے جائیں گے ۝ پس اس دن قیامت ہوگی ۝ اور آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اس دن
وَّاهِيَةٌ ۝١٦ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۝١٧
بودا ہوگا ۝ اور اس کے کناروں پر فرشتے ہوں گے اور عرش الٰہی کو اپنے اوپر اس دن آٹھ فرشتے اٹھائیں گے ۝

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ

اس دن تم پیش کیے جاؤ گے تمہارا کوئی راز مخفی نہ رہے گا ○ جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا سو وہ کہے گا

هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ ﴿١٩﴾ إِنِّي ظَنَنتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾

لو میرا اعمال نامہ پڑھو ○ بیشک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا ○ سو وہ دل پسند عیش میں ہوگا ○

فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ

بلند بہشت میں ○ جس کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے ○ کھاؤ اور پیئو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے

فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ﴿٢٥﴾

گذشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے ○ اور جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو کہے گا اے کاش میرا اعمال نامہ نہ ملتا ○

وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾

اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے ○ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی ○ میرا مال کچھ کام نہ آیا ○

هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِي

مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی ○ اسے پکڑو پس اسے طوق پہنا دو ○ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو ○ پھر ایک

سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ﴿٣٢﴾ إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ

زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اسے جکڑ دو ○ بیشک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا وہ

الْعَظِيمِ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿٣٤﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ ﴿٣٥﴾

عظمت والا ہے ○ اور نہ وہ مسکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا ○ سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں ○

ع وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ﴿٣٦﴾ لَّا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ﴿٣٧﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ﴿٣٨﴾

اور نہ کھانا ہے مگر زخموں کا دھوون ○ اسے سوائے گناہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا ○ سو میں ان چیزوں کی قسم کھاتا ہوں جو تم دیکھتے ہو ○

وَمَا لَا تُبْصِرُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿٤٠﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا

اور ان کی جو تم نہیں دیکھتے ○ کہ بے شک یہ (قرآن) رسول کریم کی زبان سے نکلا ہے ○ اور وہ کسی شاعر کا قول نہیں (مگر) تم بہت ہی کم

تُؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٣﴾

یقین کرتے ہو ○ اور نہ کسی جادوگر کا قول ہے تم بہت ہی کم غور کرتے ہو ○ وہ پروردگار عالم کا نازل کیا ہوا ہے ○

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ﴿۴۴﴾ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ
اور اگر وہ کوئی بنا وٹی بات ہمارے ذمہ لگاتا ○ تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے ○ پھر ہم اس کی رگ گردن
الْوَتِينَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿۴۷﴾ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۴۸﴾
کاٹ ڈالتے ○ پھر تم میں سے کوئی بھی اس سے روکنے والا نہ ہوتا ○ اور بیشک وہ تو پرہیزگاروں کے لئے ایک نصیحت ہے ○
وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ ﴿۴۹﴾ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۵۰﴾ وَإِنَّهُ لَحَقُّ
اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ بعض تم میں سے جھٹلانے والے ہیں ○ اور بیشک وہ کفار پر باعث حسرت ہے ○ اور بیشک وہ یقین کرنے کے
الْيَقِينِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿۵۲﴾ ع
قابل ہے ○ پس اپنے رب کے نام کی تسبیح کر جو بڑا عظمت والا ہے ○

افاداتِ محمود:

حاقۃ اور قارعۃ یہ دونوں قیامت کے نام ہیں۔ حاقہ کا معنی ثابت ہونے والی اور قارعۃ کا معنی کھٹکھٹانے والی ہے۔ قیامت کے دن تمام حقائق، اعمال اور ان کا نتیجہ جزا و سزا سب کچھ سامنے آجائے گا۔ اس لحاظ سے قیامت کا دن اَلْحَاقَّةُ ہے اور قیامت کے دن کی ہولنا کیوں کے اعتبار سے قیامت کا دن ''القارعۃ'' ہے۔ آگے پھر قوم ثمود، قوم عاد، قوم فرعون اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا مختصر تذکرہ ہے۔ آگے پھر نامہ ہائے اعمال کا ذکر ہے کہ جو دائیں اور بائیں ہاتھ میں ملیں گے اور جو تاثرات اس وقت ہوں گے ان کا تذکرہ ہے۔ دوسرے رکوع میں حقانیت قرآن کریم کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤکد اور مضبوط قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ صاحب قرآن کی طرف سے اس میں کسی قسم کی کوئی ملاوٹ یا آمیزش نہیں ہے۔ دوسرے لوگ تو اس میدان کے ہیں ہی نہیں کہ اس میں کچھ ملاوٹ یا ردوبدل کر سکیں۔ واللہ اعلم

سورۃ المعارج مکیۃ ۷۰

آیتیں ۴۴ سورۃ معارج مکی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ﴿۱﴾ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ﴿۲﴾ مِنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ ﴿۳﴾

ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا جو واقع ہونے والا ہے○ کافروں کے لئے کہ اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں○ جو اللہ کی طرف سے واقع ہوگا جو

تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ﴿۴﴾

سیڑھیوں کا (یعنی آسمانوں کا) مالک ہے○ (جن سیڑھیوں سے) فرشتے اور (اہل ایمان کی) روحیں اس کے پاس چڑھ جاتی ہیں (اور وہ عذاب) اس دن ہوگا

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا ﴿۵﴾ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ﴿۶﴾ وَنَرَاهُ قَرِيبًا ﴿۷﴾ يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ

جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے○ آپ اچھی طرح سے صبر کئے رہیں○ بیشک وہ اسے دور دیکھتے ہیں○ اور ہم اسے قریب دیکھتے ہیں○ جس دن آسمان

كَالْمُهْلِ ﴿۸﴾ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿۹﴾ وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ﴿۱۰﴾ يُبَصَّرُونَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ

پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا○ اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگدار اون کی طرح ہوں گے○ اور کوئی دوست کسی دوست کو نہیں پوچھے گا○ وہ انہیں دکھائے جائیں گے

لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ﴿۱۱﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ﴿۱۲﴾ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي

مجرم چاہے گا کہ کاش اس دن کے عذاب کے بدلہ میں اپنے بیٹوں کو دے دے○ اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو○ اور اپنے اس کنبہ کو جو اسے

تُؤْوِيهِ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ ﴿۱۴﴾ كَلَّا إِنَّهَا لَظَىٰ ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِلشَّوَىٰ ﴿۱۶﴾

پناہ دیتا تھا○ اور ان سب کو جو زمین میں ہیں پھر اپنے آپ کو بچالے○ ہرگز نہیں بیشک وہ تو ایک آگ ہے○ کھالوں کو اتارنے والی○

تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ﴿۱۸﴾ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴿۱۹﴾ إِذَا

اس کو بلائے گی جس نے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا○ اور مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا○ بیشک انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے○ جب

مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ﴿۲۰﴾ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ﴿۲۱﴾ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿۲۲﴾ الَّذِينَ هُمْ

اسے تکلیف پہنچتی ہے تو چلا اٹھتا ہے○ اور جب اسے مال ملتا ہے تو بڑا بخیل ہے○ مگر وہ نمازی○ جو اپنی

عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ ﴿۲۴﴾ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿۲۵﴾

نماز پر ہمیشہ قائم ہیں○ اور وہ جن کے مالوں میں حصہ معین ہے○ سائل اور غیر سائل کے لئے○

وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾
اور وہ جو قیامت کے دن کا یقین رکھتے ہیں ○ اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں ○
اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰٓى
بیشک ان کے رب کے عذاب کا خطرہ لگا ہوا ہے ○ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ○ مگر اپنی
اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ
بیویوں یا لونڈیوں سے سو بے شک انہیں کوئی ملامت نہیں ○ پس جو کوئی اس کے سوا چاہے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ
سو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں ○ اور وہ جو اپنی امانتوں اور عہدوں کے رعایت رکھتے ہیں ○ اور وہ جو اپنی
هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ
گواہیوں پر قائم رہتے ہیں ○ اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ○ وہی لوگ
جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع
باغوں میں عزت سے رہیں گے ○

افاداتِ محمود:

سَاَلَ سَآئِلٌ الخ

سائل سے مراد یا تو پیغمبر ہیں جیسا کہ حضرت نوحؑ نے کہا تھا۔ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ یا اس سے مراد کافر ہیں جو جلدی عذاب مانگتے تھے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ الخ (الحج ۴۷) دوسری جگہ ارشاد ہے

فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ (الانفال ۳۲)

ذِى الْمَعَارِجِ سے مراد یہ ہے کہ آسمانوں پر فرشتوں کے چڑھنے اور اُترنے کے لیے راستے بنے ہوئے ہیں۔ آگے اس سورت میں قیامت کا بیان ہے۔ پھر عبادات مالیہ و بدنیہ کا ذکر ہے۔ آگے پھر اصل مضمون یعنی قیامت کی طرف عود ہے۔ واللہ اعلم

فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ۝۳۶ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ

پس کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ کی طرف دوڑے آ رہے ہیں ۝ دائیں اور بائیں سے

الشِّمَالِ عِزِيْنَ ۝۳۷ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ۝۳۸ كَلَّا ۭ اِنَّا

ٹولیاں بنا کر ۝ کیا ہر ایک ان میں سے طمع رکھتا ہے کہ وہ نعمت کے باغ میں داخل کیا جاویگا ۝ ہر گز نہیں بیشک ہم نے انہیں

خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۹ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ۝۴۰

اس چیز سے پیدا کیا ہے جسے وہ بھی جانتے ہیں ۝ پس میں مشرقوں اور مغربوں کے پروردگار کی قسم کھاتا ہوں (یعنی اپنی ذات کی) کہ ہم ضرور قادر ہیں ۝

عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۝۴۱ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا

اس بات پر کہ ہم ان سے بہتر لوگ بدل کر لا سکتے ہیں اور ہم عاجز بھی نہیں ہیں ۝ پھر انہیں چھوڑ دو کہ وہ بیہودہ باتوں اور کھیل میں لگے رہیں ۝

حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝۴۲ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ

یہانتک کہ وہ دن دیکھ لیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے ۝ جس دن وہ دوڑتے ہوئے قبروں سے نکل پڑیں گے گویا کہ وہ ایک

اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۝۴۳ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ

نشان کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں ۝ ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی ان پر ذلت چھا رہی ہوگی یہی وہ دن ہے

كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝۴۴ ع ۸

جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے ۝

(۷۱) سُوْرَةُ نُوْحٍ مَكِّيَّةٌ

آیتیں ۲۸ سورۃ نوح مکی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦٓ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١﴾
بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو ڈرا اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آپڑے ۝
قَالَ يَٰقَوْمِ إِنِّى لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢﴾ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ﴿٣﴾ يَغْفِرْ
اس نے کہا اے میری قوم بیشک میں تمہارے لئے کھلم کھلا ڈرانے والے ہوں ۝ کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو ۝ وہ
لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ ٱللَّهِ إِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ
تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایک وقت مقرر تک مہلت دیگا بیشک اللہ کا وقت ٹھہرایا ہوا ہے جب آجائے گا تو اس میں تاخیر
لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّى دَعَوْتُ قَوْمِى لَيْلًا وَنَهَارًا ﴿٥﴾ فَلَمْ يَزِدْهُمْ
نہ ہوگی کاش تم جانتے ۝ کہا اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بلایا ۝ پھر وہ میرے بلانے سے
دُعَآءِىٓ إِلَّا فِرَارًا ﴿٦﴾ وَإِنِّى كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوٓا۟ أَصَٰبِعَهُمْ فِىٓ
اور بھی زیادہ بھاگتے رہے ۝ اور بیشک جب کبھی میں نے انہیں بلایا تا کہ تو انہیں معاف کر دے تو انہوں نے اپنی انگلیاں
ءَاذَانِهِمْ وَٱسْتَغْشَوْا۟ ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا۟ وَٱسْتَكْبَرُوا۟ ٱسْتِكْبَارًا ﴿٧﴾ ثُمَّ إِنِّى دَعَوْتُهُمْ
اپنے کانوں میں رکھ لیں اور انہوں نے اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور ضد کی اور بہت بڑا تکبر کیا ۝ پھر میں نے انہیں کھلم کھلا
جِهَارًا ﴿٨﴾ ثُمَّ إِنِّىٓ أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ﴿٩﴾ فَقُلْتُ ٱسْتَغْفِرُوا۟ رَبَّكُمْ إِنَّهُۥ
بھی بلایا ۝ پھر میں نے انہیں علانیہ بھی کہا اور مخفی طور پر بھی کہا ۝ پس میں نے کہا اپنے رب سے بخشش مانگو بیشک
كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾ يُرْسِلِ ٱلسَّمَآءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ﴿١١﴾ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَٰلٍ وَبَنِينَ
وہ بڑا بخشنے والا ہے ۝ وہ آسمان سے تم پر (موسلا دھار) مینہ برسائے گا ۝ اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا
وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّٰتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَٰرًا ﴿١٢﴾ مَّا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ﴿١٣﴾ وَقَدْ
اور تمہارے لئے باغ بنادے گا اور تمہارے لئے نہریں بنا دے گا ۝ تمہیں کیا ہو گیا تم اللہ کی عظمت کا خیال نہیں رکھتے ۝ حالانکہ

خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿١٤﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿١٥﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ

اس نے تمہیں کئی طرح سے بنایا ہے ○ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے سات آسمان اوپر تلے (کیسے) بنائے ہیں ○ اور ان میں چاند کو

فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿١٦﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿١٧﴾ ثُمَّ

چمکتا ہوا بنایا اور آفتاب کو چراغ بنا دیا ○ اور اللہ ہی نے تمہیں زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا ○ پھر

يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿١٨﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿١٩﴾ لِّتَسْلُكُوْا

وہ تمہیں اسی میں لوٹائے گا اور اسی میں سے (پھر) باہر نکالے گا ○ اور اللہ ہی نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا ہے ○ تا کہ تم اس کے

مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿٢٠﴾ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ ع

کھلے راستوں میں چلو ○ نوح نے کہا اے میرے رب بیشک انہوں نے میرا کہنا نہ مانا اور اس کو مانا جس کو اس کے مال اور اولاد نے

وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ﴿٢١﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿٢٢﴾ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ

نقصان کے سوا کچھ بھی فائدہ نہیں دیا ○ اور انہوں نے بڑی زبردست چال چلی ○ اور کہا تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو اور نہ

وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿٢٣﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ

وڈ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو چھوڑو ○ اور انہوں نے بہتوں کو گمراہ کر دیا اور (اب آپ)

الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿٢٤﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ

ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا دیجئے ○ وہ اپنے گناہوں کے سبب سے غرق کر دیئے گئے پھر دوزخ میں داخل کئے گئے پس انہوں نے اپنے لئے سوائے

دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿٢٥﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾

اللہ کے کوئی مددگار نہ پایا ○ اور نوح نے کہا اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی رہنے والا نہ چھوڑ ○

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿٢٧﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ

اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور نسل بھی جو ہوگی تو فاجر اور کافر ہی ہوگی ○ اے میرے رب مجھے

وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ

اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اس کو جو میرے گھر میں ایماندار ہو کر داخل ہو جائے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کو اور ظالموں کو

الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾ ع

تو بربادی کے سوا اور کچھ زیادہ نہ کر ○

افاداتِ محمود:

حضرت نوح علیہ السلام سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو شرک مٹانے کے لیے مبعوث فرمائے گئے اور ساڑھے نو سو سال تبلیغ ودعوت کے بعد ان کی قوم پر عذاب آیا۔ دنیا میں دوبارہ جو انسان بس سکے تھے، وہ وہی لوگ تھے جو حضرت نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔ ان سے پھر نسل انسانی پلی بڑھی۔ ان کے سوا تمام انسان اس عذاب میں ختم ہو گئے۔ اسی وجہ سے حضرت نوح کو آدم ثانی کہا جاتا ہے۔ اس سورت میں آگے جو بتوں کے نام ہیں جیسے ودّ، سواع وغیرہ۔ یہ اصل میں نیکوکار اور صالح لوگوں کے نام تھے۔ جب وہ دنیا سے گزر گئے تو ابلیس نے لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ ان کے ہم شکل مجسمے بنا کر عبادت خانوں میں رکھ دو تا کہ تم ان کے نقش قدم پر آسانی سے چل سکو۔ ان کے مجسمے تمھیں ان بزرگوں کی یاد دلاتے رہیں اور تمھارے دلوں میں خیر کا جذبہ سلامت رہے۔ ان لوگوں نے ان بزرگوں کے مجسمے بنا دیے اور پھر یہ لوگ بھی دنیا سے گزر گئے تو شیطان نے بعد میں آنے والی نسلوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ تمہارے آباء واجداد تو ان ہی مجسموں کی پرستش کرتے رہے۔ لہٰذا اس طرح یہ لوگ شرک میں مبتلا ہو گئے۔ واللہ اعلم

آیَاتُهَا ۲۸ (۷۲) سُوْرَۃُ الْجِنِّ مَکِّیَّۃٌ (۴۰) رُکُوْعَاتُهَا ۲

آیتیں ۲۸ سورۃ جن مکی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝١ يَّهْدِيْٓ

کہہ دو کہ مجھے اس بات کی وحی آئی ہے کہ کچھ جن (مجھ سے قرآن پڑھتے) سن گئے ہیں پھر انہوں نے (اپنی قوم سے) جاکر کہہ دیا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے ۝

اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝٢ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا

جو نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے سو ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور ہم اپنے رب کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے ۝ اور ہمارے رب کی شان بلند ہے

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝٣ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝٤

نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ بیٹا ۝ اور ہم میں سے بعض بیوقوف ہیں جو اللہ پر جھوٹی باتیں بنایا کرتے تھے ۝

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝٥ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ

اور ہمیں خیال تھا کہ انسان اور جن اللہ پر ہرگز جھوٹ نہ بولیں گے ۝ اور کچھ آدمی جنوں کے

مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝٦ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا

مردوں سے پناہ لیا کرتے تھے سوانہوں نے ان کی سرکشی اور بڑھا دی ۝ اور وہ بھی سمجھے ہوئے تھے جیسا کہ

ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝٧ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاۗءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ

تم نے سمجھ رکھا ہے کہ اللہ ہرگز کسی کو (رسول بناکر) نہ بھیجے گا ۝ اور ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو ہم نے اسے سخت پہروں

حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝٨ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ

اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا ۝ اور ہم اس کے ٹھکانوں میں سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے پس جو کوئی اب کان دھرتا ہے

الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝٩ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ

تو وہ اپنے لئے ایک انگارہ تاک لگائے ہوئے پاتا ہے ۝ اور ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کے ساتھ نقصان کا ارادہ کیا گیا ہے یا

اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝١٠ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا طَرَاۗىِٕقَ

ان کی نسبت انکے رب نے راہ راست پر لانے کا ارادہ کیا ہے ۝ اور کچھ تو ہم میں سے نیک ہیں اور کچھ اور طرح کے ہم بھی مختلف

قِدَدًا ﴿۱۱﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿۱۲﴾ وَّاَنَّا لَمَّا

طریقوں پر تھے○ اور بیشک ہم نے سمجھ لیا ہے کہ ہم اللہ کو زمین میں کبھی عاجز نہیں کر سکیں گے اور نہ ہی ہم بھاگ کر عاجز کر سکیں گے○ اور جب ہم نے

سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنَّا

ہدایت کی بات سنی تو ہم اس پر ایمان لے آئے پھر جو اپنے رب پر ایمان لے آیا تو نہ اسے نقصان کا ڈر رہے گا اور نہ ظلم کا○ اور کچھ تو

مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَاَمَّا

ہم میں سے فرمانبردار ہیں اور کچھ نافرمان پس جو کوئی فرمانبردار ہوگیا سو ایسے لوگوں نے سیدھا راستہ تلاش کر لیا○ اور لیکن

الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ

جو ظالم ہیں سو وہ دوزخ کا ایندھن ہوں گے○ اور اگر (مکہ والے) سیدھے راستہ پر قائم رہتے تو ہم ان کو با افراط

مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾

پانی سے سیراب کرتے○ تا کہ اس (ارزانی) میں ان کا امتحان کریں اور جس نے اپنے رب کی یاد سے منہ موڑا تو وہ اسے سخت عذاب میں ڈالے گا○

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ

اور بیشک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو○ اور جب اللہ کا بندہ (نبی) اس کو پکارنے کھڑا ہوتا ہے

كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ ع

تو لوگ اس پر جھمکٹا کرنے لگتے ہیں○

افاداتِ محمود:

جنوں کے متعلق تفصیلی بات سورۂ احقاف میں گزر چکی ہے۔

فلا نعُوْدُ وَلا نُعِيْدُ

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ الخ

یا تو مراد عام مساجد ہیں کہ مسجدوں میں اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت یا کسی کو پکارنا جائز نہیں یا جسم انسانی میں مواضع سجدہ مراد ہیں یعنی جسم کے وہ حصے جو دوران سجدہ استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے ہاتھ پاؤں اور پیشانی وغیرہ۔ ان کا استعمال غیر اللہ کے لیے جائز نہیں۔ ان کا غیر اللہ کے لیے جھکانا ان کے ذریعہ غیر اللہ کی عبادت کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے ترجمہ قرآن میں یہی مفہوم پیش کیا ہے۔ واللہ اعلم

قُلْ إِنَّمَآ أَدْعُوا رَبِّي وَلَآ أُشْرِكُ بِهٖٓ أَحَدًا ﴿٢٠﴾ قُلْ

کہہ دو میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرتا○ کہہ دو

إِنِّي لَآ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾ قُلْ إِنِّي لَنْ يُّجِيرَنِي مِنَ اللّٰهِ أَحَدٌ ۙ وَّلَنْ

میں نہ تمہارے کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا○ کہہ دو مجھے اللہ سے کوئی نہیں بچا سکے گا اور نہ مجھے

أَجِدَ مِنْ دُونِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿٢٢﴾ ۙ إِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ

اس کے سوا پناہ ملے گی○ مگر اللہ کا پیغام اور اس کا حکم پہنچانا ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا

فَإِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ﴿٢٣﴾ ؕ حَتّٰٓى إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ فَسَيَعْلَمُونَ

تو اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ سدا رہے گا○ یہاں تک کہ جب وہ (عذاب) دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے

مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا وَّأَقَلُّ عَدَدًا ﴿٢٤﴾ قُلْ إِنْ أَدْرِيٓ أَقَرِيبٌ مَّا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ

تو وہ جان لیں گے کہ کس کے مددگار کمزور اور شمار میں کم ہیں○ کہہ دو مجھے خبر نہیں جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا اس کے لئے

لَهٗ رَبِّيٓ أَمَدًا ﴿٢٥﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ ۙ إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ

میرا رب کوئی مدت ٹھہراتا ہے○ وہ غیب جاننے والا ہے اپنے غائب کی باتوں پر کسی کو واقف نہیں کرتا○ مگر اپنے پسندیدہ

رَّسُولٍ فَإِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿٢٧﴾ ۙ لِّيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا

رسول کو پھر اس کے آگے اور پیچھے محافظ مقرر کر دیتا ہے تا کہ وہ بظاہر جان لے کہ انہوں نے

رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿٢٨﴾ ع ۱۲

اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے اور اللہ نے تمام کاموں کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے اور اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے○

www.besturdubooks.wordpress.com

سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّلِ مَکِّیَّۃٌ

آیتیں ۲۰ سورۃ مزمل مکی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝١ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝٢ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝٣

اے چادر اوڑھنے والے ○ رات کو قیام کر مگر تھوڑا سا حصہ ○ آدھی رات یا اس میں سے تھوڑا سا حصہ کم کر دے ○

اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝٤ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝٥ اِنَّ

یا اس پر زیادہ کر دو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو ○ ہم عنقریب آپ پر ایک بھاری بات (کا بوجھ) ڈالنے والے ہیں ○ بیشک

نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۝٦ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝٧

رات کا اٹھنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے اور رات بھی صحیح نکلتی ہے ○ بیشک دن میں آپ کے لئے بڑا کام ہے ○

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝٨ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

اور اپنے رب کا نام لیا کرو اور سب سے الگ ہو کر اسی کی طرف آ جاؤ ○ وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں

فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝٩ وَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝١٠ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ

پس اسی کو کارساز بنالو ○ اور کافروں کی باتوں پر صبر کرو اور انہیں عمدگی سے چھوڑ دو ○ اور مجھے اور جھٹلانے والے

اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝١١ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝١٢ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ

دولتمندوں کو چھوڑ دو اور انہیں تھوڑی سی مدت مہلت دو ○ بیشک ہمارے پاس بیڑیاں اور جہنم ہے ○ اور گلے میں اٹکنے والا کھانا

وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۝١٣ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝١٤

اور دردناک عذاب ○ جس دن زمین اور پہاڑ لرزیں گے اور پہاڑ ریگِ رواں کے تودے ہو جائیں گے ○

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۥ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝١٥

ہم نے تمہاری طرف تم پر گواہی دینے والا ایک رسول اس طرح سے بھیجا ہے کہ جس طرح فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا ○

فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝١٦ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ

پھر فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے سخت پکڑ سے پکڑ لیا ○ پھر تم کس طرح بچو گے اگر تم نے بھی انکار کیا

يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿۱۷﴾ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ۚ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ
اس دن جولڑکوں کو بوڑھا کر دے گا○ اس دن آسمان پھٹ جائے گا اس کا وعدہ ہو کر رہے گا○ بیشک یہ (قرآن)
تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۱۹﴾ ع
ایک نصیحت ہے پھر جو چاہے اپنے رب کی طرف آنے کا راستہ بنا لے○

افاداتِ محمود:

حافظ ابن کثیرؒ نے بروایت بزار نقل فرمایا ہے کہ قریش دار الندوہ میں جمع ہو گئے تھے اور یہ مشورہ کر رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس (طعنہ آمیز) نام سے پکارا جائے تا کہ لوگ آپؐ سے نفرت کرنے لگیں (العیاذ باللہ) بعض نے کاہن کہا، لیکن ان ہی لوگوں نے خود ہی اس کی تردید کی کہ وہ کاہن نہیں ہیں۔ بعض نے کہا مجنون مناسب ہے، لیکن پھر اسے بھی غلط مان کر رد کر دیا۔ بعض نے کہا کہ ساحر یعنی جادوگر کہا جائے۔ پھر کہنے لگے جادوگر بھی مناسب نہیں ہے اور کسی ایک بات پر اتفاق رائے قائم کیے بغیر چلے گئے۔ جب آپؐ کو یہ بات پہنچی تو آپؐ اپنے آپ کو کپڑے میں لپیٹ کر لیٹ گئے۔ جیسا کہ مغموم ومحزون لوگ کیا کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے تلاطفت کے طور پر آپ کو مانوس کرنے کے لیے ایسے الفاظ سے پکارا جو کماحقہ اس کیفیت کی غمازی کرتے ہیں۔ ایسے ہی ایک بار حضرت علیؓ گھر سے رنجیدہ ہو کر تشریف لے گئے تھے اور جا کر مسجد میں فرش پر لیٹ گئے۔ پسینہ آنے کی وجہ سے مٹی جسم مبارک سے لگی ہوئی تھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کے پاس گئے تو فرمایا "قم ابا تراب" یہ ارشاد بھی اسی طرح تانیس وتلاطفت پر مبنی تھا۔

نِّصْفَهٗٓ الخ

یہ حکم تقریباً ایک سال کے لیے تھا بعد میں اسی سورت کے دوسرے رکوع میں جو آیت نازل ہوگئی تو وقت اور قراۃ کی قید ختم کر دی گئی یعنی سہولت سے جتنا قیام ممکن ہو سو کر لیا کرو۔ کمی کوتاہی معاف ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعۡلَمُ اَنَّكَ تَقُوۡمُ اَدۡنٰى
بیشک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ اور جو لوگ آپ کے
مِنۡ ثُلُثَيِ الَّيۡلِ وَنِصۡفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيۡنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيۡلَ
ساتھ ہیں (کبھی) دو تہائی رات کے قریب اور (کبھی) تہائی رات سے (نماز تہجد میں) کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ ہی رات اور دن کا
وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنۡ لَّنۡ تُحۡصُوۡهُ فَتَابَ عَلَيۡكُمۡ فَاقۡرَءُوۡا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنۡ
اندازہ کرتا ہے اسے معلوم ہے کہ تم اس کو نباہ نہیں سکتے سو اس نے تم پر رحم کیا پس پڑھو جتنا قرآن میں سے آسان ہو اسے علم ہے کہ
سَيَكُوۡنُ مِنۡكُمۡ مَّرۡضٰى ۙ وَاٰخَرُوۡنَ يَضۡرِبُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ يَبۡتَغُوۡنَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ ۙ
تم میں سے کچھ بیمار ہوں گے اور کچھ اور لوگ بھی جو اللہ کا فضل تلاش کرتے ہوئے زمین پر سفر کریں گے
وَاٰخَرُوۡنَ يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۖ فَاقۡرَءُوۡا مَا تَيَسَّرَ مِنۡهُ ۙ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا
اور کچھ اور لوگ ہونگے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے پس پڑھو جو اس میں سے آسان ہو اور نماز قائم کرو اور
الزَّكٰوةَ وَاَقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِكُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ تَجِدُوۡهُ
زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھی طرح (یعنی اخلاص سے) قرض دو اور جو کچھ نیکی آگے بھیجو گے اپنے واسطے تو اس کو اللہ کے ہاں بہتر
عِنۡدَ اللّٰهِ هُوَ خَيۡرًا وَّاَعۡظَمَ اَجۡرًا ؕ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۰﴾ ع
اور بڑے اجر کی چیز پاؤ گے اور اللہ سے بخشش مانگو بیشک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ○

افاداتِ محمود:

اِنَّ رَبَّكَ يَعۡلَمُ اَنَّكَ تَقُوۡمُ الخ

حاصل یہ ہے کہ نصف اللیل تک کے قیام کی تم طاقت نہیں رکھتے۔ اگر ایک دن ایسا کر بھی لوگے تو مواظبت نہیں کر سکو گے۔ حدیث میں ہے کہ بہترین عمل وہ ہے جس کو ہمیشہ کیا جائے۔ اگرچہ تھوڑا ہو۔ (بخاری) دوسری بات یہ ہے کہ تم میں بعض مریض بھی ہوں گے۔ مسافر بھی ہوں گے اور مجاہد بھی ہوں گے جو قتال فی سبیل اللہ کے لیے کمر بستہ ہوں۔ اندریں حالات طویل قیام متعذر ہے۔ لہٰذا حسب استطاعت جتنا قیام وقراۃ ممکن ہو کر لیا کرو۔ میعاد اور مقدار کی پابندی نہیں ہے۔ البتہ فرض نمازوں اور زکوٰۃ کا اہتمام کیا کرو۔ مطلق زکوٰۃ کی فرضیت مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی اور زکوٰۃ کی مقداروں کی تفصیلات مدینہ منورہ میں آئی تھیں۔ تمام اعمال اخلاص کے ساتھ ہونے چاہئیں۔ آگے اس کا پھل ضرور پاؤ گے اور انسان ہونے کے ناتے اگر کوئی لغزش ہوئی ہو گی تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔ واللہ اعلم

آیاتها ۵۶ (سُورَةُ المُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ) رکوعاتها ۲

آیتیں ۵۶ سورۂ مدثر مکی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿١﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿٢﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿٣﴾ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٤﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿٥﴾

اے کپڑے میں لپٹنے والے○ اٹھو پھر (کافروں کو) ڈراؤ○ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو○ اور اپنے کپڑے پاک رکھو○ اور میل کچیل دور کرو○

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿٦﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿٧﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ﴿٨﴾ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ

اور بدلہ پانے کی غرض سے احسان نہ کرو○ اور اپنے رب کے لئے صبر کرو○ پھر جب صور میں پھونکا جائے گا○ پس وہ اس دن بڑا

يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ﴿٩﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿١٠﴾ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴿١١﴾ وَّجَعَلْتُ

کٹھن دن ہوگا○ کافروں پر وہ آسان نہ ہوگا○ مجھے اور اس کو چھوڑ دو کہ جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا○ اور اس کو

لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿١٢﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ﴿١٣﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿١٤﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿١٥﴾

بڑھنے والا مال دیا○ اور حاضر رہنے والے بیٹے دیئے○ اور اس کے لئے ہر طرح کا سامان تیار کر دیا○ پھر وہ طمع کرتا ہے کہ میں اور بڑھا دوں○

كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿١٦﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿١٧﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ

ہرگز نہیں بیشک وہ ہماری آیات کا سخت مخالف ہے○ عنقریب میں اسے اونچی گھاٹی پر چڑھاؤں گا○ بیشک اس نے سوچا اور اندازہ لگایا○ پھر اسے اللہ کی مار

كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَ

اس نے کیسا اندازہ لگایا○ پھر اسے اللہ کی مار اس نے کیسا اندازہ لگایا○ پھر اس نے دیکھا○ پھر اس نے تیوری چڑھائی اور منہ بنایا○ پھر پیٹھ پھیر لی اور

اسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿٢٤﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ سَاُصْلِيْهِ

تکبر کیا○ پھر کہا یہ تو ایک جادو ہے جو چلا آتا ہے○ یہ تو ہو نہ ہو آدمی کا کلام ہے○ عنقریب اس کو دوزخ میں

سَقَرَ ﴿٢٦﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ

ڈالوں گا○ اور آپ کو کیا خبر کہ دوزخ کیا ہے○ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے○ آدمی کو جھلس دے○ اس پر انیس (فرشتے)

عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ

مقرر ہیں○ اور ہم نے دوزخ پر فرشتے ہی رکھے ہیں اور ان کی تعداد کافروں کے لئے

كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ				
آزمائش بنائی ہے	تا کہ جن کو کتاب دی گئی ہے وہ یقین کرلیں	اور ایمانداروں کا ایمان بڑھے	اور تا کہ اہل کتاب	
الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْكَافِرُونَ				
اور ایمان دار شک نہ کریں	اور تا کہ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے	اور	کافر یہ کہیں کہ	
مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ				
اللہ کی اس بیان سے کیا غرض ہے	اور اللہ اس طرح سے جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور آپ کے			
وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ﴿٣١﴾				
رب کے لشکروں کو اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور دوزخ (کا حال بیان کرنا) صرف آدمیوں کی نصیحت کے لئے ہے۔				

ع ۱۵

افاداتِ محمود:

سورۂ اقراء کی پانچ آیتیں نازل ہونے کے بعد کچھ عرصہ کے لیے وحی کا نزول معطل ہوگیا۔ سلسلۂ وحی کے انقطاع سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف بھی ہوئی اور وحی کا شوق بھی بڑھتا رہا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا، وہ آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کو دیکھنے سے مجھے بخار کی سی کیفیت محسوس ہوئی اور میں نے خدیجۃ الکبریٰؓ سے کہا کہ مجھ کو کمبل اوڑھا دو۔ جب میں کمبل لپیٹ کر لیٹ گیا تو سورۂ مدثر نازل ہوئی پھر وحی تسلسل سے جاری رہی۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿١﴾

مزمل کی طرح مدثر کا خطاب بھی تلطف پر مبنی ہے۔ مدثر اصل میں متدثر باب تفعل سے اسم فاعل کا صیغہ ہے ''ت'' اور ''د'' دونوں قریب المخرج ہیں، لہٰذا تا کو دال سے تبدیل کر کے دال کو دال میں مدغم کر دیا۔ مدثر بن گیا۔

روافض کہتے ہیں کہ مدثر کا خطاب حضرت علیؓ سے ہے۔ کیونکہ حضورؐ نے آپ کو ''قم ابا تراب'' فرمایا تھا، لہٰذا مدثر سے مراد مٹی کی چادر ہے جس میں حضرت علیؓ لپٹے ہوئے تھے۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٤﴾

گناہ کی آلودگی سے صاف کرنا اور رکھنا اس کا مفہوم ہے۔ اپنے آپ کو گناہ سے بچانا اور محفوظ رکھنا مراد ہے۔ اپنی نیت اور قلب کو گناہ اور شرک کی آلودگی سے محفوظ و مصون رکھنا مقصود ہے۔ فرمایا کہ اپنے اخلاق کو شائستہ رکھیے۔ اپنے لباس کو پانی سے دھو کر پاک رکھیے۔ شرک سے بچ کر توحید پر قائم رہیے۔ اپنے اعمال کو اعمال صالحہ بنائیے۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝

شرک اور بتوں کو چھوڑ کر توحید پر قائم رہیے۔ معصیت اور شرک کے ترک پر دوام کیجیے۔

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝

جب کسی کو صدقہ خیرات ہدیہ وغیرہ دے دو تو اس کے عوض اس سے یہ امید نہ رکھو کہ وہ اس جیسا یا اس سے زیادہ آپ کو لوٹائے گا۔

جو نیک عمل کرتے ہو، وہ اللہ پر احسان نہ سمجھو کہ اس کے مقابلہ میں اس سے زیادتی طلب کرو۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا (الحجرات ۱۷)

لوگ اپنے مسلمان ہونے کا احسان آپؐ (نبی) پر جتلاتے ہیں، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ تم کو نیک عمل کی توفیق نصیب فرمائی۔ یا یہ مفہوم ہے کہ منصب نبوت سے متعلق جو فرائض آپ سرانجام دے رہے ہیں وہ خالصۃً لوجہ اللہ ہونے چاہئیں۔ اس دعوت وتبلیغ سے آپ کا مقصد نہ تو شہرت ہو، نہ نیک نامی، نہ دنیا کے ساز و سامان اور آسائشیں بلکہ رضائے الٰہی ہو جیسا کہ تمام نبی ورسول یہ اعلان فرماتے رہے:

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (الشعراء ۱۰۹)

ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے کہ

لا تبطلوا صدقتكم بالمن و الا ذى یعنی جس کو صدقہ دیا ہے اس پر احسان جتلا کر یا اس کو اذیت پہنچا کر اپنے صدقات ضائع مت کرو۔

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝

نقر ثلاثی مجرد ہے۔ یہ ٹک ٹک کے مفہوم میں ہے۔ اسی وجہ سے پرندے کی چونچ کو منقار کہتے ہیں۔ کیونکہ چونچ ہی کو پرند اور مرغی وغیرہ چیزوں پر مارتے ہیں اور چونچ میں پکڑ کر چیزوں کو زمین پر پٹختے رہتے ہیں۔ یہاں ناقور سے مراد قرن یعنی سینگ ہے۔ جس میں حضرت اسرافیلؑ قیامت کے دن پھونکیں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ میں کیونکر خوش رہ سکتا ہوں جبکہ حضرت اسرافیلؑ صور لیے کھڑے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر ہیں کہ جیسے ہی حکم ہو تو وہ پھونک دیں۔

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ۝

حافظ ابن کثیرؒ نے بروایت ابن عباسؓ نقل کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا اور قرآن کریم کے متعلق پوچھا۔ جب حضرت صدیق اکبرؓ نے اچھی طرح سمجھایا تو وہ وہاں سے نکلنے کے بعد لوگوں سے کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کلام سناتا ہے، اللہ کی قسم، نہ تو وہ شعر ہے، نہ کہانت، بلکہ اس میں ایک مٹھاس

ہے۔اس پر ایسی آب وتاب ہے کہ وہ غالب آتا ہے، مغلوب نہیں ہوتا۔ جب قریش کو معلوم ہوا کہ ولید بن مغیرہ قرآن کریم کی صداقت واعجاز سے متاثر ہو گیا ہے تو ان کو بڑی تشویش ہوئی۔ وہ آپس میں کہنے لگے کہ اگر ولید صابی (مسلمان) ہو گیا تو تمام قریش صابی (مسلمان) ہو جائیں گے۔ ابوجہل نے کہا کہ میں تم لوگوں کی یہ تشویش اور پریشانی دور کروں گا۔ اس نے جا کر ولید بن مغیرہ سے کہا کہ تمام قریش نے تیرے لیے صدقات وخیرات جمع کر لیے ہیں۔ ولید نے کہا مجھے لوگوں کے صدقات وخیرات سے کیا واسطہ، میں تو ان سے مال واولاد کے اعتبار سے بہتر وبرتر ہوں۔ ابوجہل نے کہا کہ وہ آپس میں یہ کہہ رہے ہیں کہ تو ابوبکرؓ کے ہاں روٹی کھانے جاتا ہے (لہٰذا ابوبکرؓ کی روٹی سے ہمارے صدقات تیرے لیے بہتر ہیں) ولید نے طیش میں آ کر قسم کھائی کہ میں آئندہ ابوبکرؓ وعمرؓ کے پاس نہ جاؤں گا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام تو جادو ہے جو نقل در نقل ہوتا چلا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام آیتیں نازل فرما دیں۔

وَحِيْدًا

یا تو حال ہے من موصول سے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ اکیلا بغیر مال واولاد اور بغیر کنبے کے پیدا ہوا تھا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ الخ (الانعام ۹۴)

پھر ہم نے مال دیا، صاحب اولاد بنایا تو بجائے شاکر بننے کے کافر، اور بجائے مطیع بننے کے عاصی ٹھہرا۔ یہ خلقت کی ضمیر مرفوع متصل کا حال بھی ہوسکتا ہے۔ اس صورت میں حاصل یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ ولید بن مغیرہ نے خوب سوچ سمجھ کر کلام خداوندی کو سحر کہا اور آپؐ کی طرف بھی بے سروپا اور بے بنیاد باتوں کی نسبت کی جس کی وجہ سے آپ رنجیدۂ طبع ہیں۔ آپ بےفکر رہیے۔ میں اکیلے نے اس کو پیدا کیا ہے اور اب میں اکیلا ہی اسے خود سنبھال لوں گا اور اس سے نبٹ لوں گا۔ آپ غمزدہ نہ ہوں۔

ولید اپنی قوم میں وحید کے لقب سے مشہور تھا کہ میں مال جائیداد اور اولاد کے اعتبار سے بےمثل اور بے مثال ہوں۔ مجھ سا کوئی نہیں۔ وہی وحید کا لقب اس کے لیے تحقیراً واستہزاءً لایا گیا ہے۔

صَعُوْدًا یہ جہنم میں ایک پہاڑ کا نام ہے جس پر ایک جہنمی ستر سال تک چڑھتا رہے گا اور پھر واپس جہنم کی تہہ میں چلا جائے گا۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔ (اعاذنا اللہ منہا)

عَبَسَ چیں بجبیں ہونا، تیوری چڑھانا۔

سِحْرٌ يُّؤْثَرُ یعنی ایسا جادو جو بابل سے نقل ہوتا آ رہا ہے۔

لَوَّاحَةٌ الخ چہرہ کی کھال کو جلا کر بھسم کرنے والی۔ مراد جہنم کی آگ ہے۔

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ یہ تمام فرشتوں کی تعداد نہیں ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ ۱۹ کو ر کمانڈر ہوں گے۔ پھر ان کی

زیرنگرانی ہزاروں فرشتے مختلف کاموں اور مختلف علاقوں پر مقرر رہوں گے۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جہنم میں ۱۹ قسم کا عذاب ہوگا۔ اس اعتبار سے جہنم کے مختلف حصوں پر مختلف ڈیوٹیاں سرانجام دینے کے لیے فرشتے مقرر کیے جائیں گے اور ان پر یہ ۱۹ کمانڈر مقرر رہوں گے۔ جن کا ذکر آیت مذکورہ میں ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ الخ فرشتوں کی مذکورہ تعداد ایک آزمائش ہے۔ ایمان والوں کا ایمان بڑھ جائے گا اور کفار کے کفر میں مزید اضافہ ہوگا۔ تفسیر ابن کثیر نے یہاں یہ روایت نقل کی ہے کہ قریش مکہ میں ایک پہلوان تھا اگر گائے، بیل کی کھال پر بیٹھ جاتا اور دس آدمی اُس کو کھینچتے تو کھال کے ٹکڑے ہو جاتے لیکن دس آدمی اس کے نیچے سے اُسے چھڑا نہیں سکتے تھے۔ اس کا نام ابوالاشدین کلدۃ ابن اسید بن خلف تھا۔ اُس نے اپنی خداداد قوت کے بل بوتے پر قریش مکہ سے کہا تھا کہ اگر جہنم میں ڈالنے والے انیس (۱۹) فرشتے ہیں تو سترا (۱۷) کے لیے میں اکیلا کافی ہوں اور دو کو تم لوگ سنبھال لینا (العیاذ باللہ) اس پہلوان نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات طے کی تھی کہ آپ میرے ساتھ کشتی کریں اگر آپ نے مجھ کو بچھاڑ دیا تو میں مسلمان ہو جاؤں گا چنانچہ آپ نے بچھاڑ دیا لیکن یہ مسلمان نہ ہوا۔

بہرحال ایمان والوں کے ایمان میں مزید اضافہ ہوا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی کچھ فرماتے ہیں وہ وحی خداوندی ہوتی ہے۔ اس میں چوں چرا کی گنجائش نہیں ہے اور کفار نے فرشتوں کی گنتی کا مذاق اُڑا کر اپنے جہنمی ہونے پر مہرِ دوام ثبت کر دی اور پھر ان کی سرکشی و طغیانی اور بڑھ گئی۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ الخ اس سے فرشتوں کی کثرت کی طرف اشارہ ہے کہ صرف اُنیس (۱۹) نہیں ہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں جیسا کہ مسند احمد اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ کسی آسمان میں قدم رکھنے یا بالش کے برابر جگہ خالی نہیں ہے بلکہ تمام آسمان فرشتوں سے پُر ہیں۔ بعض رکوع میں، بعض سجود میں اور بعض قیام میں ہیں۔ ایک روایت میں ہے قیامت کے دن یہ فرشتے کہیں گے اے اللہ! ہم آپ کی عبادت کا حق ادا نہ کر سکے۔

كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾
نہیں نہیں قسم ہے چاند کی ○
وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَن شَاءَ
اور رات کی جب وہ ڈھلے ○ اور صبح کی جب وہ روشن ہو جائے ○ کہ وہ (دوزخ) بڑی بڑی مصیبتوں میں سے ایک ہے ○ انسان کو ڈرانے والی ہے ○ تم میں سے
مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿۳۸﴾ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ﴿۳۹﴾
ہر ایک کے لئے خواہ کوئی اس کے آگے آئے یا پیچھے ہٹے ○ ہر شخص اپنے اعمال کے سبب گروی ہے ○ مگر داہنے والے ○
فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ
باغوں میں ہونگے ایک دوسرے سے پوچھیں گے ○ گنہگاروں کی نسبت ○ کس چیز نے تمہیں دوزخ میں ڈالا ○ وہ کہیں گے ہم
الْمُصَلِّينَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿۴۵﴾ وَكُنَّا
نمازی نہ تھے ○ اور نہ ہم مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے ○ اور ہم بکواس کرنے والوں کے ساتھ بکواس کیا کرتے تھے ○ اور ہم
نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿۴۶﴾ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ
انصاف کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے ○ یہاں تک کہ ہمیں موت آپہنچی ○ پس ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دے گی ○ پس انہیں
عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿۴۹﴾ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلْ يُرِيدُ
کیا ہو گا کہ وہ نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں ○ گویا کہ وہ بدکنے والے گدھے ہیں ○ جو شیر سے بھاگے ہیں ○ بلکہ ہر ایک
كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ۖ بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّا إِنَّهُ
آدمی ان میں سے چاہتا ہے کہ اسے کھلے ہوئے صحیفے دیئے جائیں ○ ہرگز نہیں بلکہ وہ آخرت سے نہیں ڈرتے ○ ہرگز نہیں بیشک
تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ
یہ (قرآن) ایک نصیحت ہے ○ پس جو چاہے اس کو یاد کرلے ○ اور کوئی بھی یاد نہیں کر سکتا مگر جبکہ اللہ ہی چاہے وہی ہے جس سے ڈرنا چاہئے اور وہی
الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾
بخشنے والا ہے ○

افاداتِ محمود:

قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿۴۳﴾ الخ اس سے معلوم ہوا کہ جہنم میں لے جانے والے اعمال میں نماز نہ پڑھنا، غریبوں کو کھانا نہ کھلانا اور فضول بحثیں کرنا شامل ہے۔ واللہ اعلم

(۷۵) سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ (۳۱)

آیتیں ۴۰ سورۃ قیامت مکی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَآ أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝١ وَلَآ أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝٢ أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَلَّنْ

قیامت کے دن کی قسم ہے ۝ اور پشیمان ہونے والے شخص کی قسم ہے ۝ کیا انسان سمجھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں

نَّجْمَعَ عِظَامَهُ ۝٣ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى أَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ ۝٤ بَلْ يُرِيْدُ الْإِنْسَانُ لِيَفْجُرَ

جمع نہ کریں گے ۝ ہاں ہم تو اس پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں ۝ بلکہ انسان تو چاہتا ہے کہ آئندہ بھی نافرمانی

أَمَامَهُ ۝٥ يَسْئَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝٦ فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝٧ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝٨ وَجُمِعَ

کرتا رہے ۝ پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا ۝ پس جب آنکھیں چندھیا جائیں گی ۝ اور چاند بے نور ہو جائے گا ۝ اور سورج

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝٩ يَقُوْلُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ۝١٠ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝١١ إِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ

اور چاند اکٹھے کیے جائیں گے ۝ اس دن انسان کہے گا کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے ۝ ہرگز نہیں کہیں پناہ نہیں ۝ اس دن آپ کے رب ہی کی طرف

الْمُسْتَقَرُّ ۝١٢ يُنَبَّؤُا الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ۝١٣ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهِ بَصِيْرَةٌ ۝١٤

ٹھکانا ہے ۝ اس دن انسان کو بتا دیا جائے گا کہ وہ کیا لایا اور کیا چھوڑ آیا ۝ بلکہ انسان اپنے اوپر خود شاہد ہے ۝

وَّلَوْ أَلْقٰى مَعَاذِيْرَهُ ۝١٥ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝١٦ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْاٰنَهُ ۝١٧

گو وہ کتنے ہی بہانے پیش کرے ۝ آپ (وحی کے ختم ہونے سے پہلے) قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجیے تا کہ آپ اسے جلدی جلدی لیں ۝ بیشک اس کا جمع کرنا

فَإِذَا قَرَأْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ ۝١٨ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۝١٩ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۝٢٠ وَتَذَرُوْنَ

اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے ۝ پھر جب ہم اس کی قرأت کر چکیں تو اس کی قرأت کا اتباع کیجیے ۝ پھر بیشک اس کا کھول کر بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے ۝ ہرگز نہیں

الْاٰخِرَةَ ۝٢١ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝٢٢ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝٢٣ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ۝٢٤

بلکہ تم تو دنیا کو چاہتے ہو ۝ اور آخرت کو چھوڑتے ہو ۝ کئی چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے ۝ اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے ۝ اور کتنے چہرے اس دن اداس ہوں گے ۝

تَظُنُّ أَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝٢٥ كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝٢٦ وَقِيْلَ مَنْ ٚ رَاقٍ ۝٢٧ وَّظَنَّ

خیال کر رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑنے والی سختی کی جائے گی ۝ نہیں نہیں جب جان گلے تک پہنچ جائے گی ۝ اور لوگ کہیں گے کوئی جھاڑنے والا ہے ۝

اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨالْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ فَلَا صَدَّقَ ع
اور وہ خیال کریگا کہ یہ وقت جدائی کا ہے○ اور ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ جائے گی○ تیرے رب کی طرف اس دن چلنا ہوگا○ پھر نہ تو اس نے
وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾
تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی○ بلکہ جھٹلایا اور منہ موڑا○ پھر اپنے گھر والوں کی طرف اکڑتا ہوا چلا گیا○ (اے انسان) تیرے لئے افسوس پر افسوس ہے○
ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ
پھر تیرے لئے افسوس پر افسوس ہے○ کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ وہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا○ کیا وہ ٹپکتی منی کی ایک
يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾
بوند نہ تھا○ پھر وہ لوتھڑا بنا پھر اللہ نے اسے بنا کر ٹھیک کیا○ پھر اس نے مرد و عورت کا جوڑا بنایا○
اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾ ع ۱۸
پھر کیا وہ اللہ مردے زندہ کر دینے پر قادر نہیں ہے○

افاداتِ محمود:

اقسامِ نفس

نفس امارہ جو انسانوں کو معاصی اور نافرمانیوں پر برانگیختہ کرتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ یوسف میں ارشاد ہے:

ان النفس لا مارة بالسوء الا مارحم ربی ۔ بے شک نفس برائی پر اُبھارنے والا ہے، سوائے اس کے جس پر میرا رب رحم کرے۔

نفس حسب عادت طاعت یا معصیت کا خوگر ہوتا ہے۔ جیسی پرورش ہوگی، ویسے اعمال سرزد ہوں گے۔ جیسے حدیث میں ہے کہ ہر بچہ فطرت سلیمہ و اسلامیہ لے کر دنیا میں قدم رکھتا ہے، لیکن اس کے ماں باپ (اور ماحول) اس کو یہودی' نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ پھر بسا اوقات گناہ کا زنگ اتنا راسخ ہو جاتا ہے کہ ماحول میں گناہ اور اسباب گناہ نہ ہونے کے باوجود انسان معاصی کا شکار ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو سرکش اور سرکردہ شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے، لیکن ہزاروں لوگ پھر بھی معاصی میں مبتلا رہتے ہیں۔ گیارہ مہینے جب گناہوں کی عادتیں جڑیں پکڑتی رہیں۔ اب ان کا چھوڑنا اتنا سہل کہاں، مگر مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد رمضان المبارک میں صوم وصلوٰۃ اور قیام اللیل کی پابندی کرتے دکھائی دیتی ہے۔ یہ اُن پر اللہ کا فضل ہے۔

دوسرے نمبر پر ''نفس لوامۃ'' ہے جو انسان کو معاصی اور نافرمانیوں پر مسلسل ملامت کرتا رہتا ہے۔ یعنی اگر نفس امارہ پر محنت کی جائے تو وہ نفس لوامہ بن جاتا ہے۔ اگر انسان سے گناہ کا صدور ہو جائے تو کھٹکا رہتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ مومن ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ تیری نیکی تجھ کو بھلی معلوم ہو اور گناہ تیرے دل میں کھٹکے۔

اور نفس مطمئنہ وہ ہے جس سے کہ گناہ کا صدور ہی نہ ہو۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ الخ

ربط

(۱) ماقبل آیات میں بتلایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ انسان کی بوسیدہ ہڈیوں کو جمع فرمادے اور تمام اعمال خواہ از قبیل خیر ہوں یا شر سب اس کے ہاں محفوظ ہیں اور قیامت کے دن جزا و سزا ان اعمال پر مرتب ہوگی۔ ابتدا میں جب وحی نازل ہوتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریلؑ کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے۔ اس خیال سے کہ مبادا جبریلؑ واپس چلے جائیں اور وحی کا کوئی حصہ چھوٹ جائے۔ اس صورت میں جو مشقت آپؐ کو اٹھانی پڑتی تھی وہ ظاہر ہے، کیونکہ استاد اگر اپنی بات پوری کردے اور بعد میں آدمی اُسے دہرائے تو یہ سہل ہے، لیکن پڑھانے اور بتانے والے نے اگر اپنی بات مکمل نہ کی اور سامع ہر آدھی اور ادھوری بات دوہرانا شروع کردے تو اس سے سامع کو بڑی دقت ہوتی ہے کہ گزشتہ کو محفوظ کرنا ہے اور نئی کو کما حقہ سننا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ جب قیامت کے دن ہم لاکھوں کروڑوں انسانوں کو ان کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دیں گے اور یہ سب کچھ ہمارے ریکارڈ میں محفوظ ہیں تو قرآن کریم اور وحی کو آپ کے سینہ میں محفوظ کرنا ہمارے لیے کیا مشکل ہے۔ آپ فکر نہ فرمائیں۔ یہ ہم آپ کے سینے میں محفوظ کرلیں گے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے تھے کہ حدیث ''لھا ظھر وبطن'' کی رو سے آیات کے جو مطالب و فرامین ہیں وہ ظاہر بھی ہیں جو کہ مراد اُولیٰ ہیں اور باطن بھی ہیں جو کہ مراد ثانوی ہیں۔ پھر سیاق وسباق میں کبھی ربط ہوتا ہے، کبھی نہیں ہوتا۔ حضرت ابن عباسؓ کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ظاہری معنیٰ ہی مراد ہے۔ حضرت سعید ابن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباسؓ نے بیان فرمایا کہ جب حضورؐ پر وحی نازل ہوتی تھی تو محفوظ کرنے کے لیے آپؐ بہت مشقت اٹھاتے تھے اور جبریل کی قرأۃ کے ساتھ ساتھ آپؐ بھی ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے۔ یہ حدیث بیان فرماتے ہوئے حضرت ابن عباسؓ نے مجھ سے کہا کہ میں آپؐ کے سامنے اپنے ہونٹوں کو ویسا ہی حرکت دیتا ہوں جیسا کہ میں نے اللہ کے رسولؐ کے ہونٹ حرکت کرتے ہوئے دیکھے تھے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ جب اس حدیث کو بیان فرماتے تھے تو وہ بھی حضرت ابن عباسؓ کی طرح اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے۔ (ابن کثیر) گویا یہ حدیث مسلسل بتحریک الشفتین ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ ماقبل آیات میں احوال قیامت بیان ہو رہے تھے۔ ممکن تھا کہ حضورؐ سے کوئی سوال کرتا کہ قیامت کب آئے گی؟ اور آپؐ اپنی منشا کے مطابق جواب دے دیتے تو اللہ تعالیٰ نے پیشگی ارشاد فرما دیا کہ آپ اپنی طرف سے کچھ نہ فرمایئے۔ ہم جو کچھ آپؐ کو بتائیں گے آپؐ اس کی پیروی فرمائیں اور وہی جواب مرحمت فرمائیں تا کہ آپ کو آئندہ معذرت کرنے یا مضمون تبدیل کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے۔ واللہ اعلم

رکوعاتہا ٢ ﴿ سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ ٩٨ ﴾ آیاتہا ٣١

آیتیں ۳۱ سورۃ دہر مدنی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا ﴿١﴾ إِنَّا خَلَقْنَا

انسان پر ضرور ایک زمانہ ایسا بھی آیا ہے کہ اس کا کہیں کچھ بھی ذکر نہ تھا○ بیشک ہم نے انسان کو

الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿٢﴾ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ

ایک مرکب بوند سے پیدا کیا ہم اس کی آزمائش کرنا چاہتے تھے پس ہم نے اسے سننے والا دیکھنے والا بنا دیا○ بیشک ہم نے اسے راستہ دکھایا

إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ﴿٣﴾ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلَا وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا ﴿٤﴾ إِنَّ

یا تو وہ شکر گزار ہے اور یا ناشکرا○ بیشک ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور دھکتی آگ تیار کر رکھی ہے○ بیشک

الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ﴿٥﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا

نیک ایسی شراب کے پیالے پئیں گے جس میں چشمہ کافور کی آمیزش ہوگی○ وہ ایک چشمہ ہوگا جس میں سے اللہ کے بندے پئیں گے اس کو آسانی سے

تَفْجِيرًا ﴿٦﴾ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ﴿٧﴾ وَيُطْعِمُونَ

بہا کر لے جائیں گے○ وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس کی مصیبت ہر جگہ پھیلی ہوئی ہوگی○ اور وہ

الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ﴿٨﴾ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ

اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں○ ہم جو تمہیں کھلاتے ہیں تو خاص اللہ کے لئے نہ ہمیں تم سے

جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ﴿٩﴾ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ﴿١٠﴾ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ

بدلہ لینا مقصود ہے اور نہ شکر گزاری○ ہم تو اپنے رب سے ایک اداس (اور) ہولناک دن سے ڈرتے ہیں○ پس اللہ اس

شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ﴿١١﴾ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ﴿١٢﴾

دن کی مصیبت سے انہیں بچالے گا اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی لائے گا○ اور ان کے صبر کے بدلے ان کو جنت اور ریشمی پوشاکیں دے گا○

مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۖ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ﴿١٣﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ

اس میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے نہ وہاں دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی○ اور ان پر اس کے

ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ

سائے جھک رہے ہوں گے اور پھلوں کے گوشے بہت ہی قریب لٹک رہے ہونگے ○ اور ان پر چاندی کے برتن اور شیشے کے آبخوروں کا دور

قَوَارِيْرَا۠ ﴿۱۵﴾ قَوَارِيْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا

چل رہا ہوگا ○ شیشے بھی چاندی کے شیشے جو ایک خاص انداز پر ڈھالے گئے ہوں گے ○ اور انہیں وہاں ایسی شراب کا پیالہ پلایا جائے گا جس میں

زَنْجَبِيْلًا ﴿۱۷﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿۱۸﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا

سونٹھ کی آمیزش ہوگی ○ وہ وہاں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے ○ اور ان کے پاس سدا رہنے والے لڑکے (خادم) گھومتے ہونگے جب

رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾

تو ان کو دیکھے گا تو خیال کرے گا کہ وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں ○ اور جب تو وہاں دیکھے گا تو نعمت اور بڑی سلطنت دیکھے گا ○

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۡ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ

ان پر باریک سبز اور موٹے ریشم کے لباس ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور انہیں ان کا رب

شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ ع

پاک شراب پلائے گا ○ بیشک یہ تمہارے (نیک اعمال کا) بدلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی ○ بیشک ہم نے ہی آپ پر یہ

الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ

قرآن تھوڑا تھوڑا اتارا ہے ○ پھر آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کیا کریں اور ان میں سے کسی بدکار یا ناشکرے کا کہنا نہ مانا کریں ○ اور اپنے

رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ

رب کا نام صبح اور شام یاد کیا کریں ○ اور کچھ حصہ رات میں بھی اس کو سجدہ کیجئے اور رات میں دیر تک اس کی تسبیح کیجئے ○ بیشک یہ

يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ

لوگ دنیا کو چاہتے ہیں اور اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو چھوڑتے ہیں ○ ہم ہی نے انہیں پیدا کیا اور ان کے جوڑ بند مضبوط کر دیئے

وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾

اور جب ہم چاہیں ان جیسے ان کے بدلے اور لا سکتے ہیں ○ بیشک یہ ایک نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کرے ○

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ

اور تم جب ہی چاہو گے جب اللہ چاہے گا بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ○ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں

رَحْمَتِهٖ ۗ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾	ع
داخل کرتا ہے اور ظالموں کے لئے تو اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے○	

افاداتِ محمود:

فضیلت وشانِ نزول

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ دہر پڑھتے تھے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک حبشی آیا۔ حضورؐ نے اس سے کہا کہ جو پوچھنا ہے، پوچھ لے اور سمجھ لے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو ہم پر یہ فضیلت دی ہے کہ آپ لوگوں کی رنگتیں اور صورتیں خوبصورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو شرفِ نبوت بھی عطا فرمایا ہے۔ اب آپ ارشاد فرمایئے کہ اگر میں بھی اُن تمام چیزوں پر ایمان لے آؤں جن پر آپ ایمان لا چکے ہیں اور میں بھی اسی طرح عمل کرتا رہوں جیسا کہ آپ عمل فرماتے ہیں تو کیا میں جنت میں آپ کے ساتھ ہوں گا؟ حضورؐ نے فرمایا کہ جی ہاں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ سیاہ رنگ والے لوگوں کا سفید رنگ جنت میں ایک ہزار سال کے فاصلے پر سے نظر آئے گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہا گویا وہ اللہ کے عہد و ذمہ میں آ گیا اور جو شخص ''سبحان اللہ وبحمدہٖ'' کہے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھ دیں گے۔

ایک شخص نے حضورؐ سے پوچھا کہ حضورؐ ان حالات (نیکیوں کی کثرت) میں ہم ہلاک کیونکر ہو سکتے ہیں؟ (ہماری تو بخشش یقینی ہوگئی) آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن بعض لوگ اتنے نیک اعمال لے کر آئیں گے کہ اگر وہ اعمال پہاڑ پر رکھ دیے جائیں تو ان کے بوجھ اور ثقل سے پہاڑ دب جائے، لیکن جب ان اعمال کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں گنی جائیں گی یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اعمال کا تقابلی جائزہ لیا جائے گا تو نعمتوں کے مقابلہ میں نیک اعمال کم پڑ جائیں گے، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر رحم فرمائے یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کے اعمال کا وزن پورا رکھے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ دہر نازل فرمائی۔ پھر اس حبشی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ۔ کیا جنت میں میری آنکھیں وہ کچھ دیکھیں گی جو آپ کی آنکھیں دیکھیں گی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہاں تو وہ حبشی رونے لگا یہاں تک کہ روتے روتے اس کی جان نکل گئی۔ راوی حدیث حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا کہ اللہ کے رسولؐ اس کو قبر میں درست کر رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے حضورؐ نے فرمایا کہ جنت کا شوق اس کے لیے جان لیوا ثابت ہوا۔ (ابن کثیر بحوالہ طبرانی)

سورۂ دہر، جس کا دوسرا نام سورۂ انسان بھی ہے، میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو یاد دلایا ہے کہ ایک زمانہ تجھ پر ایسا

گزرا کہ تو موجود ہی نہیں تھا۔ پھر مختلف مراحل طے کرتا ہوا اور مختلف منازل سے مختلف شکلوں میں گزرتا ہوا یہاں تک پہنچا کہ سمجھ بوجھ والا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے عقل سلیم نصب فرمائی۔ اپنی معرفت و تعارف کے لیے کائنات کے ایک ایک ذرّے کو شاہد موجود بنایا۔ ان تمام باتوں کا تقاضا یہ تھا کہ انسان اپنے رب کو پہچان لیتا اور جہنم کی ہولناکیوں سے بچ کر جنت کے سرسبز و شاداب باغات' محلات اور اس میں موجود حور و غلمان کا مستحق ٹھہرتا، لیکن انسان مختلف گروہوں میں بٹ گئے اور بہت سے انسان حصول مقصد میں ناکام ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کا تذکرہ ایسے بلیغ انداز میں فرمایا ہے کہ گویا ساری نعمتیں سامنے کی حقیقتیں ہیں۔ آخری حصے میں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ آپ اپنا مشن جاری رکھیں۔ ولید بن مغیرہ جیسے بد باطن اور بد کردار لوگوں کی پرواہ مت کریں اور قیامت تک آنے والے تمام مبلغین اسلام کو یہی قانون اپنانا چاہیے۔ وہ اسی صورت میں کامیاب رہ سکیں گے۔ واللہ اعلم

آیاتہا ۵۰ سورۃ المرسلٰت مکیۃ ۳۳ رکوعاتہا ۲

آیتیں ۵۰ سورۃ مرسلت مکی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝۱ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۝۲ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۝۳ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۝۴

ان ہواؤں کی قسم ہے جو نفع پہنچانے کیلئے بھیجی جاتی ہیں۝ پھر ان ہواؤں کی جو تندی سے چلتی ہیں۝ اور ان ہواؤں کی جو بادلوں کو اٹھا کر پھیلاتی ہیں۝ پھر ان ہواؤں کی جو

فَالْمُلْقِیٰتِ ذِكْرًا ۝۵ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۝۶ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۝۷ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝۸

بادلوں کو متفرق کر دیتی ہیں۝ پھر ان ہواؤں کی جو (دل میں) اللہ کی یاد کی القا کرتی ہیں۝ الزام اتارنے یا ڈرانے کے لیے۝ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والی ہے۝

وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۝۹ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝۱۰ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۝۱۱ لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ۝۱۲

پس جب ستارے بے نور کئے جائیں گے۝ اور جب آسمان پھٹ جائیں گے۝ اور جب پہاڑ اڑائے جائیں گے۝ اور جب رسول وقت معین پر جمع کیے جائینگے۝ کس دن

لِیَوْمِ الْفَصْلِ ۝۱۳ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ۝۱۴ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝۱۵ اَلَمْ

کے لئے تاخیر کی گئی تھی۝ فیصلہ کے دن کے لئے۝ اور آپ کو کیا معلوم کہ فیصلہ کا دن کیا ہے۝ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۝ کیا ہم نے

نُهْلِكِ الْاَوَّلِیْنَ ۝۱۶ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ ۝۱۷ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ۝۱۸ وَیْلٌ

پہلوں کو ہلاک نہیں کر ڈالا۝ پھر ہم ان کے پیچھے دوسروں کو چلائیں گے۝ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں۝ اس دن

یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝۱۹ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۝۲۰ فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۝۲۱ اِلٰی

جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۝ کیا ہم نے تمہیں ایک ذلیل پانی سے نہیں پیدا کیا۝ پھر ہم نے اس کو ایک محفوظ ٹھکانے میں رکھ دیا۝ ایک

قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝۲۲ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝۲۳ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝۲۴ اَلَمْ

معین اندازے تک۝ پھر ہم نے اندازہ لگایا تو ہم کیسے اچھے اندازہ لگانے والے ہیں۝ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۝ کیا ہم نے

نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ۝۲۵ اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا ۝۲۶ وَّجَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَیْنٰكُمْ

زمین کو جمع کرنے والی نہیں بنایا۝ زندوں اور مردوں کو۝ اور ہم نے اس میں مضبوط اونچے اونچے پہاڑ رکھ دیئے اور ہم نے تمہیں

مَّآءً فُرَاتًا ۝۲۷ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝۲۸ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰی مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝۲۹

میٹھا پانی پلایا۝ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۝ اس (دوزخ) کی طرف چلو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۝

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِىْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِىْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِىْ
ایک سائبان کی طرف چلو جس کے تین حصے ہیں○ نہ وہ سایہ کرے اور نہ تپش سے بچائے○ بیشک وہ محل جیسے
بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا يَوْمُ
انگارے پھینکے گی○ گویا کہ وہ زرد اونٹ ہیں○ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے○ یہ وہ دن ہے جس میں
لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾
بات بھی نہ کر سکیں گے○ اور نہ انہیں عذر کرنے کی اجازت ہو گی○ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے○
هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ
یہ فیصلہ کا دن ہے ہم تمہیں اور پہلوں کو جمع کریں گے○ پس اگر تمہارے پاس کوئی تدبیر ہے تو مجھ پر کر دیکھو○ اس دن
يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾
جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے○

ع ۱

افاداتِ محمود:

مرسلات کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں، لیکن افضل اور اصدق علی المدلول یہ ہے کہ "مرسلات" سے ہوائیں مراد ہیں۔

ثَلٰثِ شُعَبٍ یعنی جہنم کی آگ کا دھواں اُٹھے گا تو اُوپر سے سائبان کی مانند ہوگا۔ یہ دھواں دائیں اور بائیں طرف بھی ہوگا۔ اس طرح اس کی تین شاخیں ہوں گی۔

كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾

اونٹ کے ساتھ تشبیہ عرض میں ہے یا اونچائی میں یا رنگ میں۔ یہاں صفر سے مراد سواد یعنی سیاہ رنگ ہے کیونکہ جہنم کی چنگاری اور شعلے سیاہ ہوں گے اور زرد ہونے میں تشبیہ ہے کہ جہنم کی چنگاریاں اور شعلے زرد ہوں گے جیسے زرد رنگ کے اونٹ۔ واللہ اعلم

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ﴿٤١﴾ وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٤٢﴾

بیشک پرہیزگار ٹھنڈی چھاؤں اور چشموں میں ہوں گے○ اور میووں میں جو وہ چاہیں گے○

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٤٤﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

مزے سے کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے جو تم کرتے رہے○ بیشک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں○ اس دن جھٹلانے

لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٥﴾ كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُم مُّجْرِمُونَ ﴿٤٦﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٧﴾

والوں کے لئے تباہی ہے○ کھاؤ اور چند روز فائدہ اٹھاؤ بیشک تم مجرم ہو○ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے○

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ﴿٤٨﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٩﴾ فَبِأَيِّ

اور جب ان سے کہا جاتا تھا کہ رکوع کرو تو رکوع نہ کرتے تھے○ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے○ پس اس کے

حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٠﴾ ع ۲

بعد کس بات پر ایمان لائیں گے○

افاداتِ محمود:

اس سورت کے اختتام پر "اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِمَآ اَنْزَلَ" پڑھنا چاہیے۔

(۷۸) سُوْرَةُ النَّبَا مَكِّيَّةٌ (۸۰)

آیاتہا ۴۰ — رکوعاتہا ۲

آیتیں ۴۰ سورت نبا مکی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝۲ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝۳ كَلَّا

کس چیز کی بابت وہ آپس میں سوال کرتے ہیں○ اس بڑی خبر کے متعلق○ جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں○ ہرگز ایسا نہیں

سَيَعْلَمُوْنَ ۝۴ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۵ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝۶ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝۷

عنقریب وہ جان لیں گے○ پھر ہرگز ایسا نہیں عنقریب وہ جان لیں گے○ کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا○ اور پہاڑوں کو میخیں○

وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝۸ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝۹ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝۱۰ وَّجَعَلْنَا

اور ہم نے تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کیا○ اور تمہاری نیند کو راحت کا باعث بنایا○ اور رات کو پردہ پوش بنایا○ اور دن کو روزی

النَّهَارَ مَعَاشًا ۝۱۱ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝۱۲ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝۱۳ وَّاَنْزَلْنَا

کمانے کے لئے بنایا○ اور ہم نے تمہارے اوپر سات سخت (آسمان) بنائے○ اور ایک جگمگاتا ہوا چراغ بنایا○ اور ہم نے

مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝۱۴ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝۱۵ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝۱۶ اِنَّ

بادلوں سے زور کا پانی اتارا○ تاکہ ہم اس سے اناج اور گھاس اگائیں○ اور گھنے باغ اگائیں○ بیشک

يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝۱۷ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۝۱۸ وَّفُتِحَتِ

فیصلہ کا دن معین ہو چکا ہے○ جس دن صور پھونکا جائے گا پھر تم گروہ در گروہ چلے آؤ گے○ اور آسمان کھولا جائے گا

السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۝۱۹ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝۲۰ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ

تو (اس میں) دروازے ہو جائیں گے○ اور پہاڑ اڑائے جائیں گے تو ریت ہو جائیں گے○ بیشک دوزخ گھات میں

مِرْصَادًا ۝۲۱ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ۝۲۲ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۝۲۳ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا

لگی ہے○ سرکشوں کے لئے ٹھکانا ہے○ کہ وہ اس میں ہمیشہ پڑے رہیں گے○ نہ وہاں کسی ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے

بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝۲۴ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۝۲۵ جَزَآءً وِّفَاقًا ۝۲۶ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ

اور نہ کسی پینے کی چیز کا○ مگر گرم پانی اور بہتی پیپ○ پورا پورا بدلہ ملے گا○ بیشک وہ حساب کی امید

حِسَابًا ﴿٢٧﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿٢٩﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ
نہ رکھتے تھے○ اور ہماری آیتوں کو بہت جھٹلایا کرتے تھے○ اور ہم نے ہر چیز کو کتاب میں شمار کر رکھا ہے○ پس چکھو سو ہم تمہارے لئے
نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ ع
عذاب ہی زیادہ کرتے رہیں گے○

افاداتِ محمود:

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿١﴾

مشرکین مکہ اور بعض دیگر لوگ منکرین قیامت تھے۔ وہ ازراہ مذاق ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ وہ قیامت کب آئے گی؟ وہ قیامت جلدی کیوں نہیں آتی؟ پھر اس میں بھی رجماً بالغیب اختلاف کرتے تھے۔ کوئی کہتا کہ جسم اور روح دونوں اُٹھیں گے۔ کوئی کہتا کہ جزاوسزا کا تعلق صرف ارواح سے ہوگا، نہ کہ اجسام سے۔ وقوع قیامت کے متعلق دو گروہ ہوگئے۔ بعض مان گئے اور بعض نے انکار کر دیا۔ آگے اس سورت میں قدرت کے دلائل ظاہرہ وباہرہ بیان کرنے کے بعد جنت وجہنم کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا۔

سورۂ مرسلات سے ربط: سورۂ مرسلات میں قیامت کے دن کو یوم الفصل کہا گیا۔ یہاں بھی فرمایا: ''اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿١٧﴾'' وہاں فرمایا وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿٩﴾ یہاں فرمایا وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿١٩﴾ وہاں فرمایا اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾ یہاں فرمایا اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ﴿٦﴾ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ﴿٧﴾ وہاں فرمایا لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ یہاں فرمایا لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿٣٧﴾ الغرض ان دونوں سورتوں کے مضامین اس قدر مشابہ اور مشترک ہیں کہ سورۂ نباء سورۂ مرسلات کا تتمہ معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ۝٣١ حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا ۝٣٢ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ۝٣٣

بیشک پرہیزگاروں کے لئے کامیابی ہے۞ باغ اور انگور۞ اور نوجوان ہم عمر عورتیں۞

وَكَأْسًا دِهَاقًا ۝٣٤ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا ۝٣٥ جَزَاءً مِنْ رَبِّكَ عَطَاءً

اور پیالے چھلکتے ہوئے۞ نہ وہاں بیہودہ باتیں سنیں گے اور نہ جھوٹ۞ آپ کے رب کی طرف سے حسب اعمال

حِسَابًا ۝٣٦ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَٰنِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ۝٣٧

بدلہ عطا ہوگا۞ جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بڑا مہربان کہ وہ اس سے بات نہیں کر سکیں گے۞

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا ۖ لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ

جس دن جبرائیل اور سب فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہونگے کوئی نہیں بولے گا مگر وہ جس کو رحمٰن اجازت دے گا اور وہ بات

صَوَابًا ۝٣٨ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ مَآبًا ۝٣٩ إِنَّا أَنْذَرْنَاكُمْ

ٹھیک کہے گا۞ یہ یقینی دن ہے پس جو چاہے اپنے رب کے ہاں ٹھکانا بنالے۞ بیشک ہم نے تمہیں ایک عنقریب

عَذَابًا قَرِيبًا ۚ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ

آنے والے عذاب سے ڈرایا ہے جس دن آدمی دیکھے گا جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا اور کافر کہے گا اے کاش میں مٹی

تُرَابًا ۝٤٠ ع۲

ہو گیا ہوتا۞

افاداتِ محمود:

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ یہاں روح سے کیا مراد ہے؟ اس میں حضرات مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔

(۱) انسانی ارواح مراد ہیں (۲) انسان مراد ہیں (۳) روح سے مراد اللہ تعالیٰ کی کوئی ایسی مخلوق ہے جو کھاتی پیتی ہے لیکن نہ انسان ہیں اور نہ فرشتے (۴) روح سے مراد حضرت جبریلؑ ہیں (۵) روح سے مراد قرآن کریم ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَاِذْ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا بہرحال مراد جو بھی ہو لیکن اس سے قیامت کے دن کی شدت و ہولناکی معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

رکوعاتها ۲ سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ ۸۱ آیاتها ۴۶

آیتیں ۴۶ سورت نازعت مکی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝۱ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝۲ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝۳ فَالسّٰبِقٰتِ

جوڑوں میں گھس کر نکالنے والوں کی قسم ۝ اور بند کھولنے والوں کی ۝ اور تیزی سے تیرنے والوں کی ۝ پھر دوڑ کر آگے

سَبْقًا ۝۴ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝۵ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝۶ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝۷

بڑھ جانے والوں کی ۝ پھر ہر امر کی تدبیر کرنے والوں کی ۝ جس دن کانپنے والی کانپے گی ۝ اس کے پیچھے آنے والی پیچھے آئے گی ۝

قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝۸ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝۹ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي

کئی دل اس دن دھڑک رہے ہوں گے ۝ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی ۝ وہ کہتے ہیں کیا ہم پہلی حالت میں لوٹائے

الْحَافِرَةِ ۝۱۰ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝۱۱ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝۱۲ فَاِنَّمَا

جائیں گے ۝ کیا جب ہم بوسیدہ ہو جائیں گے ۝ کہتے ہیں کہ یہ تو اس وقت خسارہ کا لوٹنا ہوگا ۝ پھر وہ واقعہ

هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝۱۳ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝۱۴ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۱۵ اِذْ

صرف ایک ہی ہیبت ناک آواز ہے ۝ پس وہ اسی وقت میدان میں آموجود ہوں گے ۝ آپ کو موسیٰ کا حال معلوم ہوا ہے ۝ جبکہ

نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝۱۶ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝۱۷ فَقُلْ

مقدس وادی طویٰ میں اس کے رب نے اسے پکارا ۝ فرعون کے پاس جاؤ کیونکہ اس نے سرکشی کی ہے ۝ پس کہو

هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۝۱۸ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝۱۹ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝۲۰

کیا تیری خواہش ہے کہ تو پاک ہو ۝ اور میں تجھے تیرے رب کی طرف راہ بتاؤں کہ تو ڈرے ۝ پس اس نے اس کو بڑی نشانی دکھائی ۝

فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝۲۱ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝۲۲ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝۲۳ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝۲۴

تو اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی ۝ پھر کوشش کرتا ہوا واپس لوٹا ۝ پھر اس نے سب کو جمع کیا پھر پکارا ۝ پھر کہا کہ میں تمہارا سب سے برتر رب ہوں ۝

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۝۲۵ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝۲۶

پھر اللہ نے اس کو آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا ۝ بیشک اس میں اس کے لئے عبرت ہے جو ڈرتا ہے ۝

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغْطَشَ

کیا تمہارا بنانا بڑی بات ہے یا آسمان کا؟ جس کو ہم نے بنایا ○ اس کی چھت بلند کی پھر اس کو سنوارا ○ اور اس کی رات

لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا

اندھیری کی اور اس کے دن کو ظاہر کیا ○ اور اس کے بعد زمین کو بچھا دیا ○ اس سے اس کا پانی اور اس کا

وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا جَآءَتِ

چارا نکالا ○ اور پہاڑوں کو خوب جما دیا ○ تمہارے لئے اور تمہارے چارپایوں کے لئے سامان حیات ہے ○ پس جب وہ

الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ

بڑا حادثہ آئے گا ○ جس دن انسان اپنے کئے کو یاد کرے گا ○ اور ہر دیکھنے والے کے لئے دوزخ

لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾

سامنے لائی جائے گی ○ سو جس نے سرکشی کی ○ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی ○ سو بیشک اس کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے ○

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ

اور لیکن جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اس نے اپنے نفس کو بری خواہش سے روکا ○ سو بیشک اس کا ٹھکانا

الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾

بہشت ہی ہے ○ آپ سے قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ اس کا قیام کب ہوگا؟ ○ آپ کو اس کے ذکر سے کیا واسطہ ○

اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا

اس کے علم کی انتہا آپ کے رب ہی کی طرف ہے ○ بیشک آپ تو صرف اس کو ڈرانے والے ہیں جو اس سے ڈرتا ہے ○ جس دن اسے دیکھ لیں گے

ع لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

(تو یہی سمجھیں گے کہ دنیا میں) گویا ہم ایک شام یا اس کی صبح تک ٹھیرے تھے ○

افاداتِ محمود:

سورۂ نازعات کے شروع میں بعض دوسری سورتوں کی طرح قسمیں کھائی گئی ہیں۔

پانچ سورتوں کے شروع میں متعدد قسمیں کھائی گئیں ہیں۔

(۱) سورۃ الصّٰفّٰت (۲) سورۃ الذاریٰت (۳) سورۃ المرسلات (۴) سورۃ النازعٰت (۵) سورۃ العٰدیٰت

سورۂ الصّٰفّٰت میں مقسم بہ کی تین صفات مذکور ہیں۔ سورۃ الذاریٰت میں چار صفات مذکور ہیں اور سورۃ

المرسلات میں پانچ صفات اور سورۃ النازعٰت میں بھی پانچ اور سورۃ الذریٰت میں پانچ صفات مذکور ہیں۔

آگے سورۂ النازعٰت میں وہی مضامین ذرا دوسرے انداز میں بیان فرمائے گئے ہیں جو سورۂ نباء میں بیان ہوئے تھے۔ یعنی آسمان وزمین جیسے قدرت کے بڑے بڑے شاہکاروں کی تخلیق۔ پھر آگے اہل جنت اور اہل جہنم اور قیامت کا بیان ہے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۗ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ پہلی آیت میں نفحہ اولیٰ اور دوسری آیت میں نفخہ ثانیہ مراد ہے۔

عِظَامًا نَّخِرَةً ۗ دوسری قرأۃ میں نَاخِرَۃٌ ہے۔ اس میں مشرکین مکہ کے استبعاد کا بیان ہے کہ وہ قیامت کے دن دوبارہ زندگی اور حشر نشر کو نہایت ہی بعید خیال کرتے تھے۔

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۖ فرعون نے ابتدائی طور پر یہ کہا تھا کہ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِي اس کے چالیس سال بعد ربوبیت کا دعویٰ کر دیا حضرت ابن عباسؓ سے ایسا ہی منقول ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ الخ اب تو قیامت کے دن کو دیکھنے کے لیے جلدی کرتے ہیں اور آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی لیکن جب یہ لوگ اپنی قبروں اور مدفنوں سے اُٹھائے جائیں گے تو یہ دُنیا کی زندگی کو نہایت ہی قلیل ومختصر خیال کریں گے۔ عَشِيَّةً سے مراد ظہر اور عصر کا درمیانی وقت ہے اور ضُحٰی سے مراد طلوعِ آفتاب سے لے کر نصف النہار تک وقت ہے۔ بہرحال آپ کے ذمہ وقت کے تعین کی ضرورت نہیں ہے کہ کب آئے گی۔ البتہ اس بات کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ قیامت آئے گی۔

آیاتها ۴۲ (۸۰) سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ (۲۴) رکوعها ۱

آیتیں ۴۲ سورت عبس مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ﴿١﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ﴿٢﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ﴿٣﴾ اَوْ يَذَّكَّرُ

پیغمبر چین بجبیں ہوئے اور منہ موڑ لیا ○ کہ ان کے پاس ایک اندھا آیا ○ اور آپ کو کیا معلوم کہ شاید وہ پاک ہو جائے ○ یا وہ نصیحت

فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ﴿٤﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ﴿٥﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ﴿٦﴾ وَمَا عَلَيْكَ

پکڑے تو اس کو نصیحت نفع دے ○ لیکن وہ جو پروا نہیں کرتا ○ سو آپ اس کے لئے توجہ کرتے ہیں ○ حالانکہ آپ پر اس کے نہ سدھرنے کا

اَلَّا يَزَّكّٰى ﴿٧﴾ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ﴿٨﴾ وَهُوَ يَخْشٰى ﴿٩﴾ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ﴿١٠﴾ كَلَّآ

کوئی الزام نہیں ○ اور لیکن جو آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا ○ اور وہ ڈر رہا ہے ○ تو آپ اس سے بے پروائی کرتے ہیں ○ ایسا نہیں چاہیئے

اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿١١﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿١٢﴾ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿١٣﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿١٤﴾

بیشک یہ تو ایک نصیحت ہے ○ پس جو چاہے اس کو یاد کرے ○ وہ عزت والے صحیفوں میں ہے ○ جو بلند مرتبہ اور پاک ہیں ○

بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴿١٥﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿١٦﴾ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿١٧﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ

ان لکھنے والوں کے ہاتھ میں ○ جو بڑے بزرگ نیکوکار ہیں ○ انسان پر خدا کی مار وہ کیسا ناشکرا ہے ○ اس نے کس چیز سے

خَلَقَهٗ ﴿١٨﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿١٩﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿٢١﴾

اس کو بنایا ○ ایک بوند سے اس کو بنایا پھر اس کا اندازہ ٹھہرایا ○ پھر اس پر راستہ آسان کر دیا ○ پھر اس کو موت دی پھر اس کو قبر میں رکھوایا ○

ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿٢٢﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿٢٣﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى

پھر جب چاہے گا اس کو اٹھا کھڑا کرے گا ○ ایسا نہیں چاہیے اس نے تعمیل نہیں کی جو اس کو حکم دیا تھا ○ پس انسان کو اپنے کھانے کی طرف

طَعَامِهٖٓ ﴿٢٤﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا

غور کرنا چاہیئے ○ کہ ہم نے اوپر سے مینہ برسایا ○ پھر ہم نے زمین کو چیر کر پھاڑا ○ پھر ہم نے اس میں

حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿٢٩﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿٣١﴾

اناج اگایا ○ اور انگور اور ترکاریاں ○ اور زیتون اور کھجور ○ اور گھنے باغ ○ اور میوے اور گھاس ○

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ

تمہارے لئے اور تمہارے چارپایوں کے لئے سامانِ حیات ○ پھر جس وقت کانوں کا بہرا کرنے والا شور برپا ہوگا ○ جس دن آدمی اپنے

أَخِيهِ ﴿۳۴﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ

بھائی سے بھاگے گا ○ اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے ○ اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے ○ ہر شخص کی ایسی حالت ہوگی جو اس کو اوروں کی طرف سے بے پروا

يُغْنِيهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا

کردے گی ○ کچھ چہرے اس دن چمک رہے ہوں گے ہنستے ہوئے خوش وخرم ○ اور کچھ چہرے اس دن ایسے ہوں گے کہ

غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾ ع

ان پر گرد پڑی ہوگی ○ ان پر سیاہی چھا رہی ہوگی ○ یہی لوگ ہیں منکر نافرمان ○

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عتبہ بن ربیعہ، ابوجہل اور حضرت عباسؓ تینوں کو بٹھا کر انھیں کو دین اسلام کی دعوت دے رہے تھے اور دین متین کی حقانیت سمجھا رہے تھے۔ اتنے میں حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ آ گئے۔ یہ نابینا صحابی تھے۔ انھوں نے حضورؐ سے ایک آیت کے الفاظ یا مفہوم سے متعلق پوچھا کہ حضورؐ اللہ تعالیٰ نے جو علم آپ کو دیا ہے۔ اس میں سے مجھ کو سکھا دیجیے۔ اثنائے کلام میں حضرت عبداللہؓ کی یہ مداخلت اللہ کے رسولؐ کو ناگوار گزری اور آپؐ کے چہرہ انور پر ناراضی کے آثار صاف نظر آنے لگے۔ حضورؐ برابر عظمائے قریش کی طرف متوجہ رہے اور اُن سے گفتگو فرماتے رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ مجلس ختم ہوگئی اور آپ گھر تشریف لے جانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ عبس نازل فرمادی اور آپؐ کو بتلا دیا کہ یہی شخص حقیقت میں پاک ہونے والا اور گناہوں سے بچنے والا ہے۔ آپ کو اس کی طرف توجہ کرنا چاہیے تھی اور جس لمحہ یہ آپؐ سے حصول علم کے خواستگار تھے۔ اسی وقت ان کو فیض نبوت سے مستفید ہونے کا موقع ملنا چاہیے تھا۔ (ابن کثیر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عدل وانصاف کسی پر مخفی نہیں۔ گھر کے اندر اور گھر سے باہر، پھر مسلمان ہوں یا غیر مسلم، آزاد ہوں یا قیدی جیسے اسیرانِ بدر، بلکہ ذرا آگے بڑھ کر جانوروں نے بھی آپؐ سے مالک کی ظالمانہ روش کی شکایت کی تو آپؐ نے وہاں بھی انصاف وعدل کی وہ مثالیں قائم فرمائیں جو اپنی مثال آپ اور رہتی دنیا تک یادگار رہیں گی۔ اس خاص واقعہ میں رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں یہ بات تھی کہ میں

اس وقت رؤسائے مکہ سے محو گفتگو ہوں ان لوگوں کے ایمان لے آنے سے سینکڑوں انسانوں میں تبدیلی یا کم از کم ان کے شر سے بچنے کا قوی امکان ہے۔ رہی بات حضرت عبداللہؓ کی تو یہ قدیم مسلمان ہیں۔ اگر اس وقت ان کی نہ سنی گئی تو کیا ہوا پھر کسی وقت سنی جا سکتی ہے۔ ان کی بات قدرے تاخیر سے سنی گئی تو بھی کچھ حرج نہیں، البتہ رؤسائے قریش سے جاری گفتگو کا تسلسل ٹوٹ گیا تو یہ لوگ پھر ہاتھ نہیں آئیں گے۔

حضرت عبداللہؓ جو باوجود نابینا ہونے کے سچے طالب اور اخلاص کی دولت سے مالا مال تھے۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ سے فرمایا کہ آپ کو اس کی طرف متوجہ ہونا چاہیے تھا۔ یہ طالب صادق تھا اور رؤسائے قریش کو نصیحت آپ فرما ہی چکے ہیں، بلکہ آپ نے دعوت و تبلیغ کا حق ادا فرمایا ہے۔ اب اگر کوئی قریب آتا ہے اور دین کو اپناتا ہے تو اس کا بھلا ہوگا اور خدانخواستہ اگر اپنے مغرورانہ و متکبرانہ روش پر قائم رہتے ہیں تو ''خسر الدنیا والآخرۃ'' کا مصداق بنیں گے۔ اس واقعہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن ام مکتومؓ کی بہت قدر فرماتے تھے۔

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝

سورۃ کے آخر میں قیامت کے دن کی ہولناکی کا بیان ہے کہ ماں باپ، بہن بھائیوں اور دیگر قریبی عزیزوں کے درمیان رشتہ کتنا مقدس اور پائیدار ہوتا ہے، لیکن یہ لوگ ایک دوسرے کے کام نہ آسکیں گے۔ یاد رہے کہ حضرات انبیاءؑ علماء اور صلحاء کی سفارشیں و شفاعتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ نہ بدن پر کپڑا ہوگا، نہ پیر میں جوتا ہوگا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ یا حضرت سودہؓ نے پوچھا کہ حضورؐ یہ کیا ماجرا ہوگا کہ مرد و عورتیں مخلوط بغیر لباس کے میدان حشر کی طرف جائیں گے؟ آپؐ نے مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ انسان اپنے نامہ اعمال، جنت اور جہنم کے سلسلہ میں اس قدر پریشان و مبہوت ہوں گے کہ کیا مجال کہ کوئی کسی کی طرف نگاہ اٹھا کے دیکھ سکے۔

اعاذ نا اللہ من اھوال یوم الحشر واللہ اعلم

آياتها ٢٩ — سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ ٨١ — ركوعها ١

آیتیں ۲۹ سورت التکویر مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ وَإِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝٢ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝٣ وَإِذَا

جب سورج کی روشنی لپیٹی جائے ○ اور جب ستارے گر جائیں ○ اور جب پہاڑ چلائے جائیں ○ اور جب

الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝٤ وَإِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝٥ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦ وَإِذَا

دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں ○ اور جب جنگلی جانور اکٹھے ہو جائیں ○ اور جب سمندر جوش دیئے جائیں ○ اور جب

النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝٧ وَإِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝٨ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۝٩ وَإِذَا

جانیں جسموں سے ملائی جائیں ○ اور جب زندہ در گور لڑکی سے پوچھا جائے ○ کہ کس گناہ پر ماری گئی تھی ○ اور جب

الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝١٠ وَإِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝١١ وَإِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝١٢ وَإِذَا

اعمال نامے کھل جائیں ○ اور آسمان کا پوست اتارا جائے ○ اور جب دوزخ دھکائی جائے ○ اور جب

الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۝١٣ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ أَحْضَرَتْ ۝١٤ فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝١٥ الْجَوَارِ

جنت قریب لائی جائے ○ تو ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے ○ پس میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے ○ سیدھے چلنے والے

الْكُنَّسِ ۝١٦ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۝١٧ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۝١٨ إِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ

غیب ہو جانے والے ستاروں کی ○ اور قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے ○ اور قسم ہے صبح کی جب وہ آنے لگے ○ بیشک یہ قرآن ایک معزز رسول کا

كَرِيْمٍ ۝١٩ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝٢٠ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِيْنٍ ۝٢١ وَمَا صَاحِبُكُمْ

لایا ہوا ہے ○ جو بڑا طاقتور ہے عرش کے مالک کے نزدیک بڑے رتبہ والا ہے ○ وہاں کا سردار امانت دار ہے ○ اور تمہارا رفیق کوئی

بِمَجْنُوْنٍ ۝٢٢ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝٢٣ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝٢٤ وَمَا هُوَ

دیوانہ نہیں ہے ○ اور اس نے اس کو کھلے کنارے پر دیکھا بھی ہے ○ اور وہ غیب کی باتوں پر بخیل نہیں ہے ○ اور وہ کسی

بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝٢٥ فَأَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝٢٦ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝٢٧ لِمَنْ شَآءَ

شیطان مردود کا قول نہیں ہے ○ پس تم کہاں چلے جا رہے ہو ○ یہ تو جہان بھر کے لئے نصیحت ہی نصیحت ہے ○ اس کے لئے جو

مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّسۡتَقِيۡمَ ۞ وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۞ ع

تم میں سیدھا چلنا چاہے ۞ اور تم تو جب ہی چاہو گے کہ جب اللہ چاہے گا جو تمام جہان کا رب ہے ۞

افاداتِ محمود:

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ بات بھلی لگے کہ وہ قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے تو وہ سورۂ تکویر کو پڑھے۔ (ابن کثیر)

اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ ۞ قیامت کے دن چاند سورج بے نور ہو جائیں گے۔ کیونکہ جس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرما کر جس کام پہ مقرر فرمایا تھا وہ پورا ہو گیا۔

وَاِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ ۞

عربوں کے ہاں محض اونٹنی ہی بہت قیمتی چیز سمجھی جاتی تھی۔ پھر جب وہ گابھن ہو تو کیا ہی بات ہے، لیکن قیامت کے دن ہر شخص ایسا فکرمند ہوگا کہ اگر گابھن اونٹنی ہی سامنے ہوگی تو کوئی بھی اس کی طرف التفات نہیں کرے گا۔

وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ ۞

دنیا میں تو ہر بڑا جانور چھوٹے کا اور ہر زبردست زیردست کا دشمن ہے۔ پلک جھپکنے میں اس کو لقمہ بنالیتا ہے۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے، مگر قیامت کی شدت کے باعث تمام چرند پرند اکٹھے ہوں گے اور کوئی کسی سے کسی قسم کا تعارض نہیں کرے گا۔

وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ ۞

قیامت کے دن دریا بھڑکائے جائیں گے۔ حضرت علیؓ نے ایک یہودی سے پوچھا تھا۔ این الجہنم؟ جہنم کہاں ہے؟ اس نے کہا ''البحر'' یعنی دریا ہے تو حضرت علیؓ نے فرمایا میں اس کو سچا ہی خیال کرتا ہوں کہ قیامت کے دن دریا بھڑکائے جائیں گے۔

وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ سُئِلَتۡ ۞

اسلام سے قبل ایک قبیح رسم یہ تھی کہ وہ لوگ دوسرے لوگوں کو لڑکیوں کا رشتہ دینا اپنی عزت وعظمت کے خلاف سمجھتے تھے۔ اس لیے ان معصوم جانوں کو زندہ درگور کرنا سہل جانتے تھے۔ ویسے تو عام گناہوں کے متعلق بازپرس ہوگی، لیکن اس گناہ کی شدت قبح اور برائی کی طرف اشارہ کرنے کے لیے اس اہتمام سے ذکر فرمایا گیا۔ حضرت قیس ابن عاصمؓ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ میں نے جاہلیت کے زمانہ میں اپنی بارہ یا تیرہ لڑکیوں کو زندہ درگور کیا ہے۔ (اب میرے لیے کیا حکم ہے؟) آپؐ نے ارشاد فرمایا ہر ایک کی طرف سے ایک لونڈی آزاد کرو۔ اس نے ہر

ایک کی طرف سے ایک ایک لونڈی آزاد کی پھر اگلے سال سو اونٹنیاں لے کر آ گئے کہ یہ میرے گزشتہ گناہ کا کفارہ ہے جو میں نے اپنی بچیوں پر ظلم کیا ہے۔

فَلَآ اُقْسِمُ الخ

ہمارے ہاں قرآن کریم دو واسطوں سے پہنچا ہے۔ ایک واسطہ حضرت جبریلؑ کا ہے جو قرآن کریم لے کر آنے والے تھے اور دوسرا واسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جن پر قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت ساری قسمیں کھا کر سفیر اور منزل علیہ دونوں کی حیثیت واضح فرما دی۔ پہلے تو حضرت جبریلؑ کی صفات کا بیان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لانے کے لیے مقرر کردہ ایلچی اور رسول ہیں۔ پھر ٹھکانہ بھی ان کا عرش کے پاس ہے۔ اور وہ فرشتوں میں قابل تقلید ہیں۔ وہ امین ہیں، انھوں نے وحی کے معاملہ میں کسی قسم کے تساہل، تغافل اور خیانت کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام، من وعن اور کما حقہٗ اللہ کے رسولوں کو پہنچاتے رہے۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾

یہاں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات طیبات کا بیان ہے، چالیس سال تک تم لوگوں نے حضورؐ کی زندگی کے مختلف شعبوں کا مشاہدہ کیا۔ آپ اچھے رشتہ دار، اچھے میزبان، اچھے پڑوسی، عیادت کرنے والے، مسافروں، یتیموں اور بیواؤں کے سروں پر دست شفقت رکھنے والے کی حیثیت سے آپ کو لوگوں نے دیکھا اور آزمایا ہے۔ تم ہی لوگوں نے ان کو صادق اور امین کا لقب دیا ہے۔ ان (حضورؐ) کی گفتگو نہایت ہی حکیمانہ اور دانائی پر مبنی ہے۔ آپ پر جنوں وغیرہ کے اثرات کا دور دور تک نام ونشان نہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن باتوں کا علم دیا اور غیب کی جن باتوں پر آپ کو مطلع فرمایا خواہ وہ قرآن کریم ہو جیسا کہ حضرت قتادہؒ کا قول ہے یا دیگر باتیں جو عقائد وغیرہ سے متعلق ہیں جیسے اشراط الساعۃ اور میدانِ حشر، جنت وجہنم کے متعلق آپؐ نے بہت سی باتوں کی اطلاع دی ہے۔ یہ سب حق اور حقائق ہیں۔ واللہ اعلم

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾

اس سے مراد وہی روایت ہے جو سورۂ نجم میں مذکور ہے۔ ''وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى''

آیاتہا ۱۹ ﴿۸۲﴾ سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ ﴿۸۲﴾ رکوعہا ۱

آیتیں ۱۹ سورت انفطار مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿۳﴾

جب آسمان پھٹ جائے گا ○ اور جب ستارے جھڑ جائیں ○ اور جب سمندر اُبل پڑیں ○

وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿۴﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ﴿۵﴾ يٰٓاَيُّهَا

اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں ○ تب ہر شخص جان لے گا کہ کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑ آیا ○ اے انسان

الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿۶﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾ فِيْٓ

تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے مغرور کر دیا ○ جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے ٹھیک کیا پھر تجھے برابر کیا ○ جس

اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿۸﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿۹﴾ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ

صورت میں چاہا تیرے اعضاء کو جوڑ دیا ○ نہیں نہیں بلکہ تم جزا کو نہیں مانتے ○ اور بیشک تم پر

لَحٰفِظِيْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۱۳﴾

محافظ ہیں ○ عزت والے اعمال لکھنے والے ○ وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو ○ بیشک نیک لوگ نعمت میں ہوں گے ○

وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿۱۴﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿۱۶﴾

اور بیشک نافرمان دوزخ میں ہوں گے ○ انصاف کے دن اس میں داخل ہوں گے ○ اور وہ اس سے کہیں جانے نہ پائیں گے ○

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۸﴾ يَوْمَ

اور تجھے کیا معلوم انصاف کا دن کیا ہے ○ پھر تجھے کیا خبر کہ انصاف کا دن کیا ہے ○ جس دن

لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾ ع ۱۹

کوئی کسی کے لئے کچھ بھی نہ کر سکے گا اور اس دن اللہ ہی کا حکم ہوگا ○

افادات محمود:

اس سورت میں بھی قیامت کے منظر اور پھر جزا وسزا کا بیان ہے۔ جیسا کہ سورۃ التکویر میں مفصل بیان ہوا۔

گویا یہ دونوں ایک جان دو قالب ہیں۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ﴿۶﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو نہایت ہی عجیب وغریب انداز میں جھنجوڑا ہے کہ جب تجھے معلوم ہے کہ تیرا رب کریم ہے، رحیم اور حلیم ہے تو تجھ کو حیا آنی چاہیے کہ اتنا بڑا عظمت شان والا اللہ اگر اپنے فضل و کرم سے حلم و بردباری کا مظاہرہ فرما رہا ہے تو آپ کو اس کا مطیع وفرماں بردار بندہ بن کر وقت گزارنا چاہیے تھا۔ صغائر و کبائر سے اجتناب کلی کرنا چاہیے تھا، لیکن تو نے جب یہ دیکھا کہ قہار و جبار بادشاہ ہر فعل بد پر فی الفور سزا اور گرفت علی المعصیۃ پر باوجود قدرت کاملہ رکھنے کے سزا نہیں دیتا تو اپنی سرکشی و کجروی میں مزید بڑھنے لگا، حالانکہ اس کی گرفت سے کون چھوٹ سکتا ہے؟ دیر ہو سکتی ہے، لیکن اندھیر نہیں۔ كِرَامًا كَاتِبِينَ ﴿۱۱﴾ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے اعمال نوٹ کرنے کے لیے مقرر ہیں اور دو فرشتے حفاظت کے لیے مقرر ہیں جو آگے اور پیچھے سے حوادث سے حفاظت کرتے ہیں، لیکن جب تقدیر کا فیصلہ آتا ہے تو یہ دونوں پاس سے ہٹ جاتے ہیں اور جو فرشتے اعمال نوٹ کرنے کے لیے مقرر ہیں، ایک دائیں اور ایک بائیں، دائیں جانب والا فرشتہ نیک اعمال نوٹ کرتا ہے اور بائیں جانب والا برے اعمال نوٹ کرتا ہے۔ نیک اعمال نوٹ کرنے والا فرشتہ دوسرے پر امیر مقرر کیا گیا ہے۔ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو بائیں جانب والا فرشتہ دائیں جانب والے فرشتے سے پوچھتا ہے کہ کیا اس شخص کے گناہ لکھوں؟ وہ کہتا ہے نہیں ابھی صبر کر۔ ہوسکتا ہے، وہ توبہ استغفار کر لے۔ جب تین بار پوچھ لیتا ہے تب دائیں جانب والا فرشتہ گناہ تحریر کرنے کی اجازت دے دیتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ اعمال نوٹ کرنے والے فرشتے (بوجہ حیا کے) تم لوگوں سے تین وقتوں میں الگ تھلگ ہو جاتے ہیں۔

قضائے حاجت کے وقت (۲) مباشرت کے وقت (۳) اور غسل کے وقت۔ لہٰذا غسل کے وقت انسان کو چاہیے کہ دیوار کی آڑ یا کسی بھی مناسب سے پردے کا اہتمام کرے۔

وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ﴿۱۹﴾

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر شے کا مالک ومتصرف ہوگا۔ تمام فیصلے وقضیے اس کے حکم سے طے پائیں گے اور کسی کے پاس کوئی اختیار نہ ہوگا۔ رہی انبیاء اور صلحاء کی سفارش، سو وہ اُسی کے اذن واجازت سے مشروط ہے۔ كما مر غير مرة واللہ اعلم

رکوعہا ۱ ۸۳ سُورَةُ الْمُطَفِّفِينَ مَكِّيَّةٌ ۸۶ آیاتہا ۳۶

آیتیں ۳۶ سورت مطففین مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ وَاِذَا

کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے○ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کرلیں تو پورا لیں○ اور جب

كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ

ان کو ماپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں○ کیا وہ خیال نہیں کرتے کہ وہ اٹھائے جائیں گے○ اس بڑے

عَظِيْمٍ ﴿۵﴾ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ

دن کے لئے○ جس دن سب لوگ رب العلمین کے سامنے کھڑے ہوں گے○ ہرگز ایسا نہیں چاہیے بیشک نافرمانوں کے اعمال نامے

سِجِّيْنٍ ﴿۷﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ﴿۸﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۰﴾

سجین میں ہیں○ اور آپ کو کیا خبر کہ سجین کیا ہے○ ایک دفتر ہے جس میں لکھا جاتا ہے○ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے○

الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۱۱﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾

وہ جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں○ اور اس کو وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے بڑھا ہوا گنہگار ہے○

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے پہلوں کی کہانیاں ہیں○ ہرگز نہیں بلکہ ان کے (برے) کاموں سے ان کے

مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّهُمْ

دلوں پر زنگ لگ گیا ہے○ ہرگز نہیں بیشک وہ اپنے رب سے اس دن روک دیئے جائیں گے○ پھر بیشک وہ

لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۷﴾ كَلَّآ اِنَّ

دوزخ میں گرنے والے ہیں○ پھر کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ جسے تم جھٹلاتے تھے○ ہرگز نہیں بیشک

كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَّشْهَدُهُ

نیکوں کے اعمال نامے علیین میں ہیں○ اور آپ کو کیا خبر کی علیین کیا ہے○ ایک دفتر ہے جس میں لکھا جاتا ہے○ اسے مقرب

الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢١﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ

فرشتے دیکھتے ہیں○ بیشک نیکوکار جنت میں ہوں گے○ تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے○ آپ ان کے چہروں میں نعمت کی تازگی

النَّعِيْمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿٢٥﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۭ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ

معلوم کریں گے○ ان کو خاص شراب مہر لگی ہوئی پلائی جائے گی○ اس کی مہر مشک کی ہوگی اور رغبت کرنے والوں کو اس کی

الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

رغبت کرنی چاہیے○ اور اس میں تسنیم ملی ہوگی○ وہ ایک چشمہ ہے اس میں سے مقرب پئیں گے○ بیشک نافرمان

اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿٣٠﴾

(دنیا میں) ایمان داروں سے ہنسی کیا کرتے تھے○ اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو آپس میں آنکھ سے اشارہ کرتے تھے○

وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ لَضَاۗلُّوْنَ ﴿٣٢﴾

اور جب اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کے جاتے تو ہنستے ہوئے جاتے تھے○ اور جب ان دیکھتے تو کہتے بیشک یہی گمراہ ہیں○

وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿٣٤﴾ عَلَى

حالانکہ وہ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے○ پس آج وہ لوگ جو ایمان لائے کفار سے ہنس رہے ہوں گے○ تختوں پر

الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾ ع

بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے○ آیا کافروں کو بدلہ دیا گیا ہے ان کے اعمال کا جو وہ کیا کرتے تھے○

افاداتِ محمود:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو لوگ ماپ تول میں بہت نقصان اٹھا رہے تھے۔ جب کسی سے لیتے تھے تو پورا ماپ تول کر لیتے تھے (جیسا کہ ''اکتالوا'' باب افتعال اس کی طرف اشارہ کر رہا ہے) اور جب ماپ تول کر دوسروں کو ان کا حق دیتے تھے تو کم ماپ اور وزن کر کے دیتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرما دی۔ (ابن کثیر)

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں بھی خصوصیت سے ناپ تول میں کمی کی بیماری پائی جاتی تھی۔ حضرت شعیبؑ نے بار بار ان کو سمجھایا ''اوفوا الکیل'' کہ اپنا ماپ تول صحیح رکھو۔ افسوس کہ آج بھی بہت سے مسلمان اس موذی و مہلک بیماری کا شکار ہیں۔ کم تولنا، ملاوٹ کرنا، کم تول تو عام ہے بعض لوگ باٹ ہی چھوٹے رکھتے ہیں۔ یہ دنیوی و اخروی نقصان و خسران کا سبب ہے۔ یہ لوگ نہ کسی ناصح و واعظ کی بات پر کان دھرتے ہیں، نہ ان کی عقل و خرد اس دائمی خسارے کا ادراک کر رہی ہے، بلکہ اُلٹا زہر کو تریاق سمجھ رہے ہیں۔ فأشتكي الى الله

بہر حال تطفیف (حقوق کی پامالی) جیسے حقوق العباد میں مذموم ہے، اسی طرح حقوق اللہ اور حقوق الحیوانیہ میں بھی مذموم ہے۔

يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ۝

کیا ان کم تولنے اور کم ناپنے والوں کو یہ خیال نہیں آتا کہ کل رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ذرّے ذرّے کا حساب لیا جائے گا تو یہ لوگ ہزاروں لاکھوں انسانوں کے مقروض ہوں گے۔ اُس وقت خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر الغفاریؓ سے فرمایا کہ اس دن تیرا کیا حال ہوگا جس دن لوگ دنیا کے دنوں کے اعتبار سے تین سو سال اللہ کے حکم کے مطابق کھڑے رہیں گے۔ نہ آسمان سے ان کے ہاں کوئی خبر آئے گی اور نہ ہی ان کو کسی بات کا حکم دیا جائے گا (بلکہ اتنا طویل عرصہ انتظار میں ہی رہیں گے) حضرت بشیرؓ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگوں گا۔ حضورؐ نے فرمایا جب تو رات کو بستر پر لیٹے تو قیامت کے دن کے کرب وغم اور برے حساب سے پناہ مانگا کر (ابن کثیر)

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ الخ

کتاب الفجار اور کتاب الابرار سے مراد دونوں فریقوں کے اعمال کے دفتر ہیں۔ ابرار کے دفتر ساتویں آسمان کے اوپر اور فجار کے دفتر ساتویں زمین کے نیچے ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم

رکوعہا ۱ (۸۴ سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ ۸۳) آیاتہا ۲۵

آیتیں ۲۵ سورت انشقاق مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝١ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٢ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ۝٣ وَأَلْقَتْ

جب آسمان پھٹ جائے گا○ اور اپنے رب کا حکم سن لے گا اور وہ اسی لائق ہے○ اور جب زمین پھیلا دی جائے گی○ اور جو کچھ اس میں ہے

مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۝٤ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٥ يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ

ڈال دے گی اور خالی ہو جائے گی○ اور اپنے رب کا حکم سن لے گی اور اسی لائق ہے○ اے انسان تو اپنے رب کے پاس پہنچنے تک کام میں

كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ۝٦ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝٧ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا

کوشش کر رہا ہے پھر اس سے جا ملے گا○ پھر جس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا○ تو اس سے آسانی کے ساتھ حساب

يَسِيرًا ۝٨ وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝٩ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۝١٠

لیا جائے گا○ اور وہ اپنے اہل وعیال میں خوش واپس آئے گا○ اور لیکن جس کو نامہ اعمال پیٹھ پیچھے سے دیا گیا○

فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ۝١١ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ۝١٢ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝١٣ إِنَّهُ ظَنَّ

تو وہ موت کو پکارے گا○ اور دوزخ میں داخل ہوگا○ بیشک وہ اپنے اہل وعیال میں بڑا خوش وخرم تھا○ بیشک اس نے سمجھ لیا تھا کہ

أَنْ لَنْ يَحُورَ ۝١٤ بَلَىٰ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ۝١٥ فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝١٦ وَاللَّيْلِ وَمَا

ہرگز نہ لوٹ کر جائے گا○ کیوں نہیں بیشک اس کا رب تو اس کو دیکھ رہا تھا○ پس شام کی سرخی کی قسم ہے○ اور رات کی جو کچھ

وَسَقَ ۝١٧ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۝١٨ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۝١٩ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝٢٠

اس نے سمیٹا○ اور چاند کی جب کہ وہ پورا ہو جائے○ کہ تمہیں ایک منزل سے دوسری منزل پر چڑھنا ہوگا○ پھر انہیں کیا ہو گیا کہ ایمان نہیں لاتے○

وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۩ ۝٢١ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ۝٢٢ وَاللَّهُ

اور جب ان پر قرآن پڑھا جائے تو سجدہ نہیں کرتے○ بلکہ جو لوگ منکر ہیں جھٹلاتے ہیں○ اور اللہ

أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ۝٢٣ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝٢٤ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

خوب جانتا ہے وہ جو (دل میں) محفوظ رکھتے ہیں○ پس انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو○ مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿٢٥﴾
نیک عمل کیے۔ ان کے لئے بے انتہا اجر ہے۰

ع

افاداتِ محمود:

حضرت ابو ہریرہؓ نے عشاء کی نماز میں سورۃ انشقاق پڑھی اور سجدہ کیا۔ کسی نے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا، تو آپ فرمانے لگے کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (نماز عشاء میں) سجدہ کیا تھا۔ میں اب بھی سجدہ کرتا رہوں گا، یہاں تک کہ میں حضورؐ سے جاملوں (یعنی مرتے دم تک اس عمل پر قائم رہوں گا) (ابن کثیر)

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا۝

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ کسی نماز میں یہ دعا فرمارہے تھے۔

اللهم حاسبنی حسابا یسیرا الخ

اے اللہ میرے ساتھ آسان حساب فرما۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہؐ آسان حساب کیسے ہوگا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے نامہ اعمال میں (گناہ، کوتاہیاں وغیرہ) دیکھے تو اس سے درگزر فرمادے۔ آگے فرمایا

من نوقش الحساب یا عائشة هلک

اے عائشہ! جس کے ساتھ کرید کرید کر حساب کیا گیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (ابن کثیر) واللہ اعلم

آیاتها ۲۲ ﴿۸۵ سُوْرَۃُ الْبُرُوْجِ مَکِّیَّۃٌ ۲۷﴾ رکوعها ۱

آیتیں ۲۲ سورت بروج مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾ قُتِلَ اَصْحٰبُ

آسمان کی قسم ہے جس میں برج ہیں○ اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے○ اور اس دن کی جو حاضر ہوتا ہے اور اس کی کہ جس کے پاس حاضر ہوتے ہیں○

الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ﴿۶﴾ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ

خندقوں والے ہلاک ہوئے○ جس میں آگ تھی بہت ایندھن والی○ جبکہ وہ اس کے کناروں پر بیٹھے ہوئے تھے○ اور وہ ایمانداروں سے

بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۸﴾

جو کچھ کر رہے تھے اس کو دیکھ رہے تھے○ اور ان سے اسی کا تو بدلہ لے رہے تھے کہ وہ اللہ زبردست خوبیوں والے پر ایمان لائے تھے○

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

وہ کہ جس کے قبضہ میں آسمان اور زمین ہیں اور اللہ ہر چیز پر شاہد ہے○ بیشک جنہوں نے

فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ

ایمان دار مردوں اور ایماندار عورتوں کو ستایا پھر توبہ نہ کی تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے

عَذَابُ الْحَرِيْقِ ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ

جلانے والا عذاب ہے○ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام بھی کئے ان کے لئے باغ ہیں جن کے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ﴿۱۱﴾ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿۱۲﴾

نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ بڑی کامیابی ہے○ بیشک تیرے رب کی پکڑ بھی سخت ہے○

اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿۱۴﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿۱۵﴾

بیشک وہی پہلے پیدا کرتا ہے اور دوبارہ پیدا کرے گا○ اور وہی ہے بخشنے والا محبت کرنے والا○ عرش کا مالک بڑی شان والا○

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۶﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿۱۷﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ﴿۱۸﴾ بَلِ

جو چاہے کرنے والا○ کیا آپ کے پاس لشکروں کا حال پہنچا○ فرعون اور ثمود کے○ بلکہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿۱۹﴾	وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿۲۰﴾	بَلْ هُوَ
منکر تو جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں ○	اور اللہ ہر طرف سے ان کو گھیرے ہوئے ہے ○	بلکہ وہ
قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾	فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾	
قرآن ہے بڑی شان والا ○	لوح محفوظ میں (لکھا ہوا ہے) ○	

ع۲۲

افاداتِ محمود:

بروج سے یا تو وہ مشہور برج مراد ہیں جو آفتاب سال بھر میں طے کرتا ہے یا بڑے بڑے راستے مراد ہیں جن سے فرشتوں کا گزر ہوتا ہے۔

وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿۲﴾ قیامت کا دن۔ شَاهِدٍ جمعہ کا دن۔ وَّمَشْهُوْدٍ عرفہ کا دن۔

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾

یعنی ہلاک ہو گئے خندقوں والے۔ یہاں قُتِلَ لُعِنَ کے معنی میں ہے یعنی اُن ظالم لوگوں پر خدا کی لعنت ہو جنہوں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ آگ کی خندقیں کھودنے اور ان میں لوگوں کو جلانے والوں کے متعلق مفسرین حضرات نے متعدد واقعات نقل فرمائے ہیں جو مفہوم میں ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں۔ ہم یہاں حافظ ابن کثیرؒ کے نقل کردہ واقعہ پر اکتفا کرتے ہیں جو صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے (گزشتہ اُمتوں) لوگوں میں ایک کافر بادشاہ تھا اور اس کا ایک جادوگر تھا۔ جب وہ ساحر مرنے کے قریب ہوا تو اُس نے بادشاہ سے کہا کہ میں سن رسیدہ ہو گیا ہوں اور موت کے قریب پہنچ گیا ہوں، لہٰذا مجھ کو کوئی ہونہار لڑکا لا دیجیے تاکہ میں اس کو اپنا علم سکھا دوں۔ بادشاہ نے اس کو ایک لڑکا دے دیا جسے وہ جادو سکھاتا تھا۔ اس بادشاہ اور جادوگر کے درمیان راستہ میں ایک راہب تھا جو اس وقت کے دین حق پر تھا۔ اتفاق سے لڑکے نے اس کے پاس بھی آنا جانا شروع کر دیا۔ اُس کو راہب کی باتیں اچھی لگیں۔ اب جب لڑکا ساحر کے پاس جاتا تو راہب کے ہاں بیٹھنے کی وجہ سے دیر ہو جاتی۔ وہ ملامت کرتا اور واپسی پر بادشاہ کے پاس جاتا۔ وہاں بھی دیر ہو جاتی تو وہ ملامت کرتا۔ لڑکے نے اس بات کی شکایت راہب سے کی تو راہب نے یہ مشورہ دیا کہ جب ساحر تجھ کو تاخیر سے آنے کی وجہ سے سزا دینے لگے تو اسے کہنا کہ میں گھر سے ہی لیٹ آیا ہوں اور جب گھر والے تاخیر کے باعث سزا دینے اور ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگیں تو ان سے کہنا کہ ساحر کے ہاں سے لیٹ آیا ہوں۔ ایک دن یہ لڑکا راستہ سے گزر رہا تھا۔ دیکھا کہ ایک خطرناک جانور نے لوگوں کا راستہ روک رکھا ہے اور لوگ بڑے پریشان ہیں۔ اس لڑکے نے کہا کہ آج میں یہ تحقیق کر لوں گا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں راہب کا معاملہ سچا ہے یا ساحر کا۔ راوی کہتا ہے کہ اس لڑکے نے پتھر ہاتھ میں لیا اور کہا کہ اے اللہ اگر راہب کا دین سچا ہے تو یہ درندہ اس پتھر سے مر جائے جب پتھر درندے کو مارا تو وہ مر گیا اور لوگوں کی آمد و رفت کے لیے راستہ کھل گیا۔ جب

راہب کو اس بات کا پتا چلا تو لڑکے سے کہا کہ تو مجھ سے افضل ہے۔ تو کسی آزمائش میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ اگر تو پکڑا جائے تو لوگوں کو میرا نام نہ بتانا۔ اب لڑکا مادر زاد نابینا کے لیے دعا کرتا تو وہ ٹھیک ہو جاتا۔ برص کے بیمار کے لیے دعا کرتا تو وہ اچھا ہو جاتا۔ الغرض جس قسم کے بیمار کے لیے دعا کرتا، وہ ٹھیک ہو جاتا۔

بادشاہ کے حاشیہ نشینوں میں سے ایک نابینا تھا۔ اس کو جب معلوم ہوا تو وہ بھی اس لڑکے کے پاس بہت کچھ قیمتی تحفے تحائف لے کر پہنچا اور لڑکے سے کہنے لگا کہ آپ مجھے شفا دیجیے۔ لڑکے نے کہا کہ شفا میں نہیں دیتا، بلکہ خداوند قدوس ہی شفا عطا دیتا ہے۔ اگر تو اس پر ایمان لے آئے گا تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ تجھے شفا دے دے۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا۔ لڑکے نے اس کے لیے دعا کی۔ اس کی بینائی لوٹ آئی۔ پھر وہ بادشاہ کے پاس گیا اور اس جگہ بیٹھ گیا جہاں روز بیٹھتا تھا۔ بادشاہ نے اسے بینا دیکھا تو پوچھا کہ تیری بینائی تجھ پر کس نے لوٹائی؟ کہنے لگا ''رَبی'' میرے رب نے' بادشاہ نے کہا۔ میں نے؟ (یعنی کیا تو رب مجھ کو سمجھتا ہے) اس نے کہا نہیں، بلکہ میرا اور تیرا رب تو اللہ ہی ہے۔ بادشاہ نے تعجب کرتے ہوئے پوچھا کہ کیا میرے سوا تیرا کوئی اور رب ہے؟ اس نے کہا جی ہاں میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ بادشاہ نے اس کو اذیتیں دینا شروع کر دیں اور تفتیش جاری رکھی۔ آخر کار اس شخص نے اس لڑکے کے متعلق بتلا دیا جس کی دعا سے اس کی بینائی لوٹ آئی تھی۔ بادشاہ نے اس کو بلوایا اور پوچھا کہ تو جادو میں اتنا ماہر ہو گیا کہ مادر زاد نابینا اور کوڑھ کے بیمار کو بھی صحت یاب بنا دیتا ہے؟ اس لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو شفا نہیں دیتا، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سب بیماروں کو شفا دیتا ہے۔ بادشاہ نے کہا کیا وہ میں ہوں؟ اس لڑکے نے کہا نہیں۔ بادشاہ نے پوچھا کیا میرے سوا تیرا کوئی اور رب ہے؟ اس نے کہا میرا اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔ بادشاہ نے اس کو بھی اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ اس نے راہب کے متعلق بتا دیا (کہ یہ سب کچھ میں نے ان سے سیکھا ہے)

بادشاہ نے راہب کو بلوایا اور کہا کہ اپنا دین چھوڑ دے، لیکن راہب اپنے دین پر قائم رہا تو اس کے سر پر آری رکھی، یہاں تک کہ اس کے دو ٹکڑے کر دیے۔ پھر اپنے درباری سابق نابینا سے کہا کہ تو بھی اس دین کو چھوڑ دے۔ لیکن اس کے انکار پر اس کے بھی دو ٹکڑے کر دیے۔ لڑکے کے متعلق کچھ لوگوں سے کہا کہ اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جاؤ۔ اگر اس دین سے انکار کرے تو فبہا، ورنہ اس کو پہاڑ کی بلندی سے گرا کر ہلاک کر دو۔ جب وہ لوگ اس کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے تو اس نے دعا مانگی ''**اللّٰھم اکفینھم بما شئت**'' اے اللہ تو کسی انداز سے ان لوگوں کے مقابلہ میں میری کفایت و مدد فرما۔ پہاڑ پہ زلزلہ آیا۔ وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے اور لڑکا صحیح سالم واپس آ گیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تیرے ساتھیوں کا کیا بنا۔ لڑکے نے کہا کہ ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی (اور وہ ہلاک ہو گئے) بادشاہ نے لوگوں کی ایک اور جماعت کے ساتھ اس لڑکے کو ایک بڑی کشتی میں روانہ کر دیا اور لوگوں سے کہا کہ جب تم دریا کے اندر یعنی گہرائی تک چلے جاؤ تو اس کو کہہ دینا کہ اپنے دین سے پھر جائے، ورنہ

اس کو دریا میں غرق کر کے ہلاک کر دینا۔ وہ لوگ اس کو لے گئے۔ اس لڑکے نے وہی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو غرق کر دیا اور لڑکا صحیح سالم بادشاہ کے پاس واپس آ گیا۔ بادشاہ کے پوچھنے پر لڑکے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور ان سب کو ہلاک کر دیا۔ پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ جو طریقہ میں تمہیں بتلاؤں گا وہ اپنا کر ہی تم مجھ کو مار سکتے ہو ورنہ نہیں۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ لڑکے نے کہا وہ یہ ہے کہ آپ تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع کریں اور مجھے کسی شہتیر نما لکڑی پر لٹکا دیں اور میرے ہی ترکش سے تیر لے کر میری طرف پھینکیں۔ پھینکتے وقت یہ دعا پڑھیں ''بسم الله رب الغلام'' یعنی اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے۔ اگر یوں کرو گے تو مجھے مارنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور تیر لڑکے کی کنپٹی پر لگا۔ وہ شہید ہو گیا۔ اس وقت اس نے اپنا ہاتھ زخمی کنپٹی پر رکھا ہوا تھا۔ اب تمام لوگ یک زبان بول اُٹھے۔

امنا برب الغلام

ہم سب ایمان لے آئے لڑکے کے رب پر۔ درباریوں نے بادشاہ سے کہا کہ لیجیے جس چیز سے آپ ڈر رہے تھے وہی ہوا۔ سارے لوگ مسلمان ہو گئے۔ تمام لوگوں کو اسلام سے اور دین حق سے پھیرنے کے لیے بادشاہ نے جگہ جگہ گلیوں اور کوچوں میں خندقیں کھدوائیں۔ ان میں آگ جلائی گئی۔ لوگوں سے کہا جاتا تھا کہ یا تو دین حق سے پھر جاؤ ورنہ خندق میں ڈال دیے جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ آخر میں ایک ایسی عورت آئی جس کی گود میں دودھ پیتا بچہ تھا اُس کی وجہ سے وہ گھبرا رہی تھی کہ اپنی جان کی تو خیر ہے لیکن اس معصوم کو لے کر آگ میں کیسے کودوں گی۔ بحکم خداوندی وہ نونہال بول پڑا۔

اصبری یا اماه فانک علی الحق

اماں جان صبر کیجیے بے شک آپ حق پر ہیں (یعنی میری پروا کیے بغیر ایمان کی حفاظت کے لیے تجھ کو آگ کی خندق میں کود پڑنا چاہیے۔ (ابن کثیر تفسیر سورۃ البروج)

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ الخ

یہاں سے اب ضابطہ کلیہ بتا دیا کہ جو بھی ایمان والوں کو اذیتیں دیں گے اور بغیر ایمان و توبہ کے ان کی موت آئے گی تو ایسے لوگوں کو شدید عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ واللہ اعلم

رکوعہا ۱ ﴿۸۶ سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ ۳۶﴾ آیاتہا ۱۷

آیتیں ۱۷ سورت طارق مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝۱ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝۲ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝۳ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ

آسمان کی قسم ہے اور رات کو آنے والے کی ۝ اور آپ کو کیا معلوم کہ رات کو آنے والا کیا ہے ۝ وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے ۝ ایسی کوئی بھی جان

لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝۴ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝۵ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝۶ يَّخْرُجُ

نہیں کہ جس پر ایک محافظ مقرر نہ ہو ۝ پس انسان کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے ۝ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے ۝ جو پیٹھ

مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝۷ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝۸ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝۹ فَمَا

اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان میں سے نکلتا ہے ۝ بیشک وہ اس کے لوٹانے پر قادر ہے ۝ جس دن بھید ظاہر کئے جائیں گے ۝ تو

لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝۱۰ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝۱۱ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝۱۲

اس کے لئے نہ کوئی طاقت ہوگی اور نہ کوئی مددگار ۝ آسمان بارش والے کی قسم ہے ۝ اور زمین کی جو پھٹ جاتی ہے ۝

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝۱۳ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝۱۴ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝۱۵ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝۱۶ فَمَهِّلِ

بیشک قرآن قطعی بات ہے ۝ اور وہ ہنسی کی بات نہیں ہے ۝ بیشک وہ ایک تدبیر کر رہے ہیں ۝ اور میں بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں ۝ پس

الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝۱۷ ع

کافروں کو تھوڑے دنوں کی مہلت دے دو ۝

افاداتِ محمود:

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝۱

طارق سے مراد یا تو ایک خاص تارا ہے جو مغرب کی جانب غروب آفتاب کے فوراً بعد نکلتا ہے۔ یا اس سے مراد رات کو آنے والا مہمان ہے۔

من بین الصلب والترائب

بعض کے نزدیک پورا جسم مراد ہے کیونکہ وہ پیٹھ اور سینے کے درمیان ہے اور بعض کے ہاں صلب سے مراد

باپ کی پشت اور ''ترائب'' سے مراد ماں کی چھاتیاں ہیں۔ سورۂ بروج کے آخر میں بھی قرآن کریم کا ذکر تھا اور سورۂ طارق کے آخر میں بھی قرآن کریم کا ذکر ہے۔

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿٩﴾

صحیح بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دُنیا میں جس نوعیت کا دھوکا کیا ہوگا اس نوعیت کا جھنڈا اس کے سرین پر لگا ہوگا اور ساتھ ساتھ ایک بتانے والا ہوگا جو اس غدر اور گناہ کے متعلق لوگوں کو بتاتا پھرے گا۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿١١﴾

اگر چلنے اور حرکت کرنے کے معنی میں ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ آسمان جو حرکت والا ہے یعنی ایک جگہ سے حرکت شروع کرتا ہے۔ گھومتے گھومتے پھر اسی جگہ آ جاتا ہے۔ جیسا کہ صاحب بیضاوی نے لکھا ہے، لیکن یہ نظریہ آج کل کی سائنس کے خلاف ہے۔ یا مراد مطر اور بارش ہے کہ بار بار آسمان سے بارشیں برستی ہیں۔ واللہ اعلم

(۸۷) سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ (۸)

آیتیں ۱۹ سورت اعلیٰ مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝۱ الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝۲ وَالَّذِىْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝۳

اپنے رب کے نام کی تسبیح کیا کر جو سب سے اعلیٰ ہے۝ وہ جس نے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا۝ اور جس نے اندازہ ٹھہرایا پھر راہ دکھائی۝

وَالَّذِىْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝۴ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۝۵ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ۝۶

اور وہ جس نے چارہ نکالا۝ پھر اس کو خشک چورا سیاہ کر دیا۝ البتہ ہم آپ کو پڑھائیں گے پھر آپ نہ بھولیں گے۝

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۚ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝۷ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝۸ فَذَكِّرْ اِنْ

مگر جو اللہ چاہے بیشک وہ ہر ظاہر اور چھپی بات کو جانتا ہے۝ اور ہم آپ کو آسان شریعت کے سمجھنے کی توفیق دینگے۝ پس آپ نصیحت کیجئے

نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝۹ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝۱۰ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝۱۱ الَّذِىْ يَصْلَى

اگر نصیحت فائدہ دے۝ جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ جلدی سمجھ جائے گا۝ اور اس سے بڑا بدنصیب الگ رہے گا۝ جو سخت آگ میں

النَّارَ الْكُبْرٰى ۝۱۲ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝۱۳ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝۱۴ وَذَكَرَ

داخل ہوگا۝ پھر اس میں نہ تو مرے گا اور نہ جیئے گا۝ بیشک وہ کامیاب ہوا جو پاک ہوگیا۝ اور اپنے

اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝۱۵ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝۱۶ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝۱۷

رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی۝ بلکہ تم تو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۝ حالانکہ آخرت بہتر اور زیادہ پائیدار ہے۝

اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝۱۸ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝۱۹

بیشک یہی پہلے صحیفوں میں ہے۝ (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۝

افاداتِ محمود:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورت سے بہت محبت فرماتے تھے۔ (مسند احمد)

اور نبی کریمؐ اس سورت کو نماز جمعہ و عیدین میں پڑھتے تھے۔ (مسلم، ترمذی)

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ

یہ استثناء یا تو نسخ سے متعلق ہے یعنی آپ کے پاس جو وحی آئے گی وہ آپ بھولیں گے نہیں، مگر جس حصے کو اللہ تعالیٰ منسوخ فرمانا چاہیں۔ وہ آپ کو چھوڑنا پڑے گی خواہ تلاوۃً ہو یا حکماً یا اس استثناء کا تعلق اختیار خداوندی سے ہے کہ آپ وحی کے کسی حصہ کو نہیں بھولیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ اس وحی کو آپ کے دل و دماغ میں محفوظ کر لیتا ہے، ورنہ وہ اس بات پہ بدستور قادر ہے کہ آپ سے کسی حصے کو بھلا دے۔

لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۱۳﴾

یہاں ارتفاع نقیضین یعنی دو متضاد چیزوں کا یکجا ہونے کا سوال نہ کیا جائے کیونکہ دونوں کی جہتیں مختلف ہیں۔ واللہ اعلم

رکوعاتہا ۱ (۸۸) سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ (۶۸) آیاتہا ۲۶

آیتیں ۲۶ سورت غاشیہ مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝۱ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ تَصْلٰى

کیا آپ کے پاس سب پر چھا جانے والی (قیامت) کا حال پہنچا ۝ کئی چہروں پر اس دن ذلت برس رہی ہوگی ۝ محنت کرنے والے تھکنے والے ۝

نَارًا حَامِيَةً ۝۴ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۶

دہکتی ہوئی آگ میں گریں گے ۝ انہیں ابلتے ہوئے چشمے سے پلایا جائے گا ۝ ان کیلئے کوئی کھانا سوائے کانٹے دار جھاڑی کے نہ ہوگا ۝

لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝۷ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۸ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝۹

جو نہ فربہ کرتی ہے اور نہ بھوک کو دور کرتی ہے ۝ کئی منہ اس دن ہشاش بشاش ہوں گے ۝ اپنی کوشش سے خوش ہوں گے ۝

فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۱۰ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝۱۱ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝۱۲ فِيْهَا سُرُرٌ وقف لازم

اونچے باغ میں ہوں گے ۝ وہاں کوئی لغو بات نہیں سنیں گے ۝ وہاں ایک چشمہ جاری ہوگا ۝ وہاں اونچے اونچے

مَّرْفُوْعَةٌ ۝۱۳ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝۱۴ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝۱۵ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝۱۶

تخت ہوں گے ۝ اور آبخورے سامنے چنے ہوئے ۝ اور گاؤ تکیے قطار سے لگے ہوئے ۝ اور مخملی فرش بچھے ہوئے ۝

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝۱۷ وَاِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝۱۸ وَاِلَى

پھر کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے بنائے گئے ہیں ۝ اور آسمان کی طرف کہ کیسے بلند کئے گئے ہیں ۝ اور

الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝۱۹ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝۲۰ فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝۲۱

پہاڑوں کی طرف کہ کیسے کھڑے کئے گئے ہیں ۝ اور زمین کی طرف کہ کیسی بچھائی گئی ہے ۝ پس آپ نصیحت کیجئے بیشک آپ تو نصیحت کرنے والے ہیں ۝

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝۲۲ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۝۲۳ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ

آپ ان پر کوئی داروغہ نہیں ہیں ۝ مگر جس نے منہ موڑا اور انکار کیا ۝ سو اسے اللہ بہت بڑا عذاب

الْاَكْبَرَ ۝۲۴ اِنَّ اِلَيْنَا اِيَابَهُمْ ۝۲۵ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝۲۶ ع

دے گا ۝ بیشک ہماری طرف ہی ان کو لوٹ کر آنا ہے ۝ پھر ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب لینا ہے ۝

افاداتِ محمود:

سورۂ اعلیٰ کے ساتھ اس سورت کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ و عیدین میں پڑھتے تھے۔

اَلْغَاشِيَةِ ①

قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ لفظی معنی ہیں ڈھانپنے والی۔ قیامت یقیناً ہر اعتبار سے لوگوں کو ڈھانپ لے گی۔

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ③ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ④

بہت سے لوگ اعمال شاقہ کرنے کے باوجود جہنم میں چلے جائیں گے۔ جیسا کہ بہت سے غیر مسلم ریاضتیں کرتے ہیں۔ اس میں ان مسلمانوں کے لیے بھی تنبیہ ہے جو خلاف سنت اعمال کرتے اور بدعات کی بھرمار کے ساتھ اعمال شاقہ کرتے ہیں۔ حضرت ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ ایک گرجا گھر کے قریب سے گزر رہے تھے۔ وہاں کے راہب کو آواز دی۔ جب وہ دروازہ پر آیا تو حضرت فاروق اعظمؓ اس کو دیکھ کر رونے لگے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا مجھ کو قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت یاد آ گئی ہے۔ وہی مجھے رلا رہی ہے۔ مقصد یہ تھا کہ یہ شخص گرجا میں ریاضتیں اور مشقتیں کر رہا ہے، لیکن ایمان نہ لانے کی وجہ سے اس کی تمام ریاضتیں اکارت ہیں۔ (ابن کثیر)

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ⑰

یہاں سے الوہیت باری تعالیٰ اور توحید باری تعالیٰ پر عقلی دلائل ہیں کہ ذرا غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی اونٹ میں تمہارے لیے کیا فوائد رکھے ہیں۔ اتنا بڑا عجیب الخلقت جانور ہے لیکن ایک بچہ اس کی مہار پکڑ کر جہاں مرضی ہو لے جائے۔ پھر دورانِ سفر وہ کتنی صعوبتیں برداشت کرتا ہے اور کتنے لق و دق صحراؤں کو گرمی میں سردی میں طے کرتا ہے۔ پھر تم اونٹنیوں کا دودھ کام میں لاتے ہو۔ گوشت کھاتے ہو، بال بھی کام میں لاتے ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اسی طرح آسمان زمین اور پہاڑ ہیں جن میں سینکڑوں فوائد ہیں۔

مسند احمد میں بروایت حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں تو حضورؐ سے زیادہ سوالات سے منع کیا گیا تھا۔ لہٰذا ہمیں یہ بات بہت اچھی لگتی تھی کہ دیہاتی لوگ آ کر حضور سے سوالات کریں اور ہم سنیں تو ایک دیہاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا کہ اے محمدؐ آپ کا فرستادہ ہمارے پاس آیا اور ہمیں یہ بات بتلائی کہ آپ کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اُس نے سچ کہا۔ سائل نے پوچھا کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ پھر پوچھا زمین کس نے پیدا کی؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ سائل نے پوچھا پہاڑوں کو زمین پر کس نے نصب کیا اور جو کچھ پہاڑوں میں

ہیں ان کو کس نے بنایا؟ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ تو سائل نے کہا میں آپ کو اس اللہ کا واسطہ دے کر جس نے آسمان وزمین کو پیدا فرمایا اور پہاڑوں کو زمین پر نصب فرمایا۔ کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ سائل نے پوچھا آپؐ کے فرستادہ نے یہ بھی ہمیں بتلایا ہے کہ رات دن ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں؟ حضور نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ سائل نے پوچھا میں آپ کو اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ سائل نے کہا آپ کے فرستادہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم پر ہمارے مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ سائل نے کہا میں آپ کو اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ کیا یہ حکم آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ سائل نے کہا آپ کے فرستادہ نے ہمیں یہ بھی بتلایا ہے کہ جو حج کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اس پر حج فرض ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب وہ جانے لگا تو کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ میں ان باتوں میں نہ اضافہ کروں گا اور نہ کمی کروں گا۔ حضورؐ نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا تو یہ ضرور جنت میں چلا جائے گا۔ بہر حال مذکورہ بالا آیت میں خصوصیت سے چار چیزوں کو ذکر فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ عرب لوگ اُونٹوں پر سفر کرتے ہوئے زمین پر چلتے تھے۔ اُوپر آسمان ہوتا تھا اور ارد گرد پہاڑ ہوتے تھے۔ پھر اونٹ اہل جنت اور اہل جہنم دونوں کے لیے بطور مثال پیش کیا گیا ہے۔ یعنی اونٹ کے حالات سے اہل جنت اور اہل جہنم دونوں کے حالات کا استنباط کیا جا سکتا ہے جیسے اونٹ کو نکیل ڈال کر لے جایا جاتا ہے اسی طرح اہل جہنم زنجیروں اور بیڑیوں میں لے جائے جائیں گے اور جس طرح اونٹ خاردار و کانٹا دار درختوں کو کھاتا ہے پھر دوران سفر اگر سڑا ہوا بدبودار پانی بھی میسر آ جائے تو پیتا ہے اسی طرح اہل جہنم کو زقوم وغیرہ کھلایا جائے گا اور جہنم کا گرم پانی جہنمیوں کی پیپ وغیرہ پلائی جائے گی۔

لیکن اونٹ میں بہت سے منافع وفوائد بھی ہیں۔ اس کا اُون کام آتا ہے۔ دودھ سے مکھن وغیرہ حاصل ہوتے ہیں۔ کھال بھی کارآمد ہے۔ اونٹ کی ہڈیاں بطور علاج بھی مستعمل ہیں۔ اس کا خشک گوبر جلا کر اس کی راکھ خون روکنے کے لیے مفید ہے۔ اونٹ کے یہ حالات اہل جنت کے حالات سے مشابہہ ہیں۔ اُونٹ کئی دن کے لیے پانی کو ذخیرہ بھی کر لیتا ہے۔ خوراک بھی ذخیرہ کر لیتا ہے۔ اکثر غزوات اور غزوات کے علاوہ بھی حضور اور صحابہ کرامؓ سفر اونٹ پر فرماتے تھے اور عام جانوروں کے مقابلے میں یہ ایک جگہ نہیں بلکہ تین جگہ ذبح ہوتا ہے۔ جسے ذبح نہیں بلکہ نحر کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

آیاتہا ۳۰ (۸۹) سُوْرَۃُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ (۱۰) رکوعہا ۱

آیتیں ۳۰ سورت فجر مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
وَالْفَجْرِ ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ﴿۴﴾ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ
فجر کی قسم ہے ۞ اور دس راتوں کی ۞ اور جفت اور طاق کی ۞ اور رات کی جب وہ گزر جائے ۞ ان چیزوں کی قسم عقلمندوں کے
لِّذِيْ حِجْرٍ ﴿۵﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿۷﴾ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ
واسطے معتبر ہے ۞ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا ۞ جو نسل ارم سے ستونوں والے تھے ۞ کہ ان جیسا
مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿۸﴾ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿۹﴾ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ﴿۱۰﴾
شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا ۞ اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے پتھروں کو وادی میں تراشا تھا ۞ اور فرعون میخوں والے کے ساتھ ۞
الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۱﴾ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ
ان سب نے ملک میں سرکشی کی ۞ پھر انہوں نے بہت فساد پھیلایا ۞ پھر ان پر تیرے رب نے عذاب کا
عَذَابٍ ﴿۱۳﴾ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ
کوڑا پھینکا ۞ بیشک آپ کا رب تاک میں ہے ۞ لیکن انسان تو ایسا ہے کہ جب اسے اس کا رب آزماتا ہے پھر اسے عزت
وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ اَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ
اور نعمت دیتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت بخشی ہے ۞ لیکن جب اسے آزماتا ہے اس پر اس کی روزی تنگ کرتا ہے تو کہتا ہے
رَبِّيْ اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾
میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا ۞ ہرگز نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے ۞ اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو ۞
وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّا اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ
اور میت کا ترکہ سب سمیٹ کر کھا جاتے ہو ۞ اور مال سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہو ۞ ہرگز نہیں جب زمین کوٹ کوٹ کر
دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ
ریزہ ریزہ کر دی جائے گی ۞ اور آپ کے رب کا (تخت) آجائے گا اور فرشتے بھی صف بستہ چلے آئیں گے ۞ اور اس دن دوزخ لائی جائے گی

يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ؁ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِىْ ؁
اس دن انسان سمجھے گا اور اس وقت اس کو سمجھنا کیا فائدہ دے گا○ کہے گا اے کاش میں اپنی زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجتا○
فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ؁ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ؁ يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ
پس اس دن اس کا ساعذاب کوئی بھی نہ دے گا○ اور نہ اس کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا ہوگا○ (ارشاد ہوگا) اے
الْمُطْمَئِنَّةُ ؁ ارْجِعِىْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ؁ فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ ؁
اطمینان والی روح○ اپنے رب کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی○ پس میرے بندوں میں شامل ہو○
وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ؁
اور میری جنت میں داخل ہو○

ع

افاداتِ محمود:

ربط

سورۂ غاشیہ میں قیامت کے دن کا بیان تھا کہ اس دن لوگوں کے دو طبقے ہوں گے۔ایک اہل جہنم ہوں گے۔ ’’تَصْلٰى نَارًا ‘‘ سے وہ طبقہ مراد ہے۔دوسرا طبقہ اہل جنت کا ہوگا۔’’وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ؁‘‘ میں اس کی طرف اشارہ ہے۔اسی طرح سورۃ فجر میں ’’يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ؁‘‘ میں نافرمان انسان کا ذکر ہے اور يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الخ میں نفس مطمئنہ رکھنے والے مومنوں کا ذکر ہے۔

سورۃ فجر اصل میں ایک شبہ کے ازالہ کے لیے نازل کی گئی ہے۔اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اگر اعمال صالحہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت اور شان ربوبیت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔اسی طرح انسان کے معاصی اور سیئات سے اللہ تعالیٰ کی شان متاثر نہیں ہوتی، نہ ہی اس کے رحمت کے خزانے متاثر ہوتے ہیں۔ایک صحیح حدیث میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انسان کے تمام اعمال واحوال کا علم ہے۔پھر جزاوسزا کا کیا مطلب ہے؟ یعنی جزاوسزا میں نہ تو اللہ تعالیٰ کا فائدہ ہے، نہ نقصان؟ تو اس سورۃ میں اس شبہہ کا ازالہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کمال علم اور کمال قدرت کے ساتھ حکیم بھی تو ہے، لہٰذا جزاوسزا کے قانون میں بہت ساری حکمتیں ہیں۔

انسان کے تین احوال ہیں۔(۱) دنیا (۲) برزخ (۳) آخرت۔

دنیا میں انسان محتاج ہے۔بہت ساری حاجتیں اور کمزوریاں اس کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ یہ آخرت کے لیے توشہ جمع کرنے کا مکلف ہے کہ ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ جمع کرتا رہے۔برزخ جو کہ بعد الموت اور قبل قیام الساعۃ کا درمیانی عرصہ ہے۔اس عرصہ میں اعمال ومشاغل تو نہیں ہیں خود کچھ عمل نہیں کرسکتا۔

نہ اعمالِ خیر نہ شر، لیکن اعمال میں اضافے کا تسلسل جاری رہتا ہے۔ اگر اُس نے کوئی ایسا کارِ خیر کیا جو متعدی ہے تو مرنے کے بعد بھی اس کارِ خیر کی برکت سے اس کے اعمال صالحہ میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ صحیح احادیث سے یہ مضمون ثابت ہے اور اگر خدانخواستہ انسان نے اپنی زندگی میں کوئی برا عمل شروع کیا جو متعدی تھا۔ اس کی دیکھا دیکھی لوگ اس کو کرنے لگے تو مرنے کے بعد بھی اس کے گناہوں اور سیئات میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ ہر قتل ناحق میں سے گناہ کا کچھ حصہ قابیل کو پہنچتا ہے۔ کیونکہ وہ دنیا میں قتل ناحق کا موجد تھا۔

جب قیامت کا وقت ہوگا تو انسان مکمل طور پر فارغ ہو جائے گا۔ اعمال صالحہ یا معاصی وغیرہ میں اضافہ مکمل طور پر بند ہو جائے گا۔ گویا تمام اعمال پر مہر لگ جائے گی۔ اب تو جزا و سزا کا میدان ہے جس کا ایک عرصہ سے انتظار تھا۔ جیسا کہ ''اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ'' سے معلوم ہوتا ہے۔ الغرض انسان کا دنیا میں آنا پھر کچھ عرصہ برزخ میں اور پھر قیامت کے دن حساب کتاب کے لیے دربار خداوندی میں کھڑا ہونا، اس میں بہت ساری حکمتیں ہیں جن سے اصل مقصد انسان کی ابتلا اور آزمائش ہے۔

اما شاکراً و اما کفوراً

اب قیامت آنے کے لیے لوگ منتظر ہیں کہ نہ معلوم کب آجائے، لیکن آئے گی ضرور اور راسخ العقیدہ لوگ اس کے انتظار میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ فجر میں جتنی چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں ان سب کا انتظار کیا جاتا ہے۔

وَالْفَجْرِ ۝١

فجر سے مراد معروف وقت ہے۔ فجر کا انتظار اکثر حیوانات چرند، پرند اور انسانوں کو ہوتا ہے حتیٰ کہ فقیر اور مسکین بھی بھیک مانگنے کے لیے فجر کے منتظر رہتے ہیں۔

وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝٢

اور دس راتوں کی قسم۔ دس راتوں سے مراد یا تو ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں جن کا سال بھر حجاج کرام اور دیگر لوگوں کو انتظار رہتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ذی الحج کی ابتدائی دس راتوں میں اعمال کی جتنی فضیلت ہے اور کسی رات میں نہیں ہے یا دس راتوں سے مراد محرم الحرام کی ابتدائی دس راتیں ہیں یا رمضان المبارک کا پہلا عشرہ مراد ہے۔ اس کا بھی سال بھر لوگوں کو انتظار رہتا ہے۔

وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝٣

(۱) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ولیالٍ عشر'' سے مراد ذی الحج کی دس راتیں ہیں۔ الوتر سے مراد عرفہ اور الشفع سے مراد یوم النحر ہے۔ (۲) حضرت عطاؒ سے منقول ہے کہ شفع سے مراد عرفہ اور وتر سے عید الاضحیٰ کی رات مراد ہے۔ (۳) شفع سے مراد ایام تشریق کا درمیانی دن ہے اور وتر سے مراد آخری دن ہے۔ (۴) شفع اور وتر سے مراد اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جو شفع بھی ہے اور وتر بھی۔ (۵) وتر سے مراد خود اللہ تعالیٰ ہیں اور شفع سے مراد اس کی مخلوق ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے ''ان اللہ وتر یحب الوتر''

(۶) شفع اور وتر سے مراد عدد ہے جس میں جفت اور طاق دونوں ہوتے ہیں۔ (۷) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ شفع اور وتر سے مراد نماز ہے۔ اس میں جفت بھی ہے جیسے فجر، ظہر وغیرہ اور طاق بھی ہے جیسے مغرب اور وتر نمازیں۔

نوٹ: توجیہ ۲ میں شفع سے مراد جو یوم عرفہ ہے وہ آنے والی رات سمیت مراد ہے۔

وَالَّيْلِ إِذَا يَسْرِ ﴿۴﴾

رات کے چلنے سے مراد یا تو وہ چیزیں ہیں جو رات میں چلتی ہیں۔ لہٰذا ظرف کا ذکر ہے، مگر اس سے مراد مظروف ہے جیسے کہا جاتا ہے "نهاره صائم وليله قائم" اس کا دن روزہ دار اور اس کی رات قیام کرنے والی ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ شخص دن کو روزہ اور رات کو شب بیداری کرتا ہے یا مراد مزدلفہ کی رات ہے۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۶﴾

إِرَمَ، عــاد سے بدل ہے۔ ارم اور عاد اس قوم کے بڑوں میں سے ہیں ان کے نام پر ایک شہر بنایا گیا تھا۔ آگے "التی جو اسم موصول اور مثلها میں ضمیر مونث ہے وہ باعتبار قبیلہ ہے۔ قوم عاد کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا، لیکن ان لوگوں نے نافرمانی کی اور اللہ کے رسول کی بات نہیں مانی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شدید طوفان اور آندھی سے ان کو ہلاک کر دیا اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے باعث عبرت بنا دیا۔ یہ لوگ بڑے قدآور اور زبردست تھے، لیکن نافرمانی سے عذاب خداوندی کا شکار ہو گئے۔

اسی طرح قوم ثمود اور قوم فرعون کا حال ہوا کہ مسلسل نافرمانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔

وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے

يؤتى الجهنم يومئذ لها سبعون الف زمام ومع كل زمام سبعون الف ملك

قیامت کے دن جہنم اس طرح لائی جائے گی کہ اس کو ستر ہزار لگام دیے گئے ہوں گے اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔

يَٰٓأَيَّتُهَا ٱلنَّفْسُ ٱلْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ خطاب قیامت کے دن ایمان والوں سے کیا جائے گا اور ان کو خوشخبری دی جائے گی، لیکن زیادہ راجح یہ ہے کہ یہ خطاب موت کے وقت خوش قسمت اور خوش بخت لوگوں سے ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ فرشتے جب مومن کی روح قبض کرتے ہیں تو جنت کے کفن اور خوشبو ساتھ لے کر آتے ہیں اور اس کو کہتے ہیں **اخرجي الى روح و ريحان ورب غير غضبان** ۔ وہ شان عظمت و وقار کے ساتھ اس کی روح قبض کرتے ہیں۔ پھر اسی عظمت و شان کے ساتھ اس کو لے جاتے ہیں۔ اس کی نماز جنازہ، تجہیز و تدفین میں ہزاروں فرشتے شریک ہوتے ہیں۔ **اللهم اجعلنا منهم**

آیاتہا ۲۰ (۹۰) سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ (۳۵) رکوعہا ۱

آیتیں ۲۰ — سورت بلد مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَآ أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۱﴾ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۲﴾ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿۳﴾ لَقَدْ

اس شہر کی قسم ہے ○ حالانکہ آپ اس شہر میں مقیم ہیں ○ اور باپ کی اور اس کی ولاد کی قسم ہے ○ کہ بیشک

وقف لازم خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ﴿۴﴾ أَيَحْسَبُ أَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ ﴿۵﴾ يَقُوْلُ أَهْلَكْتُ

ہم نے انسان کو مصیبت میں پیدا کیا ہے ○ کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کوئی بھی ہرگز قابو نہ پاسکے گا ○ کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں

مَالًا لُّبَدًا ﴿۶﴾ أَيَحْسَبُ أَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ أَحَدٌ ﴿۷﴾ أَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ﴿۸﴾ وَلِسَانًا

مال برباد کرڈالا ○ کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اسے کسی نے بھی نہیں دیکھا ○ کیا ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں ○ اور زبان

وَّشَفَتَيْنِ ﴿۹﴾ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿۱۰﴾ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾

اور دو ہونٹ ○ اور ہم نے اسے دونوں راستے دکھائے ○ پس وہ (دین کی) گھاٹی میں سے نہ ہو کر نکلا ○ اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ گھاٹی کیا ہے ○

فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ أَوْ إِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ أَوْ مِسْكِيْنًا

گردن کا چھوڑانا ○ یا بھوک کے دن میں کھلانا ○ کسی رشتہ دار یتیم کو ○ یا کسی خاک نشین

ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾

مسکین کو ○ پھر وہ ان میں سے ہو جو ایمان لائے اور انہوں نے ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی اور رحم کرنے کی وصیت کی ○

أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِآيٰتِنَا هُمْ أَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾

یہی لوگ دائیں والے ہیں ○ اور جنہوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا وہی بائیں والے ہیں ○

ع ۱۵ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

انہیں پر چاروں طرف سے بند کی ہوئی آگ ہوگی ○

افاداتِ محمود:

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿۳﴾

والد سے مراد حضرت آدمؑ اور ولد سے مراد تمام ابن آدم ہیں۔

اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝ اس میں ولید بن مغیرہ جیسے ناشکروں کی طرف اشارہ ہے۔

جن لوگوں کا مال راہ خدا میں خرچ ہوتا ہے وہ خوش قسمت ہیں اور جن لوگوں کا مال فاسد میں جیسے رقص وسرور، سینما بینی، فواحش اور شراب نوشی وغیرہ میں خرچ ہوتا ہے وہ بڑے بدبخت ہیں۔

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝

آنکھیں اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہیں۔ ان سے انسان کے ہزاروں اعمال صالحہ وابستہ ہیں۔ اسی طرح زبان کا حال ہے۔ تلاوت، ذکر اللہ، ہر کلمہ خیر جو انسان کہتا ہے وہ زبان سے متعلق ہے۔ اسی طرح ہونٹ ہیں۔ ہونٹ منہ کے لیے زینت بھی ہیں۔ اگر ہونٹ نہ ہوں تو دانت بدنما نظر آئیں گے اور شفتین منہ کے لیے ساتر بھی ہیں۔ یعنی منہ کے لیے پردے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر ہونٹ نہ ہوں تو ہر چیز گرد وغبار وغیرہ براہ راست منہ میں جائے گی۔ اسی طرح بہت سے حروف شفوی ہیں ہونٹ کے بغیر ادا نہیں ہوتے۔ ہونٹ کے بغیر بانسری بھی نہیں بجائی جا سکتی۔ جس پھل کے اندر گٹھلی ہو، آپ ہونٹوں کے ساتھ گٹھلی وغیرہ بلا تکلف باہر پھینک دیتے ہیں۔ بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی ہونٹوں کی مدد سے دودھ چوسنا شروع کر دیتا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی ایک ایک نعمت میں متعدد فوائد ہیں۔ تھوڑے سے تدبر اور غور وتفکر سے بہت سے سربستہ راز آپ پر کھل سکتے ہیں۔ فتأمل واللہ اعلم

رکوعہا ۱ (۹۱ سورۃ الشمس مکیۃ ۲۶) آیاتہا ۱۵

آیتیں ۱۵ سورت شمس مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ﴿١﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ﴿٢﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ﴿٣﴾ وَالَّيْلِ اِذَا

سورج اور اس کی دھوپ کی قسم ہے○ اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے○ اور دن کی جب وہ اس کو روشن کر دے○ اور رات کی جب کہ

يَغْشٰهَا ﴿٤﴾ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ﴿٥﴾ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ﴿٦﴾ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ﴿٧﴾

وہ اس کو ڈھانپ لے○ اور آسمان کی اور اس کی جس نے اس کو بنایا○ اور زمین اور اس کی جس نے اس کو بچھایا○ اور جان کی اور اس کی جس نے اس کو درست کیا○

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿٨﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿٩﴾ وَقَدْ خَابَ مَنْ

پھر اس کو اس کی بدی اور نیکی سمجھائی○ بیشک وہ کامیاب ہوا جس نے اپنی روح کو پاک کر لیا○ اور بیشک وہ غارت ہوا جس نے

دَسّٰىهَا ﴿١٠﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿١١﴾ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿١٢﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ

اس کو آلودہ کر لیا○ ثمود نے اپنی سرکشی سے (صالح کو) جھٹلایا تھا○ جبکہ ان میں کا بڑا بدبخت اٹھا○ پس ان سے اللہ کے رسول نے کہا کہ

اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿١٣﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ

اللہ کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے کی باری سے بچو○ پس انہوں نے اس کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر ان پر ان کے رب نے ان کے گناہوں کے

بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ﴿١٤﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿١٥﴾ ع ۱۵/۱۶

بدلے ہلاکت نازل کی پھر ان کو برباد کر دیا○ اور اس نے اس کے انجام کی پروا نہ کی○

افاداتِ محمود:

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کی قسم کھائی ہے اور ساتوں اپنے نفع کے اعتبار سے عام ہیں اور بعض چیزیں براہِ راست وقوع قیامت پر دلالت کر رہی ہیں جیسے رات کے بعد صبح کا روشن ہونا اور غروب آفتاب کے بعد سورج کا دوبارہ طلوع ہونا۔ جیسے سونے کے بعد دوبارہ جاگنا ایک نئی زندگی ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿٨﴾

جس طرح پیچھے سورۃ بلد میں گزر چکا کہ اللہ تعالیٰ نے خیر اور شر کے دونوں راستے دکھا دیے۔ اسی طرح حضرت ابن عباسؓ سے مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نفس میں ایک استعداد رکھی ہے۔ جس کے ذریعہ وہ بھلے برے کی تمیز کرتا ہے۔ جیسا کہ دنیا کی چیزوں کے متعلق عام مشاہدہ ہے کہ بسا اوقات نیم پاگل لوگ بھی اپنے فائدے کی ہر بات سمجھتے ہیں اور ہر فیصلہ اپنے حق میں کرتے ہیں۔ عام انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ الہام فرمایا ہے کہ وہ خیر وشر کو سمجھ سکے تا کہ جبریہ کی طرح بے عقل لوگ یہ اعتراض نہ کر سکیں کہ انسان تو مجبور محض تھا، لہٰذا اُس کو کسی گناہ اور جرم پر سزا نہیں ہونی چاہیے۔

ایک صحابیؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ انسان جو عمل کرتے ہیں یہ تقدیر کے طے شدہ فیصلہ کی روشنی میں کرتے ہیں یا یہ ہے کہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ اب لکھا جاتا ہے اور پہلے سے کچھ نہیں ہے؟ حضورؐ نے فرمایا تقدیر کے طے شدہ فیصلہ کے مطابق ہی لوگ عمل کرتے ہیں۔ اس نے پھر عرض کیا کہ پھر ہمارے عمل کرنے کا کیا فائدہ؟ (یعنی جو کچھ تقدیر میں لکھا جا چکا ہے، ہونا تو وہی ہے تو پھر ہم عمل کریں یا نہ کریں بظاہر تو اس پر فلاح و خسران موقوف نہیں ہیں) حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو (جنت جہنم میں سے) جس جگہ کے لیے پیدا فرمایا ہے اس کے لیے اس طرف چلنا آسان فرما دیتے ہیں۔ (ابن کثیر)

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿٩﴾

اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کی جو قسمیں کھائی تھیں قَدْ اَفْلَحَ ان قسموں کے لیے جواب قسم ہے اور طوالت کلام سے بچنے کے لیے لام تاکید کو حذف کر دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

رکوعہا ۱ (۹۲) سُوْرَةُ الَّیْلِ مَکِّیَّةٌ (۹) آیاتہا ۲۱

آیتیں ۲۱ سورت لیل مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
وَالَّیْلِ إِذَا یَغْشٰی ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰی ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰی ﴿۳﴾ إِنَّ سَعْیَكُمْ
رات کی قسم ہے جبکہ وہ چھا جائے۔ اور دن کی جبکہ وہ روشن ہو۔ اور اس کی قسم کہ جس نے نر و مادہ کو بنایا۔ بیشک تمہاری کوشش
لَشَتّٰی ﴿۴﴾ فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰی وَاتَّقٰی ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ﴿۶﴾ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی ﴿۷﴾
مختلف ہے۔ پھر جس نے دیا اور پرہیزگاری کی۔ اور نیک بات کی تصدیق کی۔ تو ہم اس کے لئے جنت کی راہیں آسان کر دیں گے۔
وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ﴿۹﴾ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی ﴿۱۰﴾ وَمَا
اور لیکن جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا۔ اور نیک بات کو جھٹلایا۔ تو ہم اس کے لئے جہنم کی راہیں آسان کر دیں گے۔ اور اس کا
یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗ إِذَا تَرَدّٰی ﴿۱۱﴾ إِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی ﴿۱۲﴾ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُوْلٰی ﴿۱۳﴾
مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا جبکہ وہ گڑھے میں گریگا۔ بیشک ہمارے ذمے راہ دکھانا ہے۔ اور بیشک ہمارے ہی ہاتھ میں آخرت بھی اور دنیا بھی ہے۔
فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰی ﴿۱۴﴾ لَا یَصْلٰهَا إِلَّا الْأَشْقٰی ﴿۱۵﴾ الَّذِیْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ﴿۱۶﴾
پس میں نے تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا دیا ہے۔ جس میں صرف وہی بدبخت داخل ہوگا۔ جس نے جھٹلایا اور منہ موڑا۔
وَسَیُجَنَّبُهَا الْأَتْقٰی ﴿۱۷﴾ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰی ﴿۱۸﴾ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ
اور اس آگ سے وہ بڑا پرہیزگار دور رہے گا۔ جو اپنا مال دیتا ہے تا کہ وہ پاک ہو جائے۔ اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں کہ
نِّعْمَةٍ تُجْزٰی ﴿۱۹﴾ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلٰی ﴿۲۰﴾ وَلَسَوْفَ یَرْضٰی ﴿۲۱﴾ ع
جس کا بدلہ دیا جائے۔ وہ تو صرف اپنے سب سے برتر رب کی رضامندی کے لئے دیتا ہے۔ اور وہ عنقریب خوش ہو جائے گا۔

افاداتِ محمود:

دونوں سورتوں میں مناسبت ظاہر ہے سورۃ الشمس میں بھی نہار کی قسم کھائی گئی تھی اور یہاں بھی۔ وہاں بھی نفس کی دونوں قسموں کا بیان ہوا تھا کہ بعض نفوس تو تقویٰ اور خیرات کے خوگر ہیں اور بعض فسق و فجور و معاصی کے عادی ہیں۔ پھر ان دونوں قسم کے اعمال پر مرتب ہونے والے نتائج کا وہاں بھی بیان ہوا تھا اور یہاں بھی بیان ہوا

ہے۔اسی طرح وہاں ایک بد بخت کا بیان تھا جس کا نام ''قدار'' تھا اس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے کونچے کاٹ ڈالے تھے اور یہاں بھی ایک بہت بڑے بد بخت کا ذکر ضمناً آیا ہے یعنی امیہ بن خلف کا جو حضرت بلالؓ کا مالک تھا اور ان کو طرح طرح سے ستاتا تھا۔ایک بار حضرت ابوبکرؓ نے بلالؓ کو ظلم کی اس چکی میں پستے دیکھا تو اُمیۃ بن خلف سے کہنے لگے۔

الا تتقی الله فی هٰذا المسکین

کیا اس مسکین کے متعلق خدا سے نہیں ڈرتا؟ وہ کہنے لگا ''انت افسدته فانقذه مما تریٰ یعنی تو ہی نے تو اس کو (مسلمان کر کے) خراب کیا ہے۔لہٰذا اب اگر ہمت ہے تو اِسے چھڑا لے۔حضرت ابوبکرؓ نے بلالؓ کے عوض ایک غیر مسلم غلام اُمیہ کو دے دیا اور حضرت بلالؓ کو آزاد کرا لیا۔

ایک لطیف نکتہ: میرے نزدیک ایک ربط یہ بھی ہے کہ سورۃ الشمس میں اس مظلوم کا ذکر تھا جس کی گردن دنیا میں اونچی ہے یعنی صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور سورۃ اللیل میں اس مظلوم کا ذکر ہے جس کی گردن آخرت میں اُونچی ہوگی۔یعنی حضرت بلالؓ کیونکہ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن مؤذنین کی گردنیں تمام لوگوں سے اونچی ہوں گی۔واللہ اعلم

رکوعہا (۹۳) سورۃ الضحیٰ مکیۃ (۱۱) آیاتہا

آیتیں ۱۱ سورت ضحیٰ مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالضُّحٰى ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿۳﴾ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ

دن کی روشنی کی قسم ہے○ اور رات کی جب چھا جائے○ آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ بیزار ہوا ہے○ اور البتہ آخرت

لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿۵﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿۶﴾

آپ کے لئے دنیا سے بہتر ہے○ اور آپ کا رب آپ کو (اتنا) دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے○ کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا تھا پھر جگہ دی○

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴿۷﴾ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿۹﴾

اور آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا پھر (شریعت کا) راستہ بتایا○ اور اس نے آپ کو تنگدست پایا پھر غنی کر دیا○ پھر یتیم کو دبایا نہ کرو○

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿۱۰﴾ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ ع ۱۸

اور سائل کو جھڑکا نہ کرو○ اور ہر حال میں اپنے رب کے احسان کا ذکر کیا کرو○

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

جب نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے حکمت بالغہ کے تحت اس کو کچھ عرصہ کے لیے بند فرما دیا۔ مشرکین کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے رب نے چھوڑ دیا ہے (العیاذ باللہ) انہی دنوں میں آپؐ کسی تکلیف کے باعث دو دن گھر ہی میں رہے۔ باہر تشریف نہ لائے۔ ایک عورت نے کہا کہ محمد کو اس کے شیطان نے چھوڑ دیا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اس عورت کا خیال یہ تھا کہ آپؐ جو کچھ لوگوں کو بتلاتے اور سکھاتے ہیں، وہ آپؐ کو شیطان سکھاتا ہے۔ (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے سورہ والضحیٰ نازل فرمائی جس میں صراحۃً آپؐ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ کے رب نے نہ تو آپ کو رخصت کیا ہے اور نہ ہی آپ سے ناراض ہوا ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا کچھ عطا فرمائیں گے کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

ربط

سورۃ واللیل سے اس سورۃ کا ربط ظاہر ہے کہ وہاں بھی ایک بندے کو راضی کرنے کا بیان تھا اور وہ بندہ ابوبکر

صدیقؓ تھے اور اس سورت میں بھی ایک بندہ کو راضی اور خوش کرنے کا بیان ہے اور وہ بندہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسی طرح یہاں ضحیٰ اور لیل کی قسمیں کھائی گئی ہیں اور وہاں بھی لیل ونہار کی قسمیں کھائی گئی ہیں۔

حضورؐ پر انعامات ثلاثہ اور ان کے شکریے کا حکم

(۱) الایواء بعد الیتم یعنی یتیم ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ٹھکانا نصیب فرمایا۔ آپؐ ابھی بطن مادر ہی میں تھے کہ والد کا سایہ عاطفت سر سے اُٹھ گیا۔ پھر عمر مبارک چھ سال تھی کہ والدہ کی شفقت اور مہربانیوں سے محروم ہو گئے۔ اب اپنے دادا خواجہ عبدالمطلب کی کفالت میں آ گئے، لیکن دادا کا شفقت بھرا سایہ بھی آپؐ پر زیادہ دیر نہ رہ سکا۔ جب آپؐ کی عمر مبارک آٹھ سال ہو گئی تو خواجہ عبدالمطلب آپؐ کو حسرت بھری نظر سے دیکھتے دیکھتے انتقال کر گئے۔ ان کی وفات نے پہلے آپؐ کو نہایت وفادار و مہربان چچا ابو طالب کی سرپرستی میں دے دیا۔ پھر آپؐ مسلسل ان چچا کی سرپرستی میں رہے۔ یہاں تک کہ ہجرت سے کچھ عرصہ قبل ان کا بھی انتقال ہو گیا۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے آپ کے قلب مبارک میں بت پرستی، شراب نوشی، جھوٹ، دھوکا، قتل وغیرہ تمام صغائر و کبائر سے نفرت ڈال دی تھی۔ ماحول ان تمام معاصی اور آلائشوں سے آلودہ تھا، لیکن آپ ان تمام گناہوں کو نفرت ہی کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ پھر جب آپؐ جوان ہو گئے تو اپنی قوم سمیت تمام انسانوں کی اصلاح کے لیے پریشان و سرگرداں تھے کہ ان کی اصلاح کن اصولوں کے تحت اور کس نہج پر کی جائے۔ کبھی گھر میں اور کبھی گھر سے باہر غارِ حرا وغیرہ میں آپ ان ہی سوچوں میں گم رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے غارِ حرا میں بذریعہ حضرت جبریلؑ آپ کو نبوت و رسالت کا مژدہ سنایا۔ آپؐ انسانیت کی ہدایت کے لیے جس شریعت اور اصول کے متلاشی تھے۔ آپ کو ان کی باقاعدہ اطلاع ہو گئی۔ اسی شریعت کی روشنی میں آپؐ نے باقاعدہ دعوت و تبلیغ کا آغاز کر دیا اور ۲۳ سال تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔

(۳) تیسرا انعام یہ ہے کہ آپ مفلس تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو غنی کر دیا۔ حضورؐ کے غنی ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ نے مال جمع کیا ہو۔ جائیدادیں بنائی ہوں، بلکہ اُس سے مراد دل کا غنیٰ ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ غنیٰ کثرت مال و ساز و سامان کا نام نہیں، بلکہ اصل غنیٰ دل کا غنیٰ ہے۔ حضورؐ یہ دعا بھی فرمایا کرتے تھے اے اللہ مجھے مسکینوں میں موت دینا اور (قیامت کے دن) مسکینوں ہی میں مجھ کو اُٹھانا۔

فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝

اب انعامات ثلاثہ کا شکریہ ادا کرنے کا بیان ہے، لیکن لف نشر غیر مرتب ہے۔ کیونکہ مندرجہ بالا آیت کا تعلق انعام نمبر ا کے ساتھ ہے اور '' وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ '' اس کا تعلق انعام نمبر ۳ کے ساتھ ہے اگر دینے کے لیے

کچھ ہوتو بندہ دے دے۔ ورنہ کہہ دے اللہ آپ کا بھلا کرے۔ سائل کو جھڑکنا اور اذیت پہنچانا حرام ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے لکھا ہے کہ سائل پیشہ ور نہ ہو۔ اگر پیشہ ور ہے تو چونکہ سوال کو پیشہ بنانا حرام ہے، لہٰذا ایسے سائل کو دینا بھی حرام ہے۔ یہ تعاون علی الاثم والعدوان ہے۔ ایک حدیث میں ہے قیامت کے دن مانگنے والوں کے چہروں پر گوشت نہ ہوگا اور'' وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ '' اس کا تعلق انعام نمبر۲ کے ساتھ ہے۔ یعنی نبوت اور اصول شریعت جو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ اب تمام شریعت کو خواہ از قبیل عقائد ہو یا اعمال از قبیل معاملات ہو یا اخلاقیات یہ لوگوں کے سامنے بیان کیا کیجیے۔ واللہ اعلم

(۹۴) سُوْرَۃُ الْمُ نشرح مَکِّیَّۃٌ (۱۲) — ایاتہا ۸ — رکوعہا ۱

آیتیں ۸ — سورت الم نشرح مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳
کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا۝ اور کیا آپ سے آپ کا وہ بوجھ نہیں اتار دیا۝ جس نے آپ کی کمر جھکا دی تھی۝
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۵ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۶ فَاِذَا
اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۝ پس بیشک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۝ بیشک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۝ پس جب
فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝۸ ع
آپ (تبلیغ احکام سے) فارغ ہوں تو ریاضت کیجیے۝ اور اپنے رب کی طرف دل لگائیے۝

افاداتِ محمود:

سابقہ سورت میں اللہ تعالیٰ نے ان انعامات کا ذکر فرمایا تھا جو حضورؐ پر کیے تھے۔ سورۂ الم نشرح کا مضمون بھی اسی کی ایک کڑی ہے۔ حتیٰ کہ بعض روافض تو ان دونوں سورتوں کے درمیان سے بسم اللہ ہٹا دیتے ہیں اور ان دونوں کو ایک سورت قرار دیتے ہیں، لیکن یہ بات عقل ونقل دونوں کے خلاف ہے۔ شرح صدر سے مراد عام بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سینہ دین کے لیے کھول دیا تھا اور خاص شقِ صدر کا واقعہ بھی مراد ہو سکتا ہے جو تقریباً چار دفعہ پیش آیا ہے۔ (۱) جب آپؐ کی عمر مبارک ۴ سال تھی۔ حضرت حلیمہؓ کے ہاں شق صدر کا واقعہ ہوا تھا۔ (۲) جب آپ کی عمر مبارک ۱۰ سال تھی۔ (۳) جس رات آپؐ کو خلعت نبوت ورسالت پہنایا گیا۔ (۴) شب معراج میں۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریلؑ آئے اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے آپ کا آوازہ کیسے بلند کیا؟ میں نے کہا اللہ اعلم تو جبریلؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ''اذا ذکرتُ ذکرتَ معی'' جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا بھی ذکر ہوگا۔ جیسے اذان میں، تکبیر میں اور عام محاوروں میں بھی جیسے کہتے ہیں کہ مدارس میں طلباء قال اللہ وقال رسول اللہ پڑھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح آسمانی کتب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی عزت سے لکھا گیا ہے اور تمام مذاہب والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عزت سے لیتے ہیں۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۝

اصول فقہ کی کتابوں میں یہ ضابطہ لکھا ہوا ہے کہ جب معرفہ مکرر آتا ہے تو دوسرا پہلے کا عین ہوتا ہے اور جب نکرہ مکرر آتا ہے تو دوسرا پہلے کا غیر ہوتا ہے۔ لہٰذا یہاں دونوں جگہ عسر سے ایک ہی گرانی و مشقت مراد ہے جبکہ یسر سے الگ الگ دو سہولتیں مراد ہیں۔ اس ضمن میں ایک حدیث بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لن یغلب عسر یسرین'' یعنی ایک مشقت دو راحتوں و سہولتوں پر غالب نہیں آسکتی۔ لہٰذا ایمان والوں پر اگر کوئی آزمائش و تکلیف آجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ راحتیں بھی نصیب فرمائیں گے۔ گھبرانا نہیں چاہیے۔ واللہ اعلم

آیاتہا ۸ — سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ ۲۸ ۹۵ — رکوعہا ۱

آیتیں ۸ — سورت تین مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا
انجیر اور زیتون کی قسم ہے ۝ اور طورِ سینا کی ۝ اور اس شہر (مکہ) کی جو امن والا ہے ۝ بیشک ہم نے
الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝۵ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے ۝ پھر ہم نے اسے سب سے نیچے پھینک دیا ہے ۝ مگر جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۶ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝۷ اَلَيْسَ
اور نیک کام کئے سوان کے لئے تو بے انتہا بدلہ ہے ۝ پھر اس کے بعد آپ کو قیامت کے معاملہ میں کون جھٹلا سکتا ہے ۝ کیا اللہ سب
اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸ ع
حاکموں سے بڑا حاکم نہیں (ضرور ہے) ۝

افاداتِ محمود:

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کی قسم کھائی ہے اور جواب قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نہایت ہی خوبصورت سانچے میں ڈھال کر پیدا فرمایا ہے۔ تین اور زیتون سے مراد یا تو پھل ہیں یا وہ دو پہاڑ مراد ہیں جہاں زیتون و انجیر کی پیداوار زیادہ ہے۔ اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اور طور سینین وہ مقام ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ ہونے کا شرف نصیب ہوا تھا اور بلد امین میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے۔ اس اعتبار سے مذکورہ تمام مقسم بہ اہمیت کے حامل ہیں۔

(۱) زیتون کا پھل اور روغن دونوں چیزیں بڑی قیمتی اور متعدد فوائد پر مشتمل ہیں۔ اسی طرح انجیر میں ظاہری و روحانی بہت سے فوائد ہیں۔ انجیر غذا بھی ہے، دوا اور پھل بھی۔ (۲) تین سریع الھضم ہے۔ (۳) فاسد مادہ کو تحلیل کر کے پسینہ کے ذریعے خارج کر دیتا ہے۔ (۴) مخرج بلغم بھی ہے۔ (۵) کبد اور طحال کی بیماریوں کے لیے مفید ہے۔ سنگ مثانہ کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ بعض پھلوں کا چھلکا اور بعض کی گٹھلی پھینکی جاتی ہے، لیکن انجیر میں سے کوئی چیز پھینکی نہیں جاتی۔ پھر اس کے دانے ایسی ساخت میں بنے ہیں کہ ہر دانہ ایک لقمہ کے برابر

ہے۔ دودانے اکٹھے کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابیؓ نے انجیر کا ایک بھرا ہوا تھال پیش کر دیا اور آپ ؐ نے صحابہ کرام میں تقسیم فرما دیا اور خود بھی تناول فرمایا۔ انجیر بہشتی میوہ ہے۔ جنت کی کھجوروں میں گٹھلی نہ ہوگی۔ روحانی فائدہ یہ ہے کہ انجیر کی فصل سال میں کئی بار ہوتی ہے اور اس کے باغات کھلے میدانوں میں اور پہاڑوں پر ہوتے ہیں۔ زیتون مقوی معدہ ہے۔ بھوک لانے والی ہے۔ زیتون کا پھل پکا ہو تو اس سے آدمی سیر ہو جاتا ہے۔ مقوی اعصاب بھی ہے۔ اس کے بھی متعدد فوائد ہیں۔

جواب قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت خوبصورت بنایا ہے اور اس کی مرضی یہ ہے کہ انسان اعمال صالحہ کر کے جنت میں داخل ہو کہ اس کے قوائے جسمانی وہاں کم و کیف کے اعتبار سے اور زیادہ بڑھیں پھلیں پھولیں جیسا کہ دُنیا میں تھا۔ انسانی جسم کا ہر عضو اور عجیب و غریب خدوخال اس شعر کا مصداق ہیں۔

ففی کل شیئ لہ ایۃ تدل علی انہ واحد

لیکن جب بڑھاپا آتا ہے تو تمام حسن و جمال کافور ہو جاتا ہے۔ چلنے سے قاصر، دیکھنے میں رکاوٹیں، سننے سے محروم، نہ معلوم کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔ بہر حال اگر انسان اعمال صالحہ کرے گا تو آنے والی منازل و مناظر میں یہ زیادہ قابل احترام ہوگا اور اس کی شان اور زیادہ بلند ہوگی اور اگر سیأت و معاصی سے اس مختصر زندگی کو آلودہ کیا تو اسفل سافلین کی طرف لوٹایا جائے گا اور اس کا انجام جانوروں سے بدتر ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

اولئک کالانعام بل ھو اضل الخ

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جو شخص سورہ والتین کی تلاوت کرے تو آخری آیت کے جواب میں کہے "وانا علی ذالک لمن الشاھدین" واللہ اعلم

رکوعہا ۱ ﴿۹۶ سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ ۱﴾ آیاتہا ۱۹

آیتیں ۱۹ سورت علق مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾

اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے سب کو پیدا کیا ○ انسان کو خون، بستہ سے پیدا کیا ○ پڑھیے اور آپ کا رب سب سے بڑھ کر کرم والا ہے ○

الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴿۵﴾ كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى ﴿۶﴾

جس نے قلم سے سکھایا ○ انسان کو سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا ○ ہرگز نہیں بیشک آدمی سرکش ہو جاتا ہے ○

اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ﴿۸﴾ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿۱۰﴾

جبکہ اپنے آپ کو غنی پاتا ہے ○ بیشک آپ کے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ○ کیا آپ نے اس کو دیکھا جو منع کرتا ہے ○ ایک بندے کو جبکہ وہ نماز پڑھتا ہے ○

اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰى ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ﴿۱۲﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۳﴾ اَلَمْ

بھلا دیکھو تو سہی اگر وہ راہ پر ہوتا ○ یا پرہیزگاری سکھاتا ○ بھلا دیکھو تو سہی اگر اس نے جھٹلایا اور منہ موڑ لیا ○ تو کیا

يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ﴿۱۵﴾ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۶﴾

وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے ○ ہرگز ایسا نہیں چاہیے اگر وہ باز نہ آیا تو ہم پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے ○ پیشانی جھوٹی خطا کار ○

فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿۱۸﴾ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾ السجدۃ ع ۱۹

پس وہ اپنی مجلس والوں کو بلا لے ○ ہم بھی مؤکلین دوزخ کو بلا لیں گے ○ ہرگز ایسا نہیں چاہیے آپ اس کا کہنا مانیے اور سجدہ کیجئے اور قرب حاصل کیجئے ○

افاداتِ محمود:

صحیحین میں بروایت حضرت عائشہؓ منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا سلسلہ سچے خوابوں کے ذریعہ شروع ہوا پھر آپؐ کو خلوت نشینی پسند آ گئی۔ آپؐ غار حرا میں تشریف لے جاتے چند دن وہاں عبادت میں مصروف رہتے پھر گھر آتے حضرت خدیجہؓ آپؐ کے لیے ضروریات زندگی اور زادراہ کا انتظام فرما دیتیں۔ یہ سلسلہ جاری تھا کہ غار حرا میں آپؐ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا کہ پڑھیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس فرشتے نے مجھے زور سے بھینچا اور کہا پڑھیے۔ میں نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا

نہیں ہوں۔ تیسری بار خوب دبانے کے بعد اس فرشتے نے کہا ''اقرا بسم ربک الذی خلق الخ/ پانچ آیات تک)اس کی وجہ سے حضورؐ کے جسد اطہر پر کپکپی طاری تھی کہ آپ گھر آ گئے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھ کو کپڑا اڑھا دو۔ یقیناً میں اپنی جان کا اندیشہ محسوس کر رہا ہوں۔

حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہ فرمائیں گے۔ کیونکہ مہمان نوازی، سچی گفتار، صلہ رحمی، بے سہاروں کا سہارا بننا اور مشکل وقت میں لوگوں کے ساتھ تعاون کرنا یہ صفات حمیدہ آپؐ میں موجود ہیں۔ پھر حضرت خدیجہؓ آپؐ کو لے کر حضرت ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔ یہ حضرت خدیجہؓ کے چچازاد بھائی تھے۔ یہ عمر رسیدہ تھے اور آنکھوں سے نابینا ہو گئے تھے۔ آپ نے تورات وانجیل کا ترجمہ عربی زبان میں کیا تھا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب غار حرا والا تمام واقعہ سنا تو کہنے لگے کہ یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا رہا ہے۔ کاش کہ مجھ میں طاقت ہوتی کہ آپ کا دست و بازو بنتا۔ خاص طور پر اس وقت جب آپؐ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال باہر کرے گی۔ آپؐ نے تعجب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کیا میری قوم مجھ کو نکال دے گی؟ حضرت ورقہؓ نے کہا: ہاں جو دین آپ لے کر آئے ہیں، اس کی دعوت جس نے بھی دی، قوم نے اس کو نکال دیا ہے۔ اگر میں نے وہ زمانہ پالیا تو میں آپؐ کی بھرپور نصرت کروں گا۔ اس کے تھوڑا ہی عرصہ بعد حضرت ورقہ کا انتقال ہو گیا اور وحی کا نزول موقوف ہو گیا۔ جس کی وجہ سے حضورؐ بہت پریشان رہتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ دوبارہ جب وحی کا نزول شروع ہوا تو پھر وحی مسلسل آتی رہی۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝ الَّذِيْ يَنْهٰى سے مراد ابوجہل ہے۔ جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ ابوجہل نے کہا تھا کہ اگر میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو میں اس کی گردن کو روند ڈالوں گا (العیاذ باللہ) حضورؐ نے فرمایا کہ اگر ابوجہل ایسا کر لیتا تو فرشتے اُسے پکڑ لیتے۔ (بخاری)

ایک موقع پر ابوجہل نے جب حضورؐ سے سخت گفتگو کی تو حضورؐ نے بھی اس کو ڈانٹا۔ ابوجہل کہنے لگا۔ آپ مجھے ڈانٹتے ہیں جبکہ میں بڑے جتھے والا ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے اگلی آیتوں میں تنبیہ فرمائی ''فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝'' ابوجہل اپنے جتھے اور کنبے کو بلا لے ''سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝'' اور ہم زبانیہ یعنی ان فرشتوں کو بلا لیں گے جن کی ڈیوٹی ہی عذاب وسزا دینے کی ہے۔ پھر معلوم ہو جائے گا کہ کس کا جتھہ قوی اور بھاری ہے۔

ابوجہل غزوۂ بدر میں نہایت ہی ذلت کی موت مرا۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف فرماتے ہیں کہ بدر کے دن میں صف میں کھڑا تھا کہ اچانک نظر جو پڑی تو دیکھا کہ میرے دائیں بائیں انصار کے دو نوجوان کھڑے ہیں۔ مجھ کو اندیشہ ہوا (کہ نوعمر لڑکوں کے درمیان کمزور سمجھ کر دشمن مجھ کو گھیر نہ لے) میں اسی خیال میں تھا کہ ایک نے مجھے آہستہ سے کہا چچا مجھے ابوجہل دکھاؤ کون سا ہے؟ میں نے کہا میرے بھتیجے ابوجہل کو دیکھ کر کیا کرو گے؟ اُس نوجوان نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر ابوجہل کو دیکھوں تو اُس کو قتل کر دوں یا خود مارا جاؤں اس لیے کہ

مجھ کو خبر ملی ہے کہ ابو جہل رسول اللہ کو سب وشتم کرتا رہتا ہے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر اس کو دیکھ پاؤں تو میرا سایہ اس کے سایہ سے جدا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ہم میں سے جس کی موت پہلے مقدر ہو چکی ہو نہ مر جائے۔ اُن کی یہ گفتگو سن کر دل سے وہ خیال جاتا رہا کہ کاش میں نوعمر لڑکوں کی بجائے دو مردوں کے درمیان ہوتا۔ خیر جب ابو جہل مجھ کو نظر آیا اور میں نے اشارہ سے اُن کو سمجھا دیا تو دونوں شکرے اور باز کی طرح ابو جہل پر دوڑ پڑے اور اس کا کام تمام کیا۔ فللّٰہ الحمد

(۹۷) سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ (۲۵) رکوعہا (۱) آیاتہا (۵)

آیتیں ۵ سورت قدر مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿١﴾ وَمَا أَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿٢﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ
بیشک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے ○ اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے ○ شب قدر
خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ
ہزار مہینوں سے بہتر ہے ○ اس میں فرشتے اور روح نازل ہوتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر
أَمْرٍ ﴿٤﴾ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿٥﴾
کام پر ○ وہ صبح روشن ہونے تک سلامتی کی رات ہے ○

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

اس سورت کے شانِ نزول میں حافظ ابن کثیرؒ نے متعدد واقعات نقل فرمائے ہیں، لیکن مآل سب کا ایک ہے، لہٰذا ہم یہاں صرف ایک واقعہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کا ذکر صحابہ کرامؓ کے سامنے فرمایا کہ وہ ہزار ماہ برابر رات کو قیام کرتا اور دن بھر دشمنوں سے جہاد کرتا۔ (صحابہ کرامؓ کو اس پر بڑا رشک آیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ قدر نازل فرما کر مسلمانوں کو تسلی دی کہ تو تمہیں ایک رات ایسی دی گئی جس کی عبادت ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ یعنی ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں سے زیادہ افضل ہے جو ۸۰ اسّی سال سے زیادہ کا عرصہ بنتا ہے اور اگر یہ راتیں کسی کو زندگی میں ۵۰/۶۰/۷۰ یعنی زیادہ سے زیادہ نصیب ہوجائیں اور ان سے مستفید ہونے کی توفیق بھی مل جائے تو کیا خوب بات ہوگی اور سال بھر کی دیگر عبادتیں تو ان کے علاوہ ہیں کیا ٹھکانہ ہے اس رحیم وکریم رب کی مہربانیوں کا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے والا اور نصیحت پکڑنے والا قلب نصیب فرمائے آمین۔

لَيْلَةِ الْقَدْرِ کو مجہول اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ اور پھر ہر رات سے لوگ مستفید ہوسکیں۔ اگر ایک ہی رات متعین ہوجاتی تو لوگ باقی راتوں کو چھوڑ بیٹھتے اور اب لیلۃ القدر کی تلاش میں تمام طاق راتوں میں جاگتے ہیں اور ان کو عبادات سے زندہ رکھتے ہیں اور یہی شرعاً مطلوب ہے۔ واللہ اعلم

آیاتہا ۸ — سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَكِيَّةٌ ۹۸ — رکوعہا ۱

آیتیں ۸ سورت بینہ مدنی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ

اہل کتاب میں سے کافر اور مشرک لوگ باز آنے والے نہیں تھے یہاں تک کہ ان کے پاس کھلی

الْبَيِّنَةُ ۝۱ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝۲ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝۳ وَمَا تَفَرَّقَ

دلیل آئے ۝ یعنی ایک رسول اللہ کی طرف سے آئے جو پاک صحیفے پڑھ کر سنائے ۝ جن میں درست مضامین لکھے ہوں ۝ اور اہل

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۴ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا

کتاب نے جو اختلاف کیا تو واضح دلیل آنے کے بعد ۝ اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ

اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ

اللہ کی عبادت کریں ایک رخ ہو کر خالص اسی کی اطاعت کی نیت سے اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں

وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ

اور یہی محکم دین ہے ۝ بیشک جو لوگ اہل کتاب میں سے منکر ہوئے اور مشرکین وہ

نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝۶ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

دوزخ کی آگ میں ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے یہی لوگ بدترین مخلوقات ہیں ۝ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک

الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝۷ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ

کام کئے یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں ۝ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے بہشت ہیں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ

ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہ

لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝۸ ع

اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے ۝

افاداتِ محمود:

اس سورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ اگر یہ لوگ مسلسل اپنے کفر وعناد پر قائم رہتے ہیں تو آپ غمگین نہ ہوں، بلکہ جو وحی آپؐ کی طرف بھیجی جاتی ہے، وہ رفع ملال کا سبب ہوگی۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب سورۂ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ نازل ہوگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ابن کعبؓ سے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ یہ سورۃ تجھ کو سناؤں۔ حضرت ابیؓ نے پوچھا حضورؐ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں تو۔ حضرت ابیؓ رو پڑے۔ پھر حضورؐ نے یہ سورت حضرت ابی ابن کعبؓ کو سنائی۔ اس حدیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہوگئی کہ بڑوں کو چھوٹوں کے سامنے پڑھنا چاہیے اور وہ اسے خلاف شان نہ سمجھیں۔ مزید برآں حضرت ابی ابن کعب کا مقام بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ کی نظر میں وہ تعلیم وتعلم اور حفاظت وحی کے اہل تھے۔

حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝

یعنی اس عظیم الشان رسولؐ کی آمد تک تو یہ لوگ مسلسل کفر پر قائم رہے، خواہ اہل کتاب ہوں یا مشرکین۔ اس عظیم الشان رسولؐ کی بعثت اور نزول قرآن کے بعد کاتب ازل نے جن کی قسمت میں ہدایت لکھ دی ہے، وہ ہدایت یافتہ ہو جائیں گے اور جن کی قسمت میں کفر پر ہی مرنا مقدر ہو چکا ہے، وہ برابر کفر پر قائم رہیں گے اور سورۃ کے آخر میں دونوں فریقوں کے حق میں جو نتیجہ قیامت کے دن نکلے گا وہ بھی بتلا دیا ہے تا کہ سند رہے۔ واللہ اعلم

(۹۹) سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ (۹۳) رکوعہا ۱ آیاتہا ۸

آیتیں ۸ سورت زلزال مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْاِنْسَانُ
جب زمین بڑے زور سے ہلا دی جائے گی ۝ اور زمین اپنے بوجھ نکال پھینکے گی ۝ اور انسان کہے گا کہ
مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ
اس کو کیا ہو گیا ۝ اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی ۝ اس لئے کہ آپکا رب اس کو حکم دے گا ۝ اس دن لوگ مختلف
النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ
حالتوں میں لوٹیں گے تا کہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں ۝ پھر جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا ۝ اور
يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ ع
جس نے ذرہ بھر برائی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا ۝

افاداتِ محمود:

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝

اس سے مراد قیامت کے دن کا زلزلہ ہے۔

وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝

جو کچھ زمین میں ہے، زمین باہر اُگل دے گی۔ جیسے مردے ہیں۔ سونا چاندی وغیرہ۔ یہ نفخہ ثانیہ کے بعد ہوگا۔

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝

کافر تو بعث کو دیکھ کر ہی گھبرائیں گے کہ کیا ہوا اور دوسرے لوگ اس بات پر تعجب کریں گے کہ زمین کے تمام خزانے سطح زمین پر موجود ہیں، لیکن لینے والا کوئی نہیں۔ کسی میں اس کی طرف التفات کرنے اور دیکھنے کی بھی ہمت نہیں ہے کہ اسی دنیا کی خاطر دنیا میں بھائی بھائی کا گلا کاٹتا رہا۔ رشتے اور ناتے قربان کیے جاتے رہے، لیکن وہاں سوائے کف افسوس ملنے کے اور کیا ہوگا؟

فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ ؕ

انسان نے جو بھی عمل کیا ہوگا، چھوٹا بڑا خیر یا شر تمام اعمال سامنے آ جائیں گے، لہٰذا کوئی نیکی چھوٹی سمجھ کر ترک نہ کرنا اور کوئی گناہ ہلکا نہ سمجھنا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اتقوا النار ولو بشق تمرة یعنی جہنم کی آگ سے بچو خواہ ایک کھجور ہی (کا صدقہ) کیوں نہ ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچنا کہ اللہ کے ہاں ان کی بھی باز پرس ہوگی۔ واللہ اعلم

رکوعہا ۱ (۱۰۰ سُوْرَۃُ الْعٰدِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۱۴) ایاتہا ۱۱

آیتیں ۱۱ سورت عادیات مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝١ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝٢ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝٣ فَاَثَرْنَ بِهٖ
ان گھوڑوں کی قسم جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں۝ پھر (پتھر پر) ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں۝ پھر صبح کے وقت دھاوا کرتے ہیں۝ پھر اس وقت
نَقْعًا ۝٤ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝٥ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝٦ وَاِنَّهٗ عَلٰى
غبار اڑاتے ہیں۝ پھر اس وقت (دشمنوں کی) جماعت میں جا گھستے ہیں۝ بیشک انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے۝ اور بیشک وہ
ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝٧ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝٨ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ
اس بات پر خود شاہد ہے۝ اور بیشک وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۝ پس کیا وہ نہیں جانتا جب اکھاڑا جائے گا
مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝٩ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝١٠ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ
جو کچھ قبروں میں ہے۝ اور جو دلوں میں ہے وہ ظاہر کیا جائے گا۝ بیشک ان کا رب ان سے اس دن خوب
لَّخَبِيْرٌ ۝١١ ع
خبردار ہوگا۝

افاداتِ محمود:

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝١

سورت کی ابتدائی پانچ آیات میں اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کی قسم کھائی ہے اور جواب قسم یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ دونوں باتوں میں مناسبت ظاہر ہے کہ گھوڑا ایک جانور ہے، لیکن مالک اس کو دانہ چارہ کھلاتا اور پانی پلاتا ہے۔ گرمی سردی سے اُس کو بچاتا اور ہر وقت اس کی نگہبانی کرتا ہے تو اس جانور میں اتنی غیرت اور اتنا احساس ہے کہ جب انسان اس پر سوار ہو کر دشمن کا رُخ کرتا ہے تو گھوڑا برابر اس کی چاہت کے مطابق آگے بڑھتا رہتا ہے خواہ گرمی ہو یا سردی۔ سینے پر گولی داغی جا رہی ہو یا تیر اور نیزے پیوست ہو رہے ہوں۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے مالک کا نمک حلال کرنا چاہتا ہے، لیکن افسوس ہے حضرت انسان پر کہ منعم حقیقی اور منعم علی الاطلاق کی لاتعداد نعمتوں میں شب و روز اُلٹتا پلٹتا ہے۔ پھر بھی اس کا شکر ادا نہیں کرتا۔ نہ اوامر کو بجالانے کا خوگر نہ

نواہی سے بچنے اور اجتناب کا اہتمام۔ انسان اگر گھوڑے کی وفاداری پر غور کرے تو شاید سبق حاصل کر لے۔

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝

یہ علت ہے ماقبل کے لیے کہ مال کی محبت میں اندھا ہو کر سب کچھ بھول جاتا ہے۔ حدیث میں ہے ''حب الدنیا رأس کل خطيئة'' دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔

اعاذنا الله من شر الدنيا وما فيها

آیاتہا ۱۱ (۱۰۱) سُوْرَۃُ الْقَارِعَۃِ مَکِّیَّۃٌ (۳۰) رکوعہا ۱

آیتیں ۱۱ سورت قارعہ مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْقَارِعَةُ ۝۱ مَا الْقَارِعَةُ ۝۲ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝۳ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ

کھڑکھڑانے والی ۝ وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے ۝ اور آپ کو کیا خبر کہ وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے ۝ جس دن لوگ بکھرے ہوئے

كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝۴ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝۵ فَاَمَّا مَنْ

پروانوں کی طرح ہوں گے ۝ اور پہاڑ رنگی ہوئی دھنی ہوئی اون کی طرح ہوں گے ۝ تو جس کے اعمال (نیک)

ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۶ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۷ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۸

تول میں زیادہ ہوں گے ۝ تو وہ خاطر خواہ عیش میں ہوگا ۝ اور جس کے اعمال (نیک) تول میں کم ہوں گے ۝

فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝۹ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝۱۰ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝۱۱ ع

تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا ۝ اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ کیا چیز ہے ۝ وہ دھکتی ہوئی آگ ہے ۝

افاداتِ محمود:

قارعہ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ آگے قیامت کے دن کی شدت اور ہولناکی کا بیان ہے کہ لوگ حساب کتاب اور اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کے خوف سے بکھرے ہوئے پروانوں یا ٹڈیوں کی طرح میدانِ حشر کی طرف جا رہے ہوں گے۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۶

قیامت کے دن چار قسم کے لوگ ہوں گے۔ (۱) وہ لوگ جن کے صرف نیک اعمال ہوں گے وہ بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (۲) جن کی حسنات و سیات برابر ہوں گی۔ ان کا حساب آسان لیا جائے گا۔ اُمید ہے کہ وہ بھی جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ (۳) جن کی حسنات کم اور سیئات غالب ہوں گی، ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و رضا سے متعلق ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ فرمادے تو ابتدائی طور پر ان کو جہنم میں داخل کر دیں گے اور وہ گناہوں کی بقدر سزا بھگت کر جنت میں داخل ہوں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے فضل و رحمت کا معاملہ فرمایا تو ان کی لغزشوں کو معاف فرما کر ابتدا ہی سے جنت میں داخل فرمادیں گے۔ (لا يسئل عما يفعل) (۴) اور جن کی سیئات ہی سیئات ہوں گی اور یہ کفار ہوں گے تو وہ ابتدا ہی سے جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔ یہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اعاذنا اللہ منہا

ربعہا ﴿١٠٢ سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ ١٦﴾ رکوعہا

آیتیں ٨ — سورت تکاثر مکی ہے — رکوع ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿١﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۭ﴿٢﴾ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿٣﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ
تمہیں حرص نے غافل کر دیا○ یہاں تک کہ قبریں جا دیکھیں○ ایسا نہیں چاہیے آئندہ تم جان لوگے○ پھر ایسا نہیں چاہیے
تَعْلَمُوْنَ ۭ﴿٤﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۭ﴿٥﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ﴿٦﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا
آئندہ تم جان لوگے○ ایسا نہیں چاہیے کاش تم یقینی طور پر جانتے○ البتہ تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے○ پھر تم اسے ضرور بالکل
عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ﴿٧﴾ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿٨﴾ ع
یقینی طور پر دیکھو گے○ پھر اس دن تم سے نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا○

افاداتِ محمود:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿١﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۭ﴿٢﴾

مثل سابق سورت کے اس سورت میں بھی قیامت کا بیان ہے اور وہ موانع جو تیاری قیامت میں رکاوٹ ہیں، ان کی رفع کی ترغیب اور ان میں مبتلا رہنے پر تنبیہ ہے۔ التَّكَاثُرُ ﴿١﴾ باب تفاعل سے ہے جو مقابلے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی انسان کو مال اور کنبے کی بہتات کی حرص اور لالچ نے غفلت میں ڈال دیا ہے۔ ان ہی چیزوں کے بڑھانے اور بہتات کے لیے ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ شب و روز یہی محنت، یہی سوچ کہ مال کیسے زیادہ ہوگا مکان کیسے زیادہ ہوں گے۔ فلاں کے ہاں اگر ایک دکان ہے تو میری دو ہونی چاہئیں۔ وقس علیٰ ھذا جب زندگی کے لیل و نہار اسی طرح گزریں گے۔ بھلا اسے موت اور موت کے بعد آنے والے حالات کب یاد رہیں گے۔

حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿٢﴾

حضرات مفسرین نے اس کی دو تفسیریں کی ہیں۔ (١) ایک یہ ہے کہ مال اور جتھے کی بہتات نے تمہیں غافل کیے رکھا۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کی زیارت کی یعنی موت نے آ لیا اور سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ جو وقت اللہ تعالیٰ نے سنبھلنے اور تیاری کے لیے دیا تھا وہ تو غفلت میں گزر گیا۔ اب قبر میں اُترنے کے بعد عمل کا موقع نہیں ہے۔

(۲) دوسری تفسیر یہ ہے کہ بنوسہم اور بنوعبد مناف کسی بات میں اُلجھ گئے اور اپنی اپنی قوم پر فخر کرنے لگے تو بنوسہم نے کہا کہ آؤ اپنے اپنے کنبے کے لوگوں کی قبریں گنتے ہیں تا کہ معلوم ہو جائے ہماری تعداد کتنی زیادہ ہے اور کتنے بڑے بڑے نامور قبیلے سے جاچکے ہیں۔ جب قبریں گنیں تو بنوسہم کی تعداد زیادہ ہوگئی۔ اس صورت میں زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ؄ سے مراد یہ ہوگا کہ کہ مال اور جتھے کی بہتات تمہارے دل ودماغ پر ایسی سوار ہے کہ تم نے تفاخر ومباہات کے طور پر جا کے قبریں بھی گنیں حالانکہ اس سے کیا فائدہ۔

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ مردوں اور قبروں پہ پھول چڑھانا' پکی قبریں بنا کران پر سنگ مرمر ضائع کرنا اور دیگر قبیح رسمیں بھی اسی جاہلانہ فخر ومباہات کی کڑیاں ہیں۔ مسلمانوں پر ان سے پرہیز اور گریز لازم ہے۔

ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ؄

تفسیر ابن جریرؒ میں بروایت حضرت ابو ہریرہؓ منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ (مسجد میں) بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان دونوں سے پوچھا کہ اس وقت یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ اُنہوں نے کہا کہ قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ ہم بھوک کی وجہ سے اس وقت یہاں آئے ہوئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے۔ میں بھی بھوک ہی کی وجہ سے آیا ہوں۔ پھر یہ تینوں حضرات چل پڑے یہاں تک کہ ایک انصاری کے گھر پہنچ گئے۔ اُس کی بیوی سے میاں کے متعلق پوچھا وہ کہنے لگی وہ تو میٹھا پانی لینے کے لیے گئے ہوئے ہیں اب آ جائیں گے۔ اتنے میں وہ صاحب بھی آ گئے۔ ان حضرات کو مرحبا کہا اور نہایت ہی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ نبی جب کسی کے گھر ملنے کی غرض سے تشریف لے جائے تو زمین پر اس سے بہتر صورت زیارت کی نہیں ہوسکتی۔

پھر اُس نے اپنا مشکیزہ درخت کے ساتھ لٹکایا اور جا کر کھجوروں کے ایسے خوشے توڑ لایا جن میں بالکل پکی ہوئی اور کچھ کچی پکی کھجوریں تھیں۔ ان حضرات نے تناول فرمائیں۔ پھر ٹھنڈا پانی خدمت میں پیش کر کے چھری ہاتھ میں پکڑ لی (کوئی جانور ذبح کرنے کی غرض سے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ایاک والحلوب'' یعنی دودھ والی بکری وغیرہ ذبح نہ کرنا۔ خیر اُس صحابیؓ نے کسی جانور کو ذبح کر دیا۔ جب ان حضرات نے کھانا کھایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ بھوک کی حالت میں گھروں سے چلے تھے اور اللہ تعالیٰ کی یہ نعمتیں مل گئیں تو تم سے ان کے متعلق ضروری پوچھ ہوگی۔

ہم شب وروز اللہ تعالیٰ کی ہزار نعمتیں استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رکوعہا ۱ سُورَۃُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ ۱۳ ۱۰۳ آیاتہا ۳

آیتیں ۳ سورت العصر مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
وَالْعَصْرِ ۝۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝۲ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
زمانہ کی قسم ہے۝ بیشک انسان گھاٹے میں ہے۝ مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے اور حق پر
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳
قائم رہنے کی اور صبر کرنے کی آپس میں وصیت کرتے رہے۝

ع ۲۸

افاداتِ محمود:

حضرت عمرو بن عاصؓ اسلام لے آنے سے قبل مسیلمہ کذاب کے ہاں گئے۔ مسیلمہ نے پوچھا کہ آپ لوگوں کے ساتھی (حضرت محمدؐ) پر کوئی نیا کلام نازل ہوا ہے۔ حضرت عمروؓ نے کہا ہاں ایک نہایت ہی بلیغانہ وادیبانہ شان رکھنے والی سورت نازل ہوئی ہے اور پھر سورۂ عصر مکمل سنائی۔ مسیلمہ کذاب نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا کہ مجھ پر بھی اس طرح کا کلام نازل ہوا ہے پھر اس نے چند بے ربط و بے معنی جملے حضرت عمروؓ کو سنائے اور پوچھا کہ عمرو اس کلام کے متعلق تیرا کیا خیال ہے۔ حضرت عمروؓ نے (باوجود مسلمان نہ ہونے کے) کہا کہ اللہ کی قسم تو خوب سمجھتا ہے کہ میں تجھ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں (کہاں قرآنی مضامین جو ظاہری و باطنی حکمتوں سے لبریز ہیں اور کہاں تیری تک بندی) (ابن کثیر)

صحابہ کرام کی جب آپس میں ملاقات ہوتی تھی تو ایک دوسرے سے جدا ہونے سے قبل ایک دوسرے کو سورۂ عصر سنادیا کرتے تھے۔

وَالْعَصْرِ ۝۱

عصر سے مراد یا تو مطلق زمانہ ہے اس کی قسم کھانے کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ عجائبات قدرت پر مشتمل ہے۔ اس سے انسان بہت کچھ عبرت حاصل کرسکتا ہے، بشرطیکہ غور کرے یا مراد خاص عصر کا وقت ہے جو نہایت ہی قیمتی ہے۔

لَفِيْ خُسْرٍ ۝۲

ابوجہل، ولید بن مغیرہ اور ابولہب وغیرہ نے کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خسارے والی تجارت اپنائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرما کر بتلادیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے پیروکار فائدہ میں ہیں۔ ان کی

تجارت بڑی نفع بخش ہے، البتہ تم لوگ دین اسلام سے محروم رہ کر خسارے میں پڑ گئے ہو۔

خسران اس خسارے اور نقصان کو کہا جاتا ہے کہ جس میں اصل پونجی اور رأس المال بھی ضائع ہو جائے۔ اس لیے بعض مفسرین سے منقول ہے کہ ہم نے خسران کا مفہوم ایک برف فروش سے سیکھا۔ وہ لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ لوگو اس شخص کے حال پر رحم کرو جس کا رأس المال پگھل رہا ہے۔ مجھ پر رحم کر کے برف خریدو ورنہ میرا رأس المال یعنی اصل پونجی سے خریدی ہوئی برف پگھل رہی ہے۔ اگر برف نہ بکی تو میرا رأس المال ضائع ہو جائے گا۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ اور وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اس آیت میں حقوق اللہ اور حقوق العباد سب کے سب شامل ہیں۔ واللہ اعلم

ربعہا سورۃ الھمزۃ مکیۃ ۱۰۴ ۳۲ رکوعھا

آیتیں ۹ سورت ہُمزہ مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ① الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ② يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ
ہر غیبت کرنے والے طعنہ دینے والے کے لئے ہلاکت ہے۞ جو مال کو جمع کرتا ہے اور اسے گنتار ہتا ہے۞ وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اسے
اَخْلَدَهٗ ③ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ④ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ⑤ نَارُ اللّٰهِ
سدار کھے گا۞ ہر گز نہیں وہ ضرور حطمہ میں پھینکا جائے گا۞ اور آپ کو کیا معلوم حطمہ کیا ہے۞ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی
الْمُوْقَدَةُ ⑥ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ⑦ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ⑧ فِىْ عَمَدٍ
آگ ہے۞ جو دلوں تک جا پہنچتی ہے۞ بیشک وہ ان پر چاروں طرف سے بند کر دی جائے گی۞ لمبے لمبے
مُّمَدَّدَةٍ ⑨
ستونوں میں۞

ع

افاداتِ محمود:

ماقبل سورت سے مناسبت یہ ہے کہ وہاں جس خسران کا اجمالی ذکر تھا یہاں اس کی تفصیل ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ①

اُمیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ اور بعض دوسرے لوگ مال و سرداری کے نشہ میں مست ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو طعنے دیتے اور آپؐ کی عیب جوئی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خرابی و بربادی ہے ہر طعنہ دینے اور عیب جوئی کرنے والے کے لیے۔ ھمز اور لمز کے متعلق مختلف اقوال ہیں، لیکن سب قریب قریب ہیں۔ (۱) ہمز بالقول اور لمز بالفعل ہوتا ہے۔ (۲) ہمز وہ برائی ہے جو کسی کے سامنے کی جائے اور لمز وہ برائی ہے جو کسی کے پس پشت کی جائے۔ (۳) امام مجاہدؒ سے منقول ہے اگر کسی کی برائی ہاتھ اور آنکھ سے کی جائے تو یہ ہمز ہے اور اگر کسی کی برائی زبان سے کی جائے تو یہ لمز ہے۔

تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ⑦

یعنی جہنم کی آگ اتنی سخت ہے کہ گوشت اور ہڈیوں سے گزر کر دلوں تک جا پہنچے گی۔ حدیث میں ہے کہ جو آگ تم لوگ استعمال کرتے ہو، اس کی حرارت جہنم کی آگ سے ستر گنا کم ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ دنیا کی آگ دو دفعہ دریا کے پانی سے دھوئی جا چکی ہے تب قابل استعمال بنی ہے ورنہ تم اس سے کبھی نفع نہ اُٹھا سکتے۔ (ابن کثیر)

(۱۰۵) سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ (۱۹)

آیتیں ۵ سورت فیل مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝۲
کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں سے کیا برتاؤ کیا۔ کیا اس نے ان کی تدبیر کو بے کار نہیں بنا دیا تھا۔
وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝۳ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۴ فَجَعَلَهُمْ
اور اس نے ان پر غول کے غول پرندے بھیجے۔ جہاں پر پتھر کنکر کی قسم کے پھینکتے تھے۔ پھر انہیں کھائے ہوئے
كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵
بھس کی طرح کر ڈالا۔

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

اصحاب فیل کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے مکہ والوں کی نصرت و مدد فرمائی تھی اور اصحاب فیل کو خائب و خاسر کر کے ہلاک کر دیا تھا۔ یہ اہل مکہ کی کوئی ذاتی شرافت و قومی برکت نہیں ہے، بلکہ بیت اللہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت و مدد فرمائی۔ نیز یہ بھی بتلایا گیا کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ فرمایا ہے۔ اسی طرح بیت اللہ کے سب سے بزرگ اور عظیم الشان متولی یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی حفاظت فرمائیں گے۔

حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے یمن پر مقرر کردہ حاکم ابرہہ نے بادشاہ کو لکھا کہ میں یمن میں ایک عظیم الشان اور بے مثال گرجا گھر تعمیر کروانا چاہتا ہوں تاکہ لوگ جو مسجد حرام میں حج کے لیے جاتے ہیں، وہ وہاں جانا چھوڑ کر یہاں آنا شروع کر دیں۔ چنانچہ اس نے ایک عجیب و غریب عمارت بنوادی جس کی بلندی کی طرف دیکھنے سے سر سے ٹوپی گر جاتی تھی۔ بلند و بالا عمارتیں تعمیر کرنا ہمیشہ سے کفر کا شیوہ رہا ہے۔ جب لوگوں کو ابرہہ کی اس نیت فاسد کا پتا چلا تو دوسرے لوگوں کو عموماً اور قریش کو خصوصاً بڑا غصہ آیا جس کے نتیجہ میں بعض نے اس عمارت میں گندگی ڈال دی اور بعض نے اس کے قریب آگ روشن کی۔ اس سے اس عمارت کو آگ لگ گئی اور بڑا نقصان پہنچا۔

ابرہہ نے قسم کھائی کہ اب میں ایک لشکر جرار لے کر خانہ کعبہ کی طرف جاؤں گا اور جب تک اس کی اینٹ سے اینٹ نہ بجا دوں چین سے نہ بیٹھوں گا۔ چنانچہ وہ ساز و سامان سے لیس ایک خوفناک لشکر لے کر روانہ ہوا۔ راستہ میں عربوں کے چھوٹے چھوٹے قبائل مقابلہ کے لیے نکل آئے، لیکن اس لشکر جرار کے حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے بعض مقتول اور بعض مغلوب ہو جاتے۔ اسی طرح ایک قبیلہ سے انہوں نے نفیل بن حبیب کو گرفتار کر لیا۔ پہلے تو اس کے قتل کا ارادہ تھا، لیکن پھر اس کو اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ تو حجاز کی طرف ہماری رہبری کرے گا۔ یہاں تو ابرہہ کی لشکر کی رہبری کی، لیکن آگے چل کر اس نے محمود نامی ہاتھی کی بھی خوب رہبری کی جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ ابرہہ کے لشکر نے مکہ کے قریب بہت سے لوگوں کے اونٹ جو صحرا میں چر رہے تھے قبضے میں لے لیے جن میں ۲۰۰ دو صد اونٹ خواجہ عبدالمطلب کے تھے۔

ابرہہ نے جب کعبہ کے قریب پڑاؤ ڈالا تو لوگوں سے کہا کہ مکہ کے سرکردہ ارکان اور خانہ کعبہ کے متولیان کو پیغام دیا جائے کہ میں اُن سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ خواجہ عبدالمطلب جب مجلس میں آ گئے تو ان کے حسن و جمال اور رتبی کمال کا اس قدر دبدبہ تھا کہ ابرہہ ان کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ جب ترجمان کے ذریعہ خواجہ عبدالمطلب سے پوچھا گیا کہ آپ کس مقصد سے آئے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ تمہارے لشکر نے میرے دو صد اونٹ اپنے قبضہ میں لے لیے ہیں۔ میں ان کا مطالبہ کرنے آیا ہوں۔ ابرہہ نے کہا مجھے تو بڑا تعجب ہوا کہ ہم خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لیے آئے ہیں جو تمہارے آباء و اجداد کی نشانی ہے اور تمہیں اونٹوں کی پڑی ہوئی ہے۔ عبدالمطلب نے کہا کہ اونٹوں کا میں مالک ہوں اور بیت اللہ کا مالک موجود ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو بیت اللہ کی حفاظت کرے گا۔ عبدالمطلب اپنے اونٹ لے کر واپس آ گئے اور مکہ والوں سے کہا کہ ان لوگوں پر عذاب نازل ہوگا، لہٰذا تم لوگ مکہ خالی کر کے اپنے بچوں اور جانوروں سمیت پہاڑوں پر چڑھ جاؤ۔ عبدالمطلب نے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ خانہ کعبہ کے دروازہ کی زنجیر پکڑ کر دعا مانگی جس میں دو شعر بھی پڑھے تھے جو درج ذیل ہیں۔

لا ھم ان المرأ یم ‏ ‏ ‏ ‏ نع رحله فامنع رحالک

لا یغلبن صلیبهم ‏ ‏ ‏ ‏ ومحالهم ابداً محالک

اے اللہ آدمی اپنی جگہ کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔

ان کا صلیب اور ان کی تدبیر تیری تدبیر پر ہرگز غالب نہیں آ سکتی۔

یہ رات گزر گئی اور ابرہہ کے لشکر نے مکہ کے باہر ہی پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ جب صبح ہوئی اور ان لوگوں نے مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ ویسے تو وہ بہت سارے ہاتھی ساتھ لے کر آئے تھے، لیکن محمود نامی ہاتھی بہت ہی قوی اور عظیم الجثہ تھا۔ ابرہہ اور اس کے کارندوں کا یہ خیال تھا کہ ہاتھیوں کے گلوں میں رسیاں ڈال دیں گے اور ادھر بیت

اللہ کی دیواروں میں بھی سوراخ کر کے رسیاں ڈال دیں گے۔ جب ہاتھی رسیوں کو کھینچیں گے تو یک لخت بیت اللہ گر جائے گا (العیاذ باللہ) محمود نامی ہاتھی کو کعبہ کی طرف متوجہ کیا تو نفیل بن حبیب، جس کو رہبری کے لیے عبدالعصا بنا کر ہمراہ لائے تھے، نے محمود نامی ہاتھی کے کان میں کہہ دیا کہ ''بیٹھ جا اور جہاں سے آیا ہے عزت کے ساتھ وہیں لوٹ جا۔'' چنانچہ وہ بیٹھ گیا۔ جب یہ لوگ اس کا رخ کسی اور طرف کرتے تو اٹھ کر چل پڑتا اور جب اس کا رخ کعبہ کی طرف کرتے تو بیٹھ جاتا۔ نفیل بن حبیب بھی پہاڑی پر چڑھ کر یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں سمندر کی طرف سے چھوٹے چھوٹے پرندے غول در غول آنے لگے۔ ہر پرندے کے پاس تین کنکریاں ہوتی تھیں۔ ایک چونچ اور دو پنجوں میں۔ وہ کنکر بندوق کی گولی سے زیادہ سخت اور جوہری ہتھیار سے زیادہ مسموم ثابت ہوئے۔ بہت سے لوگ موقع پر ہی ہلاک ہو گئے اور جو بھاگ گئے وہ بھی راستہ میں یا آگے چل کر موت کے گھاٹ اُتر گئے۔ سورۂ فیل میں اس واقعہ کا بیان ہے۔ واللہ اعلم

(۱۰۶) سُوْرَۃُ قُرَیْشٍ مَکِّیَّۃٌ (۲۹)

آیتیں ۴ سورت قریش مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ﴿١﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ﴿٢﴾ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا

اس لئے کہ قریش کو مانوس کر دیا ○ ان کو جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے باعث ○ ان کو اس گھر کے مالک کی عبادت

الْبَيْتِ ﴿٣﴾ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿٤﴾

کرنی چاہیے ○ جس نے ان کو بھوک میں کھلایا اور ان کو خوف سے امن دیا ○

افاداتِ محمود:

اس سورت کا معنوی طور پر تو پہلی سورت کے ساتھ تعلق ہے ہی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کے مقابلہ میں قریش کی نصرت و مدد فرمائی پھر قریش کو کعبہ کی برکت سے یہ امن نصیب فرمایا کہ یہ سردی اور گرمی میں یمن اور شام کی طرف سفر کر کے ضروریات زندگی لاتے۔ پھر امن وسکون کے ساتھ کھاتے پیتے اور پہنتے۔ جبکہ مکہ سے باہر لوٹ کھسوٹ غصب اور ڈاکہ زنی کا بازار گرم رہتا، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کا شکر یہ یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے اور اُسی کو پکارا جائے اور کسی کی پرستش نہ کی جائے۔ لفظی تعلق ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ کے صحیفہ میں ان دونوں سورتوں کے درمیان بسم اللہ نہیں ہے، بلکہ دونوں ایک ہی سورت ہیں۔

لِاِيْلٰفِ اس جار و مجرور کے متعلق مختلف اقوال ہیں جن کا خلاصہ دو باتوں میں منحصر ہے۔ (۱) یا تو اس جار و مجرور کا تعلق محذوف عبارت کے ساتھ ہے جو ناشی سورت سابق سے ہے ای حسب عن مكة فيل و اهلكنا اهله لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ الخ یعنی مکہ سے ہاتھی والوں کو روکنا اور پھر ان کو ہلاک کرنا یہ قریش کی محبت کی وجہ سے کیا (۲) یا اس جار و مجرور کا تعلق ''فَلْيَعْبُدُوْا'' صیغہ فعل امر کے ساتھ ہے جو بعد میں واقع ہے اور یہ چونکہ متضمن ہے معنی شرط کو لہٰذا اس وجہ سے فا بھی ساتھ آئی ہے۔ اس سورت میں قریش کی بڑی فضیلت ہے۔ ایک دفعہ حضورؐ نے قریش کی خصوصیتیں ذکر فرمائیں۔ منجملہ ان میں سے یہ بھی فرمایا کہ ان کے نام کی سورت اللہ تعالیٰ نے قران کریم میں نازل فرمائی ہے۔ قریش کی اکثریت تجارت پیشہ تھی۔ یہ لوگ سال بھر میں دو دفعہ سفر کرتے تھے۔ ایک سفر گرمی کے موسم میں اور ایک سفر سردی کے موسم اور پھر آرام سے بیٹھ کر سال بھر کھاتے تھے۔ آج بھی دنیا کے گوشے گوشے

سے لوگ حج کے لیے آتے ہیں اور مکے والے سال بھر کی کسر ان دونوں میں نکال دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنی یہ نعمت عظمیٰ یاد دلا کر اپنی عبادت اور شرک سے اجتناب کی ترغیب دی ہے۔ اُس زمانے کے اہل مکہ تو چنداں متوجہ نہ ہوئے لیکن یہ اللہ کا فضل و کرم ہے کہ آج وہاں اہل توحید کی حکومت ہے اور شائبہ شرک میں برداشت نہیں کرتے، فللہ الحمد

(۱۰۷) سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ (۱۷)

آیتیں ۷ سورت ماعون مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝۱ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝۲ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى
کیا آپ نے اس کو دیکھا جو روزِ جزا کو جھٹلاتا ہے۝ پس وہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۝ اور مسکین کو کھانا
طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝۳ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝۴ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝۵
کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۝ پس ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے۝ جو اپنی نماز سے غافل ہیں۝
الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝۶ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝۷
جو دکھلاوا کرتے ہیں۝ اور برتنے کی چیز تک روکتے ہیں ۝

افاداتِ محمود:

اس سورت میں عاص بن وائل اور عبداللہ بن اُبی جیسے لوگوں کے اعمال فاسدہ کا بیان ہے کہ اول تو قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہیں، حساب کتاب اور جزا سزا کا اعتقاد ہی نہیں رکھتے۔ پھر جن لوگوں کے دلوں میں ذرا بھی شفقت اور مہربانی ہوتی ہے وہ یتیموں سے اچھا سلوک کرتے ہیں، لیکن یہ خود مسکینوں اور یتیموں کو ظلم کا تختہ مشق بنانے والے یتیموں سے کیا سلوک کریں گے۔ آگے فرمایا جو نمازیں غفلت کے ساتھ پڑھتے ہیں ان کے لیے ہلاکت ہو جو یہ دھیان نہیں کرتے کہ ہم کس کے سامنے کھڑے ہیں اور یہ عبادت کس شان سے ہونی چاہیے۔

صرف نماز ہی کیا، یہ لوگ تو جملہ اعمال ریاکاری اور دکھلاوے کے لیے کرتے ہیں۔ بھلا ایسے اعمال میں کیا برکت ہوگی ایسے اعمال کر کے زندگی سُدھرنے کی امید رکھنا حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم دن بھر میں (۴۰۰) چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ وہ ریاکاروں کے لیے ہے (اعاذ نا اللہ منہا) اور وہ مساکین سے کیا سلوک کریں گے اور نمازیں کیا اخلاص سے پڑھیں گے۔ وہ تو چھوٹی چھوٹی چیزیں مثل ماچس، کلہاڑی اور پلیٹ وغیرہ لوگوں سے بوقت ضرورت منع کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسی چیزوں کی غمی خوشی کے موقع پر روزانہ ضرورت پڑتی ہے اور لوگ ایک دوسرے کو دیتے ہیں۔ کوئی منع نہیں کرتا۔ سوائے ایسے بخیل لوگوں کے جو جنت سے دور اور جہنم سے قریب ہیں۔ واللہ اعلم

رکوعہا ۱ (۱۰۸ سُوْرَۃُ الْکَوْثَرِ مَکِّیَّۃٌ ۱۵) آیاتہا ۳

آیتیں ۳ سورت کوثر مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ
بے شک ہم نے آپ کو کوثر دی ۝ پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھیئے اور قربانی کیجئے ۝ بے شک آپ کا دشمن ہی
الْاَبْتَرُ ۝۳ ع
بے نام ونشان ہے ۝

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے بچپن میں انتقال کر گئے تو ابوجہل، ابولہب، کعب بن اشرف اور کفار کی ایک جماعت نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بچے چونکہ فوت ہو چکے ہیں، لہٰذا اب کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ ان کی تحریک ان کی زندگی تک رہے گی اور ان کی وفات کے بعد ان کا کوئی نام لیوا نہ ہوگا (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرما کر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ ہم نے آپ کو ''کوثر'' سے نوازا۔ کوثر سے ہر خیر بھی مراد لی جاسکتی ہے اور خصوصاً حوض کوثر بھی جس کا ذکر صحیح احادیث میں آیا ہے۔ احادیث سے دو حوض کوثر ثابت ہوتے ہیں۔ ایک جنت میں اور ایک میدان حشر میں۔ ممکن ہے کہ اصل تو جنت والا ہو اور میدان حشر والا میدان حشر ہی کی تھکاوٹ دور کرنے کے لیے ہو، لہٰذا اس نعمت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی نماز اور قربانی دونوں خالصتاً اللہ کے لیے ہونی چاہئیں۔ مشرکین مکہ کی طرح غیر اللہ کے لیے نہ ہوں۔ وانحر دوسری توجیہات بھی ہیں لیکن نص کے موافق اور لغت عربی کے قریب تر وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ مشرکین مکہ کی عبادتیں مثل نماز اور قربانی وغیرہ غیر اللہ اور بتوں کے نام ہوا کرتی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے فرمایا کہ آپ کی عبادتیں جیسے خالص لوجہ اللہ ہیں، آپ کو اسی روش پر قائم رہنا چاہیے۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ الْاَبْتَرُ اصل لغت میں دم بریدہ کو کہتے ہیں جس کی دم کٹ جائے اور عربوں کے عرف عام میں یہ لفظ اس شخص کے لیے استعمال ہوتا تھا جس کی اولاد نہ ہوتی تھی یا فوت ہو جاتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے چونکہ اپنے لاڈلے نبی کو " وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ " کی خوشخبری سنائی تھی۔ الحمد للہ اس وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ کے بعد روئے زمین پر جتنا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لیا گیا ہے اور لیا جاتا ہے نہ کسی اور کا لیا گیا ہے اور نہ لیا جائے گا۔ بنظر انصاف دیکھنے والے خود ہی اس بات کا فیصلہ کر سکیں گے۔ اس پر کسی دلیل اور حجت قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ زمین، شجر، حجر، سمندروں کی تہہ میں اور فضاؤں میں گونجنے والا کلمہ اور اذانیں یہ سب ہی شہادت کو کافی ہیں۔ ابتر کہنے والے احمقوں کو کیا معلوم کہ جب آپ کا نام نامی کلمہ کا جزو، اذان کا جزو اور نماز کا جزو ہے تو پھر کب ممکن ہوگا کہ آپ کا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

آیاتہا ۶ ۱۰۹ سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْنَ مَکِّیَّۃٌ ۱۸ رکوعہا ۱

آیتیں ٦ سورت کٰفرون مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
قُلْ یٰۤاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ۝۱ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ
کہہ دو اے کافرو ۝ نہ تو میں تمہارے معبودوں کی عبادت کرتا ہوں ۝ اور نہ تم ہی میرے معبود کی
اَعْبُدُ ۝۳ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۵ لَکُمْ دِیْنُکُمْ
عبادت کرتے ہو ۝ اور نہ میں تمہارے معبودوں کی عبادت کروں گا ۝ اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرو گے ۝ تمہارے لئے تمہارا دین ہے
وَلِیَ دِیْنِ ۝۶
اور میرے لئے میرا دین ۝

ع

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

ابن جریر طبری وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ مشرکین مکہ کا ایک وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا کہ آیئے اس بات پر صلح کر لیتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے لیے ہم آپ سے مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور کچھ عرصہ کے لیے آپ ہمارے ساتھ مل کر ان بتوں کی پرستش کریں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک کروں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ میرے محبوبؐ ان کو دوٹوک الفاظ میں سمجھا دیجیے تا کہ کسی کے دل میں ایسی صلح، جو سراسر فساد اور بغاوت پر مبنی ہو، کی طمع اور امید پیدا ہی نہ ہو۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے خوب وضاحت سے سمجھا دیا کہ نبی اور اتباعِ نبی نہ بالفعل شرک کے مرتکب ہو سکتے ہیں اور نہ بالقوۃ۔ کیونکہ نبی کو تو بھیجا ہی شرک کے مٹانے کے لیے تھا۔ اگر نبی ہی شرک کا ارتکاب کرے تو معلوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب غلط تھا (العیاذ باللہ) لہٰذا ایسی صلح جو پر از فساد ہو اور ایسی شراکت جو مبنی بر کفر و شرارت ہو نہ نبی کو اس کی دعوت دو اور نہ نبی سے ایسی اُمید رکھو، بلکہ '' لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۝ '' والے ضابطے پر عمل ہوگا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی کہ یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔ لہٰذا اُن کی شقاوت ظاہر کرنے کے لیے یہ آیات نازل ہوئیں۔ واللہ اعلم

رکوعہا ۱ سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۰ آیاتہا ۳

آیتیں ۳ سورت نصر مدنی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝١ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ
جب اللہ کی مدد اور فتح آ چکی ۝ اور آپ نے لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے
اَفْوَاجًا ۝٢ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝٣
دیکھ لیا ۝ تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے اور اس سے معافی مانگئے بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے ۝

افاداتِ محمود:

حافظ ابن کثیر نے بروایت بخاری اور ابن ابی حاتم نقل کیا ہے کہ عرب قبائل یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کی قوم کے ساتھ معاملہ دیکھو۔ اگر یہ اپنی قوم پر غالب آ گئے اور مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو یہ نبی ہیں۔ پھر ان کے ہاتھ پہ مسلمان ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ جب ۸ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہوا تو پھر قبائل عرب فوج در فوج اور جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ

حضرت فاروق اعظمؓ حضرت ابن عباسؓ کو بدری اور بزرگ صحابہ کے درمیان بٹھاتے تھے۔ بعض لوگوں نے دبی آواز میں کہا ہوگا کہ یہ (ابن عباسؓ) تو ہمارے بچوں کا ہم عمر ہے اور اس کے ہم عمر ہمارے بھی لڑکے ہیں۔ گویا باوجود کم عمری کے بڑوں میں بیٹھنا اور رائے دینا ناپسند کیا۔ فاروق اعظمؓ نے یہ احوال بھانپ لیے۔ ایک دن جب بڑے بڑے حضرات تشریف فرما تھے، آپ نے حضرت ابن عباسؓ کو بھی پاس بیٹھنے کی دعوت دی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے لوگوں سے پوچھا کہ ”فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ“ کا کیا مطلب ہے؟ بعض لوگ تو خاموش رہے اور بعض نے کہا کہ بس حضورؐ کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی تسبیح اور استغفار کا حکم ہے۔ پھر ابن عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ تیرا کیا خیال ہے؟ حضرت ابن عباس نے کہا ”فیه اجل رسول الله“ اس میں اللہ کے رسول کی رحلت اور وفات کی طرف اشارہ ہے۔ جس مقصد کے لیے آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا، وہ مقصد پورا ہو گیا، لہٰذا اب کثرت تسبیح واستغفار کے ساتھ آخرت کے سفر کے لیے تیاری کیجیے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا: ”میں بھی اس کا یہی مطلب جانتا ہوں جو تو نے بتلا دیا“۔ حدیث میں ہے کہ اس سورت کے نازل

ہونے کے بعد حضورؐ نے تسبیح اور استغفار کا خوب اہتمام فرمایا، اور ہم سب کے لیے اس میں درس عبرت ہے کہ انسان اگر کسی طرح محسوس کرے کہ آخری وقت ہے تو اس کو عام اوقات سے زیادہ نیک اعمال میں لگ جانا چاہیے۔ خصوصاً تسبیح اور استغفار میں۔ واللہ اعلم

(۱۱۱) سُوْرَۃُ اللَّھَبِ مَکِّیَّۃٌ (۶) — رکوعہا ۱ — آیاتہا ۵

آیتیں ۵ — سورت لہب مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝۲

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہوگیا○ اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا اس کے کام نہ آیا○

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴ فِيْ جِيْدِهَا

وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑے گا○ اور اس کی عورت بھی جو ایندھن اٹھائے پھرتی تھی○ اس کی گردن میں

ع حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

مونج کی رسی ہے○

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

ابولہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہے۔اس کا نام عبدالعزیٰ اور کنیت ابوعتبہ اور لقب ابولہب ہے۔لہب عربی میں آگ کے شعلے کو کہتے ہیں ابولہب کا چہرۂ نہایت ہی روشن اور سرخ تھا،اس وجہ سے ابولہب کے لقب سے مشہور ہوگیا۔حضورؐ کے چچا ہونے کے باوجود حضورؐ سے اس کو اور اس کی بیوی ام جمیل جس کا نام اروی تھا کو بڑی گہری دشمنی تھی۔مسند احمد میں ربیعہ بن عباد سے روایت ہے کہ میں نے ذوالمجاز بازار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ لوگوں سے فرمارہے ہیں۔"یاایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا یعنی لا الا اللہ پڑھو کامیاب ہوجاؤ گے۔لوگ حضور کے پاس جمع ہوتے تھے،لیکن پیچھے پیچھے ایک نہایت روشن چہرے والا شخص لوگوں سے کہتا تھا کہ یہ (محمدؐ) شخص بے دین جھوٹا ہے (العیاذ باللہ) حضورؐ جہاں تشریف لے جاتے تھے وہ پیچھے ہوتا تھا۔جب میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے تو لوگوں نے بتایا کہ یہ اس کا چچا ہے۔اسی طرح ایک بار آپؐ نے بطحا کے قریب پہاڑی پر چڑھ کر "واصباحاہ" کی آواز لگائی تو تمام قریش آپؐ کے پاس جمع ہوگئے۔آپؐ نے ان سے فرمایا کہ اگر میں تم لوگوں کو کہوں کہ صبح یا شام کو دشمن تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم تصدیق کروگے یا تکذیب؟ سب نے کہا تصدیق کریں گے۔آپؐ نے فرمایا"فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید" پھر

میں تم لوگوں کے پاس ایک سخت عذاب کے متعلق ڈرسنانے کے لیے آیا ہوں۔ابولہب نے کہا تھاالھذا جمعتنا؟ تبالک'' یعنی کیا آپ نے ہمیں اسی بات کے لیے اکٹھا کیا تھا آپ کا براہو(العیاذ باللہ)

اس صورت حال میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ لہب نازل فرما دی۔ابولہب اور اس کی بیوی کو جواب مل گیا اور آئندہ کے لیے بھی ان کی عاقبت بتلائی گئی کہ جیسے دُنیا میں ابولہب کی بیوی ابولہب کے گستاخانہ کردار کے لیے معین ومددگار ثابت ہوئی،اسی طرح آخرت میں بھی جہنم کی آگ بھڑکانے میں معین ومددگار ثابت ہوگی۔دنیا میں جب ام جمیل کی موت واقع ہوئی تو گلے میں رسی کا پھندا پڑ گیا تھا اور آخرت میں بھی یہی صورت حال ہوگی۔ابولہب کو تو ایسی بددعا لگی کہ اس کے جسم پر ایک خطرناک پھوڑا نکل آیا۔گھر والوں نے باہر ایک طرف ڈال دیا۔بدبو کی وجہ سے کوئی قریب نہ جاسکتا تھا۔یہاں تک کہ جب وہ مرا تو چند حبشیوں نے اجرت پر اُس کے لیے گڑھا کھودا اور اس میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دی تھی۔

حضور جب دین اسلام کی دعوت دیتے تھے تو یہ الفاظ کہتے تھے۔قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا اس کو بہت سے مولوی اور خطیب حضرات تفلحون پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔کیونکہ یہ جواب امر ہے جس سے نون جمع کا ساقط ہونا قانوناً ناگزیر ہے۔واللہ اعلم

رکوعہا ۱۱۲ سُوْرَةُ الْإِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ ۲۲ آیاتہا ۴

آیتیں ۴ سورت اخلاص مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ① اللَّهُ الصَّمَدُ ② لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ③ وَلَمْ يَكُن
کہہ دو وہ اللہ ایک ہے ○ اللہ بے نیاز ہے ○ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے ○ اور اس کے برابر کا
لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ④
کوئی نہیں ہے ○

ع

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

ابن کثیرؒ نے بروایت حضرت اُبی بن کعبؓ نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند مشرکین آ گئے کہ آپ اپنے رب کا نسب بیان کریں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمادی کہ نہ اس کی اولاد ہے، نہ وہ کسی سے پیدا شدہ ہے، نہ اس جیسا کائنات میں کوئی اور موجود ہے۔

فضیلت

سورۂ اخلاص کے متعلق حضورؐ کا ارشاد مبارک ہے کہ یہ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ حضور اکرمؐ فجر کی سنتوں کی پہلی رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ① اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ① پڑھتے تھے۔ اسی طرح مغرب کی دو سنتوں میں آپ اکثر ان ہی دونوں سورتوں کو پڑھتے تھے اور طواف کے بعد جو دو رکعت نفل نماز پڑھی جاتی ہیں، اس میں بھی آپؐ ان دو سورتوں کو پڑھتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا جو شخص ۱۱ بار سورۂ اخلاص پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک محل جنت میں تیار فرمادیں گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا حضورؐ پھر تو ہم اپنے لیے جنت میں بہت سارے محل بنوالیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا عمرؓ اللہ کے خزانے بڑے وسیع ہیں۔

اس سورت میں چونکہ توحید کا مضمون ایک بلیغانہ انداز میں بیان ہوا ہے لہٰذا جو شخص اس کو کثرت سے پڑھے گا اور اس کے پڑھنے پر مداومت کرے گا تو وہ رفتہ رفتہ شرک کی آلودگیوں سے پاک ہو جائے گا اور راسخ العقیدہ مسلمان بن جائے گا۔ واللہ اعلم

آیاتہا ۵ ﴿۱۱۳ سورۃ الفلق مکیۃ ۲۰﴾ رکوعہا ۱

آیتیں ۵ سورت فلق مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳
کہہ دو صبح کے پیدا کرنے والے کی پناہ مانگتا ہوں۝ اس کی مخلوقات کے شر سے۝ اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے۝
وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝۴ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵
اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے۝ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۝

آیاتہا ۶ ﴿۱۱۴ سورۃ الناس مکیۃ ۲۱﴾ رکوعہا ۱

آیتیں ۶ سورت ناس مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ
کہہ دو میں لوگوں کے رب کی پناہ میں آیا۝ لوگوں کے بادشاہ کی۝ لوگوں کے معبود کی۝ اس شیطان کے
الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ
شر سے جو وسوسہ ڈال کر چھپ جاتا ہے۝ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۝ جنوں
الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶
اور انسانوں میں سے۝

افاداتِ محمود:

سورۂ فلق میں تعوذ ایک ہے اور مقابلہ میں چار شر ہیں۔

(۱) فلق، پھوٹنے کے معنی میں ہے۔ رات کا اندھیرا جب ختم ہونے کو ہوتا ہے اور پھر صبح کی روشنی نمودار ہوتی

ہے اس کو فلق کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ فلق بمعنی خلق ہے۔ یعنی پناہ چاہتا ہوں مخلوق کے رب کی۔ حضرت کعب الاحبار سے منقول ہے کہ فلق جہنم میں ایک گھر ہے۔ جب اس کا دروازہ کھلتا ہے تو شدت حرارت کی وجہ سے تمام اہل جہنم چیخ پڑتے ہیں۔ بعض دیگر لوگوں سے منقول ہے کہ فلق جہنم کی تہہ میں ایک کنواں ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ فلق جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے لیکن سہل اور محقق بات یہ ہے کہ فلق صبح کی روشنی کے معنی میں ہے۔

مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ تمام مخلوق کی شر سے۔

وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ اور اندھیرے کی شر سے جب وہ سمٹ آئے۔ امام مجاہدؒ سے منقول ہے کہ اس سے مراد غروب آفتاب ہے۔ مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو چاند دکھلایا۔ جب وہ طلوع ہو رہا تھا اور پھر فرمایا کہ یہ جب غروب ہونے لگے تو اس کی شر سے پناہ مانگ۔ بہرحال مآل سب کا ایک ہے کیونکہ ساحرانہ اعمال اکثر راتوں کو ہوتے ہیں۔

وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۝ اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کی شر سے، مراد جادو کرنے والی عورتیں ہیں۔ امام مجاہدؒ اور حضرت عکرمہؒ سے یہی منقول ہے۔

وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ حاسد لوگ اپنے لیے کچھ نہیں مانگتے۔ بلکہ ہمیشہ اس بات سے جلتے اور سڑتے ہیں کہ فلاں کے پاس یہ نعمت کیوں ہے۔ اس کے پاس سے یہ نعمتیں سلب ہو جائیں اور یہ محروم ولاچار ہو کر بیٹھ جائے۔ اگر اپنے لیے کوئی مانگے کہ اے اللہ! آپ نے جیسے اپنے فلاں بندے کو نوازا ہے مجھے بھی ایسی نعمتیں عطا فرما تو یہ غبطہ ہے جو کہ اسلام میں جائز ہے۔

سورۂ ناس میں پناہ ایک ہے جس کی شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔ وہ بھی ایک ہے اور جس رب کے ذریعہ پناہ مانگی گئی ہے اس کی صفات ثلاثہ مذکور ہیں۔

بِرَبِّ النَّاسِ میں ناس سے مراد نابالغ اور تربیت کے محتاج لوگ ہیں۔

مَلِکِ النَّاسِ میں ناس سے سرکش اور نافرمان لوگوں کی طرف اشارہ ہے۔ جن کو بادشاہ کنٹرول کرتا ہے۔

اِلٰہِ النَّاسِ بوڑھے اور بزرگ لوگوں کی طرف اشارہ ہے۔

الۡخَنَّاسِ ۝ پیچھے کو ہٹنے والا۔ جب انسان غافل ہوتا ہے تو شیطان اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور انسان کو برابر بہکاتا اور پھسلاتا ہے اور جب وہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو شیطان فوراً پیچھے کو ہٹ جاتا ہے۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان لگایا ہوا ہے جو اُس کو گمراہ کرتا ہے۔ صحابہؓ نے کہا حضورؐ آپ کے ساتھ بھی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی وہ مسلمان ہو گیا۔ اب بجز خیر کے مجھے اور کچھ نہیں کہتا۔

شانِ نزول

حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دیگر صحابہؓ سے منقول ہے کہ حضورؐ کی خدمت میں ایک یہودی لڑکا وقتاً فوقتاً آیا کرتا تھا۔ بعض یہود نے اور لبید بن اعصم نے جو کہ یہود کا حلیف تھا، اس کو بہلا اور پھسلا کر اس کے ذریعے حضورؐ کی ریش مبارک یا سر مبارک کے بال حاصل کر لیے جو اکثر کنگھا کرتے وقت کنگھی میں رہ جاتے تھے۔ انھوں نے ان بالوں کے ذریعے آپؐ پر جادو کر دیا۔ گیارہ گرھیں دے دیں اور سوئیاں بھی چبھو دیں اور اس کو کھجور کے کھوکھلے تنے میں رکھ کر اوپر سے ڈھانپ کر ذروان نامی کنویں میں رکھ کر اوپر ایک وزنی پتھر رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا اتنا سا اثر ہوا کہ ایک تو آپ کے سر مبارک کے بال کچھ گرنے لگے اور کچھ نسیان کا غلبہ ہوا کہ ایک کام آپ نے کیا نہیں ہوتا تھا، لیکن خیال فرماتے تھے کہ میں نے کیا یا اس کے برعکس۔ چھ مہینے یہ کیفیت طاری رہی۔ اس کے بعد آپؐ نے خواب میں دیکھا کہ دو آدمی (فرشتے) آئے۔ ایک آپ کے سر اور دوسرا پاؤں کی جانب بیٹھ گیا۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا ان کو (محمدؐ) کیا ہوا؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو ہوا ہے۔ پوچھا کس نے کیا ہے؟ کہنے لگا بنی زریق کے ایک شخص لبید بن اعصم نے۔ پوچھا کہاں ہے۔ دوسرے نے کہا کہ ذروان کنویں میں ہے۔ چنانچہ حضورؐ جب خواب سے بیدار ہوئے تو حضرت عائشہؓ سے فرمانے لگے میری بیماری کی اطلاع مجھ کو مرے رب نے کر دی۔ پھر حضورؐ نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کو بھیجا کہ وہاں سے بال اٹھا کر لے آئیں۔ اس صورت حال میں اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں سورتیں نازل فرما دیں۔ حضرتؐ ایک آیت پڑھتے تھے تو ایک گرہ کھل جاتی تھی۔ ان دونوں سورتوں کی گیارہ آیتیں آپ نے پڑھیں۔ اس بال کی گیارہ گرھیں تھیں جو سب کی سب کھل گئیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

کأنما انشط من عقال یعنی گویا میں رسیوں میں جکڑا ہوا تھا اور وہ اب کھل گئیں اور میرا جسم بالکل ہلکا ہو گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

بعض صحابہؓ نے حضورؐ سے اجازت مانگی کہ حضور ہم اس خبیث کا سر قلم کرنا چاہتے ہیں۔ سبحان اللہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا مجھ کو میرے رب نے شفا دے دی ہے اور اب میں اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام لینا پسند نہیں کرتا۔ حکومت مسلمانوں کی تھی اور یہودی ذمی تھے۔

معوذتین میں شفاء ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ابتدا میں یہ خیال تھا کہ شاید یہ دونوں سورتیں قرآن کا حصہ نہیں ہیں، بلکہ ردِ سحر وغیرہ کے لیے دعا ہیں۔ جیسے احادیث میں بہت ساری دعائیں آپؐ سے منقول ہیں، لیکن خود حضورؐ سے ان دونوں سورتوں کی تلاوت، نمازوں میں اور نمازوں کے علاوہ بھی ثابت ہے اور جمہور صحابہ کے ہاں یہ قرآن کی سورتیں ہیں اور تمام مصاحف میں مکتوب و منقول ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت ابن مسعودؓ کا رجوع الی مذہب جمہور الصحابۃ

ثابت ہے فلا یود شیء۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ ہر بیماری میں ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کرتے تھے۔ آخر میں جب آپ کی بیماری نے شدت اختیار کی تو میں یہ دونوں سورتیں پڑھ کر آپ ہی کا دست مبارک آپ کے جسم پر پھیر لیتی تھی اور آپ ہی کا ہاتھ آپ کے جسم پر پھیرنا برکت کی غرض سے تھا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم والفراغ من تبییض المسودۃ لسبع خلون من جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

فللہ الحمد اولاً واخرا والصلوٰۃ علی أھلھا بدایۃً ونھایۃً